بمیمنِ چمن پیرائی کون و مکان کارفرمای شادن کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوشربا یعنی
جادوئے تقریر نوعروس کلام زیبا دنو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنی

جلد پنجم حصہ اول

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم دثنار زبان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصاحب خوان
پسندیدہ مجالس امیران درمیان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بقمر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیہ طبع محلّی ہوئی

جز
ورق

اطلاع۔ اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور اُسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کرسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے دو صفحون مین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

اردو قصہ جات نثر

الف لیلہ بالتصویر۔ مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہی اُسکا ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام تخلص شایان مرحوم نے کیا ہی اس مرتبہ اسکا اختصار بعبارت دلچسپ مولوی حامد علی خان تخلص حامد نے کیا ہی لطف یہ کہ ہر رات کا ترجمہ علحدہ علحدہ ہی جس سے اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہی و تصاویر بھی اس مرتبہ اپنے اپنے موقع کے ساتھ نہایت عمدہ کشید قابل دید ہین۔

الضاً۔ حسب مراتب بالا۔

الف لیلہ بغیر تصویر۔ مترجمہ منشی طوطا رام شایان۔

مجموعۂ افسانہ دلپذیر۔ جسمین بیس فسانہ دلچسپ ہین کہ جو کتاب انگریزی موسومۂ ٹیلس فرام معروف بہ ٹیمس ٹیلس مصنفۂ شکسپیر صاحب نامی شاعر جناب مولوی محمد احسان اللہ صاحب نے بعبارت سلیس عام فہم ترجمہ کیا جنمیں نتائج سودمند مثل حکایات لقمان حکیم کے جلوہ نما ہین لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہندسہ و خاتمہ بھی جداگانہ ہی۔

فسانۂ عجائب جلی قلم۔ بالتصویر بعبارت رنگین دلنشین از مرزا رجب علی سرور۔

فسانۂ عجائب۔ متوسط قلم۔

الضاً۔ باریک قلم بلا تصویر۔

قصۂ موتی و بنولہ۔ ذخیرہ پند خردمندانہ۔

قصۂ گل صنوبر۔ از منشی ہیم چند۔

سروش سخن۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخرالدین حسین مودودی۔

الضاً۔ حسب مراتب بالا۔ غیر مطبع۔

طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون۔

قصۂ اگر گل۔

قصۂ گوپی چندر بھرتری۔

سنگاسن بتیسی نثر۔

قصۂ گل بکاولی۔ از منشی نہال چند۔

بیتال پچیسی۔ بالتصویر قصہ مشہور۔

نوزتن۔ قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور۔

لطائف ہندی۔ چٹکلے اور لطیفے مصنفۂ لالہ دیبی پرشاد

قصۂ سورجپور۔ حصہ اول از منشی جر نجی لال۔

قصۂ ماہ رمضان۔ از عبداللہ خان۔

فسانۂ دلفریب۔ از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب

قصۂ چہار گلزار۔ از منشی ہرگوپال صاحب۔

فہرست مضامین طلسم ہوشربا جلد پنجم حصۂ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس بخدمت ناظرین وشائقین

یہ حقیر پُرتقصیر خاکپاے صاحبان علم وکمال ذرۂ بیمقدار بیابان قدرشناسان فضیلت مآل
خوشہ چین خرمن ارباب سخن پیروشاعران ونثاران وبانیان اراکین قصرہاے نو
وکہن مصائب خوان شہنشاہ مشرقین خاکسار احمد حسین متخلص بہ قمر بخدمت ناظرین
وشائقین وصاحبان فصاحت آئین شاہد رعنا طلسم ہوش ربا عرض رسا ہی کہ بموجب
ارشاد فیض بنیاد جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مالک مطبع
نامی اودھ اخبار جو جلد پنجم وششم وہفتم کے ترجمہ وتصنیف مین مصروف ہوا
تو جلوۂ عروس مضامین مشغلہ ملاحظۂ اہل سخن پر موقوف ہوا روزمرہ واصطلاحات سے
اس کتاب نایاب کو بموجب اپنی حقیقت کے مملو کیا اُس زبان مین یہ جلدین تحریر ہونگی کہ جس
رنگ کو شاہزادگان عظام والامقام نے پسند فرمایا ہی براہ ذرہ نوازی وشرفا پروری اس
ہیچمدان کج مج زبان کی تعریف وتوصیف ازحد فرماتے ہین نیازمندکا مرتبہ بڑھاتے ہین
علاوہ اسکے طریقۂ داستان سرائی کی صورت یہ ہی کہ نہ ایسا طول ہو کہ سامع وخوانندہ
ملول ہو نہ بالکل مختصر ہو کہ مطالب ضروری مین فرق آئے اچھی طرح نہ سمجھا جائے انشاء اللہ
داستانہاے رنگین وفصاحت آئین اہل کمال ملاحظہ فرمائینگے یقین کامل ہی کہ لطف کلام اُٹھائینگے

دیگر آنکہ محرر جلد چہارم نے ایرج و قاسم کو طلسم آئینہ مین حیران و سرگردان چھوڑا ہی
لڑائیان ہوئین مگر ایرج نوجوان کو لوح طلسمی نہ ملی کلی باغ آرزو کی نہ کھلی فکر لوح مین تھے کہ
مرأت جادو نے طوفان جادو کو روانہ کیا طوفان جادو کا دریاے قہر و غضب جوش مین آیا
کہ ایرج و قاسم و شاپور و سیارہ و ملکہ خنظل و جملہ سرداران ہمراہی کو گرفتار کیا مرأت کو نامہ
لکھا کہ مین نے طلسم کشا وغیرہ کو پکڑ لیا اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی مرأت چونکہ حیران تھی کہ کئی
مرتبہ انکو گرفتار کیا مگر مطلب دلی حاصل نہوا جواب مین نامہ کے لکھا کہ ان سب کو بخدمت
خداوند لقا لیجا وہ تقدیر نوک کے قتل کرینگے ان سب کے خون سے ہاتھ بھرینگے طوفان بجوش
و خروش قیدیون کو لیکے چلا جس دن قریب لشکر لقا پہونچا مہتر شاپور نے رات کو جمعدار مردود
کو حقہ پلا کے بیہوش کیا اُسکی صورت بنکے کشتی حیات طوفان جادو کو غرق دریاے فنا کیا یعنے
ساحرون کو مارا ہنگامہ سُنکر اہالیان لشکر لقا ایرج و قاسم پر آپڑے یہ خبر امیر کو ہوئی مع سرداران
کے آکر شریک جنگ ہوے ایک جانب سے ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون
مسیر شاہنشاہ با توقیر سعد بن قباد و پہونچے داراے ہند لندھور بن سعدان کا بھی نعرہ ہوا
مالک اژدر و بہرام گرد صفدر و تورج بن بدیع الزمان و ہاشم تیغزن و خورشید بن
ہاشم وغیرہ نعرے کرکے گرے دوسری جانب سے سلیمان عنبرین موے کوہی و ناصر کوہی
و عنصر کوہی وغیرہ کل فوج کوہستان لیکر آئے جنگ عظیم واقع ہوئی لیکن وقت شب تھا شہزادہ
خاور سیاہ و ایرج نوجوان چونکہ اِسی وقت قید سے چھوٹے تھے سلاح جنگ بھی جسم انور پر نہ تھے
انتہا کے زخمی ہوے آخر کار کافر بدکیش نے فرار بر قرار کیا صاحبقران ایرج و قاسم وغیرہ
کو لیکر بارگاہ مین آئے ملکہ خنظل قید مین علیل ہو گئی تھی اپنے ملک کو گئی ۔

واضح رہے کہ ایرج نوجوان و قاسم و شاپور بعیش و سرور لشکر ظفر اثر مین ہین لیکن طلسم آئینہ
ابھی تک فتح نہین ہوا قبضہ و کر یہان آئے رہا ہوے انشاء اللہ انکا روانہ ہونا طرف طلسم آئینہ
کے ناظرین والا تمکین پر آئینہ ہوگا اور اس طلسم کی قرار واقعی قلعی کھلجائیگی ۔

بیمن چمن پیرای کون و مکان کارفرمای ماشان کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربای جادو تقریر نوعروس کلام زیبا و نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنے

جلد پنجم حصہ اول

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم دستار زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصاحب خوان پسندیدہ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بقمر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین بحلیہ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب طلسم ہوش ربا جلد پنجم من تصنیف شاعر شیرین مقال نثار بیمثال صاحب علم و ہنر جناب منشی مرزا احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر نظم مؤلف

ای بلبل خامہ ہان چہک جا ۔ ہو باغ سخن مین نغمہ پیرا ۔ آغاز ہو حمد کبریا کی
تعریف رقم کرون خدا کی ۔ کیا پاک ہی ذات رب عالم ۔ کیا کیا ہین صفات رب عالم
مالک ہی زمین و آسمان کا ۔ بانی ہی بنائے دو جہان کا ۔ کیا خاک کو اُسنے دی ہی تاثیر
مٹی ہی کہین کہین یہ اکسیر

زہے صنعت باغبان قضا و قدر کیا کیا نیرنگیان دکھاتین اللہ و اکبر کہین زیبائی شاہد گل کی کہین نغمہ سرائی بلبل کی کہین قمری طوق اطاعت بگردن مصروف تسبیح حق سرہ کہین فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف بہ کوکو ہر برگ و بار سے رنگ قدرت نمائی ہویدا ہی ملاحظہ چمنستان عالم سے بوے یکتائی پیدا ہی کارساز برحق خالق مطلق حلیم رحیم کریم سمیع علیم بصیر جل جلالہ و عم کمالہ

نعت جناب حبیب خدا اشرف انبیا محبوب خالق ارض و سما باعث ایجاد عالم محترم و محتشم ماہ اوج رسالت آفتاب عالمتاب آسمان نبوت نظم مؤلف

لکھ ای کلک نعت رسول خدا ۔ کہ صاحب ہی جو قاب قوسین کا ۔ وہ بزم نبوت کا مصباح ہی

طلسمات عالم کا فتاح ہی
یہ روشن ہی ہر ایک پر سربسر

اگر وں ذکر کیا اُسکے اعجاز کا
کیا ایک انگلی سے شق القمر
اکہ ہی لوح فتح طلسم جہان

رہے جس سے حیرت مین یاجر سدا
یہ مُہر نبوت سے پایا نشان

منقبت جناب امیر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام قصیدہ

ای ثنا خوان پیمبر یا امیر المومنین
مہد مین چیرا ہی اژدر یا امیر المومنین
تیرے بحر فیض کو دیکھے جو ای دریاے فیض
راز دانش با پیمبر یا امیر المومنین

قدر دانت رب اکبر یا امیر المومنین
عدل مین حضرت کے مجکو اک نکتہ یاد ہی
قطرہ بنجاے سمندر یا امیر المومنین
مدح خوان ہی یہ قمر شاہا نگاہ مہر کر

بچپنے سے ہو غضنفر یا امیر المومنین
قصۂ باز و کبوتر یا امیر المومنین
کنہ ذات با صفات حق ہی پیدا کسی
آفتاب ذرہ پرور یا امیر المومنین

سبب تصنیف حیرت افزا جلد پنجم کتاب طلسم ہوش ربا

بخدمت دقیقہ سنجان معانی پرور و سخنوران فیض گستر و قدر دانان متاع بازار معانی و خریداران جواہر زواہر کالاے ہوش رباے دکان سخندانی ناظرین اولوالابصار و نازک خیالان عالی وقار پر واضح و لائح ہو کہ حقیر سراپا تقصیر خاک پاے رہروان جادۂ منازل علم و کمال و کفش بردار سالکان مراحل قیل و قال اذل کونین منشی احمد حسین بندۂ احقر خالق جن و بشر متخلص بہ قمر عرض رسا ہی کہ ایک روز غریب خانے مین حاضر تھا کہ ہمارے دوست صادق محب واثق مورد فیوض لم یزلی جناب میر معصوم علی صاحب نے سرفراز نامہ فیض شمامہ جناب مستطاب معلی القاب قدر دان اہل فضل و ہنر سخن فہم و والا گہر گوہر بے بہاے بحر زخار ریاست سرو خرامان بوستان امارت نیر اعظم برج سپہر جاہ و جلال و بدر درخشان آسمان دولت و اقبال مسند نشین بزم خلق و مروت زینت افزاے اریکۂ شوکت جوہر شناس فلک اساس والا مرتبت عالی ہمت ادیب صاحب تہذیب نافع الخلق جامع الخلق نظم

حفظ آداب مین آئے نہ کسی طرح خلل
فیض تعلیم سے قالب مین گئی روح بدل
ادب آموز فلاطون ہین مضامین خیال
حشر تک ہفت اقلیم رہین سب عمل

دیکھو او طبع رسا خوب سنبھل خوب سنبھل
خلق وہ خلق کہ انجام تصور ہے یاد
ہر کنایہ مین ارسطو کو ہی تعلیم عمل
ای خدا تاکہ رہین شمس و قمر کے جلوے

سیکھے جو حیوان وہ انسان بنے خدمت سے
کہئے اُسکو سبق حضرت استاد ازل
گرنہ آمیزش تدبیر سے پائین ترتیب
ای خدا تاکہ رہین ان سے دل و دست بغل

عزت و دولت و اقبال ہین سب ہمراہ | شوکت و شان و تجمل مین پیدا ہو خلل | خازن مخزن علم و شعور یعنے

جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع نامی اودھ اخبار دام اقبالہ کالیکر تشریف لائے نیاز مند سرفراز ہوا مرحمت و عنایت پر نہایت نازہوا فوراً دولت زیارت کیمیا خاصیت حاصل کی ازراہ قدردانی ارشاد فرمایا کہ براہ مہربانی جلد پنجم و ششم و ہفتم کتاب طلسم ہوشربا بعبارت لطیف و نفیس کہ پسند خاطر خاص و عام ہو تحریر فرمائیے کہ ناظرین بلند بین و شائقان خوش آئین اس سے لطف اُٹھائین مگر تعجب کا مقام ہی کہ آپ ایسا کامل و اکمل داستان گو وحید عصر شاعر و نثار ہر فن مین ذیوقار لکھنؤ مین موجود ہی افسوس ہمکو قبل خبر نہوئی اب زبانی اکثر رؤسائے ذیوقار و شاہزادگان والاتبار کے ظاہر ہوا آپ کے کمال سے بخوبی ماہر ہوا اسوجہ سے اپنے دوست جناب میر صاحب موصوف مذکور کو ذریعہ کرکے آپ کو تکلیف دی اگر قبل اسکے آپ سے نیاز ہوتا تو یہ جو چار جلدین طبع ہوئی ہین آپ ہی سے اُنکا ترجمہ کراتے اور لکھواتے خیر اب تامل نہ فرمائیے بسم اللہ قلم اُٹھائیے مقامات رہائی اسد دلاور و حالات طلسم باطن یہ داستانین منتخب ہین ہر کس و ناکس کا یہ کام نہین کہ تحریر کر سکے یا بیان کرے اور راہ تقریر حجرہ ہفت بلا مین بھی قدم رکھے کیا مجال اشعار سے تازہ کرنا اور چیز ہی ان داستانون مین اسرار ہین اسکا کسکو تمیز ہی مگر یہ دمہ آپ کا مدح خوان ہی واضح ہوا اس شہر مین سب داستان گو آپ کے پیرو ہین دفتر ہوشربا آپ ہی کی سحر بیانی سے مشہور عالم ہوا ورنہ کوئی اسکے نام سے بھی آگاہ نہ تھا اب آپ کو انکار بیکار ہی ناظرین کو ہر سہ جلد کے طبع ہونے کا بہت بڑا اصرار ہی الاشتیاق اشد الموت مشہور ہی بہر نوع ترجمہ کرنا آپ کو ضرور ہی ہر چند کہ یہ حقیر اس تحریر کی لیاقت نہ رکھتا تھا لیکن بمفحوائے الامر فوق الادب انکار نہ کرسکا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب ممدوح کے تحریر و تالیف و ترجمہ ہر سہ جلد کا اقرار کیا

التماس بخدمت حضرات ناظرین و شائقین

اب خدمت ناظرین با تمکین و صاحبان بلاغت و فصاحت آئین مین یہ بے بضاعت سرگشتۂ وادی حیرت مرکب بہ جہل و نادانی ناآشنائے بحر رموز سخندانی عرض رسا ہی کہ اگر کہین اس ترجمہ مین غلطی پائین ازراہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائین ہر چند بخوف حرف گیران

و افشا کنندگان عیوب سخنور ان سے نہایت لرزان و ترسان ہون لیکن انشاء اللہ تعالے بحول قوۃ و اعانت رب اکبر و بتائید خالق جن و بشر و بمدد ستار العیوب و غافر الذنوب السیٔ السیی داستانہائے لطیف بعبارت ظریف شائقین ملاحظہ فرمائینگے امید واثق ہی کہ خط وافر اٹھائینگے نظم

گو مرے جنس سخن کی قدردانی کیا مگر
ترجمہ اچھا نہین ہر چند مجھ نا فہم کا
داستانین مندرج ایسی ہون حسن و عشق کی
ہون رقم برق و عمرو کی اسطرح عیاریان
اس طرح لکھون کسی موقع پہ حال انقلاب
نعرۂ مردان میدان وہ لکھون ہیبت فزا
یون کرون تحریر رنگ آمد فصل بہار
داستانین سب وہ ہون دلچسپ و مضمون دلپسند
ای قمر رنگین عبارت وہ ہو جسکے رشک سے

نقد دل دیدے کے خواہان نکتہ دان ہون تجھی سہی
اہل دانش جتنے ہین سب مدح خوان ہون تو سہی
دل ضعیفون کے بھی سن سنکے جوان ہون تو سہی
دنگ سب مکار و غدار جہان ہون تو سہی
منفعل گردش سے اپنی آسمان ہون تو سہی
آب ڈر سے زہرۂ شیر زیان ہون تو سہی
بلبلین گلشن مین میری مدح خوان ہون تو سہی
ناظرین بیحد و احصا شادمان ہون تو سہی
روے اعدا زرد شکل زعفران ہون تو سہی

آغاز داستان شوکت بیان ارادہ کرنا افراسیاب جادو کا بہ تحریک کلاب عقاب سوار قتل شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا اور پہونچنا اس خبر وحشت اثر کا شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو اور مغموم ہونا خواجہ کا اور آنا تحریر کوہ نشین کا اور جنگ کرنا کلاب عقاب سوار کا مہرخ وغیرہ سے اور قتل کرنا اُن سبکو خواجہ عمرو عیار یکتائے روزگار کا ساقی نامہ

پلا ساقیا خون دل کی شراب
دکھاتی ہی جوبن عروس بہار
گلابی اٹھا ساقی بے نظیر
سمجھنا نہ یہ مست و مخمور ہون
اٹھا ابر رحمت کہ ہی وقت سعد

کھلا ساقیا مرغ دل کے کباب
ترے میکدے کی سدا خیر ہو
کہ پیر مغان خود ہی روشن ضمیر
مرے ساقی مہرخ و بیعدیل
کرین کیون نہ چشمک زنی برق و عد

کہان ہی تو ای ساقی گلعذار
نشہ مین طلسمات کی سیر ہو
ترے دور مین کیون نہ میسر ہون
نہین کوئی عالم مین تجھسا شکیل
ہوئی کیا عنایات رب صمد

صریر قلم ہی کہ گونجا اسد
اسد شیر دل ہو ئینگے جب رہا
نہ مغرور ہو مثل افراسیاب
قمر طبع روشن کا جلوہ دکھا
کہ عیار ہی برق کی فکر ہی
عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان
شہنشاہ اقلیم افسون گری

رہائی کا اک شیر کی ذکر ہی
کھلین گے اُدھر حجرہ ہاے بلا
امید وفا ہی تری ذات سے
کہ مشتاق ہین مہروش جابجا
اشارہ ہی یہ طبع بیباک کا
تراشندۂ ریش جادوگران

بلاؤن سے بچنے کی بھی فکر ہی
پلا جام صہباے حیرت شتاب
بچانا مجھے ظلم آفات سے
تڑپتا ہی دل اور ہی ذکر ہی
بندھے رنگ محفل مین چالاک کا
زنامش بہ بزم عدو ابتری

اسیران دام حسرت انجام صعوبت و گرفتاران محبس اندوہ و محنت محبوسان خرابۂ درد انگیز و مقیدان قید خانۂ آفت خیز پابندان سلسلۂ زنجیر و دلبستگان ریسمان پیچ و تاب تقریر حال حیرت اشتمال رہائی شمع دودمان صاحبقرانی رافع رایات کشور عالیجناب سرکوب افراسیاب صاحب چتر و افسر اسد دلاور کلک جواہر سلک سے یون زیب قرطاس فرماتے ہین اور مشتاقان گوش آوانہ کو داستان نو سناتے ہین اول ظاہر کرنا اس مضمون کا پر ضرور ہی کہ جلد چہارم مین اس مقام تک تحریر ہوا ہی کہ کلاب عقاب سوار عین معرکۂ کارزار مین بخدمت افراسیاب حاضر ہوا ہی اور افراسیاب کو مقابلۂ مہرخ وغیرہ سے یہ صلاح دیکر پھیر لیا کہ ای شہنشاہ اب آپ کس لیے لڑتے ہین بیکار ہر روز یہ معرکے پڑتے ہین جنگ سے ان تیرہ بختون کی تامل کیجیے چلکر شمع حیات طلسم کشا کو گل کیجیے سارا فساد دفع ہو جائے دل شہنشاہ کا اس صدمۂ جانکاہ سے آرام پائے پھر باغیون کو سزاے کامل ملے ہوا خواہان سرکار کا غنچۂ آرزو کھلے یہ بات افراسیاب کو بہت پسند آئی اور خوش ہو کر کہا واہ بھائی خوب تمنے تدبیر بتائی غرض افراسیاب طبل بازگشت بجوا کر بصد کر و فر مع لشکر سرداران شقاوت اثر زیر گنبد نور آکر اُترا ہی اس ارادہ پر کہ صبح کو اسد کو قتل کرونگا اُسکے خون سے ہاتھ بھرونگا اور یہ خبر وحشت اثر ایک جادوگر نے ملکہ بران شمشیر زن اور خواجہ عمرو کو سُنائی ہی اور یہ حال رنج مآل سُنکر طبیعت عمرو کی گھبرائی ہی اور خواجہ عمرو بران سے یہ کہکر اُٹھے کہ ای ملکہ یا تو صبحکو اسد کو چھڑاتا ہون یا جان دینے جاتا ہون یہ کہکر بہ تعجیل اپنے لشکر مین آئے عیاران نامور کو ساتھ لیکر طرف گنبد نور کے روانہ ہوے ہین اور لقا بردۂ قاف سے آکر مصروف عیش ہی اور

زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران عالی شان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی بفر فریدونی و بحشمت جمشیدی داخل بارگاہ سلیمانی ہین بیت جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان ✦ شاہباز کلک کو صیدگاہ میدان صفحۂ قرطاس مین برای شکار طائر روح کلاب عقاب سواریون بلند پرواز کرتے ہین اور شیران مضامین بعقب غزالان سطور مین ناز کرتے ہین کہ جب کلاب عقاب سوار مکار افراسیاب ناہنجار کو قتل اسد نامدار پر زیر گنبد نور بصد سرور آمادہ کرکے داخل بارگاہ ہوا اور تحریر ہو چکا ہی کہ اس خبر وحشت اثر کو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے سُنا سر دھنا اور مع عیاران لشکر برائے جستجوے خبر اسد نامدار بیقرار ہو کر داخل شہر ناپرسان ہوے اور ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ افراسیاب مین آئے دیکھا کہ افراسیاب تاج نخوت بر سر تخت نکبت پر بصد کر و فر متمکن ہی پہلو مین ملکہ حیرت زیور و لباس سے آراستہ خلعت ناز و ادا سے پیراستہ کرسی جواہر نگار پر مثل طاؤس طناز کلمات افراسیاب پر گوش بر آواز جلوہ فرما ہی صحبت عیش و نشاط بصد انبساط گرم ہی یکایک کلاب عقاب سوار نے عرض کی کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ یہ خیرخواہ عرض کرتا ہی منادی کو حکم ہو کہ مشتہر کرے کہ صبح کو طلسم کشا قتل کیا جائیگا اور اپنی سرکشی کی سزا پائیگا یہ گفتگو درپیش تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر سیہ فام بصورت مہیب بشکل عجیب سامنے افراسیاب کے آیا دعا و ثناے شہنشاہی بجالایا افراسیاب نے پوچھا ای تحریر کوہ نشین اسوقت آنے کا کیا سبب ہوا دست بستہ اُسنے عرض کی کہ زیارت شہنشاہ کا مشتاق ہوا صرف ملازمت کو نہین آیا ہون ایک عرض بھی کرنے آیا ہون غلام نے زبانی طائران طلسم کے مژدۂ قتل طلسم کشا سُنا ہوش اُڑ گئے برائے خیرخواہی واجب و لازم ہوا کہ سرکار سے اسرار اس طلسم کے عرض کرون مین حضور کے بزرگون کے وقت سے صاحب کتاب ہون میرے پاس روزنامچہ مقیدان طلسم کا حاضر ہی لکھوا ہر وقت اس کتاب ساختۂ منجمان طلسم کا ناظر ہی شاہان طلسم اسی کی پیروی کرتے آئے ہین یہ چند اوراق خاص برائے انتظام بنائے ہین ملاحظہ فرمانا حضور کا ضرور ہی نہ عرض کرنا خیرخواہی سے دور ہی یہ کہکر چند اوراق پریشان اُس بے ایمان نے ہاتھ مین افراسیاب کے دیے

افراسیاب نے یاسامری کہکروہ اوراق بصد اشتیاق آنکھون سے لگائے اور بآواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ ای شاہان طلسم ہوش ربا جو کچھ اسمین تحریر ہی وہ گویا حقیقت مین طرف سے خداوند سامری و جمشید کے نوشتہ تقدیر ہی جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا زندگی پر حرف آئیگا بذلت و رسوائی مارا جائیگا طلسم درہم و برہم ہوگا ہجوم لشکر رنج و غم ہوگا خبردار خبردار اسکا خیال رکھنا خوان طعام مذلت کا مزانہ چکھنا اگر طلسم کشا اگر قید ہوا اور ساحران ہوش ربا کا صید ہو جبتک میعاد قید معینہ نہ گذرے قتل نہ کرنا اسکی احتیاط ضروری ہی بغیر سمجھے کام کرنا سراسر قصور ہی مثل سخن شنیدن بیخ دولت یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے سر جھکایا اور برائے تحقیق ایام میعاد قید اسد سرماے برف انداز کو بلایا اور فرمایا ای وزیر اعظم دستور معظم جس کتاب مین تاریخ قید اسد مندرج ہی جلد لاؤ اور ہرگز ہرگز دیر نہ لگاؤ وزیر بدتدبیر نے جاکر کتب خانہ طلسمی کھولا ایک پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک وزیر صاحب تشریف لائے ہین کتاب میعاد قید طلسم کشا کی خواہش ہی اسمین سراسر کاہش ہی اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہی اسکو کون قتل کرسکتا ہی یہ کلمات حیرت آیات سُنکر سرماے برف انداز کے ہاتھ پائون ٹھنڈے ہو گئے دانت سے دانت بجتا تھا مثل بید تھرا رہا تھا حیران ہوکر دیکھا پہلوے قصر مین ایک سونے کی پتلی لباس نقرہ در بر تاج مرصع بر سر تخت یاقوت پر جلوہ فرما ہی حسین مہ جبین نازک اندام گلفام سرو قد خورشید خد خنجر ابرو چشم جادو بیت بہر خندہ کز لب بر انگیختی و نمک بر دل خستگان بختی نظم

سراپا کا اُسکے کرون کیا بیان
حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ بوٹا سا قد بات مین دلبری
بھری چشم فتانین جادوگری
دہن غنچہ گلشن حسن و ناز
خبردار علم نشیب و فراز

جب سرماے برف انداز مثل آئینہ حیران و بصورت زلف پریشان ہوکر نظارہ جمال بمثال کرنے لگا اور مبہوت ہوکر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا اُس قاتل عالم نے مسکرا کر کہا کہ کیون ای وزیر صاحب خیر تو ہی کچھ فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے جو مجکو کہنا تھا کہہ چکی وزیر وشہنشاہ کو اختیار ہی کتاب حاضر ہی لیجائیے لیکن مناسب ہو تو شہنشاہ کو سمجھایئے کہ میعاد معینہ ابھی ناتمام ہی ہمکو قتل طلسم کشا مین کلام ہی یہ کہکر اُس آرام جان و قاتل عاشقان نے بصد ناز و انداز ایک کتاب اُٹھاکر وزیر مذکور کو دی سرماے برف انداز نے افراسیاب

کی راہ لی اور بتعجیل تمام خدمت افراسیاب مین حاضر ہوا مگر رنگ رو متغیر لب پر آہ سرد چہرہ
زرد یہ حال دیکھکر افراسیاب نے پوچھا خیر تو ہی وزیر حال خیریت مآل تیلی کا زبان پر لایا اسکا
قصہ گفتگو کا کہہ سنایا افراسیاب ہنسا کہا ای وزیر اعظم ایسے ایسے عجائب اس طلسم ہوش ربا مین
بیشمار ہین یہ حرامزادیان کنیزان سامری شراب نخوت سے مست و سرشار ہین ما بدولت کا
عالم مین کون ہمسر دہی رنگ آفتاب روبرو میرے جاہ و جلال کے زرد ہی اگر سحر پڑھکر زبان
ہلا دون سرکشان دہر کو خاک مین ملا دون اگر تلوار کھینچون جلاد فلک لرزان ہو دنیا مین
قیامت کا سامان ہو سرہاے دشمنان مثل حباب بحر فنا مین بہتے پھرین لاشے دشمنون کے
زمین پر دھڑ دھڑ گرین دریاے خون کی روانی ہو کشتی حیات عدو طوفانی ہو اگر جوش قہر و
غضب دکھاؤن دریاے ہستی مسلمانان کو تلاطم مین لاؤن یہ باغی جو میرے گرد ہین اس
دامن دولت کی گرد ہین صرف مجکو ایام میعاد معینہ کا دیکھنا ضرور ہی اس فاحشہ کی باتین مابدولت
سے کہنا سراسر تمھارا قصور ہی یہ کہکر کتاب کو ہاتھ سے سرما کے لیکر کھولا اور انگلیون پر
شمار کر کے سر ہلایا اور طرف کلاب عقاب سوار کے متوجہ ہوا کہ ای برادر بجان برابر تم نے
حقیقت مین از راہ خیر خواہی کہا تمکو قتل اسد کی مشتاقی ہی مگر مجبور ہون کہ ابھی ایک مہینہ کامل
میعاد مین باقی ہی اب تم براے چندے اپنے ملک کو جاؤ بر وقت اطلاع دینگے تمھارے
ہی ہاتھ سے یہ کام لینگے علاوہ اسکے بروز قتل طلسم کشا تمام شاہان ساکنان طلسم ہوش ربا
اس جلسہ مین آئین گے اپنی اپنی شان و شوکت دکھائین گے چونکہ کلاب عقاب سوار کہ
دماغ اس ملعون کا کبر و نخوت سے بھرا ہی اور اپنی سحر و ساحری پر بہت غرا ہی دست بستہ عرض رسا
ہوا کہ غلام بغیر کوئی کار نمایان کیے ہوے یہان سے نجائیگا اس عرصہ گذرنے میعاد قتل طلسم کشا
مین مہرخ وغیرہ کو گرفتار کر کے لائیگا یہ کہکر فوراً نفیر سحر بجائی فوج اسکی تیار ہو کر سامنے آئی افراسیاب
نے مجبوری خلعت رخصت دیا اور سمجھا کر کہا کہ ذرا عیارون سے ہوشیار رہنا صرف لشکر اسلام
مین چھ عیار ہین مگر قیامت کے تیلے آفت روزگار ہین جب انسے جان بچاؤ گے تب
مہرخ وغیرہ پر فتح پاؤ گے اس بیحیا نے ہنسکر جواب دیا جو شہنشاہ نے فرمایا بجا فرمایا مگر
عیارون کی یہ مجال ہی کہ آپکے غلام کے سامنے آئین اور پھر زندہ واپس جائین ایک

اشارۂ سحر مین جلادون خاک مین ملادون یہ کہکر گردن سحر پر سوار ہوا تین لاکھ فوج ہمراہ لیکر بمقابلہ لشکر مہرخ چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو بشکل خدمتگار دربار مین موجود تھے یہ سب کیفیت دیکھکے بارگاہ افراسیاب سے باہر نکلے اس فکر مین کہ یہ ملعون بتعجیل تمام لشکر پر ہمارے جاتا ہو دیکھیے کیا دکھاتا ہی مگر ای عمرو اگر ین پڑے اور خدا فضل شریک حال کرے تو اسکو تا بہ لشکر نجانے دو وہ فن عیاری راہ مین روکو دل سے باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ بازار شہر ناپرسان مین ہلڑ ہوا خواجہ نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ مہتر برق فرنگی ایک درویش کامل کی شکل بنا ہوا بیراگی لغل مین شنجرفی لباس زیب جسم یا بادی یا مرشد کہتا ہوا چلا آتا ہی اور اہالیان شہر کا گرد جماؤ ہی اگر کسی نے پوچھا شاہ صاحب کہان سے آتے ہو کہان جاؤ گے تکیہ آپ کا کہان ہی جواب دیا بابا تکیہ فقیر کا پروردگار ہی بیت فقیرون کا ماوا و مسکن کہان ✤ جہان تھک کے بیٹھے وہ گھر ہو چکا ✤ بابا دنیا سے ہاتھ کھینچا پاؤن پھیلا دیے داتا کے در کے کتے ہین عمرو خدمتگار بنا ہوا برق کے قریب آیا ہاتھون کو لیکر بوسہ دیا اور باادب سلام کیا برق نے بھی اُستاد کو پہچانا آپسمین اشارون سے باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین عمرو نے اُنھین اشارونمین جانا کلاب عقاب سوار کا برق کو سمجھایا اور کہا کہ ای فرزند اسی کی فکر مین جاتا ہون اگر وہ ہمارے لشکر تک پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا یہ کہکر برق ایک جانب اور عمرو ایک طرف روانہ ہوے اب دو کلمہ داستان رنگین بیان لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ سحر چشم بیان ہوتے ہین کہ یہان کل سرداران نامی و ساحران گرامی جب میدان کارزار مقابلۂ افراسیاب جادو سے بصد پیچ و تاب واپس آئے ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئین اور فرمایا کہ آج عجب معرکہ تھا خدا نے ہاتھ سے افراسیاب ظالم کے بچایا اگر وہ خود میدان کارزار مین آتا کون ایسا ساحر زبردست تھا جو اُسکے مقابلہ کو جاتا ملکہ بہار جادو رنگین بیان یون زبان سے گل فشان ہوئین کہ حضور باغبان قضا و قدر صرصر حوادث خزان سے ہمیشہ بوستان لشکر اسلام کو یونہین بچائیگا اور صانع گلشن عالم ہوا ے مدعاے دلی سے اسی طرح غنچۂ خاطر کھلائیگا اسی گفتگو سے مسرت آگین مین چند دیرینہ ہر کارے لشکر اسلام کے حاضر ہوے اور دست دعا

اٹھا کے یون ثنا سے شہنشاہی بجالائے قطعہ		ای بہر کار رفیقت علی ہو اللہ اعلی

وہی نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد	لم یلد یارے ولم یولد ہمہ جا دستگیر	لم یکن یارے وہ ومونس لہ کفوا احد

اے شہنشاہ گیتی ستان اس باغ پر بہار دربار کو رب اکبر ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے اور تا فرمان اس چمن بے خزان کا خار مذلت و رسوائی سے دل فگار رہے جفاے ہواے مصیبت و آلام کے صدمے سے اصل کیفیت یہ ہی کہ یہان سے افراسیاب طبل آسائش بجوا کر شہر ناپرسان مین گیا ارادہ قتل اسد نامدار تھا ایک کتاب وہ بے کتاب دیکھکر گھبرایا الحمد للہ اُس ارادۂ فاسد سے باز آیا مگر اب کلاب عقاب سوار ناہنجار مع تین لاکھ لشکر ساحران غدار براے مقابلہ سرکار دولتمدار آتا ہی اُسکی نہیب سحر سے پیر فلک تھرّاتا ہی ملکہ نے فرمایا خداے ما بزرگ است بیت سرمنی بچم زشمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سرِ من یا نصیب + مگر ملکہ سُرخ موے کاکل کشانے پریشان ہوکر دست بستہ ملکہ مہرخ سے عرض کی کہ حقیقت مین یہ کلاب بیدین بدعت آئین نہایت زبردست ساحر ہی حال سے اس زبون خصال کے یہ کنیز بخوبی ماہر ہی فن مکاری مین طاق ہی سحر و نیرنگ بازی مین شہرۂ آفاق ہی یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو اور مہتر برق فرنگی حیران و پریشان مثل بید لرزان داخل بارگاہ ہوے تشریف آوری خواجہ سے سب سردار آگاہ ہوے ملکہ مہرخ نے پوچھا خواجہ خیر ہی اسوقت آپ کا حال کیون غیر ہی خواجہ عمرو نے کہا ملکہ وہ تیرہ روزگار تمھارے مقابلہ کو آیا ہی جسنے کہ فلک شعبدہ باز کو مکر و افسون سکھایا ہی جس وقت یہ ملعون شہر ناپرسان سے روانہ ہوکر اِسطرف چلا مین نے اور برق نے تعاقب کیا قصد تھا کہ عیاری کرکے راہ مین اِسکو مارون اور تا بہ لشکر اسلام نہ جانے دین لیکن اُسنے تخت سحر تیار کیا اور بروے ہوا اُڑکر روانہ ہوا تمھارے مقابلہ مین آپہونچا وہ دیکھو سامنے بارگاہین استادہ ہین ہمارے تمھارے قتل پر سب ساحر آمادہ ہین مگر پھر فکر مین جاتا ہون خدا چاہتا ہی تو سر لاتا ہون یہ کہکر بابنہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر کلاب عقاب سوار کے روانہ ہوے لشکر مین آکر کنارے بصورت ایک چوبدار کے ٹھہرے اندر سے بارگاہ کلاب عقاب سوار کے آواز آئی کہ آب خاصہ لاؤ داروغۂ آبدار خانہ بے آبرو بقصد جستجو صراحی و گلاس لیکر چلا تھا کہ دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ہر چند کہ قلب تھرایا مگر صراحی جواہر نگار دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگاکر

ایک خدمتگار کی شکل بنے گلے دار پگڑی سر پر چنی ہوئی چپکن زیب جسم انور شروع کا پائجامہ
پاپوش زردوزی ٹھمر دٹھمر دستے ہوئے دوڑے داروغہ کے قریب آکے کہا واہ صاحب
شہنشاہ کلاب پیاسے ہین ہم سب کو تشنع دینگے تم جاکر بیٹھو گلاس و صراحی ہمکو دو داروغہ سمجھا
کہ شاہ نے جوش غضب مین اسکو بھیجا ہی اسوقت سامنے جانا بیجا ہی اشیاے مذکور دیکر
چلاگیا خواجہ حاضر جاضر کتے ہوے اندر آئے دیکھا کہ وہ تیرہ بخت بر سر تخت مثل خوک
صحرائی جھوم رہا ہی قصد جنگ مین قبضۂ شمشیر چوم رہا ہی سات سو دنگل و کرسیان گرد اگرد تخت
آراستہ ہین اسپر ساحران غدار ایک ایک سامری عہد جمشید روزگار بہ کبر و نخوت تمام ذکر قتل
مہرخ و بہار وغیرہ کر رہے ہین دم محبت افراسیاب کا بھر رہے ہین ایک کہتا ہی مہرخ کو
قتل کرونگا دوسرا نیرنگ ساز کہتا ہی کہ بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگا مسلمانون نے
بڑا سر اٹھایا ہی قدرت سامری ہی کہ افراسیاب ایسے جلیل کو ستایا ہی اب بدلا بخوبی لین گے
سرمیدان شکست دینگے عمرو یہ باتین سنتا ہوا گلاس اور صراحی ہاتھ مین مکر بات بات مین رو برو
کلاب ہو نجکر گلاس پانی کا پیش کیا اسنے ہاتھ بڑھا کر لیا مگر زبان سے یا سامری کہا فوراً پانی
شرارہ بنکر اڑگیا کلاب عقاب سوار نے کہا تو کون ہی عمرو مثل برق جہندہ نعرہ کر کے پہلو مین
آیا تاج سر کلاب سے لیا لپٹ کر خنجر مارا کلاب عقاب سوار نے اپنے تئین تخت سے گرا دیا
خنجر تخت پر پڑا کاٹ کر زمین کا بوسہ لیا چاہا جست کر کے نکل جائے جان بچا کر ٹل جائے
فریب جادو اسکا وزیر پہلو مین تخت کے دنگل پر متمکن تھا اسنے سحر کیا اور کلمہ گیر کہا عمرو مثل
لوٹن کبوتر کے زمین پر گرا فریب جادو تیغ کھینچکر جھپٹا کہ سر اس ناعیار کا کاٹ ڈالون
اس بیباکی کی سزا دون بقدرت پروردگار مہتر برق نامدار پیچھے سے اس بارگاہ مین
آکر چوبدار بنے ہوئے پہلو مین فریب جادو کے کھڑے تھے ہان ہان کہکر عصا سر پر فریب
کے اس زور سے مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا دستور ہی کہ جب ساحر مارا جاتا ہی تو واسطے چند
ساعت کے اندھیرا ہو جاتا ہی مرنے سے فریب جادو کے عمرو کو دیکر بھاگا برق بھی ہمراہ
بھاگ کر کے نکلا کلاب جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا غصہ مین پیچ و تاب کھا کر اٹھا کہ ابھی جاکر
سار بان زادے کو دربار سے لیکر آتا ہون اور لاکر دار پر چڑھاتا ہون سب سردار قدموں ۱

سے لپٹ گئے کہ حضور نہ جائین جان نثار موجود ہین اگر حکم ہو تو طبقے زمین کے آسمان پر اڑادین
کل لشکر مہرخ کو ابھی خاک مین ملادین سب کے کہنے سے کلاب نے تامل کیا مگر غصہ مین آکر
حکم دیا کہ نقارۂ رزمی بجے صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بحکم کلاب عقاب سوار ادہر دھمامے
نقارۂ جنگی پر چوب پڑی جو اسیسان لشکر اسلام خبرین لیکر خدمت ملکہ مہرخ مین حاضر ہوے
تمام حال عیاری خواجہ بیان کر کے عرض کی کہ کلاب عقاب سوار نے طبل رزمی بجوایا ہی
کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو اور آتش کینہ و عناد و فساد کو دو بالا کرے باقی
خیر و عافیت ہی یہ حال خواجہ سُنکر ملکہ نے فرمایا خدا اُنکی جان کا نگہبان ہی ہر وقت قیامت کا
سامان ہی بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل
اور کاتب تقدیر نے ہماری قسمت مین تحریر کیا ہی وہی پیش آنی ہی ناحق حیرانی ہی اسیوقت
سات سو نقارہ پر چوب پڑی صداے طبل جنگی بلند ہوئی شعر ز نقارہ آواز آمد عجیب
کہ نصر من اللہ فتح قریب ٭ تمام اہالیان لشکر کو معلوم ہوا کہ طبل جنگی بجا ہی کل لشکر کفار سے
مقابلہ ہی دیکھیے گردون دون انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کس کے سر پر رکھتا ہی اور
خاک مذلت کس کے سر پر ڈالتا ہی دیکھیے کل تختۂ تابوت پر کون سوتا ہی اس معرکہ مین کون
سرخرو ہوتا ہی بھائی سے بھائی دوست سے دوست ملنے لگا جا بجا ہوم خانے درست ہوے
لڑائی پر مردان عالم چست ہوے کہتے تھے کہ نمک شہنشاہی کھایا ہی خواجہ نے ہمکو اس مرتبہ
پر پہونچایا ہی افراسیاب کے ہم نبرد کہلاتے ہین شہرون سے افراسیاب کے خراج لاتے
ہین جہان ہمارے بادشاہ کا پسینہ گرے گا وہان خون کا دریا بہا دینگے مثل نہنگان دریا بحر فوج
کفار مین ڈوب جائینگے وہ بیچا ہماری تلوار کی کیا تاب لائینگے بودے ہین دامن صحرا سے منھ
چھپائینگے کمانہاے کیانی جہان جہان سے خانہ کرگئی بقین سینک کر تیار کیا تیر ہاے سہ پہلو
کو زہر مین بجھا کر آبدار کیا تیغے چرخ چڑھنے لگے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی دہشت سے
دلیران جنگی کے زمین تھرائی ادھر مردان عالم کا تو یہ حال ہی ہر دلیر آمادۂ حرب و پیکار ہی
مگر سب طرح کے لوگ لشکر مین ہوتے ہین وہ جو نامرد و بزدے ہین بھاگنے کی تدبیر جان بچانے کی
تقریر بیٹھے بیٹھے جوش آیا دل گھبرایا سائیس کو آواز دی بدھو حاضر ہو سائیس سامنے آیا

سائیس بھی یک چشم ہی ہر وقت مائل خشم ہی پوچھا میان کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا ہمارا رمرکب اور
پرتل کا ٹٹو بھر رات رہے سے تیار رہے سائیس گستاخ تھا عرض کی پہر رات رہے سے کیا
ضرورت ہی غلام کو کمال حیرت ہی فرمایا برائے شکار صحراے پُر بہار مین جائینگے شیران دشت
کو شکار کرکے لائینگے سائیس ہنسا ایک آنکھ جھپکا کر جواب دیا کہ حضور کل شکار کا دن نہین ہی بلکہ
روز معرکۂ کارزار ہی ہرچند خواہی آمادۂ حرب و پیکار رہی آپ ہی دشمن کا شکار کیجیے گا داد مردی
و مردانگی دیجیے گا یہ سُنکر سردار صاحب کو غصہ آیا مونچھون پر تاؤ دیکر فرمایا او بیحیا ہم تیری حرمزدگی
جانتے ہین تجکو بخوبی پہچانتے ہین ہم میدان کارزار مین مارے جائین تمھاری تمنائین برآئین
تم جان بچاؤ تمام مال و اسباب جو کوڑی کوڑی کرکے جمع کیا ہی اُسکو لیکر بھاگ جاؤ غرض بیت
کند ہمجنس با ہمجنس پرواز + کبوتر با کبوتر باز با باز
(printed as:) کند ہمجنس با ہمجنس تجویز + مخنث با مخنث ہیز با ہیز + اس عرصہ مین پہر رات گذر چکی تھی
بادشاہ لشکر اسلام ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ہر سردار نامی و نام آور اپنے اپنے مقام پر
آیا اولان اول ملکہ بہار جادو نے کنیزون کو آواز دی گلشن و گلستان و نسرین و نسترن
و غنچہ دہن و شمشاد و سرو آزاد و گلعذار و سرشار و سیمبر و نازک اندام و شیرین ادا و مہ لقا
وغیرہ پُر بہار باغ حسینون کا غنچہ مہ جبینون کا پریون کا اکھاڑا حورزادون کا جمگھٹا سامنے آیا
ملکہ بہار نے فرمایا جلد حمام خانہ آراستہ ہو اسباب سحر و ساحری پیراستہ ہو فوراً اُن گل رخسارون
نے ایک خیمہ مکلل بجواہر ستون الماس نگار جھالر مقیش کی جلد استادہ کیا اور ایک چوکی سنگ مرمر
سفید کی وسط خیمہ مین بچھا دی گرداگرد گلدستہ ہاے گل خودرو کہ جسمین ہر طرح کے پھول
تھے چن دیے یکایک ملکہ بہار در خیمہ رشک باغ ارم پر تشریف لائین چوکی مذکور پر جلوہ گر
ہوئین کنیزون نے سبوے نقرئی جسمین آب صاف و شفاف تھا حاضر کیا کہ جسکو دیکھکر
آبروے گوہر بے بہا کی آب آب ہو اور آب چشمہ حیوان کو شرم سے پیچ و تاب ہو اُس آب
نایاب سے ملکہ بہار نے غسل کیا ایک ساری آب روان کی نشست باندھی نصف اوڑھی
موے مشکین سے قطرے پانی کے ٹپک رہے تھے صاف ظاہر ہوتا تھا ابر تیرہ و تار سے
مروارید بے بہا برس رہے تھے اپنے دست نگارین پنجۂ خورشید نما سے زلف تابدار کو
نچوڑا ظاہر ہوا کہ ناگن نے زہر اُگلا چہرہ رشک ماہتاب ہم اگر قطرات آب عارض زیبا پر

تھین تو صاف ثابت ہو کہ تارے مشاطۂ تقدیر نے تصدق اُتارے رُخ انور رشک قمر ترچھی نظر مطلع وہ مژگان جب عدوے عاشق دلگیر ہوتی ہی ❊ چھری خنجر کٹاری سانگ برچھی تیر ہوتی ہی ❊ ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر جوبن کا اُبھار اس آن بان کو دیکھکر گلعذار فرزین نے اُٹھکر بلائین لین تری حسن وجمال کی ہاتھ اُٹھاکر دعائین دین اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے

اشعار

مرحبا قتل ہمین کرکے مکرنے والے
جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے
کھولکر بال پریشان کر روح کو تو
ہین لب نازنین کو زندہ ہی کرنے والے
منھ سے کہتے نہین احسان کیے کرنے والے
یہی کرتا ہی اشارہ کوئی اُٹھتا جوبن
او مرے سوگ کے پردہ مین سنورنے والے
ڈھونڈھ لیتے ہین یہانکو ہی مرنے والے
ہر ادا کو تری سکھلا مینگے انداز قضا
یون اُبھرتے ہین محل پا کے اُبھرنے والے

ملکہ بہار نے مسکرا کر جواب دیا او گلعذار زیادہ چرب زبانی اچھی نہین ہوتی یہ کہکر اشیاے سحر ہاتھ مین اُٹھائے گلدستہ ہاے سحر تیار ہوے غنچے چٹکے گل کھلنے لگے اسی طرح اپنے اپنے خیمون مین سب شاہزادیان مصروف تیاری سحر تھین ملکہ ہلال سحر افگن ماہ رخسار و ملکہ یاقوت یاقوت پوش و شاہزادہ رعد جادو و ملکہ برق برق افگن و ملکہ برق لامع و ملکہ قمر سرخ موے کاکل کشا و ملکہ نافرمان وغیرہ کی بارگاہون سے صدائین بلند بخورات جا بجا روشن ادھر لشکر کفار مین کلاب عقاب سوار نے بعد بجوانے طبل جنگی کے اور نکل جانے خواجہ عمرو اور برق فرنگی کے ظاہر مین تو یہ کہا کہ صبح کو ایک کو زندہ نچھوڑونگا قتل دشمنان سے مُنھ نہ موڑونگا کل کو گرفتار کرکے سامنے شہنشاہ طلسم کے لیجاؤنگا خلعت انعام و جاگیر پاؤنگا لیکن باطن مین ہوش پران مثل زلف پریشان دل سے کہتا ہی ان عیارون سے کیونکر جان بچیگی یا سامری خیر سے صبح ہوگی افسران فوج کو تو حکم دیا اپنے اپنے سحر آراستہ کرو حربہ ہاے سحر سے پیراستہ رہو اور خود حالت انتشار مین اُنظار لرزان و ترسان ایک خیمہ مین آکر حصار سحر کیا در خیمہ پر ایک اژدر آتش فشان بٹھا دیا اب باطمینان تمام بچہ ہاے خوک ذبح کرکے خون سے چھڑکا دیا گوگل وغیرہ روشن کیا کبھی اژدہا بنا کر تیار کیا کبھی روئی کے گالون پر بصد خوبروئی پانی کا چھینٹا دیا لکہ ہاے ابر بنکر تیار ہوے کبھی جھولی سے ماش کا آٹا بد معاش نے نکالا پتلہ بنایا سحر پڑھا وہ پتلہ فرنگی سیاہ رو بنکر سامنے آیا اُس سے یہ باتین کین کہ ای خوک پیکر سالہا سال ہمنے تیرا

پوجا کیا بھینٹ سے تیر اسیٹ بھرا کل اپنا زور دکھانا دشمن کو میرے کھا جانا اور ہر سردار اسکے اپنے اپنے مقام پر سحر تیار کرتے تھے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارتے تھے کوئی کہتا تھا ای کالی بھوانی کلکتہ والی دشمنون پر جائیو اپنا کام کر آئیو عدو میرے سامنے مبہوت رہے جو میرا مطلب ہو وہی کہے سر چڑھکر کھیلنا دریاے سحر عدو کو جھیلنا اسی شور و شر مین چار گھڑی رات باقی رہی جانبین کے نقیبون نے آوازین واسطے جگانے کے لگائین ہمت جوا نوجوان مردو تیار رہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو یکایک غلغلہ ہوا مصرع سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی

تتمہ مصنف

رنج سے ٹوٹینگے سب کوکب تابان سحر
نغمہ سنجی کے عوض رو دینگے مرغان سحر
دیکھنا ہوئیگا فق روے درخشان سحر
جان دونگا جو شب ہجر مین خواہان سحر
چاک ہوگا مرے ماتم مین گریبان سحر

مہر گردون یہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین
روشنی شرق کی جانب جھے دکھلاتے ہین
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین
چھیڑنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
لو فلک پر وہ نمایان ہوے سامان سحر

حق دکھائے نہ کسی کو بھی شب ہجر حبیب
وصل محبوب ہمیشہ ہو نہ فرقت ہو نصیب
رحم کر رحم کہ ہے مرگ کا ہنگام قریب
دیکھ اب طول شب ہجر سے جاتی ہے عجیب
ای فلک جلد دکھا چہرۂ تابان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کرون
نذر سودا کجو شی مایۂ ادراک کرون
قصۂ رنج شب ہجر صنم پاک کرون
دلولہ مین اسے ای جوش جنون چاک کرون
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

مین نے تو انکا کیا تھا نہ کوئی جرم و گناہ
بے سبب کیون یہ مرے قتل کے در پے ہوئے آہ
خون ناحق مرا کرتے ہین یہ انا للہ
ای شب وصلت محبوب ذرا ہیو گواہ
بیخطا ذبح مجھے کرتے ہین مرغان سحر

طاعت حق کو بجا لاتے ہین سب صبح و مسا
اسمین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا

جھوٹ کہتا نہیں مین قول ہے یہ راست مرا — شور و غوغا سے سمجھے نہ کوئی مرد خدا
کہ بہم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر

خون عاشق ہو سر دست لگائے جو حنا — ملے مسی تو نہ سوسن کے رہین ہوش بجا
عاشقون کو تو یقین اسکا ہے بے چون و چرا — چنے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا
شرمگین دیکھکے ہون اختر تابان سحر

غافل اب دیکھ کہ مالک ہے ترا عز و جل — لیکے جا ساتھ سوے ملک عدم نیک عمل
لٹ گئی شام جوانی کی اب آئیگی اجل — چونک پیری مین یہ ہرگز نہین سونیکا محل
سر پہ ہے سایہ فگن نیر تابان سحر

مجھسے جسدن سے جدا ہو گیا وہ رشک قمر — زندگی ہجر مین اے دوستو ہوتی ہے بسر
شوق نظارہ ہے اسدرجہ اسے مد نظر — صبح کا ذکر شب ہجر مین کرتا ہون اگر
دل یہ پہلو سے صدا دیتا ہے قربان سحر

خوش بیان یار سا دنیا مین کوئی ہوئیگا کم — اس جگہ بند ہین سب چہچہے پردازون کے دم
راست کہتا ہون مین یہ بلبل بستان کی قسم — اے قمر سنتے ہی تقریر دل آویز صنم
چہچہے بھول گئے مرغ خوش الحان سحر

جب ساحر فلک نے اپنے شکم سے بغیظ و غضب بیضۂ آفتاب بصد آب و تاب نکالا اور تار شعاع سے خوب مضبوط باندھکر جانب ساحران طلسم جہان کھینچ مار اکلاب عقاب سوار خیمہ حصار کردۂ سحر سے باہر آیا نفیر سحر بجی قرنا پھنکی اژدر آتش فشان سحر پر سوار ہوا لشکر ہمت اثر تیار ہوا سمت میدان کارزار چلا ادھر لشکر اسلام مین جابجا صداے تکبیر بلند ہوئی جس آواز سے روح سامری دردمند ہوئی جلوخانہ شاہی مین ساحران نامدار بصد شوکت و وقار آکر جمع ہوے انتظار آمد شہنشاہی مین حشم و امردہون سے پوچھ رہے تھے کہ برآمد ہونے مین ملکہ مہرخ کے کیا عرصہ ہے لشکر ظفر اثر سمت میدان نبرد جا چکا ہے وہ عرض کر رہے تھے کہ جامہ خانہ مین داخلہ ہے نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا چاہتی ہین یہ ذکر تھا کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا تخت شاہنشاہی نمایان ہوا ملکہ مہرخ تخت زرین پر تاج شاہی

بر سر چار قبۂ شاہنشاہی در بر سپر و شمشیر مثل ہلال و خورشید سامنے رکھی ہوئی ایک پہلو مین سباب سحر آراستہ گرد اگرد ناز نینان ماہ طلعت بصد حشمت و شوکت نقیب خوش نصیب آگے آگے آواز لگاتا ہوا صدائے دور باش سناتا ہوا اشعر ترقی ہو اقبال کی دمبدم ❊ بڑھے عمر و دولت قدم با قدم ❊ پہلے سب سے ملکہ بہار گلعذار کا سلام ہوا ملکہ مہرخ نے سینہ پہ ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دلمین ہی حقیقت مین مہر و وفا تمھارے آب و گل مین ہی بعد ازان ملکہ نافرمان و شکیل و رعد و برق و سرخ مو کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ نے باادب تمام سلام کیا سواری کوچہ سلامت سے نکلکر بصد کر و فر سمت میدان کارزار روانہ ہوئی بیت سوے دشت شہ کی سواری چلی ❊ کہے تو کہ باد بہاری چلی ❊ ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا کہ سب شاہزادیان اپنے اپنے لشکر پر بعہدہ سپہ سالاری قائم ہین اس کیفیت سے لشکر مہرخ میدان جنگاہ مین آکر ٹھہرا دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی لشکر کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے آتا ہی ہر ساحر رو سیاہ اپنی اپنی شان و شوکت دکھاتا ہی نشان ہاے سیاہ سر کلاب عقاب سوار تیرہ بخت پر کھلے ہوئے ہوا مین پھر پھرے اڑ رہے ہین اُن پر تصویرین سامری و جمشید کی بنی ہوئین صدا گجر نگ بجر نگ کی کہین نعرہ یا سامری جمشید کی بلند غرض میدان کارزار مین آکر ٹھہرے میدان آراستہ ہونے لگا ایک ساحر نے جوش مین بڑھکو سحر کیا ابر آیا پانی برستا ہوا نکل گیا ایک نے ایسا سحر کیا کہ ہواے تند چلی خس و خاشاک کو میدان کے ہٹا دیا ایک سنگ دل نے پتھر برسائے جو نخل حائل نظر تھے بلند و مرتفع سر بسر تھے انکو کاٹ کر گرا دیا ایک ساحر نے سلیقہ کاری کا سامان کیا نشیب و فراز عالم کو ہموار کر دیا غارون کو خس و خاشاک سے بھر دیا بعد آراستگی میدان صفوف آرائی ہونے لگی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ طرفین سے درست ہوا نقیب ہاے بلند آواز کو اشارہ ہوا گویون کے لڑکے ماہ تمثال خورشید جمال بھولی بھولی صورتین کلاہ زرین بر سر لباس رنگین زیب جسم انور ایک ایک انگوٹھی کان مین مثل ویکتا آن بان مین مثل لالہ بھیرون کے سرون مین سرود بجائے اہالیان میدان کارزار وجد مین آئے گن گنا کر آوازین لگائین ابیات

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا		کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہی

سکندر نہ باقی رہا دہر مین
یہ دنیا سرائے وآفت کی ہی
مکانات عالی بناتے ہین کیون
جگہ جو کہ آخر مین راحت کی ہی
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہی

یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہی
ہوئے زر کے خاطر تو منعم خراب
عبث فکر انہین جاہ و حشمت کی ہی
شجاعو یہ میدان جنگگاہ ہی
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہی

کدھر کو ہی دارا فریدون کہان
بڑی فکر انہین مال و دولت کی ہی
لحد کوئی اپنی بنانا نہین
جگہ امتحان اور جرأت کی ہی
قمر مہر خالق مین کر عمر صرف

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر سب دلاور مست ہوگئے سر جھکا دئے

نقشہ ناپائداری دنیا آنکھون مین پھر گئی کلیجون پر چھری چل گئی ہوا و ہوس دنیا بالکل دل سے نکل گئی ارادہ مصمم کیا کہ لڑین اور مرجائین اس عالم ناپائدار مین کچھ نام کرجائین کہ یکایک لشکر کلاب عقاب سوار سے فولاد مشت زن مرکب سحر بڑھا کر سامنے کلاب عقاب سوار کے آیا اجازت خواہ ہوا کلاب عقاب سوار نے جواب دیا کہ تمکو سامری و جمشید کے سپرد کیا جاؤ ساحران لشکر مہرخ کو للکارنا سرداران فوج کو چن چنکے مارنا اُس بیحیا نے مرکب سحر اُڑایا بکبر و نخوت تمام میدان مین آیا آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو میرے سامنے آئے کچھ نیرنگ بازی دکھائے شعر گران ہر کہ سا بار سر بر تن است ٭ چکیم علاجش بدست من است ٭ اس صدا کو سنکر سمت صف دست راست ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا ملکہ عالم کا نور نظر پارۂ جگر جوان بیعدیل شاہزادہ شکیل جادو نے فوراً پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی ای شاہنشاہ گردون بارگاہ اجازت میدان دیجیے حق مین میرے دعا کیجیے آرزو ہی یا تو سر کو قدم اقدس پر نثار کردون یا اس بیحیا مغرور کو مشکین باندھکر سامنے حضور کے لاؤن بفرط مہر مادری رنگ ملکہ مہرخ متغیر ہوگیا فرمایا ای جان مادر تمھاری جدائی بہت شاق ہی یہ فولاد مشت زن ملعون بہت سخت ساحر ہی عرض کی اقبال حضور کا مقابلہ کریگا غلام کیا لڑیگا ملکہ نے مجبور ہوکے فرمایا بسم اللہ مالک حقیقی و رب تحقیقی حافظ و نگہبان ہی شکیل جادو بصد آرزو سامنے فولاد مشت زن کے آیا فولاد نے گولا آہن سحر کا جھولی سے نکالا شکیل پر بقہر و غضب تمام مارا شکیل نے ایک نشتر نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اپنی ران کا خون لیا جب گولہ قریب آیا دونون ہاتھ پھیلادیے کہا کہ تیرا بھوگ حاضر ہی وہ گولہ گویا

موم کا ہو کر ہاتھ مین آیا شکیل جادو نے اُسی خون سے گولہ کو رنگین کیا آواز دی کہ او فولاد
بدبنیاد لے تیرا ہیر تجھ ہی کو کھا جائیگا یہ کہکر وہی گولہ اُسی کو مارا اب وہ گولہ مثل شعلۂ جوالہ جانب
سینہ فولاد مشت زن چلا ہر چند سحر سے اُسکو روکا مگر نہ رُکا سینہ پُر کینہ پر پڑا مہرۂ پشت
کو توڑ کر پار نکل گیا فولاد مشت زن زمین پر گر کے جلنے لگا آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہوئی
ہیرون نے آواز سنائی افسوس مارا اُسکو کہ جسکا نام فولاد مشت زن تھا لشکر اسلام سے
صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے بھی فرمایا کہ ماشاء اللہ خدا نظر بد سے بچائے
فلک کج رفتار روز سیہ نہ دکھائے شکیل جادو واسطے تسلیم کے خم ہوا پھر دلولۂ شجاعت
مین نہیب دی ای فرقۂ باطل پرستان جو تم مین سے اپنی زندگی سے بیزار ہو آکر مصروف
کارزار ہو لکھا ہے کہ سات ساحران زبردست طرف سے کلاب عقاب سوار کے نکلے
ہاتھ سے شکیل جادو کے واصل جہنم ہوئے جسوقت کہ ساتون ساحر شکیل کے ہاتھ سے
مارے گئے کلاب عقاب سوار کو غصہ آیا اپنے کرگدن سحر کو جانب میدان کارزار بڑھایا
اور مثل دیو کے چنگھاڑتا ہوا قریب شکیل پہونچا پہونچتے پہونچتے ایک روئی کا گالا جھولی
سے نکالا چند قطرات آب اُسپر ڈالکر ایسا افسون پڑھا کہ وہ روئی کا گالا ایک لکۂ ابر بنگیا
جون جون اونچا ہوتا تھا دیکھنے والے کہتے تھے یہ ابر ہے کہ خدائے بندہ بحر کا قہر ہے یا اژدر
پُر زہر ہے خدا آبرو شکیل کی بچائے اگر یہ ابر برسے گا کشت سرسبز حیات ساحران لشکر مہرخ
کو جلا کر خاک کریگا چشم زدن مین ایک ایک قطرہ اسکا ہلاک کریگا یکایک وہ ابر محیط عالم
ہوا ہر چند کہ شکیل نے بہت رد کرنے ابر مذکور مین جستجو کی لیکن کچھ نہوا آبرو بچانا دشوار ہوا
اسقدر ابر برسا کہ زمین پر مثل دریائے قہار پانی کی طغیانی ہوئی کشتی حیات شکیل طوفانی
ہوئی یعنی ایک نہنگ سیہ رنگ اُس دریا سے پیدا ہوا اور طرف شکیل کے جھپٹا
یہ شناور دریائے جرأت و آشنائے قلزم جلالت تیغہ کھینچکر مرکب سے کود پڑا چاہا کہ
تیغۂ سحر کا ہاتھ لگاؤن اُس نہنگ کے مُنھ سے ایک حباب نکلکر کلائی پر شکیل جادو کے
پڑا تیغ ہاتھ سے چھوٹ کر دریا مین گری مثل کشتی سامنے سے بہتی ہوئی نکل گئی شکیل
نے ہر چند کوشش کی مگر وہ نہنگ اس گوہر بحر خوبی کو نگل گیا اور غوطہ مار کر اُسی دریا

تلاطم مین غائب ہوا گلاب عقاب سوار شکیل سے فرصت پاکر اور زیادہ جوش مین آیا مثل
رعد گرجا لشکر اسلام پر برس پڑا یعنے ابر و دریاے سحر کو کل لشکر مہرخ پر اشارہ کیا ابر آسمان
سے برسنے لگا دریا سے طوفان اٹھا ملکہ مہرخ اور ملکہ بہار وغیرہ نے دیکھا ہزارہا بندگان
خدا دریاے سحر مین ڈوبے سر مثل حباب تیرتے پھرتے ہین وہ تلاطم ہی کہ ہر ایک کا ہوش
گم ہی دریا تو اس جوش پر ہی ابر مین یہ اثر ہی کہ جسپر قطرۂ آب گرتا ہی پانی ہوکر بہ جاتا ہی بناہ پانی
اہل لشکر مہرخ کو مشکل ہی ادھر دریا کا کنارہ نایاب ہی اودھر سر پر بارش باران سحاب ہی
کیونکر جان بچائین آفت ہاے ارضی و سماوی نازل ہی کہان جائین ناخداے کشتی عالم
کے سوا کون بچائیگا اس طوفان موج خیز مین وہی کام آئیگا یہ ہنگامہ جو ملکہ مہرخ وغیرہ نے
ملاحظہ کیا اپنی اپنی سواری سحر سے سب سردار اُترے اور دریا اور ابر پر سحر کرنا شروع کیا
نہنگان خون آشام کو جلایا مچھلیون کو قتل کیا ملکہ مہرخ نے طرف رعد و برق کے اشارہ کیا
برق تڑپ کر ابر پر گری چمک کر ابر کے ٹکڑے اُڑا دیئے پانی برسنا دم بھر مین موقوف
ہوگیا رعد نے قریب دریا کے جاکر ایک چیخ ایسی ماری کہ خوف سے دریا کا کلیجہ پھٹ گیا
ایک ہی آواز مین دریا سمٹ کر پیچھے ہٹ گیا گُل گرداب چشم پُر آب بنگئے حباب نہ تھے
آنکھون پر اُس قلزم زخار کے ورم آگیا تھا مچھلیون کا کلیجہ بھرا رہا تھا ملکہ مہرخ و بہار نے
بھی کچھ ماش کے دانے پڑھ پڑھ کے دریا مین ڈالے جسکی نہیب سے دریا غائب ہونے لگا
گلاب عقاب سوار قہر و غضب مین آیا مثل خوک صحرائی چلایا کل لشکر کو آواز دی لینا
یہ باغی نہ جانے پائین دشمنی کا شہنشاہ کی پھل پائین یہ کہکر سحر کرتا ہوا مع فوج شقاوت موج
لشکر ملکہ مہرخ پر جا پڑا ملکہ مہرخ تخت پر سوار ہوئین نقارون پر چوب پڑی علم ہاے زرین
کے پھریرے کھل گئے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین و برنگ شب و روز آپسمین مل گئے
گولے اُچھلنے لگے ترنج چلنے لگے نخل ہاے صحرائی مثل شمع کافوری جلنے لگے ایک سمت آکر
ملکہ بہار نے گلدستہ سحر بار اچھال برسنے لگے جسپر پھول پڑا اُٹھا کر سونگھا رنگ رو متغیر
ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ظاہر ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھتے
طرف ملکہ بہار گلعذار کے دوڑے ابیات

نہ کسیکی زلف سے کام تھا نہ کسیکا گیسوئے دام تھا — مجھے تو فراغ مدام تھا مگر انکی تیغ مین آ گئے
کھڑے پوچھو ہو ہمین یہ کسلئے گڑ ہی عاشقو نکے تو ہین نگر — انھین بستی والون کے تھے جگر جو تمھارے داغ اٹھا گئے

کسی کا گریبان چاک کسی کے مُنھ پر خاک آثار عشق چہرہ سے ہویدا گل رخسار بہار کا شیدا اُس بیقراری مین یہ پکارتا تھا کہ ای غنچۂ نودمیدہ باغ خوبی وای سرو رعنائے چمن محبوبی ہم اسیر طرہ گیسو دفریچ خنجر ابرو نگاہ مہر ووفا کے طالب ہین سب عاشقون پر محبت مین غالب ہین برائے باغبان قضا و قدر یک نظر سے خوش گذرے ملکہ بہار جادو مُسکرا کر اُنکو جواب دیتی تھین اگر ہمارے عاشق صادق ہو تلوار کھینچو اپنے گلے پر رکھو دیکھین کیونکر مرتے ہو دل دادہ نگاہ سحر آگین یہ کلام رنگین سُنکر تیغ و خنجر کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھتے تھے موت کے مزے چکھتے تھے چہرے زرد مثل برگ خزان دیدہ زمین پر پڑے تھے ایک طرف رعد و برق نے لشکر کو تباہ کیا تھا یعنی رعد نے کانون پر ہاتھ رکھکے آواز لگائی کہ منم رعد جادو و برق جادو مادر رعد آسمان پر چمک رہی تھی بیٹے کی آواز سُنی فوراً تڑپکر گری کسی سو کو کاٹ کر پھر بلند ہوئی ایک سمت ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا بصد ناز و ادا سطوت سے مصروف جنگ ہے کہ پنجۂ نگارین سے کاکل مشکین کو تھام کر جنبش دی معلوم ہوا کہ مار سیاہ لہرایا آنکھون مین لشکر عدو کے اندھیرا چھایا اُس تاریکی مین ملازمان ملکہ سرخ مو لشکر عدو کو پامال کر رہی ہین اسی طرح سب سرداران نامی اپنے اپنے سحر سے آفتین برپا کر رہے ہین دم جرأت کے بھر رہے ہین کلاب عقاب سوار نے جب یہ معرکہ قیامت خیز دیکھا اپنے کرگدن سحر کو فوج سے ہٹایا ایک گوشہ مین آیا زیر سایۂ نخل ٹھہر کر جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک چراغدان مع چومک نکالا بجائے روغن اُس چومک مین اپنا خون ران کا کاٹ کر ڈالا کچھ بال سر کے نوچے اُسکی بتیان بنائین پھر روئی جھولی سے نکالی بالون کو اُسمین لپیٹا آسامری کہکر ایک چیخ ماری چارون بتیان مثل شمع کافوری روشن ہوئین اب چراغدان کو ہاتھ مین لیکر بلند کیا میدان مین ایک شعلہ چمکا جب اُسکی ضو پھیلی سرداران لشکر مہرخ کے چراغ عقل گل ہوئے شب تاریک بخت نار سانے یہ اندھیر مچایا دن دہاڑے روز سیہ دکھایا سحر فراموش ہونے لگے خود بخود بدحواس ہو کر اہالیان لشکر مہرخ پیچھے ہٹے یا تو قصد تھا کہ لشکر کفار

کو مارین اور بڑھ بڑھکر انگو للکارین یا یکایک تاثیر روشنی چراغ سے مثل شعلہ کے بھرائے گھوڑے سرداروں کے بھڑکنے لگے ساحر مثل ماہی بے آب زمین پر گرکے پھڑکنے لگے ابیات

عجب گردش چرخ کجباز ہی | کہین سوز ہی اور کہین ساز ہی | کہین جاہ و دولت کا ساماں ہوا
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا | کسی جا ہی شادی تو ماتم کہین | کہین چہچہہ چشم پُر نم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ | سراسر کوئی ہو رہا ہو تباہ | کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادۂ کبر و نخوت سے مست | کوئی صاحب دولت و تاج ہی | کوئی وا سطے دانے کو محتاج ہی
شگفتہ ہوئے غنچہ و گل کہین | تڑپتی تھی بیتاب بلبل کہین | ہوا فوج مہرخ مین یہ انقلاب
بڑھا لیکے لشکر وہ خانہ خراب | کلاب سیہ بخت تھا باغ باغ | لیے ہاتھ مین اپنے روشن چراغ
اسے فہم کامل تھی اور ہوش تھا | ادھر سحر سب کو فراموش تھا | فقر سرنگون ہون اسی غور مین
مجھے جان اس چرخ کے دور مین

جبکہ ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ کل سرداران نامی سے جو یہ آفت دیکھی فوراً سپرین سحری بناکر اپنے اپنے چہروں کے آگے قائم کین کہ عکس چراغ ہمپر نہ پڑجاے چراغ سے کہین آنکھ نہ لڑجاے مگر اس حال پُر ملال مین دفع سحر کرنا محال ہوا چشم زدن مین لشکر مہرخ کا یہ حال ہوا کہ پیر و جوان کی زبان سے صداے الامان بلند ہی ہر ایک خرد و کلان اس آفت سے درد مند ہی ضو چراغ کی پھیلی ہی دود غلیظ سے تاریکی بڑھتی جاتی ہی ادھر لشکر کلاب عقاب سوار پامال کرتا ہوا چلا آتا ہی ایک طرف سے کلاب اپنی سرکشی دکھاتا ہی یعنی ایک بلند ٹیکرے پر کھڑا ہی ایک ہاتھ مین چراغ لیکر بلند کرکے دکھاتا ہی ایک ہاتھ سے گولہ سحر کا لگاتا ہی اُسوقت اس بدحواسی و پریشانی مین سرداران لشکر اسلام نے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای چارہ ساز بیچارگان وای دادرس بیکسان ارحم الراحمین رب العالمین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر نظم موافق مضمون مقام ہذا

خداوندا شبم را روز گردان | چو روزم در جہان فیروز گردان | شبے دارم سیہ چون بخت امید
درین شب روسفیدم کن چو خورشید | توئی یاری دہ فریاد ہر کس | بفریاد من فریاد خواہ رس

بہ عنایت رب اکبر تیر دعا ہدف مراد تک پہونچا یعنی سب نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک تخت ہوا پر اُڑتا ہوا آتا ہی اُسپر افراسیاب سوار تاج شہریاری بر سر زیور جواہر جسم پر آراستہ

موتیون کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو بصد آرزو آواز دیتا ہوا کہ ای قوت بازوے
مین کیا کہنا مہرخ وغیرہ یا تو جان بچانے کی تدبیرین کچھ کچھ سحر پڑھ رہی تھین یا افراسیاب کو
دیکھکر خوف کا یہ جوش ہوا کہ جو سحر یاد تھا وہ بھی فراموش ہوا چاہا کہ جان بچاکر نکل جائین مگر شرم
دو دلاوری مانع ہوئی ہر چند قلب بھرایا کلیجہ منھ کو آیا مگر میدان جنگاہ کو نہ چھوڑا جان دینے سے
منھ نہ موڑا یہان تخت افراسیاب قریب کلاب عقاب سوار آکر اُترا کلاب نے جھک کر
سلام کیا افراسیاب نے سر سینے سے لگا لیا اور کہا کہ ای برادر مین باغ سیب سے کتاب سامری
مین تمھاری جرأت اور شوکت دیکھ رہا تھا اول تمنے ابر و دریاے سحر بنایا ان باغیون نے
جوش مین آکر اُسکو مٹایا شکیل کا گرفتار ہونا بھی مین نے دیکھا اُسکو گرفتار کر کے کیا کیا قتل کیون
نہ کر ڈالا اُسنے تمھارے سردار مارے ایسے سرکش کو کیون زندہ رکھا کلاب نے عرض کی
ای شہنشاہ وہ مسحور میرے خیمہ مین بیہوش پڑا ہی مین نے خیال کیا سب کے ساتھ اُسکو بھی
قتل کرونگا یہ چراغ بزرگون کے زمانہ سے ہی جب کوئی بُرا وقت آتا ہی تب روشن کیا جاتا ہی
بجاے روغن خون جسم کا اسمین جلتا ہی اسکے روشن کرنے مین شعلۂ آتش منھ سے نکلتا ہی مگر
ان نمکحرامون نے ایسی سرکشی دکھائی کہ تاب نہ آئی افراسیاب نے کہا تیرا مثل کہان ہی
سحر سامری کا نمونہ عیان ہی مگر وہ دیکھو سامنے بہار و مخمور سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہین تم نہین
آگاہ ہو جسدن سے بہار اپنی بہن سے لڑکر نکل آئی میرے باغ مین سناٹا ہی مخمور کی جدائی
بادۂ رنج و غم کا خمار ہی گویا نشہ کا اُتار ہی ان دونون کو جلد گرفتار کرے کلاب نے پوچھا ای
شہنشاہ کہان افراسیاب نے کہا وہ جاتی ہین جیسے ہی کلاب نے پلٹ کر اُسطرف دیکھا
پہلو سے آواز آئی باش او بیحیا منم شہنشاہ اوج عیاری نعرہ عمرو

عمرو دم کہ کلہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ نجتنک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

یہ نعرہ کر کے خنجر لپٹ کے مارا اس پہلو پر پڑا اُس پہلو کو توڑ کر نکل گیا کلاب ہاے کہکر زمین پر
گرا آسمان برابر تیرہ و تاریک پیدا ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کہ مارا مجھکو
کرنا میرا کلاب عقاب سوار تھا عمرو نے گرتے گرتے تاج اُسکے سر سے لیا لباس بھی اُتارا
قصد عمرو کا قبل تھا کہ اس چراغ کو لینگے اور اپنے خیمے مین روشن کرینگے کوئی ہمارے خیمہ مین ۱۰

نہ آسکیگا اسباب ہمارا نہ اُٹھا سکیگا اندھا ہو جائیگا ٹٹولتا پھریگا مگر اُسکے مرتے ہی وہ چراغ جلکر
خاک ہوگیا خواجہ ٹیکرے سے کود کر بھاگے مہرخ اور بہار نے دیکھا کہ عین وقت پر خواجہ نے آگر
کلاب عقاب سوار کو مار کیا کمال کیا یہ دیکھتے ہی دل قوی ہوا لشکر کلاب پر حملہ کیا گولے
ترنج نارنج سحر کے چلنے لگے زمین سے شعلہ نکلنے لگے وہان شاہزادہ شکیل کہ خیمہ کلاب مین بیہوش
پڑا تھا سحر مین اس بیحیا کے مبتلا تھا اسکے مرنے سے خود بخود ہوش آیا غصہ مین اُٹھا نگہبان دوڑے
چاہا پکڑین شکیل نے چند سنگریزے اُٹھا کر مارے کئی سو کے سر پھٹ گئے مر کر زمین پر گرے سحر شکیل
سے جلکر خاک ہوئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئے اسی طرح لڑتا ہوا بیرون خیمہ آیا دیکھا ہنگامہ
رزم گرم ہی فوج کلاب پر آفت برپا ہی سرداران مہرخ کے نعرے بلند ہین لشکر کلاب بھاگنے
پر آمادہ تھا مثل مشہور ہی لشکر بے میر فقیر بے پیر تکیہ بے فقیر ترکش بے تیر بیکار ہین آخر ملازمان
کلاب تاب مقابلہ سرداران مہرخ نہ لائے بمشکل تمام لاشہ کلاب اُٹھایا اور ایک کھٹے پر
ڈال لیا روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف باغ سیب کے روانہ ہوئے یہان اہل اسلام نے خیمے
و بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضے مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا ایک ایک ساحر کو اسقدر
انعام ملا کہ غنی ہوگیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے سرداران نامی مع ملکہ مہرخ سحر چشم
داخل بارگاہ ہوئے کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر کمرین کھول کھولکر اُترے سجدۂ شکریہ
پروردگار بجا لائے جہت دفع شکوک سامعین تحریر کیا جاتا ہی کہ جس تخت پر خواجہ عمرو سوار
ہوکے آئے تھے وہ تخت انکو ملک زبرجد نگار سے ہاتھ آیا ہی حکما نے واسطے زبرجد شاہ کے
بنایا تھا واضح ہو کہ زبرجد شاہ خدائی کرتا تھا دمامہ جادو بہت بڑی ساحرہ تھی اُسنے سامان
خدائی زبرجد شاہ درست کر دیے تھے ایک قصر معلق بنایا تھا اُسمین زبرجد شاہ رہتا تھا صبح کو
اُس تخت پر سوار ہوکر بصد کر و فر تخت کو اُڑاتا ہوا دربار مین آتا تھا سبکو جاہ و جلال دکھاتا تھا
خواجہ نے بڑے زور و شور سے عیاری کر کے اپنے تئین قصر معلق پر پہونچایا تب یہ تخت
ہاتھ آیا جب زبرجد شاہ کو گرفتار کر کے داخل کر لیتے ہین تو حیران ہوتے ہین کہ یہ زیر قصر
معلق کیونکر جاؤن اُسی حیرانی مین ملاحظہ فرماتے ہین کہ پایۂ تخت مین ایک تختی نصب ہی اُسمین
مرقوم ہی کہ اگر کوئی شخص اسپر سوار ہو بلندی پر جانا منظور ہو تو اکثر اسمین کلین نصب ہین گر فلان

کل کے اوپر ہاتھ رکھے یہ تخت بلند ہوتا چلا جائیگا اگر یہ چاہے کوئی کہ مائل بہ پستی ہو تو اس طرح اس کل کو دبائے نیچے اُتر آئے غرضکہ سب طرح کی صورتین اسمین مرقوم تھین جیسے خواجہ نے اس تخت کو پایا ہی بوقت ضرورت اُسپر سوار ہوتے ہین داستانین بالتصریح دفتر ایرج نامہ مین موجود ہین انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہی تو بخاطر فیض عاطر جناب منشی نولکشور صاحب بملاحظہ ناظرین با تمکین پیشکش ہونگی اور دوسرے اگر شاید ناظرین خیال فرمائین کہ سحر چراغ کلاب عقاب سوار نے خواجہ پر کیون نہ تاثیر کی سر پر خواجہ عمرو کے کلاہ حجاب الابصار تھی خاصیت اسمین یہ ہی کہ سحر صاحب کلاہ پر تاثیر نہین کرتا سوائے ضرورت شاقہ کے صاحبقران نے قسم لیلی ہی کہ بلا وجہ اسکو سر پر نہ رکھنا اسوقت اُسکو پہنکر بصورت افراسیاب آئے تھے فی الجملہ یہ فتح بعیاری خواجہ عمرو بفضل رب اکبر حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر آکر بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئین دربار گرم ہوا محفل عیش کی تیاری ہوئی رقاصان پریچہرہ آکر رقص کرنے لگے ساقیان حور رخسار جام بادہ گلنار لیکر میکشون کو مسرور کرنے لگے کہ دیکھا یکایک خواجہ عمرو بصد کر و فر مع مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار و چالاک بن عمرو داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے تمام شاہزادیان واسطے تعظیم و تکریم کے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھین خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر بیٹھے عیاران نامی اپنے اپنے عہدون پر متمکن ہوئے سردارون نے شکریہ خواجہ ادا کیا ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ کشتی مین لگا کر سامنے پیشکش کیا خواجہ عمرو شگفتہ نہوئے مُنھ پھُلائے بیٹھے رہے ملکہ مہرخ نے دستبستہ عرض کی کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے سر جھکا کر کہا کہ ملکہ مین لٹ گیا ایک مہاجن نے معتبر جانکر دو صندوقچے دیے تھے واسطے فروخت کرنے کے وہ میری کمر سے لگے تھے اسوقت جلدی مین عیاری کرنے آیا اس بیحیا کو مارا وہ دونون صندوقچے کمر سے گر گئے اب اُس مہاجن سے بڑی تکرار ہوگی ملکہ مہرخ کچھ سمجھکر ہنسین عرض کی ہم سب طرح پر حاضر ہین جسقدر حکم ہو پیشکش کرین خواجہ عمرو نے سر جھکا کر فرمایا اسکی تعداد غیر ممکن ہی آپ لوگ اپنے موافق مقدور کے جو کچھ دینگے اُسکو دیکر سمجھاؤنگا آیندہ جو باقی رہیگا محنت و مزدوری کرکے ادا کرونگا اعتبار مین فرق نہ آنے دونگا غرض کل سردارون نے زر کثیر بصد توقیر منگا کر سامنے خواجہ کے حاضر کیا زر سرخ و سفید کو دیکھکر چہرہ خواجہ کا مثل کندن کے دمکنے لگا

ہنسکر فرمایا مجھے کیا تم سب صاحبون سے انکار ہی یہ کہکر وہ سب زر کثیر نذر زنبیل کیا ملکہ مہرخ نے باد ب عرض کی آج خدا نے زندگی دوبارہ کی وقت عیش و سرور ہی اگر خلاف خاطر مبارک نہو سرفراز فرمایئے ذی بجایئے بخدا علم موسیقی مین آپ شہرۂ آفاق ہین کان سب کے صداے الحان داؤدی کے مشتاق ہین خواجہ کا بھی اُسوقت دماغ بادۂ ناب سے گرم تھا نازنینان پریچہرہ شیرین ادا گلعذار ماہ رخسار صحبت مین حاضر تھین دور جام مے گلفام بے دغدغہ گردش ایام چل رہا تھا بادہ کشان خمخانۂ عشرت کا حوصلہ نکل رہا تھا ایک سمت کنیزان ملکہ بہار بصد ناز و انداز مثل طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز تھین

ایک اک اُنمین شوخ دیدہ تھی
پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین ایسی گرما گرم
برق و سیماب کو بھی آوے شرم

خواجہ نے اس جلسہ کو دیکھکر دست دعا اُٹھائے اور یہ دعا دی کہ ای بہار پیراے عالم بصد لطف و کرم اس باغ پر بہار کو باد خزان سے بچانا پھر کبھی ایسا روز سیہ نہ دکھانا یہ کہکر بصد خوشی جیب سے ذی نکالی سازندون کی جانب متوجہ ہوئے کہ تم سبھون کی اس ہی روح تانسین کا پاس ہی جلد ساز ملاؤ ہمارے قریب آؤ لیکن خیال رکھنا ہمسے الگ نہونا فورًا کاردانان علوم موسیقی نے ساز ملاے خواجہ نے ذی کو پھونکا اول اس بند کو مصنف کے شروع کیا مخمسہ

غم مطرب بسر سے قصر دل آباد کرتے ہین
دل نالان کے نالون سے طبیعت شاد کرتے ہین
ترانے مثل بلبل ہم نئے ایجاد کرتے ہین
کسی محبوب کی بزم طرب کو یاد کرتے ہین
برنگ ذی ہمارے استخوان فریاد کرتے ہین

صداے ذی جو بلند ہوئی آواز تحریر سے سامعین کو غش آنے لگے دل بھر آئے قلب تھرائے آنکھون سے اشکون کا تار بندھا پھر عمرو نے جوش مین آکر یہ غزل بجائی

غزل

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین
اب تڑپتا ہون اکیلا وہ بھی پہلو مین نہین
ہجر کی شب آئی تھین کتنی بلائین کچھ نہ پوچھ
اسقدر تھین جتنے بل بھی تیرے گیسو مین نہین
داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی
رنگ کہتا ہی وفا اس پھول کی بو مین نہین
کہتے ہین وہ اپنے انداز آئنہ مین دیکھکر
آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین
بے اثر دونون ہین گو اپنے دم سرد اشک گرم
پھر بھی ہی جو آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین
تو چھپائے لاکھ جب چھپنے بھی دے دل کی تڑپ
دل ہی عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین

بیٹھتے ہی پاس مجکو آپ سے باہر کیا
خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیون کو دیکھکر
تم ٹپکتے دید کی حسرت کو کیونکر دیکھتے
دلکو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے
وصل مین بھی ناگوار انکا نکلنا ہی جلال

غیر کے پہلو مین ہو تم میرے پہلو مین نہین
ترچھے زخمون کی ادا وہ ہی جو ابرو مین نہین
آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو مین نہین
یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہین جو گیسو مین نہین
کیا کہین ارمان دل کے اپنے قابو مین نہین

یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہی جلسہ جما ہوا ہی مگراب دو کلمۂ داستان **افراسیاب** کے بیان کیے جاتے ہین انشاء اللہ ناظرین اس داستان حیرت بیان مین لطف تازہ پائینگے مصنف کو بدعاے خیر یاد فرمائینگے **افراسیاب جادو** باغ سیب مین آیا ہی چونکہ قتل **اسد غازی** کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے ملکہ **حیرت** بھی مع وزرا امرا و مع شاہان طلسم اس مقام پر موجود تھی **افراسیاب** **حیرت جادو** سے کہ رہا ہی **کلاب عقاب** سوار مقابلہ مین باغیون کے گیا ہی کانٹا بنکر سبکے دل مین کھٹکیگا وہ راہ افسون گری سے نہ بھٹکیگا تمھاری ہمشیرہ صاحبہ بھی گرفتار ہو کے آتی ہونگی اب مجھسے اُسکی سفارش نکرنا خبردار کچھ گذارش نکرنا آتے ہی ایک ایک کو قتل کرونگا انکو نافرمانی کی سزا دونگا یہ سُنکر **حیرت** کا چہرہ لال ہوا غصہ سے عجب حال ہوا فرط غیظ و غضب سے ہونٹھ کانپے مُنھ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کر کے جواب دیا کہ واہ شہنشاہ بموجب مثل دھوبی سے نہ جیتے گدھے کے کان اُمیٹھے مین ہے خود کیسے کیسے رنج اُٹھائے ہین ان نمکحرامون سے کیا کیا مزے پائے ہین جو مین اُنکو قتل سے بچاؤنگی اسی اثنا مین شور گریہ و زاری بلند ہوا **حیرت** نے گھبرا کر پوچھا دیکھو یہ کیا ماجرا ہی کون روتا پیٹتا ہی کنیزین واسطے خبر کے اُٹھی تھین یکایک دیکھا کہ ملازمان **کلاب عقاب** سوار نالان و زار لاشہ اپنے مالک کا لیے ہوئے سامنے **افراسیاب** کے حاضر ہوئے پکارے دہائی شاہنشاہ کی **افراسیاب** نے پوچھا ارے کیا ہوا عرض کی سبھون نے حضور ہمارا مالک اس زور و شور سے لڑا کہ باغیون پر اس جلدی مین کبھی کوئی غالب نہ آیا ہوگا اول ابر و دریاے سحر بنایا اُس سحر کو نمکحرامون نے باطل کیا اس روشن رائے نے چراغدان سحر نکالا کہ جو کئی سال مین پوجا پاٹ کر کے بدقت تمام بنایا تھا جلایا عوض روغن کے اپنا خون صرف کیا اُسکے خوف سے سرداران لشکر مہرخ کو سحر فراموش ہوا کل لشکر نے بھاگنے

کا قصد کیا کیونکہ سحر کا ایک حرف کسی کو یاد نہ تھا ہمارے مالک ایک ٹیکرے پر کھڑے ہوئے چراغ
دکھا رہے تھے دشمنان تیرہ بخت کو جلا رہے تھے اب خطا معاف ہو تو حقیقت بھی عرض کرین
لیکن جان کی امان پائین تو زبان پر لائین افراسیاب نے کہا بیان کیون نہین کرتے
اسمین معافی خطا کیسی تمھاری ایسی تیسی سب تو نہ بول سکے لیکن دو چار سردار جو زیادہ گستاخ
تھے وہ دست بستہ آگے بڑھے عرض کی کہ اے شہنشاہ ہمارا مالک تو غالب آچکا تھا یکایک
حضور کا تخت نمایان ہوا اُسی ٹیکرے پر پاس کلاب عقاب سوار کے حضور اُترے ہمنے دور
سے دیکھا کہ پہلے کچھ باتین ہوئین یکایک حضور نے غصہ مین آکر للکارا کلاب کی کوکھ پر خنجر مارا
وہ تڑپکر گرا آپ سحر کرکے غائب ہوگئے خداوند صاف فرمائیے غلامون سے نہ چھپائیے وہ تو قوت
بازو تھا زینت پہلو تھا کیا کسی زمانہ مین اُس سے کچھ خلاف طبع ہوا تھا جسکے عوض مین حضور نے
یہ انتقام لیا اگر ایسا ہی تھا بعد فتح جنگ سزا دی ہوتی یا قید کا حکم دیا ہوتا جرمانہ کیا ہوتا سلطنت
سے معزول کرتے شہنشاہ ایسا غصہ جان ہی سے مار ڈالا خوب نمکخوارون کو جانفشانی کا ثمرا ملا اب
ہم سب بہر حال بغاوت مہرخ و بہار وغیرہ بھی ظاہر ہوا کہ جان و آبرو کے خوف سے نکل گئے ایک
غیر شخص غریب الوطن کے شریک ہوئے یہ باتین سُنکر افراسیاب مثل مار دُم بریدہ کے غصہ سے
بل کھانے لگا قہر و غضب مین تھرانے لگا غیظ سے چہرہ سُرخ ہوا کف منھ مین بھر آیا بقہر و غضب
تمام جواب دیا کہ او بیحیاؤن نامردو بے وقوفو اندھو یہ کیا واہیات بکتے ہو بادولت تو سحر سے سیر و
باغ تک بھی نہین تشریف لیگئے مین نے اُسکو کیونکر مارا میرا چچازاد بھائی تھا ہرچند نالائق تھا
مگر کرورہا روپیہ خرچ کرکے سحر سکھایا علم نیرنجات پڑھایا دیکھنے مین موٹا تھا لیکن مجھسے بہت چھوٹا
تھا اُسپر میرا ہاتھ کیونکر اُٹھتا اور سردار تو خاموش ہوگئے لیکن طرار جادو کہ یہ سپہ سالار لشکر
کلاب تھا اسکو تاب نہ آئی قبضہ پر ہاتھ ڈال کے عرض کی کہ آپکے ارشاد کو کون جھوٹ کہے
صاف تو یہ ہی کہ تین لاکھ فوج نے ہماری دیکھا اپنی خرابی اپنی زبان سے کہینگے خداوند سامری
و جمشید سے آپکے ظلم کی فریاد کرینگے یہ سُنکر افراسیاب نے بقہر آواز دی ان سبکو جو بتان مارو
ان زبان درازون کی تالین کاٹ لو کہ بادولت کو جھوٹا بناتے ہین میرے بھائی کا مجکو قاتل بتاتے
ہین غلامان افراسیاب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے تلوارین پکڑکے قرولیان کمر سے نکال لیے

اُن سب کی ناکین کاٹ لین جب تو طرار جادو نے بھی اسباب سحر نکالا تیغہ سحر برق مثال کھینچا
ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو اب نکٹے ہونگے یا جان دوگے مین اس سے لڑبھڑ کر مرجاؤنگا
ناک نہ کٹواؤنگا یارو کیون حیران ہو جانبازی کرو کہ اس ناک کاٹنے والے کو بھی کان ہو پھر کبھی
کسی سپاہی شریف سے ایسے کلمات نامعقول نکرے آپ ہی حرامزادے نے ہمارے مالک کو
مارا ہی ہم جو جان بچا کر آئے ہین تو ہماری ناک کاٹنے کا حکم دیتا ہی یا خداوند سامری و جمشید تمپر روشن
ہی کہ ہم لشکر مہرخ سے کیسے لڑے دشمنون سے کیسے معرکہ پڑے یہ بیداد گر ہمپر ستم کرتا ہی زبردستی
ہماری آبروریزی کا درپے ہی ساتھ والون نے آواز دی ای افسر ہمارا تیرا ساتھ ہی تیرا دامن
دولت ہی اور ہمارا ہاتھ ہی جہان تیرا پسینہ گریگا وہان ہم سب لہو گرائینگے ہرگز ہرگز ناکین نہ کٹوائینگے
یہ کہکر حربہ سحر ہاتھ مین لیے غلامان افراسیاب پر جا پڑے آگے سے طرار نابکار عقب مین
یہ فوج بیشمار غلامان افراسیاب سے ترنج و نارنج گچھے پیکان کے چلنے لگے مرنے والے تو بہت
بُرے ہوتے ہین ایک چشم زدن مین پانچ ہزار غلامان افراسیاب مارے گئے سو یہ بھی کام آئے
اب طرار نے چاہا کہ باغ سیب سے لڑبھڑ کر نکل جاؤن بس افراسیاب نے یہ کیفیت دیکھکر طرف
آسمان کے اشارہ کیا ایک لکہ ابر مختصر گھر کر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا برق چمکنے لگی رعد گرجنے
لگا جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہوکر زمین پر گرا افراسیاب کے سحر کی کون تاب لاسکتا تھا جب وہ سب
بیہوش ہوگئے ملازمون کو حکم دیا کہ ان سبکی مشکین باندھ لو طوق و زنجیر مین مسلسل کرو ہوشیار
کرکے انکو ہمارے سامنے لاؤ اب جو اُن سبکی آنکھ کھلی سحر فراموش تھا ضعف و نقاہت کا
جوش تھا اپنے کو قید پایا افراسیاب نے آواز دی کیون نمکحرامو اب کہو تمھارا کیا حال کردن
طرار سے پھر بھی ضبط نہو سکا جواب دیا کہ نمکحرام تو ہی شہنشاہ لاچین اپنے ولی نعمت کو جسنے تجکو
خاک سے پاک کیا اُسی کو بیکر گرفتار کرکے طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا اب شہنشاہ بن بیٹھا ہی ہمکو
نمکحرام کہتا ہی اب تیرے قبضے مین ہین قتل اور غیر قتل کا تجکو اختیار ہی یہ سُنکر افراسیاب نے
اشارہ کیا کہ جلد بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کرو ان چرب زبانون کو دارون پر
کھینچو کہ سرکشان طلسم کو عبرت ہو ظاہر ہماری شوکت ہو ملازم افراسیاب کشان کشان
بیرون باغ لائے دارین استادہ ہوئین جلادان مریخ خصلت تیغہا برہنہ لیے ہوئے سامنے

آئے کسی کو زیردار لائے کسی کے واسطے چبوترے ریت کے بنائے ایک جلاد نے ہاتھ پکڑ کر طرار کا کھینچا تیغۂ زہرآلود کھڑا کر سر پر آیا اسوقت طرار کا یہ حال تھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس دل سے کہتا تھا کہ ای مہرخ و عمرو کے خدا اگر ہم اس قتل سے نجات پائین سامری و جمشید پر لعنت کرین عمرو کے شریک ہو جائین وہ بیشک جوہر شناس ہی قدردان ہی اور یقین ہی کہ خداے نادیدہ برحق ہی طرار تو دل سے یہ باتین کر رہا ہی کبھی آسمان کی طرف جاتا ہی کبھی شباب کی موت پر آنسو بہاتا ہی افراسیاب نے ایک حکم دیا ہی چاہتا ہی کہ حکم ثانی دے کہ بقدرت رب اکبر ملکہ صرصر سامنے سے نمایان ہوئی یہ معرکہ دیکھکر بہت پریشان گھبرائی ہوئی جھپٹ کر قریب افراسیاب کے آئی عرض کی ای شہنشاہ یہ معرکہ کیا ہی ان سبھون کی کیا خطا ہی افراسیاب نے کہا ای صرصر یہ سب مجھکو قاتل کلاب عقاب سوار بناتے ہین کہتے ہین وہ لڑائی مہرخ کی فتح کر چکا تھا آپنے اگر اُسکو خنجر سے مارا بدولت ہر چند کہتے ہین یہ نہین مانتے ہین قسمین کھاتے ہین کہ آپنے مارا اور ای صرصر مابدولت تو آج در باغ سیب سے باہر نہین نکلے علاوہ ازین مین اپنے بھائی کو کیون قتل کرتا بیخطا کے خون سے ہاتھ بھرتا یہ سُنکر صرصر ہنسی عرض کی سرکار بجا ارشاد فرماتے ہین یہ بھی جھوٹی قسم نہین کھاتے ہین عمرو عیار ساربان زادہ بلاے بے درمان ہی آپکی شکل بنکر آیا ہوگا بھلا یہ بیچارے کیا پہچانتے حضور کتاب سامری ملاحظہ فرمائین کہ کلاب کیونکر مارا گیا ابھی ظاہر ہو جائیگا افراسیاب کو یہ سُنکر سناٹا آگیا سر جھکا لیا دلمین اپنی حماقت پر نادم اور منفعل ہوا اسیوقت کتاب سامری کھولکر جو دیکھا صاف اُس سے ظاہر ہوا کہ عمرو نے بصورت افراسیاب عیاری کرکے کلاب عقاب سوار کو مارا یہ دیکھکر بہت شرمندہ ہوا سرما سے اشارہ کیا کہ تم ان سب کی سفارش کرو مابدولت سے گذارش کرو سرما نے فوراً دست بستہ پکار کر عرض کی کہ اب سرکار انکی گستاخی غلام کی خاطر سے معاف فرمائین یہ اپنی سزا کو پہونچ چکے افراسیاب نے سر جھکا لیا الخاموشی نیم رضا کا مضمون ظاہر ہوا سرما نے بتعجیل تمام طرار کو مع دس ہزار ساحرون کے رہا کردیا افراسیاب نے سرما کو ایک شیشہ پُر از آب دمیدہ سحر دیا کہ ان سب پر چھڑک دو کہ سحر ان سب پر سے مابدولت کا اُتر جاے سرما نے یہی کیا طرار سے کہا شہنشاہ کے قدمون پر گرو خبردار پھر ایسی حرکت ناشایستہ نہ کرنا اپنے ولی نعمت پر تہمت

نہ دھرنا طرار نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے کھڑا رہا سرما نے کہا کہ ای طرار جاؤ اس اپنی فوج
کو لیکر شریک لشکر ملکہ حیرت ہو طرار مع اُن دس ہزار جادوگرون کے باغ سیب سے نکل کر
طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا شام کو اک دشت پُر فضا مین آکر ٹھہرا رنج مین کھانا بھی نکھایا
کمیدان وجمعدارون کو بلاکر اپنے خیمہ مین جمع کیا طرار سب کے سامنے روتا ہوا اپنے مقام
سے اُٹھا آواز دی بھائیو تمنے ظلم وجبر افراسیاب کا دیکھا کہ ہمکو تمکو بلاوجہ ذلیل کیا اب کہو
کیا ارادہ ہی سب نے جواب دیا اب بجاے شہنشاہ کلاب عقاب سوار آپ ہمارے سرپرست
اور مالک ہین بموجب مصرع صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شماست ٭ یہ سُنکر طرار جادو نے
کہا کہ بھائیو اس بات کو گوش ہوش سے سنو جسوقت ہمکو اور تمکو زیردار بٹھایا تھا ہمنے اسوقت
خداے مہرخ اور عمرو سے رجوع کی تھی اور دل سے عہد کیا تھا کہ اگر اس بلا سے نجات پائینگے
مطیع اسلام ہوکر خدمت عمرو مین جائینگے فوراً اس مذہب کی برکت ظاہر ہوئی دیکھو خودبخود
افراسیاب ہمارے اور تمھارے قتل سے باز آیا ظہور قدرت خداے عمرو ہوا علاوہ اسکے
خیال کرو عقل کو دخل دو اہل اسلام کہتے ہین کہ ہمارا ایک خدا ہی کوئی اُسکا شریک نہین ہی
جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی یہان پونے دو سو خداوند مشہور ہین کیونکر ہو سکتا ہی دو بادشاہ سلطنت
باہم کر نہین سکتے کہ حکم مین خلل آئیگا ایک کی راے کچھ ہوگی ایک کچھ کہیگا نہ کہ مقدمۂ خدائی
اب خیال کرو کہ پونے دو سو خداوند ہین کیونکر احکام ترتیب عالم جاری ہوتے ہین سچ تو یہ ہی
کہ عقل نہین قبول کرتی یہ سُنکر سب نے عرض کی کہ ای سردار نامدار بہت درست ارشاد
فرمایا ہماری بھی عقل باریک مین مین آیا طرار نے کہا شکر ہی خداے نادیدہ کا کہ مقدمۂ مذہب
درست ہوا اب بتاؤ کہ خدمت ملکہ مہرخ وعمرو مین کیونکر چلین بلاوجہ کیا ہماری قدر ہوگی کہو
ہمارے کون استقبال کو آئیگا سب نے عرض کی جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم سب مطیع اسلام
ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر آیا عرض کی کہ ای سردار عالی وقار ابھی مین نے سنا ہی کہ عقب
اس کوہ کے لشکر ابرق کوہ شگاف کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہوا ہی یہ مژدہ جانبخش
سُنکر طرار نے کہا کہ چلو آج اس بیچارے پر شبخون مارین لڑتے بھڑتے اپنے تئین خدمت عمرو مین
پہونچائین بہادرون کے قدردان ہین ضرور عنایت فرمائینگے اُنکی غلامی یہان کی سرداری

سے بہتر ہی یہ مشورہ کر کے دو پہر رات گئے لشکر کو آراستہ کیا اور لشکر ابریق کوہ شگاف پر آکر گرا
سب کو سکھا دیا تھا کہ یارو نام مردبہ ازمرد ہوتا ہی لشکر ابریق کوہ شگاف پر گرنا تو نام سرداران
ملکہ مہرخ سحر چشم کے لینا اس طور سے ان بجیاؤن کو شکست دینا خدا اسے نادیدہ انجام بخیر کرے
غرضکہ سب نے یہی کیا کسی نے نعرہ کیا کہ منم رعد جادو کسی نے نام شکیل جادو فرزند مہرخ کا لیا
کسی نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادۂ خورشید زرین سحر فرزند دلبند ملکہ سرخ موے کا کل کشا گر طرار نامدار
نے آواز دی کہ منم معمار قدرت صاحب شوکت فوج ابریق کی مع ابریق سب شراب پی پی کر
خواب خرگوش مین مبتلا تھے اس آفت ناگہانی کی خبر نہ تھی جو گھبرا کر اٹھا ہاتھ سے سرداران
طرار کے واصل جہنم ہوا ایک چشم زدن مین پانچ ہزار بجیاؤن کو مارا اب تو فوج ابریق مین
تلاطم ہی حواس ہر ایک کا گم ہی بعضے غافل پڑے سو رہے تھے گھبرا کر آنکھ کھلی خدمتگار سے پوچھا
یہ کیا ہنگامہ ہی اُسنے عرض کی بلا زمان مہرخ شبخون آئے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی یہ سُنکر
آواز دی او سائیس جلد مرکب ہمارا تیار کر سائیس نے ساز و یراق مرکب پر آراستہ کیا اگاڑی
کھولی جلدی مین پچھاڑی کھولنا بھول گیا میان ساحر صاحب خیمہ کے باہر آئے دل مین ارادہ یہ
تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ جائین اپنی جان بچائین بتعجیل مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو ایڑ کی
وہ آگے نہ بڑھا جھلا کر کوڑا مارا گھوڑے نے جست جو کی میخ اُکھڑ کر سر پر پڑی گھوڑے سے خود ہی زمین
پر گر پڑے سنبھلے کسی نے گرز مارا اُدھر سے ہمراہیان طرار آکر پہونچے سحر کر کے میان ساحر صاحب کے
ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے جب یہ قیامت برپا ہوئی خادم نے جا کر ابریق کو جگایا گھبرا کر اُٹھا پوچھا
کیا ہنگامہ ہی خادم نے عرض کیا چند سرداران ملکہ مہرخ شاید واسطے شکار کے صحرا مین آئے تھے
آپکے لشکر کو دیکھکر آگرے ہین ہزارون آپکے لشکر کے مارے گئے ابریق عالم نشۂ شراب مین
جھومتا ہوا اُٹھا کہتا کچھ تھا مُنھ سے نکلتا کچھ تھا جھولی سحر کی لینا بھولا باہر نکل آیا نشہ مین لینا لینا
کہنے لگا ہر مرتبہ اسباب سحر جسم پر ہاتھ پھیر پھیر کے ڈھونڈھتا ہی کچھ ہاتھ نہین آتا ہی اس اثنا مین
اُدھر سے طرار لڑتا ہوا آتا تھا ابریق کو دیکھکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا اُسنے سپر سحر کے لیے ہاتھ اُٹھایا
سپر کو بھی پشت پر نپایا اتنے عرصہ مین تیغۂ سحر طرار اسکے سر پر پڑا تا دو ابرو پہونچا تھا کہ ابریق نے
یا سامری کہکر کچھ افسون پڑھا تیغہ تو سر سے نکل گیا ابریق غش کھا کر زمین پر گرا طرار نے

چاہا سر کاٹ لون پھر نذر خواجہ عمرو یہ تحفہ مہیا کرون لشکریان ابرق نے ابرق پر اپنے تیغین گرا دیا صد ہا نے اپنے کو قتل کرایا مگر ابرق کو بمشکل اُٹھایا ہوا دار پر ڈالکر لیکر بھاگے طرار نے خیمہ خرگا ہین بارگا ہین لوٹ لین اپنے قبضہ مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو پڑا و پر گھر کر رہگئے تھے انکو صبح تک قتل کیا بوقت سحر بفتح و فیروزی طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلے مگر محجوب تھا کہ افسوس برای نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سر ابرق نیا یا اس خیال مین ٹھہرتا ہوا آتا ہی یہان ملکہ مہرخ نے ساری رات عیش و راحت مین بسر کی ہو کہ یکایک جوڑیان ہرکارون کی سامنے سے آئین دعاے ترقی دولت واقبال زبان پر لائین

اشعار

گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد
کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
ہمہ کار عالم بکام تو باد

ای شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا معرکہ ہوا ہی کہ کلاب عقاب سوار جو بار اگیا تھا اُسکا سردار طرار جادو کسی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شبخون لشکر ابرق کوہ شگاف پر مارا لاکھون ساحر قتل کر کے آتا ہی اور ابرق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لے گئے مگر طریقہ طرار نامدار سے ظاہر ہی کہ بے وجہ خدمت مین آتے ہوے شرماتا ہی جابجا ٹھہرتا ہوا آتا ہی یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اور خواجہ عمرو نے خوش ہو کر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائین اور طرار نامدار کو استقبال کر کے باآبرو لائین اُسی وقت ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ بلال و ملکہ نافرمان والا شان وغیرہ مع فوج دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار روانہ ہوئین یہان طرار جادو مع اپنی فوج کے ایک صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی پہونچے طرار جادو سے بغلگیر ہوے اور کہا ملکہ مہرخ آپکی نہایت مشتاق ہین اگر عرصہ فرمائیے گا تو کیا عجب ہی کہ خود تشریف لائین ہمکو بہر استقبال آپکے بھیجا ہی طرار جادو نے طرف اپنے اہالیان لشکر کے دیکھکر کہا دیکھو جوہر شناس ایسے ہوتے ہین کہ مجھ ذلیل کے استقبال کو ان سرداران جلیل کو بھیجا ہی کیونکہ ایسون کے نام پر جان نثار نہو غرضکہ ساتھ ان سردارون کے قطع راہ کر کے قریب بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا ملکہ مہرخ بدولت واقبال مع چار سو سرداران ذیوقار کے بارگاہ سے برآمد ہوئین اور فرمایا کہ ای طرار جادو ہم عرصہ سے تمھارے مشتاق تھے دیر ہونے کا کیا سبب ہوا طرار یہ پرورش خاوندانہ دیکھکر دوڑا چاہا قدمون سے لپٹ جائے ملکہ مہرخ نے

سر اُسکا سینے سے لگا لیا اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بعزت و آبروے تمام لا کے داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب شاہزادۂ خورشید زرین سحر دنگل بیٹھنے کو لا اُسکے ساتھ والونکے واسطے حکم ہوا کہ بارگاہین خیمہ سراپردہ استادہ کر کے ان سبکو بآرام تمام اُس بارگاہ مین داخل کرو اس پرورش خاوندانہ اور مرحمت خسروانہ پر طرار نے فخر کیا ابھی چند ساعت بیٹھنے نپایا تھا کہ ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ ای طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیون کے ہماری دعوت قبول کرو جو کچھ حمچۂ آش میسر ہی تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح فرداً فرداً وعدہ لیا طرار بفرحت تمام و بہ کیفیت مالا کلام مصروف دعوت ہاے سرداران نامی ہی لیکن افراسیاب جادو باغ سیب مین ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہی کہ شور گریۂ و زاری درباغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ نو مبارک باشد کل دن بھر آفت مین طرار کی گذرا ابھی مُنھ ہاتھ بھی دھونے نہین پائے کہ رونے کی صدا کان مین آئی سامری و جمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہی باغیون نے کسی کا گل امید توڑا کسیکی گلشن حیات کو پائمال کیا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کون روتا ہی افراسیاب نے کہا ملکہ تمکو آٹھ پہر باغیون ہی کا خیال ہی مہارسے ناحق رنج و ملال ہی تمھارے طعن و تشنیع سے وہ نکل گئی یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ دیکھا وزیر اعظم ابریق سر مین زخم کاری ہوا ادا ر پر پڑے ہوئے آہ آہ کرتے ہین ساتھ والے زخمی اشکبار بیقرار گریان و نالان خاک بر سر کنان ابریق کو دشگاف کہوا دار پر ڈالے ہوئے نمایان ہوئے افراسیاب نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ شب کو شکار گاہ مین اُترے ہوئے تھے کہ سرداران مہرخ فوج بیحساب لیکر شبخون آگرے ایسے ایسے آپکے غلام لڑے وہ معرکہ پڑے ایک ایک نے دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھون تھے کہانتک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑون باغیون کا ہجوم تھا وزیر اعظم غفلت مین زخمی ہو گئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہانتک آئے حیرت نے کہا تعجب کی بات ہی یہ تو اُن لوگون کا شیوہ نہین ہی شاید کسی اور نے یہ کام کیا اُن دشمنونکا نام لیا یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ صبا رفتار و شمیمہ نقب زن عیار بچیان پُر فن سامنے آئین واسطے تسلیم کے خم ہوئین افراسیاب نے پوچھا تمنے کچھ دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسنے شبخون مارا عرض کیا لونڈیون کو خوب معلوم ہی خاص یہی خبر لیکر لونڈیان حاضر ہوئی ہین سامری و جمشید

کی نمکحراموں پر مار پڑے کل حضور نے جو طرار جادو سردار کلاب عقاب سوار کو کچھ چشم نمائی کی
تھی اور پھر بنظر پرورش فوراً اُنکی خطا معاف بھی ہوئی اُسکا یہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جاکر نامی
سرداران مہرخ لیا دس ہزار سے دو لاکھ پر شبخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کر کے چلتا دھندھا
کیا لشکر عمرو مین پہونچے مہرخ نے اُنکی بڑی خاطر مدارات کی ہی ہر سردار نمکحرام نے طرار کی دعوت
کا سامان مہیا کیا ہی طرار جادو ہر ایک کے یہان دعوت کھاتا پھرتا ہی چہچہے قہقہے ہو رہے ہین
افراسیاب نے اُن ساحرون سے کہا کہ کیون نالائقو تم ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغاباز مکار
جعلساز اپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سَو سَو سے لڑکر آئے ہین خوب بدولت کو
ثابت ہوا ہی کہ بیتا کھڑکا بندہ سرکا مسلمانون کو جو سمجھ لیا ہی یہ سنکر اُن سبھون نے سر جھکا لیے
افراسیاب نے ابرریق کو ہوا دار سے اُتروایا مرہم جمشیدی کی سر پر پٹی چڑھائی تب ابرریق کو
ہوش آیا افراسیاب نے کہا اے وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا مین مبتلا ہین تمکو شکار سوجھا
اور ایک ادنی غلام نمکحرام کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آپ تشریف لائے ہین نہ خیال انتظام نہ خوف
ننگ و نام تم صاحبون نے بہت پریشان کیا ہی اگر یا بدولت ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم ہوشربا کا
قائم رہنا محال تھا ابھی جاتا ہون بارگاہ مہرخ سے اُس نمکحرام کا سر کاٹ کے لاتا ہون کل کو
سزا دونگا آتش قہر مین پھونکونگا لونڈیان غلام بہت سر چڑھ گئے ہین یہ کہکر افراسیاب نے
تاج سر پر رکھا زیور جواہر زیب جسم کیا تیغہ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ایک دستک دی سامنے سے
مرکب پرند شکین ساز و یراق سے آراستہ زمین پر آگرا اُترا شوخیان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا
عجب مرکب باد رفتار تھا اشہب فلک نے بھی نہ دیکھا تھا ایک کاوے مین دورۂ عالم تمام تھا
اشہب تیز گام طلسمی نام تھا شعر عجب مرکب باد رفتار تھا ؛ کہ طرار تھا اور فرار تھا ؛ قصد ہوا
افراسیاب کا کہ اُسپر سوار ہو ملکہ حیرت ہان ہان کہکر دامن سے لپٹ گئی شاہزادیان ملکہ یاسمن
یاسمن پیکر و ملکہ قمر اندام گلابی پوش و ملکہ حور پیکر سحر خیز و ملکہ شمیمہ ماہ لقا و ملکہ نازک اندام
جہان پیما و ملکہ شعلہ جوالہ زن و ملکہ آتش خوار طاؤس سوار و ناظمان دربند ہائے طلسم مقہور
بن قہار و ماران اژدر سوار و اژدران فیل گوش و شاہباز تیز پرواز و خاقان تاجدار
و قیصر تاجدار وغیرہ اپنے اپنے مقام سے مثل بلائے ناگہانی کے اُٹھے حقیقت مین ہر ایک انمین

سامری عہد جمشید زمانہ ہی دست بستہ ہوکر ہر ایک نے قدمون کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ ای شہنشاہ یہ تو کبھی نہوگا کہ سرکار والا تبار کو مجمع باغیان مین جانے دین عمرو ایسا مکار و غدار وہان موجود ہی نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلائیگا علاوہ اسکے سب سردار چنے ہوئے طلسم کے وہان موجود ہین جنکو سرکار نے کل علوم سحر تعلیم کردیے ہین دل انکے افسون عجائب و غرائب سے بھردیے ہین حضور اگر آپ ایسے کامل و اکمل اور صاحب اختیار نہوتے تو وہ طلسم کشا کو ابتک چھڑا لیجاتے لوح طلسم کو بھی کوشش کرکے لاتے طلسم فتح ہوجاتا ہر حاکم دربند شکست کھاتا سامری و جمشید آپکو سلامت رکھین کہ آپکے سحر کے آگے انکی کیا حقیقت ہی لونڈیون غلامون کی کیا لیاقت ہی سرکار خیر خواہون کو صرف ایک روز کی مہلت دین ہمسے ان خود سرون کے سر لین ایسے ایسے کلمات نصیحت آمیز جراءت خیز کہکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا حیرت نے بتعجیل تمام رقاصون کو حکم دیا رقص شروع ہوگیا نازنینان مہ جبین الاپنے لگین کوئی غزل گاتی تھی کوئی دامن تھام کر افراسیاب کا بھاؤ بتاتی تھی کسی نے چنگ مرصع اٹھایا دل توڑ کر بجایا کہ زہرۂ فلک کو وجد مین لائی کسی نے ٹھمری گائی ہرچند کہ ہنگامۂ عیش و نشاط از حد گرم ہوا مگر افراسیاب کا غصہ نہ اترا ہر مرتبہ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا قصد کرتا تھا سحر پڑھون لشکر مسلمانان پر جا پڑون ہاتھ اٹھاکر ارباب نشاط کو منع کیا کہ اسوقت ہم اپنی سلطنت کی فکر مین ہین قتل مسلمانان کے ذکر مین ہین ناچ راگ رنگ سب بیکار ہی افراسیاب اسی گفتگو مین تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر چھایا مینھ برستا ہوا نظر آیا کبھی بر روے ہوا دریا جوش مارتا معلوم ہوتا تھا کبھی خود بخود معدوم ہوتا تھا یکایک وہ ابر شق ہوا برقین ٹوٹ کر زمین پر گرین آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو بغور دیکھا تو ایک بادشاہ جلیل تخت زرین پر سوار یکہ و تنہا ہاتھ جھکاتا ہوا عجائب و غرائب سحر کے دکھاتا ہوا ظاہر ہوا تخت زمین پر اترا ساحر مذکور تخت سے کود سامنے افراسیاب کے آیا جھک کے سلام کیا یا تو افراسیاب غصہ مین بیٹھا تھا یا بے اختیار ہنس پڑا بہ شفقت و محبت پوچھا ای غواص دریا نشین اسوقت کس موج مین تھے کیونکر آئے کیا کبھی دریا الٹا بھی بہتا ہی ہماری ملاقات سے کنارہ کیا اسنے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا سرکار کی دریادلی کا باعث ہو کہ اس ادنی کو اسقدر رکھ و دشت و دریا پر اسے انتظام سیر ہین کا ایک لمحہ

فرصت نہین ہوتی مگر اب غلام نے مفصل سنا کہ گرداب بحر رنج والم نے سرکار فیض آثار کو گھیرا اہالیان طلسم ہوشربا قلزم زخار مصیبت مین غوطہ زن ہین بحر افواج دشمن سرکار کی طغیانی ہوگئی کشتی حیات دوستان طوفانی ہوگئی آشنایان دریاے تجربہ کاری و غواصان لجۂ بے انتظامی سرکار دولت مدار کے ساتھ ہین ایسی کوئی نہین تدبیر بتاتے کہ دشمنان تبہکار و نمک حرامان غدار خود بخود گلے کاٹ کر مر جائین غرق دریاے مصیبت ہون تڑپ تڑپ کے مرین ابھی ہمین یہ کلمات حیرت آیات سنکر افراسیاب نے غواص دریا نشین کو گلے لگا لیا پہلوے تخت مین دنگل تھا اُسپر بٹھا لیا اور کہا اے خیر خواہ بلا اشتباہ مین کیا کسی سے باہمی کار رکھتا ہون یہ چند لونڈیان غلام بد انجام بگڑ گئے ہین میرا کیا کر سکتے ہین بیہودہ بکتے ہین مگر البتہ جسدن سے کہ کوکب انکا شریک ہوا ہی غرور سبکا بڑھ گیا ہی دختر بلند اختر اُسکی نام کو زنن ہی اسم با مسمی شمشیر زن ہی اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے رنج اُٹھائے اُسی نے دریاے خون رواں خشک کیا پل پریزادان نور اعظم کو مین نے برج غضب مین قید کیا تھا اُسی ظالم نے اُسکو بھی چھڑایا کوکب تو مصروف عیش رہتا ہی تمام انتظام طلسم نور افشان اُسی چھوکری کے سپرد کیا ہی مدد مسلمانان کو دمبدم وہی آتی ہی عجائب و غرائب دکھاتی ہی ابھی چند روز ہوے کہ مین نے قید کر کے پردۂ ظلمات مین بھیجدیا تھا اختر مروارید کہ تحفۂ نایاب اُسکے پاس ہی چھین لیا تھا قصد تھا کہ قتل نامہ روانہ کرون تیر قضا کا نشانہ کرون مگر برق فرنگی شاگرد عمرو بصد کر و فریب ظلمات مین پہونچا اور اُس گیسو بریدہ کو رہا کیا صرف مین نے نام لیا تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرونگا طلسم نور افشان مین لشکر گران تیار ہوگیا یہ قصد ہوا کہ لڑین مرین اسد کو رہا کرین اب جو مشتہر ہوا کہ میعاد قتل اسد مین ایک مہینہ باقی ہی سنا ہی کہ راہ مین لشکر گران لیے ہوے اُترے ہین مین نے کئی مرتبہ اُسکے قتل کا سامان کیا مگر ہر مرتبہ بچ گئی اگر یہ ان قتل ہوجائے کوکب اس صدمہ سے گلا کاٹ کر فوراً جان دے پھر لونڈیان غلام نہ ٹھہر سکینگی یہ حالات سنکر غواص جوش مین آیا عرض کی اے شہنشاہ آپ فکر کامل نہین کر سکتے ہین یہ بران شمشیر زن طرف سے اپنی مان کے وہ رشتہ دار سامری ہی آپ کو بخوبی حال معلوم نہین ہی مان اسکی ملکہ ناہید جام قلعہ مرصع نگار ہی بڑی صاحب جاہ و وقار ہی فی الحال اپنے شوہر کوکب سے رنجیدہ ہی ہمراہ دیدہ

آفت کشیدہ ہی باعث ملال یہ ہی کہ عرصہ دراز ہوا کہ کوکب ملکہ حنائے گلگون پوش شاہزادی قلعۂ رنگین حصار پر مائل ہوا اُس قتال عالم کی تیغ ابرو کا گھائل ہو حقیقت مین حسن اُسکا پامال کنندۂ جہان آفت جان عاشقان ہی عاشق ہوکر کوکب نے اُسکو پیغام بھیجا اُسکی مان نے جواب لکھا آپ بادشاہ طلسم نور افشان ہین آپکے جاہ و حشم عالم پر عیان ہین ہم ایک ذرۂ بیمقدار تابعدار حضور کے خراج گذار بموجب مصرع ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ❊ بس یہ شادی غیر ممکن ہی اور اگر خاطر سرفرازی منظور ہی تو عالی ہمتی سے کیا دور ہی برات لیکر سہرہ باندھکر اس سیہ خانے کو قدوم میمنت لزوم سے روشن فرمایئے کنیز حاضر ہی بیاہ کے لیجایئے موافق مصرع ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ❊ اگر اسکے خلاف ہوگا ہمارے عزیز و اقارب طعن کرینگے زبان ملامت کھولینگے مشہور ہوگا کہ خواہش ملک و مال مین بیٹی کا ڈولہ دیدیا کوکب نے اس تحریر کو جوش عشق مین قبول کیا یہ خبر وحشت اثر مفصلاً دشمن حیا ملکہ ناہید مرصع پوش کو ہوئی شب کو جب کوکب محل مین آئے گھبرائے ہوئے ملال چہرہ سے پیدا آثار عشق چہرہ سے ہویدا رنگ زرد لب پر آہ سرد ملکہ ناہید نے پوچھا کیون شہنشاہ مزاج کیسا ہی کوکب نے کہا صاحب خیر ہی کچھ خراج شہرون سے نہین آیا ہی مجھے تردد و انتشار ہی اسی وجہ سے دل بیقرار ہی ملکہ ناہید نے کہا آپ مجھسے کیون چھپاتے ہین آثار حزن و ملال چہرہ سے پائے جاتے ہین مین نے سنا کہ عشق حنا کا زنگ قلب حضور پر جما ہی ناحق آپ کف افسوس ملتے ہین اس مقدمہ کو میرے سپرد کیجیے حنا کو بیاہ لیجیے قسم ہی جدنامدار خداوند جمشید عالی وقار کی کہ مجھکو اسکا ملال نہین ہی یہ مضمون سُنکر البتہ غصہ آیا ہی دل بھر آیا ہی کہ ایک شغل کے مکان پر آپ سہرہ باندھکر جاینگے اگر ایسا ہوگا تو ہم اپنے عزیزون مین شرمائینگے آپ مطمئن ہون اگر کل ہی جاکر اُسکے جھونٹے پکڑ کر نہ گھسیٹ لائی تو مجھکو نواسی جمشید کی نہ کہیے گا اب اُسکی یہ حقیقت ہوئی کہ اپنا عاشق آپکو سمجھکر ناز معشوقانہ دکھاتی ہی آپ ایسے شہنشاہ طلسم نور افشان کو اپنے گھر پر سہرہ بندھوا کر بلاتی ہی جو چٹلے کی خوبی مین کل لاکر ضرور اسکو آپکے پہلو مین بٹھاؤنگی اپنے ہاتھ سے دولھن بناؤنگی یہ کلمات ملکہ ناہید کے سُنکر کوکب روشن ضمیر کو غصہ آیا مگر ضبط کرکے جواب دیا کہ صاحب ان مقدمات مین تمکو کیا دخل ہی وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی خراج گزار ہونے سے کیا آبرو جاتی رہتی ہی اور

شہنشاہ زن وشوہر مین ایسی باتین ملال آگین ہوئین کہ اُسی وقت ملکہ ناہید بصد جوش و
خروش قصر جمشیدی سے نکلکر تخت زرین پر سوار ہوئی اپنے ملازمان خاص بندگان با اختصاص
کو ہمراہ لیکر قلعہ مرصع حصار مین چلی گئی کوکب نے جوش حنا مین کچھ خیال نہ کیا سامان شادی
مین مصروف ہوا حناے گلگون پوش کو سہرہ باندھکر بڑے عظم وشان سے بیاہ لایا اُسیدن
سے زن وشوہر مین بگاڑ ہی مگر ملکہ ناہید مالک تحفہ جات جمشیدی ہی سحر مین طاق علم نیرنجات
مین شہرۂ آفاق ہی ایک ادنی تحفہ اُنھین اشیاے نادرہ سے اختر مروارید ہی کہ جو مان نے
اپنی دختر بلند اختر بران شمشیر زن کو دیا ہی اور ایک شرف اور بھی واسطے ملکہ ناہید کے ہی
کہ شاید سرکار بھی اُس سے آگاہ ہون یعنی حجرۂ پنجم بلا جو حضور کے طلسم مین واقع ہی مالک اُسکا
ملک اخضر گوہر پوش اُسکی دو صاحبزادیان ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان منظور
نظر سامری وجمشید آج عالم مین اُنکے حُسن کا کوئی عدیل نہین ہی سحر مین بھی بے نظیر صورت
مین رشک ماہ منیر ملکہ ناہید کی یہ دونون بھانجیان ہین جمشید بن کوکب کا پیام شادی
ملکہ ناہید نے پاس ملک اخضر اپنے بہنوئی کو بھیجا تھا ملک اخضر شادی ساتھ ملکہ
لعل سخندان کے قبول کرتا تھا کہ وہ چھوٹی بہن ہی ملکہ ناہید دختر کلان ملکہ یاقوت کی
خواہان تھین کہ حکومت حجرۂ بلا پنجم بنام ملکہ یاقوت سخندان ہی اُسی کے خواب مین روز
بلاناغہ سامری وجمشید آتے ہین علوم سحر ونیرنجات تعلیم فرماتے ہین پس ای شہنشاہ اس
سمع خراشی سے یہ مراد ہی کہ قتل بران ایک شمشیر بے نظیر پر موقوف ہی تا زمانیکہ وہ تلوار
ممکن ہوگی بران پر کوئی ہاتھ اُٹھا نہین سکتا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا کہ ای خیرخواہ
ابد دولت وہ تلوار کہان ہی کس مقام پر پنہان ہی غواص دریا نشین نے جواب دیا کہ
ایسی چیزین معتبرین کے پاس ہوتی ہین اب گوش ہوش سے سماعت فرمائیے مین عرض
کرتا ہون دامن آرزو کو گل مراد سے بھرتا ہون صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش
بادشاہ قلعہ جوہر نگار پیر بھائی کوکب روشن ضمیر کا قیامت کا ساحر زبردست ہی بادۂ سحر
عجائب سے مست ہی اُسکے پاس پنجۂ قتل ملکہ بران شمشیر زن ہی طلسم جہان مین بڑا سحر ساز
ونیرنگ فن ہی کبھی کسی جنگ مین کوکب اُسکو نہین بلاتا ہی وہ ابھی تک وہین شب و روز مست

اُڑاتا ہی نہایت مغرور خود سر ہی کوکب کا وہ بڑا معتبر ہی اسی وجہ سے وہ نیمچہ اُسکے سپرد ہی کوکب کو یقین کامل ہی کہ یہ کسی سے سازش نکریگا اپنے حتی الامکان نیمچہ بہرام فلک کو بھی نہ دیگا افراسیاب نے پوچھا کہ پھر وہ نیمچہ کیونکر قبضہ مین آئے کہ مدعاے دلی بر آئے غوّاص نے غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا عرض کی کہ ای شہنشاہ مبارک ہو گوہر مراد ہاتھ آیا وہ یہ صورت ہی کہ ایک شہزادی ہی کہ نام اُسکا ملکہ لالہ زار نرگسی چشم ہی حقیقت مین سرو خرامان باغ خوبی و گل رعناے حدیقۂ محبوبی کبک رفتار شیرین گفتار ہی چشم جادو خال ہندو شعر خنجر ابروے قاتل قتل پر ہین مستعد ٭ زلفین بل کرتی ہین دونون دل پھنسانے کے لیے ٭ سرکار والا کے خراج گذارون مین ہی قلعہ بہار خیز کی حاکم ہی اُسپر صمصام بادشاہ قلعۂ جوہر نگار مدت سے مائل ہی خنجر ابرو کا اُس قتال عالم کے گھائل ہی عرصہ ہوا اُسکو پیغام وصل دیا تھا اُس مغرور حسن و جمال نے صاف انکار کیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ منھ بنوا اُو مثل حلوا خوردن را روئے باید بیت تمسے چودہ ہزار مرتے ہین کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین ٭ وہ مایوس ہوا عالم اضطراب مین واسطے شکار کے صحرا مین آیا مین نے خبر سُنی استقبال کر کے بوجہ دوستی اپنے قلعہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا لیکن وہ کسی شی پر متوجہ نہوا ایسا بدمزاج تھا کہ کھانا بھی نہ کھایا مین نے دلدہی کر کے سبب پوچھا تب اُسنے رو رو کر مجھسے یہ حال بیان کیا مین نے کہا تھا بعنایت سامری و جمشید اس مقدمہ خاص مین مین کوشش کرونگا وہ شکار کھیل کر رنجیدہ اپنے ملک کو گیا مجکو یہ خیال رہا کہ اُسکی تدبیر کرتا اب اسوقت فرمانے سے حضور کے خیال آیا ہی کہ اگر حضور بھی غلام کے ساتھ تشریف لیچلین پہلے اُسکو مژدۂ وصل معشوق دین پھر اس مقدمۂ خاص مین اُسکا استمزاج لین کیا عجب ہی کہ اس دام تزویر مین پھنسے ساری دانائی بھول جائے یہ تقریر دلپذیر افراسیاب سُنکر مثل گل شگفتہ ہوا کہا ای برادر جس معشوقہ کا تمنے نام لیا وہ مصاحبان ملکہ حیرت مین سرفراز ہی ہمکو اُسکی راسخ الاعتقادی پر ناز ہی جو ہم کہینگے وہ وہی کریگی ہمین اُسپر سب طرح کا اختیار ہی غوّاص نے کہا کہ بس اب حضور تیاری کرین اُسکی ملاقات کو تشریف لیچلین مگر اس مقدمہ کی کسیکو خبر نہ کرین ورنہ غضب ہوگا ذرا بھی کوکب کو معلوم ہوگا نیمچہ مذکور اُس سے اگر لیجائیگا

پھر سواے افسوس کے کیا ہاتھ آئیگا افراسیاب نے فوراً صرف ایک تخت سحر تیار کیا غواص کو اپنے پاس بٹھالیا اور سحر غائب کرکے تاکہ راہ مین کوئی نہ دیکھے طرف قلعہ جواہر نگار کے روانہ ہوا

داستان حیرت بیان جانا افراسیاب کا مع غواص دریانشین کے پاس صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش حاکم قلعہ جواہر نگار کے براے حصول نتیجۂ قتل ملکہ بران شمشیر زن اور باغی ہوکر کوکب سے شریک ہونا صمصام بدانجام کا افراسیاب کے اور خود آنا آمادۂ قتل بران ہوکر مقابلہ لشکر ملکہ مہرخ اور عیاریان خواجہ عمرو کی اور قتل ہونا اس مردود کا ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی مہروش مہ لقا — کہ وقت سحر ہی صبوحی اٹھا
پلا بادۂ ارغوانی کا جام — ترے دور مین غدر ہی صبح و شام
ہوا صاف مستی مین یہ امتحان — کہ دشمن ہی ساقی کا پیر مغان
یہی میکدو نمین ہوئی قیل و قال — کہ ہی دختر رز تو بکی چھنال
حقیقت مین طرار و بیباک ہی — عبث رند مشرب کو یہ تاک ہی
سبب کیا کہ ساقی کو کچھ غم ہی آج — ہراک جام کی چشم پرنم ہی آج
نہین آج مستو نمین بالکل تپاک — اڑاتا ہی پیر مغان سر پہ خاک
بہت میکدہ اب تو بیرنگ ہی — ہراک بادہ خوار آج دلتنگ ہی
قمر مجھپہ روشن ہوا سربسر — کہ افشا ہوئی کوئی غم کی خبر
خبر سنکے بے لطف ہین بادہ نوش — تردد مین ہی شیشہ مے ہی خموش
وہ اخبار حیرت ہین عبرت پسند — کیا جسنے ہر ایک کو دردمند
نمی ہی نہ ساقی عجب طور ہی — حقیقت مین اب اور ہی دور ہی
زمانیکی آب و ہوا ہی خراب — ہر اک شے مین پاتا ہون مین انقلاب
مرے دشمن جانستان ہین حبیب — مرے ہوگئے ہاے کیسے نصیب
کہ دشمن ہی ساقی کا اک حیلہ ساز — بچائے اسے خالق بے نیاز
نگارندہ داستان عجیب — یہ لکھتے ہین اب ماجراے غریب

صاحبان شمشیر برق نظیر سخنوری زرہ پوشان جلالت آثار مضامین جادوگری تیغۂ آبدار سخن کو نیام دہن سے کھینچکر میدان قرطاس مین یون مصروف جنگ تحریر و تقریر ہین کہ جب غواص دریانشین افراسیاب کو ہمراہ لیکر طرف قلعۂ جواہر نگار کے چلا بعد قطع راہ اول افراسیاب کو لاکر ایک کوہ فلک شکوہ پر زرغۂ نخلستان مین ٹھہرایا اور آپ ایک مرکب پر سوار ہوکر طرف قلعۂ جواہر نگار کے چلا یہان صمصام اپنے قلعہ مین تخت پر بیٹھا ہوا ہی گرداگرد ساحران غدار

امیران سلطنت ومشیران اُبہت اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین غواصان قلزم اخبار عشرت خیز وشناوران دریاے فرحت انگیز گوہر مصفاے خبر وجواہر آرزو کو بصد جستجو اس طرح پیش صمصام لاتے ہین یعنی ہرکارون نے عرض کی کہ آپکے دوست صادق محب واثق شناور دریاے محبت وغریق لجہ اُلفت یعنی غواص دریانشین تشریف لاتے ہین صمصام ہرچند کہ مفارقت مین اُس محبوب طرار یعنی ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کی مثل چشم نرگس حیران اور مثل لالہ داغ مفارقت بردل مانند مرغ بسمل بیقرار رہتا ہی ناتوانی کا زور ہی لب گور ہی لیکن نام اپنے دوست کا سُنکر بمشکل اُٹھا اور مع امرا وزرا کے باہر آکر غواص کا استقبال کیا اور بہ تعظیم وتکریم لاکر مقام صدر پر جگہ دی بیٹھتے ہی غواص نے صمصام کا رنگ رو متغیر دیکھکر پوچھا کیون برادر خیر تو ہی مین تمکو بہت نحیف وضعیف پاتا ہون صمصام نے ایک آہ سرد دل پُردرد سے کھینچکر کہا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ٭ نظم

حال دل آہ کہہ نہین سکتا
چشم سے نہر اشک جاری ہی
جان تن زار سے نکل جائے
ہو چراغ حیات کا گُل

چپ بھی افسوس رہ نہین سکتا
یاد مین صبح وشام روتا ہون
تیغ موت اب گلے پہ چل جائے
وصل دلبر کی تو امید نہین

ہجر جانان سے بیقراری ہی
عقل وہوش وحواس کھوتا ہون
ہوس زیست اب نہین بالکل
جامۂ زندگی ہو قطع کہین

یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا غواص بیچیا دلمین بہت خوش ہوا اگر بظاہر خود بھی ملول ہوکر دامن سے بصد محبت اشک حسرت پاک کیے اور کہا ہان ہان ای بھائی گھبراؤ ہوش مین آؤ یہ کہکر چپکے سے کان مین کہا جلد تخلیہ کرو مین مژدہ وصل دلبر لایا ہون خاص اسی واسطے آیا ہون قریب تھا کہ صمصام کو شادی مرگ ہو جائے فوراً حکم تخلیہ دیا جب صمصام اکیلا رہگیا اُسوقت غواص نے کہا ای برادر شہنشاہ افراسیاب کو مین تمھاری ملاقات کو لایا ہون سامنے جو قلعہ کے کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر چھوڑ آیا ہون واضح ہو کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم معشوقہ تمھاری ملکہ حیرت کی مصاحب خاص ہی اگر شہنشاہ کو راضی کر دوگے فوراً شادی خانہ آبادی ممکن ہی بدون رضامندی افراسیاب دامن عصمت تک اُسکے ہاتھ پہونچنا دشوار ہی اُسکو تمسے ملنے مین ننگ وعار ہی صمصام نے کہا کہ مین بھی

جان نثار کرنے کو شہنشاہ پر تیار ہون جو ارشاد کرین آنکھون سے بجا لاؤن غواص نے کہا
مخفی میرے ساتھ چلو شہنشاہ افراسیاب کو استقبال کر کے لاؤ خبردار دیکھتے ہی قدمون پر گرنا
بے تامل گرد پھرنا اسی طرح غواص آمادہ کر کے صمصام کو بلا لاے کوہ لایا صمصام دوڑ کر
افراسیاب کے قدمون کی طرف بوسہ دینے کو جھکا افراسیاب نے جلدی سے بشفقت گلے سے
لگا لیا غواص نے طرف سے افراسیاب کے کہا اے صمصام تمنے قدردانی کو شہنشاہ کی
ملاحظہ کیا ایک ایک ملازم کو بمرحمت خسروانہ سرفراز کرتے ہین تنخواہ اس ذرہ نوازی پر ناز
کرتے ہین دیکھو ایک بادشاہ تمھارا کوکب بھی ہی نہ مردون کی قدر جانتا ہی نہ کسی شریف دلیق
کو پہچانتا ہی دوسرے اور ستم اُسنے برپا کیا ہی کہ دین جد و آبا کو ترک کر کے ملیچھ ہو گیا ہی خدا ے نادیدہ
جسکو نہ دیکھا نہ بھالا اُسکی توصیفین تعریفین اور پونے دو سو خداوندون کی بُرائیان آٹھ پہر
اُسکی زبان پر ہین سامری پرستون سے دشمنی ایک ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اُس سے
بڑی دوستی ہی بھلا عمرو کمین کا بادشاہ یا وزیر یا کوئی تاجر جلیل ہی وہ ایک مکار غدار جوٹا
ذلیل ہی اُسکے شریک ہو کر سامری پرستون کو قتل کیا ہی فقط ہمارے شہنشاہ نے اتنا سُنا تھا کہ
تم لالہ زار نرگسی چشم پر مائل ہو رحم دلی دیکھو کہ لالہ زار کو گھر کا اور تمھارے وصل پر راضی
کیا ہی مگر ایک شرط ضرور ہی اب تمکو بھی مناسب ہی کہ جان و مال اپنا نثار کرو اور نیمچہ قتل ملکہ بران
لاکر جلد نذر دو شہنشاہ تمکو خود اپنے ہاتھ سے دولھا بنائینگے ہماری سہرہ سر پر باندھکر تخت
پر سوار کر کے لالہ زار کو بیاہ لائینگے اور تو کیا کہون نہال ہو جاؤ گے شہنشاہ کے داماد کہلاؤ گے
ملکہ حیرت تمھاری معشوقہ کی اسقدر آبرو بڑھاتی ہین کہ اپنی زبان سے اُسکو دختر فرماتی
ہین یہ مژدہ جان بخش سُنکر صمصام پھول گیا اپنے کو بھول گیا مگر بخوف خیال انجام تھرایا عرض
پیرا ہوا کہ میرا جان و مال سرکار کے قدمون پر نثار ہی لیکن نیمچہ حاضر کرنا دشوار ہی کوکب مجکو
زندہ نہ چھوڑیگا غواص یہ سُنکر ہنسنے لگا اور کہا واہ بھائی یہ کیا خیال ہی کوکب کی یہ مجال
ہی کہ جسکو ہمارے حضور سرفراز کرین اپنا تنخواہ بنائین اُسکو اگر کوکب بہ نگاہ قہر دیکھے ہمارے
شہنشاہ آنکھین نکال لین وہ سزا دین کہ عمر بھر یاد کرے تم کچھ اس امر مین خیال نہ کرو فوراً
نیمچہ لے آؤ شہنشاہ تمھاری شادی کر کے طلسم باطن مین کہ جہان کوئی جا نہین سکتا وہان

تمکو بھیجدینگے یہ مرتبہ پاؤگے کہ بادشاہ دربند طلسم ہوشربا کہلاؤگے غواص نے اس طرح سمجھایا اور وصال لالہ زار کا لالچ دیا کہ صمصام راضی ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ اب مجکو آپ سے راز کا چھپانا مناسب نہین ہی گذارش کرتا ہون بگوش ہوش سماعت فرمائیے جبکہ ملکہ بران شمشیرزن بطن سے ملکہ ناہید مرصع پوش کے پیدا ہوئین اور سن انکا سات برس کا ہوا اور سحر مین کچھ دخل ہونے لگا ملکہ ناہید اور کوکب ایک دم آنکھون سے اوجھل نہ کرتے تھے اسی جوش محبت مین یہ صلاح ہوئی کہ کوئی تدبیر حفاظت جان بران کرنا واجب و لازم ہی طلسم وسیع ہی حکومت زیادہ ہی جب اسکو سامری و جمشید پروان چڑھائینگے ہم دونون زن و شوہر ترک سلطنت کرینگے تاج و تخت کی یہ مالک ہوگی مقابلے بھی اسکو ساحران عالم سے ضرور پیش ہونگے ہر طرح کے پس و پیش ہونگے کوئی دشمن سحر و ساحری سے قتل نکر سکے کہ جسکا چارہ دشوار ہو پس کل کاہنان طلسم حکیم ندیم ستارہ شناس بحکم کوکب جمع ہوئے غرضکہ سب نے ملکر یہ پنجہ بنایا اور حکم لگایا کہ جبتک دشمن اس پنجہ سے نہ قتل کریگا ملکہ بران کی دراصل جان نہ جائیگی اور یہ نیازمند جو آپکے سامنے حاضر ہی بہت بڑا جان نثار نمکخوار جانکر وہ پنجہ میرے سپرد ہوا یہ بھی اسمین قید ہی کہ سواے میرے ہاتھ کے اور کسیکے ہاتھ سے جوہر ذاتی نہ دکھائیگا کند ہو جائیگا کیفیت تمام و کمال عرض کر چکا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن حقیقت مین کوکب کا دین جد و آبا ترک کرنا مجکو بھی بہت ناگوار ہوا غواص نے کہا اچھا تمھین خود چلو آج اگر بران قتل ہو تمھارے ہاتھ سے کل سامان شادی تمھارا مہیا ہو الغرض صمصام نے کہا حضور چلین غلام مع فوج و لشکر پنجہ قتل بران لیکر حاضر ہوتا ہی غواص اور افراسیاب تخنۂ وعدہ کرکے طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوئے صمصام بدانجام قلعہ مین آیا تمام افسران فوج کو اپنے پاس بلایا برائیان کوکب کی اولو العزمی افراسیاب کی ظاہر کرکے کہا کہ ہم تو بخدمت افراسیاب جاتے ہین جسکو منظور ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ورنہ خدمت کوکب ناقدردان مین جائے غضب کیا اوسنے دو سو خداوندون کو چھوڑا ایک خداے نادیدہ کا اعتقاد کیا نام سامری پر جان دینگے کیا ہمارے دادا پردادا بے وقوف تھے کہ دین سامری و جمشید پر قائم رہے سب سردارون نے عرض کی کہ ہم تو

حضور کے ملازم ہین فی الحقیقت یہ کوکب نے بڑا غضب کیا کہ دین بزرگون کا چھوڑا
قتل کرنا اُسکا واجب ہی بس صمصام تخت پر سوار ہوا چار لاکھ فوج کو ساتھ لیا خزانہ چھکڑون پر
بار کرایا وہ پنجہ ایک صندوق مین بند کر کے پاس اپنے رکھا نوبت و نقارہ بجاتا ہوا قلعہ
جوہر نگار سے باہر نکلا مگر بقدرت پروردگار ایک اسکا سردار ہی کہ نام اُسکا سعید جادو ہی
نہایت خوشرو ہی صاحب اقبال نمک حلال مالک کی آبرو کا ہر وقت خیال یہ حال بدعت
مآل دیکھکر بہت رویا دل سے کہا کہ یہ بیحیا افسوس شریک افراسیاب کا ہو گیا نمکحلالی کا
خیال نہ آیا مگر ای سعید جلد چلکر شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے اطلاع کر کہ یہ نمکحرام تابع
ملک افراسیاب نہ جانے پائے یہ سوچکر اُسی وقت کنارہ کیا اور ایک عقاب سحر
تیز پرواز تیار کر کے طرف قصر جمشیدی کے چلا یہان شہنشاہ کوکب مع مشیران سلطنت
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین پہلو مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ حنا بصد ناز و ادا متمکن ہی
اسوقت بلور چہار دست سپہ سالار لشکر نے خبر دی ہی کہ ملکہ بران دشت عجائب تک
پہونچ گئین چونکہ خبر قتل اسد مشہور تھی برای جانبازی جاتی ہین نامہ اُنکے پاس شہنشاہ
اوج عیاری کا پہونچا کہ واسطے ایک مہینہ کے قتل طلسم کشا موقوف رہا مگر سردار افراسیاب
کا کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے چڑھ گیا تھا خواجہ عمرو نے بصورت افراسیاب
اُسکو مارا شکر ہی اب لشکر ظفر اثر مین سامان عیش مہیا ہی بڑا فضل پروردگار ہوا کہ لشکر مہرخ
اُسکی بدعت سے بچا اور ملکہ بران کی یہ عرضی آئی ہی کہ کنیز کو کیا حکم ہوتا ہی پلٹ آؤن یا طرف
لشکر خواجہ عمرو کے جاؤن کوکب نے حکم دیا کہ ساحر تیز رو کو روانہ کرو کہ ای نور نظر لشکر خواجہ
عمرو سے ملحق ہو ایک طرف سے ہم جمشید تمھارے بھائی کو بھی روانہ کرتے ہین اور بحول
قوت الٰہی ہم بھی سامان جنگ مین مصروف ہین بلور چہار دست نے فوراً فرمان شاہی
لکھکر اسی مضمون کا خدمت ملکہ بران مین روانہ کیا کہ یکایک دیکھا چوبدار نے بڑھکر عرض کی
در دولت شاہنشاہی پر ایک ساحر باشندۂ قلعہ جوہر نگار موسوم بہ سعید نامدار حاضر ہی امیدوار
باریابی ہی کوکب نے جو نام قلعۂ جوہر نگار سُنا نہایت تردد ہوا حکم ہوا کہ جلد اُسکو ہمارے سامنے
لاؤ خدا خیر کرے خیر خواہان دولت گئے اور سعید کو سامنے لائے سعید نے آنیکے ساتھ ہی

ہاتھ اُٹھا کر دعاے ترقی عمر و دولت و اقبال دی قطعہ

ترا دولت ہمیشہ یار بادا	گل اقبال تو دائم شگفتہ
الٰہی بخت تو بیدار بادا	بچشم دشمنانت خار بادا

کوکب نے دیکھا کہ سعید جادو گھبرایا ہوا رنگ رو متغیر لرزان و ترسان حیران و پریشان آنکھوں سے اشک حسرت جاری عالم بیقراری منھ سے اچھی طرح کلام نہین نکلتا ہی اسطرح گھبرایا ہوا ہی کوکب نے دنگل پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب یہ بیٹھا تو پوچھا کہ کیون ای خیر خواہ دولت یہ تمھارا کیا حال ہی سراسر تمھارے چہرے سے ظاہر حزن و ملال ہی سعید ضبط کرکے عرض پیرا ہوا کہ خداوند نعمت کیا گذارش کرون وہ معاملہ حیرت خیز دیکھا کہ ہوش میرے بجا نہین ہین عجب طرح کا انقلاب ہوا بادشاہ ہمارے صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش خود بخود شریک افراسیاب ہوگئے اتنا تو صرف غلام نے دیکھا تھا کہ غواص دریانشین ملازم افراسیاب آیا کچھ آپسمین سرگوشی ہوئی دونون ملکر بیرون قلعہ گئے وہان سے جو آئے تو آپکی دشمنی کا جوش تھا وہ بحیا بادۂ کبر و نخوت سے مدہوش تھا سب سردارون سے کہا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر نے غضب کیا دین جدو آبا چھوٹا سامری پرستی سے منھ موڑا اور افراسیاب کے دشمن ہوئے ہین واسطے جمشید پرستون کے رہزن ہوئے ہین دیر کھدوائے ہین اُس مقام پر مسجدین بنواتے ہین ہمسے یہ نہ دیکھا جائیگا جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ ہمارے ساتھ خدمت افراسیاب مین چلے ورنہ ہم سے کنارہ کرے سب سردارون نے قبول کیا اُس نامرد کا ساتھ دیا اُسی وقت فوج تیار کرکے بیرون قلعہ گیا ہی بارہ کوس پر جاکر مقام کیا ہی غلام کو خیال نمک سرکاری آیا خبر لیکر حاضر ہوا اُس نمکخوار قدیم کو اتنی جرأت نہوئی کہ اُسکو روک سکتا اور سحر سے اُسکو ٹوک سکتا اس لائق نہ تھا سحر مین بھی اُس نالائق بدخلق سے کم تھا یہ خبر وحشت اثر سنکر کوکب مثل بید تھرا گیا اور خیال انجام سے گھبرا گیا سعید کو خلعت فاخرہ مرحمت فرمایا اور خود تاج اُٹھا کر سر پر رکھا قبضے پر ہاتھ ڈالا دستک دی فوراً مرکب پرند مشکین سامنے حاضر ہوا با ساز و یراق مرصع کار تیز پر کوہ پیکر خوش گام نازک اندام مرکب باد رفتار کو کوکب دیکھکر بالقہر و غضب تمام تیغہ تھام کر اُٹھا قصد ہوا کہ سوار ہو خورشید روشن راے وزیر اعظم دستور معظم گھبراتا ہوا کانپتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا دوڑ کر قدم اور

کو بوسہ دیا عرض کی خداوند خیر تو ہی ملازمان جانباز کس دن کے لیے ہین کیا منظور ہی ارشاد تو ہو
ابھی جائین اُس باغی کا سر لائین قلعہ مثل برگ خزان دیدہ باد قہر و غضب سے اُڑا دین اور
اُس باغی بوستان بخیزران شاہی کو خاک مین ملا دین یہ سُنکر کوکب کی آنکھون سے اشک حسرت
بصد حیرت جاری ہوئے فرمایا کہ ای خورشید وہ بچہ ہی کیا ہی جسکے واسطے مین اسقدر گھبراتا خود اُسکے
مقابلہ کو جاتا اگر تمکو معلوم ہی کہ اسمین کیا راز ہی وہ ملعون کس عہدۂ جلیل سے سرفراز ہی پاس اُسکے
پنجہ قتل ملکہ بران رکھا گیا ہی سچا کو وفادار اور صاحب جوہر سمجھا تھا معلوم ہوتا ہی اسی وجہ سے
افراسیاب نے اُسکو بلایا ہوگا لالچ ملک و مال کا دیکر سعید تے جبس سردار غواص کا نام
لیا وہ از حد مکار و غدار ہی شاید یہ دام تزویر اُسی نے پھیلایا ہی اور اُس دانہ زر روزگار کو
جال مین پھنسایا ہی بدون میرے جائے اُسکو کون روک سکیگا وہ سحر مین بیمثل ہی ہر کس و ناکس ٹوک
سکیگا اب تو خورشید نے بھی سر جھکا لیا حال پُر ملال پنجہ قتل ملکہ بران مین سینہ آگیا عرض
کی جو ارشاد ہوا بجا ہی غلامون کو اسمین دخل کیا ہی مگر نمکخواران شاہی موم کے نہین ہین کہ
اُسکی آتش سحر سے پگھل جائینگے ایسے وقت مین جان بچاکر ٹل جائینگے حضور کا جانا مناسب
نہین ہی خورشید نے جو یہ کلمہ کہا سب سردارون نے عرض کرنیکا موقع پایا بلور جیہار دست
دست بستہ سامنے آیا اور عرض کی کہ ابھی غلام جاتا ہی اور باقبال شاہنشاہی سے اُس نمکحرام
کی مشکین باندھکر لاتا ہی ایک طرف سے آفتاب جادو و ماہتاب جادو دونون وزیر
خوش تدبیر بھی یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ حضور ہم ہرگز آپ کو نجانے دینگے جاتے ہی اُس خیرہ سر کا
ابھی سر کاٹ لینگے اس گفتگو سے قصر جمشیدی مین ہنگامہ ہوا ہر سردار غصہ مین اُٹھا ہر ایک کا
یہی ارادہ ہی کہ اگر شہنشاہ حکم فرمائین ہم ابھی جائین اُس نمکحرام کو جوہر جرأت دکھائین پنجہ چھین لائین
مگر کوکب نہین مانتا فرماتا ہی کہ ای خیرخواہان دولت مین تمکو بخوبی پہچانتا ہون اچھی طرح جانتا ہون
بخدا جہان میرا پسینہ گریگا تم سب صاحب اپنا خون گراؤگے مجکو دشمن کے ہاتھ سے بچاؤگے
مگر یہ موقع ایسا ہی کہ آپ لوگ صبر کرین جیسے پنجہ کا خیال آیا ہی خنجر الم دل پر چل رہا ہی سنان الم
دل کے پار ہی تیر غم سے کلیجہ دوسار ہی میرا ہی جانا مناسب ہی آپ سب صاحب تامل فرمائین
میرے عقب مین کبھی نہ آئین یہ کہکر خانۂ زین کو مثل آفتاب روشن کیا کوکب سوار ہوا قصد کیا

مرکب کو اُڑائے مثل باد صرصر نکل جائے کہ یکایک ایک طائر ہفت رنگ سبید رنگ جھنگلی گاز نینہ اترتا ہوا آسمان سے نمایان ہوا کاندھے پر کوکب کے آکر بیٹھا منقار سے نامۂ محبت شمامہ کو دین کوکب کی ڈالدیا اور ہوا پر اُڑ گیا کوکب نے نامہ کو اُٹھایا مُہر برہمن سدین تن کو سر نامہ پر پایا لفافہ چاک کیا دیکھا گویا کہ نوشتۂ تقدیر ہی عجب مضمون جانگزا تحریر ہی بعد القاب شاہی برہمن نے بصد شد ومد لکھا ہی کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ جو کاتب قدرت نے کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہی وہی پیش آتا ہی اسوقت جو خیر خواہ نے نقشۂ کہانت کو دیکھا یہ فقرہ نکلا ہی کہ چند ساعتین حضور پر نہایت سخت ہین سرکار کے دشمن لاکھون بدبخت ہین خبردار خبردار قصر جمشیدی سے قدم باہر نہ رکھیے گا ورنہ ذلت ورسوائی کا سامنا ہی گردش سیارگان سے صناع ماہ ومہر بچائے خدا نہ کرے کہ ساعت سخت آجائے ایک روباہ شیر پر غالب آجاتا ہی ستارہ بد اپنا اثر دکھاتا ہی آپ کا ضرور نام نامی واسم گرامی شاہنشاہ روے زمین شفقت نمبر ہی زیادہ عرض کرنا گستاخی ہی زیادہ حد ادب کوکب مضمون کو پڑھکر مایوس ہو کے گھوڑے سے اُتر آیا حیران تھا کہ کیا کرون کسکو بھیجون وہ نہایت زبردست ہی کہ آسمان سے ابر سیہ نمایان ہوا اِلا زمان کوکب حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ وتاریک عجب رنگ دکھاتا ہی یکایک وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تاجدار بفر وشوکت وبہ رعب وجلالت چار عقاب تیز پرواز تخت اُٹھائے ہوئے اُسپر سوار پشت پر لاکھ ساحران نامدار ہر ایک چیدۂ روزگار نمایان ہو تخت سے زمین پر اُترا وہ تاجدار تخت سے اُترکر واسطے تسلیم شہنشاہ کوکب کے خم ہوا کوکب نے جواب سلام دیا ذنگل زرین پر بیٹھنے کا حکم ہوا کوکب نے پوچھا اسوقت شاہزادہ ہنر پیلتن یہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا عرض کی اول تو غلام زیارت حضور کا مشتاق تھا علاوہ اسکے طائران سحر جو واسطے خبر کے مقرر ہین اُنسے سنا کہ افراسیاب خانہ خراب طلسم کشا کو قتل کرنا چاہتا ہی اور حضور نے قصد لشکر کشی کا کیا ہی پھر یہ جان نثار ایسے وقت کیون نہ حاضر ہوتا اسوقت جمال بیمثال حضور کا دیکھکر نہایت ہی تردد ہوا ہی کہ آئینۂ رخسار پر صاف گرد ملال ہی اس جان نثار پر آئینہ فرمایئے کہ کیا صورت ہی سب طرح خیریت تو ہی دربار کو مثل تصویر لقصویر پاتا ہون سب خاموش ہین ظاہر ارنج وملال کے جوش ہین کیا خدا نخواستہ

کوئی حادثہ نومیش آیا ہی گردش فلک نے کیا انقلاب دکھایا ہی ہزبر بیلتن نے جو براہ خیر خواہی اسطرح پوچھا کوکب کا دل بھر آیا بے اختیاری مین آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا کہ ای برادر وای جان نثار خوش سیر بموجب شعر ہر دم ازین باغ برے میرسد ٭ تازہ تر از تازہ ترے میرسد ٭ فلک کج رفتار گردون غدار ہر دم درپی آزار ہی نظم

ہان دلا گر نظر بدیدۂ غور

دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دیکھ آرائش
نہین دنیا مقام آسائش

کوئی بزم طرب کا بانی ہی
کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی
کہین چوچھی ہی اور چالا ہی

کہین افضال حق تعالے ہی
ہی کہین شادی حنا بندان
اور کہین شور مرگ فرزندان

ہی یہ دنیاے دون کا سر رشتہ
نوش اسکا ہی نیش آغشتہ
آسیاے چرخ ہر وقت چرخ مین

ہی کیسے کیسے داناے روزگار پس گئے شجر باغ عالم سے کسی کو ثمر مراد حاصل نہوا ہر سرو قد جفاے گلچین سپہر سے پامال ہوا گل شگفتہ وخندان بلبل گریان ونالان ایسے کلمات عبرت خیز ملال ورنج انگیز زبان سے فرمائے کہ سب اہالیان دربار کے آنکھون مین آنسو بھر آئے اسوقت ہزبر بیلتن بیقرار ہو کر قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ ای شاہنشاہ ان باتون کے سننے کی قلب ناصبور مین طاقت نہین ہی مفصل ارشاد فرمائیے یہ جان نثار موافق اپنی حقیقت کے فوراً اُسکی تدبیر کرے بہ تصدق فرق مبارک حضور سب کچھ ہو سکتا ہی خدا نے سب طرح کا اختیار دیا ہی بالکل مجبور وناچار نہین کیا ہی کوکب نے تو جوش رنج وملال مین کچھ جواب نہ دیا مگر خورشید وزیر اعظم نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک صمصام کا شہزادہ ہزبر بیلتن سے تفصیلاً ظاہر کیا اور نیچہ کی کیفیت سے بخوبی ماہر کیا یہ سنتے ہی ہزبر بیلتن مثل شیر غضبناک کے ڈکارا اور غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کی اُس روباہ صفت کی کیا مجال ہی کہ میدان اطاعت شاہنشاہ سے قدم باہر رکھکر زندہ نکل جاے غلام ابھی جاتا ہی مع نیچہ اُس بحیا کو گرفتار کر کے لاتا ہی غلام اُسی جانب سے ابھی آیا ہی خود مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہی کہ خاص دشت لالہ زار پُر بہار مین بارگاہین استادہ ہو رہی ہین خود اُس مردود کو بھی انتظام کرتے دیکھا ہی مین سمجھا کہ آجکل حکم شاہنشاہی براے لشکر کشی خراج گذار نافذ ہوا ہی یہ بھی بموجب ارشاد فیض بنیاد تیاری لشکر مین مصروف ہی اگر اس حال سے واقف

ہوتا تو ابتک اُسکو گرفتار کر لیا ہوتا مین بخوبی اُس ملعون کی لیاقت و حقیقت سحر سے واقف ہون
میرا ہم مکتب ہی ابھی طفل ابجد خوان مکتب افسون ہی یہ کہکر اِلصدکر دفر اُٹھا کوکب نے کہا مین
اور تدبیر کرتا ہون مگر اس شیر بیشۂ جرأت نے نمانا تیغہ کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لیا اور عرض کیا کہ اگر
حضور روکینگے تو یہ غلام ابھی گلا کاٹ کر مرجائیگا جان نثارون مین نام کرجائیگا جسوقت سے
غلام نے حال نیچہ کا سُنا ہی کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی یہ بیحیا تیرہ بخت شمع بزم سلطانی و چراغ دودمان خاقانی
یعنے ملکہ بران شمشیر زن کے شعلۂ حیات گل کرنیکا قصد کرے بڑا اندھیر ہی اُسکی موت آئی ہی
تقدیر کا پھیر ہی ایسے ایسے کلمات غصے مین کہتا ہوا قدمون سے لپٹ کے خوب رویا اُسکون سے
مُنھ دھویا آخر کوکب نے فرمایا بسم اللہ خدا اے کریم کے سپرد کیا لیکن اسکا خیال رہے کہ
اگر کوئی خرابی واقع ہو ہر چند میرا استارہ گردش مین ہی فوراً آؤنگا اپنے کو تم تک پہونچاؤنگا نہر بر
بیلیتن تخت فلک سیر پر سوار ہوا مع فوج دریا موج عازم کارزار ہوا مثل شعلۂ جوالہ تخت اُڑاتا
ہوا شان و شوکت دکھاتا ہوا یہ جانباز و سرفروش بصد جوش و خروش برائے مقابلۂ صمصام
نکھرام جاتا ہی مگر حال اس بدمآل کا سنیئے یعنی صمصام نکھرامی پیکر باندھکر دشت لالہ زار مین
کہ اسکے قلعہ جوہر نگار سے بارہ کوس پر ہی وہانتک آکے شام ہوگئی فوراً مرکب سے اُترا
حکم دیا بارگاہ استادہ ہو یاروارادہ تو میرا یہ تھا کہ آج ہی اپنے تئین تا بہ لشکر دشمنان شہنشاہ
افراسیاب پہونچاؤن جاتے ہی شہزادون ملکہ بران کو قتل کرون کہ جلدی سامان شادی
ہو خانہ آبادی ہو سالہا سال گذرے فراق محبوب مین تڑپتے اب صبح امید نے چہرہ اپنا دکھایا
وقت وصل محبوب مطلوب قریب آیا تم سب صاحبون کو وہ عہدے ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے
کہ ایک ایک نہال ہوگا افراسیاب بڑا قدردان ہی نیک اساس قدرشناس صاحب
شرم و حیا بادشاہ طلسم ہوشربا ایسی ایسی باتین واہیات مزخرفات کہتا ہوا تخت پر بصد
نخوت بیٹھا سارا لشکر اُتر پڑا جو کہ صاحب دل ہین عاقل ہین اپنے فعل ناشایستہ پر خجل
ہین آپسمین کہتے ہین یارو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آج تو صمصام صاحب کا بڑا غرور بڑھگیا
ہی نشۂ شراب کبر و غرور چڑھ گیا ہی اپنے ہوش مین نہین ہین جس بادشاہ نے خاک سے پاک
کیا برلے حکومت قلعہ جوہر نگار اپنا ملک دیا زر ریز حُسن خیز آباد رعایا دل شاد اس ملک کے

مقدمہ مین یہ فرماتے ہین اُسکی دختر کو قتل کرینگے یہ بیڑا پار ہوتا معلوم نہین ہوتا بیچ دریا مین ڈوبے گا گرداب محیط بلا مین گرفتار ہونگے بہت شرمسار ہونگے افسوس ہی کہ ہم بھی انکے ساتھ ڈوبے اب کچھ بن نہین پڑتا ایک شفیق کے واسطے افسوس ہی یہ انتظام ہین فوج مین تو یہ چرچا ہی بعضے ہنستے ہین بعضے روتے ہین کچھ لوگ رنج و ملال مین کچھ خوش ہوتے ہین لیکن یہ بیحیا کھانا زہر مار کرکے ناچ راگ رنگ مین مصروف ہوا سامان عیش و نشاط مہیا ہی شراب پی رہا ہی کف مُنھ مین بھرا ہی نشہ مین بلبلا رہا ہی کہ یا سامری و جمشید جلدی سحر ہو جا کر اپنی معشوقہ سے ہمکنار ہون گوہر مراد حاصل ہو تسکین دل ہو کبھی یاد محبوب مین تڑپتا ہی پھڑ پھڑکتا ہی لیکن جب ساقی قدرت نے مینائے چرخ سے جام آفتاب مین صبوحی ضیا بصد صفا لبالب بھری اور کشتی گلگونہ شفق مشرقیہ مین بصد زیب و زینت رکھکر پیش رندان خمخانہ جہان دھری

نظم

فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار
مہ انجم سیاہ رو بفرار
علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا

صمصام اپنے چھپرکھٹ سے اُٹھا بیچے پاٹ کا سامان کیا کنوین پر جا کر دو لٹیون سے اشنان کیا دھوتی بھی اچھی طرح نہ بھیگی ساری منگوا کر باندھی بر بجی لُٹیا ہاتھ مین سامری و جمشید کی سامنے تصویرین رکھین کچھ منتر جنتر پڑھنے لگا لشکر اسکا کمر باندھ رہا ہی کہ یہ بیحیا حکم دے چکا ہی ابھی پوجے سے فراغت نہین پائی کہ تیرہ بختی کی بلا سر پر آئی یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی آواز شیر کے نعرے کی پیدا ہوئی بانشید ای گفاران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا صمصام بکجا ام کہان جاتا ہی منم شاہزادہ ہنر بر بلیتن صف شکن تیغ زن صاحب تدبیر ملازم شاہنشاہ کوکب روشضمیر اب سب نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک جوان خوش رو با تاج شاہنشاہی شیر بر سوار پشت پر فوج جلالت آثار قریب لشکر اُس نوجوان نے بھویکر آواز دی ای ضرغام صحرانشین تمھاری خوراک حاضر ہی آؤ ان روبہ صفتون کو کھا جاؤ یہ کہکر دستک دی برق چمکی ہر ایک کی آنکھ جھپک گئی بعد چشم زدن دیکھا صحرا سے ہزارہا شیر مُنھ کھولے ہوئے دُم علم کیے ہوئے ڈکارین مارتے ہوئے اس زور و شور سے لشکر شیران صحرائی آیا کہ شیر فلک کا کلیجہ بھر آگیا یہ شیر سب آ کر سب چیر چیر کے ہر ایک کو بھینکنے لگے کسی شیر نے کسی کو بھیڑ پارا وہ زمین پر گرا شیر نے گلے پر مُنھ لگا کر خون پیا خون پیکر اور چالاک

ہوا زیادہ بیباک ہوا دو دو کو چار چار کو پامال کرنے لگا ایک حملے مین پچاس ہزار ہمراہیان صمصام رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوے برے سے برے درہم و برہم ہوے صدائے الامان الامان بلند ہر ایک محزون و دردمند بد حواس عالم یاس ہر چند چاہتے ہین کہ بھاگ کر نکل جائین شیرون سے جان بچائین ممکن نہین صمصام نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرایا بعجلت تمام لباس پہنا جھولی کو سحر کی بائین ہاتھ پر ڈالا ایک سیہ کاغذ بڑا سا ہاتھ مین لیا مقراض سے صدہا گینڈے کاٹے زمین پر پھینکا دیے نشتر سے پیشانی کا خون لیا اُن سب پر چھڑکا آواز دی ای کرگدن خوک پیکر جلد آ بدعت پیران صحرا نشین سے بچایہ کلمہ اس بد انجام کی زبان سے تمام ہوا تھا وہ پرچے تمام اُڑ گئے بعد دم بھر کے درہ کوہ سے بڑے بڑے گینڈے بہ ہیکل فیل مست کے قوی تن قوی من چست و چالاک پیدا ہوے شیرون سے لڑنے لگے اب ہزبر پلیتن نے دیکھا کہ یا تو میرے شیر لشکر صمصام کو تباہ کر رہے تھے چیر پھاڑ کر کھا جاتے تھے مگر اب گینڈون کی جانب متوجہ ہو گئے اہالیان فوج نے مہلت پائی ہزبر پلیتن فوج دریا موج لیکر اسکے لشکر پر جا پڑا اگولے ترنج نارنج چلنے لگے دریاے خون جاری ہوا جانبین کے ہزارون مارے گئے ادھر شیر اور کرگدن آپسمین لڑکر مرے دوپہر ڈھلتے ڈھلتے شیر اور کرگدن سے میدان پاک اور صاف ہوا لیکن شیران میدان کارزار داد مردی و مردانگی دیتے تھے جان دینے پر آمادہ تھے سپر سحر تک ہاتھ مین نہ لیتے تھے اول غفلت مین صمصام ناکام کا لشکر شکستہ اثر سب قتل ہوا لاکھون کی نوبت پہونچی مگر جب صمصام نے سنبھل کر اشیاے سحر ہاتھ مین لیے اکڑتا ہوا میدان مین آیا اور ہزبر دلاور نے جو سحر سے شیر پیدا کیے تھے انکو کرگدن ہاے سحر سے مٹایا ہزبر دلاور نے اپنی فوج ظفر موج کو آواز دی ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید بیت روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ یارو ہم سب مرنے کو آئے ہین نام کرنے کو آئے ہین جہانتک ہوسکیگا انکو زندہ نہ چھوڑینگے تلوارون کے قتل سے منھ نہ موڑینگے اب دونون لشکر آپسمین مل گئے حربہاے سحر چلنے لگے شعلہ ہاے آتش سحر سے نخل صحرا مثل شمع کافوری جلنے لگے

نظم

ہوا فوج صمصام پر حملہ ور | ہزبر دلاور بصد کر و فر

وہ تھا حاکم تیغہ برق تاب | کرے کشت امید دشمن خراب

یہی دل مین اُس شیر کے تھی امنگ
کرون بڑھکے صمصام ملعون سے جنگ

ہوئی آتش سحر اس درجہ تیز
فلک شعلہ بار و زمین شعلہ خیز

بھڑکنے سے آتش کے یہ ڈول تھا
دھوان دھار سحر آپڑا ہول کا تھا

ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر
لرزنے لگا خوف سے چرخ پیر

کہین خون کی ندی زمین پر بہی
کہین بارش آتش سحر تھی

ہوا بحر خون اسقدر موجزن
ہے سنگریزے عقیق یمن

گرج رعد کی اور چمک برق کی
برستے تھے سر صاف برسات تھی

وہ سر تھے زمین پر کہ اولے پڑے
دل دشت مین تھے پھپھولے پڑے

ہنر بر دلاور نے با شد و مد
کیے قتل جن جن تھے اہل حسد

مگر صمصام بھی بلائے روزگار ہی جب اتنے بڑے کام پر ملعون نے کمر باندھی ہو ایسے بادشاہ عالیجاہ سے بغاوت کی ہو سحر بارے قیامت اثر کر رہا ہی اگر ہنر بر نے تلوارین برسائین تو اُس سنگدل نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا پتھر پہاڑ سے جدا ہوئے تلوارون کو توڑا ہنر بر پلٹین نے اُسوقت جھولی سے کاغذ نکالکر چھوٹے چھوٹے جانور اور سحر پڑھکر ہوا پر اُڑا دیے اور آواز دی کہ ای پرند سحر وقت بلند پروازی ہی یہ کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ صمصام نے دیکھا ہزارہا طائران خوشرنگ ہوا پر اُڑتے ہوئے نظر آئے اہالیان فوج صمصام کے ہوش اُڑے جبتک صمصام رد سحر کرے وہ طائر سرون پر اُسکے ملازمون کے بیٹھنے لگے جو طائر جسکے سر پر بیٹھ گیا وہ پتھر کا پتلہ تھا ہاتھ پاؤن بے حس و حرکت نہ آنکھ مین بصارت نہ قلب مین قوت اسی طرح قریب پچاس ہزار کے تصویر سنگین بنکر رہگئے اور ملازمان ہنر بر نے بھی صدہا ساحر قتل کیے یہ دیکھکر صمصام نے فوراً ایسا سحر کیا کہ دو پر شانو پر پیدا ہوئے اُڑا بعجلت ایک سمت غائب ہوا ایک چشم زدن مین پھر آیا آواز دی ای مرغان کوہی کہان ہو سامری جلد آؤ خوراک تمھاری حاضر ہی دیکھا آسمان پر تڑاقا ہوا کئی سو عقاب پیدا ہوئے منقارین [illegible] ہوئے پنجہ مثل آہن کے ان طائران خوشرنگ پر آگرے پنجے سے آکر پکڑا چیر کر پھینکا یا دوسرا غضب یہ ہوا کہ خون اُس طائر کا جسپر پڑا جلکر خاک ہوا اور اگر یہی خون سر پر اُن تصویرہاے سنگین کے گرا فوراً ہوش آگیا سحر برطرف ہوا جسم اصلی پھر پایا یہ رنگ جو ہنر بر نامدار نے دیکھا مجبور ہوکر ایک نعرہ کیا سحر پڑھا منھ سے شعلہ نکالا طائران سحر اور عقاب دونون جلکر خاک ہوے ایسے ایسے آپسمین بہت سے

سحر ہوے کبھی غالب اور کبھی مغلوب لڑتے لڑتے ہزبر تلیتن اور صمصام ناکام کا سامنا ہوا
آپسمین دونون افسرون مین سحر ہونے لگے صمصام نے ہاتھ تلوار کا مارا ہزبر نے سپر سحر پر
روکا کئی سو شعلہ سپر سے نکلا ہمراہیان صمصام کو جلایا اور ہزبر تلیتن نے گولہ نکالکر مارا
صمصام کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار پھینک کر صمصام نے انگلی سے اشارہ کیا
گولہ دو ٹکڑے ہوا صمصام نے اپنی جھولی سے ایک ترنج شیرین نکالا دل ٹوٹا جاتا ہی ترنج
پر چھو چھو کر رہا ہی دیکھا ہزبر نے اور اہالیان فوج نے کہ وہ ترنج نہین ہی بلکہ ایک ڈبیا ہی اسکو
کھولکر ہزبر پر کھینچ مارا غبار بلند ہوا گرد ہزبر کے حصار غبار کھنچا مین یہ نامدار ہر چند چاہتا
ہی اسکو دفع کرون غبار الم دل پر چھا گیا معلوم ہوا کہ اس بیحیا نے مجھکو خاک مین ملایا زبان مین
بھی لکنت آئی سحر فراموش ہوا بیخودی کا جوش ہوا صمصام بدانجام نے نعرہ کیا فوج کو اسکی
گھیر لو اور قتل کرو داب مین نے اس شیر دلاور کو لیا دام غبار مین پھنسایا بعد چند عرصہ کے تلوار
کھینچکر خود اپنے گلے پر پھیرے گا گور مین پیر لٹکائیگا ہمسے مقابلہ کا مزا پائیگا اب ہزبر تلیتن اس
قلعۂ خاکی مین بند دل دردمند تمام جسم غبار آلود ملک الموت سامنے موجود ایسا ہی ساحر
زبردست ہی کہ کچھ کچھ جھولی سے نکالکر پھینکتا جاتا ہی صمصام کو بھی خوف ہی قریب نہین آتا
دور سے یا سامری و جمشید کرتا ہی غبار سحر کی دیوار بنانا چاہتا ہی اور فوج ہزبر پر زیادہ دباو ڈال
رہا ہی مگر وہ سب مردان عالم جانباز سرفروش اپنے مالک کی محبت کا جوش گرد اس غبار کے
مصروف جنگ ہین ہر چند قصد کرتے ہین خاک ہو جائین اپنے مالک تک جائین جب غبار
کے قریب جاتے ہین بینائی مین فرق آتا ہی گھبرا کر پلٹ آتے ہین یہان تو ان دلاورون کا یہ
رنگ ہی ادھر ہزبر تلیتن اپنی جان سے تنگ ہی مگر اب حال شہنشاہ کوکب کا تحریر ہوتا
ہی کہ نہایت عدالت گستر رعیت پرور صاحب جاہ و جلال اپنے نمکخوارون کا خیال اتنے
سال کا زمانہ اس لڑائی کو گذرا مگر کوئی ملازم کوکب کا شریک افراسیاب نہوا مگر اس بیحیا
کا جسوقت سے یہ حال سنا ہی سر دھنتا ہی ہزبر جو ضد کرکے چلا آیا ہی کوکب پر بہت شاق ہی
ناظرین روشن راے پر واضح ہو کہ پاس شہنشاہ کوکب کے ایک آئینہ ہی کہ اسکو مرأت
واقعہ کہتے ہین خاصیت مین جام جہان نما ہی جب اسکو سامنے رکھکر معائنہ فرماتے ہین جس

امر کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہی وہ حالات آئینہ ہوجاتے ہین جس وقت سے ہزبر بیلیتن
واسطے جنگ صمصام کے گیا ہی کوکب تنہائی مین اُس مرأت واقعہ کو ملاحظہ فرما رہا ہی
جو کچھ یہان حالات گذرے وہ سب دیکھے یہانتک کہ ہزبر بیلیتن کو حصار غبار مین مبتلا دیکھا
گھبرایا چونکہ برہمن روئین تن نے منع کیا ہی کہ قصر جمشیدی سے قدم نہ نکالنا اپنا جانا تو ممکن
نہ تھا ورنہ فوراً جاتا حصار غبار سحر کو مٹاتا آواز دی ای سیار تیز رو جلد حاضر ہو یکایک
چھت شق ہوئی ایک ساحر نوجوان چہرہ مثل ماہتابان پیشانی پر ثابت ہوتا ہی کہ ستارہ
اقبال کا چمکتا ہو آتے ہی عرض کی حاضر کوکب نے جلد ایک صندوق کھولا اُسمین
سے ایک شیشہ پُر از آب نایاب نکالا اور ہاتھ مین سیار تیز رو کے دیا فرمایا ای سیار تیز رو
جلد اپنے تئین صحرائے لالہ زار مین پہونچا ہزبر بیلیتن صمصام ناکام سے مصروف
جنگ ہی اُسنے سحر غبار سامری کیا ہی وہ صاف باطن اُسمین پھنس گیا ہی غرق زمین ہوکر
اپنے تئین پہونچانا اس شیشہ سے پانی لیکر پہلے اُسکے مُنھ پر چھینٹا دینا ہوش مین آجائیگا اور
شیشہ ہاتھ مین اُسکے دیکر کہنا کہ اس شیشہ کو اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینک دے شیشہ شکست
ہوکر اسکا آب نایاب جسپر پڑیگا اُسکو پناہ پانی مشکل ہوگی حصار غبار سحر بھی باطل ہوگا چند ساعت
کے واسطے سب بیہوش ہوجائینگے اُتنے عرصے مین کہدینا کہ صمصام کو گرفتار کرلینا اُسکے
تخت پر صندوق رکھا ہی اُسمین بنجہ ہی وہ بھی اپنے قبضے مین کرنا یہ فرما کر سیار کو حکم دیا کہ جلد
جا خبردار کوئی لفظ فراموش نہ کرنا سیار تیز رو قصر جمشیدی سے باہر نکلا دونون پائون
زمین پر مارے غرق زمین ہوا اور زمین کو کاٹتا ہوا چلا یہان صمصام نے ہزبر کو
حصار غبار سحر مین پھنسایا ہی جانتا ہی کہ چند ساعت مین تلوار سے خود اپنا گلا مبہوت
ہوکر کاٹ ڈالیگا اس خیال سے طرف فوج ہزبر بیلیتن کے پلٹا ہی اپنے دست نجس سے
گوے ترنج تارنج مار رہا ہی ہزبر نے اب بدحواس ہوکر قبضے پر ہاتھ ڈالا ہی کہ تلوار کھینچون
کشاکش سحر نہین اُٹھ سکتی خود اپنا گلا کاٹ ڈالون کہ یکایک زمین شق ہوئی سیار تیز رو
مثل برق جہندہ زمین سے پیدا ہوا مُنھ پر ہزبر کے پانی کا چھینٹا دیا فوراً ہزبر کو ہوش
آیا اپنے شاہنشاہ کی پرورش دیکھکر چہرہ خوشی سے مثل گل سُرخ ہوا سیار نے شیشہ ہاتھ مین دیا

پیام کوکب لفظ بلفظ سُنا یا خود غرق زمین ہو کر غائب ہوا ہزبر پلیتن نے فوراً اپنے شیشے
سے تھوڑا پانی چلو مین لیا غبار سحر پر پھینک مارا غبار سحر برطرف ہوا ہزبر پلیتن مثل
شیر غضبناک نعرہ کرتا ہوا جھپٹا اور شیشہ اُٹھا کر جانب آسمان کے پھینکا صمصام نے
جو نعرہ ہزبر پلیتن کی صدا سُنی سنتے ہی پلٹ کے دیکھا جھومتا ہوا آتا ہی گھبرایا یہ غبار
سحر سے کیونکر نکلا جبتک کچھ فکر کرے یکایک لکۂ ابر سیاہ آسمان پر آیا بوندیان پڑنے
لگین جسپر پانی کی بوندیان پڑین ہائے کہکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا صمصام نے
قصد کیا کہ میدان رزم سے نکل جاؤن یہ ابر کس غضب کا ہی اس سے بچنا دشوار ہی
کدو کاوش بیکار ہی چاہا تھا زمین پر پاؤن مارون غرق زمین ہو کر نکل جاؤن جان بچاؤن
یکایک چند بوندین پانی کی اُسپر گرین یہ معلوم ہوا کہ شعلہ ہائے آتش جسم سے نکلنے لگے استخوان
جلنے لگے ہائے کرکے زمین پر بیہوش ہوا ہزبر پلیتن مثل قضائے ناگہانی اسکے قریب آیا گردن
پکڑ کر دبائی زبان صمصام کی مُنہ سے ایک وجب باہر نکل آئی ہزبر نے سوزن دیا شکنیز
باندھین جست کرکے قریب تخت آیا صندوق نیچے کا اپنے قبضے مین کیا تیغہ پکڑ کر فوج پر جا پڑا
وہ سب بیچارے یہ حال اُس بد اقبال کا دیکھکر بھاگے چشم زدن مین میدان صاف ہو گیا ہزبر
بفتح وفیروزی پلٹا خیمے خرگاہ صمصام کے اپنے قبضے مین کیے خزانے اُس ملعون کے فوج
نے لوٹ لیے اب صمصام بد انجام کو ہوش آیا اپنے تئین گرفتار طوق و زنجیر سحر پایا اب
ہزبر بفتح وظفر بصد کروفر نوبت نقارہ بجاتا ہوا اپنی فوج باقی ماندہ کو لیکر طرف کوکب کے
چلا یہان کوکب نے یہ سب معرکہ مرأت واقعہ مین دیکھا صورت فتح وظفر نظر آئی سجدۂ شکر
پروردگار کیا قصر مرأت سے باہر آیا تمام حال خورشید روشن رائے وزیر اعظم سے بیان
کیا سبنے مبارکباد دی نذرین خوشی کی گذرنے لگین ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش
آواز بصد ناز و انداز حاضر ہوئے ملکہ حنائے گلگون پوش نے حکم دیا کہ سب نازنینان حسین
و مہ جبینان مہر تمکین حاضر ہون آج ہمکو انتہائی خوشی ہی ہماری دختر نیک اختر کی خدا نے
جان بچائی ایسی خوشی سُنائی ملکہ بران شمشیر زن کو خدا سلامت رکھے وہ آفتاب عالمتاب
آسمان طلسم نور افشان ہی اُسکی صولت وشوکت سے بہرام فلک لرزان ہی کوکب نے فرمایا

کہ ای ملکہ بخدا جسوقت سے حال مجھے کا سُنا تھا خنجر غم دل پر چل رہا تھا اگر میرے قتل کا سامان ہوتا کبھی نہ اسقدر پریشان ہوتا المختصر جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش دو نوشانوش بلند ہوئی ایک رقاصہ نے یہ اشعار گائے نظم

لاتاہی بار بار نوید وصال عید
ابھرے مہوشان کی طرح اہل دید کو
مینائے آسمان مین ہی کہنہ سال عید
ذکر سرور شیخ کو لاتا ہی وجد مین
سینونمین اہل شوق کے ہی اب کمال عید
آرائشونمین حجلہ نشینونکی محو ہی
آآکے نذر دیتے ہین جاہ و جلال عید
شان و شکوہ تیری سواری کی دیکھکر
خود آب پاش ہو عرق انفعال عید
احباب شاد ہوکے بغلگیر ہون بہم
معشوقۂ طرب کا مبارک معانقہ
کرتا ہی کچھ فلک پہ اشارے ہلال عید
چرچے ہر انجمن مین نشاط و طرب کے ہین
صوفی کو حال آتے ہین سُن سُنکے حال عید
دکھلا رہا ہی بزم حسینان کو آئنہ
مشاطۂ عروس بدیع الجمال عید
ہر شادی شبانہ ہی نوروز کا جواب
کچھ منفعل ہوے ہین جاہ و جلال عید
عیش و نشاط حاشیہ بوس بساط ہین
اعدا کے ہون گلے پہ تیغ ہلال عید
آتا ہی دوڑ دوڑ کے پیک خیال عید
دیتا ہی مژدہ قاصد فرخندہ فال عید
کیا رنگ نو بدلتی ہی مستونکو دیکھکر
ہر بزم مین ہی غلغلۂ قیل و قال عید
طرز خرام دیکھکے ہوتے ہین ہر قدم
آئینہ دار حسن رخ بیمثال عید
خدام بارگاہ کو اک شہریار کی
ہر روز جشن رہتا ہی دن بھر شال عید
جاری اگر ہو حکم معلے تو راہ مین
خدام بارگاہ مین جاہ و جلال عید
دربار مین کوکبے وہ لے

جشن و عیش ہی کہ ہر خرد و کلان ادنی و اعلی پیر و جوان خوشی سے اپنے جامے مین پھولے نہین سماتے ہین در خزانہ وا ہی زر سرخ و سفید تقسیم ہو رہا ہی فلک کج رفتار گردون غدار ستم زون مین عیش و سرور کو مبدل بغم و رنج کرتا ہی محفل خوشی کو دم بھر مین درہم و برہم کرتا ہی کہین شادی کہین ماتم کہین عیش کہین غم کہین سوز کہین ساز بموجب بند مسدس

ہی عجب حال جہان بے ثبات و بے مدار
آج جو تخت طلا ہی کل ہی مرقد کا کنار
تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون کو قرار
قصر و ایوان تو کہان ملتے نہین اُنکے مزار

ہر کجا افتادہ مینی خشت در ویرانۂ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانۂ

جسوقت کہ ہزبر بیلتن نے صمصام کو گرفتار کرلیا تنچہ بھی قبضے مین کیا وہان افراسیاب خوشی خوشی بارگاہ حیرت مین آیا ہی خوشی مین حال صمصام ملکہ حیرت کو سُنایا ہی اور

عالم خوشی مین کہتا ہی کہ ای خاتون محل مین آپ کے خداوند لقا نے تدبیر معقول کی صمصام مع نیمچہ قتل ہوا چاہتا ہی مگر بڑی مشکل مین ہین نے اُسکو راضی کیا ہی تمھاری مصاحب جو ہی لالہ زار نرگسی چشم اب تم اُسکو راضی کرو کہ جب وہ یہان آئے ایک لمحہ اُسکے سامنے جائے پھر مین وعدہ شادی کا کرکے تمھاری خدمت مین بھیجدونگا جب ہوا ان قتل ہوجائیگی خواہ شادی کرے یا نہ کرے اُسکو اختیار ہی مگر اسوقت دام تزویر ضرور بچھانا چاہیے اس مرغ زیرک کو پھنسانا چاہیے حیرت نے کہا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر قصد ہوا کہ لالہ زار کو بلاؤن یا خود جاؤن مگر افراسیاب سے کہا کہ ای شہنشاہ کتاب سامری مین ملاحظہ فرمایئے کہ آج صمصام کس منزل پر آتا ہی کیا کر رہا ہی براے خوشامد اُس حوالی کے تاجدارون کو فرمان لکھکر روانہ کردون کہ جسکی سرحد مین صمصام پہونچے وہ واسطے اُسکے سامان دعوت مہیا کرے اور باعزاز و اکرام منزل بمنزل ہم تک پہونچا دین پس افراسیاب اس صلاح حیرت کی نہایت خوش ہوا کتاب اُٹھا کر دیکھنے لگا حیرت نے دیکھا کہ جون جون شہنشاہ کتاب ملاحظہ کرتے ہین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہی ہاتھ ریش فش پر پڑا ہی نوچنے کا ارادہ ہی غصے مین زانو پر ہاتھ مارا حیرت نے گھبرا کر پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہی اتنا فقط افراسیاب نے کہا کہ ملکہ غضب ہوا صمصام گرفتار ہوگیا ابھی جاتا ہون زمین کے طبقے ہلاتا ہون یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالکر مثل فتنۂ خوابیدہ کے اُٹھا اور ایک سحر کرکے مثل شعلۂ آتش سرکش بلند ہوا ستارہ تھا کہ آسمان مین ڈوب گیا یہان ہنر بر بلیمن نے دشت لالہ زار سے نکلنے کا قصد کیا ہی تھوڑا راستہ طی ہوا ہی کہ آسمان پر سے آواز آئی او ہنر بر کہان جاتا ہی مین آپہونچا ہنر بر نے سر اُٹھا کر جانب آسمان دیکھا قیامت کا سامان نظر آیا کہ خود افراسیاب نمایان ہوا کف منھ مین غصے سے چہرہ سُرخ کچھ اشارہ کرتا ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پر آیا اور چند سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے لشکر ہنر بر پر پتھر برسنے لگے ہنر بر کہ ابھی اُسکے اچھی طرح ہوش و حواس بھی درست نہوئے تھے لشکر بھی بار سحر صمصام اُٹھا چکا تھا گھبرا گیا سحر تو سنجلا ہی کرکے افراسیاب پر کیا گولہ مارا مگر قصد ہوا کہ نکل جاؤن نیمچہ تو میرے قبضے مین آچکا ہی لڑنے کی ضرورت کیا ہی پلٹ کے چاہا صندوق اُٹھاؤن دیکھا چند نیمچے

سنہرے صندوق کو پکڑے ہین ہر چند زور کیا مگر صندوق اپنے مقام سے نہ ہلا گھبرا کر اپنے تخت
سے کود پڑا افراسیاب نے آواز دی ہمارے خیرخواہ صمصام کی زبان سے جلد سوزن
نکالو قید سحر سے جلد رہا کرو یہ کہتے ہی ایک پتلہ فولاد کا زمین سے نکلا افراسیاب کو سلام کیا
عرض کی غلام حاضر ہی حکم شاہنشاہی بجا لاتا ہون یہ کہتا ہوا طرف صمصام کے چلا ہزبر نے
دیکھا کہ پتلہ طرف صمصام کے جاتا ہی گوپے ترنج نارنج اُسکو مارے پشت و پہلو پر پتلے کے
پڑے کچھ تاثیر نہوئی پتلہ گوپے کھاتا ہوا حرب سحر کے اٹھاتا ہوا قریب صمصام پہونچا جلتے
ہی سوزن زبان سے نکال لیا قید سحر کو توڑ کر پھینک دیا پتلہ خود تو یہ کام کر کے غرق زمین
ہو کر غائب ہوا صمصام کو ہوش آیا قید سحر سے چھوٹا افراسیاب کو دیکھا کہ میرے دشمنون کو
قتل کر رہا ہی ہزبر بھاگا بھاگا پھر رہا ہی افراسیاب کو دیکھکر صمصام دلیر ہوا ہزبر نے جا کر
ہاتھ شمشیر سحر کا مارا ہزبر نے سپر سحر پر روکا آواز دی او نامرد حمایتی کو دیکھکر بہت اُبلا یا یہ کہکر
خبردار خبردار کر کے ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا اُسنے چاہا روکون مگر تلوار مثل برق گری سپر کے دو ٹکڑے
ہوئے جیسے ابر تیرہ سے بجلی کڑکڑا کر گذرتی ہی خود کو بھی کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا ہاے کہکر
صمصام زمین پر گرا آواز دی ای شہنشاہ دہائی ہی بچائیے ہزبر نے چاہا کہ اسکی چھاتی پر چڑھکر
سر کاٹ لون افراسیاب جست کر کے بیچ مین آیا اپنا سینہ سپر کر دیا دوسری تلوار افراسیاب
پر پڑی مگر تاثیر نہوئی ہزبر پیلتن مثل ابر افراسیاب پر برس پڑا اسب اسباب سحر صرف کیا
یعنی گوپے ترنج نارنج گچھے پیکان کے دانے ماش کے مارے افراسیاب زخمی نہوا یہ حیرت ہی
کیونکہ سب حربے خالی گئے افراسیاب نے اپنا تیغۂ سحر اُٹھایا سر پر ہزبر پیلتن کے لگا یا وہ تیغہ
قضا تھا کیونکر رکتا ہزبر پیلتن ہاتھ سے افراسیاب کے سیار گلشن جنان ہوا افراسیاب
اسکو مار کر طرف فوج کے متوجہ نہوا صمصام کو آ کر زمین سے اُٹھایا گلیسے لگایا زخم باندھا تخت پر
سوار کیا جس تخت پر صندوق نیچہ رقل بران رکھا تھا اُسی پر جست کر کے آپ بھی بیٹھا اور
صمصام بد انجام کو ہمراہ لیکر طرف لشکر حیرت کے چلا راہ مین لشکر صمصام جو درہ ہاے
کوہ مین آ کر چھپا تھا اپنے مالک کو دیکھکر دہائی دیتا ہوا نکلا صمصام نے عرض کی ای شہنشاہ
ٹھہر جائیے دیکھیے تین لاکھ مین صرف پچاس ہزار بچے آپکی محبت مین سب مارے گئے

افراسیاب نے تخت روک لیا وہ سب روتے پیٹتے قریب آئے کل لشکر کو ساتھ لیلیا افراسیاب
تا بہ حد طلسم ہوش ربا ساتھ آیا کہا اے صمصام اب کچھ مقام خوف نہین ہے یہ سرحد طلسم ہوشربا ہے
بادولت سبکو خبر کرتے ہوئے جاتے ہین ایک تاجدار جلیل آئیگا بارگاہ خزانہ وغیرہ سب ساتھ
لائیگا تمکو باحتیاط لشکر حیرت مین پہونچائیگا بدولت نے تمھاری معشوقہ کو بھی راضی کیا ہے
سامان وہان مہیا ہے اتنا تامل اسواسطے ہے کہ بذلت تمھارا گذر روبروے لشکر مہرخ نہو لیشان
وشوکت تمام آؤ وزرا امرا واسطے استقبال کے آئینگے ہم تمھارا مرتبہ بڑھائینگے یہ کہکر افراسیاب
مثل تیر شہاب نکل گیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ صمصام بدانجام نے دیکھا ایک تاجدار مع
ساٹھ ہزار فوج آکر پہونچا صمصام سے بغلگیر ہوا صمصام نے نام پوچھا کہا مجکو مفتوح بیشہ نشین
کہتے ہین بحکم شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپ کے لینے کو آیا ہون کل سامان عیش ونشاط ساتھ ہے
صمصام خوشی خوشی عیش جیش کرتا ہوا ہمراہ مفتوح بیشہ نشین کے منزل بمنزل طرف لشکر ملکہ
حیرت جادو کے روانہ ہوتا ہے یہان لشکر ہزبر بلیتن آفت سنگباری مین مبتلا تھا بعد جانے
افراسیاب کے وہ آفت سماوی برطرف ہوئی جھونکے ہواے گرم کے چلے سنگباری برف باری
موقوف ہوئی کان مین آواز آئی مارا مجکو کہ نام میرا ہزبر بلیتن تھا یہ سانحہ مصیبت خیز ماتم انگیز
جو سرداران ہزبر نے دیکھا گریبان چاک کیے منہ پر خاک ملی لاشہ ہزبر بلیتن کا اٹھایا روتے
پیٹتے طرف قصر جمشیدی کے چلے یہان کوکب روشنضمیر غافل از شعبدہ بازی فلک بزم عیش
آراستہ وزیر سے باتین کر رہا تھا کہ ماشاء اللہ ہزبر بلیتن فوج صمصام سے کیا خوب لڑا بڑے
غضب کا معرکہ پڑا اگر شیر بیشہ جرأت نے اس صمصام روبہ خصال کو گرفتار کرلیا انشاء اللہ
پہونچا چاہتا ہے ایسا سرفراز کرونگا کہ اسکو بھی ہماری عنایت پر ناز ہو مگر اے وزیر اعظم صمصام
کو بھی سمجھانا ہمارے قدمون پر گروانا فقط براہ چشم نمائی دو چار روز نظر بند رہیگا یقین ہے کہ پھر
ایسی خطا اس سے سرزد نہو مگر تنبیہ اسکے قبضے سے لینا ضرور ہے اب مجکو اسکا اعتبار نہ رہا مقدمہ
جان کا ہے حفاظت ملکہ بہار شمشیرزن کی لازم ہے اب یہ دل مین ارادہ ہے کہ اس تنبیہ کو خدمت
مین ملکہ مشتری ستارہ طلعت مالک چہرہ بلاے طلسم نورافشان کے بھیجدین کہ وہ پاس ملکہ
جیحون سبز پوش زبان دراز کے بھیجدینگی وہان کسی کا گذر ممکن نہین ہے خورشید نے عرض کی

بہت معقول تجویز فرمائی کیونکر ہم لوگ جانبازی نہ کرین کہ ایسے دشمن کو حضور فرماتے ہین کہ قتل
نہ کرونگا ہر چند کہ حضور نے ایسی خبر خوشی کی سنائی گویا زبان تازہ جسم مین آئی مگر دل خود بخود
گھبراتا ہی کوکب نے کہا ای وزیر اعظم سچ ہی میرا بھی یہی حال ہی خود بخود دلپر ہجوم غم وملال ہی
شاید کچھ ہنر بر بلیتن پر افتاد پڑی آنے مین یہان بڑی دیر ہوئی جلد مرات واقعہ لاو ابھی حال
اُس جوانمرد کا آئینہ ہوگا یہ ذکر تھا اور خورشید اپنے مقام سے اُٹھا ہی کہ مرات واقعہ لاؤن اور
شہنشاہ کو دکھاؤن کہ یکایک شور گریہ وزاری زیر قصر جمشیدی بلند ہوا کوکب نے گھبرا کر کہا کہ
ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہی یہ کلام تمام ہوا تھا کہ بہت سے سردار دریاے خون مین نہائے ہوئے
لاشہ ہنر بر بلیتن اُٹھائے ہوئے سامنے کوکب روشنضمیر کے لائے چلائے دُہائی ہی سرکار کی کوکب
گھبرا کر تخت سے اُٹھا سردارون سے پوچھا یارو یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی تم سب تو صمصام
کو گرفتار کر چکے تھے فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگ گئی تھی یہانتک تو خبر مجکو معلوم ہو چکی تھی کہ صحرا
لالہ زار سے بفتح وظفر آپ لوگ چل چکے تھے اُن سب نے سر اپنے زمین پر دے مارے عرض کیا
ای شہنشاہ گردون بارگاہ ہنر بر بلیتن جوان شیر دل تھا حقیقت مین آپکے اقبال سے کس زور و
شور سے لڑائی فتح کی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ خود افراسیاب آیا اُس سے بھی یہ شیر ایسا لڑا
کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے حلقۂ غلامی ہنر بر بلیتن اپنے کان مین ڈالتے مگر اُس ظالم سے
کیا زور چلے جسپر نیزہ تیر ترنج نارنج تاثیر نہ کرے اُس جری نے جانبازی سے مُنھ نہ پھیرا افراسیاب
پر تلوار کھینچ کے جا پڑا جرات سے اُس نوجوان کی چرخ پیر لرزان ہوا آخر افراسیاب جہنمی
کے ہاتھ سے راہی گلشن جنان ہوا یہ سُنکر قصر جمشیدی مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کوکب
روشنضمیر انتہا کا دردمند ہوا آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون افسوس
موت سے کسی کا زور نہین چلتا وقت قضا کسی طرح نہین ٹلتا کیا کیا تدبیر کی مگر کچھ نہو سکا جو
مرضی پروردگار کی اگر موت بر ان کی قریب ہی تو ہمارا سا کیا اختیار ہی ہر طرح بندہ مجبور و ناچار
ہی وہ مالک و مختار ہی دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی کون ہنستا ہی اور کون روتا ہی
ای خورشید روشن راے یہ تو دریافت کرو کہ وہ بچا کہان گیا یہ زبان سے کوکب کی نکلا تھا
کہ طائر سحر نے آکر خبر دی کہ ای شہنشاہ صمصام بد انجام کو افراسیاب اپنے ساتھ لے گیا

خراج گذاران افراسیاب راہ مین آکر اُس سے بغلگیر ہوئے طرف لشکر حیرت کے راہگیر ہوئے یقین ہی نگہرام بہونچ گیا ہوگا یہ سنکر کوکب روشنضمیر نے فرمایا خواجہ عمرو کو اس امر کی اطلاع کرنا ضروری ہی وہ انشاء اللہ کچھ نہ کچھ اسکی تدبیر کرینگے مگر یار وصاف تو یہ ہی کہ عمرو کیا کیا کام کرے مقابلہ ساحران غدار کا وہ سحر سے ایک حرف نہین جانتے مگر جرأت عمرو پر ختم ہی مین عمرو کا بندۂ احسان ہون لیکن اس مقدمہ مین نہایت حیران و پریشان ہون خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی ایک کام تو آپ جلد کیجیے ملکہ بران شمشیرزن ابھی راہ مین ہونگی نامہ بھیجکر روک لیجیے طرف ملکہ مہرخ کے نجائین یہان چلی آئین اپنی جان بچائین جب یہان پہونچین تو حکم فرمائیے کہ ای نور نظر چندے باغ نگارین مین سیر کرو گھر سے نکلنا مناسب نہین ہی بعد اسکے جیسا کہ عقل مین آئیگا سامان کیا جائیگا کوکب نے فرمایا ای وزیر اعظم تم نے براہ خیر خواہی تدبیر معقول بتائی یہ ہماری بھی عقل مین آئی مگر شیوۂ جرأت سے بعید ہی تمام طلسم نورافشان و طلسم ہوشربا مین مشہور ہو جائیگا ہر خرد و کلان اطلاع پائیگا کہ صمصام نگہرام کے خوف سے کوکب ایسا لرزان و ترسان ہوا کہ ملکہ بران شمشیرزن کو باغ نگارین مین پنہان کیا اس ذلت سے مرجانا بہتر ہی مگر خواجہ کو اطلاع دینا ضرور ہی کہ وہ اُنکی کنیز ہی یہ بھی خوب جانتا ہون کہ اُنکو بران دل و جان سے عزیز ہی مجھسے زیادہ محبت کرتے ہین جب ہاتھ سے عشاق سبزہ رنگ کے گشتہ ہوئی تھی اُنھین کا کام تھا کہ اُس ایسے ساحر زبردست کو مارا اب بھی جو کچھ ہوگا اُنھین کی کاسلفائی سے پروردگار فضل کریگا سنتے ہی عمرو اپنی جان لڑا دیگا یہ کہکر قلمدان طلب فرمایا قلم اُٹھایا کوکب روشنضمیر نے اس طور سے خواجہ کو نامہ لکھا

نامہ لکھنا کوکب روشنضمیر کا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو مشتمل یہ نکلہ اخی صمصام آنا نامے کا اور پہونچنا ملکہ بران شمشیرزن کا لشکر مہرخ مین اور داخلہ صمصام کا لشکر حیرت مین اور برق کا جاکر ایک جادوگر کو مارنا اور خواب دیکھنا ملکہ مخمور سُرخ چشم کا نور الدہر کو اور روانہ ہونا واسطے دیکھنے نور الدہر کے طرف کوہ عقیق کے اور آنا نامہ لقا کا پاس افراسیاب کے اور روانہ کرنا افراسیاب جادو کا عقرب نیشزن جادو کو برائے مدد لقا۔ نامہ

ای شہنشاہ اوج عیاری
تاجدار ممالک فطرت
ذہن کیا کر سکے بیان حضور
ہی بھری دل مین حسرت دیدار
دمبدم رنگ یہ بدلتا ہی
آفت تازہ سر پہ آئی ہی
وہ جو صمصام ہی خراج گذار
جا ملا دشمنون سے بدگوہر
اُسکے جوہر سے ہو جیسے ماہر
بہر بران وہی ہی تیغ قضا
دیکھیے رنج کیا دکھاتا ہی
نیمچہ بیحیا سے لیجیے گا

وی مہ آسمان طراری
رہرو جادۂ اولوالعزمی
عقل و دانش ہین چاکران حضور
فلک سفلہ پرور ہی درپئے جنگ
خنجر ظلم دل پہ چلتا ہی
ہو گیا دوست جان کا دشمن
ہی عدو جان کا وہی غدار
نیمچہ اک جو تحفہ جات سے تھا
صاف کرتا ہون آپ پر ظاہر
جوہر خنجر ممات ہی وہ
سمت افراسیاب جاتا ہی
حال رنج و غم و ملال تمام

مصدر فیض صاحب ہمت
طی کن منزل پیادہ روی
عرض پیرا ہی کوکب ویندار
کر دیا اُسکی بدعتون نے تنگ
بخت بد کی یہ نارسائی ہی
خضر راہبر ہوا دشمن
قتل بران پہ چست کرکے کمر
پاس اُس بیحیا کے تھا رکھا
ای شہنشاہ ہی یہ جائے بکا
قاطع رشتۂ حیات ہی وہ
دسترس ہو تو قتل کیجیے گا
لکھدیا والسلام والاکرام

یہ لکھکر طیران سریع السیر جادو کو طلب فرمایا یہ نامہ سر بمہر کرکے دیا اور ارشاد فرمایا کہ جلد بخدمت خواجہ عمرو یہ نامہ پہنچانا اور زبانی یہ بھی ہماری طرف سے ظاہر کرنا اور تمام کیفیت شاہزادہ ہنر بر پلیتن سے بھی ماہر کرنا کہ مین نے قصد اُسکے روکنے کا کیا تھا یہ شیردل بصد صولت و شکوہ جاکر خوب لڑا صمصام کو گرفتار بھی کر لیا تھا مگر جو نوشتۂ تقدیر ہوتا ہی اُس سے انسان ناچار ہی وہ پیدا کرنے والا مالک و مختار ہی اور ہنر بر پلیتن کی قضا آچکی تھی مین یہان غافل ہوا وہان افراسیاب نے آکر اُس شیردل کو مارا اور صمصام کو رہا کرکے اپنے ساتھ لے گیا اب جو آپ مناسب وقت دیکھیے وہ کیجیے طیران سریع السیر جادو اک عقاب سحر پر سوار ہوکر بعجلت تمام وہ نیک انجام طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا لشکر ملکہ مہرخ مین تمام سردار اور عیار مصروف عیش و نشاط ہین طرار جادو کی دعوتین ہو رہی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین اور مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران والاگہر و مہتر قران بصد عظم و شان اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین اور حال خیریت مآل طرار نامدار کے

ناظر ہین کہ یکایک سامنے سے چرند و پرند جو اسیسان لشکر اسلام حاضر ہوئے عرض کی اسوقت
ایک جادوگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بصد جوش و خروش داخل ہوا
چاہتا ہی وزیر و امیر واسطے استقبال کے گئے ہین شاید کوئی خراج گزار افراسیاب کا ہوگا
غلامون نے صرف نام دریافت کیا یہ نہ تحقیق ہوا کہ کس ملک سے آیا ہی کہان کا رہنے والا ہی
اتنا البتہ جان نثارون نے دیکھا کہ سر پر اُس خیرہ سر کے پٹیان مرہم کی چڑھی ہین کہین سے
جنگ کرکے آیا ہی اُسکے ساتھ والے بھی زخمدار بیقرار خستہ شکستہ دیکھے ملکہ مہرخ نے فرمایا
انشاء اللہ دریافت ہوجائیگا اگر ہمارے مقابلہ کو آیا ہی طبل جنگی بجوائیگا ہمارا تکیہ پروردگار پر ہی
خدا وہ دن دکھائے کہ اسد غازی رہا ہو کر اس لشکر مین تشریف لائین یہ ذکر تھا کہ طیران آکر
عقاب سحر سے اُترا واسطے تسلیم ملکہ مہرخ کے خم ہوا ہاتھ پر نامہ رکھکر خواجہ عمرو کو دیا عرض
کی بغور ملاحظہ فرمائیے عمرو نے فوراً نامہ کو کھولا مضمون جانگزا سے آگاہ ہوا رنگ رو متغیر
ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا قلب بھر آگیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ای خواجہ خیر تو ہی عمرو نے
کہا ای ملکہ غضب ہوا تقدیر نے آفت تازہ دکھائی ایک بلاے آسمانی آئی خدا بچائے
اور تمام کیفیت خواجہ نے مضمون نامہ کی ملکہ مہرخ سحر چشم وغیرہ سے بیان کی یہ سُنکر ہر سردار
کے ہوش و حواس باختہ ہوئے طیران سریع السیر جادو سامنے خواجہ کے کھڑا ہی
اور رو رو کے حال مصیبت ہزبر پیلتن کا جانبازی کرنا اور قتل ہونا بیان کر رہا ہی اہالیان
دربار مع ملکہ مہرخ و ملکہ بہار اس حال مصیبت خیز کو سُنکے اشک حسرت بہا رہے ہین
ہر ایک کا یہی کلام ہی کہ افسوس ہزار افسوس ایسے وقت مین ہم لوگون کو خبر نہوئی ورنہ
جاکر جانبازی کرتے اور اس مرد میدان شجاعت کو ہاتھ سے افراسیاب جادو بدخو
کے جسطرح ہوسکتا بچاتے اور صمصام ناکام پر وہ آفت لاتے کہ ماہیان دریا اور مرغان
ہوا اُس بدانجام کے حال پر روتے ہمکو ایسے نمکحرام کے اوپر ذرا ترس نہ آتا مصرع خیر زندہ
ہی اگر یار تو صحبت باقی ۔ دیکھا جائیگا وہ ملعون جب ہمارے مقابلے پر آئیگا اپنی سرکشی کی
انشاء اللہ سزا پائیگا مگر افسوس ہی اس زمانہ مین ہم لوگون پر ایسا وقت تنگ ہی ہر سردار
اپنی جان سے بہ تنگ ہی زمانہ گذرنے میعاد قید اسد کا قریب آیا ہی اپنی اپنی فکر مین ہین اُٹھ پہر

اسی ذکر مین ہین کہ پروردگار افراسیاب غدار کے ہاتھ سے اُس نامدار کو بچائے اور
وہ جامع المتفرقین بخیر و خوبی رہا کر کے ہمسے ملائے اچھا جو مرضی پروردگار اِس بلا سے

ناگہانی کو بھی جھیلینگے اپنی جان پر کھیلینگے ہماری تو یہ مثل ہے **قطعہ**

گرچہ باد یگرے قضا باشد | بر زمین نارسیدہ میگوید
ہر بلائے کز آسمان آید | خانۂ انوری کجا باشد

یہ تقریر ملکہ مہرخ نے طیران سریع السیر کی سُنکر فرمایا صاحبو صبر کرو اپنے دلپر جبر کرو اب اس مقدمہ مین تدبیر معقول بتاؤ مشیران خوش تدبیر نے دست بستہ عرض کی جواب مین اس نامہ کے شہنشاہ کوکب کو تحریر فرمائیے کہ فی الحال واسطے چند دنکے ملکہ بران کو یہان نہ آنے دین اثنائے راہ سے اپنے پاس بُلالین طیران نے عرض کی کہ یہ صلاح قبل وزیرون نے شہنشاہ کو دی تھی اُس شیر بیشۂ جرأت صاحب شوکت و لیاقت نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ مین ایک تلخ ام کے خوف سے بُران شمشیر زن صف شکن کو چھپاؤن کبھی ایسا نہوگا عمرو نے کہا اسمین تمکو کیا دخل ہے شہنشاہ کوکب روشنضمیر اس حقیر کے کہنے پر ضرور عمل فرمائینگے بُران کو باغ نگارین مین چھپائینگے یہ ذکر ابھی درپیش تھا عمرو نے قلم اُٹھایا مگر کچھ بات درپیش تھی کہ یکایک آسمان پر لکۂ ابر گلنار نمایان ہوا اس زور و شور سے ابر اُٹھا ہی کہ تمام صحرا سُرخ ہوگیا ہی کوئی کہتا ہی آج آسمانسے خون برسیگا کوئی کہتا ہی شفق پھولی ہی شام اودھر کی کیفیت بھولی ہی یا کوئی ساحر گلگون پوش آتا ہی حقیقت مین قلب ٹھہراتا ہی وہ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا رعد کی گرج چشمک زنی برق کی دل ہلاتی تھی طائران خوشرنگ کی زمزمہ سرائی عجیب کیفیت دکھاتی تھی دیکھا تو وہ ابر اسی جانب آتا ہی خاص لشکر اسلام پر محیط ہو رہا ہی خواجہ عمرو اٹھ کھڑے ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق جملہ سرداران نامی ترنج و نارنج ہاتھ مین لیکر خائف و ترسان بیرون بارگاہ آئے یقین کامل ہوا کہ افراسیاب نے کسی ساحر زبردست کو بھیجا ہی قصد ہوا کہ قبل از اُترنے ساحر کے سحر سے روکین خواجہ عمرو گلیم کاندھے پر ڈالے کھڑے ہین اس ارادہ پر کہ ابر شق ہو ساحر نمایان ہو مین لشکر سے نکل جاؤن جاکر عیاری کی تدبیر کرون مہتر برق حباب ہائے بیہوشی ہاتھ مین لیے ہوئے تڑپ رہا ہی کہ یہ جو کوئی ساحر ہی جلد اُترے اُترتے اُترتے حباب مارون قریب جاکے للکارون مہتر چالاک بن عمرو بہ تعجیل گوشے مین آیا

بہ عجلت تمام رنگ روغن نکالکر ایک کنیز حسین مہ جبین خوشرو پری تمثال کی شکل بننے لگا جانسوز بن قران نے ایک ساحر کی شکل بنائی ہی ضرغام شیر دل ایک چوبدار بنکر تیار ہو گیا عصاے نقرئی ہاتھ مین گوٹے دار پگڑی سر پر جنی ہوئی چپکن زیب جسم بلبل چشم کا پٹکا کمر مین چستی و چالاکی تیور مین مہتر قران بعد انتقام کر ایک کوہ مین آکر ٹھہرے ہین ساحرون نے جو اپنے سردارون کو دیکھا کہ آمادۂ حرب و پیکار ہین لڑنے پر تیار ہین کمر بندی کرنے لگے ترنج نارنج ناش کے دانے ہاتھ مین لیے بعضون نے جھولیان اسباب سحر کی جلد جلد اُٹھا کر زیب دوش کین کسی ساحر نے نفیر سحر بجائی فوج ساحران تیار ہو کے آئی کہ یکایک وہ ابر گلنار شق ہوا بجلی چمکی آنکھین سب کی جھپک گئین بعد چشم زدن دیکھا کہ تخت زرین پر ملکہ برُان شمشیر زن بصد صولت و شوکت سوار ساحران نامدار کے ہاتھ مین علمہاے زرنگار پھر ہرے کھلے ہوئے ہوا مین اُڑتے ہوئے اُنپر تعریف الٰہی و نعت پیغمبر برحق بخط جلی مرقوم تین لاکھ ساحران نامی کی آمد کی دھوم جلو مین ایک تخت مختصر اُسپر ملکہ مجلس جادو گر و کنیزان خوشرو بارہ سولڑکیان ہمسن شوخ و شنگ طائران زرین بال پر سوار کرتے جسم مین کلاہ ہاے زرین سرون پر چھوٹے چھوٹے خنجر زیب کمر جھولیان بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالے مینڈھیان گندھی ہوئین اُنمین تارے سرخ عجب کیفیت دکھاتے تھے ابر سیاہ مین یاقوت احمر کے ٹکڑے نظر آتے تھے خود ملکہ مجلس جادو جس تخت پر ہی ایک گھروندا آراستہ گڑیان مٹی کے کھلونے رکھے ہوئے ایک گڑیا دُلھن بنی بیٹھی ہی گھونگٹ نکالے ہوئے ڈومنیان بھی وہی مٹی کی گجریان کسیکی کمر مین طبلہ بندھا ہی چھوٹے چھوٹے ہاتھون سے ٹکڑے باندھ رہی ہین سر ہلاتی جاتی ہین ایک گجری سارنگی بجا رہی ہی ایک کچھ آگے بڑھی ہوئی گا رہی ہی بھاؤ بتا رہی ہی بیت دو طبلون کی آواز اُنکی صدا، وہ گا نا کہ اچھا بنا لاڈلا، ایک سمت ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی بصد ناز طاؤس سحر پر سوار پایہ تخت ملکہ برُان شمشیر زن پر ہاتھ رکھے ہوئے جب مسکراتی ہی گویا بجلی چمک جاتی ہی ایک طرف ملکہ عمران جادو اور ملکہ مجلس جادو بعہدۂ سپہ سالاری لشکر و فوج کو جماتی ہوئی شوکت فوج کو بڑھاتی ہوئی ایک جانب ملکہ شعلہ برق انداز حاکم قلعۂ آتشبار گرمی حسن بازار خوبی مہوشان کو سرد کر تی تھی

جدھر نگاہ اُٹھاتی تھی برق چمک جاتی تھی ایک سمت ملکہ گلابی چشم نارنجی پوش بصد جوش و خروش
ایک طرف ملکہ چشمک زن جادو نگاہ طالب دیدار کی دشمن غرض اسی طرح چار سو
شاہزادیان ماہ رخسار طرحدار بصد زیب و زینت گرد تخت ملکہ بُران شمشیر زن زیر بارگاہ
بلور چہار دست مرکب باد رفتار پر سوار ایک ہاتھ مین تلوار ایک ہاتھ مین سپر صاحب
فتح و ظفر دونون ہاتھون کی مٹھیان بندھی ہوئین اگر وہ مٹھیان کھل جائین لشکر عدو پر آفت
لائین مٹھی کا بند رہنا ہی بہتر ہی مٹھی کھلنے مین خرابی سراسر ہی یہ بھی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے
اجازت لیکر شریک لشکر ملکہ بُران شمشیر زن ہوا ہی تمام فوج و لشکر کو ساتھ لیے ہوئے نمایان
ہوا تمام سرداران لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ بُران شمشیر زن کو دیکھکر خوشی سے باغ باغ
ہوگئے واسطے استقبال کے بڑھے اور بصد شوکت و حشمت ملکہ بران کو ہمراہ لیکر داخل بارگاہ
آسمان جاہ ہوئے پہلوے تخت ملکہ مہرخ مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ گر
ہوئین شاہزادیان بھی اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر بیٹھین خواجہ عمرو یا تو گلیم کاندھے پر لیکر
کھڑے ہوئے تھے مسکراتے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ بران واسطے تسلیم کے جھکین
خواجہ عمرو نے بہ محبت سر سینے سے لگا لیا دعاے جاندرازی دی مگر بران شمشیر زن نے دیکھا
کہ رنگ روے خواجہ عمرو متغیر ہی آنسو آنکھون مین بھرے ہوئے ہین رومال سے پاک کر رہے
ہین ملکہ بران شمشیر زن نے بیقرار ہوکر پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی کیون آئینۂ رخسار پر گرد ملال
ہی کیا اسوقت اسد دلاور کا کچھ خیال ہی خواجہ عمرو نے کہا نہین ای نور نظر اپنے آقاے
نامدار کے فراق مین مبتلا ہون آٹھ پہر تڑپتا ہون وہ آقا کہ جسکے ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے
کبھی ایک لمحہ کی جدائی نہوئی تھی یا محبت مین اسد غازی سے بارہ سال کی جدائی ہوئی
دیکھیے کس دن جامع المتفرقین صاحبقران سے ملائیگا کس دن وہ گلشن بیخزان یعنی دربار حمزہ
نظر آئیگا ملکہ بران خواجہ عمرو سے یہ باتین کر رہی تھین دیکھا ایک گوشہ مین طیران خاموش کھڑا
ہی مثل برگ بید کانپ رہا ہی روے زیبا سے ملکہ بران کو دیکھکر روتا ہی ملکہ بُران نے
فرمایا ای طیران تم اسوقت یہان کہان آئے ہو اسقدر کیون گھبرائے ہو اُسنے چاہا کہ مثل
خواجہ کے حال مصیبت مآل کو چھپاؤن دست بستہ عرض کی فقط زیارت خواجہ کو حاضر ہوا

تھا اور سب طرح خیریت ہی ملکہ برّان نے فرمایا اسقدر بیقراری کا کیا باعث ہی قسم ہی تمکو ہمارے
سر عزیز کی صاف صاف بیان کرو اسوقت تو مین کل اہالیان دربار کو پریشان پاتی ہون برائے
خدا جلد بتلاؤ مین ہول کھاتی ہون طیران سریع السیر جادو سے آخر ضبط نہو سکا چیخ مار کر رونے لگا
خواجہ عمرو نے بھی رومال آنکھون پر رکھ لیا اور سب سردارون مین شور گریہ و زاری بلند ہوا
ہر خرد و کلان دردمند ہوا عمرو نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر بخدا مین فرزندان صاحبقران سے
زیادہ تمسے محبت کرتا ہون آٹھ پہر تمھارا ہی خیال ہی یہ بھی تم بخوبی جانتی ہو کہ تمھارا رازدار
بھی ہون پروردگار وہ دن دکھائے کہ اُس راز کا انجام بخیر ہو خوب تمکو یاد ہوگا کہ جب عشاق
سبزہ رنگ نے بعد شکست ہونے دریا کے اور ٹوٹنے پل پر یزدان کے نیچہ سحر تمپر مارا اور لاشہ
لیجا کر کوکب نے طلسم نور افشان مین رکھا مین آٹھ پہر بیقرار تھا مگر عنایت سے پروردگار کی
جا کر اُس بیحیا کو مارا ای نور نظر ویسا ہی معرکہ اب بھی درپیش ہوا ہی اسوجہ سے زیادہ پس و پیش ہوا
ہی ابھی ابھی طیران سریع السیر جادو نامہ تمھارے والد نامدار کا لیکر آیا ہی اُس سے واضح ہوا کہ
صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خود بخود باغی ہوا ہی اور نیچہ تمھارے دشمنون کے
قتل کا جو اُس نمکحرام کے پاس تھا لیکر بخدمت حیرت آتا ہی شہنشاہ کوکب نے خبر پاکر اُسکو روکا
تھا تمھارے ملازم ہنر بر پلیتن نے اُسکو آگے روکا تھا لکھا ہی کہ اُسنے گرفتار بھی کر لیا تھا اُسکے گرفتار ہونے
پر شہنشاہ مصروف عیش ہوئے اس خیال سے کہ اب ہمارا خیر خواہ نمکحرام کو گرفتار کر چکا ہی لاتا ہوگا
یہان فلک کجرفتار نے کجروی دکھائی افراسیاب خود وہان جا پہونچا اُس روباہ صفت نے
ہنر بر پلیتن کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا صمصام کو چھڑا لیا اب وہ داخل لشکر حیرت ہوا چاہتا ہی
لہذا میری خوشی یہ ہی کہ تم ابھی جانب طلسم نور افشان چلی جاؤ بعیش و راحت باغ نگارین مین
بسر کرو انشاء اللہ مثل عشاق سبزہ رنگ اس بیحیا کو بھی نہ مارا اور نیچہ اُس سے نہ لیا تو نام
اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا یا میری بھی قضا اُسکے ہاتھ سے ہی اب تو مین انتظام ربانی اسد کو بھی
بھولا برّان نے بمحبت ہاتھ گلے مین خواجہ عمرو کے ڈال دیے عرض کی مین آپ کو مثل والد
نامدار کے جانتی ہون محبت قلبی سے آگاہ ہون آپکا فرمانا آنکھون سے بجالاتی مگر مقام غیرت
ہی کہ ایک نمکحرام ذلیل ہمارے گھر کا غلام اُسنے تو یہ کام کیا افراسیاب خانہ خراب کا شریک ہوا

اور برسر مقابلہ آتا ہی شجاعت اپنی دکھاتا ہی یہ کنیز آپکی جسدن سے حاضر ہوئی مقابلۂ حیرت جادو اور افراسیاب جادو سے بھی نہین ہٹی اسکے خوف سے چلی جاؤن باغی کے خوف سے اپنے تئین باغ مین چھپاؤن یہ کبھی نہوگا بلکہ واضح رہے جب وہ بجیا طبل جنگی بجوا کر میدان مین نکلیگا کسی سردار کو نہ جانے دونگی خود مقابلہ کرونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی یہ باتین یہان ہو رہی ہین کہ لشکر حیرت سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی عمرو نے کہا ٹیا برق دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہی برق تڑپ کر جھپٹا صورت بدل کے لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کو ملازمان حیرت استقبال کرکے لائے ہین وہ مغرور اکڑتا ہوا بل کرتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ حیرت بارگاہ مین آکر بیٹھی ہین حکم دیا ہی کہ شہنشاہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خیر خواہ دولت طلسم ہوش ربا کو جلد ہمارے سامنے باعزاز و اکرام تمام لاؤ کہ ہم بہت مشتاق ہین یہ حکم سنکر وزیر و امیر دوڑے اور صمصام کو سامنے ملکہ حیرت کے لائے یہ ملعون واسطے تسلیم کے خم ہوا پایۂ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا حیرت جادو نے سر اُسکا بعنایت اُٹھایا بارگاہ مین لاکر داخل کیا آپ تخت پر جلوہ فرما ہوئین پایۂ چہارم تخت پر فرنگل خاص جو واسطے وزیر اعظم کے مقرر تھا اُسپر بیٹھنے کا اشارہ ہوا صمصام اس عنایت پر اور بھی زیادہ پھول گیا اپنی لیاقت کو بھول گیا ملکہ نے اشارہ کیا جلد سامان عیش و نشاط لاؤ ساقیان مہوشان کو سامنے بلاؤ دیر نہ لگاؤ بموجب حکم ساقیان سیمین ساق غنچہ دہن گلابیان بادۂ ارغوانی کی لیکر حاضر دربار ہوئے جام صہبائے لالہ فام بے اندیشہ دورۂ انجام سامنے صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش ناکام کے گردش مین آیا رقاصان پریچہرہ بصد ناز و ادا رقص مین مشغول ہوئین اور یہ غزل شروع کی غزل

شب وصلت نہ وہ گر پردغل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا

دیا بوسہ نہ کیون لیتے متاع حسن عارض کا
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت یہ مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے
بتا دو وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پاتا اُس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق
طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا

شکایت کی تو بولے وہ بہت تھے چاہنے والے　　شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا
مری میّت پہ گر میرے دل پامال کی صورت　　کف افسوس اگر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا
سوال وصل پر اب تو نہین کی پارنے لیکن　　دلا گر اُسکے مُنھ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا
پہونچ جاتے رواق شاہدین پر اے قمر ہم بھی　　یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

یہ غزل جو ایک نازنین پریچہرہ نے مخاطب ہو کر صمصام سے بصد ناز و ادا گائی مدت کا فراق دیدہ ہجران کشیدہ تھا طبیعت بھر آئی تصویر الالہ زار نرگسی چشم میش نظر پھر گئی زیبائی محفل مثل اشک آنکھ سے گر گئی دماغ بھی بادۂ ناب سے گرم تھا بے اختیار رونے لگا اشکون سے مُنھ دھونے لگا مبہوت ہو کر سر سے اپنے خود اُتار رقاصہ کو دیدیا وہ مسکرائی یہ کیسا سپاہی ہی پہلو مین ایک گھڑا مجیرہ بجا رہا تھا کہا لو بی بی ہو اسے عیش چلنے لگی تم ایسی گائین کہ محفل مین بیخودی سے پگڑی اُچھلنے لگی اس فقرہ گرم پر تمام اہالیان بزم ہنسے اُسکو سر برہنہ دیکھکر لوگ پھبتیان کہنے لگے ایک بولا ننگ خاندان ہی ایک بولا نہین بھئی یہ محتاج و پریشان ہی سر کھولکر ملکہ حیرت سے فریاد کرتا ہی کسی نے کہا حال آیا چاہتا ہی دل کا رنگ دگرگون ہی کوئی بولا کسی لیلی وش کا مجنون ہی ملکہ حیرت رومال مُنھ پر رکھکر مسکرائی حکم دیا کہ ایک کلاہ زرنگار لاؤ میان صمصام کے سر پر پہناؤ ملازمون نے حکم سے کلاہ پہنائی رقاصہ بھی اپنے خود کے واسطے بیچارہ مصیبت کا مارا روتا ہی مسکراتی ہوئی خود لیکر سامنے آئی عرض کی یہ خود حاضر ہی لونڈی کیا کرے گی صمصام نے جھینپ کر جواب دیا کہ مین اپنی معشوقہ کے فراق مین روتا ہون کیا مین خود کے لیے ملول ہوتا ہون مین سمجھا تھا جسوقت دربار مین ملکۂ عالم کے جاؤنگا معشوقہ میری ملکۂ عالم کے ساتھ آئیگی میرے پہلو مین بیٹھے گی ہائے نکمرام بھی رہا اور لذت دیدار معشوق نہ حاصل ہوئی تھی بیقراری زنہار زائل ہوئی اُسوقت ملکہ حیرت نے ہنسی کو ضبط کرکے فرمایا ای صمصام شہنشاہ افراسیاب تمھارے مقدمے مین ہمسے سب کچھ فرما چکے ہین ہمنے اُسکا سامان کیا ہی لیکن وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی کوئی زن بازاری نہین ہی کہ فوراً آکر تمھارے پہلو مین بیٹھ جائے یہان سے قریب دو کوس کے ایک باغ ہی اُس سرو خرامان گلشن حسن کو ہمنے وہان بلایا ہی برہمنون کو طلب کیا ہی اُسی باغ مین تمھاری گٹ بندھن ہو کر بھونری پھر جائیگی شہنشاہ تشریف

بناکر لیجاینگے گنجل ہاتھی پر بھاری سہرہ بڑی تیاری کا سر پر سوار کرینگے جوڑے بانٹے جائینگے ایک خواص حسین مہ جبین طرارہ فرار ملکہ کے سر پر رومال ہلا رہی تھی اُسنے مسکراکر کہا میان صمصام صاحب ذرا ریش مقدس مین خضاب لگاؤ معشوق کمسن کا سامنا ہوگا تم بھی نوجوان بنجاؤ صمصام نے کہا خداوند بہت اچھا شب کو نائی کو بلاؤنگا وسمہ لگواؤنگا اُس طرارہ نے منھ پھیر کر کہا بھڑوا جھڑوس دیوث خاک مین ملے سامری جمشید ایسا کرین کہ عوض وسمے کے نائی اسکے نورہ لگادے ڈاڑھی مونچھین بھوین گر جائین ہم پھبتی کہین قلندر بوڑھا بندر بنائین یہان تو سب دربار مین اسکی باتون پر مضحکہ کر رہے ہین مگر قدمون سے حیرت جادو کے لپٹا ہوا گڑگڑای کہ حضور کی باتون مین بڑھیا مان کا خاص مزا پایا ہی جو حضور فرمائینگی آنکھون سے بجالاؤنگا کیا غلام کو سہرہ باندھنے مین انکار ہی حضور کی پرورش اور خداوندی تو مجھپر بخوبی ظاہر ہوئی مگر اب امیدوار ہون کہ مین حق خدمت بجالاؤن بی بہران کا سر کاٹون لاکر قدمون پر ڈالدون مگر غلام لڑائی مین ہنر برکلیتن کے ہاتھ سے نہایت زخمی ہوا ہی دو تین روز علاج کرکے طبل جنگی اپنے نام پر بجواؤنگا عجائبات سحر دکھاؤنگا ملکہ حیرت نے فرمایا اچھا سامری جمشید کے سپرد کیا بارگاہ تو تمہارے واسطے استادہ ہوچکی تھی اُسمین جاکر بیٹھو مصروف عیش و نشاط ہو لیکن ایک بات کا خیال ضرور ہی کسی غیر کو بارگاہ مین نہ آنے دینا انتظام سحر سے کر لینا عیاران لشکر اسلام قیامت کے پرکالے ہین ہمارے بخوبی دیکھے بھالے ہین اُنسے ذرا بچنا وہ دم بھر مین آکر ساحر کو مار ڈالتے ہین صمصام نے کہا کہ حضور عیارون کی میرے سامنے کیا مجال ہی کہ زبان ہلائین مجھ تک عیاری کرنے کو آئین سامری و جمشید کرین کہ وہ مجھ تک آئینکا قصد خود اپنے خون سے اپنے ہاتھ بھرین بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جاؤن یہ کہکر بل کرتا ہوا اُٹھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق فرنگی کھڑا ہوا بصورت خدمتگار یہ سب باتین سُن رہا تھا اسکی لاف و گذاف پر سر دُھن رہا تھا دلمین اپنے کہ رہا تھا کہ اس حرامزادے پر رات گذرنا دشوار کردونگا اب جو یہ چلا برق نے پیچھا کیا سوچتا ہوا جاتا ہی کہ کیا تدبیر کرون یکایک دیکھا سامنے سے صرصر شمشیر زن آتی ہین گھبرا کے پیچھے ہٹا صرصر نے نگاہ ملتے ہی پہچانا کہ بھورا جاتا ہی برق بھی سمجھ گیا کہ اُستانی نے پہچانا برق ایک موٹے جادوگر کے پیچھے چھپ گیا صرصر حیران ہوئی کہ نگوڑا بھورا یا چھلاوہ تھا کہان چھپ گیا

نگاہ ہر سمت دوڑانے لگی دیکھا ایک جادوگر کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اُس جادوگر کو آواز دی کہ ای میان
جادوگر تمھارے پہلو مین جو خدمتگار کھڑا ہی یہ برق عیار ہی اسکو پکڑلو وہ جادوگر پلٹا برق نے
لپٹ کر پہلو مین اُسکے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی منم برق رفتار و خنجر گذار ؛ منم یکہ
لیکن گران بر ہزار ؛ مشہور ہی کہ جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہی گیر و دار کی صدا بلند
ہوتی ہی آندھی سیاہ اُٹھتی ہی موافق حقیقت ساحر سنگ باری اور برف باری بھی ضرور ہی
جب قتل سے اُس جادوگر کے یہ سامان برپا ہوئے برق تڑپ کر نکل گیا پکارتا ہوا ابھلا اُستانی
تُسے سمجھونگا یہ ہنگامہ سُنکر صمصام پلٹا دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی ملکہ حیرت
بھی شور و غوغا سُنکر بارگاہ سے نکل آئی صرصر نے سلام کیا پوچھا ای صرصر یہ کیا ہنگامہ ہی
عرض کیا ابھی حضور نگوڑے برق نے میان صمصام کو مارا ہوتا ساتھ ساتھ آپ کے
خدمتگار بنا ہوا جاتا تھا لونڈی نے آکر پہچانا اور ٹوکا وہ مکار بلائے روزگار اس جادوگر کو خنجر مار کر نکل گیا
یہ بھی خیر ہوئی اس غریب کی جان گئی میان صمصام صاحب کے سر سے بلا اسوقت ٹل گئی لیکن
انہیر سے رات گذرنا ساتھ سلامتی کے سخت دشوار ہی اور حضور نے بھی غضب کیا کہ یہ جس کام کے واسطے
یہان آئے ہین وہ بیان مفصل کہا اب اُس نگوڑے نے سب حال سُن لیا اب جاکر اپنے بڈھے اُستاد
سے کہیگا ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ دوڑیگا علاوہ اُسکے میان چالاک و ضرغام و جانسوز
اور کالیا مہتر قران انکی فکر مین آئینگے ضرور انکو راہ عدم دکھائینگے اگر پیشتر سے لونڈی کو اسمقدمے
کی خبر ہوتی عرض کردیتی کہ صمصام کو بطور مخفی بلائیے بلکہ کسی تہ خانے مین چھپائیے مگر اب کیا ہوتا ہی
حیرت نے جواب دیا کہ ای صرصر درحقیقت تو نے سچ کہا مجکو بھی مطلق اس امر کا خیال نہ رہا صمصام
بدانجام یہ باتین سُن سُنکر مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہر طرف نگران ہوا کلیجہ دھڑکنے لگا دل
جان کے خوف سے پھڑکنے لگا ملکہ حیرت نے کہا ای صمصام تم نہ گھبراؤ ہم عیار بچیون کو تمھارے
دربارگاہ پر مقرر کرینگے مگر مناسب یہ ہی کہ گرد اپنی بارگاہ کے حصار سحر کرلو کہ کسی غیر کو نہ آنے دو عرض کیا
بہت خوب یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا گرد بارگاہ کے اک حصار سحر آتش کردیا کہ شعلے آتش کے بھڑک کے
تا بہ آسمان پہونچے اور ماش کے آٹے کے دو تین اژدر بند و سحر بناکر بٹھادیے برق فرنگی دور سے یہ سب
منظر دیکھا کیا آخرکار پلٹا بارگاہ مہرخ مین آیا خواجہ عمرو نے پوچھا کیون بیٹا برق خیر تو ہی کہا استاد

غضب ہوا صمصام بدانجام آگیا حیرت جادو نے اُسکی بڑی خاطر کی شادی کے سامان مین خلعت
دیا جب وہ اپنی بارگاہ کو چلا مین نے خدمتگار بنکے تعاقب کیا فکر مین اُسکی قتل کے تھا کہ سامنے سے
اُستانی آگئین بھوریا بھوریا کہتی ہوئی دوڑین مین ایک جادوگر کو مار کر تاریکی مین بھاگا اب لشکر مین
تلاطم ہوا صمصام اپنی بارگاہ مین گیا لیکن حیرا فزادے نے حصار سحر کر لیا ہی اب اُس تک جانا بہت
مشکل ہی عمرو نے جب یہ سنا غصہ آیا آنکھین زیرہ سی جوش وخروش مین آئین تاب نہ ہوئی کوڑا لیکر
اُٹھے اور دو کوڑے سڑاک سڑاک برق کے چوتڑون پر لگائے برق تڑپ گیا اور کہا ہان ہان
اُستاد مین نے کیا کیا اُستانی کی شوخی وشرارت کا غصہ آپ مجھپر اُتارتے ہین مجھکو بلاوجہ مارتے ہین
عمرو نے کہا ای بیہودہ پاجی تجھے بھی عمر بھر عیاری نہ آئیگی ہمنے تجکو واسطے خبر کے بھیجا تھا یا کہا تھا کہ جادو
کو مارنا اور نکہرام صمصام کو ہوشیار کرآنا اب وہ ملعون ہوشیار ہو گیا سب عیارون کے واسطے سدِّ باب
عیاری کیا برق نے کہا اُستاد آپ ناحق خفا ہوتے ہین آپ جاکر مسافرون کو لوٹیے یہ مقدمہ
ہمارے سپرد کیجیے ہم سمجھ لینگے عمرو نے کہا او نالائق کیا مین قزاق ہون مین تو صبحکو اُٹھکر ہر ایک غریب
کے گھر پر جاتا ہون جو جو مین نے جسکے واسطے مقرر کیا ہی وہ دے آتا ہون تم ایسے پاجیون نے
ملعون وبدنام کیا ہی مین بیچارہ دُبلا پتلا کوئی پھونک مارے تو گر پڑون قزاقی کے لائق ہون اگر
پھر کبھی ایسی لفظ ناشایستہ میرے بارے مین زبان سے نکالیگا تو زبان کاٹ لونگا جادو رہو سامنے
سے برق تڑپکر بھاگا عمرو نے پکارا ابے کہان جاتا ہی خبردار اب عیاری کرنے نہ جانا جیسا
ہمکو مناسب ہوگا سمجھ لینگے اس تقریر پر اُستاد اور شاگرد کی ملکہ مہرخ اور بہار اور بُران وغیرہ
ہنسنے لگین وقت شب ہو چکا تھا دربار برخاست ہوا خواجہ عمرو بیرون بارگاہ آئے مہتر قران
اور چالاک کو بلایا برق بھی سامنے آیا کہا اُستاد کیا حکم ہوتا ہی عمرو نے کہا کیون نالائق پھر تو نے
ہماری بات مین دخل دیا مگر خیر اب مناسب ہی کہ اس بلا کی فکر کرو مین تدبیر مین جاتا ہون غرضکہ
پانچون عیار اور خواجہ عمرو الگ الگ تدبیر مین صمصام ناکام کے روانہ ہوتے ہین انکو تو راہ
مین چھوڑیے بروقت انکا ذکر ہوگا لیکن حال ملکہ مخمور سُرخ چشم کا تحریر کیا جاتا ہی کہ آج دربار سے
جو اُٹھی خود بخود دل کو پریشانی سی ہوئی مست مَے محبت آشفتہ وادی مودت حریق آتش اشتیاق
وغریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو وذبیح خنجر ابرو گرفتار دام حسرت انجام الفت وپابند سلسلۂ مسلسل فرقت

شیفتہ جمال ماہ تمثال گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم کنندۂ زمرد بے ایمان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان شعر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر پر عرصۂ دراز سے مائل ہی جلدہاے مطبوعہ مین تحریر ہو چکا ہی کہ اسی عشق مین اپنے نانا سے بگڑ کر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے شریک ہوئی جیسے کئی مرتبہ ملکہ مذکور کا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جانا ہوا اور یہ عشق طشت از بام افتادہ ہو چکا ہی ہر کہ و مہ ماہر ہی صاحبقران پر بھی یہ حال بخوبی ظاہر ہی آج دربار سے اُٹھی اپنی بارگاہ مین آئی کنیزون نے عرض کیا حضور خاصہ حاضر ہی جواب دیا اسوقت دل نہین چاہتا کھانے سے دل بھرا ہی پانی نہین پیا ہی مگر سیراب ہون آج مثل ماہی بے آب بیتاب ہون دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار کیا دکھاتا ہی جنگ طلسم کو روز بروز طول ہوتا جاتا ہی اب یہ بیحیا ناکام صمصام ناکام ارادۂ قتل بر ان پر آمادہ ہو کے آیا ہی مقابلہ عظیم پڑیگا یہ ملعون عرصے تک لڑیگا دلکو یہ خیال تھا کہ اب اسد غازی چھوٹینگے دربندہاے طلسم ٹوٹینگے زمرد شاہ باختری بھی اس ملک مین ضرور آئیگا اُسکے تعاقب مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع سرداران تہمتن و فرزندان صف شکن تشریف لائینگے یہ دونون لشکر آپسمین مل جائینگے گردش فلک نے یہ سامان نہ دکھایا یہ روز سیہ پیش آیا

خیر جو نوشتۂ تقدیر بموجب غزل
شب گذری یار جاتا ہی لوٹتے لٹکے لون
تیر نگاہ ایک ادھر اور بھی سہی
تم سب جگہ تو ہو مرے دلمین بھی آ بسو
شر رات دن ہی اُسمین شر اور بھی سہی
ساقی پھر اور جام مے ناب تو پیون
تائید اشک دیدۂ تر اور بھی سہی
اک رن بنا فساد کی ہی دوسری زمین
ہی دوسرا رقیب اگر اور بھی سہی
جب رنج اُٹھائے غیر کے دشمن تو ...

دل ہجر مین لہو ہی جگر اور بھی سہی
گستاخی ایک وقت سحر اور بھی سہی
ہمنے اگر کہا رگ گل تو خفا ہو
ای یار مختصر سا یہ گھر اور بھی سہی
اک اور گالی بوسۂ لب دیکے دو مجھے
مین چور نشہ مین ہون مگر اور بھی سہی
اس حور وش سا ایک نہین ہی جہان مین
زیر سپہر اگر ہی تو ز را اور بھی سہی
گھر سے کبھی کے آئے ہیں اب ہی نہین جگہ
ایذاے خار اہی گل تر اور بھی سہی

جان اپنی جائے ایک ضرر اور بھی سہی
مین سخت جان ابھی صف عاشق مین ہون
نازک بہاری اس کے کمر اور بھی سہی
آخر تو لڑتے رہتے ہو دشمنو کسی کی
تلخی قند بار دگر اور بھی سہی
فرد گناہ گو عرق شرم سے مٹے
یون سیکڑون جبین بشر اور بھی سہی
سایہ مرے جلانے کو کیا کم ہی انکے ساتھ
ای آہ اک ذرا سا اثر اور بھی سہی
صبح شب فراق تو ہوگی نہ تا ابد

محشر تک انتظار سحر اور بھی سہی
یہ غزل پڑھکر چھپر کھٹ پر جاکے لیٹی مگر نیند نہین آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی

کبھی اٹھ بیٹھتی ہی صحن بارگاہ مین آکر تارے گنتی ہی ماہتاباں کو دیکھکر عارض معشوق یاد آتا ہی ہر تارہ گولی اور چھری کی تاثیر دکھاتا ہی کبھی پھر آکر بیٹھی شمع انجمن پر نگاہ پڑی دیکھا ہزار ہا پروانے آ آکے ہین گرد شمع کے پھر کر جل جاتے ہین دلمین کہتی ہی ای محمور یہ محبت جانسوزی اس جلنے مین کیا لطف اٹھاتے ہین مگر ثابت ہوا عاشق و معشوق دونون خراب ہر وقت بیتاب کشش عشق پروانہ ظاہر ہی شمع بھی گھل گھل کر حال پر پروانے کے اشک حسرت بہاتی ہی صبح تک جلکر بجھ جاتی ہی جو سنا تھا وہ دیکھا بند مسدس

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار
عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ نخل ہی جسمین نہ لگا پھل اکبار
عشق وہ باغ ہی جسمین نہ کبھی آئی بہار
عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتا دیکھا

دیگر غزل مصنف

تجھ پہ آئیگی مصیبت دل زار ایک نہ ایک
رنج دیویگی شب فرقت یار ایک نہ ایک
داغ بیکار اٹھائین ترا ای رشک چمن
ل ہی جائیگا ہمین لالہ عذار ایک نہ ایک
بچ گیا چرخ سے جو قبر نے پیسا اسکو
ہی شبر کے لیے ہر طرح فشار ایک نہ ایک
مدح گیسو جو کرونگا تو سیاہی کے لیے
نافے آئیگا آہوے تتار ایک نہ ایک
کبھی سہرے ہی کبھی پھول ہین تربت پہ مری
کیفیت رہتی ہی بالین مزار ایک نہ ایک
یار کا ساتھ نہ پھولون نے چمن مین چھوڑا
آخر اس گل کی کلی کا ہوا ہار ایک نہ ایک
ای قمر دشت نوردی مین قلق بھی ہی ضرور
پار تلوون سے ترے ہوئیگا خار ایک نہ ایک

کبھی گھبرا کر کہتی کہ ای محمور تعلقات احباب سے دامن کھینچ گریبان چاک کر و طرف دشت ویران کے چلیں پیادہ روی کے مزے دیکھیں خارہاے صحرا سے ہمکنار ہون آئینہ ہاے پا سے تو کہا ہے خارہا ہون یقین تو ہی کہ ہماری غربت پر آبلے بھی پھوٹ پھوٹ کر روئین ہم خود اپنے حق مین کانٹے بوئین دشت نجد بھی ضرور ملیگا حضرت مجنون کی قبر کی زیارت ہوگی یاد چشم محبوب مین آہوان صحرا سے

محبت ہوگی وہ بھی ہماری رمیدگی دیکھکر چوکڑی بھولینگے ہم آنکھون سے محبوب کی گرے ہین وہ بھی آنکھین دکھائینگے ہمارے قریب نہ آئینگے تصویر قد محبوب وہان بھی پیش ہوگی کیا گلبولون کو اس حال سے خبر ہوگی اس ولولہ وحشت مین آنکھ اُس شوریدہ دشت محبت و آشفتہ وادی مودت کی تڑپتے تڑپتے بند ہوگئی دیدۂ ظاہری بند مگر دیدۂ دل نرگس وار خیال جمال یار مین کھلے ہوئے تھے بخت خوابیدہ بیدار ہوا عین خواب مین دیکھا کہ میر الندر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا ایک مقام پر ایک بارگاہ استادہ ہی مین اُسمین پہونچی کہ سامنے سے گل گلزار صاحبقرانی روح روان ظل سبحانی شیر بیشۂ جرأت صاحب سطوت و صولت چشم و چراغ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان خرامان خرامان نمایان ہوئے آنکھین چار ہوئین عشق و محبت کا جانبین سے جوش اِدھر ناز اُدھر نیاز اِدھر خواہش اُدھر کاہش یہ بیقرار وہ اشکبار محکوشل آئینہ حیرانی آنکو مانند زلف پریشانی اس جوش و خروش مین چاہا کہ دامن بمقام کر شکایت کرے ایام ہجر کی حکایت کرے کہ شاہزادہ منھ پھیر کر یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم بیمروت سے بات نہین کرتے فراق مین تمھارے ہمپر کیا کیا گذری تمنے ہماری خبر نہ لی تم صاحب اختیار ہم مجبور و ناچار مقام افسوس ہی کسیکی جان جائیگا کیا خیال ہی یہان دمبدم قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کوئی گھڑی ساعت بدبختی کہ تمھارے جمال جہان آرا کے مائل ہوئے تیغۂ ابرو کے گھائل ہوئے دل دیا فراق مول لیا شعر نہ مجھ مین ہی نہ بتاتا ہی یار دل میرا ٭ یہ کیا ہوا مرے پروردگار دل میرا ٭ اشعار

جگر کو چیر قاتل دیکھتا تھا دل
درد سے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی
اسد اللہ رسد گر بمددگاری دل
جو پوچھا مین کہا دل دیکھتا تھا
تیر مژگان نے انھین توڑ کے مارا اسکو
صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل
کیا کہون آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل
بیکسیون سے نہوئی آہ سپرداری دل
ای قمر شیر زبان سے بھی خوف ہے مجھے

نور الدہر بن بدیع الزمان ایسے کلمات جو کہتے ہوے چلے مخمور

اُسی خواب مین بیقرار و بیتاب یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ ای شہریار سنیے تو مین بیٹھا ہون شناور دریاے عشق سے نا آشنا ہون آٹھ پہر ہوشربا مین لڑائی کا سامنا ہی افراسیاب آمادہ ظلم و بدعت ہمارا آقا اسد غازی مقید زندان مصیبت کس طرح فرصت پائین اپنے تئین کیونکر آپ تک پہونچائین بموجب شعر نہ قاصدے نہ صباے نہ مرغ نامہ برے ٭ کسے ز بیکسے مانمی برد خبرے ٭ ای شہریار یہ کنیز بیکس و بے لبس بموجب بیت نہ مونسے نہ شفیقے نہ ہمدمے دارم ٭ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم

یہ کہتی ہوئی جو ملکہ جھپٹ کر چلی سر فرش کی پاے نازک مین ٹھوکر لگی آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا نہ وہ مقام ہے نہ سامنے شاہزادہ عالی مقام ہے اشعار مصنف

ہو کے حیران ہر طرف دیکھا ۔ اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا
کور ہو جاتین یہ تو صبر آتا ۔ پھر نہ ہوتین یہ آفتین برپا
خواب غفلت نے یہ کیا ہے ستم ۔ نہ کہین کا رکھا فلک نے آہ
آفت تازہ سر پہ آن پڑی ۔ کس بلا مین ہماری جان پڑی
کہون کچھ منھ سے کچھ نکلتا ہے ۔ پڑ گئی سر پہ اب بلاے فراق

آنکھ کھلتے ہی ہو گیا سکتا
ستیاناس ہوئے آنکھون کا
ہاے کیون سو گئی تھی مین اے سدم
زندگی اب محال ہے واللہ
دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہے
ہو گئی آہ مبتلاے فراق

کبھی گھبرا کر روتی تھی اشکون سے منھ دھوتی تھی آوانگریہ وزاری ملکہ محمود سرخ چشم سنگ گلعذار وزیرزادی بیدار ہوئی بارگاہ ملکہ مین دوڑی ہوئی آئی دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم فرش خاک پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن آنکھون سے اشکون کا دریا بہ رہا ہے بال چہرے پر پریشان گریبان کی دھجیان سینے پر پڑی ہین مغموم مہموم بیتاب یہ اشعار مخمس زبان پر جاری ہین مخمسہ

گرفتار رنج و بلا ہو گیا
یہ کیسا ستم اے خدا ہو گیا
بڑا دوست دشمن مرا ہو گیا
وہ اہل وفا بیوفا ہو گیا
بھلا ہو کے وہ بہت برا ہو گیا

مصیبت مین مین مبتلا ہو گیا
جدا مجھسے وہ مہ لقا ہو گیا
غم و رنج کا سامنا ہو گیا
مقدر کی خوبی یہ کیا ہو گیا
غضب ہو گیا وہ خفا ہو گیا

ہوا بعد مدت وہ خلوت نشین
خوشی مین ہوا دل ملول و حزین
بڑے لطف کی پہلے باتین ہوئین
مکدر ہوا اب مجھسے وہ نازنین
ابھی بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہو گیا

اکیلے مین مجھسے جو صحبت ہوئی
جہالت کے باعث ندامت ہوئی
بجز رنج حاصل نہ راحت ہوئی
شب وصل بوسے پہ حجت ہوئی
خفا وہ پری رو بسوا ہو گیا

رہونگا نہ اب رنج مین مبتلا
مقدر ہی ان روزون سیدھا مرا
بر آئیگا دل کا مرے مدعا
کبھی سے زمانے کی اب خوف کیا
مددگار مشکل کشا ہو گیا

اکیلا جو گھر سے مین پایا اُسے
سبق یاد اُلٹا دلایا اُسے
طریق عداوت سکھایا اُسے
رقیبون نے ایسا پڑھایا اُسے
وہ خوش ہو کے مجھسے خفا ہو گیا

اجل میری فرقت مین حافظ ہوئی
مسیحا کی اُس بت نے تقلید کی
مین مر مر کے زندہ ہوا ہون اجی
جلایا کبھی مار ڈالا کبھی
مرا یار معجز نما ہو گیا

یہ حال پُر ملال دیکھکر گلعذار قریب آئی دونون ہاتھون سے چہرے کی جیسٹر بلائین لین ترقی عمر و دولت حسن کی دعائین دین اپنے دوپٹے سے اشک چشم تر پاک کیے عرض کی واری خیر تو ہی اسوقت کس ملال مین حضور کو پاتی ہون ہی مین صدقے ہو جاؤن بہت گھبرائی ہون کچھ فرمائیے حال نہ چھپائیے کنیزین خیر خواہ کس دن کے واسطے ہوتی ہین اپنے مالک کی مصیبت و رنج مین کام آتی ہین اگر محبت کا امتحان منظور ہو ابھی جان دیدین سر کاٹ کر قدم اقدس پر نثار کرین ملکہ مخمور نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا اے گلعذار کیا حال دل زار سناؤن اپنے قابو مین نہین ہی اس خانہ خراب نے ایسا بیتاب کیا صبر و طاقت نے جواب دیا آج شام سے دل پریشان تھا ابھی ابھی مین جفتہ بخت سو گئی تھی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی بخت سیاہ کا سامنا ہوا وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا کسی دشمن کو نہ دکھائے ایسا سانحہ نہ پیش آئے خلاصہ یہ ہی کہ عین خواب مین جانا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا چمن کوے محبوب مین جا کر مثل گل شگفتہ خاطر ہوئی خرامان خرامان بارگاہ فلک اشتباہ شاہزادہ نور الدہر مین پہونچی اے گلعذار شاہزادے کو دیکھا اول تو بیقرار ہو کے میری جانب بڑھے مین نے چاہا دامن تھام کر کچھ شکایت کرون فلک نے تفرقہ پردازی حیلہ سازی دکھائی خود بخود اُس شہریار کو غصہ آیا ابروے خمدار پر بل پڑ گیا یہ کہتے ہوئے مُنھ پھیر کر چلے کہ ہم اب تمسے بات نہ کرینگے ہمنے تمھارے فراق مین بڑی مصیبتین اُٹھائین اور افسوس تمنے خبر نہ لی ہاے نہین معلوم کہ اُس شاہزادہ والا قدر نے کیا

صدمے سہے جو ایسے کلمات اُس شیر نے اپنی زبان سے فرمائے او گلعذار وہ صاحبقران کے
بیٹے کے شیر ہین بڑے دلیر ہین اگر دشمنون کے گلے پر چھری بھی پھر جاے تو اُف نہ کرین برق قہر و غضب
اگر چمکے تو آنکھین نہ جھپکائین ہنر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس
بن عنقویل دیو پرور حقیقت مین اپنے زمانے کا رستم ہی بلکہ اگر رستم بھی ہوتا تو اس نوجوان بہادر
کے زور کے آگے ایک پیر زال تھا جب یہ جوان طہماس بن عنقویل دیو پرور بصد کرّ و فر ملک
زرائل پیطرف سے لقائے آیا کل صاحبقران کے سردارون کو زخمی کیا اور صاحبقران بھی
اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے از زرائل تا آذر کوہ دو بیٹے صاحبقران کے یعنی شیرویہ بن صاحبقران
و فرخ شہسوار قلندر اسی جوان کے ہاتھ سے سیار گلشن جنان ہوئے اُس شیر سے مقابلہ کرنے والے
ہمیشہ پشیمان ہوئے مگر اس شیر بیشہ شجاعت نے ماشاء اللہ قریب کوہ آذر مشہور ہی کہ اسی طہماس
کا گیند دھڑ کا کر دیا یعنی پسر کوہ آذر جا کر اپنے دست حق پرست پر اُٹھا لیا چشم بد دور اتنے
بڑے جوان کو سنبھلنے نہ دیا بعضی بات ایسی ہی کہ چھوٹا منھ بڑی بات صاحبقران کے ہاتھ سے
مسلمان ہوا انکی غلامی اختیار کی ہی ہوا گلعذار میرے سر کی قسم سچ کہو میری خاطر نہ کرو اب بڑا زور
صاحبقران مین ہی کہ شاہزادہ نور الدہر مین اور بعض کوتاہ بینان تنگ چشم نے میان ایرج
صاحب فرزند قاسم نوجوان کو انکا ہم چشم قرار دیا ہی کیا انصاف کیا ہی ایرج بیچارہ بازار کا بیٹھنے والا
جواہر فروش کس شمار مین کس قطار مین خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ صاحبقران سے بگاڑ
تھا گلی گلی پہلوانون کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اس خیال مین کہ کہان سے ایسے زبردست پہلوان
کو لاؤن کہ صاحبقران سے لڑواؤن میان ایرج شہر فرنگوشیہ کی بازار مین بیٹھے تھے دوکان
تجارت فرخ بازرگان آراستہ تھی اسی کے فرزند مشہور تھے خواجہ عمرو جا کر انکو لائے پہلوانی کے
ہنر سکھائے خروج کرایا انکا صاحبقران نے آفتاب پرستان نام رکھا مدتون عالم کفر مین
رہے ملک گیری کی آخر مین صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہوئے یہ بات بنائی گئی کہ امیر کے
پروتے ہین ایسے صاحب کو ایسے جری و بہادر کا ہم پلہ گردانا واہ واہ کیا منصفی ہی سچ تو یہ
ہی کہ انصاف دنیا سے اُٹھ گیا ہی گلعذار نے عرض کیا واری بموجب مصرع چہ نسبت خاک را
با عالم پاک * حقیقت مین آپ سے بزرگی اور قدر دانی صاحبقران کی میرے دل سے جاتی

رہی ملکہ مخمور سُرخ چشم نے فرمایا کہ ای گلعذار ایک بات مختصر سی اور سُناؤن کہ میان ایرج صاحب کا نام لینے کو تیرا دل نہ چاہے ملکہ گیتی افروز اپنی مان پر عالم کفر مین عاشق ہوئے گلی گلی پکارتے پھرتے تھے کہ عاشق زار ملکہ گیتی افروز کا ہون اُسی جوش محبت مین ہزارون مسلمانون کو قتل کیا قلعہ ذوالامان حصار پر چڑھ گئے سیکڑون حملے کیے مگر اُس بی بی کی آبرو کو خدا نے بچایا یہی شہزادہ میان ایرج کی سرکوبی کو آیا تب قلعہ بچا ہاے نہین معلوم کیا صدمہ گذرا ہی کہ جو اُس شیر نے عالم خواب مین ایسا کلمہ کہا ہی نہین معلوم مزاج اقدس کیسا ہی گلعذار نے عرض کیا کہ ای ملکہ عالم خواب کا آپکو ناحق خیال ہی یہ بیکار رنج و ملال ہی سُنا ہی کہ خواب کی تعبیر اُلٹی ہوتی ہی وہ آرام و چین سے ہونگے ہان البتہ آپکو یاد کرتے ہونگے ماشاء اللہ حسن آپکا عابد کش زاہد فریب ہی آپ ہی کے تصور مین فی الحقیقت آرام و چین نہوگا مصاحب بہلاتے ہونگے میرے نزدیک سب طرح خیر ہی آپ اپنے تئین ناحق ہلاک کرتی ہین یہ باتین ہو رہین کہ یکایک ستارہ سحری آسمان پر چمکا اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت | خروس صبحدم آواز برداشت | عنادل لحن دلکش برکشیدند
لحاف غنچہ از رو درکشیدند | سمن از آب شبنم روے خود شست | بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

صداے مرغ سحر سے رنگ روے ملکہ مخمور اور متغیر ہوا کہا لو گلعذار سحر ہو گئی ایک تمھارا ہی احسان ہوگا تمنے ہر چند کہ بہت سمجھایا مگر دل خانہ خراب نہین مانتا مین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتی ہون ایک نظر دیکھکر اگر حیات مستعار باقی ہی تو چشم زدن مین واپس آتی ہون شاید ایک شب اُنکے اصرار سے گذرے ہر چند کہ وہ بہت کہینگے ابھی نہ جاؤ مین یہان کی کل کیفیت ظاہر کر کے چلی آؤنگی تو اتنا کرنا اگر ملکہ مہرخ وغیرہ پوچھین تو کہدینا کہ واسطے ایک شب کے سحر تیار کرنے کو وہ برقلمون پر گئی ہین صمصام سے مقابلہ منظور ہی گلعذار نے دیکھا کہ اگر منع کرونگی تو روح قالب سے اس مشتاق جمال محبوب کے پھڑک کر نکل جائیگی اس خیال سے عرض کی بسم اللہ تشریف لیجائیے خادمہ اس راز کو چھپائیگی پس فوراً ملکہ مخمور سُرخ چشم کہ نشۂ بادۂ محبت شاہزادہ نور الدہر مین چور چور تھی لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی اسباب سحر نکالا جھولی مین رکھا لباس فاخرہ جسم انور پر آراستہ کیا دریاے جواہر مین غوطہ مارا تمام زیور یاقوت احمر کا پہنا سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا دیکھنے والون کی نظر مین وہ سرمہ دنبالہ دار چشمان مست ملکہ مخمور سُرخ چشم مین یون دکھائی دیتا تھا کہ آہوے شوخ چشم صحراے

ختن مین جلوہ نماہی یا مست ہاتھی کے ہاتھ مین تلوار آبدار دی ہی **مطلع آتش** سرمہ منظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو
نیلگون گنبد پہنایا مردم بیمار کو **مطلع مصنف** اسقدر گردش نہین لازم ہی چشم یار کو ہی سفر موجب
ضرر کا مردم بیمار کو پیشانی پر افشان جنکی بقول مصنف چنے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا تیری
افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہین اور اگر کچھ ستارے افشان کے ابروے خمدار پر آگئے تو صاف ثابت
ہوا **مصرع** آب زر نجوم ہی برج ہلال پر **اشعار مصنف** ابرون کو تری کیا او بت بے پیر کہین
مہ نو یا کسی سفاک کی شمشیر کہین چھوٹ کے ماتھے سے جو ابروے خمیدہ پہ گرے تیری افشان کو
بھی ہم جوہر شمشیر کہین سینے پر جوبن کا اُبھار محرم سے نامحرم کرتی آب روان کی آستینون دار چست غرض
سب لباس درست کر کے شعلۂ جوالہ بنکے طاؤس واسطے سواری کے سحر کا بنایا گلعذار نے سراپاے
مخمور پر بخیال نظر بد نظر نہین کی ملکہ نظر گذر بلکہ کا خیال کر کے تصدق اپنی نظر کا اُتارا اور تاکید کی داری بھول
نہ جائیےگا جلد تشریف لائیےگا آج کل **صمصام** کا معرکہ درپیش ہی **عمرو** و مہرخ کو بہت پس و پیش ہی
حضور کے نہونے سے در انداز طرح طرح کے فتور برپا کرینگے خواجہ **عمرو** سے کہینگے کہ دیکھو بی مخمور جان
کے خوف سے کہین جا کر چھپ رہین کنیز جواب نہ دے سکیگی دل ہی مین تاؤ پیچ کھائیگی غرض وعدہ
جلد آنیکا کر کے مخمور بارگاہ سے نکلی طاؤس پشت پر کوتل زیر نخل ہو چکر نگاہ اُٹھائی کہ ای مخمور کس طرف
سے جاؤن ایسا نہو **افراسیاب** کو خبر ہو جائے تو جانا کیسا جان بچانا مشکل ہوگا فکر کرتے کرتے
سوچی ابادی کا راستہ چھوڑ و کوہستان و خارستان کا راستہ لو اسبات کو مصمم دل مین ٹھہرا کر طاؤس
زرین سحر پر سوار ہوئی طاؤس کو اشارہ کیا وہ مثل ستارۂ سحری بلند ہوا اس جوش و خروش مین ملکہ
مخمور براے ملاقات شاہزادہ **نور الدہر بن بدیع الزمان** طرف کوہ عقیق کے جاتی ہین اسکو
بھی ابھی یہین چھوڑیے وقت پر ذکر کیا جائیگا لیکن یہان یہ داستان حیرت بیان تمام ہونے کو ہی
چند فقرات مین حال **افراسیاب** سناؤن پھر ناظرین کو نقشہ لشکر اسلام و فوج لقا کا دکھاؤن
افراسیاب خانہ خراب **صمصام** کو طرف لشکر حیرت کے روانہ کر کے باغ سیب مین آیا نازنینان
مہ جبین نے آکر گھیر لیا تخت پر آکر بیٹھا اسباب عیش مہیا ہوا دفعتہً آسمان پر ایک برق سی چمکی
ایک ساحر سیہ فام نامہ لیے ہوئے آسمان سے اُترا **افراسیاب** کو سلام کر کے نامۂ لقا ہاتھ مین
دیا ناظرین پر واضح ہو جلد ہاے مطبوعہ مین مذکور ہی کہ جب زمرد شاہ باختری کو نامہ روانہ کرنا طرف

افراسیاب کے منظور ہوتا ہی نامہ کو لکھکر ملازم اُسکے بالاے کوہ عقیق لیجاتے ہین وہان زیر نخل اک نقارہ رکھا ہی نامہ اُس نقارہ پر رکھکر چوب لگاتے ہین ایک پنجہ سنہرہ پیدا ہوتا ہی وہ نامہ کو اُٹھا کے غائب ہوجاتا ہی اور دربند اول کہ جسکا دربند جالندر یہ نام ہی وہان کے حاکم کی گود مین لیجاکے وہ پنجہ ڈالدیتا ہی وہ حاکم اپنے کسی ملازم کے ہاتھ حاکم دربند دویم کے پاس بھیجدیتا ہی اسی طرح وہ نامہ تا دربند ششم پہونچتا ہی وہ بادشاہ دربند ہفتم کے پاس روانہ کرتا ہی حاکم دربند ہفتم اس نامے کو باحتیاط اپنے ملازم تیزرو کو دیکر پاس افراسیاب کے بھیجدیتا ہی نام ان دربندون کے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات بروقت پہونچنے اسد غازی کے اپنے مقامات پر بیان کیے جائینگے مگر نام بادشاہ دربند ہفتم کا اس مقام پر لکھنا ضروری ہی واضح ہو کہ بادشاہ دربند ہفتم کو شہنشاہ توسن کہتے ہین نہایت افراسیاب کا معتبر ہی طرف سے افراسیاب کے سو ملک اسکے قبضے مین ہین شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم ہوش ربا کا یہ وزیر اعظم تھا یہ بھی شریک افراسیاب ہوا اور اپنے ولی نعمت کو گرفتار کرا دیا اور یہ بھی واضح رہے کہ زندان طلسمی بھی اسی کے قبضے مین ہی پس ملازم شہنشاہ توسن نے نامہ زمرد شاہ باختری کا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پہلے اُسکو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر سونے کا ممبر منگا کر ایک مشیر بدتدبیر کو حکم دیا کہ نامہ کو خداوند کے باآواز بلند پڑھو اُسنے برسر ممبر آکے نامہ کھولا پہلے لقاے بہ کبر و نخوت اپنی تعریف لکھی تھی بعد اسکے مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاطی قدرت کو عرصۂ دراز گذرا نزول اجلال و ورود اقبال فرمائے ہوئے آجتک تو قدمبوسی کو قدرت کی نہ آیا ساحران مغرور کو بھیجا قدرت کو کبر و نخوت اُنکا پسند نہ آیا ہاتھ سے عیاران لشکر اسلام کے قتل کروا ڈالا اور حمزہ سپہ سالار قدرت ہی صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ سب جاہ و حشم اُسکو قدرت ہی نے دیا ہی ظاہر مین دن کو بُرا کہتا ہی لیکن رات کو اُلٹا ہو کر لٹکتا ہی ہمسے توبہ کرتا ہی ہماری محبت کا دم بھرتا ہی قدرت تو رحم دل ہین خطا اُسکی معاف کر دیتے ہین مگر اب اُسنے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہی قدرت چاہتے ہین کہ تیرے یا تیرے کسی ساحر کے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائین مرتبہ تیرا بڑھائین اور اگر تامل کریگا تو قدرت طرف کوہ زلازل کے چلے جائینگے تجھکو عمرو کے ہاتھ سے قتل کرائینگے عمرو کو قدرت نے جلاد ساحران بنایا ہی اُسکی موت کسی کے ہاتھ سے قدرت نے مقرر نہین کی جلد کسی کو روانہ کر یہ مضمون نامہ سُنکر افراسیاب خوف سے کانپنے لگا رنگ رو متغیر ہو گیا کہا صاحبو سنتے ہو جو صاحب یہان سے

جاتے ہین جہان دو چار مسلمانون کو گرفتار کیا غرور آ گیا قدرت نے قتل کرا ڈالا مجکو بڑا تردد ہی کہ مین کیا کرون اگر مین خود مع خدم و حشم جاؤن تو دریا راہ مین خشک ہو جائین غلہ رسانی کا انتظام ملازم نہ کر سکین گاؤ زمین بار ہماری فوج کا نہ اُٹھا سکے صحراے عالم مین لشکر میرا نہ سما سکے اکیلا کیونکر جاؤن مناسب وقت نہین ہی یہ کہکر افراسیاب خاموش ہوا تھا کہ ایک جادوگر مصاحبان افراسیاب سے تھا اُٹھا نہایت پُرفن نام اُسکا عقرب نیشزن جادو سحر مین طاق یگانۂ آفاق عرض کی ای شہنشاہ بڑے وہ بیوقوف ہین کہ دربار خداوند مین غرور کرتے ہین آخر اُسکا بدلا یہ ہی کہ بے موت مرتے ہین مناسب ہی کہ وہان جائین بانکساری قدرت کی خدمت کرین دم محبت کا بھرین جب قدرت خوش ہونگے عمر بڑھائینگے اور اولاد عطا فرمائینگے ایسی جاگتی جوت کا خداوند اُسکے سامنے کبر و نخوت سراسر حماقت ہی غلام کو حکم ہو کہ مع فوج جائے مسلمانون کو خاک مین ملائے قدرت کو ملک موروثی مین یعنی بالاے قیطول پہونچادون افراسیاب نے کہا ای عقرب نیشزن قدرت نے یہ بھی وعدہ فرمایا ہی کہ جب قدرت بالاے قیطول پہونچینگے دریچۂ قدرت مین بیٹھکر تقدیرات رنگارنگ کرینگے دریاے رحمت قدرت جوش ماریگا جتنے بندے اُنکی محبت مین کام آئے ہین سبکو زندہ کرینگے اور یہی وجہ ہی کہ جو ساحر اور غیر ساحر از ابتدا تا آخر تا بکوہ عقیق ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے ہین اُن سبکے نام بقید ولدیت قدرت نے کتابون مین درج کیے ہین سنتا ہون کہ بڑا امکان اُن کتابون سے بھرا ہی شیطان درگاہ قدرت ملک بختیارک کہتا تھا کہ قدرت کو اُس زمانے مین بڑی مشقت ہوگی از سرنو سب کے پتلے بنائینگے روحین پھونکینگے اگر تمنے جاکر یہ کار نمایان کیا گویا تمام عالم پر احسان کیا عقرب نیشزن یہ سُنکر مارے خوشی کے پھول گیا اُسی وقت نفیر سحر بجائی ساٹھ ہزار ساحران غدار فوراً آراستہ ہو کر سامنے اُس بیحیا کے آئے اُسوقت سرکار افراسیاب سے عقرب کو خلعت رخصتی ملا تخت پر سوار ہو کر فوج ہمراہ لیکر نوبت و نقارہ بجتا ہوا اس شان و شوکت سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑیے بروقت ذکر اسکا کیا جائیگا

داستان جلالت نشان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و کیفیت زمرد شاہ بے ایمان آنا فولاد فولاد شکن کا واسطے مدد لقا کے اور عاشق ہونا اُسکی دختر پر ایرج نوجوان نبیرۂ حمزۂ صاحبقران کا اور جانا فولاد کا بارگاہ ایرج نوجوان مین

اور زخمی کرنا ایرج کو اور پکڑلانا اپنی دختر کو اور ہونا جنگ مغلوبہ کا اور پہونچنا عقرب نیشزن جادو کا عین کارزار مین اور آنا مخمور سرخ چشم کا اور لیجانا شاہزادۂ نورالدہر کو طرف صحرا کے اور سلسلہ طلسم جمشید یعنی قید ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا طلسم جمشید مین اور توڑنا طلسم کو شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا کہ جہان سے سبب رہائی اسد نوجوان ظاہر ہوتا ہی معرفت حکیم بقراط ثانی عجب داستان ہی ساقی نامہ

کدھر ہی تو ای ساقی بیخبر
تجھے اپنے پہلو مین پاتا نہین
قسم تجھکو اس چشم خونبار کی
تجھے آج میرے لہو کی قسم
قسم ہی تجھے اپنے ایمان کی
قسم تجھکو اپنے دل سرد کی
قسم ہی تجھے میری فریاد کی
قسم ہی تجھے لذت عشق کی
تجھے اپنے مینائے گل کی قسم
تجھے فرق پیر مغان کی قسم
قسم ہی تجھے میرے آلام کی
مری اس تباہی کی تجھکو قسم
قسم ہی تجھے اپنے میخانے کی
قسم تجھکو صہبائے گلفام کی
نہ کر دیر بر لا مری آرزو
وہ می ہو کہ زاہد نے بھی پی نہو
سرور ایسا ہو اس مئے ناب مین
مجھے روئے محبوب آئے نظر

نظر کر محبت سے مجھ رند پر
تجھے میرے صبر و وفا کی قسم
قسم تجھکو میرے دل زار کی
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
قسم تجھکو میرے دل و جان کی
تجھے میرے داغ جگر کی قسم
قسم تجھکو اپنے دل شاد کی
تجھے میرے سوکھے لبون کی قسم
تجھے اپنے زیبائے گل کی قسم
قسم ہی تجھے ساغر صاف کی
قسم ہی تجھے اپنے آرام کی
قسم تجھکو رندان میخوار کی
قسم ہی تجھے اپنے پیمانے کی
قسم ہی تجھے جام بلور کی
پلا دے وہ صہبا مجھے تا گلو
کرے نشہ ایسا وہ می جلد تر
کرون مین سفر عالم خواب مین
وہین دفع ایذا سے کلفت ہو کل

تڑپتا ہی دل چین آتا نہین
تجھے اپنے ظلم و جفا کی قسم
تجھے بس مری آرزو کی قسم
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم تجھکو میرے رخ زرد کی
تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم
قسم ہی تجھے حضرت عشق کی
تجھے اپنی ہی شوخیون کی قسم
تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
قسم ہی تجھے می کے اوصاف کی
سبو و صراحی کی تجھکو قسم
قسم تجھکو صہبائے گلنار کی
قسم ہی تجھے شیشۂ و جام کی
قسم تجھکو مجھ رند مخمور کی
بری بھی ذرا رنگ و بو کی نہو
گرائے مجھے بستر خواب پر
یکایک ہو ایسی جگہ پر گذر
کھلے غنچۂ دل مرا مثل گل

بڑھون اُسکی جانب بصد آرزو
کبھی مجھسے خوش ہو کبھی ہو خفا
جگادون ہر اک شخص کو خواب سے
چلا جاؤن ساقی مین اُس شوخ تک
پھنسادین اُسے گر کہین بخت بد
وہ لکھتے ہین یہ داستان عجیب

نہایت خوشی سے کرون گفتگو
کھلے آنکھ جب اشکباری کرون
کہون خواب مین اپنا احباب سے
کہین لڑکھڑاؤن نہ مین راہ مین
قمر صاف کہدون کرون مین مدد

وہ معشوق سے بنکے بناز و ادا
یہانتک تو مین آہ و زاری کرون
اُسی نشۂ مے مین پھر یک بیک
چلا جاؤن یوسف کی مین چاہ مین
جو ہین کاتبان جلالت نصیب

شہسواران اشہب تیزگام عرصۂ جانبازی و مہمیز کنندگان سمند بادرفتار میدان سرفرازی نوجوانان تہورشعار و تہورشعاران جلالت آثار کمیت قلم کو میدان قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ بزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی مین ذنگل آصفی پر جلوہ فرما ہین اور ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر شاہزادہ سعد بن قباد والانژاد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی متمکن ہین اور اسوقت دربار مین پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی اٹھارہ سو جوانان ترکی و مغربی اپنے اپنے ذنگل پر بصد کر و فر رونق بخش بارگاہ فلک اشتباہ ہین یہ امر بھی رائے بیضا ضیائے ناظرین باتمکین و مشتاقان طلسم فصاحت آگین پر واضح ہو کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری طرف طلسم ہوشربا کے تشریف لیچلے تو چالاک اپنے فرزند نامدار کو اپنے مقام پر مقرر فرما گئے تھے جب چالاک بھی طرف ہوشربا کے گیا تو عیاران لشکر اسلام خودرو ہوئے ایک کا حکم ایک نہ مانتا تھا ہر ایک اپنے تئین ثانی عمرو جانتا تھا فرزندان عمرو یعنی جواہر بن عمرو و شعبان خنجرگذار و سیار امیہ و مہتر سمک ملتانی و نسیم بن عمرو و قسیم بن عمرو وغیرہ سبکو خواہش ہے کہ بعد چالاک کے مقام ہمارے والد کا ہمکو ملے غنچۂ آرزو کھلے ابوالفتح اصفہانی و عمران ختائی بھانجے خواجہ عمرو کے یہ بھی دونون بلائے روزگار مکار و غدار طرار فن عیاری مین طاق شہرۂ آفاق یہ چاہتے ہین کہ ہمارے ماموں کا عہدہ ہمین دستیاب ہو شاگردان خواجہ کلباد عراقی و مہتر یزک ختائی و مہتر سحر بلخی وغیرہ یہ سب بھی بیمثل و بے نظیر صاحب تدبیر خواہش رکھتے ہین کہ اُستاد والامقام کے جانشین ہون عہدۂ سرہنگی لشکر اسلام حاصل ہو تب البتہ تسکین دل ہو یہ تو سب اس خیال مین ہین امیر باتوقیر کو یہ تردد ہے کہ اگر کوئی ضرورت ہوتی ہے تو فرداً فرداً حکم دینا پڑتا ہے ایک دن زبان معجز بیان سے

ارشاد فرمایا منظور ہی کہ ایک عیار طرار کو جانشین عمرو قرار دین صرف اتنا فرمایا تھا اسمین عیار ہمین کچھ بحثیان ہونے لگین ہر کس کہتا ہی کہ مین لائق ہون دوسرے کا قول ہی مین فائق ہون جب پھر خبر امیر کو معلوم ہوئی سوچے کہ اگر ایک فرزند عمرو کو جانشین عمرو کرون دوسرے فرزند کو اُسکے رنج ہونگے دون شاگرد بھی سب صاحب لیاقت ہین شیر بیشۂ فطرت ہین آپسمین لڑ لڑ کر مر جائینگے بس سر دربار ارشاد فرمایا کہ سب عیاران لشکر اسلام کا ہمارے نزدیک مرتبہ برابر ہی کون انمین کمتر ہی سب صاحبون کو مناسب ہی کہ اپنی اپنی عرضی دین اپنے اپنے حقوق سرکار پر ثابت کرین جو ذی حق ہوگا وہی جانشین مطلق ہوگا یہ فرمان سنکر عیارون نے اپنی اپنی عرضیان لکھین مضامین طولانی ابو الفتح نے لکھا کہ مین وہ عیار ہون کہ مین نے ماموبخان سے شرط بدکر مہتر گلیم گوش کے کان کاٹے برق خطائی نے کہا جب مین عالم کفر مین تھا مین نے اُستاد کو دھوکا دیا گرفتار کر لیا فرزندون نے عمرو کے بھی تعریف اپنی اپنی عرضیون مین لکھی اسی طرح ایک لاکھ چوراسی ہزار یک بچون نے اپنے اپنے حالات لکھے گفتنی یا بنہوے صاحبقران جسکی عرضی دیکھتے ہین عرضی نامنظور کرکے فرمادیتے ہین کہ یہ تو آپ لوگون نے اپنی اپنی عرضیون مین شوکت ولیاقت کا ذکر لکھا ہی کوئی حق سرکار پر نہین ثابت کیا ہی عیاران لشکر اسلام حیران تھے کہ حق کیا ثابت کرین آخر کیا لکھین جو اہرن بن عمرو بطن سے ملکہ سرو سیمین تن کے ہی کہ یہ شاہزادی ہی ملک بیران کوہ کی صاحبقران وہان قید ہوکے جاتے ہین کفار پنجرے مین بند کرکے چوب عقابین پر لٹکاتے ہین خواجہ عمرو اُس ملک مین جاکر بڑی بڑی عیاریان کرتے ہین آخر مین ملکہ سرو سیمین تن پر عاشق ہوتے ہین بعد کشش وکوشش بسیار صاحبقران کو خواجہ عمرو رہا کرتے ہین ملک اسلام آباد ہوتا ہی ملکہ سرو سیمین تن کا داخلہ اسلام مین ہوا صاحبقران نے ساتھ خواجہ عمرو کے اس شاہزادی کا عقد کیا اسی کے بطن سے سکندر غبار انگیز پیدا ہوا تھا کہ جو ایرج نامہ مین ہاتھ سے آسن بن الوس کے عین شباب مین مارا گیا بلکہ قتل ہونے سے اسی فرزند کے خواجہ عمرو اور صاحبقران سے بگاڑ ہوتا ہی کیونکہ عمرو غصے مین غم فرزند نوجوان کے آسن بن الوس کی ناک کاٹ ڈالتا ہی امیر کے خلاف ہوتا ہی عمرو مع لشکر عیاران فوج صاحبقران سے الگ ہوکر بڑے کر و فر سے مقابلہ کرتا ہی سالہا سال فساد رہتے ہین اُسی فساد مین خواجہ عمرو ایرج نوجوان وداراب کشور کشا کہ یہ دونون اولاد صاحبقران سے ہین مگر اپنے مولود مسعود سے آگاہ نہ تھے اور عالم کفر مین تھے عمرو انکو فنون سپہ گری

تعلیم کرکے آپ انکا افسر اور انکو پہلوان پایۂ تخت بنا کے صاحبقران سے سالہا سال لڑوایا ہی کہ ان داستانون کا حال مفصل دفتر آیرج نامے مین درج ہی مرا اس ذکر مجمل سے یہ ہی کہ خواجہ غم مین سکندر کے زوجات سے ترک وصل کرتے ہین اور ملکہ سرو سیمین تن اسکندر غبار انگیز کے غم مین مصروف گریہ وزاری رہتی ہی جب بزرگون کی جانب سے عمرو کو یہ خواب ہوتا ہی کہ ای خواجہ عمرو سرو سیمین تن سے موصول ہو پروردگار فرزند نرینہ بہتر از سکندر مرحمت فرمائیگا غم والم فراموش ہوجائیگا تب خواجہ حکم بزرگون کا بجا لاتے ہین تخلیے مین پاس سرو سیمین تن کے جاتے ہین بخوبی اُس مغموم کو سمجھاتے ہین اُسی شب کو مراد حاصل کرتے ہین مہتر جواہر بن عمرو پیدا ہوتا ہی بڑا عیار زبردست ہوتا ہی خواجہ اسکو بہت عزیز رکھتے ہین جب دربار امیر مین جانشین خواجہ ہوئیگا غلغلہ ہوگا اور مطلب دلی صاحبقران کو کوئی عیار نہ پہونچا جواہر اپنی مان ملکہ سرو سیمین تن کی خدمت مین آیا تمام حال صاحبقران کے ارشاد کا بیان کیا ملکہ سرو سیمین تن نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر مین مطلب کو صاحبقران کے سمجھی تم دو فقرے عرضی مین لکھکر پیش کرو عہدہ اپنے باپ کا ابھی جا کر لو وہ یہ مضمون ہی بعد القاب صاحبقرانی تحریر ہو کہ مین وہ عیار ہون قدیم خدمتگزار ہون کہ مین نے اپنے نوجوان بھائی سکندر غبار انگیز کو قدم اقدس شاہنشاہی پر نثار کیا مجھسے زیادہ کون ذی حق ہوگا بموجب ارشاد ملکہ سرو سیمین تن جواہر بن عمرو نے اسی مضمون کی عرضی درست کرکے پیشگاہ صاحبقران زمان لایا صاحبقران نے باواز بلند فرمایا ای فرزندان عمرو وای شاگردان مہتر والا گہر آگاہ ہو جاؤ کہ جواہر بن عمرو نے حق اپنا سرکار پر ثابت کیا یعنی سکندر اسکا بھائی عالم شباب مین مارا گیا پس تم مین کوئی ایسا ہی کہ سرکار پر ایسا ہی حق اُسکا بھی ہو کل عیارون نے سر اپنے اپنے جھکائے اس مقدمے مین کچھ نہ کہہ سکے صاحبقران نے فوراً جواہر بن عمرو کو خلعت جانشینی عمرو مرحمت فرمایا مقام پر خواجہ عمرو کے بٹھایا حقیقت مین جواہر نے اس عہدے مین وہی برتاو کیا ہی کہ جسطرح خواجہ عمرو بخلق ومحبت ہر کسی سے پیش آتے تھے سب جواہر کے جانشین ہونے سے خرم وخرسند ہین غرض دربار امیر با توقیر مین مہتر وسیہ ہنگ خشت ہاے زرین پر دست بستہ حاضر ہین سامان عیش ونشاط مہیا ہی ذکر خواجہ عمرو اور اسد کا ہورہا ہی امیر فرماتے ہین نہین معلوم میرے برادر خواجہ عمرو پر طلسم ہوشربا مین کیا گذری عرصے سے کچھ خبر نہین معلوم ہوئی اتنا خوب دلکو یقین ہی کہ نہین معلوم عمرو پر کیا

ہجوم رنج والم ہی کہ ہمین فراموش کیا فراق اُس عاشق صادق کو بہت ناگوار ہی سب سردار تائید کلام صاحبقران کر رہے ہین کہ ای شہریار حقیقت مین عمرو آپ کا عاشق صادق ہی لشکر مین کون ایسا ہی جسپر عمرو نے احسان نہین کیا ہی ہر ایک کے واسطے جان لڑائی اب بخت بد نے ہمکو یہ کیفیت دکھائی کہ ایسے شخص سے دور ہین خواجہ عمرو سے مہجور ہین ای پروردگار جلد خواجہ عمرو کو لاکر ہم سب سے ملا یہ ذکر تھا کہ لشکر کفار سے صدا نوبت نقارے کی آئی زمین تھرائی صاحبقران نے فرمایا ای جواہر جلد خبر منگاؤ کہ یہ کیا ہنگامہ ہی جواہر نے عرض کی ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ نامیان خیبری و تہمیان خیبری و سرہنگ مکی و ابو طاہر خونریز چارون ہرکارے مثل اربع عناصر حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ مصنف

خدایا مرے شاہ پر دم بدم
رہے سر بسر سر پہ ظل حشم
ترقی پہ یہ جاہ و اقبال ہو
عدو مثل سبزے کے پامال ہو

شہریار گیتی ستان کی عمر دراز ہو کہ اسوقت زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ وسواس و خناس و خوش آمد و برآمد نے خبر دی ہی کہ فولاد فولاد شکن بھائی سلیمان عنبرین موے کوہی کا سات لاکھ فوج سے برائے مدد لقا آتا ہی یہان سے تین کوس کے فاصلے پر لشکر اُسکا ٹھہرا ہی لقا نے فرامرز تاجدار فرزند نوشیروان نامدار و ملک یاقوت شاہ اپنے جبرئیل قدرت کو مع بختیارک کے برائے استقبال فولاد فولاد شکن روانہ کیا ہی سنتے ہین نہایت زبردست ہی بادہ کبر و نخوت سے مست ہی حضور سلیمان عنبرین موے کوہی لقا سے کہتا تھا کہ یا خداوند اب ایک پہلوان نامی آیا ہی دیکھیے گا مسلمانون پر کیا گذرتی ہی صاحبقران نے فرمایا خدا اے ما بزرگ ست مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تری است ۔ مگر اب حال سنیے بختیارک کا جب اسکو لقا سے حکم استقبال فولاد فولاد شکن کا ملا مع یاقوت شاہ و فرامرز تاجدار با فوج بیشمار اپنے تخت پر سوار ہو کر طرف صحرا کے چلا وسواس ہرکارے سے پوچھتا ہوا چلا جاتا ہی کہ تمھاری نگاہ مین یہ کیسا پہلوان ہی وسواس بلا وسواس عرض کرتا جاتا ہی کہ ای شیطان درگاہ خداوند اگر آپ ہمسے پوچھتے ہین تو صاف یہ ہی کہ از باختر تا اینجا ایسا پہلوان زبردست غلام کی نگاہ سے نہین گذرا طہماس بن عنقوبل دیو برور سے بھی قد و قامت مین پانچ گز زیادہ ہی بہرام فلک بھی اُسکے خوف سے لرزان ہی مریخ فلک کا اُسکی صورت مہیب دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہی چلنے سے اُسکے زمین تھراتی ہی

گاؤ زمین کانپ جاتی ہو دوسرا مقدمہ اور یہ بھی ہی غلام عرض کرے وہ یہ ہی کہ ناموس بھی اُسکے ہمراہ ہین اس خیال سے شاید سُن چکا ہی کہ ملکہ مہرنگار و ملکہ مہرگہر تاجدار دختران نوشیروان عالیوقار محبت مین صاحبقران زمان کی نکل گیئن۔ اور شاہ سے کچھ ہو نسکا یہی باعث زوال دولت وسلطنت کیانیان ہوا گنجاب کی دختر ملکہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی باغ چار ملک حران مین بدیع الزمان کو چھپا رکھا ایسی ایسی صورت مین گنجاب نے شکست کھائی ملک ہاتھ سے گیا بھاگ کر بخدمت لقا پہونچا بس اسی خیال سے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی بختیارک ہنستا ہوا چلا جاتا ہی اور کہتا ہی اب مسلمانون کے مقابلے مین آئے ہین ساری شیخی کرکری ہو جائیگی بیٹی یا بہن اگر نوجوان ہوگی کسی فرزند حمزہ کو دیکھ پائیگی پیڑو کی آنچ سے نکل جائیگی دیکھینگے کیا کرتے ہین کیسے بہادر ہین راہ مین اسطرح ذکر ہوتے ہوے جاتے ہین وہان فولاد فولاد شکن قریب ایک کوہ کے ٹھہرا ہی چاہتا ہی کہ اُترے اسی جگہ پر قیام کرے کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران وای اسفندیار جہان آپکی تشریف آوری کی خبر خداوند کو پہونچی جبرئیل قدرت کو واسطے استقبال کے بھیجا ہی قریب آچکے ہین یہ سنتے ہی فولاد فولاد شکن اور زیادہ پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا معلوم ہوا رعد گرجا صداے مہیب سے پہاڑ تھراے بیشون مین شیرون کو بخار چڑھ آئے اپنے ساتھ والون سے کہنے لگا کیونکر قدرت خاطر نکرینگے کہ انکو اپنے ملک موروثی لینے کی خواہش ہی اب مجکو بھی کاہش ہی کہ اسی ہفتے مین سب مسلمانون کو پامال کردن قدرت کو بالاے قیطول پہونچا کے خوشی خوشی جلد اپنے وطن کو پلٹ جاؤن یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا مغرور و متکبر خرامان خرامان چلا اُدھر تخت ملک یاقوت شاہ قریب صحراے سبزہ زار کے پہونچا ہی کہ یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آنے لگی زمین تھرانے لگی طائر آشیانون سے گھبرا کر اُڑے درندون نے اپنے مسکن چھوڑ دیے ناگاہ دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے شتر سوار اہتمام کرتے ہوئے نکل گئے انکے بعد سات سو علم نشان سات لاکھ فوج کا نمایان ہوے بعد گذر جانے اُنکے دیکھا کہ ایک دیو قالب انسان مین سمایا ہوا گینڈے پر سوار پہلو مین ارابہ گرز کا گڑگڑاتا ہوا چالیس جوڑیان نرگاو کی اُس ارابہ کو کھینچتی ہوئی لاتی ہین از سبب بارگران کے ہر مرتبہ بیلون کے گھٹنے زمین سے آشنا ہو جاتے ہین رسیون کے تڑاکے پڑ رہے ہین تک تک کی صدائین بلند بیل گردون درد مند فولاد انتہا کا مغرور نشہ شراب مین چور ابرودن پر

بے

بل پڑے ہوئے ہین یا دریاے رود نیل کی موجین ہین تنگ چشم تنگ پیشانی عوج بن عوق کا ثانی
سینہ پر کینہ قلعۂ ویران کا در سر بسر سرکش بد سیر کالی کالی صورت یا کالی جی کی مورت یا خال چہرۂ
شب چتون مین قہر و غضب دو ساقی بچے جام شراب کے دیتے ہین پی جاتا ہی ہاتھ مین ارنے بھینسے کی
کی ران ہی بجاے کباب کھاتا ہی باچھون سے خون بہتا ہی نقیب نے آواز دی شیطان درگاہ خداوندی
پیش نگاہ بہ نخوت آنکھون کو کھولا بختیارک نے سلام کیا فولاد نے اک مکھی سی اُڑا دی توجہ بھی نکی
بختیارک ولمین کہنے لگا لات و منات اسکی بدعت سے بچائین جلد اسکو جہنم مین پہونچائین سلام
بھی لینا حرامزادے کو ناگوار ہی اسقدر بادۂ خودسری سے مست و سرشار ہی اسوقت پکار کر آواز دی
ای رستم خصال جبرئیل قدرت کا تخت قریب آ پہونچا آپکے استقبال کو قدرت نے بھیجا ہی یہ سنکر بہ شکل
گینڈے سے اُترا یاقوت شاہ کو دیکھکر سر پر ہاتھ رکھا پایۂ تخت یاقوت شاہ پر ہاتھ ڈالدیا یاقوت
شاہ بھی تخت سے اُترا کارگزاردن نے اُسی وقت بارگاہ لاکر استادہ کردی خیمے جابجا نصب ہونے
یاقوت شاہ اُسکو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا پہلو مین اپنے تخت کے بیٹھنے کو جگہ دی سردار اسکے
تمام بارگاہ مین ذنگلون پر قائم ہوئے تخت یاقوت شاہ اور ہرمز تاجدار ایک طرف بختیارک
نے فولاد کو دیکھا کہ چپ بیٹھا ہی کسی سے کلام نہین کرتا بختیارک تو ایک حرامزادہ ہی پوچھا ای پہلوان
تیغ زن وای فولاد فولاد شکن جبرئیل قدرت پوچھتے ہین کہ تمھارا امزاج کیسا ہی وہان خداوند مشتاق
ہین قبل تمھارے آنے کے تقدیر فرما چکے ہین کہ کل مسلمانون کا خون سپرد تیغۂ فولاد کیا ہی مگر مسلمان
بھی بلاے روزگار ہین قدرت کی تقدیر کو تدبیر سے پلٹ دیتے ہین ایسے کلمات سُنکے فولاد نے
آنکھین کھولین کہ یہ کون مجھسے باتین کر رہا ہی اب جو دیکھا تو ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن
تنگ پیشانی چہرے پر حرامزدگی کی نشانی ایک سوا ایک گلی کا جامہ پہنے چھاتی پر سبد بندہی رفیدہ
سر پر بوڑھا بندر معلوم ہوتا ہی صورت بختیارک کی دیکھکر بہت ہنسا پوچھا صاحب آپ کا نام
کیا ہی بختیارک نے کہا نام نہ پوچھیے وہ شخص شیطان درگاہ خداوندی ہی یہی پتہ کافی ہی فولاد نے
کہا نام کے بتانے مین کیا نقصان ہی بختیارک نے کہا بزرگون کے نام ایسے ہین جو بیوقوف ہین
اُن نامون پر ہنستے ہین فولاد فولاد شکن نے کہا نہین صاحب نام پر ہنسا کیا بختیارک نے کہا
تو سنیے نام اُس شخص کا بختیارک بن بختک بن القش بن مادہ کش بن سگ سفید ہی

فولاد بے اختیار ہنس پڑا گویا سیاہ کو لاجیکا کہا کہ ای ملک جی سنگ سفید بھی آپکے بزرگون مین تھے
بختیارک نے کہا اولاد نہ زندہ رہتی تھی اسوجہ سے یہ نام رکھ دیا تھا فولاد نے کہا لعنت ہی آپکے
بزرگون پر سوائے سنگ سفید کے اور کوئی نام نہ ملتا تھا بختیارک نے کہا مین نے پہلے ہی
عرض کیا تھا کہ جو بیوقوف ہین وہ ہنستے ہین فولاد نے کہا تو مجھے بے وقوف بناتا ہی پورا مسخرہ ہی یکلخت
جانب یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے متوجہ ہوا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی کل ضرور حاضر
ہوتا یاقوت شاہ نے جواب دیا کہ قدرت تمھارے بہت مشتاق ہین جلد سوار ہو فولاد فولادشکن
نے عرض کیا امیدوار ہون کہ ایک قصر عالی یا کوئی باغ مرحمت ہو کہ غلام کے ناموس کے واسطے
جائے سکونت ہو یاقوت شاہ جواب نہ دینے پایا تھا کہ بختیارک پھر ہنسا پوچھا ای پہلوان زمان
دائی گرسا شب جہان کیا جو رو بیٹیان بھی ساتھ ہین اسکا کیا سبب ہی نشۂ جرأت مین مدہوش ہو
کیا خانہ بدوش ہو فولاد نے کہا ملک جی مین نے ایسے معاملات واہیات سُنے ہین کہ جنکا زبان پر
لانا مناسب نہین ہی بختیارک نے کہا وہ معاملہ مجھسے سنیے اول ہمارے شاہزادۂ فرامرز صاحب
فرزند دلبند شاہ ہفت اقلیم سامنے حضور کے تخت نشین ہین پہلا سانحہ انہین کے گھر سے شروع ہوا
آفتاب عشق طلوع ہوا یعنی صاحبقران انکی ہمشیرہ ملکہ مہرنگار پر مائل ہوئے وہ بھی محبت مین
حمزہ کی سلطنت ہفت اقلیم چھوڑ اُنکے گھر جا بیٹھین دوسری صاحب ملکہ مہر گہر تاجدار جوان ہوئین
اُنکو بھی دیدار حمزہ کا اشتیاق ہوا پاس اُس عرب کے جا پہونچین اورون کا ذکر تو کیا کردن خلق
زمرد شاہ باختری جو سب کے پیدا کرنے والے ہین نور چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز جنکا شعلۂ
حُسن جہان سوز و دیگر ملکہ جہان افروز ایک صاحب نبیرۂ حمزۂ صاحبقران پر مائل ہوئین
نور چکیدۂ قدرت دوسری تیغ ابروے بدیع الزمان گرد لشکرشکن کی گھائل ہوئین آخر ضبط نہو سکا
راز عشق نہ چھپا کچھ باپ کی خدائی کا پاس نہ کیا فوراً نکل گئین قدرت نے بھی تامل فرمایا ایسے
سنگدلون کو سنگ سیاہ نہ بنایا ہمارے جبرئیل قدرت آپکی صاحبزادی مہرافروز شہسوار عرصۂ
یکہ تازی اسد بن کرب غازی جو طلسم ہوشربا کے فتح کرنے کو تشریف لے گئے ہین اُسی شیر دلیر
پر شیفتہ و فریفتہ ہوئین قدرت نے ایسی تقدیر برجستہ کی کہ تینون صاحبزادیان صاحب اولاد ہوئین
کیسے صف شکن تیغزن فرزند ہوئے کہ جنکی جرأت کے تمام عالم مین شہرے ہین شاہزادۂ خاور سیاہ

کے نور نظر پارہ جگر قدرت کے نواسے حمزہ کے پوتے شاہزادہ ایرج نوجوان صاحب شوکت و مالک
چتر و علم و نشان اُنکی ہیبت شمشیر سے بڑے بڑے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت اُنکے خوف سے
دامن صحرا سے مُنھ چھپاتے ہین نہنگان دریائی نے چادر آب کو چہرے پر لیا ہی مریخ فلک کانپتا ہی
قدرت کے بھی پیارے ہین اگر قدرت پر دست انداز ہوئے اُنکی جرأت پہ قدرت کو بھی ناز ہوئے
غارت نہین کرتے دوسرے صاحبزادے بطن ملکہ گوہر ملک صلب شاہزادہ بدیع الزمان سے
گل گلزار خلیل الرحمن نور الدہر والاشان پیدا ہوئے اُنکو تو اسقدر قدرت پر ناز ہی کہ قلعہ
مشتری حصار پکمر زنجیر قدرت مین ہاتھ ڈالدیا تخت خدائی سے اُٹھا لیا سات کوس تک چرخ
دیتے ہوئے لیگئے ید قدرت مین ہتھکڑیان پاے قدرت مین بیڑیان پہنائین قدرت کے صبر و جبر
کو ملاحظہ فرمائیے کہ کچھ نہ کہا قید خانے مین سر جھکائے بیٹھے رہے پھر آخر قدرت ہین جب مزاج مین
آیا تقدیر کرکے رہا ہوئے پھر لڑنے لگے ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان نور نگاہ
صاحبقران آپسمین ہم چشم ہین صاحب قہر و خشم ہین خداوند انکی ہیبت شمشیر سے بندگان قدرت
کو بچائین جنمین قدرت کی صاحبزادیون کی شیر کی تاثیر مالک سپر و شمشیر پس آپ نے بہت مناسب
کیا ہی کہ ایسے ایسے حالات سُنکر اپنے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی اب یہ فرمائیے کہ آپ کی کوئی
صاحبزادی یا ہمشیرہ شکیل و نوجوان تو نہین ہی فولاد نے غصے مین آکر ایک دھول ہلکی سی
لگائی ملک جی کی پگڑی سر سے زمین پر گر پڑی اور کہا او بیحیا خاموش یہ کیا بکتا ہی بختیارک نے
رفیدہ اُٹھاکر سر پر رکھا اور کہا دھول دھپے کا تو یہ غلام عادی ہی قدرت نے اُس شخص کو عہدہ شیطنت
دیا ہی اسقدر گستاخ کیا ہی قدرت کے سامنے بھی ایسی باتین کہتا ہون جوتی پیزار کی بلا سہتا ہون
اور یہ بھی واضح رہے کہ میرا حکم لگانا کبھی خلاف نہین ہوتا ہی جو مجکو دھول لگاتا ہی وہ آخر اپنے سر پہ
ہاتھ رکھکر روتا ہی حضور نے کچھ میری بات کا جواب ندیا کوئی صاحبزادی جوان ہمراہ ہین یا نہین
فولاد نے کہا ہان ایک دختر بلند اختر ہی اُسکو اسی واسطے ساتھ رکھا ہی کہ حفاظت کرون اور وہ
خود صاحب شوکت ہی مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہی فن سپاہگری مین طاق ہی حسن مین شہرۂ
آفاق ہی کیا مجال اُسپر کوئی نگاہ بد ڈالے وہ خود شیر کی آنکھین نکال لے اور علاوہ اسکے ای ملک جی
جو مقدمات کہ آپ بیان کر گئے اگر میری کنیز پر بھی ایسا معرکہ گذرتا دریاے خون بہا دیتا لشکر

طالب و مطلوب کے سر کاٹ لاتا نوشیروان بادشاہ ہفت کشور تھے بموجب مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند ۔ اور خداوند جو مناسب جانتے ہین وہ تقدیر کرتے ہین ہمین کیا دخل ہی لیکن اب بھی اگر قدرت ارشاد فرمائین تو گیتی افروز اور مہر افروز و جہان افروز کو محلات حمزہ سے ابھی چوٹی پکڑ کر گھسیٹ لاؤن اُنکے چاہنے والون کو خاک مین ملاؤن بلکہ بروقت ملازمت قدرت سے اسی بات کو عرض کرونگا کہ مجکو حکم ہو کہ دختران قدرت کو جا کر قتل کر دن پاے آؤن بختیارک نے جواب دیا کہ ذرا میان فولاد صاحب ہوش مین آؤ زیادہ نہ بلبلاؤ مسلمانون کا خداے نادیدہ بقول اُنکے حاضر و ناظر ہی دلون کے حال سے ماہر ہی مسلمان کہتے ہین کہ ہمارے خدا کو غرور کسی کا پسند نہین آتا اپنے خدا کی صفت مین کہتے ہین بیت مرا در ارسد کبریا و منی ٭ کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی ٭ اور قدرت کو بھی غرور کسی کا نہین پسند ہی آپ نے اسوقت غرور کیا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی علاوہ اسکے ایک اور بڑا غضب ہی کہ شاہزادیان حسین و جمیل مرد اُنکے آپ ایسے اُلو کے پٹھے قد و قامت سا کھو کے لٹھے بدصورت کالے دنیا سے نرالے ہین اور فرزندان حمزہ حسین و ماہوش طرحدار صف شکن تیغ زن سرو قد خورشید خد صاحب فصاحت حُسن مین ملاحت گفتگو مین بے نظیر خوش مزاج صاحب توقیر پس ایسے جوانون کو جب شاہزادیان دیکھین تو کیون نہ فریفتہ ہو جائین فولاد ان باتون پر بہت بگڑا خنجر پر ہاتھ ڈالا بختیارک گڑگڑانے لگا اور کہنے لگا کہ مین تو آپ کا غلام بلکہ غلام کا تلام تلام کا احتلام ہون مجھ پر غصہ بیکار ہی نمک صحبت ہون رونے کو ہنساتا ہون جو بات ہونے کو ہوتی ہی وہ سُناتا ہون یاقوت شاہ نے فولاد کو منع کیا کہ جانے دو اسکی بات کا خیال نہ کرو یہ درگاہ قدرت کا شیطان ہی دیکھو بھئی ہمکو کیا کیا کہتا ہی ابھی تمھارے سامنے کہہ چکا ہی اسکا یہی شیوہ ہی یہ کہکر ضیغم خون آشام کو حکم دیا کہ یہان سے قریب باغ ہی سلیمان عنبرین موے کوہی کا پُر فضا خوش ہوا رفیع و وسیع جلد اسکو جا کر خالی کراؤ آپ کے ناموس کو بعزت و حرمت محافون سے اُترواؤ بیبیان محافون مین گھٹی جاتی ہونگی گھبراتی ہونگی ضیغم یہ حکم سُنکر فوراً اُٹھا بعد تھوڑے عرصے کے واپس آیا عرض کی سب سامان تیار ہی فولاد خود تیغہ باندھ کر اُٹھا مع فوج اور مع محافون قریب باغ سلیمان عنبرین موے کوہی کے آیا قناتین اپنے سامنے گڑوائین جا بجا سوار اور پیدلون کی چوکیان بٹھائین جبتک ناموس اُترے

تیغہ بکف بڑے خود گھوڑا ٹہلا کیا فوج کو گرد باغ کے اُتارا حکم دیا خبردار غیر عورت بھی نہ آنے پائے بختیارک
یہ انتظام دیکھ دیکھکر مسکراتا ہی یاقوت شاہ سے کہتا ہی کہ اس شخص پر دیکھ لیجیے گا ضرور افتاد پڑے گی
صاحبزادی جوان ہین کسی فرزند حمزہ سے ضرور اسکی آنکھ لڑ گئی یاقوت شاہ کہتا ہی کہ ابے چپ رہ
فولاد بڑا بدمزاج ہی کہین تلوار کا ہاتھ نہ ماردے اسوقت بچہ تمکو بچالیا نہین وہ ایک خنجر مارتا تمھارا
بھنڈارا کھل جاتا بختیارک نے کہا بہتون نے مجکو مارا ہی ایسے ایسون کو نگاہ مین کھاجاتا ہون
گمراہون کو سیدھا راستہ جہنم کا بتاتا ہون یہ بھی دو چار روز کے مہمان ہین بہت بلبلاتے ہین نادان
ہین اس اثناء مین فولاد انتظام کرکے آیا برائے ملاقات تو یاقوت شاہ اسکو لیچلا بعد قطع راہ
فولاد فولاد شکن لشکر سلیمان عنبرین موے کوہی کے گذرا دیکھا لشکر بے انتہا اُترا ہوا ہی دیکھتا بھالتا
تا بدرگاہ زمرد شاہ باختری پہونچا پردہ اُٹھا اندر آیا دیکھا لقا کو کہ پچاسی ارج کا قد و قامت سر مثل
گنبد قصر کہنہ ہاتھ پانوٗن بڑے بڑے گویا نخل کلان کے ٹھنے سیاہ رو بدخو تیرہ درون آنکھین گرداب
جیحون نشے مین بدمست وہ خود پرست بصد نخوت تخت نکبت پر بیٹھا ہی ہر چند کہ فولاد فولاد شکن
خود کریہ منظر ہی مگر صورت نحس لقا دیکھکر ڈر گیا پسینہ آگیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے آواز دی
ای بندۂ خاص من سر از سجدہ بردار کہ لعنت مدام بر تو نصیب کردم فولاد نے سر سجدے سے
اُٹھایا قریب تخت لقا ذلیل بیٹھنے کو ملا ساقی بچے حاضر ہوئے دور جام چلنے لگا جب فولاد کو نشہ ہوا اُسکو
بختیارک کی باتین یاد آئین لقا سے ہاتھ باندھکر پوچھا کیون خداوند نور چکید گلان قدرت ہمراہ فرزندان
حمزہ نکل گئین قدرت نے تامل فرمایا ابھی غلام کو حکم ہو کہ مین جاکر بدیع الزمان اور قاسم کو
قتل کردن صاحبزادیون کو محلفے مین سوار کرکے لے آؤن دیکھون تو کون مجکو روکتا ہی آپ کے
ہنر بر صحرا لے جرأت کو کون روکتا ہی یہ سُنکر لقا قہقہہ مارکر ہنسا کہا ای بندۂ خاص الخاص و ای طاعت
گزار با اخلاص انتظام کارخانۂ قدرت ذات خاص قدرت ہی پر موقوف ہی دخل دینے والا سرا
بے وقوف ہی تم ان باتون مین دخل نہ دو ورنہ تمکو قدرت سنگ سیاہ کردینگے فولاد یہ سُنکر خاموش ہوا
اور سلیمان عنبرین موے کوہی نے بھی اشارہ کیا کہ ای فرزند چپ رہو کچھ نہ کہو مشیت قدرت مین
ہمکو کیا دخل ہی فولاد نے سلیمان سے کہا ماموجان اب آپ قدرت سے میری سفارش کیجیے میرے
نام پر طبل جنگی بجوادیجیے سلیمان نے کہا کہ قدرت پہلے ہی فرماچکے ہین ایک ہفتہ جبرئیل قدرت

دکھالوے قدرت وضیغم خون آشام وسرداران خداوند تمھاری دعوت کرینگے بعد گذرنے ہفتے کے جنگ کا سامان ہوگا ہم خوب جانتے ہین کہ تمھارے خوف سے لشکر حمزہ لرزان وترسان ہوگا کون تمھارے مقابلے مین آئیگا حال جرأت وشوکت سبکا کھل جائیگا یہ کہکر سلیمان عنبرین موے کوہی نے ہاتھ فولاد فولادشکن کا تھام لیا دربار سے اُٹھاکر اپنے عیش خانے مین لایا سامان دعوت کا حکم دیا انکو تو دعوت کھانے مین مصروف رکھیے

اب دو کلمے لشکر صاحبقران جانا ایرج کا واسطے شکار کے اور عاشق ہونا اوپر دختر فولاد فولادشکن موسوم بہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اور لے آنا اپنی بارگاہ مین ملکہ مذکور کو اُسی شکارگاہ مین اور خبر ہونا فولاد کو اور جاکر زخمی کرنا ایرج نوجوان کو اور لے آنا اپنی دختر کو باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اور فرداً فرداً جانا فرزندان صاحبقران کا اور ذکر جنگ مغلوبہ بیان کیے جاتے ہین اشعار آبدار

کہان ہی تو ای عشق کاشانہ سوز
کہان ہی تو ای شمع پروانہ سوز
جلادینے مین تو وہ بیباک ہی
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی
جو ای عشق دریا سے ہو تجکو لاگ
نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو
لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
کسی کو کوئی شی دکھاتا ہی تو
اُسے اُسکا شیدا بناتا ہی تو
تجھے ہمنے ای عشق دیکھا وہ برق
کیا بحر آفت مین عاشق کو غرق

مشاطگان عرائس سخنوری وجلہ پردازان شاہدان مضامین گستری کلک جواہر سلک سے بدعت عشق خانہ خراب عاشقان دیر باز ننگ وناموس معشوقان یون تحریر فرماتے ہین کہ یہان صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما تھے کہ ہرکارے حاضر ہوئے اور اسطرح دعا وثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک نوربار
داد عدلت در سرا آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت رستم دل وجمشید فر
تیغ تو بر فرق دشمن ناصر ومنصور باد

آفتاب دولت واقبال شہنشاہ گیتی ستان کا ہمیشہ تابان ودرخشان رہے فولاد فولادشکن بھانجہ سلیمان عنبرین موے کوہی کا بڑے عظم وشان سے داخل بارگاہ لقا ہوا ہی کبر وغرور اُسکا لائق گذارش نہین ہی نہایت بدزبان بدآئین ہی اُسنے قصد کیا تھا کہ طبل جنگی بجوائے سلیمان عنبرین موے کوہی مانع ہوا واسطے دعوت کے براے عرصہ یکہفتہ

اپنے قصر مین گئے ظاہرا معلوم ہوا کہ ایک ہفتے تک طبل جنگی نہ بجے گا صاحبقران زمان نے فرمایا
ای دارائے ہند اس عرصے مین وردیان وغیرہ واسطے اہالیان لشکر کے تیار کرو دربار بھی وقتاً فوقتاً
ہوگا اسوقت سب فرزندان نامی وپہلوانان گرامی بارگاہ مین موجود ہین سمت دست چپ نقد
روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان ڈنگل نیلم نگار پر جلوہ فرما ہین قریب انکے
نیلم زنگی وفیلم زنگی وعنتر صیاد غوجان دریاباری وسام بن غوجان دریاباری ومیعاد
عاد رشک درانگردن حاضر ہین سب نے دست بستہ عرض کی ای شہریار بعد مدت مدید وعہد بعید
ایک ہفتے کی مہلت ملی ہے سنتے ہین کہ پہلوے کوہ عقیق مین شکار متعدد ہے واسطے شکار کے امیر سے
اجازت لیجیے ایرج حسب فرمائش سرداران سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران
نے فرمایا کیون ای فرزند کیا چاہتے ہو عرض کی حکم ہو تو اندر اس ہفتے کے غلام شکار کے لیے جائے امیر نے
فرمایا کہ بابا یہ ملک پر آشوب ہے تمھارے نام کے سب دشمن ہین کہین جا بجا رہزن ہین شکار کو
جانا بہتر نہین دست راست مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جلوہ فرما ہین یہ جو سنا مڑ کر دیکھا
لندھور بن سعدان سے کہا کہ چھوٹے دادا جان حقیقت مین جد عالی تبار بجا فرماتے ہین کیونکر
بھائی ایرج کو واسطے شکار کے جانے دین صحرا مین سو طرح کی خرابیان ہین سو طرح کی آفتین ہین
اکثر شیر بھیڑیے نکل آتے ہین آزار پہونچاتے ہین شکار کو جانے والے گھبرا جاتے ہین چاہیے کہ
شکار کے واسطے دیکھ بھال کے جائیے اپنی حقیقت کو سمجھیے یہ کلمات طعن آمیز ایرج نوجوان کو
بہت ناگوار ہوئے بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ شیران بیشہ جرأت شیر دشتی کو سگ صحرائی سمجھے
ہین یہ کہکر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ غلام کو اجازت شکار ملے
تا غنچہ آرزو کھلے انشاء اللہ بعد ایک شب کے صبح ضرور آستان بوسی کو حاضر ہونگا زیادہ
دیر نہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا ای فرزند ارجمند جسوقت سے تمنے نام شکار کا لیا ہے تردد دل
تیرا لم بڑا ہی خطا کاران تیرہ بخت کا خیال آتا ہے شاید چھپ کر گوشہ صحرا مین ٹھہرین اور قابو پاکر
کچھ فکر نکرین لہذا اگر قصد مصمم ہے تو آج ہی دن کو چلے آنا شام کا خاصہ ہمارے ساتھ کھانا ایرج
نوجوان نے عرض کیا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا قاسم بھی کھڑے ہو گئے فرط محبت پر صاحبقران
کی خوش ہوئے ایرج سے فرمایا اجازت ملی تسلیم کرو تم روح روان لشکر اسلام ہو تمھاری منگیتر کی

کے سبب سے مین مانع نہین ہوتا میرے بھی قلب کا عجب حال ہی خود بخود ہجوم غم و ملال ہی ایرج نے
عرض کیا کہ آج تو غلام ضرور جائیگا شام تک ضرور واپس آئیگا آپ صاحبون کی باتین سنتے ہین
شیر بھیڑیے کا ہمکو ڈر ہی قاسم نے کہا ای نور نظر ایسی باتون کا تپر کون گمان کریگا شیر صحرائی تمھارے سامنے
سے بھاگ نکلیگا ایرج نے عرض کیا کہ حضور رتبہ بڑھاتے ہین آبرو دیتے ہین حضور نے کیا کیا کام کیسے
کیسے کیسے نام کیے ملک شمالیہ باختر کتنا بڑا ملک ہی دربار سیف الملک مین جانا برق شمشیر چمکانا
آپ ہی کا دل تھا یہ مرتبہ کسکو حاصل تھا انشاء اللہ ذرا جنگ سلیمان عنبرین موے کو ہی سے مہلت
ہو ونگا زرین رستم کے بھی لینے کی تدبیر کیجائیگی اب تامل نہوگا قاسم نے کہا بیٹا یہ تمھارا امال ہی کیا
کسی کی مجال ہی جو تمسے آنکھ ملائے یا ذونگل رستم کا نام کسی کی زبان پر آئے خون کے دریا بہ جائین
بڑے لوگ بھاگتے نظر آئین باپ بیٹون مین یہ چپکے چپکے باتین ہوئین جرأت کی گھاتین ہوئین
دست راستی اپنے مقام پر بہنسا کیے نور الدہر موچھون پر تاؤ پھیرا کیے غرض ایرج نوجوان
صاحبقران سے اجازت لیکر بیرون بارگاہ سلیمانی آئے شاپور شیردل عیار کو بلا کر حکم دیا کہ
سامان شکار تیار ہو اُسی وقت فوراً ابلیے قراول میر شکار یوزباش حاضر ہوئے جانوران شکاری
مثل باز بحری جرہ ترمتی کہی کھیلا لگڑ جھگڑ چیخ ہاتھون پر چڑھے ہوئے وہ باز بلند پرواز کہ
طائر خیال کو شکار کرین مرغ عنقا کو بقصد جستجو لائین چیتون کی چار پائیان سگ تازی شیر

شکار چست و چالاک بیباک نظم
جو شیر دن کو وہ دشت مین گھیر لین

وہ کتون کی تھین جوڑیان لاجواب
یہ بزدل نہین وہ کہ منہ پھیر لین

دل شیر ہو جسکی دہشت سے آب
الغرض جب یہ سامان شکار

مہیا ہو چکا شاہزادہ پشت کوہ بن اشقر پر سوار ہوا سمت صحرا عازم شکار ہوا صحرا مین آکر پہلے
قراولون کو حکم دیا کہ شکار کی جستجو کرو اُنھون نے فوراً جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوا اڑے
یہان سے بازدارون نے باز چھوڑے باز بلند پرواز نے جاکر تیہو کو گھیرا پرون سے طمانچے
مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا ایرج نے گھوڑا بڑھایا تماشا دیکھتا ہوا چلا باز نے تیہو کو زمین پہ
گرایا پنجۂ فولادی اپنا اُسکے سینے پر رکھا چاہا سینہ اُسکا چیر ڈالے ایرج گھوڑے سے خوشی خوشی
کود پڑے چمکار کر باز کو ہاتھ پر لیا اُس جانور کا قرولی سے سینہ چاک کیا جگر نکالکر باز کو دیا اُسنے
پنجے مین دبایا نوچ نوچ کر کھانے لگا اسی طرح جرہ وغیرہ چھوٹے اپنے اپنے شکار کرکے اُتھے

طائران ہوا سے ارا بے بھر لیے کسی قدر دن چڑھا تھا نیر اعظم بلند ہو چکا تھا ایرج نوجوان نے
ایک مقام پر گھوڑا روکا فرمانا صاحبقران کا یاد آیا شاپور شیر دل سے فرمایا ای برادر ہمارے
جد عالی تبار انتظار مین ہونگے ہم چاہتے ہین دوپہر سے قبل واپس ہون مگر مقام تعجب ہی کہ ہنوز وقت
تک کوئی آہو اس صحرا مین نہ دیکھا کہ اسکے شکار سے لطف حاصل ہوتا شاپور نے عرض کیا کہ
قبل ارشاد غلام نے ہرکارے روانہ کیے ہین خبر آیا چاہتی ہی ہنوز یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ایک گنوار
سامنے سے دوڑا ہوا آیا عرض کی گسنیان یہان سے تین کوس پر ایک کھیت دھانون کا نہایت
سرسبز و شاداب ہی وہان شکار نایاب ہی کئی سو آہو اُس کھیت مین چر رہے ہین جلد چلیے شکار
کیجیے ایرج نوجوان نے کرہ بن اشقر کو بڑھایا سردار ہر کب چمکا چمکا کر ہمراہ رکاب ہوے شکار
آہو کا ذکر سنکر دل بیتاب ہوے آگر دور سے دیکھا حقیقت مین گرد صحراے سبزہ زار و تراح دلکشا
ایک سمت دھانون کا کھیت اُسمین پچیس تیس ہرن مثل طاؤسان خرامان بیچ مین ایک
آہوے کلان سنگوٹیان مثل محبوبان آنکھین بڑی بڑی شعر ہی اشارہ ہی اُن کالی کالی آنکھونکا
شکار شیر کھیلین تو ہم غزال نہین ✤ از پشت تا بہ دُم ایک لکیر سفید شاید اسمین بھی کچھ بھید اسکو
کہکشان فلک کہیے یا جادۂ راہ عاشقان چشم محبوب نہایت حسین و مرغوب بیچ مین مادہ ہاے
آہوان کے وہ خوشخو مستی کر رہا ہی اپنے معشوقون سے دم محبت کا بھر رہا ہی ایرج نوجوان نے
فرمایا اور سب آہوون کے شکار کا سب صاحبون کو اختیار ہی لیکن یہ نر آہو بصد آرزو ہم
شکار کرینگے یہ فرما کر چہار جانب سے اُس کھیت کو گھیر لیا نیزون کے لٹو بغلون مین دبا ے
سنان ہاے نیزہ کو بڑھا دیا اپ گھوڑون کو مہمیز کیا اُن آہوان صحرا نے جو صیادون کو کمین
مین دیکھا کنوتیان بدلین چوکڑیان بھرین جست و خیز کر کے بھاگے ایک دم مین ہوا ہو گئے
سردارون نے بھی اُنکے تعاقب مین گھوڑے ڈال دیے مگر وہ آہوے کلان ایرج نوجوان سے
آنکھ ملا کر جست جو کرتا ہی مرکب و راکب کو ذرا کر یون نکل گیا کہ جیسے باد تند کا جھونکا اُسکے
کُھر خود سے شاہزادے کے مس ہوئے ایرج نوجوان کو نہایت غصہ آیا کہ اس آہوے وحشی
نے مجھی کو گنہگار بنایا اگر اور کسی سردار کی جانب سے چوکڑی بھرتا مین اُسکو متہم کرتا اب یہ
زندہ نہ بچے فوراً گھوڑے کو پھیرا کرہ بن اشقر وہ بھی طرارہ بھر کے چلا نظم

بیان اسپ سبک روکی کیا ہو تیز روی ۔۔۔ نہ پہونچے گرد کو جسکی ہوا کے گھوڑون کی ڈاک
خود اپنے سایۂ سے کرتا ہی رم غزال کی طرح ۔۔۔ کہین نگاہ سے بھی چشم شوخ کی چالاک
غرض سمند کے کاوون کا ہی عجب انداز ۔۔۔ کہ جنکو دیکھکے ہی دنگ گردش افلاک

آگے آگے آہو جان بچائے ہوئے چوکڑیان بھرتا ہوا جاتا ہی مرکب بھی ایرج نوجوان کا تعاقب آہو کا نہین چھوڑتا ہی اکثر نیچے آہو کا اور تھوتھنی مرکب کی مل جاتی ہی ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ نیزہ اسکی پشت پر رکھدون اسی مقام پر شکار کرون لیکن وہ طرارہ بھر کے نکل جاتا ہی شاہزادے کو اور زیادہ غصہ آتا ہی اور سب بہلیے وغیرہ پیچھے رہ گئے مگر شاپور شیردل دور سے دیکھتا چلا آتا ہی کہ شاہزادے کا مرکب وہ جاتا ہی چشم زدن مین مرکب شاہزادے کا آنکھون سے شاپور کے مخفی ہوا صرف گرد کو دیکھتا ہوا جاتا ہی مگر شہزادہ ایرج نوجوان بصد کر و فر و شوکت و شان تین کوس تک تعاقب مین آہو کے آیا ایک جھیل پر آکر آہو چوکڑی بھولا ذرا ٹہرا کا تھا کہ شاہزادے نے قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی نکالا پلک جھپکتے جھپکتے بحر کمان مین پیوست کیا ادھر سے سر کمان کا کڑکا تیر پہلو کو آہو کے توڑ کر باہر نکلا آہو تڑپا گر ا ایرج نوجوان پسینے پسینے ہو گیا تھا مرکب بھی ہانپ رہا تھا ایرج نوجوان ٹہلنے لگا بند قبا کھلے ہوئے خود زرین کج اس شان سے زیر نخل ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے بونڈلا گرد کا اٹھا نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک آہو بھاگا ہوا چلا آتا ہی مگر پٹھے پر تیر لگا ہوا ہی عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ تیرا دچھا پڑا سامنے سے کسی شکاری کے بھاگ نکلا ہی ناگاہ سامنے سے ایرج نوجوان کے گذرا شاہزادے نے اٹھا کمان تیر اسکو بھی لگایا آہو گر پڑا ایرج نوجوان نے اسکو بھی خوشی سے ذبح کیا تیر پٹھے سے نکالا دیکھا عجب پیکان آبدار ہی دل کو لبھاتا ہی مثل تیر مژگان محبوب دل کو برماتا ہی نگینے جواہر اعلی کے پیکان پر نصب ہین نام بھی کسی کا کندہ ہی رومال سے خون کو پاک کیا قصد کیا نام پڑھون ترکش سینے مین چھپا لون کہ ایک کڑکے کی سم مرکب کے صدا بلند ہوئی سر اٹھا کر دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش بر جھا ترچھا کنوتی پر مرکب کے گھوڑے کو اڑاتا ہوئے مگر چوکتا چہار جانب دیکھتا ہوا جیسے کوئی کسی کی تلاش مین ہوتا ہی نقابدار نے نگاہ اٹھا کر اس جانب دیکھا تیر اپنا ہاتھ مین اس

شہریار کے پایا آہو اپنا پڑا ہوا دیکھا نہایت غصہ آیا غصے مین گھوڑے سے کود پڑا کہا او شخص تونے کچھ بادولت کا خوف نہ کیا ہمارے شکار پر ہاتھ ڈالدیا ایرج نوجوان نے مسکرا کے جواب دیا آپ اسقدر غصہ کیون کرتے ہین تشریف لایئے اپنا آہو اُٹھا لیجایئے نقابدار غصے مین کانپنے لگا کہا کیا مین پارچۂ گوشت کا محتاج ہون صاحب تخت و تاج ہون میرا مزہ کھودیا پہر بہرے مین اسکے تعاقب مین تھا اتفاق سے تیرا اُچھا پڑا تونے کیون شکار کرلیا ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ اب تو تیر ! را خطا ہوئی کچھ سزا دیجیے بس اب بہتر یہ ہی کہ اپنی راہ لیجیے یہ کلمہ سُنکر نقابدار مثل شعلۂ جوالہ غصے سے کانپنے لگا پنجہ بیمثال کمر سے کھینچا پیترہ بدل کے ایرج نوجوان پر ہاتھ لگایا ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر نفون سپہ گری تھپکی دی تلوار پٹ پڑی ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ذرا جو فشردہ کیا پنجہ ہاتھ سے نقابدار کے نکل گیا شہزادہ ایرج نے دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈالا ہاتھ شکم پر پہونچا گرمی جسم کی نرمی ہاتھ کو پائی گئی مگر ایرج نوجوان کو غصہ از حد تھا کچھ خیال نہ کیا نعرۂ تکبیر بلند کرکے اُٹھایا کہ چوبند نقاب ٹوٹ گیا معلوم ہوا کہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا زمین پر روشنی ہوئی ہالہ بڑ گیا شعر

اُٹھا اُسکے چہرے سے جسدم نقاب ٭ گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب ٭ ایرج نے گھبرا کر سر اُٹھا کر دیکھا دلمین خیال آیا کہ کیا یہ شجر نخل وادی ایمن ہی زمین مثل طور روشن ہی نگاہ جو چہرے پر پڑی دیکھا ایک حور مثال پری تمثال خورشید جمال عارض انور رشک قمر چشم جادو خال ہندو بہ چند چہرہ تقریر

نمال خال خال ہین اگر چند ہین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین بھر پا

ابر ہو جسطرح سے گرد قمر
چشم مستانہ وار حد سے سوا
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن
ایسے خنجر تھے ابروے کافر
ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
گورے گورے وہ عارض بیخبر
صاف منھ پر طمانچہ پڑجائے

ہوے خوشرنگ پیچ کھاتے تھے
لال ڈورے کھنچے کھنچا نقشا
طاق ابرو کا مرتبہ ہی سوا
زخم جنکے کبھی نہون ظاہر
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین
رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
رنگ گل گر مقابلے کو آے

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر
سانپ جسطرح غصے مین ہووے
قاتل خلق و کافر پُرفن
جنکی مشتاق ہووے خلق خدا
یہ بھی کہتے ہین بعض نکتہ ہین
یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
مہِ کامل جو اُنسے لڑجائے
ہی یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھائے

پتلے پتلے وہ ہونٹھ پانسے لال
زرد ہو جاے جنکو دیکھکے لعل
دہن تنگ حقۂ گوہر
یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر
وہ گلا یار کا صراحی دار
پتلی پتلی رگون کا جس سے اُبھار
لوح سیمین وہ سینۂ پُر نور
صاف و شفاف مثل سینۂ حور
اُبھری اُبھری وہ چھاتیان اُبھر
قبۂ نور جسکو سمجھے بشر
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے
تو لگا لے وہ اپنے سینے سے
وصف موے کمر ہی حد سے فزون
درد سر ہو جو موشگافی کرون
وہم روشن نے کچھ لگاکے پتا
تار خط شعاع مہر کہا
طبع نازک نے بھید یہ پایا
آئینے مین شکم کے بال آیا
ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور
یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
پائجامے مین یون ہین جلوہ فگن
شمع فانوس جیسے ہو روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا
ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا
قد تعریف مین ہی حیرانی
کلک قدرت کہون کہ سرو سہی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

اس حُسن دلفریب پر جو نگاہ ایرج نوجوان کی پڑی کمان خانۂ ابرو مین تیر ولولۂ مژگان آمادۂ خونریزی عاشقان سینے پر ایرج کے پڑے تا بہ سوفار غرق ہو گئے ایرج نوجوان کا جسم تھرانے لگا رعب حُسن و جمال سے غش آنے لگا ہر چند چاہا ضبط کرون بیچ آرزو سے اپنے قاتل کو نہ چھوڑون لیکن نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹ گیا یارا ے ضبط نہ رہا اتنا صرف مُنھ سے نکلا بیت مرا کشتی و تکبیر گفتی * عجب سنگین دلی اللہ اکبر * اس جوش و خروش سے صرف اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بخت سیہ کا سامنا ہوا تڑپکر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا یہ عاشق کُش ہاتھ سے ایرج نوجوان کے چھوٹ کر زمین پر گری یا خداوند لقا کہکر سنبھلی نگاہ جمال بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی دیکھا ایک جوان شیردل سلاح جنگی سے آراستہ جوان نوخاستہ فرو شوکت چہرے سے ہویدا آثار جلالت ناصیہ سے پیدا چہرہ آفتاب عالمتاب دونون عارض پھول سے زلفون مین پیچ و تاب پریشانی ظاہر فن جرأت سے ماہر اس محبوب یکتا کے بھی مُنھ سے بے اختیار آہ نکل گئی قصد ہوا سر اُٹھا کر زانو پر رکھون حیا مانع ہوئی نقیب غرور نے آواز دور باش دی آنکھون نے چشمک کی ٹھہر گئی کبھی ہٹتی تھی کبھی قریب آتی تھی گھبرائی ہوئی تھی دلمین کہتی تھی کیونکر اسکو ہوش مین لاؤن اپنا حال دل سناؤن اسی خیال پر ملال مین مثل آئینہ حیران

بشکل زلف پریشان عشق کی نیرنگیان آہ شرر افشان زبان پر طپش قلب سے کہتی ہی الامان الامان آخر ضبط نہو سکا اُسی فرش خاک پر بیٹھ گئی اچھی طرح نگاہ غور سے صورت دیکھی اور زیادہ تڑپی پھڑکی سرزمین سے اُٹھایا ہی اس ارادے پر کہ زانو پر رکھون اس بیمار چشم کی مسیحائی کرون کہ سامنے سے بونڈ لا گرد کا اُڑا دیکھا دور سے ایک عیار طرار خنجر گذار جھپٹا ہوا اسی جانب آتا ہی حقیقت مین شاپور شیردل تعاقب مین اپنے آقا کے جستجو کنان مثل باد صرصر پھر رہا ہی اُسوقت یہ نازنین گھبرا گئی نقاب چہرے پر آراستہ کی بتعجیل گھوڑے پر سوار ہوئی ایک جانب چلی مگر پھر پھر کے دیکھتی ہوئی گھوڑا اُڑا کے نکل گئی اس نوگرفتار کا ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر شاپور شیردل نے دور سے مرکب اپنے آقا کا دیکھا کہ کوتل چرا مین مصروف ہی کلیجہ غم سے پھٹ گیا دل سے کہنے لگا خداوندا یہ کیا ہوا میرے شہریار پر یہ کیا معرکہ گذرا مثل ہوا کے دوڑا ہوا آیا اب جو قریب پہونچا دیکھا ایرج نوجوان دھوپ مین ریتی پر پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہی ہائے آقا کہکر زمین پر گر پڑا اور پھر اُٹھکر چھاگل مین پانی لایا منھ پر چھینٹا دیا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی شاپور شیردل نے گھبرا کر پوچھا اے شہریار خیر تو ہی ایرج نوجوان نے جواب دیا نظم

نہ پائی زخم کی لذت ہوس دلمین رہی دلکی　　پڑی میرے بدن پر بنکے بجلی تیغ قاتل کی
کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رک رک کر　　صراحی تھی سرو ہی بہر حلق خشک قاتل کی
چھری پھرتی ہی ذوق قتل مین مانع ہی کیون شارع　　غضب ہوگی مرے حق مین عدالت شاہ عادل کی
کرے شمع جمال یار روشن شاید اسکو بھی　　کبھی تو کام آئیگی اندھیری خانۂ دل کی
شب مرقد ہی شب فرقت مین دن روز قیامت کا　　ہر اک ساعت ہی آفت کی گھڑی ہی ہر یک مشکل کی

کمال شوق ہی دیدار یار تھوڑا اہی
عروج و وقفۂ جوش بہار تھوڑا اہی
شب وصال بہت کم ہی پوچھتے کیا ہو
مری نظر مین بھی دلکا وقار تھوڑا اہی

دگر　زیادہ صبر ہی اور اختیار تھوڑا اہی
ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھونکو
کہ میرے سینے مین دم اے نگار تھوڑا اہی

سحر کو غنچہ کھلا دو پہر ڈھلے سوکھا
بہت یہ کہتے تھے دلمین غبار تھوڑا اہی
نگاہ کم سے جو دیکھا ہی یار سرکش نے

شاپور حیران ہوا کہ مین نے کیا پوچھا یہ کیا ارشاد ہوا مین کچھ نہ سمجھا دوبارہ پوچھا کیون اے شہریار کیا کسی دشمن سے مقابلہ ہوا دشمنون کے کیا کوئی زخم آگیا جب مین یہان آیا تھا تو حضور بیہوش پڑے ہوئے تھے ظاہر مین تو کوئی زخم نہین معلوم ہوتا ہی ایرج نوجوان ایسا مبہوت ہی کہ

شاپور شیر دل کو کچھ جواب نہ دیا اک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی آپ ہی آپ پکار اُٹھا اشعار

کچھ تمنا مین جو تھین دل سے نکلنے کے لیے / اشک حسرت وہ بنین آنکھ سے ڈھلنے کے لیے
شغل اگر ڈھونڈھنے ہو جی کے بہلنے کے لیے / دل مین آ بیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے
رہبر جلوہ گہ یار جو تو ہوا ای شوق / ابھی موجود ہون آنکھین مری چلنے کے لیے
شکوہ ہی برق تجلی سے کہ ادنیٰ انصاف / ہم ہون منھ دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے
ناز کی دیکھون بٹھا لیتی ہی کیونکر تمکو / وے تو دو ہاتھ مین ہاتھ اُٹھکے سنبھلنے کے لیے
پاس آ بیٹھے تھے یا کھنچنے لگے مجھسے وہ دور / اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے
ہم ازل ہی مین پکارے جو ملا بخت سیاہ / یہ بلا آئی ہی سر پر سے نہ ٹلنے کے لیے
دل مین آتا ہی جگر سے تو جگر مین دل سے / درد اُٹھتا ہی ذرا آج ٹہلنے کے لیے
کر چکی منظری یار کی گو کام تمام / جان باقی ہی کچھ آنکھون سے نکلنے کے لیے
دست دلبر مرے سینے سے رہین وصل مین دور / دل تو موجود ہی دو ہاتھ اُچھلنے کے لیے
داغ کہتا ہی چراغ شب فرقت سے مرا / ٹھنڈے ہونے کے لیے تو ہی مین جلنے کے لیے
کس فسون ساز سے جاتے ہو اڑانے آنکھین / جتنے جادو ہین وہ سب ساتھ ہین چلنے کے لیے
دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہین / کبھی اُٹھتا ہی تو اُن تلوون سے ملنے کے لیے
اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لاتے نہین ساتھ / دھوپ مین کوچۂ محبوب مین جلنے کے لیے
ہین پڑے اُسکی دم نزع جو تم آنکلو / موت سے بگڑی ہی جس دم کے نکلنے کے لیے
پیار سے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہین / اُس سے گرویدہ ہون تقدیر بدلنے کے لیے

شاپور بدحواس پریشان ہوکر قدمون سے لپٹ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ آقا برائے خدا ہوش مین آیئے کچھ حال دل فرمایئے یہ کیا معرکہ ہی دشمنون کو جنون ہوا ہی ایک ایک کلمہ تیر دلدوز ہی غلام کو سننے کی طاقت نہین باقی ہی مین اپنے کو ہلاک کرونگا گلا کاٹ کر مر جاؤنگا کونسا امر ایسا ہی کہ جس سے غلام سے پردہ ہی مین قدیم تابعدار ہون عاشق زار ہون ایک ساتھ پیدا ہوئے کیا حضور کی کہین طبیعت مائل ہوئی اگر یہ راز ہو تو بھی غلام سے فرمایئے جیسا کچھ کہ فنون عیاری ہین قبلہ و کعبہ نے تعلیم فرمایا ہی عیاری مین کسی صاحب نے یہ کمال نہین پایا ہی

اگر معشوق حضور کا آسمان پر ہوگا تو مین ابھی اپنے کو مثل دعا پہونچاؤنگا اگر تحت ثریٰ مین ہوگا
تو مثل قطرۂ آب جذب ہوجاؤنگا مگر آپ کے معشوق کو آپ سے لا ملاؤنگا یا کوئی مقدمہ جانبازی
وسرفروشی ہو ابھی جرأت اپنی دکھائین قدمون پر تصدق ہوجائین جب اسطرح محبت وشفقت
شاپور شیردل پیش آیا مژدۂ وصل محبوب بھی سنایا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی کہا ای یار
وفادار مونس وغمگسار کیا حال بتاؤن واسطے شکار کے آیا خود شکار ہوا تیر عشق کلیجے کے پار ہوا
ابھی ایک غارتگر دین وایمان کا سامنا ہوا متاع صبر وقرار لوٹ لے گیا بخت رسا کی نارسائی ہوئی
سلطان عشق کی اقلیم دل پر چڑھائی ہوئی اگر جانتا کہ ایسا قتال عالم ہی جب اُسنے نیچے کا ہاتھ لگایا
تھا مین نہ روکتا سر جھکا دیتا عرض کرتا مطلع ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا بہ
سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہمسے اپنی گردن کا کیا کہون خطاوار ہون مجبور وناچار ہون ایک جلوۂ
نور عارض انور سے مثل حضرت موسیٰ بیہوش ہوا وہ اس عرصے مین دل لیکر روپوش ہوا اگر وہ صورت
زیبا طلعت جہان آرا نہ دیکھونگا سر پٹک پٹک کے مرجاؤنگا ای برادر جاے رحم ہی اُس محبوب جانی
یار جادوانی کا پتا لگادو یا ہمین اُس تک پہونچادو شاپور شیردل نے عرض کی مین جان ودل سے
حاضر ہون ضرور جستجو کرونگا چلیے بارگاہ مین تشریف لیچلیے آپکے والد نامدار جد عالیمقدار وسرداران
جان نثار بیقرار ہونگے حضور نے صاحبقران سے جلد واپس ہونے کا وعدہ کیا تھا دن اب
قلیل ہی اس مقام پر ٹھہرنا بیکار ہی ایرج نوجوان نے کہا ای بھائی اس مقام پر اُس ماہتاباں
کو دیکھا ہی اس آرزو پر زندہ ہون کہ شاید وہ مسیحاے زمان پھر تشریف لائے اپنے بیمار کی عیادت
کرے یہان سے دو قدم جاؤنگا روح قالب سے پھڑک کر نکل جائیگی طبیعت اپنی بھی تسکین نپائیگی
یہان بیقراری کو قرار ہی معشوق خوبرو کا انتظار ہی یہ باتین تھین کہ سامنے سے بہلیے قراول کچھ سوار
کچھ پیدل سامنے سے نمایان ہوئے شاپور شیردل نے آگے بڑھکے اُن لوگون سے کہا جلد جاؤ بارگاہ
جو شکارگاہ مین ساتھ آئی تھی اُسکو لاؤ اسی مقام پر استادہ کرو آج شاہزادۂ عالم اسی مقام پر قیام
فرمائینگے کارگزار گئے فوراً بارگاہ لائے مگر حیران تھے کہ اس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین کیون اقرِان
شب کو انتظام کرتے ہین بعض نے بڑھ کے عرض بھی کیا ایرج نوجوان یاد محبوب مین مبہوت بیٹھا تھا
کچھ جواب نہ دیا مگر شاپور شیردل نے بعجلت تمام بارگاہ فلک اشتباہ اُسی خارستان مین نصب

گرائی شاہزادہ فرش خاک سے نہ اُٹھتا تھا لیکن شاپور بمنت بارگاہ مین لایا ایرج نوجوان نے شاپور شیردل کے گلے مین ہاتھ ڈالکر بمحبت کہا کہ بھائی جلد جاؤ جسطرح ہو سکے اُس محبوب جانی یار جادوانی کو ہم تک لاؤ اگر ہماری زندگی منظور ہی تو عرصہ نہ کرو شاپور شیردل اس جوش و خروش کو دیکھکر گھبرایا دست بستہ عرض کیا ای شاہزادۂ والاقدر بے پتہ بے نشان کہان جاؤن دو چار روز صبر فرمائیے انشاء اللہ غلام ضرور تدبیر کریگا نام دو چار روز کا سُنکر ایرج نوجوان نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی گریبان پر ہاتھ ڈالا بیقراری مین چلّایا مسدس

فراق مین یہ غم بیحساب ہی دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہی دلکو
کہ زندگی کی طرف سے جواب ہی دل کو
خیال یار مین کیا اضطراب ہی دل کو
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی طپش سے گھبراؤن
خیال یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن
خلاف وضع ہی گر کچھ زبان پر لاؤن
غضب مین جان ہی کس سے کہون کہان جاؤن
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

وصال یار کی کرتا ہون سیکڑون گھاتین
بنایا کرتا ہون بیٹھا سحر تلک باتین
نصیب ہوتی نہین لطف کی ملاقاتین
تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین ہجر کی راتین
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہی حال تباہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کی طرح شام و پگاہ
کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا آہ
پڑی ہی جان حزین کس بلا مین یا اللہ
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق مین مری کیسی اُلٹ گئی تقدیر
اثر ہی نالے مین بالکل نہ آہ مین تاثیر

کسی طرح سے نہین رام ہوتا وہ بے پیر — لبون پہ دم ہی خدایا کرون مین کیا تدبیر
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی — سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
جو اُس سے کہیے تو وہ گالیان سُناتا ہی — خموش رہیے تو مُنھ کو کلیجہ آتا ہی
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

وصال یار میسر کہان اَمانت کو — سدا فراق مین دکھاطپان امانت کو
ستایا کرتا ہی درد نہان اَمانت کو — ہمیشہ ہی یہی ورد زبان امانت کو
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

یہ اشعار مسدس پڑھکر ایرج نوجوان روتا ہوا اُٹھا اور کہا ای برادر مصیبت مین کون کسی کا شریک ہوتا ہی ہم خود جاکر اپنے معشوق کو تلاش کرینگے کوہ و دشت مین دیوانہ وار پھرینگے آخر رہبری حضرت عشق سے کوے محبوب کا راستہ ملیگا کبھی تو غنچۂ پژمردۂ خاطر کھلیگا بموجب شعر کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من ✣ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ✣ شاپور شیر دل یہ ولولۂ ایرج نوجوان دیکھکر خود بھی رونے لگا قدمون پر سر رکھدیا عرض کی آقا لاکھ جانین غلام کی ایک ناخن پاے حضور پر نثار ہین مین بھلا حضور کو یکہ و تنہا جانے دونگا حضور تشریف رکھین مین تدبیر کرتا ہون غرض بمنت و سماجت ایرج کو بٹھایا اس عرصے مین شام محنت انجام نے مُنھ دکھایا آفتاب عالمتاب غم مین اُس عاشق بیتاب کے بارنگ زرد چادر نورانی شب کو چہرے پر کھینچکر داخل سیاہ خانۂ مغرب ہوا ✣ بیت ✣ چو زرین علم شد ز عالم نہان ✣ شب قیر گون سر زد از قیرد ان ✣ ملازمون نے بتعجیل تمام شمع ہاے مومی و کافوری روشن کین مگر ایرج نوجوان کو بخت سیاہ کا سامنا تھا اور زیادہ اندھیرا آنکھون مین چھا گیا کہا بھائی شاپور اس رنجور کے درد دل کا علاج کرو تمنے اقرار کیا ہی براے جستجوے یار متوجہ ہو شاپور نے عرض کی

حضور اس پردۂ شب تاریک مین کہان جاؤن شب بھر کی مہلت دیجیے صبح کو انشاء اللہ نشان معشوق مطلوب غلام سے لیجیے ایک امر کا عرض کرنا واجب ولازم ہی کہ آپ صاحبقران زمان سے دن بھر کا وعدہ کر کے تشریف لائے تھے ایک عرضی عذر غیر حاضری مین لکھکر روانہ فرمائیے آپ سے صاحبقران وشاہزادۂ خاور سیاہ ورستم پیلتن نہایت محبت قلبی رکھتے ہین ایسا نہو کہ سب صاحب جوش الفت مین اسی مقام پر چلے آئین پھر آپ کو کچھ نہ بن پڑیگا ہمراہ اُنکے جانا ہوگا اور پہلے غلام خوب سمجھ چکا ہی کہ طاقت صبر آپ مین نہین ہی بیشک اگر وہان جائیےگا باعث ہلاکت ہوگا ایرج نوجوان نے کہا بھائی تمکو اختیار ہی جو چاہے لکھکر خدمت صاحبقران مین بھیجو لیکن جسطرح ہو سکے میری معشوقہ سے مجکو ملا دو شاپور نے ایک عرضی کچھ عذرات عدم حاضری کی لکھکر ایک سوار کو دی کہ جلد جاکر ہاتھ مین ہمارے افسر جواہر بن عمرو کے دیدینا وہ جانشین خواجہ عمرو ہین موقع اور محل دیکھکر بخدمت صاحبقران پیش کرینگے سوار یہ سنکے اور عرضی لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاپور شیردل ایرج نوجوان کو سمجھانے لگا کہ ای آقای نامدار نہایت مشکل ہی ہرچند کہ حضور نے تقریر مین تصویر حسن دلفریب ملکۂ عالم دکھائی ہو لیکن صاحبان عصمت وعفت شاہزادیان وزیرزادیان تاجربچیان بازار مین نہین بیٹھی ہین کہ اسوقت غلام دیکھے اور عقل سے پہچانے تدبیر کر کے فکر وصال کرے اور حضور کے دل کا رنج وملال دور کرے مگر البتہ کسی محل مین کنیز بنکر جاؤنگا کہین اپنے تئین دلالہ بناؤنگا جب یون خانہ بخانہ پھرونگا تب وہ گوہر دریاے خوبی بصد جستجو ہاتھ آئیگا مگر یہ غلام ضرور عرض کرتا ہی کہ جان اپنی مٹاؤنگا اُس طائر عنقاے معدوم کو دام تزویر مین پھنساؤنگا اور انشاء اللہ عنایت سے جامع المتفرقین کی ایک مسند پر آپ کو اور اُس شاہزادی کو بٹھاؤنگا بعنایت صناع ماہ ومہر برج خیمے مین قران السعدین ہوگا روح کو راحت دل کو حضور کے چین ہوگا یہ مژدۂ جان بخش جب شاپور شیردل نے سُنایا تو ایرج نوجوان پژمردہ خاطر تھا مثل گل شگفتہ ہوگیا بے اختیار فرمایا نظم

تو نے ایسی خبر سنائی ہی — ای مسیحا مین تیرے منھ کے نثار
تن بیجان مین جان آئی ہی — ہی یہ تدبیر خوش پے بیمار
مگر ای بھائی یہ کالی رات کیونکر کٹے گی دیو شب غم کا سامنا ہی یقین ہی کہ مجکو ہلاک کریگا قصہ پاک کریگا اشعار مصنف

سیاہی شب فرقت کوئی بدل نہ سکا
چراغ بھی مرے تاریک گھر مین جل نہ سکا
ملی کلام کی طاقت نہ خونفشانون کو
دہان زخم سے کوئی سخن نکل نہ سکا

دیگر
بلا ہی مری شام فرقت نہین
پری ہو تو کیا آدمیت نہین
کہا اُسنے جب سُن لو دلکی لگی
نہین اپنے مرنے کی فرصت نہین
تڑپتے کبھی آکے دیکھو ہمین

کہ جسکی سحر تا قیامت نہین
لحاظ و وفا پاس الفت نہین
کہا پھر کبھی آج فرصت نہین
نکلتی نہین جان کیون ہجر مین
اُن آنکھون سے جنمین مروت نہین

مجھ ایسے بشر سے محبت نہین
بتو تمہین ذرا آدمیت نہین
کسی کی عیادت کرین خاک ہم
کوئی میرے دلکی یہ حسرت نہین
شاپور شیر دل نے دیکھا جنون

ترقی پر ہی آتش عشق شعلہ ور ہی اب نصیحت سے بچنا دشوار ہی ایسے دیوانے کو سمجھانا بیکار ہی بقول شاعر شعر مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو پہ مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے ٭ یہ خیال کرکے شاپور نے عرض کیا غلام ابھی جاتا ہی پتا لگاتا ہی مگر حضور اپنے دلکو سنبھالین کھانا تیار ہی نوش کرین غلام کو خوف ہی افشاے راز کا یہ دس دس ملازم جو ساتھ ہین اگر سرکار کو بیقرار پائینگے فوراً جاکر امیر باتوقیر کو خبر پہونچائینگے وہ متردد و متوحش ہوکر دوڑے آئینگے ایرج نوجوان نے کہا اے یار وفادار و اے مونس وغمگسار جو تیری خوشی مین خاموش بیٹھا رہونگا کچھ منھ سے نکہونگا مگر کھانے سے معاف رکھو لذت طعام خوان پر الوان حضرت عشق سے سیر ہون پانی کی خواہش نہین کھانے کی کاہش نہین یہ کہکر جلدی سے آنسو پونچھ ڈالے اور کہا بسم اللہ جاو جستجو کرو شاپور شیر دل نے اُسی وقت لباس عیاری جسم پر آراستہ کیا سمت کا پتا پوچھا کہ وہ قاتل عالم کس طرف سے آیا تھا ایرج نے تمام کمال کہہ سنایا شاپور نے تقریر ایرج نوجوان سے تصویر اُس معشوقہ کی صفحۂ دل پر کھینچلی اور اُسی شب تیرہ و تار مین جستجو کرتا ہوا چلا اسکا حال آیندہ تحریر کیا جائیگا اب دو کلمہ اُس گرفتار زندان محبت و آشفتہ وادی اُلفت یعنی حال اُس مہ جبین مہر تمکین کا بیان کیا جاتا ہی اول تحریر کیا گیا ہی کہ فولاد فولاد شکن کوہی جو براے مدد لقا آیا ہی اور باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اپنے ناموس کو اُتارا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اسکی دختر ہمیشہ سے شکار کی عادی ہی حصول فنون سپہ گری کی پیروی ہی اس کیفیت سے باپ اسکا ماہر ہی اسکی جرأت اور مرد کے نام سے نفرت بخوبی ظاہر ہی اُسی دن باپ سے

پوچھکر مع چند کنیزان خوش سیر براے شکار صحرا مین آئی خود شکار ہوئی یعنی واسطے آہو کے جاکر ایرج نوجوان سے بگڑنا اور ایرج کا اُسکو اُٹھاکر فرط محبت سے بیہوش ہوجانا اور اُسکا قصد کرنا کہ اپنے کشتۂ تیغ ابرو کا علاج کرون سر اُٹھاکر زانون پر دھرون مگر آمد شاپور شیر دل دیکھکر محجوب و شرمسار نالان و بیقرار و اشکبار حیران و مضطر اپنی کنیزون مین آکر پہونچی سب نے پوچھا واری شکار کیا ہوا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش دل مین محبت کا جوش تصویر خیالی ایرج نوجوان آنکھون کے سامنے پھر رہی دل سے کہتی ہی ہاے نہین معلوم اُس جوان رعنا پر اس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین کیا گذری ہوگی نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس نہ غمگسار ہے یکہ و تنہا خدانخواستہ دشمنون کے کان بہرے خاک تیرے مُنھ مین اگر کسی درندے کا گذر ہوا ہوگا اُسکے دشمنون کو کھا گیا ہوگا وہ عیار نہین معلوم کون تھا راہ راہ جاتا تھا ہاے تو کیون گھبرا گئی بدحواس ہوکر چلی آئی کاش ایک چھینٹا پانی کا دیکر ہوش مین لاتی یا گل عارض پر اشک حسرت ٹپکاتی دل مین پیچ و تاب اپنے اوپر عتاب کبھی گھوڑے کو روک لیتی تھی اور چاہتی تھی کہ اُسی طرف جاؤن دور سے دیکھ تو آؤن ہوشیار ہوا یا بیہوش پڑا ہی اگر ہوشیار ہوا ہوگا مجکو بے پردہ دیکھ چکا ہی یقین تو ہی کہ وہ بھی میرے عشق مین بیقرار ہوگا مگر وہ تو خود معشوق طرحدار ہی خود سیکڑون اُسپر مرتے ہونگے خدا معلوم کہان کہان پیغام و سلام ہوگا ای سیمین عذار صنوبر قد ایسے ہرجائی کا خیال بیکار ہی نہین معلوم کس خاندان کا وہ عالیوقار ہی اسی پریشانی مین تا بہ در باغ پہونچی گھوڑے سے اُتری اندر باغ کے آئی مگر طپش دل ترقی پر حیران و پریشان حزین و مضطر بارہ دری مین آکر سلاح جسم سے دور کیے تلوار کہین سپر کہین پھینکی لباس مردانہ دور کیا پوشاک زنانی زیب جسم کرکے مسند پر سر جھکاکر بیٹھی دن تو قلیل تھا بمشکل کٹا اب شام فراق کا سامنا ہوا جب صیاد آفتاب نے صیدگاہ صحراے سبزہ زار جہان سے دام تار شعاع کو بہزار آب و تاب کھینچکر لپیٹا اور طائر دل ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو گرفتار پنجۂ شہباز عشق دیکھکر دانۂ ضیا بصد صفا اس نخچیرگاہ عالم سے سراسر سمیٹا اور بوجہ کسل راہ راحت کا مائل ہوا محل مغرب مین جلد داخل ہوا اور فراش پیر فلک نے رداے ظلمت شکارگاہ میدان بیابان دنیا مین بتعجیل تمام بچھائی ہر طرف مانند ابر تیرہ و تاریک تاریکی چھائی بموجب مصرع وہ تاریکی کہ ڈر جائے شب دیجور بھی +

محیط عالم جہان ہوئی یکایک وہ حریق آتش فراق غریق لجۂ اشتیاق ایسی تاریکی کو دیکھکر گھبرائی چہار جانب اندھیرا تھا ضیاے مہر بے مہر نے دنیا سے منھ پھیرا تھا وہ شب مثل دل کافر تیرہ وتاریک تھی ظلمت پردۂ ظلمات مثال اس شب کی ٹھیک تھی فلک پر ماہ تابان نہ تھا رال کا گولا عیان تھا سیارون کو چھرے یا گولیان کہون یا خال چہرۂ زنگی سے مثال دون چہار سمت سناٹا ہو کا عالم دل پر ہجوم غم والم بخت سیاہ کا سامنا آنکھون کے نیچے یاد زلف جانان مین اندھیرا دل بیتاب مثل ماہی بے آب روح کو شکل گیسوے یار پیچ وتاب کنیزون نے شمع ہاے مومی و کافوری روشن کین مگر شعلہ اُنکا خوف تاریکی شب سے بلند ہوتا تھا چراغ کے پھول نہ گرتے تھے گویا اشک چشم سرمہ آگین تھے ملکہ نے گھبراکر کنیزون سے کہا کہ باہر جاؤ کیا مجکو قیدی بنایا ہی کیون گھیرا ہی کنیزین بھیانک ہوکر باہر گئین آپس مین کہتی تھین آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہی ایک کہتی تھی لو اکسی کے یاد گیسو مین سودا ہو گیا ہی مین پہلے ہی تاڑ گئی تھی کہ نگارگاہ مین کسی کے تیر مژگان سے زخمی ہوکر آئی ہین مثل صید خائف بدحواس ہین ہوش اُڑے ہوئے مضطر و پریشان ہونٹھ پپڑاے ہوئے تھے چشم نرگسی مین آنسو بھرے تھے پھر پھر کر کسی کو دیکھتی تھین ملکہ آج کسی پر ضرور مائل ہوئی کسی قتال کے تیغۂ ابرو کی گھائل ہوئی دوسری کنیز مین بولی اری چپ رہ ملکہ سُن لیگی تو ناک چوٹی کاٹی جائیگی تو بدزبانی کی سزا پائیگی ہماری ملکہ بیچاری بھولی بھالی عشق ومحبت کی باتون کو کیا جانے اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہی آٹھ پہر فنون سپہ گری مین بصد شوکت ہی سوسن تجکو بدزبانی کی بہت عادت ہی یہ سُنکے سوسن قہقہہ مار کر ہنسی کہا نگوڑی تو کیا جانے ہم کھیلے کھاے ہین عشق کے مزے اُٹھاے ہین اگر ملکہ کسی پر عاشق نہوئی ہون تو دوبی لکھتی ہون دیکھ دو چار روز مین یہ حال کھل جائیگا ہمارا کہنا پیش آئیگا پردے سے جھانک کے او نرگس دیکھ ے مثنوی پڑھ رہی ہین لیلی مجنون کا قصہ اُٹھایا ہی شیرین فرہاد کی تلاش ہی کنیزین تو اسی طرح بڑبڑا کر اپنی اپنی صحنچی مین جا بیٹھین مگر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو تنہائی پائی دل کو غم والم سے خالی کرنے لگی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی بے اختیار ہوکر پکاری نظم

جسدن سے ہوئی تری جدائی
ای باد صبا سوے دلارام
دیوانے پہ تیرے آفت آئی
لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
آوارہ ہون تیری جستجو مین

سرگشتہ ہون تیری آرزو مین	گھر بار تمام مجھسے چھوٹا	اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا

کبھی گھبرا کر کہتی ہی ای فلک کج رفتار و گردون غدار یہ کیا کجروی ہی ستارون سے مجھپر آنکھین نکالتا ہی ماہ تابان بھی مجکو آنکھہ دکھاتا ہی

ابیات

		جی مین ہی جائین نجد کے بن مین
قبر مجنون پہ جا کے بیٹھ رہین	اور کبھی دیکھکر سوے افلاک	کہتی ہی سرپہ اپنے ڈالکے خاک
ای فلک تونے کیا کیا مجھسے	میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے	کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی
ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہی	چارپائے پلنگ کے مجکو	چارپائے درندہ ہین ابتو
ہم ہین اور غم ترا ہی کیا کیجے	کون ہی کس سے حال دل کہیے	غرض یہ اشعار آبدار پڑھکر

بستر خواب پر تڑپ اور پھڑک رہی تھی کہ غنچہ دہن وزیرزادی باغ مین پھرتے پھرتے قریب بارہ دری کے آئی ہچکیان لینے کی صدا سُنی دوڑ کر اندر بارہ دری کے پہونچی دیکھا کہ ملکہ زار مثل ابر نوبہار رو رہی ہی جان اپنی کھو رہی ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی وزیرزادی کو جو آتے دیکھا دُلائی مُنھہ سے لپیٹ کر اپنے تئین پلنگ پر گرا دیا غنچہ دہن مُنھہ پیٹنے لگی اور کہنے لگی کہ ہی واری یہ حضور کا کیا حال ہی آئینۂ دل پر کیون گرد ملال ہی ای ملکہ کدھر خیال ہی لونڈی کو تو ذرا آگاہ کیجیے سر کے نیچے ملکہ کے ہاتھ دیکر بہ شفقت اُٹھایا قدمون سے لپٹ کر رونے لگی اور عرض کرنے لگی واری ﷲ بولیے زبان کھولیے جب غنچہ دہن نے بہت اصرار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر جھکا کر کہا غنچہ دہن جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو ہمکو نہ ستاؤ ہمارے کلیجے مین درد ہی سینہ پھکتا ہی بدن سن سناتا ہی غش چلا آتا ہی غنچہ دہن نے عرض کیا واری اس بہانے کو مین نہ مانونگی مجھسے مفصل فرمائیے دلکی کلیہ حقیقت بتائیے ملکہ نے کہا تو ناحق اُلجھتی ہی بیمار ہونے مین کسی کا اختیار ہی اور دل کی یہ حقیقت ہی تنہا بیٹھنے سے رغبت ہی صحبت سے ہم جنسون مین نفرت ہی لو یہ کیفیت ہی سُن چکین جاؤ ہرچند غنچہ دہن نے کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے راز دل نہ بتایا آخر غنچہ دہن ناچار ہو کر ایک صحنچی مین جا بیٹھی ملکہ پھر تڑپنے لگی اور یہ غزل قمر کی زبان پر لائی

غزل

حسرتین ہین شب تاریک ہی تنہائی ہی	
عاشق زلف پہ تیرے یہ بلا آئی ہی	کوئی مونس ہی نہ ہمدم ہی یہ تنہائی ہی
شب فرقت کی بلا سر پہ مرے آئی ہی	
ضبط کرتا ہون تو دل سینے مین گھبراتا ہی	جان دیتا ہون تو اُس شوخ کی رسوائی ہی
صورت نقش قدم ہوگیا آخر پامال	

چھوٹ کر تیرے قدم تسے سزا پائی ہی
وصل سے گر تمھین انکار ہی اچھا نہ سہی
آجکل خوب ہی اغیار کی بن آئی ہی
اہل اسلام سمجھتے ہین مجھے کافر کیش
گل شگفتہ ہین گلستانمین بہار آئی ہی
تیر دلدوز ہین راہ کے یہ قطرے تجھ بن
آیا سحر نے منھ اپنا دکھایا نظم
سحر ترکانہ قصد این حشم کرد

ہم اسیرون کو غرض کیا جو کھلے باغ مین گل
بوسہ دینے کی بھی کیا تمنے قسم کھائی ہی
بوسۂ زلف دوتا مانگتا ہون مین جسیم
دل لگانے کی بتون سے یہ سزا پائی ہی
بوسے اُس گل نے دیے صبح تو غنچے ای دل
ابر غم ہی کہ فلک پر یہ گھٹا چھائی ہی
دم صبح کہ فرزندان انجم
دم گرگ گشت گم و گلہ رم کرد

دل تپ مردہ کے نزدیک خزان آئی ہی
پاس سے میرے بگڑ کر جو گیا ہی وہ گل
ہنسکے زمانے مین دیوانہ ہی سودائی ہی
چھوڑ دے بلبل نالان کو خدارا صیاد
بعد مدت مری امید بر آئی ہی
تڑپتے تڑپتے جب دم لبون پر
شد ندا چشم یعقوب فلک گم
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اُٹھی

مگر رنگ چہرے کا فق دل مین قلق ادل غنچہ دہن وزیرزادی نے آکر سلام کیا چہرہ متغیر پایا اُسنے بھی بہت حال دل کی جستجو کی بہت وسماجت پوچھا مگر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا کنیزان ماہ رخسار وانیسین وجلیسین مصاحبین ہمراز ودمساز بھی گرد اگرد حاضر ہین کوئی آفتابہ لیکر دوڑی کسی نے سنگاردان لاکر حاضر کیا لیکن ملکہ مثل تصویر خاموش کسی سے کلام نہین کرتی ابیات

ہون تصور مین تیرے صورت تصویر لگی
میرا تابوت چلا تخت سلیمان کی طرح
جسم بے حس ہی مرا ایک بیجان کی طرح
ہر پر پروانے جنازے کو دیا ہی کاندھا
دل ہی دلمین سوز محبت سے شمع سان گھلتی ہی ہڈی ہڈی آتش

عشق سے جلتی ہی یکایک غلغلہ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہ آپ کے والد نامدار تشریف لاتے ہین اسقدر فولاد فولاد شکن کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے محبت ہی کہ بے دیکھے اُسکو چین نہین پڑتا ہی صبح کو خواب سے بیدار ہو کر پہلے بیٹی کو دیکھنے آتا ہی بعد اسکے دربار اقتا مین جاتا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو اپنے باپ کی آمد سُنی ناچار کلی کر کے ایک چھینٹا پانی کا مُنہ پر ڈال لیا ہر چند کہ بخوف افشاے راز عشق بہت اپنے کو آراستہ کیا مگر رنگ رو کو کیا کرے رات بھر مین چہرہ غم سے سُست گیا ہی یا تو چہرہ سُرخ وسفید تھا یا ظاہر ہوتا ہی کہ خون بالکل جسم مین نہین ملکہ نے جلدی سے آب روان کے ڈوپٹے پر سفید دولائی اوڑھی جو تہ کرکے سینے پر ڈال لی یا تو دربار تک پیشوائی کو باپ کی جاتی تھی آج بارہ دری سے اُترنے نہ پائی تھی کہ فولاد فولاد شکن آپہونچا واسطے سلام کے مثل ہلال شب اول خم ہوئی فولاد فولاد شکن نے بمحبت سر سینے سے لگایا بارہ دری

کی طرف چلا ملکہ چاہتی ہی باپ میرے چہرے پر نظر نہ کرے کبھی کنیزون کے آگے کبھی پیچھے اسطور
سے چلی مگر فولاد فولاد شکن نے مسند پر بیٹھکر آواز دی بیٹا سیمین عذار صنوبر قد ہمارے سامنے
آؤ ہم مشتاق ہین شکل دکھلاؤ اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد ناچار سامنے آئی سر جھکا کے بیٹھی
ناگاہ نگاہ جو فولاد فولاد شکن کی چہرۂ بے نظیر دختر پر پڑی عجب کیفیت دیکھی جیسے وقت سحر چاند
کا چہرہ فق ہوتا ہی یا رخ شمع مائل بزردی یا جیسے پھول گلاب کا حرارت آفتاب سے کمہلا جاتا ہی
فولاد فولاد شکن نے بے اختیار ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگا لیا اور گھبرا کر پوچھا ای نور نظر پارۂ جگر راحت
جان باعث تسکین دل وجان آج تمھارا مزاج کیسا ہی ملکہ باپ سے لپٹ کر رونے لگی کہ سینہ تمام
فولاد فولاد شکن کا اُسکے آنسوون سے تر ہو گیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا فولاد فولاد شکن طرف غنچہ دہن
کے متوجہ ہو کر پریشان ہوا کہ ارے وزیرزادی یہ کیا معرکہ ہی غنچہ دہن نے عرض کی حضور
لونڈی اسقدر آگاہ ہی کہ شب سے صاحبزادی کے سر مین درد ہی صندل مین نے رگڑ کر لگایا مگر یہ
درد سر نہ گیا حرارت بھی باطن مین ہو گی خاصہ بھی رات کو نوش نہین فرمایا کنیز رات بھر جاگی
ہی اب اسوقت اُٹھکر بیٹھی ہین بتر بدتیار ہوتی ہی پلاؤنگی فولاد فولاد شکن نے پوچھا آخر سبب کیا ہوا
غنچہ دہن نے عرض کیا کل شکار کرنے سے تغیر مزاج کا ظاہر ہوا ہی اس طرف کا صحرا نہایت
خوفناک ہی پُر از خس وخاشاک ہی آہو وغیرہ پر گھوڑا ڈالا پسینہ بھی آیا ہوا گرم صحرا کے پر ہوا
نے جسم نازک پر تاثیر کی ہی ظاہرا یہی باعث ناسازی مزاج معلوم ہوتا ہی فولاد فولاد شکن نے
یہ سنکر کہا بیٹا سیمین عذار صنوبر قد تمنے اس زمانے مین ورزش وغیرہ کم کر دی ہی یہی باعث ہی
نقاہت کا ابھی اُٹھنے اکتائے سے پر جاؤ ڈنڑ پیلو مگدر ہلاؤ دو چار حبشنون کو زور دلاؤ ابھی بخار اتر جائیگا
درد سر بھی جاتا رہیگا ملکہ ان باتون پر بھی سر جھکائے رہی کچھ جواب نہ دیا فولاد فولاد شکن جانتا ہی
کہ بیٹی صاحب شرم وحیا ہی پھر غنچہ دہن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای غنچہ دہن تو تو خود صاحب
سلیقہ ہی صحبت عیش وطیش آراستہ کر و سامان ناچ راگ رنگ مرتب ہو شعلہ رخسار ڈومنی
کو بلا بھیجو وہ بہت گرما گرم ہی خوب نقلین کرتی ہی روتے کو ہنساتی ہی ایسا گاتی ہی کہ مطربۂ فلک کو
شرماتی ہی غنچہ دہن نے عرض کیا بہت خوب اُسی وقت غنچہ دہن نے ایک حبشن کو حکم دیا
کہ شعلہ رخسار مع اُسکی ماما لالہ عذار کو مع ساز وسامان جلد لاؤ حبشن بموجب حکم گھوڑے پر

سوار ہوکے اُسطرف روانہ ہوئی فولاد فولادشکن نے کہا ای سوسن پکار کر حبشن سے کہدے آمون کے باغ کے پہلو مین شعلہ رخسار کا خیمہ ہی جب قریب پہونچے گی طبلے سارنگی کی آواز سے گی پتا خبردار فراموش نہ کرنا وہین جانا کنیز نے بڑھکر حبشن کو بخوبی پتا بھی سمجھا دیا فولاد فولادشکن بعد تھوڑی دیر کے یہ کہکر اُٹھا کہ لو نور نظر اب ہم دربار خداوندی مین جاتے ہین پانچ چھ روز دعوت کے اور باقی ہین اس سے فراغت پاکے طبل جنگی بجواؤنگا ایک ہی دن مین خاتمہ کردونگا زبانی شیطان درگاہ خداوند لقا کے سُنا ہی کہ حمزہ تو بڈھا ہوگیا ہی مگر دو جوان آج کل صاحب شوکت ولیاقت لشکر حمزہ مین ہین نور الدہر بن بدیع الزمان و نور نگاہ قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان معلوم ہوا کہ دونون کی تلوار کی دھاک ہی اگران دونون کو مارا تو لشکر حمزہ کا قصہ پاک ہی اور ایرج نوجوان کا نام اس وجہ سے زیادہ روشن ہوا ہی کوئی طلسم تھا موسوم بہ طلسم آئینہ اُسکو اسنے جاکر بڑی صفائی سے توڑ فتح کرکے آیا اُس روز شاید جنگ مغلوبہ تھی چند کوہی ذلیل حقیر لشکر صاحبقران سے لڑ رہے تھے اور کوئی جادوگر بھی طرف سے شہنشاہ افراسیاب جادو کے آیا تھا ساحر نے سحر کیا تھا مسلمان تباہی مین تھے اُسوقت یہ جوان بصد شوکت وشان مع ساحران طلسم کے آیا یہ بھی مشہور ہی کہ بادشاہ طلسم آئینے کی دختر اسپر عاشق ہوگئی تھی اُسنے ساحر بھی کچھ ساتھ کردیے تھے اور کوئی تیغ طلسمی بھی پاس تھا اسوجہ سے وہ ساحر بھی مارا گیا شاید کوئی کوہی بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوا اُسدن سے ملک جی نے ایرج نوجوان کی جرأت کی بڑی دھوم مچائی ہی اور زیادہ باعث ایرج نوجوان کی تعریف کا یہ ہی کہ قدرت کا نواسا ہی نام ایرج نوجوان کا جو فولاد فولادشکن کی زبان سے نکلا بے اختیار ملکہ کے قلب کو تازگی حاصل ہوئی آنکھون مین روشنی آگئی حقیقت مین دلکو دل سے راہ ہوتی ہی نام معشوق کا طپش قلب عاشق کو کھوتا ہی بقول شاعر۔ دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ❊ از سوے کینہ کینہ و وازسوے مہر مہر ❊ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے خوش ہوکر باپ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا میرے اچھے ابا یہ کیسی بات ہی مفصل فرمائیے یہ قصہ ضرور مجکو سنائیے کہ ایرج نوجوان قدرت کا نواسا ہی اور بطرف سے مسلمانون کے لڑتا ہی کیا خداوند نے اُسکو نکال دیا ہی مسلمان ہوگیا ہی فولاد فولادشکن

نے تیور پر بل ڈال کے کہا بعض بات ایسی ہی کہ زبان سے کہنا مناسب نہین ہی مشیت قدرت
مین کسی کو کیا دخل ہی نہین معلوم کیا کھیل کھیلتے ہین ہم لوگ ناحق مصیبت جھیلتے ہین بی بی
طولانی یہ حال ہی دفتر بالا باختر مین وقایع نگار نے تحریر کیا ہی کہ صاحبقران زمان ملک
عجم پر کتے کو چک باختر فتح کر چکے تھے کسی وجہ سے قاسم نوجوان اُنکا پوتا دربند جالندر یہ پر قید
ہوا الکوان جالندری نے قید قاسم کی بخدمت خداوند زمرد شاہ باختری روانہ کی ہفت
دربند طی کرکے قید قاسم کی شہر باختر مین آئی سنتے ہین قدرت نے بڑا احترام کیا تاجدار ان
جلیل کو واسطے استقبال کے بھیجا اور فرمایا کہ ہمارے سپہ سالار کا پوتا قید ہو کے آیا ہی ظاہر مین
حمزہ ہمکو بُرا کہتا ہی دل سے مطیع ہی ہمارے آگے اُسکا مرتبہ رفیع ہی آخر قاسم نوجوان کو بازاے
قیطول بُلایا اُس سرکش نے جمال خداوندی دیکھا مگر سجدہ نہ کیا قدرت نے حکم قتل دیا قدرت نے
ان لوگون کو طاقت بھی ایسی دی ہی کہ اُسنے قید آہن کو توڑ ڈالا گنبد گیتی نما مین لڑا آخر پھر گرفتار
ہوا قفس آہن مین بند کیا گیا قدرت نے بغیظ و غضب فرمایا اسکو لیجا کر چاہ ماران مین پھینکدو
ای خداوند تیری قدرت کے صدقے کبھی بندون پر تیرا غضب ہی کبھی رحم شریک حال ہوتا
ہی چاہ ماران مین پھکوایا آپ ہی نجات دی کسی فرشتے کو حکم دیدیا اُسنے پنجرہ اُٹھا کر بالاے
کوہ دو شاخ پہونچایا قفس توڑ کر وہ نکلا نور چکیدہ خالص قدرت ملکہ گیتی افروز دختر خداوند
مدت سے اُسپر مائل تھین تصویر اُسکے پاس تھی اُنکے باغ شبستان مین یہ باغی پہونچا اُنھون نے
باعزاز تمام قاسم کو باغ مین رکھا باغ شبستان سے شب کو یہ جوان آتا تھا لشکر خداوند پر
شبخون مار کر نکل جاتا تھا وجہ یہ ہی کہ قدرت کے بندے غافل بہت ہو گئے تھے اُنکی سرکوبی کے
واسطے قدرت نے اسکو مقرر کیا تھا جب تو لاکھون سے لڑ بھڑ کر نکل جاتا تھا ورنہ لاکھون سے
کوئی اکیلا سواے مابدولت کے لڑ سکتا ہی قدرت تو تقدیر کر چکے تھے آخر ملکہ گیتی افروز
ساتھ قاسم کے نکل گئین اُنکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوا ہی پس قدرت کا نواسا ہی
یہ ہم کیونکر کہین کہ وہ خداے نادیدہ کی پرستش کرتا ہوگا اس پردے مین کچھ اسرار ہی
ہمارا مشیت خداوند مین دخل دینا بیکار ہی یہ تقریر دلپذیر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
خوب متوجہ ہو کر سُنی ہنستی جاتی ہین جہان کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا پوچھتی جاتی تھی فولاد فولاد شکن

کہتا جاتا تھا کہ بی بی جسقدر مین نے سُنا تھے کہدیا مفصل تو سُلطان ورگاہ خداوند کو خوب یاد ہی
مسلمانون کی ایسی کہانی بیان کرتا ہی جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر سنا کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
عرض کیا ای باباجان یہ کتابین کہان ہین جسمین مسلمانون کے حالات لکھے ہین فولاد فولاد شکن نے کہا
بیٹا مین کیا جانون مین مرد سپاہی کہان واہی تباہی پڑھنے کی فرصت کہان اتنی دیر کے واسطے
تمھارے پاس آیا کشتی لڑنا موقوف رہا ہان مقدمہ کتب مین بختیارک سے دریافت کرونگا
تمھارا کیا مطلب ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کی یہ دلچسپ ہی راتون کو پڑھوائینگے
سب ملکر سنینگے ہزار باتین جھوٹ ہونگی ایک تو سچ ہوگی اور علاوہ جھوٹ سچ کے ذکر جرأت تو
بہادری کو سننا ضرور ہی کئی برس کا عرصہ گذرا کہ جب حضور نے شاہنامہ پڑھوایا تھا آپ کی کنیز
کو سب لڑائیان رستم کی یاد ہین یہ بھی کتابین تلاش کرکے ضرور لیتے آئیے گا فولاد فولاد شکن
وعدہ کرکے اُٹھا اور بیرون باغ آکر گینڈے پر سوار ہوا برائے ملاقات سلیمان عنبرین موے کو ہی
چلا غنچہ دہن نے دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو باپ سے باتین کین چہرہ سُرخ ہوگیا ہی
کسی قدر تغیر رفع ہوگیا ہی غنچہ دہن نے کسی قدر جو ملکہ کو شگفتہ پایا دسترخوان چھوایا خاصہ منگوایا
قسمین دیکر منت وسماجت دو ایک نوالے کھلائے جب زیادہ کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
جواب دیا غنچہ دہن تیرے سر کی قسم اُبکائی چلی آتی ہی بس دسترخوان اُٹھاؤ زیادہ نہ پریشان کرو
بموجب ارشاد ملکہ دسترخوان اُٹھ گیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ہاتھ دھوئے مگر گلوری تک
نہ کھائی مسند زرین پر خاموش آکر بیٹھی غنچہ دہن شعلہ رخسار و لالہ عذار کے انتظار مین
ہی کہ گانے والیان جلد آئین کچھ گائین بجائین ملکہ کے سب ملال رفع ہون یکایک حبشن نے آکر خبر دی
کہ لونڈی شعلہ رخسار و لالہ عذار سے خبر کر آئی سامنے پہلی منگائی تھی لباس وغیرہ تبدیل کر رہی
تھین حاضر ہوا چاہتی ہین غنچہ دہن نے چپکے سے کہا کہ حرامزادی اپنے ساتھ نہ لائی اُسنے عرض
کی حضور پہر بھر مین وہ لباس پہنتی ہین زیور پہننے کو تو عرصہ چاہیے اُسکے ٹھسے سے آپ آگاہ نہین
ہین قوم کی ڈومنیان ہزارون روپیہ پیدا کرتی ہین بڑے بڑے سردارزادے بلاتے ہین اُنکو
فرصت کہان ملتی ہی یہان کے نام پر بڑبڑاتی ہین حضور کے یہان سے تو تنخواہ مقرر ہی بیٹھے کھڑے
چڑھتی ہی مستی اُنکی دن بدن بڑھتی ہی بی شعلہ رخسار کا تو آج کل بازار حسن گرم ہی نہ حیا ہی نہ

شرم ہی مردانی صحبتون مین جاتی ہین رات رات بھر وہان سے نہین آتی ہین مین نے ابھی جاکر
جگایا مان بیٹی پڑی ہوئی سورہی تھین اُنھین تو مین نے دیکھا ملی دلی کرتی جا بجا سے مسکی ہوئی اب
اُٹھی ہین سامان کر رہی ہین غنچہ دہن یہ سُنکے خاموش ہوئی خدمت مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
کے آئی عرض کی گائین حاضر ہوا چاہتی ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ٹھنڈی سانس بھر کے
کہا غنچہ دہن تجھے سودا ہوا ہی والد کے سامنے مین منع نہ کرسکی گی نا نہین سنونگی میرا دل نہین چاہتا
ہی بموجب شعر کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے + جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے + غنچہ دہن
نے عرض کیا واری ابتک آپ نے مجھسے حال دل کا مفصل نہ کہا کیا سبب ہی جو جی ٹھکانے
نہین ہی ملکہ نے کہا ای غنچہ دہن یہ حال ہمسے نہ پوچھو خیر تمھاری خوشی گائیون حرامزادیون کو
آنے دو تم سب بیٹھکر سُننا یہان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو اس گفتگو مین چھوڑیے لیکن وہ کلمہ
مہترین مہتران عالم عیار کامل مہتر شاپور رشیر دل تحریر ہوتے ہین کہ یہ جو ایرج نوجوان کو تسکین
دے کے ہمراہ اسے جستجوے مطلوب ایرج نوجوان روانہ ہوا تھا حیران و پریشان کہ ای شاپور مین
کہان جاؤن کیونکر اُس طائر عنقا کا پتا لگاؤن یہ بھی ضرور خیال ہی کہ اگر خالی پلٹ کر جاؤنگا نشان
محبوب بھی نہ پاؤنگا تو وہ سوختہ آتش دوری و افروختہ شعلۂ مہجوری اپنے تئین ہلاک کریگا جب
والد نامدار تشریف لائینگے غصے مین فرمائینگے ہمنے حمزہ کے ساتھ کیا کیا کام کیے جہان کہین ہمارا آقا عاشق
ہوا ایک دن بھی بیقرار رہنے نہ دیا فوراً تلاش کیا تجھسے اتنا نہو سکا کہ اپنے آقا کی معشوقہ کا پتا لگاتا
اپنی جان مٹاتا عمر بھر ایسے ایسے طعن و تشنیع سُننا پڑینگے ہمچشمون مین ذلیل رہینگے علاوہ ذلت
و رسوائی کے خدا نخواستہ اگر آقاے نامدار مولاے قدر شناس پر کوئی اُفتاد پڑی زندگی بیکار ہی
پھر کسکو روے سیہ دکھائینگے اُنکے فراق مین تڑپ تڑپ کے مرجائینگے وہ تو یہ پرورش فرمائین کہ
غلام کو اپنا بھائی بنائین اور اُنکی ایسی مشکل مین کام نہ آئین دل سے یہ باتین کرتا ہوا پھرتے پھرتے
سحر ہوگئی وہ شب تیرہ و تاریک بسر ہوئی آخر ناچار ایک مقام پر آیا جھیل سامنے تھی مُنھ ہاتھ دھوکر
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا خدا سے دعا کر رہا ہی کہ ای رہبر کامل پردۂ غیب سے کوئی سامان ایسا
مہیا کر کہ نشان محبوب آقاے نامدار حاصل ہو اسی فکر مین مصروف دعا تھا کہ یکایک تیر دعا بدف
مراد پر پہونچا ایک جانب سے گرد اُٹھی دیکھا اک بہلی جوڑی نرگاو کی نہایت معقول سینگون پر بیلون

ئے خول چاند کیے چڑھے ہوئے جھولین زربفت کی پشت پر گھوڑون سے راہ روی مین تیز تر اڑتے ہوئے چلے آتے ہین اور اُس بہلی مین ایک نازنین پری تمثال جوان خوشرو اُسکی پشت پر دوسری کہ سن اُسکا قریب چالیس برس کے ہوگا مگر گوری رنگت دونون لباس عمدہ پہنے ہوئے زیور معقول جسم پر آراستہ طبلہ سارنگی ایک سمت رکھے ہوئے جسکا سن زیادہ ہی وہ کہتی ہوئی آتی ہی کہ ارے بیٹی شعلہ رخسار یہ تیرے ناز اور تساہل ایک دن ذلیل کرائینگے غضب ہوا دن چڑھ گیا ملکہ خفا ہوتی ہونگی کئی دن کے بعد تو آج یاد فرمایا تو نے بناؤ سنگار مین اتنا عرصہ لگایا دیکھیے آج کیا ہوتا ہی وہ جوان عورت ساتھ والیون سے کہتی ہی امی جان کو سودا ہوا ہی آٹھ پہر یونہین بڑبڑایا کرتی ہین کیا مین کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی لونڈی ہون خفا ہونگی تو کیا ہوگا نوکری نہ کر رکھین مجھے پروا نہین ہی میرے بہت قدردان ہین جب جاؤ دو دن آنے نپاؤ فقط امی جان کے ڈر سے جاتی ہون ورنہ میری پاپوش بھی نہ جاتی اگر کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد مجھسے کہینگی تو جواب دونگی کہ بی بی اپنی زبان سنبھالو کلمہ سخت و سُست مجکو نہ کہو مین ایسی نوکری سے باز آئی یہ جو باتین جسکا سن زیادہ ہی اُسکے کان مین پڑین اپنا مُنھ پیٹنے لگی کہ اری شعلہ رخسار دیکھون تیری آتشخوئی کیا رنگ دکھاتی ہی یہ ہماری پرانی سرکار ہی اسی در دولت سے ہمارا عز و وقار ہوا ہی ان مردوون کی چاہتین دو دن کی ہین جب جوبن ڈھلیگا باغ حُسن مین خزان آئیگی یہ مستی دماغ سے اُتر جائیگی کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا یہ چونڈا ہمنے دھوپ مین سفید کیا ہی بڑے بڑے چاہنے والون کو دیکھ لیا ہی کبھی ہم بھی جوان تھے حُسن کی بہار تھی گل رخسار کے سیکڑون بلبل تھے شمع جمال کے ہزارون پروانے تھے کوئی اپنا گلا کاٹتا تھا کوئی سنکھیا کھاتا تھا کوئی اپنی چاہت دکھاتا تھا کوئی صاحب کہتے تھے بی لالہ عذار تمھاری محبت مین ہمارا دل داغدار ہی ہم اسی طرح ہمیشہ چاہینگے عمر بھر نباہینگے اُو مستانی بتلا تو اب اُنمین سے کوئی بھی آتا ہی بلکہ دور سے دیکھکر مُنھ پھیر لیتے ہین بات کرو تو جواب نہین دیتے ہین یہ مردوے عاشق ہین اپنی غرض کے بندے ہین جب اپنی غرض نکل گئی نشہ اُتر لیا ہوشیار ہوئے بس چل دیے اری جہانتک ہوسکے ان لوگون کو اشتیاق مین رکھے ہاتھ نہ لگانے دے تو کچھ لپٹا ہی ازار بند کی ڈھیلی ہمیشہ ذلیل رہیگی دیکھو ہماری نصیحت گوش ہوش سے شنو اسوقت مین جہان تک ہوسکے جار

پیسے پیدا کرلو یہ جوانی چلتی پھرتی چھاؤن ہی جو اسوقت پیدا کرلوگی بڑھاپے مین کام آئیگا بیبیا اپنی
گانٹھ کا یار اپنے ساتھ کا مثل مشہور ہی ابھی ہماری باتین بُری معلوم ہوتی ہونگی مرجین تکتی
ہونگی مین دیوانون کی طرح بک رہی ہون نگوڑی ٹکر ٹکر مُنھ دیکھتی ہی بات کا جواب نہین دیتی
اتنا مُنھ سے نہین نکلتا کہ امی جان اب ایسا ہی کرونگی مردون کو لوٹونگی ہماری پاپوش سے ہماری
تو وہی مثل ہی بقول شخصے گذر گئی گذران کیا جھونپڑی کیا میدان میرا پُرانا چاہنے والا تیرا باپ
بیچارہ اُسی طرح خدمت مین حاضر ہی پانی بھرتا ہی اپنا گھربار چھوڑ کے بال بچون سے مُنھ موڑ کے
میرے یہان پڑا رہتا ہی کیسے کیسے ظلم سہتا ہی اُسکی جور و جور کی صورت ہی میری خاطر سے اُسے
آنکھ بھر کے نہین دیکھتا ہی یہ باتین شاپور شیردل نے سُنی دلمین خیال کیا کہ یہ بیشک کہین گانے
جاتی ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ قوم کی ڈومنیان ہین گھر گھر جاتیان ہین ای شاپور کیا تعجب ہی کہ اسی ذریعہ
سے فضل الٰہی شامل حال ہو دور دل کا رنج و ملال ہو مگر رہروی مین کیا تدبیر کرون دونون
مین ایک کو کسطرح لون اس سوچ مین تھا کہ بقدرت پروردگار وہ بہلی اُسی نخل کے سائے مین
آکر ٹھہری شعلہ رخسار نے کہا امی جان ذرا پیشاب کرلون لالہ عذار نے کہا اری مستانی یہ
مثل ٹھیک ہی کہ شکار کے وقت کتیا ہگاسی دیکھو صاحبو ابھی ہمنے پہر بھر ٹہرایا ہی اُسکا یہ ظہور ہی
گھر سے یا تو نکلنا دشوار تھا اب چلی ہین تو راہ مین ہگنا موتنا یاد آیا ہی شعلہ رخسار نے کہا امی جان
میرا پیشاب نکلا جاتا ہی تم تو ہر بات مین جھگڑتی ہو ہوا سے لڑتی ہو تمھاری کامین کا مین نے میرا
سر پھرادیا انکے مارے ہگنی موتنی بند ہوئی ہی یہ کہکر لٹیا ہاتھ مین لیکر پائنچے سنبھالکر بہلی سے کود پڑی
ایک زرغۂ نخل کی جانب چلی لالہ عذار نے کہا ہی مین اپنا سر پیٹ لونگی اس چھوکری کے
واسطے جان دونگی یہ جنگل کا سناٹا ابھی کچھ ہوجائے تو مین کیا کرون بات نہین مانتی بڑی ضدن ہی
لالہ عذار بکا کی لیکن شعلہ رخسار جنگل مین گھس گئی شاپور نے اپنے دلمین کہا خدا نے اپنا
فضل کیا اب اسکو بیہوش کرو اور اسکی شکل بنو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ سوچتا ہوا آگے
بڑھا شعلہ رخسار کی پشت پر آیا جیسے ہی وہ پیشاب کرکے اُٹھی ازار بند باندھنے لگی
شاپور شیردل نے کمند ماری گرتے گرتے حباب بیہوشی مارا وہ بیہوش ہوئی شاپور شیردل
نے بتعجیل تمام لباس اور زیور اُسکا اُتار لیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈال دیا اور خس سے

مخفی کردیا اور رنگ روغن عیاری کا لگا کے جلد تر شعلہ رخسار کی شکل بنکر تیار ہوا اور اس عرصہ جو ہوا لالہ عذار بہلی سے پیٹتی ہوئی کود پڑی اور کہتی ہوئی چلی آرہی ہی مرگئی ہی ہی کچھ سایہ سکہ نہو جاے بھوت پریت نہ لپٹ جائے شاپور کی جو شکل شعلہ رخسار بن چکا تھا فوراً آواز دی امی جان تم بھی یہان آؤ ایک تماشا دیکھو سانپ اور نیولا لڑ رہا ہی اے لو سانپ نے نیولے کو کاٹا نیولا لڑکھڑاتا ہوا بھاگا ہی ایک پتی کھا کر پلٹا سانپ کو مار ڈالا لالہ عذار پیٹتی ہوئی قریب پہونچی ایک دوہتڑ مارا کہا ارے آگ لگے سانپ اور نیولے کو چل بہلی پر سوار ہوگی کہ نہین شاپور نے ایک قہقہہ مارا اور کہا تم اس جنگل مین آج گاؤ ہم جنات کے بادشاہ ہین بہت روپیہ دینگے جانی تمسے آشنائی کرینگے یہ کہکر آپ ہی چٹکیان بجا کر گن گنایا پھر چپ ہوگیا لالہ عذار پیٹنے لگی اری ساتھ والیو دوڑو میری بچی کو کیا ہوگیا وہ سب بدحواس ہوکر دوڑین آکے دیکھا شعلہ رخسار چپ کھڑی ہی ہان پیٹتی ہی وہ کچھ جواب نہین دیتی ہی ساتھ والیون نے کہا بی لالہ عذار تمکو تو سودا ہی خاصی بھلی چنگی ہین ناحق گھبرائی ہو فال بد منھ سے نکالتی ہو کیسا نگوڑا بھوت پریت لالہ عذار نے کہا تمنے نہین سنا ابھی کہتی تھی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون اس جنگل مین گاؤ روپیہ بہت سا دینگے یہ سُنکے وہ بھی سب گھبرائین قریب آکر پوچھنے لگین کیون بی بی کیسا مزاج ہی بادشاہ جنات کا کہان ہی ہم گاتے ہین لاؤ روپیہ دو لاکھ لاکھ سب پوچھتی ہین مگر وہ مثل تصویر خاموش ہی نہ منھ سے بولتی ہی نہ سر سے کھیلتی ہی کوئی بلائین لیتی ہی کوئی صدقے ہوکر جان دیتی ہی اور کہتی ہی ارے بی بی ابھی کیا تھا کیا ہوگیا ہی ہی بزرگون کا قول سچ ہی گھڑی مین گھڑیال ایک دم مین بھونچال ہی ہی اب کسکے ساتھ گائینگے مشتاق تڑپ تڑپ کے مر جائینگے شاپور یون چپ ہی گویا منھ مین زبان نہین دلمین کہتا ہی حرامزادیو چیخا کرو پیٹا کرو ہم پڑھے ہوئے جن ہین اپنی عیاری سے خوب مطمئن ہین مر بھی جاؤ گی تو منھ سے نہ بولینگے جہان موقع ہوگا وہان زبان کھولینگے آخر سبھون نے گود مین اُٹھا لیا بہلی پر لا کے بٹھایا یہ صلاح ہوئی کہ ملکہ کے پاس لیچلو وہ پڑھی لکھی ہین فال تعویذ بھی یقین ہی کہ جانتی ہونگی یہ سوچکر گاڑی بان سے کہا ارے بڈھے بہلی جلد بڑھا دیر نہ کر تا بہ در باغ جلدی پہونچا میری چودہ برس کی کمائی برباد ہوتی ہی یہ جب چمک کر میرے سامنے آتی تو بے اختیار زبان پر یہ شعر قمر کا آتا تھا شعر چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تمپر گھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہوکر ہائے

ہین تو تصدق بھی اُتار چکی اُنکی سلامتی کی روز نذر و نیاز کرتی تھی آج کس ساعت نحس مین گھر سے نکلی یہ آفت سامنے آئی ای خداوند لقا میری بچی کو صحت دے تیرا رت جگا کرونگی سلامتی گاؤنگی شہر کی سب ڈومنیان بلاؤنگی لالہ عذار یہ کہتی ہوئی روتی پیٹتی بہلی پر چلی جاتی ہی کہ سامنے سے لشکر فولاد و فولادشکن معلوم ہوا دیوار باغ سلیمان عنبرین موے کو ہی نظر آئی دیکھا کہ گرد باغ کے فوجین اُتری ہوئی ہین کہین قواعد ہو رہی ہی کہین اکھاڑا کھدا ہی کوئی کشتی مین مصروف ہی انکی بہلی بیچ مین سے جو نکلی کمیدان رسالدار کمندار سے آوازہ کسنے لگے کوئی پکارا میان جانے والے ذرا جوالون کی سمت بھی آنکھ اُٹھاؤ ایک پکارا ہاے کیا انکھڑیان ہین ایک بولا قیامت کی چتون ہی ہاے تیر مژگان کلیجے پر پڑا ارے بھائی دوڑنا مین تو زخمی ہو گیا یہ باتین جو لالہ عذار نے سنین گالیان دینے لگی ارے مُردو میری بچی کو تم لوگون کی نظر کھا گئی جن کا سایہ ہو گیا بہت جوان یہ سُنکے قریب بہلی کے آ گئے اور پوچھنے لگے کہ کیون بی لالہ عذار خیر تو ہی ہم تو تمھاری صاحبزادی کے دعا گو ہین مفصل کہو کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لین لالہ عذار نے رو کر کہا کسکو بتاؤن آفت آسمانی آئی ہی یون پانی کا سامنا ہی سب جوان تسکین دینے لگے بی لالہ عذار نہ گھبراؤ خداوند لقا موجود ہین اُنسے جا کر کہین گے وہ بھوت پریت دیو جن کو ایک اشارے مین قید کر لینگے بلکہ ایسی باتون کے واسطے تو خداوند زہرہ شاہ باختری کافی ہوگا اُسی کا کوئی بھائی بھتیجا ہوگا لالہ عذار نے کسی کی بات کا جواب نہ دیا در باغ پہ اُتری محلدار بی لذت کرسی پر بیٹھی تھی لالہ عذار سے بہنا یا بھی ہی وو دھ چانول ساتھ کھائے ہین دیکھتے ہی پکاری ادھیلا کہان تھی جب دس پیغام جائین تب تو گھر سے نکلتی ہی بڑی مغرور ہو گئی ہی بھلا اب ہم سے کاہیکو آنکھ ملائیگی یہان کیون آئیگی دھگڑون سے فرصت کہان لالہ عذار دوڑ کر لپٹ گئی اور رو رو کر کہنے لگی کہ بوا لذت مین لُٹ گئی اپنی بھانجی کا تو حال دیکھو کر کیا ہو گیا گھر سے اچھی خاصی چلی تھی راہ مین فقط پیشاب کو اُتری تھی نہین معلوم وہان کونسی بلا نازل ہوئی میری بچی چپ ہو گئی ہی بی لذت محلدار نے تو لالہ عذار کو چھوڑا جھپٹ کر قریب شعلہ رخسار کے آئی پوچھا کیون چھوکری کیسی ہی بات کیون نہین کرتی ہی شعلہ رخسار نے کہا کہ ہم اب جائینگے ہماری شادی ہی اب تو بی لذت یہ سُنکے دور بھاگین بہت سی کنیزین یہ غل و شور سنکر باہر آ گئین پوچھنے لگین کہ کیا ہو کیا ہوا لذت نے کہا ارے شعلہ رخسار پر

جن چڑھ بیٹھا ہو عجب عجب باتین کرتی ہو کنیزین بھدر بھدر دوڑین باغ مین سامنے ملکہ کے آئین یہان
ملکہ سیمین عذار خاموش سر جھکائے یاد محبوب مین بیٹھی تھی یکایک کنیزین دوڑتی ہوئی آئین کہا
حضور شعلہ رخسار کو کچھ ہو گیا دروازے پر چپکی کھڑی ہو کسی سے بات نہین کرتی لذت مخلدار
نے جو بہت پوچھا کہا کہ ہم جائینگے ہماری شادی ہو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا جاؤ ہمارے
سامنے لاؤ بھوت پریت جن دیو کیا کسی رنج و ملال مین ہوگی ہم پوچھ لینگے کنیزین چلین یہان
دروازے پر عورتون کا ہجوم ہو گیا ہی چاؤن چاؤن کر رہی ہین جیسے بر وقت بسیرے کے چڑیان بولتی
ہین ان کنیزون نے آکر سب کو ہٹایا پکار کے کہا بی لالہ عذار چلو تمھاری بیٹی کو ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد بلاتی ہین لالہ عذار نے ہاتھ پکڑا کہ بی بی چلو ملکہ یاد فرماتی ہین شعلہ رخسار چل نکلی گرد خواصون
کا ہجوم جدھر شعلہ رخسار نگاہ اٹھا دیتی ہی سیکڑون عورتین بھدر بھدر بھاگتی ہین کوئی چمن مین گری
کوئی یہ کہتی ہوئی بھاگی اوئی او دیکھو کیسی نگاہ سے گھورا ہی شیر کے تیور ہین بیشک جن کا سایہ ہوا آ
مجکو یقین آگیا ہماری بڑی بہن کے بھی سر پر ایک جن آتا تھا غضب کی باتین بتاتا تھا ہری ہری نرگسین
ہری الائچیان چبا لگو دیتا تھا آخر چند دن مین مر گئی کسی ملا سیانے سے کچھ نہو سکا ویسی ہی آنکھ اسکی بھی
چہرہ سرخ ہو بس ہوا چند دن مین شعلہ رخسار کو یہ جن لیجائیگا ایک نے کہا چپ رہ خیلا دیوانی
ہوا ہی ہمسے پوچھ کہ جنگل جنگل پھرتے ہین نہ کسی دیو کو نہ کسی جن کو نہ بھوت پریت کو دیکھا یہ سب ڈھکوسلے
ہین شعلہ رخسار فیلبانی ہی یہ بھی ایک بات مان کے ڈرانے کے واسطے بتائی ہی کہ ہاے وے
ہم صدقے چلے اتر ین مین خود ایسے فریب کر چکی ہون میرا میان بڑا بدمزاج تھا کہین نکلنے نہ دیتا تھا
اور زمانہ میرا جوانی کا تھا جیوڑا فرے دار جی چاہتا تھا چار گلیون مین پھرین چار مردون کو دیکھین
اپنے تئین دکھائین جوانی کے مزے اڑائین وہ نگوڑا آٹھ پہر دروازے مین قفل لگا کے جاتا تھا
ہوا کا بھی گذر نہ تھا بس مین نے ایک دن سر کھول کے کھیلنا شروع کیا دیوار و در مین ٹکرین ماریں
دیورانیان جٹھانیان ساس یہ کہکے پیٹنے لگین کہ ہی ہی میری بہو پر کوئی چڑھ بیٹھا محلے والو دوڑو میری
داد کو پہونچو ارے کسی ملا سیانے کو بلاؤ تمام گھر عورتون سے بھر گیا مین دو تین ٹکرین مار کر چپکی
ہو کے بیٹھ رہی سب نے پوچھنا شروع کیا میان کون صاحب ہو مین نے کہدیا شیخ سدو ہون یہ
تو میری معشوقہ ہی لیکن اسکے میان کو مار ڈالونگا کیونکہ ہمارے قالب پر زور و ظلم کرتا ہی اس عرصے

مین ہمارے میان مورکھ بھی آگئے اُنھون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گئے مان اُنکی دوڑکر اُن سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بیٹا اب جورو پر ہاتھ نہ اُٹھانا وہ حضرت شیخ سدو کا قالب ہی ہمارے بزرگو نکا گھر یہ ناس کرچکے ہین بس پھر تو ساس صاحب نے بکرا دیا کڑہائی کی اس دن سے میان میرے کوڑیہ غلام ہوگئے جہان ذرا شرائے مین نے کہا شیخ جی سے کہدونگی بس وہ ہاتھ جوڑنے لگتے تھے بس بوا اُسدن سے گھر مین دھاک بندھ گئی ویسا ہی اس شعلہ رخسار نے بھی فقرہ بنایا ہوگا مان پہ دبلو ڈالنا منظور ہی کنیزون مین تو یہ باتین ہوتی تھین مگر شاپور شیردل آگر سامنے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے پہونچا چپکا کھڑا رہا سلام بھی نہ کیا مگر بخوبی بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی کیا عجب ہی کہ جسنے متاع صبر و قرار میرے آقا کا لوٹا ہی دل لے لیا ہی وہ یہی ہو تو کیا دور ہی مگر حقیقت مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد شعلہ رخسار حسن و جمال مین بیمثال ہی آقاے نامدار کا تڑپنا بیکار نہین ہی شعر جسپہ بیتی ہو یہ وہی جانے ٭ جو کہ بے درد ہو وہ کیا جانے ٭ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جب دیکھا کہ شعلہ رخسار سامنے کھڑی ہی قبضے پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ کیون شعلہ رخسار یہ کیا معرکہ ہی بڑھیا مان کو کیون رُلاتی ہی بڑھاپے مین مان کو ستاتی ہی اور آج ہمارا ابھی ادب اور قاعدہ بھولی سلام تک نہین کرتی ہم کیا تیرے سلام کے محتاج ہین عنایت لقا سے خود صاحب تخت و تاج ہین خیر اسی مین ہی کہ بیٹھ جاو ورنہ ایک نیمچہ مارونگی کہ سر گوہ کھاتا پھریگا تونے مجکو بھی اور کوئی بنایا ہی مین دم بھر مین بڑھیا دے دیوانے کو ہوشیار بنا دیتی ہون ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو اس طرح غصے سے کہا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا شاپور خوف سے تھر تھر کانپنے لگا جلدی سے بیٹھ گیا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے لیکن چپ بیٹھا رہا اور بغور جو ملکہ کو دیکھتا ہی تو چہرے پر آثار حضرت عشق کے ہویدا اور ظاہر مین مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہی بات بات مین ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی مگر اسوقت آپے مین معلوم ہوتی ہی کہ بہل گئی ہی باتین کرتی ہی مگر چونکتا کبھی ادھر دیکھتی ہی کبھی اُدھر دیکھتی ہی ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری شعلہ رخسار تو بنظر غور دیکھ رہی ہی مگر ملکہ نے پھر کہا کیون شعلہ رخسار ہماری بات کا کچھ جواب نہ دیا کیا ہمین بھی دیوانہ بنایا ہی باتین کرو اپنے دل کا حال بیان کرو جب شعلہ رخسار اس تاکید پر بھی نہ بولی تب لالہ عذار نے کہا اری آپ الگ رہین یہ مردانی باتین کرتی ہی جنگل مین بیشاب کو گئی تھی وہین سے

یہ خرابی ہوئی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا دیکھو ہم بتائے دیتے ہین چونکہ عشق مین خود مبتلا تھی دل مین اپنے کہتی تھی کہ ای سیمین عذار صنوبر قد مثل تیرے شاید یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہی میری طرح کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہوگئی ہی معشوق تک رسائی غیر ممکن ہی اور تو کچھ بن نہین پڑتا چپ ہوگئی ہی حضرت عشق کے تو نرالے کارخانے ہین بموجب نظم

عشق ہی تازہ کار تازہ خیال ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی کہین یہ خونچکان حکایت ہی
گہ نمک اسکو داغ کا پایا گہ پتنگا چراغ کا پایا
کہین طالب ہوا کہین مطلوب دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

اس آٹھ پہر مین کیا کیا مزے اٹھائے چاہ نے یوسف کی زلیخا کو کنوین جھکائے نہین معلوم لیلی نے اپنی عمر کیونکر کاٹی شیرین کی جان شیرین پر غم فرہاد مین کیا گذری فرہاد سے آخر ضبط نہوسکا تیشہ سر پر مار لیا شعر فرہاد چون تیشہ بر سنگ بزد تیشہ ٭ میگفت باندیشہ سنگ آمد و سخت آمد ٭ آخر سر پھوڑ کے مرگیا جب جان گئی تو یہ سعادت مندی حاصل ہوئی کہ فن عشق مین کامل کہلائے عشق خانہ خراب کو آگ لگے محبت کرنے والا بھاڑ مین پڑے مگر ہے کیا لذت ہی کہ دل ہی دل مین شعلہ رخسار مزے اٹھاتی ہی زبان پر نہین لاتی ہی یہ سوچ کر کہا لالہ عذار تم گھبرا جاؤ شعلہ رخسار کو یہین چھوڑ دو ہم انکا علاج کر دینگے ملا سیانا طبیب حکیم جو مناسب ہوگا بلائینگے یا نہ بلائینگے اسکو صحیح و سالم تمھارے حوالے کر دینگے دو ایک دن یہان رہیگی اچھی ہوجائیگی لالہ عذار نے کہا واری ایسا نہو کچھ حضور کو خلل ہوجائے تو آپ کے والد نامدار میری ناک چوٹی کاٹینگے سب صاحب کہینگے آسیب زدہ کو ملکہ کے پاس کیون چھوڑا ابھی آپ کا بھی نام خدا کنوارا پنڈا ہی ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہی ہان اتنا ہی کہ آپ پڑھی لکھی ہین آپکی چار آنکھین ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جواب دیا کہ تجھے ان باتون سے کیا مطلب ہی ہم اسے سمجھ گئے ہین دوا سے صحت کھلا دینگے جلد اچھی ہوجائیگی تشخیص عارضے کی ہوگئی ہی اب اچھا ہونا اسکا کیا مشکل ہی کل تجھے ٹر ٹر باتین نکرے تو ہمکو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نہ کہنا شاپور شیر دل یہ باتین سنکر اپنے دل مین حیران ہو رہا ہی کہ خداوند لغیر کرنا دیکھیے کیا علاج کرتی ہی قتال عالم ہی کہین ایک ہاتھ تلوار کا نہ مارے اس ظالم کا کوئی کیا کرے گا اپنا ایک ہاتھ مین خاتمہ ہوجائے گا آقا اپنے خیمے مین بیٹھے ہین ہم یہان اس آفت مین پھنسے ہین غرض لالہ عذار کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے رخصت کیا

لیزون سے کہا جاؤ اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو ہمکو گھیر کے نہ بیٹھو میرا دل گھبراتا ہی شعلہ رخسار
کو کائین کائین کرکے دیوانہ بنادیا کس کس سے وہ بولے کس کس کی باتون کا جواب دے ہم ہی شعلہ رخسار
سے کوٹھے پر جاکے باتین کرینگے یہ کہکر شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر لیکر چلی مگر نیچہ ایک ہاتھ مین اٹھالیا
شعلہ رخسار ساتھ ہولی مگر دل اندر سے بھرا رہا ہی کہ کوٹھے پر جاکر مجکو مار ڈالیگی ایسا نہو کہ جان جائے مگر مجبور
و ناچار ملکہ کے ہمراہ کوٹھے پر آئی وہان دو کرسیان بچھی تھین ایک پر ملکہ بیٹھی ایک کرسی پر شعلہ رخسار کو
بٹھایا اور مسکرا کر فرمایا کہ ای شعلہ رخسار سچ بتاؤ یہ کیا معرکہ ہی ہم تاڑ گئے ہین مگر اصل یہ ہی کہ ملکہ جو کسی کا
عاشق اسکو بھی سمجھی تھی خوف سے رنگ روے شاپور شیر دل اڑگیا ہو مثل بید کانپ رہا ہی جان کے خوف سے
ہونٹھ خشک ہین ملکہ نے جو یہ کہا کہ ہم تاڑ گئے شاپور شیر دل سمجھا کہ اسنے پہچانا اور زیادہ گھبرایا ہاتھ باندھ کے
عرض کیا کہ ملکہ کچھ بھی نہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا کیون چھپاتی ہی سچ کہ کس پہ عاشق ہوئی
ہم خوب پہچانتے ہین حضرت عشق کے آثار تیرے چہرے سے ہویدا ہین اچھا خوف کیا تو بتادے
مین اسکے وصل کی تدبیر نکالونگی تیری مان سے نہ کہونگی تیرے معشوق تک پہونچا دونگی اری کمبخت
جلد زبان کھول کچھ منھ سے بول ہاے ارے کیا کہون مین بھی اسی آفت ناگہانی مین مبتلا ہون آٹھ پہر
مجھے بھی تڑپتے تڑپتے گذرتے ہین نہ کھانے کی خواہش ہی نہ پانی کی ہوس ہی جی چاہتا ہی چیخین مارکے
روؤن کسی صحراے ویران مین نکل جاؤن پہاڑون سے سر ٹکراؤن دل داغدار سینہ فگار ہی
شب ہجر کا کٹنا دشوار ہی جب دم لبون پر آیا تو روے سیاہ سحر نے دکھایا والد نامدار آئے وہ کچھ بکا کیے
مین نہین سمجھی کہ کیا کہا کیے کبھی نور الدہر کا ذکر کیا کبھی شاہزادۂ ایرج نوجوان نبیرۂ حمزہ صاحبقران
قاتل کفاران کی شجاعت کا حال بیان کیا کچھ تجکو بھی معلوم ہی ایرج نوجوان کون صاحب ہین اتنا
تو سنا کہ صاحب جاہ و لشکر ہین بڑے بہادر ہین ہر چند کہ مین بخوبی واقف نہین ہون مگر اتنا تو ہوا کہ
والد نے نام نامی اس شہریار کا جو لیا دل تڑپنے سے ٹھہرا اسوقت سے جی چاہتا ہی کوئی اسی شخص
کا ذکر کیے جائے اسی کی شوکت و جرات کا حال سنائے یہ سنکر شاپور شیر دل کے دل کو تسکین ہوئی
دل مین کہنے لگا کہ کیا عجب ہی کہ یہ وہی شمع شب افروز انجمن محبوبی ہو کہ جسکے شعلہ رخسار کا میرا آقا
پروانہ ہوا ہی یہ وہی گل ہو کہ جسکا میرا آقا بلبل ہوا ہی ایسی ایسی باتین سنکر غنچہ دہن کو وا کیا
کہا واری کیا کہون عجب مصیبت مین ہون ہر چند کہ مین گھر گھر جاتی ہون سیکڑون مرتے ہین کبھی

خیال کبھی نہ کیا مگر آج دوسرا دن ہے کہ صحرا سے میری ڈولی آتی تھی ایک جوان کوم مرکب سہ چشمی پر سوار خود زرین برسر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم انور عارض پھول سے دہن غنچہ چمن جان لگشائی قد سرو خرامان حدیقۂ رعنائی بھولی بھولی صورت صاحب شوکت وجلالت کمان کیانی ہاتھ مین دلربائی بات بات مین ایک ہرن کے تعاقب مین تھا وہ ہرن بھاگا ہوا میری ڈولی کے سامنے سے گذرا اُس قدر انداز کامل نے تیر مارا آہو زخمی ہوا وہ تیر دلدوز میرے بھی کلیجے کو توڑ کے پار نکل گیا وہ گھوڑے سے کودا آہو کو ذبح کرنے لگا وہ چھری گویا میرے کلیجے پر پھرتی تھی جب اُسنے اُسے ذبح کرکے سر اُٹھایا مجھسے چار آنکھین ہوگئین مین ذبح ہو چکی تھی وہ بھی بسمل ہوا ہائے جان جہان کہکر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا مثل مرغ نیم بسمل پھڑکنے لگا کبھی آنکھین کھولتا تھا کبھی بند کرتا تھا لیکن میرے رعب حُسن سے بول نہ سکتا تھا اِس حال پر اُسکے واری جاؤن مجکو بھی سکتہ تھا اُسوقت واری مجکو رحم آگیا قصد کیا ڈولی سے اُترون سر اُسکا اُٹھا کر زانو پر رکھون لذت ہمکناری محبوب اُٹھاؤن اُترکے ڈولی سے اُس سینے لپٹ جاؤن مہرا سے کہہ رہی تھی کہ ذرا ٹھہر جا کہ ناگاہ بہلی اماجان کی سامنے سے نمایان ہوئی آپ تو جانتی ہین ہر وقت کائین کائین کرتی ہین نہ نیک سے مطلب نہ بد سے غرض وہین سے چیخنے لگین ارے مہرا ڈولی کیون روکی ہی جلد بڑھا میرے کھانا کھانے کا وقت جاتا ہی جلد گھر پہونچا اُنکی بھیانک آواز سُنکر کہار ڈرے بس واری ڈولی لیکر ہوا ہوگئے مین پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی مگر مجبور و ناچار بیقرار و اشکبار گھر پر پہونچی لوگون سے مخفی مخفی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جوان صاحب عظم وشان نبیرۂ صاحبقران تھا پھر اے ملکہ عالم نہین معلوم اُس بدنصیب پر کیا گذری جیتا رہا یا میری محبت مین مر گیا یہ سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے غصے سے کہا کہ بی شعلہ رخسار ذرا جیبھ اپنی بند کرو کسی رئیس جلیل کے مرنے کا اس طرح ذکر نہ کرو آخر قوم کی ڈومنی ہی نا ہر چند کہ تمھارے معشوق ہین مجھے کیا کام خدا کی قدرت کہ وہ بھی تمپر مرتے ہین بوا وہ جو تمپر مرتے ہونگے وہ نبیرۂ صاحبقران نہونگے کوئی گنوار سنوار ہوگا کسی ٹٹوے پر سوار ہوگا بھاڑ سا مُنھ کھول دیا جو چاہا بکنا شروع کیا تو کیا جانے باباجان میرے اُنکی تعریف کرتے تھے وہ خداوند زمردشاہ باختری کے نواسے ہین صاحبقران کے پوتے کیا فقرہ گرما گرم ہی وہ بی شعلہ رخسار پر عاشق ہوئے ہین سچ کون تونے جو یہ کہا کہ نہین معلوم مرگئے یا جیتے ہین مجکو بہت ناگوار ہوا مین نے بڑا تیرا پاس کیا ورنہ اس زبان درازی پر تیری زبان

کاٹ لیتی ایسی سزا دیتی کہ تم عمر بھر یاد کرتین یہ بات سُنکر شاپور شیر دل باغ باغ ہو گیا کھلکھلا کے ہنسا یہ
تو خوب اسکے دلکو یقین ہو گیا کہ یہی میرے آقا کی معشوقہ ہی اب تو گستاخ ہوا تیوریون کو بدلکے کہا کہ حضور
کا ہمکو خفا ہونی ہین ہم وہ آپس مین طالب و مطلوب ہین وہ ہمارے محبوب ہین ابھی مین نے
آپسے صاف صاف نہین کہا اُنکا پیغام وصل بھی میرے پاس آچکا ایک کٹنی عورت آئی تھی مجھے سمجھاتی
تھی کہ میان ایرج تمپر مرتے ہین چل کے اپنے بیمار کا علاج کرو رحم کرنا بہتر ہی اسقدر تغافل مناسب نہین
ہی مین نے جواب صاف ازراہ ناز دیدیا کہ ابھی مجھے فرصت نہین ہی بی بی ہر چند کہ حال میرا بھی ابتر ہی
جان میری جاتی ہی مگر امی جان کا قول ہی کہ مردوے کو خوب دوڑائے رنڈی اپنی چاہت کو چھپائے
اُسکے فقرے مین نہ آئے جب مردوے ہاتھ جوڑین پاؤن پر گرین تب کم راضی ہو ایک ہاتھ نہ لگانے دے
فرمائشین کرے زر و جواہر جہانتک ہو سکے کھینچے اور ضبط کو یہ انجام ہوا ہی کہ اسی ہین آنکھ کے گھوڑے
پر سوار ہو کے میرے خیمے کے دن رات مین سَو سَو پھیرے کرتے ہین مین در خیمے پر کھڑی رہتی ہون
کبھی آنکھ دکھائی پردہ چھوڑ لیا کبھی غصے سے مُنھ کو موڑ لیا کبھی مُنھ چڑھایا انگوٹھا دکھایا کبھی ناز معشوقانہ
کیا کہدیا ہٹ جاؤ امی جان آتی ہین بیچارہ ڈر کے مارے بھاگ جاتا ہی گھڑی بھر مین دیکھا پھر موجود
دھوپ مین کھڑا جل رہا ہی ان باتون کو سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو غصہ آیا چہرہ سُرخ ہو گیا تاب
صبر نہ باقی رہی تیغ ہلالی کھینچا یہ معلوم ہوا کہ بجلی جھاڑ کر ناگن نکل آئی یا ابر سے بجلی چمکی آواز دی او
شعلہ رخسار تیری قضا آئی ہی ایسے بیہودہ کلام ہمارے سامنے یہ کہکر چاہا تیغ مارے شاپور
شیر دل گھبرا کے قدمون پر گر پڑا ہان ہان حضور تامل فرمایئے کیا مجال میری کہ ایسے کلمات زبان
سے نکالون اصل مطلب سے تو آگاہ ہو جیئے پھر قتل کا اختیار ہی یہ گنہگار مجبور و ناچار ہی ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد کو اُسوقت غصہ تھا تیغ گلے سے نہ ہٹایا کہا بتلا کیا کہتی ہی اب کوئی عذر تیرا ہرگز قبول نہوگا
اب شاپور شیر دل کو سوائے سچ کہنے کے کوئی چارہ نہوا عرض کیا غلام اُسی شیر نیستان صاحبقرانی
کا عیار ہی میرا آقا حضور کے عشق مین بہت بیقرار ہی غلام کو تلاش کرتے ہوئے آٹھ پہر گذرے
بمشکل یہان تک پہونچا اُسوقت ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے شرما کر تیغ ہٹایا شاپور شیر دل جھاڑ پونچھ
کے اُٹھ بیٹھا رنگ روغن چہرے سے چھڑایا صورت اصلی دکھائی عرصہ دراز تک ملکہ شرم سے
کچھ نبولی سر جھکائے ہوئے بیٹھی رہی دل سے کہتی تھی حضرت عشق نے کشش دکھائی آئینۂ فراق

مین صورت وصل نظر آئی مگر اس ظالم نے غضب کیا کس صورت سے یہان پہونچا حقیقت مین ای ملکہ سیمین عذار صنوبر قد یہ عجب مژدۂ روح افزا ہی بموجب شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید در حیرتم کہ جان بکدام کنم نثار بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ یکایک شاہد تمنا نے پردۂ حجاب فراق سے چہرۂ زیبا دکھایا مژدۂ وصل سنایا مگر بسبب شرم و حیا کے منھ سے بات نہین نکلتی شادی سے پیراہن مین نہ سمائی آنکھون سے اشک مسلسل جاری ہوئے ہچکی لگ گئی شاپور شیر دل پھر دوڑ کر قدمون پر گرا کہ لاکھ جانین میری ایک ناخن پا ے حضور پر تصدق ہون مجکو غیر نہ سمجھیے گا مین خواجہ کا فرزند دلبند ہون شاہزادے کا غلام قدیم بلکہ ندیم ہون ایک ساتھ پیدا ہوئے ہر وقت کا ساتھ ہی جملہ راز و نیاز کا محرم ہون اُس شہریار کا ہمدم ہون اُنکو بھی اسقدر حجاب تھا کہ دوپہر تک اس غلام سے بھی آپکی محبت کا راز نہین کہا آخر جب مین نے قدمون پر سر رکھا کہ حضور کا یہ حال پر ملال ہی کہ آب و دانہ تک ترک ہو گیا ہی چہرۂ گل سا کمھلا گیا ہی ابھی اپنی جان کو نثار کرونگا سر کاٹ کر قدمون پر رکھدونگا تب اُس صاحب ربط ضبط نے کیفیت بتلائی آپ کی تصویر دلپذیر تقریر مین دکھلائی شکر ہی کہ غلام بتبکل شعلہ رخسار یہانتک پہونچا اب حضور بھی غمخوار کو سرفراز فرمائین حال نہ چھپائین دیکھیے تو حضور کی صورت کیا ہو گئی ہی ایسا نہو کہ گھٹکر دم نکل جائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا پھر مین کیا کرون مین تو اس کوچے سے نابلد ہون شاپور شیر دل نے کہا وقت شب ہی رات پردہ دار عاشقان ہی حضور غلام کے ساتھ چلین دو باتین کر کے چلی آئین دم بھر کے واسطے تکلیف فرمائین آپ کا احسان ہوگا اُنکی جان بچ جائیگی اور اگر غلام اسوقت حضور کو ہمراہ لیکر نہ پہونچا طائر روح پھڑک کر قفس جسم سے نکل جائیگا آپ کے کیا ہاتھ آئیگا دیکھیے حضور میرا کہنا مانیے ورنہ پچھتائیے گا پھر ایسا چاہنے والا صاحب شوکت نپائیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کوئی دراندازی دیکھ لے خدانخواستہ باپ کو خبر ہو جائے تو قیامت آئے نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا مگر دشمنون کو شاہزادے کے جا کر مار ڈالیگا بلا ے روزگار ہی دعوی قتل مسلمانان کر چکا ہی صرف دعوت مین چند دن باقی ہین مین تو تمھارے ساتھ کسی طرح نہ جاتی کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مگر اُنکو اتنا سمجھانا ضرور ہی کہ صاحب سنو اپنی جان ہی تو جہان ہی میرا باپ بڑا پہلوان ہی اگر وہ طبل جنگی بجوا دے تمھارا نام بھی لیکر پکارے کچھ حیلہ کرنا ہرگز ہرگز اُس دیو خصال کے مقابلے مین نہ جانا بڑا خوبخوار ہی

انسان کا قتل کرنا اسکے نزدیک کھیل ہی لاکھون جوان بڑے بڑے زبردست اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار اس ظالم کے ہاتھ سے حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے گئے تمام ملکون کے پہلوان اسکے نام سے تھراتے ہین شیران دشت نبرد کو اسکی صورت مہیب دیکھکر غش آتے ہین بھیا مین کم باتین کرونگی مگر تم اُنکے رازدان اور خیرخواہ ہو بخوبی سمجھانا میری بات کی اعانت کرنا کہ ملکہ عالم سچ کہتی ہین شاپور شیردل نے کہا حضور نے کیا خوب بات تجویز کی آپ جو اس طرح سمجھائینگی بیشک آپ کی بات سے مقابلہ نہ کرینگے اور اُنکے ہزارون نوکر ہین اُنکو بھیجدینگے صرف میرے کہنے کا اعتبار نہوگا جلد چلیے مین تھوڑی دیر مین حضور کو یہان پہونچا دونگا ہمراہ رکاب آؤنگا ملکہ نے کہا مجھے کچھ اُنکی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر تیری خاطر سے اور اُنکی جان بچانے کے واسطے خیر چلتی ہون شاپور نے کہا بندہ نوازی سرفرازی یہ سُنکے ملکہ گوشے مین آئی خوشی خوشی لباس تبدیل کیا مگر خوف و حجاب سے کلیجہ کانپ رہا ہی دل سے کہتی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام کا خیال ہی مگر کشش عشق کشان ہی کاہ و کہربا کا عالم ہی لبون پر دم ہی شاپور شیردل نے عرض کی حضور چند ساعت کے واسطے تشریف لیچلیے ابھی واپس آئیے گا وہ بھی یہان خیمے مین تنہا ہین کسی در انداز کا گذر نہین ہی حضور اس معاملے کی ہوا کو بھی خبر نہین ہی شاپور نے آخر ایسا سمجھایا باتون مین دام تزویر بچھایا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بے پائون کوٹھے سے اُتری باغ مین دیکھا سناٹا ہی دیدۂ نرگس بھی خواب مین ہی سبزۂ خوابیدہ بھی ہوش مین نہین ہی سوسن کی زبان بند سنبل پیچ و تاب سے دردمند اسوقت باغ مین ہو کا عالم ہی ملکہ نے اشارہ کیا شاپور شیردل نے ایک بادبان مشکی کو جھٹ پٹ تیار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سوار ہوئی شاپور شیردل نے رکاب پر ہاتھ رکھا شب تیرہ و تاریک مین اُس ماہ وش کو لیکر چلا ساقی نامہ

کدھر ہی تو ای ساقی رحم دل
بغلگیر جلدی ہو بہر خدا
تڑپتا ہی پہلو مین سیماب سان
محبت کی تیری ہی فرد سند
مرا رنگ رخ دیکھلے زرد ہی
کوئی میری دنیا مین آب و غذا

تڑپتا ہون مین آگلیسے تو مل
ترے ہجر مین چین آتا نہین
قرار اسکو آتا نہین اک زمان
بھرے اشک آنکھون مین ہین لالہ گون
جگر مین ترے ہجر سے درد ہی
مرے دل مین ہی آج یہ آرزو

تو ہی ای مرے زخم دل کی دوا
دل زار تسکین پاتا نہین
جگر پر نہین داغ ہین لاتعد
کہ دو جام مے ہین یہ لبریز خون
نہین اشک و خون جگر کے سوا
کرون تجھسے ہنس ہنسکے مین گفتگو

کرے مجھسے تو بھی بہ شرم وحیا
کوئی دم جو تو ہو مرا ہم نشین
تساہل نہ کر اب تو بہر خدا
نہ دیکھے کوئی رند لیکن ذرا
اُسے آئیگا مجھپہ غصہ سوا
یہ میخانہ ہو جائیگا خون سے تر

محبت کی باتین بہ ناز و ادا
مددگار خالق ہو تیرا خدا
پلا جلد صہبائے عشرت فزا
کسی رند پر گرچہ ظاہر ہوا
ابھی ہوگا دشمن مری جان کا
نہین آج موقع ہی انکار کا

ذرا خوش ہو اسوقت قلب حزین
رہے تیرا آباد یہ میکدا
مئے مدعا اس طرح سے پلا
لگائیگا وہ زخم تیغ جفا
بڑی جنگ پھر ہوگی باہمدگر
قمر ہی ترا عاشق باوفا

یہان سے اب دو کلمہ اُس عاشق مہجور معشوق سے دور اسیر دام زلف پیچان یعنی شاہزادہ ایرج نوجوان کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد جانے شاپور شیر دل کے اب جو خیمہ اکیلا پایا دل غم سے خالی کرنے لگا کبھی دل مین ہوک اُٹھتی ہی کبھی قلب بھر آتا ہی ضعف سے بات نکلنا مشکل ہے درد بیتابی دل جان لبون پر آگئی وہ باقی رات اور سارا دن پہاڑ ہو گیا کہتا ہی کہ ای ایرج شعر شب فراق تو جو تون کٹی بنالہ و آہ * یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ * آفتاب اپنے مقام پر جم گیا ہی کیا غروب نہوگا کیا یہ دن آخر روز حیات ہی دم نکل جاے تو کیا اچھی بات ہی اور یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری کئے نظم

جسم آپ ہی آپ جل رہا ہی
اُلجھن رہ رہکے ہو رہی ہی
انگاریان اُٹھتی ہین بدن سے
نشتر کچھ دل مین گڑ گئے ہین
یکسان ہی دل و جگر کا عالم
دل رو رہا ہی آنکھ رو رہی ہی
ہر بال ہی اک وبال سر کا
لرزے کی سی کپکپی ہی تن مین
ہی جی مین کہ کپڑے پھاڑ ڈالون
مجنون کی لحد پہ گل چڑھاؤن

شعلہ دل سے نکل رہا ہی
دل ہاتھون سے کوئی مل رہا ہی
نکلا نہین پر دھوان دہن سے
اک تیغ جگر پہ چل رہی ہی
ہی ایک ادھر اُدھر کا عالم
درد دل زار لا دوا ہی
ابتر ہی دھمک سے حال سر کا
اُٹھتی ہی سن سنی جو ہر بار
جنگل کی طرف کا راستہ لون
عہدہ جو ملے مجاوری کا

دھڑکن رہ رہکے ہو رہی ہی
سینے مین کچھ اُچھل رہا ہی
کچھ حلق مین کانٹے پڑ گئے ہین
اب جسم سے جان نکل رہی ہی
ہر عضو مین ٹیس ہو رہی ہی
کچھ ہڈیون مین بخار سا ہی
رعشہ ہی تمام تن بدن مین
بیٹھا جاتا ہی یہ دل زار
فرہاد کی گور کو بساؤن
باعث ہو یہ نام آوری کا

جب حال بہت ابتر ہوا شام غم نے منھ دکھایا تاریکی اُس شام حسرت انجام کو دیکھکر سیاہی گیسوے

محبوب یاد آئی حواس منتشر قلب بیتاب خور و خواب سے نفرت روتا ہوا باہر نکل آیا کہتا تھا کہ افسوس یار قدیم نے ایسے وقت مین ہمکو چھوڑا یعنے بھائی شاپور نے ہماری محبت سے منھ موڑا کہین جاکر بیٹھ رہے مجکو دیوانہ سمجھے کہتے ہونگے کہ اگر جاؤنگا آقا وہی وحشی پن کی باتین کرینگے ای ایرج اب خود اپنا گریبان چاک کرکے نکلو دل عشق منزل کی خود رہبری کرے گا محبوب تک پہونچاوے گا یہ خیال کرکے چاہا گریبان چاک کرے طرف صحرا کے چلے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا کہ شاپور شیر دل دوڑا ہوا آتا ہی مگر پسینے پسینے ایرج نوجوان یہ کہتا ہوا دوڑا کہ واہ بھائی خوب رفاقت صرف کی ہماری خبر بھی نہ لی یہ رات دن ہمپر تڑپ تڑپ کے کٹا ہی پاس کوئی مونس ہی نہ آشنا ہی تم تھے تو تمسے حال دل کہتے تھے جب سے تم گئے ہو صورت تصویر خاموش ہین دل مین اُسی طرح محبت کے جوش ہین شاپور نے کہا ای شہنشاہ مبارک ہو لیجیے آپکی معشوقہ کو لایا آپ کی کشش محبت نے تاثیر دکھائی ہی آپکی معشوقہ خود تڑپ کے آئی ہی غلام عجب طور سے وہان پہونچا اُسکا حال پھر عرض کرونگا خیمے مین چلیے لباس بدلیے فرش وغیرہ آراستہ کرین بزم عشرت پیراستہ کرین قریب تھا کہ ایرج نوجوان شادی مرگ ہو جائے ہاتھ پانؤن سنسنانے لگے فرط خوشی سے غش پہ غش آنے لگے بقول شاعر شعر دوگونہ رنج و عذابست جان مجنون را ✤ وصال صحبت لیلی و فرقت لیلے ✤ جو تون اپنے تئین سنبھالا خیمے مین بہ تعجیل لباس تبدیل کیا مسند اپنے ہاتھ سے بچھائی شاپور شیر دل عرض کرتا ہی کہ آقا مجھے حکم دیجیے مین فرش کرون ایرج کہتے ہین بھائی دل چاہتا ہی کہ آنکھین بچھاؤن یہ بتلاؤ کہ ملکۂ عالم کہان ہین شاپور نے عرض کیا سامنے زیر نخل ٹھہرا کے آیا ہون کہ پہلے آپ کو اطلاع کردون پھر یہان لاؤن یہ کہکر بھاگا ایرج نوجوان قریب پردے کے خاموش مگر آمد معشوق سے کلیجہ اُچھل رہا ہی بند قبا خوشی سے ٹوٹے جاتے ہین کچھ خوشی کچھ ملال ہی اسوقت شاہزادے کا عجب حال ہی کہ ناگاہ شاپور نے پردہ اُٹھایا ایرج نوجوان نے ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا مگر شرمائے ہوئے سر جھکائے ہوئے شرم سے قدم نہین اُٹھتا ہاتھ پانؤن مین رعشہ اس طرح غیر مقام پر کبھی جانے کا اتفاق کاہیکو ہوا ہی ایرج نوجوان نے بے اختیار بڑھکر چاہا کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے اور منھ سے نکل گیا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✤ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا شعر بہت حیرت مین آکے رہگئی وہ ✤ سر اپنا بس جھکا کر رہگئی وہ ✤ شاہزادہ

ایرج نوجوان نے جب زیادہ اصرار کیا شرما کے گھوڑے سے اُتری جاکر مسند پر بیٹھی ایرج مثل چاکر کمترین رعب حُسن وجمال ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے چپ بیٹھا ہی سراپا کو بزدیدہ نگاہ بغور دیکھ رہا ہی پہچانا کہ وہی قاتل ہی اسی کے پاس ہمارا دل ہی ملکہ بھی سر جھکائے خاموش ایرج نوجوان کو حیرت کا جوش شاپور شیردل نے دیکھا کہ یہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ آپس مین کلام سے پھر محروم رہا چاہتے ہین زمانہ بہت قلیل ہی خاموش رہنے کی کیا سبیل ہی جلدی سے جام شراب لبریز کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہ حضور مہمان کی خاطر کیجیے ایرج نے شراب کا جام جانب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بڑھایا ملکہ نے شرما کے کہا بھیا شاپور ہم تو تمسے وعدہ کرکے آئے ہین زیادہ نہین ٹھہر سکتے ہین وہ باتین تم انسے کہدو ہمکو جلد رخصت کرو یہ وقت شراب وکباب نہین ہی فقط وہ جملہ سُنانا ہی شاپور شیردل نے کہا حضور کا فرمانا پُرتاثیر ہی میری اُلجھی ہوئی تقریر ہی ایک جام بھی نوش فرمائیے دو باتین سمجھا کے چلی جائیے ملکہ نے کہا کہ شاپور تم بڑے متفنی ہو اپنے ہی مطلب کی کہتے ہو ہم تمھاری خاطر سے یہانتک چلے آئے تمھارا کیا کہنا ایسی خدمتگزاری تمنے کی تم تو آتش کا پرکالہ ہو ہوا شعلہ رخسار خوب بنتے ہو یہ کہکر نیچہ ٹیک کے اُٹھنے لگی ایرج نوجوان نے دامن تھام لیا اتنا بڑا ہوا در کچھ خیال جرأت نرہا ہاتھ باندھکر بے اختیار رونے لگا کہا یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے ہمارا جھگڑا چکا کر جائیے اب ہمسے صبر نہوگا دلپر جبر نہوگا آپ باہر نکلین روح میری قالب سے تڑپ کر باہر آئیگی اُسوقت شاید آپ کو بھی افسوس ہو ہمسے اب صدمۂ فراق نہ اُٹھے گا دل قابو مین نہین ہی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ چکا آپکے نزدیک کیا مشکل ہی ہاتھ کو تکلیف نہ دیجیے اشارۂ ابرو کافی ہی ہمارا کیا اختیار رہی ترحم کرنا تمکو واجب ولازم ہی تڑپ کر اور رو کے جو ایرج نوجوان نے ایسے کلمے کہے یہ بھی تو دلدادہ وفریفتہ ہی جمال ماہ تمثال شاہزادۂ ایرج نوجوان کی شیفتہ ہی بس تاب صبر نہ باقی رہی رونے لگی سر جھکایا ایرج نوجوان نے دونون ہاتھ بڑھائے اُسنے بھی جوش محبت مین مبہوت ہوکر آغوش تمنا کو وا کیا دونون کے ہاتھ گلے مین پڑ گئے شعر

وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ٭ کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے ٭

روتے روتے دونون کو غش آگیا شاپور منھ پھیرے ہوئے کھڑا ہی دل سے کہتا ہی اے عشق خانہ خراب الامان الامان اگر اسوقت خالی آتا شاہزادے کو مردہ پاتا معشوق ملے پر یہ کیفیت ہی حقیقت مین دونون کا

عشق صادق ہی جلدی سے قرابہ کیوڑے کا اُٹھایا پہلے مُنھ پر ایرج نوجوان کے چھینٹا دیا ایرج نے گھبرا کر آنکھ کھولی شاپور شیردل نے کہا ای شہریار ہوش مین آئیے دل کو سنبھالیے اب غم والم گیسا جامع المتفرقین نے بچھڑون کو ملایا یہ دن دکھایا ایرج جلد اُٹھ بیٹھا ملکہ کا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر ایرج جو دماغ ملکہ مین پہونچی اور اشک گرم عارض پر ٹپکے اُسنے کام لخلخے کا کیا اسنے تاثیر خواب کی دکھائی ملکہ نے بھی آنکھ کھولی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ فخر سے عرش اعلیٰ پر پہونچایا فوراً اُٹھ بیٹھی اور کہا آپ الگ رہیے مجکو ہاتھ نہ لگائیے مین اپنے بھیا شاپور سے وعدہ کر کے آئی ہون زیادہ نہ ٹھہرونگی لاؤ تمھاری بھی خوشی کرون جام پی لون ایرج نوجوان نے جام شراب دیا لبون سے لگا کر پی گئی مسکرا کر کہا کہ آپکی مراد یہ تھی کہ مین بھی انجام سوچون احسان آپکا اُتار دون یہ کہکر جام کو لبریز کیا کہا لیجیے نوش فرمائیے ایرج نوجوان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمارے آپکے مذہب مین فرق ہی ذرا انصاف کرو پیدا کرنیوالے سے ڈرو لقا بیحیا سجدہ کرنے کے لائق نہین مکار و غدار اپنی لشت کی خبر نہین رکھتا بندگان خدا کو ملعون نے برگشتہ کیا ہی مثل ہمارے تمھارے کھاتا پیتا ہی تمنے یہ بھی سنا ہوگا کہ والدہ ماجدہ میری ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری ہین ہمارے قبلہ وکعبہ لڑ بھڑ کر نکال لائے حرامزادے سے کچھ بھی نہو سکا برسون یہی بکھارا کیا کہ قاسم نوجوان واسطے زیارت کرنے کے نور چکیدۂ قدرت کو لیگئے ہین ایسے ایسے مہملات بکا کرتا ہی کیسا خداوند ہی پروردگار وہ ہی جسنے زمین و آسمان کل اشیاے موجودہ کو بیک کلمۂ کن خلق فرمایا وحدہٗ لاشریک ہی وہ لائق سجدہ کرنے کے ہی اُسکو وحدہٗ لاشریک جانو پیدا کرنے والے کو پہچانو تو ہم تمھارے ہاتھ سے شراب پئین پردۂ دوئی درمیان سے اُٹھ جائے قلب کو سرور آنکھون مین نور ہو رنج وملال دور ہو اس فصاحت وبلاغت پر ایرج نوجوان کی ملکہ کو عالم وجد تھا دل سے کہتی تھی کہ باتین کرتے ہین یا مُنھ سے پھول جھڑتے ہین عشق دمبدم ترقی پر ہوتا جاتا ہی اُسوقت ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا شاپور کی خاطر مدنظر ہی اور کچھ کچھ تمھارے کلام مین اثر ہی جو کچھ کہو وہ ہم کہدین اس بحر طویل پڑھنے سے کیا فائدہ لو ذرا اسی بات کو کسقدر بڑھایا ہی میرا سر پھرنے لگا بناز و کرشمہ جو ملکہ نے یہ کہا دل ایرج نوجوانکا مثل گل شگفتہ ہو گیا کلمہ تلقین کیا ملکہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہو گئی مگر یہ تقاضا ہر بات مین چلا جاتا ہی کہ بھیا شاپور ہمارا مرکب تیار کرو اندھیری رات ہی پشت باغ تک ہمین

پہونچادو شاپور شیردل نے عرض کیا کہ حضور اور ایک جام نوش فرمالیجیے اور وہ جو ہمارے آپکے صلاح ہوئی ہی سمجھا تو دیجیے اسقدر جلدی نہ کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جام شراب مملو کرکے طرف ایرج نوجوان کے بڑھایا ایرج نوجوان نے بخوشی لیکر پیا پھر تو دور جام بے دغدغہ گردش ایام چلنے لگا شاپور شیردل نے باشارہ ایرج نوجوان چنگ مرصعی اُٹھایا بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا

غزل

نہیں اُٹھکے جاتا گوارا تمھارا
جو غیروں نے گیسو سنوارا تمھارا
جبین منور پہ ہی چاند ٹیکی
مری آنکھ پر کیا اجارا تمھارا
کہا جب پئے وصل بولے بگڑ کر
جو باہم ملے دل ہمارا تمھارا

کہ مدنظر ہی نظارا تمھارا
بگڑ کر وہ کہتے ہین دامن کو چھوڑو
کہ چمکا ہوا ہی ستارا تمھارا
محبت مین ہین اُنکو دل دیکے بولا
نہین ہوتے راضی اجارا تمھارا
لب بام اُس ماہ انور کو دیکھا

پریشان مین صورت زلف ہونگا
نہین بیٹھتے ہم اجارا تمھارا
مجھے منع رونے کو کرتے ہو ناحق
ہوا آج سے دل ہمارا تمھارا
خوشی ہو نہایت عجب عیشہا ہو
قمر آج چمکا ستارا تمھارا

شاپور شیردل نے جو یہ غزل حسب حال باثر پُر مضمون گائی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ایرج نوجوان نے دامن سے اشک پاک کیے کہا محبوب جانی رونے کا کیا باعث ہی نشہ تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو بخوبی ہو چکا ہی خیال خیر و شر دل سے دور ہو گیا ہی مطلوب پہلو مین ایرج نوجوان نے دامن سے بہ محبت اشک پاک کیے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا جواب دیا ای شیر بیشہ صاحبقرانی مجھے ہزار طرح کے خیال ہین کیونکر نہ روؤن رونا تقدیر مین لکھا ہی حقیقت مین نوشتہ تقدیر نہین مٹتا اسوقت ایک بہت بڑا خیال آیا ہی آج صبح کا ذکر ہی کہ باپ میرا فولاد فولاد شکن میرے دیکھنے کو آیا مین جو شکار سے آپ کو دیکھکر گئی تھی کسی قدر چہرہ اُداس تھا وہ سمجھے کہ خلاف آب و ہوا سے مزاج ناساز ہی کہا کہ ای نور نظر اور ایک ہفتہ تمکو تکلیف ہی بعد اسکے بفتح و فیروزی وطن چلینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران جو کہ کل لشکر اسلام کا افسر ہی وہ تو میرے زمین گیر ہی مگر دو شخصون کو البتہ قتل کرنا ہی ایک نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرہ صاحبقران درمیان مین آپ کا نام لیا اور یہ بھی کہا کہ وہ خداوند کے نواسے ہین اُنکو قتل تو نہ کرونگا مگر گرفتار کرکے خداوند کے قدمون پر گروا دونگا اُسوقت سے ایک دل کو تردد انتہا کا رہتا تھا اتفاق قضا و قدر سے یہانتک آنا بھی ہوا لیکن برائے خدا ہم تو مصیبت زدہ ہی

جھیلینگے اپنی جان پر کھیلین گے لیکن آپ تھوڑے دنون کے واسطے اپنے وطن قدیم کو چلے جایئے اِس
عفریت خونخوار جلاد سفاک بیرحم بے حیا سرکش ستمگر کے ہاتھ سے اپنی جان بچایئے بیوجہ آپکے نام کا
دشمن ہی اور کُل مسلمانون کے واسطے رہزن ہی ایرج نوجوان نے مسکرا کے کہا ای ملکۂ عالم تمھاری مہربانی
اب تو اُس بیحیا کا قتل کرنا واجب ولازم ہوا اول تو تمسے محبت ہوگئی اگر مسلمان ہوا تو ہمارا بزرگ ہی
دوسرے یہ کہ اگر ہمسے جنگ کا خواہان ہی بحول قوۃ الٰہی اگر سر میدان چیر کر نہ پھینک دیا تو نام اپنا نقد
روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نہ رکھا اور جو نام اُسنے نورالدہر بن بدیع الزمان
لیا اُس شیر دلیر کا تو مثل نہین ہی اول تو اب اُنکو مین نکلنے کا ہیکو دونگا مجکو واجب ولازم ہوا کہ خود
اُس سے مقابلہ کرونگا اور جانب خدا پرستی رغبت دلاؤنگا اگر نمانینگے تو وہ روز سیہ دیکھین گے انشاءاللہ
عمر بھر یاد کرینگے اور خدا کی قدرت کہ ہمارے جد عالی تبار کو پیر زمین گیر کہتا ہی ای ملکۂ عالم اُنکا لقب ہی
شکار کنندۂ ہفت قلۂ قاف کشندۂ جنت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن
عبد مناف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کشندۂ دیو عفریت وقاتل ہمندون ہزار دست ہم سب اُنکے
زیر کردہ ہین ماشاءاللہ اس بُڑھاپے مین جبدن میدان مین نکلتے ہین پہلوانان عالم کے جسم مین
تھرتھری ہوتی ہی بارہ کوس تک نعرے کی آواز جاتی ہی زمین تھراتی ہی شیران دشت کو اُنکے نام سے
تپ چڑھ آتی ہی ہم سبھون کا شباب اُنکا بڑھاپا ہماری زبان کیا ہی جو صفت اُنکی زبان پر لائین ساتھ
برس کے سن مین دو پہلوانان لشکر نوشیروان طاہر ومطاہر عادی برابر کوہ بوقبیس برائے قتل
ہمارے جد عالی تبار کے آئے تھے اُنکو مثل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینک دیا نو برس کے سن مین
حشام بن علقمۂ خیبری کہ جسکا نوے گز کا قد وقامت تھا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے بارہ برس
کے سن مین دارائے ہند لندھور بن سعدان خسرو بلاد ہندوستان کو جاکر زیر وزبر کیا اپنا
جانشین بنایا اٹھارہ برس کی عمر مین پردۂ قاف تشریف لے گئے تمام سرکشان قاف کو اٹھارہ برس
کے سن مین تہ تیغ بیدریغ کیا شیاطین پرستون کا مذہب مٹایا جھنڈا دین اسلام ملت بیضا کا اُس
کفرآباد مین گاڑا چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا پر آئے نوشیروان بادشاہ ہفت کشور مالک
بحر وبر کرور سوار پیدل بشمار ہمراہ رکاب رکھتا تھا اُسکو شکست دی دختر بلند اختر اُسکی ملکہ مہرنگار
اپنے قبضے مین کی ترکستان وفرنگستان وغیرہ فتح کرتے ہوئے بر سر بالا باختر تشریف لائے زمرد شاہ

باختری ملک باختر مین دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا تھا بہشت و دوزخ بنائی گم گشتگان کوے ضلالت کو عجائب و غرائب دکھائے ہفت طبقات قیطول اس طرح کے بلند و مرتفع بنائے تھے کہ جسپر کمند وہم و خیال نہ پہونچتی تھی زیر قیطول ایک کرور چوراسی لاکھ سوار اور پیدل کی چھاونی تھی پیغمبران مرسل و نامرسل صاحبان کتاب و صاحبان صحیفہ بے حیا نے مقرر کیے تھے اسقدر مغرور تھا کہ سال بھر کے بعد قیطول سے اُترکر اپنے بندون کو اپنا جمال دکھاتا تھا بہرام فلک اُسکی جلالت دیکھکر تھراتا تھا بڑے لطف سے بیٹھا ہوا خدائی کرتا تھا دم یکتائی کا بھرتا تھا ہمارے جد عالی تبار چالیس برس تک ملک باختر پر لقا نابکار سے لڑے وہ معرکے پڑے کہ اگر رستم و اسفندیار دیکھتے زہرے آب ہوتے آخر قیطول چھین لیے پھونک دیے بھگا یا شہر باختر پر اپنا قبضہ کیا اُس دن سے لقا شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہی حالات مین ہمارے جد عالی تبار کے دفتر اول نوشیروان نامہ دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم موسوم بہ ایرج نامہ کہ نام پر اس حقیر کے قرار پایا اگر ناظرین و مشتاقین ان دفترون کو ملاحظہ فرمائین تب مفصل حالات جلالت آیات صاحبقران و فرزندان عالیشان سے بالتفصیل ماہر ہون ای ملکہ عالم یہ بے حیا کیا بکتا ہی معلوم ہوا کہ موت اسکی دامنگیر ہی اور جو بڑے بڑے کوہی آئے اُنسے بھی تو حقیر ہی لڑا کئی پہلوان رہنے والے کوہستان کے ایسے ایسے زبردست آئے کہ جنکا نظیر ممکن نہین کچھ مسلمان ہوئے کچھ لقمہ جوہر شمشیر آبدار مسلمانان ہوئے ملکہ یہ باتین سُنکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا بھیا شاہزادہ شیر دل سنتے ہو ہمنے تو کس محبت سے اُسکی جرأت کا حال بیان کیا نام خدا وہ جواب دیا کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ای شہریار اب ہمکو جانے دیجیے نہ روکیے اگر خدا نے چاہا تو اسی طرح آٹھوین ساتوین ملاقات ہو جایا کرے گی ایرج نوجوان نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ای معشوق عاشق خصال و ای بدر کامل آسمان حسن و جمال جانے کا نام نہ لو روح جسم سے نکل جائیگی آٹھ پہر مین وہ صدمات اُٹھائے ہین کہ مر مر کر بچے اب قلب مین قوت صبر نہین باقی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا ای شہریار رہجانا تو میرا کسی طرح بہتر نہین ہی صبحکو قیامت برپا ہو گی جسوقت بوقت سحر باپ میرا مجکو باغ مین نپائے گا زمین کے طبقے ہلائے گا مین نے تو آپکی محبت مین سر کو ہتیلی پر رکھا مگر اسمین آپ کے دشمنون کی بھی خرابی ہی اگر کسی نے خبر دیدی جہان بیٹھی ہونگی اگر لاکھ سوار پیدل گرد ہونگے تو وہ بلا تکلف آئیگا لاکھ مین اور کرور مین خوف نہ کریگا

میرا اور آپ کا دونون کا سر کاٹ کر لیجائیگا مین آپکی بات کو رد نہین کرتی آپکے دادا جان اور آپ بڑے بہادر ہین صدف دریاے جرأت کے بے بہا در ہین مگر وہ دیو ہی انسان سے آدمی لڑتا ہی پہاڑ کو کون ٹال سکتا ہی ایک ادنیٰ سی جرأت اُسکی یہ ہی کہ قلعہ فولاد حصار اپنے نام پہ آباد کیا ہی اُس جوار مین ایک صحراے پر ہول تھا مدت مدید و عہد بعید سے وہان آدم خوار رہتے تھے وہ راستہ آمد و شد سے بند تھا اگر کوئی بھولے سے جانکلا اُسکو آدم خوار پکڑ کر لیجاتے تھے چیر پھاڑ کر کھا لیتے تھے جب ہمارے باپ نے قلعہ آباد کیا اور رعایا بسی اُن آدم خوارون کو نعمت ملی دیہات اور قریات پر آکر گرتے تھے سیکڑون ہزارون آدمیون کو پکڑ لیجاتے تھے بڑے بڑے ناظم ہمارے باپ کی طرف سے گئے یا تو طعمۂ آدم خواران ہوئے یا بھاگ کے چلے آئے آخر تنگ ہو کر ہمارے باپ نے کہا ای افسران فوج لشکر تیار کرو ہم دشت آدم خواران پر چڑھائی کرینگے بڑے بڑے کوہی موجود تھے سبنے سر جھکائے اور کہا ہم نوکری سے باز آئے کیا کہون کہین آپکے خلاف نہو یکہ و تنہا گینڈے پر سوار ہوئے تیغہ پکڑ کر اس دشت مین کئی سو آدمخوار مارے جو باقی رہے وہ بھاگ گئے مگر مبہوت آدمخوار اُن سبکا افسر تھا وہ آگر ہمارے والد سے اُلجھا گینڈے کا سر کھینچ لیا والد ہمارے پیدل ہوئے مبہوت سے کشتی لڑے مبہوت نے زرہ والد کی نوچکر پھینکدی تمام جسم کو ناخنون سے زخمی کیا تین پہر کامل اُس زخمداری مین اُس سے لڑے اسقدر گھونسے مارے کہ وہ مارے صدمے کے بیہوش ہو گیا کمر سے زنجیر کھولی اُسکی مشکین باندھین کشان کشان لیکر شہر مین آئے اُس دن حضور فولاد حصار مین عجب طرح کا ہنگامہ تھا لاکھون آدمی تماشہ دیکھنے آئے تھے آخر اُسکو قید کیا اُس آدم خوار کو ایسا آدمی بنایا ہی کہ لشکر کا سپہ سالار ہی یہ جملہ اسواسطے بیان کیا گیا کہ مہربانی فرمائیے اُس ظالم کے مقابلہ کا نام نہ لیجیے ایرج نوجوان نے کہا ای ملکۂ عالم مصرع خیر زندہ ہی اگر یار تو صحبت باقی ٭ انشاء اللہ اب وہ تشریف لائے ہین ضرور مقابلہ ہو گا تمکو تو مین نجانے دونگا یہ سر حاضر ہی کاٹ لو جانے کا ذکر نہ کرو نام فراق سے کلیجہ اُچھلتا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش محبت سے گلے مین ہاتھ شاہزادے کے ڈالدیے اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی ہر چند شاہزادہ سمجھاتا ہی رقت ملکہ کی بڑھتی جاتی ہی ایرج نوجوان کی بھی آنکھون سے اشک حسرت جاری خوف ہی کہین ملکہ کا دم نہ نکل جائے عارض پر عارض رکھدیا آنسو دامن سے پاک کیے کہ براے خدا صبر کرو دلپر جبر کرو آخر اسقدر رونے کا کیا باعث

ہی ملکہ نے کہا ای شہریار آپ مجکو جانے کو منع کرتے ہین مجکو بہت بڑا خوف ہی کہ خدا معلوم وہ ظالم کیا قیامت برپا کریگا میرا کب دل چاہتا ہی کہ آپ کو چھوڑ کر جاؤن مگر بہ طرح مجبور و ناچار ہون جانے مین صرف میری جان کا ضرر ہی فراق مین آپکے تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی اور نہ جانے مین میری اور آپکی دونون کی جان جائیگی ایرج نوجوان نے کہا ای ملکہ عالم یہ خیال خام و تصور تمام دل سے دور کرو جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا اول تو خبر ہی نہ ہونے پائیگی اور اگر آگاہ ہوجائیگا تو کیا کریگا کیا ہمارے ہاتھ مین مہندی لگی ہی یہ چند باتین ابھی عاشق و معشوق مین ہونے پائین تھین مشہور ہی کہ شب وصل باتون مین گذر جاتی ہی یکایک رخ شمع پر زردی آئی آثار سحر نمود ہوئے طائران صحرائی زمزمہ سرائی کی آواز آئی اپنی اپنی زبانون مین حمد خدا کرنے لگے یکایک آفتاب عالمتاب برائے مبارکبادی شب وصال طالب و مطلوب کا شانہ مطلع مشرق سے برآمد ہو کر پشت اشہب تیزگام فلک پر سوار ہوا اور قطع راہ منازل مین سرگرم رفتار ہوا رخ پرنور مہر سے روشن جہان ہوا اور سیاہ شب آنکھون سے نہان ہوا بلائے تیرگی شب رخ خورشید سے بالکل دور ہوئی تاریکی شب روشنی مہر سے بالکل کافور ہوئی ہر عاشق مہجور کی امید برآئی صبح ہوئی صورت خورشید نظر آئی شعر مؤذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند مرغان خوش الحان حمد و ثنائے سبحان بجالانے لگے جھونکے نسیم سحر کے مثل گلہائے گلشن غنچہ ہائے دل کھلانے لگے اشعار

صبح در آمد ز دلو یوسف زرین رسن
روئے افق شد ازان ہمچو عقیق یمن

کرد چو یونس برآب در دل ماہی وطن
چشمۂ خورشید شد چشمۂ آب حیات

خنجر زرین مہر پہلوے شب را شگافت
ساقی دوران ازو داد بہر انجمن

وہ صدائے مرغ سحر کا بلند ہونا ستارہ ہائے سحری کا جھلملانا بارگاہ ایرج نوجوان مین عجب شان ہی رخ شمع پر زردی پروانے لگن مین جلے ہوئے پڑے ہین فرش مین جابجا شکن شاپور شیر دل کا بھیروین گانا عاشق و معشوق کا دل لبھانا لباس دونون کے شکے ہوئے ملکہ عالم کے چہرے پر بوسون کے نشان شعر وہ رخسارے نازک کہ ہوجائین لال ✽ اگر ان پہ بوسون پہ گذرے خیال ✽ نہ کہ پہلوے عاشق مین شب بسر کرنا جوش محبت مین بوسے بازی ہونا موے مشکین چہرے پہ کھلے ہوئے باسی ہارون کو گلیسے توڑ کر پھینکا انمین بھینی بھینی خوشبو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو صدائے مرغ سحر سنی مثل ماہ تابان رنگ چہرے کا فق ہوگیا گھبرا کر کہا کہ ای شہریار غضب ہوگیا آپکی باتون مین سحر ہوئی

عجب صورت سے یہ رات بسر ہوئی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم خیر تو ہی اسقدر کیون گبھرائی ہو ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد نے کہا ای شہریار جسکا مجکو خوف تھا اُسی کا سامنا ہوا آپنے میرا کہنا نہ مانا صبح
ہو گئی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی اب میرا جانا نا ممکن ہی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم ناحق کا تمکو خیال ہی
بس اب بیٹھو عیش کرو خیالات شر و فساد کو دل مین نہ جگہ دو تمنے فولاد فولاد شکن کو جو ابنایا ہی کیا آگے
سب کو کھا جائیگا ملکہ تمکو ہمارے سر کی قسم اب نام فولاد فولاد شکن کا ہمارے سامنے نہ لینا ورنہ مین
ابھی ایک نامہ لکھکر پاس فولاد فولاد شکن کے اس مضمون کا بھیجدونگا کہ او بیحیا تیری دختر ہمارے
پاس موجود ہی اگر کچھ دعوی جرأت ہی تو آکر لیجا یہ سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد تھر تھر کانپنے لگی شاپور
شیردل نے اشارہ کیا ملکہ برائے خدا اب ذکر فولاد فولاد شکن نہ کرو اُسکی جرأت کا نام نہ لو یہ خاندان
کا خاندان آتش خو شعلہ مزاج مشہور ہی دادا انکے رستم پیلتن علمشاہ نوجوان ایسے جاہل اجہل تھے
کہ بات بات پر ہوا سے لڑتے تھے اب چندے سے سلیس ہو گئے ہین مگر مقام جرأت پر آپہی آپ سے
اپنے باہر ہو جاتے ہین اور باپ انکے شاہزادہ خاور سپاہ معاذ اللہ صاحبقران زمان تک انکی
بدمزاجی پر طرح دیتے ہین اور یہ تو ابھی نوجوان آگ کے پتلے بنے ہوئے ہین جرأت مین بنظیر مر جانے
کو اپنا فخر سمجھتے ہین پس ایسے مرنے والے سے ڈرنا چاہیے موافق اُسکی طبیعت کے کام کرنا چاہیے اگر
ابکی مرتبہ ذکر جرأت فولاد فولاد شکن کروگی ایسا نہو تلوار پکڑکے خود اُسکے لشکر مین آپ ہی گھس جائین
روبرو اُسکے جاکر کہین کہ بیٹی تیری ہمارے پاس موجود ہی انسے ان باتون کا کچھ عجب نہین ہی ملکہ یہ
سُنکے رونے لگی اور کہا کہ ای شہریار آپ کو اختیار ہی اب ہم کچھ نہ کہین گے شاپور نے واسطے بہلانے
شاہزادے اور ملکہ کے سامان شراب و کباب مہیا کیا ملکہ کے دل کو چین نہین آتا وہ گل باغ محبوبی
خاموش ہی کسی جانب متوجہ نہین ہوتی یہان کی تو یہ کیفیت ہی مگر اب دو کلمہ فولاد فولاد شکن کے تحریر
ہوتے ہین اول صبحکو خواصین جو سوکر اُٹھین دیکھا ملکہ اور شعلہ رخسار کو ہٹے پر گئی تھین چہار جانب
تلاش کرنے لگین سارے باغ کو چھان ڈالا اُس گل حدیقۂ رعنائی کی کہین بو نپائی اب کنیزین باغ
سے سب ایک مقام پر جمع ہین اور متردد و متفکر ہین اور آپسمین کہہ رہی ہین کہ صاحبو یہ کیا غضب ہوا
ہماری ملکہ کو کون لے گیا ہمکو مثل لالہ داغ دے گیا کہان جائین کہان ڈھونڈھین کیا کرین کچھ بن
نہین پڑتا ایک کہتی ہی ہوا اُنکے باپ سے جلدی خبر کرو کہ آپکی صاحبزادی کا پتا نہین ملتا ایک نے

کہا وہ اگر ہماری تمہاری ناک چوٹی کاٹینگے ہمین سے پوچھین گے ہم اُنسے کیا بتائینگے یہ تقریر خواصون کی سُنکر غنچہ دہن وزیرزادی ملکہ کی تو خاموش ہی اسکو تو اک حیرت کا جوش ہی سب نے کہا بی وزیرزادی صاحبہ آپ ہم سبھونکی افسر ہین ہم سب سے عقل وفطرت مین بہتر ہین آخر کیا کرین غنچہ دہن نے کہا صاحبو مین کیا بتاؤن ہی ہی سر پیٹ کر کہان نکل جاؤن جان و آبرو کا ڈر ہی شعلہ رخسار ہمارے واسطے آگ لگا گئی سٹرن ہوکر ہمکو دیوانہ بنا گئی نہین معلوم ہماری مالک کو کہان لیگئی صاحبو مین خاک بولون کیا زبان کھولون ہی ہی مین تو بالکل لٹ گئی اپنی شاہزادی حور خصال سے چھُٹ گئی جان کا کس حرامزادی کو ڈر ہی اُنکی یاد زلف مین حال دل ابتر ہی ہائے اُنکی بھولی صورت یاد آتی ہی میری آبرو بڑھانے والی دو دن سے بیچین تھین مین نے ہر چند پوچھا کون سی ایسی مخفی بات ہی جو مجھ ایسی ہمراز دار سے نہ کہی نہین معلوم ہمین کیا بھید ہی کسی کی دام زلف مین پھنسین یا کسی مکار نے یہ جال پھیلایا اُس بلبل نغمہ سنج باغ حُسن کو ہمسے چھڑایا یہان آپسمین یہ باتین ہورہی تھین بعض ہنستی تھین بعض روہی تھین کہ یکایک بی لذت محلدار تھرتھر کانپتی ہوئی بدحواس آئی کہا او ستیانا یہ کیا ہلڑ مچایا ہی اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ موا جلاد فولاد فولاد شکن آتا ہی مین نے سلام کیا پہلے مجھسے یہی پوچھا کہ سیمین عذار صنوبر قد اُٹھی یا سوتی ہی چھوکری کا مزاج کیسا ہی مین نے کچھ جواب نہین دیا بھاگی یہان آئی ہون ہوشیار ہو جاؤ استقبال کو چلو مین تو باغ کی کھڑکی کھولکر بھاگی جاتی ہون یا جاتی ہون کسی کنوین مین گر پڑون ہی ہی کیونکر اپنی جان دون زمین سخت آسمان دور ای خداوند لقا خیر کیجیو سب کی جان بچائیو مثل صبا کے ابھی ابھی ہماری ملکہ باغ مین آجائے دل شگفتہ ہو جائے لقا کے نام پر غریبون کو شراب پلاؤنگی لات و منات کا پوجا کرونگی ہنوز یہ باتین تمام نہونے پائی تھین سب خواصین لذت کی باتین سُنکر مثل تصویر خاموش کھڑی تھین کہ فولاد فولاد شکن سامنے سے نمایان ہوا نشہ شراب مین مست پیر ڈالتا کہین پڑتا کہین لڑکھڑاتا ہوا آتا ہی سب خواصین واسطے تسلیم کے جھکین فولاد فولاد شکن آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا میری نور عین کہان ہی سب نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر مثل بید لرزان بصورت آئینہ حیران و بشکل گیسو پریشان زبانین بند دل دردمند سب کے آگے بڑھی ہوئی بی لذت کھڑی ہین بھاگنے کا قصد تھا مگر اب تو پانون مین زنجیر پڑگئی گویا زمین مین گڑ گئی فولاد فولاد شکن نے کہا اری حرامزادی کچھ جواب نہین دیتین کیا چھوکری

ابھی سو کر نہین اُٹھی سوتی ہو تو خبردار نہ جگاؤ دن بھر بدمزاج رہیگی جب اس تقریر کا بھی جواب نہین ملا فولاد فولادشکن نے سر پر بی لذت کے ایک گھونسا مارا اُسکا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر گری زمین پر ایڑیان رگڑنے لگی اور کسیکو تھپڑ کسیکو قبضۂ تلوار کا کسیکو ٹھوکر لگائی جب دس پانچ کا اسی طرح خاتمہ ہوا غنچہ دہن ہاتھ باندھکر آگے بڑھی عرض کی لونڈی کا بھی سر کاٹ لیجیے جلد سزا دیجیے فولاد نے کہا اری غنچہ دہن آخر معرکہ کیا ہی سو کے نہین اُٹھی یا جاگتی ہی یا مرگئی آخر کیا اُفتاد ہوئی غنچہ دہن نے کہا اصل حال یہ ہی کہ جسوقت ملکہ واسطے شکار کے گئی تھین خیر وہان سے واپس آئین عجیب کیفیت تھی چہرہ زرد ہونٹھ خشک خاموش نہ کسی سے کلام نہ کھانے پینے پر توجہ آکر مُنھ لپیٹ کے پڑرہین خواصون پر غصہ فرمایا کہ تمنے ہمکو قیدی بنایا ہی ہمارے پاس سے جاؤ تنہا ہمین رہنے دو مین جوش محبت مین شب کو جا کر حاضر ہوئی دیکھا تو روتے روتے آنکھین سوج گئی تھین مین نے حال پوچھا تصدق ہوئی نثار ہوئی یہی فرمایا کہ طبیعت میری علیل ہی میرا بات کرنے کو جی نہین چاہتا غنچہ دہن میرے پاس سے جاؤ کنارے جا کر بیٹھو اسی پریشانی مین رات کٹی صبح کو حضور تشریف لائے تم آپ نے حکم دیا شعلہ رخسار اور لالہ عذار کو لاؤ گانا سنو بعد حضور کے جانے کے بی شعلہ رخسار گرما گرمی کرتی ہوئی آئین مگر مثل دیوانون کے کہتی ہوئی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون بی لالہ عذار پیٹتی تھین ہی ہی میری بچی کو کیا ہوگیا حضور ملکہ سرشام بی شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر گئین یہ کہکر کہ ہم اسکا علاج کرینگے ملکۂ عالم نے لالہ عذار شعلہ رخسار کی مان کو رخصت کردیا ہم لوگون کو حکم دیا کہ ہمارے پاس نہ آؤ ہم کوٹھے پر اکیلے بیٹھین گے اب جو لونڈیون نے صبح کو جا کر دیکھا نہ بی شعلہ رخسار کو پایا نہ ہماری ملکہ کا پتا ملتا ہی سارا باغ چھان چکے آپکے خوف سے کھڑے کانپ رہے تھے یہی آپس مین چرچے تھے کہ اب کیا کرین کہان جائین اصل کیفیت تو یہ تھی اب حضور کو اختیار ہی چاہے لونڈیون کی جان بخشی ہو چاہے قتل کرین ہم بالکل راز دل سے ملکہ کے ناواقف ہین خداوند لقا قہر ہمکو غارت کرے جو ہم اور کچھ جانتے ہون قریب تھا کہ یہ باتین سُنکر فولاد کا کلیجہ پھٹ جائے یون کانپتا تھا جیسے کسیکو بخار چڑھتا ہی فولاد تو اس غصے مین کھڑا ہوا ہی مگر حال سُنیے لالہ عذار مادر شعلہ رخسار کا کہ یہ بموجب حکم ملکہ بیٹی کو چھوڑ کر چلی تو گئی تھی مگر رات بھر یاد مین مثل ماہی بے آب تڑپا کی اور بیقراری مین صبح ہوئی بہلی پر سوار ہو کے چلی قضائے کار اُسی نخل کے قریب پہونچی جہان شاپور شیردل نے

شعلہ رخسار کو بیہوش کرکے ڈال دیا تھا اب اُسکی بیہوشی دور ہوئی اپنے کو ننگا منگا صحرا مین پایا ایک
ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے چیخین مار کر رونے لگی لالہ عذار کے کان مین یہ آواز آئی گاڑی بان سے کہا
ہی ہی میری بچی کے رونے کی آواز آتی ہی ارے جلد بہلی روک وہ جبتک روکے روکے لالہ عذار نے
اپنے تئین بہلی سے گرا دیا اُفتان خیزان دوڑی شعلہ رخسار نے جو مان کو آتے دیکھا چلائی ای امی جان
ادھر آئیے ہی ہی ہم سے ایسی بیزار ہوئین کہ ہمکو ننگا کرکے جنگل مین ڈال دیا اب توبہ کرتی ہون کسی غیر کے
ساتھ نہ جاؤنگی مین تو اُن لوگون سے کہا کرتی تھی کہ میری مان جلادنی ہی خطا پر مار ڈالے گی آخر آپ نے
ایسا کلیجہ پتھر کا کیا کہ ہمکو صحرا مین ڈالدیا اگر کوئی شیر بھیڑیا آتا کھا جاتا تو اچھا ہوتا تمھاری امید برآتی یہ
سُنکر لالہ عذار متحیر ہوکر دوڑ کے لپٹ گئی اور رو کر کہنے لگی ای جان مادر یہ کیا کہتی ہو تم یہان کیونکر آئین
مین تو تمکو دیوانے پن مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے پاس چھوڑ آئی تھی ایسی ایسی باتین جو سُنین
ہوئین لالہ عذار بھی حیران شعلہ رخسار بھی پریشان طول بیجا کا اس راقم کو بڑا خیال ہی آمدم
برسر مطلب لالہ عذار نے اپنی دولائی شعلہ رخسار کو اُڑھائی ساری باندھنے کو دی اور کہا بیٹا
بڑی حیرت کی بات ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا چلو باغ مین ملکہ عالم کے چلکر دیکھین وہان کیا گل پھولا ہی
الغرض اُسوقت دونون باغ مین آکر پہونچین کہ فولاد فولاد شکن غنچہ دہن سے حال سُنکر جو اول مین
لکھا گیا ہی خاموش کھڑا ہی کہ ہلڑ ہوا کہ بی لالہ عذار اور شعلہ رخسار باہر سے باغ کے آتی ہین دیکھین
یہ دونون کیا فرماتی ہین جیسے ہی فولاد کے قریب آئین فولاد نے کوڑا اُٹھایا اور کہا کہ سچ بتاؤ کمبختو کیا
معرکہ ہی میری بیٹی کا پتا نہین ملتا لالہ عذار خود پیٹنے لگی کہ حضور میری داد دیجیے مین اپنی بیٹی کو
خدمت ملکۂ عالم مین چھوڑ گئی تھی اسوقت صحرا مین ننگا برہنہ بیٹ پایا جو میری بچی کو شیر بھیڑیا کھا جاتا
تو کسی طرف کی نہ رہی تھی لونڈیون سے ایسا غصہ مناسب نہین ہی سب نے اُسکو سٹرن بنایا تھا وہ
بیچاری قسمین کھاتی ہی کہ نہ مین دیوانی ہوئی نہ سٹرن ہوئی ایسی دل لگی نکرنا تھا کہ ننگا کرکے جنگل مین پھکوا دیا
کیا خوب ملکہ نے علاج کیا میری سٹرن دیوانی کو میرے گھر بھجوا دیا ہوتا ذرا ملکہ کو تو سامنے بلائیے مین اُنسے
شکایت کرونگی جھاڑ کا کانٹا بنکے پیچھے پڑونگی اور کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگی وہ تو خداوند تعالےٰ نے بڑی
خیر کی کہ مین روتی پیٹتی اپنی بچی تک پہونچ گئی جب وہ خونخوار جنگل یاد آتا ہی تو میرا کلیجہ تھر تھر کانپنے
لگتا ہی اگر مین نہ جاتی تو میری بچی مجکو زندہ نہ ملتی ذرا ملکہ آئین تو سہی دیکھو مین کیسا اُنکو آڑے

ہاتھون لیتی ہون فولاد نے یا تو کوڑا اُٹھایا تھا یہ تقریر حیرت افزا سُنکر ہاتھ روک لیا کہا اری ملکہ کہان ہی جسکو بلاؤن میری بیٹی خود غائب ہی کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مین کیا کرون کہان اپنی دختر کو ڈھونڈھون لالہ عذار نے عرض کیا واری میرے خیال مین تو یہ آیا ہی کہ اُسی جنگل مین چل کے تلاش کیجیے آپکا پھول بھی اُسی خارستان مین ملیگا جیسے مین جنگل مین جاکر شگفتہ ہوئی ویسے ہی آپ کا بھی غنچۂ آرزو کھلے گا فولاد ساری جرأت بھولا کہا اچھا چلو فقط ان دونون کو ساتھ لے کر اُسی جنگل مین مثل غول بیابانی چہار طرف دوڑنے لگا کبھی نام لیکر ملکہ کا پکارتا تھا کہ ای سیمین عذار صنوبر قد بی بی کہان ہو مثل طائر عنقا میری نظرون سے کیون نہان ہو آکر کلیجے سے لپٹ جاؤ چاند سی صورت دکھاؤ فولاد تو دیوانہ وار صحرا مین یہ کہتا مارا مارا پھرتا تھا اور دونون ڈومنیان بھی تلاش کرتی پھرتی ہین مگر خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کا فریدین صبح کو جو اُٹھا پہلے پاس سلیمان کے آیا کہا کیون پہلوان دوران وگرشاسب جہان میان فولاد فولادشکن مُنھ ہی کے کڑے ہین کئی دن ہو چکے تشریف لائے ہوئے طبل جنگی کیون نہین بجواتے وہ تو فرماتے تھے کہ اسی ہفتے کے اندر قدرت کو بالاے قیطول پہونچائینگے مسلمانون کو بھگا دینگے اب تامل کا کیا باعث ہی سلیمان نے کہا ملک جی کل فولاد فولادشکن شب کو خود کہتا تھا کہ ماموں جان جا طبل جنگی بجوائیے مین قدرت سے شرمندہ ہوتا ہون مین نے روکا آج کی شب کا وعدہ کر لیا ہی مگر نہین معلوم کیا سبب ہی کہ اتنا دن چڑھ آیا اور فولاد ابھی تک یہان نہین پہونچا بختیارک نے کہا آج مین خود اُنکی ملاقات کو جاتا ہون ابھی ساتھ لیکر دربار خداوندی مین آتا ہون سلیمان عنبر موے کوہی نے کہا بہرحال مین دربار لقا مین چلتا ہون اب وہین ملاقات ہوگی سلیمان گینڈے پر سوار ہو کے اُدھر چلا بختیارک نے خچر اپنا طرف باغ سلیمان کے بڑھایا رواروی کرتا ہوا آتا ہی چند غلام ساتھ ہین اُنسے کہتا ہوا آتا ہی آج نالائقون کو لڑوا دونگا اتنے دنون کوئی آگ نہین ٹھہرا اب مین اُنکو جہنم مین پہونچاتا ہون مسلمانون سے لڑواتا ہون یہ کہتا ہوا در باغ پر آیا دیکھا رنگ باغ دگرگون ہی ہزارون خواصین ملکہ کی دروازے پر کھڑی پیٹ رہی ہین بعض اقا سے فریاد کر رہی ہین یا خداوند ہماری ملکہ کو ہمسے ملا دے فولاد فولادشکن بامراد آئین ملکہ کو بصحت و عافیت صحرا سے پا جائین جس طرح لالہ عذار کی مراد ملی ننگی ہوگئی بلا سے لباس گیا پاپوش سے اُسکی جان کی تو خیر ہوگئی زندہ تو ملی اسی طرح یا لقا ہماری

بھی مراد حاصل ہو ملکہ کو یہان کھیلتا پائین ایک کہ رہی تھی کہ بوامیرے ہوش و حواس باختہ ہین یہ تو بالین
طلسمات کی سی ہین ہیبت چمن مین دفن ہوا کوے یار مین نکالا زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہو گئین
شعلہ رخسار ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے ساتھ کوٹھے پر گئی اور جنگل مین ننگی ملی دیکھیے تیرہ و صدی
کے زمانے مین کیا کیا ہوگا بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چھرے سے کود اقریب کنیزون کے آیا پوچھا
خیر تو ہی میان فولاد فولاد شکن کہان ہین تم سب کیون اسقدر فریاد و زاری نالہ و بیقراری کر رہی ہو
کس ملکہ کے لیے دعا مانگتی ہو سب کنیزون مین غل ہوا میان شیطان آئے میان شیطان آئے یہ
خداوند سے بہت گستاخ ہین انکے سامنے بیان کرو یہ قدرت سے کہکر مراد دلی دلوا دینگے پھر ہی ملکہ سے
ملا دینگے اگر کچھ بھوت پریت کا خلل ہوا ہی دیو جن خبیث لے گیا ہی تو یہ کل خبیثات کے باپ ہین
بڑے پریت آپ ہین انسے ضرور کہو مطلب حاصل ہوگا رنج و ملال زائل ہوگا یہ آپس مین مشورہ
کرکے سب کی سب دوڑین قدمون سے بختیارک کے لپٹ گئین کہا میان شیطان صاحب دوہائی
ہی ہماری ملکہ خود بخود غائب ہوگئین بختیارک نے کہا کون ملکہ ایک کنیز نے کہا کہ پہلوان صاحب
کی دختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد خود بخود باغ سے غائب ہوگئی ہین پہلوان صاحب جنگل مین سبا
تلاش تشریف لیگئے ہین بختیارک نے کہا ہین یہ کیا کہ غائب باغ مین ملکہ ہوئین فولاد جنگل مین
ڈھونڈھنے کو گئے اُسنے عرض کیا کہ میان بختیارک تسے مین بیان بھی کرتے ڈرتی ہون ذرا
کوئی وسوسہ نہ دلوائیے گا میری امان سے منکوحہ لڑوائیے گا شوہر سے نہ جدا کیجیے گا یہ سب جھگڑے
آپ ہی کی ذات سے ہوتے ہین یہ سُنکے بختیارک گالیان دینے لگا کمبختو کھین تمھاری قضا تو نہیں
آئی ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا جلد مفصل بتاؤ مطلب تو سمجھ گیا ہون لیکن اشارہ کافی نہوگا سوسن
نے کہا ملک جی مجھ سے حال سنیے اور تو جھگڑا اطول طویل ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ شعلہ رخسار کے
ساتھ ملکہ کوٹھے پر گئین وہان سے غائب ہوئین شعلہ رخسار جنگل مین ملی وہان ننگی پڑی تھی
اسوجہ سے فولاد بھی اُسی جنگل مین تلاش کرنے گئے ہین بختیارک خوب قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا
وہ مارا جو ہم نے کہا تھا وہی ہوا اچھے اُلّو کے پٹھون کا ڈربا کھلا ہی جنگل مین مثل غول بیابانی کے گیا ہی
وہ پریوش کسی محبوب خوشرو کے پہلو مین بیٹھی ہوگی مزے اُڑا رہی ہوگی یہ کہکر چھرے پر سوار ہوا اور
بہ تعجیل جنگل مین آیا دیکھا میان فولاد ہر طرف مثل لنگور کے اُچکتے پھرتے ہین ایک طرف دو ونڈیان

گویا جنگل کی بلائین پکار رہی ہین کہ ملکہ آؤ فولاد فولاد شکن نے جو بختیارک کو آتے دیکھا قریب
آیا کہا ملک جی عجب طرح کا معرکہ ہوا باغ سے ملکہ اور شعلہ رخسار غائب ہوئین شعلہ رخسار کو سکی
مان نے اس جنگل سے پایا مگر میرا گل آرزو کہین کانٹون مین چھپ گیا ہی نہین ملتا ہی ڈھونڈھتے
ڈھونڈھتے پانوٴن مین آبلے پڑ گئے ہین بختیارک نے کہا آپ میرے ساتھ چلیے مین آپ سے
مفصل بتادونگا فولاد خوشی خوشی ساتھ ہوا لالہ عذار و شعلہ رخسار اپنے خیمے کی طرف گئین
فولاد جب آکر دربار مین بیٹھا بختیارک نے کہا ای پہلوان دوران یہان ایسے معاملے بہت
گذر چکے ہین آپ اس عورت کے کہنے سے ناحق دوڑے گئے عقل سے ظاہر ہوتا ہی کوئی عیار
بنکر شعلہ رخسار بنکر آیا شعلہ رخسار کو وہان ڈال دیا آپ یہان پہونچا رات کو قابو پاکر ملکہ کو
لے گیا جو مین نے حکم لگایا تھا آپ کو یاد ہوگا وہ کرسی نشین ہوا ہین ملکہ کسی سے پہلے ہی ہو چکا ہوگا
فولاد فولاد شکن کو اس تقریر بختیارک سے نہایت غصہ آیا ایک دھول ماری رفیدہ ملک جی
زمین پر گرا اور کہا او مادر بخطا پھر تو نے یہ کلمہ مہمل میرے سامنے کہا میری لونڈی بھی کبھی ایسا کام
نہ کرے گی اسکو تو خود مرد کے نام سے نفرت ہی کس مرد کی مجال ہی کہ اسپر آنکھ ڈالے نہین معلوم یہ کیا
اسرار ہی چلو خداوند سے پوچھین وہ صاف صاف اس راز کو بتا دینگے بختیارک نے جھاڑ پونچھ
رفیدہ تو سر پر رکھ لیا اور حضور غصہ نہ فرمائین اگر دل چاہتا ہی تو اور دو چار دھولین لگائین مگر
بگوش ہوش سماعت فرمایئے مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ٭ ای پہلوان
دوران علامت اول تو یہ ہی کہ دو چار روز پیشتر سے ضرور بیقرار ہونگی ہان یہ تو فرمایئے کہین شیرون
کے شکار کو تو جانے کا اتفاق نہین ہوا فولاد نے کہا وہ ہمیشہ سے شکار دوست ہی ہرن کیسے شیر کا
بھی شکار کھیلا پلنگ خونخوارہ کو تلوار سے مارا مگر البتہ کل جو مین صبح کو آیا تو اسکا عجب حال تھا
دریافت کیا تو کنیزون سے معلوم ہوا کہ جب سے شکار سے آئی ہین طبیعت بہت بے لطف ہی
بعد اسکے سنا کہ رات بھر منھ لپیٹے پڑی رہین جب مین آیا اسوقت حقیقت مین اسکا حال ابتر تھا
مین نے بیمار جانکر کہا کہ بیٹا ڈنڑ پیلو گدر ہلاؤ گائن کو بلا بھیجو یہ میرے ہی حکم سے ڈومنیان آئی ہین اپنے
کچھ فرمائش نہین کی ملک جی یہ معرکہ گذرا بختیارک نے کہا ناک ناک بدتا ہون جو میرے کہنے
کے خلاف ہو جو اوپر گذرا وہ مجھسے سن لیجیے اور میری ذہانت کی داد دیجیے یہ معاملہ گذرا ہوگا شکار گاہ

مین گئی ہونگی کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا بھی براے شکار آیا ہوگا اُس سے آنکھین چار ہوئی ہونگی کچھ لوگ
اُسوقت وہان ہونگے اسوجہ سے ناچار ہوئی ہونگی یہ جوان حسین کمسن فرزندان حمزہ بھی دریاے
حسن وجمال کے گوہر بے بہا ہین صورت وشوکت وجلالت مین یکتا ہین چوٹ کھا کر عشق کی آئی ہونگی
اُدھر اُسنے عیار کو اپنے بیقرار ہو کر براے جستجو بھیجا ہوگا وہ اس صورت سے آکر لے گیا حضور کو داغ دے گیا
اگر اسمین فرق ہو سر کاٹ لیجیے ان باتون مین چند سرداران لشکر فولاد بھی آگئے ہین بختیارک مسخراپن
بھی کرتا جاتا تھا اور جلا جلا کے کہتا جاتا تھا اور ٹھنڈی سانسین بھرتا جاتا تھا کہ ہاے غضب آپ نے
کس ناز ونعم سے پالا ہوگا اُس ظالم بے درد نے خون کا دریا بہایا ہوگا اب فرے اُڑا رہے ہونگے عاشق
ومعشوق گلے مین ہاتھ ڈالے بیٹھے ہونگے فولاد فولاد شکن غیرت کے مارے غرق عرق شرم ہوگیا قریب
تھا کہ خنجر مارے لیکن ضبط کر کے کہا ملک جی آپ کی چہ میگوئیان درست ہین لیکن سب آپکا خیال خام ہے
ہرگز میری بیٹی ایسی نہین اور اگر تمکو اس امر مین یقین کامل ہے تو اب مین تمھاری جان اور اپنی جان
ایک کرونگا ورنہ مفصل بتاؤ کہ کس برج مین وہ آفتاب آسمان خوبی ہے کس درانداز نے یہ کام کیا ہے
تو ابھی جاکر دریاے خون بہاؤن دونون کے سر کاٹ لاؤن اگر اسمین فرق ہو تو مجکو فولاد فولاد شکن
نہ کہنا بختیارک نے یہ سُنکر تیوری پر بل ڈالکر کہا بس اب خاموش رہیے حقیقت مین اُس شخص نے
بُرا کیا آپ کی جوان بیٹی کو نکال لے گیا لیکن اب اس مقدمے پر خاک ڈالیے معاف فرمائیے اگر سچ پوچھیے
تو اُسنے آپ پر احسان کیا کیونکہ آخر آپ کہین شادی کرتے اُسمین ہزارہا روپیہ صرف ہوتا اہالیان
برادری کو بھی تکلیف ہوتی یہ بے نمک پھٹکری لگائے ہوئے مطلب حاصل ہوا اور آپنے جو فرمایا اگر
پتا ملے تو جاکر دونون کے سر کاٹ لاؤن یہ امر بھی دشوار ہے ہر مسلمان بلاے روزگار ہے اگر مین پتا لگاؤن
آپ کو تکلیف دون آپ وہان جائین ایسا نہو دشمن مارے جائین پھر کر آنا دشوار ہوگا پس یہ جستجو
کرنا بیکار ہوگا چلیے ناچ رنگ مین مصروف ہو جیے غصے کو تھوک دیجیے جو ہونا تھا وہ ہوا اُسکا
ذکر کیا ہے ایسے معاملے تو اکثر گذرتے ہین بموجب شعر بلبل برداشت آشیان را ؛ گل گفت کہ خس
کم وجہان پاک ؛ ان کلمات مہملات کو سُنکر فولاد مثل رعد گڑگڑایا غصے سے مانند بید تھرایا الف منھ
مین بھر آیا مثل مار دُم بریدہ پیچ وتاب مین آیا کہا ملکجی بس بس زبان سنبھالو ایسی واہیات باتین
منھ سے نہ نکالو اگر بے قتل کیے اُن دونون نالائقون کو چھوڑون تو آج سے تلوار باندھنا ترک

کردون فقط آپ کا اتنا احسان ہوگا کہ مفصل مجکو تبلا دیجیے کہ وہان وہ دونون نالائق موجود ہین اُسوقت آپ پر حال ظاہر ہوگا قسم ہی جاہ وجلال خداوندی کی اب کھانا جب کھاؤنگا جب اُس دراندازکو سزائے معقول دے لونگا اب آپ نشان بتانے مین جستجو کیجیے زبان سے کچھ نہ فرمائیے ورنہ مین اپنے تیغ ہلاک کرڈالونگا آپ شیطان درگاہ خداوندی مین آپ کو کچھ نہین کہہ سکتا اگر اور کوئی ایسے کلمات مُنہ سے نکالتا تو سر اُسکا کھینچ کر پھینک دیتا بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن حقیقت مین آپ سے باہر ہی نشہ جرأت مین بیہوش ہی از خود فراموش ہی گھبرا کر کہا مین ابھی فکر کرتا ہون خیرتک اپنے عیار کو بلاکر کہا جلد جاکر مہتر وسواس کو بلا لا خیرتک فوراً روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے مہتر وسواس کو اپنے ہمراہ لایا بختیارک نے کُل کیفیت وسواس سے بیان کی اور کہا کہ اگر اس بات کا پتا لگاؤگے تو اسقدر نقد وجنس پاؤگے کہ نہال ہوجاؤگے وسواس فوراً قنطورہ زرنفتی وپیتاوہ سقرلاطی و گوپن عیاری سے آراستہ ہوکر واسطے تلاش ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے روانہ ہوتا ہی ان سب کو اس جستجو مین چھوڑیے لیکن اب یہان سے دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ملکہ مہرخ سحرچشم وصمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کہ نیچہ قتل ملکہ بران شمشیر زن لیکر آیا ہوا ہی بیان کیے جاتے ہین

ساقی نامہ مصنف	ساقی اک جام ہو عنایت	باقی رہے دور تا قیامت
دولتمندون مین ہو تیرا نام	پائے جو زلال وردآشام	جسمین ہو شراب دیرسالہ
اس خم کی زکوۃ اک پیالہ	دھوئے دھائے دھرے ہین ساغر	بھٹی سے نکال آتش تر
اس آگ سے جب گلاس دہکے	خمخانے کا تیرا پھول مہکے	لب سے وہ پری جو لب ملائے
دل مین نئی اک ترنگ آئے	ساقی نے شراب دی یہ سنکر	حاضر ہوئی فکر پھول چنکر
گلدستہ جو ذہن نے بنایا	بندش نے عجیب گل کھلایا	مہمیز کنندگان سمند تیزگام عیارین

وشہسواران میدان طراری توسن کلک کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین اور غزالان مضامین داستان صحرائے فرحت افزائے خوش بیانی مین یون طرارے بھرتے ہین سابق مین تحریر ہوا ہی کہ صمصام نمکحرام شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے پھر گیا اور آکر افراسیاب کے شریک ہوا مع فوج ولشکر بارگاہ حیرت جادو مین آگیا ہی قصد ہی کہ طبل جنگی بجوائے ملکہ بران سے مقابلہ کرے مگر چونکہ زخمی ہوکر آیا ہی اسوجہ سے تامل ہوا ہی یہ بھی عرض کرچکا ہون کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مع

مہترین مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل فکر قتل
صمصام بد انجام مین روانہ ہو چکے ہین جب صمصام گمراہ خدمت ملکہ حیرت مین حاضر ہوا
اور مقدمے مین اپنی معشوقہ لالہ زار نرگسی چشم کے بخوبی عہد و پیمان لے چکا اور ملکہ نے بھی اقرار
کیا کہ تیری دھوم سے شادی کرینگے خانہ آبادی کا سامان ہوگا عرصہ دراز تک بارگاہ حیرت مین
حاضر رہا اور یہ کہکر اُٹھا کہ کل غلام طبل جنگی بجوائے گا اور لطف بربادی خانہ کوکب روشنضمیر
دکھلائے گا ملکہ نے کہا اچھا جاؤ سپرد خداوند سامری کیا مگر عیارون سے ہوشیار رہنا عرض کیا چالیس
سرداران نامی غلام کے ساتھ ہین کیا مجال ہی کہ میری بارگاہ مین کوئی آسکے یہ کہکر طرف اپنی بارگاہ
کے چلا ساحران غدار و سرداران ناہنجار خلعت ہاے فاخرہ پہنے ہوئے گرد اس بیحیا کے مرغ زرین
بنے ہوئے چلے آتے ہین عقب مین خدمتگار یہ تو اپنی بارگاہ کی جانب اسطور سے جاتا ہی مگر واضح رہے
ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو ایک تدبیر کرکے ایک مقام پر ٹھہرے ہین اور چالاک کو کچھ سمجھا کر روانہ کردیا
چالاک صورت بدلے ہوئے در بارگاہ حیرت پر کھڑا ہی کہ صمصام طرف اپنی بارگاہ کے جاتا
ہی چالاک نے پیچھا کیا دیکھا ایک خدمتگار صمصام کا ظاہر امقرب معلوم ہوتا ہی کہ لباس معقول
پہنے ہوئے گولے دار پگڑی سر پر چُنی چپکن زیب جسم مشروع کا پائجامہ یہ کہتا ہوا عقب صمصام جاتا
ہی کہ آج انعام و اکرام مین کئی ہزار روپیہ میری تحویل سے خرچ ہوا ہی اُسکا حساب لکھوانا ہی یہ جو چالاک
نے سُنا تدبیر تو کر ہی چکا تھا ایک عورت کی شکل بنکر چہرے کو چادر سے چھپایا قریب اُس خدمتگار کے آیا
کہا میان خدمتگار صاحب ذرا ادھر دیکھیو وہ پلٹا دیکھا کہ ایک نازنین بڑی بڑی انکھڑیان مگر حجاب سے
ہاتھ پانون مین رعشہ کرسے ایک کاغذ نکال کر ہاتھ مین اُس خدمتگار کے دیا کہا لو صاحب جلدی
کوئی مجھ بدنصیب کو دیکھ نہ لے مان باپ کی آبرو جائے ہماری عصمت مین فرق آئے مگر نوکری ایسی بری
چیز ہی کہ کچھ بن نہین پڑتا خدمتگار نے یہ سنکے کاغذ ملفوف ہاتھ مین لیا پوچھا یہ کاغذ کیسا ہی اُسنے آنکھین مٹکا
کے کہا میان صمصام کی خالہ نے لکھا ہی جب مالک تمھارے بارگاہ مین بیٹھ لین یہ کاغذ چپکے سے اُنکے
ہاتھ مین دینا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے ورنہ کسی بیگناہ کی جان جائیگی اتنا زبانی بھی کہدینا اسکو تنہائی
مین پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند ہوجیے ورنہ معشوق سے ہاتھ دھو کر عمر بھر سر پہ ہاتھ دھر کر روؤ گے
یہ کہکر وہ عورت تو مٹکتی چلی گئی خدمتگار نے کاغذ جیب مین رکھا جب صمصام بارگاہ مین آکر تخت

بیٹھا خدمتگار نے پوشیدہ نامہ ہاتھ مین دیا اور زبانی بھی وہی کلمہ کہدیا کہ حضور تخلیے مین چلکر اسکو پڑھین یہان سر دربار نہ کھولین حضور دینے والا یہ کہ گیا ہی کہ اگر ظاہر ہوگا معشوقہ کی جان جائیگی فقط کہتے کو کہانی رہجائیگی نام معشوق سُنکے صمصام گھبرایا کاغذ ہاتھ مین لیکر تخلیے مین آیا اب جو دیکھا سر نامہ پر مُہر ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کی پائی مگر معلوم ہوتا ہی جلدی مین مُہر کی ہی کوئی حرف ظاہر کوئی مخفی بہ تعجیل نامہ کھولا اول القاب یہ لکھا ای شوریدۂ دست محبت وای آشفتۂ وادی مودت زاد عشقہ بندہ بہ اشعار نظم تحریر کیے تھے اشعار

جس روز سے روے ہجر دیکھا
شب ہجر کی اک سیہ بلا ہی
جان خواہش وصل پہ ہی مائل
سمجھاتی ہون گو ہزار دل کو
ہر دم جو خیال مو رے سر ہی
واقف ہین تمھارے مو پیچان
ابرو کو نہین جو بھولتا دل
ہی مثل کمان قد خمیدہ
جب یاد ہی انکھڑیون کی آتی
کیا غم سے ہوا فراغ دل کو
اک آگ سی لگ رہی ہی تن مین
دل کو کئی مرتبہ جلایا
ای نبض شناس حال رنجور
کیا تمسے کہون مین حال اپنا
اک لمحہ نہین قرار آتا
ہر ایک نفس لگا ہی آگاہ
دل تیغ فراق سے ہی گھائل
ہی پیش نظر تری ہی تصویر
ابتر مرا حال سر بسر ہی
اور یاد جبین مین ای ستمگر
ہی تیغ الم سے شکل بسمل
آنکھون مین کھبے ہین تیر مژگان
ہی آنکھ اجل مجھے دکھاتی
یہ شعلۂ غم نے سر اُٹھایا
شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین
پاس آتے نہین طبیب میرے
ای عیسی درد جان مہجور
کیا تم کو لکھون ملال دیسا
دن آنکھون مین رات ہو گیا ہر
بستر ہی ہمیشہ نالہ و آہ
پہلو مین نہین قرار دل کو
دن رات یہی ہی اُس سے تقریر
جیسا مرا حال ہی پریشان
برگشتہ ہی اختر مقدر
اندوہ ہی یہ ستم کشیدہ
ہین پار جگر کے غم کے پیکان
فرقت نے دیا ہی داغ دل کو
جلتی ہون مین شمع سان سراپا
اس آگ نے خاک مین ملایا
بیٹھے ہین دور دور ڈر سے
گر لکھون مین سوز قلب مضطر
قرطاس وقلم ہون خاک جلکر

اے شہنشاہ صمصام وای عاشق ناکام یہ ہجران دیدہ آفت عشق کشیدہ عجب مصیبت مین ہی جب اول مین تمھارا نامہ محبت شمامہ آیا ہم اُسکو پڑھکر آمادہ ہوئے کہ جواب حسب مراد تمھارے تحریر کرین ملکہ حیرت جادو کو خبر ہو گئی کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے پاس کسی کا نامہ آیا ہی مجکو بُلوایا تمھارا نامہ مجھسے لے لیا اور پوچھا تیری کیا مرضی ہی مین ہوش فنا

ہوئی کہ یہ سمجھ جائینگی الخاموشی نیم رضا حیرت جادو نے کہا ہم مطلب تیرا سمجھے ہم جواب بھی لکھین گے اور شادی تیری ایسے صاحب لیاقت کے ساتھ کرینگے پھر مجکو نہین معلوم کہ اُس نامے کو کیا کیا تمکو کچھ لکھا یا نہین لکھا مجھکو فقرے بازی مین رکھا اگر کل حالات لکھون ایک دفتر ہو جائے اب اصل مراد یہ ہی کہ جب تم لشکر لیکر یہان آئے کنیزون سے مجکو بھی خبر ہوئی آج جو دربار سے پلٹ کر آئی اپنی وزیر زادی سے کہا میان صمصام میری مصاحب لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین یہ امر غیر ممکن ہی مدت ہوئی میرا وزیر اعظم سرما اُسکا طلبگار ہی مین اُس سے نسبت پختہ کر چکی ہون اپنے وزیر کو عزیز جانون یا اُس غیر کے ساتھ شادی کر دون جب وہ بہران کو قتل کر چلینگے کسی لونڈی کے ساتھ شادی کر دونگی ای عاشق زار وای غمگسار یہ حال مصیبت سُنکر مین ملکہ حیرت کو فقرہ دے کر فلان باغ مین آئی ہون صرف چار کنیزین جو میری ہمراز ہین اور آٹھ پہر کی دمساز ہین اُنکو ساتھ لائی ہون بس لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے نامے کے تنہا اسوقت میرے پاس چلے آؤ جو مناسب وقت ہو صلاح کر کے ہم تم اُسکی تدبیر کرینگے اور تدبیر و تقریر کیا تمھارے ساتھ نکل چلینگے بموجب مثل دو دل راضی تو کیا کریگا نگوڑا قاضی کسی کی لونڈی نہین ہون مجھپر کسیکا زور نہین ہی اور اگر اسوقت تم میرے پاس نہ آئے تو پھر حیرت جادو کے دام تزویر مین پھنس جاؤنگی دم بھر پھر محل سے نہ نکل سکونگی صمصام اس مضمون کو پڑھکر تھر تھر مثل بید کانپا ابرو پر بل پڑ گیا کئی مرتبہ سر ہلا کر کہا کیا خوب کیا خوب خدمتگار نے پوچھا حضور خیر تو ہی ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ای برادر کیا کہون راز کی بات ہی مگر تو میرا معتبر قدیم ہی خدمتگار نہین ہی بلکہ ندیم ہی کسی سے ذکر نہ کرنا مین نے اپنی دنیا و عقبیٰ دونون خراب کین میان افراسیاب بڑے جعلساز ہین بڑے شعبدہ باز ہین ہائے مجکو میرے مالک اور آقا شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے لالچ وصل محبوب کا دے کر چھڑایا افسوس کچھ ہاتھ نہ آیا اب اس فکر مین ہین کہ ملکہ بہران کو میرے ہاتھ سے قتل کرائین آخر مین دھتا بتائین مگر ای خداوند سامری جمشید تمھارے صدقے ہو جاؤن کیا سبب نکالا ہی کہ معشوق وفادار ہاتھ آئے کیا عجب ہی کہ کوکب سے بھی صفائی ہو جائے ای خیرخواہ یہ نامہ میری معشوقہ کا آیا ہی تمنے کہان سے پایا ہی اُسنے کہا حضور ایک عورت کانپتی ہوئی آئی میرے ہاتھ مین دیکر چلی گئی صمصام نے کہا تمنے بڑا کام کیا اب مین تمکو مصاحب اپنا بناؤنگا اچھا ابا کہا کرونگا اب ای نکحلال وفا شعار مین پاس اپنی معشوقہ کے جاتا ہون اُسکو لیکر طرف اپنے ملک کے چلا جاؤنگا اور میان افراسیاب

کو دھتا بتاؤنگا اور تمھارے نام بھی نامہ روانہ کرونگا تم کسی حیلے سے کل فوج کو لیکر چلے آنا یہ کہکر کہا بھائی میرے خضاب جلدی سے لگادے دس پانچ موے سفید ظاہر ہین مثل کافور ہین شکل مشک ہوجائین علاوہ اسکے ذرا سی مہندی ہاتھ پاؤن مین مل لون سرمہ کاجل لگاؤن عمدہ بناؤ کرکے اُسکے پاس جاؤن خدمتگار نے جلدی جلدی صمصام کے وسمہ لگایا مہندی جلدی جلدی ہاتھ پاؤن مین ملدی صمصام نے کلاہ وہ نکالی جسمین گوٹا پٹھا ٹکا تھا قبا زربفت کی نکالکر زیب جسم کی عطر سوہاگ جسم مین ملا کاجل خوب گہرا گہرا آنکھون مین لگایا آئینہ لیکر اپنے روے نحس کو بغور دیکھا اپنا ہاتھ موچھون پر پھیرا جھولی سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی اُسمین اسباب سحر رکھا خدمتگار نے عرض کیا حضور جھولی کیا ہوگی آپ معشوقہ کی ملاقات کو جاتے ہین یا کسی سے لڑنا منظور ہی صمصام نے کہا شاید بی حیرت نے کسی ساحر کو لگا رکھا ہو کہ لالہ زار کہین جانے نہ پائے اور وہ ساحر بر وقت سامنے آئے روکنے کا ارادہ کرے اُسوقت کیا مین ڈنڈے بجاؤنگا جھولی اسواسطے رکھی ہی کہ ایک دانہ ماش کا مارکر اُسے جلادونگا اگر دو ہزار ہونگے تو خاک مین ملادونگا معشوقہ کو لیکر فوراً نکل جاؤنگا یہان کھڑے پانی نہ پیونگا تم سامان تیاری لشکر مین مصروف رہو یہ کہکر دونون پیر مارے غرق زمین ہوکر اسواسطے آیا کہ کوئی ملازم افراسیاب مجکو جاتے وقت نہ دیکھے اب طرف صحرا کے تلاش مین اُس باغ کے جسکا پتا نامے مین لکھا ہی چلا رات کا وقت صحرا مین سناٹا فراش ماہتاب نے برابر فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہی صبح کا گمان کرکے اکثر جانور آشیانون مین چہک اُٹھتے ہین شعر رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ۞ زاغ پر تھا گمان بوتیمار ۞ صمصام بکمال جوش محبت مین جھپٹا ہوا جاتا ہی جہا سطرف نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہا ہی کوئی کوس بھر راستہ طی کیا ہوگا ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا دل سے کہتا ہی اُس باغ کا کیونکر پتا لگے کیونکر اُس سرو خرامان بوستان حسن کو پاؤن یا سامری جمشید جلد پہونچون جسوقت سامنا ہوگا کیا کیا حکایتین شکایتین ہونگی مین اُنکی بات کا کیا جواب دے سکونگا ہاے اُس جان جہان نے کیا کام کیا اپنے کو واسطے میرے بدنام کیا معشوقہ گوشہ نشین کی یہ مہربانی اکیلے باغ مین مع چند کنیزون کے آنا صرف تقاضاے محبت کے سوا اور کیا ہی مجکو اپنا غلام بے دام بنالیا صمصام دل سے یہ باتین کررہا تھا کہ سامنے سے ایک نازنین کو دیکھا بھولی بھولی صورت ڈوپٹہ آب روان کا اوڑھے ہوئے اطلس کا پائجامہ پائنچون مین گرہ دی ہوئی دوڑی ہوئی چلی آتی ہی ذرا پتا کھڑکتا ہی تو

اُڑ جاتی ہی یا خداوند لقا کیونکر پھر قدم بڑھاتی ہی کبھی کہتی ہی کیا اُلٹا زمانہ ہی نامہ پہونچائے ہوئے پہر پہر گذرا اُس نگوڑے ننگ عشق نے خبر تک بھی نہ لی بی لالہ زار نرگسی چشم ناحق جان دیے دیتی ہین شاید میری موت قریب ہی جنگل سے کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے گا مجھ مردار کو کھا جائے گا واہ رفاقت کا کیا مزا ملا ہی دوڑتے دوڑتے پھیپڑی پھول گئی نگوڑا صمصام ملتا تو دانتون سے بوٹیان کاٹتی یہ تقریر جو اُس خواص کی صمصام نے سنی سمجھا ملکہ کی خواص ہی مجکو ڈھونڈھتی پھرتی ہی حقیقت مین مین نے بڑی دیر لگائی پکارا ای بی بی یہ گنہگار یہان حاضر ہی دیکھتے ہی وہ عورت اُدھر لپٹی قریب آکر ایک دوہتڑ مارا کہا ارے تلوار تیرا ہی نام ہی صمصام ہنسنے لگا کہا بی بی کسی کا تلوار بھی نام ہوتا ہی اُسنے کہا میان چبا چبا کے باتین نکرو مین کچھ جاہل نہین عنایت سے سامری کی کچھ تھوڑا بہت پڑھی لکھی بھی ہون ملکہ تلوار ہی تلوار کر رہی ہین اسنے خوش ہو کے کہا نہین بوا صمصام جنگ آزمای خونریز زرہ پوش کہا ہوگا اُسنے کہا نگوڑا بوا اسکو بناتا ہی بوا اماما اصیل کو کہتے ہین ارے یہی کہا ہوگا میری جوتی جانے کہین جلدی چلو اب دیر نہ کرو شام سے تڑپ رہی ہین اکیلی باغ مین صرف چار کنیزین وہ تینون تو نگوڑی پردے کی بوبو ہین مین کمبخت بازار کی پھرنے والی شام سے دوڑتے دوڑتے پانون ٹوٹ گئے کبھی حکم ہوتا ہی چھوٹی چاندنی اُٹھا لاؤ کبھی گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا بوا چھو چھو ایک گلابی بھی لیتی آنا بیچارہ تھکا ماندہ آئیگا ایک جام پیے گا تمکو دعائین دیگا جب یہ سب سامان جمع کر دیا رونے لگی کہ یہ کاغذ بھی اُن تک پہونچا دو مگر خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے مین بدنصیب وہان دوڑی گئی تمھارے خدمتگار کو نامہ دیا وہین پلٹ کر پہونچی تھی کہا پھر جا شاید نامہ اُن تک نہین پہونچا مین اسوقت چھل پائیون کی طرح جنگل مین دوڑی دوڑی پھر رہی تھی اب چلو گے کہ یہین مر رہو گے صمصام نے کہا ملکہ چلو جلد مجکو اُس یار جاودانی محبوب جانی تک پہونچا دو آج کے احسان کا جو زندہ ہون تو معاوضہ کرونگا چھو چھو ہنسنے لگی اور کہا اب تمھاری زندگی کہان موت کا سامنا ہی کاغذ تمھاری زندگی کا پھاڑ ڈالا گیا بھیائی سے جیتے ہو لو صاحب یہ ہمکو کچھ دینگے ہماری بی بی کی کروٹیون پر پڑے رہین گے ارے تو بڑا خوش نصیب ہی بی لالہ زار نرگسی چشم نے صندوقچے کے صندوقچے سرکار سے ملکہ حیرت جادو کے اُڑا ائے ہین وہ سب تمھارے واسطے ہین خود ملکہ ہمکو دینے والی کیا کم ہی بس تمھارا بڑا احسان یہ ہی کہ میری چھوکری کا رنج و ملال نہ دینا کوئی رنڈی لونڈا نگر نا مین نے گودیون مین پالا ہی بڑی ضدن ہی ذرا ذرا سی بات

دن بھر کھانا نہین کھاتی صمصام نے کہا نہین خدمتگذاری مین فرق نہو گا غرض ایسی باتین باہم کرتے
ہوئے دونون چلے آتے ہین بعد قطع راہ کے دروازہ باغ کا نمایان ہوا وہ عورت دوڑی کہ مین ملکہ کو
خبر کردون تم بعد ایک لمحہ کے آنا یہ کہکر وہ تو باغ مین جاکر غائب ہوئی صمصام بعد تھوڑی دیر کے جو
باغ مین آیا دیکھا کہ باغ کا یہ حال ہے کہ کچھ نخل گر پڑے ہین کچھ سر بزمین روش جابجا سے شکست بعض
نخل مرجھائے ہوئے روش پٹری کو طے کرتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا
اُسپر فرش مختصر سا بچھا ہوا مسند ناز پر ایک طاؤس طناز قریب تین کنیزین جو پاس کھڑی ہین وہ جھکی
ہوئی ملکہ سے کچھ کہ رہی ہین صمصام جھپٹ کر چبوترے پر آیا اب قریب سے اُس ماہ تابان کو دیکھا
نازنین خوشخو پریرو ابرو رشک ہلال چہرہ بدر آسمان کمال نظم

		کوکب حسن جسے رخ زیبائی
گوہر بحر عالم آرائی	گل شاخ نہال گلشن حسن	ہے گریبان حسن دامن حسن
شہریار دیار حسن ہے وہ	گلعذار بہار حسن ہے وہ	نونہال بہار یکتائی
دُر یکتائے بحر رعنائی	غنچۂ شاخ نونہال چمن	آب وتاب جمال دُر عدن
گل شاداب باغ حسن ہے وہ	آفتاب ایاغ حسن ہے وہ	بدر سیمائے مہر سیما ہے
گلشن حسن کا گل تر ہے	گورا گورا ہے جسم پُر تنویر	سر سے پا تک ہے نور کی تصویر
زلف پُر پیچ کا یہ ہے عالم	ڈھا دیا قہر جب ہوئے برہم	قہر جوڑا ہے تو بلا چوٹی
مانگ عاشق کی جان ہے لیتی	یون خمیدہ ہین بال کاکل کے	جس طرح تار زلف سنبل کے
پُر شکن ہین وہ گیسوے مشکین	ابروؤن کی طرح ہین چین بجبین	ہر بن مو سے نور پیدا ہے
مانگ پر کہکشان کا دھوکا ہے		

قریب تھا کہ صمصام غش کھا کر گرے لیکن بمشکل ضبط کیا اپنے
تئین سنبھالا مگر اُف کہکے ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا وہ قاتل عالم اپنے مقام سے اُٹھی کہا صاحب آئیے
تشریف لائیے واہ واہ واہ خوب راہ دکھائی اگر ایسی جستجو نہ کرتے تو آپ اپنی صورت کاہے کو دکھاتے
اب بھی ناحق آئے جب ہم دوسرے گھر جا لیتے آبرو گنوا لیتے تب آپ کو شاید افسوس ہوتا یا نہ
ہوتا صمصام یہ باتین سُنکر مثل گدھے کے بھول گیا اپنے تئین بھول گیا ہین ہین کرکے دانت نکالنے
ہاتھ جوڑنے لگا ملکہ عالم مجکو یہ حال معلوم نہ تھا افراسیاب مجکو فقرہ دیکر لایا ابھی شام تک تو بی
حیرت نے اقرار کیا ہے کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ تمھاری شادی کرینگے ملکہ نے ہنسکر

کہا کیا آپ ننھے نادان ہین دودھ پیتے ہین جو جسنے کہا وہ مان لیا صمصام نے کہا اے ملکہ مین نے اسوجہ سے دھوکا کھایا کہ اول تمھارے انکار کا نامہ میرے پاس جا چکا تھا مین تمھارے وصل سے مایوس تھا فراق مین رویا کرتا تھا آخر بیمار پڑ گیا اُس بیتابی مین جو افراسیاب نے مژدہ وصل سُنایا یقین کامل ہوا کہ سچ فرماتے ہین یہ بھی تو مین بخوبی آگاہ تھا کہ آپ کو ملکہ حیرت جادو سے توسل ہی دوسرے اتنے بڑے کام کا مجھسے طالب ہوا خیر بہر نوع خداوند سامری نے اپنا فضل کیا مگر کیون ملکہ عالم تمنے آخر ملکہ حیرت سے کیا حیلہ کیا یہان تک کیونکر پہونچین لالہ نزار نے کہا جسوقت شام کو ملکہ حیرت نے اس بات کا چرچہ کیا کہ اب ہم صمصام کے ہاتھ سے دختر کوکب کو قتل کرا کر تمام طلسم نور افشان کو درہم و برہم کرینگے اور میعاد طلسم کشا بھی ختم ہوا چاہتی ہی اب یہ سب فساد دفع ہو جائینگے سب اہالیان طلسم ہوش ربا آرام پائینگے کبر و غرور دیکھو صمصام بد انجام کا کہ ہماری مصاحب قدیم لالہ نزار نرگسی چشم کو طلب کرتا ہی نگوڑا عشق کا دم بھرتا ہی اب تو وعدہ کر لیا ہی اسکو مشتاق کر دیا ہی آیندہ سمجھا جائے گا بعد قتل بر ان ایسے کلمات ناشایستہ کی سزا پائے گا صاحب سامری و جمشید بی چھوچھو کو سلامت رکھین مان بھی ایسی محبت نہ کرتی جیسا انکو خیال ہی میری خوشی سے شاد ہین میرے رنج کا ملال ہی ای صاحب کیون نہو مین چھ مہینے کی تھی جب سے انھون نے گود یون مین پالا ہی انا نے صرف دودھ پلایا آٹھ پہر انھین کی گود مین رہتی تھی ایسی باتین سُنکر انکے دل کو کیونکر چین ہوتا ذرا بلبلی بھی ہین روتی ہوئی میرے پاس آئین اور کہا ای بی بی غضب ہوا کاشکے مین مرگئی ہوتی ایسی باتین نہ سنتی بی حیرت تمھارا ذکر کر رہی ہین مجکو تو یہ آرزو ہی کہ گل سے چہرے پر بہاری سہرا دیکھون وہان بھڑدے سر مارے برف انداز کلموہا قوم کا رذیل اُسکے ساتھ بی حیرت تمھاری شادی کرینگی صمصام جو اپنے ملک کا بادشاہ ہی اُسکے لیے شبو خواص تجویز ہوئی ہی جب اُس بیچارے صاحب حسب و صاحب نسب سے اتنا بڑا کام لینگی بھر ان کو تیغ کرائینگی فقرے دیکر شبو خواص کے ساتھ شادی ہوگی صاحب اصل تو یہ ہی کہ مین کو سنے کی میٹھنے والی یہ سُنکے گھبرا گئی انگوٹھی الماس کی اُتاری کہ چبالون جان دے دون بی بی چھوچھو تو بچارے مان کے ہین لپٹ گئین انگوٹھی چھین لی اور کہا کیون بچی ہم نے رات کو رات دن کو دن نجانا تمھارے واسطے سارے کنبے کو چھوڑا مردوا ہمارا رات بھر تڑپا کرتا ہی ایک رات گھر جانا نصیب نہوا کہ میری بنو کی کون دلہی کرے گا اسلیے ہماری

مصیبتین اُٹھائین کہ تم جان دو چلو مین تمکو لیچلون تمھارے عاشق صادق صمصام سے ملاؤن ان
قریب کرنے والون کے منھ مین لوکا لگاؤن صاحب مین تو ان باتون سے بالکل آگاہ نہ تھی مین نے کہا
چھو چھو بھلا وہان تک مین کیونکر چلون کبھی بازار مین نکلی ہون ڈیوڑھی تک جاتی ہون تو میرے
پانون کانپتے ہین انھون نے کہا نہین بی بی کیا مین تمکو لشکر صمصام تک لیجاؤنگی میرے گھر کے پچھواڑے
ایک باغ ہی کہ اُسکو محبوب باغ کہتے ہین مدت سے خالی پڑا ہی تم چلکر وہان بیٹھو مین مردودون کے کان
کاٹونگی تمھارے واسطے خاک چھانونگی ایک اشتیاق نامہ لکھو مجکو دو اپنے چاہنے والے سے کیا شرم ہی
وہ شاہزادہ خود مزاج کا گرم ہی ذرا سی سُن گن پائے گا آپ دوڑا آئے گا صاحب جو کچھ کیا چھو چھو نے
کیا مجکو یہان بٹھایا تمکو بھی بلا لائین ہمنے تو اپنے دل کی کہ سنائی اب تم اپنے دل کا حال بتاؤ تمھین کیا
منظور ہی میرے سر پر نہ مان ہین نہ باپ ہین اب جو کچھ ہین وہ آپ ہین مین اپنی جان دونگی مگر سسرال
کے گھر نہ جاؤنگی صمصام ان باتون کو سُنکر بھول گیا کہا ملکہ اب کیون جان دو گی جبتک مین نہ آیا
تھا مقام تردد تھا ابھی تخت پر سوار ہو میرے ساتھ چلو مین لشکر کا بھی بندوبست کر آیا ہون نتیجہ قتل
ملکہ برا ان یہ دیکھو میرے پاس ہی اب کیا وسواس ہی میری تو یہ راے ہی کہ تمکو ساتھ لیکر رو براہ
خدمت مین کوکب کے چلون وہ میرا بادشاہ قدیم ہی اُسکے قدمون پر گر پڑون وہ رحم دل ہی فوراً خطا
معاف کر دے گا دو باتون مین مقدمہ صاف کر دے گا یہ سُنکر چھو چھو تڑپ کر سامنے آئی کہا ہی بچی تو
بھی بیوقوف ہی لونڈیان بھی احمق صمصام بھی گدھا ہی مجھے کیسے بیوقون سے پالا پڑا ہی تا بہ کوکب
اپنی چھوکری کو نہ جانے دونگی ایک تو وہ بد نظرہ ہی دوسرے تمنے کیا خوب اُسکے ساتھ سلوک کیا ہی
اُسکی بیٹی کے قتل پر آمادہ ہو کر آئے ہو اُسکے سردار ہزبر پیلتن کو مارا اور شاید اُسنے خطا بھی معاف
کر دی تو اس ماہ رخسار کو چھوڑے گا فوراً جورو بنا کر گھر مین ڈال لے گا مین دیکھا کرتی ہون جب بڈھا
افراسیاب گھر مین آتا ہی میری بچی کو آنکھون مین کھائے جاتا ہی کئی مرتبہ مجھسے پیغام کر چکا ہی کہ اپنی
صاحبزادی کو ہم سے راضی کرا دو ایک ملک تمکو انعام مین دینگے بیٹا خوبصورت کے سب طالب
ہوتے ہین مثل افراسیاب کے کوکب بھی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو جائے گا اگرچہ
کوہ ہفت نزلا نزل جہانکا بادشاہ نزلزل بن انزلال جادو ہی نہایت صاحب آبرو ہی ہر چند کہ
اقلیم اُسکی کوکب اور افراسیاب کے ملک سے قلیل ہی مگر ساحر اولو العزم بادشاہ جلیل ہی

افراسیاب بادشاہ ہوشربا کوکب مالک طلسم نورافشان جہاندار شاہ بیابان گلریز سب اُسکا ادب کرتے ہین سُنا ہی سامری وجمشید کچھ ایسے تحفے اُسکے پاس رکھ گئے ہین کہ سب اُس سے خائف وترسان رہتے ہین وہان میری جٹھانی کا بیٹا رسالہ دار اُنکی فوج مین بڑا بہادر اور جرار ہی میان بیوی چلے جاؤ تمھاری بھی وہان کا بادشاہ قدر کریگا کوکب وافراسیاب وہان سے نہ لا سکینگے اگر قصد کرینگے تو ذلیل ہونگے صمصام نے کہا بی چھوچھو جو تمھاری خوشی مین تو تمھارا غلام ہون ملکۂ عالم کا عاشق ناکام ہون ان باتون مین ملکہ نے کچھ چھوچھو سے اشارہ کیا چھوچھو نے اپنا مُنھ پیٹ لیا کہ بچی دیکھیے تیرا کہان گذارا ہوگا اس بھولے بھالے شوہر کی جان لیگی کیونکر عمر کاٹیگی ملکہ سر جھکا کر رونے لگی صمصام نے کہا بی چھوچھو خیر تو ہی چھوچھو نے کہا کیا بتاؤن یہان تو یہ آفت درپیش ہی جان بچنے کا پس وپیش ہی صاحبزادی کو عیش سوجھا ہی فرماتی ہین ایک جام شراب پلاؤ صحبت مین ملکہ حیرت کی آٹھ پہر یہی چرچا ہی وہ صاحب افراسیاب کی جورو ہین جو طلسم ہوشربا کا مالک ہی انکو یہ باتین نہین چاہیین اگر نشے پانی کا وقت آئے صبر کرین وقت کو ٹالین پرائے ملک مین جاکے رہنا ہوگا ہر طرح کی جفائین سہنا ہوگا صمصام نے کہا بی چھوچھو تم ناحق خفا ہوتی ہو مین ابھی جاکر شراب لاؤن ملکہ کو پلاؤن چھوچھو نے کہا نہین بیٹا تمھارے جانیکی کیا احتیاج ہی مین آٹھ پہر اسکے آرام کی فکر مین مبتلا رہتی ہون مثل دل کے ایک گلابی بغل مین دبائے لائی ہون جانتی تھی یہ ضدن ہی دم بھر مین اودھم مچائیگی شراب کے واسطے بیقرار ہو جائیگی صمصام نے کہا لائیے نکالیے غصہ نہ کیجیے چھوچھو نے بغل سے گلابی نکالکر سامنے رکھی کہا میان بیوی کو اختیار ہی یہ تو مین خوب جانتی تھی کہ میان بیوی ایک ہو جائینگے ہم غیر کے غیر رہجائینگے لالہ رخ نرگسی چشم نے اشارہ کیا انکو بکنے بھی دو یہ بکلے کہا بی چھوچھو گلاس بھی لائین یا نہین چھوچھو نے کہا کہ بی بی سب کچھ حاضر ہی جھولی سے گلاس بھی نکالکر رکھدیا صمصام خوشی سے بھول گیا سمجھا کہ اب بھول کا سامنا ہی بیشک یہ وصل کی طالب ہی طالع نارسا نے رسائی کی معشوقہ عاشق خصال ہاتھ آئی جلدی ہاتھ بڑھا کے گلاس مے گلگون سے لبریز کیا جوش محبت مین پکار اُٹھا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ملکہ نے اشارہ کیا پہلے صاحب تم پیو صمصام نے کہا ذرا مُنھ تو لگا دو جھوٹی شراب کا طالب ہون ملکہ نے بناز و کرشمہ گلاس ہاتھ سے صمصام کے لے لیا مسکرا کر

ہونٹھون سے لگایا شاید کوئی قطرہ مُنھ مین گیا یا نہین مُنھ بنا کر گلاس رکھدیا اور کہا واہ بی چھو چھو کہانسے گلابی اُٹھا لائین میری الماری نہ کھولی یہ تو زہر قاتل ہی چھو چھو نے گلاس اُٹھا کر کہا بیٹا صمصام تم پیو انکے یونہین نخرے تلے رہتے ہین بی حیرت کی بڑی مصاحب ہین اُسی برانڈی کی طالب ہین جو بی حیرت پیتی ہین نہین معلوم یہ گلابی مین کیونکر لائی شہر سے نکل جانے کی تدبیر ہی یہان ذرا ذرا سی بات مین یہ تقریر ہی یہ کہکر گلاس اُٹھا کر صمصام کے مُنھ سے لگادیا صمصام خوشی مین آکر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری اُف اُف کرنے لگا کہا بی چھو چھو اس شراب مین کیا ملا تھا شعلۂ آتش تھا کہ جسنے دل و جگر کو جلادیا چھو چھو نے چادر اسر سے پھینکا آواز دی منم مہتر بن مہتر

چالاک بن عمرو نعرہ چالاک
نہ آید باد گرد تیز گامم

بعیاری من آنم چست و چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم

بچشم دشمن اندازم کف خاک
اور چو بصورت لالہ زار نرگسی چشم

تھی اُسنے نیمچہ سنبھالا یا تو نیمچہ نگارین تھا یا نیمچہ جلاد معلوم ہوا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

کزان اُستاد عیاران عیار
جہان سرہنگ در خنجر گذاری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

ببلاغ دین ز مکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

تیسری نے نعرہ کیا منم جانسوز بن قران چوتھی نے آواز دی منم ضرغام شیر دل صمصام غصے مین اُٹھا مگر بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا چالاک تو بڑھا کہ نیمچہ اُسکی کمر سے لون سر صمصام تن سے جدا کرون عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا نالائق یہ کیا کرتا ہی کئی ہزار روپیہ کا یہ لباس سب خون مین تر بتر ہو جائے گا قیمت گھٹ جائیگی پھر یہ پوشاک کسکے پسند آئیگی یہ تینون عیار تو الگ کھڑے ہین عمرو اُسکا زیور اُتارنے لگا پہلے موتیون کے مالے اُسکے گلیسے اُتارے موتی ہاتھ پر رکھکے پرکھنے لگے ہر چند چالاک چیختا ہی کہ حضور نیمچہ تو کمر سے نکال لیجیے یہی بڑی چیز ہی کو کب کو بہت عزیز ہی عمرو نے کچھ بھی بطمع جواہر وغیرہ نہ سُنا جواب بھی نہ دیا خواجہ تو جواہر جسم سے صمصام ناکام کے اُتارتے جاتے ہین مگر قضاے کار ملکہ حیرت جادو نے بر وقت برخاست صرصر کو بلا کر یہ کہا تھا کہ صمصام سے ہوشیار رہنا صرصر کنارے پر لشکر صمصام کے ٹھہری ہوئی تھی کہ دور سے دیکھا ایک خدمتگار چست و چالاک آیا سرداران لشکر صمصام کو جگانے لگا نہین معلوم اُنسے چپکے سے کیا کہا کہ وہ سب اُٹھتے ہی اسباب سحر آراستہ کرنے لگے دس بیس ایک مقام پر جمع

ہوئے کسی نے اپنا مرکب کھولا کسی نے ہنر بر آتشین بنایا صرصر یہ معاملہ دیکھکر گھبرائی دوڑی ہوئی
قریب اُن سردارون کے آئی کہا کیون صاحبو یہ کیا ارادہ ہی خدمتگار نے کہا آپ سے کیا بتائین سپاہی
کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے صرصر نے کہا صاحبو مجکو طور بے طور معلوم ہوتا ہی سچ بتلاؤ تمھارے آقا
کہان ہین ایک سردار بول اُٹھا بی صرصر صاحب وہ ایک کام کو گئے ہین صرصر نے پوچھا کوئی
بلانے کو تو نہین آیا تھا کوئی عیار نہ لگا کر لے گیا ہو دم بھر مین سر پر ہاتھ رکھکے روؤگے مالک کو اپنے
مردہ پاؤگے مجھسے مفصل بیان کرو واسطہ سامری کا حال نہ چھپاؤ جب تو خدمتگار گھبرایا کہا ہان ملکہ
صرصر ایک عورت نامہ لیکر بیشک آئی تھی اُس نامے کے دیکھتے ہی زیور و لباس سے آراستہ ہو کے
نہین معلوم کہان تشریف لیگئے ہین ہم سے فرما گئے تھے کہ تیار رہنا صرصر نے یہ سُنکر مُنھ پیٹ لیا کہا لو
غضب ہوا عیار لگا کے لے گیا مار بھی ڈالا ہوگا ایک سردار نے کہا اگر دشمن اُنکے مارے جائینگے
تو اشیاے سحر اُنکے تباہ ہوتے مٹ جاتے صرصر نے کہا دیکھو تلاش مین جاتی ہون یہ کہکر چاہا تھا
کہ چلے دیکھا صبا رفتار آتی ہی صرصر نے پکار کر کہا کہ اری جلد جا کر ملکہ حیرت کو جگا دے میری جانب
سے عرض کرنا کہ میان صمصام کو کوئی عیار فقرہ دے کر لشکر سے لے گیا مین جنگل کی طرف جاتی ہون
حضور تلاش کرتی ہوئی آئین شاید کہین زندہ پا جائین یہ کہکر صرصر بھاگی صبا رفتار نے جا کر ملکہ
حیرت جادو کو جگایا سارا حال سُنایا حیرت بدحواس ہوگئی فوراً طاؤس سحر پر سوار ہو کر بر روے
ہوا چلی چہار جانب دیکھتی جاتی تھی مگر افراسیاب جادو عیش و عشرت کا بہت پابند ملکہ حیرت
سے چھپ کر اکثر پاس معشوقون کے جاتا ہی آج کوہ نیرنگ پر پاس ملکہ نیرنگ جادو کے گیا اُسنے
سامان عیش و جیش مہیا کیا پہر رات رہے تک افراسیاب مُنھ کالا کر کے طرف باغ سیب کے چلا
اس خیال سے کہ شاید صبح کو ملکہ حیرت جادو باغ سیب مین آئے اور مجکو نہ پائے فساد برپا کریگی
یہ سوچتا ہوا بر روے ہوا اُڑتا ہوا چلا آتا ہی سحر قریب ہی ستارہ سحری چمک چکا ہی افراسیاب
جلدی مین چلا آتا ہی کہ عمرو کے نعرے کی آواز کانمین آئی گھبرا کر سر جھکا کے دیکھا وہ معرکہ نظر آیا کہ
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دیکھا کہ صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بیہوش ایک باغ
ویران کے چبوترے پر پڑا ہی عمرو اُسکا زیور اُتار رہا ہی تین عیار نیمچے کھینچے کھڑے ہین عمرو اُنکو منع
کر رہا ہی کہ خبردار قریب نہ آنا صمصام پر ہاتھ تلوار کا نہ لگانا ورنہ مارے کوڑون کے کھال

گرا دونگا افراسیاب نے وہین سے غصے مین نعرہ کیا باش او ساربان زادے کیا کرتا ہی منم افراسیاب جادو چالاک و جانسوز و ضرغام تو تھرا گئے نیچے ہاتھ سے چھوٹ پڑے مگر عمرو نے سر اٹھاکر دیکھا کہ افراسیاب قریب آچکا ہی سحر کیا چاہتا ہی بس عمرو نے بہ تعجیل تمام کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک سبز ترنج نکالا اور آواز دی کہ اے افراسیاب آج مین بھی سحر کرتا ہون ملکہ دمامہ جادو و ساحر شمشش اس ترنج کے بیرہن بھلا اسکو تو روک یہ کہکر کھینچ مارا افراسیاب اپنے سامنے کسی کو موجود کب جانتا ہی جب ترنج قریب پہونچا یا سامری کہکر ایک تھپکی ماری ترنج کے ہزار ٹکڑے ہوئے اُسمین سے قطرے پانی کے اُڑے مُنھ پر افراسیاب کے پڑے عمرو نے سارا ترنج بیہوشی کا بنایا تھا ایک ہی قطرہ کافی ہوا افراسیاب دھم سے لڑکھڑا کر گرا عمرو نعرہ کرکے چلا تینون عیار تو مارے خوف کے بھاگے دیوارین کود کود کر نکل گئے عمرو سمجھا کہ افراسیاب تو مر نہین سکتا جب وہ دن خدا دکھائیگا کہ اسد غازی لوح طلسم پائیگا تب یہ بیحیا مارا جائیگا اور حقیقت مین جس مقام پر افراسیاب جادو بیہوش ہوتا ہی زمین تھراتی ہی یا ہو کی آواز آتی ہی پتلے فولادی زمین سے پیدا ہوتے ہین کبھی شیر آجاتے ہین بہر نوع اُسکے پیر اُسکو قتل سے بچاتے ہین بعض پتلے آکر ہوشیار بھی کردیتے ہین ان خیالات سے عمرو نے افراسیاب کی طرف سے مُنھ پھیرا چاہا صمصام کو قتل کرے مگر صرصر شمشیر زن جو جنگل مین دوڑی دوڑی پھر رہی تھی اسکے کان مین نعرۂ افراسیاب کی آواز آئی سر اُٹھاکر دیکھا افراسیاب ایک باغ مین نعرہ کرکے گرا اس نشان سے صرصر باغ کے اندر گھس آئی دیکھا سامنے شہنشاہ افراسیاب اوندھے بیہوش پڑے ہین ایک سمت صمصام ناکام مثل مردے کے بیحس و حرکت خواجہ عمرو خنجر برہنہ ہاتھ مین صمصام کا سر کاٹنے چلا ہی صرصر یہ دیکھکر بیقرار ہوگئی وہین سے نعرہ کیا او ساربان زادے خبردار ہاتھ کو اپنے روک کہ مین آپہونچی عمرو نے پلٹ کر اپنی محبوبہ مطلوبہ کو دیکھا زلفین چہرے پر آراستہ چست و چالاک عاشق کشی مین بیباک آنکھین برشک چشم غزالان عارض بدر آسمان حسن و جمال قد سرو باغ دلربائی گل حدیقۂ رعنائی ترچھی نگاہ تیغ ابروے بے پناہ خوبصورت نیک سیرت

ابیات

جبین مطلع صبح ایجاد حسن ۔ بھوین دست و بازوے جلاد حسن

اجل کا مکان گوشہ چشم مین ۔ قیامت نہان گوشہ چشم مین

پائنچون مین گرہ دیے ہوئے گاتی باندھے ہوئے سینے پر اُبھار حباب دریائے نور کے یا دو گنبد بلور کے بموجب ابیات

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالہ کب انمین سرمے کا تھا
شہباز نے وا کیے تھے بازو

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین اُستاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شباب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو

عمرو نے پکار کے آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اسوقت الگ رہنا میرے قریب نہ آنا ورنہ مین بُری طرح پیش آؤنگا اسوقت تجھے ادہی فکر ہی آج مین تمھاری ایک بھی نہ سنونگا ابھی مین اور رنگ مین ہون صرصر یہ سُنکے لگی گالیان دینے بڈھے تو اپنے تئین سمجھا کیا ہی آئینہ تو کبھی میسر نہوا ہوگا چینی مین پیشاب کرکے تو نے اپنی صورت دیکھی ہوگی لنگور معلوم ہوتا ہی مین ایسی صورت پر نہ تھوکون لوٹا پاخانہ کا بھی نہ اُٹھواؤن اور تو کیا نصیب ہوگا مُنھ تو لنگوڑے بیٹے نے سوندھا کر لیا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دے کر مارا اگر عمرو جست نہ کرے تو سر اُڑ جائے بعد اُسکے پنجہ پکڑ کے عمرو پر جا پڑی عمرو ہر چند ہان ہان کرتا ہی بیوی یہ کیا بیوی یہ کیا اپنے شوہر پر یہ غصہ یہ ساری مشقت تمھارے ہی واسطے کرتا ہون گھر چل کے لڑ لینا کوئی دیکھے گا تو ہنسے گا بدزبان مشہور ہو جائیگی گرستون مین بیٹھنے نہ پائیگی ساس نندون کی گالیان کھائیگی عمرو اپنی کہے جاتا ہی لیکن صرصر پنجہ پکڑ کے برس پڑی چھوٹ کے ہاتھ کی صفائیان بندھی ہوئی گھائیان سر تیا یا کمر پر ہاتھ مارا کبھی پالٹ کبھی بھنڈارا بیا کی سے لڑ رہی ہی عمرو کبھی خالی دیتا ہی کبھی پنجہ اُٹھا کر ڈراتا ہی کہ دیکھ میرا بھی ہاتھ چلا چاہتا ہی عمرو ظاہر مین تو ایسی ایسی باتین کر رہا ہی لیکن دل بیقرار کہ ای عمرو ساری مشقت ضائع ہوئی اب یہ صمصام کو نہ قتل کرنے دیگی اس فکر مین ہی کہ اگر بن پڑے تو صرصر کو بھی بیہوش کرون حباب بیہوشی گھائیون مین دیے ہوئے ہین چاہتا ہی ذرا بھی تھمے تو حباب مارون مگر صرصر تو اندھی ہی تمام ہوش ربا مین اسکی ہوا بندھی ہوئی ہی ایک برق جہندہ ہی کہ کوند رہی ہی مانند سبزہ دل عمرو کو روند رہی ہی صرصر کی فکر مین تو عمرو تھا ہی جو مین روکتا جاتا تھا اب جو پلٹ کر دیکھا زمین شق ہوئی ایک پریزاد دُر در گوش مرصع پوش پچکاری ہاتھ مین پیدا ہوئی غل مچاتی ہوئی ہی ہی شہنشاہ زمین پر اوندھے پڑے ہین یہ کس نے بے ادبی کی کہکر اُس پریزاد نے پچکاری مُنھ پر ماری افراسیاب کے فوراً افراسیاب نے کروٹ لی اب عمرو بھاگا صرصر نے چاہا روکون عمرو ٹیک کے نیچے کود دیوار باغ فرار ہوا گرتے گرتے زمین پر گلیم اوڑھکر غائب

ہوا پر بیزار ہوا تو افراسیاب کو ہوشیار کر کے غرق زمین ہوئی افراسیاب اُٹھا صرصر کو دیکھا نیچہ پکڑے
دوڑی دوڑی پھر رہی ہی افراسیاب سمجھا کہ عمرو نے صورت تبدیل کی صرصر بنکر مجکو دھوکا دیا چاہتا
ہی ڈھیٹے اُٹھے ڈانٹا باش او ساربان زادے اب ہتا بد دولت کے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا کیونکر
جان بچائیگا او مکار غدار غضب کیا تھا میرے دوست صادق کو مارا ہوتا جبتک صرصر کی زبان
سے کچھ نکلے افراسیاب نے پا ساحری کہکے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا صرصر مثل لوٹن کبوتر کے
زمین پر گر رہی سارا ہی ہوا بی صرصر کی بگڑ گئی چوتڑون مین چوٹ آئی پکاری ای شہنشاہ مین ہون
دہائی سبحان اللہ کیا خوب بیت سعدی نکوئی با بدان کردن چنانست ٭ کہ بد کردن بجای نیک مردان
دشمن کا کچھ نہ کر سکے دوست نکل گیا پھر زور آزماتے ہین اگر مین نہ پہونچتی تو سیان صمصام جہنم واصل
ہو گئے ہوتے افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا کہ مین تیری مکاریان خوب جانتا ہون دم بھر مین سو
صورتین تبدیل کرتا ہی چاہتا تھا افراسیاب کہ صرصر کو ایک ہاتھ تلوار کا لگائے کہ آسمان پر برق چمکی
حیرت جادو نمایان ہوئی حیرت نے دیکھا عجب طرح کا معاملہ ہی ایک طرف صمصام بیہوش پڑا ہی
صرصر کے پانؤن زمین پکڑے ہی شہنشاہ تلوار کھینچے ہوئے کہتے ہوئے کہ او عمرو آج زندہ نچھوڑونگا صرصر
پکارتی ہی حضور ٹھہریے دیکھیے پچھتائیے گا تلوار نہ لگائیے گا گھبرا گئی تڑپ کر زمین پر گری ہاتھ شہنشاہ
جادودان افراسیاب بے ایمان کا تھامنے کا قصد کیا افراسیاب سمجھا کہ برق فرنگی حیرت بنکے
آیا گھبرایا تو ہوا تھا ہی ایک سنگریزہ زمین سے اُٹھا کر مارا کہ او بھورنیے مین نے تجکو بھی پہچانا آج
دونون کی قضا آئی ہی سنگریزہ حیرت کے سینے پر پڑا اگر ساحرہ زبردست نہوتی تو پسلیان ٹوٹ
جاتین حیرت نے فوراً رد سحر کیا کہ سنگریزہ زمین پر گرا حیرت نے کہا ای شہنشاہ ہوشیار ہوجیے
کیسی بدحواسی ہی منم ملکہ حیرت جادو اپنے بیگانے کو پہچانیے جب حیرت نے سحر کو رد کیا تب
افراسیاب کو یقین ہوا کہ میری زوجہ ہی برق فرنگی نہین ہی اگر عیار ہوتا تو رد سحر نہ کرتا اس وقت
افراسیاب نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا ملکہ عجب مصیبت مین ہون اسکو تو پہچانو کہ صرصر ہی
یا عمرو ہی ملکہ حیرت جادو نے نہر سے پانی لیکر صرصر کے منھ پر چھینٹا دیا اگر رنگ و روغن ہوتا
تو تبدیل ہو جاتا یہ تو صورت اصلی ہی جیسی شکل تھی وہی صورت رہی حیرت جادو نے شہنشاہ
کا سحر اُتارا صرصر ملکہ حیرت کے قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہا جب مین آئی تھی شہنشاہ

بیہوش پڑے تھے عمرو صمصام کو ذبح کیا چاہتا تھا مین نے آکر بچایا اُسکا یہ انعام پایا دیکھیے کیسی چوٹ لگی جس جس مقام پر صدمہ پہونچا اُسکا بیان شرم سے نہین کر سکتی حیرت جادو نے پیار سے گلے لگالیا اور کہا ساحری اس ساربان زادے کو غارت کرے ایسی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہی کہ عقل دنگ ہی تو بڑی عیارہ ہی مگر اُسکے ہاتھ سے تنگ ہی اب افراسیاب و حیرت و صرصر قریب صمصام آئے دیکھا کہ زمین پر صمصام بیہوش پڑا ہی مگر بڑے ٹھاٹھ سے دولھا بنے ہوئے مہندی ہاتھ پاؤن مین لگی ہوئی گھرا گھرا کاجل آنکھون مین وسمہ ریش فش مین عطر سہاگ کی باس سے بو آتی ہی صرصر قہقہہ مار کر ہنسی کہا ذرا انکو ہوشیار کر کے حال پوچھیے یہ تو آج خوب بنے ہین شاید فقرے پر شادی کے یہان آئے ہین مگر عمرو لنگوڑے کی چالاکی دیکھیے کہ مجھے لُٹا جاتا تھا اُسی خون دیم مین چاندنی اور بوتل شراب کی اُٹھائی اور نذر زنبیل کر کے نکل گیا یہ کہکر صمصام کے مُنہ پر چھینٹا مارا صمصام نے گھبرا کر آنکھ کھولی پہلے نگاہ ملکہ حیرت پر پڑی چونکہ نشہ بیہوشی کا باقی ہی بدمست ہو رہا ہی لالہ زار نرگسی چشم کا تصور کر کے ملکہ حیرت سے کہا اُف کلیجے مین ہاتھ ڈالدو کٹھری کیون جو میرے سو جانے سے خفا ہو گئین دراصل شراب بُری چیز ہی تمھین نے کہکر پلائی ملکہ حیرت نے مسکرا کر مُنہ پھیر لیا افراسیاب نے کہا ای بہادر اُٹھو کیا بیہودہ بکتے ہو صمصام طرف افراسیاب کے متوجہ ہوا کہنے لگا بس آپ کے وعدے کو بھی دیکھ لیا ہمکو دم دیکے ہمارے ملک سے بُلایا کوکب سے باغی کرایا بران کو قتل کرانا چاہتے ہو کہ شبو خواص حرامزادی جو بی بی حیرت کی لونڈی ہی مجھ ایسے جلیل کی اُسکے ساتھ شادی کر دو مین کبھی اُسپر تھوکونگا بھی نہین میری معشوقہ میرے پاس خود چلی آئی دیکھو وہ کھڑی ہنس رہی ہی اور مین آپ سے کچھ پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون مین اپنے ملک کا بادشاہ ہون وہ گولے مارونگا کہ زمین کے طبقے آسمان پر مثل غبار اُڑ جاوینگے یہ کہکر لڑکھڑاتا ہوا اُٹھا اور جھولی سے گولے نکالنے لگا افراسیاب نے ہان ہان کہکے ہاتھ تھام لیا صرصر سمجھی کہ ابھی نشہ بیہوشی کا اسکو ہی حوض سے پانی لیکر جلد مُنہ دُھلایا اب اتنی دیر کے بعد صمصام کو بخوبی ہوش آیا مثل تصویر کے خاموش دل مین محبوب مطلوب کی محبت کا جوش چوکنا ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا افراسیاب نے کہا ای صمصام خیر تو ہی یہان کہان آئے کون لایا کہنے لگا تمھین اس باغ ویران کا راستہ بتایا شبو لونڈی کیسی معشوقہ یہان کہان اب تو صمصام رونے لگا کہا حضور مین تو

ابھی اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا شراب پی رہا تھا یکایک یہ کیا ہو گیا اور یہ شعر پڑھا شعر صبح دمیدہ
شب گذشت ماہ شمین بخانہ رفت * روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت * وہ خواب تھا یا بیداری
تھی اُس معشوقہ وفادار کو کیونکر پاؤن سامان وصل مہیا تھا پھر فراق کا سامنا ہی آپ یہان کیونکر آئے
آپ کو جشن کی کسنے خبر دی آتے ہی صحبت عیش برہم کر دی افراسیاب نے کہا ای صمصام عیار ان
لشکر اسلام تمکو دھوکا دیکے یہان لائے عمرو تمھاری معشوقہ کی صورت بنا تھا تمکو شراب پلا کر بیہوش کیا تھا
قتل کیا چاہتا تھا کہ اتفاق سے میرا ادھر گذر ہوا صرصر بھی پہونچی ملکہ عالم بھی آگئین تمکو بچایا ورنہ
اُسنے مار ڈالا ہوتا اب تو صمصام نے شرما کر سر جھکایا کہا حضور نے جان بخشی کی حضور اس جان نثار
کی جانبازی کو ملاحظہ فرمائینگے دیکھیے گا کیسا انتقام مسلمانون سے لیتا ہون کہ وہ بھی یاد کرین اور بران
کا تو وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکی جوانی پر روئین اور مجکو ذرا رحم نہ آوے اور عیارو
کی تو بوٹیان کاٹ کاٹ کر کباب لگاؤنگا ایک ایک تکہ کل اپنی فوج کو کھلاؤنگا افراسیاب نے کہا
تمکو اختیار ہی جو مناسب جاننا وہ کرنا مگر اب عیارون سے بچے رہنا یہ کہکر افراسیاب نے سحر سے
دو تخت تیار کیے افراسیاب اور حیرت جادو اور صرصر شمشیر زن ایک تخت پر اور ایک پر
صمصام سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئے تمام سرداران افراسیاب چار جانب سے دوڑے
افراسیاب تخت پر ملکہ حیرت جادو کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئے اور صمصام کو ایک ڈنگل
زرین بیٹھنے کو ملا اُسکے سردار بھی سب آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے صمصام حجاب سے سر نہین اُٹھاتا
غصہ مین کانپ رہا ہی افراسیاب نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب اول افراسیاب
اور ملکہ حیرت کو دیا بعدہ ساقی جام مے لیکر صمصام کے سامنے آیا کہا مین نہ پیونگا جو شخص ایسی
ذلت اُٹھائے وہ شراب و کباب کا شغل کرے مقام حیف ہی شعر پیتا ہون خون دل نہین خواہش
شراب کی * دل بھن رہا ہی کسکو ہوس ہی کباب کی * ای شہنشاہ غلام کی کیفیت رنج و ملال سے
داغگون ہی جوشِ برات مین جگر خون ہی بیقرار ہین یہ اشعار پڑھے گا اشعار

کبھی سپید رہا مین کبھی خفیف رہا | اکیلے ہم نہ رہے ایک غمگسار رہا
شب فراق مین ہمکو شب وصال اُنہین | اس ایک صبح کا دونونکو انتظار رہا
گناہ بخشدے بیگم گناہگار رہا | یہ چشم داشت تھی منھ پھیر کر نگاہ دو نہ

ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا
جو اضطراب سدا ہار تو اضطرار رہا
نگاہ لطف نکرتے وہ قتل ہی کرتے
قلق رہا کہ نہ قاتل سے مین دوچار رہا

دور نگلیان نہ گئین نشۂ محبت کی
تمھارے مستونمین ایک ایک ہوشیار رہا

سرور دل مین رہا آنکھ مین خمار رہا
سلوک خوب کیا اسنے دیکے دل دم مرگ

اس انجمن مین گذر ہوش کا ہوا نہ کبھی
کبھی حسین سے عاشق تہ مزار رہا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر رونے لگا افراسیاب نے کہا اے خیر خواہ با دولت اگر تمکو لالہ زار نرگسی چشم کی جدائی کا ملال ہی تو مین ابھی بھونری بھروادون مگر چاہتا ہون تمھاری شادی مین عالم عالم دنیا دنیا جمع ہو اس دھوم سے شادی کرون کہ شاہان اولوالعزم رشک کرین نکھرام تمھاری شوکت دیکھکر ٹھنڈھی سانسین بھرین اور اگر تمکو ذلت کا خیال ہی تو یہ بالکل بیکار ہی یہ شرف ہاتھ سے عیارون کے سب کو حاصل ہوا ہی ہمارے مرشدزادے مصور جادو تشریف رکھتے ہین اکثر عیارون نے انکو گرفتار کرلیا قدرت کی بہو ملکہ صورت نگار کا کیا نقشہ کیا برہنہ کرکے اکثر چھوڑ دیا یہ ذلت نہین ہی ایک تین روپیہ کا پیادہ کوئی حرکت ناشایستہ کرے اسکا ملال کیا کوئی اپنا ہمسر ہوتا تو اسکو جاکر ابھی ذلیل کرتے سو مرتبہ گرفتار ہوگئے ہین سو مرتبہ گرفتار کرلیا مشکین باندھین سزائین دین وہ بےحیا خوش ہوتے ہین عمرو کا تو یہ قول ہی کہ مین گرفتار ہوا اور حریف کو مارا پس ایسونکی بات کا خیال رکھنا دانائی سے بعید ہی اگر تم کہو تو ابھی سب کو پکڑوا بلواؤن صمصام نے عرض کیا حضور کی پرورش کی انتہا نہین ہی اسوقت کے حضور کے فرمانے سے یہ غلام سمجھ گیا کہ شادی تو ضرور ہوگی اور عیار جب ایسے بزرگون کے ساتھ بےادبی کرچکے ہون تو میری کیا حقیقت ہی مگر کیا کرون دل نہین مانتا کبھی اس غلام پر ایسا سانحہ نہین گذرا اب دفعیہ اس رنج و ملال کا یہی ہی کہ حضور جلد طبل جنگی میرے نام پر بجوائین صبح کو ملکہ پر ان کو تہ تیغ کرون خاک و خون مین تڑپتا دیکھون علاوہ قتل ثُربان کے کل مسلمانون کو قتل کرونگا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر بھی جاؤنگا حمزہ کی بھی مشکین باندھکر لاؤنگا اور عیارون کا تو نام پردۂ دنیا سے مٹادونگا لوگ چرچے کرینگے کہ فرقۂ عیاران اور مکاران کبھی پردۂ دنیا مین تھا اور یہ چارون پانچون جو عیاری کرنے آئے تھے انکے تو کباب لگاکر کھاؤنگا افراسیاب نے جواب دیا جو چاہنا وہ کرنا تمکو اختیار ہی مگر سردربار اسطرح کے ذکر نہ کرو عیارون کا دم بدم نام نہ لو وہ ہر وقت موجود رہتے ہین کیا عجب ہی کہ بھوریا یا کالیا یا تانتیا اسی جلسے مین کھڑے ہون باتین سن رہے ہون صمصام نے کہا اے شہنشاہ ان کلمات سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حضور بھی عیارون سے ڈرتے ہین پہلے انہین کی فکر کرون ابھی جاکر انکو مٹادون افراسیاب نے کہا خیر مین ڈرتا ہون یا نہین ڈرتا ہون

جو مناسب جانتا ہون وہ کرتا ہون تمکو کیا غرض ہی تم جس واسطے آئے ہو اُس فکر مین مصروف رہو ان جھگڑون مین نہ پڑو یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی نام پر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے بجے بموجب حکم افراسیاب چار سَو نقارۂ رزمی پر چوب پڑی زمین لرز گئی آسمان کا کلیجہ کانپ گیا مریخ فلک تھرایا شیران صحرا کو صدائے ہولخیز طبل جنگی سے غش آیا افراسیاب صمصام سے یہ کہکر اُٹھا کہ ما بدولت پردۂ ظلمات مین جاتے ہین تم باطمینان مصروف جنگ ہونا کسی رنج و ملال کو دل مین جگہ نہ دینا ملکہ صرصر شمشیر زن و ملکہ صبا رفتار کمند انداز و عیار بچیون کو بلاکر حکم دیا کہ خبردار خبردار آج صمصام کی دربارگاہ پر حاضر رہنا اگر عیارون کا گذر ہوجائیگا تو تمکو سزائے کامل دیجائیگی پانچون عیار بچیون نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہی عیاران اسلام کی کہ صمصام کے خیمے کے قریب آسکین یا گوہر مدعا پا سکین مگر ایک تاکید صمصام صاحب سے بھی کردیجیے کہ اپنی بارگاہ مین تشریف رکھین اسوقت سے سحر تک کسی کو اپنے پاس نہ آنے دین خاصہ وغیرہ ہماری صلاح سے نوش کرین شراب و کباب کا شغل معطل رہے کنیزین گرد بارگاہ کے رات بھر پھرا کرینگی کیا مجال ہی پرندہ پر مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہی کہ طرف سے انکی بارگاہ کے گذرے افراسیاب جادو نے کہا ای صمصام تیغزن صف شکن جو کچھ صرصر نے کہا ہی اُسکو بگوش ہوش سُن لو اسی طرح جاکر انتظام کرو آج رات کو قیامت برپا ہوگی شب بھر عیار تمھارے قتل کی فکر مین رہینگے ذرا بھی غافل ہو جاؤگے دیکھو پچھتاؤگے صمصام چونکہ جوتیان عیارونکے ہاتھ سے کھاچکا ہی صدمۂ عظیم اُٹھاچکا ہی بہت خوب بہت خوب کہہ رہا ہی افراسیاب بخوبی سمجھاکر تخت زرین پر سوار ہوا بشوکت و شان طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوا صمصام کو عیار بچیون نے لاکر بارگاہ مین پہونچایا آپ واسطے حفاظت کے دربارگاہ پر بیٹھین اور چند ساحران غدار کو قریب اپنے بٹھالیا اس طرح حفاظت مین صمصام کے مصروف ہوئین جواسیسان لشکر اسلام یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوئے ساقی نامہ مصنف

کدھر ہو تو ای ساقی جنگ جو
نکر سینچہ کو تو زیب کمر
خطا مین نے کیا کی ہی تیری بتا
تو اس میکدے مین نہ بدنام ہو

نہو مجھسے میکش کا ناحق عدو
ارادہ نکر مجھسے پیکار کا
روا رکھ نہ مجھ بیخطا پر جفا
پلا جام صہبائے تسکین دل

نہو مستعد تو مرے قتل پر
ذرا دل مین کر خوف قہار کا
بس اب دور غصے کو کر رام ہو
کہ یہ رند ہی اب بہت مضمحل

مرے ساقی مہروش مہ لقا
مرا خون ناحق بہائے گا تو

بس اب رحم کر مجھپہ بہر خدا
یہ روشن ہوا تو کرے گا جفا

نہ کیا مے سے مجکو چھکائے گا تو
قمر کی بھی جان کا ہی حافظ خدا

یہان دربار ملکہ مہرخ سحر چشم کا آراستہ ہی تمام ساحران نامی و افسونگران گرامی دربار مین جمع ہین سریر جہانبانی پر ملکہ مہرخ سحر چشم بعہدۂ وزارت ملکہ بہار جادو طرف دست راست کے دست چپ پر بعہدۂ وزارت ملکہ شرخ کموے کاکل کشا ایک جانب ملکہ ہلال سحر افگن ایک جانب شاہزادہ خورشید زرین سحر یہ چارون وزیر خوش تدبیر سحر مین طاق علم نیرنجات مین شہرۂ آفاق اور دیگر سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملکہ بران شمشیرزن دختر نیک اختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر حسن مین بے تمثیل سحر مین بے نظیر خیال نگرامی صمصام مین سرنگون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے آکر حال اپنی عیاری کا بیان کیا ہی اور فرمایا ای نور نظر پارۂ جگر اُس ملعون کو مار لیا ہوتا مگر نہایت سخت جان ہی انشاء اللہ تعالے اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا نمکحرامی کی سزا پائیگا اور چھ عیار اسوقت داخل بارگاہ آسمان جاہ ہین کہ سامنے چرند اور پرند ہرکارے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق اُفتان و خیزان حیران و پریشان چہرہ متغیر مضطر و ششدر آکر دعا و ثناے بادشاہی اس طرح بجا لائے

نظم مصنف

بڑھے دمبدم دولت و عز و جاہ
الٰہی یہ جبتک ہین برق و سحاب
عدو مثل سبزے کے پامال ہو

کہان ہی ہماے سعادت نشان
ہین جبتک فروزان مہ و آفتاب

خدا یار ہے شاد و خرم یہ شاہ
پھرے گرد سر صورت آسمان
فزون دمبدم شہ کا اقبال ہو

شہریار کی عمر و دولت کو پروردگار دراز کرے اقبال ترقی پذیر ہو

دشمن سرکار دولتمدار کا ذلیل و حقیر ہو اس باغ بیخزان مین ہمیشہ بہار رہے باغی اس بوستان جنت نشان کا صد اخار حوادث روزگار سے سینہ فگار رہے اوج پر آفتاب عالمتاب اقبال ہو کوکب دشمن تیرہ بخت کو زوال ہو اسوقت صمصام بدانجام نے بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہی اُس نمکحرام کا ارادہ ہی کہ ملکہ بران شمشیرزن سے معرکہ آراے نبرد ہو افراسیاب خانہ خراب نے اُسکی حفاظت کے بڑے بڑے سامان کیے ہین پانچون عیار یحیان دریکیت اثر پر اُس روسیاہ کے مثل اعمال بد حاضر اور بہت سے ساحران غدار بھی ناظر ہین اس قدر بیحیا کو غرور ہوا ہی کہ زمین پر اچھی طرح پائون نہین رکھتا بچون کے بھل چلتا ہی مثل آب چاہ جانستان نخوت سے اُبلتا ہی مگر ای

شہنشاہ اوج عیاری اپنے ذلیل ہونے کا اُسکو بڑا غم ہی مثل گیسو وہ سیہ روبرہم ہی افراسیاب نے تسکین بہت دی ہی اور منع کیا کہ کسی دام تزویر مین جاکر پھنس جاؤگے ورنہ آپ سب صاحبون کے گرفتار کرنے کو آتا تھا اور جو جو کلمات سخت نسبت حضور کے کہے ہین لائق گذارش نہین ہین اور افراسیاب طرف پردۂ ظلمات کے گیا خواجہ عمرو نے فرمایا بی بی بران تم نے سُنا اب ہماری رائے کی پابند ہو تا ہمارا دل زار خرسند ہو وہ رائے یہ ہی کہ صبحکو تم میدان کارزار مین نجانا بارگاہ مین مصروف عیش ونشاط رہنا انشاء اللہ عین معرکۂ کارزار مین اگر اس بچیا سے انتقام نلیا تو نام اپنا خواجہ عمرو نرکھا اگر تمھارا میدان کارزار مین آنا اور ایک ذلیل کے مقابلے مین جانا میری رائے کے سراسر خلاف ہی ملکہ بران شمشیر زن نے بسبب سعادتمندی سر جھکا لیا عرض کی انچہ رائے معلی از ہمہ اولی ہماری کیا مجال کہ آپکے ارشاد فیض بنیاد سے سرتابی کرین مگر جو میری رائے ہین ہی اُسکو سماعت فرمایئے آیندہ جیسا حکم ہوگا بجالاؤنگی وہ یہ ہی کہ آپ نے اکثر زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ہی کہ زادۂ قاف ثانی سلیمان کا یہ طریقہ ہی کہ میدان کارزار مین جو جسکو پکارتا ہی نام لیکر للکارتا ہی وہ اُسکے مقابلے مین جاتا ہی انتہا یہ کہ ایکدن آپ نے ذکر کیا تھا کہ قباد شہریار نورنگاہ ملکہ مہرنگار بارہ برس کے تھے فیرونہ عاد مغربی بیٹا سکندر بن ہیکلان مغربی کا بڑے زور و شور سے برائے عہد نوشیروان آیا بختک نے اُسکو سمجھایا اُس بچیا نے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا کہ مین قباد شہریار سے مقابلہ کرونگا صاحبقران زمان کو کچھ چارہ نہوا ہرچند کہ شب بھر بیقرار رہے تمام سردار بھی اشکبار رہے مگر صبح کو قباد شہریار نے جاکر فیرونہ عاد ایسے دیو خصال سے مقابلہ کیا آخر اُسکو عنایت سے پروردگار کی بصد کر و فر واصل جہنم کیا بس حضور تصور فرمائین جب صمصام بچیا آپکی کنیز کا نام لیکر میدان مین للکارے گا یقین تو ہی کہ حضور کو سب سے زیادہ خلاف ہوگا اگر آپکو یہ منظور تھا تو نامہ لکھکر مجکو آتے ہوئے راہ مین روکا ہوتا یہان آنے نہ دیا ہوتا اب سب پر بخوبی ظاہر ہی ہر ایک اس حال سے بخوبی ماہر ہی کہ مین اس مقام پر موجود ہون کیسے کلمات سخت و سُست یہ نکحرام کہیگا بھلا میرا قلب تیغ زبان صمصام کا زخم سہیگا یہ تقریر دلپذیر ملکہ بران شمشیر زن کی سُنکر خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا دل مین خیال کیا کہ سچ کہتی ہی مگر مصلحۃً جواب دیا کہ بیٹا وہ مقام اور ہی یہان ساحران مکار کا دور ہی سحر کرنے والے بھاگ کر غرق زمین ہوجاتے ہین پھر مکر حریف کے پشت پر آتے ہین کبھی دام سحر کبھی کمند سحر مارکر گرفتار کرلیجاتے ہین

اُسپر یہان تعریفین ہوتی ہین کہ اچھا ساحر تھا کس لطف سے حریف کو پکڑ لے گیا اور ہمارے آقاے نامدار کے لشکر مین غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالیوقار اگر ایک قدم پیچھے ہٹائین زمرۂ پہلوانان سے باہر نکل جائین اور حمزہ تو وہ شیر دل ہی کہ پردۂ قاف مین دیو عفریت ایسے زبردست کو سوتے مین نمار اجگا کر للکار او وہ سخت قوانین قرار دیے ہین کہ سواے فرزندان حمزہ کے غیر اُنکی پابندی نہین کر سکتے ہین بس بی بی تم یہان کے قواعد پر عمل کرو صرف ایک دن بارگاہ مین رہو اسی لڑائی مین اگر خدا چاہیگا اس بیحیا سے فیصلہ ہو جائیگا کسی نہ کسی عیار کے فریب مین ضرور آوے گا ملکہ بُران نے کہا ای عم نامدار صاحبقران عالیوقار کا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہی مردان عالم کو اُنکی جرأت پر ناز ہی اُنسے مثال دون کیا مجال ہی مگر میرا باپ بھی شہنشاہ کوکب روشنضمیر مردان عالم سے ہی نامی و نام آور ہی آپ نے اکثر ملاحظہ کیا ہوگا کہ افراسیاب ایسے بادشاہ طلسم ہوشربا پر جا پڑتا ہی کس کس جرأت سے لڑتا ہی حقیقت مین افراسیاب بلاے روزگار ہی ان چارون اقلیمون مین کوئی افراسیاب کا ہمنبرد نہین ہی اگر مین نے اُسکے لکارنے پر مقابلہ نہ کیا والد نامدار پھر میری صورت نہ دیکھینگے اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا تو باطن مین نگاہ سے گر جاؤنگی اب اگر حضور زیادہ تاکید فرمائینگے یہ کنیز اپنے تئین ہلاک کریگی عمرو کو یہ سنکر سناٹا آگیا قلب بھر آگیا ضبط کرکے فرمایا ای نور نظر مرحبا جزاک اللہ مردان عالم ایسے ہی جری ہوتے ہین خیر جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرنا ملکہ بہار وغیرہ نے کہا خواجہ سلامت آپ کیون تردد فرماتے ہین ہم سب واسطے جانبازی کے موجود ہین انشاء اللہ سحر تو ہونے دیجیے اُس نمکحرام کو اگر تنکے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ کہا برق لامع نے بڑھکر جواب دیا یون کڑک کر اُس ملعون کے سر پر گرون کہ خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دون وہ ٹکڑے برابر ہون گے رعد نے کہا وہ چیخ مارون کہ حرامزادے کے کان کے پردے پھٹ جائین برق مادر رعد نے بیقرار ہو کر جواب دیا میرے بھی وار سے نہ بچیگا ہم مان بیٹے ملکے مار لینگے آپ بسم اللہ طبل جنگی بجنے کو حکم دین اسی وقت بموجب حکم ملکہ مہرخ سحر چشم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی

اشعار

بزد طبل را آن چنان طبل زن
کہ درید میت ز ہیبت کفن
دہل زد دہل زن بہ تحسین او
ببین دین او دین او دین او

صداے طبل جنگ بیدرنگ اس رنگ سے بلند ہوئی کہ روح سامری و جمشید دردمند ہوئی ملکہ مہرخ نے چاہا کہ اب دربار برخاست کرین کہ طیران سریع السیر جادو نے جو نامہ لیکر شہنشاہ کوکب کا آیا تھا

یہ سب معرکے اپنی آنکھ سے دیکھے اور حالات عیاری خواجہ عمرو سنے خیر خواہ قدیم ہی بہت بیقرار تھا لیکن باتون سے خواجہ عمرو کی بہت تسکین حاصل ہوئی اپنی جگہ سے اُٹھا خواجہ عمرو کے سامنے دست بستہ حاضر ہوا عرض کی ای آفتاب عالمتاب آسمان عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خدا آپ کو سلامت رکھے سب تردد غلام کے دفع ہو گئے مگر جواب نامۂ شہنشاہ چند فقرات مین تحریر فرمائیے تا مین جا کے شہنشاہ کو بھی مطمئن کرون قصر جمشیدی ماتم سرا ہو رہا ہوگا ہر ایک غمخوار رو رہا ہوگا خواجہ عمرو نے فوراً قلم و قرطاس طلب فرمایا اور جواب باصواب نامۂ کوکب روشنضمیر تحریر کیا

نامہ از طرف خواجہ عمرو بخدمت کوکب روشنضمیر

ای شہنشاہ خسروان جہان
نیر اعظم سپہر حشم
اُسکے مضمون سے ہم ہوے آگاہ
مین نے مارے ہین ساحران جلیل
خون سے اُسکے ہاتھ بھرتا ہون
سر صمصام مجھسے لیجیے گا

تاجدار طلسم نور افشان
بعد آداے ما وجب ہو عیان
رنج از حد ہوا پر ای ذیجاہ
گھیر کر اُسکو لائی ہی تقدیر
جلد ملعون کو قتل کرتا ہون

کوکب سعد چرخ جود و کرم
آیا پاس اپنے آپ کا فرمان
کیا ہی صمصام کند ذہن و ذلیل
ہی کمند اجل مین خود وہ اسیر
کچھ تردد نہ آپ کیجیے گا

یہ چند اشعار آبدار خواجہ عمرو نے تحریر فرمائے اور نامے کو ملفوف کیا اور طیران سریع السیر جادو کو دیا اور زبانی بھی یہ کہدیا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے بعد سلام محبت التیام کہنا کہ ای برادر طرف سے ملکہ بران کے مطمئن رہنا جبتک یہ نیاز مند آپکا زندہ ہی کوئی بُران سے آنکھ ملا سکتا ہی اگر میری اجل قریب ہی تو مجبور ہون دعاے خیر سے یاد فرمانا مگر اس معرکے مین براے خدا تم نہ آنا اگر کسی طرح کی خبر وحشت اثر آپ کو پہونچے تو اُسکا بھی اعتبار نہ فرمائیے گا کسی کے کہنے سننے مین نہ آجائیے گا یہ کہکر طیران کو خلعت رخصت مرحمت ہوا طیران آداب و تسلیم بجا لا کے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہو کے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا یہان ملکہ مہرخ نے بعد جانے طیران سریع السیر جادو کے دربار برخاست کیا خواجہ عمرو بُران کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ بران کے چلے جب در بارگاہ بران پر آئے عمرو نے سرداران بُران سے کہا تم لوگ اسی مقام پر ٹھہر جاؤ جب ہم طلب کرین تو آنا ہمکو ملکہ سے کچھ تخلیے مین امورات جنگ مین باتین کرنا منظور ہین سب سردار در دولت پر ٹھہرے خواجہ ملکہ بران کو لیکر اندر بارگاہ کے تشریف لائے بعد تھوڑے عرصے کے

خواجہ نے آواز دی ملکہ مجلس جادو و عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی و ملکہ شعلہ آتشخو و ملکہ رنگین خوشخو و ملکہ اورنگ سمن بو و ملکہ نارنج گلگون پوش وغیرہ اندر بارگاہ کے آئین سے دیکھا کہ خواجہ عمرو مسند پر اور ملکہ بران پہلو مین خاموش بیٹھے ہین عمرو نے بکاول کو حکم دیا اُسنے آکر دسترخوان بچھایا خاصہ حاضر کیا خواجہ عمرو نے سب شہزادیون کو دسترخوان پر طلب کیا سلفچی آفتابہ سامنے آیا ہر ایک نے ہاتھ دھوئے ہمراہ خواجہ و ملکہ بران کھانا کھانا شروع کیا مگر ملکہ مجلس نے دیکھا ملکہ بُران خاموش ہین جوڑے مین اختر مروارید چمک رہا ہی کلام بہت کم کرتی ہین اگر کوئی شہزادی ملکہ بران سے کلام کرتی ہی تو طرف سے ملکہ بران کے خواجہ عمرو جواب دیتے ہین فرماتے ہین صاحبو وائے برحال ملکہ بران جسکو اس رنج و الم کا سامنا ہو وہ کیا کلام کرے اب سب صاحب یہ مجھپر احسان کرین کہ بعد خاصہ نوش فرمانے کے حفاظت مین ملکہ بران کی بیرون بارگاہ جاکر مصروف ہون ملکہ مجھسے فرما چکی ہین اب آرام فرمائینگی آپ لوگ کچھ ملکہ سے کلام نیک و بد نہ کیجیے گا نہ کچھ پوچھیے گا اسمین بھی اک راز ہی موقع کہنے کا نہین ہی بموجب مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند * ملکہ مجلس جادو نے ہر چند خواجہ سے پوچھا کہ نانا جان مادر مہربان کا مزاج کیسا ہی خواجہ عمرو نے جوابدیا کہ بیٹا کسی قدر طبیعت سُست ہی اسوقت انکو تنہائی پسند ہی تفتیش حال مین دخل نہ دو میرا کہنا مانو جاؤ دوسری بارگاہ مین آرام کرو جب مجلس کو خواجہ نے جھڑک دیا پھر کسی کو دریافت کرنے احوال کا حوصلہ نہوا خواجہ نے ہاتھ تھام کر بُران کا فرمایا جاؤ بی بی آرام کرو ملکہ بُران نے دوشالہ مُنھ پر کھینچا چھپر کھٹ پر آرام فرمایا خواجہ عمرو باہر آئے گرد بارگاہ ساحرون کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا اور خود بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر صمصام بدانجام کے روانہ ہوئے برق فرنگی نے سُنا کہ اُستاد جانب لشکر صمصام گئے ہین یہ بھی تڑپ کر چلا لشکر اسلام مین تمام ساحر مصروف سحر خوانی مگر بقدمہ بران مین ہر ایک کو پریشانی وہ شب ہولناک بلا زمان کو کب کو خوف ہلاک ہر ایک کو تردد ہی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی خدا اس اختر تابندۂ برج آسمان شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو گردش چرخ کجرفتار سے بچائے خورشید حسن و جمال طالع رہے بدعت ظلمت شام صمصام بدانجام سے غروب نہوجائے ہر فرد بشر اس فکر مین بیقرار ہی ہر ایک سردار کو انتشار ہی ابیات

قمر شب کی وحشت کرون کیا رقم　　کہ مہرخ کے دلپر ہجوم الم　　وہ تاریک مثل دل کافران
ستارون پہ خال سیہ کا گمان　　وہ لشکر مین ہر سمت تھا شور و شر　　تردد مین بیتاب خواجہ عمرو

اندھیرا وہ پرہول حیرت فزا
کوئی بیقرار اور کوئی دردمند
کہین شیر کے گونجنے کی صدا
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار
شب فرقت عاشقان سے سوا
کہین خیمے سے اُٹھ رہا تھا دھوان
کہین لوٹتا تھا پڑا اژدہا
کوئی شیر دل صرف ذکر ستیز
صدائین وہ ہاہو کی ہر سو بلند
فسون سازیون کا ہر اک جانشان
کسی کو تردد کہین بے شمار
کسی بزدلے کو تھی فکر گریز

اہالیان طلایا حاضر باش و ناظر باش کی صدائین بلند کر رہے ہین قرنا پھنک رہی ہی مگر بارگاہ بران کو اسطرح بیچ مین لیا ہی جیسے سینے مین دل یا انگشتری مین نگینہ ہوتا ہی خود ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی دربارگاہ پر کرسی بچھائے بیٹھی ہی تاکید کر رہی ہی کہ خبردار کوئی غافل نہو ہوشیار رہو اگر پتا کھڑ کا نیچہ ٹیک کر اٹھ کھڑی ہوئی فوراً سحر پڑھکر باش کا دانہ مارا کیا مجال کہ طائر وہم و خیال قریب آنے پائے یا کوئی نگاہ کج سے جانب بارگاہ

ملکہ بران دیکھے نظم مصنف
کہین گھنٹے بجتے تھے با صد خوشی
کہین سحر سے ہل رہی تھی زمین
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو
نہاتا تھا اُس خون سے بیخطر
کسی خیمہ نحس مین غل یہ ہی
اُدھر فوج صمصام مین اک غریو
صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی
کہین شور یا سامری کا بلند
اندھیرا دھنوان دھار تھا چار سو
کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہین
دوہائی ہی کلوا کی کالی کی جی
ہر اک ساحر بد سیر مثل دیو
کہین جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہین
جلاتا تھا مرچین کوئی خودپسند
کوئی بچہ خوک کو ذبح کر
بھوانی کا ہوتا تھا پوجا کہین

صمصام نمک حرام اپنی بارگاہ مین یکہ و تنہا بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہی مگر پریشان خاطر ہر مرتبہ عیار بچیون کو پکارتا ہی ملکہ صرصر شمشیر زن وای صبا رفتار کمند انداز بیدار رہو بخوبی ہوشیار رہو صرصر آواز دیتی ہی کنیزین حاضر ہین آپکی حفاظت مین کب قاصر ہین ابھی بھڑوا بھوریا آیا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا پھر رہا تھا مین نے للکارا بھاگ گیا یہ کہکر صرصر اور صبا رفتار ٹہلنے لگین ایک ساحر ملازم صمصام موسوم بہ کلنگ جادو نہایت بدذات گرد بارگاہ کے پھر رہا ہی لیکن نشے باز ہی از حد جعلساز ہی جو جادوگر سامنے سے نکلتا ہی اُسکو پکارتا ہی بھائی کہان جاتے ہو ہمارا نشہ اُتر گیا ہی تمھارے پاس کوئی گانجے کی کلی ہی یہان نشے کا اُتار ہی نہایت بیکلی ہی جماہی آیا چاہتی ہی اب طبیعت بہت گھبراتی ہی جو ساحر اسکی ایسی باتین سنتا تھا مسکرا کر جواب دیتا تھا نہین بھائی ہمارے پاس نہین ہی دوکان بھی بند ہو گئی یہ مایوس ہو کر بہجاتا تھا ناگاہ ایک ساحر کو دیکھا ایک نخل کے سائے مین بیٹھا ہوا اگا نجا مل رہا ہی کلنگ نظر سب کی بچا کر اُسکے قریب آیا کہا بھائی جلد جاؤ ہم بھی

ایک دم مارین سامنے ہمارا خیمہ ہی دروازے پر میان کے ہمارا پہرا ہی روز صبح کو آیا کرو دم لگا کر جایا کرو
سب لشکر کے کہار اور مہتر ہمارے پاس رہتے ہین سو سو چلم روز اُڑتی ہی اُس ساحر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ
دم لگا لو لالچ کاہیکو دیتے ہو ہم تو میان سرباز ارسالجہان کے پینے والے ہین اسوقت بمجبوری ایک
گنڈے کا گانجا بھی لے لیا ہی جوانون کو سب مباح ہی بموجب مثل جسنے نہ پی گانجے کی کلی اُس بیٹے سے بیٹی
بھلی یہ کہکر جھٹ پٹ چلم جمائی کنڈا جھاڑ کر آگ رکھی کہا لو بھائی تمھین سہی کل صبح سے تمھارے پاس
یارون کا بھی جلسہ رہے گا بھائی ہم سے تو درگاہی غلام حسین کے پُل والی بھنگیرن سے آشنائی ہی وہین
دن بھر جمے رہتے ہین ہم کو پیڑوکی پلاتی ہی آج کچھ نشے مین کھٹ پٹ ہو گئی نہین تو اسوقت اُسکے ساتھ سوتے
ہوتے وہ ساحر تو باتین کرتا رہا لیکن میان کلنگ جادو نے چلم اُٹھا کر کڑ کڑا کر دم مارا ڈیڑھ بالشت
لو بلند ہوئی آنکھین غلہ سی نکل آئین چوتڑ ونکے بل زمین پر بیٹھ گیا اور کہا بھئی جوان عجب سرور ہوا بڑا نشہ
ہو گیا اُس جوان نے کہا اسمین دس بیس بیج دھتورے کے تھے اب تم مرے کلنگ جادو گھبرا کے
اُٹھا اتنا تو بولا بھائی جوان پانی پلاؤ دم نکلتا ہی اُس جوان نے کہا واہ بے کچے ایک دم مین یہ حال ہوا کیون
سر پی گیا پسیتا معلوم ہوتا ہی اس مُنھ پر جوانون کو مہمان بلاتا ہی کلنگ ضبط کر رہا تھا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آ چکا تھا دھم سے لُڑھک کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا جوان نے آواز دی منم مہتر برق فرنگی
سوچا اگر قتل کرونگا صداے گیر و دار بلند ہوگی ٹانگ پکڑی گھسیٹتا ہوا قریب ایک غار کے لایا اسکو تو
وہین ڈالدیا آپ جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بصورت کلنگ جادو بنکر تیار ہوا دوڑا
ہوا قریب خیمے کے آیا کالے ماش کے دانے ہاتھ مین سر جھکائے ہوے صرصر و صبا رفتار نے
کہا کون کہا حضور ابھی تو آپ کے پاس بیٹھا تھا سرکار نے کالے ماش کے دانے منگائے تھے لینے گیا تھا
بنیے کی دوکان کھلوا کر لایا صرصر سمجھی حقیقت مین ابھی بیٹھا تھا شاید صمصام نے بضرورت سحر ماش
اس سے منگائے ہونگے کہا جاؤ یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا پردہ اُٹھا کر اندر بارگاہ صمصام کے آیا
دیکھا صمصام بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہی برق نے جھک کر سلام کیا صمصام نے کہا خیر تو ہی گھبرائے
ہوے کیون ہو کہا حضور ابھی سنا ہی کہ کوکب روشنضمیر صبحکو آئیگا آپ سے ضرور شکایت کرے گا
ایک ساحر ملازم ملکہ مہرخ کا مجھسے کہتا تھا کہ کوکب کا قول ہی مین اپنے بھائی صمصام کے قدمون پر
گرونگا اپنے قوت بازو کو ہوش ربا مین نہ رہنے دونگا میرے طلسم نور افشان مین سناٹا پڑ گیا ہی مجھسے خطا

ہوئی کہ مین نے اُسکی خبر نہ لی اُسکی معشوقہ کو بھی راضی کر کے لاؤنگا قصر جمشیدی مین بڑے دھوم سے شادی کرونگا
یہ فقرے جو برق نے بچرب زبانی کے صمصام میان نخوت سے پھول گئے کہا بھائی کیا یہ خبر مفصل پائی ہی
سچ کہو ہمارے سر کی قسم برق نے کہا کتاب سامری اُٹھا کر کہدون مین کبھی جھوٹ بولتا ہون سال بھر
سے کنٹھی پہنی ہی مین نے مکر جادوگرون سے یہ حال سُنا ہی اب اسمین شک لانا بیجا ہی صمصام نے منھ
پھلا کر کہا مین تو اب نہ جاؤنگا برق نے کہا ایک بات اور کان مین حضور کے کہونگا صمصام نے سر جھکایا
برق نے کہا حضور مبارک ہو کوکب کہتا ہی مین بر ان کی شادی صمصام کے ساتھ کرونگا اپنی معشوقہ
کو پھر چاہے بخشے یا قتل کرے صمصام یہ سُنکے لگا مونچھون پر تاؤ پھیرنے کہا ہان بھائی کلنگ بیشک
اگر وہ ایسا کرینگے تو مین اُنکا غلام ہون فورًا افراسیاب سے بگڑ جاؤنگا کیا مین افراسیاب کے باپ کا
غلام ہون اپنے مزاج کا مجکو اختیار ہی میان افراسیاب کی کوشش بیکار ہی اسمین کلنگ ادھر اُدھر
دیکھنے لگا صمصام نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کہا حضور اُوس مین جو بھرے نشہ اُتر گیا ایک جام شراب
اس خبر فرحت اثر کے انعام مین دلوائیے خوب جی بھر کے پلوائیے کل سے ہمارے اور آپ کے بیتکلفی
کاہے کو ہوگی آنکھ بھی یاران قدیم سے نہ ملائیے گا کوکب کے داماد کہلائیے گا صمصام نے کہا مین ایسا
نہین ہون تم شراب پیو گلابی موجود ہی کلنگ نقلی نے بڑھکر گلابی اُٹھائی یا سامری تیرے صدقے کہکر
جام بھرا چاہا مُنھ سے لگائے جھککر ہاتھ روک لیا کہا حضور توبہ کرتا ہون خطا ہوئی معاف فرمائیے گا مالک
کے سامنے یہ بے ادبی مجکو مناسب نہین ہی اور مالک بھی کون کہ داماد کوکب روشنضمیر خوش تقدیر صاحب
اقبال کا لیجیے ذرا مُنھ لگا دیجیے یہ شراب اپنا اُلش کیجیے اس خوشامد کی باتون سے صمصام نے ہاتھ بڑھایا
جام لیکر لبون سے لگایا غٹ غٹ نصف جام پی گیا کلنگ نے کہا واہ حضور غلام کا چلو بھر مین کیا ہوگا
ناگاہ صمصام کے ہاتھ سے جام چھوٹ پڑا اُف اُف کہکے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا چمکی پر سے گرا
گرتے ہی بیہوش ہوگیا برق خنجر پکڑ کے دوڑا کہ سر اُسکا کاٹون نیمچہ اُٹھالون کہ ناگاہ پایہ چوکی کا شق ہوا
ایک پتلی بالشت بھر کی نکلی سر پیٹتی ہوئی پکارتی ہوئی او جلاد کیا کرتا ہی صمصام کے گلیسے خنجر ملاتا ہی
ارے یارو دوڑو اس زور سے اُسنے آواز دی کہ صرصر نے سنی جھپٹ کر دوڑی اُس پتلی کے نکلنے پر
بھی برق نے چاہا خنجر مارہی دون وہ پتلی برق کے پکڑنے کو چلی یہ کہتی ہوئی کہ بھڑوے ہڈیان توڑ ڈالونگی
برق نے دیکھا یا تو بالشت بھر کی تھی یا قد بڑھ گیا چار ہاتھ کی ہوگئی اب تو ایک جوان سیہ فام معلوم ہوتا ہی

برق نے جست کی کود کر الگ ہوا صرصر اور صبا رفتار بھی اندر بارگاہ کے آگئین دیکھا ایک جوان سیہ فام سر بیٹھ رہا ہی برق فرنگی قریب سراپچے کے پہونچ چکا ہی جبتک یہ دونون قریب جائین برق سراپچہ چاک کرکے باہر نکلا صرصر اور صبا رفتار نے آواز دی کہ یارو لینا برق فرنگی بھاگا جاتا ہی برق یہ کہتا ہوا بھاگا ارے جادوگرو دوڑو صمصام کو عیار مارے ڈالتے ہین جادوگر طرف بارگاہ کے چلے برق بھاگ کر نکل گیا اُدھر تیلی پائے ہین چوکی کے غائب ہوئی صرصر نے صمصام کو ہوشیار کیا ملازمان صمصام بھی خیمہ مین آگئے تھے صمصام گھبرایا ہوا اُٹھا صرصر نے کہا اے شہریار کیا غضب ہوا آپ تو اپنا سحر تیار کر رہے تھے شراب و کباب کی نوبت کیونکر آئی سامری و جمشید نے اپنی قدرت نمائی کی جو آپ ہاتھ سے اُس بھورے کے بچ گئے ورنہ اُسنے اپنا کام کیا تھا صمصام نے جواب دیا کہ واہ واہ بی ملکہ صرصر ہمنے آپ کو پہرے پر اسی واسطے مقرر کیا تھا خوب حفاظت کی اُلٹے مجکو الزام دیتی ہو اگر مین ایسا ساحر زبردست نہوتا اور پیشتر سے انتظام نہ کر رکھتا تو جان بچنا دشوار تھی آپ کا پہرا دینا بیکار تھا صرصر نے کہا آپ نے اپنے ملازم قدیم کو نہ پہچانا آپ ہی اُس سے مالش منگوائین ہمکو بدمعاش بنائین واہ کیا کہنا خوب آپ نے خلعت شکایت سے سرفراز کیا اچھا ہمارا اعزاز کیا کنیزون کے کان ان باتون کے آشنا نہین ہین ہماری دانائی اور نادانی کا حال ملکہ حیرت اور شہنشاہ افراسیاب سے دریافت فرمائیے تب آپ کو کیفیت ہماری جانبازی کی معلوم ہوگی یہ نگوڑا بھورا یا تو کیا ہی ان سب کا اُستاد وہ تانتیا ہوا عمرو جسنے ملکہ دمامہ جادو کو مارا ساحر مشمش کو دریاے قلزم مین گھسکر للکارا عنظلی آباد مین سترہ لاکھ جادوگر رہتے تھے مالک اُنکا مالک بن زردشت بلاے روزگار سفاک غدار منتظم عاقل علم سحر کا فاضل ایک سال مین عمرو نے کل ساحران شہر کا خاتمہ کر دیا صحراے عنظلی آباد لاشہاے ساحران سے بھر دیا جس ملک مین سترہ لاکھ جادوگر تھا اب اُسمین جادوگر کا نام باقی نرہا جو ایسا عیار طرار آفت کا پرکالہ ہی وہ میرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی اپنے خدا سے اپنی موت میرے خوف سے مانگتا ہی اگر میرا قدم اس طلسم ہوشربا مین نہوتا تو وہ نگوڑا اس اقلیم مین بھی غدر ڈالدیتا مگر میرے ہاتھ سے جوتیان کھاتا ہی ہزار جگہ مین نے اُسکی مشکین باندھی ہین آخر ترس کھا کر تین سو پیسہ کا پیادہ بیچارہ آفت کا مارا جانکر چھوڑ دیتی ہون جسدن غصہ آجائیگا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگی ساری عیاری بھلا دونگی صمصام طاری زبان درازی صرصر کی اور احوال عیاری ہاے عمرو سنکر نگاہ حیرت سے طرف صرصر

کے دیکھ رہا ہی کہ ناگاہ ایک جادوگر دُبلا سا بڈھا ہاتھ پانؤن مین رعشہ ایک لٹھیا ہاتھ مین اُنھین سرداران صمصام مین جو خیمے مین آگئے ہین اُنہین ملا ہوا کھڑا تھا یہ باتین صرصر کی سُنکر آگے بڑھا کہا بی صرصر واہ واہ کیا کہنا عمرو تم سے کیونکر نہ ڈرے جو رو سے سبھی ڈرتے ہین مگر غیبت مین ایسے کلمات مہلات کہنا مناسب نہین ہین وہ تمھین گھوڑون کا دانہ دلواتے دلواتے ہلاک کرڈالیگا جبھی تک یہ چاہ پیار ہی جبدن تک مُنھ پر روغن ہی اُسکی سیکڑون بیبیان ہین چرخا کات کر بسر کرتی ہین دیکھو ملکہ صرصر عمرو کیسا خوبصورت جوان ہی کہ سیکڑون اُسپر مرتی ہین اور تم بھی تو مال کھلاتی ہو امرتیان اور دودھ لیکر اُسکے پاس جاتی ہو اور اُسکی خاطر مدارات کرتی ہو اور سب کے سامنے اُسکی محبت کا آلھا گاتی ہو صمصام نے کہا بی ملکہ صرصر تمہا سلیئے زیادہ عیاری نہ بگھاریے یہ صاحب آپکے واقف کار کیا فرماتے ہین صرصر یہ سنکے غصے مین پلٹی اور کہا او جھوٹے جعلساز مین کب عمرو کے خیمے مین جاتی ہون کب اُسکو زہر کھلاتی ہون بڈھے جادوگر نے کہا کہ آپ مجھپر کیون خفا ہوتی ہین آپ دونون کی محبت و عشق کا ذکر دفترون مین موجود ہی یہ سنکے صرصر نے آنکھ ملائی دیکھا تو خود خواجہ عمرو کھڑے ہین مسکرا کر باتین بنا رہے ہین صرصر کے ہوش اُڑ گئے اتنا مُنھ سے نکلا تھا ارے یہ ساربان زادہ سر بارگاہ کھڑا ہی لینا جانے ندینا عمرو نے کہا واہ جان جہان دھگڑے کو گرفتار کراتی ہو دم بھر مین بیوفا ہو جاتی ہو یہ جو تیری ہی خوشی ہی تو جاتے ہین عمرو نے پہلے ہی تدبیر کر رکھی تھی ایک موٹے سے جادوگر کو تاک کر اُسکے پہلو مین کھڑے تھے خنجر دامن کے نیچے چھپائے ہوئے تھے لپٹ کر کوکھ مین اُسی جادوگر کے خنجر مارا دوسرے پہلو کو توڑ کر نکلگیا وہ جادوگر مر کر زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کُشتی مرا نام من جوہر جادو بود سب لینا لینا کرتے رہے اُسی تاریکی مین جست و خیز کرکے نکل گیا مگر یہ کہتا ہوا کہ جان جہان پھر بھی تم سے سمجھونگا غیرون کے سامنے اپنے چاہنے والے کو ایسی باتین کہتی ہو یہ معرکہ حیرت افزا دیکھکر صمصام کے تو ہوش اُڑ گئے صرصر نے شرما کر سر جھکا لیا تمام ساحر ملازم صمصام کے مضحکہ کرنے لگے کہ واہ بی صرصر عمرو یہ کیا کہ گیا صرصر نے کہا وہ نگوڑا مکار غدار جعلساز فیلیا یونہین بکا کرتا ہی اُسکے کہنے کا کیا اعتبار ہی اور تو سب خاموش ہو گئے مگر صمصام نے کہا بی صرصر تمھاری حفاظت کا کیا اعتبار کرین عمرو تمھارے روبرو جادوگر کو مار کے نکل گیا اور تمسے کچھ نہو سکا صرصر جھلا کر بارگاہ صمصام سے باہر نکلی یہ کہتی ہوئی کہ اب اپنی حفاظت کر لیجیے گا میرے بھروسے پر نہ رہیے گا مین بھلا ہوا کو کیا روکون وہ شہنشاہ کے سامنے عیاری کرتا ہی تم بیچارے کیا ہو کیفیت صبح

جب مبارز صمصام زور آزمائے فلک نے بارشاد افراسیاب بصد کر و فر تیغچۂ دودمۂ ضیائے سحر کو نیام مشرق سے نکالا اور گروۂ سپر زرین آفتاب عالمتاب کو بصد آب و تاب اپنے پنجۂ قوطی و پر زور مین سنبھالا اور ملکہ بران شمشیر زن ظلمت پر حملہ آور ہوا ہنگام مقابلہ ایک ضرب مین طلسم جہان سے نیست و نابود کیا تمام لشکر تاریکی شب فرار ہوا یعنی صبح ہوئی آفتاب نمودار ہوا عبدان معبود نے وظیفۂ نماز سحری سے فرصت پائی ہر ساحر غدار نے سجدۂ تصویرات سامری و جمشید سے جبین اُٹھائی۔ نظم

علی الصباح کہ سلطان صبح آئنہ فام + ز دود آئنۂ آسمان زرنگ ظلام + بدست خسرو خاور فتاد شاہ حبش + ز شاہ روم ہزیمت گرفت لشکر شام +

اُسوقت شمعہائے مومی و کافوری لہرائین طائران نغمہ سرا کی کانون مین آوازین آئین صمصام ناکام بقہر و غضب تمام نیمچۂ قتل ملکہ بران بصد شوکت و شان زیب کمر شقاوت اثر کیے ہوے بیرون بارگاہ آیا سرداران لشکر کو حکم کمربندی کا دیا اور آپ جانب بارگاہ ملکہ حیرت جادو چلا یہان ملکہ حیرت جادو خواب ناز سے بیدار ہوئی ہی وزیرزادیان شاہزادیان حاضر ہو کر واسطے تسلیم کے خم ہوئین اپنے اپنے مقام پر بیٹھین یکایک سامنے سے صرصر نمایان ہوئی آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری تصدق ہوئی دعائے ترقی حسن و جمال بجا لائی ملکہ حیرت نے مسکرا کر پوچھا خیر تو ہی شب کو بارگاہ صمصام مین ہنگامہ تھا صرصر نے عرض کی عیارون نے میان صمصام کو دیوانہ کر دیا رات کو بھوریے نے عیاری کی میان صمصام کو مار لیا ہوتا مگر حضور وہ نہایت ساحر زبردست ہی جام بادۂ نخوت سے مست ہی اپنی نگہبانی کی تدبیر کر چکا تھا بچ گیا غصۂ مجھبیر اُتارا ایک جادوگر کو مار کر عمرو قریب صبح نکل گیا صمصام بدحواس ہو رہا ہی دیکھیے میدان کارزار مین کیا ہوتا ہی حضور الگ سے چلکر تماشائے جنگ ملاحظہ کرین مگر میری رائے یہ ہی کہ حضور دخل نہ دین حیرت نے کہا پہلوے بارگاہ مین ٹیکرا ہی تخت بچھانے کا اُسی جگہ حکم دیا ہی اگر بران کو اُسنے مارا تو مہرخ و بہار وغیرہ جان دینے کا قصد کرینگی مجکو واجب ہوگا کہ صمصام کو بچاؤن اور اگر کوئی اور صورت ہوئی تو مین سیر دیکھکر پلٹ آؤنگی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کیا کہ صمصام در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ بلاؤ پردہ بارگاہ کا اُٹھا صمصام سامنے آیا چوبدار نے مجرا کرایا ملکہ نے دنگل کی جانب اشارہ کیا صمصام دنگل پر بیٹھا ملکہ حیرت کچھ پوچھنے نپائین خود ہی صمصام نے عرض کیا حضور نے شب کا حال سُنا ملکہ حیرت نے کہا ہان ایسے واقعات تو اکثر

گذرتے رہتے ہین مرنیوالے مرتے رہتے ہین خداوند سامری نے عیارون کو خون ساحران معاف کردیا ہی خداوند لقا نے عمرو کو جلاد ساحران بنایا ہی بھلا پھر کون اُسکو مارسکتا ہی صمصام نے عرض کی کہ لشکر غلام کا میدان کارزار مین جاچکا ہی مین واسطے تسلیم کے حاضر ہوا تھا سرفراز ہوچکا اب رخصت ہوتا ہون مگر اُمیدوار ہون کہ جان نثار کی سرفروشی کو آپ بھی ملاحظہ فرمائین کہ زیادہ تقویت ہوگی ملکہ نے جواب دیا تمکو سامری جمشید کے سپرد کیا ملاحظہ کرنا کیسا ہین آکر شریک جنگ ہوتی ہون صمصام نے عرض کیا نہین حضور دورہی سے جرأت وجانبازی اس نیازمند کی دیکھیے مین سب کے سحر کے جواب دونگا کسی سے نہ رکونگا حیرت تو جاکر اُسی ٹیکرے پر ٹھہری تخت بچھا اُسپر جلوہ فرما ہوئی گرد ڈنگل میسر و کرسیان آراستہ ہوئین اُسپر شاہان دربند طلسم اور شاہزادیان اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئین ہرچند کہ حیرت جادو نے حکم دیا تھا کہ ہمارا لشکر تیار رہے اُسپر بھی ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ٹیکرے کے نیچے صف باندھکر ٹھہرے ہوے ہین ملکہ حیرت نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ صمصام تین لاکھ ساحران غدار لیکر میدان کارزار مین ٹھہرا ہی آمد لشکر مسلمانان کا انتظار کررہا ہی اُدھر لشکر اسلام مین سویرے سے ملکہ مہرخ سحرچشم تخت زرین پر سوار ہوکر برآمد ہوئین اول ملکہ بہار جادو نے آکر سلام کیا بعد اُنکے ملکہ نافرمان جادو و ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ہلال سحرافگن و رعد و برق و ملکہ برق لامع و شکیل جادو و خورشید زرین سحر و ملکہ گلزار چشم وغیرہ نے آکر سلام کیا چہار طرف سے تخت کو گھیر لیا ملکہ مہرخ سحرچشم کا لشکر جلوخانہ سے چند قدم آگے بڑھا ہی کہ دیکھا آمد آمد لشکر ملکہ بران شمشیرزن کی ہوئی ایک ہنس پر ملکہ بران شمشیرزن سوار ایک سمت تمام سرداران لشکر شاہ شہریار زادیان طاؤس ہاے زرین بال پر بصد شوکت باقی تمام لشکر پشت پر علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے ملکہ مہرخ نے آمد بران دیکھکر تخت بڑھایا ملکہ بران نے فقط ملکہ مہرخ کو سلام کیا اور کسی کی جانب متوجہ نہوئین ملکہ بہار وغیرہ کو اسکا ملال ہوا آپسمین ایک نے دوسری سے کہا کہ صاحبزادی کو بڑا غرور ہوگیا ہی ایک نے کہا آج اور یہی خیال ہی اُنکے قلب پر ہجوم غم وملال ہی پرسش اور غیر پرسش کی شکایت کیا خدا اُنکی جان بچائے گلہ شکوہ کر لینگے غرض اس کر و فر سے لشکر اسلام جانب میدان کارزار بصد شوکت وحشمت چلا یہان صمصام میدان کارزار مین مع لشکر آچکا ہی اپنے لشکر سے بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی دیکھ رہا ہی کہ لکہ ہاے ابر سرخ

وسبز و زرد ظاہر ہوے زیر ابر قلب فوج مین تخت ملکہ مہرخ کا مثل دل کے اور پہلوے تخت سے
لپٹین پھولون کی آرہی ہین ملکہ بہار جادو طاؤس زرین بال پر سوار بدھیان پھولون کی گلے مین
آڑی ترچھی پڑی ہین چھپکا موتیون کا سر پر آراستہ صاف ثابت ہوتا ہی شب تیرہ و تار مین عقد ثریا
کا ظہور ہی زلف شب دیجور چہرہ نور اعلی نور قامت سرو باغ خوبی دہن تنگ غنچہ گلشن محبوبی پشت پر
ساٹھ ہزار کنیزان دُر در گوش مرصع پوش دف و دائرہ ہاتھ مین سحریات بات مین پچکاریان لیے ہوے
مست مے حسن و جمال اٹھکھیلیون کی چال کبک خوش رفتار اگر سامنے آئے رفتار دیکھکر ٹھوکرین
کھائے اس شوکت و شان سے آمد ملکہ بہار جادو ہوئی کہ صحراے خارستان پُر بہار ہو گیا درختون مین
جو پتے زرد تھے اُنپر زمرد کا دھوکا تھا جس راہ سے سواری ملکہ بہار کی نکلتی تھی شاخین نخل کی ہاتھ
بڑھاتی تھین کہ دم بھر یہ گل رعنا ہمارے سایہ مین ٹھہرے ہمکو بھی شرف حاصل ہو درخت چاہتا ہی کہ مین
بھی ساتھ ساتھ سوار یکے نہال ہون بیت سرو در باغ بہ یکپاے ستادست نگر ؛ برکاب تو دو دگر
بود ش پاے دگر ؛ اور جملہ سردار اسی آن بان سے شوکت و شان سے اپنے اپنے لشکر کو ساتھ لیے ہوے
پرے جمے ہوے سواری مثل باد بہاری کے آتی ہی ایک سمت سے لشکر ملکہ بران بڑے زور و شور سے نمایان
ہوا ہی مگر صرصر شمشیر زن ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوے خاص چہرۂ ملکہ بران پر نگاہ ڈال رہی ہی بخوبی دیکھ
بھال کر خدمت ملکہ حیرت جادو مین دوڑی ہوئی آئی مگر پسینے پسینے ملکہ حیرت سے عرض کیا مین کچھ عرض
کیا چاہتی ہون حیرت نے کہا صرصر کہہ تو کیا ہنستی ہوئی آئی کیا دیکھا کیا سُنا صرصر نے کہا واری اس
وقت مین نے بہ نگاہ غور ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا کیا عرض کرون منہ سے نہین نکلتا ہی چہرہ انتہا کا
متغیر ہی رخ آفتاب مثال پر زردی سراسر ہی ایک شب مین یہ کیفیت ہو گئی کیسی صورت ہو گئی دوسرے
یہ احتمال ہی بڑا کنیز کو اس امر کا خیال ہی اسقدر آج بران شرمائی ہوئی ہی کہ سر نہین اُٹھاتی اپنے ساتھ
والون سے آنکھ نہین ملاتی مجھکو تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ عمرو نے کچھ عیاری کر کے بران کو میدان مین
بھیجا ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی تغیر کا تو یہ جواب ہی کہ اپنی جان کے ڈر سے بیتاب ہی دم
بھر کے رنج و ملال مین جسم کا خون خشک ہوتا ہی جان کے واسطے آدمی سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہی دیکھ جب سے
یہ لڑائی شروع ہوئی میرا کیا حال ہو گیا ہماری یہی صورت تھی دست و پا کی یہی کیفیت تھی واے بر حال
بران خوف جان دوسری بات کا جواب یہ ہی کہ عمرو کو ایسی عیاری کی کیا ضرورت تھی وہ تو خود عیار ہی آمیہم

عیاری کی فکر ہی تیرے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ عمرو نے بران کو بدل لیا ہی تو ہی رات کو خبر لائی
تھی کہ بران سے عمرو نے اتنا کہا تھا کہ چلی جاؤ میدان کارزار مین نہ آؤ بران اپنا گلا کاٹے ڈالتی تھی اور
نہ کہ بران یہ قبول کرتی کہ میرے بدلے میدان مین اور کوئی جائے یہ صرصر تمھاری عقل کی حماقت ہی صرصر یہ
سنکے خاموش ہوگئی مگر دونون لشکر بصد کر و فر اس زور و شور سے میدان مین آئے کہ طبقے زمین کے تھرائے دونون
دریاے لشکر موج مارتے ہوے میدان رزم مین پہونچے شورش بحر زخار سپاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینۂ حیات
سبکا گرداب فنا مین مبتلا اب جا بجا باجے بج رہے ہین صفوف میدان قتال و جدال مین آراستہ ہونے لگین
میسرہ میمنہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ جانبین سے درست ہوئین دونون سمت ساحران غدار کاروبار میدان
کارزار مین مصروف ہین ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا کہ آسمان سے تیر برسنے لگے جو جوکہ نخل حائل نظر تھے کاٹ کر
گرا دیے دوسرے نے سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو ہوا اڑا کر لیگئی ایک دریا دل
نے بڑھکر روئی کے گالے ہاتھ پر رکھ کر اڑائے لکہ ابر پیدا ہوا ابر برستا ہوا نکل گیا اسطرح میدان چشم زدن مین آراستہ
ہوا نقیبان بلند آواز نے اگر آوازین لگائین کہان ہی دمامہ جادو کہان ہی ساحر ششمش بدخو سامری و جمشید
کیا ہوے ایک چشم زدن مین بڑے بڑے سرکش فنا ہوے دنیا مقام عبرت ہی مثل طائر عنقا معدوم عشرت ہی

شعر۔ اجل لگاے ہوے گھات ہر کسی پر ہی ٭ بہوش باش کہ عالم روا روی پر ہی ٭ نظم

ہان ولا کر نظر بدیدۂ غور ۔ دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور ۔ بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
نہین دنیا مقام آسایش ۔ کوئی بزم طرب کا بانی ہی ۔ کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی
کہین چوتھی ہی اور چالا ہی ۔ کہین افضال حق تعالی ہی ۔ ہی کہین شادی حنا بندان
اور کہین شور مرگ فرزندان ۔ ہی یہ دنیاے دون کا سر رشتہ ۔ نوش اسکا ہی نیش آغشتہ

بیت۔ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ٭ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ٭ بڑے بڑے نامی و گرامی قبر تاریک
و تنگ مین سوتے ہین انکے حالات نیک و بد نہین معلوم ہوتے ہین تخت شاہی بوریاے فقر بعد مرگ کسی کے
ساتھ نجائیگا الانام مردان عالم صفحۂ میدان جہان مین ہمیشہ باقی رہیگا اے مردان شیر دل و اے رستمان تہور شعار و
اے دلیران میدان کارزار عرصۂ زیست کا بہت تنگ ہی یہ وقت نام و ننگ ہی ایسے کلمات عبرت خیز و اشعار حیرت انگیز
زبانپر جاری کیے سرداران ملکہ بران شمشیر زن کے دل غم سے بھرے ہوے ہین آنکھونسے سب کے اشک حسرت
جاری ہوئے نمونہ ناپائداری عالم آنکھونکے نیچے پھر گیا ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ میدان کارزار مین جائیے لڑ بھڑ کر مر جائیے

لشکر دشمن کو جرأت دکھائیے زندگی چند نفس ہی طائر روح کو یہ جسم خاکی مثل قفس ہی نامور دلاوران اول صمصام نکو نام نے کرگدن سحر اپنا صف لشکر سے نکالا سامنے ملکہ حیرت جادو کے آیا کرگدن سے کود پڑا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا ای صمصام کیا جلدی ہی ہمارے سب سردار آمادۂ حرب ہین سالہا سال سے ان لوگون سے لڑ رہے ہین معرکے پڑ رہے ہین تم تو ہمارے مہمان ہو تامل کرو اول طریقۂ جنگ دیکھو صمصام نے عرض کیا کہ غلام ہی کی بگڑی الجھی ہی اب تاب صبر و ضبط باقی نہین ہی غلام بیقرار ہی بس آج ہی خاتمہ کرتا ہون ملکہ حیرت نے اشارہ کیا ایک جادوگر نے لاکر جام شراب صمصام کو دیا کہا ای ساحر (ی) وقت جمشید عہد یہ جام شراب جرأت ہی سمجھکر مینا صمصام نے اُسکے ہاتھ سے ہنسکر لے لیا ملکہ حیرت جادو نے کہا جا خداوند لقا کے سپرد کیا صمصام بدانجام مثل غول صحرائی کرگدن کو اُڑاتا ہوا نیرنگ سحر دکھاتا ہوا میدان کارزار مین آیا واضح رائے ناظرین ہو کہ خنجر بار جادو صمصام بیحیا کا رفیق قدیم ہی صلاح کار و ندیم ہی ساحر بھی زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی انتہا کا مکار و غدار ہی صمصام کو اسپر بڑا اعتبار ہی اسکو بعہدۂ سپہ سالاری لشکر مین چھوڑ آیا ہی سمجھا دیا ہی کہ جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اُسوقت تم میرے قریب رہنا جن اشیائے سحر کی ضرورت ہو مجھین ہم تک پہونچانا دیکھو رہ نہ جانا خنجر بار جادو نے اس سے کہدیا ہی کہ اس خیر خواہ کو ہر وقت اپنی پشت پر پائیے گا لڑائی مین نہ گھبرائیے گا الغرض صمصام میدان کارزار مین پہونچا نعرہ کیا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور مین تو بی ملکہ بران صاحبہ سے جنگ کا طالب ہون ملکہ بران شمشیر زن نے یہ سنتے ہی تخت سے اُترنے کا ارادہ کیا تھا ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ دیکھا پکار کر آواز دی صاحبو غضب ہوا آپ صاحبون مین سے کوئی صاحب جلد جائین اس بیحیا کو جواب دین مقابلہ کرین ملکہ مہرخ کے منہ سے یہ پورا کلمہ نہ نکلا تھا کہ شکیل جادو فرزند ارجمند ملکہ مہرخ سحر چشم کا پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے استادہ تھا فورًا پایۂ تخت کو بوسہ دیکر سامنے آیا عرض کی ای مادر مہربان اجازت میدان ملکہ نے بہ تعجیل فرمایا بسم اللہ شکیل نے فورًا مرکب اُڑا دیا وہان ملکہ ہمارے تاجدار وغیرہ نے ملکہ بران کو روکا اور کہا حضور تامل فرمائین وہ دیکھیے شکیل جادو مقابلے مین صمصام کے جا پہونچا ایک سے دو نہین مقابلہ کرتے ہین ملکہ خاموش ہوکر ٹھہر گئین یہان صرصر نے ملکہ حیرت جادو سے کہا واری یہ معاملہ بھی حضور نے ملاحظہ فرمایا اُسنے نام بران شمشیر زن کا لیکر پکارا عوض مین اُنکے شکیل جادو مقابلے پر آیا اب تو لونڈیکا

قول کرسی نشین ہوا ملکہ بُران شمشیر زن شعلۂ جوالہ ہی وہ اس امر کو کب جائز رکھتی ہرگز شکیل جادو کو مقابلہ
صمصام مین نہ جانے دیتی ملکہ حیرت جادو نے کہا آج تجھے صبح سے یہی خیال ہی تیرے دماغ مین
خلل ہو گیا ہی آج قانون اور قاعدے کا کیا ذکر ہی سب کو ملکہ بُران کے جان بچانیکی فکر ہی صرصر خاموش
ہو گئی یہان شکیل جادو قریب صمصام پہونچا تھا کہ اُس ملعون نے اپنے کرگدن سحر کے سر پر ایک سونٹا
یا سامری کہکے مارا کرگدن کے مُنھ سے ایک شعلۂ کلان نکلا شکیل کے سر پر آکر چمکا قریب تھا کہ خرمن
ہستی شکیل جادو کو جلائے شکیل نے کچھ پڑھ کے دستک دی شعلہ سر سے ہٹا مگر سر پر ہر کب کے گرا
مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا ہر عضو تن سے شعلہ نکلنے لگا شکیل جادو کود پڑا کچھ پڑھکر ہاتھ ملایا برق
چمکی صمصام کے کرگدن کا سر اُڑ گیا بقہر و غضب صمصام زمین پر آیا کارد سحر جھولی سے نکال کے
پھینک ماری ہر چند شکیل نے روکا نہ رُکی شانے کو توڑ کر پار نکل گئی شکیل غش کھا کر زمین پر گرا صمصام
نے چاہا سر کاٹ لون خورشید زرین سحر کو تاب نہ آئی چمک کر صمصام پر جا پڑا اطلازمان شکیل جادو
بہ اشارہ ملکہ مہرخ سحر چشم شکیل کو اُٹھالائے خورشید زرین سحر سے مقابلہ ہونے لگا دونون کے سحر سے
شعلے بھڑکے آگ برسی زمین تپنے لگی عرصۂ دراز تک اسی طرح آپسمین سحر ہوتے رہے واضح رہے کہ
صمصام کے پہلو مین دو نیچے حمائل ہین ایک خاص قتل بران کا اور دوسرا واسطے ہر ساحر کے آخر
غصے مین آکر صمصام نے نیچہ کمر سے کھینچا خورشید پر مارا ہر چند کہ خورشید نے سپر سحر کو سر پر روکا مگر سپر
کٹی خود کو کاٹ کر نیچہ تا ابرو پہونچا خورشید نے رو سحر کر کے نیچہ تو سر سے نکالا مگر صدمۂ زخم سے غش کھا کر
زمین پر گرا صمصام نے قصد کیا قتل کرون ملکہ بہار جادو کو تاب نہ آئی وہین سے نعرہ کیا کہ او
خار صحرا اے مذلت ہاتھ نہ اُٹھانا اپنی بغاوت نہ دکھانا منم ملکہ بہار جادو یون تڑپ کر میدان مین آئی کہ
برق جہندہ شرمائی نور جمال ملکہ بہار جادو سے آنکھون مین صمصام کے چکا چوند آئی جبتک یہ بچیا
سنبھلے ملکہ بہار گلعذار نے گلدستۂ سحر مارا بلند ہو کر گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوائے سرد آئی
غنچے چٹک کر گل ہونے لگے درختون مین جو زرد زرد پتے تھے سر سبز و شاداب ہوئے عندلیبان خوشنوا
گل عارض ملکہ بہار جادو دیکھکر بیتاب ہوئین زمزمہ سرائی کرنے لگین دم محبت کا بھرنے لگین آوازین
آنے لگین شعر ای جنون دیکھو بیابان مین سواری تیار + اندنون چلنے کو ہو باد بہاری تیار ہ ایک بلبل
خوش نغمہ نے پھول کر پر کھولے یہ اشعار آبدار مصنف پڑھنا شروع کیے غزل

ہی شوق ماہرو کو ہمارے ستار کا
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
صیاد اب تو چھوڑ دے بلبل کو قید سے
کھاتا ہی پیچ و تاب بگولہ غبار کا
دلکی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر
تار شعاع مہر نمونہ ہی تار کا
زاہد سُنا حساب نہ روز شمار کا
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
دل سے حضور کے نہین جاتی ہین کدورتین
ادنی نمونہ ہی یہ مرے اضطرار کا
ساقی پلادے جام مے خوشگوار کا
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
برگشتہ قسمتونکی نہین خاک کو بھی چین
اس آئنہ مین زنگ ہی میرے غبار کا

سب نے دیکھا کہ چہار جانب سے ابر تنک اُٹھے موسم بہار کی کیفیت نمایان ہوئی بوندیان ہلکی ہلکی پڑنے لگین گویا عطر بہار کا زمین پر چھڑکاؤ ہوا ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور تھا کیفیت موسم بہار مین نوجوانان چمن کو سرور تھا صبا نشہ بادۂ خوشگوار مسرت سے لڑکھڑاتی تھی ہر مینا شجر سے سر ٹکراتی تھی دیدۂ نرگس شوق جمال بہار مین وا کثرت گلہاے زنگار رنگ سے دامن صحرا پُر بہار ہوا عطر بار محبت بہار مین دل لالہ داغدار سوسن صد زبان اُس گلشن بیخزان کی ثنا خوان صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش اس جوش بہار کو دیکھکر حیران و پریشان چاہتا ہی کہ پھول اُٹھا کر سونگھے بازو پر سنہرہ پتلا بندھا تھا وہ بڑھکر پکارا اُٹھا ای شہنشاہ ہوشیار رہنا پھول نہ سونگھنا یہ تمھارے واسطے خار مذلت ہی دیکھو پچھتاؤ گے دھوکا اُٹھاؤ گے دام موج بوے گل مین پھنس جاؤ گے صیاد درپی دل آزاری ہی سونگھنے مین موجب ذلت و خواری ہی یہ جو پتلے نے پکار کر کہا صمصام نے پھول ہاتھ سے پھینکے ہوش آیا قلب تھرایا جلد جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ترنج سبز نکالا کچھ اسماے سحر پڑھکر اُچھالا زمین پر ایک دو ہتڑ مارا ترنج آسمان پر جاکے غائب ہوا یکایک ایک ہواے گرم چلی دھوپ نے وہ تیزی دکھائی ہر شخص کی گرمی سے جان لبون پر آئی وہ دشت کرۂ آتش معلوم ہوتا تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب آیا ہی چشمون کا پانی کھولنے لگا مچھلیان بیتاب تھین سیخ موج پر کباب تھین خشکی لب ساحل پر موجین بیقرار و مضطر خیمہ حباب جلنے لگا ہر گرداب تنور شعلہ فشان بن گیا پھول کمھلانے لگے طفل غنچے کو حرارت سے غش آنے لگے نخل پتون سے کف افسوس ملنے لگے پھل تلوارون کے مثل شمع کافوری جلنے لگے بلبلون نے نغمہ سرائی موقوف کی سکوت کا جوش مثل تصویر خاموش ابھی موسم بہار تھا چشم زدنین باغ سحر بہار پر خزان آئی سرسبز و شاداب درختون پر زردی چھائی باغبان بدعت فلک کو اس باغ بہار کو مٹاتے شرم نہ آئی ہمیشہ سے یہی گردش لیل و نہار ہی کبھی خزان اور کبھی بہار ہی ملکہ بہار جادو نے جو اس تابش اور حرارت

کو دکھا چھوگل سا کھلا گیا چاہا دوسرا سحر کرے صمصام نے نعرہ کیا ای بہار ہوشیار ہو مین تیرے سحر کو مٹا چکا اب کب زندہ چھوڑتا ہون یہ کہکر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا ملکہ بہار جادو پر آگ برسنے لگی ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ آفت دیکھی سمجھین شاید ملکہ بہار جادو سحر صمصام مین مبتلا ہوئین فوراً یہ کہکے تخت بڑھایا کہ مین جاکر باران سحر برساؤن ملکہ بہار گلعذار کو بچاؤن ملکہ مہرخ سحر چشم کے تخت بڑھاتے ہی ہمراہ رکاب ملکہ مہرخ بہت سے ساحر بڑھے یہ کہتے ہوئے کہ اپنے مالک کو تنہا نہ جانے دینگے صمصام نگہ امام کو گھیر کے مارنے لگے

ابیات مصنف

یہ دیکھا جو صمصام نے شور و شر
ہوئی جنگ مغلوبہ مدّ نظر
دیا فوج کو حکم باصد غضب
کرو حملہ دشمن کے لشکر پہ اب
نہ دیکھو ذرا بھی بد و نیک کو
کرو قتل میدان مین ایک ایک کو
یہ سنتے ہی لشکر بصد کر و فر
سوے فوج مہرخ ہوا حملہ ور
ادھر سے بھی فوراً سپاہ گران
بڑھی سحر بیکار با عظم و شان
دو دریاے لشکر ہوے موجزن
چھپا گرد سے روے چرخ کہن
ملے صورت ابر باہم گر
ہوئی بارش سحر پھر سر بسر
دکھانے لگا کوئی نیرنگیان
کسی نے کسی کو کیا بے نشان
کوئی خون منھ سے اگلنے لگا
کوئی صورت شمع جلنے لگا
کسی نے کسی پر کیا یہ فسون
لگا تنکے چننے ہوا یہ جنون
کوئی بزدلا تھا کوئی منچلا
کوئی زخمی ناوک سحر تھا
کسی نے کسی کا کیا سر جدا
ہوا قید ہستی سے کوئی رہا
لگا یا کسی نے کسی پہ تبر
گرا ہوکے زخمی کوئی خاک پر
کوئی سحر آتش مین مسحور تھا
کوئی سحر پر اپنے مغرور تھا
ہزارون تڑپتے سر خاک پر
پدر کو نہ بیٹے کی تھی کچھ خبر
وہ غوغا پس مرگ جادوگران
وہ بیرون کی مقتل مین آہ و فغان
وہ چلنا ترنج اور نارنج کا
وہ ہونا فزون صدمہ و رنج کا
کوئی کہہ رہا تھا کہ یا سامری
کرو آنکے اسدم مری یاوری
کوئی کہہ رہا تھا کہ آؤ لقا
مجھے دشمنون سے بچاؤ لقا
کوئی بہر پیکار استادہ تھا
کوئی بھاگ جانے پہ آمادہ تھا
ہوا ایسا میدان مین کشت و خون
مفصل بیان ای قمر کیا کرون

یہ دونون لشکر مثل آب و شور شیرین و مانند نور ظلمت آپسمین مل گئے ہنگامہ سحر برپا ہوا اگر بہار گلعذار نے اپنے تئین ایک حشم زدنمین سحر آتش سے رہا کیا اسقدر باران سحر برسایا کہ کئی ہزار ملازمان صمصام جوش مین آب نایاب سحر کے ڈوب گئے راہ سے تری کے نار سقر مین پہونچے

ملکہ ہمائے تاجدار افسر لشکر بُرّان نامدار مع فوج ظفر موج لشکر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش پر جا پڑین ایک جانب سے ملکہ مجلس جادو ایک جانب سے ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی ملکہ بُرّان نے بھی اپنا ہمنس سب کے عقب مین بڑھایا کسی نے ترنج کسی نے نارنج کسی نے گچھا پیکان کا کسی نے گولہ آہن کا سحر پڑھکر پھینکا تب ملکہ بُرّان شمشیرزن نے بھی سیکے آخر مین کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر لشکر صمصام پر پھینکے ملکہ حیرت جادو نے اُدھر اپنے افسران فوج کو حکم دیا ہی کہ صمصام کی جا کر مدد کرو لشکر مہرخ کو گھیر لو مین بھی آتی ہون یہ کہکر اشیائے سحر ذات پر آراستہ کرنے لگی اُسوقت تک صرصر شمشیرزن قریب ملکہ حیرت جادو کے حاضر ہی چونکہ بلندی پر ہی صرصر لڑائی کو نظر غور سے دیکھ رہی ہی جب ملکہ بران شمشیرزن کو اس طرح لڑتے دیکھا ملکہ حیرت سے کہا اب حضور نے ملاحظہ کیا مجکو تو بخوبی یقین ہو گیا کہ یہ ملکہ بُران شمشیرزن نہین ہی ساربان زادے نے کسی اور کو بران بنا کر بھیجا ہی بران کی لڑائی کا یہی طور ہی آپکے لشکر سے ایسا کب لڑی ہی اگر شہنشاہ افراسیاب پر جا پڑی ہی آج تو مردے کی شکل ہی کسی ایسے ویسے پر اُسکا سحر کام کرتا ہی ملکہ حیرت نے جواب دیا مجکو بھی بڑی ہی بخوف جان یہ حال ہی اُسکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اُسکے سردار اُسکو بڑھنے نہین دیتے منھ پر کسی ساحر زبردست کے چڑھنے نہین دیتے صرصر تو چپ ہوئی ملکہ حیرت جادو طاؤس زرین بال پر سوار ہو کے جا پڑی جاتے ہی ایک گولہ اُٹھایا سحر پڑھکر فوج ملکہ مہرخ سحر چشم پر مارا کئی سو کے سر پھٹ گئے پلٹ کر ملکہ بہار جادو نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت آئی یہ کیسا دنتا تا ہوا کہ دل ساحرون کا کانپ گیا بغور جو دیکھا تو حیرت جادو کے سحر نے تہلکہ ڈالدیا ہی جس غول پر گرتی ہی پراگندہ کر کے ہٹتی ہی بس بہار جادو نے بڑھکر آواز دی دیکھو بوا ہٹ جاؤ شامت نہ آجائے یہ تو ہم جانتے ہین کہ تو بادشاہ کی جورو ہی خصم نے تیرے سب کچھ سکھا دیا ہی یہان بھی کوئی موم کا نہین ہی ملکہ حیرت نے جواب دیا ای بہار تیری قضا میرے ہی ہاتھ سے ہی اتنا فقط پاس ہی کہ برادری والے کہینگے بہن کو بہن نے مار ڈالا اور خیال اسکا بھی آجاتا ہی کہ ہم نے اور تو نے ایک پیٹ مین پاؤن پھیلائے ہین ایک مان کا دودھ پیا ہی کیا دنیا کا خون سفید ہوا ہی کہ چھوٹی ہو کر بڑون کے منھ چڑھتی ہی چل ہٹ سامنے سے آج مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ملکہ حیرت نے ایک نارنج اُٹھا کر مارا کہ دس بارہ کنیزان بہار کے سر پھٹ گئے لڑکھڑا کر گرین سیار گلشن جنان ہوئین غصے سے رنگ روئے ملکہ بہار متغیر ہوا

چہرہ مثل گلاب کے پھول کے سُرخ ہو گیا فوراً گلدستہ اُٹھا کر مارا اور کہا ای ہمشیرہ صاحبہ بچنا الامر فوق الادب جب تک ملکہ حیرت جادو سنبھلے گلدستہ قریب سر ملکہ حیرت جادو شق ہوا ہوا سے سحر چلی ملکہ حیرت جھوم گئی ایک پھول سر پر طاؤس کے پر امثل طاؤس آتشبازی کے جلنے لگا ملکہ حیرت طاؤس سے کود ی جھولی سے شیشہ آب دمیدہ سحر نکالکر اپنے مُنھ پر چھیٹا دیا سحر بہار کا دفع ہو گیا مگر سَو دو سَو جادوگر ملکہ حیرت جادو کے گریبان پھاڑ کر دیوانے ہوئے ملکہ بہار نے ابرو سے اشارہ کیا اشعار عشق آمیز پڑھکر اپنے گلے کاٹ ڈالے ملکہ حیرت نے غصے مین چاہا کہ ملکہ بہار گلعذار پر جا پڑے بیچ مین ہلال سحر افگن لشکر لیکر آ گئی خوب اُس مقام پر سحر ہوئے ملکہ حیرت سب کو جواب دیتی جاتی تھی ہر طرف شور قیامت برپا ہی سحر ہر ایک کا چل رہا ہی ہر نخل آتش سحر سے جل رہا ہی لیکن صمصام بد انجام غرق دریاے سحر جوش مین گھرا ہوا لڑ رہا ہی جس غول پر جا پڑا کسی پر گولا کسی پر ترنج مار دیا اتنا بڑا زبردست ہی کہ اگر کوئی جادوگر منچلا لڑتا بھڑتا صمصام نکہرام پر جا پڑا اور صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش پر ہاتھ تلوار کا مارا اُس بیحیا نے کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالدیا تیغہ چھینکر پھینکا کمر مین ہاتھ ڈالکر یا سامری کہکے زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا ہزارہا ساحران نامی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے بہت مارے گئے مثل فیل مست پامال کرتا ہوا جاتا ہی خنجر بار جادو اسکا رفیق قدیم ہی داد مردی و مردانگی کی دے رہا ہی ہر غول مین بڑھکر لڑتا ہی جب صمصام آواز دیتا ہی ای رفیق من و ای صف شکن ای خنجر بار جادو اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ یہ بیحیا حاضر کہکے غول سے نکلتا ہی قریب صمصام آجاتا ہی جو شی صمصام مانگتا ہی یہ دے دیتا ہی مثل ماش کے دانے ترنج یا نارنج وغیرہ ہر شی اسباب سحر سے اپنے پاس موجود رکھتا ہی صمصام آفرین کہکے پھر لڑنے لگتا ہی ملکہ مجلس جادو واسطے ملکہ بُران شمشیر زن کے سینہ سپر ہی بلوے مین ملکہ بُران کو جانے نہین دیتی ہی ہر بلا کو اپنے سر پر لیتی ہی اب جو دو لشکرون مین قیامت کے سحر ہونے لگے کہ حیرت جادو بھی شریک ہی کئی لاکھ جادوگرون کا کھیت جانبین مین ہو چکا ہی صمصام نے آگ برسائی ہی کیسے روکے نہین رُکتا ہی جسنے ٹوکا اسپر جا پڑا کہنی سے بیحیا کی خون ٹپک رہا ہی لخلخے خون کے تلوار پر جمے ہین چہرہ سیہ کار کا غصے سے سُرخ ہی دیو خصال مریخ مثال فوج ملکہ مہرخ سحر چشم کو پامال کر رہا ہی کسی کو آتش سحر سے جلایا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا اس جوش و خروش مین بیحیا لڑ رہا ہی چاہتا

ہی ملکہ بران شمشیر زن پر جا پڑون دختر کوکب سے دل کھولکر لڑون ہر سردار سینے کو سپر کرتا ہی دم محبت
کا ملکہ بران کی بھرتا ہی صمصام بد انجام فوج کو آواز دے رہا ہی ہان یار و جانبازی کرو ایک ایک کو
خلعت و جاگیر سے سرفراز کرونگا تمھاری جرأت پر ناز کرونگا افراسیاب ایسا قدردان ملا ہی جوہر
شناس نیک اساس خود صاحب شمشیر و سپر ہی آفتاب اقبال اُسکا اوج پر ہی طلسم نور افشان کے
تباہ کرنے کی کوشش مین ہی کوکب روشنضمیر کا ستارہ گردش مین ہی ایسے کلمات مہملات جو اسکی
زبان سے نکلے اور نمک خواران ملکہ بران نے سنے ایک ایک کو غیظ آیا دریاے جرأت نے
جوش مارا بہرام سرفروش ملکہ بران شمشیر زن مین سے ہی صاحب لیاقت شیر بیشۂ جرأت تیغہ سپر
کھینچکر صمصام پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا شعر زبان در کش و تیغ کش از غلاف ☆ کہ جاے
سخن نیست دشتِ مصاف ☆ یہ میدان کارزار ہی بیہودہ بکنا بیکار ہی افراسیاب تیرا بڑا قدردان
باپ دادا نے تیرے خوان نعمت شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے پرورش پائی او نمک حرام بد انجام
تونے یہ کیا خوب خیر خواہی دکھائی ایسے کلمات کہتے ہوئے شرم نہ آئی یہ جو نعرہ شیرانہ بہرام سرفروش نے
کیا صمصام غصے مین جا پڑا بہرام نے گولہ مارا یہ مردود تو بلاے روزگار ہی اپنی چھنگلیا تراش کر
گولے پر خون مارا کہا اپنا بھوگ لے دشمن کو شکست دے وہ گولہ اُلٹا پلٹا مثل شعلۂ جوالہ کے گویا توپ
کے مُنہ سے نکلا بہرام نے ہر چند رد سحر پڑھا مگر وہ گولہ نہ رکا سر پر اُس خیر خواہ کے ایسا پڑا کہ وہ
شیر دل جان بحق تسلیم ہوا یہ معاملہ جو ملکہ مجلس جادو نے دیکھا کہ ایسا سردار نامی مارا گیا پنجہ گلی لے کر
صمصام پر برس پڑی کئی ہاتھ مارے پنجے سے ہر مرتبہ شعلے نکلتے تھے صمصام تو اپنے تئین بچاتا تھا
جادوگر صمصام کے قریب جو تھے کئی سو جلے بیدم ہوئے رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوے
صمصام نے ایک ماش کا دانہ سحر پڑھکے پنجہ گلی پر مجلس کے مارا پنجہ مجلس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ملکہ
مجلس نے جھولی مین ہاتھ ڈالا چاہا دوسرا پنجہ نکالون صمصام نے بہ تعجیل تمام پنجہ سحر یا سامری یا جمشید
کہکے سر پر ملکہ مجلس کے مارا مجلس نے سپر سحر کی پناہ لی مگر سپر ایسی جلدی کٹی گویا وصل کی شب
تھی سپر کو کاٹ کر پنجہ سر پر ٹھہرا سر اسکا زخمی ہوا ملکہ مجلس دریاے خون مین نہا گئی غش آنے لگا
دل ضعف سے تھرانے لگا صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش نے چاہا مجلس جادو کا
سر کاٹ لون ہماے تاجدار بیچ مین جا پڑی للکارا او نمکحرام کیا کرتا ہی یہ کہکر کچھ ماش کے دانے مارے

اُس مقام پر اندھیرا ہوگیا اُسی تاریکی مین ملکہ مجلس جادو کو ہٹا لیا صمصام نے اندھیرے کو مشعل سحر جلا کر دفع کیا اُستادان سخنور نے بیان کیا ہی کہ بعد زخمی ہونے مجلس کے اس زور و شور سے تلوار چلی کہ گاو زمین کانپتی تھی وہ قیامت کے سحر ہوئے کہ اندھیرا چھا گیا کبھی آگ برسی کبھی لکۂ ابر سیاہ چھا گیا کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑکتے تھے رعد کی گرج برق کی چمک کمانون کی کڑک عقاب طیر اُڑتے پھرتے تھے سر زمین پر کٹ کٹ کر گرتے تھے کسی کا سینہ تیرون سے غربال ہوا کوئی زیر سم اسپان پائمال ہوا تمام دشت خون سے لال ہوا صمصام بد انجام نے اُسوقت ایک روئی کا گالا جھولی سے نکالا سحر پڑھکر اُسپر کچھ پانی ڈالا وہ ابر ہو کر بلند ہوکر ایسا اندھیرا چھایا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ شب تیرہ و تار ہی شب فراق عاشق سے مثال دون یا خال چہرۂ زنگی کہون تاریکی پردۂ ظلما سامنے اُس اندھیرے کے مات اُس اندھیرے مین صمصام نے جست کی تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ بُرّان نقلی یا اصلی ایک نخل کے سائے مین ماش کے دانے ترنج نارنج پھینک رہی ہی کہ صمصام اُسی مقام پر پہونچا نعرہ کیا او دختر کوکب کہان جاتی ہی بس بران نے جو سر اُٹھا کر صمصام کو دیکھا قصد ہوا کہ بھاگ جاؤن مگر صمصام کب جانے دیتا ہی ایک دو ہتڑ زمین پر مارا بران لڑکھڑا کے تھم گئی گویا زمین پر مثل نقش کف پا جم گئی ایسی سحر صمصام مین پھنسی کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکی صمصام نے نیمچہ قتل ملکہ بُرّان کمر سے کھینچا مثل برق کے تڑپ کر ابر نیام سے نکلا اتنے عرصے مین سرداران مہرخ و ملکہ بُرّان نے شعلہ چمکا کر اُس تاریکی کو دفع کیا ہی اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا صمصام کو قریب ملکہ بُران پایا بدحواس دوڑے وہان صمصام بالکل قریب تھا بُران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا سینے پر صمصام کے پھینک مارا وہ موتی موم ہو کر زمین پر گر پڑا اپنا فعل قدیم نہ کیا اُدھر صمصام کا نیمچہ چل گیا ملکہ بران شمشیر زن نے تھرا کر سپر سحر کو اُٹھایا نیمچہ تڑپ کے گرا سپر کٹی اُسپر بھی بُرّان نے چاہا کہ سپر کو پھینک کر بھاگون لیکن قدم نہ اُٹھا جنیو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ مع سر قلم ہو کے زمین پر گرا غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری شروع ہونے لگی لاش ملکہ بُرّان کا زمین پر گر کے تڑپا معلوم ہوا ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر گرا ہی صمصام نے تو نعرہ کیا وہ مارا مین نے چراغ طلسم زر افشان گل کر دیا شمع انجمن کوکب کو بجھایا اُس وقت ملازمان کوکب و ملکہ مہرخ نے ایسا شور گریہ و زاری بلند کیا اور گولے ترنج نارنج طرف صمصام کے پھینکے

کہ ہنگامۂ قیامت بپا ہو گیا آواز کسی نے نہ سُنی کہ مرنے پر ملکہ بُرّان شمشیر زن کے کیا صدا آئی دستور ہی کہ جو جادوگر قتل ہوتا ہی پیر اُسی کے نام کی آواز دیتے ہین کہ مارا فلان جادوگر کو اس ہنگامے مین کس کے ہوش درست تھے کہ اس آواز کو سنتا گہ بیرون سے کیا کہا ہر جادوگر بد حواس ہو گیا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی بیت گر پیر نود سالہ بمیرد عجب نیست ؛ این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد ؛ ای آفتاب عالمتاب آسمان کوکب روشنضمیر اسوقت تو غروب ہوا طلسم نور افشان مین اندھیرا ہو گیا جب اُس شہنشاہ عالیجاہ کو خبر ہوگی تیرے غم مین دیوانہ ہو جائیگا خدا اس عمر کا نخل نہ کاٹے کسی مان باپ کے دل کو یہ صدمہ نہ پہونچے کیونکر وہ بہادر صبر کرے گا کیا کہکے دل پر جبر کرے گا غرض یہ روتے ہوئے گریبان چاک چہرہ پر خاک صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش پر جا پڑے اُسکی فوج بھی جانبازی مین مصروف ہی اُدھر ملکہ حیرت جادو نے اپنی فوج کو للکار دیا کہ ارے ہمصصام ایسے خیرخواہ کو دشمنون سے بچاؤ ہر فرد بشر اسوقت جان دینے پر آمادہ ہی صمصام نکہرام کے قتل کرنے کی فکر ہی ہر غول مین یہی ذکر ہی کہ یارو ملکہ بُرّان شمشیر زن قتل ہو گئی اس نکہرام صمصام بد انجام کو بھی زندہ نچھوڑو ہرگز مُنھ اسکے قتل سے نہ موڑو لشکر حیرت جادو کا بڑھا جنگ عظیم واقع ہوئی اسوقت اس قدر سحر و ساحری کا ہنگامہ برپا تھا کہ قدم رکھنا ہر شخص کو دشوار تھا کشمکش فوج سے تل بھر میدان مین جگہ خالی نہ تھی ہر چند صمصام سحر کا سب کے جواب دیتا جاتا ہی مگر بد حواس عالم یاس قتل کرکے بُرّان کو پچھتایا ہی کہ اب میری جان ان سب سے کیونکر بچے گی دل مین خیال کرتا ہی کدھر جاؤن کیونکر اپنی جان بچاؤن اسی تردد و انتشار مین تھا کہ پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی ای شہنشاہ ای شہنشاہ واہ واہ آپکا کیا کہنا رفیق جانباز خنجر بار جادو حاضر ہی مگر اس مقام پر سر ہتیلی پر رکھکر آیا ہون یہ گولے وغیرہ جلد لیجیے صمصام نے جو پلٹ کے دیکھا اپنے دوست صادق محب واثق خنجر بار جادو کو دیکھا کہ بیچ نخل سے لپٹا کھڑا ہی تمام لباس پارہ پارہ پشت و پہلو پر زخم ہین خون کے فوارے جسم سے نکل رہے ہین آتش سحر سے آبلے مُنھ پر پڑے ہین صمصام نے کہا ای دوست جانی واہ کیا کہنا لا اسباب سحر دے خنجر بار جادو نے کچھ گولے کچھ ترنج نارنج جلدی صمصام کو دیے اور گھبرا کر کہا ای شہنشاہ آج آپ کو سامری و جمشید بچائین دشمن سب مارے جائین

جس نیمچے سے ملکہ بُرّان کو قتل کیا ہی جلدی مجھے دے دیجیے خون تو پاک کردون پھر زیب کمر کیجیے
صمصام نے اُس پریشانی مین نیمچہ خنجر بار جادو کو دے دیا اور آپ کسی ساحر پر پلٹ کے
گو بالا بعد قتل کرنے اُس ساحر کے پھر پلٹا اور کہا ای برادر خنجر بار جادو نیمچہ لاؤ کچھ آواز نہ آئی
چہار جانب پریشان ہوکر دیکھنے لگا خنجر بار جادو کا نشان بھی نہ پایا نیمچے کو خون سے پاک کرتا ہوگا
یا کسی غول پر جادوگرون کے جا پڑا ہوگا یہ توبیجا اس خیال مین ہی لیکن ناظرین والا مقام پر ظاہر
ہو کہ راست کو ارسطو فطرت لقمان حکمت نہنگ بحر عیاری و ہنر پر دشت طراری خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری نامدار نے یہ کار نمایان کیا تھا کہ ملکہ بُرّان شمشیر زن کو خیمے مین تنہا لیجاکر بیہوش کرکے زنبیل مین
رکھ لیا تھا اور ایک جادوگرنی رہنے والی ملک عنظلی آباد کی موسوم بہ گلنار جادو مدت مدید عہد
بعید سے زنبیل مین عمرو کی قیدی اُسکو نکالکر بشکل ملکہ بُرّان بنا دیا تھا اور بخوبی سمجھا دیا تھا کہ تجکو ملکہ
بران شمشیر زن دختر کوکب روشنضمیر کا مرتبہ اور صورت سامری و جمشید نے عطا فرمائی ہی اب
روز تخت پر سوار ہوا کرا لاکھون ملازم تیرے ساتھ رہینگے سب تجکو ملکہ بران شمشیر زن کہینگے اور
معرکہ جنگ و جدال ہی جسپر ہو سکے سحر کرنا قتل مین دشمن کے مصروف رہنا ہر چند کہ تیرے سردار ایسے
زبردست ہین کہ جنکے سحر سے سامری و جمشید بھی پست ہین وہ سب تجھپر اپنا سینہ سپر کرینگے تجکو نہ لڑنے
دینگے مگر بادشاہ لشکر کو سرپرستی اپنے ملازمون کی ضرور ہی یہ سب باتین سمجھاکر خوب اسکو پکا کر دیا تھا پس
وہی گلنار جادو بصورت ملکہ بُران شمشیر زن میدان رزم مین آئی تھی حرکات روزمرہ مین
اسی وجہ سے فرق تھا صرصر شمشیر زن نے اسی وجہ سے ملکہ حیرت جادو سے ذکر کیا تھا ملکہ
حیرت کو خیال ہوا اب خواجہ عمرو نے لڑائی مین دیکھا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز تندہ پوش
کا خنجر بار جادو بڑا رفیق ہی بدل و جان شفیق ہی اُسکی شکل بنکر عین گرمی جنگ مین نیمچہ ہاتھ سے
صمصام بد انجام کے لیا جیسا کہ راقم نے قبل اسکے تحریر کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نیمچہ لیکر
بھاگا ایک درہ کوہ مین آکر ملکہ بُرّان شمشیر زن کو زنبیل سے نکالا بُران شمشیر زن نے گھبرا کر پوچھا ای
عم نامدار یہ کونسا مقام ہی یہ آوازین ہا ہو کی کیسی بلند ہین جادوگرون کے مرنے کی کیسی صدا آتی
ہی کیون اس وقت زمین تھراتی ہی خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا لفظاً لفظاً سامنے بُران
شمشیر زن کے بیان کیا اور کہا بیٹا صمصام بد انجام تجکو اس طرح قتل بھی کر چکا مین خنجر بار جادو

بنکر یہ نتیجہ لایا ملکہ برّان شمشیر زن یہ سُنکے خوشی سے باغ باغ ہو گئی مثل گل کے شگفتہ ہوئی گلے مین
خواجہ عمرو کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا آپ نے میری جان بخشی کی اگر آپکا قدم درمیا نہین ہوتا تو بڑی
مشکل تھی مین تو اپنے نزدیک مردون مین داخل تھی آپ کے تصدق مین روح تازہ پائی زنبیل
کی کیفیت دیکھ آئی حضور جب مین داخل زنبیل ہوئی شب تو نہین معلوم کس طرح سے گذری صبحکو
جو خواب سے بیدار ہوئی دیکھا گرد کنیزان زرین پوش برائے خدمتگزاری حاضر ہین ایک قصر
رفیع وسیع نہایت آراستہ فرش و شیشہ آلات سے پیراستہ مین نے تخت جواہر نگار پر اپنے کو پایا
میری آنکھ کھلتے ہی کنیزون مین بسم اللہ بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی ایک نے آواز دی ملکۂ عالم بیدار
ہوئین آفتابہ جواہر نگار طشت مرصع کار لا کے حاضر کیا مین نے پوچھا صاحبو تم کون ہو یہ کون مقام
ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی یہان کا کون بادشاہ فلک احتشام ہی سب نے عرض کی حضور ہم سب
آپکی لونڈیان ہین بادشاہ یہان کا خواجہ عمرو ایسا جلیل ہی ای ملکۂ عالم یہ شہنشاہ اوج عیاری کی زنبیل
ہی آپ ہاتھ منھ دھوئین خاصہ نوش کرین جس چیز کی خواہش ہو ارشاد فرمائین فوراً خدمت مین لائین
ہم پر شہنشاہ اوج عیاری و ہنر بردشت طراری کی تاکید ہی یہ کلمہ ارشاد فرمایا ہی کہ میرے نور نظر
پارۂ جگر کا زنبیل مین داخلہ ہی خبردار ہوشیار کسی طرح اسکو تکلیف نہونے پائے ورنہ سزائے معقول دونگا
مارے کوڑون کے کھال کھینچ لونگا خدا نہ کرے ہمارے پیر و مرشد کو غصہ آئے اُنکے قہر و جلال کی
کون تاب لائے بس حضور بلا تکلف جو خواہش دل ہو ارشاد فرمائیے جب زنبیل سے تشریف لیجائیے
گا ہماری خدمتگزاری کے اوصاف روبروے خواجہ عمرو زبان پر لائیے گا ای عم نامدار مین نے
ہاتھ منھ دھویا خاصہ عُمدہ تناول کیا اُن سب نے کہا حضور واسطے سیر کے بیرون قصر تشریف
لیچلیے مین ہوادار پر سوار ہو کے باہر آئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا صدہا قلعہ بنا ہوا ہی ملک آباد رعایا دلشاد
صاحب لیاقت سب مرد و زن شرفا نجبا کا مسکن ایک سمت ہزارہا مزدور ساحر و غیر ساحر سر پر
ٹوکریان رکھے ایک پشتہ تیار کر رہے ہین میٹ اُن سب کا افسر کالا سونٹا اُسکے ہاتھ مین غصہ بات
بات مین مزدور ذرا اُڑ کا اُسکے چوتڑ پر دھڑاک سے سونٹا پڑا مزدور بلک گیا مگر کیا مجال جو منھ سے
اُف کر سکے بہت سے جادوگر مین نے پہچانے طلسم ہوشربا کے بھی اُسمین شریک تھے ٹوکریان
ڈھو رہے تھے اپنے نصیبون کو رو رہے تھے اُدھر سے مین پٹی قریب دریا کے پہونچی ایک

بحرا طاوس چہرہ مانجھی لیکر حاضر ہوا اُسپر میز دنگل کرسیان قاعدے سے آراستہ قصد کیا کہ بجرے پر سوار ہون جاکر نواڑا کھیلون یا مچھلی کے شکار مین مصروف ہون یکایک کچھ کنیزین دوڑی ہوئی آئین یہ کہتی ہوئی کہ ملکہ بُرّان شمشیر زن کو شاہ عمرو یاد فرماتے ہین میری آنکھ پھر بند ہو گئی اب جو ہوشیار ہوئی آپ کو دیکھا نہین معلوم اُس مقام دلچسپ سے کیونکر آئی براے خدا مجکو وہین بھیجدیجیے خواجہ عمرو نے کہا ای نور نظر یہ وقت سیر و شکار کا نہین ہی تمھاری ہم شبیہ کا لاشہ میدان کارزار مین پڑا ہی سحر صمصام کا چل رہا ہی صد ہا نخل جل رہا ہی دھنوان زمین سے نکل رہا ہی ایسا نہو ملکہ مجلس جادو وغیرہ اپنی اپنی جانین دیدین خود اس رنج و ملال مین اپنے گلے کاٹ ڈالین بس چلو شریک جنگ ہو اور ہان یہ نیمچہ ہاتھ مین لیلو ملکہ بُرّان شمشیر زن نے کہا اب اس نیمچے کو آپ اپنے ہی پاس رکھیے ایسا نہو کسی دشمن کے ہاتھ آجائے آپکی محنت برباد ہو خواجہ عمرو نے یہ سُنکر نیمچہ مذکور نذر زنبیل کیا ملکہ بُرّان شمشیر زن نے دستک دی ایک ہنس مثل مرکب باد رفتار ساز و یراق سے آراستہ سامنے ملکہ بُرّان شمشیر زن کے آیا ملکہ بران اُس ہنس پر سوار ہوئین آمادۂ حرب و پیکار ہوئین ہنس اُڑتا ہوا جانب میدان کارزار چلا ایک طرف سے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھکر روانہ ہوئے یہان میدان کارزار مین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار و مجلس وغیرہ بڑی بڑی جانبازیان دکھا رہی ہین صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بھی بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی ایک طرف سے ملکہ حیرت جادو نے گولون کی بوچھار کر دی ہی اہل اسلام کے پیر اسوجہ سے اُٹھ چکے ہین کہ لاشہ ملکہ بُرّان شمشیر زن دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا ہی زبانین کثرت غم و الم سے بند ہوئی جاتی ہین اسباب سحر ہاتھون سے گر رہے ہین کہتے کچھ ہین منھ سے نکلتا کچھ ہی آتش صدمۂ مرگ ملکہ بُرّان شمشیر زن سے کلیجہ سب کا جل رہا ہی اپنے پڑاو تک ہسٹے آئے ہین ملازمان ملکہ حیرت جادو و صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بڑھ آئے ہین ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و ملکہ مجلس جادو و ملکہ اختر مروارید وغیرہ نے دست دعا بلند کیے ہین اور اس طرح دعا مین مصروف ہین کہ ای بنانے والے طلسم عالم کے بدعت حیرت و صمصام گھبرا ہم سے ہمکو بچالے اشعار

دعاے کنند من کنم مستجاب ۔ چو عاجز ہا نندہ دائم ترا

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ۔ درین عاجزی چون نخوانم ترا

ای خالق بے نیاز رب کارساز مالک حقیقی معبود تحقیقی اسوقت سوا اسے تیرے کس سے
عرض کرین سوا اسے تیرے کون معین و مددگار ہی ہر ایک بندہ تیرا اسوقت مجبور و ناچار ہی
چہار سمت سے ہم پر باران تیر سحر کی بوچھار ہی تو ستار و غفار ہی دعا ان سب کی پوری ہونے
پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان سے برق
چمک کر زمین پر گری آواز آئی باشید ای کفاران بیحیا و ای ساحران بُردہ غاہر کہ داند داند
وہر کہ نداند بشناسد نعرۂ ملکہ بُران شمشیر زن منم دختر کوکب صف شکن ❊ منم ملکہ بران شمشیر زن
یہ نعرہ کرکے وہین سے ایک چھرا رائی کے دانون کا سحر پڑھ کے مارا ہر چند ساحرون نے
آنکھ چرائی رد سحر پڑھے مگر کچھ نہوا کئی ہزار ساحر جل کے خاک ہوئے بیحیاؤن کے قصے پاک
ہوئے مگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کی نظر جو جمال آفتاب مثال ملکہ بران
پر پڑی ہوش اُڑ گئے کہا ای صمصام یہ کیا معرکہ ہوا مردہ زندہ ہوا اُسوقت غریو لشکر کفار اور
لشکر اسلام کا کیا تحریر کرون وہ ماہ تابان چہار طرف سے انگشت نما ملکہ مجلس جادو یا تو صدمۂ
زخم سے پڑی تھی گرد کنیزین مگس رانی کر رہی تھین مگر ملکہ بران شمشیر زن کو جو نعرہ کرکے گرتے
ہوئے دیکھا فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی پٹی مرہم جمشیدی کی سر پر چڑھائی مادر مہربان مادر مہربان کہتی ہوئی
دوڑی ہر ایک ساحر ملازمان ملکہ بُران شمشیر زن جو مورچون مین دبے ہوئے پڑے تھے
مثل فیل مست جھومتے ہوئے اُٹھے اور خوش ہو کر لڑنے مین مصروف ہو گئے ملکہ حیرت جادو
بھی حیران سمت ملکہ بُران شمشیر زن نگران اور اپنی وزیرزادیون سے کہتی ہی کہ صاحبو یہ کیا معاملہ
ہی کیا میری نگاہ مین فرق آگیا حقیقت مین یہ ملکہ بُران شمشیر زن لڑ رہی ہی سب عرض کرتے
ہین کہ حضور ہماری عقلون مین خود فتور ہی کہ یہ کیا ہو گیا مسلمانون کے مقدمات کچھ ذہن مین
نہین آتے ایک بات سے دل کو تسکین ہی ملکہ بُران شمشیر زن کے زندہ ہونے کا یقین ہی
میان بختیارک صاحب شیطان جو حضور کے یہان دعوت مین آئے تھے اُنھون نے
ایسے فقرے سُنائے تھے کہ ہم نے مسلمانون کو مرتے نہین دیکھا اگر مر جاتے ہین تو فوراً اُنکو کوئی صورت
زندگی کی نکل آتی ہی وہ کیفیت حضور آج آنکھون سے دیکھی کہ مردہ زندون کو قتل کر رہا ہی
ملکہ حیرت جادو نے کہا بعضی بات ایسی ہوتی ہی کہ اُسکا مُنھ سے نکالنا مناسب نہین صرصر

نے پہلے ہی کہا تھا کہ حضور یہ ملکہ بُران شمشیر زن نہین معلوم ہوتی لیکن مین نے نہ مانا اب اُسکا
قول کرسی نشین ہوا اور مردہ تو اب بھی زمین پر پڑا ہی بڑی حیرت تو یہی ہی ایک بُران زندہ
ایک مردہ ایک ہی میدان مین دونون صورتین ظاہر ہین اس بھید سے سامری و جمشید ہی
ماہر ہین لیکن اگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے ہاتھ سے بچ گئی ہی تو اس چھوکری
کی قضا میرے ہاتھ سے ہی یہ کہکر غصے مین جا بڑی سحر کرنے لگی اُدھر صمصام بدانجام کا تو حیرت
سے خون خشک ہو گیا ہی سحر تو کر رہا ہی مگر رنگ رو متغیر ہی قضائے کار خنجر بار جادو اڑتا ہوا سامنے
صمصام نمکحرام کے پہونچا صمصام نے آواز دی ای برادر خنجر بار جادو نیچہ جلدی لاؤ
اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ شاید میرا ہاتھ اوچھا پڑا ملکہ بُران اُس طرف اڑ رہی ہی خنجر بار جادو اڑتا ہوا
قریب صمصام بدانجام آیا جس نیچے سے اڑ رہا تھا کہا نیچہ لیجیے حاضر ہی صمصام نے کہا اسوقت
دل لگی نہ کرو نیچہ قتل ملکہ بُران شمشیر زن مجکو دو میری جان پر بنی ہی ساری سحر و ساحری بھول
گئی ہی سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی ہی اپنے بندون کے دشمن ہین مسلمان گالیان
دیتے ہین اُنپر مہربان ہین دیکھو ابھی مردہ ملکہ بُران شمشیر زن کو جلا دیا یہ خداوند لقا کی اُلٹی
تقدیر ہی یہ بیہودہ اُنھین کی تدبیر ہی مگر اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی بموجب مثل
زدہ را میتوان زد خنجر بار جادو نے جواب دیا بہت بجا ارشاد ہوا ہاتھ آپکا جلدی مین اوچھا
پڑا ہوگا ابکی سمجھکر ہاتھ لگائیے گا مگر نیچہ قتل ملکہ بُران آپ مجھسے کیسا طلب فرماتے ہین حضور
نے نیچہ طلب فرمایا جو میرے قبضے مین تھا وہ نیچہ حاضر کیا صمصام ناکام نے کہا کچھ سڑی تو
نہین ہو گیا ہی میرے ساتھ مسخراپن کرتا ہی خنجر بار جادو نے کہا ہان ہان ای شہریار ذرا زبان
کو روکیے ہم مرد سپاہی ہین ہمکو کلمہ سخت کی برداشت نہین ہی مین نے اسوقت آپ کے نمک کا
پاس کیا ورنہ زبان تیغ سے جواب دیتا جو سڑی دیوانہ ہوتا ہی وہ اورون کو مثل اپنے سمجھتا ہی
آپ کے ساتھ بڑے زخم اُٹھائے گرمی جنگ مین اسباب سحر آپکو پہونچائے اُسکا انعام
مل گیا جائیے دشمنون سے لڑیے دیکھیے ابھی ملکہ بُران شمشیر زن نے آپ کے لشکر کے دو ہزار
ساحر قتل کرڈالے دیکھیے وہ ملکہ بہار گلعذار کا گلدستہ چلا وہ ملکہ مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا دیکھیے
وہ غول ساحرون کا تاثیر سحر بہار سے دیوانہ وار آپے سے باہر ہوا اپنے اپنے گلون پر تلوار زنی

رکھتے ہین خود اپنے گلے کاٹا چاہتے ہین دیکھیے وہ ملکہ مہرخ سحر چشم کے گورے سے صد ہا کے سر پھٹ گئے جلد باران سحر برسائیے جو بیچارے مسحور ہین اُنکو ہوش مین لائیے ان باتون کو سُنکر اُڑنا بھولا گھبرا گیا پھر خنجر بار جادو سے باآشتی پیش آیا کہا بھائی خنجر بار جادو کلمہ سخت جو میرے منھ سے نکل گیا ہی اُسے معاف کرو اور مقدمے مین نیمچے کے انکار کرکے میرے گلے پر تلوار نہ پھیرو ای بھائی جو تمھارے دل مین خیال ہی وہ بالکل امر محال ہی تم اسواسطے نیمچہ قتل ملکہ بُران شمشیر زن نہین دیتے ہو کہ مین اپنے ہاتھ سے ملکہ بُران کو قتل کرون اس طلسم ہوش ربا مین نام روشن ہو تم حقیقت مین اپنے وقت کے تہمتن ہو مگر یہ شرف میری ذات پر موقوف ہی دوسرا اگر اس محال کا قصد کرے تو سراسر بیوقوف ہی تمھارے ہاتھ سے وہ نیمچہ جوہر ذاتی نہ دکھلائے گا کند ہو جائے گا سوائے ذلت و ندامت کیا ہاتھ آئے گا ملکہ بُران شمشیر زن تمکو بذلت آتش قہر و غضب سے پھونک دیگی سرکشی کا بدلہ لیگی یہ تقریر نامعقول صمصام مجہول کی سُنکر خنجر بار جادو غصے سے کانپنے لگا اور ضبط کرکے کہا کہ حضور آپ اپنے ہوش مین ہین یا خواب خرگوش مین ہین کیسا نیمچہ کیسی تلوار خیر خواہ کا نام کیا کم مشہور ہی اسوقت آپ کو ناحق کا غرور ہی مین نے نیمچہ کب آپ سے لیا آپ نے مجکو کب دیا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نے کہا کیون بے مکرا جاتا ہی بادشاہون سے زبان لڑاتا ہی جب مین ملکہ بُران کو قتل کر چکا تھا تو نے یہ کہکر نیمچہ مانگا کہ لائیے مین خون پاک کر دون مین نے دیدیا کہ میرا خیر خواہ ہی مین نہ جانتا تھا کہ سیہ رو میری جان کا عدو ہو گا معلوم ہوا تیری قضا دریش ہی جلد نیمچہ دے ناحق تجکو پس و پیش ہی ایک ہاتھ مارونگا کہ سر تیرا گوہ کھاتا پھریگا یہ کہکر تلوار کھینچکر طرف خنجر بار جادو کے چلا خنجر بار جادو نے پیچھے ہٹ کر گولہ مارا صمصام نے سحر پڑھکر اس گولے کو روک لیا اور آواز دی کہ دیکھو اب بھی خیر ہی نیمچہ دیدے اپنی جان کو غنیمت جان ہوس منصب و جاگیر مین اپنے تئین ضائع نکر میرے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہوکے نہ مر خنجر بار جادو نے جواب دیا کہ او نمک حرام افسوس تیری رفاقت مین مین بھی نمک حرام ہوا آخر یہ انجام ہوا ہزار حیف کہ مثل سعید نوجوان جاکر شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے ملتا غنچہ آرزو کھلتا تمام طلسم نور افشان مین مثل آفتاب عالمتاب نام روشن ہوتا اُسکا دوست تیرا دشمن ہوتا جیسا کیا ویسا پایا جو نوشتہ تقدیر تھا وہ پیش آیا خود کردہ را درمان نیست خنجر بار جادو تو ایسے ایسے کلمات حیرت آیات کہکر رو رہا ہی اشکون سے

مُنہ دھو رہا ہی اور یہ اشعار مصیبت خیز حسب حال پُر ملال زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

او آسمان سمجھ کے ذرا کچھ ملال دے
کیونکر کسی کے دلمین کوئی دلکو ڈال دے
للہ کوئی رہبر صحراے درد و غم
جلاد کی کمر مین قلق ہاتھ ڈال دے

ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
اُسکی جفاؤن سے ہین فنائین مری سوا
کانٹا ہمارے پاے جگر سے نکال دے

جتنی محبت اُنسے ہی ہمکو انھین نہین
یا تو مقر ہو یا وہ جواب سوال دے
اُبتک امید قتل ہے جی مین ہی جلد آج

صمصام نے کہا او بحیا اس حکایت و شکایت سے کیا حاصل او جاہل اجہل مطلب کی بات زبان پر لا دل مین نہ شرما نیچہ مجھے دیدے مین جاکر ملکہ بُران شمشیر زن کو قتل کرون اُسنے زندہ ہو کر قیامت برپا کردی ہی کیا تو نے نیچہ اُسکو دیدیا کہ تسکین ہو گئی ہی اب تو شیر لڑ رہی ہی لڑائی ہمکو بگڑ رہی ہی اگر تو نے نیچہ بُران شمشیر زن کو دیدیا ہی تو مجھسے صاف صاف کہدے مین لڑ بھڑ کر نکل جاؤن اور تدبیر کرکے آؤن تو کیون مثل تصویر خاموش ہی صاحب فہم و عقل و ہوش ہی خنجر بار جادو نے کہا مین کیا تیری بات واہیات کا جواب دون اپنی حماقت سے انتشار مین ہون یہ کہکر تیغہ سحر کھینچکر صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش پر جھپٹا چاہا کہ ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے کرون صمصام نے پیچھے ہٹ کر وہین سے فولادی گولہ جو ہاتھ مین تھا یا سامری کہکر کھینچ مارا خنجر بار جادو ہر چند پیچھے ہٹا دستک دی کچھ منتر جنتر پڑھے مگر وہ گولہ گویا قضا کا تھا سر پر پڑا اُسکے ہزار ٹکڑے ہوئے آواز آئی مارا مجکو نام میرا خنجر بار جادو تھا پیر اُسکے غل مچاتے تھے لیکن کچھ تدبیر نہو سکی پٹیے چیختے نکل گئے تاریکی دفع ہوئی سرداران فوج صمصام نمکحرام نے دیکھا کہ لاشہ خنجر بار جادو کا پڑا ہوا تڑپ رہا ہی اور صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش سر اُسکا کاٹ رہا ہی اور غصے مین کہتا ہی جو نمکحرامی کرے گا اُسکا یہی حال کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا سرداروں نے آپس مین کہا لو اور غضب دیکھیے میان صمصام نے خنجر بار جادو کو ناحق ہی خطا پر مار ڈالا اس ہنگامے مین وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا ہوگا ایسے جلاد صاحب بیداد سے ڈرنا چاہیے انکی رفاقت سے حذر کرنا چاہیے بموجب مثل دھوبی پر نہ زور نہ چلے گدہی کے کان اُمیٹھے دوسرے نے کہا بھائی صاف ظاہر ہی جسکا عمر بھر نمک کھایا اُس سے یون پھر گیا اب اس بحیا سے ہمکو کیا امید ہی اگر کہین اسنے یہ لڑائی فتح کی بات بات پر ایک ایک کو قتل کریگا قضاے کار آفت روزگاران سب سرداروں مین ایک افسر کلان ہی نہایت صاحب شوکت و شان ہی

جوان خوشرو موسوم بہ خوشحال جادو وہ اُڑتا ہوا ایک پرے سے نکلا اپنے ساتھ والے چالیس افسران نامی کو دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہین کوئی انگشت حیرت بدندان کوئی بصورت آئینہ حیران کوئی مثل زلف پریشان رنگ رو متغیر حربہ ہائے سحر ہاتھ مین لیے آپسمین کچھ صلاح کر رہے ہین خوشحال جادو سب کے قریب آیا کہا ای بھائیو یہ وقت جنگ وجدال ہی لڑائی سے ہاتھ کیون روکا ہی دیکھو بلوہ ہو رہا ہی اُن سب کے دل غم سے بھرے ہوے تھے اُبل پڑے کہا ای افسر تو ہی ہمارا سرپرست ہی ہم سبھون سے سحر و ساحری مین بھی زبردست ہی کچھ آپ پر جوہر صمصام نمک حرام کے بھی کھلے اپنے ولی نعمت سے یون پھر اس وقت خنجر بار جادو کو بھی بخطا مار ڈالا یہ وہ وقت ہی کہ باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہین پہچانتا اپنی اپنی جان و آبرو کی پڑی ہی اگر وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا تو کیا غضب ہو گیا صرف شکایت کافی تھی ہمارے سامنے گولہ فولاد کا مارا اُسکا سر پھٹ گیا دیکھیے وہ لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ایسے ظالم سے کیا امید رکھین اُنکا ساتھ دیکر بخطا موت کا مزا چکھین خوشحال جادو نے کہا بھائیو مین تم سبکا افسر نہین بلکہ تابعدار ہون افسر کو اہالیان فوج آبرو دیتے ہین ہم تو پیشتر سے بیدل ہو رہے ہین کیا کوکب روشنضمیر سے منحرف ہونے پر ہم راضی تھے مجبور ہو کر ساتھ آئے اب جو کہو وہ کرین کیا اس بیحیا سے پایہ کمی کار رکھتے ہین سب نے کہا ہماری رائے یہ ہی کہ اپنے مالک قدیم کے شریک ہو کوکب مرد سپاہی ہی مرد کا جوہر شناس قدردان صاحب لیاقت یہ حرامزدہ بے مروت یہان یہ سب آپسمین باتین کر رہے تھے کہ دیکھا ملکہ بران شمشیر زن اس زور و شور سے لڑتی ہوئی آتی ہی کہ زمین تھراتی ہی خوشحال نے بڑھکر سلام کیا آواز دی ای ملکۂ عالم الامان ہم آپکے نمک خوار ہین صمصام نمک حرام سے بیزار ہین غلامون کی خطا معاف فرمائیے اپنے سایۂ دامن دولت مین ہم غلامون کو لیجیے ملکہ بران شمشیر زن نے ارشاد فرمایا تم بیچارون کی کیا خطا جو ہوا سو ہوا مطیع اسلام ہو بسم اللہ دشمن سے انتقام لو شہنشاہ سے مین تمھاری شفاعت کرونگی یہ کہکر ملکہ بران شمشیر زن مصروف جنگ ہوئین اُدھر خوشحال نے نعرہ کیا کہ ای بھائیو وای نمکخواران شہنشاہ کوکب روشنضمیر جسکو نمک کا پاس ہو وہ ہمارا شریک ہو ہم سے نے رفاقت صمصام نمک حرام سے مُنھ موڑا اُس ظالم اظلم کا ساتھ چھوڑا یہ صدا ے خوشحال سُنکر بارہ ہزار

ساحر ذی لیاقت شریک خوشحال جادو ہوئے ہمراہ رکاب اپنے افسر کے ہوئے اور حربہ ہائے
سحر لیکر فوج صمصام و لشکر ملکہ حیرت جادو پر جا پڑے پہلے ہی حملے مین بیس ہزار جادوگر مارے
آگے آگے سب کے خوشحال نیک خو عقب مین چالیس سرداران خوشخو ایک سمت بارہ ہزار
جوانان جنگ جو سحر ساز لڑائی مین جانباز مرنے پر آمادہ صمصام کے ساتھ دینے کا حجاب خیال
نام و ننگ زہ پر ان مرکبہائے ابلق و سرنگ بر ابصد کروفر مصروف کارزار صمصام نے
نے پلٹ کر جو یہ ہنگامہ دیکھا آواز دی ای خوشحال جادو کیون اپنی فوج کو قتل کرتا ہی کیا اندھا ہو گیا ہی
اپنا بیگانہ نہین پہچانتا ہی دوست کو دشمن جانتا ہی خوشحال نے جواب دیا او نمک حرام تو خود نابینا ہی اپنے
ولی نعمت سے دیدہ و دانستہ پھرا ہی او غول صحرائی اسقدر سحر و سہو مین آ اب دختر شہنشاہ کوکب
کے قدمون پر گر خطا معاف کرا ورنہ تیرے واسطے آتش جہنم تیز ہی ہم مین ہر ایک تجھسے آمادہ ستیز ہی
ہم تیرے دشمن ہین تجھ ایسے گمراہ کے لیے رہزن ہین صمصام ناکام نے یہ تقریر سنکے ہوش اڑ گئے
مثل بید بھرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا چاہا کہ نکل جاؤن جان بچا کر ٹل جاؤن مگر سحر بران سے
آگ برس رہی تھی برق گر رہی تھی کسی طرف پہاڑ شدت برف سے سفید ہو گئے ہین طائران صحرا
پر پھیلائے پڑے ہین ایک جانب دریا آگ کا شعلہ زن ہی زمین سے دھوان نکل رہا ہی صدہا
نخل جل رہا ہی ایک طرف سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و زلزلہ و لرزان وغیرہ نے قیامت
برپا کی ہی زمین کانپ رہی ہی صمصام مثل غول بیابانی جدھر بھاگ کر جاتا ہی کسی نہ کسی سر دار کو
لڑتے ہوتے پاتا ہی وہان سے بھاگ کر فوج ملکہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت جادو ایک مقام پر
کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی ناگاہ دیکھا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش مثل صید خائف
بھاگا ہوا آتا ہی ملکہ حیرت نے آواز دی ای صمصام نہ گھبرا میرے قریب آ آج طبقے زمین کے
ہلا دونگی مسلمانون کو خاک مین ملا دونگی صمصام نے اُس گھبراہٹ مین جواب دیا ای ملکہ عالم
خدا آپ کو سلامت رکھے غلام کو بچائیے میری مدد کو آئیے سب سردار میرے مجھسے پھر گئے دختر
کوکب کے شریک ہو گئے ساری میری فوج کا خاتمہ کر دیا وہ دیکھیے میدان لاشون سے بھر دیا
کسی طرح رکتے نہین چلے آتے ہین اسوجہ سے غلام بھاگ کر آیا ہی ملکہ حیرت نے کہا ان صد قہ پاپوش
مین کیا کسی کی پرواہ رکھتی ہون مین سُن چکی ہون کہ تم نے نیچہ کھویا ہی اپنی آبرو کو ڈبویا ہی عمر و خنجر باز

بنکر تم سے نیمچہ لیگیا ہوگا تم کو دغا دے گیا ہوگا صمصام نے کہا اے ملکہ عالم مین نے تو خنجر بار
اپنے رفیق کو اسی جرم پر مار ڈالا شاید اسی وجہ سے سب سردار مجھسے پھر گئے ملکہ حیرت جادو نے
کہا تم نے بہت برا کیا ہم سے یہ حال نہ کہا عیارون کے اس سے بڑھکر شعبدے ہین یہ ہمارا
ہی کلیجہ ہی کہ اُنکا بار عیاری اُٹھاتے ہین یہ تم نے خیال کیا جسکو تم نے مارا وہ بُران نہ تھی
عمرو نے کسی لونڈی کو ملکہ بُران بناکر بھیجدیا تھا یہ حال صرصر نے پہلے ہی ہمسے کہا تھا ہمکو یقین ہوا
خیر نہ گھبراو آج بُران کو مارتی ہون ابھی جاکر للکارتی ہون تم فوج مریخ سے لڑو یہ کہکر ملکہ حیرت جادو
ملکہ بُران شمشیر زن پر جا پڑی چکر سحر کا نکالکر مارا بُران کے شانے پر پڑا اوچھا سا زخم آیا پلٹ کر ملکہ
بُران نے دیکھا کہ حیرت کا سحر تھا اُسوقت کارد سحر جھولی سے نکالکر جانب ملکہ حیرت پھینک ماری
حیرت نے نشتر سے اُنگلی کا خون نکالا زمین پر قطرہ ڈالا کہا اے کارد سامری اپنا بھوگ لے کارد
فوراً اُس قطرے پر گری اور غرق زمین ہوگئی ایسے ایسے دو چار سحر ملکہ بُران اور ملکہ حیرت مین
ہوئے کہ طبقے زمین کے تھرا گئے دیکھنے والون کو خوف سے غش آگئے ملکہ حیرت نے گرماکر غصے مین
نیمچہ کمر سے کھینچا ملکہ بُران پر جا پڑی کلوا بھیرون کا نام لیکر وار کیا ملکہ بُران شمشیر زن نے سپر سحر پر
روکا سپر کو نیمچے نے کاٹا مگر تلوار ملکہ حیرت کی اُلجھ گئی ملکہ بُران نے قہقہہ مارا کہ او حیرت ابھی
چندے سحر سیکھ اپنے دھگڑے کو بلا ملکہ حیرت نے جھلا کر جھٹکا مارا نیمچہ ٹوٹ گیا ملکہ بُران نے
جب ملکہ حیرت کو خالی ہاتھ پایا قریب آکر نیمچہ مارا ملکہ حیرت سپر سحر نہ اُٹھانے پائی تھی کہ نیمچہ سر پر
حیرت کے پڑا کسی قدر زخم آیا ملکہ حیرت نے پیچھے ہٹ کر ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرائی پہلو سے ایک
پریزاد پیدا ہوئی اُسنے ایک نیمچہ برق مثال ہاتھ مین ملکہ حیرت جادو کے دیا اور ہاتھ سر پر حیرت
کے پھیرا فوراً زخم اچھا ہوا خون ٹپکنا موقوف ہوگیا ایک چشم زدن مین یہ سب کام ہوا اب ملکہ
حیرت جادو نے ملکہ بُران کو آواز دی او دختر کوکب اب کیونکر بچے گی قضا تیری دامنگیر ہی
مثل صمصام کے مجکو نہ سمجھنا یہ نیمچہ خونریز طلسمی ہی اسنے ہزارون کا گلا کاٹا ہی خون دشمنون کا
چاٹتا ہی دیکھ لے اب تک شکم اسکا خالی ہی کبھی اسکا پیٹ نہین بھرتا بار ہا اسکی جادۂ راہ عدم ہی
بہ نگاہ غور دیکھ کیا خم وخم ہی معشوق پہلو نشین گوشہ گیر شمشیر بے نظیر قطعہ مصنف

برش تیغ کی تعریف نہین ہوسکتی	پڑ گئی یکہ دشمن پہ اگر یہ اکبار	راہ رسے کاٹ کہ چورنگ عناصر کرتا	

ایک ایک جز کے برابر سے ہوے حصے چار

یہ کلمات کہکر مثل شعلۂ جوالہ ملکہ بُران شمشیر زن پر جا پڑی سنبھلنا
دشوار کر دیا ہاتھ اُٹھا کر نیمچہ مارا ملکہ بران شمشیر زن نے سپر سحر کو اُٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر
پڑا زخم کاری آیا سحر کر کے بمشکل سر سے نیمچہ کو نکالا خون بلبلا کر چہرے پر آیا بران اُف کہکر پیچھے ہٹی بھلا
حیرت اب کب مہلت دیتی ہی سائے مین نیمچے کے بُران کو رکھ لیا ہر مرتبہ چاہتی تھی کہ ہاتھ مارون سر بران کا
اُڑ جائے بُران سحر سے پیچھے ہٹکر خالی دیتی تھی اُسوقت وہان اسقدر تلوار چلی اور سحر ہوے کہ ہزارون لاشے گر گئے کوئی
جلگیا کسی پر برق گری کوئی پڑا ایڑیان رگڑتا تھا کسی کے بدن پر سیکڑون آبلے پڑے گرمی آتش سحر سے
جلنے لگا گھبرا کر حوض مین کود پڑا آخر پانی مین گر کر ٹھنڈا ہوا ہر چند ملکہ بُران شمشیر زن دس قدم تک
پیچھے ہٹی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ بُران کو مہلت نہ دی یکایک پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی
اہو زوجۂ شہنشاہ طلسم ہوشربا واہ کیا اکتا لونڈی بر وقت پہونچی شکر ہی سامری و جمشید کا چھوکری
اب نہ جانے پاے اپنے بڑے بڑے داغ دیے ہین بڑے بڑے نامی و گرامی ساحر مارے
ملکہ حیرت جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز بصد کرشمہ و ناز ایک گولہ ہاتھ مین لیے
پکار رہی ہی ملکۂ عالم جلد نیمچہ ماریے مین گولہ مارتی ہون دیکھیے نکلی جاتی ہی ملکہ حیرت نے اچھا کہکر منھ
پھیرا یکایک بجلی چمکی آواز آئی باش او قحبہ کہان جاتی ہی منم کوکب درخشان آسمان عیاری آفتاب
عالمتاب چرخ خنجر گزاری دوندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ صاحب قنطورہ و زنگ طرار قاتل
کفار عمرو بن امیہ نامدار یہ نعرہ کر کے چودہ حلقے کمند کے مارے گردن مین ملکہ حیرت جادو کے
پڑے اور یہ کہکر پلٹی عمرو نے جھٹکا مارا گرتے گرتے گھائیون سے حباب کو رہا کیا نہر پر حیرت
کے حباب پڑے لڑکھڑا کر زمین پر گری ملکہ بُران شمشیر زن نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو نے آواز
دی بیٹا لینا ملکہ بُران جھپٹی ہی تھی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولاد کا ہان ہان کہتا ہوا نکلا عمرو
کمند چھوڑ کر بھاگا پتلے نے ملکہ حیرت کی کمر مین پنجہ ڈالا مثل برق جہندہ تڑپ کر اڑ گیا چشم زدن مین
غائب ہوا اب ملکہ بُران زخم سر باندھکر پلٹی فوج ملکہ حیرت جادو پر سحر کرنے لگی مگر ہنگامہ جو ہوا
تھا کہ حیرت جادو نے دختر کوکب کو مارا صمصام خوشی خوشی دوڑ گئے اس غول مین آیا
اُسوقت پہونچا کہ حیرت جادو کو پتلہ لیجا چکا تھا ملکہ بُران شمشیر زن مصروف جنگ تھی بہار
نے مصور جادو کو زخمی کیا تھا مصور صورت نگار کا ہاتھ پکڑ کر بھاگا صمصام نے جو یہ معرکہ

دیکھا چاہا کہ پیچھے ہٹے نعرہ ہوا امنم ملکہ بُران شمشیرزن او نمک حرام کہان جاتا ہی صمصام کو کچھ نہ بن پڑا
ترنج نکالکر ملکہ بُران شمشیرزن پر مارا ملکہ بُران نے اشارہ کیا ترنج پلٹ کر پانُون پر صمصام کے
پڑا ایڑی کو توڑکر دور گرا صمصام لنگڑاتا ہوا ہٹا ملکہ بُران مثل شیر غضبناک پنجہ کھینچکر قریب پہونچی
تھین کہ صمصام نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ فولادی مارا پنجہ ملکہ بُران شمشیرزن کا ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا اور اُسی گولے سے ایک برق چمک کر سر پر ملکہ بُران شمشیرزن کے گری جس مقام پر ہاتھ
سے حیرت کے زخم آیا تھا اُس زخم کو اس برق نے اور زیادہ کھول دیا قطرات خون روے زیبا پر
اس طرح آئے کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہو گیا بس یہ زخم ہاتھ سے صمصام کے کھاکر اُس
شیرزن کو غصہ آیا ابروے خمدار ہلنے لگے ظاہر ہوتا تھا کہ تیغہ اصفہانی نیام انتقام سے نکلا چاہتے

نظم

ہین کاکلین عارض انور پربل کھانے لگین مثل مار سیاہ لہرانے لگین

گھر ڈبا دینے کو عشاق کے دریا اٹک
ناگنی پیچ مین آ کے اُسکے نہ ملینگے پانی

زلفین یون بکھری ہوئی تھین چہرہ پہ مانگے تھین دلی
کھیل جاتے ہین کالا جوڑے سے اُسکی لٹک

جعد وہ قہر کہ گتھنے مین ہو جسکی ہر لہر
جسطرح ایک کھلونے پہ پٹین دو بالک
اُس قہر و غضب مین اُس مہر

سپہر عز و جلال ماہ درخشان آسمان اقبال نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اختر مروارید نکالا آواز دی کہ او
بیحیا خبردار ہو جا کہ ستارہ تیرا گردش مین آیا نیر اقبال تیرا مائل بہ پستی ہوا نمک حرامی کا مزا ملا چاہتا ہی
اب کہان جاتا ہی یہ کہکر اختر مروارید کھینچ مارا ہر چند صمصام بدانجام نے چاہا کہ بچون مگر موت کب
ٹلتی ہی سینۂ پُرکینہ پر پڑا پشت کو توڑکر پار گذر ا اُڑکر زمین پر گرا بجاے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش
نکلنے لگے اُستخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے صداے ہاہو بلند ہوئی تاریکی چھا گئی برق چمکی برف باری
ہوئی بیرون کے رونے کی آواز آئی ایک ساعت کامل یہی ہنگامہ نمونۂ حشر برپا رہا آواز آئی مارا مجکو
کہ نام میرا صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش تھا افسوس حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا
یہ معرکہ جو بلا زمان ملکہ حیرت نے دیکھا ملکہ حیرت جادو کو تو پتلہ فولادی اُٹھالے گیا ہی مثل مشہور
ہی لشکر بے میر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر یہ چار چیزین بغیر چار چیزون کے بیکار ہین میدان کارزار
مین پانُون نہ تھم سکے شکست فاش کھائی آخر فرار برقرار کیا اور دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر
پناہ لی ہزارون ساحرون نے میدان کارزار سے عدم کی راہ لی فوج اسلام نے بارگاہین خیمے
صمصام و ملکہ حیرت جادو کے لوٹ لیے جو ملگیا اُسکو غنیمت جانا خواجہ عمرو قریب خزانے

ملکہ حیرت جادو کے آکر شبکل چوبدار ٹھہرے فوج والے لوٹ رہے تھے اُنکو منع کیا کہ یہ کیا کرتے ہو اسکا حساب دینا پڑے گا تنخواہ مین کٹ جائیگا اسوقت چلے جاؤ جمع ہوکر تمھین کو بٹ جائیگا ایک نے کہا یہ چوبدار کون ہی ہم لڑائی مین جان پر کھیلین یہ مال لوٹنے کو منع کرتا ہی گویا یہ چوبدار بڑا خیر خواہ ہی یہ سُنکر چوبدار نے فرمان ملکہ مہرخ کا جیب سے نکالا اُسپر مُہر ملکہ مہرخ سحر چشم کی دو سطرین فقط بخط جلی مرقوم تھین کہ اس چوبدار کو خزانے کا اختیار ہی جو کوئی ہاتھ لگائیگا اُس سے جرمانہ لیا جائیگا یہ فرمان دیکھکر ساحر ٹھرا گئے یہ کہتے ہوے وہان سے چلے کہ ہمارے مالک کا حکم ہی ماننا پُرضرور ہی اس بیچارے چوبدار کا کیا قصور ہی جب سب وہان سے چلے گئے سناٹا ہوا خواجہ عمرو نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا یہ کہکر مارا ای جال جنجال ہوکر گرنا ایک حبہ نہ بچے سب جال مین آجائے غرض جال کو کھینچا سب خزانہ مع بالشت بالشت بھر مٹی کے آگیا اس خیال سے مٹی کھینچ لی تھی کہ اس زمین پر سونا چاندی رکھا گیا ہی اس خاک کو نیاریون کے ہاتھ بیچ لینگے اُدھر سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار وغیرہ تشریف لاتی تھین کہ ساحرون نے فریاد کی کہ کیون ملکہ عالم کا فرون کا مال لوٹنے کی بھی اجازت نہین ہی ملکہ نے فرمایا ای غازیان و بندار وای ساحران تہور شعار ایسا کبھی خیال نہ کرنا شکر ہی خدا کا کہ لڑائی فتح ہوئی مال موذی نصیب غازی مشہور ہی لوٹو ہم الگ انعام دینگے خلعت سے سرفراز کرینگے اُنھون نے عرض کیا کہ خزانے پر کھڑا ہوا چوبدار منع کرتا ہی آپ کا مہری فرمان پاس ہی اس وجہ سے ناچار ہوگئے ورنہ ہم لوگ ملازمان خواجہ عمرو مین حضور کے لشکر کے افسر ہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے ہین شیر صحرائی کو چور نگ کرتے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا سچ کہو میرا مُہری فرمان ہی عرض کی حضور آنکھون سے دیکھا مضمون پڑھا ملکہ نے کہا جاؤ اُس چوبدار کو پکڑ لاؤ کوئی جعلساز فقرے باز مکار و غدار ہوگا اُسکا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی اب تو ساحر دوڑے خزانے کے پاس جا کر دیکھا فقط تین گری ہوئی پڑی ہین ایک خرمہرہ بھی وہان نہین ہی بلکہ زمین مین گڑھا پڑا ہی یہ دیکھکر پریشان پلٹے خدمت مین ملکہ مہرخ سحر چشم کی آئے عرض کی حضور وہان تو خاک اُڑ رہی ہی نہ خزانہ ہی نہ چوبدار ہی ملکہ مہرخ نے مسکرا کے فرمایا آپ لوگون نے مال لوٹ لیا اچھا کیا کون آپ لوگون سے پوچھتا ہی وہ لوگ قسم کھانے لگے کہ سامنے سے خواجہ عمرو تشریف لائے کہتے ہوئے کہ یہ کیا بیہودہ ذکر ہی چلیے ابھی سرداران زخمی کو اٹھاؤ شکر یہ

پروردگار کا بجالاؤ مال کیسا خزانہ کیسا ہوگا اور ساحرون سے پلٹ کے کہا بھائیو تم قسمین کیون کھاتے ہو خزانہ زمین نگل گئی ہوگی اور ہم تو آج بڑے نقصان مین رہے ایک مہاجن نے دو صندوقچے جواہرات کے دیے تھے کہ اسکو فروخت کرا دیجیے ہم سمجھے تھے کہ کوئی ٹکا روپیہ مل جائیگا جس وقت صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سے نیمچہ لیکر بھاگے وہ دونون صندوقچے کمر سے گر گئے اُسوقت جان بچاتے یا مال اُٹھاتے ای بھائی ناچار سنگ صبر دل پر رکھ لیا اب اُن مہاجنون کو تمسک لکھدینگے زندگی بھر ادا کرتے رہینگے خدا نے تم سبھون کی جان بچائی اتنی بڑی فتح ہاتھ آئی آج کچھ کچھ اپنی تنخواہ مین سے صرف کرو جمع کرکے ہمکو دیدو ہم ہنڈوی کرکے خانۂ کعبہ مین مستحقون کو بھیجدین ان باتون پر خواجہ عمرو کی ملکہ بہار گلعذار مسکرائین ملکہ مہرخ سحرچشم سے اشارے مین کہا بس اب چوبدار کی جستجو نہ کیجیے یقین ہوا کہ وہ ہمارے پیر و مرشد تھے اب ملکہ مہرخ سحرچشم کو بخوشی وخرمی سب سردارون نے سوار کیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے زر سرخ و سفید لٹاتے ہوئے طرف بارگاہ کے چلے ملکہ برُان شمشیرزن اُسی عالم زخمداری مین خوشی خوشی ساتھ ملکہ مہرخ کے چلی آتی ہین کہ ایک پتلہ سنہرا آڑی پٹی باندھے ہوئے نیمچہ ہاتھ مین سپر پشت پر بصد کرو فر زمین پر اُترا نامہ ہاتھ مین ملکہ برُان شمشیرزن کے دیا ملکہ برُان شمشیرزن نے کھول کر پڑھا کوکب روشنضمیر نے لکھا تھا ای نور نظر پارۂ جگر زبانی طائران سحر کے ہمکو معلوم ہوا کہ خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا صمصام بدانجام واصل جہنم ہوا فتح بدولت خواجہ عمرو حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی یہ معلوم ہوا کہ تم زخمی ہوا اپنے باغ نگارین مین چلی آؤ آکے علاج کرو اور خواجہ کو ہمارا سلام محبت پہونچانا اور کہنا کہ آپکی صفت احاطۂ تقریر اور تحریر سے باہر کیا شکریہ ادا کرین زبان قاصر ہی مختصر یہ کہ آپ نے برُان کو حیات تازہ عطا فرمائی گویا دوبارہ روح جسم مین آئی ماشاءاللہ کس دھوم سے عیاری کرکے نیمچہ لیا اپنی کنیز کو بچایا حیرت جادو کو کمند مار کے خوب میدان رزم سے بھگایا ارسطو آپ کی کتاب علم فطرت کا سبق خوان ہی اور لقمان آپ کے مدرسہ حکمت کا اک طفل دبستان ہی علم عیاری نے آپ کے دم سے رواج پایا خنجر گزاران عالم سے آپنے خراج پایا ملکہ برُان شمشیرزن نے وہ نامہ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا خواجہ نے پڑھکر تبسم فرمایا کہ یہ کیا بات ہی جسکو اسقدر طول دیکر تحریر فرمایا ہی اُسکی موت قریب آگئی عیاری بن پڑی مگر ای نور نظر اس

جنگ مین دو شبانہ روز برابر گذرے ہین آب و دانہ سب کا ترک رہا تم نے تو انتہا کا صدمہ
اُٹھایا لہذا آج کی شب یہان بارگاہ مین راحت پذیر ہو انشاءاللہ بوقت سحر اگر موقع ہوگا تو ہم بھی برای
ملاقات شہنشاہ کوکب روشنضمیر تمھارے ہمراہ چلینگے بمقدمۂ رہائی اسد غازی صلاح کرنا ہی ہاے
اس مقدمے مین کچھ بن نہین پڑتا یہ کہکر بے اختیار عمرو رونے لگے تمام سردارون کی آنکھون سے
اشک حسرت جاری ہوئے ملکہ بہار گلعذار کو ہچکی لگ گئی ملکہ مہرخ سحرچشم نے رومال آنکھون پر
رکھ لیا ہر کہ و مہ یاد مین اپنے آقاے نامدار مولاے قدرشناس کے زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگے
خواجہ عمرو نے ضبط کرکے کہا کہ بھائیو صبر کرو اس رونے کے بدلے دعا مین مصروف ہو ملکہ بران
شمشیرزن نے عرض کی ای عمر نامدار کوئی سبب قوی ہی جو قبلہ و کعبہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہی کہ چلی آؤ مجکو
نہ روکیے اجازت دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ ملکہ بُران شمشیرزن فوراً تخت پر سوار ہوئین
سرداران جان نثار خدمتگزاران ذیوقار نے چہار جانب سے اُس شمع انجمن عصمت و عفت کو
یون گھیر لیا کہ جیسے گرد چراغ ہجوم پروانون کا ہوتا ہی پس بشوکت و حشمت سواری مثل باد بہاری کے
جانب طلسم نورافشان روان ہوئی اب ملکہ مہرخ سحرچشم و ملکہ بہار و دیگر سرداران نامدار بصد
شوکت و وقار بفتح و فیروزی داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ملکہ مہرخ
سحرچشم نے ملاحظہ کیا کوئی سردار ایسا نہین ہی کہ زخمداری سے محفوظ ہو جس روز سے طلسم ہوشربا
مین لڑائی شروع ہوئی اکثر معرکہ ہاے عظیم پڑے مگر سرداران اسلام کو کبھی ایسا سانحہ درپیش نہوا
تھا ایسا کبھی رن نہ پڑا تھا وقائع نگار نے پرچہ ملکہ مہرخ سحرچشم کو دیا ہی اُسمین صاف لکھا ہی کہ
آٹھ لاکھ ساحر جانبین کے قتل ہوئے دو لاکھ لشکر ملکہ مہرخ سحرچشم کے اور چھ لاکھ ملازمان
افراسیاب و صمصام واصل جہنم ہوئے یقین ہی کہ اُس صحرا کے درند و گزند طعمہ جوئی نہ کرینگے
سبزہ اُس زمین پر نہ جمے گا مگر لالہ با دل داغدار و دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہیگا
روئیدہ ہونگے ملکہ مہرخ سحرچشم نے پرچے کو پڑھکر زانو کے نیچے رکھا خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ
مہرخ سحرچشم ہمارے مہمان تازہ کہان ہین جنکے ہم پر احسان ہین ملکہ مہرخ نے کہا ای خواجہ
مین اس فقرے کو نہین سمجھی خواجہ عمرو نے کہا کہ خوشحال جادو جو عین گرمی جنگ مین شریک
ہوا تھا فوج صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش کو خوب قتل کیا علاوہ اُسکے چالیس

سرداران نامدار بارہ ہزار ساحران ذیوقار شہنشاہ کوکب روشنضمیر کے نمک خواران سب صاحبون کا حال دریافت کرنا واجب و لازم ہی شکیل جادو فرزند ملکہ مہرخ خوشخو اپنے مقام سے اُٹھا خواجہ عمرو سے عرض پیرا ہوا کہ خوشحال جادو بڑے خاندان عالی سے ہی جسوقت لڑائی فتح ہوئی کنارے پر لشکر کے زخمدار بیقرار اُتر پڑا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا رو رہا ہی کہ مین کیا روے سیاہ بادشاہ لشکر اسلام کو دکھاؤن ہر صاحب لیاقت مجھپر طعن کرے گا کہ یہ نمک حرام کا سردار ہی بس یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے فرمایا کہ جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو اُس خیرخواہ دولت کو استقبال کرکے لائے اور ہماری جانب سے کہنا کہ ای برادر اگر عرصہ کروگے تو ہم خود لینے کو تمھارے آئینگے اسی وقت تمام سردار سواے ملکہ مہرخ سحر چشم براے استقبال خوشحال روانہ ہوئے یہان کنارے پر یہ بیچارہ ملول و حزین ایک خیمے مین داخل تھا اور کہہ رہا تھا کہ بھائیو زخمون کے ٹانکون کی فکر کرو تو طرف صحرا کے نکل چلین اب وطن مین بھی نہ جائینگے امید ہی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم قدرشناس ہین شاید عنایت فرمائین مگر ہم لائق اسکے نہین ہین انصاف یہ ہی کہ ہم نے اُنکے ساتھ کیا کیا ہنوز یہ کلام پورا نہوا تھا کہ ملکہ نافرمان و سرخ موے کاکل کشا و خورشید زرین سحر و شاہزادہ شکیل بے عدیل وغیرہ آکے پہونچے خوشحال گھبرا کے کھڑا ہوگیا متحیر ہوکر پوچھا سب صاحبون نے یہان قدم رنجہ بے وجہ کیون فرمایا ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے کہا ای سرداران نامی ہوا ای ساحران گرامی ملکہ مہرخ سحر چشم نے واسطے تمھارے استقبال کے ہمکو بھیجا ہی دربار دُربار مین طلب فرمایا ہی خوشحال جادو نے سر جھکا لیا دل مین باغ باغ ہوگیا خوشی سے پھول گیا مگر جواب دیا کہ ملکہ عالم کی عنایت بے غایت کہ اس ذرۂ بے مقدار کا نام روشن کرنا منظور ہوا ورنہ یہ خطاکار کیا خدمت بجالایا جسکا یہ معاوضہ ہوا ملکہ نافرمان نے کہا ای خوشحال جادو تم سے وہ کار نمایان سرزد ہوا کہ جسکے بیان سے زبان قاصر ہی تمھاری خیرخواہی ملکہ مہرخ سحر چشم پر بخوبی ظاہر ہی عین وقت پر تمنے لشکر اسلام کی مدد کی اتنی بڑی یلاز دکی جہاد مین کسقدر کذکی شکر ہی کہ وہ نمک حرام واصل جہنم ہوا جسنے اپنے ولی نعمت کے قتل کا ارادہ کیا تھا بس اب چلو ملکہ عالم بہت مشتاق ہین خوشحال کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا سرداروں سے بغلگیر ہوا غرض سب صاحب باعزاز تمام اس خورش انجام کو مع ہمراہیان خوشحال داخل بارگاہ آسمان جاہ

ہوئے خوشحال جادو نے بڑھکر پایۂ تخت ملکہ مہرخ سحرچشم کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ کیا بندہ نوازی فرمائی دولت کونین ہاتھ آئی مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را گاہے بہ نگاہے ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ سے خوشحال جادو کو و دیگر سرداران ہمراہی کو مخلع کیا فوج خوشحال کو انعام بیکران عنایت ہوا ایک بارگاہ کلان استادہ کرادی حکم ہوا کہ اپنے لشکر کو لے کر بعیش و عشرت فروکش ہو اب نہ مشوش ہو زخم دوزی کی اپنی مع ہمراہیون کے تدبیر کرو جس شی کی ضرورت ہو خزانۂ شہنشاہی سے منگوا لینا حجاب کو کام نہ فرمانا خوشحال جادو دعائین دیتا ہوا جاکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا ساتھ والون سے کہا دیکھا یارو خیرخواہی مین کیا شرف حاصل ہوا اہل اسلام فلک اساس قدرشناس بہادر دوست ہین انسے سب طرح کی امید ہی یہان ملکہ مہرخ سحرچشم نے سب سردارون کی زخم دوزی کا سامان کیا خواجہ عمرو ایک کرسی پر جلوہ فرما ہین خوشی مین آکے بالحان داؤدی یہ اشعار آبدار شکر پھر خالق بے نیاز رب کارساز مین زبان پر جاری کیے نظم

تو وہ خورشید ہی گردون یکتائی و وحدت کا
دو عالم ایک مطلع ہی ترے دیوان قدرت کا

عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا
مجھے منظور ہی احسان لینا تیری رحمت کا

ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے رہین ساقی
رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا

کرونگا روز پرسش عرض گستاخانہ اتنی تو
گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا

تو وہ ہی نخلبند گلشن ایجاد ای صانع
ریاض دہر گلدستہ ہی تیرے باغ صنعت کا

کرے گا حشر مین ہم عاصیون کو سرخ رو تو ہی
ترے محبوب نے بیڑا اُٹھایا ہی شفاعت کا

ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین
ہر اک شمشاد پر عالم ہی انگشت شہادت کا

ملی نعمت سعادت کی ترے در کی گدائی سے
ہما بھی اک مگس ران ہی مرے خوان قناعت کا

تجھی کو صورت آباد جہان مین جلوہ گر دیکھا
خلل انداز وحدت کب ہوا آئینہ کثرت کا

وہ مجرم ہون کرون گا غسل جب آب خجالت سے
تری رحمت بدلوا دیگی جامہ گرد ذلت کا

نہین جائے پناہ اسد مرکہین جز گوشۂ رحمت
ہوا اعلام جاری جسگھڑی تیری عدالت کا

سیہ کاری سے اب تاریک سارا خانۂ دل ہی
چراغ داغ روشن اسمین کر اپنی محبت کا

تصور پردہ پوشی کا تری کرتا ہی بے پردہ
خیال آتا ہی جب رسوائی روز ندامت کا

ہماری حاجتوں سے ہمکو بڑھ بڑھکر دیا ہر دم	ادا ے شکر کیجے آپ کی کس کس عنایت کا

ان اشعار حمد الٰہی کو سُنکر تمام سرداران نامی وساحران گرامی وجد کر رہے ہین دم یکتائی پروردگار کا بھر رہے ہین بہ عنایت پروردگار بلا حجت وتکرار مصروف عیش ونشاط ہین مگر اب ذکر سنیے افراسیاب خانہ خراب کا کہ پردۂ ظلمات سے واپس ہو کر باغ سیب مین آیا کنیزان ماہرو و نازنینان خوشرو پہلو مین اس بدخو کے آکر بیٹھین کارگزاران سلطنت ومشیران اُسنے پوچھا کہ کچھ احوال دریافت ہوا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نے لڑائی مین کیا کیا اُنھون نے عرض کی حضور نے تو آج تیسرے روز نزول اجلال وورود اقبال فرمایا ہی اتنی خبر ملی تھی کہ دو شبانہ روز تلوار چلی ہنگامہ سحر وساحری گرم رہا یہ بھی سُنا تھا کہ صمصام نے اُسی نیچے سے ملکہ بُران شمشیر زن کو مارا عین گرمی جنگ مین للکارا کل شب تک تو یہی مشہور تھا کہ شہنشاہ کے خیرخواہ غالب آئے ہین مسلمان بہت گھبرائے ہین آج کی کیفیت نہین معلوم یقین ہی کہ ملکہ حیرت جادو نے سب کو گرفتار کر لیا ہوگا شہنشاہ جادوان افراسیاب بے ایمان نے یہ سُنکر قصد کیا کہ طائران سحر کو پر اے خبر روانہ کرون یا کتاب سامری دیکھون کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک پتلہ فولادی ملکہ حیرت جادو کو پنجے مین دبائے ہوئے لیکر حاضر ہوا اسلنے افراسیاب خانہ خراب کے ملکہ حیرت جادو کو رکھدیا اور عرض کی اے شہنشاہ سامری وجمشید نے بڑی خیر کی مسلمان ملکہ عالم کو مارے ڈالتے تھے بیچ میدان کارزار مین بیہوش پڑی تھین اور حلقہائے کمند گلو سے تا زک مین پڑے تھے غلام وقت پر پہونچا ملکہ عالم کو اُٹھا لایا یہ کہکر پتلہ تو غائب ہوا افراسیاب نے ملکہ حیرت جادو کو عجب خرابی مین پایا سر پر زخم کاری دوپٹہ سر پر نہ اردو گرتی آب رواں کی ٹکڑے ٹکڑے سر اُٹھاکر ملکہ حیرت جادو کا زانو پر رکھ لیا پانی کا چھینٹا دیا حلقہائے کمند گلے سے کھولے غصے مین تاج زمین پر دے مارا سر پیٹنے لگا یکایک ملکہ حیرت جادو نے آنکھین کھولین سر اپنا زانو پر افراسیاب کے پایا اُٹھکر ایک دوہتڑا افراسیاب کی پشت پر مارا کہا حضور نے دشمنون مین تنہا چھوڑ دیا بالکل میری خبر نہ لی اگر مسلمان مجھکو قتل کر ڈالتے تو آپ خوش ہوتے افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم مفصل حال بیان کرو غصے کو کام نہ فرماؤ مین نے سُنا صمصام نے ملکہ بُران شمشیر زن کو قتل کیا خوب کوکب کو داغ دیا ملکہ حیرت جادو

ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ شور گریہ و زاری در باغ سیب پر بلند ہوا دیکھا کہ چند ملازمان صمصام لاشہ اُسکا چارپائی پر ڈالے ہوئے فریاد و الغیاث کرتے ہوئے سامنے افراسیاب کے آئے افراسیاب نے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہی ملازمان صمصام نے سر پیٹ کر عرض کیا صمصام مارا گیا اس زور و شور سے لڑا تھا کہ خون کا دریا بہا دیا ملکہ بُران کو ٹوک کر مارا اگر مسلمانون کا خدا بڑا زبردست معلوم ہوتا ہی اُسی وقت ملکہ بُران شمشیر زن کو زندہ کیا جو مر گئی تھی اُسنے اِسکے زندے کو مردہ کیا ساتھ والے بھی ہزارون مسلمانون کے شریک ہو گئے ایسی لڑائی بگڑی کہ غلامون نے بمشکل لاشہ اس کشتہ یاس کا اُٹھایا آخر یہان تک پہونچایا اب ہم لوگ کہان جائین اپنے قدردان صمصام کو کہان پائین افراسیاب نے غصے مین آکر ملکہ حیرت جادو سے پوچھا کہ اے ملکۂ عالم یہ چیستان کرو یہ پہیلی مین نہین سمجھا ملکہ حیرت نے کہا صاحب حقیقت مین میرے سامنے ملکہ بُران کو قتل کیا تھا ملکہ مجلس وغیرہ جان دینے پر آمادہ تھین پھر یہ دیکھا کہ نعرہ بُران شمشیر زن ہوا مجھسے لڑائی ہوئی مین نے زخمی کیا خواجہ عمرو نے مجھکو بصورت صنعت سحر ساز بیہوش کیا اُسوقت تک صمصام زندہ تھا مین بھی اچھی طرح نہین سمجھی کہ یہ کیا معرکہ تھا اب زیادہ تقریر سے میرا سر دُکھتا ہے کتاب سامری مین ملاحظہ فرمائیے افراسیاب نے کتاب سامری کو اُٹھایا ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب کتاب پڑھتے ہی غصے مین تھر تھر کانپنے لگا گویا بخار جاڑے کا چڑھ آیا ملکہ حیرت جادو نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے جواب دیا اے ملکہ حیرت جادو اس ساربان زادے نے تو ناک مین دم کیا ہی مگر واہ رے عیار بلائے روزگار تمکو کیا معلوم ہی کہ ملکہ بجان کہان تھی ساربان زادے کی زنبیل مین نہان تھی ایک ساحرہ نہین معلوم کہان کی رہنے والی کو بصورت ملکہ بُران بنا کر میدان کارزار مین بھیجدیا تھا نہ تمکو سوجھا اور صمصام تو بالکل اُلو کا پٹھا تھا وہ کیا جانتا کیونکر پہچانتا بس اس فریب مین صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش مارا گیا افسوس یہ ہی کہ مین ناحق بدنام ہوا ایک حقیر کی خوشامد کرنی پڑی صمصام ایسے لاکھون غلام میرے پڑے ہین مگر اے حیرت عمرو کی قضا بھی آگئی آج ضرور مار ڈالونگا لو ابھی جاتا ہون کان پکڑ کر لاتا ہون دیکھون تو بی ملکہ مہرخ و بہار کیونکر روکتی ہین کس طرح مابدولت کو ٹوکتی ہین یہ کہکر افراسیاب اُٹھنے لگا بڑے بڑے جادوگر قہار جادو مقہور آتش خوار نہنگ بلا کردار فیلان سوار ببران مارگیر

ما بران سیاہ رد وغیرہ ہان ہان کرتے ہوے اُٹھے عرض کی ای شہریار غلامان جانباز حاضر ہین کیا ہم سب اس کام مین قاصر ہین جو ارشاد ہوا ابھی بجا لائین جا کے ملکہ مہرخ وغیرہ کو تباہ کرین ایک باغی سرکار دولتمدار کو پردۂ دنیا پر باقی نہ رکھین حکم ہو زندہ گرفتار کر کے لائین اگر اجازت ہو پھونک دین جلا دین خاک مین ملا دین اور ساربان زادے کی کیا حقیقت ہی ابھی چشم زدن مین لاتے ہین جب مہرخ و بہار کے قتل پر غلام آمادہ ہین کیا عیار اُنسے لیاقت مین زیادہ ہین افراسیاب خانہ خراب نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا یارو تم عمرو کو نگاہ حقارت سے دیکھتے ہو تم اُسکے مرتبے کو نہین جانتے ہو خداوند لقا کا پیارا بندہ ہی اُسکو عہدۂ ملک الموت کا خداوند لقا نے دیا ہی نام لقا کا سُنکر ملکہ حیرت جادو کو غصہ آیا کہا شہنشاہ اُس منحوس دیوث کا نام نہ لیجیے جس دن سے ہماری اقلیم مین آیا تباہ و برباد کر دیا دوست دشمن ہو گئے راہبر رہزن ہو گئے افراسیاب نے کہا ملکہ چپ رہو یہی باعث بربادی طلسم ہی خداوند لقا کو سب طرح کی خبر ہوتی ہی اب اِسوقت اُنکو تمھارا یہ کلمۂ ناشایستہ دریافت ہوا ہوگا سُنتا ہون ہر وقت مقدمات طلسم ہوشربا مین گوش برآواز رہتے ہین سب چیزین اُنکے قبضے مین ہین ہوا نے ابھی اُنکے کان تک آواز پہونچائی ہوگی توبہ کرو کان پکڑو خبردار کبھی ایسے کلمے واہیات اُنکی شان مین نہ کہنا جو مزاج مین آتا ہی وہ کرتے ہین کسی کو مشیت خداوندی مین کیا دخل ہی اصل تو یہ ہی کہ خود خطاوار ہون مقدمات سلطنت سے مجبور و ناچار ہون کئی سال اُنکو ہماری عملداری مین آئے ہوے گذرے ایک دن بھی براے قدم بوسی نہ جا سکا اسی وجہ سے قدرت کو غصہ ہی ملکہ حیرت جادو نے یہ سُنکر سر جھکا لیا مگر سفاک نیلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اُٹھا عرض کیا آپ دوسرا جام شراب نوش فرمائین غلام جاتا ہی عمرو کو ابھی گرفتار کر کے لاتا ہی ہرچند افراسیاب نے منع کیا اُسنے نہ مانا روانہ ہوا کر کے چلا یہان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کسی کار ضروری کو بیرون بارگاہ آئے ہین مہتر برق فرنگی و چالاک بن عمرو یہ دونون ساتھ ہین خواجہ عمرو نے کہا ای برق و چالاک مین کوتوالی چبوترے پر ٹھہرتا ہون تم ذرا تابہ لشکر ملکہ حیرت جادو جاؤ خبر تو لاؤ یقین ہی کوئی ساحر زبردست اور آیا ہوگا مفصل خبر دریافت کرنا اور ای نور نظر مین نے دربار مین ذکر نہین کیا سردار گھبرا جائینگے زمانہ قتل اسد غازی بہت قریب ہی ابھی تک کوئی صورت نہین نکلی کدھر جاؤن کیا تدبیر کرون ہاے

اُس شیر کو کیونکر چھوڑاوُن برق نے کہا اُستاد جان اپنی دینگے انشاء اللہ تعالے اُس شیر بیشۂ جراٗت کو کسی طرح قتل ہونے دینگے عمرو نے کہا افراسیاب بڑا زبردست ہی بہت مشکل ہی کہ کوئی شخص تابہ گنبد نور پہونچے اور اسد شیر دل کو رہا کرے جب کوکب روشنضمیر ایسا عذر کرے کہ مین بمقدمۂ رہائی اسد شیر دل مجبور و ناچار ہون پھر مین سواے خدا کے کسکا بھروسا کرون سحر مین اور کیسکی کیا لیاقت ہی اگر دعوی کرے تو حماقت ہی یہ سنکر دونون عیار خدمت خواجہ عمرو سے جدا ہوے عمرو زیر چبوترہ کوتوالی آیا بخوبی ٹھہرنے نہ پایا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم سفاک نیلی پوش جادو مصاحب شہنشاہ افراسیاب او سارہ بان زادے خبردار کہان جاتا ہی مین آپہونچا خواجہ عمرو نے سر اُٹھایا دیکھا تو قریب پہونچ چکا ہی عمرو نے قصد کیا جست کر کے نکل جاؤن اِس ظالم سفاک سے جان بچاؤن مگر اُسنے ایک گولہ مارا کئی جادوگر جو قریب عمرو کے تھے سر اُنکے پھٹ گئے تڑپ کے گرے خواجہ عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے فوراً اسفاک نیلی پوش کڑک کر گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا لشکر مین غلغلہ پڑا کوئی جادوگر آیا تھا خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہی جب تک دوڑین وہ بلند ہوکر غائب ہوا چالاک و برق کنارے پر لشکر اسلام کے پہونچے تھے ہنگامہ سُنکر پلٹے آگے دیکھا کہین جادوگر مرے پڑے ہین کچھ سر پیٹ رہے ہین بڑے بڑے سردار خیمون سے نکل آئے ہین تیغ و ناریخ وغیرہ ہاتھون مین لیے قصد کر رہے ہین کہ تعاقب مین جائین جس طرح بنے عمرو کو چھڑائین برق و چالاک نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین جب تک ہم واپس نہ آئین کوئی صاحب یہانسے قدم نہ بڑھائین ابھی ایک معرکہ عبرت خیز حیرت انگیز گذر چکا ہی خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا افراسیاب خانہ خراب دشمن سب کا ہو رہا ہی آج باغ سیب ماتم سرا ہوگا صمصام مارا گیا ملکہ حیرت جادو کو ذلت ہوئی معلوم ہوتا ہی اُسنے کسی کو بھیجا ہی والد نامدار کو سرباز ار قابو پاکر لیگیا مگر کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے کیا چین پائیگا آپ لوگون کے جانے سے کوئی نہ کوئی آفت برپا ہو جائیگی پھر ہمارے بنائے کوئی تدبیر نہ بن آئیگی یہ سُنکر بہت سردارون نے سر جھکا لیے کہا مرشد زادے ہمارے ہوش درست نہین ہین خواجہ کا ایک لمحہ لشکر مین نہونا باعث انتشار ہی اگر ہم سب قید ہو جاتے اور خواجہ چھوٹے رہین امید قوی ہوگی کہ اب ہمارے سر پرست آتے ہونگے رہا کر کے لے جائینگے ہاتھ سے دشمن کے بچائینگے اُنکی گرفتاری بڑا غضب ہی سبھون کے دلون پر اندوہ و تعب ہی الغرض

چالاک نے سب کو سمجھا کر ٹھہرایا ایک جانب چالاک گیا برق تڑپ کر ایک طرف چلا یہان سے حال بیان کیا جاتا ہی سفاک نیلی پوش کا کہ یہ ملعون خواجہ کو پنجے مین دبائے ہوے اُڑا ہوا جاتا ہی پیچھے پھر پھر کر دیکھتا ہوا کہ مہرخ سحر چشم و بہار وغیرہ تعاقب کرینگی یہ سارہ بان زادہ سارے لشکر کی جان ہی ہر کہ ومہ پر اسکا احسان ہی کوہ و دشت و بیابان کو طی کرتا ہوا اتنا بلند جاتا ہی کہ مرغ نظر وہانتک نہ پہونچے دس بارہ کوس راستہ طی کر چکا ہی دور سے ایک کوہ فلک شکوہ نظر آیا چارسمت اُس کوہ کے گلہاے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون چشمہ ہاے صاف و شیرین جاری باغبان ازل کی قدرت کی چارسمت گلکاری طائران نغمہ سرا چہچہہ زن گل خودرو سے دامن کوہ رشک گلشن جابجا کبک خوش رفتار خرامان کہین طاؤس رقصان بر سر کوہ ہزارہا نخلہاے میوہ دار بار اثمار سے شاخین جھوم رہی ہین یاد صنعت باغبان قضا و قدر مین زمین ادب چوم رہی ہین مگر اُس پہاڑ پر سناٹا ہی یقین ہوا کہ کبھی اس مقام پر انسان کا گذر ہوا ہوگا قریب سے کوہ کے چاہا بلند ہو کے نکل جاؤن یکایک کان مین آواز آئی یا سامری یا جمشید سر اُٹھا کر جو دیکھا بر سر کوہ ایک مہنت بھبھوت چہرے پر ملے آنکھین سُرخ مثل جام شراب گلگون جٹائین خاکستری مثل موج دریا کے پیچ و خم صورت مہیب بشکل عجیب ایک کردھنی زنجیر کی مثل مار سیاہ کمر مین لپٹی ہوئی ایک لنگوٹی جس سے موے زہار نکلے ہوئے بغل کے بال بڑے بڑے اُن موے سیاہ سے قطرے پسینے کے ٹپک رہے ہین یا ماران سیاہ زہر اُگل رہے ہین دھونی آگے لگی ہوئی لکڑی کندون کا انبار ایک سمت مورت ٹھاکر جی کی رکھی ہوئی اُسکی بلندی پر ایک گھڑا پانی کا اُسمین قلیل سا سوراخ نہ بہت کم نہ زیادہ فراخ سر پر ٹھاکر جی کے ایک ایک قطرہ پانی کا گر رہا ہی ایک سمت چمن گیندے کے زرد زرد پھول اُنپر عجیب رنگ کی بہار وہ چمن زعفران زار جسکے دیکھنے سے ہنسی آئے دل باغ باغ ہو جائے ایک جانب لینی چلم گانجا پینے کی اوندھی رکھی ہوئی ہی ہاتھ مین پوتھی کبھی بھجن سامری کے گاتا ہی کبھی یا جمشید کہکر کھڑا ہو جاتا ہی جب نعرہ مارتا ہی پہاڑ تھراتا ہی کبھی دوڑ کر گانجے کی چلم اُٹھاتا ہی ہتیلی پر گانجا ملکر چلم مین جماتا ہی اس زور سے دم لگاتا ہی کہ ہاتھ بھر لو بلند ہو جاتی ہی سفاک نے دور سے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا مبہوت ہو گیا دل سے کہتا ہی یہ بندگان خاص سامری و جمشید مین یہ گوشۂ تنہائی پسند آیا ہی سامری و جمشید نے اپنی قدرت سے

ایسے مقام خوفناک پر کیا سامان عیش مہیا فرمایا ہی ای سفاک نیلی پوش اس مقام پر خسرو سامری
و جمشید کا گذر ہوتا ہوگا عجب مقام مسرت افزا ہی ہم بڑے خوش نصیب ہین اکثر قریب سے اسنا
پہاڑ کے گذرے مگر مہنت صاحب کو کبھی نہ دیکھا آج جو اس مسلمان کو گرفتار کیا پردے آنکھون
سے اُٹھ گئے ایسے مقبول لوگ نظر آئے انکی خدمتگزاری واجب و لازم ہی انھین ایسے بندگان
خاص کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہین یہ سوچکر ایک گوشے مین اُترا خواجہ عمرو کو مسحور سحر
کرکے ایک تختۂ سنگ پر ڈالدیا خداوندون کے نام لیتا ہوا سامنے مہنت صاحب کے آیا
دور سے پالاگن کی سجدے کے لیے جھکا مہنت نے بقہر و غضب آواز دی او بے ادب کہان
آتا ہی یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی اگر ہمارے قریب آئیگا آتش
قہر سے ہمارے دو سو خداوندون کے جل جائیگا سفاک نے گڑگڑا کے دانت نکالدیے اور کہا
گسنیان واسطے درشن کے آیا ہون خداوند سامری کا بندۂ خاص یعنی افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوش ربا کا نمک خوار ہون ایک نگاہ لطف کا امیدوار ہون مہنت نے غصے سے جوابدیا
ارے تونے ہمکو کیونکر دیکھا شاید تجھسے کوئی کار نیک ہوا کیا کسی ملیچھ کو تونے قتل کیا ہی کسوجہ سے
تیری آنکھون سے پردہ حجاب کا اُٹھ گیا ہی ہم کئی سو برس سے یہان رہتے ہین طائران صحرا تک
کی ہم پر نگاہ نہین پڑتی ہم قصر پردۂ حجاب قدرت سامری کے رہنے والے ہین سامان قدرت
سامری کے نرالے ہین یہ سُنکر سفاک خوشی سے پھول گیا زمین پر سجدے کرنے لگا کہا ای مقبول
بارگاہ سامری آپ پر سب کچھ روشن ہی بیشک مین نے آج اُس شخص کو گرفتار کیا ہی کہ جسنے روح
سامری و جمشید کو صدمۂ عظیم دیا ہی ہزارون ساحر مارے بتکدے کھود ڈالے قاتل دنامہ
دشمن عیار سرکش مکار و غدار قاتل کفار قدرت کا گنہگار مغضوب بارگاہ سامری عمرو بن
امیہ ضمری ابھی اُسکو گرفتار کیا ہی اُسکو بخدمت افراسیاب لیے جاتا تھا کہ آپ کے جمال باکمال
کو دیکھا واسطے زیارت کے حاضر ہوا مہنت قہقہہ مارکر ہنسا پکار کے آواز دی واہ بے سامری
کیا کیا قدرت دکھاتا ہی کبھی ہمکو ظاہر کرتا ہی کبھی چھپاتا ہی یہ کہکر دیر تک مہنت ہنسا کیا جب ہنسنے
سے فراغت پائی ابروون پہ بل پڑا غصے مین سونٹا اُٹھایا کہا کیون او احمق نابینا جسکے گرفتار
کرنے سے تجکو یہ مرتبہ ملا اگر اسکو قتل کرتا تو کیا شرف پاتا جیتے جی بیکنٹھ جاتا دیکھ اس پوتھی مین بھی

اُس ساربان زادے کی بُرائیان لکھی ہین جلد اس ساربان زادے کو میرے سامنے لاہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین تجکو دربار مین سامری و جمشید کے پہونچا دین یہ سنتے ہی سفاک نیلی پوش باغ باغ ہوگیا دست بستہ عرض کی ای مقبول بارگاہ سامری ایسا نہو شہنشاہ افراسیاب کے خلاف ہو مہنت نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی کہا اسی وجہ سے سلطنت مین افراسیاب کی خلل پڑا ہی اپنے نوکرون کے ہاتھ سے جوتیان کہاتا ہی شکست پر شکست اُٹھاتا ہی بموجب شعر سعدی دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ٭ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ٭ او نادان دشمن کو حقیر سمجھنا جب قبضے مین آگیا مہلت دینا اپنے سر پر بلا لینا ہی عقلمندون کا یہ کام نہین ہی سفاک نے کہا سامری و جمشید نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ جہان عمرو کا خون گرے گا وہ زمین آباد نہوگی رعایا دلشاد نہوگی اور یہ بھی لکھا ہی کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی یہ سُنکر مہنت غصے مین ایسا چیخا کہ پہاڑ تھرا گیا اور سونٹا زمین سے اُٹھایا ایک چوتڑون پر سفاک کے مار کہا او بیحیا مضمون کتاب تو صادق آیا کسی ساحر کے ہاتھ سے حقیقت مین قضا نہین ہی قدرت خود اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے ہمکو کیا سمجھا ہی ہم سامری کے باپ ہین افراسیاب کے مطیع آپ ہین دیکھ پونے دو سو خداوند فرشتگان عذاب کو ساتھ ساتھ لیکر آ پہونچے جلدی پلٹ سجدے مین سر جھکا ورنہ جلکر خاک ہو جائیگا نرک کنڈ مین پھینکد یا جائیگا ہمیشہ آگ مین جلتا رہیگا جہنم کے آگ کی جفا سہے گا یہ جو مہنت نے بقہر و غضب کہا اور چوتڑون پر سونٹا بھی پڑا یا خداوند کہکر پلٹا کہ دیکھون سامری و جمشید کیونکر آتے ہین آج مجکو اپنا جلوہ دکھاتے ہین سفاک کا پلٹنا تھا ذرا مُنھ پھیرا کہ پہلو سے نعرہ ہوا او بیحیا منم صاحب بغدۂ گران نظر کردۂ بزرگان شیر بیشۂ عیاری و ہنر بر دشت طراری افسر سرہنگان مہتر قران نعرۂ مہتر قران

سریع السیر چون بادبہاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہ میدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ژیانم

یہ کہکر بغدہ مارا انکے بغدے کا دستور ہی اگر سیدھا پڑا ٹانگون سے گذر گیا اور اگر اُلٹا پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے اُسوقت جلدی مین اُلٹے سیدھے کا کسکو خیال تھا اپنے اُستاد کے گرفتار ہونے کا ملال تھا اس زور سے سر پر سفاک بیباک کے پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ہائے کہکر زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے واصل جہنم ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی مارا

مجکو کہ سفاک جادو نام تھا حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا اُدھر خواجہ عمرو جو سایے مین نخل کے مسحور پڑے تھے آنکھین کھلی تھین ہاتھ پانُون بیکار تھے زندگی سے بیزار تھے بالکل مجبور و ناچار تھے نعرۂ قران کی آواز سنتے ہی ہاتھ پانُون مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت آئی آواز سُنکر دوڑے آکے دیکھا لاشہ سفاک کا سرد ہوا ہی ضرب سے بغدون کی گرد برد ہوا ہی مہتر قران نے سلام کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگا لیا کہا تیرا مرتبہ سب عیارون سے بہتر ہی تو حقیقت مین جان بخش عمرو ہی بیٹا یہان کیونکر پہونچے مہتر قران نے کہا اُستاد مجکو تو آپ کے گرفتار ہونے کی خبر بھی نہ تھی آپ کو بارگاہ مین چھوڑکر آیا تھا بہ عیش و راحت یہان فکر مین افراسیاب خانہ خراب کی آکے بیٹھا تھا حسرت پر اسد غازی کے دل ٹکڑے ہوتا ہی مصیبت پر اُس شیر بیشۂ جرأت کے ہر خرد و کلان روتا ہی دل مین یہ تھا کہ اگر وہ ملعون اُدھر سے گذرے اور ہمارے دام مکر مین پھنسے تو ایک ہی بغدہ مارون کہ ملعون کا سر پھٹ جائے خواجہ عمرو نے کہا کہ بیٹا ایسا غضب نہ کرنا اُسکے سامنے جرأت کا دم نہ بھرنا وہ طلسم بندہی ہر کاہن و رمال و پنڈت ستارہ شناسان بلند مین و کاملان خوش آئین نے تحریر کیا ہی کہ تا زمانیکہ طلسم کشا لوح نہ حاصل کرے گا حجرۂ ہفت بلا و اے قتل ہون در بند طلسم نہ ٹوٹین اُسوقت تک افراسیاب خانہ خراب قتل نہین ہو سکتا مہتر قران نے سر جھکا لیا خواجہ عمرو نے لباس سفاک کا اُتار لیا لاشہ اُس ناہنجار کا برہنہ چھوڑ دیا کوہ سے کودکر مہتر قران ایک جانب گئے خواجہ عمرو داخل لشکر اسلام ہوئے یہان آکر دیکھا ہنگامہ برپا ہی ہر خرد و کلان غم مین خواجہ کے بیتاب مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار اُمنڈ آئین کہ لشکر لیکر فوج کفار پر جا پڑین کوئی کہتا ہی کہ خواجہ عمرو کو کہان تلاش کرین برق و چالاک دوڑتے پھرتے ہین آنکھون سے اشک حسرت گر رہے ہین عمرو کو دیکھکر سب دوڑے خوشی خوشی ساتھ لیکر بصد کر و فر بارگاہ آسمان جاہ مین آئے خواجہ کرسی پر جلوہ فرما ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا خواجہ اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر رہائی پائی خواجہ عمرو نے مہتر قران کا حال بیان کیا اور کہا ملکہ عالم خدا نے بڑی خیر کی مہتر قران کا ارادہ تھا کہ اگر افراسیاب آئے تو اُس خانہ خراب پر حملہ کرون وہ اسد شیر دل کے واسطے بہت بیقرار ہی زمانہ قتل اسد بہت قریب ہی افسوس ہی کہ ابتک کوئی صورت نہ پیدا ہوئی

دیکھیے فلک کیا دکھلاتا ہی اس کلام حسرت انجام خواجہ عمرو سے شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر سردار دردمند ہوا یہ اشعار حسرت آمیز و عبرت خیز زبان پر خواجہ عمرو کے جاری ہوے اشعار

بنا کرینگے ہم اک انجمن زمین کے تلے
گئے ہزاروں ہی غنچہ دہن زمین کے تلے
گئے وہ دن کہ پہاڑ اُسنے کھود کر پھینکے
کہ سیل اشک ہی اک موج زن زمین کے تلے
قلق کو بات کا تیری فراہمین بھولا
کہ مجتمع ہین سب اہل وطن زمین کے تلے
عدم ہی کوچ کی جا اور دہر منزل گاہ
پڑا ہی خاک مین اب کوہکن زمین کے تلے
سر غرور اُٹھاؤ نہ سرکشو اتنا
رہیگا حشر تلک ہم سخن زمین کے تلے
کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے
مسافروں کے لیے ہی وطن زمین کے تلے
یہ کسکے کشتۂ غم بعد مرگ روتے ہین
ملیگا خاک مین سب بانکپن زمین کے تلے

ان اشعار آبدار کو سُنکر اور زیادہ سب بیقرار ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا خواجہ کیون دل دکھاتے ہو ہم سب آپ کے ساتھ جان دینگے روز قتل اسد غازی سر ہتیلی پر رکھکر جا پڑینگے انشاء اللہ ایسا کشت و خون ہوگا کہ افراسیاب خانہ خراب بھی عمر بھر یاد کرے گا ہر ایک رہنے والا طلسم ہوش ربا کا فریاد کرے گا اور خواجہ اصل یہ ہی کہ ہم سب مجبور و ناچار ہین گنبد نور رنگ نہین جا سکتے سحر مین افراسیاب کے نہین زبان ہلا سکتے اور شباب مہ جبین کا ہر وقت یاد آتا ہی قلب تھراتا ہی کہ اُس پابند سلسلۂ محبت و آشفتۂ وادی مودت پر اُس قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی جیتی ہوگی نہ مرتی ہوگی مگر خواجہ وہ عاشق صادق ہی یار موافق ہی مین نے سُنا ہی کہ اکثر افراسیاب قید خانے مین گیا اور اپنی دختر بلند اختر ملکہ مہ جبین الماس پوش سے کہا کہ تو عشق و محبت اسد غازی سے ہاتھ اُٹھا تو بہ کرمین تجکو رہا کرون وہی سلطنت حکومت عطا کرون اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ ناپیدا کنار مذاق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکہ مہ جبین خوشخو نے یہی جواب دیا کہ میرا اُس شیر دل کا ساتھ ہی اُس شہریار کا دامن ہی میرا ہاتھ ہی اُنکے ساتھ ہی تڑپ تڑپ کے مرجاؤن یہی لطف زندگی ہی افراسیاب ان کلمات محبت آیات پر بہت جھلاتا ہی مجبور ہوکے قید خانے سے چلا آتا ہی مگر اب سُنا ہی کہ حال اُسکا بہت ابتر ہی جان لبون پر ہی دیکھیے جامع المتفرقین احکم الحاکمین زندگی مین ہماری اُسکو ہم سے ملاتا ہی یا نہین عمرو نے رو کر کہا ای ملکہ اگر خدا نخواستہ اسد غازی قتل ہو گیا مین لشکر حمزہ مین مُنھ دکھلانے کے قابل نہ رہا یہ ملکہ زبیدۂ شیر گیر دختر امیر با توقیر کا نور نظر ہی صاحبقران کا نواسا ہی سب سے

اسکو بناز و نعم پرورش کیا ہی بیٹے اور پوتے صاحبقران کے بہت ہین مگر نواسا اور کوئی نہین ہی نہین معلوم ملکہ زبیدۂ شیر گیر کا کیا حال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوگا دوسری خرابی یہ درپیش ہی اسکا بڑا پس و پیش ہی کہ نور نگاہ صاحبقران شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن اسی طلسم مین قید ہوکر آیا ہی بخت سیاہ نے عجب روز سیاہ دکھایا ہی آج تک اُس شیر کا پتا نہین ملا کہ افراسیاب خانہ خراب نے کہان قید کیا وہ عنقاے صاحبقرانی کس قفس مین بند ہوا پس ہو سکتا ہی کہ یہ شیر دستیاب نہون اور مین بدنصیب جاکر اپنے آقاے نامدار مولاے قدر شناس کو روے سیاہ دکھاؤن مناسب تو یہ ہی کہ گلا کاٹ کر مر جاؤن ان باتون پر خواجہ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا وہ بارگاہ فلک اشتباہ اُسوقت صاف ماتم سرا تھا کسی کے ہوش درست نہ تھے یہان تو اسوقت بارگاہ ملکہ مہرخ سحر چشم مین ذکر اسد غازی و حال پُر ملال بدیع الزمان پر ماتم برپا ہی دو کلمے داستان افراسیاب خانہ خراب کے تحریر ہوتے ہین کہ باغ سیب مین سریر حکومت پر مغرور بیٹھا ہی سفاک نیلی پوش کو براے گرفتاری خواجہ عمرو بھیج چکا ہی ملکہ حیرت جادو نے سامان عیش و جشن مہیا کیا ہی ساقیان پری چہرہ جام مے ارغوانی بصد دلربائی بکرشمہ و رعنائی سامنے افراسیاب کے لائین ایک ایک حسین

نظم

مہ جبین عابد کش زاہد فریب
دیدا نبوہ پریزاد چند
بہر پابندی آزاد چند
ہر یکے را فن دل بردن یاد
ہمہ در صید دلہا استاد
ہر یک از گرمی انداز و ادا
کرد سامان قیامت برپا
طرہ چون بر رخ پُر نور کشاد
مہر تابان بہ تہ ابر افتاد
عکس رخسار چو اُفتاد در آب
شمع گردید فروزان تہ آب
عکس بر رو چو فتاد از حیرت
آب چون آئنہ شد بے حرکت
زلف را پیشہ بود دل شکنی
غمزہ را کیش بود راہزنی
ہمہ از حیلہ گری چشم سیاہ
ہمہ را برق درخشندہ نگاہ
ہمہ چون خیل پری جلوہ کنان
ہمہ غارت گر ہوش انسان
ہر یکے از ہنر سحر و فسون
روے آتش بفرات و جیحون

افراسیاب نشۂ شراب مین بدمست بیٹھا تھا پہلو مین ملکہ حیرت جادو ایسی نازنین خوش رو کہ جسکا اس اقلیم مین مثل نہین ہی خورشید جمال آنکھین رشک دیدۂ غزال بیت یہی اشارہ ہی اُن کالی کالی آنکھون کا ❊ شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین ❊ شاہزادیان قریب ملکہ حیرت

بصد صولت بناز و ادا گرداگرد اُس ماہ اوجِ حُسن و جمال کے یون نمایان ہین گویا ہجومِ سیارگان
قریب ماہِ تابان ہی یکایک ملکہ حیرت جادو نے کہا ای شہنشاہ عرصہ دراز ہوا سفاک نیلی پوش
برای گرفتاری خواجہ عمرو گیا تھا افراسیاب نے کہا وہ بلاے روزگار ہی علاوہ سحر و ساحری
کے بڑا مکار ہی وہ ضرور سارہ بان زادے کو لیکر آئیگا وہ دھوکا نہ کھائیگا ہنوز یہ کلام ناتمام تھا
کہ سامنے میز پر گلدستہ ساختۂ سحر سفاک رکھا تھا اُسمین آگ لگ گئی مثل شمع کافوری جلنے لگا
افراسیاب نے کہا غضب ہوا میرے رفیق خیر خواہ کو کسی نے مارا ملکہ حیرت جادو نے
کہا مین تو جانتی تھی کہ اُس موے مونڈی کاٹے کا لانا بہت دشوار ہی ایک ایک شاگرد عمرو کا
بلاے روزگار ہی نہین معلوم کس حیلے سے اُسکو قتل کیا خیر سمجھا جائیگا افراسیاب نے کہا ای
ملکہ حیرت جادو آج قیامت برپا کرونگا عمرو کو تو زندہ نچھوڑونگا اس وقت ایسا سردار مارا گیا
کہ بادولت کو صدمۂ عظیم پہونچا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار ٹیک کے اُٹھا زمین تھرائی رنگ
باغ دگرگون ہوا طائرون نے زمزمہ سرائی موقوف کی حیران حیران چہرے کو افراسیاب
کے دیکھتے ہین پرون کو کھولتے ہین اور رہ جاتے ہین غصے کو افراسیاب کے دیکھکر پرواز سے
قاصر ہین قصد کرتے ہین کہ شہنشاہ کو منع کرین مگر بول نہین سکتے اُڑنیکا ارادہ ہی پر کھول نہین سکتے
ہر نخل کو سخت مشکل ہی سرو پا بگل ہی روے گل متغیر چشمِ نرگس متحیر ہی سوسن کی زبان بند طفل غنچہ
بول نہین سکتا مثل طفل شیرخوار زبان کھول نہین سکتا ہر ایک نہر جوش مین ہی مگر بیکار تدبیر ہی
موجون سے پابہ زنجیر ہی چشمون نے حبابون سے آنکھین نکالین مگر مثل دیدۂ کور بے حرکت ہین
بینائی نہین زمین کو جنبش ہوئی بونڈے اُٹھے افراسیاب کے ساتھ چلنے کی کوشش ہوئی
اس زور و شور سے افراسیاب خانہ خراب اُٹھا گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا ہر چند
سردارون نے منع کیا نہ مانا تیغۂ سحر ہاتھ مین لیکر بارہ دری سے کودا اتنا تو سب نے دیکھا کہ
افراسیاب زمین پہ آیا ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور غائب ہو گیا محفل عیش و نشاط درہم و برہم
ہوئی محفل شراب و کباب مجلس ماتم ہوئی یہان تو باغ مین یہ رنگ ہی وہان بارگاہ ملکہ مہرخ
مین قید اسد غازی کا چرچا ہی ہر ایک سردار رو رہا ہی خواجہ عمرو نے سب کو سمجھایا مہرخ
وغیرہ کو گلے لگایا کہا صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو وہ مالک بے نیاز ہی خالق کارساز ہی کوئی

سبب پیدا کریگا اتنا خوب یقین ہی جب تک طلسم ہوشربا نہین فتح ہوتا اسد غازی کو کوئی
نہین قتل کرسکتا ای ملکہ مہرخ جب دربار مین صاحبقران کے یہ ذکر ہوا تھا کہ برا ے رہائی
شہزادۂ بدیع الزمان کون جائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کہ علم رمل مین طاق ہین مثل اپنے
والد نامدار کے شہرۂ آفاق ہین اُنھون نے حکم لگایا کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہی
یہ ضرور جاکر فتح کریگا اس حکم پر اسد غازی کا آنا ہوا ورنہ برادران بدیع الزمان صف شکن
تیغ زن فنون سپاہ گری مین یگانہ جرأت و شوکت مین یکتاے زمانہ موجود تھے ایک ایک
کو اشتیاق تھا کہ اپنے بھائی کو رہا کرنے جائین علاوہ بھائیون کے شاہزادۂ بدیع الزمان کا
نور نظر نامی و نامور یعنی گل گلزار خلیل الرحمٰن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ
زہرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر؛ شہ
ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر؛ نہایت صاحب جرأت و لیاقت ہی بہت سے طلسمن
فتح کیے ہین وہ جان دینے پر آمادہ تھے کہ اپنے باپ کی رہائی کو مین جاؤن مگر حکم سے خواجہ زادو
کے سبب ناچار ہوئے ورنہ اسد غازی کا آنا کون منظور کرتا تھا ہر ایک اُسکی محبت کا دم
بھرتا تھا کیونکر کہون کہ بدون فتح طلسم ہوش ربا وہ شیر بیشۂ وغا قتل ہوجائیگا ان باتون سے
عمرو کی سردارون کو کسی قدر تسکین ہوئی ہی اپنے اپنے مقام پر آکے بیٹھے ہین خواجہ کرسی پر سر
جھکائے ہوئے یاد اسد نوجوان مین صورت آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان اندوہگین جلوہ گر
ہین کہ ملکہ بہار جادو نے کہا آج کئی روز سے ملکہ مخمور سُرخ چشم کا پتا نہین ہی اس لڑائی مین
بھی نہ تھین نہین معلوم کہ کہان گئین ملکہ مخمور کی وزیرزادی ملکہ مدہوش جادو کو بلاؤ اُنسے
دریافت کرو خواجہ عمرو کو بھی یہ سُنکر ملکہ مخمور کا خیال آیا مدہوش وزیرزادی کو طلب کیا اُس
سے پوچھا کہ ملکہ مخمور کہان ہین مدہوش نے اول حیلہ و حوالہ کیا مگر خواجہ عمرو نے غصے سے آنکھ
ڈالی کہا مجھسے کیون چھپاتی ہی یہان کوئی اُسکا دشمن بیٹھا ہی تب مدہوش نے کہا خواجہ کئی روز کا
زمانہ گذرا کہ ملکہ مخمور سُرخ چشم نے خواب پریشان دیکھا روتی ہوئی اُٹھین کسی طرح اُنکے دل کو
قرار نہ آتا تھا کنیز ہمیشہ سے اُنکی رازدار ہی اُنکے شمع رخسار کا پروانہ ہی جب مین نے بمحبت پوچھا
تو رو کر فرمایا کہ مین نے شاہزادۂ نور الدہر کو عالم خواب مین دیکھا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپتا ہی

ای مدہوش مجکو آرام نہ آئے گا دل بیتاب پسلیون کو توڑ کے نکل جائیگا طائر روح قفس جسم مین گھبراتا ہی صدمۂ فراق سے غش چلا آتا ہی سواے شربت دیدار کوئی علاج نہین ہی دل بہت اندوہگین ہی مین طرف کوہ عقیق کے جاتی ہون فقط ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی مگر ای مدہوش جہانتک ہوسکے اس راز کو چھپانا پس حضور وہ نور الدہر کو دیکھنے گئی ہین خواجہ عمرو نے کہا اور زیادہ تردد تھا ایسا نہو کہ اُسپر بھی کوئی اُفتاد پڑے خدا اُسکو خیر و عافیت سے یہان پہونچاے وہ کسی بلا مین نہ پھنس جائے مگر ملکہ بہار گلعذار نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آتش عشق کا کانون سینے مین چھپانا بہت دشوار ہی صاحبان ربط و ضبط جان دیتے ہین اپنا خون اپنی گردن پہ لیتے ہین کم ظرف اُبلتے ہین مجنون کے بھل چلتے ہین مین کچھ بُرا حضور کو نہین کہتی ہون آمد سخن مین یہ فقرہ زبان سے نکل گیا کئی روز سے مجھسے بھی کہتی تھین کہ بُرا چلو واسطے دو چار دن کے لشکر اسلام مین ہو آئین مین نے انکار کیا اُنکے قلب نے نہ مانا گئی تو ہین ایسا نہو کہ افراسیاب کو خبر ہو جائے تو خرابی ہو ان باتون مین سب صاحب مصروف ہین کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ارے خیر تو ہی چند کنیزین دوڑین ابھی وہ باہر نہ جانے پائی تھین کہ دیکھا در بارگاہ سے ایک اژدر مہیب بصورت عجیب و غریب مثل کوہ مُنھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا در بارگاہ سے پیدا ہوا اتنا جلد آیا جیسے برق چمک کر آسمان سے زمین پر گرتی ہی آگ کے شعلون سے آنکھین سب کی جھپک گئین جو جس مقام پر تھا ہل نہ سکا تصویر کی کا عالم ہر ایک بیدم جسم بے حس و حرکت نہ آنکھون مین بینائی نہ ہاتھ پاؤن مین قوت عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا یہ سمجھ ٹیک کر چاہا جست کر کے نکل جاؤن جان بچا کر ٹل جاؤن جیسے خواجہ عمرو نے جست کی اژدر نے مُنھ بڑھا کر عمرو کو اپنے دہن مین لیا لیتے ہی پلٹا چشم زدن مین بارگاہ سے نکل گیا جب اژدہا عمرو کو لیکر چلا اب سب کے حواس درست ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق و خورشید زرین سحر و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ سُرخ موے کاکل کشا گوے و ترنج و نارنج و مجیے پیکان کے لیکر پیچھے اژدر کے دوڑے دیکھا بیچ مین سے لشکر کے جاتا ہی خواجہ عمرو کو مُنھ مین دبائے ہوئے جس طرف دُم مار دیتا ہی خیمے بارگاہین گر پڑتی ہین صدہا ساحر اُسمین دب گئے اب سرداروں نے اپنے اپنے سحر اژدہے پر بصد کر و فر کرنا شروع کیے یعنے ملکہ

مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا کہ اگر کوہ آہن پر پڑتا پُرزے پُرزے اُڑا دیتا مگر اژدر کی پشت پر پڑا
گولہ آہن کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اژدر کو خبر بھی نہوئی ملکہ بہار جادو نے دوڑ کر گلدستہ مارا پھول
شرارہ بنکر جسم اژدر پر پڑے اژدر پر تاثیر بھی نہوئی اسی طرح کیسے کیسے سحر سرداروں نے کیے
کچھ نہوا اژدہا منھ پھیر پھیر کر بہ نگاہ قہر دیکھتا ہی جسپر نگاہ زہر آلود پڑتی ہی ہاتھ پانون مین رعشہ آجاتا
ہی قلب بھر آتا ہی لشکر کے کنارے تک تو اژدر خرامان خرامان آیا سرداروں نے پیچھا نہ چھوڑا
کنارے پر لشکر کے اژدر ٹھہرا پھر پری لی زمین پر اُٹھا کر دُم ماری دونون بازوون پر پرواز
پیدا ہوے اُڑ کر طرف آسمان کے روانہ ہوا سرداروں نے ہرچند تعاقب کیا اژدر کے قریب
نہ پہونچ سکے تھک تھک کے زمین پر گر پڑے اژدہا آنکھون سے ناپدید ہوا نہین معلوم کہان
گیا شور قیامت برپا ہوا چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل
و مہتر قران عیار دوڑے ہوئے آئے دیکھا صدہا خیمے گرے پڑے ہین کئی ہزار آدمی جان
بحق تسلیم ہوئے کسی کا سر پھٹ گیا ہی کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی تڑپ رہا ہی سردار سر پیٹ رہے ہین
پوچھا صاحبو خیر تو ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ایک اژدہا آیا کیا غضب کی بات ہی ہم سبھون کے
سامنے عین بارگاہ سے خواجہ عمرو کو لے گیا ہم لوگون نے ہرچند سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی آسمان پر
جا کر غائب ہو گیا ملکہ بہار نے کہا صاحبو یہ خود افراسیاب خانہ خراب تھا اور کسی ساحر کا
یہ کلیجہ نہین ہی کہ ہم لوگون پر یون بے تکلف گھس پڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تو اُنکو بھی
پھونک دیتے مگر وہ بے حیا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی اُس پر پنجہ کب قابض ہو سکتا ہی اگر جائین
تو کس طرف جائین کہان اُس ظالم کا پتا پائین اگر باغ سیب مین گیا کون وہان جائے باغی بھی
تہ آسیب آئے کیا کرین کچھ نہین بن پڑتا بڑے بڑے ساحران نامی اُسکے ہاتھ سے خواجہ عمرو
کے واصل جہنم ہوے جھلایا ہوا ہی بڑے غصے مین خواجہ کو لے گیا ہی ایسا نہو کہ قتل کر ڈالے
ای چالاک و برق اگر خواجہ کے دشمن قتل ہو گئے ایک لمحہ طلسم ہوش ربا مین ٹھہرنا مشکل ہی
افراسیاب سحر مین بڑا کامل ہی چالاک نے کہا آپ لوگ نہ گھبرائین ہم پانچون عیار حاضر ہین
جا کر تلاش کرتے ہین اگر پتا پائینگے یا تو وہین گڈ بڈ ہو جائینگے یا مناسب ہوگا تو آپ کو خبر پہونچائینگے
مگر آپ سب صاحب کلام حسرت آمیز و وحشت انگیز زبان پر نہ لائین ورنہ سب اہالیان لشکر

گھبرا جائینگے گوشون مین چھپ کے اپنی جانین بچائینگے ملکہ زبان پر یہ جاری نہ فرمائیے سرداران لشکر کو سمجھائیے کہ کیا مجال ہی ہمارے اُستاد کو قتل کرے خواجہ عمرو اُس اولوالعزم کے عیار ہین کہ جو تمام عالم مین نامی و نامدار ہین اُنکا لوا ے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہی اُنکی جرأت و شوکت پر مردان عالم کو ناز ہی یعنی زلزلہ فگن قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان اگر خدانخواستہ خواجہ عمرو کو کوئی قتل کر ڈالے تو اُنکے آقا آگر زمین کے طبقے آسمان پر اُڑا دین اُس قوم کی قوم کو مٹا دین الغرض عیارون نے سمجھکر ملکہ مہرخ و ملکہ بہار گلعذار وغیرہ کو بارگاہ آسمان جاہ مین پہونچایا پانچون عیار نامدار یعنی مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و مہتر قران بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر بصد کر و فر تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوے ہین انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمے داستان حیرت بیان کوہ عقیق گلزار سلیمانی و فولاد فولاد شکن کے بیان ہوتے ہین کہ اسکی دختر کو ایرج نوجوان نکال لے گئے ہین عیاری کرنا وسواس عیار کا اور پتا پاکر جانا فولاد فولاد شکن کا برسر ایرج نوجوان و ذکر جنگ مغلوبہ عجب داستان رنگین و جلالت آئین ہی خمسہ

دیکھیے اب گلعذارون کی فضا دو چار دن
زندگانی کا اُڑا لیجے مزا دو چار دن
اس چمن مین نخل دل رکھیے ہرا دو چار دن
مغتنم ہی باغ عالم کی ہوا دو چار دن
صورت گل ہی یہان نشو و نما دو چار دن

غور تمسکو چاہیے اپنے مآل کار پر
آمد آمد ہی خزان کی حسن کے گلزار پر
بل کی لیتے ہو عبث اس گیسوے خمدار پر
سبزۂ خط کا نمو ہی چاند سے رخسار پر
اور رُخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہوتا تھا جدا
غیر سے وان صحبتین ہین ہم تڑپتے ہین یہان
یا چھپایا مُنھ کو ایسا تو نے ای جان جہان
اُس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیان
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج تو اُسکو غرور حُسن ہی حد سے سوا
گفتگو مین طاق ہی اصلا نہین شرم و حیا

واسطہ خالق کا دیگر کی جو مین نے التجا — مدعاے وصل سُنکر وہ صنم کہنے لگا
بیٹھکر مسجد مین کر یاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے مین نے قطع کی جب دوستی — آنسوون سے تر کئی روز آستین قاتل نے کی
چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا ہر گھڑی — مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت رہی
دار ہے اُس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہون کیا کیا تصور مین مجھے بھائے نہ تم — پر شب مہتاب مین ین میرے گھر آئے نہ تم
آنکھین روشن کرنے کو تشریف یان لائے نہ تم — یہ بڑا اندھیر ہی اک رات بھی آئے نہ تم
چاندنی کیا کیا ہوئی ای مہ لقا دو چار دن

لیچلون گا آج اپنے گھر تجھے مین کھینچ کے — اعتبار ان جھوٹی باتون کا نہین ہرگز مجھے
مین نہ مانون گا کبھی فقرے کسی نادان کو دے — واہ رے وعدہ ترا قربان وعدیکے ترے
ایک دن کے ہوگئے اوبیوفا دو چار دن

ایکدن ہونا ہی ہرا علی و ادنے کو فنا — یہ مسافر خانہ ہی ای غافلو عبرت کی جا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا — روز آتی ہی لب گور غریبان سے صدا
شادی و غم ہی پئے شاہ و گدا دو چار دن

توڑنے پر پھول کے دی ہین ہزارون گالیان — دور ہی تیرا کوئی کب کھول سکتا ہی زبان
خاک اُڑے گی باغ مین جب آئیگی فصل خزان — نکہت گل پھر کہان باد بہاری پھر کہان
باندھ لے ای باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو کہتا ہی یہ کیا — ہوش مین آؤ علاج اپنا کرو بہر خدا
شانہ کرتا ہون تو نازل سر پہ ہوتی ہی بلا — وہ پری کہتا ہی دیوانہ بنا کر زلف کا
فصد لو اپنی کرو جا کر دوا دو چار دن

دیدون مین ڈالینگے دیدے کھاکے مجھپر پیچ و تاب — اُٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب
پھر کہان یہ نیچی نظرین ای دل خانہ خراب — پھر کہان یہ اُنکی چتون چندروزہ ہی حجاب
اور کرلین مجھسے وہ شرم و حیا دو چار دن

مست ہوجاتا ہی دل گلگشت مین وقت سحر
بادہ کش تو اک طرف مجکو یقین ہی اسقدر
موج باد صبح موج مے کا رکھتی ہے اثر
زاہدون کی رال ٹپکے گی مئے گلرنگ پر
گر رہی یونہین گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھ مین تسبیح رکھیے زاہدون کی طرح سے
جس مین اہل زر پھنسین اب جال وہ پھیلایئے
ہیچ سب سے کیجیے سر پر عمامہ باندھ کے
دام پیدا کیجیے مے ہو چکی مفلس ہوئے
بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہی امانت تم کو اک شہر باغ مین
میکشون کے جمگھٹے رہتے ہین دن بھر باغ مین
سرو ہی مینائے مے ہر پھول ساغر باغ مین
بادۂ گلگون پیین ہر روز چل کر باغ مین
موسم گل کے یہی ہین ای صبا دو چار دن

ساقی نامہ مصنف قمر

کدھر ہی تو ای ساقی بیخبر
برستا ہی میخانے مین آب تیغ
دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب
کہ چلنے کو تلوار ہی دشت مین
تامل نہ کر کیون تو دل تنگ ہی
کہ دشت مضامین کرون دم مین صاف
یہ سامان ہین سلطنت کے بہم
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی
الف ہین کہ ہین نیزۂ جانستان
جو کاٹے رگ جان میان ستیز
سپر ہی ہر اک نقطۂ دلپذیر
عدو کو نظر آئے گرز گران
پڑا میکدے مین ہی اب شور و شر
کھنچے تیغ موج مئے خوشگوار
قمر پر ہی رحمت کا چھایا سحاب
زبان کی صفائی دکھا ای قمر
ارے ایک حملے مین سر جنگ ہی
کبھی نیزۂ جان ستان ہی قلم
دوات و قلم مثل طبل و علم
یہ قرطاس کا ہی ضیا بار نور
دوائر ہین یا خنجر خونچکان
کمان کیانی ہی نون بے نظیر
تبر کاف ہی جنگ مین بےنظیر
جو نعرہ کرون کھینچ کر مد آہ
عطا کر مجھے جام مے بیدریغ
بنے میکدہ خون سے لالہ زار
کمیت قلم آج ہی گشت مین
کہ پیر مغان کو ہی منظور شر
وہ تیغ قلم ہی مری سر شگاف
کبھی فوج تحریر کا ہی علم
لڑائی کی تحریر مین کد ہوئی
صفین فوج کی ہین کہ ہین السطور
کشمش شین کی ہی کہ شمشیر تیز
الف صاف آیا نظر مثل تیر
اگر میم کا منقلب ہو نشان
ہوا اک دم مین زیر و زبر سپاہ

چونکہ حقیر پر تقصیر کو اس داستان شوکت بیان مین ذکر جنگ عشق منظور ہی اسی تلازمے مین

ساقی نامہ تحریر کیا ایک غزل عاشقانہ بھی سماعت فرمائین ناظرین لطف اُٹھائین غزل

ترے بسمل کو تیرے پاس ای سفاک ہونا تھا ۔ تڑپ کر رہ نجانا تھا وزرا چالاک ہونا تھا

اُٹھین خود اپنے گرم اشکو نسے جلکر خاک ہونا تھا ۔ مری ناکام پلکون کو خس و خاشاک ہونا تھا

گریبان کو جنون مین تا بہ دامن چاک ہونا تھا ۔ جواب جادۂ صحرائے وحشتناک ہونا تھا

جو یہ مقصود تھا دھوتا نہ قاتل اپنے دامن سے ۔ لہو کو میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہونا تھا

گلا کچھ وصل مین دست تمنا سے ہی کچھ تم سے ۔ کہ اسکو گدگدانا تھا تمھین بیباک ہونا تھا

اگر بانکی ادا کو تیری بننا تھا قضا میری ۔ تو پھر دشمن نہ ہوتی دوست ای سفاک ہونا تھا

خدا کے سامنے ہمسے بتون نے کین نہ چار آنکھین ۔ وہین شرما گئے آخر جہان بیباک ہونا تھا

نگہ جب تاب لائی تھی نہ عریان دیکھ سکنے کی ۔ مری آنکھون کے پردون کو تری پوشاک ہونا تھا

نہین معلوم ہم بھولےسے کس کو یاد آئے ہین ۔ خبر لانا تھا دل کو ہچکیون کو ڈاک ہونا تھا

نہ آیا تجکو میرے آنسوؤن مین پیرنا ای دل ۔ لہو ہو ہو کے بہنا تھا اگر پیراک ہونا تھا

نگاہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر مین ۔ کسی کو آگ ہونا تھا کسی کو خاک ہونا تھا

نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی ۔ قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہونا تھا

رقیب آئے ہین اُنکے ساتھ کثرت ہی عذابونکی ۔ یہین گذرا وہ مُردے پر جو زیر خاک ہونا تھا

جو آنکھین پوچھتین اُسکی تو دل میرا بتا دیتا ۔ وہان شرما کے جھکنا تھا یہان بیباک ہونا تھا

نہ مرجاتے نہ چار آنسو بہاتا کوئی تربت پر ۔ مقدر مین ہمارے خاک سے یون پاک ہونا تھا

نگاہ شوق کی حسرت جگر اُسکا تو شق کرتی ۔ ترے پردے کو چلمن کی طرح صد چاک ہونا تھا

خدا کی شان کہتا ہی بتون کی ناک کا تنکا ۔ مری تقدیر مین سب زیورون کی ناک ہونا تھا

بتون مین جلوۂ حق شیخ کو معلوم ہو جاتا ۔ برہمن ہی سے ملک صاحب ادراک ہونا تھا

تڑپ دلکی دکھانا تھا جلال ان شوخ چشمون کو ۔ وہین کی بخت نے سُستی جہان چالاک ہونا تھا

ناظرین پر واضح ہو اول مین تحریر ہوا ہی کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دختر فولاد شکن پاس ایرج نوجوان کے ہی کہ یہ صحرا مین شکار کھیلنے گئے تھے وہین خود شکار ہوے اسکے عشق مین بیقرار ہوے شاپور شیر دل بشکل شعلہ رخسار عیاری کرکے لایا اب اُسی صحراے سبزہ زار مین

ساتھ اُس نازنین مہ جبین کے اپنے خیمے مین مصروف عیش ہین صرف سَو دو سو سوار ساتھ ہین فقط شاپور شیر دل خیمے مین انکے ساتھ ہی دن عید رات شب برات ہی اور بختیارک نے فولاد فولاد شکن کو گرمایا ہی وسواس عیار کو واسطے پتا لگانے کے بھیجا ہی یہ مفصل تحریر ہو چکا ہی اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ فولاد فولاد شکن دربار سلیمان عنبرین موے کوہی پر شب سے بے آب و دانہ غصے مین بیٹھا ہی بختیارک مرچین لگا رہا ہی کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسب جہان اب طرح دو صبر کرو اگر وسواس خبر لایا کہ تمھاری دختر بلند اختر قبضے مین کسی فرزند حمزہ کے ہی تو پھر کیا کروگے آخر خاموش ہو رہو گے غصہ تھوک ڈالو چلکر خاصہ نوش کرو فولاد کہتا ہی ملک جی آپ اس مقدمے مین دخل نہ دین وسواس عیار آئے مجکو نشان بتائے قسم ہی جاہ و جلال خداوندی کی یا تو اپنی جان دونگا یا اُس گستاخ کا سر کاٹ لونگا اگر آپکے خلاف ہو مجکو فولاد نہ کہنا یہان تو یہ ذکر ہی مگر حال وسواس عیار کا سنیے کہ فولاد فولاد شکن نے کئی لاکھ روپیہ کی اسکو طمع دی ہی کہ جاکر پتا لگاؤ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کون لے گیا مگر آنکھون سے دیکھکر آنا وسواس طرف لشکر اسلام کے روان ہوا فقیر بنکے داخل لشکر ظفر اثر صاحبقران زمان ہوا دیکھا لشکر آباد رعایا دل شاد ہر سمت کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین جابجا لشکر سرداران نامی و پہلوانان گرامی کے فرد کش ہین بارگاہ سلیمانی وسط لشکر مین استادہ ہی دست راست کے جانب بارگاہ دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان بر پا ہی سمت دست چپ خیمۂ زرنگاری مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر جوانان عرب جابجا فروکش ہین کہین کشتی ہو رہی ہی کوئی لیزم و بٹا ہلا رہا ہی خیمے استادہ ہین عرب جابجا ٹہل رہے ہین خود ہاے آہن سرون پر زرہ ہین زیب جسم ہاتھون پر عبادت کے گھٹے مثل ستارۂ سحری چمک رہے ہین قواعد جابجا ہو رہی ہی اُدھر لشکر لندھور مین جوانان ہندی وضیع و شریف بانکے ترچھے لڑے بھڑے گلون پر زخمون کے نشان ایک باغ بخزان معلوم ہوتا ہی پلٹنین رسالے کس تکلف سے آراستہ ہین صبح کا وقت ہی وردی بج رہی ہی جوانان تماشا بین رنڈیون کے خیمون سے نکلے ہین جھیل مین جاکر غوطہ مارا نماز کا وقت جاتا تھا جلدی آکر نماز چند فقرات مین ادا کی چونکہ نشے باز ہین ڈیڑھ ہتی بغل مین دبائے دکان پر بھنگیڑن کی پہونچے جونی اٹھنی پھینکی دم مارا ادھر سے کمیدان آئے اُدھر سے رسالدار پہونچے

ایک کھنکھارا ایک نے موچھون پرتاؤ پھیرا کمیدان نے کہا میان کیا موچھون پرتاؤ پھیرا کرتے
ہو آؤ وو دو ہاتھ لڑ لو تلوارین کھینچ لیئین ایک کے وار پر دوسرا تعریف کرتا ہی کہ بھئی واہ جوان
کیا ساکھے کا ہاتھ مارا ہی بھئی سپر تو بھپکو مردان عالم کہین گھونگھٹ مین رہتے ہین غصے مین دونون
نے سپرین پھینک دین اب دونون کے سینے سپر ہوئے دم بھر مین خون مین تر ہوئے کوتوال کو
خبر ہوئی دوڑے ترہی پھنکی دھوتو دھوتو دھوتو کی آواز آئی دونون جوان ایک طرف ہو گئے
تلوارین پکڑ کے آگے بڑھے کہ کوتوال صاحب آپ کو کیا کام ہی ہم بھائی بھائی ایک بیڑے کے
دوالی بند ہین حضور ایسی کیا آفت آئی جو آپ دوڑے آئے کوتوالی چبوترے کے پیادے پیچھے
ہٹ کے کھڑے ہوے آپس مین کہتے تھے کہ بھیا خان میان سے ڈرنا چاہیے دوسرے نے کہا کہ
مرزا جی کیا کم ہین خانہ جنگیان لڑ چکے ہین جب زیادہ ہنگامہ ہوا رسالدار کی طرف سے رسالہ تیار
ہوا کمیدان کی طرف سے پلٹن آپس مین کہتے ہوئے کہ ہمارے افسرون پر نگاہ ڈالے گا تو خون کا
دریا بہا دینگے یہ شور سنکر خود لندھور بن سعدان کئی لاکھ روپیہ کا سیلہ سر پر باندھے ہوئے رفقا
ساتھ آکر ہنگامے کو برطرف کیا دونون جوانان زخمی کو گلے سے لگایا کہا بھائیو آپس مین لڑتے ہو
انشاء اللہ لقا پرستون سے لڑنا غصے مین دونون جوانون نے جواب دیا کئی دن سے طبل جنگی
نہین بجے تلوارین ہماری خون چاٹنے کی عادی ہین جہان دو دن جنگ نہوئی یہ معشوقان خونریز
بہت بچین ہو جاتی ہین جب خون چاٹ لیتی ہین تو آرام پاتی ہین غرض لندھور بہلا کر دونون جوانون
کو لے گئے ٹانکے لگائے شفا خانے مین دوست و احباب دیکھنے کو چلے آتے ہین یہ ہنگامے آٹھ پہر
لشکر ہندوستان مین برپا ہین وسواس جابجا خبر لیتا پھرتا ہی پہلے سب سے قریب بارگاہ شہزادۂ
خاور سپاہ کے آیا فقیر کی صورت بنکر عرصۂ دراز تک ٹھہرا کچھ پتا نہ پایا نور الدہر و علمشاہ و
تورج بن بدیع الزمان و شاہزادۂ ہاشم تیغزن و لندھور بن سعدان و مالک و بہرام
و جمہور جہان سوز و طرطوس و بہادر شاہ تبرزن و رستم سرزمین مغرب و فرامرز عاد مغربی
و مندویل اصفہانی و شہریار عراقی و شہنشاہ عراقی و عبد الجبار حلبی و نعمان بن منظر و
منظر شاہ یمنی و سیف ذوالیدین وغیرہ کے خیمے وسواس عیار نے چھان ڈالے کبھی عورت
بنکر کبھی بصورت فقیرنی ہر ایک طرح سے دریافت کیا کہین نشان نہ پایا آخر واپس آیا یہان فولاد

اُسی طرح در باغ پر بیٹھا ہی گرد سردارون کا جماو ہی کسی سے کلام نہین کرتا کہ وسواس سامنے سے آیا عرض کی حضور مین نے سارا لشکر چھان ڈالا کہین ملکہ عالم کا نشان نہ ملا فولاد فولادشکن نے کہا کیون ملک جی تم تو کہتے تھے کہ پسران حمزہ کا کام ہی دیکھو ہمارا عیار کیا کہتا ہی بختیارک نے کہا سواے پسران حمزہ کے کسی کا ایسا کلیجہ نہین ہی اب مجھے بھی ضد ہی کہ بے پتا نشان لگائے آپ کی خدمت سے کہین نہ جاؤنگا فولاد فولادشکن نے کہا کہ جلد تدبیر کیجیے نشان بتائیے پتا لگاؤ ورنہ ایک ہاتھ آپ کو مارونگا کہ بھنڈارا کھل جائیگا اور اپنی بھی جان دونگا تم نے جھوٹ باتین کہکر مجکو بڑے قلق دیے ہین مرنے والے سے ڈرا کرو بختیارک نے کہا دیکھیے ابھی لیجیے ان باتون سے نہین ڈرتا بموجب مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ؂ یہ کہکر طرف وسواس عیار کے متوجہ ہوا کہا ای وسواس تم تو عیار ہو دیکھو ہم ابھی پتا لگاتے ہین تم کو نشان بتاتے ہین لشکر حمزہ مین ابھی جاؤ یہ دریافت کرو کہ کوئی فرزندان حمزہ مین سے شکار وغیرہ کو تو نہین گیا ہی وسواس نے کہا مین نے پہلے ہی پوچھا تھا دریافت ہو چکا کہ نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گیا ہی آجتک پلٹ کے نہین آیا بختیارک نے کہا کہ ای وسواس بس ہم تو بخوبی سمجھ گئے بہ تعجیل اپنے کو شکارگاہ مین پہونچاؤ ایرج نوجوان کی خبر لاؤ یہ سنتے ہی وسواس طرف صحرا کے روانہ ہوا کوئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار مین ایک خیمہ برپا ہی ایک طرف کوئی دو سو سوار زیر نخلستان فروکش ہین بس اُسنے اُسی وقت رنگ روغن عیاری کا نکالا اور ایک دھوبن کی صورت بنکر تیار ہوا لہنگا بہت معقول اطلس کا نیچے ڈوپٹہ اوپر دلائی اوٹ چھوے ہاتھ پاؤن مین کچھ کپڑے اُجلے کچھ میلے بطور لادی کے کاندھے پر ڈال کر اٹھلاتا ہوا ناز و کرشمہ دکھاتا ہوا چلا یہان بالکل صبح ہو چکی ہی کچھ سوار سوتے ہین بعض آنکھین ملتے ہوئے اُٹھے ہین سائیس اپنے اپنے گھوڑون کو مل رہے ہین یہ اُنھین سوارون کے بیچ مین سے نکلا ایک سوار کی نگاہ پڑی کھنکھارا آواز دی بریٹھن ہمارے بھی کپڑے لیتی جاؤ یہ مٹک کر آگے بڑھا جواب دیا ہمیشہ کلپتے رہوگے نگوڑا دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ایسے ایسے آوازون کے جواب دیتا ہوا قریب خیمے کے پہونچ گیا صبح کا وقت ہی پہرے کا سپاہی سمجھا یہ دھوبن روز آتی ہی وہی ہوگی ہو جے

کچھ نہ کہا بس وسواس پردہ اُٹھا کر اندر پہونچا شب بھر عاشق و معشوق جاگے ہین بیخبر لیٹے ہوے
سورہے ہین ایک طرف شاپور شیر دل عیار شاہزادے کا گوشے مین پڑا ہوا سو رہا ہی اور ملکہ
کے چہرۂ بے نظیر پر سے دوپٹہ ہٹا ہوا ہی فولاد فولاد شکن وسواس کو تقریر مین تصویر اپنی بیٹی کی
دکھا چکا ہی بس یقین کامل ہوا کہ یہ وہی ماہ کامل ہی بس اُلٹا پلٹا سوار پیادون سے ہنسی کرتا ہوا
گلستان کی آڑ پکڑی لادی وغیرہ کنارے پھینکی بصورت اصلی ہو کر بھاگا فولاد بیٹھا ہوا بختیارک
سے کج بحثی کر رہا ہی فلک تفرقہ پرداز درمیان مین عاشق و معشوق کے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی شعر
یہ دو دل کو اکٹھا بٹھاتا نہین ٭ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ٭٭ براے عاشق و معشوق ہر وقت
درپے آزار ہی کسی کو صحرا نورد کیا کسی کو مبتلاے رنج و درد کیا کسی سے خاک چھنوائی کسیکو راہ عدم
بتائی یہ ظالم اسی فکر مین ہی یہی تفرقہ ان دونون شیداے یکدیگر کے ہوا چاہتا ہی فولاد فولاد شکن نے
دیکھا وسواس خوشی خوشی سامنے آیا بختیارک نے پوچھا کہو ہماری راہبری کچھ کام آئی مفصل
خبر پائی وسواس نے کہا ملک جی تمہارا پایان پانون چومنا چاہیے غیب کی خبر دیتے ہو فی الحقیقت
ایرج نوجوان کے ساتھ پہلوان جہان کی دختر پڑی ہوئی سو رہی ہی آنکھون سے غلام دیکھ آیا ہی
اسی وجہ سے شاہزادہ ایرج نوجوان صحرا سے لشکر مین آیا نہین معلوم ملکۂ عالم کو کیونکر پایا رات بھر
جاگے ہین دونون عاشق و معشوق لپٹے ہوے سو رہے ہین بختیارک تو ایک ہی حرامزادہ ہی
یہ سنتے ہی اُٹھکر ناچنے لگا اور کہا میان پہلوان صاحب آداب تسلیم بڑے عمدہ جوان کے پہلو مین
پہونچین جو خداوند زمرد شاہ باختری کا نواسا ہی اب غصہ ناحق کا ہی کیا اچھا داماد آپ کو ملا بطن سے
دختر خداوند کے صلب شاہزادۂ خاور سپاہ کا وہ پوتا صاحبقران کا ایسا صاحب حسب و نسب
کون ہی ایسا پیوند کسکو ملتا ہی فولاد فولاد شکن غصے مین تھر تھر کانپا مسلح تو بیٹھا ہی تھا قبضے پر ہاتھ ڈالا
جھپٹ کر گینڈے پر سوار ہوا اور پہلوانون نے چاہا کہ ساتھ دین فولاد نے پلٹ کر غصے مین
آواز دی کہ خبردار اگر میرے ساتھ کسی نے آنے کا قصد کیا مین اُسکا دشمن ہون ڈر کر سب
ٹھہر گئے وسواس سے مقام تو اُسنے پوچھ لیا قہر و غصے مین یکہ و تنہا چلا بختیارک نے دیکھا
کس زور و شور مین جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جھونکا ہواے تند کا سامنے سے نکل گیا بختیارک
تو یہان بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہی وہان یہ عاشق و معشوق غافل پڑے سو رہے ہین چند سپاہی

پھرے پر بیٹھے ہین ایک نے دیکھا سامنے سے بونڈا لا گرد کا اُڑا دیکھا کہ ایک گرگدن پر سوار مثل آندھی کے آتا ہی گینڈا ابرہ ابر فیل مست کے سوار مثل دیو کوہ بالاے کوہ کے ہی جبتک وہ سپاہی اُٹھے اور ساتھ والون کو جگائے یہ بدست گینڈے سے کودا سپاہی نے کہا کہان جاتا ہی فولاد فولادشکن نے ایک سپر کی ادجھڑ ماری کہ اُس سپاہی کا سر پھٹ گیا دوسرے نے جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا یہ بیچارا ایسی تلوارون کو کب جانتا ہی دیو کو پیشہ جانتا ہی تلوار اُس مرد مومن کی چھین اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا جب دو لاشے زمین پر گرے اور سپاہی گھبرا کر اُٹھے جبتک وہ لوگ ہتھیار سنبھالین یہ ملعون پردہ اُٹھا کر اندر آیا یہان اسوقت تک سو رہے ہین فتنۂ خوابیدہ بیدار ہو چکا بس فولاد نے جو پہلو مین ایرج نوجوان کے اپنی دختر کو دیکھا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او گیسو بریدہ شوخدیدہ کچھ بادولت کا تجکو خوف نہ آیا ملکہ کی آنکھ کھلی ملک الموت کو سر پر دیکھا قریب تھا کہ روح قالب سے نکل جائے مگر فولاد نے قریب چھپر کھٹ کے آکر ہاتھ تھاما ایک جھٹکا دیا وہ نازنین پروردۂ مہد ناز و نعم مثل چھپکلی کے زمین پر گری مگر گرتے گرتے جوش محبت مین آواز دی ای شہریار براے خدا اُٹھیے اجل سر پر کھڑی ہی موت کا سامنا ہی یہ جلاد خونخوار آ گیا ایرج نوجوان نے گھبرا کر آنکھ کھولی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو بیٹھے ہوے پایا ایک دیو کو دیکھا تیغ برہنہ کھینچے ہوئے کھڑا ہی اُس شیردل نے اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہی کہ ناموس پر ہمارے ہاتھ ڈالتا ہی ایرج نوجوان سیدھا ہونے پایا تھا کہ فولاد نے بڑھکر ہاتھ مارا شاہزادہ سر برہنہ سر پر خود نہ کلاہ بخوف اُس ملعون نے ہاتھ لگایا زخم کاری سر پر آیا یقین تھا کہ دو ٹکڑے ہون دونون ہاتھ تو داستانہ لگانیکے عادی تھے دم شمشیر پر مار دیے تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر کلائیان جھول پڑین اُسپر بھی یہ شیر صولت چھپر کھٹ سے کودا قصد ہوا کہ اپنے ہتھیار اُٹھاؤن اس ملعون سے لپٹ جاؤن مگر چادر خون کی چہرے پر آ چکی کلائیون پر صدمۂ کامل پہونچ چکا لیکن دل مین یہی ہی کہ دانتون سے بوٹیان کاٹ لون محبوب جانی یار جاودانی کو بچاؤن فولاد نے پھر ہاتھ مارا شانہ نشانہ ہوا اب قلب اُس عالیجاہ کا تاب نہ لا سکا چکر آیا زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہی کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی مین خطاوار ہون یہ شاہزادہ سراسر بیگناہ ہی نہتے پر ہاتھ تلوار کے مارتا ہی اُسنے پلٹ کر ایک طمانچہ ملکہ کو مارا اگر پورا پڑتا تو سر چنبر گردن سے اُڑ جاتا مگر دو اُنگلیان پڑین مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری اُس ظالم

مین شاپور شیردل کی آنکھ کھلی دیکھا عجب قیامت برپا ہی شاہزادہ زمین پر وربائے خون مین غوطے مار رہا ہی گھبرا گیا کہ کیا قیامت ہوئی جب ملکہ کو بھی زمین پر تڑپتے دیکھا فولاد نے غصے مین نعرہ بھی کیا کہ ہنم فولاد فولاد شکن اب شاپور سمجھا کہ ملکہ کا باپ آگیا اسنے غل مچایا کہ ای یارو دوڑو فولاد بڑھکر چاہا کہ اس سبیل پر اور ایک ہاتھ مارون شاپور نے جھپٹ کر تیغہ مارا فولاد نے ایک وجھر سپر کی ماردی یہ بیچارہ بھی منھ کے بل زمین پر گرا اور ایرج نوجوان اپنے خون مین غوطے مارکر بیہوش ہوگیا فولاد بھر آگے بڑھا اب تو پانچ سات سپاہی اندر گھس آئے یہ حال مصیبت مآل دیکھکر بدحواس ہو گئے مگر فولاد پر ہر چہار طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسے لوگون کی حقیقت کیا سمجھتا ہی ان سب پر پلٹ پڑا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کسی کو قبضہ کسی کو او جھڑ سپر کی کسی کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اکھیڑ کے مارا کہ استخوان اسکے چور چور ہو گئے اب دیکھا اسنے کہ باہر سے سپاہیون کے آنے کے تانتا بندھ گیا دس پانچ کو مار کے ملکہ کو اٹھایا ایک ہاتھ مین ملکہ ایک مین تیغہ خون آلود یہ مردود لڑتا ہوا قریب اپنے گینڈے کے پہونچا رکاب مین پانوٴن دیکر پشت کرگدن پر آیا ملکہ کو آگے گود مین ڈال لیا یہ نازک اندام گلفام تڑپتے تڑپتے بیہوش ہوگئی ہی اب وہ جو سو دو سو سوار باہر پڑے تھے وہ بھی ہتھیار سنبھالکر دوڑے مگر حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ دیو خونخوار جلاد صاحب بیداد کون ہی کہان سے آیا کہ شاپور شیردل گرتا پڑتا بیرون خیمہ آیا پکار کر آواز دی کہ ای یارو تمھارے آقا کو قتل کیے جاتا ہی ملکہ عالم کو لیے جاتا ہی خبردار جانے نہ پائے یہ جو ان بیچارون نے سنا کہ ہمارے آقا کو مار ڈالا اور علامت سے بھی ظاہر ہی کہ تیغہ خون آلود اسکے ہاتھ مین خون کی چھینٹین تمام بدن پر پڑی ہوئی ہین کف منھ سے جاری صورت مہیب نعرے کرتا ہوا ادھر ادھر کا بھرتا ہوا طرف صحرا کے قصد کیا ہی چاہتا ہی کہ نکل جاوٴن دو سو سوارون نے چہار سمت سے گھیر اگر انتشار مین کوئی سوار رہا کوئی پیدل دوڑ پڑا کسی نے تلوار اٹھائی کسی کے ہاتھ مین صرف سونٹا آگیا کسی نے فقط سپر اٹھائی ہی کانین قتل ایرج کی آواز آئی ہی ہوش و حواس پراگندہ یکایک اس آفت کا برپا ہونا مگر جان دینے پر آمادہ ہو کر لینا لینا کہکر گھبرا گھبرا کر اپنے حربے کرنے لگے فولاد فولاد شکن نے جسکو ہاتھ مارا اسکا سر کٹکر زمین پر گرا گینڈے کو کاوے پر ڈالا اسکے جھڑ پیسے کوئی بیکار ہو کر زمین پر گرا کسیکا ہاتھ ٹوٹ گیا

کوئی مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی فولاد فولاد شکن کو نکل جانا منظور ہی دس بیس کو مار کر اب جو گینڈے کو اڑھ لگائی بیچ مین سے سب کے پامال کرتا ہوا نکلا ہر چند اُن بیچارون نے چاہا تعاقب کرین مگر اُسکی گرد کو بھی نہ پایا یہان تو یہ کیفیت ہی کہ بیچارے جنگل مین غل مچاتے ہوے دوڑتے پھرتے ہین کہ یارو ہمارے آقا کو قتل کر کے نکل گیا شاپور نے جو یہ دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہی سمجھا کہ آقا میرا سیار گلشن جنان ہوا ہاے یہ کیا سامان ہوا گریبان چاک کیا خون شہزادے کا لیکر منھ پر ملا روتا پیٹتا خاک اُڑاتا طرف لشکر اسلام کے چلا کہ اُنکے والد نامدار و جد عالی تبار کو جا کے اطلاع کرون شاپور شیر دل تو اُدھر جاتا ہی مگر فولاد فولاد شکن ملکہ کو لیے ہوے اس جلدی مین سامنے باغ کے پہونچا کہ بختیارک حیران ہو گیا اُسکے ساتھ کے سردار در باغ پر جمع ہو گئے ہین پوچھ رہے ہین کہ ملک جی آقا ہمارا یکہ و تنہا کہان گیا بختیارک کہتا ہی کہ معلوم ہو جائیگا تمھارے آقا پاس ملک الموت کے گئے ہین اب چلکر لاشہ اُٹھانا ارتھی بنانا مرگھٹ پر جلانا یا تو یہ باتین تھین وہ سب بگڑ رہے تھے کہ او شیطان تو صاف نہین بتاتا کیا خبر وحشت اثر سناتا ہی اُن سبھون نے دیکھا کہ فولاد دریاے خون مین نہایا ہوا آتے ہی گینڈے سے کودا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کھینچتا ہوا اندر باغ کے لیچلا سب سردار پیچھے یہ کہتے دوڑے ای شہریار یہ کیا ہوا اسنے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ یارو میری عزت مین فرق آگیا مگر دشمن کو گھس کر اُسکے خیمے مین مین نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اس نالائق کو پکڑ لایا ہون اب دیکھو کیسی سزا دیتا ہون اس کشاکش مین ملکہ جو ہوشیار ہوئی اب اپنے کو پنجے مین ملک الموت کے پایا کہ فولاد فولاد شکن کلائی پکڑے ہوے کھینچتا ہوا باغ مین لایا ایک نخل سے اُس سرو قد کو باندھا اب باغ مین سات آٹھ سو اسکے سردار کمیدان رسالدار ہزارہ ون اہالیان فوج آگئے ہین غصہ فولاد فولاد شکن کا دیکھکر کانپ رہے ہین مگر فولاد جب ملکہ کو نخل سے باندھ چکا کوڑا لیکر سامنے آیا کہا کیون او بدنصیب کچھ میرا خیال نہ کیا آبرو کو مٹایا مسلمان کے ساتھ بھاگی یہ ساعت یاد نہ تھی مین تو ایسی احتیاط کرتا تھا سفر و حضر مین تجکو ساتھ رکھا اسی افتاد کے خوف سے وطن مین نہ چھوڑا مگر یہ رسم خداوند لقا نے ڈالی ہی اپنے بندون پر مصیبت ڈالی ہی قدرت کی دختر کو مسلمان لے گئے کچھ نہ کہا اُنکا حوصلہ بڑھ گیا ہر ایک کی دختر پر ہاتھ ڈالنے لگے کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا ملکہ نے اُسوقت فریاد کی ای باپ شیشۂ ننگ و ناموس میرا سالم ہی صرف کلمہ پڑھنے کی گنہگار ہون فولاد کو اور غصہ آیا مثل بید کانپ

ہر چند اُس گلعذار رشک بہار نے فریاد کی یہ خار بیابان کفر و ضلالت کب مانتا ہی جھپٹ کر کوڑا مارا وہ
جسم نازک وہ گل سا چہرہ کہ جو جھوکے سے ہواے تند کے مرجھاتا تھا بدھیان پھولون کی جسم نازک پر
بار تھین کوڑا جو پڑا خون کی چھیٹین گلے کا ہار تھین رنگ دگرگون ہوا حال ابتر خون کے فوارے
جسم نازک سے چھوٹے اس بدعت پر اُس بیحیا کی رنگ باغ دگرگون ہوا لالے کا اس غم سے جگر
خون ہو گیا سنبل کو پریشانی چشم نرگس کو حیرانی شمشاد رنج و ملال سے پا بہ گل قمری اس صدمہ جانگزا
سے مثل مرغ بسمل ہر نخل نخل ماتم ہر گل بوٹہ مبتلاے رنج و الم سپتے کف افسوس ملتے ہین رنگ سے
پھولون کے شعلے نکلتے ہین عندلیبان چمن نغمہ سرائی بھولین نرگس کی آنکھین روتے روتے سوج گئین
نہرون کو جوش ملال موجون کے کلیجے پر خنجر بے آب چل رہے ہین حباب بدحواسی مین اُبل رہے ہین
لب ساحل سے صداے افسوس بلند مچھلیان اس ماہیت سے ماہر ہو کر درمند باد صبا کو
چل نکلنے کی خواہش خار کو خار الم سے کاہش جھوکون سے ہوا کے رونے کی آواز آتی ہی زمین چمن
اس بدعت پر تھراتی ہی گلاب جوش غم سے عرق عرق ہی گل نسرین کا فرط رنج و ملال سے کلیجہ شق ہی
طفلان غنچہ چٹک کر غل مچاتے ہین نخل شاخون سے اُس سیمبر کے بچانے کو ہاتھ بڑھاتے ہین
باغ مین ہنگامہ قیامت خیز بدعت انگیز برپا ہی یہ بیحیا ایک کوڑا مار چکا ہی ہر مرتبہ غصے مین کلمات
سخت کہکر بڑھتا ہی بختیارک کمر سے لپٹ لپٹ جاتا ہی تمام سردار گرد ہین عرض کرتے ہین بس
اہرستم زمان اسکے واسطے اتنی سزا کافی ہی ایک کوڑے مین تڑپ کر مر جائیگی ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد نے کوڑا کھاکر زبان کھولی کہ او بیحیا خنجر سے مجکو جلد قتل کر میرے خون سے ہاتھ بھر تو نے میرے
وارثون کو غفلت مین قتل کیا اگر وہ شیر بیشہ صاحبقرانی ہوشیار ہوتا تو حال اس بیداد کا کھل جاتا مجھ ایسے
دیو خصال اُس شیر دلیر کے ہاتھ سے صدہا واصل جہنم ہوے افسوس دل کی حسرت دل مین
رہی مین اپنے وارث کو دل کھولکر رونے نہ پائی عجب مین بدنصیب اور سبز قدم تھی کہ جاتے ہی اس
گھر کو برباد کیا فلک نے مجکو لوٹ لیا ان کلمات حسرت آیات پر اور زیادہ جھلاتا ہی سب سے کہتا ہی
مجکو چھوڑ دو مین اس زبان دراز کی زبان قلم کردون اچھی طرح سزا دون مگر سردار سب فولاد سے
لپٹے ہوے وہ کشتہ حسرت و یاس اپنے معشوق سے دور بدعت سے اس ظالم کی رنجور بیتابی مین

یہ اشعار مصیبت آمیز زبان پر جاری تھے **اشعار مصنف**	کہتی تھی بجیر رو کے ناکام

اے زور ہمارے ہاتھ کو تھام
اے شوق کر اب تو دستگیری
دل ضعف نے توڑا ہے ہمارا
بیچین سے کیسے ہے بیقراری
یہ جسم پہ چوٹ اُٹھائے ہین ہم

غزل موافق مقام مضمون ہذا

وصل کا ہونا ہے سائل دل ناشاد عبث
تیغ کھینچے ہے مرے سر پہ تو جلاد عبث
بال و پر ہوتے تو کچھ لطف رہائی ہوتا
دیکھتا باغ مین ہے جانب شمشاد عبث
ہنسکے وہ کہتے ہین کیا فائدہ اس سے ہوگا
وصل مین اے دل ناشاد ہے تو شاد عبث
تجکو وہ شیرین شمائل نہ ملے گا نیر
طاقت بیتاب ہو گئی ہے
عاجز ہے شباب مثل پیری
آرام قرار کو نہین ہے
غم کرتا ہے آکے غمگساری
فرقت مین کسی کی مبتلا ہین
بولے وہ رہتا ہے تو مائل فریاد عبث
دیکھنا ہنسکے وہ کہدیگا پریزاد عبث
کلمۂ اُف کبھی آئیگا لب پر میرے
اب رہا کرتا ہے تیرا مجھے صیاد عبث
اے دل زار جنون ہوگا کہے دیتا ہون
تو کیا کرتا ہے یہ نالہ و فریاد عبث
ایک کو بھی نہین دیوانہ بناتے دیکھا
پھوڑتا سر کو ہے تو صورت فرہاد عبث
تسکین خراب ہو گئی ہے
اے طاقت رفتہ آخدا را
راحت دل زار کو نہین ہے
اک کوڑے کا زخم کھائے ہین ہم
مجبور ہین قیدی بلا ہین
وہ نہین مین ہون جو کردو مجھے آزاد عبث
جنبش ابرو خمدار سے کر قتل مجھے
ظلم کرتا ہے تو اے بانی بیداد عبث
یاد آجائیگا پھر قامت موزون اے دل
ہر گھڑی عشق کا کرتا ہے سبق یاد عبث
صبح ہوتے ہی رخ ہجر نظر آئے گا
مجھسے بے پر کی اُڑاتے ہین پریزاد عبث
کبھی طرف آسمان کے وہ گرفتار

رنج و مصیبت مُنھ اُٹھا کے عرض کرتی تھی کہ اے معبود بے نیاز مسبب الاسباب رب ارباب اس ظالم کی بدعت سے اس کنیز کو بچانا اپنی کارسازی سے اُس شہریار کو زندہ دکھانا اپنے بخت واژگون طالع نگون سے یہ امید نہین ہے مگر تو جامع المتفرقین رب العالمین ہے جسم خاکی مین روح کو پھونکتا ہے بطن مادر مین کس آرام سے جگہ دی چالیس روز قبل از ولادت پستان مادر مین دودھ مرحمت فرمایا کس شفقت سے پرورش کیا اس بیکسی اور بےبسی مین بھی تو ہی معین و مددگار ستار و غفار ہے مان باپ سے زیادہ ستر درجہ مہربان ہے ہر وقت بندون پر تیرا احسان ہے ہاے کسکو بھیجون میرے وارثون کو خبر کرے میری آہ دلدوز اثر دکھاے اُس شہریار کے جد و پدر کو یہ حال معلوم ہو جاے ناظرین خوش آئین پہ واضح ہو کہ ملکہ تو دعا مین مصروف ہے تمام جسم کوڑے کی ضرب سے پاش پاش موت کی تلاش فولاد فولاد شکن کو سب سردار لیٹے ہوے ہین قریب اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے نہین جانے دیتے مگر حال شاپور شیر دل کا سنیے کہ خون زخمہاے ایرج نوجوان کا چہرے پر ملے ہوے طرف لشکر کے چلا تھا یہان ستارۂ سحری

چمک چکا ہی لشکر اسلام مین غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالی وقار نماز سے فراغ حاصل
کرکے سلاح سے آراستہ ہوے واسطے مجرے کے طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے بادشاہ جمجاہ سعد بن
قباد بارگاہ مین آکے سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین یکایک صاحبقران زمان تشریف لائے ڈنگل
آصفی پر بادشاہ کو سلام کرکے بیٹھے چند سردار آئے ہین مگر بادشاہ جمجاہ نے دیکھا امیر باتوقیر مثل تصویر
خاموش چہرے پر غم و الم کا جوش ظاہر ہوتا ہی پوچھا کہ ای جد عالی تبار آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال معلوم
ہوتی ہی مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا ای شہریار کیا عرض کرون خود بخود تردد ہی انتشار ہی
دل مثل ماہی بے آب بیقرار ہی سبب نہین کھلتا خدا خیر کرے شب کو کچھ خوابہاے پریشان دیکھے کچھ
یاد نہین کہ کیا دیکھا اتنا خیال ہی کہ زمین پر دریاے خون جاری نظر آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی بادشاہ نے
کہا تعبیر اسکی ظاہر ہی کہ کئی دن ہوے ایک پہلوان براے مدد لقا فولاد فولاد شکن نام آیا ہی اُسکو
بڑا جرأت کا دعوی ہی یقین ہی اُسی سے مقابلہ ہوگا پروردگار مالک ہی انشاء اللہ فتح و ظفر عطا کرے گا
صاحبقران یہ باتین کر رہے ہین کہ لندھور بن سعدان جانشین حمزۂ صاحبقران تشریف لائے
تسلیم کرکے طرف دست راست کے بیٹھے ابتو فرداً فرداً سردار آنے لگے مالک اژدر و بہرام گرد
بن خاقان چین بصد تمکین داخل ہوے امیر باتوقیر نے مالک سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ آج کیا سبب
ہی علمشاہ نوجوان و شاہزادۂ ملک قاسم کو آنے مین دیر ہوئی مالک نے عرض کی غلام خبر پا چکا
ہی اپنے اپنے خیمون سے برآمد ہوے ہین حاضر ہوا چاہتے ہین مگر ای شہریار اطلاع حضور کو کرنا
ضرور ہی کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گئے ہین ابھی تک واپس نہین آئے
صاحبقران نے سر اُٹھا کر فرمایا جواہر بن عمرو کو بلاؤ خدمتگار باہر گئے جواہر بن عمرو کو بلا کر لائے
جواہر نے آکر قدمبوسی کی ہاتھ اُٹھا کے دعاے جان درازی دی امیر نے زبان معجز بیان سے
فرمایا کہ ای جواہر تم اب مقام پر خواجہ عمرو کے بعہدۂ جانشینی قائم ہو ہر بات کا خیال رکھا کرو آج
کئی روز سے ایرج نوجوان شکارگاہ مین گئے تم کو بھی کچھ دریافت ہوا کہ نہ آنے کا کیا سبب ہی تمھاری
عقلمندی سے عجب ہی کہ خبر نہ منگاؤ اخبار مین تامل ہونا بڑی خرابی کی بات ہی جواہر نے کہا ابھی غلام
جاتا ہی خود اپنی آنکھ سے اُس غیرت کو دیکھ کر آتا ہی اگر ہے گا تو فوراً ساتھ لاؤنگا یا خبر مفصل سناؤنگا
امیر نے بیقرار ہوکر فرمایا نہین معلوم کیا باعث ہی مین نے ایرج نوجوان کا زبان سے نام لیا

میرے کلیجے پر غم و الم کا خنجر چل گیا تم صرف خبر دریافت کرو کہ ایرج کس مقام پر ہی مین خود جاؤن گا نورنظر کا حال دریافت کرونگا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا لشکر مین نہونا صد ہا خرابیان درپیش ہوئین وہ سب کی فکر رکھتا تھا نہین معلوم طلسم ہوش ربا مین میرے عیار وفادار پر کیا گذری ابتو عرصہ دراز سے کچھ حال بھی نہین دریافت ہوا وہ اگر موجود ہوتے ضرور ایرج نوجوان کی لمحہ لمحہ کی خبر لیتے جواہر بن عمرو یہ سنکر باہر نکلا قصد ہی کہ واسطے خبر کے جاؤن مگر شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سپاہ اپنی بارگاہ افراسیابی سے برآمد ہوے ہین کہ جاکر دربار شاہی مین حاضر ہون اتنے مین قیماس خان خاوری و الماس خان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و عمرو گودرز او ختنی و شاہزادہ فرخ بخت و توسن بن ترک وغیرہ آئے قاسم کے ہمراہ ہوے مرکب قاسم خاور سپاہ کا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی سائیس کوتل لیے ہوے چلا آتا ہی قیماس خان خاوری نے پلٹ کر دیکھا کہ قاسم کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار خیر تو ہی قاسم نے کہا ناموبجان اسوقت خودبخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو چلا آتا ہی سبب نہین معلوم مگر اسوقت خدانخواستہ کوئی صدمہ عظیم میرے نورنظر ایرج نامور کو پہونچا کہ دل بھرا آتا ہی قیماس خان نے جواب دیا کہ ای شہریار وہ آپ کے بیشے کے شیر ہین صف شکن ہین دلیر ہین اُنسے کون آنکھ ملا سکتا ہی قاسم نے کہا ای ناموبجان خدا نہ کرے وقت اُفتاد نہ آئے چرخ کجرفتار گردش نہ دکھلائے بڑے بڑے رستم ایک پیرزال کے ہاتھ سے گرفتار ہوے ہین تقدیر سے سب مجبور و ناچار ہوے ہین اور وہ تو ابتک نہتا کا سخن ناشنوہی آتشخو شعلہ مزاج یہ کہکر بے اختیار ایک چیخ ماری قیماس خان دوڑ کر لپٹ گئے کہ ای شہریار آپ ناحق کبھی ایسے شگون بد زبان سے نکالتے ہین وہ صحت و عافیت سے ہین ابھی جاکر اُنکو ساتھ لاتا ہون قیماس خان نے چاہا کہ مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہون دیکھا کہ جواہر بن عمرو جھپٹا ہوا آتا ہی قاسم کو دیکھکر سلام کیا قاسم نے کہا ای جواہر دربار مین جد عالی تبار آگئے سب سردار جمع ہوچکے تم خلاف وقت کہان جاتے ہو جواہر نے کہا حضور عجب طرح کا معرکہ ہی صاحبقران واسطے آپ کے فرزند ایرج نوجوان کے اسقدر بیقرار ہین کہ غلام پر غصہ فرمایا کہتے ہین مین نے خواب پریشان دیکھا ہی مین واسطے اپنے نورنظر کے خود جاؤنگا مین صرف مقام دریافت کرنے جاتا ہون بس قاسم اور زیادہ پریشان ہوے اب اُفتاد کا یقین کامل ہوا کہا دادا جان مؤید من اللہ

ہین اُنکا خواب پریشان دیکھنا خالی از علت نہوگا ای جواہر مین بھی چلتا ہون سیارہ بن عمرو عیار
قاسم کا حاضر ہی اسنے دست بستہ عرض کی حضور مین ابھی خبر لایا یہ کہکر مثل باد صرصر کے ایک جانب
نکل گیا قاسم نے کہا ای جواہر ایک لمحہ بعد اب انتظار کرنا سیارہ کا ضرور ہی یہ کہتے ہوے اُسی
عالم اضطرار مین کنارہ لشکر پر آئے نگاہ حسرت سے طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین کہ آواز آئی
ہاے آقاے نامدار ای مولاے قدرشناس ہاے ای شہریار اب کون غلام کی قدردانی کریگا
غلام کو اپنے ساتھ نہ لیا یہ رفیق خاک اُڑانے کو رہگیا قاسم نے کہا ارے یارو دیکھو یہ کون غل مچاتا ہی
آواز تو کان سے آشنا ہی یہ کلمہ تمام ہوا تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا شاپور اپنے فرزند کے عیار کو اس
حال زار سے دیکھا کہ مُنھ پر خاک و خون ملا ہوا گریبان پھٹا ہوا اُفتان و خیزان آتا ہی جیسے ہی قاسم
نے دیکھا بیتاب ہوکر پکار اُٹھا بیت ای پیک راستان خبر یار ما بگو ۔ احوال گل بہ بلبل بستان
سرا بگو ۔ یہ خون کسکا چہرے پر ملا ہی قالب خاکی مین روح تڑپ رہی ہی بیان کر شاپور مُنھ کے
بھل زمین پر گرا کہا حضور کس زبان سے کہون شکارگاہ مین شاہزادہ شکار ہوا تیر غم ہمارے دل کے
پار ہوا فولاد فولاد شکن کی دختر شاہزادے پر مائل ہوکر آئی کئی دن سے اُنکے خیمے مین تھی کسی دیو انسان
نے فولاد فولاد شکن کو خبر پہونچائی فولاد مُنھ کا بہت کڑا ہی نامرد ازلی و ابدی گھات کا وقت تاک کر
آیا شاہزادہ سوتا تھا عالم خواب مین آکر تلوارین مارین بیٹی کو اپنی لیکر چلا گیا وہان کون تھا جو اُس
دیو خونخوار کو روکتا شکارگاہ مین پہلیے قراول میر شکار چند پیدل سوار وہ بھی پڑے سو رہے تھے
ایسے وقت پر آیا کہ یہ ظلم کرکے صحیح و سالم نکل گیا بس یہ سننا تھا کہ قاسم نے اپنے کو ہاے فرزند نوجوان
کہکے فرش خاک پر گرادیا بے اختیار پکار اُٹھا ای نور نظر اشعار

		رفتی و مرا خبر نہ کردی
بر بیکسیم نظر نہ کردی	چون زلف دلم بہ پیچ و تاب است	در آتش غم جگر کباب است
دیگر ای راحت جان و دل ہمارے	تنہا ہمین چھوڑ کر سدھارے	تیرے لیے بیقرار ہون مین
سر پیٹ کے اشکبار ہون مین	ای شیر کہان تجھے مین پاؤن	کس دشت مین ڈھونڈھنے کو جاؤن
جلتا ہی جگر پہ غم کا خنجر	ای لال لہو مین تو ہوا تر	گلشن کو مرے اجل نے لوٹا
مجھسے مرا نونہال چھوٹا	ای نور نظر پدر کے جانی	افسوس مٹی تری جوانی

سرداروں نے گود مین اُٹھایا کہا ای شہریار ایسے کلمات زبان پر نہ لائیے ہملوگون کا دل نہ دکھا

زخمی ہوئے ہین کیا کبھی اُنھون نے زخم نہین کھائے کونسی ایسی نئی بات ہی جلد چلیے چلکے زخمدور دیا کرین انشاء اللہ وہی شیر بیشہ حضور اُس روباہ خصال کو ٹوک کر مارے گا چلکر پہلے خبر تو لیجیے غرض بکمال ایسے کلمات کہکر قاسم کو زمین سے اُٹھایا کہ دوسرے گوشہ صحرا سے آواز رونے کی آئی دیکھا سیارہ بن عمرو آپہونچا مگر بدحواس عالم یاس قاسم نے پوچھا ای عم نامدار کیا خبر لائے سیارہ بن عمرو نے کہا ای شہریار مین تا بہ خیمہ ایرج تو نہین پہونچا بھٹک کر طرف باغ سلیمان کے نکل گیا دروازے پر باغ کے اہالیان فوج فولاد جمع ہین اُنسے پوچھا تو دریافت ہوا کہ فولاد اپنی دختر معشوقہ ایرج کو پکڑ کے لایا ہی باغ مین نخل سے باندھا ہی اور کوڑے مار رہا ہی حضور صدائے نحیف و ضعیف اُس ماہ پارہ کی میرے کان مین بھی آئی نام آپ کے فرزند کا لیکر روتی ہی اور نام پروردگار عالم زبان پر جاری ہی اور یہ کلمہ حیرت افزا مین نے اپنے کان سے سُنا کہ ارے لوگو میرے وارث کے والد نامدار کو خبر کرو اتنا اُنکو سنادو کہ آپ کی بہو پر یہ بدعت ہو رہی ہی لونڈی کو اپنے فرزند کی آکر بچائیے یہ حال پُر ملال سُنکر قاسم کے آنسو خشک ہو گئے دریاے جرأت نے جوش مارا غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا فرمایا یہ بیحیا نامرد اپنے دل مین کیا سمجھا ہی شیر کو عالم خواب مین زخمی کر کے بہت بلبلاتا ہی عورت پر غصہ اُتارتا ہی بخدا وہ میری بہو ہی مین پہلے وہین جاؤنگا اپنی جان دونگا یا اُس ظالم کے ہاتھ سے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو بچاؤنگا یہ کہا پشت مرکب پر سوار ہو کر قیماس خان و حسن خان وغیرہ سے کہا آپ لوگ جا کر اُس کشتۂ حسرت و یاس کی خبر لین برائے خدا میرے ساتھ آنے کا قصد نہ کرین یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب صبا رفتار طرارہ بھر کر چلا قیماس خان وغیرہ برائے خبر ایرج چلے جانتے تھے کہ قاسم نہایت آشفتہ ہی ایسا نہو کہ اپنے کو ہلاک کرے اور اُدھر کی خبر لینا واجب و لازم ہی روتے خاک اُڑاتے طرف خیمۂ ایرج کے چلے قاسم یکہ و تنہا آنکھین بند قلب مین ٹھیرکن جگر کو تڑپن وہ مرکب جسپر کبھی ہنہ نا نہ چھوا یا تھا اُسپر کوڑے پر کوڑا پڑ رہا ہی وہ مثل باد صرصر اس رو مین جاتا ہی اگر نخل سامنے آیا فرا گیا کنوان گڑھا سب اُسکے روبرو برابر ہی مگر زمانے کار حال لشکر اسلام سماعت فرمائیے اب لشکر اسلام مین یہ خبر اُڑی کہ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے صحرا مین مار ڈالا قاسم نوجوان اپنی بہو کو چھڑانے گئے ہین سرداران قاسم لاشہ ایرج کی فکر مین ہین جوا میرین عمرو جسکو صاحبقران زمان نے بھیجا تھا قاسم کا جانا ہی نکمو

قتل ہونا ایرج کا کانون سے سُنا روتا ہوا بھاگا کہ صاحبقران زمان کو خبر کرون سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا اُسنے تو قاسم کو بچپن سے گود مین پالا ہی مزاج سے بخوبی ماہر ہی آتشخوئی کا حال اچھی طرح ظاہر ہی سوچا اگر قاسم نوجوان کو رد کو زک لگا یہ میرے فرشتون کا بھی کہنا نہ مانین گے مین جاکر انکے والد نامدار علمشاہ ذی وقار کو خبر کردن یہ سوچکر طرف بارگاہ رستم کے چلے مگر رستم پیلتن وپیلکن کشندۂ قویل ہندی و دویل ہندی علم شاہ نوجوان بارگاہ آسمان جاہ سے نکلے انکے سرداران صف شکن پہلوانان تیغزن آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی وکپی ارنال وکپی زلزال ونہنگ بچہ دریائی وساقط شاہ دربندی وغیرہ در دولت پر حاضر تھے طنبور گڑگڑا رہا ہی پلٹنین گوردن کی جمی ہوئی کھڑی ہین جیسے ہی رستم برآمد ہوے انگریزی باجا بجا انگریزون نے ٹوپی اُتار کر سلام کیا استر مالا کبود فرنگی کسا ہوا سامنے کھڑا ہی عیار رستم کا مہتر سمک یلطاقی قنطورۂ زریفتی پنیادہ سقرلاتی باندھے عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے آیا براے تسلیم خم ہوا رستم نے گھبرا کر کہا ای سمک سمت بارگاہ قاسم یہ کیسا ہنگامہ ہی لوگ کہان دوڑے ہوے جاتے ہین مجھے قاسم کی آتش خوئی سے ہر وقت تردد رہتا ہی شاید کسی سے فساد ہوا بڑھکر خبر تو لا سمک نے قصد کیا کہ بڑھون دو قدم نہ گیا تھا کہ دیکھا سیارہ بن عمرو سر برہنہ بھاگا ہوا آتا ہی رستم نے پوچھا سیارہ خیر تو ہی تیرے آنے سے ثابت ہوتا ہی کیا قاسم سے کسی سے تلوار چلی سیارہ قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کر رویا عرض کی ای شہریار آپ کے باغ پُر بہار پر خزان آئی ہی شہزادۂ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے زخمی کیا یا میرے منھ مین خاک دشمنون کو اُسکے مار ڈالا لیکن اُنکی معشوقہ کو گرفتار کرکے باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین سزا دینے کو لے گیا ہی قاسم یکہ و تنہا اُس باغی سے لڑنے کو گئے ہین کسی سردار کو ساتھ نہین لیا علمشاہ نوجوان نے جو یہ خبر وحشت اثر سُنی منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ رو متغیر حال ابتر کہا یارو غضب ہوا فولاد کی جرأت کے بڑے شہرے ہین فوج بے انتہا ساتھ لایا ہی اپنی جرأت کا بڑا دعوی ہی اُس انبوہ پر اکیلا گیا ہی یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے تیغۂ کپتان فرنگی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اگر آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی لشکر اندوہ و الم نے گھیرا ہی تعاقب مین قاسم نوجوان کے روانہ ہوے مگر جوابہر بن عمرو غل مچاتا ہوا لشکر مین یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ یارو براے خدا قاسم کی جلد خبر لو یکہ و تنہا

طرف باغ سلیمان عنبرین موے کو ہی گے گیا اب تو لشکر مین ہلڑ ہو گیا جسنے سنا وہ چلا شاہزادہ دارا
کشورکشا برادر علمشاہ نوجوان بقہر و غضب چلے ایک سمت سے ہاشم تیغزن فرزند حمزہ صف شکن
و خورشید بن ہاشم و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ شیر افگن بن حمزہ یہ سب شاہزادے
یا تو طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے تھے جسنے یہ معرکہ جانگزا سنا اسی طرف پلٹ پڑا یہ تو سب فرداً
فرداً جاتے ہین مگر لشکر مین یکایک نقارے بجنے لگے قرنا بھی باجے بجے صاحبقران زمان نے
بارگاہ مین فرمایا ای لندھور بن سعدان دیکھو تو لشکر مین کیا قیامت برپا ہوئی کیا دن دہاڑے
فوج لقا آپڑی لندھور گھبرا کر باہر آئے دیکھا چہار طرف ہنگامہ ہی ہر سردار فرداً فرداً گھوڑے کو
ڈالے ہوئے طرف صحرا کے جاتا ہی ہر ایک سے لندھور پوچھتے ہین کوئی اصلی کیفیت نہین
بتلاتا تلوار اُٹھائی اور بھاگا لندھور حیران کہ خداوندا یہ کیا معاملہ ہی کہ دیکھا جواہر بن عمرو سامنے سے
آیا اُسنے لندھور سے رو رو کر مفصل حال کہا لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران کے
عاشق ہین دوست صادق محب واثق ہین چھاتی پر ایک گھونسا مارا خیال مین آیا کہ جنبک امیر
باتوقیر سے خبر کرنے جاؤ گے اتنے عرصے مین اگر وہان کوئی فرزند حمزہ خدانخواستہ قتل ہو گیا تو روے سیاہ
کیسے دکھاؤ گے روانہ ہونا جلد چاہیے بہ تعجیل اپنے لشکر مین آئے فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوئے
اہالیان فوج اور سردارون کو آواز دی یارو جلدی تیار ہو مین بڑھتا ہون یہ کہکر فیل میمونہ مبارک کو
گجک مارا ہاتھی دوڑتا ہوا چلا مرکب سے زیادہ تیز قدم گرز خسروی مردی برچہ کوہ اٹھارہ سو من کا
کاندھے پر رواروی مین جاتے ہین یہان سرداران لندھور بن سعدان عادل شیردل
و فاضل شیردل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک دکھنی اور دونون بیٹے
لندھور کے ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی بہ تعجیل تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہو کے
عقب مین لندھور بن سعدان کے چلے نو لاکھ ہندیون کا لشکر بصد کر و فر بجاہ و حشم چلا یہان بارگاہ
مین صاحبقران زمان حیران ہین کہ لندھور بن سعدان گئے کیون نہ پلٹے اس تردد مین تھے
کہ جواہر بن عمرو پردہ اُٹھا کر آیا گریہ بیقرار اشکبار صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ای مہتر جواہر
کیا ہوا جواہر بن عمرو نے ایک پچھاڑ کھائی سر زمین پر دے مارا کہا ای شہریار غضب ہوا
فولاد فولاد شکن ایرج نوجوان کو زخمی کر گیا اور اپنی دختر کو لیجا کر باغ مین باندھا ہی قاسم نوجوان

اکیلا گیا اُسکے تعاقب مین رستم پیلتن عملشاہ نوجوان بھی اسی طرح فرداً فرداً سب سردار گئے اگر
قاسم نوجوان پہونچ گیا ہوگا ای شہریار خدا کے واسطے جلد چلیے سرداروں کو بھیجیے قاسم کی فکر
کیجیے بس آہ کا نعرہ کرکے صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ ان نوجوانون کے
جوش وخروش نے ہم کو مارا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آئے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے تیغ
عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو اُڑایا اب بادشاہ حجاہ نے دیکھا کہ ہر سردار اُٹھا بارگاہ
سے نکلا اور روانہ ہوا بادشاہ سعد بن قباد نے فرمایا سبحان اللہ ہم ہی نامرد ہین کہ سب سردار
جاکر جان دین اور ہم مرغ زرین بنے ہوئے تخت پر بیٹھے رہین غصے مین فرمایا کہ مرکب خنگ سیاہ
قیطاس تیار کرو یہ کہکر تیغ قمقام کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے بادشاہ کا اُٹھنا ہر خرد و کلان ادنی
و اعلی پیر و جوان سات سو تاجداران اولوالعزم اپنے اپنے دنگلہاے زرین سے اُٹھے باہر جبتک
نکلین دیکھا بادشاہ سوار ہوچکے نقارۂ سلیمانی و نقارخانۂ سکندری ہاتھیوں پر لد چکا اب تو چہار جانب
سے کل سردار یعنی کربتیس سپر گردان و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رود باری و
سیف ذوالیدین و مندویل اصفہانی و شہریار عراقی و عبدالجبار حلبی و عبدالقہار
حلبی و داروغۂ بارگاہ سلیمان قبۂ دین ستون اسلام کرب پُر حرب نظر کردۂ بزرگان دین جلالت
آئین ویل عادیان پور شدادیان کہتان کرب بن کوہ کرب انکے ساتھ ذوالخمار عادی
دار جد عادی و دریابار عادی وغیرہ مع بارہ ہزار قزاق ایک کے بعد ایک عقب مین
شہنشاہ گیتی ستان کے چلا پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی
تیرہ سو جوانان مغربی اٹھارہ سو رئیسان ترکی سوار ہوکے آمادۂ حرب و پیکار ہوکے چلے مگر
اول ذکر شاہزادۂ خاور سپاہ قاسم نوجوان کا تحریر ہوتا ہی کہ غم فرزند نوجوان مین مبتلا آنکھون
کے نیچے اندھیرا راستہ سوجھتا نہین دل تڑپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے طرف
باغ کے جاتے ہین بقدرت پروردگار پشت پر دیوار باغ کے پہونچے فولاد فولاد شکن کے
نعرۂ کوہ شگاف کی صدا سُنی اور ایک آواز نحیف وضعیف آتی ہی کہ ای خالق یکتا ای رب
دوسرا میرے وارث کو بچانا میرے بزرگون کی صورت مجکو دکھانا اب قاسم نوجوان نے
گھبرا کر آنکھین کھولین دیکھا کہ مین دیوار کے اس پار ہون اندر باغ کے ہنگامہ ہی یقین ہی کہ

یہ صداے دردآمیز اُس کشتۂ حسرت و یاس معشوقہ کی ہی وہی بلک بلک کے رو رہی ہی آنکھون سے آنسو ٹپکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا گھوڑے کو چند قدم پیچھے ہٹا کے کوڑا مارا مثل طاؤس مرکب باد رفتار دیوار کو اُڑ گیا ایک چمن مین آگرا اب قاسم نوجوان نے دیکھا کہ ایک مہ جبین دریاے خون مین نہائی ہوئی درخت سے بندھی ہی اور ایک دیو خصال کوہ پیکر کوڑا ہاتھ مین لیے جھپٹتا ہی گرد سر دار ہین وہ لپٹ جاتے ہین بس قاسم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بیتاب ہوگئے اُسکو پیدل دیکھکر آپ بھی پشت مرکب سے کود پڑے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری
بہ سطوت بہ شوکت بہ ہمت وحید
ز آب دم تیغ شستم زمین

شہسوار لال پوش خاوری
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

منم قاتل کافران پلید
زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ
آواز دی او نامرد عورت پر

کیا غصہ کرتا ہی مردان عالم سے آنکھین چار کر ہم پر آکر وار کر بختیارک نے جو قاسم نوجوان کو بقہر و غضب آتے دیکھا جھک کر سلام کیا کہا حضور دیکھیے مین انکو ہر چند منع کرتا ہون میرا کہنا نہین مانتے آپ کی بہو کو کوڑا مارا ہم کہتے تھے کہ وہ شیر آتے ہونگے قاسم سے تو یہ کہا پھر طرف ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے متوجہ ہوا کہا بی بی اب نہ رو تمھارے خُسر صاحب آپہونچے تمکو لیجائینگے بختیارک کے کہنے سے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر اُٹھایا قاسم کو دیکھا ہر چند کہ بندھی ہوئی ہی مگر ضبط کرکے آواز دی حضور کیون لونڈی کے بچانے کو آئے مین سبز قدمی اپنے وارث کو کھاگئی میرا مُنھ دیکھنے کے لائق نہین ہی براے خدا اس جلاد سے اپنی جان بچائیے واسطہ اپنے دین و مذہب کا نکل جائیے مگر حضور کو گواہ کرتی ہون کہ مین لقا پر لعنت کرچکی ہون اتنا احسان فرمائیے گا میرا جنازہ اُٹھوائیے گا کافرون مین مردہ لونڈی کا نہ چھوڑیے گا مثل خداپرستونکے کنیز کا لاشہ اُٹھے کاندھا دیجیے گا اپنے نور نظر کی روح کا پاس کیجیے گا قاسم نوجوان نے نعرہ کرکے آواز دی کہ بی بی تم تو اب ایرج نوجوان کی نشانی ہو وہ اتنی ہی عمر لیکر دنیا مین آئے تھے سا ہی ملک عدم ہوئے ہمکو داغ دے گئے تم کو دیکھکر دل کو تسکین دینگے کیا مجال کسی کی جو اب تم پر ہاتھ اُٹھائے یا نگاہ ٹیڑھی کرکے دیکھے فولاد فولاد شکن یہ کلمات سُنکر مثل ابر کے گرجا بختیارک کو تو گالیان دینے لگا کہ کیون او منافق دورنگی مسلمان کی تعریفین کرتا ہی بختیارک نے کہا وہ تو

میرے آقا ہین مین مسلمان ہون اب دیکھو تمھارے واسطے بے چھلی مینچ لیکر آئے ہین بیگناہ تم سنے
انکی بہو کو مارا ہی دیکھو دم بھر مین سر تمھارا گوہ کھاتا پھرے گا اس عرصے مین قاسم نوجوان قریب
آپہونچے طرف نخل کے چلے جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہی منظور یہ ہوا کہ پہلے اسکو رہا
کرکے قبضے مین کرون پھر اس بیحیا سے لڑون فولاد فولاد شکن کب جانے دیتا ہی للکارا اسنے
تیغہ کھینچا ساتھ والون کو اشارہ کیا فوج کا بلوہ ہوا قاسم نوجوان نے نہنگانہ دریاے فوج مین
غوطہ مارا تلوار چلنے لگی مگر قاسم مثل شیر غضبناک شمشیر زنی کر رہا ہی جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے
کسی کا سر اڑا دیا کسی کی کمر گاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اشعار

یکے را بہ بازو و یکے را بہ سر
یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
فرید و برید و شکست و ببست
یلان را سر و سینہ و پا و دست

مانند بنات النعش کے صف لشکر کفار کو پراگندہ کیا ہی تلوار
مثل برق کے چمک رہی ہی سپر بائین ہاتھ مین جرأت بات بات مین جسنے ٹوکا اسپر جا پڑے
ٹوک ٹوک کر سرداران زبردست سے لڑے کئی سو کافر مارے صف کو درہم و برہم کرکے ہر چند
کہ کئی زخم کھائے تیر جسم پر بہت پڑے ہین تمام جسم چھنا ہوا فوارہ بنا ہوا چہرۂ گلنار قریب نخل
کے پہونچا چاہتے تھے کہ فولاد فولاد شکن نعرہ کرکے قریب آیا اور اس نامرد نے پشت پر سے
ہاتھ مارا قاسم چمک تلوار کی دیکھکر پلٹے پورا وار سر پر پڑا خود کو کاٹ کر تلوار فولاد کی تا دو ابرو
پہونچی ایک بیحیا نے پہلو سے نیزہ مارا شانہ نشانہ ہوا قاسم نوجوان لڑکھڑا کے گرے تیغہ ہاتھ سے
چھوٹ گیا فولاد فولاد شکن جھپٹا کہ سر کاٹ لون کہ انکے والد نامدار علمشاہ نوجوان جسطرح قاسم
پشت باغ پر پہونچے تھے اُسی طرح قریب دیوار آئے قاسم نوجوان کے نعرے کی آواز سُنی
دیوار پر لپک کے گر نہ مارا دیوار بھرا کر گری اب دور سے دیکھا کہ صد ہا لاشے پڑے ہین اور
قاسم زخمہاے کاری کھا کر قریب اُس نخل کے گرا ہی جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہی
ہوش اُڑ گئے وہین سے نعرہ کیا کہ او بیحیا کیا کرتا ہی کوئی زخمی کا سر کاٹتا ہی نعرہ علمشاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب
گیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

بیٹے کو زخمی دیکھکر مرکب سے کود پڑے اس جلدی مین قاسم
کے قریب آئے کہ فولاد بد نہاد نہ پہونچ سکا تیغہ کیتیان نیام انتقام سے لیا گرد قاسم کے پھر کے

لڑنے لگے جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی قاسم نوجوان نے آنکھ کھولکر جو قریب اپنے دیکھا صدائے ضعیف و نحیف مُنھ سے نکلی آواز دی قبلہ و کعبہ مجھے آپ کیون بچاتے مین اپنی بہو کو بچائیے لڑبھڑ کے نکل جائیے ایسا نہو کہ کوئی اُس سوختہ بخت کو قتل کرڈالے آپ کے غلام ایرج کی نشانی ہی علمشاد نوجوان نے آواز دی ای جان پدر کن آنکھون سے تمھارے حال زار کو دیکھون کن کانون سے خبر وحشت اثر ایرج کو سنون کاشکے نابینا و کر و گنگ پیدا ہوتا اگر ای نور نظر مطمئن رہو جبتک مین زندہ ہون کیا مجال کوئی میری بہو پر ہاتھ ڈالے بعد میرے خدا کو اختیار ہی مصرع بعد از من کن فیکون شد شدہ باشد ٭ بندہ مجبور و ناچار ہی وہ مالک و مختار ہی آبرو اُسکے ہاتھ ہی اُسی نے جرأت و شوکت عطا کی ہی تقدیر مین ہماری یہ رنج و ملال لکھے تھے کہ تم کو اس حال سے دریائے خون مین غوطہ مارتے دیکھین انشاء اللہ آج وہ تلوار چلے کہ ترک فلک بھی کھبرا جائے ہر مرتبہ چاہتے تھے کہ فولاد بدنہاد پر جا پڑین وہ لاکھون یہ اکیلے قاسم کو بھی بچاتے تھے کبھی جھپٹ کے چاہتے تھے کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو رہا کردین اپنے مرکب پر لادین پھر ساکھے سے لڑین مگر فولاد بدنہاد نے بڑھکر ہاتھ مارا سر شہزادے کا زخمی ہوا دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بایان ہاتھ سینے پر قاسم کے رکھدیا دہنے ہاتھ سے تلوارین مار رہے ہین کفار کو اُس حال پُر ملال مین بھی للکار رہے ہین کہ سامنے سے نعرہ ہوا انکے بھائی کا یعنی ہاشم تیغزن نعرۂ ہاشم منم شیر دل صفدر و صف شکن + یل نامور ہاشم تیغ زن دوسری طرف سے نعرہ ہوا اُستم رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی نعرۂ فرامرز عاد + جہان پہلوانم یل نامدار پسر خواندہ شاہ اشقر سوار + ہمیدان مردی چو رستم نژاد + شہنشاہ مغرب فرامرز عاد ایک طرف سے نعرۂ داراب کشور کشا کا ہوا نعرۂ داراب + یل نامور شیر دشت وغا شہنشاہ داراب کشور کشا + ایک طرف سے نعرہ ہوا شاہزادۂ جمہور کا نعرۂ جمہور نامم شدہ در سلک جمع انان تہمتن + جمہور جہان سوز شہنشاہ تبرزن + ایک طرف سے نعرہ ہوا مالک اژدر کا نعرۂ مالک اژدرم مالک اژدر خشم و کین + سپہدار در لشکر اہل دین بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج + ستانم ز ترک فلک تخت و تاج + ایک طرف سے نعرہ ہوا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد بے ایمان صاحبقران

بن صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر		ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان اند	پناہ لشکر اسلام نور الدہر کہ ہمیش	عدو در رزمگاہش صید شہبازان الامان خواہد

ایک سمت سے بہرام گرد بن خاقان چین کا نعرہ ہوا نعرۂ بہرام منم گرد بہرام خاقان چین
کہ از ہیبت من بلرزد زمین + مگر واضح ہو کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت باغ سے
فرداً فرداً آئے آتے ہی جابجا گھر گئے مگر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان شیرانہ شمشیر زنی
کر کے قریب علمشاہ و قاسم کے پہونچ گئے ایک طرف نور الدہر ایک جانب انکا سردار نہر
بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور یہ دونون
جوان بصد شوکت و شان گرد علمشاہ و قاسم کے پھر رہے ہین زخم کھاتے ہین مگر انکو بچاتے ہین
فولاد فولاد شکن گینڈے پر سوار ہوا ہی دو سو من کا تیغہ ہاتھ مین سردارون کو زخمی کرتا پھرتا ہی
فوج اس بیحیا کی بیحساب چہار طرف سے مصروف جنگ ہی مگر دل سے کہتا ہی کہ ای فولاد قول
بختیارک کا کرسی نشین ہوا وہ کہتا تھا کہ ان مسلمانون کا مثل چیونٹیون کے تانتا بندھ جاتا ہی
حقیقت مین یہی رنگ ہی ہر شیر دل آمادۂ جنگ ہی حقیقت مین بلاے روزگار ہین مرنے پر تیار
ہین اور ناظرین پر واضح ہو کہ بہ سبب سردار عقب باغ سے پہونچے ہین اب ایک غول ہین ایک
ایک سردار لڑ رہا ہی قیامت کا معرکہ پڑ رہا ہی اور بختیارک نے جب یہ ہنگامہ دیکھا در باغ پر آیا
سات لاکھ کو ہی ملازمان فولاد کمر بندی کر چکے ہین بختیارک نے یہ انتظام کیا کہ اُن سب سے
کہا یاروفرزندان حمزۂ عرب بصد جوش و غضب اور چند سردار اندر باغ کے پشت پر سے پہونچ
گئے ہین اگر تم یہان پر سے جما دوگے مدد اسلام کی نہ پہونچنے پائیگی تو وہ سب اندر والے قتل ہوجائینگے
تیغ بیدریغ فولاد سے پناہ نہ پائینگے یہان تو اس بیحیا نے فوج کو یون جمایا جیسے دیوارین لوہے
کی ہوتی ہین اور آپ خچرے پر سوار ہو کر بھاگا جا کر لقا کو خبر دی کہ یا خداوند آج قیامت کی لڑائی
ٹھہری ہی آپ بھی جلدی سوار ہوجیے مع فوج چلکر شریک ہونا مناسب ہی لقا فوراً تخت پر سوار ہوا
اب تو لشکر مثیار تیار ہوا فوج دریا موج کو لقا لیکر چلا قریب باغ کے نہ پہونچا تھا کہ ایک طرف سے
لشکر اسلام کے گرد اڑی اہالیان فوج لقا نے دیکھا کہ دارا ے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان
فیل میمونہ مبارک پر سوار گرز کاندھے پر بیچ مین نو لاکھ ہندیون کے سامنے نمایان ہوئے

بختیارک نے فوج والون کو آواز دی کہ خبردار یہ فوج آگے بڑھنے نپائے جلد ان ہندیون کو
یہین روک لو چہار طرف سے سنجانی و باختری و ششتری و حصاری فوج لندھور پر آپڑے
ہندیون سے تلوار چلنے لگی لندھور بن سعدان کو رُک جانے کا بڑا قلق ہی نعرہ کرکے فوج لقا
سے لڑنے لگا نعرہ لندھور

فلک شد بارگہ انجم سپہ خیمہ رشید تاج من
منم صاحب مدد جانشین حمزہ درگردن
بفرمانم بود صد ہزار ورماک ہندستان
شہ ہندوستان ستم زمان لندھور بن سعدان

لندھور لڑتا بھڑتا ہوا چاہتا ہی
کہ باغ کی طرف نکل جاؤن مگر فوج لقا مثل مور و ملخ کے ہی نکلنا دشوار ہو گیا مگر ہندیون نے لاش
پر لاش گرا دی کہ یکایک لندھور نے دیکھا زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بُن کافران از جہان پاک کرد
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جیسے لندھور سے اور امیر باتوقیر سے آنکھ چار ہوئی لندھور نے دیکھا کہ صاحبقران کا عجیب
حال ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی غصے سے چہرہ لال ہی آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے گرد و غبار مین اٹے ہوے لندھور کو صاحبقران نے آواز دی ای جانشین
من میرے فرزندون پر کیا گذری کیا آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی لندھور نے کہا ای آقا
خدا نہ کرے کہ آپ ملول ہون غلامان شہنشاہی کو کبھی رنج و غم نہ حصول ہون وہ سب شاہزادے
اندر باغ کے مصروف جنگ ہین مجھے راہ مین اس لقا کے لشکر نے روک لیا غلام مجبور ہو کے
لڑنے لگا قالب خاکی یہان روح وہان ہی وہ آفتاب عالمتاب شہریاری آنکھون سے نہان ہی
حضور اس لڑائی کو روکین غلام لڑتا بھڑتا وہین جاتا ہی جسطرح بنتا ہی اپنے کو اُن شیرون تک پہونچاتا
ہی صاحبقران زمان عقرب سلیمانی کھینچکر لشکر لقا پر گرے لڑنے لگے طرف سے لشکر اسلام کے گرد
عظیم بلند ہوئی دیکھا ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر مع تمام
لشکر اسلام و مع تاجداران نامدار و غازیان تہور شعار پیدا ہوئے بادشاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا
کہ صاحبقران زمان و لندھور بن سعدان لشکر لقا سے لڑ رہے ہین فرزندان صاحبقران
مین سے کوئی شیر دل اس مقام پر نہین ہی بادشاہ نے غصے مین مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
چراغ شبستان صاحبقران

فروزندۂ تاج وتخت کیان	ہنم سعد فرزند قباد شاہ	شہنشاہ اسلام عالم پناہ

بس بادشاہ جمجاہ مع تاجداران جلیل مثل عزرائیل فوج کفار پر گرے چشم زدن مین لاش پر لاش سر پر سر دھڑ پر دھڑ گرا دیے باختری سامنے مسلمانون کے بھاگنے لگے سعد بن قباد جب ہاتھ تلوار کا اُٹھاتے ہین سات سَو تاجدارون کی تلوار مثل برق کے چمک کر بلند ہوتی ہی جب بادشاہ کا ہاتھ پڑتا ہی کل تاجدارون کی تلوار برابر سر دشمن پر چلتی ہی شمع حیات کفر جلتی ہی سات سو سرائے خون کے ایک مرتبہ بلند ہوتے ہین سات سو کافر ایک مرتبہ واصل جہنم ہوتے ہین سات سو مرکب کوتل ایک مرتبہ ہنہنا کر بھاگتے ہین چار پانچ حملون مین بادشاہ نے قیامت برپا کردی لندھور نے جو ذرا مہلت پائی لڑتا ہوا قریب باغ کے پہونچا دیکھا در باغ پر صفین مثل سد سکندر جمی ہین علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہین اندر سے باغ کے نعرۂ فرزندان صاحبقران کی آواز آتی ہی صدا سے شیران دشت نبرد کے زمین تھراتی ہی بس لندھور بن سعدان نے آگے سامنے اُن کافرون کے نعرہ کیا اُو نامردو سامنے سے ہٹ جاؤ در باغ کا راستہ دو ورنہ خون کے دریا بہا دونگا پہلو سے نعرۂ صاحبقران کی بھی آواز آئی اور صدا دی کہ ای جانشین من اپنے کو جلد اُبھر کر باغ مین پہونچاؤ مین بھی آپہونچا لندھور نے جو اپنے پشت پناہ کو آتے ہوئے دیکھا فیل ہمونہ مبارک کو بڑھایا کوہیون نے دیکھا کہ تین پہاڑ جنبش مین ہین ایک فیل بے عدیل دوسرے قد و قامت لندھور اسی ارج کا اس قد و قامت پر چہرہ مثل آفتاب جہانتاب لندھور کا نام نامی اسی وجہ سے لندھور رکھا ہی لند یعنی مرد تو مند ھور یعنی نیر اعظم یعنی آفتاب تیسرا مثل کوہ گران کے اٹھارہ سو من کا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کاندھے پر اُس جوان خوش رو کے دیکھکر ہوش و حواس کوہیون کے باختہ ہوگئے اور پہلو مین لندھور کے دست راست پر نور نظر فرہاد خان یک ضربی کرگدن مست پر سوار چوبدست آہنی کو گردش دیتا ہوا اچھولپر ہاتھ ڈالے ہوئے لڑ رہا ہی دوسری جانب شاہزادہ ارغون برزور مشابہ بصورت لندھور فیل مست پر سوار تیغ برق مثال ہاتھ مین عقب مین نو لاکھ ہندی کھانچی جنگ رستمانہ کرتے ہوئے دم جرات کا بھرتے ہوئے یون فوج کوہستان پر گرے جیسے شیر نر رمہ گوسفندان مین آجاتا ہی تنکار کرنے لگے بس لندھور ہاتھی بڑھاتا ہوا قریب پھاٹک کے پہنچا

کو ہیون نے پھاٹک بند کرلیا لندھور نے پیچھے فیل کو ہٹا کر زبان ہندی مین بری چی ودھت کہکر اشارہ کیا فیل نے جھپٹ کر پھاٹک پر ٹکر ماری پھاٹک گرا لندھور اندر گھسا ایک طرف سے صاحبقران جنگ رستمانہ کرتے پہونچے ایک جانب سے بادشاہ جمجاہ مع فوج آگئے عقب سے لشکر لقا پہونچا اب تو دیواریں باغ کی پامال ہوگئین میدان وسیع مردان عالم کو ملا اب بخوبی لشکر اسلام اور لشکر کفار آپسمین مل گئے ایک طرف سے سرداران لقا و پہلوانان فولاد فولادشکن فوجین مثل مور و ملخ آپسمین مثل آب شور و شیرین و نور و ظلمت بصد شوکت و ہیبت مل گئین

نظم مصنف

برق شمشیر چمکنے لگی
وہ قرنا کی آواز ہیبت فزا
زمین چھپ گئی زیر افلاک پر
رسالون مین ایک ایک تھا مثل گیو
جوانکدم مین اُلٹین زمین بلخ
وہ قوت وہ طاقت میان جدال
کہ رستم بھی تھا زال پیش نظر
شجاع و قوی و جری و دلیر
گل زخم کھا کر ہوے باغ باغ
چمکتے تھے نیزون کے پھل جابجا
کمان کیانی کی ہر جا کڑک
کسی کے لگا نیزۂ جانستان
کوئی تیغ سے دو ہوا تا بناف
کسی کا کہین نصف چہرہ کٹا
طمانچے کی ضرب اک اُٹھا کر گرا

تزلزل زمین کو ہوا سربسر
وہ باجون کا غل دشت مین جابجا
جوانان لشکر کا ہو کیا شمار
شجاعت مین رستم تو ہیبت مین دیو
جلال اُنکو آئے دم جنگ اگر
سپر اُنکی یا پارہ ہاے جبال
نہ آیا کبھی اُنکی جرأت مین فرق
نیستان جرأت کے غرندہ شیر
لڑائی وہ گھمسان کی الحذر
ہوے طائر تیر اُڑ کر ہوا
کسی کے پڑا سینے پر آکے تیر
کوئی گرز کھا کر ہوا نیم جان
کسی کا کلائی سے ہاتھ اُڑ گیا
کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا
رہے پھر نہ اُس دم کسیکے حواس

پڑی چوب نقارہ رزم پر
چلی یون سپاہ گران کی بہیر
کواکب سے بھی تھے زیادہ سوار
پیادے بھی تھے مثل مور و ملخ
تو شق دشمنون کا ہو ڈر سے جگر
وہ تھی اُنکی زور آوری سربسر
سراپا تھے دریاے آہن مین غرق
گلستان ہمت کے روشن چراغ
بگیر و بزن کی صدا سربسر
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
کوئی سہم کر ہو گیا گوشہ گیر
تبر سے کسی کا ہوا سر شگاف
کسی کا لڑائی مین رخ مڑ گیا
کوئی ہاتھ پالٹ کا کھا کر گرا
ہوا دو طرف لشکرون مین ہراس

مگر دارا اے ہند لندھور بن سعدان بصد شوکت بہزاران جرأت اُس مقام پر لڑتا ہوا آیا جہان نخل مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد معشوقۂ ایرج نوجوان بندھی ہی ایک سمت قاسم

زخمون مین چور چور ہو کر گرے ہین زمین پر بیہوش پڑے ہین علمشاہ نوجوان نے زخمی ہو کے
زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین ایک ہاتھ قاسم نوجوان کے سینے پر بجبت ایک ہاتھ سے کافرونکو
ہٹا رہے ہین زخم کھا رہے ہین اُس مقام پر کُل فرزندان صاحبقران گھوڑون سے کود کود کر
جم گئے ہین چاہتے ہین علمشاہ و قاسم کو کسی طرح اُٹھائین مگر اس گھمسان کی تلوار چل رہی ہی کہ
قدم بڑھانا دشوار ہی فولاد فولاد شکن مثل فیل مست دو سَو من کا تیغہ کھینچے ہوے جس پر جا پڑتا
ہی اُسکے وار کا روکنا مشکل ہوتا ہی ہر چند کہ اس بیحیا نے بھی زخم اوچھے اوچھے کھائے ہین
لیکن ایسے ایسے زخمون کو کب مانتا ہی لڑائی کو کھیل جانتا ہی بس لندھور بن سعدان فرزندان
صاحبقران کا یہ حال دیکھکر ہاتھی سے کود پڑے گرز کو گردش دیتے ہوے قریب علمشاہ
آکر پہونچے علمشاہ کی آنکھ شدت زخمداری سے کبھی بند ہو جاتی ہی کبھی گھبرا کر آنکھ کھولدیتے
ہین لندھور نے جو نعرہ کیا کہ ای رستم زمان علمشاہ نوجوان نورنگاہ صاحبقران بابا ہوشیار ہو
یہ خدمتگزار آ پہونچا علمشاہ نوجوان نے صدائے لندھور سنکر آنکھ کھولی فرمایا ای عم نامدار آپکی
جرأت و شوکت پر نثار ماشاء اللہ کیا کہنا مگر ہم مرد ہین اگر قتل ہوے تو کیا لاشہ پڑا رہا تو کیا پروا
سب طرح اُسکا فضل شریک حال ہی دیکھیے قاسم بیہوش پڑا ہی اسکا بچنا محال ہی بموجب مضمون
مصرع ع ہرچہ رود بر سرم آنچہ پسندی رواست ✤ مگر انسان جو کچھ کرتا ہی برائے ننگ ناموس
عورت کا مقدمہ بہت نازک ہی اول ٹڑھکر معشوقۂ ایرج نوجوان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
کو چھڑا لیجیے اپنی بہو کے پاس جائیے اُس کشتہ حسرت و یاس کی یہ نشانی ہی حقیقت مین مبتلائے
بلائے آسمانی ہی اسکے سہارے ہماری زندگی ہوگی اُسکے حال زار پر ترحم فرمائیے ہماری
طرف نہ آئیے ہم تو آپ سے رخصت ہوتے ہین بعد اختتام جنگ اگر موقع پائیے گا ہماری
اور قاسم اور ایرج کی لاش ساتھ اُٹھائیے گا وصیت آخر یہ ہی کہ تینون قبرین ایک ہی مقام
پر بنائیے گا تا آیندہ و رندہ دیکھین کہ پیر زمین گیر نے ساتھ اپنے شیرون کے جان دی اس
غم جانکاہ کی فلک کو برداشت نہوئی مگر وہ سخت جان ہون کہ روح جسم سے نہین نکلتی حسرتین
لیکر پردۂ دنیا سے جاتے ہین اس کلام حسرت انجام سے علمشاہ کے لندھور کا کلیجہ پھٹ گیا
گرز کو چرخ دینا شروع کیا سکرٹون کے سر پھٹے خود بھی زخم کھائے مگر قدم اُس جگہ سے نہ ہٹے

کس ساکھے سے لندھور نے اُس مقام پر جنگ کی کیا عجب تھا کہ زبان تیر اور کلۂ عمود سے
صدائے احسنت و آفرین بلند ہو علم سرو قد برائے تعظیم لندھور اُٹھے ترکش مُنھ کھولکر رہگئے
شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ٭ رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین ٭
لندھور بن سعدان نے جان دیکر اپنے کو قریب اُس نخل کے پہونچایا کمندین کاٹین ملکہ کو گود مین
لیا اُس صاحب عصمت و عفت نے آنکھین کھولکر آواز دی ای شخص تو کون ہی میرے جسم مین
ہاتھ لگاتا ہی مین نے اپنے کو ناموس حضرت خلیل الرحمان مین داخل کیا ہی علاوہ اسکے جسم میرا کوڑے کی
ضرب سے پاش پاش ہی کنیز کو موت کی تلاش ہی ای شخص خوف خدا کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر
لندھور نے اس بیان پر ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی اور کہا بی بی تمہارا خدمتگزار ہون امیر
با توقیر کا پُرانا سردار ہون لندھور بن سعدان میرا نام ہی لڑبھڑ کر تم تک آیا ہون ذرا آنکھین
کھولکر دیکھو کس کس نے تمہارے واسطے جان دی قاسم نوجوان کا لاشہ پڑا ہی علمشاہ پڑا ہوا دریائے
خون مین غوطہ مار رہا ہی مین نے چاہا اُن زخمیان تیغ جفا کو پہلے اُٹھاؤن ایرج کے جد نامدار علمشاہ
عالی وقار نے ایسی مصیبت کے وقت کہ روح قالب سے نکلا چاہتی ہی یہ جواب دیا کہ پہلے ہماری
بہو کو رہا کرو بی بی مین آپہونچا میری نور نظر ہو مجکو نامحرم نجانو مین نے شاہزادۂ ایرج اور اُنکے والدین
قاسم شیردل کو گود یون مین پالا ہی پرُانا خیرخواہ ہون کل حالات صاحبقران زمان سے آگاہ ہون
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد آنکھین کھولکر رو دی لندھور بن سعدان کو دیکھا کہ جسم تمام فوارہ خونکا
بنا ہوا ہی بدن تیرون سے مثل غربال کے چھنا ہوا ہی پوچھا کہ ای جد عالی تبار میرے وارث کی
بھی کسی نے خبر لی اُس کشتۂ حسرت و یاس پر کیا گذری ہاے مین اپنے وارث کو رونے
بھی نپائی یہ کہکر دونون کلائیان کہ الماس کے ٹکڑے معلوم ہوتے تھے گلے مین لندھور کے
ڈالدین بیہوش ہوگئی منکا ڈھل گیا معلوم ہوتا تھا کہ دشمنون کا دم نکل گیا اب لندھور نے آگے
بڑھکر اپنے بیٹے فرہاد خان و ارشیون پریزاد کو آواز دی کہ جلد گینڈون پر سے کود پڑو جالکا
خوف نہ کرو ہاتھی لاکر بٹھادو خبردار عرصہ نہو وہ شیر لڑتے ہوے قریب آئے پیدل ہوے ہاتھی
کو بٹھایا پہلے ملکہ کو ہودے مین ڈالا اب جھک کر لندھور نے قاسم و علمشاہ کو اُٹھایا اُسی ہاتھی
پر اُنکو بھی مثل مردے کے ڈالدیا دونون بیٹون سے کہا دونون طرف سے جھول کو تھام لو حق

پدری ادا کرو خبردار یہ مقدمہ ناموس کا ہی جبتک زندہ رہنا کسی ہیجیا کو ہاتھی کے قریب نہ آنے دینا
اگر قتل ہو جاؤ گے سعادت دارین پاؤ گے تا روز قیامت نام رہے گا ہر بہادر تمکو جانباز اور
سرفروش کہے گا بیٹا قبروں پر میلے رہینگے صاحبان مراد مراد مانگنے آئینگے یقین کامل ہی کہ اپنی
خواہش دل سے مستفیض ہونگے اور اگر ہو سکے تو میرا خیال نکرو ہاتھی کو ساتھ لیکر لڑتے بھڑتے
نکل جاؤ یہ کہکر لندھور اپنے مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوا اپنے سرداروں کو بھی یہی حکم دیا
کہ یارو میرا خیال نہ کرنا ہمارا افسر قتل ہوگا اسکا ملال نہ کرنا ہاتھی کو بیچ مین لے لو سب جوانان ہند
تلوارین کھینچکر اُس معرکۂ قیامت خیز مین لڑتے ہوئے ہاتھی کے ساتھ چلے کہ صاحبقران زمان
لڑتے بھڑتے نہنگانہ پلنگانہ رستمانہ صفوں کو پامال کرتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے جواہر
بن عمرو رکاب سعادت انتساب سے لپٹا ہوا خنجر ہاتھ مین پشتیبانی کرتا ہوا ساتھ ہی امیر بآواز
فرمارہے تھے کہ ای جواہر یہ کیسا ہلڑ ہی کیا علمشاہ و قاسم کے دشمن مارے گئے اب
اسوقت مجکو آنکھوں سے نہین سوجھتا ذرا خبر تو لے جواہر نے چاہا کہ رکاب چھوڑوں
برائے دریافت خبر جاؤں کہ دیکھا سرداران ہندوستان بصد شوکت و شان ہاتھی کو بیچ مین
لیے ہوئے لڑتے ہوئے آتے ہین اور علمشاہ اور قاسم مثل مردے کے ہودے مین پڑے
ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد پر تو لندھور بن سعدان نے اپنا دوشالہ ڈالدیا تھا کہ نامحرم
کی نگاہ نہ پڑے وہ تو مخفی ہی مگران شیروں پر نگاہ پڑی صاحبقران زمان نے آواز دی یارو
یہ کیا معرکہ ہی جواہر نے بڑھکر مفصل خبر دریافت کی قریب آکر عرض پیرا ہوا کہ ای شہریار
لندھور نے بڑا کار نمایان کیا علمشاہ و قاسم زخمی ہو کر قریب اُس نخل کے گرے تھے
کہ جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی تھی لندھور نے ملکۂ عالم کو بھی رہا کیا ان شیروں کو
زخمداری مین اُٹھایا آپ شبرنگ تازی پر سوار ہو کر برائے مقابلہ فولاد فولادشکن گیا
ہی ملاحظہ فرمائیے کہ ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی بیدل جھجل پر ہاتھ ڈالے
ہوئے لڑ رہے ہین صاحبقران زمان نے ہاتھ اُٹھاکر فرمایا ای پروردگار لندھور نے
میرے فرزندوں کو بچایا وہ بھی اپنے کلیجے کے ٹکروں کو صحیح و سالم پائے یہ فرماکر آگے بڑھے
بادشاہ جمجاہ بھی لڑتے ہوئے چلے آتے ہین اب وہ وقت قیامت ہی کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا

نہین پہچانتا جابجا لاشون کے انبار ملازمان فولاد غدار جانبازی اور سرفروشی کر رہے ہین اُس ہنگامے مین نقیب جانبین کے آوازین لگا رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید بیت روز جنگ است جنگ باید کرد٭ کوشش نام و ننگ باید کرد٭ ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہی اپنے بزرگون کا نام روشن کرو صف شکن ہو تیغزن ہو دیکھین اس معرکے مین کون سرخرو ہوتا ہی کون آبرو کھوتا ہی یارو دنیا ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی دارا و کیقباد و جمشید و سکندر صاحب حشم و ضحاک ماروش عمر بھر بادہ نخوت سے مدہوش رہا ہزار سال سلطنت کی آخر یہ سب کیا ہوے خاک کے پتلے تھے خاک مین مل گئے بند جسم

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھا	مقابر جتنے دیکھے ہم نے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسجا بمضمون خیالی تھے	مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

دنیاے فانی مقام عبرت نہ جاے عیش و عشرت ہی آئینہ وقف حیرت ہی مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ اسکی یہ بظاہر عقلا کے اوپر	یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد و رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما بے خبریم

شعر تردد کیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہی٭ عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی٭ آوازین نقیب و گرگیت کی سنکر مردان عالم زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا لندھور بن سعدان لڑتا ہوا اکو ہیون کو قتل کرتا ہوا قریب فولاد فولادشکن پہونچ گیا اور للکارا کہ او نامرد مین آ پہونچا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ فولاد فولادشکن بھی لندھور کے مقابلے مین پہونچا فولاد فولادشکن نے ہاتھ مارا لندھور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا قصد یہ تھا کہ لپٹ جاؤن تلوار اس ملعون کی چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھاؤن مگر اتفاق قضا و قدر ایک کوہی نے لندھور کے شانے پر نیزہ مارا شانہ نشانہ ہوا سنان نیزہ استخوان کو توڑ کر پار گذر گئی لندھور نے پلٹ کر اُسکو ہاتھ مارا وہ تو واصل جہنم ہوا مگر فولاد کا تیغہ چل گیا

سر لندھور پر پڑا خود کو کاٹ کرتا دو ابرو پہونچا زخم کاری کھایا بازو مین سنان نیزہ سر پہ زخم کاری سنان نیزے کو شانے سے نکالا خون کا فوارہ بلند ہوا قریب تھا کہ گھوڑے سے گرے ضبط کرکے اپنے کو روکا فولاد فولادشکن نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون اُسوقت لندھور پر ہراس طاری ہی کہ سر سے چادر خون چہرے پر آئی ہی دریاے خون مین نہا چکے ہین آنکھون سے نہین سوجھتا اور فولاد فولادشکن مثل دیو خشمناک مکار و بیباک زخمی دیکھکر بڑھا ہی بس صاحبقران نے جو دور سے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرۂ کوہ شگاف کیا شعر مصنف
منم سرکن لشکر کافران ٭ بہ پیشم نگون شد سر کافران ٭ او نامرد ازلی کوئی زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہی خبردار ہاتھ کو روک لے کہ مین آپہونچا یہ کہکر پشت اشقر پر کوڑا مارا اشقر دیوزاد نے مثل غزال صحرائی جست کی بیچ مین آکر اُترا لندھور کو ہٹایا اپنا سینہ سپر کردیا اُس مردود نے وہی تیغہ خون آلود سر صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر جیسے تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہی جب تیغہ قریب سر پہونچا تھیکی ماری تیغہ فولاد کا پٹ پڑا صاحبقران زمان نے پنجہ علی بڑھا کر کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کرکے جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نظم

یکے نعرہ زد آن بجلقش بدر	یکے نعرہ زد میر منزل مصاف	کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
	کہ آہن دلی را دریدہ جگر	صاحبقران زمان نے زور

جو کیا اُس دیو خصال کوہ مثال کو قاش زین سے اُکھیڑا دست حق پرست پر بلند کیا تمام اہالیان لشکر نے دیکھا کہ صاحبقران زمان نے فولاد فولادشکن کو اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دون رکابون کو خالی کرون اشقر دیوزاد سے اُترون اس بیحیا کی مشکین باندھون مگر کوہی چہار طرف سے ٹوٹ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا ادھر سے ملازمان صاحبقران اُدھر سے تمام کوہی اپنے افسر کے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوے بیت خروشی برآمد بگیر و بگیر ٭

یکے خورد نیزہ یکے خورد تیر نظم	ہزارون کے لاشے زمین پر گرے	ہزارون کے منھ جنگ سے پھر گئے
بہاوان پہ دریاے خون اسقدر	کہ گھوڑون کے سم ہوگئے تر بتر	تڑاق عمود ان سے رن ہل گیا
ہر اک پہلوان خاک مین مل گیا	روان خون کا دریا ہوا ایسا	کہ سر کٹکے پیرے بشکل حباب
چقاچاق خنجر سے کانپا فلک	زمین کو رہا زلزلہ دیر تک	ہوا حشر تیغون کی جھنکار سے

کہ طائر اُڑے خوف سے دشت کے   اس قیامت کی اُس مقام پر تلوار چلی کہ دور تک خون کی ندی

بہی سپرین جو مردان عالم کی اُس دریاے خون مین گرین یہی ظاہر ہوتا تھا کہ کچھوون نے دریا سے مُنھ نکالا تلوارین جو ہاتھ سے مردان عالم کے چھوٹین گویا مچھلیان شناوری کر رہی تھین گرز و تبر بر نہنگان دریائی کا عالم خون کا دریا جوش پر دمبدم ترکشون سے تیر جو زمین پر گرے گویا زمین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے صاحبقران زمان نے ہر چند چاہا کہ فولاد فولاد شکن کو سنبھالون مگر اسقدر تلوارین پڑین کہ آخر فولاد ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا کوہی جان دیکر ٹوٹ پڑے جسطرح بن پڑا اُٹھائے گئے اب جو صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دارا اے ہند لندھور بن سعدان دریاے خون مین غرق گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا ہی ایک شاخ نخل پر ہاتھ کثرت زخمداری سے جھوم رہے ہین مگر جوش جرأت سے قبضۂ شمشیر کو چوم رہے ہین صاحبقران گھوڑے پر سے کود پڑے لندھور کو گود مین اُٹھا لیا ہوادار پر سوار کیا اب لندھور کو غش آگیا صاحبقران زمان نے اسفندیار شاہ گیلانی اپنے فرزند کو آواز دی ای راحت جان عم نامدار نے تمھارے کارنمایان کیے مگر کثرت زخمداری سے بیہوش ہین انکے ہوادار کے قریب رہو فولاد فولاد شکن کو کوہی اُٹھائے گئے یقین تو ہی کہ وہ قابل جنگ نہو مگر اُسکے ساتھ کے کوہی قیامت برپا کر رہے ہین بڑے جوش و خروش مین آمادۂ جنگ ہین بیشک یہ کوہی بحر جرأت کے نہنگ ہین دیکھو وہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام پر بلوہ ہی فوج لقا نے گھیرا ہی مین اُسطرف جاتا ہون اسفندیار شاہ گیلانی نے بحکم صاحبقران پائے پر ہوادار کے ہاتھ رکھدیا لڑتے ہوے ایک طرف چلے مگر صاحبقران ایک رسالے کو شکست دے کے چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی جنکو لندھور نے ہاتھی کے ساتھ کیا تھا جھول تھام کر اسقدر لڑے کہ زخمون مین چور چور ہو گئے ہاتھی ایک مقام پر تھم گیا کفار نے آگے نہ بڑھنے دیا ہزار ہا ہندیون نے شمشیر زنی کر کے اپنی جان دی گرد ہاتھی کے صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہی لالہ زار کھلا ہوا ہی کفار کا قصد ہی کہ ہاتھی کو اپنے قبضے مین کرین فرہاد خان یک ضربی و ارشیون پریزاد نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ہین مگر ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہی ابھی تک کسی کو قریب نہین آنے دیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی

ای فرزندو مرحبا صد مرحبا جرأت کا دھرم یہی ہی کیا مردانگی دکھائی دونون نے اُس حال مین جھک کر سلام کیا آواز دی حضور آپ قریب آئین غلامان جان نثار رخصت ہوتے ہین مگر اس حسرت پر روتے ہین کہ باباجان نے ناموس نور نگاہ حضور کو ہمارے سپرد کیا تا بہ لشکر نہ پہونچا سکے اجل قریب آگئی زندگی اِسی قدر تھی صاحبقران زمان گھوڑے کو اُڑا کر قریب آئے ہاتھی کو بٹھایا فرہادخان دارشیون پریزاد کو بھی ہاتھی پر لادا آپ گرد ہاتھی کے پھر کر لڑنے لگے سردارون نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سنی جنگ کنان اسی مقام پر آگئے اب کس کی مجال ہی کہ قریب ہاتھی کے آسکے یا جرأت دکھا سکے جو بڑھا افسرون نے جھپٹ کے ہاتھ مارا کافر شعلۂ شمشیر سے جل گیا اس لطف سے صاحبقران شمشیر زنی کر رہے ہین سردار آوازین دیتے ہین کہ ای شہریار ماشاء اللہ **قطعہ**

آنکھ دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو ملا ئین	خون اُترا رہے آنکھو نمین لہو کا ہو یہ جوش
پشتہا پشت رہے تیغ کی برش کا اثر	کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہون بر و دوش

اب صاحبقران زمان لڑتے ہوے کنارے تک فوج کے پہونچ گئے ہر سردار یہی ترغیب دے رہا ہی کہ حضور اب نکل چلین چار جوانان شیر دل دو نور نظر حضور کے دو پارۂ جگر لندھور کے علاوہ اُنکے ناموس شہنشاہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اس ہاتھی پر ہین اگر یہ جنگ قائم رہی اور کفار نے فرار پر قرار نہ کیا تو یہی آکر شریک جنگ ہونگے امیر کو پھر قول مردان عالم کا پسند آیا لڑتے ہوے طرف لشکر کے چلے اگر کفار نے تعاقب کیا پلٹ کر شمشیر زنی کی پھر بڑھے مگر یہان بادشاہ جمجاہ فوج لقا مین آمادۂ حرب و پیکار ہین بختیارک فوج کو ترغیب دے رہا ہی بختیارک نے ایک جانب دیکھا کہ ایک صف مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان روح روان لشکر اسلام اس جوش و خروش سے جنگ مین مصروف ہی بڑے بڑے پہلوانون کو مارا نامی اہالیان لشکر لقا کو للکارا ابزدلے سامنے سے اُس شیر کے بھاگتے پھرتے ہین بس بختیارک نے عیارون کو قریب بلایا مہتر وسواس سے کہا دیکھ تو نبیرۂ حمزہ کیا قیامت برپا کر رہا ہی کمند اندازون کو لیجا جسطرح بنے نور الدہر کو گرفتار کرے وسواس بموجب بختیارک چار سو کمند اندازون کو ساتھ لیکر

اُس غول مین آیا جہان شاہزادۂ نور الدہر مصروف جنگ تھے ایک رسالے کو اشارہ کیا ذرا نور الدہر کو سیاہہ دکھاؤ اُن بیحیاؤن نے یہی کیا کئی پہلوان ٹوک کر سامنے گئے تلوارین چمکا کے بھاگے نور الدہر نے تعاقب کیا قریب ایک نخلستان کے پہونچے تھے وسواس نے عیارون کو اشارہ کیا چارسو حلقہ کمند کا نور الدہر پہ ایک مرتبہ پڑا حلقے کمند کے گردن اور کمر مین پڑے شاہزادہ مجبور ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا چارسو پیک بچے شاہزادے پر ٹوٹ پڑے نور الدہر نے اُس حال مین بھی کسی کو گھونسا کسی کو لات کسی کا سر کھینچ لیا چالیس پچاس عیار مارے آخر گر کے بیہوش ہوئے وسواس نے کمندون مین باندھ لیا ساتھ والون سے کہا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے باغ مینا مین چھپا کے لیجاؤ مسلسل کر کے کسی مکان مین قید کرو جب خداوند پلٹ کر آئینگے تو اُسوقت سمجھا جائیگا عیار شاہزادے کو لیکر روانہ ہوے اس حال سے عیاران لشکر اسلام و سرداران عالیمقام بالکل آگاہ نہوے مگر سردار نور الدہر بر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور و صمدر ان ماہ منظر و دراج در در گوش و اشکاش کشیدہ رو و زرہاب خان و بیجن خان و کیوان انجم سیاہ و سہیل ستارہ چشم وغیرہ سرداران نور الدہر و شبرنگ بن عمرو عیار یہ سنکے سب جنگ مین ایک مقام پر مصروف ہین کہ دیکھا مرکب شاہزادے کا موسوم بہ اسپ پریوش باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا خون سے تمام جسم گلنار ایک مقام پر کوتل کھڑا ہوا ہی شبرنگ نے جا کر مرکب کو تھاما روتا ہوا سامنے طہماس وغیرہ کے آیا کہا صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ دشمن شاہزادے کے کام آئے مگر بہت تلاش کیا لاش کا پتانہ ملا گھوڑا کوتل دستیاب ہوا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ لڑنے مین کوئی گرفتار کرے گیا ہی سرداران نور الدہر مین شور گریہ وزاری بلند ہوا شبرنگ نے سب کو سمجھایا کہ آپ سب صاحب صبر کرین یہ اپنے وقت کے صاحبقران ہین ایسے ایسے قران صعب اپنر بہت پڑتے ہین تمام کفار جان کے دشمن لقا پرست رہزن پروردگار اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہی سردار مجبور ہو کر خاموش ہوے مگر ظل اللہ سعد بن قباد والا نژاد لڑتے بھڑتے قریب تخت لقا پہونچے تھے بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولادشکن گرنے سے

زمین کے بیہوش ہوچکا کوہی اُسکو اُٹھا کرلے گئے بادشاہ لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین جملہ سرداران نامی کا اب اسی مقام پر جماؤ ہی ایسا ہو کہ لقا پر کوئی افتاد پڑے سلیمان عنبر ین موے کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی وغیرہ بھی زخمی ہوچکے ہین بس اُسنے سوچکر طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر جدا ہوے بادشاہ حجاہ اپنے کشتون کو اُٹھواتے ہوے سرداران زخمی کو تلاش کرکے ساتھ لیتے ہوے اُسوقت لشکر مین پہونچے کہ صاحبقران نے لندھور و فرہاد خان یک ضربی و ارشیون پریزاد و عاج و قاسم کو شفاخانے مین اُتروادیا ہی زخمہ وزی کی تدبیر ہونے لگی اور ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو لاکر محلات معلی مین داخل کیا تمام شاہزادیون نے آنکھون پر لیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد محل مین آکے پیٹنے لگی کہ صاحبو میرے وارث کی مجکو کچھ خبر سُناؤ کنیزون نے بیان کیا بی بی نہ گھبراؤ خدا نے خیر کی سب سردار واسطے جنگ کے چلے گئے مگر نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صبا و عوجان دریا باری و سام بن عوجان و میعاد عادر شک دراز گردن وغیرہ سرداران ایرج نوجوان جاکر اُٹھالائے پروردگار نے اپنا فضل شریک حال کیا وہ شیر زندہ ہی ٹانکے وغیرہ دیے گئے ہین کل تک انشاء اللہ محل مین بھی آئینگے یا تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش غم والم مین نام ایرج کا بحسرت لیا تھا خوشی کی جو خبر پائی سر جھکا لیا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان سے جاری ہوے اشعار

مانند شانہ ہی خلش و پنجۂ روزگار	حاصل ہی مثل زلف مجھے طول انتشار	امیدوار ہون دل مشتاق کی طرح
یارب دکھا جمال تمنا پھر اکبار	آغوش مین مراد ہو لپٹ ہون تجھسے	چھلکون لبسان ساغر لبریز بار بار
پھر تار ہون مین حسرت وصف مدیح	گھٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن اختصار	دیکھا کرین حسنین جہان جوش شوق سے
پیدا ہو مجھ مین صورت لالے کا داغدار	لپٹون بشکل پنجۂ ساقی سبو سے رنز	چھوٹون لبسان دامن جانان ہزار بار
گردن جھکاؤن مثل قلم التماس مین	چہرہ دکھاؤن صورت مضمون آبدار	الفاظ مین بصورت معنی چھپا رہون
مطلب کی دون خبر جو زبانسے ہو نہ آشکار	خاطر مین آکے قصد بنون منھ مین جا کے بات	پہونچون جو تا بہ گوش مخاطب ہو بیقرار

نگاہ بجا کر بی بیون کی واسطے سجدے کے جھکی عرض کی ای خالق زمین و زمان و ای رب دوجہان

کیا شکر یہ تیرا ادا کرون ابیات	اگر ہر موے من گردد زبانے	ز نور رانم بہ ہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سُفتن	سر موے ز احسان تو گفتن	تمام شاہزادیان خدمت مین

ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی مصروف ہین جسم کو خون سے پاک کیا لباس تبدیل کرایا دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ملکہ تو محلات معلی مین داخل ہی البتہ دیدار فرحت آثار ایرج نوجوان کی مشتاق مگر فرحت حاصل ہی سب طرح تسکین دل ہی مگر جب صاحبقران زمان دربار مین آئے جواہر بن عمرو نے حال ایرج نوجوان کا عرض کیا کہ فضل خدا سے صحیح و سالم ہین ٹانکے لگا کر پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھا دین مگر ابھی بیہوش ہین اسی اثنا مین شبرنگ بن عمرو نے عرض کی حضور نورالدہر کو یقین ہی کہ عیاران لشکر لقا عین جنگ مین گرفتار کرلے گئے امیر نے گھبرا کر فرمایا جلد جاکر دریافت کرو ایسا نہو فولاد فولادشکن غصے مین قتل کرڈالے عیاران لشکر اسلام واسطے خبر کے روانہ ہوے اب دو کلمہ داستان لشکر کفار تحریر کیے جاتے ہین کہ لقا شکست کھا کر اپنی بارگاہ مین آیا فولاد فولادشکن کو بھی ہوش آچکا دربار مین تو آکر بیٹھا مگر حجاب سے سر جھکائے پشت دست کاٹ رہا ہی ہونٹھ چاٹ رہا ہی بختیارک نے کہا ای پہلوان دوران اب رنج و ملال بیکار ہی جو ہونا تھا وہ ہوچکا آخر کہین شادی کرتے اُسنے اپنا بر آپ تلاش کرلیا صاحب حسب و نسب نورنگاہ امیر عرب جرأت مین یکتا خداوند لقا کا نواسہ اور اگر کچھ بدلا منظور ہی تو ہمنے جنگ مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو گرفتار کرالیا ہی اُسکو قتل کیجیے فولاد غصے مین کانپنے لگا کہا ملک جی ایک تو خلاف جرأت مجھسے یہ ہوا کہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین جاکر زخمی کیا اب یہ کرون جسکو عیار مکر سے لائے ہون اُسکے قتل کا حکم دون آپ کا گناہگار ہی قدرت کو قتل کا اور عدم قتل کا اختیار ہی مین اپنی زبان سے کچھ نہ کہونگا مگر اتنا چاہتا ہون کہ سیمین عذار صنوبر قد کسی طرح میرے قبضے مین آجاے پھر اگر ایک مسلمان کو زندہ چھوڑون تو فولاد فولادشکن نام نہ رکھیے گا بختیارک نے کہا یہ اب دشوار ہی جو نازنین قبضۂ مسلمانان مین گئی اُسکا ملنا ممکن نہین فولاد نے کہا خیر ہم آپ تدبیر کرلینگے اب بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کوہی کو ورغلانا کہ ای بادشاہ کوہستان آپکے صدہا عزیز و اقارب ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے اب بلاکر نورالدہر بن بدیع الزمان گرد لشکرشکن کا دربار سمجھیے اگر قدرت کو سجدہ کرے فبہا ورنہ اُسی وقت قتل کیجیے سلیمان عنبرین موے کوہی نہایت غصے مین بیٹھا ہی اور یہ فولاد فولادشکن

بھی سلیمان کا بھانجا ہی اسکی ذلت کا بڑا ملال ہی بس حکم دیا کہ قیدی کو جلد لاؤ حقیقت مین
ملک جی سچ کہتے ہین مسلمانون کا بھی یہی طریقہ ہی جو کوئی ہم مین کا اُنکے یہان گرفتار ہوکر گیا
اگر مسلمان ہوا آبرو دی ورنہ قتل کرتے ہین ہم کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین بس فورًا اُسنے
حکم کیا کہ نور الدہر کو ہمارے سامنے لاؤ بختیارک نے چپکے سے کہا ای سلیمان خاص
بارگاہ مین بلانا مناسب نہین ہی مسلمانون کو خبر ہوگی فورًا آئینگے قیدی کو چھڑا لیجائینگے اور
دس بیس ہزار کی جان پر بنے گی کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی سلیمان عنبرین موے کوہی تیغہ پکڑ کے
اُٹھ کھڑا ہوا لقا سے کہا یا خداوند باغ مین چلیے لقا بھی راضی ہوا بیان کیا ہی اُستادان
سخنور نے کہ بختیارک نے اشارے کرکے بارہ سو سردار ساتھ لیے باغ مین آکے یہ
باغی داخل ہوے لقا تخت نخوت پر تاج نکبت سر پر رکھ کے متمکن ہوا تمام سرداران
زبردست ذنگل پر دروازے کا بھی بختیارک نے بندوبست کیا اب حکم دیا کہ نور الدہر
کو لاؤ یہان تو بختیارک نے واسطے قتل کے نور الدہر کو طلب کرایا مگر واضح راے
ناظرین والا تمکین ہو کہ جو جنگ مغلوبہ بمقدمہ ملکہ تحریر ہوئی چار روز کا زمانہ گذر چکا ہی
ایرج نوجوان کو شفاخانے مین ایک دن اور ایک شب تو بالکل ہوش نہین آیا دوسرے
دن شاہزادہ اُٹھکر بیٹھا یخنی وغیرہ نوش فرمائی شاپور شیر دل خدمت مین حاضر ہی سرداران
جمع تھے انتہا کا حجاب ہی کہ اب مین والد نامدار و جد عالی تبار کو کیا مُنھ دکھاؤنگا میرے
واسطے کیا کیا قیامت برپا ہوئی کیسے کیسے سردار زخمی ہوے خدا نے سب شیرون کو بچایا
یہ واضح رہے کہ قاسم و علمشاہ وغیرہ زخمدار اور شفاخانے مین ہین ایرج نوجوان
بسبب شرم و حجاب کے اپنی بارگاہ مین ہین جسدن سے ہوشیار ہوے یہ کلمہ زبان پر
جاری ہی جبتک مین فولاد فولادشکن سے بدلا نہ لونگا بزرگون کو مُنھ نہ دکھاؤنگا ہر روز
قصد ہوتا ہی کہ صاحبقران زمان کے سلام کو جاؤن مگر حجاب مانع ہی ابھی تک کسی دن
بارگاہ سلیمانی مین نہین گئے اگر کوئی سردار مثل مالک وغیرہ عیادت کو آئے تو شاہزادہ
ایرج نوجوان کہلا دیتے ہین کہ اسوقت سو گئے ہین قضاے کار عیار نور الدہر کا
شبرنگ بن عمرو بے تکلف بارگاہ ایرج مین چلا آیا واسطے تسلیم کے خم ہوا ایرج نے کہا

کیون شبرنگ تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہی ہماری عیادت کو نہ تشریف لائے ابتک تو حال گرفتاری نور الدہر ایرج نوجوان سے چھپا تھا کہ زخمداری مین شاہزادے کو ملال ہوگا مگر شبرنگ سے جو اس طرح پوچھا شبرنگ بے اختیار رونے لگا شاہزادۂ ایرج نوجوان نے کہا کیون خیر تو ہی کیا خدا نخواستہ زیادہ زخمی ہوے تھے شبرنگ سے ضبط نہو سکا کہا ای شہریار وہ جنگ مغلوبہ سے کہان واپس ہوے عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ عیاران کفار گرفتار کر کے لے گئے مین نے اس تین دن مین تمام لشکر لقا کو چھان ڈالا کہین پتا نہ ملا بس ایرج غصے مین تھرانے لگا شاپور شیردل کی جانب بہ نگاہ قہر دیکھا کہا کیون بھئی تم نے ہم سے اطلاع نہ کی اگر خدا نخواستہ اُنکے دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑے سارا لشکر یہی کہے گا کہ تعصب بھجتیمی مین نور الدہر کو مٹوا دیا بخدا نہ مین کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا پٹیان مرہم کی ابھی نوچ کے پھینک دونگا جسطرح سے بنے جاؤ اور نور الدہر کی خبر لاؤ مین جا کر اُنکو رہا کردون یا اُس شیر کے واسطے اپنی جان دون اسطرح جو ایرج نوجوان نے کہا شاپور کانپ گیا خوب آگاہ ہی کہ آتشخو شعلہ مزاج ہین جو کہتے ہین وہی کرینگے عرض کی حضور غلام ابھی جاتا ہی ایرج نے شبرنگ پر تاکید کی کہ اگرچہ جی چاہے تم بھی شاپور کے ساتھ جاؤ اپنے آقا کا پتا لگاؤ مگر لشکر مین اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا ہم اس مقدمے مین بہت محجوب و شرمسار ہین اور اب تو نور الدہر کے واسطے اشکبار و بیقرار ہین شبرنگ نے کہا کیا مجال جو اس بات کو زبان سے نکالون مین بھی اپنے بھائی شاپور کے ساتھ جاتا ہون بس یہ دونون عیاران طرار خنجر گزار صورتین تبدیل کر کے سمت لشکر لقا چلے لشکر لقا مین آکر دیکھا بارگاہ مین سناٹا پڑا ہی جا بجا سردارون مین چپکے چپکے کچھ باتین ہو رہی ہین اور دو دو چار چار مسلح ہو کر سمت باغ مینا جاتے ہین شاپور نے فوراً اپنی صورت ایک کوہی کی بنائی ایک کمیدان جاتا تھا اُسکو بڑھکر سلام کیا کہا کیون حضور کیا آج باغ مینا مین جشن کی تیاری ہی اُس کمیدان نے کہا نہین بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا نور الدہر نبیرۂ حمزہ چار دن سے قید تھا اندر باغ کے میدان خونی کی تیاری ہی یہ مخفی اُسکو قتل کرینگے کہ مسلمانون کو خبر نہونے پائے اسی وجہ سے دروازہ بند ہی کھڑکی سے آمد و رفت ہی ہم لوگ جا کر دروازے مین ٹھہرینگے

کہ شاید اگر کوئی مسلمان آئے تو باہر ہی روکین اندر نہ جانے دین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی شاپور اُلٹا پھرا شبرنگ نے دیکھا کہ شاپور حال دریافت کر چکا یہ ضرور ایرج سے کہیگا مین جا کر سرداران دست راست کو خبر کرون شبرنگ تو طرف بارگاہ لندھور کے چلا مگر شاپور آنکھون مین آنسو بھرے ہوے خدمت مین ایرج کی آیا آتے ہی عرض کی ای شہریار غضب ہوا اندر باغ مینا کے کمینہ نور الدہر کو قتل کیا چاہتا ہی فوجین دروازہ پر پہرے بیٹھ گئی ہین دروازہ بند ہی کھڑکی سے آمد و رفت ہی اندر باغ کے جانا نہایت دشوار ہی اور اگر جانے مین دیر ہوگی شاہزادہ زندہ نہ ملیگا بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کو ہی کو قتل نور الدہر پر بخوبی آمادہ کر لیا سنتا ہون فولاد فولاد شکن نہین مانتا تھا اسطرح کے قتل کو نامردی جانتا تھا مگر بختیارک تو ایک چرب زبان ہی وہ سمجھا کے اُسکو بھی اندر باغ کے لے گیا ہی جسقدر پہلوان زبردست ہین بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین سب اندر باغ کے ہین ایرج نے کہا پھر شاپور کیا کرین مین کسی طرح اندر پہونچ جاؤن یا جان دونگا یا اپنے ہمچشم کو چھڑاؤنگا شاپور نے کہا کچھ عیاری کرنا چاہیے مرکب پر سوار ہوکے تو اندر پہونچنا دشوار ہی پیدل چلیے مین ایک چوبدار کی صورت بنتا ہون آپ ڈھاٹا باندھکر زلفین خلیلی و خال سبز و رگ ہاشمی مخفی کر کے چلیے ایرج نے کہا مین ہرطرح آمادہ ہون فورًا اسی صورت سے کہ شاپور شیر دل مرد ہا بنا عصا سونے کا ہاتھ مین لیا ایرج نے اپنے چہرے کو چھپایا پیدل طرف باغ کے چلے مگر شاپور نے پلٹ کے نیلم زنگی وغیرہ سے کہدیا کہ فوج کو تیار رکھنا جب نعرۂ ایرج کی باغ سے صدا آئے مرکب لیکر فورًا پہونچنا مگر ایرج نے یہ شاپور سے تاکید ضرور کر دی کہ جد عالی تبار و جملہ سرداران نامدار کو خبر ہونے پائے مین اکیلا پہونچون اگر خدا فضل کرے نور الدہر کو چھڑالاؤن گردن پر اُس کشتی گیرزادے کے بار احسان رکھون کہ پھر کبھی نام ذنگل رستم نہ لین اگر غیرت ہو تو جھک کے ملین ایسی باتین کرتے ہوے سامنے باغ مینا کے پہونچے دیکھا کُل فوج لقا و جملہ سردار اپنے اپنے مقام پر مسلح بیٹھے ہین دروازون پر پہرا ہی آنے جانے والے کو روکتے ہین جو جانے کا قصد کرتا ہی اُسکو ٹوکتے ہین شاپور آگے بڑھا ایرج عقب مین اپنے کو چھپائے ہوے سر جھکائے ہوے جب

شاپور شیردل قریب کھڑکی کے پہونچا اسلحہ سر جھکا کر چلا جیسے واقف کار جانے کا قصد کرتا ہی
ایک کوہی نے آواز دی کون جاتا ہی شاپور نے جواب نہ دیا کوہی نے پھر زور سے پکارا میان
مردہے کہان جاتے ہو تمھارے ساتھ کون ہی اسوقت ممانعت ہی شاپور نے پلٹ کے
جواب دیا میان سپاہی ہم ابھی سوتے سوتے اُٹھے ہین بیٹے کی برات ہوگئی رات بھر جاگے
خوب ناچ دیکھے شربت پلائی مین دو ہزار روپے پڑے سب فوج کی بھی دعوت کرینگے کیون سر
کھائے جاتے ہو کاہیکو اسقدر چلاتے ہو سپاہی جھلایا کہ میان چوبدار سبحان اللہ سوال دیگر
دیگر شاپور نے کہا بی مشتری رات کو نہ تھین وہ تو کسی مرد آدمی کے گھر بیٹھ گئین بی بستی خوب گائین
اب تو سپاہی تلوار لیکر دوڑا کہا یہ کیا بکتا ہی اور سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میان سپاہی کیون
غصہ کرتے ہو وہ بیچارہ بہرا ہی تم جانے کو منع کرتے ہو وہ بیٹے کی شادی کا ذکر کرتا ہی اسپر بھی
نہین سمجھتے ہو سپاہی نے دوڑ کر شاپور شیردل کا ہاتھ پکڑا اور کہا اندر نہ جاؤ شاپور نے ہنسکر کہا
تمھارے حصے کا کھانا رکھا ہی رات کو صرف برادری کی دعوت تھی ہم لوگ مومن ہین تانا بھار کی
کرنے والے صرف یہان کے شہدے نہین ہین بموجب مثل کرگا چھوڑ تماشے کو جاے ۔ ناحق
کی چوٹ جولاہا کھاے ۔ یہ فقرہ گرما گرم سُنکر لوگ اسقدر ہنسے کہ پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے ایک جوان
نے کان سے مُنھ لگا کر کہا میان مردہے صاحب اندر جانے کو منع کرتے ہین قدرت نے حکم
دیا ہی جب تو مردہا بڑبڑایا مُنھ پھُلا کر کہا میان جوان ہمکو منع کرتے ہو بہت اچھا ہم جاتے ہین
ملک یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے اُستاد کو بلانے گئے تھے جنسے وہ رمل کا رسالہ پڑھتے
ہین اُنکو بھی پھیرے لیے جاتے ہین اب فرزند قدرت کو تم سبق پڑھانا ساعت نیک و بد بھی
بتانا یہ کہکے چوبدار بکتا ہوا پلٹا جمعدار نے کہا ارے اسکو جانے دو جبرئیل قدرت نے رمال
کو بلایا ہوگا شاید اُس مسلمان کے قتل کرنے کے لیے وقت پوچھنے کی ضرورت ہوگی گھڑی بھر
مین سب کو خفت ہوگی اب تو سپاہی نے دوڑ کر مردہے کا ہاتھ پکڑا کہا بڑے میان جاؤ غصہ
نہ کرو تمکو کون روکتا ہی بہرے ہو اپنی کہتے ہو اور کی نہین سنتے ابتو میان شاپور مچل گئے کہ مین
نہین جاؤنگا اس پلٹن کی پلٹن کا نام کٹواؤنگا لونڈے لاڑی ادھر اُدھر کے نوکر ہوے ہین
اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ایک تو میان رمال کا میانہ کنارے پر لشکر کے رُکا گیا یہانتک

وہ پیدل آئے یہان جھائین جھائین ہوتی ہی اب تو سب منت کرنے لگے کہ میان مردہے صاحب
غصہ تھوک ڈالو خفا نہو حقیقت مین یہ سپاہی نیا نوکر ہی ہمار اٹھار ا چولی دامن کا ساتھ ہی برتن
سے برتن لڑجاتا ہی شاپور تیوریان بدلتا ہوا ایرج کو لیکر کھڑکی کے اندر آیا دیکھا باغ مین جماؤ ہی
لقا تخت پر ایک طرف فولاد و فولاد شکن ایک جانب سلیمان عنبرین موے کوہی و ناصر کوہی
و عنصر کوہی و ضیغم خون آشام و زنکال خون آشام و کلکال خون آشام وغیرہ تمام گبر اپنے
اپنے مقام پر بیٹھے ہین نور الدہر کو زیر تیغ بٹھایا ہی جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا ہی کوئلے کا خط گردن پر
دے چکا ہی آواز دے رہا ہی بیت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ۔ مرغ را دانہ بلا شد
طعنہ بر جلاد چیست ۔ کس کا سر رشتہٴ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہوا ہی کون مغضوب
درگاہ سلطانی ہی تیغہٴ باڑھ دار رکھتا ہون بازوے پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون
جلادی کا دم بھرتا ہون حکم اول ہی سمجھ بوجھ کر دیجیے قتل کرنا میرا کام ہی جلانے مین خدا وند کا نام ہی
لقا نے تو کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے اشارہ کیا قدرت نے حکم دیا ہاتھ تلوار کا لگا بس شہزادہ
ایرج نوجوان کی آنکھون مین اندھیرا آگیا تیغہٴ دودمہٴ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا با شیدائی
کفاران بیحیا و نابکاران پر دغا ہر کہ داند و ہر کہ نداند بشناسد منم نقد روح روان قاسم عالیشان
ایرج نوجوان نعرہٴ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ۔ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ۔ شاپور نے
آگ مین پتھر رکھکر مارا جلاد کا سر پھٹا زمین پر تڑپ کے گرا ایرج نوجوان لڑتا ہوا چلا نور الدہر
نے پلٹ کر دیکھا ایرج نوجوان آپڑا چشم زدن مین پانچ سات کوہی مار ڈالے پکارتا ہوا آتا ہی
کہ بھائی صاحب نہ گھبرائیے گا مین آپہونچا میری حیات مین تمکو کون قتل کرسکتا ہی یہ جو نور الدہر
نے دیکھا غیرت سے پسینہ آگیا جوش حرارت مین نعرہٴ شیرانہ کیا اشعار

گرمی بازار عشق از تف جوش من است
خانہ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق

بر سر دار فنا خانہ غوغاے من است
بشکنم این بند را وقت جنون من است

شعلہٴ شمشیر شان شمع جگر سوز من است
باک ندارم ز دار چوب ستون من است
قید کو تو ر گر مثل تار عنکبوت

کے پھینک دیا ایک کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار اُسکی چھین لی کمر
مین ہاتھ دیکر مارا اُستخوان اُسکے چور چور ہوے وہی تلوار لیکر نعرہ کیا نعرہٴ نور الدہر
نظیر حمزہٴ صاحبقران بخشم و بقہر ۔ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر ۔ ایرج نوجوان بھی

لڑتا بھڑتا قریب نور الدہر کے آگیا ایرج نوجوان تو بخوبی مسلح و مکمل ہو نور الدہر کے جسم مین صرف شب خوابی کا کرتا ہی نہ سر پر خود نہ جسم مین زرہ ایرج نے ایک پہلوان کو مار کے خود نور الدہر کو دیا نور الدہر نے سر پر رکھنا قبول نہ کیا سر برہنہ لڑ رہے ہین اب نعرہ ایرج اور نور الدہر کی صدا بلند ہوئی سرداران ایرج گوش بر آواز تھے مسلح ہوکر چلے یہان تک خبر بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر لندھور بن سعدان کو پہونچائی لندھور نے زانو پر ہاتھ مارا کہ غضب ہوا یارو ابھی قیامت برپا ہو چکی ہی ایرج انتہا کا آتش خو شعلہ مزاج ہی بہت زخمی تھا زندگی کی امید نہ تھی اب اس حال پُر ملال مین لشکر کفار پر جا پڑا ہی خدا اُسکو بچائے کچھ چارہ نہوا فوراً سوار ہوے انکے بعد سب سردار فرداً فرداً چلے مالک اپنے خیمے سے نکلے تھے کہ عرب دراز عیار نے تمام کیفیت بیان کی مالک تو خاص ایرج نوجوان کے طرفدار ہین فرمایا آج خون کے دریا وہ شیر بہادر بہا دیگا دست راستون پر ہمیشہ دست چپ سے احسان ہوتا ہی اگر قدم قاسم و ایرج کا نہوتا لشکر تھمنا دشوار تھا انہین شیرون کی نہیب شمشیر سے لشکر تھم جاتا ہی یہ کہکر بادیان عربی پر سوار ہوے اب تو سردارون کا تانتا بندھا نا میان خیبری و تو میان خیبری و سعید لنگری و شہاب خرقہ پوش نے صاحبقران زمان کو خبر دی کہ ای شہریار نور الدہر کا پتا اسوجہ سے نہ ملتا تھا کہ وہ اندر باغ مینا کے قید تھے بختیارک نے تدبیر کر کے سامان قتل نور الدہر کیا شاپور نے ایرج کو خبر پہونچائی وہ اس زخمداری مین یکہ و تنہا عیاری کر کے اندر باغ مینا کے پہونچا مشہور ہی کہ نور الدہر کو چھڑا تو لیا مگر نکلنا ممکن نہین بس صاحبقران آہ کا نعرہ کر کے اُٹھے یہ کہتے ہوے کہ ان نوجوانون نے مجکو نہایت پریشان کیا ہی جو چاہتے ہین کر بیٹھتے ہین یہ فرماتے ہوے باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوے بعد صاحبقران زمان بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی جلوہ فگن تھے اُسی طرح کہاردان نے اُٹھا کر چالیس ہاتھیون پر تخت کو کسا گردا گرد مشیران سلطنت وزیران اُبہت بصد صولت و جلالت ہمراہ ہوے مگر بادشاہ نے فرمایا صاحبقران جاتے ہین ہم سے پیشتر سوار ہو چکے ہین کوئی ایسی بھی صورت ہی کہ پہلے ہم پہونچ جائین اس سے مراد یہ ہی کہ صاحبقران زمان کو یکہ و تنہا ایرج کا جانا ناگوار ہوا ہی انکا مطلب یہ تھا کہ جیسے خبر گرفتاری نور الدہر پائی تھی

ہم سے اطلاع کرتے ہم جیسا مناسب جانتے فکر کرتے لہذا اسوقت غصے مین گئے ہین ایسا نہو
کہ ایرج نوجوان کو کوئی کلمہ سخت کہین اور ایرج نہایت آتش خو ہی وہ اپنے کو ہلاک کرنے کا
قصد کرے گا اگر مین پہلے پہونچ جاؤن تو ایرج کو لڑائی سے ہٹادون افسر لشکر کا یہی کام ہی
اور میرے تو سب صاحب قوت بازو ہین میری سلطنت کا مزہ انھین کے دم سے ہی خدانخواستہ
انھین سے ایک پر چشم زخم آئے لشکر مین سناٹا ہو فیروزہ بن عمرو نے عرض کی حضور تخت کو
ترک کرین پشت مرکب پر سوار ہون مین جلد حضور کو پہونچا دونگا اندر سے دروازہ کود کے
راستہ ہی غلام دیکھ آیا ہی بادشاہ جمجاہ مرکب پر سوار ہوئے فوج کو تو طرف سے شاہراہ کے
روانہ کیا تاجدارون کو ساتھ لیکر طرف سے کوہستان کے مرکب اُڑاتے ہوئے چلے گریبان
نورالدہر اور ایرج مصروف جنگ ہین دس بیس سردار قتل کیے ہین بہ جرأت لڑ رہے
ہین بختیارک نے فولاد سے کہا دیکھو کیا بہادر داماد ملا ہی یکہ و تنہا باغ مین گھس آیا ہی
ای فولاد ابتک ان دونون کو مرکب ممکن نہین ہی اور ابھی تک انکے معین بھی نہین پہونچے
دم بھر مین ہنم ہنم کی صدا بلند ہو جائیگی گاو زمین تھرائیگی جلد ان دونون کو مار لے بس فولاد
تیغہ پکڑ کے غصے مین چلا وہان دروازہ دین پر سرداران ایرج نوجوان نے بلوہ کیا کوہون
سے تلوار چلنے لگی کہ اسمین لندھور بن سعدان بھی آپہونچے اُنھون نے پہونچتے ہی اپنے کو
لڑ بھڑ کر قریب پھاٹک کے پہونچایا ہندیون نے دریا خون کے بہا دیے جنگ رستانہ کرتے ہوے
تعاقب مین اپنے آقا کے چلے آتے ہین یہ سب سالکھے کے جوان ہین کفار کو جو پیدل دیکھا بے
کھینچ کھینچکر گھوڑون پر سے کود پڑے ایک طرف سے پٹے باز نے پٹا لیا اُستاد قسم دے چکا ہی
کہ بیٹا ہزار جوان پر پٹا کھینچتا ہی پٹے کو ہاتھ مین ہلایا تاک کر ہزار جوانون پر جا پڑے اب جو
ہزار جوانون کے بیچ مین کھڑے ہو کر پٹا ہلانا شروع کیا کسی کا ہاتھ کسی کا پانون اُڑا دیا چشم زدن
مین ہزار جوانون مین نصف کو مار النصف کو بھگا دیا ایک سمت بکیت صرف قرولیان باندھے
ہین سپر تلوار گرز تیر و تبر سب کو معیوب جانتے ہین کسی نے گرز مار الیٹ کے ہت کسی کا ہاتھ
مارا اُسکا ہاتھ کٹ کے زمین پر گرا دوسرے نے قرولی ماری شکم چاک کا فر کا قصہ پاک ایک
جانب سے بنیت بانا ہلا رہے ہین پرے کے پرے صاف کر رہے ہین ایک سمت مرزا پٹھو صاحب

کا رسالہ حسین حسین جوان کھجوری چوٹیان گندھی ہوئین پشت پر پڑی ہین رنگین ڈوپٹے گلون مین منھدی ہاتھون مین سونے چاندی کے چھلے پور پور دو دو ہتان کے پائجامے کفش پانون مین اسواسطے کہ قدم نہ پھسلے چھوٹی چھوٹی ٹوپیان سر پر سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دولھن بنے ہوے ادائے لکھکر ہاتھ مارتے ہین مگر نیچے اُن جوانون کے جب چمک کر گرتے ہین مع مرکب ور اکب چار ٹکڑے زمین ہین ہو وہ وہ ہاتھ نیچے اُتر جاتے ہین آگے ان سب جوانون کے اُنکے رسالہ دار مرزا پٹو صاحب اُس ہنگامۂ جنگ مین لڑنے ہوے چونکہ مزاج ظریف ہی اشعار پڑھتے ہوے گویا اُنسے نزدیک میدان رزم صحبت بزم ہی یہ اشعار پُر بہار زبان پر جاری ہین اشعار

واجو ہو زلف تو کچھ اور ہی خوشبو ہو جاے
گل رخسار تمھارا گل شبو ہو جاے

کھولدے گیسوے شبرنگ جو وہ غیرت گل
نو کرن پھول برنگ گل شبو ہو جاے

بھر زیبائش رُخ گر وہ لگاے غازہ
عارض یار چراغ شب گیسو ہو جاے

دست رنگین سے جو تو بال بناے اے جان
اُنگلی اُنگلی تری شمع شب گیسو ہو جاے

حال لکھ لکھ کے اگر بھیجے مرا اُس بُت کو
یا خدا مثل قلم غیر سیہ رو ہو جاے

یاد ساقی جو کرون عین قدح نوشی مین
جوش رقت سے لب جام لب جو ہو جاے

عاشق چشم ہرن پھنس جاؤن مین دھوکا کھا کے
دشت مین دام رگ دیدۂ آہو ہو جاے

ہی پریزاد جو تو رقص کرے مستی مین
دانہ تاک ہر اک پانون مین گھنگرو ہو جاے

تل نکل آئین اگر متصل اُسکے اے ماہ
بانقط آپ کا یہ مطلع ابرو ہو جاے

اوچھے شمشیر نگہ کے جو وہ گل وار کرے
چینیٔ رخت گل تازہ پہ اُتو ہو جاے

اس دھوم دھام سے بے تکلف بے خوف یہ جوان لڑ رہے ہین کچھ جان کی پروا نہین گل ہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے ہین زخمون کی بدھیان پڑی ہوئی ہین چہرے مثل گل شگفتہ قد سرو آزاد باغ جرأت کے شمشاد لڑائی مین خوب بھولے پھلے لندھور نے جا کر پھاٹک کو گرز سے توڑا اب سب لشکر اندر باغ کے لڑتے ہوے پہونچے ہنگامۂ گیرودار بلند کوئی سرخرو کوئی دردمند اس اثنا مین بادشاہ جمجاہ بھی آپہونچے شاہ نے دیکھا سب جوان باغ مین پیدل لڑ رہے ہین نعرۂ شیرانہ کر کے گھوڑے سے کود پڑے جھوم جھوم کے لڑنے لگے رن پڑنے لگے مگر گذارش کر چکا ہون کہ شاہزادۂ نور الدہر بن

بدیع الزمان نے چونکہ ابھی قید سے رہائی پائی ہی بے سلاح جنگ لڑ رہے ہین پرائی تلوار جب
ٹوٹ جاتی ہی پھر کسی کی تلوار چھین لیتے ہین مگر فولاد فولاد شکن بچیا جو چلا تھا طرف ایرج کے رخ کیا
ادھر سے ایرج بھی نعرہ زن ہوا کہ او نامرد مین تو تیری فکر مین تھا مجکو سوتے مین زخمی کرکے
بڑا ناز کیا اب تو سامنے آ سرکشی کا مزا دکھاؤن خدا فضل کرے تو مثل گرپاس کہنہ چیر کر پھینکدون
فولاد کو نہایت غصہ تھا قتل کرتا ہوا جاتا ہی ایرج نوجوان ایک غول مین اُلجھ گئے تھے فولاد کا
نور الدہر کا سامنا پڑا نور الدہر بھی آگاہ ہوے ہین کہ اس بچیا نے ایرج کو زخمی کیا تھا جسطرح
سے بنے اسکو مار و سر میدان للکار دور نہ اس تاجر بچے نے آ کر قید سے چھڑایا ہی بارگاہ مین بیٹھکر
اپنا احسان جتائے گا اگر اسکو مار لیا تو البتہ شرم سے سر جھکائیگا یہ سوچکر نعرہ کیا منم گل گلشن ابن
خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ نمرد بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران
شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان فولاد نور الدہر پر جا پڑا ہاتھ تیغہ بید ریغ کا مارا نور الدہر نے
سپر بھی کسیکی اُٹھالی تھی اُسی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ فولاد جو پڑا اسپر کے دو ٹکڑے سر برہنہ پر
تلوار پڑی زخم کاری سر پر آیا بمشکل تیغہ کو سر سے نکالا چادر خونکی چہرے پر آئی مگر ہاتھ تلوار کا مارد
فولاد ہٹ گیا اس تکان سے شاہزادے کو غش طاری ہوا گھٹنے زمین پر ٹیک دیے مگر ہاتھ تلوار کا چلا
جاتا ہی فولاد نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون یہ کیفیت دور سے ایرج نے دیکھی قریب تھا کہ صدمے سے
روح نکل جائے وہین سے للکارا او نامرد خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا فولاد رُکا ایرج جنگ رستمانہ
کرکے بیچ مین آ گیا فولاد نے ڈانٹا باش او نبیرۂ حمزہ بڑا سخت جان ہی اُسدن میرے ہاتھ سے
بچ گیا مگر خداوند لقا نے تیری قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی یہ تلوار مسلمانون کے خونکا مزا چکھ چکی
اگر پہاڑ پر مارون تا بیخ کاٹون لاف و گزاف کرکے ہاتھ مارا ایرج نے گرد اسپر کا اُٹھایا مگر منظور ہی کہ
لپٹ جاؤن اگر خدا فضل کرے اسکو زیر کرکے مسلمان کرون جنگ مغلوبہ تو ہو رہی ہی کسی کا تیر
شانے پر ایرج کے پڑا شانا نہ نشانہ ہوا ہاتھ سپر کا سر سے ہٹ گیا تیغہ فولاد کا پڑا کوئی دو انگل سر
مین اُترا تھا کہ ایرج نے جیلداری کرکے واستانہ مارا تیغہ جھنا کر سر سے نکل گیا مگر قطرے خون کے
روے زیبا پر آئے زخم کھا کر جیسے شیر بپھرتا ہی خبردار خبردار کہکے فولاد پر جا پڑا ہاتھ تیغۂ دو دستی سکندری
کا پلٹ کے مارا چمک کے تیغہ گرا سپر فولاد کے دو ٹکڑے جیسے ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑ کڑا کر گرتی ہی

بعد سپر خود کو کاٹا سراسر کلے اور جبڑے کو تراشا سر موفرق نہوا سر اپنے گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیماب شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کرکے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مثل لٹھے کے دو ٹکڑے زمین پر گرے مثل برج قصر حسد و نفاق زمین پر آیا لاش بھیا کے گرنے سے ایک غریو بلند ہوا شاپور رقیب بھاگا پکارا ای شہریار سبحان اللہ نظم

وار چلنے کی تو نوبت بھی نہوا بر وہ واں
ابرش تیغ کی تعریف نہین ہوسکتی
تیغ وہ تیغ جسے دیکھکے حاسد کہے جا بیجا
واہ رے کاٹ کہ جو رنگ عناصر کو کیا
ایک ایک جز کے برابر سے ہو حصے چار
پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
قتل ہونے سے فولاد کے گل

فوج کو ہراس لقا کو عالم یاس اور غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار سرداران نامدار نے اس کیفیت سے شمشیر زنی شروع کی اندر باغ کے یہ ہنگامہ برپا ہی کافرون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا ہی لندھور و مالک و بہرام وغیرہ مع بادشاہ حجاہ مصروف جنگ ہین صرف ابھی صاحبقران نہین پہونچے مگر نور الدہر جو زخمی ہوکر ایک نخل کے سائے مین گرے شدت زخم سے اُٹھنا دشوار جب اُٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہی دور سے قوت بازوے نور الدہر بن بدیع الزمان عاشق صادق محب واثق ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور نے جو دیکھا کہ میرا آقا زمین پر گرا ساطور ہفت صد منی کھینچے ہوے صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا اپنے کو قریب شاہزادے کے پہونچایا گرد پھر کر لڑنے لگا سعد بن قباد لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچ گئے ہزارہا پہلوانون نے اُس مقام پر جان دی بادشاہ سے لقا کا سامنا ہوگیا لقا چیخا ای بندۂ خوانی کہان آتا ہی ابھی سنگ سیاہ کردونگا بادشاہ نے للکارا او گبر کیا بکتا ہی لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تیغہ مقام پر گاٹھا جھنجھناٹے کی صدا بلند ہوئی الجھا ویسے بادشاہ نے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کہکر لقا پر وار کیا اُس بجیا نے سپر کو اُٹھا دیا مگر اُس سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوے تاج بھی کٹا لقا کا سر زخمی ہوا لقا چیخ مار کر بھاگا یہ کہتا ہوا ارے اس بندۂ خوانی کو مارلو غضب ہوا قدرت کو زخمی کیا لقا کے ہٹنے پر کل فوج کے پاؤن اُٹھے قریب تھا کہ فوج کو بالکل شکست فاش ہو باغ سے نکل جانے کی تلاش ہو اُسوقت ایک لکۂ ابر سیاہ طرف سے طلسم ہوشربا کے اُٹھا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سابق مین تحریر کیا ہی کہ لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا تھا اُسنے عقرب نیشزن جادو کو روانہ کیا تھا وہ بجیا اُسوقت آکر پہونچا بارہ ہزار ساحران غدا

عقرب کی پشت پر یا سامری یا جمشید کی صدائین بلند اُترتے اُترتے اُسنے دیکھا کہ باغ خداوندی
مین خون کے دریا جاری کئی لاکھ کا کھیت ہو چکا ہی لاشے جابجا مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین خداوند
سر برہنہ پا برہنہ سر زخمی مثل صید خائف چیختے ہوے بھاگے جاتے ہین سرداران امیر مثل شیر غضبناک
کافرون کو قتل کر رہے ہین عقرب نیشزن تخت سے کود کر قریب لقا آیا فوج ساحرون کی ایک
گوشے مین اُتری مگر عقرب نے بڑھکر لقا کا دامن تھام لیا یا خداوند یہ کیا قیامت ہی قدرت پر
یہ مصیبت ہی مجکو افراسیاب نے براے قتل مسلمانان بھیجا ہی لقا تو بدحواس تھا کچھ نہ بولا مگر
بختیارک قریب تھا بڑھکر عقرب سے کہا ارے قدرت خود زخمی ہین مسلمانون کے ہاتھ سے
صدمے اُٹھاتے ہین تو دیکھ لے بھاگے جاتے ہین مگر مسلمانون سے ایسی محبت ہی تقدیر نہین کر
کہ وہ پتھر کے ہو جائین مگر تو اسوقت کیا پوچھتا ہی پھوٹی آنکھون سے دیکھتا ہی اگر طرہ پیغمبری کی
خواہش ہی مشیر قدرت بننے کی کاہش ہی تو جلد سحر کر کے سب کو مارے عقرب نیشزن پیچھے ہٹا
جادوگرون کو آواز دی ہان دشمنان خداوند کو مارو یہ کہکر گولہ فولادی مارا اور بارہ ہزار ساحرون
کے ترنج نارنج پیچھے پیکان کے ماش کے دانے چوبی دار ناریل چلے معاذ اللہ یا تو سرداران اسلام
نہنگانہ پلنگانہ جنگ مین مصروف تھے یا یکایک زمین کانپی کہین شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگی ابر سیاہ
گرجکے پانی برسا زمین تپنے لگی گولے کٹے زمین سے بھی آگ نکلی کوئی مُنھ کے بھل زمین پر گرا اور
کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی کوئی پاگل ہو کر رہ گیا کوئی خاموش کسی پر دیوانہ پن کا جوش کسی
نے گھبراکر اپنا خنجر اپنے شکم مین مار لیا کسی نے اپنی تلوار اپنے ہی گلے پر پھیری کئی ہزار آدمی آتش
سحر سے جلکر خاک ہو کسی پر برق سحر گری کوئی رعد کی آواز سے ڈر کر زمین پر گرا بھائی کو بھائی
باپ کو بیٹا نہ پہچانتا تھا قیامت آگئی ہر شخص یہی جانتا تھا عقرب نے لقا سے عرض کی اب
مسلمان اپنے ہوش مین نہین ہین فوج کو حکم دیجیے چہار جانب سے گھیر کر قتل کرین ملازمان لقا
وہمراہیان فولاد پُردغا نے جو شیران دشت نبرد کو اس حال پر ملال سے دیکھا کہ جابجا گرپڑے ہین
تلوارین ہاتھ سے چھوٹ گئین کمانون مین مثل کمر ضعیف خم آگیا مثل تیر خطا کار پاس سے سیدھے
بھاگے جاتے ہین تیر خاموش کھڑے ہین گرز مثل مردہ زمین پر پڑے ہین تلوارین بیدم جوہر
برش کم کم خنجر دائرہ خط شکست کمندون کو الجھن دوست مثل دشمن رہزن کوئی اٹھتا ہی کوئی

گرتا ہی کسی زبان سے آہ کی صدا ہی کوئی زمین پر مثل مرغ بسمل لوٹ رہا ہی اب تو یہ بیحیا قابو پرست نشۂ بادۂ نامردی سے مست تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے اُن دست و پاشکستہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوے اُن بیحیاؤن کی جوہر نامردی کھلے چشم زدن مین فلک نے یہ انقلاب دکھایا فتح کی شکست حاصل ہوئی وہ بیحیا بزدلے جو سامنے سے شیران دشت نبرد کے بھاگتے تھے تلوارین کھینچ کھینچکر جا پڑے انقلاب فلک سے خدا بچائے کسی کو روز سیہ نہ دکھائے دنیا ناپائدار ہی اسکی عیش و راحت کا کیا اعتبار ہی ہمراہ گنج رنج ہی مقام عبرت سرائے سپنج ہی ساتھ عشرت کے مصیبت ہمراہ عیش غصہ و طیش

ابیات

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعزو وقار
شاخ گل زمزمہ سنجونکے نشیمن تھے مدام
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
جسنپہ پڑتا تھا ہزارون کے جھومر کا عکس
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانتے دو باشندونکو وان دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون گذار
رات دن جھلملین ہا کرتی تھین دوار پر نثار
ارغنون و ارصد اگونجتی تھی صوت ہزار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آج کل وہ لب جو جغد کا ہی آئنہ دار
چلملین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہر سمت
تکیہ گور و گوزن آج ہی ہر ایک کلفرار
نہ وہ جھلملین ہر نگین نہ خود آرائی رہی
تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
واہ ری تیری تنکڑے نی یہ عز و وقار
گھونسلے سقف مین ہین لٹکھون بالون کے
ہین یہان مین پر زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ انقلاب اُسوقت اہل اسلام نے دیکھا وہ کفار ان بیحیا کہ جو نام سے بھاگے جاتے تھے کبھی منھ پر نہ آتے تھے نعرہ ان دلیرون کا سُنکر پشت دکھلاتے تھے اسوقت بڑے بہادر بن گئے موچھون پر تاؤ پھیر رہے ہین مسلمانون کو بڑھ بڑھکر گھیر رہے ہین ایک ایک بہادر مایوس اپنی مجبوری پر کف افسوس مل رہا ہی طہماس بن عنقویل دیو پرور قریب نور الدہر کھڑا ہی جو بیحیا بڑھکر تلوار مارتا ہی سینہ اپنا سپر کرتا ہی زخم نیزہ و تیر اپنے جسم پر لیتا ہی مگر مجبور ہی کہ ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن ثابت قدمی کا دم نہین بھرتے بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد ایک مقام پر دریاے خون بہا رہے تھے تاجدار ان جلیل آب شمشیر مین نہا رہے تھے یکایک عقرب نیشزن کا اُدھر بھی ڈنک چلا بیحیا نے ایک گولہ فولاد کا پھینک مارا اسب تاجدار لڑنے سے معذور ہوے تلوارین بیکار خود مجبور و ناچار بادشاہ جمجاہ نے

یہ مصیبت دیکھکر دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے کہ ای خالق عالم رحم اپنا شریک کر بندے
تیرے بذلت و رسوائی قتل ہوتے ہین نامرد ہنستے ہین بہادر روتے ہین **قطعہ**

ای آنکه به ملک خویش پاینده توئی
وز دامن شب صبح نماینده توئی
دست من بیچاره قوی بسته شده
بکشاے خدایا که کشائنده توئی

ای معبود دلم بزل ای خالق عزوجل صفت تیری پتلۂ خاکی کیا کر سکتا
ہی قدرت تیری ہر برگ و بار سے آشکار ہی تیری یکتائی پر ہر نوک سبزۂ انگشت شہادت زبان خار
سے ظاہر صفت وحدت ہی **نظم**

توئی کافریدے ز یک قطرہ آب
گہرہاے روشن تر از آفتاب
تو می آری از لطف جوہر پدید
بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را
تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نیارد ہوا تا نگوئی ببار
زمین ناورد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی
برون زانکه یاری گری خواستی
ز گرمی و سردی و از خشک و تر
سرشتے باندازۂ یک دگر
چنان برکشیدی و بستی نگار
که ہر زان نیارد خرد در شمار

ای ستار العیوب دافع البلیات اس بلاے عظیم سے بچالے بندگان حقیر کو اس آفت سماوی سے
نجات دے دعا بادشاہ جمجاہ کی تمام ہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین کانپی نعرۂ
شیرانہ صاحبقران کی آواز آئی باعث یہ تھا کہ ایرج نوجوان کے جانے کی خبر سُنکر بدحواسی
مین راستہ فراموش کیا تھا جواہر بن عمر و مشکل تمام رہبری کرکے لایا اب جو صاحبقران نے
ملاحظہ کیا قیامت آشکار ہی ہر سردار مجبور و ناچار ہی زمین کانپ رہی ہی شعلے نکل رہے ہین
نخل باغ آتش سحر سے جل رہے ہین ایک جانب بادشاہ عالیجاہ پابگل ایک جانب لندھور
و مالک و بہرام بیدل ہزارہا ساحران غدار سحر کر رہے ہین بس صاحبقران نے بغیظ
وغضب تمام نعرہ کیا نعرہ امیر

منم سرکن لشکر کافران
بہ شمشیر نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال
منم ماہتاب سپہر کمال
تمردن بہ شمشیر فراری شدہ
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد
کہ صاحبقران در جہان نام شد
اگر امیر با توقیر نے ملاحظہ فرمایا

کہ تمام سرداران نامی مع بادشاہ جمجاہ بیدل ہین مرکب کو تل باغ مین جابجا سحر کر رہے ہین
امیر بھی پشت اشقر سے کود پڑے باواز بلند بفصاحت و بلاغت اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوئے

قریب سعد بن قباد کے آئے اسم اعظم دم کیا سحر برطرف ہوا کسی جادوگر کو دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے مرنے سے چندکس کے ہوش درست ہوے اڑنے مرنے پر پھر چست ہوے جسنے سحر سے رہائی پائی تلوار کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑا اگر صاحبقران ملاحظہ فرماتے ہین کہ تمام باغ سحر ساحر سے آتش بہار ہو رہا ہی کہین پانی برستا ہی جس سردار کے قریب دیکھا کہ کوہی تلوار کھینچکر پہونچا نعرہ شیرانہ کرکے اُسکے پاس پہونچے اُسکو قتل کیا اپنے سردار کو بچایا عجب پریشانی ہی مثل آئینہ حیرانی ہی کس کس کو بچائین اکیلے ہر غول مین کیونکر جائین مگر تیغۂ سلیمانی ہاتھ مین بادۂ جرأت سے مست

غصے سے چہرہ گلنار غم مین اپنے سردارونکے مثل لالہ دل داغدار نظم		ٹھہر گیا دیکھکر یہ وہ ماہ
غیظ آیا کہ العیاذ باللہ	اک حملے مین پست ہوگئے سب	کافر بیدست ہو گئے سب

مگر امیر کو مشکل یہ ہی کہ ہر سردار سحر مین مبتلا ہی لشکر کفار ایک ایک کے قتل پر آمادہ ہی ساحرون کی شورش عقرب نیشزن کی کوشش آمد و رفت مین خود تو سراطہر سے گر گیا ہی ساحر آنکر بسبب اسم اعظم بدحواس ہین بھاگنے پھرتے ہین آپ ہی سحر کرتے ہین آپ ہی بہت سے بھاگ کر قریب عقرب نیشزن کے آئے عرض پیرا ہوے عجب طرح کا معاملہ ہی سحر ہم لوگون کا تاثیر نہ کرتا ایک جوان خوشرو آفتاب مثال خورشید جمال شیر بیشۂ جرأت صاحب سطوت و صولت جب سے معرکۂ جنگ مین آیا ہی ہزارہا ساحرون کو حضور کے قتل کیا ہی اسپر اگر سحر کرتے ہین اُلٹا پلٹ آتا ہی اس نیرنگ سے حضور کے غلامون کا دل گھبراتا ہی سر اُٹھا کر دیکھیے ہزارہا مسلمان مثل مردے پڑے تھے اب وہ جنگ مین مصروف ہین عقرب نے کہا وہ بھی کوئی بڑا جادوگر ہوگا شیطان درگاہ خداوند سے اُسکا نام پوچھو دریافت کرو کہین کا رہنے والا ہو ساحران ہوشربا سے کسی ملک کا ساحر نہین لڑسکتا عقرب یہ کہ رہا تھا کہ بختیارک غل مچاتا ہوا مثل صید خائف قریب عقرب آیا کہا ای عقرب غضب ہو گیا ابتک تمھارا کوئی سرکوب نہ تھا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم دیکھو تمھارے ساتھ والون کالبون پر دم ہی جلد اسکی کوئی تدبیر کرو عقرب نیشزن نے کہا کاش اگر پہلے سے آگاہ کرتے مین اسکی بھی فکر کرتا عین گرمی جنگ مین یہ ممکن نہین ہی اور سب پر تو تاثیر کرتا ہی ایک جوان کی کیا حقیقت ہی کہ لاکھون سے لڑے اپنے سردارون کو حکم دیجیے اُس جوان کو تیر و تیغ و نیزے سے قتل کرین چہار جانب سے گھیر لین مین اور ون کی فکر مین ہون

حکم خداوند ہو تو طبقہ زمین کا اُلٹ دون بختیارک کو یہ بات پسند آئی فوج کو بڑھکر ترغیب دے
کہ یاروشل آج کے روز سعید نصیب ہوگا سب مسلمان اندر باغ کے آگئے ہین سحر مین عقرب
نیشزن کے کچھ پھنسے ہین چند بچے ہین حمزہ مالک اسم اعظم ہی اُسکو سب طرف سے گھیر لو
اگر حمزہ کو قتل کیا فتح عظیم حاصل ہوگی لقا پرستون کو تسکین دل ہوگی قدرت کو سرفراز کرینگے
تمھاری ہمت پر مردان عالم ناز کرینگے یہ جو اُس بیحیا نے ترغیب دی سلیمان عنبرین موے
کوہی بصد قہر و غضب تیغہ خون آلود کھینچکر بڑھا کوہیون کو للکارتا ہوا یارو مقام عبرت ہی
جسدن سے مسلمان آئے کیسے کیسے مردان لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے آج حمزہ کو قتل
کرو مسلمانون کے خون سے ہاتھ بھرو قدرت وعدہ فرما چکے ہین کہ جسدن بالاے قبطول
پہونچونگا تقدیرات زنگار رنگ کرونگا جتنے ہماری محبت مین مرے ہین زندہ کیے جائینگے خلعت
حیات پائینگے آج مسلمان بچکر نہ جانے پائین تمھاری جرأت کے ذکر رہجائین اب تو تمام کوہی
طرف صاحبقران زمان کے بڑھے تلوار و نیزہ و تیر ہر طرف سے چلنے لگا صاحبقران
ہمہ تن چشم بنے ہوے ہین ان بیحیاؤن کو بھی جواب دیتے ہین سرداران زخمی کی بھی خبر لیتے
ہین مگر اب زخم سر اطہر پر آنے لگے سر سے خون جاری کفار لاانتہا ساحرون کا بلوہ ہر چند کہ
بادشاہ حمجاہ سحر سے رہائی پا چکے ہین جنگ مین مصروف مگر جب سحر ساحران چل جاتا ہی زمین
پائون تھام لیتی ہی اور بادشاہ نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران زمان سے اور سلیمان سے
مقابلہ پڑا سلیمان عنبرین موے کوہی نے خبردار خبردار کہکر سر صاحبقران پر ہاتھ مارا اُس
زور و شور سے اُس مقام پر تلوار چلی ہی کہ زمین کانپ رہی ہی ایسے وقت مین اُس بیحیا سے
مقابلہ پڑا اُسکی تلوار کو روکا تیغہ عقرب نیشزن کا ہاتھ لگا یا امیر باتوقیر کی تو تلوار اور ایک
کافر پر پڑی اُسکے دو ٹکڑے ہوے مگر سلیمان نے پہلو سے اگر ہاتھ لگایا سراسر سر صاحبقران
کا زخمی ہوا امیر نے غصے مین نعرۂ شیرانہ کیا سلیمان عنبرین موے کوہی کی تلوار پر ہاتھ
ڈالدیا اور چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے سلیمان کو دست حق پرست پر بلند کیا
اسقدر تلوارین پڑین کہ صاحبقران نے کئی زخم بھی کھائے اور سلیمان نہ رک سکا چھوٹ
گیا زمین پر گرا کوہیون نے اُسے اُٹھایا کوہی سخت جان چوٹ کھاکر پھر لڑنے لگا مگر صاحبقران

کا حال ابتر ہی اور زخمہاے کاری جسم اطہر پر ادھر بادشاہ نے بیقرار ہو کر آہ کی ادھر صاحبقران نے عالم یاس مین بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا دلکو رجوع کیا اشعار

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
درین عاجزی چون بخوانم ترا

دعائے کند من کنم مستجاب
دیگر ہر کس بہ کسے نالد و مارا تو بسے

چو عاجز رہا نندہ دانم ترا
من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسی

برائے دعائے صاحبقران در اجابت وا تھا دفع بلا کا وقت آگیا تھا دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا مثل ابر رحمت بصد صولت و شوکت لکۂ ابر گلنار آسمان پر نمایان ہوا اُس ابر سے بارش مروارید ہوئی برق کی چشمک زنی صدہا ہلال ظاہر ہو کر چھپ جاتے تھے عارض گلگون جانان کے قریب خنجرہاے ابرو نظر آتے تھے صدہا طائران زمزمہ سرا گرد ابر اشعار بہاریہ پڑھتے ہوے چلے آتے ہین نظم

سنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری
نکالے نہین دیتا یہ آرزو تیری

آج سیلاہٹ رہا ہی خوش کہ بلبل باغ مین
جھک گیا کہین غنچہ تو آئی بو تیری

شاخہاے گل لہلہاتے ہین نرگس باغ مین
فلک کے نالہ سوزان بھونکدے بدلی

بختیارک نے تو خوش ہو کر لقا سے کہا یا خداوند کوئی تقدیر یون افراسیاب نے کسی اور جادوگر کو بھیجا کس زور و شور سے ابر یا قوتی اُٹھا ہی یا خون کا دریا جوش مار رہا ہی یا آسمان یا قوتی پیش نظر ہی یا کوہ پُرشکوہ احمری لقا نے کہا ای شیطان درگاہ مین کارخانہ قدرت کے قدرت پر موقوف ہین نہین معلوم فقیر کیا ڈالتا ہی کیا نکالتا ہی ہمارے بندے خاص الخاص افراسیاب کی آمد آمد ہی دیکھو ابر سرخ کی کیا شد و مد ہی اُسکو قدرت کی مد مین بڑی کمی ہی آج خود برائے قدمبوسی آیا قدرت اُسکے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائینگے اپنے بندۂ خاص کو طرۂ پیغمبری مرحمت فرمائینگے بختیارک نے کہا آپ نے تو یہ تقدیر کی مگر اینجانے اور کچھ تدبیر کی یہ مطلع اس مقام پر خوب صادق آتا ہی پیش خوانی مین پڑھا جاتا ہی اشعار

کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری مین
جتنی آنے سے ترے میری طبیعت ٹھہری
نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری

طالب دوست تری شمس راحت ٹھہری
اسقدر بھی کبھی وصل کی ساعت ٹھہری
وہ گلعذار آئے نہ آئے خوشی تو ہی

چرخ کو کب ہی سلیقہ یہ جفا کاری مین
جان بیتاب ہی ٹھہری نہ طبیعت ٹھہری
دیر سے یار ادھر آنے مین کی ہی کسنے
مایوس مین نہین ہون مگر بیکلی تو ہی

مزا ہو بادہ خواری کا جو گلشن مین بہار آئے
بہار آئی گھٹا گھنگور چھائی اور برس نکلے

کھلے میخانے کا در ساقی رنگین عذار آئے
وہ گل پہلو مین ہو کچھ تو میرے دل کی ہوس نکلے

رباعی پری پیدا ہمارے دل سے ہوگی
یقین ہی بے رُخی قاتل سے ہوگی
عیان لیلی اسی محمل سے ہوگی
کرے گا قتل مجکو پھیر کر منھ

لقا نے کہا ابے کیا بیہودہ بکتا ہی کسکے کسکے مطلع پڑھتا ہی کس کسکا کلام یاد رکھتا ہی بختیارک نے کہا جو لکھنؤ مین عمدہ عمدہ شاعر ہین علم شاعری سے بخوبی ماہر ہین منشی احمد حسین صاحب قمر داستان گوئی مین بے مثل نثار بے عدیل ہین اور میر ضامن علی صاحب جلال شاعر جلیل اور میر ذاکر حسین صاحب یاس فلک اساس اور میر شوکت حسین صاحب عقل و ہنر متخلص بہ سحر یہ سب صاحب کامل و اکمل انسے ہمین بھی صحبتین رہتی ہین انکے شعر و مطلع یاد رکھتے ہین میری شاعری بھی چمکتی ہی دیکھیے اب مُرلیا باجا چاہتی ہی ابر قریب آیام تو جانتے ہو میرا کوئی دوست ہی اور میرا یہ قول ہی کہ مسلمانون پر اب انتہا کی مصیبت ہی انکے خداے نادیدہ نے مدد بھیجی ہوگی بختیارک یہ باتین کر رہا تھا کہ ابر یاقوتی شق ہوا دیکھا ایک نازنین سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار چشم جادو خال ہندو خنجر ابرو خوشخو مشکین مو شعر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب او وادی مو سے ہجامۂ صبرم در کف عشقت و امن سف دست زلیخا دیگر اگر وہ کھولے گیسوے مشک بو نکلے + یقین ہی باغ سے سنبل کشادہ مو نکلے + جوڑا ترچھا بندھا ہوا دریاے جواہر مین غرق لباس فاخرہ زیب جسم طاؤس زرین بال پر سوار وہ ماہ رخسار جب آنکھون کو گردش دیتی ہی گردش لیل و نہار آنکھون سے گر جاتی ہی باغ مین چشم نرگس شرماتی ہی زلف معنبر کو دیکھکر سنبل پیچ و تاب کھاتی ہی پنجۂ نگارین کو جب اُٹھا دیا ابر یاقوتی سر پر تڑپا لقا اُس نازنین مہ جبین کو دیکھکر بیقرار ہو گیا دانت نکالنے لگا ریش خش پر ہاتھ پھیرا زبان پر جاری ہوا من چہ تقدیر کردم اُس بادشاہ ملک خوبی تاجدار اقلیم محبوبی کے کان مین صداے یار باہ یا مستغیثا کی جو پہونچی طرف میدان جنگ کے متوجہ ہوئی عجب قیامت برپا دیکھی کہ سرداران اسلام زخمدار بیقرار کوئی پڑا تڑپ رہا ہی کوئی سیار گلشن جنان ہو چکا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے اول مین تحریر کیا ہی کہ ملکہ مخمور سُرخ چشم خواب پریشان بمقدمۂ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان دیکھکر چلی تھین اسوقت آکر پہونچین عجب پریشانی و سرگردانی مین لشکر اسلام کو دیکھا جیسا کچھ تحریر ہوا کہ سب سے زیادہ نور الدہر زخمی برابر اُنکے طہماس بن عنقویل دیو پر در پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہی ساطور ہاتھ سے چھوٹ گیا ہی صاحبقران نے کئی زخم کھاے ہین

ہزار ہا سردار سحر مین پھنسے ہین ایک بیحیا ساحر غدار سیاہ بد انجام مع بارہ ہزار ساحرون کے سحر کرتا پھرتا ہی مسلمان اپنی زندگی سے تنگ خوف نام و ننگ قدم پیچھے نہین ہٹاتے دم شمشیر سے گلے ملاتے ہین مر رہے ہین مگر دم جرأت کا بھر رہے ہین یہ جو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے معرکہ جانگزا دیکھا کلیجہ مُنھ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا باشید ای کفاران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سُرخ چشم گرتے گرتے گنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا ساحرون کی جانب کھینچ مارا دانہ ٹکڑے ہوکر جادوگرون کے سر پر پڑا اکئی سو جادوگرون کے سر پھٹ کر زمین پر گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوے عقرب نیشزن نے گھبرا کر پکارا ارے کیا غضب ہوا یہان مخمور کہان آگئی بختیارک تو اُچھلنے کودنے لگا کہا میان عقرب صاحب بھاگیے اب دوسرے کے ڈنک سے بچیے ہم کہتے تھے اچھی بات نہین ہی مسلمانون کو نہ ستاؤ مگر تم کیا کرو بموجب مثل شعر نیش عقرب نہ از پے کین است * مقتضاے طبیعتش این است اور لقاکے دو ہتڑ مارا کہا یا خداوند آپ تو بھاگ کر نکل جائیے اس قتالۂ عالم سے جان بچائیے بی مخمور سُرخ چشم کے سحر اکثر دیکھے ہین طبقے زمین کے ہلا دیے ہین شید اے جمال نور سالدہرین بدیع الزمان صاحب شوکت و شان افراسیاب کی قوت بازو کہلاتی ہین جوش عشق میں شریک مسلمانان ہوئین دیکھو تمھاری تقدیر پلٹ گئی ہماری تدبیر کرسی نشین ہوئی جب تک لقا بھاگنے کا قصد کرے ملکہ مخمور سُرخ چشم نے جسپر نگاہ نشیلی ڈالدی مست ہوکر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا چہار طرف یہ صدا بلند ہوئی نظم

چشم انصاف سے دیکھیں جو تمہاری آنکھیں
سیکڑون انکھڑیوں مین تھین یہی پیاری آنکھین

چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین
ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھین

باغ باغ اُنکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین

مار اُتارا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے
دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین

قلزم اشک حبابون سے جو خالی دیکھا
خود نکلکر ہوئین اس سیل مین جاری آنکھین

تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون
دے وہ حق بین مجھے ای ایزد باری آنکھین

شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا
قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین

ستمگر ہیں شب ہجر مجھے اختر برج
وہ مجانے ہین کوئی جو رلفت آتا ہی
جس جگہ جا ہو رہو آکے گھر اپنا کر لو
دیکھتے دیکھتے سامان شکست دل کے
یہ جو پھر جاتی ہین پھر جاتی ہی ہمسے اک خلق
شادی وصل ہو یا دیکھیے رنج فرقت

کیون نہ پھرائین دم ہم شماری آنکھین
دیکھ لین پردہ نشینون کی سواری آنکھین
دل ہی تم سے ہمین پیارا ہی نہ پیاری آنکھین
ٹوٹ آئینگی کسی روز ہماری آنکھین
گردش بخت دکھاتی ہین تمھاری آنکھین
آج کل دونون پھڑکتی ہین ہماری آنکھین

ایک قیامت لشکر عقرب نیشترزن مین برپا ہوگئی سیکڑون ساحر و غیر ساحر نے چشم مخمور مخمور کو دیکھکر گلے اپنے اپنے کاٹ ڈالے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم نے حال نور الدہر بن بدیع الزمان و طہماس جو بہت ابتر پایا جھولی مین سے ایک شیشہ مثل شیشۂ ساعت طرف اُن دونون کے پھینکا نور الدہر اور طہماس اُس شیشے مین بند ہوگئے اور سب کی آنکھون سے مخفی تھے کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ ان دونون جوانون پر کیا گذری ملکہ مخمور سرخ چشم کو منظور ہی کہ جھٹ پٹ عقرب نیشترزن کو قتل کرون اور نور الدہر کو لیکر واسطے علاج کے صحرا مین نکلجاؤن لشکر غیر ساحران سے ہرچند کہ صاحبقران و سرداران نامی زخمی ہین اُسپر بھی سمجھ لینگے یقین کہ شکست فاش دینگے یہ سوچکر نور الدہر اور طہماس کو نظر مردم سے مخفی کیا آپ ساحران غدار پر جا پڑی گاتی دوپٹے کی بندھی ہوئی پائنچون مین گرہ دی ہوئی سینے پر اُبھار صورت سے ظہور قدرت پروردگار نشیلی آنکھین تیر دلدوز پلکین سحر آگین نگاہین چال مین اٹھکھیلی جوانی کا عالم ساتھ ساتھ جلال و حشم نقیب ادب دورباش کی صدا دے رہا ہو اقبال دمبدم قدمون کو بوسہ دیتا ہی غصے سے چہرہ لال عارض بدر کمال کسی جادوگر نے سحر کیا ہاتھ ہلاکر اُسکو دفع کیا شاید اُسنے کوئی کلمہ سخت کہا غصے مین کچھ پڑھکر ایک طمانچہ مارا سر اُس کا فرخاسر کا گردن سے اُڑ گیا کسی کی دونون ٹانگین پکڑکر جھر اٹا مارا چیرکر پھینک دیا کبھی ہاتھ چمکایا برق گری کئی سو کے سر کاٹ کر نکل گئی کوئی صف شعلۂ آتش قہر و غضب سے جل گئی مگر اس جلدی مین لڑ رہی ہی کہ صاحبقران زمان اور بادشاہ اسلام کو یہ نہین ثابت ہوتا کہ کوئی ہماری مدد کر رہا ہی سرداریہ سمجھے ہین کہ صاحبقران کے اسم اعظم پڑھنے سے ہمارے ہاتھ پانون مین طاقت ہوئی آنکھون

مین بصارت ہوئی فوج لقا پر جا پڑے ہین ساحرون کا خیال بھی نہین امیر نے بادشاہ کو گھوڑے
پر سوار کیا آپ بھی پشت اشقر پر سوار ہوے لندھور و بہرام وغیرہ کے ہاتھ پانوٗن مین طاقت
آتی جاتی ہی اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہو رہے ہین شاپور شیر دل نے ایرج نوجوان کا مرکب
پہونچایا ہی یہ شیر کرۂ بن اشقر پر سوار ہو کر کوہیون پر جا پڑا ہی اُن نامردون پر بڑا غصہ ہی فولاد
فولاد شکن کو پہلے ہی واصل جہنم کر چکے ہین اب اُسکے سردارون سے تلوار چل رہی ہی وہ سب
بیحیا قتل ہونے سے افسر کے بدحواس ہین بھاگنے پہ آمادہ ہوش مین سوار نہ پیادہ علم زنگاری
کو بڑھکر قلم کیا کوہیون پر علم ماتم گرا منھ اُٹھ گئے جس طرح سے بن پڑا لاش کو فولاد فولاد شکن کی
اُٹھایا ایک گھٹے پر ڈال لیا ایرج نوجوان تعاقب کرتا ہوا چلا آتا ہی بادشاہ اور صاحبقران
فوج لقا کو پامال کر رہے ہین سنجانی باختری مشتری حصاری جنگ سے عاری آمادہ گریز صدائے
بریز بریز کبھی الامان کبھی یا خداوند لقا کہکر بھاگتے ہین ایک جانب مالک اژدر کے نیزہ باز
جنگ رستمانہ کر رہے ہین جسکے سینۂ پُر کینہ پر بڑھکر نیزہ مارا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا ایک دے کر
نیزے پر اُٹھا لیا زمین پر مارا اُستخوان اُسکے چور چور ہوے ایک جانب شاہزادۂ دارا
کشور کشا فرزند حمزۂ عرب بقہر و غضب ایک جانب صفدر و صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغزن
مصروف تیغزنی پہلو مین انکے انکا نور نظر خورشید بن ہاشم چہرہ مثل آفتاب روشن صف
دشمن کو پراگندہ کر رہا ہی لقا نے تو ادھر شکست فاش کھائی باغ مینا سے نکلکر وہ کمینہ بھاگا مگر
ملکہ مخمور سرخ چشم سحر کرتی ہوئی قریب عقرب نیشزن پہونچی اب عقرب نیشزن نے ملکہ
مخمور سرخ چشم کو پہچانا آواز دی او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے شہنشاہ افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوش ربا کا ساتھ چھوڑا یہان بھاگ کر آئی ہی تیری قضا شاید میرے ہاتھ سے ہی اگر جان
عزیز ہی تو رومال سے ہاتھ باندھکر میرے ہمراہ چل خطا معاف کرا دونگا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا
او ملعون یہ میدان جنگ ہی کچھ افسونگری دکھا سامنے آ غیر ساحرون سے تو خوب لڑ رہا تھا
دیکھ تو وہ تیرا خداوند لقا کہان گیا وہ ننگے سر بھاگا جاتا ہی کیا خوب مذہب ہی مبتلائے بلا وہ
بے ادب ہی یہ کہتی ہوئی قریب عقرب نیشزن کے پہونچی عقرب نے گولہ فولاد کا مارا ملکہ
مخمور سرخ چشم نے کہا او بیحیا گھبر کیا سحر کرون فقط مسکرا دیا غنچہ دہن وا ہوا سپیدی دندان کی

چمکی برق جہندہ گری گولیکے ٹکڑے ہوگئے وہ ٹکڑے اسکے ساتھ والون پر پڑے بیس ساحر واصل جہنم ہوئے
نخل بغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوے عقرب نیشزن اور زیادہ جھلایا جھولی سے ترنج نکالا
ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا کیون اسقدر بیقرار ہوتا ہی وقت جنگ ہم ہنستے ہین اور تو اپنے نصیبون
کو روتا ہی اُسنے ترنج مارا مخمور کے ہاتھ مین ایک چھڑی یاقوت احمر کی تھی ترنج کو اُسپر روکا ترنج
بھی پھٹا کئی جادوگر اُس سے بھی تمام ہوے اب تو عقرب نیشزن نے پنجۂ سحر کھینچا گویا ڈنک
ہلایا ہاتھ ملکہ مخمور پر مارا ملکہ مخمور نے پنجہ طلائی کمر سے کھینچکر بجاے سپر چہرے کی پناہ کیا قبصہ تو
فتح پر ہوچکا جوہر جرأت ملکہ مخمور سُرخ چشم ظاہر ہین دلاوران ہوشربا بخوبی ماہر ہین پنجہ اُسکا
ٹوٹ گیا پہلے ہی شکست نے چہرہ دکھایا مثل سپر چاہار وگردان ہون مگر مخمور سرخ چشم سے کب
پناہ ملتی ہی کلی نخل حسد کی کب کھلتی ہی خبردار خبردار کہکے ملکہ مخمور نے اپنا وار کیا اُسنے سپر سحر کو بلند
کیا پنجہ ہلالی تڑپ کر گرا مثل قرص آفتاب سپر کٹی عقرب نیشزن کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے
مُنھ سے اُف کیا ایک شعلہ نکلا خرمن ہستی عقرب نیشزن کو جلا کر خاک کیا چشم زدن مین
ملعون کا قصہ پاک کیا ساحران باقی ماندہ لاشۂ عقرب نیشزن کو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے
بھاگے بھاگتے بھاگتے مخمور سُرخ چشم نے کئی ہزار کو جلا دیا اب جو مخمور پلٹی کہ جاکر نور الدہر
اور طہماس کو اُٹھاؤن دیکھا کہ میرا شیشۂ سحر ٹوٹا پڑا ہی چند دانے ماش کے اور چند دانے
رائی کے وہان پائے ہوش اُڑ گئے کہا ای مخمور سُرخ چشم بڑا غضب ہوا کوئی ساحران دونون
کو اُٹھا کرلے گیا بتعجیل وہ دانہ اُٹھا کر ہاتھ مین لیے اور بقہر وغضب تمام جستجو مین چلین انکو تو راہ
مین چھوڑو اسی جملے سے داستان رنگین سحر آگین گذارش ہوگی مگر صاحبقران نے جب
دیکھا کہ لقا سامنے سے بھاگ گیا جملہ سرداران زخمی کو اُٹھوا کر نوبت ونقارے بجاتے ہوے
داخل لشکر ظفر اثر ہوے لقا نے بھی انتہائی شکست کھائی ہی اس بحیا نے فوراً نامہ متضمن قتل
عقرب نیشزن و بہ امید مطلب مرد طرف افراسیاب کے روانہ کیا ہی اور صاحبقران
زمان جب لشکر مین آئے سرداروں کا شمار کیا طہماس و نور الدہر کو نہ پایا شبرنگ بن
عمرو سے کہا تمھارے آقا اور طہماس کا نشان نہین ہی شاید زخمداری مین عیاران لقا نہ
گرفتار کرکے لے گئے ہون شبرنگ نے عرض کی حضور نے آنا مخمور سُرخ چشم کا ملاحظہ کیا ۸۰

تھا خدا نے اُسکو عین وقت پر پہونچایا اُسنے عقرب نیشزن وغیرہ کو مار القا جسوقت تک باغ سے بھاگ کر نکل گیا ہی مین نے نور الدہر اور طہماس کو زیر نخل دیکھا تھا پھر اُس مقام پر ایک اندھیرا ہوا غلام نے جو بہ نگاہ غور دیکھا کئی جادوگرنیان سیاہ فام نور الدہر اور طہماس کو اُٹھا کر لے بھاگین نہین معلوم کون تھین غلام ابھی تلاش مین جاتا ہی یہ کہکر شبرنگ روانہ ہوا صاحبقران نے ایرج نوجوان وغیرہ کی زخمدوزی کا حکم دیا خود داخل بارگاہ ہوکر مصروف عیش ہوے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ملکہ مخمور سرخ چشم کا تلاش مین نور الدہر کی جانا اور برسر کوہ ایک ساحرہ کے قبضے مین پانا اُسکو قتل کرنا نور الدہر کو چھڑانا اور گہر ریزی خامۂ مشکین نگار کی یعنی شروع ہونا حالات طلسم جمشید کا بعد گرفتار ہونے ملکہ مخمور سُرخ چشم کے جانا شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کا برا ے فتح طلسم جمشیدی کہ جہان سے نشان رہائی شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا واضح ہوتا ہی و دیگر حالات عجائب و غرائب کہ ابتک تو نور نظر ناظرین سے نہ گذرے ہونگے یہ مقام حیرت انجام عجب شرح و بسط و ربط و ضبط سے مملو ہی کہ مشتاقان خوشخو جب ملاحظہ فرمائینگے یقین کامل ہی اس حقیر کو بدعاے خیر یاد کرینگے بیان کیے جاتے ہین شعر

امید قوی ہے یہ احباب سے	اُٹھائین حظ اس نثر نایاب سے

اشعار ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہی تو اے ساقی ذیوقار
شراب طلسمات کا دور ہی
لبالب پلا ساغر زرنگار
فقط عنصری کا ہی یہ طلسم
ہی جوبن پہ بنت العنب آجکل
ہر اک رند کرتا ہی لڑنے کا عزم
رکھے ہین سبو یا کہ فرق عمود

پلا ساغر بادۂ لالہ زار
صدا قلقل مے کی ہو یون بلند
کہ ہی چشم مخمور کو انتظار
گلابی پلا پھول سی خوشگوار
کہ پھیلی ہی رندو نمین جنگ و جدل
ہی شمشیر بران کہ موج شراب
یہ سب منقلب جام ہین یا کہ خود

عطا کر کوئی جام اگر اور رہی
چمکتا ہی جیسے طلسم سپند
نہ خاکی سمجھ ساقیا میرا جسم
کہ ہی باغ مینا و مے پر بہار
یہ میخانہ ہی یا کہ میدان رزم
سپر کاسہ ہاے مے لاجواب
ہی آواز قلقل کہ جنگی خروش

گزستون کو ہو لشہ می کا جوش
عطا کر وہ مجکو مے لالہ فام
کہ ہو دور گردون بھی جسپر نثار
خمار اڑا دو وہ مے بادۂ سرخ فام
لگا منھ سے جام مے دلپذیر
قمر طبع روشن ہی اب جوش مین

بہار آئی ساقی وہ دے جام نور
کہ زاہد بھی ہونٹھون کو چاٹے مدام
زلال تولا کی ہی جستجو
نظر آئین مضمون رنگین تمام
لبالب عطا کر وہ جام شراب
کہ اس نشہ مین بھی ہو نمین ہوش مین

کہ ہو غنچۂ دل کو میرے سرور
مجھے چاہیے ہی وہ مے خوشگوار
مرے منھ سے جلدی لگا دے سبو
کدھر ہی تو اے ساقی بے نظیر
خجل جس سے ہو جلوۂ آفتاب

غزل تصنیف نیر

خوش ہوئین تم گالیان دو اور مجکو ہنسکے دس
پانچ بوسے لیکے انکے پانچ بوسے جب لیے
قند مے کو پیکے بولا زاہد ناداں یہی
دس شجر بھی ہین نہین بھبوڑے پھلے گلزار مین
عاشق زلف سیہ حکم صنم سے دیکھیے
ہین وہ نازک طیر ہون میرے پھنسانیکے لیے
بیس بوسے وصل کی شب لیکے مین گویا ہوا
کہ رہا صیاد ہی الحمد م کرون گا فرج مین
دس برس کے بعد نیر کا کرو پورا سوال

کردو لیکن پورے بوسے میرے جانان دس کے دس
ہنسکے بولے ابتو پورے ہو گئے پھر دس کے دس
پی لیے ساغر ہین مین نے نیشکر کی رس کے دس
ہان خزان نے کر دیے ہین ڈھیر خار و خس کے دس
قید خانے کو چلے زنجیر مین ہین کس کے دس
دام صیادون نے بنوائے ہین گل کی نس کے دس
دس تو ہین ہان ہانکے دیکھو اور ہین اس بس کے دس
جمع ہو جائینگے طائر دام مین جب پھنس کے دس
دیدو اسکو آج بوسے اے صنم تم ہنس کے دس

رہروان منازل طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل مضامین غرائب و سیاحان دشت پرہول فسانۂ رنگین و بادیہ پیمایان صحراے خارستان وحشت آگین مسافر کلک جواہر سلک کو رہبر قرار دیکر بعد کروفر اس راہ پرخطر طلسم کو یون طی کرتے ہین بیت سخن سنج و غواص دریاے ہوش ٭ چنین رخت گوہر بدامان گوش ٭ کہ وہ شیفتۂ جمال محبوب و حسن مطلوب پریشان و رنجور یعنی ملکہ مخمور جب عقرب نیشتر زن کو قتل کر چکی اور اپنی تسکین وہ قلب ناصبور کو زیر نخل نہ پایا بلکہ کچھ اسباب سحر ہاتھ آیا صاف ثابت ہوا کہ کوئی ساحر یا ساحرہ نور الدہر اور طہماس کو اٹھا کرنے گئے عین وقت پر مجکو داغ دے گئے قریب تھا کہ کلیجہ شق ہو جاے حقیقت مین مقام عبرت ہی یہ راز محبت ہی منازل پرخار و صحراہاے راہ ناہموار کو کس

مصیبت سے طی کیا صرف اس امید پر کہ یک نظرے خوش گذرے اور دو چار باتین کرینگے اپنی شبہاے فراق کا حال کہینگے عین وقت پر فلک نے یہ تفرقہ ڈالا کیونکر بدحواس نہو یہ بھی خوف ہی کہ کوئی دشمن اُس صف شکن کو قتل نہ کرڈالے بڑے بڑے سرکشان عالم اُس شیر دل کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے کیسے کیسے پہلوان اُس دلیر کی شمشیر آبدار سے بیدم ہوے تمام اقلیم مین ماشاءاللہ وہ شاہزادہ بےمثل و یکتا ہی نام سے اُس شہریار والاتبار کے رستم و اسفندیار نے کفن سے مُنہ چھپایا شیرون کو اُس غضنفر کے نام سے بیشے مین بخار چڑھ آیا خداوندا اُس شہریار کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا روز سیہ نہ دکھانا صحیح و سالم ان آنکھون سے دیکھون خاک پا کو توتیاے چشم بناؤن ملکہ مخمور سُرخ چشم کا ولولہ جنون غم سے کلیجہ خون چہرہ اُداس عالم یاس بیقرار و مضطر حیران و پریشان اُفتان و خیزان صحرا مین چہار جانب دوڑتی پھرتی تھی جب کہین نشان نپایا کوسون جہان ڈالا ایک نخل کے سائے مین بیٹھ گئی زار زار رونے لگی اور یہ غزل پڑھی غزل

وحشت اُلفت گیسوے رسا کیا کم تھی
کھینچ لانیکو مری آہ رسا کیا کم تھی

چاندنی کی ہین شب وصل ہوس کیا کرتا
خاک عاشق کی اُڑانیکو ہوا کیا کم تھی

بیچ مین آکے نسیم اور سوا انداز ہوئی
خون عاشق کے بہانیکو حنا کیا کم تھی

کسلیے ہجر مین ہین سیر چمن کو جاتا
باز اس امر کے رکھنے کو حیا کیا کم تھی

کوچۂ یار مین لائی کشش عشق مجھے
نشّے کو آمد ساقی کی ہوا کیا کم تھی

تیرے دیوانے کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی
اپنے دیوانے کو زنجیر عبث پہنائی

تیری تنویر رخ ای ماہ لقا کیا کم تھی
قتل مین کیسے ہوا یار بھی اگر جو شریک

رنگ بلبل کے اُڑانیکو ہوا کیا کم تھی
ذبح کے واسطے کیون اپنے خنجر کھینچا

داغہاے دل شیدا کی فضا کیا کم تھی
ساقیا مے کے جو دو جام پلائے مجکو

ورنہ عالم مین مرے رہنے کو جا کیا کم تھی
کیون بھری آگے مرے سر مین ہوا سودے کی

منتین وصل کی کیون یار سے کرتا جاکے
قید کرنیکو تری زلف دوتا کیا کم تھی

بادپا پر جو سوار آتے ہین وہ سوے مزار
ایک قتال جہان اُنکی ادا کیا کم تھی

چشم فتان مین جو قاتل نے دیا ہی سرمہ
قتل عاشق کے لیے تیغ ادا کیا کم تھی

وصل کا ایک ادب عشق ہی مانع ہوا
ایک تیری نگہ ہوش ربا کیا کم تھی

پہلے سے چپ ہی ہین می کی ہوس کیا ہو ہمین
چاک ہونیکو فقط گل کی قبا کیا کم تھی

اِن اشعارون سے اور دل بھر آیا حضرت عشق نے رہبری کی خیال آیا کہ ای مخمور کیا ہوش اب باختہ ہین عقل کے ہم آپ دشمن ہوے حضرت عشق ہوش و حواس کے رہزن ہوے وہ جو اسباب سحر اُٹھا لائی ہی اُس سے کیون نہین پوچھتی کہ تو کسکا سحر ہی یہ سوچکر وہ

ماش اور سرسون کے دانے جو زیر بغل سے اٹھائے تھے زمین پر مارے دستک دی بقہر و غضب
نعرہ کیا ارے تم کسکا سحر ہو جلد بتاؤ نور الدہر اور طہماس کو کون لے گیا ورنہ پھونک دونگی
یکایک وہ دانے چٹکے آواز آئی گلرنگ و جلترنگ جادو دونون بہنین ہوا پر اڑی ہوئی
جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو اٹھا کر لے گئین یہ سنکر غصے سے کانپنے لگی آنسو پونچھے انگلیون پر
کچھ شمار کیا سمت کا خیال کر کے شعلہ جوالہ بنکر اڑی قضائے کار گلرنگ و جلترنگ جادو
آسمان پر اڑی ہوئی جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو دیکھکر عاشق ہوئین سحر کر کے اٹھا لائین
ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرین گلرنگ نور الدہر پر مائل جلترنگ طہماس کے تیغ ابرو کی
گھائل دونون نے لاکر دونون شیرون کو اس پہاڑ پر اتارا فرش بچھایا زخم ورزی کی پٹیان مرہم کی
چڑھائین اب دونون جوانون کو ہوش آیا نور الدہر نے ایک ساحرہ سیہ فام کو اپنے پہلو مین
پایا طہماس بن عقیل دیو پرور نے دیکھا ایک دیونی بصورت مہیب میرے قریب گھونگھٹ
نکالے بیٹھی ہوئی ہی دونون جوان گھبرائے کہ یہ کس بلا مین پھنسے یہ کون مقام ہی حیران دیکھنے لگے
گلرنگ نے مسکرا کر کہا دیکھو صاحب مجکو ہاتھ نہ لگانا مین چیخونگی سارا پہاڑ سر پر اٹھا لونگی اور جلترنگ
تو بہت خوش مزاج تھی طہماس کے گلے مین لپٹ گئی کہا جانی پیارے تجکو اختیار ہی مین کیا
کسی بات مین تجھسے باہر ہون رات بھر تجکو جگاؤنگی عمدہ کھانا کھلاؤنگی تھک جائیگا تو پانون
دباؤنگی طہماس نے لاحول پڑھکر ڈھکیل دیا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قہقہہ مار کے
ہنس پڑے کہا لو برادر بڑے صاحب نصیب ہو تمھاری معشوقہ خوش غلاف ہی یہان تو انکار
صاف ہو طہماس نے کہا آقا ظرافت نہ فرمائیے اس بلا سے میری جان بچائیے اب وہ دونون
تو اصرار کرتی ہین طالب وصال ہین ان دونون کے خوف سے غیر حال ہین صحبت ناجنس منھ سے
حرامزادیو نکلے بوے بد آتی ہی دماغ پریشان خوف جان مگر نور الدہر نے جھلا کر جواب دیا
او ملعونہ مت کر بیٹھے کچھ شامت آئی ہی جب تو دونون جھلائین سحر جو کیے دونون کے ہاتھ پانون بیکار
ہو گئے خنجر پکڑ کے اٹھین کبھی دھمکاتی ہین کبھی منت کبھی خوش آمد کبھی قہر و غضب عجب مصیبت
مین دونون شیر ہین دعائین مانگتے ہین کہ حرامزادیان ہمین قتل کر ڈالین کشاکش سے نجات
پائین جب اس امر مین طول ہوا دونون نے کہا او نگوڑو اگر ہماری خواہش دل پوری

نکروگے ابھی تمھارے کباب لگائینگے بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جائینگے طہماس نے کہا او
حرامزادی مین اس شیر کا نمکخوار ہون مجکو قتل کر میرے شاہزادے کے خون سے ہاتھ نہ بھر دو لو
واسطے ڈرانے کے تیغ کھینچکر چلین نورالدہر نے بلک کر دعا کی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مخمور
اڑتی ہوئی آئی تھی اُسنے جو نورالدہر اور طہماس کو دیکھا کہ زمین پر پڑے ہین جادوگرنیان
قتل کرنے کا قصد کر رہی ہین آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا خبردار مین آپہونچی
جلترنگ نے جو دیکھا کہ ایک پری رخسار للکارتی ہوئی آتی ہی جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملکہ
مخمور سُرخ چشم نے سحر پڑھکر ہاتھ مین روک لیا وہی گولہ کھینچ مارا جلترنگ کا سر پھٹ گیا مسکرا کر
آواز دی بھیا طہماس خطا معاف کرنا تمھاری معشوقہ پری نے ہاتھ اُٹھایا گلرنگ طرف ملکہ
مخمور سُرخ چشم کے جھپٹی سحر کرنے لگی ملکہ مخمور سحر دفع کر دیتی ہین اور نورالدہر کی طرف اشارہ ہی
کہ صاحب اپنی چہیتی کو منع کیجیے ورنہ سزا پائیگی جوتیان کھائیگی آپ کو ناگوار ہوگا شاہزادہ نورالدہر
حجاب سے پسینے پسینے ہوگئے شرماکر جواب دیا زور سحر مین کسی کا کیا اختیار ہی دیکھو اس لکاتہ کے
سحر سے اپنے کو بچاؤ دائرۂ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ عاشق و معشوق مین ایسے دو چار کلمے
راز و نیاز کے ہوے کلیجون پر چھریان پھر گئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا گنٹھے سے
نکالا گلرنگ کو کھینچ مارا مثل ہیمہ سال خوردہ جلکر خاک ہوئی آواز آئی مارا مجکو کہ گلرنگ جادو
و جلترنگ جادو نام تھا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے گھبرا کر کہا ملکۂ عالم یہان کیونکر پہونچین باغ سے یہ ملعونہ مجکو اُٹھا لائین ملکہ مخمور نے کہا ہمتو برائے
نظارۂ جمال آپ کی معشوقہ کے آئے تھے سو دیکھا حقیقت مین ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ اُسپر ہاتھ
اُٹھایا بیچاری محروم وصل دنیا سے اُٹھ گئی اسوقت تو مجھپر بڑا غصہ آتا ہوگا شاہزادہ نورالدہر
نے کہا کہ ملکہ یہ باتین مجکو ناگوار ہوتی ہین کیا مین اُس حرامزادی کے ساتھ خود آیا تھا سحر مین میرا
کیا اختیار ہی ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا کوئی زبردستی نہین کسی کو اُٹھا تا بیٹھا تا کچھ پہلے سے نامہ و پیام
ہونگے نورالدہر عذر کرنے لگے کہ ملکہ بخدا مین نے اس حرامزادی کو کبھی دیکھا نہ تھا ملکہ مخمور کو
بگڑنا نورالدہر کا اچھا معلوم ہوتا ہی بہت چھیڑا جب دیکھا حجاب سے نورالدہر کی آنکھون مین
آنسو بھر آئے ملکہ مخمور نے کہا آپ کیون رنجیدہ ہوتے ہین جو آپ فرماتے ہین یہی سچ ہوگا

یہ کہکر طرف طہماس کے پلٹین طہماس نے سلام کیا ملکہ مخمور نے مسکرا کر کہا کیون میان لم قدے تمپر
کیا گذری تمھاری معشوقہ خوب موٹی تازی تھی خوب جوڑ تھا متغیر کیون ہو رہے ہو مین سنتی تھی تمھارا
ہاتھ جوڑنا دیکھ رہی تھی بڑے سپاہی ہو خوب گھرکیان جھڑکیان اُٹھائین تو اپنے آقا کا گٹنا بھی ہی
یہ آپ ہی کی ذات کا سارا فساد تھا گلرنگ کا پیام اُنکو دیا جلتر نگ بجانا خود قبول کیا طہماس
نے کہا بس بس مہربانی فرمائیے کچھ حال طلسم ہوش ربا بیان کیجیے ملکہ مخمور نے کہا چہ خوش کسی قصہ
کہانی کہنے والے کو بلائیے غرض کہ آپسمین ہنستے ہوے باتین کرتے ہوے کوہ سے اُترے ایک
درے مین اُسی کوہ کے ٹھہرے کہ نورالدہر نے کہا ای ملکہ عالم لشکر مین چلو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے
کہا کہ دن بہت کم باقی ہی اور وہ ملعونہ آپ کو بہت دور لے آئی اسوقت پہونچنا ممکن نہین لیکن
آپ ٹھہرین مین سحر سے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کرون یا اس حوالی مین کوس دو کوس جا کے
دیکھون شاید کوئی صورت نکل آئے یہ کہکر ملکہ مخمور سُرخ چشم خرامان خرامان طرف صحرا کے
روانہ ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اور طہماس بن عنقویل دیو پرور مسلح و مکمل
درۂ کوہ سے نکلکر شاہراہ پر ٹہلنے لگے ابھی ملکہ مخمور پلٹ کر نہ آنے پائی تھین کہ دیکھا صحرا سے گردن
اُڑی قریب آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار سوار جرار کا علمدار رو
کے نکل جانے کے بعد دیکھا ایک جوان کوہی گینڈے پر سوار سلاح جنگ سے آراستہ خود کلان
سر پر زرہ زیب جسم انور پشت پر بارہ ہزار فوج جنگی رو وار وی مین آتا ہی اُس کوہی کی بھی نگاہ پڑی
کہ ایک جوان خورشید مثال دوسرا عفریت خصال زیر نخل کھڑے ہین اس کوہی کا میخوار کوہی
نام ہی برائے مدد لقا چلا ہی اُن جوانون پر جو نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھ تو اس صحرائے ہولخیز مین
یہ دو جوان کیون حیران و پریشان کھڑے ہین نام بھی دریافت کر نا میخوار کوہی کا عیار قریب
نورالدہر کے آیا فر و شوکت دیکھکر حیران ہو گیا جھک کر سلام کیا کہا ہمارے آقا میخوار کوہی
رُستم زمان پہلوان دوران خداوند لقا کی مدد کو جاتے ہین آپ کا نام و نشان دریافت فرماتے
ہین نورالدہر نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر طہماس نے کہا کہ جا کر کہدے شاہزادۂ نورالدہر
بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران اور غلام اُنکا طہماس بن عنقویل دیو پرور کسی وجہ سے
یہان آئے ہین تو کیا قاضی ہی کہ نام و نشان دریافت کرتا ہی جہان جاتا ہی جا ورنہ اگر کچھ ارادہ ہو

تو آعیار تھراتا ہوا بھاگا میخوار کوہی کے پاس آیا کہا حضور یہ جوان تو پوتا صاحبقران کا ہی
اور دوسرا طہماس بن عنقویل دیو پرور اُسکا رفیق قدیم نہین معلوم اس مقام پر کیونکر آگئے
ہین پوچھنے سے تو خفا ہوتے ہین مگر حضور آپ فرماتے تھے مین پہلے پہل برائے قدمبوسی
خداوند جاتا ہون برائے نذر قدرت کوئی شی معقول نہین ہی آپ بڑے صاحب اقبال
ہین یہ جوان تو نہایت دشمن قدرت کا ہی اس بندۂ مغضوب نے کئی مرتبہ قدرت کو قید کیا ید
قدرت مین ہتھکڑیان پاے خداوند مین بیڑیان پہنائین بڑی بڑی ہتریان دکھائین مگر خداوند
لقا کے صبر کے صدقے ان ایسے بندگان سرکش کو غارت نہین کرتے بلکہ مشہور ہی کہ قدرت کے
پیارے بندے ہین میخوار کوہی خوش ہوگیا کہا ای شاطر حقیقت مین کارخانۂ قدرت کے قدرت
ہی پر موقوف ہین ہم لوگ بیوقوف ہین راز و نیاز کب سمجھ مین آتا ہی یار و گرفتار کر لو یا تم لوگ
ٹھہرو مین جاکر دونون کو اُٹھالون مشکین باندھون سب نے کہا حضور ہمین بھی تو اسمین شریک
کیجے غلامون کو محروم نہ رکھیے میخوار کوہی منع کرتا رہا لینا لینا کہکر سب چلے طہماس نے دیکھا کہ
گھٹا کفر کی آتی ہی عرض کی حضور ملاحظہ کرین مین انکو ابھی سزاے کامل دیتا ہون ہنوز یہ کلمہ تمام
نہوا تھا کہ ہمراہیان میخوار کوہی آپڑے طہماس بن عنقویل دیو پرور نے ساطور سے کوہیون
کو جہنم واصل کرنا شروع کیا جسپر ساطور مارا دو ٹکڑے ہوے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے بھی نعرہ کیا طہماس نے ایک کوہی کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لی گھوڑا اُسکا خدمت مین نور الدہر
کے حاضر کیا نور الدہر کو گھوڑا جو ملا لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے قریب میخوار کوہی کے پہونچے
طہماس نے اتنی دیر مین کھلبلی ڈالدی کسی کو مع گینڈے اُٹھالیا اُکھیڑ کر مارا اگردن و سوار
دونون چور چور کسی کو بڑھکر ہاتھ ساطور کا مارا کبھی ادھر سپر کی چلی تین تین چار چار سوار تلے اوپر
گرے ایک چشم زدن مین کئی سو کا کام تمام کیا مگر نور الدہر بن بدیع الزمان جو برابر میخوار کوہی
کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بار ڈھال پر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر کمر
زنجیر مین ہاتھ دیکے اُٹھالیا چاہا زمین پر مارین میخوار کوہی نے یہ سطوت و جلالت و قوت جو
دیکھی عاشق ہوگیا عرض کی ای شہریار الامان نور الدہر بن بدیع الزمان نے چھوڑ دیا شاہزادہ
نور الدہر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا میخوار بصدق مسلمان ہوا فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی

ہاتھ نہ اٹھائے مین نے غلامی قبول کی سعادت دارین حصول کی سب نے ہاتھ روک لیے دست بستہ
حاضر ہوے اب مینخوار کوہی نے کیفیت پوچھی نور الدہر بن بدیع الزمان نے کچھ مجملا حال
جنگ فولاد فولادشکن اور آنا جادوگرنی کا بیان کیا مینخوار کوہی نے حکم دیا جلد بارگاہ استاد کرو
فورًا بارگاہ استادہ ہوئی خیمے سراپردے آراستہ ہوے اسکے ساتھ تو کل سامان موجود ہی چشم زدن
مین سامان عیش ونشاط مہیا کردیا شاہزادہ نور الدہر نے کان مین مینخوار کوہی کے کہا کہ ایک
خیمہ بطور تخلیہ پہلوے بارگاہ مین آراستہ کرادو مینخوار تو اس سامان مین مصروف ہوا شہزادہ
نور الدہر اور طہماس اُس درۂ کوہ کے قریب آئے دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم دو تین کوس
پھر کر پلٹ آئی ہین ایک نخل کے سائے مین ٹھہری ہین کچھ پتلیان ماش کے آٹے کی تیار
کر رہی ہین منظور یہ ہی کہ سحر سے کچھ کنیزین بناؤن ایک خیمہ بھی ترتیب دون کہ بعیش وراحت
بسر کرون کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم ای شہنشاہ خوبی
وای سرو باغ محبوبی خدا نے سب سامان مہیا کردیا بارگاہ خیمے سراپردے کل سامان عیش ونشاط
اُس خالق بے نیاز نے اِس صحراے ہولخیز و وحشت انگیز مین مہیا کردیا ایک کوہی براے مدد
لقا جاتا تھا وہ مسلمان ہوا کیسا دوست خیرخواہ ہوا ہی مین نے الگ بھی ایک خیمہ تمھارے
واسطے درست کرایا کیون مشقت کرو بسم اللہ چلو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا آپ چلیے سب کے
سامنے لشکر مین آنا مناسب نہین ہی مین غرق زمین ہوکر چلی آؤنگی نور الدہر و طہماس بارگاہ
مینخوار کوہی مین آکر بیٹھے ملکہ مخمور سُرخ چشم نے اپنے کو اُس خیمے مین سحر سے پہونچایا دیکھا چھپر کھٹ
آراستہ اسباب عیش ونشاط پیراستہ خیمہ مثل عروس شب اول جھاڑ کنول مردنگ وغیرہ سے
بہ تکلف تمام سجا ہوا مینخوار کوہی بھی سمجھ گیا کہ شاہزادے کے ساتھ کوئی معشوقہ ہی اسنے عرض کی
چند کنیزین غلام کے ساتھ حاضر ہین اگر حکم ہو تو اُنکو بھیجدون نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا کنیزون کو بلواؤ ہم اپنے ساتھ لیکر جائینگے ہم شب کو تمھاری صحبت مین بیٹھنے کی مہلت
نہ پائینگے ہمارے مہربان طہماس تمھارے ساتھ ناچ وغیرہ دیکھنے مین مصروف رہین گے
مینخوار کوہی نے کہا بسم اللہ مگر غلام نے طائفے وغیرہ بھی عمدہ عمدہ طلب کیے ہین چند ساعت
کے واسطے جب ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہوگا چلے آئیے گا اُسی خیمے مین آرام فرمائیے گا

نور الدہر بن بدیع الزمان انشاء اللہ کہکر اُٹھے کنیزون کو ساتھ لیکر خیمے مین آئے دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن چہرے پر بجالی مثل طاؤس طناز سرگرم خرام نازنین کنیزین آکر واسطے تسلیم کے خم ہوئین ملکہ مخمور سُرخ چشم اور نور الدہر بن بدیع الزمان مثل ماہ و مہر مسند جواہر نگار پر جلوہ افروزان دونون عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھکر نیر اعظم کو رشک ہوا بردہ مغرب مین جاکر چھپا دونون وقت بھی آپس مین ملنے لگے طالب و مطلوب کے غنچہ آرزو کھلنے لگے کنیزون نے جھاڑ وغیرہ روشن کیے شعر

شب آمد سازگار عشق بازان
معطر مشک آگین روح پرور
کشادہ چرخ پر چشم کواکب
ادا سے وہ مہ کامل کا آنا
مہ کامل تھا اُس صحبت کا ناظر
کہ یارے برخوردار ز وصل یارے

شب آمد راز دار عشق بازان
سیاہی مثل زلف مہ جبینان
ضیاے ماہ تابان شب پہ غالب
فلک پر جمع سیارونکی محفل
نجوم چرخ رقاصی کو حاضر

دیگر
وہ شب تھی فرح افزا عیش گستر
رخ لیلاے شب وہ نور افشان
حیا سے مہر کا وہ منہ چھپانا
تھے روشن صاف جنکے دیدہ و دل
خوشا وقتے و خرم روزگارے

یہ دونون شیداے یک دیگر مدت کے ہجران دیدہ مصیبت عشق کشیدہ اتفاقات قضا و قدر سے جو یہ سامان ممکن ہوا شاہزادہ نور الدہر پیراہن مین نہین سماتے بند قبا ٹوٹے جاتے ہین ملکہ مخمور سُرخ چشم گلچینی گلشن حُسن کی کرہی ہی کبھی شرماکر سر جھکا لیتی ہی کبھی شاہزادہ نور الدہر کے چھیڑنے کو اُس جادوگرنی کا ذکر کرکے مسکرا دیتی ہی کہ صاحب وہ بھاگ گئی ہی مین اُسکو نہ روک سکی زبردست ساحرہ تھی مین ہٹ جاؤن اُسکو بلوا لیجیے مین تو فقط حال دریافت کرنے آئی تھی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کبھی ہنستے ہین اور کبھی غصہ کرتے ہین کبھی فرماتے ہین ملکہ عالم یہ تو تمکو پہلو خوب ملا مجھے اُس فاحشہ سے کیا مطلب ہی سمن رُخ نام ایک کنیز بیٹھی ہوئی میخوارگی کی نہایت طرار و فرار ہی خود بھی ماہ رخسار ہی حسین جمیل جوان بیٹھی ہوئی سامنے مسکرا رہی ہی کبھی نور الدہر بن بدیع الزمان کی بلائین لیتی ہی کبھی ہاتھ اُٹھاکر ملکہ مخمور سُرخ چشم کو ترقی حسن و جمال کی دعا دیتی ہی اُسنے بڑھکر گلابی اُٹھائی کہا ملکہ عالم اب اسوقت دفتر حکایت و شکایت نہ کھولیے شاہزادہ تمھاری محبت مین بیقرار ہی اس صحبت کو غنیمت جانیے دم بھر مین فلک تفرقہ پرداز

گردون کج باز رنگ تازہ دکھاتا ہی اسکی نیرنگ بازی شعبدہ سازی مشہور ہی اسکے ہاتھ سے کسنے آرام پایا کیسے کیسے عاشق و معشوق پر بدعت کی لیلی پر کیا گذری مجنون کی وہ صورت کی دشت نجد مقام ہوا تب عاشقون مین نام ہوا ایک ایک جام مے گلفام نوش فرمائیے رنج و ملال کو خاطر فیض عاطر سے دور کیجیے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون بواسمن رخ کیا تم بھی اس بلا مین مبتلا ہو کسی کی شیدا ہو سمن رخ نے ٹھنڈھی سانس کھینچی عرض کی واری نوج در گور عشق بھاڑ مین پڑے مجھے تو اس سے علاقہ نہین مگر مین اپنے چچا کے صاحبزادے سے منسوب ہون انھون نے اپنی چاہت مجھسے ظاہر کی ایک مثنوی بھی کہی مجھ بدصورت کا اُسمین سراپا ہی کچھ بیہودہ لکھا ہی وہ اپنے والد نامدار کے ساتھ براے تجارت گئے ہین یہ تو ہوتا ہی کہ اکثر راتون کو خواب پریشان دیکھتی ہون جب خواب مین آتے ہین مُنھ بنائے ہوے ہاتھ جوڑ رہے ہین جب صبح کو اُٹھتی ہون خیال ضرور آتا ہی ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا کہ خدا اُنکو اُنسے ملائے سمن رخ پروردگار کسی چاہنے والے کو شب فرقت نہ دکھائے اور ہم تو آٹھ پہر آفتاب لب بام چراغ سحری رہتے ہین روز و شب مرنے جینے کی جفا سہتے ہین افراسیاب خانہ خراب الیساد شمن ہر دقت کی لڑائی مالک ہمارے طلسم کشا قید ہین اُنکی مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی اُنکی فرقت مین ایک ایک دن برابر ایک ایک سال کے کٹتا ہی اتفاقات قضا و قدر سے یہان آگئے ایک نظر انکو دیکھ لیا خیال لگا ہوا ہی وہ ظالم اظلم افراسیاب خانہ خراب اگر کتاب سامری مین دیکھلے نہین معلوم کیا بلا نازل کرے انکی سلامتی کی ہر وقت دعا مانگتے ہین اپنی جان کا کیا ڈر جہان ڈور وہان ہمارا گھر یہ کہکر ملکہ مخمور سُرخ چشم رونے لگی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک ملکہ مخمور پاک کیے کہا ملکہ مخمور بس زیادہ دل نہ دُکھاؤ یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ مخمور سُرخ چشم کو دیا ملکہ مخمور نے نوش کیا بے اختیار زبان سے نکل گیا نظم

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا	کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا	شب تاریک و بیم موج گرداب چنین ہائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا	اور اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اُٹھایا جام لبریز کرکے ہونٹھون سے	

شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے لگا دیا نورالدہر نے یہ اشعار آبدار مصنف کے زبان پر جاری کیے غزل

آنکھون کو جاتے ہین پیالا شراب کا	مستون کو فرض عین ہی مینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
پتلا وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
ای بحر حسن آج تو چل موتی جھیل ہی
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا

مٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
طفلی سے تابہ مرگ رہا دور جام می
لگی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوشنے ای قمر

آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
پی پیکے رنگ کھیلنیگے رندان بادہ خوار
دکھلاکے ٹکڑے کردیا شیشا شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام پیے قلب کو سرور خیال خیر و شر دل سے دور گزک بیچ مین سے اُٹھ گئی گزک لبان شیرین کی چلنے لگی بوس و کنار ہونے لگا کنیزین سامنے سے ہٹ گئین خلوت حاصل ہوئی شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دونون ہاتھ حمائل گردن کیے دو ایک بوسے لیے عارض انور ملکہ مخمور سرخ چشم سُرخ ہو گئے اشعار

اگر اُن پہ بوسے کا گذرے خیال
یہان تلک تھے نزاکت مین یگانہ ہوا
وہ رخسار نازک کہ ہوجائین لال
جو پہنی پھولونکی بدھی تو درد شانہ ہوا

مگر دونون کو محبت کا جوش شور نا و نوش کبھی ہوشیار کبھی مدہوش عجب صحبت ہی مگر رات جلدی جلدی آنکھون مین کٹ رہی ہی جب گھڑیال کی آواز آجاتی ہی ملکہ فرماتی ہین لو شہریار دو بج گئے شب آخر ہوئی وہ دیکھیے سپیدی سحر کی ظاہر ہوئی شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھتے ہین فرماتے ہین ملکہ ابھی تو بہت رات ہی براے خدا سحر کا ذکر نہ کرو میرا کلیجہ دھڑکتا ہی خداوندا یہ شب مثل گیسوے جانان دراز ہو روے سیاہ سحر نہ دیکھون بقول شاعر پہلے تو می خوب سی پی اور باجے بھی رنگین بجے ✤ جی چھوٹ گیا بس ساقی کا جب تین پہر پر تین بجے ✤ یہان تو یہ کیفیت ہی عاشق و معشوق کی صحبت ہی مگر وہان میخوار کوہی نے اپنی بارگاہ مین بڑے لطف سے جلسہ آراستہ کیا ہی طہماس کو ناچ دکھا رہا ہی جام می ارغوانی چل رہا ہی جوانون کا حوصلہ نکل رہا ہی ایک رقاصہ گلعذار ماہ رخسار کمسن الھڑ پنے کے دن اپنے فن مین کامل اپنی ادا پر آپ مائل کس لطف سے رقص کر رہی ہی اہالیان محفل مثل تصویر خاموش سب کو سکتے کا سا عالم اشعار

سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
جان اُسنے سسک سسک کے دی

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

وجد کرنے لگا تذرو ادا
جسکی جانب بتا کے سسکی لی

کبھی غزلہاے عاشقانہ گاتی ہی اہالیان محفل کو لبھاتی ہی گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

نشان گور یون غیرون کو بتلاتے تو بہتر تھا ہماری قبر کو تم آکے ٹھکراتے تو بہتر تھا
جو راہ عشق مین گر کر سنبھل جاتے تو بہتر تھا کسی کی جستجو مین ٹھوکرین کھاتے تو بہتر تھا
جو کچھ تھی دل مین میرے اُنسے تنہائی مین کہ لیتا اکیلے راہ مین مجکو وہ ملجاتے تو بہتر تھا
مرا دم حسرت دیدار سے آنکھون مین اٹکا ہی جو دم بھر کے لیے اب بھی چلے آتے تو بہتر تھا
خطا کی جو دوبارہ یار سے ہم نے محبت کی کہین ہم اور اپنے دل کو بہلاتے تو بہتر تھا
نہایت تنگ ہون دل سے قبائے یار کی صورت مرے پہلو سے یہ حضرت نکل جاتے تو بہتر تھا
بتون کی سرد مہری نے تو پھونکا تن بدن اپنا ہمارے سوز دل کو یہ نہ بھڑکاتے تو بہتر تھا
نہ لو راہ عدم لو ہم بھی چلنے والے ہین ذرا اے دوستو دم بھر ٹھہر جاتے تو بہتر تھا
عیان ہو جسکی خوشبو پھر وہ گل کسواسطے پھولے تم اپنے حسن پر اتنا نہ اتراتے تو بہتر تھا
گریبان چاک کرنا خوب تھا سودے کی شدت مین کہین ہم تنگ ہو کر نکل جاتے تو بہتر تھا
تڑپنا نزع مین میرا نہ دیکھا جائے گا تم سے مرے بالین سے تم اسوقت ہٹ جاتے تو بہتر تھا
خبر یون ہجر مین کرنا تھی اپنے حال کی اُنکو زمین و آسمان نالون سے تھراتے تو بہتر تھا
نہ جاتے پاس اُنکے آپ یہ غیرت کے معنی تھے کسی کو بھیج کر ہمکو وہ بلواتے تو بہتر تھا
پلا کر مے جو بیخود بھی کیا ہمکو تو کیا حاصل اگر پیر مغان زاہد کو بہکاتے تو بہتر تھا
اگر دو چار آنسو ہجر مین نکلے تو کیا نکلے ہماری چشم سے بادل بھی شرمائے تو بہتر تھا
مزاج اُنکا یہ ہی جو کچھ کرو وہ ضد سمجھتے ہین مری جانب سے گر اغیار بھڑکاتے تو بہتر تھا
جو تم آتے تو ہو جاتے شگفتہ غنچۂ خاطر تمھارے عاشقون کے پھول کھلجاتے تو بہتر تھا
جو یہ ہوتا تو افشار از دل ہوتا نہ غیرون مین مرے نالے ہی میرا حال کہ آتے تو بہتر تھا
سحر تک شام سے کین وصل کی شب منتین اُنکی ہم اپنے دلکو ہی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا
ندامت ہے اگر اے یاس بخشش تھی گناہون کی مرے اعضا بھی آنسو ہو کے بہ جاتے تو بہتر تھا

اس لطف سے جو اُس نازنین نے یہ غزل گائی میخوار گو ہی بھی عاشق مزاج ہی طبیعت بھر آئی طہماس سے کہا اے رستم زمان اے طہماس نوجوان اسوقت تو اس کمبخت نے مار ڈالا دل کھینچ سہی ہی دل چاہتا ہی چند ساعت کے واسطے شاہزادے کو اس صحبت مین بلائین

اس حور مثال کا گانا سنواین رات بھی کم باقی ہی سحر قریب ہی بھیروین اُنکے سامنے اُڑے طہماس نے کہا شاہزادے نے آج بعد مدت مدید تخلیے مین معشوق کو پایا ہی آنا دشوار ہی مگر بہادر دوست ہین اگر تم خود جاکر عرض کرو بلا تکلف چلے آئینگے اس محفل کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرماینگے میخوار کوہی فوراً اُٹھا اُس خیمے کے دروازے پر آیا اتفاق سے ملکہ مخمور سرخ چشم نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو نیند کب آتی ہی شمع کافوری ہاتھ مین گلچینی گلشن جمال کی کررہے ہین کبھی عارض پر عارض رکھتے ہین کبھی لب سے لب سینے سے سینہ ملا رہے ہین لطف بوس وکنار کے مزے اُٹھا رہے ہین کہ میخوار کوہی نے بسہولیت سمن رُخ کو آواز دی وہ باہر آئی میخوار کوہی نے کہا اگر شاہزادہ بیدار ہو تو میری جانب سے عرض کر کہ غلام حضور کا در دولت پر حاضر ہی کچھ عرض کرنا منظور ہی اگر سرفراز کیجیے تو عنایت سے کیا دور ہی سمن رُخ نے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے جاکر بادب عرض کیا چونکہ ملکہ مخمور سرخ چشم سوتی تھی شاہزادہ نورالدہر باہر آئے میخوار کوہی نے کہا حضور واسطے ایک لمحے کے بارگاہ مین چلین ایک غزل اور ایک ٹھمری سُنکر واپس آئین کیا لطف کا جلسہ ہی فقط حضور کے نہونے کی کمی ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای برادر کیا مضائقہ ہی اُسی طرح لباس بزم پہنے ہوے میخوار کوہی کے ساتھ بارگاہ مین آئے بیچ بارگاہ مین مسند خالی تھی جلوہ فرما ہوے میخوار کوہی نے بڑھکر اُس نازنین کو موتیون کا مالا اُتار کردیا اور کہا کہ اسوقت تو مین شاہزادے کو لایا ہون دیکھون تو کیا کمال دکھاتی ہی بس مزا یہ ہی کہ اُٹھنے نہ پائین مجبور ہو جائین اس رقاصہ کا حُسن آرا نام ہی مسکراکر کہا تم جاکر بیٹھو ابھی کہو تو گھر پوچھتے چلے آئین ایسا دام زلف مین پھنساؤن کہ پھڑک کر رہجائین کبھی مسکرا کے بجلی گراؤن کبھی ساون بھادون کی کیفیت دکھاؤن ساری محفل کو رُلاؤن میخوار کوہی اسکی باتون پر پھڑک گیا کہا پھر اچھا دیکھین تو یہ کہکر میخوار کوہی ہٹا حسن آرا ناز و ادا سے سامنے جو نورالدہر بن بدیع الزمان کے آئی صورت زیبا دیکھکر خود بیچین ہو گئی خود زرین سر پر ڈھلکا ہوا زلفین خلیلی تا بہ دوش چہرہ مثل آفتاب عالمتاب آنکھون مین رات کے جاگنے کے لال لال ڈورے معشوق سے ہم بستر ہوے ہین لباس مین بھینی بھینی بو انگڑائیان

لے رہی ہین حسن آرا نے اُف کرکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پیشواز ہاتھ مین اُٹھا کر آگے بڑھی اور یہ

غزل عاشقانہ شروع کی غزل	کی خوب سیر باغ کی اے باغبان چلے	سائے مین بیٹھے پھول چنے شادمان چلے
دار فنا مین ایک بھی اپنا نہین رفیق	سب دوستون کا خوب کیا امتحان چلے	آتے ہی میری بزم سے تم اُٹھ کھڑے ہوے
کیا کچھ خفا ہوے مری جان کیون کہان چلے	مجکو یہ اُنکی بدمزگی کا خیال ہی	جائین کہین وہ کہہ نہین سکتا کہان چلے
رکھ دونگا سر مین کاٹ کے قاتل کے پانون پر	مدنظر ہو جسکو مرا امتحان چلے	ہمسے چمن بہار مین چھٹتا ہی بلبلو
رگ ہاے گل کی تو نہین ہین بیڑیان چلے	بسمل بنا چکے مجھے تیر نگاہ سے	اب فیصلہ ہی چھوڑ کے کیون نیم جان چلے
جوبن یہ اندنون ہی گلستان حسن یار	یارب اس چمن مین باد خزان نہ چلے	اے درد ہجر یار کھٹکتا ہی سب کو تو
ہم کیا چلے جہان سے ترے قدردان چلے	اے دوستو ہمین مرے لاشے کو سونپ دو	کوچے سے یار کے مجھے لیکر کہان چلے
گل توڑنے پہ دیتی ہی دشنام عندلیب	سچ ہی کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلے	ہین کیا سگان کوچۂ دلدار خود غرض
تربت پہ آئے کھائے مرے استخوان چلے	لکھتا ہون اپنے ضعف کا مین حال اے قلم	اسطرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے
یون لکھ رہا ہی کلک مری آہ کا الف	جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے	اس غزل کو گاتے گاتے توڑا

لیکر بیٹھ گئی دامن شاہزادے کا جھکی سے تھام لیا ایک ایک شعر کو دس دس طرح سے بتانے لگی مچل رہی ہی دونون سارنگیان ملی ہوئی گویا گلے ریت رہی ہین طبلیا بھی کامل و اکمل ٹکڑے باندھ رہا ہی ادھر ساز کی کیفیت اُدھر حسن آرا کے ذہن کی جودت گل سا چہرہ ڈوپٹہ سینے سے ڈھلکا جاتا ہی سنبھالتی جاتی ہی کبھی سینے پر ہاتھ رکھکر جوبن بیٹھے جاؤ کہکر بتاتی ہی قیامت کے ناز و کرشمے دکھاتی ہی اہل محفل ذبح ہو رہے ہین کبھی بڑھ کے اُٹھنا پشت پھیر کر چند قدم بڑھنا چوٹی گندھی ہوئی پشت پر پڑی ہی اُسپر آب روان کا ڈوپٹہ معلوم ہوتا ہی ناگنیان کیچلی جھاڑنے پر آمادہ ہین کمر رگ گل سے باریک پیشواز جسم مین ٹھیک دوبارا پھر سامنے آکے بیٹھی یہ خمسہ طرف شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے متوجہ ہو کر بتانے لگی خمسہ

اب بھلا کیا ہون نظارے آتشین رخسار کے	ہو گئے غش چاہنے والے جمال یار کے
ولولے نکلے نہ آخر خاطر بیمار کے	رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے

مار ڈالا اک پری پیکر نے جھرمٹ مار کے

کس قدر عاشق ہین یارب اُس بت عیار کے	چار سو رہتے ہین نالے کافر و دیندار کے

ٹکٹکی باندھے ہوے سب لوگ ہین بازار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے
جن چڑھے اُسپر جو بیٹھے سائے مین دیوار کے

دل سے وارفتہ ہین تیرے قد کے اور رفتار کے
قبر بھی مر کر ملے نیچے تری دیوار کے
گر میسر ہون تو نظارے ترے رخسار کے
گوش افسانے سنے جو تجھسے خوشرو یار کے
آنکھ دے اللہ تو قایل ترے دیدار کے

قد رہے تا حشر بالا زلف شبگون ہو دراز
اک جہان ہی آپ کا شیدا اے حُسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقون سے ہو چکے انداز ناز
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہون گلزار کے

ہمسری سنبل کو اُسکی زلف سے زیبا نہین
یار کو دعوی گل اندامی کا ہی بیجا نہین
نونہالان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین
لالہ ہی داغی غلام اُس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندہ آزاد قد یار کے

ہی خزان ساری بہار گردش لیل و نہار
عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستان عشق
جسم پر زیبا ہی میرے خلعت سامان عشق
جسم و جان قلب و جگر ہین تابع فرمان عشق
دیکھیے کس سمت بھجوائے ہمین سلطان عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہی بوے زلف تابدار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہی رخ معجز نگار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہی ناگوار
مرہم زنگار ہی زخمی کو خط سبز یار
خال لب حب شفا ہی واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے ساتون ستارون کو سپند
نور کے سانچے مین ڈھالا ہی خدا نے بند بند
گورا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہی دوچند
دیکھکر آئینہ کہتا ہی وہ آرایش پسند
طرے کے قابل ہی سر گردن ہی لایق ہار کے

حُسن کے مذہب مین فرض نجگانہ عشق ہی — عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہی
اور لوگون کو یہ اندازِ زمانہ عشق ہی — ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہی
لن ترانی اُنسے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہون — پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون — خواہ مروارید گل کے خواہ سیم وزر کے ہون
طرے جتنے ہین وہ جو یا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین چشم نم سے کچھ مطلب نہین — کاروبار زندگی سے ہمسے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین — کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بارہا — منھ کو شرماکر چھپایا مہر و مہ نے بارہا
دل گلون کے چھان ڈالے ہین فرہ نے بارہا — باغ مین پی ہی شراب اُس کجکلہ نے بارہا
چیتھڑے اکثر کیے ہین لاکے کی دستار کے

اب تو شاہزادہ بھی انتہا کا متوجہ ہی سحر بحر قریب ہی اسکا زیادہ خیال ہی اس خیال مین آنکھون مین آنسو بھر آئے دل سے شاہزادہ حُسن آرا کا گانا سُن رہا ہی مگر قضاے کار وہان ملکہ مخمور سُرخ چشم بیدار ہوئین پہلو مین اپنے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو نپایا گھبرا کے کنیزون سے پوچھا شاہزادہ کہان تشریف لے گیا کنیزون نے عرض کی کہ میخوار کوہی بلانے آیا تھا وہان جلسے مین گئے ہین ناچ دیکھ رہے ہین یہ سُنکر ملکہ مخمور سُرخ چشم کو بہت ناگوار ہوا غصے مین آنکھین بلتی ہوئی اٹھی کنیزون نے کہا کہ حضور ارشاد فرما گئے ہین کہ مین ابھی آتا ہون حضور تشریف رکھیے ہم جاکر اطلاع کرین ملکہ مخمور سُرخ چشم نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحب جو تم کیا جانو ایک شب بھی تشریف رکھنا ناگوار ہوا مین اُنکو بلوا کر کیا کرونگی مین طرف طلسم ہوش ربا کے جاؤنگی اب میرا آنا اور اُنسے ملاقات کرنا بالکل بیکار ہی یہ کہکر بقہر و غضب طرف بیرون خیمہ چلین ہر چند کنیزون نے روکا نہ رُکین مگر دلمین تو انتہا کی محبت ہی خیال مین گذرا کہ دیکھ تو آؤ اُن کہ یہ نوجوان کیا کر رہا ہی آتے آتے سامنے بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادۂ نور الدہر مسند پہ

جلوہ فرما ہین اور ایک کسبی دامن پکڑے ہوے بتا رہی ہی اور اُسوقت نور الدہر نے خیال سے اپنی جلالت کے گلے سے اُتار کے موتیون کا مالا دیا ہی وہ تو قوم کی کسبی ہی ناز کر رہی ہی یہ جو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آواز دی ای شہریار سبحان اللہ خوب لیاقت ہی ہمنے اپنی عمر مفت ضائع کی مگر انشاء اللہ اب مُنھ نہ دکھائینگے اب زندگی بیکار ہی شہزادے نے جو سر اُٹھایا ملکہ مخمور سُرخ چشم کو اس غصے مین دیکھا فرمایا ملکہ مین تو واسطے ایک لمحے کے آیا تھا یہ کہکر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اُٹھے عذر کرتے ہوے آگے بڑھے طہماس نے آواز دی ہان ہان ملکۂ عالم یہ خطا میری ہی معاف فرمائیے بخدا شاہزادہ نہ آتا تھا ملکہ نے کہا او لم قدے تو تو ہمیشہ سے کٹنا ہی ہم جانتے تھے سپاہی لوگ ان باتون کو معیوب جانتے ہین مگر تجھ ایسا پہلوان لگائی بجھائی کرے آیندہ کس کو اچھا سمجھا جائے یہ تمھارے ہی فتور برپا کیے ہوے ہین تم کیا کرو یہ ہمارے نصیبون کی خوبی ہی وہ جو سُنتے تھے کہ مردون کی ذات بیوفا ہوتی ہی آج آنکھون سے دیکھا ہم تو اس کوچے سے نابلد ہین کھیلے کھائے لوگ جانین ایک کو سائی ایک کو بدھائی ایک سے وعدہ ایک سے انکار شاید اسمین بڑا نام ہی بیوفائی صاحبان ظرف کا کام ہی ایسی ایسی عورتین تمھارے آقا کے لائق ہین مجھ بدنصیب کو ناحق بدنام کیا مگر بموجب مثل خود کردہ را درمان نیست۔ جلد ہی حال کھل گیا با آبرو بپردہ دنیا سے اُٹھ جائین ایسے صاحبان لیاقت کو زندگی مین مُنھ نہ دکھائین واضح ہو کہ یہ عجب طرح کا جلسہ ہی یہ مقدمہ واقع ہوا ہی کہ آگے آگے ملکہ مخمور سُرخ چشم طرف سے نور الدہر اور طہماس کے مُنھ پھیرے ہوے مگر یہ حال ہی کہ پائنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے ڈوپٹہ ڈھلکا ہوا عارض گلرنگ پر بوسون کا نشان رات کی جاگی ہوئی آنکھین اُسپر غصے مین اُداسی اشک حسرت جاری معلوم ہوتا ہی کہ صدف کا مُنھ کھلا ہی گوہر آبدار اشک گر رہے ہین یا موتیون کا سہرا مشاطۂ تقدیر نے چہرے پر آراستہ کیا ہی دو چار اشک جو مژگان پر اٹک کر رہگئے ہین تیر نہال آبدار ہیدا کی غصے مین ہچکی لگی ہوئی بات مُنھ سے نہین نکلتی ہی نور الدہر بن بدیع الزمان عقب مین عذر کرتے ہوے کہ ملکہ سنو تو تمھاری شکایت بیجا ہی میری کیا خطا ہی طہماس و میخوار کو ہی سے دریافت کرو صاحب قسم لے لو ملکہ فرط محبت سے پلٹ تو پڑتی ہی مگر پنجۂ نگارین اُٹھا کر منع کرتی جاتی ہی کہ بس بس زیادہ باتین نہ بناؤ میرے قریب

نہ آؤ ورنہ مین ابھی اپنے چھری مار لونگی اب ہماری قبر پر آئیے گا فاتحہ پڑھ جائیے گا اب زندگی
مین ملاقات نہوگی اور آپ کو ہماری کیا پروا ہی جسکو موتیون کا مالا پہنایا وہ تو موجود ہی جاکر جلسے
مین بیٹھے دیکھیے وہ آپ کی چہیتی گھبراتی ہونگی اب رات کوئی تین چار گھڑی باقی ہی آخر کی چاندنی
ہی فراش فلک نے چاندنی کا فرش زمین پر بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے
آسمان سے ہمسری کر رہے ہین دن سے بہتر روشنی ہی اُسی حال پُر ملال مین ملکہ مخمور
سُرخ چشم کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہری ہی سحر سے طاؤس بنایا ہی اُسپر سوار ہو چکی ہی قصد ہی
کہ اُڑکر نکل جاؤن نور الدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین کہ دوڑ کر دامن تھام لون اور
آواز دی کہ ای ملکہ بخدا اگر اسوقت چلی جاؤگی اور ہمارا کہنا نہ مانوگی تو ہم اپنا گلا کاٹ ڈالینگے
یہ کہکر نور الدہر نے تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھی اسوجہ سے ملکہ مخمور پلٹ پڑی کہا صاحب
برائے خدا یہ ارادہ نہ کرنا لو مین ٹھہر گئی نہین جاتی نور الدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین
مین قریب پہونچون کہ پہاڑ پر سے آواز آئی ای جان جہان آرام دل مشتاقان آج رات تمنے
کہان گنوائی ہی ہم شب بھر انتظار کرتے رہے اب تو آکر گلے سے لپٹ جاؤ دل بہت بیقرار ہی ملکہ
مخمور سُرخ چشم نے گھبرا کر طرف کوہ کے دیکھا عجب طرح کا معرکہ پیش آیا پہاڑ پر ایک قصر عمدہ
بنا ہوا ہی شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عیش ونشاط سے پیراستہ اک کرسی جواہر نگار رکھی
ہوئی ہی اُسپر ایک جوان تاج شہریاری بر سر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے گنٹھے
یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے بازوون پر نورتن اکے جواہر نگار کمر مین ڈاب دونون
پر زمرے یاقوت احمر کے ولایتی حمائل سپر عمدہ پشت پر اُسپر جال مروارید بے بہا کا بشوکت
شاہانہ پشت پر کئی سو ملازمان زرین پوش دست بستہ کھڑے ہین سر پر اُسکے مگس رانی کر رہے ہین
وہ ہنس ہنسکر ملکہ مخمور کو آواز دے رہا ہی اور کلمات خلاف تہذیب اُسکی زبان پر جاری ہین جانی
پیاری اسطور سے کہتا ہی کہ سننے والے کو صاف ثابت ہو کہ یہ قدیم آشنا ہی آج کوئی بات ایسی
ہوئی ہی جس سے غصہ کر رہا ہی یہ جو ملکہ مخمور نے معرکہ جان گزا دیکھا قلب تھرا گیا ایسے کلمات
ناشایستہ کبھی کا ہے کو سُنے تھے چہرہ فق رنگ متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ مُنھ پر ہوائیان
آواز دی او بیحیا یہ تو کس کو کہتا ہی اُسنے ہنسکر جواب دیا جانی خلاف وعدہ کیا اور پھر اُلٹا

غصہ سے جلد آؤ آخر انتظار کی بھی کوئی حد ہوتی ہی یہ سنتے ہی ملکہ کو تاب باقی نہ رہی طاؤس اُڑا کر سامنے اُس قصر کے پہونچی نور الدہر بن بدیع الزمان تو مثل آئینہ کے حیران دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ کون شخص ہی یہ تو کوئی قدیم دوست اُسکا معلوم ہوتا ہی اس جلسۂ عام مین مین کیسا ذلیل ہوا یہ سب دل مین کہتے ہونگے کہ شاہزادہ ایسی عورت پر عاشق ہوا جسکا چاہنے والا ایسا خلاف تہذیب پکار پکار کر ایسی باتین کر رہا ہی کہ کبھی رذیل بھی یہ کلمات بیہودہ زبان پر نہین لاتے قبضہ پر ہاتھ تھر تھر کانپ رہا ہی مگر جو مخمور سرخ چشم برابر قصر کے پہونچی جھولی سے گولا نکال کر مارا واضح ہو کہ وہ قصر بر سر کوہ ہی درختون پر جانورون کا انبوہ ہی گولا جو قریب قصر پہونچا طائر درختون سے اُڑ کر گولے سے لپٹ گئے منقارین مار کر گولۂ آہنِ سحر مخمور سرخ چشم کے ٹکڑے کر کے پھینکدیے اور چاؤن چاؤن کر کے وہ مخمور پر آن پڑے گرد طائران بد افعال بیچ مین یہ عنقاے اوج حسن و جمال دیکھنے والون کے ہوش اُڑ رہے ہین مگر مخمور سرخ چشم نے اُن طائرون سے جنگ شروع کی سحر پڑہتی جاتی ہی کوئی مخمور پر پر مارتا ہی کوئی منقار سے جسم کو غربال کرنے کا قصد کرتا ہی پنجون سے نوچے ڈالتے ہین مخمور سرخ چشم نے کسی کی ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا کسی کا سر کھینچ لیا اُف اُف کرتی جاتی ہی منہ سے شعلے آتش کے نکلتے ہین اُن شعلون سے طائر جلتے ہین وہ تاجدار پکارتا ہی اے طائرو میری معشوقہ کو کشان کشان میرے پاس لاؤ خبردار ہلاک نہ کرنا مین آپ تنہائی مین سزا دونگا میری خطا وار ہی اور زیادہ مخمور سرخ چشم کا غصہ بڑھتا جاتا ہی تعلیم کردۂ افراسیاب اگر سحر مین ایسی کامل نہوتی تو وہ جانور بوٹیان کاٹ کر پھینکدیتے ہر چند کہ مخمور سرخ چشم نے بہ تعجیل تمام ایک زرہ سحر کی جھولی سے نکالکر پہن لی مگر جانور کڑیان آہن کی توڑے ڈالتے ہین ہزار در ہزار جانور ہی مگر مخمور سلیمان وار اُن طائرون کو تسخیر بھی کرتی جاتی ہی جلا بھی رہی ہی کبھی کارد سحر پھینک مارتی ہی ایک مرتبہ دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین مگر جسم سے فوارے خون کے بہ رہے ہین ایک لمحہ مین طائرون کا کام تمام کر کے قریب قصر چمکی دانۂ یاقوت احمر کا نکالکر مارا اب وہ تاجدار پھر سحر کرنے لگا مگر بیہودہ باتین نہین موقوف کرتا مخمور سرخ چشم اُسکے بھی سحر سے اپنے کو بچاتی ہی قصر پر

برقین گرا رہی ہی قصر کے بروج اور دیوارین گولے مار مار کر گرادین کبھی کڑک کر کسی غلام پر
گری طمانچہ سحر پڑھکر مارا سر اسکا اُڑ گیا نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے کوہ کے دیکھ رہے
ہین کبھی تو تنہائی پر مخمور سرخ چشم کی روتے ہین کبھی بیہودہ باتون پر اُس تاجدار کی بیتاب
ہوتے ہین جب تلوار پکڑکر بڑھتے ہین ہاتھ پانوٗن مین رعشہ پیدا ہوتا ہی جھونکا ہوا ے تند کا
چلتا ہی لشکر والے ہوا مین ٹکرا رہے ہین خیمے اُڑے جاتے ہین وہ تاجدار وہان سے ڈانٹتا ہی
خبردار تم مین سے اگر کوئی آگے بڑھا جلا کر خاک کردونگا لاشون سے میدان بھر دونگا نورالدہر
وطہماس و میخوار کوہی اور کل انکے ساتھ والے کسی طرح قدم آگے نہین بڑھا سکتے ہین بلکہ
جھونکون سے ہوا کے اور پیچھے ہٹے جاتے ہین گھوڑون نے اگاڑیان پچھاڑیان توڑین
مطلق العنان حیران و پریشان اُس دشت مین پھر رہے ہین کبھی نورالدہر میخوار کوہی سے
کہتے ہین ای بہادر یہ تاجدار ملعون بیجا کون ہی یہ قصر و عمارت کیسی جب شام کو تمھارے ساتھ
اُترے تھے یہ کوئی علامت نہ تھی یکایک کہان سے آگئی میخوار کوہی کہتا ہی ای شہریار مین نے
کبھی ایسا شعبدہ نہین دیکھا مین خود حیران ہون خدا ملکہ مخمور سرخ چشم کو بچائے نہین معلوم
یہ کیا طلسم ہی مگر مخمور سرخ چشم اب اندر اُس قصر کے اُس تاجدار کے ملازمون سے جنگ
رستمانہ کر رہی ہی زمین ہلا ہلا دیتی ہی کسی پر دانہ یاقوت کا مارا کسی کو نیچے سے ہلاک کیا کبھی
ابروے خمدار سحر پڑھ کے ہلاتی ہی چار چار کے سر کٹ کے گرتے ہین مگر اُس تاجدار پر کوئی
زوال نہین آتا جب ماش کے دانے پڑھ کے پھینکتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم شعلہ ہاے آتش
مین چھپ جاتی ہی مگر باران سحر برسا کر اُن شعلہ ہاے آتش سے مثل برق کے چمک کر نکلتی ہی
ہر چند کہ وہ تاجدار اپنے کو بچاتا ہی مگر مخمور سرخ چشم نے تمام قصر کی دیوار و در کو گرا دیا ساتھ
والون کو اُسکے خاک مین ملا دیا نورالدہر بن بدیع الزمان اور میخوار کوہی و تمام
اہالیان لشکر مخمور سرخ چشم کے واسطے بیقرار اور اشکبار نورالدہر طہماس سے فرماتے ہین
ای طہماس شاید یہی افراسیاب جادو ہی جو مخمور سرخ چشم ہمیشہ ڈرتی تھی اور مجھ سے کہا
کرتی تھی کہ افراسیاب ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب تاج و سریر ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوش ربا
ہی معلوم ہوتا ہی اپنی کتاب سامری کو دیکھ لیا آگیا یہ قصر سحر سے بنا لیا کل تو اس کوہ پر قصر کا

نشان بھی نہ تھا آج سب کچھ ہو گیا مجکو جلانے کو اُس ہیجیا نے کلمات محبت آمیز پکار کر کہے اور طہماس کہتا ہی ای شہریار مین نے بھی تو کبھی افراسیاب کو نہین دیکھا خداوندا ملکہ مخمور سرخ چشم کو پنجۂ ظلم سے اس نابکار کے بچانا ہاے ایکی مرتبہ کس ساعت سے آنا ہوا اِس صحرا مین اُترنے کا بہانا ہوا ہر مرتبہ نورالدہر بن بدیع الزمان تیغہ خاراشگاف سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتے ہین نعرہ پر نعرہ کر رہے ہین مگر پہاڑ تک نہین جا سکتے طہماس قبضہ پر ساطور کے ہاتھ ڈالے ہوے مثل دیو کے جھوم رہا ہی قبضۂ ساطور کو چوم رہا ہی کل فوج تیار آمادہ حرب و پیکار مگر کسی کا قدم نہین بڑھتا جھوکون سے ہوا کے لشکر مین تلاطم ہی فریاد والغیاث کی صدائین بلند مگر ملکہ مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم ساتھ والون کو اُس تاجدار کے مار کر پنجہ ہاتھ مین جیسے اچھا پھکیت لڑتا ہی دریا خون کے بہا دیے طبقے زمین کے سحر سے ہلا دیے لختے خون کے تمام لباس پر جمے ہوے چہرہ غصہ سے گلنار دیکھا نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہ برابر اُس تاجدار کے پہونچی اُس ہیجیا نے بڑھ کر وار تلوار کا کیا مخمور سرخ چشم نے سپر کو ہاتھ سے پھینکہ یا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق بنکر اُس ہیجیا کی کلائی پر پڑی کلائی کٹ کر زمین پر گری گویا مچھلی دریاے خون مین تڑپنے لگی ہاتھ کٹنے سے وہ خیرہ سر دست باچہ ہوا اب کون دستگیری کرے محل نکلجانے کا بھی نہ پایا مثل نقش قدم زمین پر جم گیا اُس حال مین مخمور نے بڑھکر نعرہ کیا او ہیجیا معشوق بنانے کا مزہ چکھا منم ملک الموت جان کافران یہ کہکر پنجہ مارا اُس ہیجیا نے سر اپنا بڑھا دیا خود اپنے سر پر آفت لی اِس سر سے آگاہ نہ تھا سراسر بدحواس ہوا پنجہ مخمور سرخ چشم کا سر پر پڑا ذرا فرق نہ کیا یا تو پنجہ سر پر جھکا تھا یا ٹنگڑیون سے گذر گیا دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا فوج مین نعرہ بلند ہوا ملکہ سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا ہی قصر بغض و حسد گرا دیا کس لطف سے لڑی ہو کیا پنجہ برق مثال ہی کیا جاہ جلال ہی

نظم

نہ یہ تیغ برق دم الماس پیکر کے تری — اک قدم آتا عدو کو راہ سو فرسنگ ہی
گر صفِ دشمن پہ سیدھی ہو گئی برق بلا — خود و قاش زین دو حصہ تا بہ حد تنگ ہی
پر نہین یہ وصف جو مین نے بیان اسکے کیے — ملکہ یہ تعریف تو ترش کا اُسکے ننگ ہی

آسمان سے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک	امتحان گر کیجیے اسکا تو اک جو رنگ ہی

تمام لشکر مین واہ واہ کی صدائین بلند ہوئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اُسکو قتل کرکے جا با پھلون
لاشہ اُس بیحیا کا زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپا جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا ملکہ اُس خون سے
نہا گئی اِدھر تو خون جسم پر ملکہ کے پڑا نہین معلوم اُس محجوب جانی یا رجا ددانی پر کیا صدمہ
گذرا ہاے کا نعرہ کرکے پنجہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اب دیکھنے والون نے دیکھا آندھی سیاہ
چلی کوہ پر دھوان بلند ہوا شعلے آگ کے اسقدر بھڑکے کہ کوہ کے پتھر تمام شعلہ جوالہ
بنگئے وہ صداے ہاے ہوآئین بجلیان چمکین دھوئین کا جوش باد تند کا خروش زمین تو زلزلہ
اہالیان لشکر نورالدہر بن بدیع الزمان کو معلوم ہوتا تھا کہ آثار قیامت برپا ہوے ہر
ذیحیات کو یقین کامل ہوا کہ اب ہم فنا ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ تھام لیا اندھیرے مین اپنا
بیگانہ نہ سوجھتا تھا معلوم ہوتا تھا ہمکو ہوا اُڑائے لیے جاتی ہی وہ اندھیری تاریکی شب فرقت سے
زیادہ پردہ ظلمات کا سا اندھیرا آنکھون کا بند ہونا بیقراری مین اہالیان لشکر کا رونا بعد عرصہ
دراز کے وہ شور وغل اندھیرا ہواے تند وغیرہ سب ہنگامہ دفع ہوا اب جو آنکھین کھولکر
دیکھا نہ وہ صحرا ہی نہ وہ مقام نہ وہ کوہ نہ لاشون کا انبوہ ایک ریتی کے صحرا مین سبنے اپنے کو
پایا خیمے زمین پر پڑے ہین بارگاہین سرنگون طہماس ومیخوار کوہی شاہزادے کے قریب
کھڑے ہین ساتھ والے کچھ ہوش مین کوئی مصیبت کے جوش مین وہ عجائب وغرائب دیکھا کر
عقل حیران اگر ارسطو ہوتا یہ طلسم دیکھکر مثل طفل دبستان مہر خاموشی دہن پر لگاتا اب سبنے
آنکھین کھولین نورالدہر بن بدیع الزمان کے گرد آگئے نورالدہر نے کہا بھائیو
وہ پہاڑ وہ قصر وہ لاشے سب کہان غائب ہوگئے ہاے مخمور سرخ چشم کو کون لیگیا
طہماس ومیخوار کوہی کہتے ہین حضور کیا عرض کرین عقل اس مقدمہ ہیچ در ہیچ مین کیا
دخل دے اُس صحراے ہول خیز مین یہ سب اس پریشانی مین تھے آثار سحر نمایان ہوئے گریبان
سحر غم مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے چاک ہوا چہار جانب سناٹا تا رنگ صحرا
دگرگون بلبلون کا جگر خون طائر عوض زمزمہ سرائی کے صداے ہیہات وافسوس بلند کررہے
ہین پرون سے سر پیٹتے ہین چشمے مثل چشم کور خشک ہین جنگل ویران رنگ چہرہ سحر فق

ہرزیجات کو قلق اشعارِ مصنف

ہوئی یک بیک صبح آفت عیان　　ہوے ماہ و انجم فلک پر نہان
ستارہ سحر کا ہوا بس نمود　　فلک ہوگیا سرخ روے کبود
اُداسی سی ہر سمت کو چھا گئی　　کہ صبحِ قیامت نظر آگئی
فلک نے کیے برہمی کے رسوم　　چلا ماہ لے کر سپاہِ نجوم
پڑی اُوس میلی ہوئی چاندنی　　تلاطم میں سبزے کے دم پر بنی
ہوے سرنگون سب نشانِ خضری　　ہوئی آمدِ خسروِ خاوری
لگائے ہوے غازۂ خون مہر　　کہ رنگت سے تھا سُرخ جسکی سپہر
رخ مہر سے تھا غضب آشکار　　تزلزل میں تھا جس سے لیل و نہار
سراپا تھی خورشید میں تھرتھری　　طبیعت سے ظاہر تھی آتش گری
گذرنے کا شب کے جو تھا رنج و غم　　سحر وہ نہ تھی روزِ محشر سے کم
اُڑاتے تھے ذرّے سروں پر جو خاک　　سہانا ہوا دشت وہ ہولناک
صبا کو خزان کی خبر ہوگئی　　گریزان نسیمِ سحر ہوگئی
گلوں نے گریبان کیے تار تار　　کھٹکنے لگے دل میں غنچوں کے خار
نہالوں پہ بھی صاف تھی پژمردگی　　اُٹھائے تھا سبزہ بھی افسردگی
پپیہے تھے سب اپنے بھولے تھے سب چہچہے　　نہ وہ زمزمے تھے نہ وہ قہقہے
بلاتے تھے دل نالہاے چکور　　سراسیمہ تھے ہر طرف کبک و مور
کسی جا پہ تھا نالۂ بلبلان　　کہین مرغ کرتے تھے شور و فغان
لگے کرنے زاغانِ کوہی بھی غل　　پریشان ہوے دشت و حشت کے گل
درندے چھپے خوف سے غار مین　　تلاطم ہوا دشت و کہسار مین
قمر کیا سحر کو مصیبت ہوئی　　کہ معشوق و عاشق مین فرقت ہوئی

حیرانی و پریشانی مین نور الدہر بن بدیع الزمان مبہوت کھڑے ہین کہ کیا شبرنگ بن عمرو عیار انکا جو تلاش کو نکلا تھا اُسوقت آکر پہونچا دیکھا تو لشکر مین عجب ہنگامہ کوئی رونما ہے

کوئی خاک اُڑا رہا ہی نورالدہر بن بدیع الزمان خاموش فرش خاک پر بیٹھا ہی شہرنگ دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خیر تو ہی آپ جنگ مغلوبہ مین سے غائب ہوے تھے یہان کیونکر پہونچے یہ لشکر کہان سے ملا اسوقت یہ تردد و انتشار کیسا ہی لشکر مین ہاے واے کا کیون غلغلہ ہی نورالدہر بن بدیع الزمان نے جو اپنے عیار وفادار کو پایا گلے مین باہین ڈالکر رونا شروع کیا کبھی شہرنگ نے اسطرح شاہزادے کو روتا بیقرار نہ دیکھا تھا قدمون سے آنکھین ملکر کہا للہ ضبط فرمایئے حال تو مفصل سنایئے نورالدہر نے ہاتھ کلیجے پر رکھکر کہا ای برادر گلرنگ و جلترنگ جادو مجکو اور طہماس کو اٹھا کر لائین طالب وصل ہوئین عین وقت پر آرام جان تسکین دہ دل رنجور عاشق صادق ملکہ مخمور سرخ چشم آکر پہونچین دونون کو مارا زیر کوہ اترے ای بھائی بیان کو طول کیا دو دن مینخوار کوہی آیا مجھ سے لڑا مسلمان ہوا شب کو جلسہ آراستہ کیا صبح ہوتے ہوتے فلک نے مجکو لوٹ لیا کوہ پر ایک قصر ظاہر ہوا اُسمین نامرد ایک تاجدار بیٹھا تھا اُسنے ملکہ مخمور سرخ چشم کو جانی کہکر پکارا وہ صاحب عصمت و عفت پہاڑ پر جاکر ایسی لڑی ہزارون طائر مارے آخر مین اُس تاجدار کو بھی قتل کیا ای شہرنگ ہمارے بخت سیاہ کا سامنا ہو بعد قتل ہونے اُس ملعون کے ایسا اندھیرا چھایا اب ہم نہین جانتے کہ وہ پہاڑ کیا ہوا ملکہ کو کون لے گیا ہم اس صحرا مین کیونکر آگئے ہین اپنے یوسف گم گشتہ کو کہان ڈھونڈھون کہان جاؤن جی چاہتا ہی گلا کاٹ کر مر جاؤن شہرنگ نے کہا ای شہریار طریقہ سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ مقام کسی طلسم کا ہی اپنے کو کیون ہلاک کیجیے چلکر طلسم کو تلاش کرین انشاءاللہ غلام پتا لگائیگا ملکہ کا گرفتار کرنے والا اپنی حرکت ناشائستہ کی سزا پائیگا نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای برادر روح کو راحت نہین ہاتھ پانون مین طاقت نہین ہمسے تو اب کچھ نہو سکیگا اگر تم بھی اس معرکہ قیامت خیز کو دیکھتے ہوش اُڑ جاتے ایسے کلام نہ کرتے ای بھائی کہان تلاش کرون یکایک یہ قیامت برپا ہوئی کہ آنکھون سے مخمور سرخ چشم مخفی ہوگئی مگر بقول تمھارے کیا مین اب پلٹ کر لشکر مین جاؤنگا اسی صحرا سے ہول خیز مین سر ٹکرا ٹکرا کر مر جاؤنگا ای مینخوار کوہی بسم اللہ لشکر تیار کرو فوراً لشکر مین قرنا ہوئی گھوڑون پر کاٹھیان پڑنے لگین نورالدہر بن بدیع الزمان

کا یہ حال ہوا کہ مرکب پر سوار ہوا نہین جاتا رکاب سے پانون نکلا جاتا ہی طہماس نے آکر ہاتھ تھامنا مرکب پر بمشکل سوار کیا خاک اُڑاتے طرف صحرا کے چلے لیکن بموجب ابیات

دشوار ہی اک قدم کا چلنا
آسان نہین یہان سنبھلنا

کہتا تھا بجبر روکے ہر گام
ای زور ہمارے ہاتھ کو تھام

طاقت بیتاب ہوگئی ہی
تسکین خراب ہوگئی ہی

ای شوق کر اب تو دستگیری
عاجز ہی شباب مثل پیری

ہی سر پہ وبالِ دوش اب تو
کچھ بھی نہین ہمکو ہوش اب تو

ای طاقت رفتہ آ خدارا
دل توڑا ہی ضعف نے ہمارا

سر پھرتا ہی گردشِ فلک سے
رنگ اُڑتا ہی درد کی چمک سے

محزون ہون دہر کی ہوا سے
مغموم ہون بخت نارسا سے

طالع گردش دکھا رہا ہی
گردون مجکو پھرا رہا ہی

شادی سے جو ہی بگاڑ مجھ سے
غم کرتا ہی چھیڑ چھاڑ مجھ سے

سوزِ فرقت سے جل رہا ہون
حیرت سے مین ہاتھ مل رہا ہون

وہ نخل ہون جو پھلا نہ پھولا
وہ شی ہون جسے ہر ایک بھولا

وہ درد ہون جو سہا نہ جائے
وہ حال ہون جو کہا نہ جائے

وہ تیشہ ہون اپنا سر جو پھوڑے
وہ سخت ہون اپنا دل جو توڑے

بیداد از جور چرخ بیداد
فریاد ز دست عشقِ فریاد

شدت پہ ہی زور ناتوانی
سر پر ہی سوار سرگرانی

غمخواری کرے کسی غرض ہی
تپ ڈرتی ہی جس سے وہ مرض ہی

اس جوش و خروش مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قطع منازل وطی مراحل مین مصروف ہی دن بھر رہروی کی شام کو قریب ایک کوہ کے پہنچے صرف اُسیر ایک قصر کہنہ بنا ہوا معلوم ہوا طہماس نے عرض کی شام قریب ہی آج شب اسی مقام پر بسر کیجیے نور الدہر بن بدیع الزمان گھوڑے سے اُترے طہماس گینڈے سے کود پڑا

ساطور پکڑے ٹہل رہا ہی ابھی بارگاہین وغیرہ استادہ نہین ہوئین جھگڑون سے بار اُتر
رہے ہین کارگذاران مینخوارہ کوہی تدبیر کر رہے ہین کہ دیکھا اُس قصر کہنہ سے جو لب کوہ
واقع تھا ایک زنگی سیاہ رو بصورت مہیب قد تاڑ کا لٹھا ہونٹھ موٹے موٹے کریہ منظر
عفریت پیکر بموجب بیت سعدی علیہ الرحمۃ بیت

تو گوئی تا قیامت زشت روئی　　بر و ختم است بر یوسف نکوئی

تیغ کے قبضہ پہ ہاتھ ڈالے ہوئے پہاڑ سے کود آ آواز دی یہ کون اجل گرفتہ ہی جو
یہان لشکر آ اُتارا ہی غل شور سے ہمارا سر پھرا جاتا ہی جلد یہان سے لشکر کو اُٹھاؤ اور کہین
جاکے اُترو ورنہ ایک ایک کو سزاے معقول دونگا جس مقام پر طہماس کھڑے تھے
یہ زنگی ایسے کلام سخت کہتا ہوا وہان پر آیا طہماس نے آواز دی اے مرد سپاہی کیا واہی
تواہی بکتا ہی زبان کو بند کر اگر یہان اُترے تو کیا کچھ تیرا لے لیا اس زمین کے واسطے شرف
حاصل ہوا نہین آگاہ ہی یہ لشکر کس کا ہی نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان وہ سامنے جلوہ فرما ہین یہ جو طہماس نے کہا وہ زنگی سیاہ رو
غصہ سے لال ہو گیا جواب دیا کیسا سپاہی کیسا بہادر ہم اپنی زمین پر نہین اُترنے دیتے جلد ہٹو ورنہ
تلوار کھینچتا ہون طہماس نے ہنس کر کہا او گدھے لاکھ دو لاکھ کو بلا تو شاید ڈرین مگر خدا اگر عالم
ایک طرف ہو جاے تو اپنی کرین یہ سنکر اُس زنگی نے طہماس کو تیغہ کا ہاتھ مارا طہماس نے ساطور پر
کا ٹھا معلوم ہوا دو اژدہے آپس مین لپٹ گئے طہماس نے تلوار اُسکی روک کر نعرہ تکبیر کیا اُلجھاؤ
مین سے ہاتھ نکالا سر کو بتا کر کمر پر ساطور کا ہاتھ لگایا مثل خیار تر اُس زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے
زنگی کا مرنا قیامت برپا ہوئی نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا طہماس کی گردن
و کمر مین ایک زنجیر لپٹی ایک پنجہ آسمان سے گر کر کمر مین طہماس کی ٹیڑا اُٹھا کر بر و ے ہوا
لے گیا اور ایک آواز آئی ہیبت خیز کہ جس سے زمین تھرا گئی بجاے خون کے زنگی کے جسم
سے دھوان نکلا سارے لشکر مین اندھیرا چھا گیا آنکھین سب کی بند ہو گئین بعد تھوڑی
دیر کے زمین کا کانپنا موقوف ہوا دھوان بھی دفع ہو گیا اب دیکھا جس مقام سے صبح کو
کوچ کیا تھا وہی جگہ ہی نہ وہ پہاڑ ہی نہ زنگی کا لاشہ دکھائی دیتا ہی اب تو سب اور زیادہ

میدان

حیران و پریشان ہوے واسطے طہماس کے نورالدہر بن بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا تو شبرنگ دوسری آفت ہوئی رفیق قدیم ساتھ سے چھوٹا فلک نے پہلی منزل مین لوٹا شبرنگ کے بھی ہوش و حواس درست نہین مگر ضبط کر کے کہا ای شہریار صبر لازم ہی اور مینخوار کوہی کو پکار کر آواز دی جلد بارگاہ استادہ کراؤ اس تردد و انتشار سے کیا حاصل ہوگا سمجھا کر نورالدہر بن بدیع الزمان کو بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا سرداراپنے اپنے مقام پر بیٹھے مگر سب خاموش حیرت کا جوش نورالدہر نے کہا ای مینخوار کوہی اب تم لشکر لیکر اپنے قلعہ کو جاؤ ہمارا ساتھ چھوڑ دو علاوہ معشوق کے طہماس کے غم نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہمارے بچپن کا رفیق عاشق صادق جری بہادر تیغ زن صف شکن ہماری محبت مین طہماسپ ایسے بیٹے کو میدان قلعہ ذوالامان مین مارا چھاتی پر چڑھ کر اپنے نورنظر کا سر کھینچ لیا ہمارے قدمون پر لا کر ڈالدیا ایسے چاہنے والے کس کو ملتے ہین اب ہم یکہ و تنہا اُسکی تلاش مین نکلتے ہین یا تو اُسکو تلاش کر کے لاتے ہین یا اپنی جان دینگے یہ روے سیاہ کسکو دکھائینگے مینخوار کوہی بے اختیار رونے لگا کہا حضور وہ رفیق قدیم تھے ہم غلام جدید ہین مروت سے بعید ہی کہ اسوقت مین آپکا ساتھ چھوڑین اگر حضور جان دینگے ہمکو اپنی جان کب عزیز ہی اگر حکم ہو سر کاٹ کر قدمون پر ڈالدین جو حضور کا حال وہی ہمارا بھی حال شب بھر یہان بسر کیجیے صبح جہان سرکار چلینگے غلام حضور کے ساتھ ہین یہ سب غلامان باوفا ہین انمین سے کوئی قدم نہ ہٹائیگا غلام کو ہمیشہ سپاہیون سے عشق رہا ان سب صاحبون کو خون جگر پلا کر پرورش کیا ہی یہ بارہ ہزار بارہ لاکھ سے نہ رک سکینگے بس نورالدہر بن بدیع الزمان نے سر جھکا لیا جبرا و قہرا سب نے کھانا کھایا شبرنگ تو مثل سایہ کے ہر وقت ساتھ ہی بعد خاصہ کے پلنگ پر آکر بیٹھے شبرنگ حاضر ہی اب شب ہجر سیاہ کا سامنا ہوا فرمایا شبرنگ تم آرام کرو صبر و قرار نے ہمارا ساتھ چھوڑا راحت و آرام نے منھ موڑا یہ کالی رات کیونکر کٹیگی بلا سے سیاہ ہی کھاجائیگی فلک بھی ستارون سے آنکھین نکالتا ہی آج ماہ تابان مثل تابہ آہن سیاہ ہی تارے ہین یا خال چہرۂ زنگی خیمہ مثل گور تنگ ہی اب تو زندگی سے دل تنگ ہی آسمن پریشانی

مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوے اشعار میر شوکت حسین صاحب متخلص بہ سحر نظم

ہجر مین جان پہ آجاتی ہی آفت دل کی
کرتی ہی روح کو بیچین اذیت دل کی

آکے بیٹھو مرے پہلو مین کوئی دم تو کہون
ایک دفتر ہی مصیبت کا حقیقت دل کی

کیا کہین بات کو نکلا کوئی ارمان وصال
آج چہرے سے ہویدا ہی بشاشت دل کی

جب سے اک شوخ پہ آئی ہی طبیعت اپنی
روح بیچین ہی جاتی رہی راحت دل کی

جا کے ان گیسوؤن الو لسے الجھتا ہی عبث
دیکھنا ایکدن آجائیگی شامت دل کی

اُٹھ نہ پہلو سے کہ ہو شاق بہت ای دلبر
ایک تو ہجر ترا دوسرے فرقت دل کی

دونون عالم کو ڈبو دینگی یہی دونون آنکھین
فرقت یار مین پائین جو اجازت دل کی

مار ڈالیگا طبیعت کا کہین آجانا
جان بھی جائیگی کہتی ہی یہ رخصت دل کی

رات بھر شبرنگ بن عمرو خدمت مین حاضر رہا سمجھایا کیا شاہزادہ نہ خود سویا نہ شبرنگ کو سونے دیا جب قلیل رات باقی رہی ذرا آنکھ لگ گئی تھی گھبراکر شاہزادہ اُٹھ بیٹھا کہا ای شبرنگ بڑا غضب ہوا ملکہ کسی آفت مین مبتلا ہی ابھی مین نے خواب مین دیکھا میرا نام لیکر روتی ہی مکان تنگ و تاریک مین بند گرد ساحران نوک پیکر وہ ماہ آسمان حسن وجمال عجب رنج وملال مین مبتلا تھی مین جو سامنے پہونچا آواز دی کیون ملکہ مزاج کیسا ہی فقط اتنا جواب دیا کہ شہریار ہمارے پاس نہ آئیے ہم طلسم مین قید ہین اگر آپ یہان آئیے گا تو مصیبت مین پھنس جائیے گا مگر کسیطرح خواجہ عمرو کو اطلاع کیجیے کیا عجب ہی وہ اگر اس بلا نصیب کو قید آفت سے چھڑائین بڑے بڑے زبردست یہان ساحر ہین علم سحر سے خوب ماہر ہین ای شبرنگ مین نے چاہا کہ نام طلسم کا پوچھون آنکھ کھُل گئی آنکھین کور ہو جائین تو صبر آتا کلمات حیرت و یاس سننے کی طاقت نہ تھی مگر سینے خواب مین بھی اُس تک نہ پہونچ سکے پھر کر رہ گئے شبرنگ نے کہا ای شہریار اس خواب سے تو خیال ہوتا ہی کہ ملکہ چین سے ہین آپ نے مصیبت مین دیکھا عکس اُسکا عیش ہی نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای شبرنگ یہ رؤیاے صادقہ ہی وہ ہی ہی جو آنکھون سے دیکھا دل خانہ خراب ہدایت کرتا ہی کہ خواب سچا ہی ہر چند شبرنگ بن عمرو سمجھاتا ہی کب صبر آتا ہی ولولہ بڑھتا جاتا ہی

بقول کسی شاعر کے شعر

عاشق کو کبھی ہوتا ہی کہین صبر و تحمل
حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ

دیگر

وہ کام بتاتا ہی جو آتا نہین مجکو
یہ تو کوئی مجکو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا

دیگر اشعار مصنف

گیسو کی یاد مین شب غم بسر ہوئی
کن حسرتون مین آہ ہماری بسر ہوئی

فرقت مین تیری رات تڑپکر بسر ہوئی
کچھ رات رہ گئی تھی کہ انبی سحر ہوئی
یاد رخ صبیح مین ہری ہوئی نمود

جب دم لبون پہ آگیا اُسدم سحر ہوئی
عین شباب و فرقت معشوق مہربان
شام شباب عمر کی دم مین سحر ہوئی

جب ہونٹھ پر دم شاہزادے کا آیا صبح فراق نے روے سیاہ دکھایا اُٹھکر وضو کیا نماز سحر سے فراغت حاصل کی پھر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان جو شان وخروشان بدحواس عالم یاس پشت مرکب پر سوار ہوکر تلاش محبوب مین چلے شبرنگ رکاب سے لپٹا ہوا عقب مین تمام لشکر ملکہ مخمور سرخ چشم کا غم طہماس کی جدائی کا الم ہر مرتبہ شاہزادہ آہ کا نعرہ مارتا ہی چاہتا ہی ان سبھون کے ساتھ سے الگ ہو جاؤن اپنے کو دشت نجد مین پہونچاؤن شبرنگ بن عمرو تیور پہچان کر کہتا ہی اے شہر یار ایسے مقام پر چند کس کا ہمراہ ہونا بہت مناسب ہی غلام سے الگ ہونے کا براے خدا قصد نہ کیجیے گا بموجب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را ❊ شاہزادے نے بہ مشکل دل کو سنبھالا بصد سوز وگداز اِس غزل کو شروع کیا

غزل

زندگی کیون نہو وبال ہمین
کیا کہین اُسنے ایک بوسہ کو
صاف ہین ہم بالا زلال ہین
آج بھی ٹلگیا جو وعدۂ وصل
پھیر دین وہ ہمارا مال ہمین
پھر دل آزاریان وہ کرنے لگے
لو ہوا اور انفعال ہمین
چاند دیکھا جو چودھوین شبکا

خون سے کر دیا جو لال ہمین
شرم ہی مانع سوال ہمین
مجھ سے کہتا ہی اُنکے شوق مین دل
یار ہوگا بڑا ملال ہمین
حسرتین دید کی نکلتی ہین
دیکھ پایا ذرا بحال ہمین
خاک ہی اوڑھنا بچھونا ہی
اُنکے رخ کی ملی مثال ہمین

زلف جانان کا ہی خیال ہمین
تو نے قاتل کیا نہال ہمین
ساقیا دُرد محتسب کو دے
اپنے پہلو سے تو نکال ہمین
دل کی قیمت جو بوسہ دیتے ہین
نظر آئے جو وہ جمال ہمین
وصل مین یار ہمسے روٹھ گیا
یہی مسند یہی ہی شال ہمین
پاکے وحشی کسی کی آنکھون کا

گھورتے ہین بہت غزال ہمین
آکے دنیا مین تجھسے بعد ہوا
کردیا بے چھری حلال ہمین
وصل مین عیب حسن کے باعث
گھٹتا ہوتا گیا زوال ہمین
بولا قاتل لگا کے تیر نظر
نظر آئے کہین ہلال ہمین
ہجر مین فرش غم پہ گرتے ہین

وصل مین یار مجھسے کہتا ہی
اب ہی درکار اتصال ہمین
نہوا فصل گل مین کیون سودا
نہوئی بات کی مجال ہمین
یار جو بے عدیل پایا ہی
خوب آتی ہی دیکھ بھال ہمین
عشق ابرو مین جھکتے ہوگئے خم
اُٹھ گئے ای درد دل سنبھال ہمین

ہجر کا کچھ سناؤ حال ہمین
تونے ابرو دکھا کے غیرون کو
ہوگیا کیا یہ اب کی سال ہمین
جتنا اُنکا عروج حسن ہوا
لوگ کہتے ہین بیمثال ہمین
یار انگڑائی ہاتھ اُٹھا کرکے
سب کہین صاحب کمال ہین
اُس غزل نے اور آگ عشق کی

بھڑکائی مگر خیال ہی کہ ای نور الدہر خواب تمھارا سچا ہی اگر ذرا بھی نشان ملجاسے تو تلوار پکڑ کر جا پڑھون اگر زندگی تمام ہوچکی ہی تو قید خانہ مین سنکر یہ تو کہیگی کہ ہمارا عاشق جانباز تھا مردان عالم مین سرفراز تھا کہ ہماری جستجو مین جان دے دی اور اگر حیات باقی ہی ٹھہر کر پہونچ گئے بجنت نے رسائی کی اور رہا کیا تو اُسوقت کیا خوشی ہوگی اور ای نور الدہر چونکہ مقدمہ وہان ساحری کا ہی اسوجہ سے خواب مین بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو کو خبر کرو جانتی ہین وہ عیار طرار ہی رہا کرلین گے اور تمسے کیا ہوسکیگا مگر خدا نے ہمکو ساحرکش بنایا ہی بچپن مین طلسم گوہر بار سلیمانی کو فتح کیا اگر خدا نے فضل کیا تو اِس طلسم کو بھی چل کر فتح کرتے ہین الغرض دن بھر اُس وادی ہولناک مین رہروی کرتے رہے کوئی چھ گھڑی دن پچھلا باقی تھا ایک صحراے سبزہ زار مین گذر ہوا صحرا نہ عجیب قطعدار جا بجا گل خودرو کی بہار ایک جانب کوٹھیالا کھلا ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ فرش زمردین پر جال مروارید کا پڑا ہی طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی صفت مین باغبان قضا و قدر کی معروف ہین

نظم

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار
ہر گیاہے کہ بر زمین روید
وحدہ لاشریک لہ گوید

چونکہ وقت آخر روز ہی دھوپ ساتھ زردی کے معلوم ہوتی ہی عکس نیر اعظم سے تمام زمین دشت بہ چمن زعفران زار کا دھوکا ہوتا ہی سبزہ دشت کا دل مین سبز بختون کے تخم محبت بوتا ہی

جا بجا چشمے موج مار رہے ہین طائران صحرا بسیرے کی فکر مین عندلیب چمن پیرا سے ازل
کے ذکر مین زیر نخل جا بجا پھولون کے انبار ایک جانب لالہ با دل داغدار ابیات

دشت تھا صفحۂ زمردگون	صاف مثل بطون پاک دروں	تھی اسی سبزہ زار سے اظہار
سبزۂ خط گلرخان کی بہار	سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ	مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام	مخمل سبزہ ہی بچھا تھا تمام	سو کے اس سبزے پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار	یہ ہوائے خوش اُسے آتی تھی	روح بالیدگی سی پاتی تھی
کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری	چڑھ گئی بس دماغ کو سردی	دل شبنم یہ چاہتا ہے وہان
ہون اسی سبزہ زار پہ غلطان	اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز	اک طرف کو زمین عنبر بیز

شاہزادے نے جو دشت پر فضا کو دیکھا یاد معشوق نے بیقرار کیا سبزے نے زہر کی تاثیر
پیدا کی نوک سبزۂ خار بنکر قلب مین چبھے ہر پھول شعلۂ آتش ہوا واسطے دل جگر کے شمشیر
سرکش ہوا ہر نخل کی شاخ خنجر آبدار موجۂ آب نہر کھنچی ہوئی تلوار حباب آنکھین نکالتے ہین اشارے
کرکے ٹالتے ہین میخوار کوہی نے کہا اے شہریار اسی مقام پہ فروکش ہو جیے زیادہ شورش
نہ ہو جیے انشاء اللہ احکم الحاکمین رہبر کامل جادۂ منزل مراد پر پہونچائے گا مطلب دلی بر آئیگا
سبزہ زار کو دیکھکر جو شاہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا شبرنگ نے قدم آگے بڑھایا عرض
کی حضور غم غلط کرین ٹھنڈی سانسین نہ بھرین ذرا بھی غلام نشان پا جاے ساحر ہون یا
غیر ساحر فوراً اسنے کو وہان نہ پہونچاؤن تو فرزند خواجہ عمرو غلام کو نہ کہیے گا مطمئن رہیے دن
رات غلام اسی فکر مین ہے کہ یہ کون تھا جو تاجدار بنکر قیامتین برپا کر گیا اور حضور غلام نے سوچا
افراسیاب جادو تو نہ تھا اگر افراسیاب ہوتا آپکو زندہ نہ چھوڑتا یہ کوئی شعبدہ جدید تھا
انشاء اللہ پتا ملا ہی چاہتا ہے حضور طبیعت کو پراگندہ نہ کیجیے دل کو تسکین دیجیے میخوار سچ
کہتا ہے اسی مقام پر اترئیے صحرا معقول ہے وہ دیکھیے سامنے قریہ بھی معلوم ہوتا ہے آبادی بھی
قریب ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ اے شبرنگ
اب تو میرا یہ حال ہے طبیعت ویرانے کو ڈھونڈھتی ہے وہان جاکر ٹھہرون کہ انسان کا نام نہ ہو
وحشیان صحرا سے دل بہلا لینگے اپنے غزال رمیدہ کو دل کھو کر تلاش کرینگے تم براہ محبت

سمجھاتے ہو مجکو ناگوار ہی آٹھ پہر اُسی کا انتظار ہی اُس ملعون تاجدار نے جو کلمۂ محبت آمیز
کہا مین نے دیکھا کہ اُس شیرزن کا چہرہ غصہ سے لال ہوگیا پیشانی پر پسینہ تھا کیون اے
شبرنگ تمکو یاد ہوگا ہزارہا جادوگر طرف سے افراسیاب کے ہم لوگون کے مقابلہ کو آئے
اُن ہیجاؤن نے بڑے بڑے نیرنگ دکھائے مگر ایسا سحر کسی کو کرتے نہین دیکھا ماشاء اللہ
کس دھوم دھڑکے سے لڑی اول طائرون کو جلایا وہ طائر کمبخت کیا بلا کے تھے جسم
نازنین اُسکا نوچے ڈالتے تھے اُنکو پھونک کر قصر کو مٹایا اُسکے ساتھ والون کو قتل کیا
اُس تاجدار پر بھی توجا پڑی مگر اُس ملعون کے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی ملکہ کا تیانہ بلانہ
قصر تھا نہ وہ کوہ تھا ہمارے قلب پر غم والم کا انبوہ تھا شبرنگ نے کہا اب اُن باتون
کو نہ یاد کیجیے اب ملحوظ رہے کہ شبرنگ پاس نور الدہر کے کھڑا ہی فہمائش کر رہا ہی ابھی
لشکر اچھی طرح پر اُترنے نہین پایا ہی بار لدے ہوے ہمراہیان منجوار کوہ ہی ٹہل رہے
ہین کہ دیکھا قریہ کی جانب سے ایک عورت سیاہ فام پھوٹے پھولے گال سر پر بڑے
بڑے بال قد لمبا مثل چنار صحرائی آنکھین پتھرائی ہوئین بلکہ ایک آنکھ سے کانی کلوا بھیرون
کی نانی بجیہ کی سی صورت یا کالی جی کی مورت ہیبتناک کھاروے کی تہمند باندھے ہوے
نیلی کرتی دو مشکیں سینہ پر لٹکتی ہوئین یا ٹینون کے تھیلے تھے کان مین جست کی بالیان
ناک مین پیتل کی موٹی سی نتھ لہسن پیاز کی گٹھیون کا گندھا ہوا ہار جھنجھی کوڑیون کا مالا گلے مین
شعر جلد بدن کی خرس کی کھال ٭ رویین نہ تھے ریچھ کے تھے وہ بال ٭ روز روشن
مین اگر کوئی دیکھے آنکھون مین اندھیرا آئے صورت ہیبتناک اُس ماچہ خرنی کی دیکھکر
قلب تھرائے چہرہ اسقدر کالا ہی کہ اُلٹے توے کی مثال ناقص ہی شب دیجور کہون رات
سے مثال دون جھولی بائین ہاتھ پر اُسمین اسباب سحر رائی کے دانے مرچ کے دانے
سرسون و کالے ماش وغیرہ اُس بدمعاش نے یہ سب سامان سحر جھولی مین بھر لیا تھا مگر
اب شبرنگ نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر جابجا کھڑے ہین مگر اسکی نگاہ نور الدہر بن
بدیع الزمان پر پڑ رہی ہی شبرنگ چاہتا ہی کہ آقا تو سیدھے سیاہی ہین قصد ہوا کہ
آگے بڑھکر کلام کرون مگر کلیجہ دھڑکنے لگا دل سے کہتا ہی خدا خیر کرے کوئی آفت تازہ

پیدا

آئی چاہا کہ بڑھون وہ قریب آگئی اور نور الدہر سے آنکھ ملا کے آواز دی لشکر یہان سے ہٹاؤ
اور کہین جاکر اُترو ربیع کی فصل ہی کھیت سب ہرے بھرے ہین فوج سے پامال ہوجائینگے
ہمارے اسامیون کا نقصان ہوگا بدمزہ ہر ایک کسان ہوگا کوت ہوچکی ہی سبھی کھیت بٹائی کے
ہین غلئی لوگ یہان نہین ٹھہر سکتے جو فروش گندم نما معلوم ہوتے ہو تم لوگون کی پکی روٹی
ہی شبرنگ نے پلٹ کر کہا ای نیکبخت شب کی شب اُتر رہینگے مسافرانہ وارد ہین صبح ہوتے
چلے جائینگے اُس ساحرہ نے کہا نگوڑے الگ جا تو نہ اپنے اڑھائی چانول گلا ہم تیرے
آقا سے کلام کرتے ہین نہ خود بات کرتا ہی نہ اور کو بولنے دیتا ہی یہ مقام پرآفت ہی نور الدہر نے
جو یہ کلام واہیات سُنے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر کہا شبرنگ کیون ایسی لکاتہ کی منت کرتے ہو
مین ابھی زبانِ تیغ سے جواب دیتا ہون شبرنگ نے پلٹ کر اشارے سے منع بھی کیا
کہ حضور ساحرہ پر غصہ کرنے سے کیا فائدہ مین ترکیب سے انکی خدمت کیے لیتا ہون یہ مرد
سپاہی بات کی برداشت نہین چاہا تلوار کھینچ کر جاپڑین شبرنگ نے جلدی ساحرہ کا ہاتھ
پکڑ لیا اور کہا بی بی تم ہمسے متوجہ ہو اِنسے کلام نہ کرو ہمین لشکر کا اختیار ہی ہم ابھی لشکر کو یہانسے
لیے جاتے ہین مسافر کو کیا مشکل ہی یہ دشت سبزہ زار ہی ریگستان مین جا اُترینگے ساحرہ
نے ہاتھ چھڑا لیا کہا نگوڑے ہم منع کرتے ہین نہین مانتا جسکے منہ مین چانول بھرے ہوتے
ہین وہی چبا چبا کر باتین کرتا ہی دیکھ مین ابھی سزا دیتی ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالنے لگی شبرنگ
سوچا غضب ہوا بس اِسنے کہا ملکۂ عالم وہ دیکھیے گانون سے ٹھاکر صاحب بھی آتے ہین
آپ کو بلاتے ہین بس وہ اجل گرفتہ پلٹی شبرنگ تو برابر کھڑا تھا لپٹ کر کوکھ پر خنجر مارا ساحرہ
کا شکم چاک قصہ پاک ہوا ہاے کہکے زمین پر گری مگر اُسکے گرتے ہی ایک زنجیر آتشین پیدا
ہوئی ایک سرا گردن مین شبرنگ کے دوسرا کمر مین نور الدہر بن بدیع الزمان کے پیچیدہ ہوا
یہ تو بستۂ سلسلۂ محبت تھے ہی خانۂ زنجیر کو قصر راحت سمجھے مگر لشکر مین غل ہوا ہیخوار کوئی ہی
دوڑا وہ زنجیر دونون کو کشان کشان لیکر بلند ہوئی آنکھ دونون کی بند بیہوش ہوے نہ سمجھے
کہ ہمپر کیا گذری لشکر والون نے دیکھا کہ عیار و سردار زنجیر مین گرفتار ہوکر چشم زدن مین
آنکھون سے ناپدید ہوئے سب نے چاہا تعقب کرین کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اُسس

آندھی سے رعد کی گرج برق کی چمک مینھ برسنے لگا کوہیون کے سر کٹ کٹ کے گرنے لگے
مگر میخوار کوہی اِس معرکہ کو دیکھکر گھبرایا مگر کیا ہو سکتا ہی اُس آندھی مین ہر ایک کو سکتا ہی روح بر
نی ہی یقین ہی اب شورش ہوا سے دم نکلجاسے آخر مجبور ونا چار گھوڑون پر سوار ہو کے جسکا جدھر
منھ اُٹھا اُدھر نکلگیا جان بچاکر ٹل گیا ایک سمت میخوار کوہی بھی بھاگا چونکہ افسر تھا ہزار
دو ہزار نے ساتھ دیا مگر دیکھتا ہی کہ آندھی مثل بلاے ناگہانی کے چلی آتی ہی سوار پیدل
سیکڑون سر ٹکرا ٹکرا کر مر گئے مال اسباب سب وہین چھوٹا فقد جان کو غنیمت جان کر بھاگے
جاتے ہین جب پانچ کوس پر آکر پہونچے اب جوش وخروش ہوا کا موقوف ہوا لرزان ترسان
ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے بعد عرصۂ دراز کے ہوش وحواس درست ہوے میخوار
نے کہا یارو افسوس ہی جان کا ایسا پاس ہوا کہ سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا شہزنگ
بن عمرو اور آقاے نامور نہین معلوم کیا گذری وہ ساحرنہ تھی بلاے ناگہانی آفت
آسمانی کہنا چاہیے سب نے کہا حضور ہمارا کیا ذکر تھا اگر نہ بھاگتے تو کیا کرتے یہ شعبدے
تو کبھی آنکھون سے نہ دیکھے تھے منزل اول مین طہماس پر وہ معرکہ گذرا دوسری
منزل مین آقا سے چھوٹے ملک پہلوان دوران لشکر مین صاحبقران کے چلیے صاحبقران
سے جلکر یہ حال بیان کیجیے وہ کشندۂ ساحران عالم ہین صاحب اسم اعظم ہین کچھ تدبیر
کرینگے میخوار کوہی نے کہا یہ روے سیاہ اس قابل ہی کہ جاکر اُنکے بزرگون کو دکھاؤن کیا مُنھ
لیکے جاؤن اپنے موافق حقیقت کے جنگل جنگل اُس شیر بیشۂ جرأت کو تلاش کرونگا یا تڑپ
تڑپ کر اپنی جان دونگا ہزار دو ہزار کوہی جو اُسکے ساتھ تھے اُنکو ہمراہ لیکر براے تلاش
شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان وشہزنگ بن عمرو وطہماس بن عنقیل دیوپیکر
روتا پیٹتا ہوا روانہ ہوا اُنکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستانِ حشت انگیز اُن گل گلزار محبت وعندلیب چمنستان مودت
قمری سرو حدیقۂ رعنائی بلبل شاخسار گلشن زیبائی رنجور مہجور ملکہ مخمور سرخ چشم
گرفتار طلسم حیرت قیدی زندان مصیبت کے بیان ہوتے ہین گوہر آبدار سخن کو
رشتۂ تحریر مین یون پروتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی نازنین
پلا جام صہباے انگور کا
غم و درد سے دل ہوا پاش پاش
کہ دور فلک دور پیمانہ ہی
پھنسا ہی مرا ساقی مہ لقا
کہ پیر مغان سے نہ تھی یہ امید
ارے ساقی بیخبر تند خو
ہی اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
تصور مین ہی صورت اُس یار کی
اِسی جستجو مین اُڑاتا ہون خاک

پلا ساغر بادۂ دلنشین
یہ کیا ہی بھلا ساقی روزگار
ئی وحشت انگیز کی ہی تلاش
کہان تیرہ ہی رشک بنت العنب
کجے شیشۂ می کجا میکدا
تڑپتا ہون اُس مہ لقا کے لیے
مجھے زہر ہی نام جام و سبو
یہ ہی میکدے مین غم و ہم کا جوش
ترقی پہ ہی نشۂ بیخودی
جہان تیرہ و تار ہی اے قمر

تصور ہی اک چشم مخمور کا
تلاطم ہی میخانہ مین آشکار
طلسمات کا تیرا میخانہ ہی
تبا ساقیا غیر ہی حال اب
سمجھنا نہ مخمور ہی اسمین بھید
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
تصور ہی اُس یار کا ہر گھڑی
کہ بے اُسکے بیکار ہی نا و نوش
اُسی گل کی ہی سر بسر مجکو تاک
وہ خورشید رو آئے کیونکر نظر

غزل لائق ملاحظۂ ناظرین غزل

ای مرگ دیکھتی ہی انھین بار بار کیا
سینہ کے زخم بھی ہین شگاف ہزار کیا

بد لو جو رنگ رو کی طرح اختیار ہو
ای جان امید وعدہ سبے اعتبار کیا

اس وصل مین فراق فلک بھی نہ کرسکا
لپٹے ہوئے ہین دامن لیل و نہار کیا

آنکھین کھلی ہوئی ہین جھپکتی نہین پلک
تکلیف نزع بھی ہی شب انتظار کیا

بہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح
جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا

مانے نہ مانے مرگ سے کیونکر کرون سوال
جسطرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا

کب ہی فریب راحت دشمن پہ اعتماد
تلوے کھجاے گی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہی مثل روح جو آغوش پر خراش
معشوق آبلہ ہی کوئی نوک خار کیا

سائل ہون ایک بوسہ کا دو چار کا نہین
مین طول مدعا ہین کرون اختصار کیا

انجام دیکھتے نہین آغاز کے سوا
ہی طول زلف رحمت پروردگار کیا

بیتاب ہون کے ناز اٹھائے ہین رات بھر
تھا جوش شوق جلوۂ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتا نہین
داغ فراق ہی ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کے آنکھین نکال لین
دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا

مانند بوسہ چار لبون مین نہان ہو نہین
پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا

نیلی سی دے دے اک کفنی دود آہ کی
اے روح پوشش بدن سوگوار کیا

جگر مین ہی نصیب تو گردش مین آرزو
ہم دور آسمان ہی مرار وزگار کیا

جھگڑے مین ہون کشاکش انفاس کیطرح
کم ہو سکے گا مشغلۂ انتشار کیا

مانند روح قید تعلق سے عار ہی
جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا

بدلا ہوا ہی رنگ مزاج اندنون قمر
دیکھین جہان کا گلشن ناپائدار کیا

دیگر

جو ہین منشیان بلاغت نشان
وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

مخموران بادۂ رنج والم وساقیان خمخانۂ مصیبت وغم رندان میکدۂ اندوہ وآلام وقدح خواران شراب محنت انجام بجاے صہباے مروق ساغر خون دل پکر وگزک کباب لخت جگر نوش کرکے پیر مغان خامہ دورباش کا مشتاق رہبری ہی آستادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ جس وقت ملکہ مخمور سُرخ چشم نے بہ سرکوہ یہ ہنگامہ برپا کیا تاجدار کو قتل کرکے بیہوش ہوگئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا گرد چند حبشنین ترکنین گرفتار کیے ہوے اس حال سے لیے جاتی ہین کہ زبان مین سوزن ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان طوق گلوگیر گردن مین تمام زیور آہن آراستہ عرصۂ دراز سے اسیر کمند گیسو تھی گویا آج خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی دل سے کہتی ہی ای مخمور حضرت عشق سے سلسلہ بخوبی ہوا گرفتاری زندان عشق کیا کم تھی جو قید آہن مین مبتلا کیا زنجیر گیسوے مسلسل محبوب بہت خوب تھی مدت سے پابند ہین قید محبت مین کسی کی دردمند ہین آج جنئے طور سے گرفتار ہوے مجبور ہوناچاہ ہوے اُن عورتون نے لاکر ایک مکان تنگ وتاریک مین بند کردیا اوپر سے قفل لگایا اب جو اُس مکان تنگ وتاریک مین ماہ اوج حسن داخل ہوئی اندھیرے مین دل گھبرایا مطلع زیب النسا مخفی کا زبان پر جاری کیا مطلع

روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود
غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود

ہر کہ پیش از مرگ درمان خواہ درد سر بود
گر حکیمش بوعلی باشد دوا دشمن شود

اُس مکان تاریک کے بخت سیاہ جاگے اس خورشید رو کا داخلہ ہوا مثل ماہ یوسفی روشن ہوگیا تاثیر گوہر شب چراغ کی روشنی عارض انور نے دکھائی یا ماریہ نے اپنا من اُگل دیا مگر اسقدر وہ مکان تنگ و تاریک ہی پردۂ ظلمات کی مثال ٹھیک ہی اندھیرے مین اُس بدر کامل آسمان خوبی کا دل گھبرایا قریب تھا پھڑک کر دم نکل جاے

ابیات

آه سرد از دلِ پر درد کشید
دامن و جیب ازین غم بدرید
به بغلگیری آن دشمن هوش
همه تن گشت بشکل آغوش
سقدمش لب به تمنا کرده
دیده آغوش ز هم وا کرده
هر زمان پیش نظر رویش بود
همه دیدهٔ دل سو لیش بود
گفتگو کار نمودے بخیال
رخ سے کرد بدین طور ملال
گاه قربان جمالش گشتے
همه تن محو خیالش گشتے
گاه سے بود بلا گردانش
گه گرفتے به ادب دامانش
گاه بوسید دو چشمش به نیاز
سجده گه کرد باندازِ نماز
گه به تقریر چنین بست آئین
گه به لب زمزمه آورد چنین
که رخ خوب تو خجلت دهِ گل
هست سودائی زلفت سنبل
ای برخسار تو زلفِ پر خم
کرد بر حاشیه تفسیر رقم

کبھی نالان کبھی اپنے بخت پر خندان کبھی مثل طائر نو گرفتار پھڑکتی تھی کبھی اُٹھنے کا ارادہ کرتی ہی زنجیر پا غل مچاتی ہی اُٹھنے کے خیال سے دل بیٹھا جاتا ہی کبھی خود بخود دل سے باتین کرتی ہی نہ جیتی ہی نہ مرتی ہی کیون اے مخمور یہ کیا شعبدہ تھا کسکو مارا کس سے لڑے وہ کون لوگ تھے ہم کیونکر گرفتار ہوے سحر و ساحری افراسیاب سے سیکھے ایسے بیکار ہوے اگر کہون کہ افراسیاب جادو تھا خیال خام تصور ناتمام اُسکو کس کا ڈر تھا اول تو اُس شیر بیشۂ جرأت پر دست انداز ہوتا مین اسقدر سحر کا ہے کو کرسکتی ایک اشارے مین پکڑ لیتا وہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی اُسکے سامنے میری حقیقت کیا ہی علاوہ اِسکے جن عیارون نے لاکر یہان قید کیا کوئی اُنمین شناسا نہ تھی اُسکے گھر مین کون ایسا ملازم ہی جسکو ہم نہین پہچانتے نیا مقام بخت نے دکھایا اے فلک کس جگہ پر تو ہمکو لایا کیا شعبدہ تازہ دکھایا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر کیا گذری ہوگی اُس بیحیا نے کیا کلمات سخت پکار کر کہے وہ لائق اُنکی سماعت کے تھے ہاے شرم و حجاب سے کہین اپنے کو ہلاک نہ کیا ہو یہ جو خیال آیا ضبط نہو سکا رونے لگی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے

اشعار

رہتا ہی جب سے دلربا ہاے ستم الگ الگ	ہمسے ہی دل الگ الگ دل سے ہین ہم الگ الگ
رکھتے ہین عمزدے ترے اپنے بقدر حوصلہ	رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ
شرح فراق کا اثر دیکھکے خط مین نامہ بر	کرتا قلم ہی یک قلم حرف رقم الگ الگ
ہمسے دگاؤ آپ نے رکھے جو ظاہرا تو کیا	کرتے ہو روز غیر سے قول و قسم الگ الگ
ہاے غضب کہ جتنا مین اُس سے زیادہ لگ چلون	اتنا ہی مجھسے وہ رہے میرا صنم الگ الگ

کبھی خیال مین آتا ہی کہ ای مخمور اُس شیر بیشۂ جرأت نے گرفتاری تیری آنکھ سے دیکھی خدا کرے وہ محفوظ رہے ہون دنیا کی خاک چھانینگے اس زندان مصیبت سے آکر وہی رہا کرینگے وہ شیر فتاح طلسمات عالم ہی ہزارہا ساحر بھی قتل کیے خدا اُنکا معین و مددگار ہی اگر یہ طلسم ہی تو عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا خدا کرے وہی شاہزادہ اُسکا فاتح اس میدان عجائب و غرائب کا سیاح ہو بیقرار ہوکر پکاری کینز کی مدد کو آئیے اِس زندان مصیبت سے چھڑائیے ابیات

بے تو بے صبر و قرارم دریاب	عاجز و خستہ و زارم دریاب	خون بگشتم ہمہ از سر تا پا
غم برآورد دمارم دریاب	کہ شود مونس تنہائی من	جز تو غمخوار ندارم دریاب
ہر دم از دوری لعل لب تو	خون دل از مژہ بارم دریاب	گر سر فاتحہ خوانیست ترا
بر سر راہ مزارم دریاب	کردہ ام نخل جنون سبز باشک	رشک صد ابر بہارم دریاب
چند ز اندیشۂ بدنامی تو	آہ از دل نہ برآرم دریاب	چند بیتاب ز ہجران باشم
بیش ازین تاب ندارم دریاب		

مگر حال اس مقام پر گزارش ہوتا ہے اِس طلسم کو جمشیدیہ کہتے ہین وہ مقام علامت طلسم تھا جس مقام پر ملکہ مقید ہوئین بموجب عادت قدیم بادشاہ جمشید جادو طلسم اپنے تخت پر آکر بیٹھا گرد ساحران غدار کا جماؤ ہوا ایکایک چند ساحر سامنے سے بیتاب و بیقرار آئے بعد آداب و تسلیمات کے یہ سخن زبان پر لائے ای شہنشاہ طلسم جمشید عجب طرح کا معرکہ گذرا یہ کہکر خوب روئے بہت سے لاشے پیش کیے کسی کا مُنھ آتش سحر سے جھلسا ہوا کسی کے سینہ پر گولی کا نشان خوب ظاہر ہوتا ہی کہ یہ سحر کے مارے ہوے ہین جمشید جادو لاشے دیکھکر گھبرا گیا کہا جلد مفصل بیان کرو انکو کس نے مارا اُنھون نے دست بستہ عرض کی علامت طلسم بر ہمیشہ ہنیوش خونخوار موجود رہتا ہی ہر طور سے آیندہ و روندہ کو پھنسا لیتا ہی کل ایک ساحرہ کا

گذر ہوا موجب طریقۂ قدیم کسی کو عورت بنکر کسی کو بصورت مرد مبتلاے بلا کرتا ہی چونکہ وہ عورت نازنین مہ جبین غارتگر ہوش گلگون پوش تھی لشکل تاجدار اُسکو للکارا ای شہنشاہ سرکار کا بول بالا ہو جاہ و دولت دوبالا ہو وہ نازنین اِس زور و شور سے گری کہ صدہا ساحر مار ڈالے سیکڑون کو پھونک دیا صدہا پر مسکرا کر برق چمکائی اُس قتال عالم کے نزدیک یہ لڑائی بھی ہنسی تھی اگر مقدسہ علامت طلسم ہوتا سحر سے لڑکر خداوند سامری و جمشید بھی نہ گرفتار کرسکتے آنکھون کا سحر تو مشہور ہی اُسکی بات بات مین افسونگری رگ رگ مین سحر و ساحری بھری ہی بشکل تمام منیوش خونخوار نے اپنے کو قتل کرا کر اُسکو بیہوش کیا اور گرفتار کرکے بھیجا ہی اسقدر زخمی ہوا کہ دربار مین نہ آسکا چونکہ وہ شاہزادی معلوم ہوتی ہی حسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال رعب و جلال چہرۂ زیبا سے ظاہر ہی ہم لوگون نے ہاتھ نہین لگایا کنیزان شاہی سے گرفتار کرایا فلان مکان مین نظر بند کردیا ہی باحتیاط رکھا ہی عورتون کو نگہبان قرار دیا ہی شہنشاہ جمشید جادو یہ حال سُنکر گھبرایا ماتھے پر عرق آگیا کہا جلد ہمارے سامنے اُسکو لاؤ سزاے کامل دینگے اپنے ملازمون کے خون کا بدلا لین گے چند جشنین چلین یہان ملکہ مخمور سرخ چشم کو تڑپتے تڑپتے ساری رات گذری جب آفتاب عالمتاب نے زندان شب تار سے رہائی پائی بام فلک پر برآمد ہوا تمام عالم کو صورت دکھائی روز روشن ظاہر ہوا ضیاباری نیر اعظم سے ذرہ ذرہ ماہر ہوا اُس گرفتار مجلس حسرت و یاس نے دیکھا کہ دروازہ اُس مکان تنگ و تاریک کا کھلا چند جشنین سامنے آئین صورت زیبا دیکھکر مبہوت ہوگئین بلائین لینے لگین اُن مین جو سردار تھین وہ محبت پوچھنے لگین ای شہنشاہ معشوقان عالم ای سردار حسینان بنی آدم آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کس ملک کی بادشاہ ہو کس آسمان جلالت کی ماہ ہو ہر چند اُنھون نے پوچھا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کچھ جواب نہ دیا ناچار زنجیر تھام کر ملکہ کو لے چلین مکان سے باہر نکلکر ملکہ مخمور سرخ چشم نے ملاحظہ کیا دار الامارہ شاہی قریب تھا ہزارہا ساحران خرس طینت میمون خصلت غول بادیۂ ضلالت جمع ہین چوبدار سیاہ دل حاجب دربان پرے باندھے کھڑے ہین پردۂ زنبوری کھنچا ہوا ایک ساحر غدار بلاے روزگار خود آہنی سر پہ زرہ موٹی کڑیون کی جسم مین دلگل بر درگہ سالاری کے بکبر و نخوت

متمکن ہی رعب وداب ملکہ مخمور سرخ چشم کا دیکھکر خود بخود اٹھ کھڑا ہوا جھک جھک کے سلام کرنے لگا جبشن لیکر ملکہ مخمور سرخ چشم کو اندر دروازے کے داخل ہوئی اب جو کنکھیون سے دیکھا ایک ساحر مہیب الشکل عجیب وغریب سیاہ رو تیرہ درون تاج سر پر جسم سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین زیور جواہر جسم پر آراستہ لباس فاخرہ سے پیراستہ گرداگرد ہزارہا ساحران غدار تیرہ روزگار وتنگلہاے آہنی پر بیٹھے ہین بادشاہ تختِ نخوت پر بکبر وغرور متمکن ہی جبشن نے بڑھکر عرض کی ای شہنشاہ خوشخو قیدی طلسم نگاہ روبرو اب جو جمشید جادو نے سر اُٹھایا سامنے سے ساحرانِ غدار کو حکم ہوا ہٹ جاؤ ملکہ مخمور اُس مجمع کو دیکھکر شرم سے مری جاتی ہی حجاب سے گڑی جاتی ہی سر جھکا ہوا مثل ہلال شب اول جسم مین خم مثل تصویر خاموش دریاے غیرت کا جوش سامنے سے جو لوگ ہٹے جمشید جادو کی جمال جہان آراے ملکہ مخمور سرخ چشم پر نگاہ پڑی وہ صورت زیبا دیکھی جو کبھی نظر سے نہ گذری تھی لیلی وش شیرین ادا زلفین عارض انور پر پریشان آئینۂ رخسار نہان آنکھین نشیلی نگاہ ترچھی ابرو شمشیر برہنہ قد نخل چمن مراد جسکی خوش قامتی کا

پیروسہ و آئینہ دار اشعار

وہ زلفین بکھرے پر بکھری تھین یا گلستان مین
درخت صندلی پر یا ہوا تھا مسکن مار
وہ گوش گوش نہ ہے گل کے سنے نہین ایسے
جو اُسکی نرگسِ بیمار کا رہے بیمار
وہ بینی اُسکی الف دار جو کوئی دیکھے
چمک وہ دانتونکی ہمرنگ لولوے شہوار
بہائے دیدۂ حسرت سے خون کا دریا
رکھے ہوئے ہین برابر بہشت کے دو انار
کمر زیادہ ہی باریک بال سے اُسکی
کہ زیر ناف ہی اک صفحہ اُسکے آئنہ دار
عجب طرح کے کف پا تھے جسکو دیکھکے
نگاہ حور کی ٹھہرے نہ اُسکے کھرے پر
لیا تھا سایۂ سنبل نے روے گل پہ قرار
جبین وہ دیکھے ہوے جو جبین ماہ کو شرمسار
وہ آنکھ دیکھنے سے جسکے ہوے نرگس زار
نگہ وہ تیز کہ بسمل ہو جسکو دیکھکے دل
سدا رہا کرے غمناک وہ نحیف ونزار
گلو وہ جسکی صفائی کا ہو سکے نہ بیان
جو دیکھے دست حنائی کو اُسکے عاشق زار
شکم وہ کر نہ سکے جسکی ہمسری مخمل
نظر نہ آئی نہ آئے گی وہ کبھی زنہار
مقام خامشی ہی وصف کیا کرون آسیب
رکھے تھا آنکھو مین رکھنے کی آرزو ہر بار
فرشتہ دیکھے تو ہو جاے لاکھ جی سے نثار
پڑی تھی پشت پہ اُسکے وہ تا کمر چوٹی
فزون ہی تیغ صفاہان سے ابروے خمدار
نہ آسیہ کار کرے حکمت فلاطونی
مژہ وہ تیر کہ عاشق کا دل کرے افگار
دہن وہ تنگ کہ غنچہ ہو جسکو دیکھکے تنگ
صراحی دیکھ کے گردنکی مست ہو ہشیار
غلط ہی سینہ پہ اُسکے جو کہتے ہین پستان
وہ پشت جسکی ہی تعریف مین قلم بیکار
بیان کیا کرون آگے کمر سے تا زانو
کیا ہی لام الف کاتب قضا نے نگار

بادشاہ جمشید جادو نے جو

سراپاے دلپذیر وہ نور کی تصویر دیکھی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہونٹھ چاٹنے لگا قریب تھا غش کھاکر تخت سے گرے سردارون نے سنبھال لیا مگر آثار حضرت عشق کے چہرے سے پیدا حزن وملال ناصیہ سے ہویدا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا وزیر سے کہا اے وزیر اعظم دستور معظم تیر مژگان نے اس قتال عالم کے تودۂ دل کو مشبک کیا کلیجہ پر چھری پھر گئی ہوش وحواس درست نہین ہین اگر شربت وصال سے اسکے سیراب نہونگا بیمار محبت ہون تڑپ تڑپکر مرجاؤنگا وزیر نے تو سر جھکالیا کہا یہ قیدی طلسم ہے کسی بادشاہ نے کسی قیدی پہ ہاتھ نہین ڈالا ہے بادشاہ جمشید جادو نے جھڑک دیا کہ کیا بکتا ہے ہماری جان پر بنی ہے تو سمجھاتا ہے یہ کہکر طرف ملکہ مخمور سرخ چشم کے متوجہ ہوا بیقراری مین یہ اشعار باحسرت ویاس پڑھنے لگا بند مسدس

غم نہین ہجر مین دنیا سے گذر جاؤنگا
آپ کے عاشقون مین نام تو کر جاؤنگا
اب نہ اس کوچہ سے اٹھونگا نہ گھر جاؤنگا
مین وہ عاشق نہین جو موت سے ڈر جاؤنگا
ڈر ہے اتنا کہ ترے دل سے اتر جاؤنگا
دیکھ لینا مین گلا کاٹ کے مرجاؤنگا

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت وبیباکی خودکامی تست

یہ ستم دیدہ ودانستہ نہ کر اے ظالم
اپنے بیمار کی لے جلد خبر اے ظالم
کیون مرے قتل پہ باندھی ہے کمر اے ظالم
اڑگیا آہ کا دنیا سے اثر اے ظالم
یاد کرتا ہون تجھے آٹھ پہر اے ظالم
تو مجھے بھول گیا دل سے مگر اے ظالم

از چہ من نشنوی ویار چہ می پرہیزے
یار شو با من بیمار چہ می پرہیزے

ایسے ایسے کلام جو اس بیحیا نے متوجہ ہوکر ملکہ مخمور سرخ چشم سے کہے اور اشعار پڑھے ملکہ مخمور سرخ چشم نے بہ نگاہ قہر وغضب طرف جمشید جادو کے دیکھا چونکہ زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین ہتکڑیان بیڑیان جان سے اپنی بیزار تھی کچھ جواب نہ دیا غرق دریاے حجاب زلفون کو پیچ وتاب جمشید جادو نے پھر وزیر سے کہا اے خیرخواہ قدیم واے مشیر وندیم قریب جاکر اس نیر آسمان حسن وجمال کو سمجھا اگر مجکو قبول کرے کل طلسم جمشید کا بادشاہ کرونگا

سلطنت قبضہ میں دیدو لنگا وزیر مجبورا اپنے مقام سے اُٹھا قریب ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا کہا اے سرو باغ حشمت و اقبال و اے نونہال حدیقۂ حسن و جمال اس مقام کو طلسم جمشیدی کہتے ہین بڑے بڑے ساحران نامی یہان رہتے ہین ہمارا بادشاہ جمشید جادو نبیرۂ سامری کہلاتا ہے اُنکے سحر کے سامنے فلک بھی اپنی افسونگری بھول جاتا ہے مقام ناز ہے کہ ایسا بادشاہ عالیجاہ آپ کی کمند زلف مین گرفتار ہو نشہ بادۂ محبت سے آپ کے مست و سرشار ہو اگر قبول فرمایئے ابھی ہزارہا کنیزان مہ جبین مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر ہون آپ کے جاہ و جلال سے تمام اہالیان طلسم جمشید ماہر ہون اب ملکہ مخمور سرخ چشم کو تاب نہ باقی رہی ہر چند کہ زبان مین بسبب سوزن کے لکنت ہے بات نہین کیجاتی ہے مگر غصہ مین جواب دیا کہ اس ملعون کو شرم نہین آتی پوتی نواسی کو معشوق بنانے کا ارادہ کرتا ہے خدا کی قدرت کہ یہ سیاہ رو تیرہ دروں ہماری محبت کا دم بھرتا ہے اور تو ہمکو لالچ دیتا ہے خبردار اب ایسا کلام زبان پر نہ لانا جیسا بادشاہ ویسا وزیر مصرعہ وزیرے چنین شہریارے چنان + بادشاہ جمشید جادو تخت پر سے دیکھ رہا ہے کہ وزیر منت و سماجت سمجھاتا ہے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا عجب عالم ہے چاہتی ہے اپنے کو ہلاک کرون کل اہالیان دربار کو بھی سناٹا ہے آپسین چشمکین کر رہے ہین بعض کہتے ہین کہ بادشاہ کو شرم نہین آتی یہ گل رخسار انکے لائق ہے حسن و جمال مین معشوقان عالم پر فائق ہے بیت نہ عاقل کہ روا باشد سخنہا خطا گفتن + نہ زیبد مرد دانا را خلاف ماجرا گفتن + خود ملازمان جمشید جادو پر یہ امر شاق گذر رہا ہے کوئی کہتا ہے وہ صاحب عفت و عصمت ہے دیکھو تو غیرت سے اُسکا کیا حال ہے چہرۂ زیبا سے ظاہر حیرت و ملال ہے مگر جمشید جادو اپنے جامہ سے باہر ہے یہ جو اُسنے دیکھا کہ وزیر سے بھی انکار کیا اور کلمات سخت و سست زبان پر جاری کیے اور سر اُٹھاکر یہ کلمہ کہا کہ او بیحیا تو کیسا بادشاہ ہے عدالت کا خیال نہین بلکہ خوارون کا ملال نہین کئی سو ملازم تیرا میرے ہاتھ سے مارا گیا اُنکے خون کا مجھ سے معاوضہ لے قتل کر دار پر کھینچ دے جمشید جادو نے غصہ مین کہا مجھ سے یہ عشق ضبط نہو سکیگا اے نازنین مابدولت بے اختیار نہین ہین مجبور و ناچار نہین ہین اگر سحر سے زبان ہلاؤن سحر سامری کا نمونہ دکھاؤن وہ وہ منتر جنتر مجھکو یاد ہین ہمسر نگاہ ڈال دون غلام حلقہ بگوش بناؤن اگر چھری پر وہ تسخیر پڑھکر زمین پر ڈال دون

طائران ہوائی ہوا سے اُتر آئین اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالین عورت کا تسخیر کرنا کتنی بڑی بات ہی وہ رنگ دکھاؤن کہ مجھ سے زیادہ اسکو محبت ہو بے دیکھے میرے چین نہ پڑے یہ کہکر غصہ مین آواز دی ای وزیر اعظم یہ کلید لو فلان کوٹھا جلد جاکر کھولو تو ہمارے بزرگون کے وقت کا ایک گلدستہ رکھا ہی ہر چند کہ پھول اُسکے خشک ہوگئے ہونگے جلد اُٹھا لاؤ وہ گلہاے خشک رنگ تازہ دکھائینگے اِس گلعذار کو دیوانہ بنائینگے نیا گل پھولیگا سونگھنے والا گھر کا راستہ بھولیگا وزیر نے کلید اُٹھائی قصد ہوا کہ جاکر گلدستہ لاؤن یہ حال سنکر رنگ رو اُس غنچہ دہن کا متغیر ہوگیا عصمت کے خوف سے مثل گُل گریبان چاک کیا مثل غنچہ دل تنگ خوف نام و ننگ دل کو طرف بہار پیراے ازل کے متوجہ کیا عرض کی ای باغبان قضا و قدر میرے باغ پر بہار عفت مین خزان نہ آنے پاے جلد طائر رواح قفس جسم سے نکلجائے اِس ملعون کو نخل بدعت کا ثمر حاصل نہو صرصر قضا کو حکم دے برگ حیات شاخ عمر سے گرجاے موت کی تصویر آنکھون کے نیچے پھر جاے یا اس صیاد کی بدعت سے اِس عندلیب بے بال و پر کو بچاے دام تزویر سے نجات دے بیقرار ہوکر اُس بلبل شاخسار محبوبی نے جو یہ دعا کی چمن مراد مین نسیم بہار کا جھونکا چلا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا یکایک آسمان پر برق چمکی جمشید جادو وغیرہ نے دیکھا ایک ساحر معقول لباس فاخرہ زیب جسم تخت سحر پہ سوار آکر بارگاہ مین اُترا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا ای سہیل اختر شناس اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا دل مشتاق ہوا کچھ امورات ضروری بھی عرض کرنا واجب و لازم تھے ابکی جشن مین اس حقیر نے وعظ مین عرض کیا تھا کہ یہ سال آخر عمر طلسم ہی ضرور طلسم کشا آئیگا نام اِس طلسم جمشید کا مٹائیگا علامت آمد مین یہ کتاب مین تحریر ہی صاف صاف تقریر ہی کہ پہلے ایک عورت خوبصورت طلسم مین قید ہوکر آئیگی وہی عورت علامت داخلۂ طلسم کشا ہی کاہنان طلسم نے بالتصریح لکھا ہی اس زمانہ مین احتیاط ضرور ہی کوئی امر خلاف کرنا سراسر قصور ہی کتاب بھی لیتا آیا ہون تمام نجومیون کے احکام اسمین مندرج ہین حاضر ہی ملاحظہ فرمائیے جا بجا یہی لکھا ہی کہ طلسم کشا کا داخلہ بڑے کرّ و فر سے ہوگا دوست دشمن ہون ملازمان خاص رہزن ہون یہ حالات سنکر جمشید جادو گھبرا گیا عشق و عاشقی

فراموش بدحواس ہوکر کہا ای خیرخواہ دوست صادق ایک نازنین حسین قید ہوکر آئی ہی حقیقت مین اُسنے علامت بڑی قیامت برپا کی ہی صدہا ساحر مارا گیا مینوش خونخوار نے بڑا کام کیا بہ شکل تمام اُسکو پکڑا اسقدر زخمدار ہی کہ دربار مین بھی نہین آیا مگر دیکھو وہ معشوقہ ساحرکش یہ سامنے موجود ہی مگر ای سہیل اخترشناس مین اُسکو دیکھکر مائل ہوگیا میری جان پر بنی ہی ہرچند سمجھایا نہین مانتی جان دینے پر آمادہ ہی ایسی صورت زیبا کبھی میری نگاہ سے نہین گذری اسکی نگاہ شرم آگین نے مارا میرے کلیجہ پر چھری پھر گئی سہیل اخترشناس نے پلٹ کر ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیکھا تھرتھر کانپنے لگا کہا ای بادشاہ خاموش یہ کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہی اپنے جان ومال کا دشمن ہوا ہی پہچانتا بھی ہی کہ یہ کون ہی یہ معشوقہ رعنا منظور نظر شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہی افراسیاب جادو کی مصاحب خاص ہمدم باخلاص نہین معلوم یہان کیونکر آکر گرفتار ہوگئی مگر یہ پرچہ اخبار مین مین نے دیکھا ہی کہ آج کل طلسم ہوشربا مین غدر پڑا ہی افراسیاب جادو سے اور مسلمانون سے مقابلہ ہورہا ہی بہت ملازمان افراسیاب شریک مسلمان ہوگئے یہ بھی کسی وجہ سے بھاگ نکلی ہوگی یہان پہونچگئی ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام باحتیاط اسکو نظربند کیجیے شہنشاہ کو لکھ بھیجیے وہ اپنے پاس بلوالیگا خواہ قتل کرے خواہ بخشے یہ کہکر سہیل اخترشناس نے چند کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو یہان سے لیجاؤ باحتیاط کسی مکان مین رکھو آب ودانہ پہونچانا خبردار کچھ تکلیف نہونے پائے جب مخمور سرخ چشم کو کنیزین لے گئین سہیل نے میرمنشی کو حکم دیا طرف سے جمشید جادو کے نامہ اس طرح تحریر ہونے لگا۔

نامہ ازطرف جمشید بادشاہ طلسم جمشید بہ بخدمت افراسیاب جادو نظم نامہ مصنف

ای شہنشاہ ساحران جہان
اختر برج حشمت واجلال
ہو یہ مقبول عرض پردازی
یعنے مخمور قابل تکریم

وی مددگار افسران جہان
ای خدیو طلسم شاہنشاہ
اب یہ لکھتا ہون شعبدہ بازی
قید ہی اس طلسم مین وہ اب

ماہ افلاک دولت واقبال
دمبدم اوج پر ہو دولت وجاہ
آپ کی ہی جو اک کنیز قدیم
بھیجیے اُسکو طلب یہ ہی مطلب

ای شہنشاہ گردون پناہ وای خسرو عالیجاہ نئی طرح کا معرکہ گذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم میرے

طلسم کی علامت پر نہین معلوم کس وجہ سے پہونچی اسقدر لڑائی کہ کئی سو ساحر مارے گئے
چونکہ وہ مقدمۂ طلسم تھا آخر گرفتار ہوئی جب غلام کے سامنے حاکمان دربند لیکر آئے مین نے
پہچانا یہ قوسن چکا ہون کہ آپ سے یہ آمادۂ بغاوت ہو مسلمانون سے محبت ہو باحتیاط نظربند
کیا یہ عریضہ خدمت مین لکھا کسی معتبر کو بھیج کر بلوا لیجیے یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا
پتہ نشان بخوبی سمجھا دیا افراسیاب جادو کا داخلہ باغ سیب مین ہو خدمت مین نازنینان
مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین حاضر ہین مہرماے برف انداز جادو و ابریق کوہ شگاف
و گیسو کشاے بن شہاب و شہاب نارنجی پوش جادو و ملکہ گاگون نازک بدن جادو
و ملکہ نسرین بن نسترن عذار جادو وغیرہ ناظمان دربند سے ذکر ہو رہا ہو کہ اب نہ بادہ میعاد اسد
بن کرب غازی بہت قریب ہو ای ابریق جادو ایک نامہ فیض شمامہ ہمارے قدرت بازو
صاحب جاہ و حشم شہنشاہ نیلم کے پاس روانہ کرنا چاہیے و دیگر صفدر و صف شکن شہنشاہ توسن
مالک زندان طلسمی کے پاس بن ابریق عرض کر رہا ہو کہ عنایت سے خداوند لقا کے ایک
دن مین اٹھارہ سو خراج گزارون کو خبر ہو جائیگی انجمن مشاورت رونق پائیگی یہ ذکر در پیش
ہو کہ عرض بیگی نے بڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا دی اور عرض کی کہ ایک نامہ دار بادشاہ طلسم
جمشید جادو کا در دولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو افراسیاب جادو حیران و پشیمان
کہ بادشاہ طلسم جمشید جادو کو اس مادہ مین مجھ سے کیا ضرورت ہو خداوند لقا خیر کرے مقام
حیرت ہو حکم دیا نامہ دار کو جلد لاؤ نامہ دار نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا نامہ
ہاتھ پر رکھکر بصد ادب پیش کیا افراسیاب جادو نے وہ نامہ مشیر بد تدبیر کو دیا اُسنے باواز
بلند پڑھنا شروع کیا تحریر تھا کہ میرے طلسم مین مخمور سرخ چشم قید ہین اور تمام کیفیتین علامت
طلسم پر لڑنا ہنگامۂ عظیم پڑنا بمشکل گرفتار ہونا لفظاً بہ لفظاً نامہ مین مندرج تھا افراسیاب
جادو سنکر سُن ہو گیا ہوش اُڑ گئے وزیرون سے کہا کیون صبا جو کچھ طلسم جمشید جادو کچھ
مخمور سرخ چشم یہ کیا بھید ہو سب نے عرض کی ای شہنشاہ حضور پر بخوبی ظاہر ہو ہر ایک
باشندۂ طلسم اس حال حسرت مآل سے ماہر ہو کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر
مخمور سرخ چشم مرتی ہو اپنے کو مطعون و بدنام کرتی ہو اسی سبب مین اسطرف جاتا ہو طلسم مین

گرفتار ہونے کا بہانا ہوا اور بادشاہ طلسم جمشید جادو ہمیشہ سے سرکار دولتمدار کا خراجگزار ہی اور بادشاہ طلسم نورافشان بھی نصف ریاست کا دعویدار ہی مگر جمشید جادو دل وجان سے حضور کا خیرخواہ ہی یہ بھی سنا تھا جسدن سے حضور سے اور کوکب روشنضمیر سے فساد ہوا جمشید جادو نے کوکب روشنضمیر کو خراج دینا موقوف کردیا بموجب تحریر جمشید جادو حضور کسی معتبر کو روانہ کرین مخمور سرخ چشم کو یہان طلب فرمائین سزا وغیر سزا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے بادشاہ افراسیاب جادو کو یہ راے پسند آئی فوراً مدہوش دراز بینی ساحر زبردست کو بلاکر حکم دیا کہ جلد طلسم جمشید مین پاس جمشید جادو کے جاؤ ملکہ مخمور سرخ چشم وہان موجود ہی ہماری خدمت مین لے آؤ مدہوش دراز بینی مع فرمان شہنشاہ افراسیاب جادو اور دس ہزار فوج کو ہمراہ لیکر طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان ومسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان وشہرنگ بصد کروفر تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ

ای ساقیِ ماہوش کدھر ہی
رہ رہ کے امنگ ابھارتی ہی
بھر بھر کے پلا شراب گلگون
شادی گھر گھر رچی ہوئی ہی

کچھ تجکو بسنت کی خبر ہی
خمخانے کی تیرے خیر ساقی
خالی یونہین کب تلک مین بیٹھون
اک مست کا انتظار ہی آج

اب زردیِ رخ سدھارتی ہی
حالت تو بہت ہی غیر ساقی
کیون دختر رز بچی ہوئی ہی
یان آمد بادہ خوار ہی آج

یہ غزل لائق ملاحظۂ ناظرین غزل

وہ نہ مانینگے احبا انکو سمجھائینگے کیا — پہلے ہی قسمت نے ٹھہرادی ہی ٹھہرائینگے کیا
وائے قسمت کہ رہے ہین دور ہی سے دیکھکر — کسلیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا
دیکھ لی تاثیر انکی بھی فراق یار مین — نامے خود شرمندہ ہین منھ تک سے آئینگے کیا
غیر ممکن ہی کبھی آرام سے سوئین حریص — ہاتھ تو کھنچتا نہین ہی پانون پھیلائینگے کیا
انکی بیرحمی سے کب ڈرتا ہون جنکو ہی لحاظ — منھ تو دکھلاتے نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا

آپکو فرصت ملے رسوائیوں سے کیا مجال
اور کسی طرح سے عاشق ہو جائینگے کیا

کب توقع ہے وہ آئین نعش عاشق دیکھنے
ہمنے مانا جان بھی کھوئین تو پھر پائینگے کیا

بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر
گلشن تصویر ہوئین پھول مرجھائینگے کیا

سر بکف پھرتے ہین مدت سے امید مرگ مین
کھینچ کر تیغ دودم ہمکو وہ دھمکائینگے کیا

یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائینگے
حور و غلمان دیر کی مجکو بھلا بھائینگے کیا

رہگئے ہین ٹوٹکر شانہ مین گیسو کے جو بال
افعی مردہ ہین یہ اے دوست لہرائینگے کیا

جھوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج
کیون بلایا ہے مرے سر کی قسم کھائینگے کیا

کسطرح بہلائینگے مجکو یقین آتا نہین
حور و غلمان بھی تمھاری شکل بنجائینگے کیا

گھورتا یہ ہے انھین وہ میل کرتا ہے ادھر
دیدہ و دل میرے مجکو باتین سنوائینگے کیا

یہ غلط ہے حشر کو پردہ کرین وہ اے نسیم
عاشقون کو دید سے بھی اپنی ترسائینگے کیا

دیگر کجا بودم اکنون فتادم کجا
بدیدار نیکان نکو آمدم

عنان سخن شد ز چنگم رہا
بہ شست آورم بار دیگر کہ چوتا

دگر بار در گفتگو آمدم
بفرمان حی الذی لا یموت

شعر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ + سخن را اینچنین آغاز کردہ + استادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ شبرنگ بن عمرو نے اُس ساحرۂ سیاہ فام کو قتل کیا ایک زنجیر آتشین مین شبرنگ بن عمرو و نور الدہر بن بدیع الزمان گرفتار ہوے تھے اور سیخوار کوہی بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین چھپا اور شاہزادے کو تلاش کرتا پھرتا ہے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو طوق و زنجیر مین مسلسل پایا پہلو مین اسی حال پر ملال مین اپنے عیار شبرنگ بن عمرو کو دیکھا ایک ساحرہ بشکل مہیب سیاہ فام ہوشنگ جادو نام تاج سر پر تخت پر متمکن ہے گرد اگرد ہزارہا جادوگرنیان سر جھکائے شباب پر شاہزادے کے کف افسوس مل رہی ہین شعلۂ رخسارہ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان سے مثل شمع جل رہی ہین کوئی کہتی ہے ہوا کیا جوان ہے ایک کہتی ہے صاحب شوکت و شان ہے مگر ہوشنگ جادو نے پکار کے آواز دی کہ کیون اونگوڑے موے مونڈی کاٹے دُبلے تو نے میری کنیز سیاہ تاب جادو کو مارا اگر مین نہ پہونچ جاتی تو نکل جاتا جلد تم دونون سامری و جمشید کو سجدہ کرو شہنشاہ

جمشید جادو سے تیری سفارش کرون وہ تجکو اپنا سپہ سالار کریگا اور ای جوان کاہنان طلسم جمشید
نے سو برس سے پیشتر جو تصویر طلسم کشا کھینچی ہی تیری صورت سے نہایت ملتی ہی علامتین بھی سب
ظاہر ہین صاف تحریر ہی کہ روز آمد طلسم کشا ایک کنیز حاکم دربند کی قتل ہوگی عیار ساتھ ہوگا وہ
سب صورتین معلوم ہوتی ہین طلسم مین بھی غلغلہ ہی ایک عورت بھی طرف سے علامت کے
آئی کئی سو ملازم منوش خونخوار کے قتل ہوے اب سنا ہی کہ اُسکو سہیل اختر شناس نے بچایا
ہی اور وہ معشوق بادشاہ افراسیاب جادو مخمور خوشخو ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے طرف شبرنگ بن عمرو کے دیکھا کہا ای برادر تم جو کہتے تھے وہ قول تمھارا کرسی نشین
ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم جس طلسم مین قید ہوکر آئی ہین شکر خدا ہم بھی اسی حوالی مین آئے
مگر وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی کہ قید ہوکر بھی مہجور معشوق سے دور شبرنگ بن عمرو نے
کہا مین اِس سے مفصل دریافت کرتا ہون نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا ہان برادر
کچھ تو پوچھو شبرنگ بن عمرو نے کہا کیون ملکہ عالم اُس عورت کے ذکر سے اور ہماری قید سے
کیا مطلب ہی ہم تو مسافرانہ اسطرف آنکلے تھے آپ کی کنیز نے کلمات سخت کہے ہم شریف
تھے ضبط نہو سکا بیشک خنجر مارا خیر ہم تو اُس جرم مین قید ہوے اُس عورت نے کیا کیا جو نام ابھی
آپ نے ملکہ مخمور سرخ چشم زبان سے لیا ہوشنگ جادو نے کہا وہ بڑی زبردست ساحرہ
ہی افراسیاب جادو نے اُسکو تعلیم کیا ہی ہمارا بادشاہ شہنشاہ افراسیاب جادو کا
خراج گزار ہی پہلے مخمور سرخ چشم کو دیکھکر عاشق ہوا تھا جب زبانی سہیل اختر شناس
کے ثابت ہوا کہ یہ بادشاہ افراسیاب جادو کی کنیز خاص ہی تب اُسکو قید رکھا شہنشاہ
طلسم ہوش ربا کو عرضی روانہ کی ہی وہان سے کوئی رفیق آئیگا مخمور سرخ چشم کو قید کرکے
لیجائیگا سزا جزا کا مالک کو اختیار ہی اور یہ جوان مہر تمثال جو قید ہوکر آیا ہی تصویر طلسم کشا
سے بہت مشابہ ہی ہر فرد بشر کو تاکید ہی کہ جہان ایسی صورت کے جوان کو پاؤ فوراً قتل کرو
بس تم دونون کا بچنا ممکن نہین ہی اگر سامری و جمشید کو سجدہ کرو تو شاید بچ جاؤ شبرنگ
بن عمرو نے چاہا تھا کہ مین باتون مین میل کرکے عیاری کرون اُس لعونہ کو دھوکا دے کر
مارون مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کب مانتے ہین ایک تو ذکر معشوق آیا

قالب پر چھری چل گئی دوسرے اُسنے مذہب کا نام لیا فوراً جواب دیا او ماہو نہ کیا بکتی ہے سامری و جمشید کون مردود ہین جنکو ہم سجدہ کرین ہزار ہزار سامری و جمشید پر اور اُسکے پوجنے والون پر لعنت ہے اب شہزنگ بن عمرو نے ہر چند اشارہ کیا کہ حضور یہ ماہو نہ جو کچھ کہے ہان ہان کیے جائیے مین ابھی اسکو مارتا ہون اُنھون نے نہ مانا سپاہیانہ جواب دیا ہوشنگ جادو نے آواز دی اے جوان محبت ختم کرنا منظور رہتا اگر تو سجدہ بھی کرتا تو تجھکو فوراً قتل کرتے کاہنان طلسم کی تاکید ہے کہ جسنے طلسم کشا کو قتل کیا کُل اہالیان طلسم کی جان بچائی روح سامری و جمشید پر احسان کیا یہ کہکر آواز دی جلد جلاد کو بلاؤ اور آپ بارہ دری سے اُٹھکر صحن باغ مین آئی کرسی پر بیٹھی کنیزین کشان کشان شہزنگ بن عمرو و نور الدہر بن بدیع الزمان کو سامنے لائین نگاہ پڑی نور الدہر بن بدیع الزمان کی چار جانب گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون تمام اشجار بار و اثمار سے سرسبز و سب طرح کے پھول جابجا ہر چمن مین موجود

اشعار

لڑکھڑاتی پھرتی ہے بادِ بہاری ہر طرف — نکہتِ گل نے ہر اک جانب ہین کھولے عطر دان
وجد کے عالم مین صف باندھے کھڑے ہین جھومتے — اِک طرف کیلے بہ شکلِ حلہ پوشانِ جنان
دار بستون سے عیان ہے چرخِ اخضر کی بہار — تاک کے خوشون پہ ہے عقدِ ثریا کا گمان
طرفہ سرسبزی نے کی ہے ہر طرف سے سرکشی — ہے زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان

مگر اُسوقت وہ گل گلدستہ حدیقہ شجاعت و نونہال گلشن جلالت جو اِس حال زار سے مسلسل بیٹھا ہے ہر گل کا کلیجہ خون بلبل کو نوبت بجنون عشق قد نور الدہر بن بدیع الزمان نے ایسا جوش کیا فاختہ نے بر سر شمشاد کوکو کو فراموش کیا نہرون کو بیقراری کا جوش سوسن سیاہ پوش

بیت روکے قمری نے جب کیا نالہ + سرو گلشن کا بھر گیا تھالہ +

اس عرصہ مین جلاد سامنے آیا کلاہ جلادی سر پر تیغہ باڑھ دار چار انگل کا بچھ چڑھا ہوا صورت اُسکی خونخوار آنے کے ساتھ ہی ہاتھ پکڑکر شاہزادے کا کھینچا اُسوقت شہزنگ بن عمرو بیقرار ہوا اور گھبراکر کہا او بیحیا یہ میرا آقا ہے پہلے مجکو قتل کر میرے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر ہوشنگ جادو نے کہا کہ تو گو پہلے سب سے زیادہ تیرے قتل کی جلدی ہے کاہنان طلسم لکھ گئے ہین اسطرح کا سردار اور سطرح کا

عیار اگر قتل ہو جائے تو سو برس تک طلسم پر زوال نہ آئے نہ تو بچیگا نہ اُسکی زندگی کی کوئی صورت ہی اور حکم دیا اِس ملعونہ نے کہ اے جلاد صاحب بیداد ایک ہاتھ مین دونون کا سر قلم کر حکم اول ہوشنگ جادو دے چکی ہی چاہتی ہی کہ حکم ثانی دے شبرنگ بن عمرو نے بلک کر دعا کی باب اجابت وا تھا تیر دعا تا بہ عرش اعلی پہونچا بقدرت سبحان لم یزل وعز بے بدل آسمان پر برق چمکی سب کی نگاہ اُٹھ گئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا تخت زرین پر ایک معشوقۂ دلفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب چہرہ آفتاب تابان عارض ماہ درخشان زلفین مار سیاہ یا عاشق کا دود آہ یا سویدائے دل عاشق زار۔ یا نافۂ آہوے تاتار ہونٹون سے مسیحائی ظاہر ہی دہن تنگ کے راز سے صانع ازل ماہر ہی سینہ تختۂ نور پستان حباب بحر سرور قد نمونۂ قیامت مکھڑا آفتاب آسمان شوکت

نظم

بال زلفون کے پیچ کھائے ہوئے
پانچے ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے
سرو شرمندہ اُسکے قامت سے
تھی خرامان بڑی نزاکت سے
زلف تھی اُسکی یا کہ دام بلا
مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا
دیکھکر وہ جبین گیہان تاب
منہ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
یون نمایان تھے ابروے خمدار
دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو
تھی مژہ تیر قلب مونس کو
پاس آنکھون کے بینی پرضو
یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو
تھے عجب رنگ بو کے وہ رخسار
جانِ گل جسپہ ہو فدا سو بار
لب تھے مستی سے کہ وصل کی رات
یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے
چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے
تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان
ماہی بحر حسن تھی وہ زبان
واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن
جسمین یوسف نے کھینچے رنج و محن
آئینہ تھا حلب کا وہ سینہ
نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ
تھا شکم رشک مخمل و سنجاب
ناف تھی بحر حسن کا گرداب
اب ہو لازم یہی کمر کا حال
نہ بیان کر کہ ہو یہ بات محال
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر
وصف اُسکا بشر کرے کیونکر
حسن پاؤن کا کسطرح ہو رقم
دلپہ چلتا ہی اپنے خنجر غم
کیا خدا داد حسن پایا تھا
آپ حق نے اُسے بنایا تھا

وہ قاتل عالم تخت سے اُتر کر مثل ہلال شب اول برائے تسلیم ہوشنگ جادو خم ہوئی اور ہوشنگ جادو نے ہاتھ بہ محبت پھیلا دیے کہا واری برخوردار عمر دراز مگر نور الدہر بن بدیع الزمان صورت

اُسکی دیکھکر بیچین ہو گئے ہوشنگ جادو نے سر سینہ سے لگا لیا کہا واری ملکہ شگوفہ جادو آپکو یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسکو اکر جواب دیا نانی امّان مین نے سنا کسی مسلمان کو آپ نے بڑے زور و شور سے گرفتار کیا عجب وہ بیوقوف فرقہ ہی کہتے ہین ہمارا خدا سے نادیدہ آسمان پر رہتا ہی اور کتابون مین اُنکے مولویون نے تحریر فرمایا ہی کہ ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہی کیون نانی امّان یہ دلیل حقیقت مین ٹھیک ہی مجھے بڑا اشتیاق تھا کہ دیکھون وہ لوگ کیسے ہوتے ہین کہ پونے دو سو خداوندون کو چھوڑ ایک کو اختیار کیا ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا ای نور نظر لخت جگر مین نے تو بڑی کد و کاوش سے گرفتار کیا ہی اُنکی کتابون کا کیا اعتبار ہی یہ فرقہ بڑا مکار و غدار ہی مگر صاحبان علم و فضل جری بہادر لئیق ہین سطوت صولت دولت اُنکا حصہ ہی بہت طول و طویل ان مسلمانون کا قصہ ہی بقول کاہنان اس طلسم کا یہی شخص طلسم کشا ہی وہ دیکھو سامنے قید ہوکر آیا ہی مین نے زیر تیغ بٹھایا ہی اسکو جلد قتل کرون اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرون اور پونے دو سو خداوند رضامند ہون اسکے بزرگ دردمند ہون ابھی ظالم کو قتل کرتی ہون جمشید کی تاکید ہی کہ جو اس صورت کا شخص آئے فوراً قتل کیا جاے یہ سنکر ملکہ شگوفہ جادو نے پلٹ کر دیکھا نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک یوسف کنعان حسن مین بے نظیر چہرہ ماہ منیر خود سر پہ ڈھلکا ہوا زلفین خلیلی تا بدوش غزال چشم شیر خشم صولت و جلالت چہرے سے ہویدا آثار سروری و سرداری جبین مبین سے پیدا آنکھین رشک چشم غزال جنون سے ظاہر حزن و ملال طوق و زنجیر مین مسلسل لشکر جرأت کا ہراول ملکہ شگوفہ جادو کے دل نازک پر تیر مژگان لب معشوق ہو گئے ہاتھ پاؤن تھرانے لگے اشعار

بسکہ شد شیفتہ بہر مویش
دامن و جیب ازین غم بدرید
دیگر تھی نگہ یا کہ جی کی آفت تھی
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
اشک نے رنگ خون کیا پیدا

بدنش خون جنون جوشیدہ
حیرتے آئنہ شد از رویش
از رخش رنگ پریدن میخواست
وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی
دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز
چاک کے پھیلے پانون دامان تک
سوزش دل نے جی مین جا کی

دود سودا بسرش پیچیدہ
آہ سر واز دل پر درد کشیدہ
پر پرواز دمیدن میخواست
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
رنگ چہرے سے کر گیا پرواز
طبع نے اک جنون کیا پیدا
داغ نے آ جگر کو آتش دی

بیساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اپنی نانی کی گود مین گر کر بیہوش ہوگئی کنیزین چہار طرف سے
دوڑ پڑین ملکہ ہوشنگ جادو سر پیٹنے لگی ہائے ہائے واری کیا ہوا گلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ شگوفہ جادو
کو ہوش آیا مگر حال ابتر دل مضطر چشم تر ہونٹھ خشک حیران حیران طرف نور الدہر بن بدیع الزمان
کے دیکھنے لگی شعر مصنف ہوان تصویر مین ترے صورت تصویر گلی + جسم بیحس ہو مرا پیکر بیجا یکطرح
ملکہ ہوشنگ جادو نے بلائین لیکر پوچھا واری خیر تو ہے مزاج کیسا ہے اسوقت غش آنے کا کیا
باعث ہوا آٹھ پہر تمھاری سلامتی کی دعائین مانگتی ہون موئی ہٹی کی نشانی ہو ہر چند ملکہ ہوشنگ
جادو پوچھتی ہے ملکہ شگوفہ جادو کے منھ سے بات نہین نکلتی ہے وہ جو کنیزین بڑی بڑی عقلمند
تھین اُنھون نے بڑھکر کہا بی ملکہ ہوشنگ جادو صاحب تمنے دھوپ مین چونڈا سفید
کیا ہے چھوکری کا تو کورا پنڈا قیدی زنجیر مین بندھا ہوا اسطرح مسلسل زلف طرق اپنی جان کا
قلق صورت بھی دکھا دی اسطور سے اس مصیبت مین اسنے کبھی کا ہے کو کسی کو دیکھا ہوگا جلاد
خنجر کھینچے ہوئے سامنے کھڑا ہے لوگون کے دل کانپتے ہین بچی ہے رہ رہ کر جواب پوچھتی ہو اُسکے
ہوش درست نہین وہ کلام کیا کرے اب یہ پہلو ملکہ شگوفہ جادو کو بھی ملا کہا نانی امان حقیقت
مین مین ڈر گئی مگر دل سے کہتی ہے او دل خانہ خراب کس پر مبتلا و فریفتہ کرایا کہ جو آفتاب لب بام
چراغ سحری نام کا تمام طلسم دشمن دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا واری
اچھا دونون وقت ملتے ہین اپنے باغ کو سدھارو کنیزون سے اپنی جا کر کھیلو کودو اسکا ڈرنا
کیا بیٹیا مسلمان کے قتل کرنے مین بڑے ثواب ہین مگر اُس زلف کے ناحق پیچ و تاب ہین ملکہ شگوفہ
جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا بے اختیار رونے لگی ملکہ ہوشنگ جادو نے گلے سے لگا لیا کہا
بی بی ہنسنے جو کہا سدھارو اسپر روتی ہو حقیقت مین تم ڈر گئی اس جوان کو قتل کر کے سر خدمت
مین بادشاہ کی روانہ کرنا منظور ہے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان آپ خفا نہون تو مین ایک
بات پوچھون ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا خفگی کی کیا بات ہے جو دلمین آئے بخوف کہو ملکہ شگوفہ
جادو نے کہا آپنے بادشاہ سے بھی دریافت کیا کہ اسکو قتل کرون یا قید رہے ملکہ ہوشنگ
جادو نے کہا اب تو مین نے نہین پوچھا جشن مین کاہنون نے کہا تھا کہ طلسم کشا کے آنے کی یہ
علامت ہوگی جسکو ایسا شخص ملے فوراً قتل کرے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان عقل سے

مہراسمر دور ہی زندے کو مردہ کرنا تو آسان ہی اور مردے کو کون زندہ کرسکتا ہی اگر یہ جوان
طلسم کشا نہو اور آپ سر کاٹ کے روانہ کرین بادشاہ کے خلاف ہو پوچھیگا کیون قتل کیا
ہمسے حکم نلیا ثانی امان یہ تقدمہ مزاج بادشاہان عالیجاہ ہی بقول شیخ سعدی گاہے بسلامے
بر نجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند پھر کیا جواب دیجیے گا آپ خداوند سامری و جمشید
ولات اعلیٰ و منات معلی و خداوند لقا و خداوند زبرجد شاہ و خداوند فرعون شاہ و
خداوند شداد شاہ شقاق الکوہی وغیرہ کی ہمعصر ہین زندہ کیجیے گا ایک عرضی روانہ کیجیے پہر
دو پہر مین جواب آجائیگا یہ بات تو ملکہ ہوشنگ جادو کو پسند آئی چہرے کی بلائین لین اور
ترقی حسن و عمر کی دعائین دین کہا بی بی کیا معقول بات کہی ہی حقیقت مین یہ میرے خیال مین
نہ تھا نام خدا پڑھی لکھی ہو سحر بھی موافق اپنے سن کے خوب جانتی ہو یہ کہکر کنیزون کی طرف
متوجہ ہوئی کہا صاحبو تمنے ذہانت کو ہماری صاحبزادی کی دیکھا بیشک پڑھنے لکھنے سے
چار آنکھین ہوجاتی ہین عنایت سے سامری و جمشید کے حسین مہ جبین ہی لیق متین ہی صاحبو
دعا کرو ایسا ہی اسکو شوہر بھی ملے خوبصورت نیک سیرت خاندان عالی سے ہو چاند سے
چہرے پر سہرہ دیکھون مین گھر داماد لونگی اپنے چاند کے ٹکڑے کو گھر سے رخصت نہ کرونگی میری
زندگی کا اب یہی سہارا ہی ہمتو چراغ سحری آفتاب لب بام ہین اسکے بچے گود مین کھلاؤن
گلہائے چمن خوبی کو اس باغ مین پہلے پھرون یہ کہکر حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کو قید رکھو صبح
تک جواب آجائیگا بس اُسی وقت عرضی لکھی تمام حال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
اور شبرنگ بن عمرو کا اسمین مندرج کیا ہاتھ مین ایک جادوگرنی کے دیا کہا ہاتھ مین شہنشاہ
جمشید جادو کے دینا اور زبانی بھی شہنشاہ سے عرض کرنا جواب فوراً مرحمت فرمایئے جادوگرنی
جب روانہ ہوچکی ملکہ ہوشنگ جادو خود اُٹھی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و
شبرنگ بن عمرو کو کشان کشان لاکر ایک مکان تنگ و تاریک مین بند کیا ایک ترنج جھولی
سے نکالا سحر پڑھ کر زمین پر مارا شعلے بھڑکے آتش سحر نے نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ
بن عمرو کو گھیر لیا خلاصہ دودمان خلیل الرحمان آگ کی گرمی سے بیقرار چہرۂ آفتاب مثال حرارت
سے سونلا گیا فرط حدت سے غش آگیا ملکہ ہوشنگ جادو نے جادوگرنیون کو حکم دیا رات کو آب دوانہ

نہ دینا لاکھ قیدی غل مچائے چیخے چلاّئے خبر نہ لینا یہ حالات ملکہ شگوفہ جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھے اب تو بیقراری اور زیادہ بڑھی دل سے کہتی ہی ہاے ای شگوفہ یہ کیا ستم ہوا یہ پروردۂ مہد ناز و نعم اس مصیبت کو کیونکر اُٹھائیگا یقین ہی رات ہی کو تڑپ تڑپ کے مرجائیگا مگر مجبور و ناچار اشکبار بیقرار اپنے تخت سحر پر سوار ہوئی کنیزون کو ساتھ لیا اپنے باغ مین آئی باغ کو دیکھکر خار الم دل مین کھٹکا وہ باغ پر بہار بدتر از خارستان سُنسان ویران معلوم ہوتا ہی دل اُداس عالم یاس یکہ و تنہا بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا باہر جاؤ میرے سامنے چاؤن چاؤن نہ کرو تمھارے چیخنے سے میرا سر پھرا جاتا ہی دل خود بخود گھبراتا ہی کنیزین تو باہر گئین ملکہ شگوفہ کی آنکھون کے نیچے وہی تصویر دلپذیر پھر رہی ہی دل سے کہتی ہی ہاے اسکی جان تو نے کیا بچائی اور آفت آسمانی اُسکے دشمنون کے سر پر آئی اُس اندھیرے مکان مین وہ ماہتاباں کیسا گھبراتا ہوگا ہتکڑیون اور بیڑیون سے سر ٹکراتا ہوگا گرد حصار آتش اُسکی گرمی جسم نازک کو جلاتی ہوگی مین اپنا حال دل کس سے کہون بے دست و پا ہون کسکو بھیجون کہ جو دمبدم کی خبر لاکر سنائے بیت نہ قاصدے نہ صبائے نہ ہمدمے دارم ✤ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ✤ کبھی بیقرار ہوکر کہتی ہی ہاے نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذرتی ہوگی مین مے تو اُسکے ساتھ سراسر دشمنی کی اسطرح پر آب و دانہ بند ہونا تڑپ تڑپ کے جان کھونا گرمی آتش سے کیسا گھبراتا ہوگا کلیجہ منہ کو آتا ہوگا کبھی ہاتھ اُٹھاکر آواز دیتی ہی اور یہ ابیات پڑھتی ہی ابیات

ای باد صبا سوے دل آرام
دیوانے پہ تیرے آفت آئی
گھربار تمام مجھ سے چھوٹا
جی مین ہی جائین نجد کے بن مین
کہتی تھی اپنے سر پہ ڈالکے خاک
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی
چارپائے درندہ ہین اب تو

لے جا تو یہ غمزدون کے پیغام
آوارہ ہون تیری جستجو مین
اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا
قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین
ای فلک تو نے کیا کیا مجھسے
ہان یہ غمخوار اک مرا غم ہی
ہم ہین یا غم سے اپنی کیا کہیے

جسدن سے ہوئی تیری جدائی
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
کبھی بیقرار ہوکر پکارتی ہی اشعار
اور کبھی دیکھکر سوے افلاک
میرا دلبر چھوڑ الیا مجھسے
چارپاے پلنگ کے مجکو
کون ہی کس سے حال دل کہیے

آخر روتے روتے آنکھین سرخ ہوگئین شمشاد قد نامے وزیرزادی اپنے قصر مین تھی اُسنے

دیکھا سب کنیزین اپنی اپنی صحنچیون مین بیٹھی ہین شمشاد نے کہا اری ستانیو ملکہ شگوفہ جادو بارہ دری
مین اکیلی ہین سب نے کہا بی شمشاد ملکہ تو آج ہمکو کاٹ کاٹ کھاتی ہین تیور دکھاتی ہین ہم
سبھون سے کہا ہمارے پاس سے جاؤ کیا ہمکو قیدی بنایا ہی ہم سب چلے آئے اکیلی وہان بیٹھی ہین
ہم کیا جانین کیا کرتی ہین شمشاد بڑبڑاتی ہوئی قریب بارہ دری کے آئی اب جو پردہ اُٹھا کر دیکھے
ملکہ شگوفہ جادو پانوئن لٹکائے ہوئے پلنگ پر بیٹھی ہی ساق بلورین کھلی ہوئین پائنچے چڑھے
ہوئے موے سر کھلے ہوئے آنکھون سے دریا اشکون کا جاری گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھین
لال رونے سے پریشان حال بس شمشاد روتی ہوئی دوڑی جا کر قدمون سے لپٹ گئی سر سے
پا تک بلائین لین ترقی حسن کی دعائین دین پوچھا واری خیر تو ہی ملکہ نے پہلے تو بہت انکار کیا
آخر ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے شمشاد یہ جو جوان قید ہو کر آیا ہی اسکی حسرت و مصیبت پر میرا دل
جلتا ہی اور مجھے کچھ کام نہین ہی اتنا چاہتی ہون کہ ایک نظر دیکھ لون ، ور سمجھاؤن ایسی جرأت
کو آگ لگے سحر و ساحری مین خاک دخل نہین جادوگرون سے بھڑ پڑے آخر کیا کر سکے اے
شمشاد مین اُسکو کسی طرح سرحد طلسمی سے نکالدون شمشاد نے کہا واری بہت دشوار ہی
لونڈی نے دریافت کیا ہی سارے طلسم مین غلغلہ پڑا ہی یہ جوان نبیرۂ صاحبقران ہی نام اسکا
نور الدہر بن بدیع الزمان ہی کاہنان طلسم نے اسی کی تصویر درج کتاب کی ہی اس جوان
کا بچنا دشوار ہی سارا طلسم دشمن حالم عالم رہزن اس بات سے دل کو پھیر یے اسکا انجام برا ہی
شمشاد نے جو یون سمجھایا ملکہ شگوفہ جادو بلک کر روئی اور کہا اے شمشاد اگر رات کو کچھ
انتظام نہوا جب صبح کو نانی امان اُسکو قتل کرنے لگین گی جا کر لڑونگی ہر چند کہ مین نانی امان کے
سحر پر غالب نہ آؤنگی اُسکے سامنے تو اپنی جان مٹاؤنگی میرا اُسکا لاشہ ایک مقام پر ہوگا خیر
بی شمشاد تم ہمسے رخصت ہو جواہرات وغیرہ جو کچھ ہی اُٹھا لے جاؤ یہ جو لباس جسم مین ہی
واسطے کفن کے کافی ہی یہ سُنکر شمشاد تڑپنے لگی کہا واری اس مال و اسباب کو آگ لگے ہمین
آپ کی جان کا خیال ہی مال کیا مال ہی اور شمشاد یہ بھی دل مین سوچی کہ یہ آتش عشق آب کلام
نصیحت سے نہ بجھے گی دمبدم شعلۂ محبت بھڑکیگا ضبط کا ملکہ شگوفہ جادو کو اختیار باقی
نہ رہا سوچ کے عرض کی کہ واری ہر چند کہ خرابی ہی ہم بھی اپنی جان آپ کے ساتھ دین گے

یہ جو سامنے کمرا ہی ابھی یہان سے نقب لگاتے ہین شاہزادے کو زندان سے نکالے لاتے
ہین مگر حضور بھی ساتھ چلین قیدی کے گرد ماران سحر و آتش پر قہر ہی آپ کی نانی جان نے اپنے
دست نجس سے یہ سامان کر دیا ہی ہمکو دیکھکر نگوڑے زہر اُگلین گے وہ سحر سوائے آپ کے ہمسے
دفع نہوگا ملکہ شگوفہ خوش ہوگئی پائینچے چڑھاکر نقب کھودنے پر آمادہ ہوئی کہا اے شمشاد ایسے
سحر کا دفع کرنا کیا مشکل ہی اب مین سحر سے نقب لگاتی ہون یہ کہکر ڈوپٹہ کی گاتی باندھی ماش کے
دانے ہاتھ مین لیکر زمین پر سحر کرنے لگی دم بھر مین طبقہ زمین کا پھٹا اب تو شمشاد نے سب کنیزون کو بھی
بلایا ملکہ شگوفہ آگے آگے سحر کرتی ہوئی عقب مین سب کنیزین مٹی وغیرہ نکال رہی ہین چند
عرصہ مین دہنہ نقب کا اُسی کوٹھری مین جاکر توڑا ملکہ شگوفہ نے سر نکال کر دیکھا شاہزادۂ
نورالدہر اور شبرنگ عیار صدمۂ سحر ہوشنگ جادو سے بیہوش پڑے ہین گرد ماران سیاہ
بیٹھے ہوے زبانین منہ سے نکال رہے ہین ملکہ شگوفہ نے تیغۂ سحر سے مارانِ سیاہ کو قتل کیا
کبھی ماران زلف پر پیچ و تاب کا اُنپر عکس ڈالا کبھی باران سحر برسایا اُسی بیہوشی مین شاہزادۂ
نورالدہر اور شبرنگ کو اُٹھایا کنیزین لپٹ گئین ہاتھا ہاتھ نورالدہر و شبرنگ کو لے لیا نقب
مین پھاندکر بیک چشم زدن بارہ دری مین پہونچ گئین مگر ہوش و حواس سب کے پراگندہ کہ
دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آپسمین چشمک زنی ہو رہی ہی لونڈیان کھُسر پھُسر کرتی ہین ایک کہتی ہی کہ
بیڑو کی آگ بھڑکی ضبط نہو سکا دھگڑے کو نکال لائین اب کیسی خوش ہین پھولون نہین سماتی
ہین دیکھو لوا ہمسے آنکھ بھی نہین ملاتی ہین مگر ملکہ خوشی سے باغ باغ تھی شاہزادے کو مسند
پر بٹھایا سحر اُتار کر ہوشیار کیا اور ایک جانب آپ شرمائی ہوئی ڈوپٹہ سے مُنہ چھپائے ہوے
بیٹھ گئی شاہزادہ نورالدہر نے آنکھ کھول کر جس گلعذار کو باغ ہوشنگ مین دیکھا تھا اُسکو اپنے
قریب پایا شبرنگ تو ہوشیار ہوتے ہی شمشاد کی جانب متوجہ ہوا کہا جانِ جہان ہمارے
پاس آؤ ہم تم پر عاشق ہین اپنے قول کے صادق ہین عمر بھر خدمت کرینگے روٹی کپڑا اچھے
مزے سے پہونچایا کرینگے شمشاد نے جھنجھلا کر کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہی اپنی امان بہینا کو
روٹی کپڑا پہونچا نخرے کی خوبی یا تو شکل مردے کے دہان پڑے تھے دام سے چھوٹتے ہی
جھکنے لگے یہ ہمارے عاشق ہین اپنا منہ تو نہو آئینہ تو نصیب نہوا ہوگا چینی مین موت کر اپنا چہرہ

دیکھا ہوگا شبرنگ نے کہا کیا مین بُرا لگتا ہون شمشاد نے ایک دوہتڑ مارا اور ملکہ شگوفہ سے کہا حضور اس مسخرے موش صحرائی کے بچے کو منع کیجیے اپنی چونچ بند کرے نہین لاکھون صلواتین سناؤنگی ملکہ نے اشارہ کیا شمشاد کیون اکڑتی ہو لحہ بھر کی صحبت ہی تمین معلوم کیا ہو شمشاد نے کچھ میوہ وغیرہ شاہزادے کے سامنے پیش کیا کہا حضور کیون خاموش بیٹھے ہین دشمنون پر آب و دانہ بند تھا نوش فرمایئے ملکہ شگوفہ کو آپ کے حال زار پر رحم آیا نقب سحر دگا کر یہان لائین ہم سب نے انتہا کی شفقت کی شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر کہا ملکہ عالم کا ہم غریبون پر احسان ہی ملکہ شگوفہ تو بیقرار بیٹھی تھی بول اُٹھی صاحب کچھ احسان کی ضرورت نہین ہی آپ کچھ نوش فرمایئن مرکب مجھ سے لیجیے بتعجیل یہان سے نکلیے صبح ہوتے ہی ثانی امان قیامت برپا کرینگی آپ کی تلاش ہوگی مین چاہتی ہون آپ خیر و عافیت سے اپنے لشکر مین پہونچ جایئے اگر یاد رہے تو نامہ و پیام سے یاد فرمایئے گا شائد کبھی ملاقات بھی ہو یہ کہکر بے اختیار آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک ملکہ شگوفہ کے پاک کیے کہا اے ملکہ عالم ہمارا اس طلسم سے نکلنا دشوار ہی جب تک اس طلسم کو فتح نہ کرینگے سرحد سے اسکے قدم باہر نہ دھرینگے بعض مقدمات ایسے ہین کہ اُنکا بیان کرنا مناسب وقت نہین ہی اگر حیات مستعار باقی ہی کل کیفیت ظاہر ہوگی یا طلسم فتح ہوگا یا موت دامنگیر ہی آمادہ بدحت فلک پیر ہی اور میوہ وغیرہ کھانا تمھاری عنایت پر موقوف ہی پروردگار کی اطاعت کرو لات و منات پر لعنت کرو الغرض ملکہ شگوفہ مع کنیزون کے مطیع الاسلام ہوئی دونون کو جوش محبت شباب کا عالم دو دو جام پیئے چند باتین نہونے پائی تھین کہ ناگاہ ماہتاب عالمتاب نے حجاب برج سحر مین مُنھ چھپایا اور قیدی زندان مغرب یعنی نیر اعظم زنجیرہاے شعاع مین جکڑا ہوا فلک نیلی پر تھراتا ہوا نکلا رخ شمع پر زردی آئی مرغان سحر نے دھوم مچائی اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند
لحاف غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

رنگ روے ملکہ شگوفہ خوف سے فق ہوا ہر طرف غلغلہ ہوا تو صبح ہوگئی یہ دونون عاشق و معشوق مصروف عیش ہین مگر ہوشنگ جادو شاہزادہ نورالدہر کو قید کرکے سوئی تھی

خواب خرگوش سے بیدار ہوئی یا فتنۂ خوابیدہ جاگا حوض پر آکر منہ ہاتھ دھویا یہ نہ جانتی تھی کہ
آج زندگی سے ہاتھ دھونا ہی کہیں پر بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی جس کنیز کو نامہ دے کر خدمت
جمشید جادو بادشاہ طلسم مین بھیجا تھا وہ جواب باصواب حسب خواہش اُس ملعونہ کے لیکر
آئی بلاے ناگہانی نے صورت دکھائی ہوشنگ جادو نے فرمان شہنشاہ آنکھون سے
لگایا چوم چاٹ کر کھولا لکھا تھا اے ہوشنگ جادو خبردار خبردار نامہ دیکھتے ہی اُس جوان کو قتل
کرکے سر ہمارے پاس روانہ کرو وہ حقیقت مین طلسم کشا ہی کتاب سامری مین صاف صاف
لکھا ہی یہ مضمون فرح افزا پڑھ کر اُس بدسیر نے حکم دیا جلد قیدیان بلا کو لاؤ جلاد کو بلاؤ میدان خونی
کی بہ تعجیل تیاری ہو کنیزین دوڑکر قریب کوٹھری کے آئین قفل کھولا سر ڈالکر دیکھا وہ مکان خالی
پڑا ہی یاران سحر جلے ہوے شعلہ ہاے آتش سرکش بجھے ہوے دہنہ نقب موجود بیٹھتی ہوئین سامنے
ملکہ ہوشنگ جادو کے آئین عرض کی حضور قیدخانہ خالی پڑا ہی کوئی اُس جوان کو چھڑا لے گیا
اتنا تو ہمکو بھی ثابت ہوا کہ کسی ساحر کا کام ہی بس ہوشنگ جادو ہاے کہکر اُٹھی اور اُس مکان
مین آئی سحر کدۂ مذکور دیکھکر غصہ مین تھرائی اور فوراً نقب مین کود پڑی عقب مین چند جادوگرنیان
ملکہ شگوفہ نے گھبراہٹ مین مہرہ نقب کا نہ بند کیا تھا ہوشنگ جادو نقب کو طی کرکے باغمین
ملکہ کے آکر نکلی اور اُسوقت پہونچی کہ دونون عاشق و معشوق مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین شنگ
بن عمرو کے بی شمشاد اکڑ رہی ہین شہر نگ تانین مار رہا ہی ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہی دیکھتے
ہی ہوشنگ جل گئی وہین سے پکارا او شوخ دیدہ ننگ خاندان دھگڑے کو لیکر پہلو مین
بیٹھی ہی ارے جمشید جادو کو نہین جانتی خبردار توبہ کر اس جوان کو مجھے دے مین سر کاٹ کر
روانہ کرون پہلے تو ملکہ شگوفہ کھڑی ہوگئی دور سے ہاتھ باندھے گڑگڑا کر عرض کی نانی امان میری
خطا معاف کیجیے آپ کے نزدیک بھی یہ طلسم کشا ہی اور آپ ہی کا قول ہی کہ طلسم کشا کا قتل ہونا دشوار
ہی بس اس سے دشمنی کرنا بیکار ہی اس شیر صولت کی اطاعت کیجیے یوئے دوسو خداوند پر لعنت
کیجیے ہرچند کہ بے تمیز ہون مگر آپ کی کنیز ہون میرے حال پر رحم فرمائیے یہ سنکر ہوشنگ جادو
مثل شعلۂ آتش کے بھڑکی پکاری لو صاحبو اور سنو صاحبزادی ہمکو سمجھاتی ہین خوب باتین بناتی ہین
یہ کہکر گولہ اُٹھاکر مارا جب تو ملکہ شگوفہ نے گاتی ڈوپٹہ کی باندھی جھولی سحر کی اُٹھائی آواز دی

نا فی امان الامر فوق الادب اب آپ شاہزادہ شیر صولت کی جان کی خواہان ہین تو ہم بھی موجود ہین
سامری و جمشید رب اکبر کی درگاہ کے مردود ہین کیا خوب آپ کے خدا ہین پتھر کے پتلے بنائے اُنکو سجدہ
کیا کبھی کسی آدمی کو خدا بنا لیا استغر اللہ انھین کے ہاتھ سے دربدر خاک بسر ہی ایسون کا جہنم مین
گھر ہی مین تو مطیع الاسلام ہو چکی جان و مال سب اس شہریار پر نثار ہی یہی شیر ملقب بہ بہرام زرندہ
زہرد ناہنجار ہی یہ کہکر اُنگلی سے اشارہ کیا گولہ ہوشنگ جادو کا پھٹا زمین پر گرا لگی کنیزین ہلاک
ہوئین ملکہ شگوفہ بھی نورالدہر بن بدیع الزمان نے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر
ہاتھ ڈالا نعرہ کیا بیت نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و قہر ۔۔ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر
دیگر ہاے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ۔۔ کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند ۔۔ پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش ۔۔
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانند ۔۔ شبرنگ بن عمرو بھی تیر و کمان لیکر اُٹھا تیر سے کئی جادوگرنیون
کو مارا کبھی حقۂ آتش بازی داغ دیا کسی پر حباب بیہوشی لگایا جادوگرنیون کو اسطرح ہلاک کرتا ہی
اپنے کو بھی بچانا ضرور ہی لیکن اس ہنگامہ کو دیکھکر قلب ناصبور ہی نورالدہر بن بدیع الزمان
کے قریب جو ایک جادوگرنی آگئی چوٹی پکڑ کر ایک طپانچہ مارا سر اُسکا چنبر گردن سے اُڑ گیا
اتنے باغ آتش بہار ہوا نخل شمشاد مثل شعلۂ جوالہ پھول ہر ایک آگ کا انگارہ نہرون کا پانی
کھولنے لگا چشم حباب پتھرا گئی تپنے آگ کی چنگاریان بنگئے زمین کرۂ آہنگران قیامت کا
سامان عیان ہنگامۂ سحر گرم ہوا شگوفہ کو اب یہ مصیبت ہی کہ نورالدہر کو بچاتی ہی ہوشنگ
جادو کا سحر بھی مٹاتی ہی نورالدہر بن بدیع الزمان کو منع کرتی ہی آپ آگے نہ بڑھئیں
سینہ سپر کر رہی ہی دم محبت کا بھر رہی ہی مگر ہوشنگ بدمست ساحرہ زبردست ہی زمین باغ
کو ہلا دیا چمن ہاے گل و لالہ کو جلا دیا ایسے ایسے سحر کیے کہ ملکہ شگوفہ گھبرا گئی لڑتے لڑتے
زخمی بھی ہوئی ایک طرف شمشاد بھی شبرنگ بن عمرو کو بچا رہی ہی کہتی ہی ارے نگوڑے
تو عیار ہی کود پھاند کر بھاگ جا اپنی جان بچا مین بھی تیرے ساتھ نکل چلونگی شبرنگ بن عمرو
کہتا ہی اے جان جہان ہمارا آقا تو آمادۂ نبرد جان کا خوف ہم اپنی جان بچائین رنڈی کو
لیکر نکلجائین ہمسے یہ نہو گا شمشاد محبت مین اُسکی رونے لگتی ہی گانے پر شبرنگ بن عمرو
کے عاشق ہوئی ہی کبھی دل سے کہتی ہی او خانہ خراب کس مصیبت مین پھنسا یا عشق زلف مسلسل

محبوب مین صبح ہوتے ہی روز سیاہ کا سامنا ہوا ہاے مگر ہوشنگ جادو مہلت نہین دیتی ایک مقام پر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے ایک کنیز کو نیمچے سے قتل کیا صدائین مرنے کی جادوگرنیون کی بلند سنگ باری برف باری ہوئی ہر دور سے ہوشنگ جادو نے جو شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا دین سے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا شاہزادۂ نور الدہر لڑکھڑا کر زمین پر گرا شہرنگ بن عمرو بھی زخمی ہو کر لڑتا بھڑتا مجبور بیٹھ گیا ہوشنگ جھپٹی کہ شہرنگ و نور الدہر کو قتل کردن ملکہ شگوفہ نے جو دیکھا بجلی کان سے نکالکر پھینک ہی ہوشنگ کے سر پر برق گری سر اُس ملعونہ کا زخمی ہوا اُوچھا سا زخم کھایا برق کو کاٹا اب قیامت کے سحر کرنے لگی آتش سحر برسائی تھی ملکہ شگوفہ کا جسم پھول سے نازک چند آبلے اُس جسم نازنین پر پڑے اب بدحواس ہوئی شمشاد سحر کرتی ہوئی قریب آئی مگر اِسکا بھی پشت و پہلو زخمی عرض کی حضور موافق اپنی حقیقت کے سحر کیا اس ملعونہ پر قبضہ نہوا موت قریب ہی نہ روے رفتن نہ راہ ماندن شاہزادۂ نور الدہر اُسکے سحر مین مسحور ہو چکا اِنکا بچانا دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہی اسوقت تک اتنی مہلت ہی کہ شاہزادے کی محبت سے ہاتھ اُٹھائیے اپنی جان کو غنیمت جانیے ہمارا کہنا مانیے نکل چلیے ورنہ دم بھر مین ہم آپ بھی گرفتار ہو جائینگے جمشید جادو عذاب الیم سے قتل کریگا آپ کے دشمنون کے خون سے ہاتھ بھریگا ملکہ شگوفہ نے کہا اِی شمشاد مروت و محبت سے بعید ہی معشوق کے سامنے عاشق کا جان دینا بھی عید ہی ایسے وقت مین شاہزادے کو تنہا چھوڑون مین اُسسے پہلے جان دونگی مگر وقت وہ ہی کہ پلک جھپکانا بھی دشوار ہی ہوشنگ بلاے روزگار ہی وزیرزادی نے کہا واری اب تک تو مجکو گمان تھا کہ جب کڑی پڑیگی لڑ بھڑ کر نکلجائینگی بہر نوع اب جان پر آبنی ایک بات مجکو یاد آئی ہی ایک دن آپ اپنی نانی امان کے ساتھ خزانہ کے ملاحظہ مین مصروف تھین وہ صندوقچہ جسپر مخمل کاشانی سبز کا غلاف ہی جب آپ کی نانی صاحبہ نے اُسکو کھولا اُسمین ایک تختی مثل ستارہ سحری چمکتی تھی آپ کی نانی نے منع کیا کہ بیٹا اِسکو نہ اُٹھاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین یہ لوح محفوظ ہی جمشید جادو نے میرے سپرد کی ہی یہی باعث میری آبرو کا ہی جس شخص کے گلے مین یہ ہو اُسپر کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اُٹھ آئین اس لوح محفوظ پر قبضہ نہ کرسکین اسوقت مجکو

یاد آیا وہ تختی نکال کر شاہزادے کے گلے مین ڈال دیجیے وہ اِس حرامزادی ہوشنگ ننگ خاندان کو قتل کرینگے ملکہ اُس لڑائی مین شمشاد کے تصدق ہونے لگی کہا ای مونس وہمدم کیا بات بتائی ہی جلد لا اگر مین بھی سامنے سے ہٹ جاؤنگی تو یہ ملعونہ شاہزادے کو قتل کر ڈالیگی یہ کہکر کنجی ازاربند سے کھول کر شمشاد کو دی شمشاد نے جاکر قفل کھولا تختی نکالنے مین مصروف ہوئی یہان ہوشنگ جادوۂ سحرگر کے قریب نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچا چاہتی ہی ملکہ شگوفہ جھپٹ کر سامنے نور الدہر کے آئی سینہ سپر کرکے کھڑی ہوئی زخم کھاتی جاتی ہی مگر نہین ہٹتی ہی ہوشنگ جادو آواز دیتی ہی اری او شگوفہ تیرے دیدے سے ڈرنا چاہیے دھگڑے کے لیے جان دیگی ہٹ جا مین نے خطا معاف کی اب تجکو کچھ نہ کہونگی جمشید سے بھی ذکر نہ کرونگی شگوفہ سر ہتھیلی پر لیے کھڑی ہی کہتی ہی او لکاتہ کیا جھک مارتی ہی پہلے میرا سر کاٹ لے پھر اس شیر بیشۂ جرأت پر ہاتھ ڈالنا لاکھ جان میری اسکے ناخن پا پر سے نثار ہی جمشید حرامزادہ کیا ناہنجار ہی اب تو ہوشنگ نیمچۂ سحر کھینچکر دوڑی کہتی ہوئی کہ بھلا او چھوکری ابھی کل کا ذکر ہی کہ رو کر روٹی مانگتی تھی آج دیدے مین دیدہ ڈالکر کلام کرتی ہی سامری و جمشید سے نہین ڈرتی ہی شگوفہ نے کہا مین اُن ہیجاؤن پر لعنت کر چکی بس جیسے ہی ہوشنگ نے چاہا کہ نیمچہ مارون شمشاد آواز دیتی ہوئی خبردار خبردار مین آپہونچی شگوفہ تو سامنے سے ہوشنگ کے کود کر بھاگی شمشاد نے جھپٹ کے لوح محفوظ گلے مین نور الدہر کے ڈال دی شاہزادے پر سے سحر اُتر گیا ہاتھ پانوٴن مین طاقت آئی تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پکڑ کر اُٹھا ہوشنگ چاہتی ہی شگوفہ کو روکے شاہزادہ نعرہ کرکے بیچ مین آیا سینۂ ملکہ پر سپر کر دیا اسکا نیمچۂ سحر شاہزادۂ نور الدہر پر پڑا کچھ تاثیر نہ کی جسم پر سے اُچٹ گیا بس نور الدہر نے خبردار خبردار کہکر نعرہ کیا تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کو چمکایا ہوشنگ سمجھی کہ میرے سحر سے شگوفہ نے اسکو بچا لیا ہی یہ غیر ساحر میرا کیا کر سکتا ہی جیسے ہی نور الدہر نے ہاتھ مارا ہوشنگ نے کلوا بھیرون کا نام لے کر خود اپنا سر آگے کر دیا نیمچۂ خاراشگاف جو سر نحس پر پڑا دو ٹکڑے ہوے لاشہ تڑپنے لگا دھوان چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی وہ آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا چھا گیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا دشت کے شیرون کو خوف سے غش آگیا بعد عرصۂ دراز کے

آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا ہوشنگ جادو تھا آخر سرکشی کا یہی انجام ہوا بعد لمحہ بھر کے روشنی ہوئی کنیزان ہوشنگ جادو نے دیکھا کہ ہماری بی بی کا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر گیتی ستان شیرانہ لڑ رہا ہے کنیزون مین جادوگرنیون مین صدائے الامان الامان بلند ہوئی سبھون نے دست بستہ آواز دی ملکۂ عالم جیسے آپ کی نانی کے ملازم تھے اب آپ کے تابعدار ہین ہم غریبون کو بچائیے نور الدہر نے ہاتھ روک لیا ملکہ شگوفہ کو بھی منع کیا سب دوڑ کر قدمون پر گرین خوشی سے مطیع الاسلام ہوئین اب ملکہ شگوفہ مع کنیزان ماہ رخسار اور مع ملازمان ہوشنگ جادو بارہ سو جادوگرنیان اُس باغ مین جمع ہوئین باغ مین پھر بہار آئی چہرہ ملکہ شگوفہ کا مثل گل شگفتہ ہوا ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیکر خوشی خوشی بارہ دری مین آئی سب کی زخمد وزی ہوئی ٹپیان مرہم کی چڑھ گئین شمشاد وزیرزادی منظور نظر شبرنگ بن عمرو نے بہ تعجیل تمام صحبت عیش ونشاط آراستہ کی شاہزادہ مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا ایک طرف ملکہ شگوفہ جادو آکر بیٹھی شمشاد نے شبرنگ سے کہا نگوڑے اب تو کوئی غزل سُنا شبرنگ بن عمرو نے کہا جان جہان جب شب کو ہم تم تنہا ہونگے غزل ٹھمریان بڑے بڑے راگ سنائینگے شمشاد نے ایاے دہتر ہا اکہ مسخرے پھر مجھسے ایسی باتین شروع کین مین پھر تجھ سے کبھی بات نکرونگی اب تو خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا دور دل کا رنج وملال کیا شبرنگ بن عمرو نے کہنے سے شمشاد کے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

دل نے جو کرم کی اک نظر کی
دل چپ ہے کہ مین کہون کدھر کی
ملتے ہی سے اُسنے ہاتھ اُٹھایا
اللہ رمی کمی تری نظر کی
احسان ہے آہ نیم شب کا
تم بھولے ہو راہ کسکے گھر کی
سنتے نہین کوئی کچھ سنائے

مالک ہوئی آنکھ خشک و تر کی
کیون راہ تباہی انکے گھر کی
خوبی یہ دعاؤن کے اثر کی
کھوئے گئے میرے ہوش رفتہ
تصویر کھنچی ہے اُس کمر کی
ناصح یہ خدا کرے کسی شب
کانون کو لگی ہے لو کدھر کی

باتین نہین یان ادھر اُدھر کی
کچھ کہتی ہے چال نامہ بر کی
کچھ آنکھ مین ہم تری نہ ٹھہرے
یہ بے خبری تری خبر کی
کھوئے ہوئے سے ملے ہو مجکو
آجائے بلا اِدھر اُدھر کی
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر

جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی
دیکھے گا مرے جگر کو کیا غیر
شاگرد ہی چشم فتنہ گر کی
آنسو تو کوئی نکالنے دو
کیا لالی ہی خبر دل و جگر کی
دیکھا تھا مری تڑپ کو تمنے
یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
الفت مین خدا و بت کے ہی فرق
رکھتے ہی قدم زمین سر کی
بگڑے شب وصل بھی یہ آ کے
اپنی انھین آپ ہی خبر کی

ای چرخ تھمی نہ گردش بخت
او جھڑ نہ رکے گی اُس سپہر کی
جس قصد سے چاہو مجھ تک آؤ
حسرت یہ نہین ہی چشم تر کی
رکھتی ہی جو کچھ بھی غیرت ای آہ
کچھ بڑھ گئین شوخیان نظر کی
حور اور ہمین ملے نہ زاہد
خالق ہی وہ خیر کی نہ شر کی
بنجا کہین بند ہو کے ای آنکھ
تھی شام سے آرزو سحر کی
گرمی ہی جلال کی تپش مین

ہی یاد کچھ اپنے ہمسفر کی
شوخی کرے کیون نہ گردش دہر
چتون نہ چھپے گی خیر و شر کی
ای درد تر قیسان ہون تیری
شرمندہ نہ ہو ہیوا اثر کی
خط دینے گیا تھا انکو دی جان
لونڈی ہی بلاکشون کے گھر کی
کیا کھچتی ہی یار کی گلی دور
صورت کسی بیوفا کے در کی
قاصد بھی گیا تو بیخودی کو
تپتی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

مگر شمشاد وزیرزادی نے پلٹ کر جو دیکھا ملکہ شگوفہ جادو کے ہچکی لگی ہوئی ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے اشارہ کیا ملکہ کا غم و ملال اور دو چند ہو گیا برائے خدا ذرا سمجھائیے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے رول اپنے دامن سے اشک ملکہ شگوفہ کے پاک کیے فرمایا کیون ملکہ خیر ہی شمشاد بھی ملکہ کی بلائین لینے لگی کہا ملکہ کا نام لیجیے ملکہ نے کہا بی شمشاد تمکو گانے کی پڑی ہی ہمارے کلیجہ پہ چھری پھر رہی ہی اے شہریار خدا کے واسطے اس جلسہ وغیرہ کو آگ لگائیے جلد ہی تخت پر سوار ہو بیٹھے ہم آپ سب ملکر یہان سے نکل چلین ورنہ دم بھر مین قیامت برپا ہوا چاہتی ہی ہوشنگ کا مارا جانا کچھ اچھا نہوا جمشید جادو کے دربار مین ایسے ایسے سردار بلائے روزگار ہزارون ہین یہ خبر مخفی نہ رہیگی وہ بادشاہ طلسم ہی معلوم ہو جائیگا کسی ساحر زبردست کو روانہ کریگا فوراً ہمکو اور آپ کو گرفتار کر لیجائیگا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا کہ ملکہ مین تو یہان سے قدم نہ ہٹاؤنگا اب تو شب ہو گئی ہی صبح کو راستہ بتا دینا مین خود یکہ و تنہا دربار جمشید مین جاؤنگا ایک یار صادق حجت اتفاق وہان قید ہی اُسکے واسطے دل تڑپ رہا ہی اگر اُسکی تدبیر نہ کرون تمکو کیا امید ہو گی بیت

ہے سنے اپنے کو بلا مین پھنسایا اٹھارہ سو ملک کی سلطنت پر لات ماری اسکا مبتلاے بلا ہونا مجھ
جھریان جل رہی ہین ہڈیان آتش فراق سے جل رہی ہین ملکہ نے پوچھا وہ کون صاحب ہین
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی ملکہ مخمور سرخ چشم کا
ذکر اسطور سے کیا کہ اہالیان صحبت رونے لگے طرز کلام سے ملکہ شگوفہ کو صاف ثابت ہوا کہ
ملکہ مخمور سرخ چشم پر بمدت مدید سے عاشق ہین اُسکا فراق اُنپر شاق ہے دیدۂ دل اُسکے
جمال کا مشتاق ہے بس بے اختیار سر جھکا کر دل سے کہتی ہے اے شگوفہ یہ کیا ستم ہوا اب قلب
ناصبور بہجوم رنج والم ہوا یہ جوان شیر صولت رستم ہیبت ملکہ مخمور سرخ چشم کے عشق مین
مبتلا ہے فی الحقیقت وہ حسن وجمال مین یکتا ہے دیکھیے پھر کیا گذرتی ہے یہ جو خیال کیا چشمہ چشم سے
قلزم محیط موجزن ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اشکون کو دامن سے پاک
کیا کہا ملکہ رونا بیکار ہے اس مقدمہ مین تمکو ناحق اسرار ہے ہم لوگ پابند وضع ہین جس سے جو عہد
کیا تا مرگ یاد رکھین گے تمکو کسی حال مین نہ بھولینگے اُسکا رتبہ اُسکے ساتھ ہی تمنے بھی جان بخشی
کی ہے زندگی بھر اس احسان کو نہ فراموش کرینگے اگر حیات مستعار باقی ہے بعد فتح طلسم جمشید
تمسے آکر ملین گے بعنایت باغبان قضا وقدر پھر غنچہ آرزو کھلین گے مگر مین کسی طرح رک نہین سکتا
طلسم جمشید مین بخدا ضرور جاؤنگا یا تو تم اسی مقام پر بسر کرو یا نامہ لکھدون میرے لشکر مین
چلی جاؤ وہان میرے جد عالی تبار عم نامدار سرداران ذیوقار موجود ہین سب تمکو آنکھون پر
بٹھائینگے بلکہ تمھارے جانے سے اور فرزندان صاحبقران بھی میری تلاش مین آئین گے
ملکہ نے دونون ہاتھون سے منھ پیٹ لیا کہا کیون حضور ہمنے آپ کی محبت مین گھر بار تج دیا
بانی کو قتل کیا اُسکا انجام یہی ہے کہ آپ تو اتنے بڑے مقام پر جائین ہم اپنی جان بچائین ہمتو آپکو
یہان سے نہ جانے دینگے یا ہمکو اپنے ساتھ لشکر مین اپنے لے چلیے وہان ہمکو چھوڑ کر پھر آپکو
اختیار ہے یا اپنے دست زبردست سے ایک ہاتھ لگا دیجیے اس کشاکش سے چھوٹ جائین
قبر مین پانون پھیلا کے چین سے سوئین آرام پائین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا واہ ملکہ یہ روے سیاہ جاکر بھائی بھتیجون کو دکھاؤن علاوہ مخمور سرخ چشم کے
قوت بازو میرے بلکہ عاشق صادق صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پروار بھی

یقین ہی کہ اسی طلسم مین قید ہون جب دادا جان سنینگے کہ اپنے سردار کو قید کرا کے چلا آیا منھ کو نہ دیکھین گے نظرون سے گرا دینگے اسی دربار مین ایک سے ایک شہ ہی جرأت و شوکت مین بے نظیر صاحب سیف و شمشیر سرکردۂ بہادران شاہزادہ ایرج نوجوان وہ طعن و تشنیع کریگا دربار مین بیٹھنا مشکل ہوگا مین بجد طلسم جمشید مین جاؤنگا خدا چاہیگا تو فتح کرکے پلٹونگا جب شاہزادے نے قسم کھائی اور یاد مین ملکہ مخمور کے یہ غزل زبان پر جاری ہوئی غزل

راز الفت نہ کرینگے کبھی افشا عاشق
اپنے معشوق کو کرتے نہین رسوا عاشق

اُس گلِ حسن کو دل دیکے مین پھل پاؤنگا
دیے سمجھتے ہین ثمر نخل تمنا عاشق

عشق جب اپنا جتاتا ہون تو فرماتے ہین
اس زمانہ مین ہنین کوئی کسی کا عاشق

سیر منظور ہو گر آپ کو جانبازی کی
ابھی سر کاٹ کے دکھلا دین تماشا عاشق

رو کے کس ناز سے کہتے ہین جنازہ پہ مرے
اُٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا عاشق

دل ہی مجھ مست کا دیوانۂ چشم ساقی
اس خرابات مین ہی جام پہ مینا عاشق

یاد کاکل مین شب ہجر سحر ہو کیونکر
تیرہ روزی پہ مری ہی شب یلدا عاشق

جام سان چور رہا کرتی ہی مستی مین مدام
جام ساقی پہ ہی کیا نشۂ صہبا عاشق

حال موسیٰ کا نہین آنکھ سے دیکھا شاید
کسکے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق

جان پا جاتا ہی دو باتون مین ہر دل مردہ
اس تکلم پہ ہی اعجاز مسیحا عاشق

تیری بازار محبت کا نرالا ہی چلن
مول پان لیتے ہین سر بیچ کے سودا عاشق

ہمسے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلائین مزا
مالدارون پہ عبث ہی زنِ دنیا عاشق

طوطی گلشن اعجاز ہی تیرا خط لب
ہمتو کیا دیکھین تو ہون خضر و مسیحا عاشق

شہزنگ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ اب کچھ نہ کہو یہ جو زبان سے کہتے ہین وہی کرتے ہین ملکہ نے کہا بھیا واہ تم بھی مجھی سے کہتے ہو للہ شاہزادے کو سمجھاؤ شہزنگ نے کہا ملکہ مین انکے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا سایۂ دامن دولت مین پرورش پائی مزاج سے بخوبی آگاہ ہون کیا سمجھکے کہون اُسوقت شمشاد نے ملکہ کے چٹکی لی اشارے سے کہا ذرا الگ چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی ملکہ فوراً اٹھکر ساتھ شمشاد کے دوسرے کمرے مین آئی شمشاد نے کہا آپ کیون انسے زبان

لڑاتی ہین مین نے تدبیر کری ہے نہ گھبرائیے چلکر رقص شروع کرئیے کچھ حیلہ کرکے لوح محفوظ انکے گلے سے اُتروا لیجیے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھیے چپکے چپکے سحر کرکے سردار و عیار دونون کو بیہوش کیجیے تخت پر ڈال کر نکل چلیے جب سرحد طلسم سے نکلجائینگے انکو ہوشیار کیجیے گا آپ کا کیا کرینگے لکڑہی کے چور کو کوئی کٹاری سے نہین مارتا چیخین گے غل مچائین گے آخر اپنے لشکر مین چلنا قبول کرینگے ملکہ کو یہ صلاح پسند آئی شمشاد کو گلے لگا لیا کہا کیا معقول بات کہی اب شاہزادی اور وزیرزادی دونون ہنستی ہوئین آکر مسند پر بیٹھین کہا گائنون کو بلاؤ نورالدہر سے کہا ای شہریار جو آپ کہین گے وہی کرین گے کل صبح کو آپ طرف طلسم جمشید کے جائیے گا ہم اسی باغ مین رہینگے جب آپ طلسم فتح کرکے آئیے گا آپ کے ساتھ ہوین گے مگر لوح محفوظ گلے سے اُتار دیجیے لائیے رومال مین لپیٹ کر رکھ لین نورالدہر نے فوراً گلے سے اُتار کر ملکہ کو دے دی ملکہ نے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لی چپکے چپکے سحر کیا نورالدہر اور شبرنگ بیہوش ہوئے بس اُسی وقت فوراً چند تخت سحر تیار کیے ایک پر نورالدہر اور شبرنگ کو ڈال لیا باقی تختون پر کنیزون کو سوار کیا جو اسباب لائق اُٹھانے کے تھا لے لیا باقی وہین چھوڑا مع بارہ سو جادوگرنیون کے تخت اُڑاتی ہوئی ایک جانب روانہ ہوئی انکو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان لشکر اسلام کے آنا ارکان کوہی برادر فولاد فولادشکن اور زخمی ہونا ایرج نوجوان کا اور مرکب کا نکال لیجانا زخمداری مین طرف صحرا کے اور پھر قید ہونا ایک ساحرہ کے ہاتھ سے اور آکر رہا کرنا ملکہ بران شمشیرزن کا ایرج نوجوان کو اور جانا ایرج کا بھی طرف طلسم جمشید کے ساقی نامہ

لا جلد پلا کہ ہر ہی ساقی
نہ رند ہین اب نہ جمگھٹا ہی
آرائش میکدہ ذرا کر
ساغر بھر بھر کے اب پلائین
گلشن مین نئی بہار آئے

جو کچھ ہو شراب باقی ساقی
کیون جام و سبو الگ پڑے ہین
رکھ شیشہ مین مے تو بھر برابر
وہ بادہ پلا خمار ہو اب
غنچہ ہر ایک مسکرائے

سُونا ترا کیون یہ میکدہ ہی
کیون ۔ ند ادھر اُدھر کھڑے ہین
آواز دے میفروش آئین
یان خون کا آبشار ہو اب
اب تو بھی ادائین ای صبا کر

خندان ہون گل بھی کھل کھلا کر	آگے ہے وہ داستان رنگین	ہین جسمین شگفتہ سب مضامین
احوال طلسم اب سنا ہے	خامہ مرا جنگ کر رہا ہے	ہے کوئی رہا تو قید کوئی
صیاد کوئی ہے صید کوئی	ہر طرح قمر کو آج جودت	ہے اوج پہ آفتاب شوکت

شہسواران عرصۂ جانبازی و یکہ تازان معرکۂ سرفرازی توسنِ کلک کو میدان جنگ طلسم مین یون جولان کرتے ہین بیت مورخ جو ہین دہر مین باہنر ٭ وہ دیتے ہین اس داستان کی خبر جبکہ فولاد فولاد شکن ہاتھ سے ایرج تیغ زن کے واصل جہنم ہوا ہمراہ ملکہ سمن عذار صنوبر قد ایرج نوجوان کا عقد ہوا گوہر مراد حاصل کیا اُسکے بطن سے ایک شاہزادہ شیر دل پیدا ہوگا کہ ذکر اُسکا انشاء اللہ تعالے بشرط حیات تورج نامہ مین تحریر ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان برائے نور الدہر بن بدیع الزمان متردد ہین کہ نہین معلوم اُس شیر بیشۂ جرأت پر کیا گذری بلاکر خواجہ [illegible] سے پوچھا عرض کی اے شہریار عنایت سے پروردگار کی خانۂ حیات تو معمور ہے شکل فرح تو ظاہر ہے صاحبقران اس ذکر مین تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ارکان کوہی بدعوی خون فولاد فولاد شکن اپنے ملک سے لشکر لقا مین آیا ہے اُسنے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ معرکہ آرائے نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان طبل سکندری پر چوب پڑی سرداران نامی و پہلوانان گرامی و غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کو معلوم ہوا کہ کل لشکر لقا سے جنگ ہے لشکر ظفر اثر مین تیاری ہونے لگی چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی خسرو خاور راصد کرّ و فر بافوج و حشم ضیا شعاع لیکر تخت فلک نیلی پر جلوہ افروز ہوا لشکر جانبین کے میدانِ کارزار مین آکر ٹھہرے بعد صفوف آرائی ارکان کوہی قریب تخت لقا حاضر ہوا عرض کی یا خداوند شعلہ قتل برادر کلیجہ مین بھڑک رہا ہے فولاد فولاد شکن وہ پہلوان تھا کہ جسکے ہیبت شمشیر سے سرداران زبردست تھراتے تھے اگر صحرا مین جاکر نعرہ کرتا تھا شیر دن کو غش آتے تھے نہین معلوم کیا افتاد پڑی وہ اس طرح قتل ہوگیا یا تو کسی مجمع مین پھنسا ہوگا یا مسلمانون نے از روے بلوہ مارا ہوگا بختیارک نے کہا اے ارکان ہمکو بھی یقین ہے کہ رکن اعظم کوہستان گرگیا مگر مسلمانون کا یہ دستور نہین ہے کہ ایک سے دو ملکر مقابلہ کرین وہ تو اپنے خویش کے ہاتھ

مارے گئے بموجب مثل کردنی خویش آمدنی پیش ٭ ارکان تو سارا حال سُن چکا ہی کہا ای ملک جی ان باتون سے کیا فائدہ ہی میرے بھائی کے قاتل کا نام تبائیے پھر تماشا دیکھیے آج میدان مین اُسکو قتل کرلون پھر یکہ و تنہا لشکر مین مسلمانون کے گھس جاؤنگا اُس گیسو بریدہ کی چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا لاؤنگا بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہی سمجھانا ہمارا کام ہی اُسکا ایرج نوجوان نام ہی اور شوم دست لقب ہی اپنے چھوٹے سے مقابلہ کرنا کیا ضرور ہی وہ پرورش کردہ ہمارے شہنشاہ اوج و ماہ فلک خنجر گندری کا ہی ارکان نے کہا اب مجھکو آپ ڈراتے مین اُس جوان کو ضرور قتل کرونگا یہ بھی سن چکا ہون کہ قدرت کا نواسا ہی مگر ملک جی یہ تیغہ خونخوار اُسکے خون کا پیاسا ہی بختیارک نے سر جھکایا چپکے سے کہا انکی قضا آئی موت سر پر کھیل رہی ہی لقا نے کہا ای پہلوان دوران تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا ارکان کو ہی گینڈے کو اُڑا کر چلا بختیارک کہ رہا ہی یا خداوند یہ ابھی لقمۂ شمشیر آبدار ایرج شیردل ہوگا تخم بغض و حسد سے ثمر اسکو نہ حاصل ہوگا اور جو سردار قریب کھڑے تھے صاحبان عقل و فطرت اُنھون نے کہا صاحبو مقام عبرت ہی مثل فولاد فولاد شکن یہ بھی بہت غرور کرتا ہی سنگ عداوت چشم زدن مین ایسے صاحبان نخوت کا سر چور کرتا ہی فولاد بھی اسی غرور مین مارا گیا یارو دنیا مقام عبرت ہی محل راحت نہین ہی کیسے کیسے صاحبان شوکت خاک مین مل گئے سکندر و دارا و کیقباد کیا ہوئے

نظم

عجب نادان ہین جنکو ہی عجب تاج سلطانی　　فلک بالِ ہما کو پل مین سونپے ہی مگس رانی
نہین معلوم اُسنے خاک مین کیا کیا ملا دیکھا　　کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی
ہماری آہ دل تیرا نہ نرمائے تو یا قسمت　　وگرنہ دیکھ آئینہ کہ پتھر ہوگئے پانی
تری زلفون سے اپنی روسیاہی کہ نہین سکتا　　کہ ہی جمعیتِ خاطر مجھے اُنکی پریشانی
زمانے مین نہین کھلتا ہی کار بستہ حیران ہون　　گرہ غنچہ کی کھولے ہی صبا کیونکر بآسانی
جنون کے ہاتھ سے سر تا قدم کاہیدہ تنہا ہون　　کہ اعضا دیدۂ زنجیر کی کرتے ہین مژگانی
نہ رکھا جگ مین رسم دوستی اندوہ روزی نے　　مگر زانو سے اب باقی رہا ہی ربط پیشانی
خدا کیواسطے باز آؤ اب ملنے سے خوبان کے　　نہین ہی اسنے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی

ہر شخص کو غرور ارکان کا ناگوار ہوا مگر ارکان گینڈا کوہیکا کے میدان مین آیا فنون سپہ گری
دکھلا کر آواز دی کہان ہے قاتل میرے بھائی فولاد فولاد شکن کا یہ کلمہ زبان سے ارکان
کے ہنوز ناتمام تھا کہ ایرج نوجوان نے صف سے مرکب نکالا قریب تخت شہنشاہی آکر
اجازت خواہ ہوا جام کلاہ عفریت مرحمت ہوا ایرج نوجوان نے جام شربت جرأت نوش فرما کر
پشت مرکب کرہ بن اشقر پر سوار ہوا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا کوہ سرین کو کفل تھوتھنی غنچۂ گل سنبل
پیچان کاکل دور دہ خوبیان سو سو نظم

زیر ران ہے جو ترے رخش فلک سیر شہا
ہے وہ محبوب کہ جسے کہیے نہایت اجمل

شکل کیا اُسکی بتاؤن کہ بسے شوخی سے
دائرے بیچ مقدر کے نہین پڑتی کل

اُسکی سرچوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے
زلف معشوق نے دیکھے سے کلیجا دسیل

بزغۂ وگام سے ماہر ہے کچھ اُسکی رفتار
ہے چھلاوے کی طرح چال مین اسکی چھل بل

جست وخیز اُسکی بیان کیجیے گر پیش حکیم
اعتقادات حکیمانہ مین آجاے خلل

اُسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ
نسبت اُسکی فرس ایسا کہ جسے کہیے اجل

ارکان کوہی نے جو اُس شہسوار عالی وقار کو بصد صولت وشوکت آتے ہوے دیکھا آتش
شعلہ رخسار سے جل گیا غصہ مین قلب سے دھوان نکلا اس خیال سے کہ اُسنے میرے بھائی کو
مارا بھتیجی کو نکال لے گیا اس ظالم کے سبب سے بدنام ہوے نگاور کا بھی قصد نہ کیا بڑھ کر نیزہ
مارا ایرج نوجوان نے جو خلاف قاعدہ دیکھا نعرۂ شیرانہ کر کے نیزے کو توڑ ڈالا اُسنے غصہ مین
ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا کرہ بن اشقر کو بڑھایا منظور یہ
کہ زیر بغل جا کر تلوار چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھاؤن مگر اتفاق قضا وقدر گھوڑے نے
سکندری کھائی سپر سر سے ہٹی جھڑپ مین خود سر سے گرا تیغہ ارکان کوہی کا چل گیا
سر پر شاہزادے کے زخم کاری آیا غصہ مین گھوڑے کو سنبھالا تیغہ دودمۂ سکندری کو کھینچا
زخم سر بائین ہاتھ سے تھا بنا لبسٹ کے ہاتھ مارا ارکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مثل
برق کے تیغہ گرا سپر کے دو ٹکڑے دیکھنے والون نے دیکھا یا تو برق شمشیر قبہ سپر پر چمکی تھی یا
زیر تنگ پہونچی زمین سے گرد اڑی ارکان کوہی مع گینڈے چار ٹکڑے اُسکے افسرون نے

گریبان چاک کیے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے بختیارک نے بھی منع کیا کہ یارو کیون روتے
ہو مغلوبہ کا سامان نہ کرو آقا تمھارا ایک تھا تو وہ ہو گئے مگر اُنھون نے نہ مانا ایرج نوجوان
کو دو لاکھ کوہیون نے گھیر لیا اِدھر سے صاحبقران و سرداران ایرج نوجوان نعرے کرکے
آگئے مگر زخم ایرج کا کاری تھا ضبط نہوسکا غش آنے لگا مغلوبہ مین لڑتے لڑتے تلوار نیام
مین کی ہاتھ گردن مرکب مین حمائل کیے گھوڑے نے مالک کو سُست پایا میدان جنگ سے
لے نکلا بختیارک نے طبل امان بجوا دیا صاحبقران جب پلٹ کر قریب بارگاہ پہونچے جواہر
بن عمرو نے بڑھ کر عرض کی ای شہریار ایرج کو زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا صاحبقران
کو انتہا کا ملال ہوا شتر سوار سانڈنی سوار براے تلاش روانہ کیے مگر شاپور شیر دل بدحواس
ہو کر اپنے آقا کی تلاش مین چلا اُدھر مرکب ایرج نوجوان کو عالم غش مین لیے ہوئے ایک صحرا
مین پہونچا مرکب نے جھیل پر پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ ماہ اوج صاحبقرانی زین سے
بروے زمین گرا مرکب لبوط محبت گرد پھر رہا ہی کبھی زبان سے زخم چاٹتا ہی کہ آقا میرا
اُٹھے مگر یہ بیہوش و مدہوش ہین قضاے کار افلاک کوہی واسطے شکار کے صحرا مین آیا
اُسکے ملازمون نے دور سے دیکھا کہ ایک ماہ تابان دریاے خون مین نہایا ہوا زمین پر پڑا
ہی افلاک کوہی سے کہا وہ گینڈا بڑھا کر زیر نخل آیا دیکھا کہ قبضہ ہاتھ مین سر زخمی مگر لاکھون
روپے کا جواہر خرافت پر آراستہ و پیراستہ افلاک کوہی کو نہایت ناگوار ہوا کہا یہ جوان کوئی
تاجر ہی قزاقون نے قصد لوٹنے کا کیا مگر یہ جوان خوب لڑا اسکو اُٹھا کر لے چلو جب اسکو
ہوش آئیگا پتہ نشان پوچھ کر قزاقون کو گرفتار کرونگا شہزادے کو اُٹھوایا مرکب کو ساتھ لے لیا
اپنے قلعہ افلاکیہ مین آیا ایک مکان عمدہ نہایت معقول فرش و شیشہ آلات سے آراستہ
اُسمین لاکر ایرج کو چھپرکھٹ مین لٹایا جراح بلایا زخم دوزی کرا کر پٹیان مرہم کی چڑھا دین
بعد دوپہر کے شاہزادے کو ہوش آیا سرہانے اپنے ایک پہلوان کو پایا پوچھا یہ کون مقام
ہی افلاک کوہی نے کہا اے جوان تیرا مرکب بھی موجود ہی سلاح بھی حاضر ہی مین نے جنگل
مین آپ کو زخمی پایا قلعہ مین اُٹھا لایا کہان تلوار چلی کس کے ہاتھ سے زخم کھایا یا راہ مین
قزاقون نے گھیرا تھا ایرج نوجوان سے ضبط نہوسکا کہا قزاقون کی کیا لیاقت تھی

کر جو ہمسے آنکھ ملاتے مگر ارکان کوہی بھائی فولاد فولاد شکن کا لقا کی مدد کو آیا تھا مقابلہ پڑا
اُسنے ہاتھ مارا مین زخمی ہوا اُسکی قضا تھی میرے ہاتھ سے مارا گیا زخمداری مین تھوڑا اسطرف
نکال لایا افلاک کوہی کو سناٹا آگیا یہ کوہی سب آپسمین ایک ہین یہ بھی ارکان کوہی و فولاد
فولاد شکن و سلیمان عنبرین موے کوہی کا عزیز دار ہی حیران ہی کہ اب مین کیا کرون اگر گرفتار
کرون تو جرأت مین فرق آتا ہی اگر رہنے دون باعث بدنامی اہل برادری کے خلاف ہوگا مگر
چونکہ بہادر ہی خیال مین آیا کہ جری کے ساتھ برائی کرنا ایسے وقت مین سراسر خلاف ہی اگر جب
صحت پا جائیگا اپنے لشکر کو چلا جائیگا لشکر مین حمزہ کے مجمع بہادران ہی اُس بیشۂ شیران مین
ما بدولت کا بھی ذکر آئیگا یہ سوچ کر کچھ نہ کہا جواب دیا کہ اے شہریار لڑائی مین یہی ہوتا ہی چند
خدمتگار خدمت شاہزادے کے چھوڑ کے آپ دربار مین آکر بیٹھے رفقا سے کہہ رہا ہی یارو تم
سمجھے یہ جوان نبیرہ صاحبقران قاتل فولاد فولاد شکن و ارکان کوہی یہی غیر ہی ایرج نوجوان
نام انتہا کا دلیر ہی بھائیو مین اسکی دل و جان سے خاطر کرونگا بلکہ اگر امتحان پر راضی ہوگا
نیمچہ وغیرہ مین امتحان کر کے خداوند لقا کو سجدہ کراؤنگا اور قصد یہ ہی کہ اسکو مطیع کر کے
بادشاہ کرون خود سپہ سالار بنون سب جواب دیتے ہین حضور یہ تو مناسب ہی اسصورت
مین آپ کا بڑا نام ہوگا یہ باتین کر رہا تھا کہ خدمتگار نے بڑھ کر عرض کی جلد تخلیہ کیجیے ملکہ
شوخ چشم جادو تشریف لاتی ہین افلاک کوہی گھبرایا جلد تخلیہ کیا شوخ چشم جادو کو بلایا یہ
سے ملکہ شوخ چشم جادو سے اور افلاک کوہی سے آشنائی ہی ہمیشہ آتی جاتی ہی آکر پہلو مین
افلاک کوہی کے بیٹھی باتین ہونے لگین دو دو جام شراب کے پیے مگر افلاک کوہی کو جرأت
پر ایرج کی ایک محبت ہوگئی تھی دل سے کہتا ہی کہ اس جوان نے کچھ خوف نہ کیا مفصل اپنا
حال بتا دیا ایسے شیر کسیکو ملتے ہین لہذا تھوڑی دیر پہلو مین شوخ چشم کے بیٹھتا ہی یہ کہکر چلا جاتا ہی
ملکہ مین آتا ہون وہان جا کر ایرج کے زخم وغیرہ کو دیکھکر پھر چلا آتا ہی شوخ چشم نے پوچھا
اے افلاک آج تو متوحش کیون ہی بدحواس جاتا ہی پھر آتا ہی افلاک نے کہا اے جان جہان کیا
کہون عجب طرح کے تردد مین ہون نبیرہ صاحبقران ایرج نوجوان زخمی ہوکر میرے حوالی
مین آیا مین اُسکو سوداگر جان کر اُٹھا لایا زخمدوزی کی قصر عالی مین جگہ دی جب وہ ہوشیار

ہوا مین نے نام پوچھا ایسا بہادر ہی کہ اُسنے صاف نام اپنا تبلا دیا کئی بھائی میرے اُسکے ہاتھ سے
قتل ہوے ہین اب اگر اُسکو آزار پہونچاتا ہون تو زمرۂ مردانِ عالم سے نکلا جاتا ہون اگر زیادہ
خدمت کرون سلیمان عنبرین موے کو ہی کو خبر پہونچے وہ برادری مین حقہ پانی بند کرادے
اب مین نے یہ سوچا جب صحت پائیگا کچھ لوگ ساتھ کرکے اُسکے لشکر مین پہونچوادونگا یہ سنکر
شوخ چشم کو غصہ آیا کانپنے لگی کہا او ظالم دشمن خداوند لقا کو تو نے اپنے گھر مین جگہ دی ہی
علاوہ اِسکے افراسیاب کا دشمن ہی واسطے ساحرون کے رہزن ہی طلسم آئینہ اسی ظالم نے
درہم وبرہم کیا جسر وزا ِسنے طلسم آئینہ فتح کرکے ملکہ آئینہ جادو کو مارا ہی طلسم آئینہ کی قلعی
کھل گئی ہر ساحرہ کو حیرت تھی یہ جوان فخر سکندر ودارا ہی بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہی
اُسی دن سے تباہ ہون خاص سکونت میری طلسم آئینہ مین تھی جلد اُسکی مشکین باندھکر میرے
سامنے لا مین خدمت مین شہنشاہ ہوش ربا کی روانہ کرون از سرنو کسی ملک مین جاکر آباد
ہون سلطنت ملے پریشانی دفع ہو یہ سنکر افلاک کوہی گھبرا گیا اور کہا ای ملکۂ عالم ایسا کلمہ
زبان سے نہ کہو ای شوخ چشم مجھے اُسکی صاف گوئی پر محبت ہوگئی بے دیکھے اُسکے ہین
ہین بڑا جوان خوشرو صاف گو صاحب سطوت وصولت اُسکے آنے سے میرا گھر روشن
ہوگیا کچھ کچھ اُسکے زخم بہ اندمال پہونچے ہین دو چار دن مین اُسکا امتحان کرونگا وہ بڑا منصف
مزاج ہی اگر زیر ہوگا تو ضرور خداوند لقا کو سجدہ کریگا اور اگر مجھپر غالب آیا تو مین بھی بہت
اُسکی اطاعت کرونگا غلام حلقہ بگوش ہونگا شوخ چشم نے کہا کہ اب تیری قضا آئی بس
اسی مین بہتر ہی کہ اُٹھ اور مشکین باندھکر میرے سامنے لا ور جو تامل کیا تو قسم ہی سامری کی
قیامت برپا کرونگی میرے روبرو کہتا ہی کہ مسلمان کی اطاعت کرونگا افلاک کوہی نے کہا
ای شوخ چشم جہان اُسکا پسینہ گریگا مین اپنا خون گراؤنگا مین اپنے گھر مین اُسکی ذلت نہ
گوارا کرونگا بڑا خداوند لقا کا پاس ہی جادو کشکر پہ جاکے لڑو بڑے بڑے جادوگر میان افراسیاب
کے یہان سے آئے لیتم کندہ ہنوئی گتے کی موت مارے گئے شوخ چشم غصہ مین آکر اُٹھنے لگی
افلاک نے کہا کیون کہان چلین شوخ چشم نے کہا مردوے تو تو دیوانہ ہوا ہی سودائی ہی
بیہودہ بکتا ہی مین تجھے ہمیشہ بیوقوف جانتی رہی تیری بات کا کیا اعتبار ہی مین جاکے ابھی اُسکی

مشکین باندھے لاتی ہون تو اس بات مین دخل نہ دے اگر وہ تجھ سے فریاد کرے کہنا تتنے طلسم آئینہ مین انکے عزیزون کو مارا یہ تمکو پکڑے لیے جاتی ہی مین کیا کرون افلاک نے کہا کہ ملکہ پہلے مجکو قتل کرلے تب وہان جانا خبردار میرے مہمان کو ہاتھ نہ لگانا شوخ چشم اُٹھی افلاک تو قریب بیٹھا تھا تیغہ کھینچکر ہاتھ مارا شوخ چشم کے سر پر پڑا سر زخمی ہوا اگر سحر کرکے جست نہ کرے تو وہین پر کامے ہوتے شوخ چشم غلطک مارکے الگ جا گری اُٹھتے اُٹھتے آواز دی دو موئے مونڈھی کاٹے تیرے ہاتھ کاٹون تجکو اندھیری گور مین سلاؤن مار ہی ڈالا ہوتا افلاک تلوار ٹیک کے اُٹھنے لگا شوخ چشم نے چار دانے ماش کے مارے افلاک لڑکھڑا کر گرا ہاتھ پانون بیکار ہوے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا افلاک کو بیکار کرکے اب وہان سے نکلی یہان ایرج نوجوان جس قصر مین ہین افلاک اپنے رفقا کو براے خدمت ایرج نوجوان چھوڑ گیا ہی وہ گرد ایرج کے بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین ایرج لڑائی کا فولاد فولاد شکن سے ذکر کر رہا ہی یکایک ہنگامہ اُٹھا سامنے سے دیکھا ایک جادوگرنی سحر کرتی ہوئی آتی ہی کئی ہزار کو جلا گرا دیا ایرج نے چاہا آگے بڑھون شوخ چشم نے چند دانے ماش کے کچھ پڑھ کے پھینک دیے ایرج بھی گرے اور رفیقان افلاک بیکار ہوئے اب تو شوخ چشم نے ہنگامہ ڈال دیا صدہا کو سحر سے جلا دیا سب نے فریاد بلند کی ملکہ ہماری کیا خطا ہی امان مانگی اسنے مہلت دی آکر ایرج و افلاک کو مع چار سو رفقا سلسل و مطوق کرایا آپ لباس سرخ پہنکر تخت پر بیٹھی ارکین سلطنت لرزان و ترسان خدمت مین شوخ چشم کے حاضر ہوے شوخ چشم نے ایرج و افلاک کو سامنے بلوایا افلاک سے کہا میرے تیرے مدت کی ملاقات و محبت ہی اس جوان سے ہاتھ اُٹھا تجکو رہا کرون تیری سلطنت تجکو دون اسکو بھی قتل کرون افلاک نے کہا او قحبہ مین نے دل و جان سے اسکی اطاعت کی پہلے مجکو قتل کر مین اس شیردل کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑونگا اس بہادر کی محبت سے منھ نہ موڑونگا شوخ چشم نے انکو قید خانہ مین بھیجا اپنی جادوگرنیون کو بلوایا ہزار بارہ سو جادوگرنیان آکر گرد شوخ چشم کے جمع ہوئین انسے اسنے صلاح کی کہ مین ایرج کو قتل کرون اور سر اسکا لیکر خدمت افراسیاب جادو جاؤن سب نے کہا حضور آپ کو قتل کرنا ایسے جوان کا مناسب نہین ہی کہ کوکب روشن ضمیر مسلمانون کا طرفدار ہی اور یہ جوان

ایک مرتبہ طلسم نور افشان مین گیا تھا شاہزادہ جہانگیر سے لڑا تھا ایسا ہو کہ کوکب گرفتار ہو جائے آپکا ستارہ گردش مین آئے کس برج مین مخفی ہو جیے گا بہتر یہ ہی کہ اس حال کی ایک عرضی مرتبہ افراسیاب روانہ کیجیے اسمین یہی مضمون ہو کہ کسی ساحر زبردست کو یہان بھیجیے بھیجیے اپنے دشمن کو لیجیے وہ جیسا مناسب جانین گے کرینگے خواہ قتل کرین خواہ بخشین یہ صلاح شوخ چشم کو بہت پسند آئی فوراً عرضی اسی مضمون کی لکھی کہا کوئی اس عرضی کو لے خدمت مین افراسیاب کے پہونچائے شعلہ جادو نام اسکی کنیز بھڑک کر اُٹھی عرضی لیکر روانہ ہوئی

دو کلمہ داستان گرفتار دام گیسو شہید خنجر ابرو اسیر زندان محن یعنے ملکہ بران شمشیر زن بیان ہوتے ہین

ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عرصۂ دراز سے ایرج نوجوان پر عاشق ہی بران کو ہمیشہ یہی خیال قلب پر ہجوم غم وملال عملداری مین ملکہ بران شمشیر زن کی ایک مقام ہی ہزار درہ اُسکا نام ہی برائے انتظام وہان آئین برج جہان نگار جلوہ فرما ہوئین سامنے صحرا ہائے سبزہ زار نواح دلکشا صحرائے پر زمزمۂ طائران زمزمہ سرا کا جابجا ہجوم چہکارنے کی بلبل خوشنوا کی دھوم گل خودرو سے جنگل نمونۂ گلشن لالہ کے جابجا چراغ روشن نرگس حسرت سے نگران سنبل مین زلف محبوب کا سمان شمشاد قد معشوق کی کیفیت دکھاتا ہی جوشش بہار سے اکڑا جاتا ہی قطعہ

لگھون مین قوت نشو ونما کی کیا تاثیر — کہ نکلا خال کے دانہ سے سبزۂ خط یار
چمن مین دید گل نادیدہ کرتی ہی — مزے اُڑاتی ہی کیا چشم دوربین ہزار
ہزار شکر کہ پھولون سے آشیان چھایا — بہت دنون مین بر آئی مراد بلبل زار
بہار نے یہ عنادل سے زور گرمی کی — پنہا دیا ہی گلون کو لباس آتش کا
بہ فیض باد بہار اندنون ہی عالم مین — درخت آگ کا پیدا ہو گر پڑے جو شرار
نہے وہ فرط رطوبت سے موج شہر چمن — زمین باغ پہ رکھے وجو برہنہ تلوار
عجب نہین ہی کہ دکھلانے کو بہار چمن — نسیم سبزۂ خوابیدہ کو کرے بیدار
جبتک کے غنچہ اگر مثل طفل نالان ہو — تو نکلے دھر کی پستان سے شیر صبح بہار

بہار گلشنِ عالم ہی اسقدر دلکش — برنگ شبنم تر ہر ستارہ ہی سیار
کرن کے تار پہ یون آفتاب اتر آئے — کمند جیسے ہی ہر عنکبوت کے لیے تار
بنے ہین پھول کرن پھول پتے برگ درخت — نہال قامت خوبان ہی صورتِ اشجار
پڑے ہی جو رنگ گل تر کا عکس دریا مین — صدف مین دانۂ مرجان بنے دُرِ شہوار

ملکہ بران شمشیر زن نے جو گنبد جہان نما سے یہ جوشِ بہار صحرائے سبزہ زار کا دیکھا آنکھون کے نیچے گل رخسار یار پھر گئے قد کی یاد مین صنوبر و شمشاد نظر سے گر گئے نرگسی آنکھون مین آنسو بھر آئے اب دل بیقرار کو قرار کہان آخر گھبرا کر ایک گوشہ مین آئی یاد مین ایرج نوجوان کی رونے لگی اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے نظم

سونا پہلو بھی ہو گیا ہی
تڑپا کرین حال زار کب تک
بے صبر ہی جان عاشق زار
اک جان کو کھوئیے کہانتک
وابستۂ کار بیخودی ہون
بے حس یون ہون لباس تن مین
ناکامی سے وسوسہ پڑا ہی
اقبال نے جب سے منھ کو پھیرا
بتلاؤ کہ مین کہان ہون ای شوق

رغبت کسی چیز پر نہین ہی
ہو خواہشِ دید یار کب تک
آخر کچھ اسکی انتہا بھی
دو آنکھون سے روئیے کہانتک
مطلب نہین دہر مین کسی سے
مردہ جسطرح سے کفن مین
اس راہ ستم سے نابلد ہون
ادبار نے سب طرف سے گھیرا

اک دل تھا وہ بھی کھو گیا ہی
کچھ اپنی مجھے خبر نہین ہی
اب ضبط فراق کا ہی دشوار
اس درد کی ہی کہین دوا بھی
گمنام دیار بیخودی ہون
دھو بیٹھی ہون ہاتھ زندگی سے
بدنامی سے سابقہ پڑا ہی
ایذا کش جور بختِ بد ہون
پس ماندۂ کاروان ہون ای شوق

آخر بیقراری نے اسیر قرار کیا کہ ای بران شمشیر زن کسی طرح سے ایک نظر اس جوان صف شکن کو دیکھ آئین یون دل بہلائین اور کوئی علاج اس سے بہتر بیماری ہجر کا نہین ہی بند مسدس

ہی وہ سرسام مجھے کوئی دوا راس نہین — لخلخے بنتے ہین لیکن تری بو باس نہین
میرے جینے سے زمانہ مین کسے یاس نہین — طاقت اٹھنے کی نہین بھوک نہین پیاس نہین
سب سے نفرت ہی کوئی آس نہین پاس نہین — کیا تعجب ہی کہ تجکو بھی مرا پاس نہین

از غم عشق تو بیمارم و شیدائے تو

داغِ عشقِ تو بدل دارم و میدانی تو

دمبدم شعلۂ عشق بھڑک رہا ہی دریاے محبت کی طغیانی ہی کشتی حیات طوفانی ہی نیاہ بانی مشکل جوش پر بیتابی دل اسی جوش و خروشِ محبت مین آخر تاب نہ آئی اپنے مقام پر سے ساتھ والیون سے یہ کہکر اُٹھی تم لوگ یہین ٹھہرو مین طرف قصر جمشیدی کے جاتی ہون ساتھ والیون کو اُسی مقام پر چھوڑا مصاحبون کی محبت سے مُنہ موڑا اشیاے سحر ذات پر آراستہ کیے ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی کوے محبوب کا قصد کیا مگر خوف سے کوکب روشنضمیر کے دل دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہی دل سے کہتی ہی او خانہ خراب کہان لیے جاتا ہی ایسا نہو جان کھونا زندگی سے ہاتھ دھونا ہو کہین کوکب روشنضمیر مرأت واقعہ مین ندیکھ لے تو ساری قلعی کھلجاے اپنا تو سر تھیلی پر رکھا ہی موت کا مزا ابتداے عشق سے چکھا ہی مگر اس گوہر قلزم جرأت کی جان پر نہ بنجاے وہ قتال محبوب مطلوب کا نہ دشمن ہوجاے نہ ارادۂ ملاقات کے دل کو تسکین ہوتی ہی بیتابی دل ہوش کھوتی ہی آخر آتے آتے ایک کوہ فلک شکوہ پر ٹھہری چہار جانب سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگی یہی خیال ہی سرحد کوہ عقیق مین چلو ملاقات کر کے چشم زدن مین چلے آئین گے جب باپ کا خیال آتا ہی پھر رک جاتی ہی اُسی پہاڑ پر سختی عشق کاٹ رہی ہی سنگ صبر دل پر رکھتی ہی مگر ہوش و حواس گم قضاے کار جس جادوگرنی کو شوخ چشم نے نامہ دے کر بخدمت افراسیاب روانہ کیا تھا اُسکو بر درد گار نے ایسے مقام پر پہونچایا یعنے شعلہ جادوگرمی صحرا کی اُٹھاے ہوے بدحواس دیکھتی چلی آتی ہی کہ کہین پانی ملے تو ہونٹھون کو تر کرون کسی سایہ مین دم بھر ٹھہرون اُس پہاڑ پر جو نگاہ ٹھہری چشمۂ آب صاف و شفاف نظر آیا پانی کی چاہ مین دل لہرایا چشمے پر اُتری پانی پیا ٹہلنے لگی ملکہ بران شمشیر زن کی اُس جادوگرنی پر نگاہ پڑی خود قریب آئی شعلہ نے جو ملکہ بران کو دیکھا دل مین تو جلی مگر واسطے تسلیم کے جھکی ملکہ نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہی کہان سے آتی ہی اس صحرا مین کیا ضرورت ہی شعلہ تھرانے لگی گھبرا کر جواب دیا حضور کہین نہین ملکہ نے کہا اس صحرا مین بے وجہ آنا کہین نہین کیا صاف صاف بیان کر ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ رخ تیرا طرف طلسم ہوش ربا کے ہی اُسنے پھر گھبرا کر کہا مین تو حضور ہوش ربا کو نہین جانتی

افراسیاب کی رعایا نہین ہون اب تو ملکہ بران کو کامل شک ہوا غصہ مین کہا یہ کیا بیہودہ باتین بناتی ہو صاف صاف نہین بتاتی دیکھون تو تیری جھولی مین کیا ہو کیا کسی کی تونامہ آئی ہو اسقدر کیون بیقرار ہو یہ کہکر جھولی چھین لی اب جو اُسکو کھولا نامہ سربمہر شوخ چشم جادو کا نکلا لفافہ پر یہ بھی لکھا ہو نامہ ہذا در طلسم ہوش ربا بخدمت افراسیاب پہونچے جب تو ملکہ بران نے کہا کیون او شوخ دیدہ ہمنے تجھ سے ہر چند پوچھا کیون یہ راز چھپایا شعلہ تو تھرانے لگی ملکہ بران نے لفافہ چاک کرکے ملاحظہ کیا مضمون پڑھا قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا ہر الف اُس نامہ کا تیر جان ستان ہر دائرہ خنجر بران ایک ایک سطر شمشیر خون ریز ہر ایک مدستان نیزہ سر تیز حال گرفتاری ایرج مرقوم ہو غصہ مین آکر چٹکی خاک کی اُٹھائی جسم پر شعلہ کے ڈالدی وہ تو ملعونہ جلکر خاک ہوئی اب کیونکر دل کو تاب آئے گرفتاری محبوب کا حال دیکھا حیلہ بھی ہاتھ آیا اگر شائد والد نامدار آئینہ مین دیکھ بھی لین گے تو جائے کلام ہو کہ آپ کے طرفدار کے فرزند کو چھڑانے کے لیے گئی تھی فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر مثل باد صرصر بقصد کرّو فر طرف قلعہ افلاکیہ کے چلی یہان شوخ چشم جادو نے جو دیکھا کئی دن گذرے شعلہ پلٹ کر نہ آئی مصاحبون نے یہ صلاح بتائی کہ حضور دشمن کو قتل کیجیے ساحرون کے خون کا بدلا لیجیے جب ایرج قتل ہوجائے گا افلاک کوہی مدت کا آشنا ہی اُسی طرح خدمتگذاری کریگا ملکہ اُسکا زندہ رہنا باعث خرابی ہو یہ رائے اسکو پسند آئی تخت پر سوار ہوئی بارہ سو جادوگرنیان بارہ ہزار کوہی بیرون قلعہ آکر میدان خونی آراستہ کرنے لگے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ایرج نوجوان و افلاک کوہی کو مع سرداران افلاک آرا پیش سوار کرکے سامنے شوخ چشم کے لائے کنیز کو شوخ چشم نے حکم دیا کہ جاکر افلاک کو سمجھاؤ کہ مین تیرے حامی کو قتل کرتی ہون تو اُسکی محبت سے توبہ کر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر افلاک کوہی نے جوش محبت ایرج مین شوخ چشم کو گالیان دین اور کہا او ملعونہ مین تو لات و منات پر بھی لعنت کرچکا اس شہریار کا غلام حلقہ بگوش ہون جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر کنیزون نے کہا حضور اس سے کلام نہ کیجیے یہ نوجوان تسخیر چشم ہی نہین معلوم آپ کے آشنا کو کیا کردیا اُسی کی محبت کا دم بھرتا ہو مرنے سے نہین ڈرتا ہی جب وہ قتل ہوجائیگا

تب افلاک کو بھی اسکے سحر سے نجات پائیگا پھر وہی یار موافق معشوق و عاشق ملکر ایک
مقام پر چین کرینگے یہ سنکر شوخ چشم نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کو
کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا شعر نطع بر افگند و بروریگ ریخت + دیو زدیوانگیش میگریخت +
تلوار کھینچکر سر پر شاہزادے کے آیا گردن پر کوئلے کا خط کھینچکر آواز دی ای ملکہ عالم حکم اول
ہی سمجھ بوجھ کر دیجیے گا صاحبقران اعظم کا بڑا قتل ہوتا ہی ہزاروں اسکے خون کے دعویدار
ہین اسکے بزرگ بڑے نامدار ہین شوخ چشم نے کہا بڑے مجکو ڈراتا ہی جلد قتل کر جلاد
قریب ایرج کے آیا شانہ پکڑ کر ہلایا کہا ای نوجوان وقت مرگ ہی جو ہوس ہو بیان کر ایرج
نے کچھ جواب نہ دیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے صورت ملک الموت کی نظر آنے لگی یاد ملکہ
بہاران شمشیر زن مین طبیعت گھبرانے لگی دل سے کہا ای ایرج آفتاب عمر کو زوال ہوا
بروقت مرگ اس ماہ اوج حسن و جمال کو ندیکھا قبر سے بہشت نہ ملیگی سوزش قلب کفن کو
جلادیگی قبر پر گل نرگس اُگے گا اس شہسوار حسن کا تربت پر غریبون کی کا ہے کو آنا ہوگا عدم
مین آنکھین ڈھونڈھینگی اس لالہ زار کی جدائی کا داغ دل پر لیٹے چلے ادھر معشوقہ کی یاد ادھر
سر کے تلوار کھینچے ہوے جلاد آفتاب لب بام چراغ سحری کی سی کیفیت ہی اس بیقراری مین
دافع البلیات یاد آیا طرف پروردگار کے رجوع کیا ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز

ارحم الراحمین مالک یوم الدین نظم	خداوندا شبم را روز گردان	چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبی دارم سیہ چون بخت امید	درین شب رو سپیدم کن چو خورشید	ہنوز دمای ایرج نوجوان

تمام ہونی تھی کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا لکہ ابر آسمان پر نمایان ہوا برق چمک
چمک کر گرنے لگی کئی ہزار کے سر اڑ گئے شوخ چشم گھبرائی آسمان کی جانب دیکھنے لگی

یکایک گرد بھی اٹھی نظم	از دامن دشت و کوہ اورنگ	گردے برخاست توتیا رنگ
از دامن دشت آن غبارے	رخسارہ نمود شہریارے	شوخ چشم نے دیکھا کہ مرکب

بادرفتار پر بصد کروفر بفر فریدونی و بجلالت رستمی شاہزادہ جمشید بن کوکب سوار تیغ
کھینچا ہوا ہاتھ مین سحر بات ہات مین جب نیمچہ کو ہلادیا برق چمک کر گری گئی سو کے سر اڑ گئے
کوئی جل گیا کوئی دو ہو کر گرا جمشید بن کوکب نے وہان سے انبوہ کیا او ملعونہ اب تو نے

یہ لیاقت پیدا کی شیر بیشۂ صاحبقرانی پر ہاتھ ڈالا اور آتے آتے اشارہ کیا شہر سے پنجے پیدا ہوے ایرج نوجوان کی قید کو اُن پنجون نے توڑ کر پھینک دیا ایک پنجہ گرد پھرا جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی اُس پنجے سے قطرے پانی کے ٹپکے سحر بھی شوخ چشم جادو کا دفع ہوا ایرج نوجوان بھی غصہ مین آکر اُٹھا ایک سوار نے نیزہ مارا ایرج نوجوان نے نیزہ چھین کر پھینک دیا ٹانگ پکڑ کر مرکب سے کھینچ لیا جب گر گرا اُسی مرکب پر سوار ہوئے نعرۂ شیرانہ بلند کیا نعرۂ ایرج سہ ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + افلاک کوہی نے پھر قید توڑی ایرج نوجوان نے اُسکے ساتھ والون کو رہا کیا ایرج نوجوان سب کے آگے بڑھ کر لڑنے لگا جمشید بن کوکب سحر جادوگرنیون کا دفع کر رہا ہی ایرج فوج مین کوہیون کی ڈوب گیا جمشید کو شوکت دکھا رہا ہی جو پہلوان سامنے آیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا ہاتھ پر تولکر پھینکا دس گز پانچ گز بلند ہوا اُترتے اُترتے ہاتھ مارا جو رنگ ہوائی کیا جمشید نعرہ تحسین کرتے ہوے آتے ہین آواز دیتے ہین کہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرأت ہی کیا صولت و جلالت ہی ایرج اور زیادہ گرما گرم لڑ رہے ہین مگر جمشید نے چند سحر ایسے کیے کہ زمین پھٹ گئی کئی ہزار کافر واصل جہنم ہوئے شوخ چشم کڑک کر سحر کرتی ہوئی جمشید پر جا پڑی جمشید نے سب سحر دفع کیے جب شوخ چشم قریب پہونچی جٹیا پکڑ کر ایک تھپڑ مارا ایک ہی تھپڑ مین زمین پر گری بیہوش ہوگئی ملازمان افلاک کوہی سے کہا اُسکی مشکین باندھ لو ملازمان افلاک نے گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دے دیا سب جادوگرنیون نے امان مانگی کوہی جمع ہوکر خدمت افلاک کوہی مین حاضر ہوے کہا ای شہریار ہم بخیطا ہین خوف جان سے شوخ چشم کے شریک ہوے تھے افلاک نے سب کو امان دی ایرج گھوڑے سے کود پڑے جمشید سے بغلگیر ہوے پوچھا کہ ای شیر بیشۂ کوکب آپ کا یہان کیونکر تشریف لانا ہوا جمشید نے کہا براے انتظام ممالک نکلا تھا آپ کو مقید دیکھکر ٹھہر گیا افلاک سے ایرج نے اشارہ کیا افلاک کوہی نے لاکر پاے انداز بچھائے ایرج زر نثار کرتے ہوے جمشید کو لیکر بارگاہ مین آئے تخت زرین پر جمشید کو بٹھایا محفل عیش و نشاط آراستہ کی ایرج کو

ڈھونڈھتا ہوا شاپور شیر دل بھی یہان آ پہونچا شاہزادے کو دربار مین دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا پوچھا ای شہریار کیا معرکہ گذرا ایرج نوجوان نے تمام حال بیان کیا جمشید نے حکم دیا شوخ چشم کو لاؤ اگر شاہزادے کی اطاعت کرے تو بہتر ورنہ فوراً قتل کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا شوخ چشم نبدھی ہوئی سامنے آئی افلاک کوہی نے اُٹھکر سمجھایا کہ ای شوخ چشم جادو مین دل و جان سے شاہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا تجکو بھی مناسب ہی سامری و جمشید پر لعنت کر دیکھ چشم زدن مین ظہور برکت مذہب اسلام ہوا کجا طلسم نور افشان کجا جمشید بن کوکب کا پہونچنا یہ ظہور کرامت ہی خداوند تعالیٰ لائق لعنت ہی شوخ چشم جادو کے بھی زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا صدق دل سے مطیع الاسلام ہوئی اُسکو بھی رہا کیا صحبت مین آکر بیٹھی ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا الگ ایک بارگاہ استادہ ہو تخلیہ مین جمشید بن کوکب کو لیچلو شاپور نے فوراً الگ ایک بارگاہ استادگی مثل عروس شب اول آراستہ کردی ایرج نے ہاتھ تھام کر کہا اب تخلیہ مین جلوہ فرما ہوجیے جمشید بن کوکب ایرج نوجوان کے ساتھ اُٹھکر جب تخلیہ مین آئے بیقرار ہوکر ایرج نوجوان نے معشوق کا بھائی جان کر بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا آپ نے ہماری جان بچائی گردن پر ہماری بار احسان ہی شاپور نے دیکھا جمشید سے ضبط نہو سکا چیخ مار کر رویا بیت

وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے + کہ جس طرح ساون سے بھادون ملے +

بلک کر جمشید کا کہنا کہ ای شاہزادہ والا قدر بس بس ایسا نہو کہ روح قالب سے نکلجاے اب ایرج نوجوان نے اُس بدحواسی مین روے زیبا پر نگاہ کی اپنے محبوب جانی یار جاودانی باعث تسکین دل یعنی ملکہ بہاران شمشیر زن کو دیکھا ایرج غش کھاکر گر پڑا شاپور قریب آیا ملکہ نے سر اپنے زانوا پر اُٹھاکر رکھا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکے بوے زلف معنبر دماغ مین ایرج کے پہونچی اشک گرم نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین نے لخلخے کا اثر دکھایا شاہزادہ فوراً ہوش مین آیا فرط محبت سے دونون لپٹ لپٹ کر خوب روئے کئی مرتبہ بیہوش ہوہوگئے شاپور سرہانے حاضر ہی دونون کے حال کا ناظر ہی کبھی آقا کو کبھی ملکہ کو سنبھال لیتا ہی مگر یہ دونون وہ ہجر دیدہ آفت کشیدہ مبتلاے گردش فلک دغا باز معشوق بھی مجبور عاشق بھی ناچار

بمشکل شاپور نے دونون کو ہوشیار کیا لاکر مسند پر بٹھایا اُسوقت ایرج نوجوان کا خوش ہوکے کہنا کہ بھائی شاپور عجب یہ روز سعید ہی آج ہمارے گھر مین عید ہی جلد سامان عیش و نشاط لاؤ آج ملکۂ عالم نے سرفراز کیا ہی مین نے اپنے ستارۂ اقبال کی ترقی پر ناز کیا ہی ملکہ بران کا رونا کم نہین ہوتا ایرج نے دامن سے اشک پاک کیے پیار سے ہاتھ گلے مین ڈالے کہا کیون ای جانِ جہان اول تو آنے کا سبب ظاہر کرو شدت گریہ کے حال سے ماہر کرو بران نے ضبط کرکے جواب دیا کہ کنیز شوخ چشم کی نامہ لے کر بخدمت افراسیاب جاتی تھی راہ مین مین نے اُسکو گرفتار کیا آنے کا تو یہ اتفاق ہوا ای شہریار رونا تو ہمارے واسطے عمر بھر ہی اول ہی طلسم آئینہ مین ہمنے آپ سے عرض کیا تھا کہ ہمنے آپ سے محبت نہین کی اپنی جان کے واسطے آفت مول لی شہنشاہ کوکب روشنضمیر وہ بادشاہ جابر و قاہر ہی جس زمانہ مین آپ کو برائے مقابلہ شاہزادہ جہانگیر طلب فرمایا مجکو حکم تھا کہ جبتک یہ ہمارے یہان مہمان رہین خبردار ای بران ہمارے دربار مین نہ آنا آپ ہی جہانگیر سے لڑے صاحبقران بھی تشریف لائے ہم زیارت سے بھی محروم رہے ہمارے عشق کا انجام بد ہی یہ کلام ہمارا مستند ہی صید و شکار سے دل بہلایا کیجے ہمارا تصور کرنا یاد کرنا نالہ و فریاد کرنا بالکل بیکار ہی ہماری موت کا حیلہ پروردگار نے مقرر کیا ہی یعنے آپ کو دل نہین دیا اپنی جان کا ضرر مول لیا نہ آسکتے ہین نہ تمکو بلا سکتے ہین بار فراق اُٹھانے کی اب طاقت نہین رہی یہ کنیز لب گور ہی ضعف و نقاہت کا زور ہی امروز یا فردا تڑپ تڑپ کے مرجائینگے کب تک مصیبت فراق اُٹھائین گے باپ ہمارا ہمہ دان و ہمہ گیر ہی علم کہانت مین بھی بےنظیر ہی اگر کہین اسوقت مرأت واقعہ پر آنکھ ڈالدے اور اس راز و نیاز کو ہمارے آپ کے دیکھے چشم زدن مین اِسی مقام پر آوے نہین معلوم کس عذاب الیم سے مجکو اور آپ کو قتل کرے آپ کے بزرگون سے فساد کریگا خواجہ عمرو و مہرخ پر بیداد کریگا پس کیونکر خوف نہ کرون دل سے مجبور تھی آپکا حال قید دیکھکر نہ رہ سکی مگر اب رخصت ہوتی ہون ٹھہرنا مناسب نہین ایک دم بھر مجکو آنکھ سے اُوجھل ہونا نہین اپنا چشم و چراغ سمجھا ہی مگر مجکو آپ کی بربادی کا دھیان ہی یہ سنکر ایرج نے کہا ملکہ ہم تو آج شب کو نجانے دینگے

برّان نے کہا ای شہریار براے خدا نہ روئیے اس ملنے کو ہمارے غنیمت جانیے اگر زندہ ہین تو پھر کبھی ملین گے اگر ہمارے مرنے کا حال سننا سر نہ دھننا چلّا چلا کے نہ رونا جان کو نہ کھونا بعد مرنے کے بھی ہمکو بدنام نہ کرنا دل ہی دل مین دم محبت کا بھرنا ہم بھی مثل شمع سوز عشق سے جلتے ہین پروانہ وار زبان سے اُف نہین کرتے ہین قلب پر صدمے سہتے ہین ای شہر بیشۂ شجاعت یہ بھی جرأت ہی کہ چھُری گلے پر پھرے زبان سے آہ نہ نکلے تلوار کا زخم کھاتے ہین زخمون مین ٹانکے دیے جاتے ہین زخم تیغ ابرو لا علاج ہین تمھاری ایک نگاہ لطف کے محتاج ہین ان کلمات حسرت آیات سے کلیجہ ایرج کا پھٹ گیا دامن ملکہ برّان کا تھام لیا اشک آنکھون سے جاری ہوے اپنی بیتابی ظاہر کرنیکو یہ اشعار پڑھے

ناظرین و شائقین اس جلسۂ عاشق و معشوق کو بنظر غور ملاحظہ کرین زبانی ایرج کے اشعار آبدار دامن معشوق تھام کر بحسرت فرماتے ہین نظم مخفی بطور مسدس

به سنانِ نگهِ یار قسم — به سرِ طرهٔ دلدار قسم
به کمان خانهٔ ابرو سوگند — بسرِ نرگسِ جادو سوگند
که شدم کشتهٔ چشمِ نگهت
خاکِ رهِ گشتهٔ طرزِ ستمت

به صفائے گلِ رویے تو قسم — بسوادِ شبِ موے تو قسم
به کمر گیرے زلفت سوگند — بدل آویزے الفت سوگند
خاکِ رہ کردم را حیرانم
غیر مردن نہ بود درمانم

بسرِ چشمِ سیاهِ تو قسم — بغضب گیر نگاهِ تو قسم
بسرِ ہندوے خالت سوگند — بلبِ لعلِ مثالت سوگند
سوختم سوختم از بیدادت
چند فریاد کنم از دادت

بصفاے دُرِ گوشِ تو قسم — بادلِ فہمی ہوشِ تو قسم

بسرِ ناوکِ مژگان سوگند
بخمِ زلفِ پریشان سوگند

چون منِ نیست دگر بندۂ تو
بندۂ لعلِ شکر خندۂ تو

بشکر ریزئ گفتار قسم
بخرامِ قدِ دلدار قسم
بعقیقِ لبِ شکر سوگند
بزلالِ سرِ کوثر سوگند

شبِ ہجران خبر از خویشم نیست
جز خیالِ تو کسے پیشم نیست

باز گفتم بدہانِ تو قسم
بسرِ موے میانِ تو قسم
بہ برو دوشِ تو زیبا سوگند
بہ بناگوشِ مصفا سوگند

مہر و مہ را نبود پیشِ تو قدر
پیشِ تو جملہ ہلال اند تو بدر

بہ صفاے بدنِ یار قسم
بسرِ چاہِ ذقنِ یار قسم
بہ لباسِ گلِ سوری سوگند
بہ عرقِ غمِ دوری سوگند

عاجزم عاجزم از ہجرانت
لطف فرما کہ شوم قربانت

اِن اشعارِ دلفگار نے قلبِ ملکۂ بران شمشیر زن کا بیچین کردیا خانۂ دل کو غم و رنج سے بھر دیا کہا ای شہریار بس اِن حالات کے سننے کی دل مین طاقت کہان ایک ایک کلمہ واسطے تودۂ دل کے تیرِ دل دوز ہی آپ کی خاطر سے اِس شب کو بچاؤنگی ایسا نہو جان سے ہاتھ دھونا پڑے اِس آغاز کے انجام پر رونا پڑے شاپور نے دیکھا کہ ان دونون عاشق و معشوق کا خیال خیر و شر مین کہین دم نہ نکلجاے فوراً گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہا کیا معشوق کی جان لینا منظور رہی ایک جام شراب ملکہ کو پلا ئیے وقت عیش و سرور رہی ایرج نوجوان نے جام بلورین ہاتھ پر رکھا کہا ملکۂ عالم ہمارے سر کی قسم اسے نوش فرمائیے نظم

خوشتر از عیش صحبتِ باغ و بہار نیست
ساقی کجاست گو سببِ انتظار چیست

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار　　کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا اور دو قدح مے کی نوش فرمایا اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اُٹھایا جام عشرت انجام کو شراب ارغوانی سے لبریز کیا پھر یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ بڑھایا **نظم**

فصل گل رفت و حریفانہ شرابے نزدم　　بر لب شیشۂ دل قطرۂ آبے نزدم
شد تہی شیشۂ عمر از مئی ہستی و ہنوز　　بزم مے گرم نشد سیخ کبابے نزدم

آمی شہریار ایرج نامدار ببیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند شاہزادے نے ہاتھ بڑھایا ساغر لیتے ہی آنکھوں میں نشہ آیا مستانہ وار ان اشعار کو پڑھا **ابیات**

ساقی بنور بادہ بر افروز جام ما　　مطرب بگو کہ کام جہان شد بکام ما

دیگر

قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا　　چھینا ہی نجم بخت نے برج آفتاب کا
اُس مہ کے ہاتھ میں نہیں ساغر شراب کا　　مہتاب سے مقابلہ ہی آفتاب کا
ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہین　　شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہی　　صدقے مین میرے دیکھو تیلہ شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام نوش فرمائے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا طبیعت لہرائی ملکہ بران یہ کلمے زبان پر لائی کہ سنا ہی طلسم جمشید یہ مین نور الدہر کا داخلہ ہوا ہی ایرج نے کہا میرا بھی اُسی طرف قصد ہی ہم نے زبانی شوخ چشم کے سنا اول مخمور جاکر قید ہوئی نور الدہر بھی اُسکے تعقب مین گئے اب ہمکو جانا واجب و لازم ہی جبتک وہ ادھر اُدھر پھرتے رہین گے ہم بحول قوت الٰہی و بعنایت فیوض نامتناہی اُسکو فتح کر دین اگر ہم نہ پہونچا اور اُسنے فتح کر لیا لشکر مین جاکر بلبلائین گے ایسے ایسے غرور کے کلمے فرمائین گے کہ جنکو سُنکر ضبط کرنا دشوار ہی تم بخوبی آگاہ ہو میرے ہچشم ہین دنگل رستم کا جھگڑا ہی قبلہ و کعبہ کے زمانہ سے یہ فساد برپا ہی ہمیشہ یہ دست راستی ذلیل ہی ہوتے ہین مگر صاحب غیرت ہین ملکہ نے کہا یہ طلسم بھی ہمارے قبضہ مین ہی آپ شوخ چشم کو ساتھ لیکر چلیے مین جاکر والدنامدار سے کہنگی کسی ساحر زبردست کو روانہ کراکر جمشید سے کہلا بھیجونگی کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان تمھارے طلسم مین آگئے ہین لوح حوالہ کر دو اور تم اطاعت کرو قیدیان طلسم

کہ

بھی انکے سپرد کرو وہ ضرور اطاعت کریگا پھر آپ کو اختیار ہی ایرج نے کہا ملکہ کچھ اسکی
ضرورت نہین بعنایت پروردگار سب سامان ہو جائینگے ملکہ خاموش ہو رہی جانتی ہی
کہ آتش خو شعلہ مزاج ہین مردان عالم کے سرتاج ہین دل مین خیال کیا ہم یہ سب تدبیرین
جا کر کرینگے انسے کہنے سے کیا فائدہ شب وصل تھوڑی ہوتی ہی انھین باتون مین گذر گئی صدائے
مرغ سحر بلند ہوئی چہرون پر عاشق و معشوق کے ہوائیان اُڑنے لگین اُسوقت محفل کی مردہ سی
رخ شمع پر زردی پروانے جلے ہوے لگن مین پڑے ہین فرش مین جا بجا شکن صاف
معلوم ہوتا ہی کہ خیال عاشق و معشوق مین فرش بھی چین بہ جبین ہی پردہ ہوا سے نہین اُڑتا
حسرت پر عاشق و معشوق کی سر ٹپکتا ہی لپٹ لپٹ کر دونون کا رونا اشکون سے مُنھ
دھونا صدائے الوداع و الفراق بلند ایک بیقرار ایک دردمند زلفون کی اُلجھن سے
پریشانی ظاہر چہرون سے حیرانی بخوبی ماہر بران کا یہ کہنا کہ اے شہریار خدا حافظ
و ناصر ایرج کا جواب مین یہ کہنا مصرع گئے تم اُدھر اور موئے ہم یقین ہی + ملکہ جانِ
اب کب ملاقات ہوگی بران نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب دیا وعدۂ فردائے
قیامت وہان بھی ملاقات کی امید نہین شعر حشر پہ وعدۂ دیدار ہی مین ڈرتا ہون +
بھیڑ ہوئے گی رخ یار ادھر ہو کہ نہو + ملکہ نے کہا اے شہریار بس اب غصہ نہ کیجیے ایسا نہو
باپ نے آئینہ دیکھا ہو غضب ہو جائیگا وہ نہایت صاحب غیرت ہی ایرج نے کہا
ملکہ فقط تمھاری بدنامی کا خیال ہی ورنہ طلسم نور افشان کو مٹا دینا کیا محال ہی ملکہ با تو
روتی تھین یا ہنس پڑین کہا صاحب آپ ایسے ہی ہین میرا خیال ضرور ہی کبھی ایسا قصد
نہ کیجیے گا جہانگیر کے مقدمہ مین کئی پیچ پڑے اب لوح طلسم نور افشان کا ملنا مشکل ہی
مگر آپ کے واسطے کیا دشوار ہی ایسی باتین عاشق و معشوق مین ہوئین شمع سحری نے بھی اشک حسرت
انکے حال پر بہائے نیر اعظم کا چہرہ زرد بلبلون کے دل مین درد الغرض ملکہ بہ مشکل تمام
ایرج نوجوان سے رخصت ہو کر زمین مین غرق ہوئین کئی کوس پر جا کر نکلین راہ کو
طے کر کے قصر جمشیدی مین پہونچین کوکب سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا ملکہ بران واسطے
تسلیم کے خم ہوئین کوکب نے اپنے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا اے نور نظر کہان

گئی بیٹھین ملکہ بران نے دست بستہ عرض کی ہزار ورے کے انتظام کو گئی وہان جاکر خبر
سُنی کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان وشاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کا طلسم جمشید مین
داخلہ ہوا ہی مگر جمشید جادو بر سر پرخاش ہی ایسا ہو کہ فرزندان صاحبقران پر کوئی افتاد
پڑجائے تو آپ کو صاحبقران سے شرمندگی ہوگی اور جب سے آپ سے اور افراسیاب
سے فساد ہوا اُس بیحیا نے خراج بھی نہین بھیجا جو یہان سے جاوے خراج کا بھی تقاضا کرے
اور فرزند صاحبقران کا جمشید کو مطیع کراوے کوکب نے اُسیوقت خورشید روشن راے
اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو چارسو ساڑھے چارسو جادوگر ساتھ کرکے حکم دیا جسطرح ملکہ نے
فرمایا ہی جلد جاکر انتظام کرو خواہ نورالدہر خواہ ایرج نوجوان پہونچ گئے ہون فوراً لوح دلوا دینا
خبردار اُنکا کوئی موے جسم میلا ہونے پاے خورشید روشن راے اُسی وقت طرف طلسم جمشید
کے بتعجیل روانہ ہوا اُنکو راہ مین چھوڑو وقت پر حال تحریر ہوگا بعد جانے ملکہ بران شمشیر زن
کے ایرج نوجوان بیتاب وبیقرار رہی آخر مجبور وناچار دربار مین آن کر بیٹھے افلاک کوہی کو
حکم دیا لشکر تیار کروا اور شوخ چشم سے فرمایا تم اپنی جادوگرنیون کو حکم دو ہمین طرف طلسم جمشید کے
جانا منظور ہی شوخ چشم نام طلسم جمشید سنکر تھرا گئی عرض کی اے شہریار طلسم جمشید مین بڑے بڑے
ساحران غدار رہتے ہین وہان کا قصد نہ کیجیے اُسکا فتح ہونا دشوار رہی ایرج نے فرمایا ہمارا
بھائی ہمچشم اُس طلسم مین پہونچ چکا آفت مین مبتلا ہی ہوسکتا ہی کہ اُسکی مدد کو نہ جاؤن تم جلدی
تیاری اور رہبری کرکے ہمکو لیچلو جب طلسم قریب رہے تم الگ ہوجانا اپنی جان بچانا شوخ چشم
قدمون سے لپٹ گئی عرض کی کنیز کو حضور کی جان سے اپنی جان عزیز نہین ہی مگر مقام پُرآشوب
ہی ایرج نے کہا پروردگار مالک ہی شوخ چشم خاموش ہوئی بارہ سو جادوگرنیان اسباب سحر
سے آراستہ ہوکر سامنے آئین افلاک کوہی نے دس ہزار فوج تیار کیا ایرج نوجوان نے
شوخ چشم کو تخت پر سوار کیا افلاک کوہی کو سپہ سالار کیا آپ بعہدۂ صاحبقرانی کرۂ بن اشقر
پر سوار ہوے اس جاہ وحشم کروفر سے نوبت نقارے بجتے ہوے طرف طلسم جمشید کے
روانہ ہوے حال خیریت مآل انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کہ ملکہ شگوفہ

جوش محبت مین شاہزادے کے بیہوش کرکے اِس ارادے پر نِکلی ہی کہ شاہزادے کو طلسم سے نکال لیجاؤن راہ مین ہنگامۂ عظیم ہونا ساقی نامۂ مصنف

ای ساقیِ مہروشِ گل اندام	دے بھر کے مئے سرور کا جام	بیٹھے رہے کی نہ اب تلک سیر
اب دیکھین گے صورت فلک سیر	منظور نظر سفر ہی ساقی	اور نشہ اُتار پر ہی ساقی
بوتل سے نکال بادۂ ناب	دوری کے لیے ہی قلب بیتاب	شیشہ مین پری اُتار ساقی
کھو دیگا مرا غبار ساقی	طاقت مجھے یا لنے آکے لیجائے	منزل پہ ہوا اڑا کے لیجائے
صرصر مری گرد پا نہ پائے	عنقا بھی مرا پتا نہ پائے	دشت نوردان وادی محنت

و گرفتاران دام حسرت انجام صعوبت اس داستان سحر بیانکو یون تحریر فرماتے ہین کہ ملکہ شگوفہ شیفتہ جمال نورالدہر بن بدیع الزمان اپنی نانی کو قتل کرکے بخوف جان شاہزادے کو بیہوش کرکے اس ارادے پر باغ سے نکلی کہ انکو طلسم سے نکال لیجاؤن رات بھر تخت کو اُڑاے ہوے آئی مگر شب کو یہ نہ ثابت ہوا کہ مین کدھر جاتی ہون گردش فلکی ہمراہ ہی ہر پھر کے سرحد طلسم ہی مین رہی صبح ہوئی ایک درۂ کوہ مین آکر اُتری اس خیال سے کہ شاہزادے کو رات بھر گذری بیہوش ہی اپنے نزدیک سمجھی کہ سرحد طلسم سے نکل آئی اب شاہزادے کو ہوشیار کرون مجھپر غصہ کرینگے اسکا کیا تردد ہی جو کہینگے سنونگی آخر مین سمجھا دونگی سمجھ جائین گے اپنے لشکر مین مجکو لیجائین گے سب گل جادوگرنیون کے درۂ کوہ مین آتے ہی لوح محفوظ شاہزادے کے گلے مین پہنادی شاہزادے پرسے سحر بھی اُتار اسردار و عیار ہوشیار ہوئے نورالدہر نے اپنے کو ایک درۂ کوہ مین پایا گھبرا کر پوچھا ای ملکہ یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی ملکہ شگوفہ تھرا کر قدمون پر گری کہا ای شہریار جو کچھ مین نے سمجھایا آپ نے قبول نہ کیا آخر میرے دل سے خوف نہ نکلا مین آپ کو بیہوش کرکے بیرون طلسم لے آئی اب یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے جو مناسب وقت ہو سزا دیجیے رنگ روے نورالدہر متغیر ہو گیا شاہزادہ غیرت سے عرق حجاب مین غرق ہوا کہا ملکہ بڑا غضب کیا تم نے مجکو دین و دنیا سے کھو دیا نہین معلوم اُس گرفتار زندان مصیبت و بلا ملکہ مخمور سرخ چشم پر کیا گذری ہوگی اپنے دل مین کیا کہیگی کہ شاہزادے نے ہماری خبر نہ لی اگر خدانخواستہ بادشاہ طلسم جمشید سیر نے اُس گل باغ خوبی و سرو نوخواستہ حدیقہ محبوبی کو قتل کرڈالا تم عورت ہو

تمکو تو کچھ نہ کہونگا اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤنگا شبرنگ بھی گھبرا گیا چپکے سے کہا ملکہ غضب کیا یہ شیر جس بیشہ مین جائین بدون شکار واپس آئین دوسرے مقدمہ ناموس حال اس عشق کا طشت از بام افتادہ ہے یہ قلق سب سے زیادہ ہے نورالدہر نے کہا شبرنگ تم کیون گھبرائے ہو مرکب تیار کرو ہم ابھی چلتے ہین اپنے کو جس طرح بنے گا طلسم جمشید تک پہونچا ئینگے ملکہ عالم اپنی جان بچائین جہان چاہین جائین مجھے اُنسے کچھ کام نہین میری آبرو کی درپے ہوئین واہ کیا خوب احسان کیا ہے ہمنے لحاظ سے مخمور کا حال مفصل نہ کہا تھا پر وہ بے پردہ ذکر کر دیا تھا مخمور نے ہمارے واسطے افراسیاب کہ جو طلسم ہوش ربا کا مالک سلطنت وسیع رکھتا ہے اُس سلطنت پر لات ماری شریک خواجہ عمرو ہوئی سالہا سال سے لڑ رہی ہے افراسیاب سے بیجا سے مقابلہ سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا جان آبرو کو تج دیا اِن باتون کا بالکل خیال نہ کیا اسطرح جو غصہ مین نورالدہر نے کہا شگوفہ مثل گل مرجھا گئی کانپنے لگی عرض کی ای شہریار مین خوف جمشید سے یہ حرکت ناشائستہ کر بیٹھی سر حاضر ہے کاٹ لیجیے نورالدہر نے کہا ملکہ مین تمسے کچھ نہین کہتا مگر مین بیشک جاتا ہون شبرنگ بخوبی مزاج سے واقف ہے اُسنے فوراً مرکب تیار کیا درہ کوہ کے باہر جاکر ٹھہرا آواز دی ای شہریار مرکب تیار ہے شگوفہ نے کہا بھیا شبرنگ اسقدر جلدی نکرو برائے خدا شاہزادہ کو سمجھاؤ شبرنگ نے اشارہ کیا ملکہ کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پلٹنا ممکن نہین مین کیا نادان ہون جو سمجھاؤن مین تو بیچارہ کیا ہون اگر انکے بزرگ بھی آئین یہ اپنی کرین نورالدہر فوراً سلاح سے آراستہ ہوکر مرکب پر سوار ہونے چلے تیغہ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ مین غصہ سے کف منھ مین بھرا ہوا چہرہ سُرخ آنکھین اُبلی ہوئین اب تو شگوفہ اُٹھی دست بستہ عرض کی اے شہریار بسم اللہ چلیے لونڈی ساتھ چلیگی مین یہان رہکر کیا پہاڑ سے سر ٹکراؤنگی ہمراہ رکاب رہونگی مگر اتنا عرض کرتی ہون تا بقلعہ طلسم پہونچنا دشوار ہے کنیز سراسر خطاوار ہے نورالدہر نے کہا رہبر کامل ساتھ ہے خضر دل رہبری کریگا منزل مقصود تک پہونچائیگا واضح ہو کہ یہان درہ کوہ مین یہ ہنگامہ ہے شاہزادہ بپشت مرکب پر سوار ہوچکا ہے شگوفہ نے اتنا کہکر روکا ہے کہ ایک لمحہ تامل فرمایئے اسباب سحر جسم پر آراستہ کرلون جادوگرنیون کو آواز دے رہی ہے جلد تیار ہو سب آراستہ ہوکر باہر آئین شاہزادے نے قصد کیا توکلت علی اللہ مرکب بڑھائیے

مگر دو شکلے داستان مدہوش دراز بینی کہ جسکو افراسیاب نے فرمان دیگر بمضمون طلب قید ملکہ مخمور روانہ کیا تھا وہ پاس جمشید جادو کے پہونچا فرمان افراسیاب کا جمشید جادو نے پڑھکر اُسیوقت اپنے ایک ملازم معتبر موسوم بہ شاہور جادو کو مع بارہ سو جادوگرون کے طلب کیا ملکہ مخمور کو قید خانہ سے بلاکر ارابے پر سوار کیا شاہور و مدہوش دارز بینی مع تین ہزار ساحران غدار قید مخمور لیکر بیرون قلعۂ طلسمی نکلے علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس کروفر سے جاتے ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان قریب درۂ کوہ مرکب پر سوار مع ملکہ شگوفہ چلا جاتے ہین کہ دیکھا طرف سے صحرا کے گرد عظیم بلند ہوئی نورالدہر نے آمد لشکر دیکھکر شبرنگ سے فرمایا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر آتا ہے شبرنگ نے چاہا کہ بڑھے کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے دو سردار ساحران زبردست بطور سرداری آگے آگے تین ہزار ساحر پشت پر بیچ مین ایک ارابے پر ایک مہ جبین مثل قیدیون کے مسلسل و مطوق چہرہ اُداس عالم یاس اب جو نورالدہر نے بغور دیکھا اپنی محبوب جانی یار جاودانی ملکہ مخمور سرخ چشم کو پایا پس نورالدہر نے کلیجہ پر گھونسا مارا کہا لو ملکہ غضب ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم کو پکڑکر ساحر لیے جاتے ہین ملکہ شگوفہ نے چاہا کچھ جواب دے مگر شاہزادے کو کب تاب تھی مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی پناہ لشکر اسلام نورالدہر گز بمیش	کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستان خوانند عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند

دیگر منم سرکن لشکر کافران لقا را بیک دست بر داشتم	بہ پیشم نگون شد سر کافران ظفر بر یلان عرب یافتم	ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم شہ نوجوانان لقب یافتم

تو ہے محفوظ تو عنایت پروردگار سے گھس مین تھی تلوار کھینچکر لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے چاہتے ہین کہ ملکہ مخمور کو رہا کرلون ساحران غدار سحر کر رہے ہین بسبب حرز ہیکل کے کسی کا سحر اثر تاثیر نہین کرتا ملکہ شگوفہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تنہائی پر شاہزادے کی کلیجہ پھٹ گیا عاشق صادق نورالدہر کی ہو اسنے بھی گاتی باندھی جھولی سنبھالی مع اپنے ساتھ والیون کے سحر کرتی ہوئی جا پڑی گولے ترنج و نارنج رائی کے دانے مرچ کے دانے چلنے لگے زمین سے

شعلے نکلنے لگے صداہاے عجائب و غرائب آتی تھی اژدرہاے آتش فشان دوڑنے لگے ماران سیاہ برستے تھے ساحران غدار قتل نورالدہر پر کمر کستے تھے ایک سمت سے مدہوش درساز بینی ہوشیار ہوا خود بیتی بھولا ملکہ بحیا کو کان ہوئے ہیبت شمشیر نورالدہر سے ناک مین دم ہے کان پکڑتا ہے سنکی ہے کہ بھاگ جاؤن لیکن تعلیم کردۂ افراسیاب ہے زمین کو ہلا ہلا دیتا ہے ایک جانب شاہور جادو ملازم جمشید لڑائی مین کدکر رہا ہے نورالدہر پر کیسے کیسے سحر کیے مگر تاثیر نہوئی لیکن ملکہ شگوفہ لڑتی بھڑتی لشکر کفار مین دشمنی خوب خوب سحر کر رہی ہے عین گرمی جنگ مین جمال ہمشیال مخمور پر نگاہ پڑی دیکھا حسن مین ہمشیال ابھو رشک ہلال چہرہ چودھوین رات کا چاند سامنے عارض انور کے بدر کامل ماند گیسوے عنبرین مشک آگین کاکل پر پیچ کی لہر مار سیاہ پہ قہر پریشانی ظاہر ہے رنگ رو متغیر حال ابتر شمع جمال کی روشنی سے وہ مقام نورانی

در منور پیشانی نیر اکبر تنبیہ مسدس

ہے وہ جبین بیاض ہے یا صبح عید کی
عالم سے جسنے ظلمتِ غم ناپدید کی
سو جان سے جہان کو خواہش ہے دید کی
کانون کو آرزو ہے صفت کے شنید کی
سجدہ کرون جھکاؤن جبین نیاز کو
محرابِ نور پاؤن اگر مین نماز کو

دریا لکھون نہین نور کا یا عکس آفتاب
یا لوح سیم مایۂ حسن صد آب و تاب
افشان سے یا لکھون نہین مطلا سر کتاب
القصہ کیا لکھون کہ وہ ماتھا ہے لاجواب
اہلِ نجوم کو یہ تحیّر تمام ہے
جبہہ ہے خود قمر کہ قمر کا مقام ہے

ابرو ہے یا فلک پہ ہے قوس قزح عیان
یا ہے خدنگ عشوۂ قاتل کو یہ کمان
یا بہرِ قتلِ عاشق بے صبر و ناتوان
کھینچی ہے یہ غلاف سے شمشیرِ اصفہان
مد سورۂ قمر یہ ہے رونق فزا ہوا
یا ہے سفینہ لوح کا الٹا پڑا ہوا

آنکھون سے ساحرانِ جہان مردہ ہو گئے
بادام انکو دیکھ کے پژمردہ ہو گئے

نرگس کے پھول انھین افسردہ ہو گئے | آہو انھین سے دشت مین رم خوردہ ہو گئے

قربان چشم مردم ہندی نژاد ہین
آنکھین ہین دونون یا یہ قدر دیکھتا ہین

ملکہ شگوفہ کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتی تھی حقیقت مین کیا حسن و جمال ہی کیا خط و خال ہی صانع ازلی نے اپنے دست حق پرست سے یہ تصویر زیبا کھینچی کیونکر شاہزادے کو خیال نہو یہ حسن یہ جمال معشوق عاشق خصال اِدھر ملکہ مخمور نے دیکھا شاہزادہ نورالدہر جو تیغ بکڑ کے بڑھا صدہا ساحر دم بھر مین مار ڈالے دل باغ باغ ہو گیا قید کے رنج و الم سے فراغ ہو گیا غنچہ ہائے شگفتہ پھول سے گال یا تو کمھلائے ہوئے تھے یا سرخی آگئی مگر ایک نازنین کو مع چار پیشو جادوگرنیون کے دیکھا گرد شاہزادے کے بھڑک کر سحر کر رہی ہی مخمور بھی صورت شگوفہ کی دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہو کر دل سے کہتی تھی معلوم ہوتا ہی یہ شاہزادے پر عاشق ہو کر یہانتک آئی ہی یقین ہی کوئی شاہزادی ہی اپنے قید رہنے سے بہت گھبرا رہی ہی کہ نورالدہر پر جادوگرون کا ہجوم ہی ارے اِس جوان کو مار لو چارون طرف سے یہی دھوم ہی شاہزادہ نورالدہر شیرانہ جنگ کرتا ہوا قریب مدہوش دراز بینی کے پہونچا مدہوش کے ہوش پراگندہ ہین کیسے کیسے گولے نورالدہر پر مارے مگر تاثیر نہین ہوئے ایک موئے جسم بھی اُس شاہزادے کا بیلا ہوا دل سے کہتا ہی سحر کیون جواب دیتا ہی جب شاہزادہ قریب پہونچ گیا مدہوش نے تیغ سحر مارا نورالدہر نے تیغ خاراشگاف سلیمانی پر گانٹھا صدہا شعلے بھڑک کر گرے برقین چمکین مگر بعنایت پروردگار سے محفوظ رہے وار مدہوش کا روک کر ہاتھ تیغ خاراشگاف کا مارا مدہوش نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لوح محفوظ کا عکس پڑا سپر سحر کی دو ٹکڑے ہوئی چاہا تڑپ کے نکل جائے اجل نے مہلت نہ دی چمک کے تلوار گری مدہوش کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو تمام ساحر بھاگے آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا مدہوش دراز بینی تھا شاہ ہور کے ہوش اُڑ گئے اراے کو تو مخمور کے نہ چھوڑا مگر میدان سے پانون اُٹھے نورالدہر قتل کرتے ہوئے چلے شگوفہ نے سیکڑون نخل قد ساحرون کے سحر سے قلم کیے مثل برگ خزان دیدہ کافر گر رہے ہین شگوفہ پامال کرتی چلی آتی ہی نورالدہر چاہتے ہین مخمور کو چھڑا لین کئی کوس

لڑتے ہوے آئے قلعہ طلسمی معلوم ہونے لگا شاہور نے ایک جادوگر کو حکم دیا جلد جاکر شاہ کو
خبر کرکہ طلسم کشا آگیا اسیر سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا مدہوش مصاحب افراسیاب مارا جاچکا جلد
آئیے ورنہ قید مخمور چھین جائیگی وہ جادوگر بھاگا جمشید تخت پر بیٹھا تھا اُس سے آکر تمام کیفیت
بیان کی جمشید غصہ مین اُٹھا مرکب سحر پر سوار ہوا جمشید کا چلنا لاکھون ساحر اسکے ساتھ ہوے
اُسوقت آکر پہونچا کہ نورالدہر نے تمام فوج کو تہ وبالا کردیا ہی شاہور بھاگا گیا پھرتا ہی اور
شگوفہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جل گیا دہن سے نعرہ کیا باش او طلسم کشا او خبردار او
شگوخم جلد رومال سے ہاتھ باندھکر قدمون پر بادولت کے گر ہر چند کہ شگوفہ ٹھرا گئی مگر سحر کرنے مین کمی نکی
جمشید نے دو چار گولے اپنے ہاتھ سے ایسے مارے زمین تھرا گئی کئی سو جادوگرنیان شگوفہ کی بیہوش ہوکر
گرین شگوفہ بھی زخمی ہوئی مگر نورالدہر پر اُسکا تاثیر نہین کرتا قریب ہی کہ شگوفہ کو گرفتار کرے کہ اندر سے
قلعہ کے پانچہزار ساحرون کے ساتھ سہیل اختر شناس آکر پہونچا یہ شیشہ سے مطیع الاسلام ہی چونکہ کاہن
زبردست ہی کتاب مین دیکھا تھا کہ طلسم اب ٹوٹ جائیگا خداے نادیدہ برحق ہی سامری پرستی کرنا ناحق ہی ناظرین کو
یاد ہوگا اسیلیے بدعت سے جمشید کی ملکہ مخمور کو بچاکر قید کرایا تھا اسوقت پانچہزار ساحرونکو مطیع الاسلام
کرکے آ پہونچا جمشید سمجھا میری مدد کو آتا ہی مگر سہیل برابر ملکہ مخمور کے ایوان کے پہونچا ہٹو ہٹو
کرکے ساحرون کو ہٹایا زبان سے سوزن ملکہ مخمور کے نکال لیا سوزن کا نکلنا مخمور
اُٹھی سنگ ریزہ اُٹھاکر مارے کہ کئی سو ساحر واصل جہنم ہوے سہیل نے بھی نعرہ کیا منم
غلام شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پانچ ہزار فوج سے لشکر جمشید پر حملہ کیا اُدھر
مخمور نے آفت برپا کردی لڑتی ہوئی قریب شگوفہ آئی شگوفہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ
مخمور نے پوچھا بی بی تمھارا کیا نام ہی شگوفہ نے سر جھکا کر کہا بندی غریب الوطن مجبور وناچار
وطن سے دور موت سے قریب آوارہ وسرگشتہ بدنصیب ملکہ مخمور نے کہا کیون بی ساحرون
سے کیون لڑتی ہو ظاہرا تم اسی طلسم کی رہنے والی ہو شگوفہ نے کہا آپ کی قید کا حال سنکر
دلکو تاب نہ آئی شکوہ ہی آپ رہا ہوئین بڑا نام تبانا یہ ہی کہ ہم آپ دونون ملکہ شاہزادے
کو بچائین اس طلسم سے نکال لیجائین اب جمشید بادشاہ طلسم خود آگیا ہی قلب کانپ رہا ہی
بدون لوح طلسم بادشاہ کا قتل ہونا دشوار ہی ہر کدو کاوش بیکار ہی ملکہ مخمور سمجھ گئی کہ یہ بھی

شاہزادے پر عاشق ہی زیادہ کلام کی مہلت نہ پائی مخمور لڑتی ہوئی ایک جانب نکل گئی شگوفہ ایک سمت سحر مین مصروف ہوئی اُسوقت قیامت کی جنگ ہی سہیل اختر شناس نے ہزارون کو مارا ملکہ مخمور نے طبقہ زمین کا ہلا دیا نور الدہر نے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا اب جمشید گھبرا یا دل سے کہتا ہی کیا باعث ہی اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا آخر ایک کنارے پر آکر ایک چراغ روشن کر کے چند دانے ماش کے مارے ایک سنہری پتلی پیدا ہوئی جمشید نے اُس سے پوچھا اے کنیز سامری اِس جوان پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا اُس پتلی نے آواز دی اے شہنشاہ اِس جوان کے پاس لوح محفوظ موجود ہی سحر آپ کے قریب نہین جا سکتے اُس پتلی سے یہ سُنکر جمشید میدان جنگ مین آیا اُٹھا کر ایک گولہ مارا سہیل و شگوفہ دونون بیہوش ہوکر گرین جمشید نے حکم دیا ملازمون نے سہیل و شگوفہ کو گرفتار کرلیا بتعجیل قلعہ مین بھیجدیا اب جادوگرون سے اشارہ کیا مخمور پر بلوہ کرو بیچ مین لاکھون جادوگر آ گئے اب مخمور نور الدہر سے دور ہو گئی نور الدہر نے ایک مقام پر آکر ایک جادوگر کو مارا پہلو سے آواز آئی شہریار کنیز کو بچائیے نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ مخمور زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہی جسم پر آبلے پڑے ہوے نور الدہر نے کہا ملکہ یہ کیا ہوا ملکہ نے کہا حضور جمشید نے مجھپر سحر کیا تمام ہڈیان جل رہی ہین ذرا لوح محفوظ مجکو دیجیے اپنے جسم سے مس کرون نور الدہر نے گھبراکر لوح گلے سے اُتاری سامنے مخمور کے پھینک دی مخمور نے اُسکو اُٹھا کر رومال مین لپیٹا اور نعرہ کیا او طلسم کشا منم شہنشاہ جمشید اب نور الدہر نے دیکھا کہ جمشید تاج پہنے سامنے کھڑا ہی ملعون نے صورت سحر سے مخمور کی بنائی تھی اب جو ایک دوہتڑ مارا نور الدہر زمین پر گرے شبرنگ کو ڈھونڈھکر پکڑ لیا سرداروں کے سپرد کیا اب طرف مخمور کے آیا چونکہ بادشاہ طلسم ہی آخر مخمور بھی اُسکے سحر سے بیہوش ہوئی مخمور کو بھی اندر قلعہ کے روانہ کیا آپ اسواسطے بیرون قلعہ ٹھہر گیا لاشے بھی اُٹھوانا اپنے ساتھ والون کے منظور ہین اور یہ بھی خیال ہی اگر طلسم کشا کو اندرون قلعۂ طلسم لیجاؤنگا تو بعد میعاد معینۂ طلسم قتل کرنا ہوگا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی قید نور الدہر کی چند ساحرون کے سپرد کی مسلسل کر کے شہزادے کو اور شبرنگ کو اُسی بارگاہ مین بٹھلایا جمشید جادو بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی خورشید روشن رائے

وزیر کوکب روشنضمیر جسکو ملکہ برّان نے روانہ کرایا تھا وہ اسوقت آنکر پہونچا جمشید
جادو کو سلام کیا پوچھا یہ رن کیسا پڑا جمشید نے کل کیفیت بیان کی اپنے ساتھ لیکر
بارگاہ مین آیا کہا اوغورشید مخمور کو خدمت افراسیاب مین روانہ کرونگا سہیل و شگوفہ
میری ملازم ہین انکو خود سزا دونگا اور طلسم کشا کو تو ابھی قتل کرتا ہون خورشید روشن رائے
نے فرمان شہنشاہ کوکب کا ہاتھ مین جمشید کے دیا کہا اسکو پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند
ہوجیے نورالدہر اور شبرنگ و مخمور کو ہمین حوالے کیجیے ہم خدمت شہنشاہ مین لیجائین
سہیل اختر شناس و شگوفہ کا تمکو اختیار ہی جمشید جادو یہ سنکر غصے مین کانپنے لگا کہا ای
وزیر اعظم یہ میری شرافت تھی کہ مین تمکو استقبال کرکے لایا جسدن سے شہنشاہ کوکب
روشنضمیر شریک مسلمانان ہوے مین نے تو خراج بھیجنا موقوف کیا مین تو افراسیاب
کا ملازم ہون اسیوقت نورالدہر و شبرنگ کو قتل کرونگا ہر چند کہ خورشید روشن رائے
کے ساتھ بارہ چودہ سردار دربار مین بھی موجود ہین چارسو ساحر ہمراہ آیا ہی مگر سوچا کہ یہ مقام
فساد کرنے کا نہین ہی ہنس ہنس کر باتین کرنا شروع کین کہ ای برادر تمکو اختیار ہی ہمنے حکم
شاہنشاہ پہونچایا خواہ قتل کرو خواہ بخشو چند ساعت یہ باتین کرکے خورشید روشن رائے
ٹھہرا اور کمال یہ کیا کہ بیٹھے بیٹھے چپکے چپکے سحر کرکے ہمر یر جادو وزیر جادو و ملازمان جمشید کو بصورت
نورالدہر و بشکل شبرنگ قید مین چھوڑا نورالدہر و شبرنگ کو بہ نیرنگ سحر اپنے قبضہ مین کرلیا
جب اپنا کام کر چکا کہا او جمشید اب ہم جاتے ہین جمشید نے کچھ اعتنا نہ کی خورشید روشن رائے
باہر نکلا تخت پر سوار ہوا ساتھ والون کو لیکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوگیا جمشید جادو نے کہا کہ فوراً
دار استادہ کراؤ جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر نورالدہر و شبرنگ کو دار پر کھینچا جمشید جادو نے حکم
دیا جلاد نے تیغہ مارا دونون کے سر اڑ گئے آواز آئی کشتی مرا نام من ہمر یر جادو وزیر جادو
بود جمشید حیران ہوگیا یہ کیا معرکہ ہوا مرنے سے ان مُردون کی صورتین بھی بدل گئین اُسکے
عزیز سر پیٹنے لگے اور کہا ای شہنشاہ ان غلامون نے کیا خطا کی تھی جمشید پریشان ہوا اوراق
مین جو دیکھا صاف معلوم ہوا یہ شعبدہ خورشید روشن رائے وزیر کوکب روشنضمیر
کر گیا میرے سردارون کو قید کرایا نورالدہر و شبرنگ کو لیگیا غصہ مین اندر قلعہ طلسمی کے ۲۴

آیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس کو قید خانہ مین بھیجدیا اور اس جملہ حالات کی عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کی سب حال لکھا آخر مین یہ تحریر کیا کہ آپکی دوستی مین کوکب سے دشمنی ہوئی طلسم کے بچانے کی فکر کیجیے وزیر کوکب طلسم کشا کو نکال لے گیا وہ اُسکی ضرور مدد کریگا یہ نامہ جو افراسیاب جادو کو پہونچا نہایت غصہ مین آیا کہا مین لوح طلسم جمشید ابھی منگائے لیتا ہون یہ کہکر محیط ابر بار جادو کو بلایا اور ایک نامہ بنام جمشید لکھا اُسکا مضمون یہ تھا کہ ای خیر خواہ بلا اشتباہ کیا مجال کوکب کی جو تمسے آنکھ ملا سکے مجھے ہر وقت خیال ہی مگر برادر محیط ابر بار جادو مع فرمان مابدولت کے آتا ہی وہ جو قلعہ ہی جسکو دخانیہ کہتے ہین شبرنگ آتش خوار وہان کا حاکم ہی محیط تمھارے پاس آئیگا تم بھی نامہ بنام شبرنگ آتش خوار لکھ دینا فرمان مابدولت کا اور نامہ تمھارا لیکر قلعہ دخانیہ مین جائیگا مقام لوح ہمنے محیط کو سمجھا دیا ہی وہ قلعہ دخانیہ سے لوح لیکر ہمارے پاس چلا آئیگا ہم لوح کو اپنی حفاظت مین رکھین گے جب لوح دستیاب نہوگی طلسم نہ فتح ہو سکیگا محیط ابر بار فرمان افراسیاب لیکر طرف طلسم جمشیدیہ کے روانہ ہوا مگر خورشید روشن رائے اپنے سحر سے نورالدہر و شبرنگ کو نکال لایا پانچ کوس پہ آکے بارگاہ استاد کی شاہزادے کو ہشیار کیا مسند آراستہ کرکے جگہ دی آپ دست بستہ سامنے کھڑے ہوکر سلام کیا نورالدہر حیران یا تو مین قید مین جمشید کی تھا یا اپنے کو بارگاہ آسمان جاہ مین پایا اسباب عیش و نشاط مہیا ایک جوان وزیر وضع سامنے دست بستہ حاضر ہی جسکی صفت خلق مین زبان قاصر ہی حیران ہوکر کہا ای برادر یہ کیا مقام ہی آپ کا کیا نام ہی خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر کا وزیر ہون آپ کی طلسم کشائی کی خبر شہنشاہ کو پہونچی مجکو نامہ دے کر روانہ کیا کہ جاکر جمشید سے لوح دلوادو شاہزادے کو شکست و عدم شکست کا اختیار ہی مین نے جاکر حضور کو قید مین پایا اُس بیحیا نے حکم شہنشاہ کو نہ مانا شکر ہی کہ مین حضور کو مع عیار نکال لایا اب حضور میرے ساتھ برائے ملاقات شہنشاہ کوکب روشنضمیر تشریف لے چلیے یا اسی مقام پر تشریف رکھیے مین ملازمون کو خدمت مین چھوڑکر پاس کوکب کے جاؤن جمشید نمک حرام شہنشاہ کا ملازم ہی اب منزل بغاوت کا عازم ہی شہنشاہ اُس سے لوح

سنگوا اگر آپ کی خدمت مین حاضر کرینگے نورالدہر سنکر خاموش ہو رہے نہایت مشتاق ہوا کہ
مردے انسان کی کام کرین یہ بات ضرور مشہور ہوگی کہ کوکب نے جب لوح دلوادی تب
فتح طلسم نصیب ہوئی ای نورالدہر رب اکبر پر تکیہ کرو جسطرح بنے یہان سے نکل چلو جو اپنے
بزرگون کا طریقہ ہی اُسپر کاربند ہونا شیوۂ مردی و مردانگی ہی وہ بے نیاز کارساز مدد کریگا
اس بلا کو دور کریگا دلمین تو یہ خیال کیا ظاہر مین فرمایا ای خورشید روشن رائے تمنے جو کچھ
کہا مناسب کہا جو کچھ تمنے کہا ایسا ہی کرینگے ہم یہان ٹھہرینگے تم جاکر سوچ کے تدبیر کرا دینا
خورشید روشن رائے کو بڑی خوشی حاصل ہوئی شاہزادے کی خوش بیانی پر تسکین دل
ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے خورشید نے آرام کیا نورالدہر اپنے چھپر کھٹ پر آئے
شبرنگ کو سمجھا دیا تھا اُسنے شاہزادے کو جگایا بہ تعجیل مرکب تیار کیا نورالدہر چپکے سے
اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے برائے اطمینان خورشید روشن رائے ایک پرچہ لکھکر
ڈال دیا کہ ای وزیر اعظم تم متردد ہونا ہم توکلت علے اللہ طرف طلسم جمشید کے جاتے ہین
اور تمکو براہ محبت سمجھاتے ہین ہمارا تعاقب نہ کرنا اپنے ملک کو جاؤ شہنشاہ سے ہماری جانب
سے شکریہ ادا کرنا اور کہدینا کہ ہم لوگ اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین پیدا کرنیوالے
کو بخوبی پہچانتے ہین انشاءاللہ اگر حیات باقی ہی تو طلسم کو فتح کرینگے ورنہ اپنی جان دینگے
یہ تدبیر کرکے اُس شب تیرہ و تار مین مع شبرنگ ایک جانب روانہ ہوئے صبح کو خورشید
روشن رائے نے شاہزادے کو نہ پایا کاغذ اُٹھا کر پڑھا ساتھ والون سے کہا کہ صاحبو
فرزندان حمزہ کیا بہادر ہین دریائے جرأت کے بے بہا دُر ہین مجبور خدمت مین کوکب کی
آکر حاضر ہوا تمام کیفیت ظاہر کی اور ملکہ بران نے بھی بمقدمہ ایرج نوجوان سفارش کی
دست بستہ گذارش کی کہ حضور از روے وقائع کے معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان نے بھی
طلسم جمشید کا بڑے کروفر سے قصد مصمم کیا ہی اور یقین ہی کہ قریب طلسم جمشید ہو نچگئے ہونگے
کوکب روشنضمیر نے اپنے ایک سردار عالیجاہ کو غصہ مین فرمایا کہ ای ابریق آسمان سیر تم
جاکر شاہزادہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو لڑ بھڑ کر جمشید سے لوح لو شاہزادہ مرحلۂ شکست
کرے گا اُس بیحیا باغی خار صحراے غرور کو مثل برگ خزان دیدہ پامال کریگا ابریق آسمان

یکہ و تنہا طاؤس پر سوار ہو کر بتلاش ایرج نوجوان طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا

اول دو کلمہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان تحریر ہوتے ہین

کہ یہ بارگاہ خورشید روشن راے سے نکلے قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے اُس مقام پر پہونچے جس مقام پر شبرنگ بن عمرو نے ساحر کو مارا تھا اور گرفتار ہوے تھے وہان پر آکے زیر نخل ٹھہرے ارادہ تھا کہ شب ہو بعد نماز مغرب رب مشرقین سے رجوع کرین کہ کلید فتح طلسم حاصل ہو شبرنگ سے کہا ابھی تو دن زیادہ ہی صحرا سے ایک آہو شکار کرکے لائین کباب لگا کر کھائین شب کو مصروف دعا ہونگے دیکھین پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی شبرنگ نے کہا بسم اللہ مرکب پر سوار ہو کر ایک سبزہ زار مین آئے ایک ہرن پر مرکب ڈالا شبرنگ پیچھے رہگیا کوس بھر پر آکے نورالدہر نے ہرن کو شکار کیا تیر کھا کر آہو گرا نورالدہر مرکب سے کودے آہو کو اُس خونخوکے بقربانی پہونچایا انتظار مین ہین کہ شبرنگ آے تو آہو کو اُٹھا کرے چلین کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہی نورالدہر نے اُٹھا کر تیر مارا وہ آہو گرا نورالدہر نے اُسکو بھی ذبح کیا دونون کو کھینچکر ایک مقام پر رکھا ہی کہ دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش مرکب بادرفتار پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین چوکنا گھوڑا اڑاے ہوے آتا ہی اُس نقابدار کی نگاہ اپنے صید پر پڑی بغیظ و غضب تمام قریب نورالدہر کے آکر کہا کیون او اجل گرفتہ تو نے ہمارے صید کو کیون شکار کیا کچھ خوف ما بدولت کا نہوا نورالدہر بے ساختہ ہنس پڑے فرمایا آپ کا صحرا مین اجارہ ہی صید سامنے آیا شکار کیا نقابدار نے کہا یہان ہماری عملداری ہی کسی کی مجال نہین کہ یہان شکار کھیل سکے نورالدہر نے کہا اب تو تیر مارا خطا معاف کیجیے جو مناسب ہو سزا دیجیے نقابدار نے کہا یہ ہرن اُٹھا کر گردن پر لادو ہمارے مقام پر پہونچادو جب تو نورالدہر کو غصہ آیا فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی یہ کام مزدورون کا ہی بس نقابدار غصہ مین مرکب سے کود پڑا ہاتھ نیمچہ کا بلا تکلف مارا نورالدہر نے پنجہ نگارین کو بڑھا کر تھپکی ماری نیمچہ ہٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ذرا زور کیا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی کمر مین ہاتھ ڈال کر نورالدہر نے نقابدار کو اُٹھا لیا اتکان جو پہونچی نقاب چہرہ نقابدار سے دور ہوئی یہ معلوم ہوا برق چمکی

یا ابر ہٹ گیا ماہ تابان پردۂ حجاب ابر سے نکل آیا ایک ماہ پارہ حور خصال پری تمثال ماہ جبین
مہر تمکین نظر پڑی شاہزادہ رعب حسن وجمال کی تاب نہ لا سکا غش کھا کر زمین پر گرا ہر چند کہ وہ نازنین
بھی شکار ہوئی زخمی تیغ ابرو اسیر کمند گیسو مگر حجاب مانع ہوا عشق کہتا تھا اپنے بیمار کا سر اُٹھا کر
زانو پہ رکھو عناب لب سے علاج کرو شربت وصال پلاؤ بنفشہ گیسو کی بو سنگھاؤ جس طرح بنے
اِسکو ہوش مین لاؤ حجاب کا قول تھا شرم مناسب ہی صاحبان عصمت کو پاس ناموس ضرور ہی
عشق تاکید کرتا تھا سراسر عقل کا قصور ہی اسی شش و پنج مین حیران حیران بالین پر اپنے
بیمار کے اشک حسرت بہا رہی ہی کبھی بیٹھ جاتی تھی کبھی قصد ہوتا تھا کہ بند نقاب آراستہ کر کے
نکل جاؤن مگر جوش محبت مین یہ بھی خیال تھا کوئی جانور درندہ اسکو آکر گزند نہ پہونچاوے یا
خدا نخواستہ شیر آکر دشمنون کو کھا جاوے بیوجہ مجھپر خون ہوگا اِس خیال سے بیٹھی ہی آنکھون سے
اشک گرم ٹپکے مخولوے گلاب عارض پر شاہزادے کے پڑے آنکھ کھُل گئی نازنین نے چاہا
ہٹون فوراً الہ سہر نے کلائی تھام لی اُس نازنین نے شرما کر سر جھکا لیا ہان ہان کہکر اشارہ کیا
دیکھ اے شخص مجکو ہاتھ نہ لگانا اپنی جان پر آفت نہ لانا یہ کہکر جو مسکرائی سپیدی براقی گوہر دندان
کی اُس سے برق گری خرمن ہوش وحواس کو شاہزادے کے جلا دیا زلف نے پریشان کیا
آئینۂ جمال نے حیران کیا ہاتھ تو بہ منت تھام لیا اب بخوبی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی سراپا
موزون صانع ازل نے نور کے سانچے مین ڈھالا ہی قیامت قد بالا ہی بند مسدس

زلفِ رسا ہی یا شبِ معراج سر بلند
یا ہین وہ مارِ شانۂ ضحاک خود پسند
یا قدسیون کے صید کو پھینکی ہی یہ کمند
ہی جسکی دست بُرد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک نہ سنبل چمن مین ہی
دل خون وخشک مشک کا نافہ ختن مین ہی

ہی زلف یا دھوان ہی یہ شمع جمال کا
یا ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا
اعجاز حسن وناز سے اُونچا نہ ہو سکا
پیدا ہی یا کہ شام غریبان یہ برملا
خورشید روے یار کی گو زلف شرق ہو
ممکن نہین ہی یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلفِ دوتا ہوئی — آفت ہوئی ستم ہوئی قہرِ خدا ہوئی
صیادِ مرغ روح ہوئی دلربا ہوئی — عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی

زلفیں سنوارے ہیں جو شانہ شل ہوا
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہیں معجزے وہ چشم خورد بین ہیں بیگمان — جادو ہوا اُنکے نام سے دنیا میں بے نشان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جائے بےزبان — آشوبِ دہر فتنۂ آفاق ہیں عیان

پہونچے نہ چشم زخم کہیں خوفناک ہوں
دم سورہ صاد کا میں کروں کیوں بلاک ہوں

اُس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا — جیتوں نے کشتۂ دمِ تیغ ادا کیا
تارِ نگاہِ لطف سے زخم جگر سیا — آنکھیں کبھی چرا کے مرا دل چرا لیا

سیدھی نگاہ تیر سی سینہ کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دوسار تھی

پہلوے گل کے خار ہیں پلکیں کہ ہیں خدنگ — رگہاے جان پہ تیر ہیں یا نشتر فرنگ
یا فوج کی صفیں ہیں مہیاے رزم و جنگ — پہنے ہوے ہیں جسم پہ وردی سیاہ رنگ

پلکوں سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہیں
یا باہمہ صید باز نے پنجہ نکالے ہیں

شاہزادہ بیقرار اشکبار جب کئی مرتبہ اُس مہ جبین نے غصہ کر کے کہا صاحب چھوڑ دو نورالدہر نے بدحواسی میں سر قدموں پر رکھ دیا اور کہا اے ملکہ عالم ایک چشم زدن تامل فرماؤ اپنے بیمار محبت کا علاج کر دو اگر چلی جاؤ گی ابھی پھڑک کے دم نکل جائیگا نورالدہر نے جلدی میں زین پوش پشت مرکب سے اُتار کر بچھا دیا پلکوں سے جاروب کشی کی وہ نازنین شرما کر بیٹھ گئی مگر دزدیدہ نگاہ سے جمال بیمثال نورالدہر کو دیکھ رہی ہے ہر مرتبہ جوش عشق کتا ہے گلے میں ہاتھ ڈالدوں دل کھول کر ملوں مگر پھر شرما کر رک جاتی ہے دونوں عاشق و معشوق حیران حیران نورالدہر منت کر رہے ہیں وہ شہنشاہ اقلیم شرم و حیا آنکھیں نیچی کیے شرم سے کانپ رہی ہے زبر نگ

بھی آکر پہونچا اُسوقت ملکہ نے گھبراکر کہا اے شہریار دیکھے کوئی راہگیر آتا ہے نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہا ملکۂ عالم یار وفادار ہے شبرنگ بن عمرو عیار ہے شبرنگ قریب آیا دیکھا جنگل مین عجیب جلسہ ہے شاہزادہ ایک نازنین کے سامنے دست بستہ بیٹھا ہے منتین کر رہا ہے شبرنگ تو خیال ہے اسنے فوراً اپنے توبڑے سے گلابی نکال کر بیچ مین رکھدی آہو کے گوشت کے تعجیل کباب تیار کیے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر شاہزادے کو دیا کہ بسم اللہ اس مست شراب حسن وناز کو اک جام پلائیے نور الدہر نے جام سامنے کردیا ملکہ شرماکر آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا اے شہریار یہ کیا موقع ہے میرا باغ یہان سے قریب ہے ہرچند کہ مقام خوف وخطر ہے مگر یہان سے اُٹھ چلنا بہتر ہے نور الدہر نے عجز سے کہا یہ جام نوش کرو پھر جہان کہوگی وہان چلین گے یہ جو نور الدہر نے منت سے کہا ملکہ نے جام نوش کیا آنکھون مین نشہ آیا خیال خیر وشر دل سے دفع ہوا اپنے ہاتھ سے جام نور الدہر کو دیا نور الدہر نے مذہب کا ذکر کیا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئی اب جو دو دو جام پیے ملکہ نے پوچھا اے شیر بیشۂ جرأت اس صحرائے پرہول مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا نور الدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا نام ونسب بھی بتلایا مگر نور الدہر نے دیکھا باتین کرتے کرتے یہ نازنین سہمی جاتی ہے چہار جانب دیکھ رہی ہے نور الدہر نے پوچھا ملکہ اسقدر گھبراتی کیون ہو یہ مقام خالی از غیر ہے ہماری وجہ سے صحرائے غربت کی سیر ہے اُس مہ جبین نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا اپنا حال زار بیان کرون یہان سے قریب ایک شہر ہے میرا باپ وہان کا بادشاہ ہے ملک آباد رعایا دلشاد مگر باپ ہمارا موسوم بہران شاہ جمشید جادو بادشاہ جمشیدیہ کا خراج گزار ہے نہایت ساحر زبردست مکار وغدار ہے کسی وجہ سے اُسکا اس حوالی مین گذر ہوا تھا باپ ہمارے مطیع ومنقاد تھے استقبال کرکے اپنے شہر مین لائے سامان دعوت مہیا کیا کسی دراندازنے مجھ بدنصیب کے حسن وجمال کی تعریف کی یا شاید مجکو دیکھ لیا باپ سے ہمارے سوال شادی کا کیا باپ نے محل مین آکر مادر مہربان سے کہا محل مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کہ ایسی بیٹی بھولی بھالی جادوگر کے قبضہ مین جائے گی نہین معلوم کیا رنج وملال اُٹھائے گی آخر مشیرون نے صلاح دی کہ بادشاہ سے کہیے ابھی آپ کی کنیز کمسن ہے دو برس کی مہلت دیجیے بعد اسکے سامان شادی ہوگا اے شہریار ہے

وہ زمانہ وعدہ کا منقضی ہوگیا تیسرے چوتھے دن اُنکے ساحر آیا کرتے ہین باپ پر ہمارے دباؤ ہی جلد سامان شادی مہیا کرو جمشید جادو عشق مین بیتاب ہی وزرا وامرا پر عتاب ہی اِس غم سے آب و دانہ ترک رہتا ہی ہر وقت یہ خیال ہی کہ اب کوئی جادوگر آئیگا اُٹھا لیجائیگا عورتون سے کیا ہو سکے گا جان دونگی نور الدہر نے کہا ای ملکۂ عالم مین اسی فکر مین نکلا ہون انشاء اللہ طلسم جمشیدی کو فتح کرونگا میرے یاران ہمدم جمشید جادو کے یہان قید ہین ابھی چوتھا دن ہی ایک لڑائی پڑی تھی کئی ہزار ساحر میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے لڑتا ہوا قریب قلعہ جمشیدیہ کے پہونچ گیا تھا مگر فلک نے انقلاب دکھایا دھوکا دے کر اُسنے لوح محفوظ لے لی ایک ہفتہ عشرہ کی ملکہ تمکو تکلیف ہوگی اُس بیچیا کی کیا مجال جو تمہارا نام لے سکے مگر ملکہ تمنے اپنے نام نامی سے نہ آگاہ کیا ملکہ سر جھکا کر رونے لگی کہا ای شہریار دریا کے مصیبت کی شناور ملکہ ماہ پرور مگر آپ کی باتون نے کلیجہ فگار کیا وہ بیچیا ساحر زبردست بادہ سحر و ساحری سے مست اُسکا قتل ہونا دشوار ہی نور الدہر نے کہا ملکہ اپنی آنکھون سے دیکھ لینا بعد ایک مہینے کے طلسم بھر مین ایک جادوگر واسطے علاج کے نہ ملے تو ہمکو نبیرۂ صاحبقران نہ کہنا اِن دونون عاشق و معشوق مین رنج و ملال کی باتین ہو رہی تھین شبرنگ دس بیس قدم پر جھیل ہی پانی لینے کو گیا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او برباد کن ساحران عالم کہان جائیگا تمام ساحران طلسم تیری تلاش مین پھر رہے ہین تو اِس صحرا مین معشوقۂ شہنشاہ سے عیش مین مصروف ہی قتل تیرا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہی اور ای ملکہ ماہ پرور غضب کیا اس باغی کے دام مکر مین پھنسی تیرے لیے بھی خرابی ہوگی جب تک نور الدہر اُٹھین ایک پنجہ کمر مین ٹیڑا ابروے آسمان لیکر روانہ ہوگیا ایک ساحر مہیب سامنے اُس ماہ پیکر کے آیا یہ نیر سپہر آسمان حسن دیکھکر کانپنے لگی صورت مہیب دیکھکر بیہوش ہوگئی چونکہ جمشید جادو اُسپر عاشق ہی اُس ساحر مہیب شکل نے تخت بنا کر ملکہ کو بٹھا لیا سحر کر کے ہوا ہوگیا ملٹ کے شبرنگ بن عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا چار جانب جستجو مین دوڑا جب پتا نشان دستیاب ہوا ایک جادوگر کی شکل بنکر تیار ہوا جھولی بائین ہاتھ پر پتلے سونے چاندی کے گلے مین سیندور کا ٹیکا ماتھے پر بنا ہوا ایک ترسول ہاتھ مین سامری و جمشید کا نام لیتا ہوا ایک سمت جستجو کنان

چل نکلا ملکہ کا حال تو وقت پر ظاہر کیا جائیگا ناظرین کے ذہن اقدس مین آئیگا مگر رستم صولت
اسفندیار صفت صاحب رعب وجلالت آفتاب آسمان شوکت وشان شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید آہن مین مبتلا ایک دربار عام مین پایا ایک بادشاہ
ساحر تخت پر بیٹھا ہی گرد ساحرون کا دور ہی سردارون کے کہنے سے ثابت ہوتا ہی فیروز جادو نام در بند
طلسم جمشید ہی فیروز نے پکار کے آواز دی ای سیاح جادو تمنے بڑا کام کیا ساحران طلسم مین
نام کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے مگر بادشاہ نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک سردار ہی دوسرا اُسکے ساتھ
عیار ہی تصویرین دونون کی آگئین اکیلے طلسم کشا کو لائے عیار کو کہان چھوڑ آے عرض کی یہ
غلام تلاش مین نکلا تھا ایک مصاحب بھی بادشاہ کا اِسی جستجو مین آیا اور وہ دونون برائے
جستجو ایک صحرا مین پہونچے ایک سایۂ نخل مین ملکہ ماہ پرور دختر مہران شاہ سے یہ جوان مصروف
عیش تھا وہ ملکہ کو اُٹھا کر لے گیا مین اس شیر صولت کو آپ کی خدمت مین لایا اور کسی کو
اُس مقام پر نہین پایا فیروز نے کہا اُسی مقام پر جا کر تلاش کر وہ اسکا ہمراز ہی ٹرا جلا دہی سیاح
نے کہا کہ غلام پھر جاتا ہی ملتا ہی تو ڈھونڈھکر لاتا ہی یہ کہکے پر پرواز پیدا کر کے مثل طائر خیال
بلند ہو کر اُڑتا ہوا چلا شبرنگ بہ شکل ساحر اُسی صحرا مین پھر رہا ہی سیاح آسمان پر جمیکا کوسون
منزلون بیک نگاہ کو دوڑایا سوائے ساحر کے کسی کو نہ پایا خیال مین آیا اِسی کو لے چلو
سامنے بادشاہ کے پیش کر دینگے خلعت وانعام لینگے وہین سے سحر کرتا ہوا آگرا شبرنگ بن
عمرو کی کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑا چشم زدن مین دربار مین فیروز کے لیکر پہونچا شبرنگ
بن عمرو کو کھڑا کر دیا کہا ای شہنشاہ اُس صحرائے مہیب مین سوائے اُس ساحر کے اور کوئی نہ ملا
یہ حاضر ہی شبرنگ بن عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک طرف شاہزادہ مسلسل ومطوق بیٹھا ہی جلسہ
ساحران جما ہوا ہی ایک بادشاہ تخت پر یہ تو عیار فرزند خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہی آنکھ
کھلتے ہی بادشاہ کو سلام کیا دعا دی خداوند سامری وجمشید کی مدد سے آفتاب اقبال روشن
رہے گیتیان کی جے جےکار گرہ کی دیا رہے آج جمشید وسامری نے اپنی قدرت کا ظہور
دکھایا اِس ظالم جلاد کو قید مین پایا مجھ ایسے مقبول بارگاہ سامری کا کلیجہ ٹھنڈا کیا سب ہمارے
باپ دادا خدمت مین جمشید وسامری کی جا یا کیے پوری کچوری مٹھائی مندر سے پاتے تھے

ہمارے پاس بھی تصویر خداوند ہی بروقت پوجا پاٹ کے اب بھی اشارے کنائے ہوجاتے ہین مگر اس ساحر کش کا خون بہاؤنگا ٹھاکر جی کی پیشانی پر ٹیکے لگاؤنگا یہ کہکر نیچہ کھینچ کر لولاد کی گردن پر رکھدیا کہا کیون او ظالم میرے نوجوان بھائی جودھ کو قتل کرتے تجھے افسوس آیا دیکھ قدرت سامری کہ تجھکو میرے قبضہ مین کرایا اب سب بھائی برادری والے سامری پرست پونے دوسو خدا کے بندے موجود ہین اب مجھے کیا ڈر ہی جادوگرون نے ہان ہان کہکر ہاتھ تھام لیا بمشکل خوشامد کرکے سامنے فیروز کے لائے فیروز ان باتون سے بہت خوش ہوا کہ یہ بندۂ خاص سامری ہی رگ وریشہ مین اوتارون کی محبت بھری ہی کرسی پر بیٹھنے کو جگہ دی کہا آؤ بھائی تمھارا کیا نام ہی اب کس دیر مین مقام ہی کہا حضور بھگبت جی کرن قوم کا برہمن بیابان جادو نام پوجا پاٹ کرنا یہی کام ہی اس مسلمان بلجہ نے میرے جوان بھائی کو مارا حضور مجکو حکم دین کہ مین اپنے ہاتھ سے قتل کرون خون اسکا کانور مین رکھکر لیجاؤن شوالون مین ٹیکے دون اور آپ کے غلام کے پاس ایک تیلی ہی اشارے کرتی ہی بھجن گاتی ہی شوالے سے ملی تھی سامری کے گھر کی یہ لچھمی ہی جس دن سے مجھے ملی نہال کردیا ہر چھ ماہی مین مہنتون کو جمع کرتا ہون موہن بھوگ کھلاتا ہون بڑے بڑے داتا لوگ جمع ہوجاتے ہین بڑی بڑی دور سے لچھمی جی کے درشن کرنے آتے ہین داتا لوگون کے سامنے دیکھو لچھمی جی پٹر پٹر باتین کرتی ہین نتھنی پھڑکاوت ہین فیروز جادو حیران ہوگیا کہ ہمنے دو دو لاکھ روپے کے بت خریدے ہین اپنے منھ پر کی مکھی بھی نہین اڑاتے سر بھی نہین ہلاتے یہ بندۂ خاص ہی یہ سوچ کر کہا ذرا لچھمی جی کا ہم بھی درشن کرین کہا سامنے یہان دربار مین بلجہ بیٹھا ہی کنارے چلیے لچھمی جی سے دو دو باتین کر لیجیے فیروز جادو اشتیاق مین اٹھا ایک کمرے مین آکر کہا دیوتا لاؤ لچھمی جی کو دکھاؤ شبرنگ نے کمر سے ایک تیلی نکالی ہاتھ مین فیروز جادو کے دی کہا مہارانی اسنے باتین کرو سامری کے بندے ہین اور فیروز جادو سے کہا مہارانی کے منھ سے منھ ملاؤ پیٹ پر ہاتھ رکھکے دباؤ باتین کرینگی فیروز جادو نے تیلی کے منھ سے منھ ملا کر پیٹ پر تیلی کے ہاتھ رکھا تیلی نے منھ کھولا فیروز جادو نے خوش ہوکر قہقہہ مارا شبرنگ نے تیلی کے پیٹ پر ہاتھ رکھکے جو زور سے دبایا تیلی کے منھ سے دھوان نکلا شبرنگ کے تیلی مین کل لگا کے بیہوشی بھر دی تھی فیروز جادو فوراً بیہوش ہوا شبرنگ نے

پتلی کمر مین رکھی فیروز جادو کی زبان مین سوزن دیا ستون سے مضبوط باندھا رنگ روغن عیاری
کا نکال کر بشکل فیروز جادو تیار ہوا تاج اُسکا لیکر اپنے سر پر رکھا تمام لباس جسم پر آراستہ
کر کے باہر آیا پُکار کر آواز دی قیدی کو ہمارے پاس لاؤ مگر ہتکڑیان بیڑیان کاٹ دو ہم تنہائی
مین سزا دینگے نورالدہر کے جسم سے قید سبھون نے دور کی شبرنگ ہاتھ تھام کر شاہزادے کا
اندر لایا دروازہ مکان کا بند کر لیا نورالدہر سے کہا ای شہریار غلام آپ کا آپہونچا فیروز جادو کو
مین نے گرفتار کر لیا نورالدہر کو مقام صدر پر بٹھایا اپنی صورت اصلی بنائی فیروز جادو کو ہوشیار
کیا اب جو فیروز کی آنکھ کھلی اپنے کو ستون سے بندھا دیکھا نورالدہر سلاح سے آراستہ قید
جسم پہ ندارد اور ایک عیار خونخوار تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے نعرے کر رہا ہی کہا ای فیروز جادو قدرت
پروردگار کو ملاحظہ کیا تجھ ایسا جادوگر میرے قبضہ مین آگیا شاہزادہ رہا ہوا تیرے ملازم بیرون
قصر بالکل بیکار ہین اگر تجکو قتل کر دون کسی کو خبر نہو قدمون پر شاہزادے کے بوسہ دے بڑے افسوس
کی بات ہی کہ تم لوگ آپ کہتے ہو کہ عمر طلسم تمام ہوئی اور پھر قفل طلسم کشا مین کوشش کرتے ہو
بونے دو سو خداؤن پر لعنت کرو وحدانیت کے قائل ہو وہ حاکم زمین و آسمان بانی بناے
آفتاب و مہتاب و ثابت سیارگان ہی اسطرح شبرنگ نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے
فیروز جادو کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ دل و جان سے اطاعت قبول کی سعادت
دارین حصول کی شبرنگ نے سوزن زبان سے نکالا ستون سے فیروز کو کھولا فیروز دوڑ کر
قدمون پر شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کے گرا عرض کی اگر غلام کلمہ پڑھیگا تو تاثیر سحر
کی زبان سے جاتی رہیگی حضور کی غلامی مین رہونگا ملازمان جمشید سے لڑونگا نورالدہر نے
سر سینہ سے لگایا فیروز جادو شہزادے کو ساتھ لیکر مع شبرنگ بن عمرو دربار مین آیا اہالیان
دربار حیران ہوئے شاہزادے کو داخل زرین پر جگہ دی رفیقون سے پکار کر کہا صاحبو تمکو خبر ہی
کہ ہمپر کیا گذری ہم گرفتار ہو گئے اگر ایسے صاحبان رحم کا سامنا نہوتا قتل ہو جاتے تمکو خبر
بھی نہوتی مین نے اطاعت دین اسلام قبول کی حلقۂ غلامی گوش جان مین ڈالا غلام باخلاص
ہوا سب نے عرض کی ہم بدل و جان حضور کے مطیع و تابعدار ہین بادشاہون کو امورات نیک
و بد کے اختیار ہین اب تو صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لیکر

حاضر ہوئے رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت طلوع ہوا ایک نازنین گل رخسار نے یہ غزل گائی اہالیان صحبت کی طبیعت لہرائی غزل

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
مجھے مار ڈالا ہی اذکار نے بھی
کہ دلبر نہین زور چلتا کسی کا

نہ ہی تو کسی کا نہو گا کسی کا
نہ میری سنے وہ نہ ہین ناصحونکی
یہ کہنا کہ کیا مجھپہ دعوا کسی کا
کوئی کیا کرے آپ ہرجائی ہو تم

کیا تینے قتل جہان اک نظر مین
نہین مانتا کوئی کہنا کسی کا
جو پھر جائے اس بیوفا سے تو جانون
نہین میر سچان شکوا بیجا کسی کا

نور الدہر بن بدیع الزمان نے جو اشعار عاشقانہ سنے یاد مین ملکہ مخمور سرخ چشم کی اشک آنکھون سے جاری ہوئے دل بیتاب چشم پر آب دل کو دھڑکن جگر کو بھڑکن آہ گرم ہڈیان جلانے لگی سوزش عشق آگ سینہ مین بھڑکانے لگی اشعار

چشم آغوش حسرت دیدار
شوق پامال حسرت و حرمان
آرزوے نظارہ خاک ہوئی
گرد دل سے اڑے زمین کے ہوش
فتنۂ محشر آخرین افغان

بحر اشک آب باگلشن صبر
کف افسوس نخچۂ مژگان
خاک مین جی ملا دیا غم نے
نالۂ آسمان فگن کا جوش
اشک آنکھو نسے متصل جاری

جوش خمیازۂ ریدش انظار
نگہ یاس برق خرمن صبر
سرمہ سا چشم آبناک ہوئی
خاک اڑائی کدورت دم نے
صور کا نفخ اولین افغان
خون دل تا بہ لخت دل جاری

حال شاہزادے کا ابتر دیکھکر فیروز جادو نے عرض کی کیون شہریار اسوقت آئینہ رخسار پر گرد غم و الم کی ترقی ہی چہرۂ صاف و شفاف سے بیقراری پائی جاتی ہی نور الدہر نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ای برادر فلک کجرفتار نے عجب روز سیہ دکھلایا ہی بخت واژگون طالع نگون نے اس حال کو پہونچایا ہی ایک ایک دم زیر دم شمشیر مصیبت گذرتا ہی خنجر فراق محبوب ذبح کرتا ہی

درس عشقت را بیان دیگر است
با فلک ہر دم قران دیگر ست
از شراب عشق مے سوز د جگر
طالب حق را مکان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را

این مدرس را زبان دیگر است
تا بہ کی سرگرم کار انجہان
نقل این می از مکان دیگر است
رہرو راہ طلب را ہر قدم
با غمت راز نہان دیگر است

اختر اختر شناسان ترا
این جہان را ہم جہان دیگر ست
درمیان خلق سے جویند و نیست
ہر ہمے با کاروان دیگر است
کس نمیداند کہ منزل در کجاست

هر کسے را کاروان دیگر است
در دنیا بد هر کسے اسرار عشق
محفیا از آسمان دیگر است
در نیاید غیر چشم حق شناس
این معلم را زبانِ دیگر است
مرد میدان را نشان دیگر است
پرتو اقبال صاحب ہمتان

نورالدہر بن بدیع الزمان نے کلمات عشق آمیز و اشعار وحشت انگیز جو پڑھے فیروز جادو بے اختیار رونے لگا کہا شہریار غلام ساحر زبردست ہی آپ کا معشوق کہان ہی اگر آسمان پر ہوگا تو اپنے کو مثل دعاے مظلومان پہونچاؤنگا اگر تحت الثرے مین ہوگا قطرۂ آب بنکر جذب ہوجاؤنگا ہر طرح آپ کے مطلوب کو آپ سے ملاؤنگا نورالدہر نے کہا کہ طلسم جمشید یہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم عاشق زار معشوق وفادار قید ہی دوسری نازنین مہ جبین ملکہ شگوفہ اُسی صیاد کی صید ہی ہم محفل عیش و عشرت مین بیٹھے ہین گانا سُنتے ہین نہین معلوم اُس گرفتار قفس طلسم پر کیا گذری ہوگی پروردۂ مہد ناز و نعم صاحب شوکت و حشم اسیر رنج و الم بس اب تمہاری مہربانی یہ ہی کہ ہمکو جلد رخصت کرو جستجوے محبوب مین جائین اپنے کو مثل نقش پا مٹائین یا طلسم کو شکست کرین اس لڑائی کا بندوبست کرین فیروز نے عرض کی کہ ایسے وقت مین غلام ساتھ نہ چھوڑیگا خدمت گزاری سے منھ نہ موڑیگا ہرچند کہ مفتوح ہونا طلسم کا بدون لوح غیر ممکن مگر ہم سرکار کے ساتھ ہین نورالدہر نے کہا سبب ساز وہ مسبب الاسباب مہیا کر دیگا فیروز نے کہا بسم اللہ پچیس ہزار ساحران غدار کو فیروز نے تیار کیا نورالدہر بن بدیع الزمان نے فیروز کو تخت پر سوار کیا آپ خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا علمہاے گلنار کے پھریرے کھل گئے اس کر و فر سے مع لشکر فیروزی اثر طرف طلسم جمشید دو منزلین طے کی تھین ایک دن وقت سحر ایک صحراے سبزہ زار مین گذر ہوا شاہزادہ پشت مرکب سے اُترا بہار سبزے کی دیکھنے لگا یہ نہ سمجھا کہ سبزہ بیگانہ ہی جیسے ہی سبزۂ خوابیدہ پر پانون رکھا مثل طالع خفتہ سوتے سوتے دشمن بیدار ہوا تڑپ کر ایک پنجہ آسمان سے گرا کمر مین نورالدہر کی پڑا اس جلدی مین قندیل فلک ہوا کہ کوئی ساحر قریب نہ جا سکا ساحرون مین غل ہوا کوئی شاہزادے کو اُٹھا لیگیا فیروز جادو چار طرف دوڑا کچھ نشان نہ ملا روتا ہوا پلٹا شبرنگ بن عمرو سے کہا کیون اے برادر جو ہم کہتے تھے وہ پیش آیا طلسم مین ہنگامہ ہو چکا ہی کل حاکمان دربند کو حکم پہونچا ہی جس طرف سے

طلسم کشا نکلے گرفتار کرلو آخر مین نے بھی گرفتار کرا یا تھا تصویرین سب کے پاس پہونچ چکی ہین اے
شبرنگ کیا عجب ہی شبرنگ آتش خوار حاکم قلعہ دخانیہ نے یہ آگ لگائی ہو وہ مرد دبھی نہایت
ساحر زبردست ہی مشہور ہی کہ اُسکے قبضہ مین لوح ہی وہ سب سے زیادہ کد وکوشش کریگا اُسی کے
ساحرے گئے ہونگے اُسی جانب ہم بھی چلتے ہین شبرنگ نے کہا بسم اللہ فیروز مع لشکر سمت
دخانیہ چلا مگر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ایک جادوگر کے پایا وہ تخت پہ بیٹھا ہی گرد
بہت سے ساحر ہین اپنے ہاتھ پانون سحر سے بیکار شبرنگ آتش خوار نے آواز دی کیون اے
جوان چند عرصہ مین طلسم مین بڑے بڑے ہنگامے ڈالے ہزار ہا ساحر تیری وجہ سے طلسم جمشیدیہ
کے مارڈالے گئے مگر میرا نام شبرنگ آتش خوار ہی میرے شعلۂ قہر وغضب سے بچنا دشوار
ہی یہ کہکر حکم دیا پہلوے قصر مین جو کمرہ ہی وہان لیجاکر اس جوان کو رکھو بادشاہ کو عرضی لکھے مین
جیسا حکم ہوگا بجالا ئینگے یہ ملحوظ رہے کہ نور الدہر کو قید آہن سحر مین مبتلا کردیا کمرے مین شاہزادہ
بیٹھا ہوا نہ بخیر بلا رہا ہی شبرنگ آتش خوار اپنے وزیرون مشیرون سے صلاح مین مصروف
ہی کہ صاحبو اسکو قتل کرون یا بادشاہ کو عرضی لکھون انہی اپنی عقل کے موافق سردار یہ جواب دیرہے ہین

دو کلمہ محیط ابر بار جادو کے سنیے کہ جسکو افراسیاب جادو نے یہ کہکر روانہ کیا تھا
کہ طلسم جمشیدیہ کی لوح ہمارے پاس لے آؤ

اول محیط جادو پاس جمشید کے آیا فرمان افراسیاب کا جمشید پڑھکر بہت خوش ہوا اپنا
نامہ اس مضمون کا لکھا ہی شبرنگ آتش خوار محیط ابر بار شہنشاہ افراسیاب کا سردار مع فرمان
و مع نامۂ ما بدولت تمھارے پاس پہونچتا ہی فوراً اسکو لوح حوالے کردینا شہنشاہ نے خود
اسکو مقام لوح کا تپا تبادیا ہی چشمہ کو خشک کرکے باآبرو لوح خود نکال لیگا پس جمشید سے
یہ نامہ لیکر محیط جادو طرف قلعہ دخانیہ کے روانہ ہوا جس وقت شبرنگ آتش خوار نور الدہر
کو قید کرکے اپنے سردارون سے صلاح کر رہا ہی اُسی وقت محیط جادو بکبر ونخوت تمام
دربار مین شبرنگ آتش خوار کے آکر اُترا بسبب غرور کے شبرنگ کو سلام بھی نہ کیا شبرنگ
نے دنگل زرین دیا پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہی محیط نے
نامہ و فرمان ہاتھ مین شبرنگ کے دیا اور کہا مین لوح لینے آیا ہون شہنشاہ طلسم ہوش رُبا کا

ارشاد ہی کہ جلد جاکر لے آؤ لوح طلسم جمشیدیہ ہماری خدمت مین پہونچاؤ وہ قصر کس مقام پر ہی
شہنشاہ نے مجکو نشان بتادیا ہی پہلو مین کمرہ ہی پاس حوض بنا ہی اُسپر تختۂ آہن ہی لوح طلسم کا
وہی حوض مسکن ہی شبرنگ آتش خوار نے کہا آپ کا نام تو محیط ابربار ہی اور مزاج مین گرمی
ذرا تامل فرمایئے ایک جام شراب نوش کیجیے یہ کہکر ساقی بچے کو اشارہ کیا محیط نے پیالہ پیا
اور دماغ مین نشۂ غرور بھر اپلٹ کر کہا صاحب مجکو بہت تعجیل ہی زیادہ نہین ٹھہر سکتا شبرنگ نے
کہا مین جواب تحریر کرتا ہون مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہی اب لوح لیجانے کی ضرورت کیا
ہی محیط نے کہا مین تحریر و تقریر نہین جانتا وہ سامنے قصر ہی حوض بھی مجکو معلوم ہوتا ہی شہنشاہ نے
سب نقشہ مجکو بتلادیا ہی مین لوح جاکر نکالتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا جب تو شبرنگ
آتش خوار نے کہا میان محیط صاحب اسقدر سر نہ اُٹھایئے نشہ مین نہ بلبلایئے ہرگز لوح نہ لیجانے
دونگا بانیان طلسم نے ہمارے بزرگون کو ایسا معتبر جانا لوح طلسم کو سپرد کیا ہمنے آج تک برابر
جان سے رکھا اب طلسم کشا کا بھی انتظام کر چکے صحرا صحرا پھرے تکلیف اُٹھائی کانٹے صحرا کے
پانون مین چبھے جب طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے ہین اب آپ واپس جایئے گرفتاری طلسم کشا
کا حال کہیے ہم اس عرصہ مین سر طلسم کشا روانہ کرتے ہین محیط نے کہا مین قاصد نامہ دار نہین ہون
مین پہلو نشین افراسیاب ہون خود صاحب قہر و عتاب ہون یہ کہکر غصہ مین آکر اُٹھا اور کہا
دیکھو یون لوح لیے جاتے ہین جب تک شبرنگ سنبھلے محیط نے ایک گولہ سحر کا بڑھ کر مارا
تمام بارگاہ مین شبرنگ کی دھوان چھا گیا شعلے بھڑکنے لگے کوئی زمین پر گرا مثل ماہی بے آب
تڑپنے لگا کسی کی زبان بند کوئی دردمند شبرنگ بھی اُسکے سحر سے مثل تصویر تصور کے خاموش
حیرت کا جوش تخت سے اُٹھ نہ سکا محیط گولہ مار کر بل کرتا ہوا بارہ دری سے نکلا قریب حوض کے
آیا حوض پر سے تختۂ آہن اُٹھایا حوض مین پانی بھرا تھا چند دانے ماش کے مارے پانی خشک
ہوگیا محیط جوش سحر سے حوض مین کود پڑا دیکھا پہلو مین ایک مختصر سا دروازہ لگا ہی اسنے لات
ماری کہ دروازہ ٹوٹا اندر اُس دروازے کے میز پر ایک صندوقچہ رکھا تھا کلید آہنی لگی ہوئی
تھی محیط نے قفل کو جھٹکے سے کھولا ڈھکنا اُٹھایا اندر اُسکے لوح طلسم جمشید مثل آفتاب عالمتاب
چمک رہی ہی ریشم مین گندھی ہوئی کچھ نقش کا تختی الماس کی اُسپر یاقوت احمر کے حرف محیط نے

خوشی مین آکر ہاتھ مین اُٹھا لیا بحیرت اُس لوح کو دیکھتا ہوا کہ یہ کیا شی بنائی ہی یہ تو ایک سلطنت کا سول ہی ای محیط اسکو شہنشاہ کو نہ دے اپنے پاس چھپا رکھ کسی وقت پہ کام آئیگی دولت دنیا دلوائے گی عجب شی نایاب ہی لوح ہی یا آفتاب عالمتاب ہی یہ نہ سمجھا کہ یہ الماس ہی اسکی محبت دل کے ٹکڑے اُڑائے گی جان جائے گی خون تھوکنا پڑیگا ایک ایک ریزہ اسکا نشتر بنکر دل مین گرطیگا ہاتھ مین لوح چمکتا ہوا محبت مین مبہوت محیط جادو جوش مین جو بیٹھا شاہزادہ نورالدہر قید سحر مین مبتلا بیٹھا ہی محیط نے جو طلسم کشا کو دیکھا آواز دی بانش او مسلمان دیکھ یہ لوح مین نے لے لی سر بھی کاٹ کر لیتا جاؤن اسکے معاوضہ مین الگ خلعت و انعام افراسیاب سے پاؤن یہ کہکر تیغہ کھینچکر جھپٹا یہ ناظرین پر ملحوظ رہے کہ بائین ہاتھ مین لوح طلسمی ہی داہنے ہاتھ سے تلوار کھینچے ہی جیسے ہی قریب نورالدہر کے پہونچا عکس لوح کا پڑا قید سحر دور ہوئی طبیعت شاہزادے کی مسرور ہوئی تلوار پر اُسکی ہاتھ ڈال دیا محیط چاہتا ہی کہ سحر پڑھون بسبب لوح ہاتھ مین ہونے کے سحر فراموش ہی قلب پر حیرت کا جوش ہی شاہزادے سے اور محیط سے کشتی ہونے لگی شبرنگ آتش خوار مع اہالیان دربار بڑے بڑے ساحران غدار سحر مین محیط جادو کے مبتلا ہین جو باہر تھے وہ ہنگامہ سنکر دوڑے ہین کہ یہ کیا قیامت ہی اور ہمارے مالک پر کیسی مصیبت ہی تخت سے اُٹھتا ہی دل بیٹھا جاتا ہی شعلے چہار طرف بھڑک رہے ہین اب جو نورالدہر نے نعرہ کیا سب نے دیکھا کہ طلسم کشا سے اور محیط جادو بے آبرو سے کشتی ہو رہی ہی سحر تو اُس بیچارے کو یاد نہین آتا زور کر رہا ہی نورالدہر نے کمر مین ہاتھ دے کر اُکھیڑ کر مارا لوح چھین کر گلے مین ڈالی چھاتی پر چڑھ بیٹھے کندۂ زانو سے دبا کر فرمایا ادیبا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اُس مغرور نے سامری و جمشید کا نام لیا کچھ جواب سخت دیا نورالدہر نے ایک ہاتھ گردن پر دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے چرخ دے کر ٹکہ مارا مع نرخرے گردن کو گھسیٹ کر پھینکدیا اتنا بڑا جادوگر واصل جہنم ہوا تمام دربار مین اندھیرا ہو گیا سنگباری برف باری ہونے لگی ہیر غل کرتے تھے کچھ تدبیر نہ بن آئی بعد عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام من محیط جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم سحر محیط ابر بار جادو کا شبرنگ آتش خوار وغیرہ سے دفع ہوا روشنی ہوئی شبرنگ آتش خوار نے یہ سب معاملے اپنی آنکھون سے دیکھے دیکھا کہ سامنے سے طلسم کشا لوح

گلے مین خون مین محیط کے نہایا ہوا چہرے پر قہر و غضب شبرنگ تخت سے اُٹھکر دوڑا پکارا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی تیرا دین سچا ہی خداے نادیدہ یکتا ہی میرے دل کو اعتقاد ہوگیا روح کو شاد کیا ماشاء اللہ اس مغرور کو کس زور شور سے مارا یہ کہتا ہوا قریب آیا قدمون سے لپٹ گیا نورالدہر نے سر اُٹھاکر سینہ سے لگایا فرمایا ای برادر تم ہمارے قوت بازو ہو زینت پہلو ہو دیکھو پروردگار ہمارا کیا مسبب الاسباب ہی چشم زدن مین کیا کا کیا ہوا تمھارے پاس قید ہوکر آئے تھے معبود نے مشکلکشائی کی قید سے چھوٹے لوح ہاتھ آئی تم شریک ہوے اب معاملات فتح طلسم ٹھیک ہوے شبرنگ نے تمام اپنے سردارون کو آواز دی صاحبو تمنے ظہور مذہب اسلام دیکھا مین تو دل و جان سے مطیع الاسلام ہوا جسکو طلسم کشا کا ساتھ دینا ہو رہے ورنہ نکلجاے سب نے عرض کی ای شہریار ہم سب کی اس شاہزادے نے جان بخشی کی ہی دل و جان سے حاضر ہین شبرنگ آتش خوار مع فوج و افسران نامدار مطیع الاسلام ہوا شاہزادے نے شبرنگ آتش خوار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے کہ فوراً ہرکارے سامنے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا

ای شہریار والا تبار فیروز جادو و شبرنگ بن عمرو آپ کا عیار خونخوار مع فوج ظفر موج قریب قلعۂ دخانیہ آکر اُترے ہین مائل جنگ و جدل ہین سب جوان جان نثار بے بدل ہین آپکی قید کی خبر سنکر آے ہین قریب قلعہ پہونچ چکے ہین نورالدہر نے حکم دیا ہمارے دوست کو استقبال کرکے لاؤ ہم تک پہونچاؤ شبرنگ آتش خوار نے پوچھا کہ ای شہریار یہ کب مطیع ہوا آپ کی غلامی سے اسکا بھی مرتبہ رفیع ہوا فرمایا اسکے یہان بھی قید ہوکر آئے تھے یہ بھی شریک ہوچکا بس شبرنگ آتش خوار خود بھی براے استقبال اُٹھا فیروز جادو کو مع شبرنگ بن عمرو بعد کر و فر سامنے شاہزادے کے لایا فیروز نے آکر شاہزادے کو مقام صدر پر پایا کلاہ فخر کو عرش اعلے پر پہونچایا اب محفل عیش و عشرت آراستہ ہوئی اقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز و رقاصان سحرساز دربار مین حاضر ہوے محفل فرحت و بزم سرور و نشاط گرم ہوئی ایک نازنین پریچہرہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

ای در خمِ زلفِ تو پریشان دلِ عاشق — دی پیشِ گلِ روے تو حیران دلِ عاشق
آبے کہ بصد خونِ جگر یافت لبِ خضر — دیداست دران چاہ زنخدان دلِ عاشق
تا زلف تو سر رشتۂ زنّارِ بتان ست — ہرگز نہ شود مائل ایمان دلِ عاشق
تا گشت لبِ لعل تو ہمراز تکلم — خونِ دل من خورد بہ دامان دلِ عاشق
مخفی لب دار برو خواہ بآویزہ ؛ — از کردۂ خود نیست پشیمان دلِ عاشق

محفل مین صداے تحسین وآفرین بلند ہوئی اُسوقت شاہزادہ بھی مسرور خیال فراق دل سے
دور چار پہر رات ای ہنگامۂ عیش ونشاط مین بسر ہوئی صبح کو نور الدہر نے فرمایا ای شبرنگ
آتش خوار وای فیروز جادو جلد لشکر تیار کرو بیرون قلعہ چلو مین براے فنامی طلسم جاؤن
شبرنگ نے کہا جلد لوح ملاحظہ کیجیے سمت مرحلہ جات تشریف لیجایئے ہم لشکر لے کر
آتے ہین اُسی وقت لشکر تیار ہوا بیرون قلعہ آکے نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح
مین نکلا ای فاتح طلسم وای سیاح این عجائبات جب پروردگار اپنا فضل شریک حال
کرے لوح طلسمی حاصل ہو کسی قدر تسکین دل ہو اسم حاشیۂ لوح پڑھنا ایک طائر خوشرنگ
بلند پرواز آسمان سے آیگا اُس سے کہنا ای احمر جنی مژدہ ہو کہ مین نے لوح طلسم پائی
جاکر میرے فتح کرونگا تجکو قید سحر ساحران طلسم سے نجات دونگا وہ تمکو سوار کرکے لیجائیگا گوہر
مراد ہاتھ آئیگا شبرنگ وغیرہ نے دیکھا شاہزادے نے زیر نخل جاکر ایک اسم پڑھا طائر پیدا
ہوا قریب شاہزادے کے آیا پہلے وہ طائر آمادۂ حرب وپیکار تھا جب احمر جنی نام لیا مژدۂ
رہائی دیا طائر رام ہوا شاہزادے کو خوشی خوشی اپنی پشت پر سوار کیا اُڑتا ہوا آسمان پر جاکر
غائب ہوا عقب مین فیروز جادو وشبرنگ آتش خوار وشبرنگ بن عمرو نامدار فوج ساحران
لے کر روانہ ہوے اُنکو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گلِ گلدستۂ صاحبقران نقد روح وروان
قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ مصنف

لا جلد شراب ناب ساقی — دے جام مجھے شتاب ساقی — ہو جاؤن سبک پلا دے وہ پھول
تھوڑی سی بات کو نہ دے طول — ای ساقی نوجوان کرم کر — سستی مری کھو کے تازہ دم کر

ای کلک سنبھل کے پانون دھرنا
یہ وہ نہین جس سے تو ہی آگاہ
اب نشہ بھی رہ گیا ہی کم کم
کرتا ہی یہ غم ہلاک مجھکو
اے پیر مغان کا دم سلامت
دیکھ آئے ہم آفتاب اپنا

لکھا ہوا پھر بیان نہ کرنا
بہکون تو بے مجھے سنبھال لینا
پی لون مین شراب لے تو دم
اس سمت تو بن ہون بخود و خواب
دکھلا دے چاند سی وہ صورت

ہشیار کہ ہی یہ اور ہی راہ
تقریر کو دیکھ بھال لینا
ہی بنت عنب کی تاک مجھکو
وان دختر رز کمال بیتاب
لو ہو گیا دل کباب اپنا

گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذی ہوش کرتے ہین شعر

واقفان کہ نہ سخن فرداند۔ شرح این داستان چنین کردند۔ سابق مین ذکر کیا ہی شاہزادہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان مع شوخ چشم جادو وا افلاک کوہی سمت طلسم جمشید روانہ ہوئے اب قریب دربند آہن تاب آکر پہونچے ظلمات آہن تاب پہلوان بے مثل و نایاب طرف سے جمشید جادو کے یہان کا حاکم ہی مگر ساحر نہین ہی بہادر زبردست بادہ جرأت سے مست اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مع فوج کوہیان سمت طلسم جمشید جادو جاتا ہی ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب کرگدن مست پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج کو ہمراہ لیا بیرون قلعہ آکر اُترا پہر بھر دن باقی تھا کہ ایرج نوجوان مع افلاک کوہی سامنے آکر فروکش ہوے ایرج کو شاپور شیر دل نے خبر دی کہ ظلمات آہن تاب اپنے زمانے کا رستم آپکے روکنے کو آیا ہی گر طعن کرتا ہی کہ نبیرۂ حمزہ ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہی ایرج نے اُسی وقت ملکہ شوخ چشم سے کہا تم اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لے کر الگ جا ٹھہرو ہماری لڑائی مین دخل نہ دینا شوخ چشم پریشان اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لیکر ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر اُتری مگر جبکہ آفتاب عالمتاب بخوف شہنشاہ گردون رکاب یعنی مہتاب قلعہ مغرب مین جاکر محصور ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا ظلمات آہن تاب کو خبر ملی کہ نبیرۂ حمزہ کو حفظ جرأت کا بڑا خیال ہی شوخ چشم جادو کو اپنے سے الگ کر دیا نشہ مین شراب کے حکم دیا طبل جنگ پر چوب پڑے ہرکارون نے یہ خبر شاہزادہ ایرج نوجوان کو پہونچائی کہ ظلمات آہن تاب نے طبل جنگ بجوایا ہی صبح کو قصد ہی کہ حضور سے مقابلہ کرے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی

بجے یہان نقارۂ رزمی بجا نظم
بزد طبل را آنچنان طبل زن
کہ در پردہ یست ہیبت کفن ؎
دہل زن دہل زن کہ تحسین او
ہمین دین او دین او دین او

آہن جنگ کا مختصر تحریر کرنا منظور ہی بلا وجہ طول دینا لیاقت کا قصور ہی چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نور کا تڑکا ہوا ظلمت دور ہوئی سیاہی شب کی کافور ہوئی ایرج عالی مقدار بعد نماز سحر بصد کر و فر پشت گردن اشقر پر سوار ہو کر بصد صولت و شوکت وارد میدان کارزار ہوے اُدھر سے ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب مع لشکر نہریت اثر آکر میدان جنگ مین پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز کو حکم ہوا نقیبون کا دہ فرقہ ہی اگر اشعار عبرت آمیز سنائین نامرد بزدلون کو لڑوادین ہزارون کو کٹوادین خرامان بیچ میدان مین آکر نقیب خوش آواز ٹھہرے پھر دین کے سُرون مین اول چند الفاظ کہے کہ مردان عالم وقت جانبازی ہی پانون پیچھے نہ ہٹانا دشمن سے لڑ بھڑ کر مرجانا بزرگون کا نام روشن کرو تشنۂ بادۂ شجاعت سے جھوم جھوم کے لڑو پھر یہ اشعار پڑھے نظم

حیات ابد ہی جو اس دم مرو
تو بہتر یہی ہی کہ جان کام آے
عجب وقت یہ ہی جو ہمت کرو
پس مرگ تربت مین آرام آے
جو باقی رہے پھر تو غازی ہو تم
سزاوار گردن فرازی ہو تم
نعیم جنان ہی تمھارے لیے
یہ ملک جہان ہی تمھارے لیے
سعادت ہی جو جانفشانی کرے
یہان اور وہان کامرانی کرے

دنیا ناپایدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی آنکھون کو کھول کر دیکھو چشم بصیرت حقیقت وا کرو جمشید جم کیا ہوا دارا ایسا بادشاہ سکندر کے دم مین فنا ہوا نظم

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا
عبرت سرا مقام ہی یہ جاے غور ہی
ضحاک کا عروج نہ خسرو کا دور ہی
بیاہ لیجاؤ عروس موت کو
دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

اشعار عبرت آمیز سنکر شیران دشت نبرد جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے آنکھون کے آگے موت کا نقشہ پھر گیا لطف زندگی نظر سے گر گیا ہر ایک کا قصد ہی لڑین بھڑین جان دین نقیبون کا میدان کارزار سے ہٹنا اول ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب گینڈے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا گھڑی بھر کا ل نیزہ ہلایا گینڈے کو دوڑایا جب خوب

عرق عرق ہوا دونون سپرون سے یون لپینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین گینڈے کورو کا نیزے کو گاڑ دیا لشکر اسلام کہ تیز تیز بہ نظر ستیز دیکھا ہر بہادر راز تیغ میل تا موزہ غرق دریاے آہن بیت چنان مرد خود را در آہن گرفت ٭ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ٭ پکار کر آواز دی جسکو تمناے مرگ ہو وہ میرے سامنے آے ایرج نوجوان نے مرکب پھیرا افلاک کوہی سے فرمایا ای برادر اجازت میدان دو افلاک کوہی تخت سے کود پڑا عرض کی ای شہریار آرزو ہی کہ اس دیو خصال سے غلام مقابلہ کرے یہ ظلمات سیہ بخت بڑا صاحب طاقت ہی شیران دشت کے دلون مین اسکی ہیبت ہی فرمایا کہ ای خیر خواہ مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ٭ مجکو دیر ہونا بہت ناگوار ہی یقین ہی کہ نور الدہر طلسم مین بہونچگیا ہو مین چاہتا تھا کہ طلسم جھٹ پٹ فتح کرون ہجشم کی آنکھ جھپکاؤن افلاک نے سر جھکالیا کہا حضور خدا کے سپرد کیا ایرج دوبارہ دامن گردان کو گرہ بن اشقر پر سوار ہوے مرکب لاجواب سوار جرأت مین انتخاب مثل باد صرصر تیز تر کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا جاتا ہی

نظم

زیر ران ہی جو ترے رخش فلک سیر شہا
ہی وہ محبوب سبھی جسے کہیے نہایت اچپل

شکل کیا اسکی بتاؤن کہ جسے شوخی سے
دائرے بیچ تصور کے نہین پڑتی کل

اسکی سر چوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے
زلف معشوق کا دیکھے سے نکلجاے بل

بزغم گام سے باہر ہی کچھ اسکی رفتار
ہی چھلاوے کی طرح چال مین اسکی چھل بل

بلکہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جائے
پڑ سکے پیچھے نہ اسکے کوئی جز اسکے کفل

جست و خیز اسکی بیان کیجے اگر پیش حکیم
اعتقادات حکیمانہ مین آجاسے خلل

قاش سے زین کے ذرہ جو اچک جاے عنان
مارے جون روے زمین پشت فلک کو وہ کھندل

اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ
نسبت اسکے فرس ایسا کہ جسے کہیے اجل

توسن وہم کو دوڑا اپنے ساتھ اسکے تو ہو
بازگشت اسکی تمام اسکی وگام اول

ظلمات آہن تاب نے گرد سپر کا ہاتھ مین لیا بڑھ کر نگاور زن ہوا پانچ قدم گینڈا ظلمات کا اور تین قدم گھوڑا شاہزادے کا پیچھے ہٹا ظلمات آہن تاب نے جوز عب د

وہ بہ دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہو کر کہا ای شیر صولت اگر آپ میری اطاعت قبول کرین
تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردون ایرج نے جواب دیا ای ظلمات اگر سامری و جمشید پر لعنت کرو اور
مسلمان ہو تو تجکو زینت بارگاہ قرار دون ظلمات نے غصہ مین نیزہ اُٹھایا تاک کر سینہ بے کینہ کو
وار کیا ایرج نے سنان نیزہ کو سنان پر گانٹھا آپسمین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل آپسمین
نیزہ بازی ہوئی تین سو ساٹھ فن نیزہ بازی کے آپسمین صرف ہوے چوریان اور گھاتین
ہو رہی ہین ایرج نوجوان نے آخر نیزہ ظلمات کا گانٹھا تھپیڑا مارا صاف ہاتھ سے
ظلمات کے نیزہ نکلگیا ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا شعلۂ غضب بھڑکا غصہ مین
قبضہ پر تیغہ کے ہاتھ ڈالا دو سومن کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا کہ اژدہا غار سے
نکلا خبردار خبردار کہکر ایرج پر جا پڑا دو دستی تیغہ لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا مگر نگاہ تلوار کی باڑھ پر ہے جب تیغہ قریب سر آیا ایرج نے پنجۂ خورشید نما کو بڑھا کر چھٹکی مانند
تیغہ بیٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشاکش کے زور ہونے لگے مرکب و کرگدن تاب نہ لا سکے
پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے پہلوانون نے آواز دی ای شیر و یہ بیزبان ہلاک
ہو جائینگے اُتر کر مقابلہ کرو ایرج و ظلمات کودے خم مار کر کشتی مین مصروف ہوے
دونون سر ٹکرانے لگے پیچ توڑ جوڑ بند صرف ہو رہے تھے مگر ظلمات زور بازو سے شاہزادے
کے ننگ زندگی سے تنگ دو پہر کامل ایک طور پر کشتی ہوئی ایرج نوجوان تعلیم کردۂ مہتر مہتران
فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق فن کشتی کا مشاق صاحب مذاق ایک مقام پر پکڑ لایا
دونون مونڈھے تھام کر کہہ مارا گھٹنے ظلمات کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگر قائم کرے
حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر زنجیر پر ہاتھ ڈال کر نعرۂ تکبیر جگر سے کھینچا پہلے ہی
زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا قصد ہوا زمین پر
مارون ہا ہا لیان فوج ظلمات نے دیکھا کہ بڑا اندھیر ہوا اب ہمارے آقا کو گرفتار کر لیگا
تلوارین پکڑ کر جا پڑے شاہزادے کو سنبھالنا دشوار کر دیا چہار طرف سے نیزے اور تلوارین
پڑنے لگین ایرج نے کئی زخم کھائے ظلمات ہاتھ سے چھوٹا ہاتھون ہاتھ سردارون نے
بچایا ظلمات گینڈے پر سوار ہوا ایرج نوجوان نے نہنگانہ دریائے خون مین غوطہ مارا

نعرہ کیا شعر ملک ایرج آن آفتاب منیر ✣ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ✣ تیغہ دودمہ سکندری کھینچکر لڑنے لگا ادھر سے افلاک کوہی فوج کو لیکر پہونچا ایرج نوجوان نے چن چن کے سردار مارے اب ظلمات آہن تاب کے پانون اُٹھ چکے ہین اہل اسلام لڑتے ہوے بڑاو تک آگئے خیمے خزانے لٹنے لگے ملکہ شوخ چشم جادو بحکم ایرج نوجوان اُتری ہی سر کوہ سے دیکھ رہی ہی کئی مرتبہ شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ لونڈی ایک چشم زدن مین اگر لڑائی کو فتح کرے ایک سحر مین سب کو بیہوش کردے ایرج نوجوان نے کہلا بھیجا خبردار سحر تو کرنا کیسا اگر تم قریب آئین تو اپنے کو ہلاک کرونگا مردان عالم کا یہ دستور نہین ہی کہ غیر ساحر سے ساحر کو حکم جنگ دین مرد کو عاجز کرین شوخ چشم جرأت ایرج کی تعریفین کر رہی ہی قضائے کار طلسم جمشید مین جہان ہنگامہ برپا ہی جمشید نے کل دربندون پر ساحران زبردست روانہ کیے ہین ایک ساحر موسوم بہ بدمست جادو اُڑا ہوا آسمان پر چلا آتا ہی دربند آہن تاب پر جو ہنگامہ دیکھا آسمان سے اُتر آیا ظلمات کے قریب پہونچا پوچھا ای پہلوان یہ کیسا معرکہ ہی ظلمات نے دانت نکال کر کہا نبیرۂ حمزہ نے جی چھڑا دیے ہین سارا بڑاو لٹ رہا ہی ای برادر بدمست جادو یہ مسلمان جانے نہ پائین بس یہ کہنا تھا کہ بدمست جادو ماش کے دانے ہاتھ مین لے کر پڑھا سحر کرکے ماش کے دانے پھینکے لشکر ایرج مین ایک قیامت برپا ہو گئی کوئی زمین پر گرا کوئی مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگا گھوڑون نے بدلگامیان کرکے سوارونکو گرا دیا ایرج کا بھی گھوڑا ایک مقام پر تھم گیا ہر چند ایڑ کرتے ہین نہین بڑھتا بدمست نے اشارہ کیا ای ظلمات فوج کو حکم دے کہ یہ سب بیکار ہین انکو مارلین مگر شوخ چشم نے جو سر کوہ سے یہ معرکہ دیکھا حیران ہوئی کہ یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام سحر کرتا پھرتا ہی بے بسی مین ملازمان ایرج قتل ہو رہے ہین افلاک کوہی کا گینڈا ایک مقام پر ٹھہر گیا ہی رفقا اُسکے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین نعرہ کرکے آپڑی آواز دی کہ ای شہریار آپ نے وہ سا کہا کیا ہمارے قریب لشکر نہ آنے دیا مگر یہ ملعون بھر دسے پر ساحر کے لڑ رہا ہی مکار و حیا ہی شوخ چشم نے پہلے سحر کیا ایرج کے ہاتھ پانون قابو مین آئے پھر بڑھکر افلاک کو بچایا بدمست پر سحر کرنے لگی مگر اسوجہ سے ناپایہ ہو کہ ذرا

طلمات

غفارت کی بدمست فوج ایرج پر سحر کرتا ہی یہ لوگ بیکار ہوتے ہین ظلمات کی فوج
والے قتل کر ڈالتے ہین تو شوخ چشم کو ہر غول مین جانا پڑتا ہی ایک ایک کو بچاتی پھرتی ہی
اور بدمست جادو نہایت ساحر زبردست ہی ایک مقام پر ہر کیا زمین سے دھوان نکلا اُس
دھوین سے کنیزان شوخ چشم و سرداران ایرج و افلاک نابینا ہوگئے جا بجا
ٹٹولتے پھرتے تھے مُنہ کے بل زمین پر گرتے تھے شوخ چشم نے ہر چند سحر پڑھا مگر دھوان
دفع نہو سکا اُسکی بھی آنکھون مین دھوان لگا زخمی ہو چکی تھی لڑکھڑا کر زمین پر گری سحر مین
بدمست کے مسحور ہوگئی اتنے بدمست نے اور ظلمات آہن تاب نے بیرحمی سے اہل اسلام
کو قتل کرنا شروع کیا شاہزادہ ایرج نوجوان و شاپور شیر دل سحر سے بدمست جادو کے
مضمحل ساتھ والے سب موت مر رہے ہین یہ حال دیکھکر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات
بلند کیے عرض کی ای خالق بے نیاز و معبود کارساز اس مشکل کو تو آسان کر بندون کو اپنے
بچالے آفت سماوی سے نجات دے فوراً تیر دعا حدف مراد پر پہونچا سابق مین تحریر کیا ہی
کہ کوکب روشن ضمیر نے ابریق آسمان سیر اپنے وزیر خوش تدبیر کو طرف طلسم جمشید کے
یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ جس طرح بن پڑے جمشید سے لڑکر شاہزادۂ ایرج نوجوان کو لوح
دلوا دینا شل جان نثار دن کے ساتھ رہنا ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر تلاش کرتا ہوا اسوقت آکر پہونچا ایرج نوجوان کو عجب حال پر بتلا مین
دیکھا زخمدار ہتھیار مرکب کے پاؤن زمین نے تھام لیے ہین ہر چند وہ شیر قصد کرتا ہی مرکب
اپنے مقام سے نہین ہلتا ابریق آسمان سیر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے
نعرہ کیا منم ابریق آسمان سیر شیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر او ملعون بدمست جادو
مین نے پہچانا تجکو بھی یہ لیاقت بہم پہونچی کہ فرزندان صاحبقران کے ساتھ اس طور سے پیش
آتا ہی اُس تیغ زن صف شکن کو شعبدۂ سحر دکھاتا ہی یہ کہکر ابریق آسمان سیر نے دستک
دی ایک برق چمک کر سامنے سے ایرج نوجوان کے نکل گئی بدمست جادو کے سحر کا نشہ
شاہزادہ ایرج نوجوان کے سر سے اُتر گیا جام بادۂ نبرات سے مست ہوا لڑائی مین مصروف
ہوا اب شاہزادے کو نیک و بد کا وقوف ہوا ابریق آسمان سیر نے چشم زدن مین کل

اہالیان لشکر ایرج پر سے سحر دفع کیا ملکہ شوخ چشم مثل شعلۂ جوالہ اُٹھی آتش غیظ و غضب بھڑکی جم کر سحر کرنے لگی لشکر ظلمات آہن تاب جو تباہ و خراب ہونے لگا شاہزادہ ایرج نوجوان نے ہاتھ ملکہ شوخ چشم کا تھام لیا کہا ای ملکہ اب سحر نہ کرو بدمست جادو سے لڑو ملکہ شوخ چشم نے شاہزادے کی بلائین لین ترقی جاہ و جلال کی دعائین دین کہ ای شہریار والا تبار دشمن کا بھی اسقدر خیال کا فرون کے قتل ہونے کا ملال ہی یہ کہتی ہوئی لڑتی ہوئی طرف ظلمات آہن تاب کے چلی ابریق آسمان سیر بدمست جادو پر جا پڑا للکارا او بدمست شراب نخوت واو پیر مغان میکدۂ ذلت غیر ساحرون پر کہان جاتا ہی ہمسے ہنین آنکھ ملاتا ہی بدمست جادو جھومتا ہوا بڑھا گوے نارنج و ترنج ابریق پر مارنے لگا جو سحر بدمست جادو نے کیا ابریق آسمان سیر نے دفع کردیا بدمست نے گھبرا کر تیغہ سحر مارا ابریق آسمان سیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا سر بدمست جادو کا چنبر گردن سے اڑ گیا لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر استخوان سے شعلہ نکلنے لگا میدان تاریک ہوا بعد سنگباری و برف باری آواز آئی گشتی مرا نام من بدمست جادو بود شاہزادہ ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب ظلمات آہن تاب پہونچا ظلمات نے تیغہ مارا شاہزادہ ایرج نوجوان نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارین ظلمات آہن تاب کا اب دیدۂ دل روشن ہوا آواز دی ای شہریار الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان عرض کی تابندہ ایم بندہ ایم ایرج نوجوان نے ہاتھ سے رکھدیا ظلمات آہن تاب کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا آواز دی کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے ہمنے شاہزادے کی اطاعت قبول کی سعادت دارین حصول کی سب بہادرون نے تلوارین نیام مین کین ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شاہنشاہ کوکب روشنضمیر قریب شاہزادے کے آیا جھک کے سلام کیا رکاب کو بوسہ دیا شاہزادۂ عالیشان ایرج نوجوان نے سر سینہ سے لگایا فتح کے نقارے بجاتے ہوئے داخل قلعہ آہن تاب ہوئے اہالیان شہر واسطے تماشے کے آئے گلی کوچہ تماشہ بینون سے معمور ہوا ہر رئیس و امیر کے قلب کو سرور ہوا آگے آگے ایرج نوجوان ایک سمت ابریق

ایک سمت افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم و ظلمات آہن تاب چوب و چقماق ہاتھ مین محبت ایرج نوجوان بات بات مین اہتمام سواری کرتا ہوا دونون ہاتھون سے زرِ سُرخ و سفید لٹاتا ہوا تماشا شہر کا دکھاتا ہوا لیے جاتا ہی اہالیان شہر جمال ہمثیال ایرج نوجوان دیکھکر کہتے تھے پروردگار اِس آفتاب جرأت کو سلامت با کرامت رکھنا کہ اسکے تصدق سے راہ ضلالت سے نکلے چشمۂ ہدایت پر پہونچے اس دھوم سے آکر دربار مین پہونچے ظلمات جادو نے عرض کی شہریار بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ ای ظلمات آہن تاب تخت و تاج کی خواہش نہین ہی رواج دین اسلام کی کوشش ہی بسم اللہ تمھارا تخت و تاج تمکو مبارک رہے ظلمات آہن تاب تخت پر ایرج نوجوان دنگل زرین پر ایک جانب افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم ایک جانب ابریق آسمان سیر سب اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے محفل عیش و نشاط گرم ہوئی اُسوقت ابریق نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کوکب نے غلام کو اسواسطے بھیجا ہی کہ حضور کے شریک ہو کر جمشید سے لوح لون طلسم حضور کے دست حق پرست سے فتح کراؤن اور راز روے خبر معلوم ہوا تھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا بھی داخلہ ہو چکا نہین معلوم لوح پائی یا نہین مین فوراً حضور لوح کی تدبیر کرونگا ایرج نوجوان نے خوش ہو کر لشکر کی تیاری کا حکم دیا مع ابریق آسمان سیر و ملکہ شوخ چشم و افلاک کوہی و ظلمات آہن تاب مع تین لاکھ فوج کے نوبت و نقارے بجاتے ہوے اِس جاہ و حشم سے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوے

دوگانہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرد بے ایمان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اب تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا اب بصد کر و فر　وہ مے جس مین ہو رنگ خون جگر　نہ کر دیر لا برق دم اب شتاب
قمر کو پلا ساغر آفتاب　سبو و خم و شیشہ ہائے ظفر　مری فوج مضمون کو تقسیم کر
لگا دے مرے منہ سے تو خم کے خم　کہ سب نشۂ سحر ہو جس سے گم　جیون کیون نہ ساقیِ محشر کا اسم
مجھے فتح کرنا ہی ملک طلسم　پڑے فوج مضمون سے وہ حسب ضرب　کہ ہو خون ریزان شرق سے تا بہ غرب

چھکا چاق خنجر سے ہو تھرتھری	ہلے قصر جمشیدی و سامری	معطر بلا ساقی خوش غلاف
کہ قبضہ ہو اب قاف سے تا بہ قاف	چھکا جلد ہوں اب میں خنجر بکف	کروں صاف اکدم میں دشمن کی صف
دکھاؤں سر معرکہ رستمی	تلاطم ہو لشکر میں اور برہمی	تامل نہ کر ساقی شوخ و شنگ
امنگ اور ہو دے وہ مے وقت جنگ	ہے آج اس بہادر سے جنگ و جدل	شجاعت میں جو فرد اور بے بدل
وہ بیشک ہے شیر نیستان حرب	ہلاتی ہے دل کوہ کا جسکی ضرب	وہ شہزادہ ابن بدیع الزمان
وہ ہے گوہر بحر صاحبقران	ٹپکتی ہے جرأت ہر اک بات میں	ہیں چو رنگ دو اسکے اک ہاتھ میں
وہ لکھ چہرہ داستان اے قمر	کہ حاسد کا منہ فق ہو مثل سحر	شناوران دریاے بیکنار

جرأت و ہمت و غواصان بحر زخار صولت و جلالت زورق کلک کو بحر بلا خیز جنگ طلسم میں

یوں رواں کرتے ہیں نظم	اے خامۂ سحر سنج بہرام	در راہ سخنوری بنہ گام
دارد دو زبان حکایتے کن	زاسرار کہن شکایتے کن	اے خامہ نہ عاجزہ و زبونی
از دین سخنوران ستونی	گوئی کہ قلم عصاے موسی است	کز دی ہمہ معجزات پیدا است
منجر بکند این قلم چو بنیاد	ز انگشت رسول آیدم یاد	این خامہ بقد نخل مریم
از قادر دہر زاد توام	این خامہ کہ ہست در سیاہی	در بحر معانی است ماہی

یہاں تک اس داستان دلستان کو تحریر کیا تھا کہ شاہباز اوج ہمت و صولت و شوکت و شان شاہزادہ نور الدہر ابن بدیع الزمان بحکم لوح پشت احمر جنی پر سوار ہو کر چلے ہیں کہ احمر جنی کو اہالیان طلسم نے بشکل طائر بنایا تھا نور الدہر نے اسکو مژدہ دیا کہ میں تجکو بشکل انسان بناؤنگا اس مژدۂ روح افزا کو سنکے شاہزادے کو لیے ہوے ایک صحراے پر بہار میں لا کر اتارا عرض کی غلام یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا مگر وقتاً فوقتاً براے خدمتگزاری حاضر ہونگا مگر براے خدا قدم قدم پر لوح کو ملاحظہ فرمائیے گا ورنہ کسی بلا میں پھنس جائیے گا یہ کہکر رخصت ہوا شاہزادہ صحراے پر بہار کی سیر کرتا ہوا ایک جانب چل نکلا خیال میں ہے جب کوئی ساحر سامنے آئیگا تو لوح کو ملاحظہ کیا جائیگا قطع راہ کر کے سامنے ایک باغ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہے خیال میں آیا کہ اس باغ میں چل کر چند ساعت ٹھہریے ابھی باغ میں نہ پہونچنے پائے تھے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ایک

نازنین حور رخسار نکلی مگر پریشان حال کپڑے میلے چہرہ اداس چہار طرف دیکھتی ہوئی کہ نگاہ اُسکی شاہزادۂ نورالدہر پر پڑی قریب آئی جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور نے مجھے پہچانا نورالدہر نے کہا اتنا تو البتہ ثابت ہوتا ہی کہ کبھی کسی مقام پر دیکھا ہی عرض کی گلشن میرا نام ہی ملکہ شگوفہ کی کنیز ہون نام شگوفہ کا سنکے شاہزادہ مثل گل شگفتہ ہوگیا فرمایا وہ گل باغ خوبی کہان ہی عرض کی ای شہریار صانع باغ عالم نے اپنا فضل شریک کیا لڑائی مین جمشید جادو و ملکہ مخمور و سہیل اختر شناس و ملکہ شگوفہ کو گرفتار کرکے لیگیا تھا ملازمان سہیل نے بڑی جانبازی کی مخفی قید خانہ مین پہونچے ملکہ شگوفہ و مخمور و سہیل کو رہا کیا وہان سے یہ تینون صاحب نکلے بخوف جمشید شب کو اس باغ مین آکر ٹھہرے ہین قید خانہ مین یہ خبر سنی تھی کہ دربند دخانیہ پر لوح آپ کو حاصل ہوئی ملکہ شگوفہ تو اس طلسم کی رازدار ہین اس باغ مین آکر اسواسطے ٹھہری ہین کہ اس راستہ سے طلسم کشا کا گذر ہوگا اسوقت مجھسے فرمایا کہ بیرون باغ جاکر دیکھ شکر کہ پروردگار نے آپ کو یہان پہونچایا مدعاے دلی بر آیا مین جاکر ملکہ سے اطلاع کرون شاہزادہ حال مخمور و شگوفہ و سہیل سنکے باغ باغ ہوا غم سے دل کو فراغ ہوا وہ کنیز بھاگی ادھر سے نورالدہر بڑھے اندر باغ کے نہ پہونچنے پاے تھے کہ اندر سے باغ کے آگے ملکہ مخمور سرخ چشم ایک جانب ملکہ شگوفہ ایک جانب سہیل اختر شناس مخمور شاہزادے کو دیکھکر مسکرائین شگوفہ نے حجاب سے سر جھکایا سہیل براے تسلیم خم ہوا بڑھکر عرض کی اب نیر اقبال غلام کا چمکا جمال آفتاب مثال حضور کا دیکھا مخمور نے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا چٹکی لے کر طرف شگوفہ کے اشارہ کیا دیکھیے آپکی چاہنے والی موجود ہین قید خانہ مین آپ کا نام لے کے روتی تھین اور ہمین تو اپنی قید کا فقط ملال تھا آپکا کب خیال تھا اب نورالدہر کو ایک حجاب ہی کہ شگوفہ سر جھکاے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چپکی چلی آتی ہی سہیل باتین کرتا ہوا کہ ای شہریار لوح طلسم کہان سے پائی سنا تھا کہ حضور نے مصاحب افراسیاب کو مارا دربند دخانیہ پر لوح حاصل ہوئی ہمکو تو ہمارے ملازمون نے چھوڑایا شاہزادے نے لوح دکھلائی کہ گلے مین پڑی ہوئی ہی سہیل نے کہا حضور اس سے بہت ہوشیار رہیے گا ملازمان جمشید اسکی فکر مین نکلے ہین یہ باتین کرتے ہوے

اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا باغ پربہار جوانان چمن اکڑ رہے ہین تمام نخل بار اشمار سے سر بہ سجود چمن ہاے طولانی گلہاے رنگارنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سا سلسبیل آسا جاری جاروب کشی مین مصروف باد بہاری **نظم**

دکھا رہی ہی یہ وحدت مین کثرت آج بہار ۔ ریاض دہر مین ایک ایک گل بنا گلزار
ہزار نخل گل اُس سے چمن مین پیدا ہون ۔ گرے زمین پہ اگر تخم اشک بلبل زار
ہواکے فیض سے بنجاے وہ قدم کا درخت ۔ اُڑے نشان قدم سے اگر کسی کے غبار
ہر ایک شاخ پہ افشان ہی پھلجھڑی کی طرح ۔ ریاض دہر مین گل ریز ہی نسیم بہار
مگر ہی پرورش طفل ذرہ مدنظر ۔ کہ آفتاب ہی پستان کرن ہر دو وہ دوکی دھار
بنا ہر ایک دُر گوشش بیضۂ سنبل ۔ وہ کون ہی جو نہین عاشق گل رخسار
ہوا مین فائدہ جسکو ضرر رہو ان روز و ۔ چراغ گل ہو وہین گل جو ہو چراغ شرار
ہی ایسی فرط رطوبت کہ کہتے ہین مزدور ۔ ہم آپ آئنہ لے کر اُٹھائین گے دیوار

شاہزادہ ساتھ دونون معشوقان پری چہرہ کے سہیل عقب مین خرامان خرامان سیر کرتے ہوے مگر شاہزادہ محجوب دو محبوب ساتھ ہین بارہ دری مین آکر ٹھہرے ملکہ مخمور نے سہیل سے فرمایا بھیا تم یہان کے واقف کار ہو کچھ سامان عیش وطیش بھی ہی سہیل نے کہا سب کچھ حاضر ہی یہ باغ تو غلام نے بنوایا جب مین حضور کو لیکر یہان آیا یہ کہ کے سہیل نے ایک کمرہ کھلوایا اور چند گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر سامنے ملکہ مخمور کے رکھین مگر ملکہ مخمور کی چھیڑ چھاڑ ساتھ شہزادے کے چلی جاتی ہی کبھی آنکھ سے طرف شگوفہ کے اشارہ کیا کبھی کہا ای ملکہ شگوفہ صاحب قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو شراب پلاؤ نورالدہر مسکرا کر سر جھکا لیتے ہین مخمور کی بات کا جواب نہین دیتے ہین مگر غنچۂ خاطر شگفتہ دل باغ باغ سامنے باغ بہشت آئین پہلو مین دو ماہ جبین آفتاب اقبال اوج پر مخمور کے پنجہ نگارین مین جام شراب روح پرور اب بالکل شاہزادے کو اسوقت خیال نہین ہی کہ مین براے طلسم کشائی آیا ہون لوح ملاحظہ کرون ملکہ مخمور نے طعن وتشنیع کر کے جام بھرا سامنے شاہزادہ نورالدہر کے ہاتھ بڑھایا ناز وادا سے اور مسکرا کے کہا ای شہریار

بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ شاہزادے نے جوش محبت مخمور مین چاہا کہ ہاتھ بڑھاؤن مخمور کے ہاتھ سے جام شراب پیون کہ آسمان پر ہنگامہ ہوا شعلے بھڑکے ایک جادوگر کریہ منظر کو دیکھا وہی طائر خوشرنگ کلان جسپر نور الدہر سوار ہو کر آئے تھے یعنے احمر جنی پر وہ ساحر احمر جنی کو تازیانے مارتا ہوا چلا آتا ہی اور احمر جنی غل مچاتا ہی کہ ای شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان خبردار خبردار جام نہ پیجیے گا یہ ملکہ مخمور سرخ چشم نہین ہی مرجان جادو اسکا نام ہی اگر جام پی لیا تو اپنے کو گرفتار کرایا براے لوح کو ملاحظہ کیجیے احمر جنی تو ضرب تازیانہ سے زمین پر گرا ماران جادو بھی بڑھکر برابر آیا نعرے کرتا ہوا کہ او احمر تو نے طلسم کشا کو بچایا اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا احمر سامنے سے بھاگا ہوا طرف بارہ دری کے آتا ہی عقب مین ماران جادو و نور الدہر نے یہ معرکہ دیکھکر لوح پر نگاہ ڈالی اسمین لکھا کہ ای فتاح طلسم احمر جنی خیر خواہ ہی یہ مخمور نہین مرجان روسیاہ ہی یہ جام جو اسکے ہاتھ سے لیا ہی اسی پر پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو نور الدہر نے فوراً وہ جام مخمور پر پھینک مارا اُسنے چاہا بھاگ کر بچون لیکن اجل بھری یہ کہان بھاگے کیونکر بچے قطرۂ شراب جو سر پر پڑا آہ کرکے جلنے لگی نور الدہر نے نعرہ کیا تلوار کھینچی سہیل اور شگوفہ جنکو سمجھے تھے دونون ساحران غدار بلاے روزگار سیاہ رو تیرہ درون نے بڑھکر نور الدہر پر گولے مارے نور الدہر نے لوح کو سامنے کیا سحر باطل ہوا تیغ خاراشگاف سلیمانی سے دونون بچیا کر ان کو واصل جہنم کیا احمر جنی پشت پر آکر شاہزادے کے کھڑا ہوا ماران جادو بل کرتا ہوا قریب آیا چاہا احمر کو پکڑلے نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طپانچہ مارا کہ سر ماران سیہ رو کا چنبر گردن سے اُڑ گیا زمین پر گرا اب مرجان جادو و ماران جادو سیہ رو وغیرہ کے مرنے سے روز روشن تیرہ و تاریک ہو گیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من مرجان جادو و ماران سیہ رو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے اندھیرا سب دور ہوا شاہزادے نے دیکھا لاشے ان جادوگرون کے پڑے تڑپ رہے ہین جو قصر کہ سحر کے تھے جل گئے جو اصلی تھے وہ باقی رہگئے احمر جنی نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی شہریار غضب کا دھوکا کھایا تھا جس وقت مجکو ثابت ہوا کہ آپ باغ مین مرجان جادو کے ہو چکے اور آنکھے دام تزویر مین پھنسنے مین مضطر ہو کر

اپنے مقام سے چلا کہ شاہزادے کو جاکر آگاہ کرون راہ مین اس بیچیا ماران سیہ رونے گھبرا پروردگار نے بروقت حضور کو پہونچایا بموجب مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت * آپ حضور طلسم کشائی مین جلدی کرین مین نے سنا ہی کہ جمشید جادو فوج ہمراہ لیکر چل چکا ہی آپ کا لشکر کہان ہی شہزادے نے کہا ای احمر جنی فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار مع ساٹھ ہزار ساحران نامی عقب مین آتے ہین مرحلۂ طلسم یہ نہ آسکے اب مرحلہ شکست ہوا مرجان جادو مارا گیا یقین ہی کہ آیا ہی چاہتے ہین قریب ہو نگے احمر جنی نے عرض کی مین جاکر تلاش کرون ڈھونڈھ کے لاؤن مین از قوم جن اپنی تیز روی پر مطمئن ہون نور الدہر نے کہا کچھ تمھارے جانے کی ضرورت نہین ہی خدا میرا مالک ہی یہ چھپر راہ خوفناک طلسم کا سالک ہی ایسے ایسے معرکے بہت پیش آئین گے کہان کہان ہم مددگارون کو بلائین گے پروردگار ساتھ ہی اُسکا دامن قدرت ہی اور ہمارا ہاتھ ہی احمر جنی سے ابھی نور الدہر یہ باتین کر رہے تھے کہ بیرون باغ سے گرد اُڑی دیوار باغ تو گر چکی ہی دور تک صحرا معلوم ہوتا ہی دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک جادوگر سرخ پوش بصد جوش و خروش مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران ناہنجار سیاہ رُو بدخُو باز و بط و ہنر بہاے آتشین پر سوار نمودار ہوئے اُس ساحر سرخ پوش نے جو دور سے لاشۂ مرجان جادو دیکھا اور طلسم کشا کو تنہا پایا وہین سے نعرہ کیا منم یاقوت جادو برادر مرجان جادو ای طلسم کشا غضب کیا مقام افسوس ہی مین نہ پہونچا تو نے ایسے ساحر شعبدہ باز کو کیونکر مارا اب اُسکے معاوضۂ خون مین تجکو کیا چھوڑتا ہون یہ کہکر ساحرون سے اشارہ کیا جلد طلسم کشا کو قتل کرو اِس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرو نور الدہر نے بھی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور نہنگانہ دریاے فوج ساحران مین غوطہ زن ہوے ساحرون کے سحر نور الدہر پر چلنے لگے تحل بلغ مثل شمع کافوری جلنے لگے مگر بسبب لوح طلسم کے شاہزادے پر سحر تاثیر نہین کرتا نور الدہر نے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے افسرون کو مارا ہنگامہ گرم ہوا یاقوت جادو نے دیکھا طلسم کشا پر سحر و افسون کام نہ کریگا ساحرون کو آواز دی یارو یہ جوان صاحب لوح ہی سحر نہ کرو تیر و تلوار نیزہ سے مارو اب ساحرون نے حربہ ہاے سحر موقوف کر کے سلاح ہاے جنگ سنبھالے شہزادہ شیرانہ رستمانہ اُن بیچیاؤن سے

لڑ رہا ہے مگر ہزارون تلوارین چلتین طائران تیز پر کھول کھول کر اُس شہباز اوج جرأت پر گر رہے ہین جیسے شمع کے گرد پروانے مگر شاہزادے کو تردد ہے کس کس سے لڑے اس بیقراری مین دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے خالق بے نیاز رب کارساز وقت بیکسی مین سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ستار و غفار ہے **نظم**

ای مرہم ریش دلفگاران — وی چارۂ کار خام کاران — بگذار چنین ذلیل و خوارم
از راہ کرم برآر کارم — سرگشتہ مکن مرا ازین بیش — بنمائے رہم بجانب خویش
در وادی معصیت اسیرم — بگذار کہ تشنہ لب بمیرم — خجلت زدہ ام ز کردۂ خویش
وز شرم سرے فگندہ در پیش — چون آمدہ ام بہ عذر خواہی — نومید مکن مرا الٰہی
بردار ز سطرح ہلاکم — مگذار میان خون و خاکم — ابھی دعا شاہزادے کی تمام

نہ ہوئی تھی کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی شبرنگ بن عمرو آگے آگے عقب مین شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو و فوج ساحران نامی ہے شبرنگ بن عمرو نے نعرہ کیا دیکھا گل گلزار صاحبقرانی یکہ و تنہا مصروف جنگ ہے چہرہ و جسم خون سے گلنار ہے کنپٹی سے خون ٹپک رہا ہے جیسے کوئی ہولی کھیلتا ہے شبرنگ نے فیروز وغیرہ کو آواز دی یارو شاہزادہ یکہ و تنہا لڑ رہا ہے یہ سنتے ہی فیروز وغیرہ حربہ ہائے سحر سنبھال کر آتے ہی شریک جنگ ہوئے ایک ہی حملہ مین صدہا چورنگ ہوئے اب نور الدہر نے ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اُسی پر سوار ہوئے شیرانہ مصروف کارزار ہوئے شبرنگ آتش خوار نے زمین ہلا دی چہار جانب سے آگ لگا دی ہزارون ناریون کو جلا دیا جسنے دل مین غبار رکھا تھا اُنکو خاک مین ملا دیا شاہزادۂ نور الدہر لڑتے ہوئے قریب یاقوت جادو کے پہونچے اُسنے کئی گولے مارے نور الدہر نے لوح کو سامنے کر دیا وہ گولے پھٹ کر اُسی کی فوج ضلالت موج پر گرے کئی سو ساحر ہلاک ہوئے یہ حال دیکھ کر کلیجہ یاقوت جادو کا خون ہو گیا آخر قریب آ کر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا شاہزادے نے تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پر گا نٹھا اُلجھا دوسرے ہاتھ نکال کر تیغہ برق مثال کو چمکایا خبردار کہکے ہاتھ مارا اُسنے سامری وجمشید کا نام لیکر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار گھاٹ سے پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے نئی بات ہے کہ شب ہجر کٹی یا تو تلوار سپر سر جھکی تھی یا زیر تنگ زمین پر تلوار نے بوسہ دیا یاقوت

کافر کا خون آسمان سے برسنے لگا ابر سرخ رنگ پیدا ہوا آوازین مہیب آئین سنگباری
برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام مین یاقوت جادو بود افسر جو مارا گیا اہالیان فوج
شکست کھا کر کچھ بھاگے کچھ مارے گئے شاہزادہ بفتح وظفر پلٹا فیروز وغیرہ نے آ کے
شاہزادے کے قدمون کو بوسہ دیا مگر شاہزادہ زخمی ہوا اور شہرنگ بن عمرو نے حکم دیا جلد
بارگاہین استادہ ہون کہ زخم دوزی کیجاے یہان تو بارگاہین خیمے آراستہ ہو رہے ہین
اب دو کلمہ داستان جمشید کے ذکر کرنا منظور ہین کہ جب ابریق آسمان سیر دربند آہن تاب
پر آ کے شریک ایرج نوجوان ہوا تھا ایرج لشکر ظفر اثر کو درست کر کے طرف طلسم کے
پلٹے یہ خبر جمشید جادو کو پہونچی غصہ مین آ کر تین لاکھ ساحران زبردست کو اپنے ساتھ لیکر آ ملا
لشکر ایرج پر آ کے گرا یہ بچیا بادشاہ طلسم ہی سواے طلسم کشا کے کوئی اسپر غالب نہین ہو سکتا
بس ابریق آسمان سیر خوب خوب لڑا بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا مگر جب جمشید جادو
سے مقابلہ پڑا اور دو گھڑی کامل سحر چلا آخر جمشید ابریق پر غالب آیا اور گرفتار کر کے زبان
مین دوزن دیا شوخ چشم کو ایک سحر مین پکڑ لیا غرض اسکے سحر سے ایرج وغیرہ سب
بیہوش ہوے سب کو جمشید جادو گرفتار کر کے طرف قلعۂ طلسمی کے لیکر چلا راہ مین اسکو
خبر ملی کہ مرحلۂ مرجان جادو فتح ہوا یاقوت جادو کے ساتھ کے ساحر بھی زخمدار بھاگ آ کر
پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا تا بدر بند مرجانیہ پہونچا مرجان جادو کا کام
تمام ہوا اب یقین ہی کہ طرف قلعۂ طلسم کے رجوع کرے بس یہ خبر وحشت اثر سنکے جمشید مثل
ابر کے گرج کر گرجا اسباب سحر ہاتھ مین لے کر اٹھا اسیوقت نفیر سحر بجی لشکر مین تیاری ہوئی قیدیون
کو اژدہے پر سوار کر کے ہمراہ لیا جمشید بہ فوج قاہرہ براے مقابلہ طلسم کشا چلا یہان شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان بعد قتل یاقوت جادو خود بھی زخمی ہین اہالیان فوج بھی زخمدار
ہین فیروز و شہرنگ بھی بخوبی لڑ چکے ہین ابھی استراحت نہین کرنے پائے ہین بارگاہ مین
قصد ہی جائین کہ ہرکارون نے بڑھ کر عرض کی اے شہریار ہوشیار ہو جائیے جمشید جادو مع
کئی لاکھ فوج ساحران کے آ پہونچا اور شاہزادہ ایرج نوجوان کو گرفتار کر لایا ہی نور الدہر یہ خبر
وحشت اثر سنکے گھبرائے بہ تعجیل تمام باہر آئے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوے جب تک

شبرنگ وغیرہ سوار ہوں آمادۂ حرب وپیکار ہوں جمشید نے آتے ہی سحر کیا کہ شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگے لکہ ہاے ابر تیرہ وتار کڑکنے لگے کئی ہزار ساحر مر کر رہگیا کوئی منہ کے بھل زمین پر گرا کوئی مثل مرغ نیم بسمل تڑپا کسی پر گولہ پڑا کسی نے بدحواس ہوکر اپنے خنجر سے گلا کاٹ ڈالا دو تین حملون مین جمشید نے زمین کو ہلا دیا ایک جانب شبرنگ آتش خوار ایک سمت فیروز ناعداے سحر مین مصروف ہین مگر شاہزادہ نورالدہر پر چونکہ لوح طلسمی گلے مین ہی سحر تو ساحرون کا تاثیر نہین کرتا مگر کئی لاکھ ساحرون کا بلوہ ہی تیغ ونیزہ وتیر بھی چل رہے ہین پہلی لڑائی مین زخمی ہو چکے ہین اب روح کو راحت نہین جسم مین قوت نہین ہی مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین گلہاے زخم جسم پر کھلے ہین بدھیان پڑی ہین چہرہ گلنار زخمون سے خون کی دھار روان قبضہ ہاتھ مین جم گیا ہی یکہ وتنہا کس کس سے جنگ کرین ایک کو قتل کیا اسی مقام پر دس بیس آجاتے ہین دم لینے کی مہلت نہین پاتے ہین ہر طرف سے یہی صدائین ہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کرو مہلت ندو اور زیادہ بیقراری کا نورالدہر کی یہ باعث ہی کہ دیکھ رہے ہین کہ شاہزادہ ایرج نوجوان مسلسل ومطوق زخم کھاے ہوے سرنگون غم سے کلیجہ خون طرف انکے دیکھتا ہی تیوری سے یہ پیدا ہی کہ یہ جوان بچشم اس حال زار سے ہمکو قید مین نہ دیکھتا زنجیرون ہلا رہا ہی مگر قوت آتی بسبب زخمی ہونے کے نہین باقی ہی کہ قید توڑے مجبور وناچار انکے جملہ سردار بھی مبتلاے مصیبت مثل آئینۂ حیرت ہین ہر مرتبہ نورالدہر آمادۂ مرگ ہوکر چاہتے ہین کہ جان دون اور اپنے برادر ریحان برابر کو قید سے چھڑاؤن مگر فوج کے ریلے یہ اکیلے کدھر کدھر خیال کرین کہان تک جرأت دکھائین اور جمشید بادشاہ طلسم ہی شبرنگ آتش خوار وفیروز جادو وغیرہ اسی کے ملازم ہین اسکو غصہ مین دیکھ کر فرار کے عازم ہین ہزار ہا بدون مقابلہ بھاگے جنکو اپنے افسر کا خیال ہی اور کوئی نامرد نہ کہے اسکا ملال ہی وہ جانبازی مین مصروف رہے بعض کہتے ہین ہم اپنے شہنشاہ سے لڑین کیا بیوقوف ہین آخر قریب شام جمشید بدانجام نے شبرنگ آتش خوار وفیروز جادو وغیرہ کل سپہ سالارون کو گرفتار کر لیا قریب شام ایرج نوجوان وغیرہ کو بھی مقید کیا اب باقی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان وشبرنگ ہین شبرنگ نے دیکھا کہ شاہزادے کو غش آیا چاہتا ہی بس شبرنگ بن عمرو نامدار تراشندہ ریش کفار نے جانبازی کر کے ایک حقہ آتشبازی کا

ساحرون پر مار اکسی کا منھ جلا کسی کا گریبان پھنکا ذرا جو شبرنگ نے مہلت پائی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو بھی بیہوش کر کے پشتارہ باندھکر بھاگا ایک درۂ کوہ مین آکر مخفی ہوا اُسی بیہوشی مین اپنے آقا کی زخمدوزی کی یہان جمشید جادو رات بھر اُسی تحل کو گھیرے رہا صبح کو دیکھا کہ گرد شجر کے صدہا لاشے پڑے ہین دور تک رن پڑا ہی سب طرف تلاش کی مگر طلسم کشا کو نہ پایا اب جمشید جادو حیران کہ طلسم کشا کیا ہوا ساتھ والون نے کہا حضور بارہ چودہ ہزار ساحرون کا کھیت ہوا غلطی سب مارے گئے کشتِ حیات ساحران پامال ہوئی ایک جوان کا لاشہ کیونکر ملے کیا طلسم کشا فولاد کا تھا علاوہ سحر کے ہزارون تلوارین سحر کی اُس پیر پڑی ہین زخم تیرون کے کاری کھائے آخر پامال ہوا جمشید جادو خوشی خوشی اِن سب قیدیون کو ساتھ لیکر بصد کرّوفر آکر داخل قلعۂ طلسمی ہوا جس قیدخانہ مین ملکہ مخمور سُرخ چشم وملکہ شگوفہ وسہیل اختر شناس قید تھے اُسی زندان پُر محن مین شاہزادہ ایرج نوجوان وغیرہ کو لاکر داخل کیا اور ملکہ مخمور نے یہ خبر وحشت اثر سُنی کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان جنگ مغلوبہ مین مارا گیا اسقدر زخمی تھا کہ لاشہ بھی نہ ملا قریب تھا کہ روح جسم سے نکلجاے نظم

قلزمِ اشک نے طغیانی کی	دست مژگان نے دُرافشانی کی	شوق نے سلسلہ جنبانی کی
بیقراری نے بھی طغیانی کی		

کبھی جو ذرا ہوش آیا منھ سے یہ کلمہ نکلا ہاے ای مخمور کاش کے ہم بھرے خلق ہوے ہوتے یہ خبر نہ سنتے کہ نورالدہر قتل ہو گئے اور ہم زندہ ہین نظم

ملک الموت بھی کیا ہی بیدرد	آہ سچ ہی کہ بڑا ہی بیدرد	تھامتی ہون دلکو مین بھر کر آہ
کیسی یان آن بنی دلبر آہ	جان ہمہ رنج وسراپا غم ہی	رنج سا رنج ہی غم سا غم ہی
دیکھتی ہون عجب احوال اپنا	کیا کہون کس سے کہون حال اپنا	کبھی چاہتی ہی اپنے کو ہلاک کرون

قصہ زندگانی کا پاک کرون ای مخمور بھور کس ساعت سے اس قیدخانہ مین آکر قید ہوئی کہ شاید اگر جان بچی یہ روے سیاہ خواجہ عمرو کو کیونکر دکھاؤنگی کیا بات بناؤنگی جس روز علامت طلسم پر قید ہوئی تھی اُس ایک شفقت کے بارے مین میرا غصہ کرنا اُس شیر جنت آرامگاہ کا بجزدم محبت کا بھرنا اگر مین بدنصیب نہ قید ہوتی وہ شیردل اس طلسم منحوس مین کاہے کو آتا ہاے موت سر پر کھیلتی تھی مین ہجر کی جفائین جھیلتی تھی ہمیشہ یہی خیال تھا جب کوہ عقیق پر جاؤنگی روے زیبا دیکھکر جی آؤنگی

نظم چون ماہیان بحالت زار	مے گفت زور وآن دل افگار	بے تو من و دل فگار و جان ریش
راضی شدہ ام بمردن خویش	ای جان چہ بود زتن برآئی	دی عمر خوش است گر برآئی
عمرے کہ چنین رود حرام است	مرگیست کہ زندگیش نام است	ای کاش کہ مادرم نزادے
ورنہ زاجل بباد دادی	من لذت زندگی نہ دانم	مرگ دگر است ہر زمانم
مے بود زہجر یار دلتنگ	بر سینہ زدے زدست دل سنگ	شاہزادۂ عالی شان ایرج

نوجوان ابھی قید مین سر جھکائے ہوئے ایک جانب بیٹھے ہین انتہا کا قلق ہی دل سے کہتا ہی کہ ای ایرج نوجوان افسوس ہی کہ ہمارے ہاتھ سے طلسم فتح نہوا فلک نے یہ روز سیہ دکھایا اس زندان تنگ و تاریک مین پہونچایا شکوۂ فلکی کر رہا ہی حجاب سے سر نہین اُٹھاتا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا جو حال بہت ابتر دیکھا قریب آکر فرمایا ای شہنشاہ ملک خوبی وای سرو نوخاستۂ باغ محبوبی صبر کرو دل پر جبر کرو تمھارا تو مقدمۂ محبت ہی ہمارا تو وہ شہزادہ روح کی راحت ہی اول تو خیال کرو کہ خدانخواستہ اگر وہ شہسوار میدان یکہ تازی شیر بیشۂ سرافرازی مارا جاتا تو یہ بیحیا لاش لاتے سر لاکر ہمکو دکھاتے لوح ملتی طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ لڑائی بڑی قیامت کی پڑی ساتھ والے سب گرفتار ہوئے آخر بار لشکر نہ سنبھل سکا لڑتا بھڑتا کسی جانب نکل گیا ان بیحیاؤن نے یہ مشہور کر دیا کہ طلسم کشا قتل ہوا سراسر غلط ثابت ہوتا ہی خاص دل پر غم و الم کا ہجوم نہین ہی دل کو تسکین ہی اس قید خانہ مین تو یہ رنگ ہی ہر ایک اپنی زندگی سے تنگ ہی مجبور ایک کو ایک سمجھاتا ہی شاپور شیر دل ایرج کو بہلاتا ہی اور دل کو تسکین دلاتا ہی

دو کلمۂ داستان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان بیان ہوتے ہین

کہ شہرنگ بن عمرو عیار نامدار درۂ کوہ مین اُٹھا کر لایا زخم دوزی کی صبح کو شاہزادے کی آنکھ کھلی اپنے کو درۂ کوہ مین پایا شہرنگ بن عمرو کو بالین پہ دیکھا پوچھا ای برادر یہ کیا معرکہ ہی شہرنگ رونے لگا کہ حضور فلک نے گردش دکھائی سردار سب آپ کے قید ہو گئے لشکر منتشر ہوا زخمون سے آپ کا عجیب حال تھا جان بچنا محال تھا مین عالم غشی مین شب کو یہان اُٹھا لایا شکر ہی کہ لوح موجود ہی سر پہ وہ معبود ہی انشاء اللہ آپ طلسم کشائی کیجیے گا نور الدہر نے مجبور ہو کر کہا ای برادر جو منظور خدا مین اپنے کو اب تا ئۂ طلسمی مین پہونچاؤنگا

ہین نے ایرج کو بھی تو قید مین دیکھا ہنین معلوم وہ کیونکر یہان پہونچے سردار بڑے بڑے
اُنکے بھی ساتھ تھے خدانخواستہ اگر ایک مو بے جسم ایرج کم ہوا مین لشکر مین مُنھ دکھانے کے لائق
نہ رہونگا اِس سے بہتر ہی کہ لڑبھڑ کر مر جاؤن شبرنگ نے کہا جو حضور فرماتے ہین یہی مناسب
ہی غلام اتنا طالب ہی کہ ایک روز تو یہان توقف فرمایئے کہ زخم خشک ہو جایئن نور الدہر نے
کہا دل پر زخم ہی کس کس کا علاج کروگے یہ کہکر فرمایا تھوڑا پانی کہین سے تلاش کرکے لاؤ شبرنگ
چھاگل ہاتھ مین لے کر بیرون درۂ کوہ آیا جستجو مین پانی کی چلا مگر جمشید جادو جب آکر دوسرے
دن تخت پر بیٹھا شیران سلطنت سے کہا یارو طلسم کشا مارا ہنین گیا نہ لوح ملی نہ لاشہ دستیاب
ہوا طلسم کشا کہین چھپ گیا تلاش اُسکی ضروری ہی اسکا وزیر ہی کہ اُسکا سفاک شعلہ زن نام
ہی مکاری و فریب اُسکا کام ہی کہا حضور آپ کی راے سالم ہی طلسم کشا بڑا ظالم ہی بیشک لڑتے
لڑتے کہین مخفی ہوا بیٹا عمرو ایسے عیّار کا اُسکے ساتھ ہی اُسنے ضرور ہی کوئی تدبیر کی ہوگی مگر
اِس حوالی سے کہین دور نہین جا سکتا انتہا کا زخمی تھا اِسی دو کوس کے گردے مین ہوگا غلام
ابھی جاتا ہی اگر سامری و جمشید نے مدد کی تو طلسم کشا کو مع عیار لیکر آتا ہی یہ کہکے سفاک شعلہ زن
بھڑک کر چلا جہان رن پڑا تھا لاشے جابجا ساحرون کے موجود تھے عجب مقام خوفناک
تھے خون سے جمے ہوے نخل صحرا کے جلے ہوے یہ بچیا دیکھتا بھالتا چلا دور سے اِسنے
دیکھا کہ شبرنگ عیار چھاگل ہاتھ مین لیے ہوے اندر سے درۂ کوہ کے نکلا اِس بچیا کو
یقین کامل ہوا کہ بیشک طلسم کشا اِسی درۂ کوہ مین مخفی ہی اپنے آقا کے لیے پانی لینے جاتا ہی
خوشی سے مُنھ مین پانی بھر آیا مثل موج بیتاب ہو کر لہر مین گرفتار کرنے کے روان ہوا چند قدم
شبرنگ بن عمرو گیا تھا کہ سفاک شعلہ زن نے دو دانے ماش کے شبرنگ بن عمرو پر
پھینکے شبرنگ بے حس و حرکت ہو کر زمین پر گر پڑا سفاک شعلہ زن قریب آیا کہا کیون او
نا عیار اپنے سردار کو خوب بچایا درۂ کوہ مین لاکر چھپایا اب دیکھ تیری صورت بنکر جاتا ہون
لوح چھین کر اُنکو بھی گرفتار کرکے لاتا ہون شبرنگ مجبور و ناچار رونے لگا اشکون سے
مُنھ دھونے لگا سفاک نے شبرنگ کو لاکر ایک گوشے مین ڈال دیا آپ سحر سے صورت
شبرنگ بن عمرو کی بنا قریب درۂ کوہ آیا آواز دی اے شہریار ربانی حاضر ہی نور الدہر باہر

نکل آئے کہا ای برادر پانی لائے اُسنے کہا پانی تو حضور حاضر ہی مگر لوح پر خون جم گیا ہی لائیے
پہلے اسکو پاک کرون چشمے مین غوطہ دے کر لاؤن نورالدہر تو جانتے ہین کہ میرا یار وفادار ہی
کیا خبر ہی کہ یہ جعلساز مکار ہی گردش فلکی سے ہر شخص مجبور و ناچار ہی دم بھر مین یہ فلک نیا شعبدہ
دکھاتا ہی رہروانِ کوئے جرأت کو مثل نقش پا مٹاتا ہی نورالدہر نے لوح گلے سے اُتار کر حوالے
کی سفاک شعلہ زن نے لوح کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھ کے آواز دی
باش او طلسم کشا منم سفاک شعلہ زن وزیر اعظم جمشید صف شکن دیکھیو لون لوح لیتے ہین
مسلمانون کو داغ دیتے ہین یہ طلسم جمشید وسامری کی قدرت کا نمونہ ہی خاص بندگان خداوندان
طلسم مین رہتے ہین یہ سنکر نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اُسنے چند دانے ماش کے مارے
ہاتھ پاؤن بحس وحرکت ہوگئے سفاک شعلہ زن نے ایک تخت سحر تیار کیا شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو اُسپر ڈال لیا اور طرف قلعۂ جمشید کے روانہ ہوا جمشید
جادو تخت پر بیٹھا ہی سفاک شعلہ زن آکر پہونچا لوح ہاتھ پر رکھکر نذر دی تمام کیفیت بیان
کی نورالدہر اور شبرنگ کو قید سحر مین مسلسل کرکے قیدخانہ مین بھیجدیا ملکہ مخمور سرخ چشم وایرج
وغیرہ قیدخانہ مین بیقرار واشکبار تھے کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بھی مسلسل و
مطوق قیدخانہ مین پہونچے شور گریہ وزاری بلند ہوا زنجیرین تھام کر سب اُٹھ کھڑے ہوئے
ایرج نوجوان نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای برادر عجب خبر وحشت اثر سنی تھی کہ دشمن جنگ مغلوبہ
مین قتل ہوئے اس غم سے کلیجہ مین آبلے پڑگئے زندہ تو پایا مگر اس حال پر ملال مین دیکھا کوئی
ساعت مصیبت تازہ سے فرصت نہین ملتی کلی باغ مراد کی نہین کھلتی ملکہ مخمور سراپا کو شاہزادے
کے دیکھتے ہی کبھی گھبرا کر کہتی ہی کیون ای شہریار یہ رات ہی یا دن ہی آنکھون سے نہین سوجھتا دل
قابو مین نہین افسوس میرے واسطے آپنے کیا کیا مصیبت اُٹھائی مجھ بدنصیب کا کیون پیچھا کیا
قتل ہوجاتی زندان رنج والم سے چھوٹ جاتی نورالدہر نے سب کو تسکین دی اور فرمایا خدا
مالک ہی شبرنگ بن عمرو ہمارے عیار وفادار نے دشمنون سے بچایا فلک کجرفتار کو رشک
آیا خیر شکر ہی سب ایک مقام پر ہوگئے مرگ انبوہ جشنے دارد مگر بندہ واسطے ایرج نوجوان کے
دل روتا ہی ایسا قوت بازو کسکو ممکن ہوتا ہی جب سے یہ لشکر مین آئے یہ ہمیر فدا ہم اسیر بنا رہے

اگر لمحہ بھر کو جدا ہووے تو مثل ماہی بے آب بیقرار رہے عدم مین بھی ایک ساتھ جائین گے مگر اے ملکہ مخمور تمھاری مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہے یقین ہے جمشید ملعون ہمکو قتل کریگا مگر تمکو بابل فراسیاب کے نہ بھیجے گا ایک سردار افراسیاب کا ہمارے ہاتھ سے در بند دخانیہ پر مارا گیا ضرور اُس ملعون کو خبر پہونچی ہوگی تمھارے نام پر جان دیتا ہے ملکہ مخمور نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا ہر چند مین سخت جان ہون مگر آپ کے بعد سر ٹکرا کر جان دونگی روے سیاہ افراسیاب خانہ خراب کے خدا نہ دکھائے اُسکی بدعت سے بچائے اُسوقت قید خانہ مین شور گریہ وزاری بلند ایک ایک جان کے خوف سے دردمند یہان جمشید ملعون نے سفاک شعلہ زن کو بڑا بھاری خلعت دیا جلسۂ عیش ونشاط آراستہ ہوا جمشید نے حکم دیا منادی ندا کرے کل صبح طلسم کشا کو مع کل قیدیان بلا بدولت قتل کرینگے ایک ایک نمکحرام کو سزاے معقول دین گے تمام کوچہ و برزن مین قلعۂ جمشید یہ کے اشتہار چسپان ہوے منادی جا بجا ندا کرتا پھرتا ہے کہ کل صبح کو طلسم کشا و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و ابریق آسمان سیر مصاحب شہنشاہ کوکب و ملکہ شوخ چشم و ایرج نوجوان و شاپور شیر دل و شبرنگ بن عمرو و ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ قتل کیے جائین گے سرکشی کی سزا پائین گے یہ آواز کان مین قیدیون کے پہونچی علاوہ اِن سرداران مذکور کے بارہ چودہ ہزار اہالیان فوج بھی قید ہوکر آئے ہین ایک رسن مین بیچارے بندھے بیٹھے ہین شور فریاد و الغیاث بلند کیا نور الدہر نے بھی سُنا قریب دروازے کے آکر کہا بھائیو کیون فریاد کرتے ہو اپنے معبود کو ایسے وقت مین نہین یاد کرتے ہو جو ستر درجہ مان باپ سے زیادہ مہربان ہے رحم کرنا اُسکی شان ہے اگر اُسکی عنایت شریک حال ہوئی چشم زدن مین دام بلاے مصیبت سے رہا ہو جاؤ گے اس آفت سماوی سے امان پاؤ گے

رباعی

نہ دیر مین کچھ ہے نہ حرم مین کچھ ہے — دنیا مین نہ کچھ ہے نہ عدم مین کچھ ہے
دنیا ہے عجب سراے فانی حیرات — دم مین کچھ ہے اور اکدم مین کچھ ہے — اُن سب نے غرض کی خدا

آپ کو سلامت رکھے آپ کا جمال بیمثال دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت پیدا ہوئی ہے آپ کا حال حسرت انجام دیکھکر خود مصیبت زار زار روتی ہے یہ آپسمین باتین حسرت و یاس کی ہو رہی تھین کہ حال قتل مسلمانان سُنکر نیر اعظم کا چہرہ زرد

ہوا کا نپتا تھراتا کاشانۂ مغرب مین جا کر چھپا لیلاے شب زلف مشکین کھول کر حیران پریشان تبلاش جنس آرزو بعد جستجو محمل اندوہ والم مین سوار ہوئی نظم

سیاہی ہویدا ہوئی سر بسر
کھلے موے لیلاے شب سر بسر
کہ ذرّے چھپے خوف سے زیر خاک
قمر دل ہی اس ذکر سے بیقرار

وہ اُس شب کی ظلمت کہ دن بیقرار
لباس سیہ بر مین پہنے قمر
ستارونکی دہشت سے تھین آنکھین بند
دکھائے نہ گردش یہ لیل و نہار

شب غم کا یک ہوئی جلوہ گر
فلک پر کواکب کو بھی انتشار
وہ سُنسان تھی رات اور ہولناک
زمین بیقرار و فلک دردمند
عجب اُس شب کو سنّاٹا ہالیانِ

زندان خائف و ترسان شب کو دربانون نے دروازہ بھی بند کیا اور غم تازہ دیا یہ سب سرداران نامی شہریاران گرامی پروردۂ مہد ناز و نعم اُس پُر مصیبت و اندوہ والم اندھیرے سے قید خانہ کے گھبراتے تھے بعض بیقرار ہو کر چلاتے تھے نورالدہر سب کو سمجھاتے تھے کہ یارو وقت دعا ہی نہ گھبراؤ اپنے معبود سے دعا کرو سب نے کہنے سے نورالدہر کے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے نورالدہر دعا کرتے ہین سب آمین کہ رہے ہین آنکھون سے اشک حسرت بہ رہے ہین فرزند رشید صاحبقران اوصاف الٰہی مین مصروف نظم

سازندۂ آدم از کفِ خاک
نقاش نگارخانۂ غیب
تشریف دہ زمین بہ مردم
برکوہ نہ سیل چرخ خودراے
از قوس قزح کجک بدستش

بیناکن چشم اہل بینش
منشی صحیفہ ہاے لاریب
لطفش ز مہ خجستۂ عید
او دادہ بہندوے زحل جا

دارندۂ ہفت کاخ افلاک
فیاض وجود آفرینش
زینت گر آسمان ز انجم
خلخال بساق عرش مجید
داد از پئے ضبط سیل مستش

اگر رحیم و کریم فضل اپنا شریک کر اپنے بندون کو قتل سے بچالے زندانِ مصیبت سے نجات دے یہ بچیا مصیبت سے قتل کرینگے کفن تیرے بندونکو ڈھونڈینگے شب بھر تو پھڑک پھڑک کر کاٹی چونکہ مصیبت تھی آنکھون مین گٹ گئی چہرۂ لیلاے شب سے نقاب اُلٹ گئی عمل ظلمت کا اُٹھا فوج سیارگان کو شکست ہوئی شہنشاہ زرین علم کو فکر بند و بست ہوئی نظم مصنف

ملے خاک غم منہ پہ مہر فلک
تھی نظم دیگر

ہوا مرغ شب جب الم سے ہلاک
بر آمد ہوا شرق سے یک بیک
رُخ افلاک پر کدورت ہین

سحر کا گریبان ہوا چاک چاک
عجب سحر مصیبت خیز وحشت انگیز
نجم سب مائل مصیبت ہین

گلشنِ دہر ہی اُداس اُداس	عالمِ حزن اور حسرت و یاس	ہی ہر اک وحش و طیر نالہ کنان
دل پہ ہی ابر حسرت و حرمان	نخل ماتم کی طرح نخل چمن	غمکدہ ہی بنا ہر اک گلشن
کفِ افسوس برگ ملتے ہین	آتشِ رنج و غم سے جلتے ہین	صبا خاک اُڑاتی ہی ہر شجر سے

سر ٹکراتی ہی نوجوانانِ چمن کو گلعذارانِ صاحبقران کا غم ہی ہر نخل گلزار نخل ماتم ہی عندلیبان خوش نوا غزل خوانی بھولین آہ و فغان کرنے لگین یکایک اُس گلشن مین ہوائے سرد آئی زبان موج ہوا نے یہ آواز سُنائی اے ساکنان باغ عالم کیسا غم و الم باغبان قضا و قدر مالک و مختار ہی بعد خزان کے بہار ہی اے غمخواران گلشن ایجاد تاثیر تمھاری آہ مین ہی قافلہ آمد آمد بہار غنچہ و گل راہ مین ہی گل مراد ملا چاہتا ہی غنچۂ آرزو کھلا چاہتا ہی الغرض سپیدۂ سحری آسمان پر چمکا نیر اعظم بصد شوکت و حشم علم زرین شعاع کھلا ہوا تخت نیلی پر جلوہ فرما ہوا جمشید رو سیاہ تاج نخوت بر سر تخت نکبت پر آکے بیٹھا تمام ساحران غدار غولان صحرائے کفر و ضلالت گم ہمت خرس طینت میمون خصلت دربار مین آکر جمع ہوئے آج اسقدر جماؤ ہی دربار مین جمشید ملعون کے کہ تِل رکھنے کی جگہ نہین ہی دنگل و کرسیان معمور اسیر بدمستان شراب کبر و غرور نزدیک و دور سے ہزارہا بیجیا آئے ہین سحر و ساحری کے مشّاق قتل طلسم کشا کے مشتاق سفاک شعلہ زن مثل آتش تنور کے بھڑک رہا ہی کہ یار و مین نے بڑا کام کیا طلسم جمشیدیہ مین نام کیا طلسم کشا کو مین گرفتار کر کے لایا ابھی خلعت بھی نہین پایا کبھی گھبرا کر جمشید جادو سے کہتا ہی اے شہنشاہ جلد طلسم کشا وغیرہ کو بارگاہ مین بلائیے کسی کو دار پر چڑھائیے کسی کو خنجر سے قتل کرائیے جمشید نے حکم دیا مقیدان طلسم کو جلد لاؤ اول دربار مین پہونچاؤ اپنے نمک حراموں کو سمجھائینگے اگر مان جائین تو بہتر ورنہ طعمۂ شاہباز شمشیر ہون سرکش ہمارے نام سے زیر ہون داروغہ جیل خانہ کا دوڑا قید خانہ مین آکر مقیدان زندان بلا کو نکالا آگے آگے نور الدہر بن بدیع الزمان ایک سمت ایرج نوجوان ایک جانب ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار ایک طرف سرداران ایمج نوجوان افلاک کوہی و ملکہ شوخ چشم و ابریق آسمان سیران سب کے عقب مین ہزار ہزار ساحر زنجیر و رسنِ سحر سے بندھے ہوئے دربار مین جمشید جادو کے پہونچے یہ ملحوظ رہے کہ شاہزادہ نور الدہر

والانتقام کے جسم پر قید سحر لینے بجائے ہتکڑیون کے مار سیاہ لپٹا ہوا ہی طوق بھی آہن سحر کا
مگر شاہزادہ نے ضبط کرکے آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس و درین ما وا بر کسے باد کہ
بداند و بشناسد کہ خدا یکے است و پیغمبر حق برحق ایرج نے وعلیکم السلام کا جواب دیا کافرونکے
سانیہ پر تیر پڑا مثل ہوسے آتش دیدہ کے بل کھایا ہان ہان کی صدا بلند ہوئی جمشید جادو نے منع
کیا کہ یارو کیون رنجیدہ ہوتے ہو اب ان قیدیون کی بات کا برا ماننا بیجا ہی بقول سعدی ہر کہ دست
از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید سہیل اختر شناس ملکہ شگوفہ و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار
وغیرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ ای نمک حرامو تمنے طلسم کے شکست کرانے کی تدبیر کی تھی مگر مین نبیرہ
سامری ہون شیوہ میشہ ساحری ہون اب بھی قدمون پر گرو ورنہ اب جانبری غیر ممکن بڑے افسوس
کی بات ہی خدا تمھارا الانت و مناتاہی ہو نے دو سو کو چھوڑتے ہو تمھاری عقل پر پتھر پڑین مجھ ایسے
بادشاہ سے منہ موڑتے ہو جلد جواب دو سہیل وغیرہ نے کہا کیا بکتا ہی جو تجھ سے ہو سکے قصور
نہ کر پہلے شاہزادے سے ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایک امر اور ملحوظ ہوا شاہزادہ نورالدہر کو جمشید
جادو نے قریب تخت کے طلب کر لیا ہی دس پانچ قدم کا مفاصلہ ہی جمشید جادو بہ عتاب
اپنے سرداروں سے خطاب کر رہا ہی کہ یکایک آسمان پر سے برق چمکی ایک جادوگر ایک مہ جبین
کو تخت پر سوار کیے ہوئے آکر پہونچا مگر وہ نازنین حجاب سے سر جھکائے ہوئے آنسو آنکھوں مین
ڈبڈبائے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس جسم مین رعشہ وہ تخت زمین پر آکر اترا جمشید جادو اس
مہ جبین کو دیکھکر مثل گل کے شگفتہ ہو گیا اس نازنین کو اپنے تخت پر بٹھا لیا اور لوح طلسمی سامنے
جمشید جادو کے تخت پر رکھی ہوئی ہی سہیل وغیرہ کو دکھلا رہا ہی کہتا ہی اب اسکو خدمت مین شہنشاہ
افراسیاب جادو کے بھیجدونگا شہنشاہ اسکو احتیاط سے رکھین گے اسوجہ سے لوح تخت پر
رکھی ہی اس جادوگر نے دست بستہ عرض کی یہ آپکی معشوقہ ماہ پرور دختر مہران شاہ ہی مین اسکو
پہلے سے اس طلسم کشا کے اٹھا لایا تھا ایک ہفتہ سمجھاتے گذرا محبت مین طلسم کشا کی مدہوش ہی
دریائے عشق کا جوش ہی اس دربار عام مین جمشید منتین کرنے لگا ای باعث تسکین دل زار و
ای معشوقہ گلعذار جس سے تو نے محبت کی وہ سامنے میرے قید بیٹھا ہی ملک الموت سے اسکا
سامنا ہی قتل ہوا چاہتا ہی یہ سنکر ملکہ ماہ پرور نے سر اٹھایا اس حال مین شاہزادہ نورالدہر سے

آنکھ چار ہوئی کہ شاہزادہ قیدِ سحر مین مبتلا مثل گنہگارون کے بیٹھا ہی آپسمین آنکھین چار ہوئین پرمیان عاشق و معشوق دونون کے کلیجے کے پار ہوئین کچھ اشارے ہوے اس کنائے کو کون سمجھے شعر

میانِ عاشق و معشوق رمزیست ٭ کرام کاتبین راہم خبر نیست ٭ ماہ پرور کا کلیجہ دھڑکنے لگا پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکے وہ بھی بناوٹ سے خالی نہ تھے مطلع قطرے نہین عرق کے

رخ لاجواب پر ٭ دیکھو پڑی ہی اوس گلِ آفتاب پر ٭ بند مسدس

سینہ وہ با صفا کہ ہو خورشید کا یقین
لوحِ بلور سے بھی مصفّا ہین یہ کہین
رکھے ہین یا چنگیر مین گلہاے یاسمین
پھبتی صفاے صبح کی صادق کبھی نہین
سینہ ہی آئینہ قدِ آدم دھرا ہوا
آب گہر سے یا کوئی دریا بھرا ہوا

وہ چھاتیان ہین یا کہ ہین الماس کے کنول
ہوتے ہین فرقدین یہان صاف محتمل
دو قمقمے یہ لوز کے رکھے ہین مشتعل
کرنا گمان انار کا ہی سخت مبتذل
شیشے شراب کے ہین کہ کوزے نبات کے
یا ہین حباب چشمۂ آبِ حیات کے

اِدھر آنکھون سے شاہزادۂ نورالدہر کے اشکِ حسرت ٹپکے ملکہ ماہ پرور آنسوون کو پی گئی اشارے سے منع کیا کہ ای شہریار والاتبار یہ وقت جوش و خروش نہین ہی اور جمشید کو جواب دیا کہ ای بادشاہ اس ساحر نے تیرے مجکو اس ہفتہ مین کیا کیا تکلیفین پہونچائین جسکا مجکو عاشق بتاتا ہی مین اُسکو پہچانتی بھی نہین ہون میرے مان باپ سے مجکو چھڑا لایا اس دربار مین مجکو بلایا کیسا عاشق فاسق ہی معشوق کا یہی مرتبہ ہوتا ہی یہ بیچارہ روسیاہ جو سامنے کھڑا ہی باغ مین سے میرے مجکو اُٹھا لایا طالب وصال ہوا جب مین نے نہ مانا جان دینے کا قصد کیا تب یہان سے کر آیا ہی عشق طلسم کشا و غیر طلسم کشا بتلاتا ہی اگر حضور کا طلسم کشا نام ہی تو ہمارا اینک انجام ہی مان باپ ہمارے منسوب کر چکے ہین ہمین کیا دخل ہی اور اگر کسی اور کو یہ بیچا کہتا ہی تو اُسکو انہی ناک ہو تمہی پر نثار کرون خاک مین ملاؤن اندھیری گور مین سلاؤن یہ سنکر جمشید بیقرار ہو گیا کہا ای ملکۂ عالم اس بیچارے نے آپ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا ملکہ ماہ پرور نے کہا اگر یہ قصد تھا

تو اس سے پوچھیے آٹھ دن کمان لیے لیے پھرا مین تو دھاگڑے کے پہاڑ مین تھی مجکو لایا وہ جھگڑے کو نہ لا سکا بس یہ سنکر جمشید مثل شعلۂ آتش بھڑکا کہا او سنگبار جادو ملکۂ عالم کی بات کا جواب دے کیا فرماتی ہین سنگبار نے کہا حضور مین اسی جوان کے پہلو مین سے اٹھا کر لایا تھا جلدی ان اسیر ہاتھ نہ ڈال سکا بس جمشید جادو نے یہ سنکر غصہ مین سنگدلی کی ایک چٹکی خاک کی سر پر سنگبار جادو کے ڈال دی جلکر خاک ہوا قصہ پاک ہوا تمام اہالیان دربار تھرا گئے کانپ گئے کسی کے منھ سے بات نہ نکلی آپس مین کہ رہے تھے کہ دیکھو اس نمکحرام نے غضب کیا منسوبۂ شہنشاہ پر نگاہ بد ڈالی آخر اعمال قبیح کی سزا پائی اور جمشید جادو نے ملکہ ماہ پرور کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اے ملکۂ عالم مین عرصہ دراز سے اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہون آپ کے یمن قدم سے لڑائی فتح ہوئی ورنہ اِن مسلمانون نے تمام طلسم کو درہم و برہم کیا دوست دشمن ہوے اپنے بیگانے ہوے جب خود تکلیف کی تو گرفتار کرکے لایا ہون یہ تمھارے قدم کی برکت ہے یہ سامنے لوح طلسمی موجود ہے اسی کی وجہ سے ہزارون ساحر مارے گئے ملکہ ماہ پرور نے سر جھکا کر کہا صاحب یہ کیا چیز ہے جمشید جادو نے کہا جانِ طلسم روح طلسم اسے لوح طلسم کہتے ہین اسکو دیکھکر ہم لوگ جو جادو سیکھتے ہین سحر بھولتے ہین جسکے پاس یہ موجود ہو اُس پر ہمارا پنجہ نہین قابض ہو سکتا ملکہ ماہ پرور نے کہا مین دیکھون اسمین کیا لکھا ہے جمشید جادو نے کہا ملکہ اسکو نہ دیکھو ہمپر عکس پڑتا ہے سحر بھولے جاتے ہین سامنے طلسم کشا بیٹھا ہے اگر اسکے جسم سے مس ہو جاے قید سحر دور ہو ہمکو قلق طلسم کشا کو سرور ہو او ری ملکہ یہ جوان یکہ تازِ میدان جرأت شہسوار عرصۂ جلالت ہے لاکھون سے اکیلا لڑتا ہے طلسم مین کیا کیا معرکہ پڑا ہے اسکے بڑے بڑے جادوگر ہین کیسے کیسے باہنر ہین مقام خوف ہے ملکہ ماہ پرور نے لوح کے پاس سے ہاتھ ہٹا لیا اور کہا کہ آپکا عشق ہمپر کھل گیا ہمارے نصیبہ کی خوبی کہ مان باپ نے ایسے کے ساتھ منسوب کیا جو کچھ کیا خوب کیا واہ واہ کیا قدرت سامری کی ہے ہم باغی کو بچائین گے اپنے وارث کو قتل کرائین گے مان باپ تک سے جدا ہو چکے اب سوا تمھارے ہمارا پوچھنے والا کون ہے تمسے ہم کو یون نفرت واہ ری قسمت جمشید جادو ہاتھ جوڑنے لگا اور لوح لے کر سامنے رکھدی کہ یہ تو تمھارے ہی پاس رہیگی ملکہ نے کہا صاحب مین کیا کرونگی مین تو دشمن ہون طلسم کشا کو دیدونگی

جمشید جادو نے کہا ملکۂ عالم غصہ نہ کرو اسکو پاس رکھو ملکہ ماہ پرور نے کہا لاؤ مجبور ہون تمھاری خوشی یہ کہکر ملکہ نے لوح ہاتھ مین لی جمشید جادو نے کہا جلد جلاد کو بلاؤ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو لوگ جلاد کو بلانے کو دوڑے جمشید جادو طرف وزیرون کے متوجہ ہوا کہا کیون صلا جو لوح اپنے پاس رکھون یا بخدمت شہنشاہ افراسیاب بھیجدون کسی نے کچھ کہا کوئی جواب دینے سے عاجز ہوا ماہ پرور نے کہا وقت شاہزادے کا قریب آگیا جو کرنا ہو کر گذرو اپنی جان جائیگی صدقہ پاپوش یہ شیہ صولت بچ جائے عاشقون مین نام رہیگا ہر عاشق ہمکو ثابت قدم کہیگا جمشید جادو کا تو مُنھ اور طرف تھا ملکہ ماہ پرور تخت سے اُٹھی نیمچہ ہاتھ مین لے لیا جمشید جادو نے کہا ملکہ کہان ماہ پرور نے کہا یہ نگوڑا موذی کام مجکو گھور گھور کر دیکھتا ہی آنکھ مین بیلا اسکے گھسیڑدون جمشید نے ہان ہان کہا ملکہ نے پہلے لوح اسکے مُنھ کے سامنے چمکائی جمشید جادو نے مارے ککر مُنھ پھیرا بس ملکہ ماہ پرور نے تخت پر سے جست کی لوح گلے مین شاہزادۂ نور الدہر کے ڈالدی کہا شہریار ہوشیار ہو جیسے ہی لوح گلے مین شاہزادۂ نور الدہر کے آئی ماران سحر جل کر گر پڑے شاہزادۂ نور الدہر اُٹھا ملکہ ماہ پرور کا ہاتھ کھینچ لیا اپنی پشت پر کیا ملکہ ماہ پرور نے ملکہ مخمور کی زبان سے سوزن کھینچ لیا کہا بوا اُٹھو شاہزادے کو بچاؤ اُدھر شاہزادۂ نور الدہر نے نعرہ کیا نعرہ نظیر حمزۂ صاحبقران یہ خشم و قہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر ۔ ادھر مخمور سرخ چشم بل کر کے اُٹھی سنگریزے اُٹھا کر مارے پتھر کی سلین برسنے لگین سنگدلون کے سر پھٹے بہت حیران ہو کر بت بنگئے ملکہ مخمور نے اور ساحرون کی زبان سے سوزن نکالا نور الدہر نے نعرہ کیا شاہزادۂ ایرج نوجوان پہ لوح کا عکس ڈالا ایرج نوجوان نے بھی قید سحر کو توڑا نعرہ کیا نعرۂ شاہزادۂ ایرج نوجوان ملک ایرج آن آفتاب منیر ۔ کہ صاحبقران نسیم و آفاق گیر ۔ ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر بھی اُٹھا اُٹھتے ہی زمین کو ہلا دیا شہنشاہ جمشید جادو ہاے کا نعرہ کر کے تخت سے اُٹھا کہا ہاے یارو یہ آستین گرگ بغل کہان سے پیدا ہوا اس قتال عالم پر کیون شیدا ہوا تھا سردارون کو اشارہ کیا مارو اب تو مین بارگاہ مین تلوار چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اشعار

چلی تیغ شہزادۂ شیردل | کہ ساحر ہوئے خوف سے پا بگل
چمکنے لگی برق تلوار کی

نہ تھی نہ اُس شیر کے وار کی
کٹے ایک حملہ مین کتنو نکے سر
ہر اک جان سے اپنی عاری ہوا
قیامت بپا کی تھی مخمور نے
سنانین کلیجون مین گڑنے لگین
کسی سمت آبریق فیروز بخت
لگی سحر کرنے بصد قہر و خشم
شگوفہ کی جرأت سے بھی گل کھلے
ہوئے خاک جل جل کے اہلِ حسد
بجری ڈر سے منھ کو چھپانے لگے
مدد کیجیے آن کر اب ذری
زمینِ طلسمات کانپی تمام
لڑے یون کہ ساحر ہوئے دردمند

ہر اک ساحرِ بیحیا سنگدل
بسہ رو ہوئے خون مین تر بتر
کسی غول پر ایرجِ نوجوان
دکھائی چمک شعلۂ طور نے
ہوئے سحر چشمی سے ساحر تبنگ
لگا کرنے ہر ایک پر سحر سخت
نہنگانہ شبرنگ کی وہ جدال
کہ گلہاے افسون برسنے لگے
لڑائی وہان تھی وہ گھمسان کی
قدم اپنے پیچھے ہٹانے لگے
کوئی یون نے دو سو کے لیتا تھا نام
بگڑنے لگا سحر کا انتظام

ہوا ڈر سے شمشیر کے تنگدل
وہان خون کا بحر جاری ہوا
جھپٹ کر گیا مثل شیر ژیان
نگاہین نشیلی جو پڑنے لگین
لگے بھاگنے جو کہ تھے نا ہجنگ
اور اک سمت کو ملکۂ شوخ چشم
فنا کر دیے ساحر بیشال
کیا سحر جم کر جو با شدّ و مد
کہ اُن ساحرون کو پڑی جان کی
زبان پر تھا ہر اک کی یا سامری
چھپا کوئی جمشید کا تخت تھام
شجاعت سے شہزادۂ ارجمند

اسطرح کی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ زمین و آسمان تھرا گئے خوف سے نامردون کو غش آ گئے جمشید جادو لڑتا بھڑتا بیرون بارگاہ آیا شاہزادہ والا گہر نور الدہر بن بدیع الزمان کو بھی ملازمان خاص نے مرکب بادرفتار پر سوار کیا شاہزادہ عالی شان ایرج نوجوان کا بھی اسپ تیز گام آیا ملکہ مخمور نے قیامت برپا کر دی لاشون سے زمین بھر دی کوہ بزن ہین دریاے خون بہ رہے ہین شیران سحر ڈکارتے پھرتے ہین اُنکے خوف سے بزدلے بیہوش ہوکر گرتے ہین ملکہ شگوفہ جادو نے سیکڑون باغیون کو قتل کیا نمونہ باغ مرگ دکھایا ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر نے لشکر جمشید جادو کے دُھوین اُڑا دیے لاکھون بیحیا خاک مین ملا دیے شبرنگ آتش خوار نے آگ برسائی ناریون کو راہ جہنم دکھائی فیروز جادو مظفر و منصور ہر پرغرور کو راہ دار البوار دکھاتا ہی اسکے سحر سے آسمان افسون ساز تھراتا ہی شاہزادہ والا شان نور الدہر بن بدیع الزمان لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے مثل شیر خشمناک برابر جمشید جادو کے پہونچے للکارا کہ او مغرور کہان جاتا ہی جمشید جادو نے جو

شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا خون آنکھوں مین اُتر آیا سحر سے آگ برسادی
زمین جلادی اور ہزار جادوگر جلکر مر گیا مگر شاہزادۂ نورالدہر تیغ چمکاتے ہوے پاس آگئے
اب مجبور ہو کر جمشید جادو نے تیغۂ سحر کا وار کیا نورالدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو تلوار
پر روکا وار اُسکا روک کر اُچھل دیے مین سے ہاتھ نکالا خبردار کہکر تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کا
ہاتھ لگایا اُس بیحیا نے کلواہیرون کو یاد کیا سپر سحر کو اُٹھا دیا مگر تیغ چمک کر جو گری سپر سحر کے
دو ٹکڑے تاج کاٹ کرتا دو ابرو پہونچی ہاے کہکر جمشید جادو نے اپنے کو زمین پر گرا دیا شاہزادہ
نورالدہر نے چاہا گرفتار کریون یا قتل کر ڈالون جمشید نے پر پرواز پیدا کیے مثل طائر
خائف بلند ہوا ساتھ والون کو آواز دی یارو نکل چلو مین طرف گنبد جمشید کے جاتا ہون
وہان سے لشکر کشی کرونگا طلسم کشا کا پیچھا نہ چھوڑونگا مگر اسوقت نکل آنا جان بچانا مناسب
ہو کئی لاکھ ساحر اسکے ساتھ بلند ہوے سحر کرتے ہوے نکل گئے ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ نے
چاہا کہ روکین یہ نہ رکا ابریق آسمان سیر نے آواز دی کہ تعقب مناسب نہین ہے لشکر آپ کا
خستہ ہوگا سب سردارون کے اہالیان شہر نے پناہ مانگی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے سب کو سرفراز کیا تیغۂ خون آلود ہاتھ مین فتح و فیروزی سے آکر داخل بارگاہ جمشید ہوے
ملکہ ماہ پرور کو بہ تکلیف تمام داخل محلات کیا تخت سلطنت پر شامیانہ ڈلوا دیا نورالدہر نے ایرج
نوجوان کو مقام صدر پر جگہ دی انکے ساتھ والون کو دنگلہاے زرین مرحمت ہوے کرسی جواہرنگار
پر ملکہ مخمور سرخ چشم بیٹھی دنگل جواہرنگار خزانے سے جمشید جادو کے نکلا ہے اسیر شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و شان متمکن ہوے زخم دو زبان ہونے لگین براے
ملکہ شگوفہ زبردست ملکہ مخمور سرخ چشم مقام تجویز ہوا یہ بھی باغ باغ ہے آج غم والم سے فراغ
ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے پکار کر آواز دی اے ساحران نامی واے جان نثاران گرامی بادشاہ طلسم
شکست کھا کر نکلگیا مقام تردد کا ہے ہرکارے روانہ کیے جائینگے دو چار روز مین انتظام ہوگا مگر اب
سب صاحبون کو مناسب ہے کہ طلسم کشا کے جان کی خیر مناؤ حفاظت کے سامان کرو ایسا نہو کوئی
انداز آئے خدانخواستہ اُنکے دشمنون کو گرفتار کرکے لیجائے لوح کی فکر ضرور ہوگی سب نے
عرض کی اے ملکہ عالم آپ ہماری مالک و مختار ہین آپ کو سب طرح کے اختیار ہین جسطرح ارشاد

فرمائیے حاضر ہین ہم بھی اس مقدمہ کے ناظر ہین ملکہ مخمور سرخ چشم اپنے مقام سے اُٹھین شبرنگ آتش خوار کو سیر طلایہ کیا قیر فور جادو کو انتظام لشکر کا حکم دیا اور ملکہ شگوفہ سے فرمایا تم دروازے پر بارگاہ کے رہنا وہین جس بارگاہ مین شاہزادہ آرام فرمائیگا بشکل طاؤس قبۂ بارگاہ پر بیٹھ کر رات بھر حفاظت کرونگی سب نے اس بات کو بخوشی خاطر منظور کیا

یہان تو سامان عیش ونشاط مہیا ہی

دو کلمے داستان جمشید جادو کے بیان ہوتے ہین

جمشید جادو جو ہاتھ سے نور الدہر کے طرف گنبد جمشید کے بھاگا ہر چند کہ شکست فاش کھائی مگر تین لاکھ ساحران غدار ساتھ ہین اسکی طرف سے سُہیل جادو گنبد جمشید پر حاکم ہی یہ اپنے مقام پر ہی کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران غضب ہوا شہنشاہ نے شکست کھائی قلعۂ جمشیدیہ مین طلسم کشا کی عملداری ہوگئی سہیل مکار گھبرا کر اٹھا فوج کو لیکر برائے استقبال چلا کوس بھر پہونچا تھا دیکھا ساحران غدار جمشید جادو کو ہوادار پر ڈالے ہوئے عالم زخمداری مین لیے ہوئے آتے ہین مگر حیران پریشان سرون سے ساحرون کے خون جاری ہی سہیل جادو نے کہا حضور نہ گھبرائین چلکر گنبد جمشیدیہ مین فروکش ہون زیادہ نہ مشوش ہون مقام افسوس ہی کہ سرکار دولتمدار نے ابتدا سے غلام کو خبر نہ کی وہ تدبیر کرتا کہ اتنا طول جنگ کو ہوتا مگر اب بھی مقام تردد نہین بادشاہ جمشید کو تسکین دیتا ہوا لاکر قریب گنبد جمشید پہونچا نام اس گنبد کا گنبد جمشید ہوا اسمین ایک بڑا بھید ہی آگے ناظرین پر واضح ہوگا گرد گنبد جمشید صدہا قصرہائے عالی بنے ہوئے ہین ایک قصر عالی مین جمشید جادو کو سہیل مکار نے لاکر داخل کیا زخم دوزی کا سامان ہوا جب جمشید جادو کا مزاج درست ہوا کہا ای مکار نامدار اب بتلاؤ کہ کیا تدبیر کرون ہر چند کہ بڑے بڑے ساحران غدار شریک طلسم کشا ہین مگر مجھکو کسی کا خوف نہین اگر طلسم کشا نہو یا لوح اُسکے قبضہ سے نکلجاسے ایک سحر مین سب کو دیوانہ بنا دون تڑپا تڑپا کے مارون مگر نام سے طلسم کشا کے کانپتا ہون جب لوح طلسمی چمکا دیتا ہی کلیجہ تھرا جاتا ہی سہیل مکار نے کہا کہ یہ تو فرمائیے طلسم نور افشان کے بادشاہ کی جانب سے کوئی شریک طلسم کشا ہی یا نہین جمشید جادو نے جواب دیا افراسیاب بھی بخوبی ماہر ہوا اپنے سردار کو روانہ کیا تھا ہاتھ سے

طلسم کشا کے واصل جہنم ہوا کوکب روشنضمیر نے اپنے مشیر خاص ساحر زبردست ابریق آسمان سیر کو شاہزادہ ایرج نوجوان کے پاس بھیجا ہی ابریق آسمان سیر نے دربند ظلمات فتح کرایا بدمست جادو میرے ملازم کو قتل کیا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر طرف طلسم کے آتا تھا مین نے جاکر اسکو بھی گرفتار کیا تھا اب وہ سب ایک ہی مقام پر ہین ابریق آسمان سیر وزیر کوکب روشنضمیر موجود ہی اِس جنگ مین اُسنے قیامتین برپا کین جب تو مین نے شکست کھائی یہ حال پُرملال سُنکر سہیل مکار ہنسا کہا ای شہریار لوح کو مع طلسم کشا مجھ سے لیجیے مین سالہا سال خدمت مین شہنشاہ کوکب روشنضمیر مالک طلسم نورافشان کے رہا ہون اُسکے سردارون کو بخوبی جانتا ہون ایک ایک کو اچھی طرح پہچانتا ہون اب حضور تامل فرمائین غلام جان دے کر قلعہ جمشیدیہ مین جاتا ہی اگر سامری و جمشید مدد کرتے ہین تو طلسم کشا کو مع لوح لاتا ہی جبکہ طلسم کشا گرفتار ہوجاے یا لوح ہاتھ آجاوے پھر حضور کو اختیار ہی باقی سرداران کو جاکر قتل کرڈالیے گا یہ کہکر اُس بیحیا نے اپنے پاس سے اسباب سحر نکالا اپنے کو سحر سے بصورت آفتاب جادو وزیر کوکب روشنضمیر بنایا اور ایک نامہ جعلی مہر کوکب روشنضمیر سے تیار کیا مضمون اسکا بروقت ناظرین پر ظاہر ہوگا اس صورت سے مرکب بادرفتار پر سوار ہوکر طرف قلعہ جمشیدیہ کے روانہ ہوا

دو کالمۂ داستان شوکت بیان سہیل مکار کا بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر بخدمت شاہزادہ عالیشان نورالدہر بن بدیع الزمان جانا اور لینا لوح طلسم کا و ذکر قتل جمشید جادو ساقی نامہ

ای ساقی لالہ فام و می نوش	مجھ رند کو کیون کیا فراموش	سرمست مئے ازل کو بھولا
کیون بھول کا جام پیکے بھولا	محفل کی بھی زیب و زین مجھسے	رندون کو بڑا اچھا چین ب مجھسے
کاوش جو خمار می سے لگی ہی	ہشیاری مین طرفہ بیخودی ہی	اب دل کی لگی بجھا دے ساقی
مرتا ہون دوا پلا دے ساقی	اِس درجہ ہون ہجر می سے سرشار	ڈھونڈھ آیا کہان کہان ناچار
دے بنت عنب شتاب جسکو	دکھلا رخ آفتاب مجکو	دل ہجر سے ہی کباب ساقی
باقی نہین ضبط تاب ساقی	اچھی سی پلا وہ بادۂ تند	کچھ دیر نہ جس سے ذہن ہو کند

بند آنکھ کو کر کے جب مین جھومون
اک رند کی داستان سناؤن
اب دیکھیے میری خوش بیانی

منہہ شاہد مدعا کا چومون
مشتاق ہوئی جو طبع عالی
حضار سنین نئی کہانی

کیفیت بزم کو بڑھاؤن
ساقی نے شراب دی نرالی
شاہد عروس بیان کو برائے

نظارۂ مشتاقان نرگس وار چشم براہ انتظار کے مشاطۂ نظم و نثر یون آراستہ کرتی ہی شعر خردمند و دانائے فرخ نشان ٭ رقم کرتے ہین اس طرح داستان ٭ کہ یہان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران صف شکن و تہور شعاران تیغ زن اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ مخمور سرخ چشم انتظام مین مصروف ہین ہرکارون کو حکم ہوا دریافت کرو جمشید بے ایمان کس جگہ نہان ہوا مہتر شاپور شیر دل عیار ایرج عالی وقار و شبرنگ بن عمرو شاطر نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے حاضر ہین عرض کی جو اسپیان تیزرو گئے تھے خبرے کر آئے مفصل معلوم ہوا کہ وہ بیحیا قریب گنبد جمشید یہ جا کر اترا ہی فوج جمع کر رہا ہی قصد ہی کہ لشکر کشی کرے فقط زخم سر مانع ہی صحت پاتے ہی آئیگا لڑائی کرے و فرد کھائیگا شاہزادۂ والاقدر نورالدہر بن بدیع الزمان نے فرمایا سمجھا جائیگا ہمارے سردار غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار اگر زخمدار نہوتے ہم ایک شب کی بھی اسکو مہلت ندیتے جب تک کہ اس بیحیا نامرد ابدی اورازلی کو تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہ کھینچونگا آرام نہ کرونگا اگر سب صاحب بالغ نہوتے تو مین یکہ و تنہا جاتا شبرنگ آتش خوار نے عرض کی کہ صرف حضور دو روز کی مہلت دین غلامان جانباز جس طرح بنے گا جا کر اس سے لڑین گے حضور کو اکیلا نہ جانے دینگے اور حضور یہ بھی ملحوظ رہے کہ اب اس جنگ کو طول ہوا شہنشاہ افراسیاب کو بھی سب طرح کی خبر پہونچی ہوگی اور جمشید جادو نے بھی عرضی لکھی ہوگی کیا عجب ہی کہ ہوش ربا سے بھی مدد آوے شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر فرمایا کہ ای شبرنگ آتش خوار والد نامدار طلسم ہوش ربا مین قید ہین جسم سے شعلے نکل رہے ہین میرے برابر کوئی بدنصیب نہوگا عرصہ دراز سے قبلہ و کعبہ کا نشان نہین ملتا ہم کیسے نالائق فرزند ہین کہ آج تک کچھ نہین ہو سکتا اسلئے غازی والد نامدار کا بھانجہ ہی وہ جا کر تو جانبازی کرے قید کی مصیبت اٹھائے اور ہمسے کچھ نہو سکے اگر خدا اپنا فضل شریک حال کرے کہ ہم بھی لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم ہوش ربا

پہونچین یا طلسم ہوش ربا کو لڑ بھڑ کر فتح کرین یا مارے جائین دولت کونین حاصل ہو مردان عالم مین
نام ہو بخیر انجام ہو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا ای شہریار طلسم ہوش ربا عجب مقام ہی وہان جانا دشوار
ہی راہ مین ہزار طرح کی خرابی ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ آفتاب جادو
وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشنضمیر مع نامۂ شہنشاہی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی
شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے سردارون کو حکم دیا استقبال کر کے لاؤ شہرنگ
آتش خوار وغیرہ گئے با عزاز و اکرام آفتاب جادو کو لائے سامنے آ کر واسطے تسلیم شاہزادۂ ایرج
نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان کے خم ہوا شاہزادۂ نور الدہر نے دنگل زرین مرحمت فرمایا
آفتاب جادو نے نامہ پیش کیا شاہزادۂ ایرج نے فوراً حکم دیا سونے کا ممبر نصب ہوا میر منشی نے
با آواز بلند پڑھا مرقوم تھا کہ ای شاہزادگانِ والاقدر آفتاب جادو مع نیاز نامہ حاضر خدمت
ہوتا ہی اگر فتح طلسم مین تامل ہو تو مین خود حاضر ہو کر آستانِ عالی پر جبہہ سائی کرون فتح طلسم
کرا دون اور ابریق آسمان سیر کو روانہ بھی کر چکا ہون اب تک کچھ خبر دریافت نہین ہوئی آخر
گھبرا کر یہ عرضی روانہ کی جسوقت تک آپ لڑائی سے جمشید پلید کی مہلت نہ پائینگے یہ وزیر خوش تدبیر
بھی خدمت بندگانِ عالی مین حاضر رہیگا کچھ فقرات طرف سے عمرو کے بھی لکھے تھے نور الدہر و
ایرج نے آفتاب جادو کی بڑی خاطر کی ایک بارگاہ اسکے واسطے الگ استادہ کرائی خادم و خدمتگار
اسباب عیش و نشاط مرحمت ہوا اور کہا بسم اللہ اُس بارگاہ مین جا کر آرام کرو آفتاب جادو نے دست بستہ
عرض کی ای ذرہ نواز جب حضور دربار برخاست کرینگے مین بھی اپنی خوابگاہ مین جاؤنگا شاہزادہ نور الدہر
نے جلسہ آراستہ کرایا آفتاب جادو و ابریق آسمان سیر سے گھل مل کے باتین کر رہا ہی شاہزادۂ
ایرج نے آنکھین فرش کر دین اس خیال سے کہ کوے محبوب سے آیا ہی پیام والد دلدار لایا ہی
اپنے قریب جگہ دی ہی چپکے چپکے پوچھ رہے ہین کہ ملکۂ عالم کا مزاج کیسا ہی یہ بجا باتین بنا رہا ہی کہ
ہان حضور مزاج بہت اچھا ہی آپ کا ذکر اکثر دربار مین آتا ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے حکم دیا ساقیان پری رخسار جام بادۂ گلنار لے کر حاضر ہوے دور جام گردش مین آیا ہنگامۂ ہوشا ہو
و نوشا نوش بلند ہوا ایک حور بیکر نے سامنے کھڑے ہو کر یہ غزل گائی عاشق مزاجون کے سر پر
آفت آئی

غزل

کیا اُٹھ گئے دنیا سے خریدار محبت | کھلتا نہین کیون بند ہی بازار محبت

خواہان نہین عزت کے خریدار محبت
دلّال ہی ہمراہ خریدار محبت
پیدا ہی ہراک عضو سے آثار محبت
بُت پوچھتے ہین کوے خریدار محبت

تو قیر ہی رسوائی بازار محبت
بولی وہ ہوے فاش جو اسرار محبت
آنکھین ہین مری روزنِ دیوار محبت
شوریدہ سر حسن ملیحان ہین ازل سے

دل لیکے چلا ہی سوے بازار محبت
داخل کرین جرمانہ گنہگار محبت
یان عشق مجازی مین حقیقت پہ نظر ہی
ہم لوگ قدیمی ہین نمک خوار محبت

سب سے زیادہ ایرج نوجوان بیقرار یاد مین ملکہ بران شمشیر زن کے آنسوؤن کا تار بندھا ہی تصویر خیالی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری جلسہ برخاست ہوا نورالدہر اپنی بارگاہ مین آئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہی انتظام کیا کہ جب شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے چھپرکھٹ پر آرام فرمایا بشکل طاؤس قبۂ بارگاہ پر آن کر متمکن ہوئی سر اُٹھا اُٹھا کر چہار جانب دیکھتی جاتی تھی دربارگاہ پر شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار حاضر ہین صداے دورباش دے رہے ہین کیا مجال پرندہ پر مار سکے اور روندے کی تو کیا لیاقت ہی جو اُدھر سے گذرے مگر سہیل مکّار جو بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر آیا ہی بارگاہ مین اپنی آن کر چپکا لیٹ رہا بیچاے کو نیند کب آتی ہی انتظار مین ہی کہ سناٹا ہو تو طلسم کشا کو گرفتار کرون مقام تو اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہی جب اِسنے دیکھا کہ پہر رات باقی رہی اپنی بارگاہ سے نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ نورالدہر کے چلا و ملکہ مخمور سرخ چشم کا یہ حال ہی کہ بشکل طاؤس قبۂ بارگاہ پر بیٹھی ہی قبۂ بارگاہ مین منقار سے سوراخ کرلیا سر جھکا کر کبھی شاہزادے کو دیکھا کبھی کوہ و دشت و بیابان کی طرف نگاہ ڈالی خیال ہی اگر کوئی آئیگا تو باہر سے آئیگا آفت ارضی کی کسکو خبر ہی وقت آخر شب ہوا ٹھنڈی جو چلی ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ بند ہو گئی یہ سو رہی فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یعنے سہیل مکّار نے گوشۂ بارگاہ شاہزادۂ نورالدہر مین سر نکالا دیکھا شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین چار خدمتگار پانون دبا رہے ہین نفیر خواب شاہزادۂ والاقدر نورالدہر بن بدیع الزمان بلند ہی سہیل مکّار نے سحر کیا چارون خدمتگار بیہوش ہوے اب یہ بیچارا تڑپ کر نکلا یہ بھی آگاہ ہی کہ مخمور سرخ چشم بالاے بارگاہ بیٹھی ہی قلب خوف سے تھرا رہا ہی جانتا ہی کہ مخمور سرخ چشم بلاے روزگار ہی اِس سے بچنا دشوار ہی افتان و خیزان مثل صید خائف قریب چھپرکھٹ کے آیا دوشالہ چہرے سے ہٹایا دیکھا ایک شیر دلیر پڑا ہوا سو رہا ہی لوح طلسمی گلے مین ہی خیال مین گذرا اگر جاگ اُٹھا تو جان کا بچنا دشوار ہی پہلے ہی لوح طلسمی لینا چاہیے

مقراض جھولی سے نکال کر ڈورا ریشم کا کاٹا گویا رشتۂ حیات شاہزادے کا قلم کیا لوح لے کر اس
بیحیا نے جھولی مین ڈالی اب اِسنے قصد کیا کہ مین نورالدہر کو بھی یون ہی پھر خیال مین آیا کہ گرفتار
کر کے کیا کرونگا ایک ہاتھ مارون کہ برباد کن ساحران عالم کے دو ٹکڑے ہون اِس جلاد صاحب
بیداد نے تیغہ کھینچا شاہزادۂ والا تبار پر سحر تو کیا نہ تھا نورالدہر کی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک سیاہ پوش
بقصد جوش و خروش تیغۂ برہنہ ہاتھ مین لیے وار کیا چاہتا ہی نعرہ کیا باش او بیحیا ہر چند کہ لوح چھین چکا
ہی مگر نامرد یہ از مرد اگر سحر کرتا تو یہ بیکار ہو جاتے سہیل مکار بھاگا نعرے سے شاہزادے
کے ملکہ مخمور سُرخ چشم کی آنکھ کھلی دربارگاہ سے ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب
روشنضمیر و شبرنگ آتش خوار وغیرہ جھپٹے سہیل جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا کسی طرف سے
نکلنے کا راستہ نہ پایا اُسی نقب سحر مین پھاند پڑا ملکہ مخمور سُرخ چشم جو تڑپ کر گری دیکھا شاہزادہ
حیران کھڑا ہی کہا ای شہریار خیر تو ہی کہا ملکہ ایک جادوگر لوح لے کر اس غار مین پھاند پڑا مجپر
تلوار کھینچ کر آیا تھا مین نے نعرہ کیا تم سب جو دوڑے اُسنے اپنے کو اِس غار مین گرا دیا ملکہ مخمور نے
کہا ای شہریار یہ غار نہین یہ تو نقب سحر ہی شبرنگ وغیرہ نے کہا نقب بارگاہ سے آفتاب جادو
کے لگی ہی ای ملکۂ عالم یہ وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر نہ تھا کیا عجب ہی سہیل مکار ناظم گنبد جمشید یہ
ہووے وہ بڑا جعلساز دغاباز ہی ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا کہان جائیگا تم سب صاحب
تیار ہو کر ساتھ شاہزادے کے آؤ مین تو چلتی ہون مگر برائے خدا اب لوح پاس نہین ہی اپنے آقائے
نامدار کو اکیلا نہ چھوڑنا یہ کہکر جھم سے نقب مین پھاند پڑی یہان شاہزادۂ نورالدہر نکلکر پشت
مرکب پر سوار ہوے ایک جانب سے ایرج نوجوان و ملکہ شوخ چشم و ابریق آسمان سیر وزیر
شاہنشاہ کوکب روشنضمیر و شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لے کر
ہزبرانِ آتشین پر سوار ہو کر چلے مگر سہیل مکار نقب سحر کاٹتا ہوا تین کوس پر صحرا مین جا کر نکلا چاہتا تھا
پر پرواز پیدا کر کے اُڑون کہ پشت سے نعرہ ہوا منم ملکہ مخمور سُرخ چشم او بیحیا کہان جاتا ہی
مین نے پہچانا سہیل مکار نے جو ملیٹ کر دیکھا ملکہ مخمور مثل شعلۂ جوالہ گاتی ڈوپٹہ کی بندھی ہوئی
چہرہ غصہ سے سُرخ اسباب سحر ہاتھ مین غصہ بات بات مین نقب سحر جو جلدی مین لگائی انگلیون سے
ہاتھ کی خون کے قطرے ٹپک رہے ہین سہیل جادو بدحواس ہو گیا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے گرتے گرتے

چندہ دانے ماش کے مارے شعلہ ہاے آتش نے سہیل جادو کو گھیرا اسنے گھبرا کر لوح کو چمکا دیا شعلے پانی ہو کر گر گئے لوح کو جلدی رومال مین لپیٹ کر جھولی مین ڈالا ملکہ مخمور پہ گولہ مارا ملکہ مخمور سحر دفع کرنے لگی یہ پھر خوف سے تھراتا ہوا بھاگا ملکہ مخمور جب سحر دفع کر چکی لینے گولہ کاٹا دیکھا سہیل جادو بھاگا جاتا ہی مثل برق جہندہ چمکی اور للکارا کہ او ملعون خیر اسی مین ہی کہ لوح پھینکدے مین تیرا پیچھا نہ کرونگی جہان جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا یہ کہکر ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری سر سہیل مکار کا زخمی ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نیچہ کھینچا جا پڑی وہ سحر کرکے بھاگتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے عاجز کر دیا ہی قریب ہی کہ ملکہ اسکو گرفتار کرے لوح چھین لے کہ طرف سے گنبد جمشید یہ اُسکے گرد عظیم اُٹھی شعلے بھڑکتے ہوے طائر منڈلاتے ہوے اژدہون کی پھنکار شیرون کے ڈکار لینے کی آوازین آئین دیکھا کہ جمشید جادو مع تین لاکھ فوج کے اژدر سحر پہ سوار مع فوج ساحران غدار پیدا ہوا سہیل مکار نے آواز دی ای شہریار دوڑیے جلدی آیئے مجکو ہاتھ سے اس خونخوار کے بچایئے بس جمشید وہین سے جھپٹا نعرہ کیا او مخمور سرخ چشم اپنی جان کو غنیمت جان نکلجا تعرض نہ کرونگا شہنشاہ افراسیاب کا مجکو پاس ہی اگر قتل کر ڈالونگا وہ بادشاہ عالیجاہ دامنگیر ہوگا کہ میری معشوقہ کو کیون قتل کیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی او بیحیا مین افراسیاب خانہ خراب پہ لاکھ لاکھ مرتبہ لعنت کرتی ہون تو اُسکا پاس نہ کر جمشید جادو نے کل فوج کو حکم دیا چہار طرف سے گولے ترنج و نارنج کے اُس ماہ اوج کمال پہ پڑنے لگے مگر مخمور سرخ چشم اُس بلوے مین کہ گھٹا فوج کفر کی چھائی ہوئی مثل آفتاب عالمتاب چمک چمک کے نکلتی ہی صدہا کو نگاہ سحر آگین ڈالکر مارا مگر کس کس کے وار کو روکے سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ سہیل مکار جمشید جادو کے پاس نہ پہونچنے پائے زخم اُٹھاتی ہی مگر مثل برق تڑپ کر سہیل جادو پہ جاتی ہی ایسے زخم کھائے کہ تمام چہرہ گلنار لخت لخت خون کے جسم پہ جمے ہوے نیچہ سحر ہاتھ مین کہنی سے خون ٹپک رہا ہی جمشید جادو نے آواز دی ارے ظالم کو کمندہاے سحر مین گرفتار کرلو چہار طرف سے کمندین لے کر ساحر بڑھے اب ملکہ مخمور سرخ چشم گھبرائی طرف آسمان کے دیکھکر پکار اُٹھی اے سامع الدعوات واے رفیع الدرجات اس بلا سے بچالے دریاے مصیبت سے نجات دے **نظم**

اے کارکشاے بستہ کاران
زان پیش کہ گوے او شنیدہ
وردا کہ بہ آب پے نہ بردیم
نگشودہ درے بہیچ بابے

امید ہمہ امیدواران
مائیم و ندامت و تحیر
لب تشنہ وزین سراب مردیم

برخیز ترا بدل رسیدہ
سرگشتہ بہ وادیے تفکر
زین پردہ ندادکس جوابے

مخمور سرخ چشم کی دعا تمام نہونے پائی تھی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہرنگ آتش خوار و فیروز نامدار ایک جانب سے ملکہ شگوفہ زنگ رو متغیر انگشت تفکر بزیر دندان تحیر ملکہ مخمور کو جو کھڑے دیکھا بیتابانہ اپنے کو گرا دیا کہا ملکہ مخمور یہ کنیز آ پہونچی ماشاء اللہ کیا کہنا ثابت قدمان کو ے محبت ایسے ہی ہوتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے جواب دیا اے شگوفہ مجکو قتل ہو جانے دے وہ غول مین ساحرون کے سہیل مکار لوح لیے جاتا ہے اسکو جا کر روک لے سحر کر کے ٹوک لے شگوفہ طرف سہیل جادو کے جھپٹی کہ پہلو سے نعرہ شاہزادہ نورالدہر بن

بدیع الزمان کی صدا آئی نعرہ
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہیبتش

ہما اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاحمان

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
ایک جانب تلوار کھینچکر یہ بھی گرے

لڑنے لگے دونون لشکر آپس مین مثل آب شور و شیرین و مثل ظلمت مع نور مل گئے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے جو اتنی مہلت پائی صفون کو پامال کرتی ہوئی جاتی ہے سہیل جادو گھبرایا ہوا سر سے پانک زنہار بھاگا ہوا طرف جمشید جادو کے جاتا ہے ہزارہا جادوگر اسکو گھیرے ہوے ہین جمشید جادو نے حکم دیا میرے قوت بازو کو بچاؤ ہاتھون ہاتھ میرے پاس لاؤ جادوگر لڑتے ہوے سہیل مکار و ناہنجار کو بچاتے ہوے زور اپنے سحر کے دکھاتے ہوے قریب تخت جمشید بدبخت پہونچے سہیل جادو نے آواز دی اے شہریار لوح لیجیے مخمور خونخوار میرے تعاقب مین آتی ہے جمشید جادو تخت سے کود پڑا ادھر سے سہیل جادو بڑھا ادھر سے جمشید چلا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دور سے دیکھا کہ لوح طلسمی پاس جمشید جادو کے پہونچا چاہتی ہے ساحران نامدار کو آواز دی یارو یہ وقت جانبازی اور سرفروشی ہے اگر لوح جمشید جادو پا گیا پھر کچھ نہ ہو سکے گا اسوقت شہرنگ آتش خوار و ابریق آسمان سیر و زبرخوش تدبیر شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر مالک طلسم نور افشان و فیروز نامدار وغیرہ اس زور و شور سے سحر کرنے لگے کہ زمین و آسمان مین زلزلہ پیدا تھا فلک شعبدہ باز اس سحر و ساحری کو دیکھکر اپنے نیرنگ افسون کو

بھولا مگر باعث انتشار مطیعان نورالدہر وایرج نوجوان کو یہ ہی کہ شاہزادہ والاشان ایرج نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان دریائے فوج ساحرہ میں غوطہ مار رہے ہین ساحران بیحیا کو للکار رہے ہین جب کسی ساحر کا سحر اپنے پر چل جاتا ہی ہاتھ پانوُن بیکار مجبور و ناچار ہو کر ٹھہر جاتے ہین شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار وغیرہ یہ بھی فکر کرتے ہین بڑھ بڑھ کے دونون شیردن کو بچاتے ہین ہر چند کہ قصد کرتے ہین کہ سہیل جادو تک پہونچین نہین ممکن ہوتا فوج جمشید جادو نے بھی جان لڑادی صفین باندھے لڑ رہے ہین قیامت کے معرکے پڑ رہے ہین وہان سہیل جادو نے جمشید جادو کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ لوح دیوے ملکہ مخمور سرخ چشم برق بنکر آسمان مین ڈوبی کڑک کر جو گری سہیل بدکار کا سر اڑ گیا یہ بیحیا پھڑک کر زمین پہ گرا لوح ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر مثل ستارۂ سحری کے چمک رہی ہی جمشید سیہ بخت چاہتا ہی مین اُٹھا لون ملکہ مخمور کا قصد ہی کہ اپنی جان دون یہ بیحیا لوح نہ پائے مگر شاہزادہ والاشان نورالدہر بن بدیع الزمان بقصد شوکت وصولت لڑتے ہوئے اس مقام پر پہونچے دیکھا لوح بیچ مین پڑی ہی گھمسان کی تلوار چل رہی ہی ہزار ہا لاشہ پڑا لوٹ رہا ہی دشت ریگستان چمن لالہ زار بنگیا ہی نعرہ کر کے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مرکب سے کود پڑے لوح کو دیکھکر جسم مین طاقت آگئی سینہ سے نیزون کو ریلتے ہوے جان پہ کھیلتے ہوے بڑھے ناظرین کو یہ بھی ملحوظ رہے کہ ملکہ شگوفہ جادو مثل پروانہ کے گرد شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے پھر رہی ہی جسنے شاہزادہ والاقدر نورالدہر پر سحر کیا جھپٹ کر اُسی کو مارا سر تن سے اُتارا ایک سمت فیروز جادو بھی آگیا ہی اُدھر ملکہ مخمور سرخ چشم نے بھی گولہ آہن کا اپنے خون مین ترکیا پایا تو گولہ آہن کا تھا یا گلاب کا پھول بنگیا کھینچکر لشکر جمشید سیہ بخت پر مارا اُس پھول کے ٹوٹنے سے اُس مقام پر اندھیرا چھا گیا ہر ساحر سیہ رو کا قلب تھرا گیا اُس تاریکی مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے اپنے کو لوح پر گرادیا رستمانہ لوح کو اُٹھایا اب جو اُٹھے تو لوح کو گلے مین ڈالے ہوے ایک سوار کو مار کر گھوڑا اُسی سے لیا اُسپر سوار ہو کر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نبیرۂ کوچک سلیمان نورالدہر

بن بدیع الزمان عالیشان نظم ز طفلی به جرأت ہنر داشتم تقارا بہ یک دست برداشتم
ظفر بر یلانِ عرب یافتم شہِ نوجوانان لقب یافتم جمشید جادو نے جو شاہزادہ

بن بدیع الزمان کو لوح پہنے ہوئے دیکھا سر پیٹتا ہوا پیچھے ہٹا کہتا تھا یارو سامری و جمشید نے اپنے پرستارون پہ یہ کیا آفت ڈالی نئی صورت تباہی کی نکالی مگر یارو جی داری کرو گھیر کر مسلمانون کو مارو تم زیادہ ہو وہ کم ہین مگر فرزندان حمزہ اپنے زمانہ کے رستم ہین اس ہنگامہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم بھی انتہا کی زخمی ہوئی ہی مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جو لوح پہنے دیکھا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا اور زخمون سے موقوف ہوا اشعار

زمین کو تزلزل فلک شعلہ بار
دلیران جنگی یہ ہی وقت جنگ
کہ ہو کشت جرأت تمھاری ہری
اب ان باغیون کو کرو پائمال

نقیبان لشکر صدا دیتے تھے
کہ ہو بحر جرأت کے تم سب نہنگ
گل زخم کھا کھا کے خون مین بھرو
زمین خون سے ہو وے تک لال لال

یہ تھا گرم ہنگامۂ گیر و دار
قدم بڑھ کے یارو نہ پیچھے ہٹے
کرو جنگ مین اب وہ نام آوری
لڑائی مین لڑ بھڑ کے سر سبز ہو
اے دلیران نامی و اے پہلوانان

گرامی عرصۂ زیست بہت تنگ ہی رستم دلو وقت نام و ننگ ہی دنیا مقام عبرت نہ جائے عشرت زمانہ زندگی کا کم ہی جسیر تین ہبت یہ بھی غم ہی بڑے بڑے اولوالعزم بہادران میدان رزم دنیائے فانی سے حسیر تین لیکر گئے بروقت نزع منفعل ہوئے مال دنیا کا بدمآل ہی اسکے جمع کرنے کا ناحق خیال ہی مثل از حکیمے پرسید ند نیک بخت کیست و بدبخت چیست گفت ای برادر نیک بخت آنکہ خورد و کشت و بدبخت آنکہ مرد و ہشت مصرع نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت ۰ بادشاہونکا عدالت سے نام ہی بہادرون لڑ بھڑ کر مرنا کام ہی اپنے مالک کا ساتھ دو زخم کھاؤ بلغ جہان مین سرخرو ہو بحر عالم مین آبرو ہو صدا ئین نقیبون کی سن سن کے جو نامرد اور نامردے تھے بھاگنے کی فکر کر رہے تھے جھوم جھوم کر پلٹ پڑے دم شمشیر سے گلے ملا دیے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے شمشیر زنی کرکے طبقے زمین کے ہلا دیے لوح طلسمی مثل ستارہ سحری گلے مین چہرہ مثل آفتاب عالمتاب تیغ برق مثال ہاتھ مین جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے نظم

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر
یکے را دو کرد و دو را چار کرد

یکے را بپشت و یکے بر کمر
زرید و برید و شکست و ببست

بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یلان را سر و سینہ و پا و دست

اس جوش و خروش مین نہنگ بحر صاحبقرانی جنگ کر رہا ہی کیا عجب ہی زبان تیر و کلۂ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو کمانون نے اپنے تئین اُسکے بازو پر قربان کیا ترکشون نے

بقیہ

خوف سے منھ کھول دیا نیزے تھرا رہے ہین انگلیان سنان کی اُٹھا کر بھاگنے کا راستہ بتا رہی ہے
ہین تلوارین جنگ سے آری سپر کو اپنی روسیاہی پر بیقراری خنجر خوف سے خم تیر بیدم گرز سر گشتہ
بھولے دشمنون کے ہاتھ پانون پھولے ہزار آفت شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان دیکھکر
دشمن بھی تعریفین کر رہے ہین شعر ترک خنجر دار گردن ہر دم از حیث برین + رزم اوی دید و می گفت
آفرین صد آفرین + المختصر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بڑھکر علم فوج قلم کیا
سامری پرستون پر عالم مصیبت گرا نامردون نے کھیت چھوڑا بھاگنے کی فکر ہوئی استادان
سخنور تحریر فرماتے ہین کہ تین شبانہ روز ایک طور پر یہ جنگ رہی فوج جمشید بیحساب لشکر
اسلام بہت کم مگر یہ تھوڑے ایسے لڑے لاکھون کے جی چھوٹ گئے آخر بھاگنے لگے شاہزادہ
عالیشان نورالدہر بن بدیع الزمان علم فوج قلم کر کے قریب جمشید جادو پہونچے اِسنے بھی
سحر سے دریا سے خون بہا دیے ہین شاہزادہ نورالدہر کو جو آتے دیکھا ترنج و نارنج فولاد و
آہن کے گچھے پیکان کے ماش کے دانے سب نورالدہر پر پھینک مارے ایک برج آتشین
شاہزادے پر گرنے لگا نورالدہر نے لوح کو چمکا دیا وہ برج آتشین ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اسکے
لشکر پر گرا ہزارون ناری جلے نورالدہر برابر جمشید کے پہونچ گئے جمشید گھبرایا جانتا ہی سحر اس جوان
پر تاثیر نہ کریگا تخت سے اپنے کو گرا دیا غلطاک مار کر کچھ پڑھ کر بازوون پر اِس صید خائف کے
پر پیدا ہوئے اُڑ کر چلا قصد ہوا کہ نکل جاؤن اپنے کو خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے پہونچاؤن
سردارون نے شاہزادہ نورالدہر کو آواز دی ای شہریار اگر یہ نکل جائیگا بڑا فساد برپا کرے گا
شاہزادہ نورالدہر نے دیکھا حقیقت مین ابکی جست مین قندیل فلک ہو جائیگا پھر اسکو عنقا سا
تصور بھی نہ پائیگا بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش پر سے اُتاری تیر سہ پہلو تخیر کمان مین پیوست کیا
تاک کر جمشید جادو کو مارا قضا تو اُس بیچارے کی دامنگیر تھی وہ تیر سینہ پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار
گذرا جمشید جادو اُلٹ گیا بجائے خون کے جسم سے شرارہ آتش نکلا جہنمی جلتا ہوا زمین پر گرا
تمام زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا آوازین مہیب اُٹھین سنگباری برفباری ہونے لگی بعد اسکے آواز
آئی کشتی مرا نام من جمشید جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم تمام شد
طلسم جمشید یہ گھبرا گئے صدہا مکانات جو اسکے سحر سے بنے تھے وہ گر گئے تین شبانہ روز

لڑائی کو گذر بھی چکے تھے چہار طرف سے آواز الامان بلند ہوئی وزرا و امرا ساکنان گنبد جمشیدی
رومالی سے ہاتھ باندھکر خدمت مین حاضر ہوئے مطیع الاسلام ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان بفتح و فیروزی مع شاہزادہ ایرج نوجوان بصد عظم و شان داخل گنبد جمشیدی
ہوئے دیکھا ایک قصر عالی بیچ مین تخت جواہر نگار گرد ممبر و دنگل و کرسیان و شیشہ آلات سے
قصر آراستہ ایک جانب ملکہ شگوفہ و ملکہ مخمور سرخ چشم ایک سمت ابریق آسمان سیر مشیر
خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر مالک طلسم نورافشان مع شبرنگ آتش خوار وغیرہ
نامدار سب زخمدار بیقرار جراحان چابک دست حاضر ہوئے دو دن کامل مین زخمدوزی سے
سب سرداروں نے مہلت پائی تیسرے دن دربار شاہزادے کا گرم ہوا کوٹھے خزانے کے
کھلے سلاح ہائے طلسمی ساز و یراق و مرکبان و صندوقچہ ہائے جواہر اسطرے یہ سب اسباب
نکلکر سامنے گنبد جمشیدی کے انبار کیا گیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے خلعت
و انعام سے سرداران طلسمی کو سرفراز کرنا شروع کیا اس سامان مین شاہزادہ مصروف ہی
شبرنگ آتش خوار کل امورات کا مہتمم ہی کہ شبرنگ بن عمرو نے بڑھکر عرض کی کہ در دولت پر
ایک مرد پیر سفید پوش حاضر ہی شاہزادہ نورالدہر نے کہا بلاؤ دیکھا تو سامنے سے ایک مرد پیر
بزرگ باریش سفید عمامہ سفید سر پر قبائے اطلس در بر آکر سلام کیا ایک کنٹھا ہاتھ پر رکھکر بطور
نذر پیش کش کیا عرض کی کہ اے شگوفۂ گلزار صاحبقرانی و اے نوبادۂ گلشن کامرانی فتح طلسم جمشید
مبارک ہو یہان سے قریب قصر ہی اسی گنبد کے متعلق کہ اُسکو قصر حکما کہتے ہین اس قصر مین جناب
حکمت مآب بقراط ثانی رہتے ہین اب تک ہم سب لوگ تقیہ مین تھے شکر ہی کہ آج مذہب
یزدان پرستی شائع ہوا آفتاب عالمتاب ملت حق طالع ہوا پس جناب حکیم صاحب نے
بعد دعائے ترقی عمر و دولت عرض کی ہی مین نہایت زیارت کا مشتاق ہون برائے چند
ساعت سرفراز فرمایئے ہر چند کہ حاضر ہونے مین میرے لیے شرف کونین ہی روح کو راحت
دل کو چین ہی مگر چند امورات ضروری عرض کرنا ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے
فرمایا بسم اللہ بزرگون کی زیارت سے ترقی عمر و دولت ہی اُنکی ملاقات کرنا ہماری سعادت
ہی شاہزادہ نورالدہر اُٹھا ملکہ مخمور نے اشارہ کیا کہ ہم اسمین مکرہو کہ ہم بھی ساتھ چلیگی شاہزادہ

نورالدہر نے مسکرا کر جواب دیا ملکہ ان بزرگ کے چہرے سے آثار زہد و عبادت ظاہر ہین عرض کی کہ مین ضرور چلونگی وہ جو مرد بزرگ آئے تھے اُنھون نے کہا ای شہریار خود حکیم صاحب نے فرمایا ہی کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو ضرور ساتھ لائیے گا اور دوسرے صاحب فرزند خاور سیاہ آنکو بھی ساتھ لیجیے نورالدہر بن بدیع الزمان نے شاہزادۂ ایرج نوجوان و ملکہ مخمور سرخ چشم و شبرنگ آتش خوار وغیرہ چالیس سردار دونون عیارون کو ہمرہ لیا اُن مرد بزرگ کے ساتھ چلے کوس بھر راستہ طی کر کے قریب قصر عالی کے پہونچے دیکھا دروازے پر چند خدمت گزاران معقول صاحب عقل و شعور حاضر ہین شاہزادے کو دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوے پردہ زنبوری کھینچا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اندر داخل ہوا دیکھا مکان نفیس ایک چوکی گرداگرد کرسیان جواہرنگار اسباب عبادت بیشمار بخورات روشن قصر رشک گلشن اُس چوکی پر ایک مرد مقدس بزرگ چہرے سے آثار رعب و جلالت ظاہر جبین مبین پر گھٹا عبادت کا مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہی شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے مسکرا کر فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی وای خورشید فلک کامرانی تشریف لائیے شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ نورالدہر بن بدیع الزمان سے یہ فرمایا اور شاہزادۂ ایرج نوجوان کو دیکھکر فرمایا ای نقد روح و روان قاسم عالی شان وای شاہزادۂ ایرج نوجوان شعر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ٭

بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم رباعی

از آمدنت اگر خبر داشتمی

در رہگذرت گل چمن کاشتمی

خاک قدمت ز دیدہ برداشتمی

نگذاشتمی کہ پای برخاک نہی

دست راست مین کرسی جواہرنگار پر شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کو جگہ دی ہمت دست چپ شاہزادۂ ایرج نوجوان کا مقام ہوا طرف شاہزادۂ نورالدہر کے وہ مرد بزرگ متوجہ ہوے فرمایا کہ آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے دیدۂ دل روشن ہوے مجھے صرف ملکہ مخمور سرخ چشم سے ملاقات منظور تھی ملکہ مخمور سرخ چشم بلا تکلف سامنے آئین حکیم صاحب نے فرمایا کہ ای نیر آسمان حسن و جمال کچھ مجملاً کچھ مفصلاً طلسم ہوش ربا کا حال ارشاد فرمائیے میعاد شاہزادۂ عالی وقار اسد نامدار کسقدر باقی ہی افراسیاب خانہ خراب کس فکر مین ہی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھون سے دریا اشکون کا جاری ہوا عرض کی وہ حال آپ نے پوچھا جسکے بیان سے قلب تھراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی

عرصۂ دراز گذرا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہے ساحران
طلسم ہوش ربا کا صید ہے نہیں معلوم زندانِ مصیبت مین اُس شیر صولت کا کیا حال ہی حکیم صاحب
نے فرمایا اے نور نظر وہ صاحب اقبال ہی ایک دن افراسیاب جادو کی قید سے ضرور چھوٹیگا
مگر افراسیاب کا لوٹیگا وہ رستم خصال افراسیاب کا قاتل ہی جو اُسکے قتل کی فکر مین ہی وہ سراسر
جاہل ہی بیچارا افراسیاب کتاب سامری نہین دیکھتا جو کچھ اُسمین تحریر ہی وہ نوشتۂ تقدیر ہی
مگر اے ملکہ مخمور رہا ہونا اسد کا گنبد نور سے نہایت دشوار ہی مگر وہ بے نیاز مالک و مختار ہی
ہنر بر بشیۂ طراری نہنگ بحر عیّاری صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار سے عرض
کرنا بقراط ثانی آپ کی قدمبوسی کا بہت مشتاق ہی نہین معلوم کیا باعث فراق ہی انشاء اللہ
بحول و قوت الٰہی و بہ عنایت فیوض نامتناہی وقت معیّن پر حاضر ہونگا جو مناسب وقت ہوگا
عرض کرونگا مگر یہ نیاز نامہ ملفوف ہی سواے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے جو کھولے بیوقوف
ہو شاہنشاہ اوج عیاری سے کہنا کہ اِسکو ملاحظہ فرمایئے اِسکے مضمون پر کاربند ہوجیے
جن جن ساحرون کا نام اسمین لکھا ہی جبتک وہ آپ کے مطیع و منقاد نہونگے دشمن پامال
دوست دلشاد نہونگے اور عرض کرنا کہ آپ کو بڑے بڑے مقامات سخت کا سامنا ہی اُس روز
پروردگار آپ کے سرداران نامی کی جان بچائے کہ جب افراسیاب ہجرۂ ہفت بلا کھولنے
کا قصد کریے مین نے جو علم ستارہ شناسی مین دیکھا صاف ثابت ہوا کہ مشعل جادو ضرور
آئیگا اپنی روشنی دکھائیگا اُسکی شمع حیات کون بجھائیگا حجرۂ دوم جسکے مالک کا نام ملکہ
تاریک صورت کش ہی اُسکے نام سے دل مشوش ہی اُس مقام تک جانا مشکل ہی کہ وہ کوشش
لاحاصل ہی اے مخمور اِن فقرات کو خدمت مین خواجہ کی بادب گذارش کرنا ہمارے لیے دعاے
خیر کرین ضرور سفارش کرنا بہت سے امورات فرماکر وہ نامہ مخمور کو دیا شاگرد رشید انکے جو
شاہزادے کو بلانے گئے تھے اُنکا پیر عبادت گزار نام ہی فرمایا کہ شاہزادے کیواسطے
سلاح طلسمی لاؤ پیر عبادت گزار ایک کشتی مین سلاح طلسمی آراستہ کرکے سامنے حکیم صاحب کے
لائے اپنے دست حق پرست سے حکیم صاحب نے خود یاقوت احمر بعد کرکے فوراً اس افسر کے سر پر
رکھا زرۂ الماس نگار دستانے موزے روئے زیب جسم شاہزادۂ والا قدر کیے چار آئینے کو

دیکھا ہر شخص کو حیرت ہی آئینہ سکندری کی کیا حقیقت ہی یہ تمام اشیاے نادرہ دے کر تیغہ
برق مثال اپنے ہاتھ سے کمر مین شاہزادے کے لگایا کمان کیانی نے داہنی جانب معلوم ہوا
ثابت ہوا ماہ تابان برج قوس مین آیا ہزار تیردان کا ترکش مثل دُم طاؤس بائین جانب ایک سلاح
نیلم نگار خدمت مین شاہزادہ ایرج نوجوان کے حاضر کیا چالیس سرداران نامدار جو ساتھ
شاہزادۂ عالی وقار کے آئے تھے جناب حکمت مآب نے سب کو خلعت دیا اور فرمایا ای شاہزادۂ
والاقدر اپنے جد عالی تبار صاحبقران نامدار سے ہمارا آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا حضور
فراش راہ دین اسلام ہین اب غلام سمت خانہ کعبہ جائیگا بعد فراغ حج طلسم ہوش ربا مین بھی
آئیگا یہ کہکر اُٹھے ہوادار پر سوار ہوے سامنے شاہزادۂ نورالدہر کے مع بندگان خاص و ملازمان
با اختصاص سمت صحرا روانہ ہوگئے ناظرین اس مقام کو ملحوظ رکھین انشاء اللہ وقت پر جناب
حکمت مآب کا ذکر آئیگا ہر ایک مشتاق اِنکی داستان سے لطف اُٹھائیگا اب شاہزادۂ عالیشان
نورالدہر بن بدیع الزمان قلعہ جمشیدیہ مین آئے صلاح سے ملکہ مخمور سرخ چشم کی ملکہ شگوفہ
کوہیان کا حاکم کیا شبرنگ آتش خوار وغیرہ کو دربندون کے انتظام کا حکم دیا زندان طلسمی
مین کہ اسی قلعۂ جمشیدیہ مین واقع ہی ہزارہا بندگان خدا قید تھے مشیران سلطنت نے جب اُسکا
نشان بتایا نورالدہر خود در زندان پر تشریف لائے در زندان وا ہوا اپنے عاشق صادق
ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب سطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیوبند و
کو پایا شاہزادہ نورالدہر نے جوش محبت مین گلے سے لگالیا کئی سو رئیسان جلیل القدر تھے
سب کو رہا کیا سب نے شرف پائے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کرکے مسلمان ہوے بعد ایک
ہفتہ کے ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادہ نورالدہر سے رخصت ہوئین آپسمین اِنکار رخصت ہونا
خیال فراق مین بلک بلک کے رونا دیکھنے والون کے کلیجے شق ہوتے ہین مخمور کا عرض کرنا
کہ ای شہریار دہن اژدر مین جاتے ہین پھر پروردگار آپ سب صاحبون سے ملائے ای شہریار دو
زمانہ قریب ہی ہم لوگ رہائی طلسم کشا کی فکر کرینگے افراسیاب خانہ خراب قتل کی تدبیر مین ہی
دیکھین فلک کیا دکھائے نورالدہر و ایرج نوجوان و شاپور و شبرنگ نے اپنی اپنی عرضیان
خدمت مین خواجہ عمرو نامدار کے روانہ کین چاہا اکثر تحفہ جات دین ملکہ مخمور سرخ چشم نے

نے کہا ام شہریار تا بہ طلسم ہوش ربا ہمکو پہونچنا دشوار ہی راہ ہاسے مشہور ترک کرینگے کوہستان و خارستان کو طی کرینگے نقد جان کا بچنا مشکل ہی تحفہ جات کیونکر لیجائیں ان اشیا کو لیجا کر بحفاظت رکھے جب جامع المتفرقین اُسنے آپ کو بلائیگا ان تحفہ جات کو بھی پیش کیجیگا ان کلمات حسرت آمیز پر ملکہ مخمور سرخ چشم کے سب کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا شور گریہ و زاری بلند ہوا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو گریان و نالان چھوڑکر آوازِ الفراق و الوداع کہتی ہوئی جفاے ہجر سہتی ہوئی طاؤس زرین بال پر بیٹھکر سمت طلسم ہوش ربا روانہ ہوئی بعد اسکے جانے کے شاہزادۂ نورالدہر نے اول ملکہ ماہ پرور سے عقد کیا ملکہ شگوفہ جادو کو وقت فتح طلسم ہوش ربا کا مژدہ دیا ساحر سب اِسی مقام پر چھوڑے غیر ساحر جوانان پیلتن و دلاورانِ صف شکن کو ہمراہ لیا مال طلسمی چھکڑون پر لدوایا طہماس بن عنقویل دیو پرور بعہدۂ سپہ سالاری ہراول انتظام لشکر آگے بڑھا کئی سو نقارے پر چوب پڑی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع ایرج نوجوان نقد روح روان قاسم ذیشان بصد شوکت و شان طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑو وقت پر انکا بھی حال تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا کے کہ بارگاہ مین سے ملکہ مہرخ کی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو افراسیاب جادو لیگیا ہی پہونچنا اسکا کوہ مروارید پر اور ملکہ شبنم گوہر پوش کا ردکنا شہنشاہ افراسیاب جادو کو اسکا شریک جلسہ ہونا عیاریان عیارون کی بعد جستجوے بسیار رہائی خواجہ عمرو عیار نامدار ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی نواے ساقی ماہرو
کرون ذکر حالِ عمرو جوش مین
ترے دور مین جام عشرت پیون
ارادہ ہی اب سوے افراسیاب
غضب کی ہین عیاریان ساقیا
جسے دیکھکر ہونٹ چاٹین ظرافت
جھکادے مرے ساقیِ مہربان

پلا ساغرِ بادۂ جستجو
ترے میکدے مین ہوا انقلاب
طلسمات جمشید یہ سے جلون
دکھا جلوۂ روے بنت العنب
بدہ ساغرِ بادۂ پرضیا
عبث جام صہبا پہ مغرور ہی
دکھاؤن تجھے شعبدہ سازیان

مرے ساقیا جلد آ ہوش مین
کہ ہی درپئے جنگ افراسیاب
دکھاتا ہی کیا دیکھین دورِ شراب
رہائی عمرو کی ہی منظور اب
نہ ہو دور دے وہ زلالِ لطیف
مُی فکر سے طبع مخمور ہی
لکھا سے مضامین کو گلدستہ

تحریر و تقریر مین آراستہ کرکے غنچۂ محفلِ سامعین مین رنگ و بو دکھاتے ہین داستان رنگین و سحر
آگین ناظرین کو سناتے ہین شعر مصنف جو ہین کاتبانِ جلالت شعار ٭ رقم کرتے ہین بادل ہوشیار
سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب بعد پیچ و تاب آیا اژدر بنکر خواجہ عمرو کو اٹھالیگیا
سردارون نے ہرچند پیچھا کیا کچھ نہوا چالاک وغیرہ نے سردارون کو روکا اور پانچون عیار
فکر رہائی خواجہ عمرو نامدار مین چلے مگر افراسیاب نے بصورت اصلی ہوکر عمرو کو پنجہ مین دبایا
عمرو ہوشیار بھی ہوا اپنے کو پنجۂ بدعت مین اُس جلاد کے پایا ہنسکر کہا ای شہنشاہ آپ کو
تکلیف ہوتی ہی غلامون کو اسقدر سر نہین چڑھاتے ہین آپ مجھ گنہگار کو اپنے ہاتھ مین لیے جاتے
ہین مجکو چھوڑ دیجیے مین حضور کے ساتھ چلون افراسیاب نے کہا او ساربان زادے تو نے
ایسے ایسے صدمے پہونچائے ہین کہ کلیجہ داغدار ہی تیرے تیر ظلم سے دل فگار ہی آج تجکو ضرور
قتل کروا دونگا یا لیجا کر کسی بیابان طلسم خوفناک مین چھوڑ دونگا کہ تڑپ تڑپ کے جان دے
خواجہ عمرو نے کہا حضور غصہ مین فرماتے ہین مگر اپنے خیرخواہ پر ضرور رحم آئیگا اب مین آج اقرار
کرتا ہون حضور مجکو چھوڑ دین مین ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کو سمجھا کر لے آؤن اور نہ مانین تو
عیاری کرکے گرفتار کر دون اب مین بہت ناچار ہوچکا ہون فاقون سے مرتا ہون بی مہرخ
تو بادشاہ بنکر بیٹھی ہین اپنے کو وحید عصر جانتی ہین شہرون سے جو روپیہ خراج کا آتا ہی وہ خزانے
مین جمع ہوتا ہی ہمکو صرف تین روپیہ مہینہ دیتی ہین اُسمین بھی غیر حاضری کاٹ لیتی ہین دو دو دن حضور
مجھپر بے آب و دانہ گذرتے ہین وہان کوہ عقیق پر اہل و عیال مرتے ہین نہ یہان کسی کو ہمارا
خیال نہ وہان حمزہ کو ہمارے عیال کا ملال ای شہنشاہ ہم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے
بموجب شعر ٭ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوئے ٭ تجھے چاہ کے ہمتو
خدا کی قسم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوئے ٭ بس اب ای شہنشاہ توبہ کرتا ہون آپ کی
خدمتگذاری مین بسر کرونگا آپ ایسا قدردان کہان پاؤنگا عیار بچیون کو دیکھتا ہون لاکھون روپے
صرف کرتی ہین روز سرکار سے خلعت ملتے ہین اور پھر آپنے کیا ہو سکتا ہی مین نے گھس گھس کے
آپ کے ہزارون جادوگر مارے اس خیال پر کہ سرکار سے ملکہ مہرخ کی خلعت ملیگا غنچۂ آرزو
کھلیگا اسکا عوض یہ ملتا ہی کہ ارشاد فرماتی ہین خواجہ نہ گھبراؤ بروقت رہائی اسد غازی

سمجھا جائیگا ایک شہر کی سلطنت آپ کو دینگے خراج بھی آپ سے نہ لین گے آپ یقین مانیے گا
قسم ہی خدا وند لقا کی جھوٹ نہ جانیے گا جب رات فاقہ سے گذر جاتی ہی تب جنگل مین جاکر اگ رہتا ہون
اُسوقت حضور مجکو اپنا بیگانہ نہین سوجھتا جو سامنے آگیا اُسکی خیر منائی کملی گٹھری کرلی خواہ آپ کا
ملازم ہو یا بی مہرخ کا ناظم ہو انصاف سے فرمایئے مرتا کیا نہ کرتا اب ضعف و نقاہت غالب
ہی دل آرام کا طالب ہی حضور کی خدمت مین ہاتھ دنیا سے اُٹھاکر رہونگا جو ٹکڑا سرکار سے ملیگا
غنیمت جان کر بسر کرونگا یہ کہکر عمرو بن امیہ خوب بلک بلک کر رونے لگا افراسیاب جادو
کو بھی یہ حال سُنکر افسوس ہوا کہا کہ ای عمرو یہ تو سچ کہتا ہی سلطنت کے امورات مین تجکو دخل نہین ہی
عمرو نے کہا نہین حضور میرا ہی اختیار ہی بے میرے حکم پتّا نہین ہلتا بی مہرخ صاحبہ بڑی عقلمند ہین
صبح کو اُٹھکر سلام کرتی ہین مرنے جینے کی باتین پوچھی جاتی ہین روپیہ پیسے مین ہمکو دخل نہین ہی بموجب
مثل گھر کے مالک ہو مگر کسی شی کو ہاتھ نہ لگاؤ اور عورتین حضور یون کہتی ہین گھر بار تمھارا کوٹھری کٹھلے
کو ہاتھ نہ لگانا یہ مثل میرے مقدمہ مین صادق آئی ہی اِن باتون مین افراسیاب کو ایسا مزا ملا
کہا ای عمرو مین کسی مقام پر ٹھہر کر تجھسے پوچھونگا آتے آتے افراسیاب سامنے کوہ مروارید کے
پہونچا صبح کا وقت ہی ملکہ شبنم گوہر پوش حاکم کوہ مروارید سریر جہانبانی پر جلوہ فرما گرد کنیزان
زرین پوش اسباب عیش ونشاط درست ہوتا جاتا ہی کہ ملکہ شبنم کی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ کوئی شی
پنجہ مین دبائے اُڑے ہوے آتے ہین ملکہ شبنم کھڑی ہوگئی کنیزون کو قاعدے سے پشت
پر جھایا مثل ہلال شب اول واسطے تسلیم کے خم ہوئی کہا ای شہنشاہ تشریف لایئے افراسیاب کی
جو نگاہ جمال بیمثال ملکہ شبنم گوہر پوش پر پڑی بھولی بھولی صورت دونون عارض پھول سے جنکے
سامنے خجالت سے گلہائے چمن پر اوس پڑی ہی آب صاف وشفاف گوہر سے مُنھ دھویا ہی
اکثر قطرے جبین نور آگین سے گر رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی شبنم سحری برگ گلہائے یاسمین
سے قطرہ زن پیشانی پر شکن آنکھین نرگس شہلا ابروے خمدار کھینچی ہوئی تلوار کا نقشہ خال عارض
انور پر خال خال ہین اگر ہین تو باعث ترقی حسن وجمال ہین بھوین خمیدہ کشیدہ مردم دیدہ کے
یہ اشارے ہین اس مثال مین بڑے کمال ہین قریب بدر کامل دو ہلال ہین گلا صراحی دار
مہ گلنار حسن سے معمور باعث عیش وسرور سینہ پر دو حباب دریائے نور یا دو قبۂ بلور نظم

حیرت ہی مجکو سرو مین کیونکر لگے ثمر
یا تیرین چرخ ہین یکجا بہمد گر
بھٹنی بشکل ریزۂ نیلم نظر پڑی
یہ مردمک ہی دیدۂ عشاق کی جمی

طوبا بہشت سے اُتر آیا ہی بارور
انسان کی مجال نہین ہی جو بام
پھولونسے رس ہی یا مگس شہد لے ہی
پیدا ترنج پر گل سوسن مگر ہوے

احول کی یا نگاہ غلط بین ہین دو قمر
دیکھے اگر فرشتہ کلیجہ کو تھام لے
ہمرنگ گوز حل ہی نہ لکھون مگر کبھی
سر لستہ یا ہین لاکھ سے درج گہر ہوے

سر سے پا تک قیامت بوٹا سا قامت یا سرو باغ جنت دریاے زیور جواہر مین غوطہ زن پوشاک نفیس مزاج سلیس افراسیاب کی ملکہ شبنم کو دیکھکر رال ٹپک پڑی فوراً اُتر آیا ملکہ کے بڑھکے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا عمرو بن امیہ نامدار کو زمین پر رکھدیا کنیزین چیخ مار کر بھاگین ہی ہی شہنشاہ یہ بن مانس جل مانس کہان سے لاے ایک کہتی ہی لوبا اِس مثال سے طبیعت مطمئن ہی یہ نگوڑا مرجیا جن ہی ایک نے کہا ناحق کا غل ہوا ہی مین پہچان گئی ٹھیا دیو ہی افراسیاب نے کہا اے ملکۂ عالم یہ شخص بلاے روزگار ہی کشندہ ساحران غدار ہی عمرو اسکا نام ہی جادوگرون کا قتل کرنا اسکا کام ہی افراسیاب ملکہ سے شکایتین کرتا جاتا ہی مگر سراپا پر نگاہ پڑ رہی ہی صبح کا وقت ہی کوہ فلک شکوہ مثل گلدستہ کے آراستہ چمنہاے رنگا رنگ پیراستہ غنچون کی چٹک پھولونکی مہک ہوا سے شاخہاے نخل کا جھومنا عارض گل کو بلبل کا چومنا ابیات

سجدۂ خالق مین ہی ہر شاخ نخلِ پُر ثمر
نشۂ عشرت مین سنبل ہی کھلے بالون کھڑی
آبشارون سے خجل ہین چشمہ ہاے سلسبیل
ہی تماشا گاہ حورانِ ارم ہر کُنج مین
نغمہ پیرایانِ گلشن ہین بہم مرغولہ سنج
چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبانِ چمن
قہقہہ زن کبک ہی شمشاد کے سایہ تلے
ہی نکلتا موجِ آبِ جُو سے لہر ساز کا
نخل کے تیون سے آتی ہی جلاجل کی صدا
ہر طرف ہی بزم عیش اور نغمۂ چنگ و رباب

حمد مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہی زبان
کرتی ہی تعریف سوسن باغ کی باصد زبان
حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان
جوشِ گل سے ہر چمن ہی رشک گلزار جنان
دیتے ہین گلبانگ عشرت طائرانِ خوش بیان
زمزمہ پرداز کوکو سرو پر ہین قمریان
کرتے پھرتے ہین تدروانِ چمن اٹھکھیلیان
لحن داؤدی سے پانی بھر رہے ہین باغبان
ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین رقاصیان
ہی کمند آہوے دل کو تار سازِ مطربان

تھاپ سے طبلون کی ہو سپہر فلک کے ڈلپہ چوٹ | پہونچی باہن کی گمک بھی تا بہ گوش عرشیان
شیشہ وساغر بکف ہین ساقیانِ حور چشم | دور مین ہو دورہ جام شراب ارغوان

افراسیاب جادو تخت پر متمکن ہو پہلو مین ملکہ شبنم گوہر پوش گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہو دم عشق ومحبت کا بھر رہا ہو خواجہ عمرو چپکے سر جھکائے سامنے بیٹھے ہین پکار کر کہا اے شہنشاہ مجکو بھی رہا کر دیجیے آپ تو میری خطا معاف کر چکے ہین مین بھی کچھ گاؤن ملکہ عالم کو غزلین اور ٹھمریان سناؤن حضور جیسے شہنشاہ ہین ویسا ہی معشوق بھی ملا ہو چشم بد دور کیا حسن ہو کیا جمال ہو کیا اچھا جوڑا ہو پتھے بھی عمدہ ہونگے حسن مان کا جلال باپ کا ملکہ شبنم گوہر پوش نے تیوری پر بل ڈال کے آواز دی نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہو کیا بکتا ہو شہنشاہ اسکو منع کیجیے مین اسکی صورت دیکھکر ہول کھاتی ہون خوف سے مری جاتی ہون افراسیاب جادو نے کہا ملکہ تم اس شخص سے آگاہ نہین ہوا اسکا لقب ہو یکہ تاز میدانِ طراری وشہسوار اشہب عیاری سر بریدہ جادوگران تاج ستانندہ ریش کافران قاتل ملکہ دمامہ برباد کن ملک عظلی آبا وملکہ شبنم گوہر پوش اسنے ملک کے ملک برباد کیے جس دن سے طلسم ہوش ربا مین آیا ہو ہزارہا ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے ملکہ اب کسی قدر راہ پر آیا ہو سوا میرے کسی سے نہین دبا ہو ملکہ نے کہا ہوگا نگوڑا مجھے کیا کام سامری وجمشید ایسی صورت نہ دکھائین یہ کہکے کنیزون کو آواز دی ہماری سوسن ڈومنی کو لاؤ شہنشاہ کو گانا سنواؤ فوراً ایک کنیز چلی کنیز دوڑی ہوئی جاتی ہو اُدھر سے ایک گنوار کی شکل بنا ہوا مہتر برق فرنگی آتا ہو کنیز کو دیکھکر پکارا بی کہان جاتی ہو یہان جنگل مین ایک بھیڑیا نکلا تھا ایک مسافر کو پھاڑ ڈالا ہم قوم کے پاسی ہین ٹھاکر صاحب نے ہمکو یہان حفاظت کے واسطے مقرر کیا ہو یہ سنکر وہ کنیز چونکہ نوجوان تھی گھبرا گئی کانپنے لگی کہا میان نوکری سے ناچار ہین سامنے گانون مین سوسن ڈومنی کے مکان مین جائینگے برق فرنگی نے پوچھا اُس سے کیا کام ہو کنیز نے کہا شاہنشاہ افراسیاب جادو مالک طلسم ہوش ربا آئے ہین ایک بن مانس کو کسی جزیرے سے لائے ہین ملکہ کو منظور ہو کہ شہنشاہ کو گانا سنوائین یہ سنتے ہی برق اسکے ساتھ ہوا کہا بی چلو ہم تم کا پہونچا دئی چار پانچ قدم پر جا کر حلقہ کمند کا مارا جھپاک مار کر بیہوش کر دیا ٹانگ پکڑ کر کنارے لایا لباس وزیور اسکا اُتار لیا اسکی صورت آپ بنکر تیار ہوا مکان پر سوسن کے

پہونچا مگر دل مین حیران کہ جسکو بیہوش کیا اُسکا نام نہ دریافت ہوا جیسے ہی دروازے پر سوسن کے پہونچا سوسن ابھی سو کر اُٹھی تھی صورت دیکھتے ہی پکار اُٹھی شمشاد آج کہان آئین برق سمجھا کہ مین جسکی شکل ہون اُسکا نام شمشاد تھا کہا بی بی جلدی سے تیار ہو شہنشاہ افراسیاب آئے ہین ملکہ شبنم نے تمکو یاد کیا ہی یہ جلدی سے اُٹھی ایک کمرے مین جاکر لباس و زیور سے اپنے کو آراستہ کرنے لگی برق بھی تڑپکر اندر پہونچا گھل مل کے باتین کرنے لگا دروازہ کرکا بھیڑ دیا جلدی سے گلوری اپنے پاس سے نکالی کہا لو بی سوسن تمکو توفیق نہین ہوئی مگر ہم تنہا خور نہین ہین ہماری گلوری کھاؤ سُرخ رُو ہو جاؤ سوسن نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئی برق نے سوسن کو نو اُٹھا کر جلدی سے صندوق مین بند کیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر سوسن کی شکل بنکر باہر نکلا مان اِسکی شبو اُسنے پوچھا بیٹا شمشاد کہان گئی برق نے کہا ہی امی جان تمکو دن دہاڑے ایسا کم سوجھتا ہی ابھی تو تمھارے سامنے سے گئی ہی شمشاد کنیز لیٹھے کے برابر تمکو نہین سوجھی شبو نے کہا ہان بیٹا ابھی صبح کا وقت ہی افیون کا نشہ بھی ابھی نہین ہوا حقہ بھی نہین پیا چلو سوار ہو برق ڈولی مین سوار ہو کر روانہ ہوا عقب مین شبو سارنگی والے طبلیے یہ بھی چلے یہان خواجہ عمرو بیٹھے کہ رہے تھے ای شہنشاہ میری خطا معاف ہوئی افراسیاب کہتا ہی کہ خواجہ عمرو ہمین یقین نہین آتا کہا حضور کو اختیار ہی ایک مرتبہ تو اور قبول کیجیے ابکی جو خلاف ہو تو پھر کبھی میری بات کو نہ مانیے گا بالکل مجکو جھوٹا جانیے گا یہ باتین تھین کہ سوسن آن کے پہونچی ڈولی اُتری برق جو سامنے آیا ٹھمکتا ہوا افراسیاب کو جھک کر سلام کیا افراسیاب جادو سوسن کی چال ڈھال شوخی طراری زبان تڑاق پڑاق دیکھکر بیچین ہو گیا متوجہ ہو کر باتین کرنے لگا پوچھا کیون ای سوسن اچھی رہین مسکرا کر کہا حضور کو دعا دیا کرتے ہین افراسیاب نے جو آنکھ ملائی برق نے منھ چڑھا کر انگوٹھا دکھایا افراسیاب اس شوخی سے پھڑک گیا کہ شبو وغیرہ بھی پہونچین برق فرنگی کنکھیون سے دیکھ رہا ہی کہ استاد قید مین بیٹھے ہین افراسیاب اچھا اچھا کہتا جاتا ہی اور سوسن کی زبان درازی کو سُن رہا ہی افراسیاب جادو نے کہا ہان سوسن کچھ گاؤ شبو نے اشارہ کیا ساتھ والیون نے ساز ملایا برق فرنگی نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہوگئی	کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہوگئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی

پہلے تھا بیزار جیسے اِسکے تم خواہان ہوے
مجکو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھوںنسے جو تھی رسم و راہ
بعد مدت پھر تری فرقت مین جاری ہوگئی

اُسکے در سے مر کے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش اپنی کیون احبّا پہ نہ بھاری ہوگئی

آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخرِ کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی

کاش یہ قاصد نہ لکھ دیتا کہ آتا ہی کوئی
ہر تسلّی پر زیادہ بیقراری ہوگئی

مجھ سے ہی یہ بدگمان پوشیدہ رکھنا ہو آسے
دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہوگئی

آسرے نے بس چلا رکھا ہی وصلِ یار کے
سچ تو یہ ہی زندگی امیدواری ہوگئی

وصل مین دل ہمرا سیری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی

آنہین سکتا مین بیخود ہوگے پہرون آپ مین
رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہوگئی

کل جو غش کھاکر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے
بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہی قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہمسے وضعداری ہوگئی

اس رنگ سے یہ غزل گائی ملکہ شبنم گوہر پوش کی طبیعت بھرآئی افراسیاب بھی تعریفین کر رہا ہی مگر عمرو منہ پھلائے بیٹھا ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا کہ شہنشاہ یہ نگوڑا عمرو انسان ہی کہ حیوان افراسیاب نے کہا ملکہ کیون کہا آپ دیکھتے ہین سب تعریفین کر رہے ہین کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہی اِس نگوڑے کی سمجھ مین نہین آتا افراسیاب جادو نے کہا اے ملکۂ عالم یہ علم موسیقی مین کامل و اکمل ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ بھلا یہ نگوڑا کیا گائیگا کچھ مسخراپن کرتا ہوگا یا بھانڈون کے ساتھ ٹھٹیان کہتا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ خواجہ عمرو ملکہ کو تمھارے گانے کا یقین نہین آتا خواجہ عمرو نے کہا ہان حضور بجا ہی مین کیا گاؤنگا بقول شاعر شعر بھی حسب حال ہوتے ہین ❊ ہم غزل کیا کہین گے روتے ہین ❊ حضور کو میری بات کا اعتبار نہین آتا نہین تو ملکہ کو دو چار شعر گا کے سناتا مجھے کچھ حضور سے عرض بھی کرنا ہی افراسیاب جادو نے کہا خواجہ عمرو کہو عمرو نے کہا یا میرے پاس آیئے یا غلام کو قریب بلایئے بعضی بات ایسی ہوتی ہی کہ کہہ چلانے کی نہین جاتی اور یہ تو ظاہر ہی کہ مین حضور کا دشمن ہون افراسیاب جادو نے کہا کہ

میرے قریب آؤ یہ کہکر افراسیاب نے سحر اُتار لیا یا تو عمرو کے ہاتھ پانوں بیکار تھے اُٹھنے کی طاقت ہوئی برق اپنا رنگ جما رہا ہی شبنم سے آنکھیں ملائے ہوئے گا رہا ہی یہ کیا معلوم کہ اوس پڑنے کو ہی خواجہ عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے پشت پر سے برق کو حلقے کمند کے مارے اور للکار کر آواز دی کراو باجی شہنشاہ ہماری خطا معاف کر چکے برق کمندون مین پھنس کے گرا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا ہان ہان او ساربان زادے میری گائن کے ساتھ یہ کیا حرکت کرتا ہی خواجہ عمرو نے کہا ملکہ یہ برق فرنگی عیار ہی تمکو اور شہنشاہ کو مارنے آیا ہی شبنم تو جھلا کر اُٹھی عمرو نے مروڑ کر برق کی مشکیں باندھیں جلدی سے پانی کا چھینٹا مُنھ پر دیا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا اب تو سبنے دیکھا کہ ایک انگریز سامنے کھڑا ہی شبو سر پیٹنے لگی ہی ہی میری بچی کو کیا کیا خواجہ عمرو نے ایک کوڑا برق فرنگی کو مارا کہ بتا سوسن کو کیا کیا برق نے تڑپ کر کہا استاد وہین کمرے مین صندوق مین بند کر آیا ہون شبو تو پیٹ رہی ہی مگر ملکہ نے کنیزون کو بھیجا سوسن کو صندوق سے نکال کر لائین اب تو شبنم گوہر پوش نے کہا ای شہنشاہ عمرو بڑا خیرخواہ ہی خواجہ عمرو پھر بھی اِس سے پوچھو میری لونڈی کیا ہوئی عمرو نے اور دو تین کوڑے برق کو مارے کہا بتلا شمشاد کہان ہی برق تڑپ گیا کہا اُستاد وہان جنگل مین پڑی ہی عمرو نے اور دو طمانچے مارے کہا ابے اُستاد کسکو کہتا ہی مین تیرا قاتل ہون بی مہرخ اور بہار کی ناک چوٹی کاٹ کے لاؤنگا ہمپر دو دو فاقے گذرین سب قورمہ اور پلاؤ کھائین ہمکو ترسائین کنیزین جاکر شمشاد کو بھی لائین اب تو شبنم گوہر پوش نے خواجہ عمرو بن امیہ کا ہاتھ تھام لیا کہا ای عمرو تو نے مجھپر بڑا احسان کیا لاکر شہنشاہ افراسیاب جادو کے قدمون پر گرادیا عمرو رونے لگا کہ ملکہ مین تمھاری خدمت مین رہونگا مہرخ وغیرہ نے مجکو پیٹ کی بڑی مار دی میری کچھ قدر نہ کی اب آپ ذرا دو چیزین میری سُنئے افراسیاب اب بھی کہے جاتا ہی ملکہ مجکو عمرو کی بات کا اعتبار نہین آتا ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا ای شہنشاہ اب یہ آپ کی بڑی ناانصافی ہی اگر دل سے نہ شراکت کرنا منظور ہوتا اپنے شاگرد کی گرفتاری مین قصور ہوتا اور حضور نے مجکو اسکے گانے کا مشتاق کیا چند چیزین سننے کے بعد آپ کو اختیار ہی اگر آپ کو اعتبار نہین ہی بعد برخاست جلسہ کے اپنے ساتھ باغ سیب مین لیجائیے گا خواہ قید کیجیے گا خواہ کسی صحرائے خوفناک مین چھوڑوا دیجیے گا کہ جہان سے آنا

مگمن ہوا افراسیاب جادو کے بھی خیال مین آیا کہ ہان سچ کہتی ہی طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوکر کہا خواجہ اب جو تمنے فتور کیا تو پھر زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ عمرو نے کہا اب مین کچھ نہ عرض کرونگا جو کچھ ہوگا ملاحظہ فرمایئے گا وہ خدمت کرونگا بڑا لطف اُٹھایئے گا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ بس باتین ہو چکین گانا سناؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دوزانو ہوکر سامنے بیٹھا سازندونکو اشارہ کیا ساز درست ہوے عمرو نے یہ غزل شروع کی

غزل

شب غم فرقت ہمین کیا کیا مزے دکھلاے تھا
دم رُکے تھا سینے مین کمبخت جی گھبراے تھا

یا تو دم دیتا تھا وہ یا نامہ بر بہکاے تھا
تھے غلط پیغام سارے کون یانتک آے تھا

بل بے عیاری عدو کے آگے وہ پیمان شکن
وعدۂ وصل آج پھر کرتا تھا اور شرماے تھا

سنکے میری مرگ بولے مرگیا اچھا ہوا
کیا بُرا لگتا تھا جسدم سامنے آجاے تھا

یار و دشمن راہ مین کل دیکھنا کیونکر ملے
وہ اُدھر کو جاے تھا اور یہ اِدھر کو آے تھا

بات شب کو اُس سے منع بیقراری پر بڑھی
ہمتو سمجھے اور کچھ وہ اور کچھ سمجھاے تھا

کوئی دن تو اُسپہ کیا تصویر کا عالم رہا
ہر کوئی حیرت کا نقشہ دیکھکر بنجاے تھا

سوے صحرا لیچلے اُس کو سے میری لاش ہاے
تھا یہی ڈر اِن دنون تمواُمرا کھجلاے تھا

ناز و شوخی دیکھتا وقت تظلم دمبدم
مجھ سے وہ عذر جفا کرتا تھا اور جھنجھلاے تھا

ہوگئی دور وزکی الفت مین کیا حالت ابھی
مومن وحشی کو دیکھا اُسطرف سے جاے تھا

یہ اگلی زبان کی غزل جو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے گائی ہر اہل دل کی طبیعت بھر آئی مذاق ملک دہلی اشعار عاشقانہ مضامین بیتابانہ مومن ایسے شاعر کامل کے اشعار عشق و عاشقی کے اسرار ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ سب گانے والیون پر اوس پڑگئی عمرو کے پانون چھو چھوکر گردیہوتی ہین بعض بعض لڑکھڑا کر گرتی ہین صاحبان مذاق توقتل ہوگئے واقفان علم موسیقی دنگ تھے اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو ہمیشہ سے سواد علم موسیقی دل کو لگی ہوئی تھی کہ ایسے کامل کی کنیز بنکر رہنا بہتر ہی کیا صاحب تعقل وہنر ہی افراسیاب جادو سے کہا شہنشاہ یہ تعویذ بازو بنانے کے لائق ہی کل کاملون پر فائق ہی افراسیاب جادو کا یہ حال ہی خاموش بیٹھا سُن رہا ہی سر دھن رہا ہی کہا خواجہ عمرو قسم ہی ساحری وجمشید کی وہ مرتبہ تمھارا کرونگا کہ شاہان ملک رشک کرینگے وہ مراد

تمھارا گوہر مدعا سب بے بہا سے بھر دینگے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ عمرو برائے خدا خاموش ہو ایک چیز تو اور گاؤ عمرو نے کہا ملکہ سنیے کنئے طور سے بجاؤنگا کہ ضیا کے سننے والے دنگ ہون وہ کمال دکھاؤنگا افراسیاب کو بھی نشۂ شراب پہلو مین شبنم ایسی ماہتاب بول اٹھا کہ اچھا خواجہ ہم بھی آج نی نوازی کے مشتاق ہین ہم خوب جانتے ہین کہ آپ اِس کمال مین طاق ہین کشتی مین جوڑیان نَی کی رکھی تھین عمرو نے بہ تعجیل ہت پھیری کر کے اپنے پاس سے جوڑی نَی کی نکالی دہن پر رکھ کے دھر بھو کا یہ غزل شعلہ انگیز آتش ریز شروع کی غزل

نار آتش غمزہ آتش روئے زیبا آتش است — بو الہوس منشین کہ آن بد خو سراپا آتش است
تا نہ سوزد خویش را پروانہ ننشیند زپائے — مرغ آتش خوارہ را آرے تمنا آتش است
گر سمندر طینت است وگر بود ماہی مزاج — در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است
کے تواند چشم موسے تاب دیدار آورد — گر تجلی شعاع کوہ سینا آتش است
میز ند بس شعلہ در دل آتش سودائے عشق — بلبلان را در نظر تصویر گلہا آتش است
دل کباب از سوزش و دیدہ لبریز را — معجز عشق است یکجا آب ویکجا آتش است
شعلہ میخیزد ز خاک وادی ایمن ہنوز — بسکہ آن را در جگر از عشق موسیٰ آتش است
ز دہ چنان مخفی محبت آتشے در دل مرا — کز حرارت بر لبم آب در یا آتش است

اب تو محفل مین تانین اڑنے لگین سوز محبت سے کلیجے جلنے لگے استخوان سے ہر ایک کے شعلے نکلنے لگے اور شبنم گوہر پوش نے زیور اُتار اُتار کے دینا شروع کیا افراسیاب جادو سے کہتی جاتی ہی کہ شہنشاہ اِس عیار کو مجکو دے دیجیے اور مجھ سے عہد لیجیے اپنے کوہ سے نیچے نہ اترنے دونگی حضور خاطر و دلہی وہ چیز ہی کہ جانور بھی رام ہو جاتے ہین اور یہ تو مصیبت کا مارا آرام پائیگا غلام حلقہ بگوش ہو جائیگا خواجہ عمرو نے جو سب کو محو دیکھا اب نَی مین بیہوشی بھر بھر کے اُڑانا شروع کی گاتا بھی جاتا ہی بجاتا بھی جاتا ہی بجانے کے حیلے مین شمع ہاے مومی اور کافوری پر پروانے بیہوشی کے پھینکتا جاتا ہی دو گھڑی کے عرصہ مین دود بیہوشی ساری محفل مین پھیلا افراسیاب جادو بھی چھینک مار کے بیہوش ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کا بھی منکا ڈھلگیا کنیزین گھبرا گھبرا کر اٹھین دھما دھم گر گر بیہوش ہوئین عمرو حیران ہی کہ دود بیہوشی نے اسقدر جلد

تاثیر کی اپنے مقام سے اٹھا جو ساقی بچہ شراب پلا رہا تھا ظاہر مین تو بیہوش تھا جیسے ہی عمرو بڑھا
ساقی بچے نے خواجہ عمرو کا ہاتھ اُچک کر پکڑ لیا کہا کیون خواجہ عمرو شہنشاہ افراسیاب کو جگا دو
عمرو کانپنے لگا مگر نگاہ ملا کے جو دیکھا اپنے فرزند ارجمند چالاک کو پایا گوشے سے کنیز کی
شکل بنا ہوا جانسوز بن قران ایک طرف سے جشن بنا ہوا ضرغام شیر دل در میخانہ پر داروغہ
بنے ہوئے مہتر قران آئے کہا اُستاد بیچارے برق کو کیون باندھا یہ شعبدہ کیون کیا ہم لوگ
پہلے ہی پہونچ گئے تھے مہتر قران نے کہا مین نے داروغہ کو پکڑ کے غار مین ڈالا اُسکی شکل
بنکر شراب مین بیہوشی ملا دی چالاک نے کہا مین نے ساقی کو پکڑا مین ہی تو شراب پلا رہا تھا
جانسوز و ضرغام شیر دل نے کہا ہمنے گزک مین بیہوشی ملائی اب خواجہ عمرو نے اول بڑھکر
برق فرنگی کو کھولا چالاک چلا تھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے خواجہ عمرو نے ہاتھ تھام لیا
کہا یہ کیا کرتا ہی انشاء اللہ یہ مطیع الاسلام ہوگی خواجہ عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو اُٹھا کر زنبیل
مین رکھ لیا اب محفل کو لوٹنا شروع کیا مگر مہتر قران لغدا لیکر طرف شہنشاہ افراسیاب جادو
کے چلے زینہ پر تخت کے قدم رکھا چاہا کہ جھپٹ کے لغدا ماردن کہ سر اُسکا گوہ کھاتا پھرے زمین
کانپی مہتر قران زینے سے نیچے گر پڑے سمجھے کہ شاید پانون میرا پھسل گیا تین مرتبہ زینہ پر چڑھے
عمرو نے جو دیکھا آواز دی ای قران خبردار کیا کرتا ہی اِس بچیا کو سوائے طلسم کشا کے کوئی مار سکتا ہی
مہتر قران نے کہا اُستاد آج اِسکو بے مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن
مین پتھر دیا چرخ دے کر مارا کہ اگر تختۂ آہن پہ پڑے ریزہ ریزہ ہوجائے مگر وہ پتھر جب اُس سنگدل
کے قریب پہونچا ایک سنہرا پنجہ زمین سے پیدا ہوا اُس پنجہ نے افراسیاب جادو کی دستگیری
کی یعنے پتھر کو طمانچہ مارا کہ پتھر پاؤن پر مہتر قران کے پڑا قریب تھا کہ ہڈی ٹوٹ جائے قران ایسے
جری کے مُنھ سے آہ نکلی خواجہ عمرو و جانسوز و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو و برق فرنگی
کپڑے سب کے اُتار اُتار کے ڈھیر کر رہے ہین جب انبار زیادہ ہوتا ہی خواجہ اُٹھا کر زنبیل
مین رکھ لیتے ہین اور جادوگرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامۂ گیرو دار بلند ہوا سنگباری و
برف باری ہو رہی ہی مگر مہتر قران اسی فکر مین ہی کہ افراسیاب جادو کو مارون جب کئی
پتھر مارے اور وہ پلٹ کر اپنے ہی پاؤن پر پڑے پاؤن مہتر قران کا غربال ہوا اب تو

غصہ سے چہرہ لال ہوا تو بٹوے مین ہاتھ ڈال کر تکونی بارود کا ایک تیلنہ نکالا دور سے
افراسیاب پر بارود پھینکی افراسیاب کے دامن وغیرہ پر سب بارود پڑی اب مہتر قران
نے ایک پگڑی نکالی اُسکا فتیلہ بنایا ایک سرا سینہ پر افراسیاب جادو کے پھینکا ایک سرا
تھام کر مہتر قران پیچھے ہٹا عمرو کو آواز دی اُستاد ہٹ جاؤ اس ناری کو جلائے دیتا ہون
خواجہ عمرو نے کہا کہ ای مہتر قران کیا غضب کرتا ہی یہ کندۂ جہنم اِس آگ سے نہ جلے گا آخر
مین تو کف افسوس ملیگا مین سب تدبیرین کر چکا مگر مہتر قران نے نہ مانا پگڑی کے سرے
مین آگ لگا دی عیار کود کود کر الگ ہوے فتیلہ جلتا ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ آسمان سے
آواز آئی باش او ناعیارو کیا کرتے ہو اب جو سر اُٹھا کر دیکھا ماہیان زمرد پوش بصد جوش
وخروش نانی افراسیاب جادو کی نعرۂ مہیب کرتی ہوئی آتی ہی عیار تو چھوٹون پہاڑ سے کود کے
بھاگے ماہیان زمرد پوش نے دیکھا کہ افراسیاب کا دامن وگریبان جلا جا ہتا ہی باران سحر
برساتی ہوئی گری پنجہ کمر مین دے کر افراسیاب کو اُٹھا لیا لیکر بلند ہوئی پہاڑ پر دیکھا ہزار ہا
جادوگرنیون کے لاشے تڑپ رہے ہین سر پیٹتی ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پردۂ ظلمات
کے روانہ ہوئی مگر ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ چار گھڑی رات باقی تھی عمرو اندھیرے مین بھاگا
پانچون عیّار بھی ساتھ ہین جدھر منھ اُٹھ گیا شب تیرہ وتار مین چلے جاتے ہین خوف کے مارے
کسی مقام پر نہ ٹھہرے عیارون نے بھی ساتھ نہ چھوڑا اس خیال سے کہ راہ بھول جاینگے
لشکر اسلام تک کیونکر پہونچین گے بعد عرصۂ دراز کے ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے کہ یکایک
آثار سحر نمود ہوئے عابد شب زندہ دار ماہ تابان کے ہمراہ طاعت گزار یعنی ثابت وسیارگان
عبادت رب اکبر مین سر بسجود ہوئے عیار طرار خنجر گزار آفتاب عالمتاب بانہاے عیاری سے
آراستہ ہوا یعنے کمندہاے شعاع کو بازو پر لپیٹ کر میدان چرخ نیلی فام مین سرگرم رہبری ہوا
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے چشمہ پر وضو کیا چھوٹون عیارون نے نماز سحر ادا کی اب خواجہ عمرو
نے چہار جانب سر اُٹھا کر دیکھا کوئی نشان اپنے مقام لشکر کا نپایا حیران ہو کر مہتر قران سے
کہا رات کو بڑی دور نکل آئے نہین معلوم یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی صورتین بدل لینا
مناسب ہی طلسم ہوش ربا کا سنگریزہ بھی ہمکو بھی پہچانتا ہی خواجہ عمرو کے کہنے سے سب نے

صورتین تبدیل کین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ایک ساحر نوجوان کی شکل بنکر تیار ہوے خود سر پر لباس فاخرہ زیب جسم جھولی بائین ہاتھ پر اور آہمین اسباب سحر یہ پانچون ملازم و رفیق معلوم ہوتے ہین خواجہ نے افسرون کی صورت بنائی ایکسجانب کو چلے اب نیّر اعظم بلند ہوتا جاتا ہی تابش و حرارت بڑھنے لگی ہر سوا بہر رہروی کی تھی کہ جھونکے ہوا ے گرم کے چلنے لگے طپش و حرارت سے نیّر اعظم کی نخل جلنے لگے جو ذرہ خاک کا اُڑکر جسم پر پڑا شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی آبلہ پڑگیا آب نایاب طائر اُس دشت کے عطش سے بیتاب چشمے جابجا مثل چشم کور کے خشک پڑے تھے پتے درختون کے مثل چہرۂ مدقوق زرد جھوکون سے ہوا کے شاخین گرد برد یکسانگاہ جاتا تھا طائر وہم بھی خوف حدت سے باہر نہ نکلتا تھا چھپر کھٹ رہے تھے جانوران درند شدت تشنگی سے پھڑک رہے تھے جنگل کا سناٹا گرمی کی شدت دھوپ کی حدت خواجہ عمرو اُس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین ایک سمت مع ساتھ والون کے بھاگا چلا جاتا ہی پیاس کا خیال ہر ایک کی جان لیتا ہی جوش تشنگی مین ایک ایک کو تشنہ دیتا ہی پانی مشکل ہی ترقی پر طپش دل ہی نظم

کوسون کا وہ چٹیل ایک میدان ہے ۔ انسان نہ وان کوئی نہ حیوان
دھرتی تھی قدم ہوا نہ وان پر ۔ ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی مین ہر ایک نون کا جھو نکا ۔ اِک شعلۂ آتش سقر تھا

اگر زمین پر گرتا ہی تو دانہ بھن جاتا ہی دن بھر اُس صحرا مین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار مع عیارون کے مارے مارے پھرے مگر کوئی مقام استراحت کا نملا پانی تک ممکن نہوا جب دن قلیل باقی رہا دم لبون پر آیا دور سے ایک نخل سرسبز و شاداب نظر آیا چند طائر بھی اسیر آشیان گزین ہین سامنے چشمۂ آب صاف و شفّاف دن بھر کی پیاس اُٹھائی ہی پانی کو دیکھکر جان آگئی اُسی چشمہ پر آکر گرے پانی پیا غش آنے لگا اُسی نخل کی بیخ پر سر رکھکر پڑ رہے پانی بھی بمشکل تمام ملا کھانا کیسا صبح کو قران نے کہا اُستاد ظاہر ا معلوم ہوتا ہی کہ اس دشت ہولناک مین قضا لیکر آئی ہی اب تو بھوک سے دم نکلتا ہی کچھ زنبیل مین سے نکالکر دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کھانے کی کوئی چیز تو میری زنبیل مین رہتی ہی نہین

چالاک نے کہا کلچہ حضرت خضر کا آپ کے پاس تھا آج تو وہ مرحمت فرمایئے خواجہ عمرو نے کہا
بیٹا وہ تو لیگئے بھلا بزرگ لوگ اپنی شی کسی کے پاس چھوڑتے ہین بڑے خسیس ہوتے ہین پروردگار
کے راز دار ہین اُسکے گھر کے مختار ہین ایسا کرتے تو انتظام کا ہیکو چلتا لا کھ لاکھ مہتر برق فرنگی
اور چالاک نے کہا خواجہ عمرو نے کچھ سماعت نہ کی اُسی حال مین وہ شب بھی بسر ہوئی تڑپ
تڑپ کے وہ رات کاٹی مگر صبح کو مہتر قران نے کہا کہ اُستاد آنکھون سے دیکھتے ہین یہ نخل
اور چشمہ وہی معلوم ہوتا ہی جو روز اول ملا تھا خواجہ عمرو نے کہا مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہی
اب زیادہ اپنی آوارگی کا ملال ہوتا ہی رہبر کامل مالک ہی آج انشاء اللہ اس صحرائے ہول خیز
سے نکلجائینگے ایسی باتین حسرت آمیز کر کے ایک جانب روانہ ہوے کسی قدر دن چڑھا تھا
وہی صحرائے ہول خیز وحشت نظر آیا اُسی طرح دن بھر مارے مارے پھرے شام کو پھر اُسی
نخل اور چشمہ کے پاس پہونچے اب یقین کامل ہوا خواجہ عمرو نے کہا یارو الگ الگ ہو جاؤ
صحرائے سحر مین لاکر تقدیر نے پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا شب تو تڑپ تڑپ کے بسر کی اب صبح کو
الگ الگ روانہ ہوے مگر سمت کو چھوڑ دیا خواجہ عمرو ایک درۂ کوہ کے اندر گئے اُس درے
سے باہر نکلے تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ ایک سواد شہر معلوم ہوا دیہات و قریات جابجا
آراستہ کھیت پر کسان وغیرہ حراست مین زراعت مین مصروف ہین چشمہ ہائے آب صاف و
شفاف جاری ہین کاہ فروش ہیزم فروش گٹھے سرون پر رکھے ہوے اندر شہر کے جاتے ہین
خواجہ عمرو بھی ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک تاجر جلیل کی صورت
بنکر تیار ہوے کمیر سن رنگت سرخ و سفید ریش تابناک قبائے اطلس زیب جسم کنٹھے یاقوت احمر
کے گلے مین لعل و یاقوت کی انگوٹھیان ہاتھ مین مگر بسبب زیادتی سن کے جھریان پیشانی
پر مگر وہ جھریان نہین ہین ایک سترسکاری ہی کمر کا خم خم کمان ہی کہ تیر تدبیر تودۂ مطلب پر
لب معشوق ہوتا ہی ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین آنکھ پہ رکھکر ملاحظہ فرماتے ہوئے طرف
شہر کے چلے تھوڑا سا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار و ضرغام
شیر دل عیار و جانسوز بن قران صاحب شوکت و شان حیران و پریشان سامنے
سے چلے آتے ہین خواجہ عمرو ٹھہر گئے کہا ارے کمبختو تمکو کہین مرنے کی جگہ نہ ملی پھیر پھیر سے

پاس آئے مہتر قران نے کہا استاد چہار طرف مارے مارے پھرے جب ایک درہ کوہ مین داخل ہوے تو حضور کے پاس پہونچے اب جہان جایئے ہمکو ہمراہ رکھیے بموجب مصرع ؏ ہرچہ رود بر سرم انچہ پسندی رواست + خواجہ عمرو نے برق وضرغام وجانسوز سے کہا کہ اچھا صورتین گماشتون کی بناؤ اور مہتر قران نامدار سے کہا بیٹا تم مرد سپاہی ہو ایک جوان شمشیرزن کی قطع بنو اُن چارون عیارون نے جھٹ پٹ صورتین تبدیل کین کوئی گورا کوئی کالا کوئی سونلا شیر و شکر کی پگڑیان سرون پر قبائین معقول پہنے ہوے جوتے کامدار مہتر قران نامدار ایک دکھنی جوان کی صورت بنکر تیار ہوے سیلا کئی ہزار روپیہ کا سر پر ڈاب کئی ہزار کی زیب کمر ولاتی ڈاب مین سپر لیشب پر مثل قرص قمر بانکپن چہرے سے ظاہر آثار جرائت وجلالت ناصیہ سے ہویدا وما ہر اس شان وشوکت سے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوئے چار گماشتے پشت پر مہتر قران نامدار تلوار کا سایہ کیے خواجہ بزرگان سب کے آگے آگے قلعہ مین آکر دیکھا شہر آباد رونق پاکیزہ عمارات پختہ کٹورا کھنک رہا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی شعر زہے صفائے عمارت کہ در تماشائش + بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوار + صرافہ بزازہ جوہری بازار نہایت تکلف سے آراستہ جوہری نیچے حسین سرخ وزرد وگیاسی پگڑیان سرون پر حسن مین رشک قمر جواہرات اعلیٰ وبیش قیمت کا سامنے ڈھیر گماشتون کے آگے ہی گھاتے کھلے ہوے کانٹے چھوٹے چھوٹے ہاتھ مین بیع وشرے پر تُلے ہوے سامنے انکی دکانون کے کبڑیون کی دکانین عجب تکلف سے لنگے عمدہ عمدہ چندریان اوڑھے ہوے انوٹ بچھوے ہاتھ پانون مین وکانین مولسری کے درختون کی چھاؤن مین شعر صدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن کہ سے نارپستان توسیب ذقن + دیگر نارپستانکی کیا لکھون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا کمرون پر کسبیان تماش بینون کے گلے کی تسبیحان طرار فرار وضعدار حسین مہ جبین خوش جمال چہرہ ماہ تابان ابرو ہلال آنکھین لیں وبنمار کو آنکھین دکھاتین بلکہ شعر مثال چشم ادآمد محالش + مگر چشم دگر باشد مثالش + دیگر بہر خندہ کزلب برانگیختے + نمک بردل خستگان ریختے + دیگر

زلف معنبر ہر مہ رویت تیرہ شب است ووادی ہم سا	جامۂ صبر مرا در کف عشقت دامن یوسف دست زنی

سازندے سامنے حاضر عاشق تن جمال بےمثال کے ناظر نظم ایک اک آئین شوخ دیدہ تھی

پردہ ناموس کا دریدہ تھی	ایسی بےچین ایسی گرما گرم	برق و سیماب کو بھی آوے شرم

خواجہ عمرو بن امیہ نامدار آتے آتے قریب ایک جوہری کی دکان کے پہونچے سیٹھ سوداگر صاحب کو دیکھکر کھڑا ہو گیا تاجر جلیل جان کر سلام کیا کہا سوداگر صاحب تشریف لائیے دکان آپ ہی کی ہی جو خرید و فروخت منظور ہو سب کچھ ممکن ہی خواجہ عمرو فوراً دکان پر بیٹھ گئے چار دن گماشتے دست بستہ کھڑے ہین مہتر قران نیچہ کاندھے پر رکھے ٹہل رہے ہین خواجہ عمرو نے جیب سے ایک جوڑی گوہر بے بہا کی نکالی سامنے سیٹھ جی کے رکھدی فرمایا جوہری صاحب اسکی قیمت لگاؤ ہرچند کہ کوئی ضرورتِ فروخت نہین ہی میری آنکھون نین بصارت نہین ہی مگر کاروان پیچھے رہگیا کل آجائیگا آج سرا مین ٹھہرنا ہوگا صرف و مصارف روزمرہ کو دس پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت پڑتی ہی تم جانتے ہو بھٹیاری سرا کی ذرا ذرا سی بات پر لڑتی ہی بازاری لوگون سے کون زبان لڑائے ایسا کچھ انکو دیا جاے کہ ہمسے کلام بھی نہ کرین دم خدمتگزاری کا بھرین جوہری نے جوڑی کو اُٹھا کر بنگاہ خریداری دیکھا رنگ ڈھنگ مین نایاب پایا منھ مین پانی بھر آیا کہا سوداگر صاحب کچھ قیمت فرمائیے گانٹھ لگاؤن بیعانہ دون آپ نے فرمایا جو گماشتہ ہی قیمت وغیرہ وہ جانچتا ہی جو تمہارے نزدیک مناسب ہو قیمت لگاؤ آونے پونے خرید لو وہ جوڑی مہاجن کے ہاتھ مین ہی قیمت کی تکرار ہو رہی ہی کہ ایک طائر سرخ رنگ شاخ نخل سے اُڑا زفیل مارتا ہوا چلا مہتر قران نے چٹکی کے اشارے سے کہا اُستاد اس طائر کو دیکھکر میرے ہوش اُڑ گئے ہین خدا خیر کرے عمرو بھی گھبرا کر اُٹھا کہا سیٹھ جی جوڑی موتی کی دید دسرا سے جاکے گماشتے کو بھیجوانگا جوہری جی مین کہتا ہی کہ ایسی شی عمدہ ہاتھ سے جاتی ہی اگر یہ جوڑی ملتی ہزار ہا روپیہ کا نفع ہوتا خواجہ عمرو نے بمشکل اُسکے ہاتھ سے لی چاہتے ہین کہ اُٹھین دیکھا نقارے پر چوب پڑی سواری کسی بادشاہ جلیل کی آتی ہی ہٹو بچو کا ہلڑ مہتر قران تو پیچھے ہٹے ایک کوچہ تنگ تھا سیلا وغیرہ سر سے اُتار کر یہ تو ایک جانب بھاگے مگر خواجہ عمرو جبتک اُٹھین سواری کے آگے چوبدار تھا اُسنے خواجہ عمرو سے پکار کے کہا خواجہ بازرگان ہماری مالک شاہزادی اِس ملک کی ملکہ سہیل نارنجی پوش یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو اچھا کہکر اُٹھا چاہا نکلجاؤن مگر چوبدار نے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ عمرو نے پلٹ کے دیکھا برق و چالاک وغیرہ بھی ہلڑ مین چلدیے خواجہ عمرو چوبدار سے کہتے تھے

کہ ہاتھ چھوڑ دو ہم تمھارے ساتھ چلتے ہین خواجہ نے ابھی یہ کلام تمام نہین کیا تھا اُس مجمع مین سے
ایک نازنین کو دیکھا کہ تاج شہریاری برسر لباس فاخرہ زیب جسم انور آ سنے پکار کے آواز دی
مرد ہے خبردار اِس ساربان زادے کو نہ چھوڑنا جسوقت میرے ملک مین آیا تھا اُسی وقت بیرون
نے خبر پہونچائی تھی پانچ عیار اور بھی اسکے ساتھ تھے اسکے حواس خمسہ وہ پانچون بھی بڑے پاجی
ہین کدھر گئے خواجہ عمرو نے دیکھا وہ کہتی ہوئی قریب آتی ہے مرد یا ہاتھ نہین چھوڑتا خواجہ عمرو
نے کہا مرد ہے صاحب دیکھو وہ منع کرتی ہین مرد یا جیسے ہی پلٹا عمرو نے کوکھ پر خنجر مارا عمرو
بھی سمجھ گیا کہ یہ پہچان گئی بلا مین پھنسے دیکھیے پروردگار کیا دکھائے خنجر مرد ہے کی کوکھ پر پڑا
یہ تو ہائے کہکے زمین پر گرا عمرو نے جست کرکے گلیم اوڑھ لی چوبدار کے مرنے سے آواز آئی
کشتی مرا نام من تابدار جادو بود بازار مین ایک ہنگامہ برپا ہوا دُکانین بند ہونے لگین سہیل
نارنجی پوش وہان پر آن کے ٹھہری پکار کر کہا یہ ہمارا قلعہ ہے اس قلعہ کو قلعۂ عجائب کہتے ہین یہ
نگوڑے مکار و غدار اپنے پانؤن سے اپنی گور مین آ گئے ہین اب کہان نکل سکین گے خواجہ عمرو
ایک گوشے سے گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین ملکہ سہیل نارنجی پوش یہ کہتی ہوئی پلٹی کہ مین ابھی
اِن سب کو بلوائے لیتی ہون اس سرکشی کی سزا دیتی ہون تابدار جادو کا خون بالا بالا نجائے گا
ساربان زادے نے کیا مجکو افراسیاب سمجھا ہے اپنی بارگاہ مین آئی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
بھی اُسکے عقب مین مہتر برق فرنگی وضرغام شیردل وجانسوز بن قران صاحب شوکت و
شان یہ چارون صورتین بدل کر شہر مین پھرنے لگے جس دروازے سے آئے تھے تلاش کیا
وہ پھاٹک نہ ملا گھبرائے ہین کہ ہم کہان ٹھہرین کوئی بصورت فقیر بنا مہتر برق فرنگی ایک اگھوری
کی صورت بنکر تیار ہوا بصورتہائے مختلف شہر مین پھر رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا مگر مہتر قران
جو بھاگے ایک ٹوٹی قبر مین لیٹ رہے دروازہ شہر کا نہ ملنے سے انکو بھی زندگی سے یاس ہی بڑا
ہراس ہے خواجہ عمرو بھی گلیم اُوڑھے در بارگاہ پر کھڑے ہین مگر خوف سے کانپ رہے ہین ملکہ
سہیل نارنجی پوش بصد قہر و غضب بارگاہ مین آئی کنیزون سے کہتی ہوئی نگوڑے عیارون
کی شامت آئی ہے میرے قلعہ مین سے دیکھون کیونکر نکل کے جاتے ہین ابھی بلاتی ہون جھولی
مین ہاتھ ڈال کر سُرخ کاغذ نکالا مقراض سے چھ گھوڑے کترے زمین پر ڈال دیے چند دانے

ماش کے مارے چھوٹن بصورت مرکب اصلی بنکر تیار ہوے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے
ایک ایک کی پیشانی پر ایک ایک عیار کا نام لکھا کہا جاؤ اپنے اپنے سوار کو جلد لاؤ جس مرکب
کی پیشانی پر خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا نام تھا چونکہ گلیم اوڑھے عمرو دروازے پر کھڑا ہی
وہ اُسی مقام پر آن کر ٹاپنے لگا یعنے ٹاپون سے زمین کھود رہا ہی یا گرد عمرو کے چرخ مارتا ہی
کنیزون نے آکر کہا حضور پانچ مرکب تو روانہ ہوگئے ایک گھوڑا دروازے پر ٹاپ رہا ہی
سہیل نارنجی پوش گھبرائی کہ یہ کیا معرکہ ہی مگر مہتر برق فرنگی بازار مین ایک دکان پر مہاجن
کی ہلڑ کر رہا ہی یعنے بصورت اگھوری ایک کھوپڑی ہاتھ مین لے لی ہی اُسمین کھلی بھری ہوئی لوگون
پر پھینک رہا ہی لوگ جانتے ہین گوہ ہی بھاگے پھرتے ہین کبھی پیشاب کر کے چلوؤن مین لیتا
ہی لوگون پر دوڑتا ہی آدمی پر آدمی گر رہے ہین بازار مین ہنگامہ ہی لوگون نے دیکھا
ایک گھوڑا کوتل دوڑا ہوا چلا آتا ہی وہ گھوڑا گرد برق فرنگی کے پھرنے لگا برق بھی تڑپ کر
بھاگا گھوڑے نے پیچھا نہ چھوڑا پانون مین گھسکر اپنی پشت پر سوار کر لیا جیسے ہی مہتر
برق فرنگی پشت مرکب پر آیا رنگ روغن چہرے کا دفع ہو گیا مہتر برق فرنگی نے اپنے
کو بصورت اصلی پایا ہوش و حواس پراگندہ ہاتھ پانون مین رعشہ بازاریون مین ہلڑ ہوا میان
انگریز بنگئے لنبی ٹوپی سر پر پتلون جاکٹ جسم پر آراستہ حلقے کمند کے بازوون پر توبڑہ کسوت
عیّاری کا پہلو مین لٹک رہا ہی جب مہتر برق فرنگی نے اپنا یہ حال دیکھا چاہا گھوڑے سے پر
کو دون ممکن نہوا اب تو مہتر برق فرنگی نے بھی بڑی جمائی پودھے پر ہاتھ ڈالا ٹوپی اڑاتا ہوا
ہٹو بچو کہتا ہوا جاتا ہی ہزارون آدمی شہر کے ہنستے ہوے پشت و پہلو پر تھوڑی دور برق
چلا ہی کہ دیکھا جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو اسی طرح مرکبون پر
سوار بصورت اصلی مجبور ونا چار سے چلے آتے ہین آپسمین اشارے ہوے ہر ایک نے طرف
آسمان کے اشارہ کر کے کہا دیکھین بھائیو اب خدا کیا کرتا ہی اس قلعہ مین آکر پھر پھنسے مگر حال
مہتر قران کا سنیے یہ جاکر ایک ٹوٹی قبر مین اُتر گئے دیکھا کہ ایک مرکب آتا ہی مہتر قران نے
خیال کیا اسی جانب آتا ہی کیا عجب ہی کہ میری تلاش مین ہو ای مہتر قران دروازہ بھی شہر کا
نہ ملا تمھارے لیے بزرگون نے قید لگائی ہی کہ جس دن گرفتار ہوے موت کا سامنا ہی یا حیدر کرار

کھکے ایک بغدا رزمین پر مارا مہتر قران طبقے کے اندر آیا اب جو خیال کیا وہ گھوڑا اُسی مقام
پر چرخ مار رہا ہی ٹاپون سے زمین کھودنے کا ارادہ کرتا ہی اتبو مہتر قران اندر ہی اندر
نقب کھودتے ہوے چلے مہتر قران نو لقب کھودتے ہوے جاتے ہین ہرچند اندر زمین
کے دل گھبراتا ہی نفس در قفس پیچیدہ مگر قہر درویش برجان درویش اُنگلیون سے قطرے
خون کے ٹپک رہے ہین نقب کھودتے ہوے جاتے ہین مگر خواجہ عمرو بن امیہ گلیم اوڑھے
دربارگاہ ملکہ سہیل نارنجی پوش پر کھڑے ہین گھوڑا اگرد انکے خاک اُڑا رہا ہی کہ یکایک ہلڑ ہوا
دیکھا مہتر برق وچالاک وجانسوز وضرغام مرکبون پر سوار بیقرار اشکبار چلے آتے ہین الامان
کہکر عمرو کنارے ہوا ملکہ سہیل نارنجی پوش کو چوبدار نے خبر دی چار مرکب چار عیارون کو
لے کر آئے ہین ایک اتبک نہین پلٹا ایک دروازے پر خاک اُڑا رہا ہی سہیل نارنجی پوش
غصہ مین بیرون بارگاہ آئی دیکھا چارون عیار گھوڑون پر سوار کھڑے ہین جو مرکب کہ خاک
اُڑا رہا تھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے بہ نگاہ قہر اُسکی جانب دیکھا کہا کیون بھڑوے میرے
ملازمون کے گرد پھرتا ہی جاکر اپنے باپ کو نہین تلاش کرتا مرکب نے بہ نگاہ حسرت طرف ملکہ
سہیل نارنجی پوش کے دیکھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے ایک دانہ ماش کا اُٹھا کر مارا اور کہا
روح سامری مین بھی تاثیر جاتی رہی دانہ پڑتے ہی مرکب جلکر خاک ہوا عیارون کی جانب
متوجہ ہوئی کہا کیون نگوڑو میرے قلعہ مین آکر کچھ مزا اٹھایا اب تمھارے سر کاٹ کر خدمت مین
شاہنشاہ افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا کے روانہ کرونگی جادوگرون سے اشارہ کیا کہ
انکو گھوڑون سے اُتارو مشکین بندھوا کر اندر لائی کہا دیکھو اُن دونون کو بھی بلواتی ہون مہتر
برق نے کہا ملکۂ عالم اعلے اعلے مراتب رہین چراغ حسن وجمال ہمیشہ روشن رہے دشمن مثل
سبزہ پامال ہون دوست نہال ہون اور کسی کے دل کا حال تو ہم نہین جانتے ہم تو غلامی کو
حاضر ہین آپ نے ہمکو یہ مرتبہ دیا پیادے مشہور تھے گھوڑے پر سوار کیا اِس آبرو سے اپنے
سامنے بلایا آخر ہماری کیا خطا ہی مین جو خدمت مین رہونگا دل وجان سے خدمت گزاری
کرونگا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے کہا او انگریز کے بچے میرے سامنے زیادہ باتین نہ بنا اگر
مین نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو نہین معلوم کیا قیامتین برپا کرتے مہتر برق فرنگی نے کہا

مہتو حضور کا نام سُنکر آئے تھے جیسا سُنا تھا اُس سے زیادہ پایا مہتر برق فرنگی توانپی کہے
جاتا ہی مگر ملکہ سہیل نے کہا ایک منقل آتشین لاؤ مین اُن دونون عیارون کے بلانے کی تدبیر
کرون کنیزین چلی ہین کہ آسمان برستا ہوا شعلے آگ کے گرے خوشبو سے مشک و عنبر آئی ملکہ
سہیل نارنجی پوش نے سر اُٹھایا دیکھا ایک بزرگ آسمان سے اُترے چلے آتے ہین ریش
سفید تا بہ ناف تاج زرین سر پر جامہ زیب جسم گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہی کبھی سُرخ
کبھی زرد کبھی کبود ہو جاتا ہی اُن بزرگ نے آواز دی منم پابوس بزرگوار نائب خداوند لات و
منات ای سہیل نارنجی پوش تیرا ستارۂ اقبال اوج پر ہی کیا کار نمایان کیا اِن مکارون کو پکڑ لیا
مگر سار بان زادہ بلاے روزگار ہی تجکو متردد پاکر قدرت نے ہمکو بھیجا لہ عمرو بن امیہ نامدار
کو گرفتار کرکے پاس ہماری بندی خاص ملکہ سہیل نارنجی پوش کے پہونچا دو عمر اُسکی بڑھاؤ
سہیل نارنجی پوش گھبرا کر تخت سے کھڑی ہو گئی نائب لات تخت پر اُترے جامہ کو دیکھکر سب
اپنے جامہ سے باہر ہین کہ دمبدم رنگ بدل رہا ہی پہلو سے عمرو کو نکال کر سامنے پھینک دیا کہا
ای سہیل لے یہ عمرو بن امیہ نامدار موجود ہی اب ملکہ سہیل نارنجی پوش نے دیکھا عمرو مشکین
بندھا ہوا سامنے تخت کے پڑا ہوا ہی دربار مین یا خداوند لات و منات کا غل ہوا سب واسطے
سجدے کے جھکے سہیل نارنجی پوش نے بھی قدمون کو بوسہ دیا نائب لات نے سر چھاتی سے
لگایا کہا ای ملکہ سہیل نارنجی پوش دربار مین قدرت کے تیری بڑی تعریف ہی زبان قدرت
پر بڑی توصیف ہی جلد اِن پانچون کو قتل کر خبردار اِس برق کے دام تزویر مین نہ پھنسا برق
تو حیران کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہی چالاک نے اشارہ کیا کہ لو بھائی قبلہ و کعبہ آ گئے نائب
لات نے کہا ای سہیل رات بھر لات و منات و سامری و جمشید مین جوتی پیزار رہی ہی لات
مناط کہتے تھے کہ عیارون کو ہاتھ سے سہیل نارنجی پوش کے قتل کرائینگے سامری و جمشید
کہتے تھے کہ سہیل کا ستارہ گردش مین آیا عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا ملک الموت جاے اُسکی روح
قبض کرے تب لات و منات نے ہمکو حکم دیا کہ ای پابوس بزرگوار تم جا کر اُسکی عمر بڑھا دو
دو دو سو برس کی عمر کُل اُسکے ساتھ والون کو عطا کر دو سامری و جمشید سر پٹکتے رہجائینگے
کچھ بھی نہ کر سکین گے جلد شراب منگا ایسا نہو ملک الموت آجاے ملازم اُسکے دوڑے

مٹکے قرابے شراب کے لاکر دربار مین رکھے نائب لات نے ایک قرابے پر القاب لات ومنات
پڑھا لوگ حیران تھے کہ یہ کون سی زبان ہی کہا اس قرابے کی شراب سب مین ملا دو ایک ایک جام
سب ملکر پیین مگر خبردار ایک ہی سانس مین اگر نہ پیا ابھی دم نکل جائیگا اور یارو ملک الموت چل چکا ہی
آیا ہی چاہتا ہی قرابہ کھینچکر اپنے ہاتھ سے بھر کر ملکہ سہیل نارنجی پوش کو دیا کہا ای بندی
خاص الخاص جلد پیجا دیر نہ کر ملکہ سہیل نارنجی پوش نے خوشی خوشی جام ہاتھ مین لیا جیسے ہی
ہونٹون سے لگایا ایک شعلہ چمکا شراب پر گرا شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام کے ہزار ٹکڑے ہوے
اسی شعلہ مین سے آواز آئی ای ملکہ سہیل ہوشیار ہو جا بس سہیل نے پلٹ کر آواز دی باش ای
مکار مین نے پہچانا یہ کہکر ہاتھ اٹھایا چاہا سحر کرون خواجہ عمرو تخت سے کودے سرہنگ جادو ہکا
دزیر سامنے کھڑا تھا اسنے کلائی پر خواجہ عمرو کی ہاتھ ڈالا جھٹکا دیا عمرو منہ کے بل زمین پر گرا
گرتے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری یہ کہکر لپٹ کر خنجر مارا سرہنگ جادو کے
پہلو کو توڑ کر خنجر باہر نکلا سرہنگ لڑکھڑا کر گرا عمرو نے جست کی کہ مین نکلجاؤن جادو گردن
نے گھیرا خواجہ عمرو نے حقہ آتشبازی کا مارا کسی کا ہاتھ جلا کسی کا منہ پھنکا کوئی ہائے ہائے
کہکے گرا اب بارگاہ مین عمرو بھاگا بھاگا پھرتا ہی دروازہ بارگاہ کا بھی آنکھون سے ناپدید ہا
گھبرا کر عمرو نے پیچھے بھی کھینچا کسی پر حباب مارا وہ بیہوش ہوکر گرا کسی پر کمند ماری کسی کے خنجر
کوکھ پر مارا کفچہ مین رکھکر کسی کو چیر مارا ملکہ سہیل دیکھتی ہی کہ عمرو مثل برق کے تڑپ رہا ہی زمین
پر قدم نہین جمتا کئی سو جادوگرون کو مار کر ڈال دیا مگر مجبور ہی کہ دروازہ بارگاہ کا نہین ملتا جلو خانہ
تک جاتا ہی جب ساحر لینا لینا کہکر دوڑتے ہین گھبرا کر پلٹ آتا ہی سہیل نارنجی پوش نے چند دانے
ماش کے ہاتھ مین لیے عمرو نے ایک جادوگر کو خنجر مارا وہ گرا تھا کہ سہیل نارنجی پوش نے ایک
دوہتڑ زمین پر مارا آواز گیر کی دی زمین نے پانون خواجہ عمرو کے پکڑ لیے اب ملحوظ ہو کہ مہتر
برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و چالاک بن عمرو یہ تو بند سے بیٹھے ہین عمرو
کے پانون زمین نے پکڑ لیے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے نعرہ کیا ہان سب کے سر کاٹ لو
جادوگر تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے اب خواجہ عمرو کو عالم یاس ملک الموت پاس بلک بلک کر
آواز دی ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز اس مشکل کو حل کر ادھر مہتر برق و جانسوز

وضرغام وچالاک وغیرہ تڑپ تڑپ کر پکار رہے ہین ای معبود لم یزل وای عزیز بے بدل ہلاکت سے بچالے ظلم سے ان ساحران غدار کے نجات دے خواجہ کو اس حال مین دیکھکر چالاک نے سرد سے مار اپکارا کہ ای رحیم وکریم اگر قبلہ وکعبہ قتل ہوجا ئینگے چراغ لشکر اسلام از طلسم ہوش ربا تا بکوہ عقیق گل ہوجائیگا ایک آن مین گلزار ابراہیم پر خزان آجائیگی افراسیاب کے ظلم سے فوج مہرخ امان نہ پاسکے گی

نظم

وربخیل کواکبش سپاہی | او بافتۂ مجوزہ خاک
او کرد بنا سراچۂ تن | بکشادو روزنِ دیدہ روزن
بر منظر دیدہ طاق ابرو | او ساختہ این ہمہ عجائب
این مشعل مہ کہ بر فروزد | بے روغن وبے فتیلہ سوزد
بنمود دو روزن از مہ وخور | در پنبۂ ابر آن یگانہ
امواج دہ بحار جود است | بخشندۂ خلعت وجود است

او داد بہ آفتاب شاہی
زین پنبہ صبح چرخ افلاک
ببھہ زکمال قدرت از مو
او کردہ بنائے این غرائب
در بیضیہ سرنگون اخضر
بنہفتہ زژالہ پنبہ دانہ
آہ بے نیاز ایسے مقام پر قتل ہوتے ہین کہ دفن وکفن بھی نہ ملیگا لاشہ کون اٹھائیگا قبر تک کون پہونچائیگا تہ دل سے جو ان سبھون نے دعا کی تیر ہدف مراد پہ پہونچا بقدرت پروردگار مہتر قران نامدار جو نقب دیتے ہوئے اندر سے زمین کے آتے تھے زیر زمین اسی بارگاہ مین آکے پہونچے جان سے تو اپنی بیزار روح قالب سے نکلنے کو تیار آفت مین گرفتار انگلیون سے خون ٹپک رہاہی یکایک کان مین آواز گیرودار کی آئی مہتر قران نامدار نے اوپر ہاتھ کرکے ایک بغدا مارا قلیل سا طبقہ ٹوٹا مہتر قران نے دیکھا خواجہ عمرو ومہتر برق فرنگی وچالسنوز وضرغام شیردل وچالاک مشکین بندھے بیٹھے ہین خواجہ عمرو کے بالون زمین نے پکڑ لیے ساحر تلوارین کھینچے ہوئے آمادۂ قتل ہین یہ لوگ گریہ وزاری کررہے ہین اور ایک ساحرہ جو سب کی افسر معلوم ہوتی ہی نیمچہ پکڑے ہوئے طرف خواجہ کے جاتی ہی اندھیرا آنکھون کے نیچے آگیا قلب ٹھہر اگیا گردین اٹھا ہوا الباس بھٹا ہوا زمین سے نکلتے ہی نعرہ کیا باش اوقحبہ کیا کرتی ہی مین آن پہونچا

نعرۂ مہتر قران ذیشان

بمیدان اژدرہ آتش فشانم | سریع السیر چون باد بہاری
منم مہتر قران شیر ژیانم | جہان سر سنگ در خنجر گزاری

ملکہ سہیل نارنجی پوش پلٹی کہ

یہ بلا کہان سے آئی چاہتی تھی کہ سحر کرے بغدا پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے عمرو کے پانون
زمین نے چھوڑے برق و جانسوز و ضرغام و چالاک یہ سب قید سے رہا ہوئے مکان گرنے لگے
صدائے ہاہو بلند تمام ساحر درو مند بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی سر نام من سہیل نارنجی پوش
ہو داب روشنی ہوئی ساحران شہر نے عیارون کو گھیرا عیار لڑتے بھڑتے بیچ شہر مین آ گئے
ہین مہتر قران کا بغدا چل رہا ہی خواجہ عمرو نے جاب مار مار کے صدہا نامردون کو مارا
برق کر یچ کھینچے تڑپ رہا ہی ساحران شہر گئے تو یہ لوگ قبضہ مین نہین آتے حقہ ہائے
آتشین مار کر ہزارون کو جلا دیا اب دروازہ شہر کا بھی معلوم ہو رہا ہی قریب ہی کہ لڑ بھڑ کر
نکلجائین ساحر سحر بھول گئے ہین دیوارین شہر کی گر گئی ہین باغ مین گلہائے رنگا رنگ سے
چنگاریان نکل رہی ہین شاخین مثال شمع کافوری جل رہی ہین ہر نخل شمشاد پر شعلہ کا گمان ہی
ہر درخت آگ کا شجر معلوم ہوتا ہی کوہ و برزن مین ہنگامہ ہی کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا
کہ باشیلا و نا عیار و میری دختر بلند اختر کو مارا منم شعلہ خوار جادو مہتر قران نے جو سر اُٹھا کے
دیکھا ایک ساحر غدار بلائے روزگار ہزبر آتشین پر سوار ہاتھ مین اسباب سحر دسون اُنگلیان
مثل پنجشاخے کے روشن آگ کا ٹیلہ بنا ہوا عیارون نے چاہا کہ کود پھاند کر نکلجائین جہار جانب
مجمع ساحران مقابلے سے ان بیچارون کے حیران پریشان ہو رہا ایک جھپکنے نہ پائی کہ شعلہ خوار
زمین پر اُترا ہزبر آتشین سے کود کے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ چھوٹون کے پانون زمین نے
تھام لیے اور شعلہ خوار جادو بھڑک کر جھپٹا ایک طرف لاشہ جوانی بیٹی کا تڑپتے دیکھا آگ
لگ گئی گریبان چاک کیا منھ پہ خاک ملی آواز دی ہائے ای نور نظر پارۂ جگر ان ظالمون کو رحم
نہ آیا عین شباب مین تجکو مارا یہ کہکر طرف عیارون کے پلٹا عمرو سے آنکھ ملا کر آواز دی او
ساربان زادے تم چھوٹون کو تو ابھی پھونکتا ہون مگر مہرخ وغیرہ کی بھی شامت آئی ہی
اگر اس خون کے معاوضہ مین جا کر کل کو نہ مارا تو نام اپنا شعلہ خوار جادو نہ پایا یہ کہکر جھولی
سے گولہ نکالا چرخ دے رہا ہی عیارون نے دیکھا کہ وقت خاتمہ قریب آیا بیقرار ہوکر
پکار اُٹھے ای دافع البلیات وای سامع الدعوات فریادرس درماندگان و خلاق زمین و
آسمان تو نے بطن مادر مین جگہ دی تو ہی نے نو مہینے حفاظت کی چالیس روز قبل از تولد

شیر لپستان مرحمت فرمایا ایک کلمۂ کن مین تمام عالم کو بنایا نظم

قیام آموز سرو جویباری
بلندی بخش ہر ہمت بلندے
گناہ آمرز رندان قدح خوار
بطاعت گیر پیران ریاکار
رفیق روز در محنت گزاران
زبحر لطف او ابر بہاری
زشکرش پر شکر کام شکرخان
زقہرش زہر عیش تلخ حرفان
بقرار ہین اپنے آقا کو پکار رہے ہین نظم
مشکلم در پیش یا حاجت روا
یا علی درماندہ ام دستم بگیر
در گناہ خود گرفتارم اسیر
تو امیری تو وزیری من گدا
یا علی سلطان عالم نام تو
وصف ذاتت در کلام اللہ ہست
تو اماسے تو ید اللہ ہست

قصب باف عروسان بہاری
بہ پستی افگن ہر خود بلندے
انیس خلوت شب زندہ داران
کنند خار و سمن را آبداری
سب سے زیادہ مہتر قران
کس نبی حرز ذات تو مشکل کشا
کن نظر بر بے نوائی یا شہا
آسمان پست است پیش بام تو
آہ کریم کارساز و واسطہ ان

بزرگان دین کا رحم کر اس بجیا کے ظلم سے بچالے ہلاک کر جوان بھون نے دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا اتفاقات قضا و قدر بحکم مالک بحر و بر ملکہ مخمور سرخ چشم جو طلسم جمشیدیہ سے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان سے رخصت ہو کر چلی تھی بخوف شاہنشاہ افراسیاب مثل ستارے کے آسمان مین ڈوبی ہوئی چلی آتی تھی شور و غریو کی آواز کان مین پہونچی دیکھا ایک شہر کو کہ دیوارین وغیرہ گر گئی ہین قصرہاے پختہ جابجا جل رہے ہین ہر در و دیوار سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین اپنے چھوٹن عیارون کو دیکھا کہ مجمع ساحران مین پا بہ گل ہین لاشے سیکڑون گرد پڑے ہین ایک ساحر غدار آتش کا پتلہ بنا ہوا ہاتھ مین گولے کو چرخ دیرہا ہے کلمات سخت بہ نسبت عیارون کے زبان پر جاری گولہ مارا چاہتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم کا کلیجہ جلا مگر شعلہ خوار جادو نے گولہ مارا کہ عیار جل جائین ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہین سے سحر کیا کہ وہ گولہ الٹا پلٹا مجمع ساحران مین آکر پھٹا کئی ہزار ساحر جلکر گرے شعلہ خوار گھبرایا کہ یہ کیسی آگ لگی میرے سحر نے میرے ہی جادوگرون کو جلایا چاہا کہ تیغہ کھینچ کر جھپٹے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ مخمور سرخ چشم مین نے پہچانا اترتے اترتے سحر کیا زمین تپنے لگی کئی سو بجیا واصل جہنم ہوے شعلہ خوار نے کہا باش او مخمور مین نے پہچانا یہ کہکر اسنے آتش کے دہنے مارے صدہا شعلون نے اس ماہ آسمان خوبی کو گھیر املکہ مخمور سرخ چشم نے دو فوات

ہاتھ چمکائے باران سحر برسا آتش سحر کو اُس بجیا کی بجھایا اور پلیٹ کر موتیون کا مالا توڑ کر پھینکا عمرو
وغیرہ پر وہ موتی گرے ہاتھ پانُون سحر سے چھوٹے اب یہ بھی کمندین پکڑ کر ساحرون سے لڑنے
لگے مخمور نے قیامت برپا کی کئی ہزار ساحرون کو مار کر سامنے شعلہ خوار جادو کے پہونچی اُسنے
بہت سے سحر کیے ملکہ نے دانہ یاقوت احمر کا کنٹھے سے نکالا آم سحر کا پڑھکر للکارا سینۂ پُرکینہ پر
شعلہ خوار جادو کے مارا ہر چند چاہا بچن نیچ سکا سینے پر پڑا کہ پشت کو توڑ کر نکلگیا شعلہ خوار
چرخ کھا کر زمین پر گرا صدا ایئن ہا ہو کی آئین زمین کانپی سنگباری برف باری ہوئی خواجہ عمرو
نے اِس اندھیرے مین لوٹنا شروع کیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ خوار
جادو بود دیکھا ایک لاشہ شعلہ خوار کا لاشہ سہیل نارنجی پوش خود بخود بلند ہوے جھونکے ہوا
کے اُڑا کر طرف آسمان کے لیگئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی ای خواجہ عمرو دام طمع مین
نہ پھنسو شہر کے لوٹنے مین نہ مصروف ہو نکلچاؤ مین لشکر مین آکر ملونگی اب راستہ بھی فراموش ہوگا
جلد نکلچلیئے یہ لاشے دونون کے طرف باغ سیب کے گئے ہین افراسیاب کو خبر
ہو جاوے گی فوراً آئیگا قیامت برپا کریگا یہ کہکر مخمور سحر کر کے بلند ہوئی چھوَن عیار نیچہ ٹیک
ٹیک کر شہر سے نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے اب راستہ بھی معلوم ہوا دو تین کوس راستہ طی کیا
تھا کہ نشان لشکرِ اسلام معلوم ہونے لگا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران
نامی و جادوگران گرامی جلوہ فرما ہین جیسے کہ خواجہ عمرو کو افراسیاب لیگیا ہی بارگاہ مین
سناٹا پڑا ہی ملکہ مہرخ کہ رہی ہین کہ صاحبو نہین معلوم خواجہ عمرو پر کیا گذری ایک سر
ہزار سودا خدا اُسکی جان بچائے سامنے دشمنون کے سرخ رو رہے فلک روز سیہ کھائے
یہ کہکر ملکہ مہرخ نے کہا کیون ای ملکہ بہار ہمتو فکر مین خواجہ عمرو کی بیتاب ہین بیخور و خواب
ہین عہدۂ وزارت تمھارے سپرد ہی مناسب یہ ہی کہ ہر کس و ناکس کا خیال رکھو کئی مہینے کا
زمانہ گذرا کہ بی مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہرکارے بھیجو خبر منگاؤ رونق لشکر اسلام کی رازدار
صاحب جاہ و وقار خدانخواستہ کہین افراسیاب جادو نے پکڑ نہ لیا ہو قید کر کے طلسم مین
نہ بھیجا ہو ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا عاشق مزاجون کے لیے فکر بیکار ہی اُسپر بھوت عشق کا سوار
ہی کوہ عقیق پر ہونگی مزے اڑا رہے ہونگے آنکھون مین رنگ نشے کے جمے ہونگے نئی نئی چاہت

دلمین جوش محبت حضور ربط وضبط بہت مشکل ہی جو آتش عشق کو یون سینہ مین چھپائے وہ بڑا کامل ہی کلیجہ آتش عشق سے جلے منہہ سے دھوان نہ نکلے قلب پر چھری چلے ہاے واے نہ کرے بی مخمور کے دل نے نہ مانا اپنے معشوق کو دیکھنے گئی ہین جلدی کیا ہی آئینگی کوئی قید ہی تو اُنھین کیا مرنے والا مرے جینے والا جیے اپنے مزے سے کام اپنے فعل کی مختار ہین اُنھین کون بدنام کریگا کئی مہینے گزرے دل نہین بھرتا اگر ہمارا خیال ہوتا شاہزادہ اسد بن کرب غازی کے قید ہونے کا ملال ہوتا ضبط کو کام فرماتین اس زمانے مین نہ جاتین ملکہ مہرخ نے ہنس کے فرمایا ای ملکہ بہار جادو ہم تمھارے ربط وضبط کے قائل ہین ماشاء اللہ کیا ضبط ہی شاہزادہ سعد بن قباد کی محبت کو کیا چھپایا ہی نام سعد بن قباد سنکر ملکہ بہار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا حضور خدا اُس شہریار کو سلامت رکھے اُنکے غلامون سے ہمین محبت ہی مگر اپنے کو بدنام کرنے سے نفرت ہی ہر چند کہ آتش عشق کا چھپانا کلیجہ کو جلانا مردان عالم کا کام ہی عاشقان صادق کا نیک انجام ہی نظم

عشق سر دفتر دیوان قضاست	عشق سر حلقۂ ارباب بلاست	عشق را فتنہ گری پیش بود
عشق بس سانحہ اندیش بود	عشق آشوب پسنداست مدام	عشق راہست ہمین طرز مدام
عشق ہمخوابۂ چشم بیخواب	عشق ہم بزم دل خانہ خراب	عشق گلگونہ بمالد گل را
عشق شوریدہ کند بلبل را	عشق راہست در شادی بند	عشق را راحت کس نیست پسند
عشق را رحم نباشد فریاد	عشق را نیست روش جز بیداد	حسن و عشق اند ز روز میثاق
بستۂ عہد گر از روے نفاق		

یہ اشعار آبدار پڑھ کر ملکہ بہار کے عارض رنگین پر اشک خونی بہے قریب تھا کہ ہچکی لگ جاے ملکہ مہرخ نے فرمایا ای بہار ای گلعذار ای سرو باغ رعنائی ای غنچۂ چمن زیبائی حقیقت مین تمنے خوب ربط وضبط کو کام فرمایا کیا کہنا بہار نے کہا حضور نہ ربط ہی نہ ضبط ہی کوچۂ عشق مین قدم رکھنا سراسر خبط ہی ہمین اپنے بخت واژگون طالع نگون سے امید نہین کہ پھر زیارت اُس شہریار کی نصیب ہو یہ ہمسے نہ ہو سکے گا کہ یہان ہنگامہ قتل اسد غازی برپا ہو ہم مزے اُڑانے جائین یہ جنکا کام ہی اُنکو مبارک رہے ہان اگر خدا فضل کرے اور شاہزادہ اسد بن کرب غازی قید افراسیاب سے چھوٹین اور صاحبقران لڑتے بھڑتے

یہان پہونچین اسوقت مین یک نظرے خوش گذرے کل لشکر اسلام کی سلامتی کی خیر مناتے ہین
ہمارا عشق یہی ہی جہان رہین جان و مال کی اُنکے خیر ہو یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ
مخمور سرخ چشم طاؤس زرّین بال پر سوار دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے مثل برق جھندا
بارگاہ مین آکر اُترین پایۂ تخت کو بڑھ کر بوسہ دیا سب سے صاحب سلامت ہوئی ملکہ بہار نے مسکرا کر
کہا حضور پادشہ بخیر ملکۂ عالم آئین کیون ملکہ مخمور خوب مزے اُڑائے اتنی جلدی آنا کیا ضرور تھا
معشوق کے پہلو مین دل مسرور تھا یہان آنے سے کیا فائدہ ہر وقت جان جانے کا خیال
آٹھ پہر جنگ وجدال خوب راگ ورنگ مین مصروف رہین ملکہ مخمور نے کہا بی بہار صاحبہ تمکو کچھ
حال بھی معلوم ہی آتے ہی طعن وتشنیع شروع کر دی بہار نے کہا ہوا خفا کاہے کو ہوتی ہو
حقیقت مین اسد غازی کو چھڑانے گئی تھین لوح طلسمی بھی ملگئی در بند بھی فتح ہوے انکو
ملکہ مخمور کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوا کہا بی بہار صاحبہ خدا چاہیگا تو شاہزادہ اسد بن کرب غازی
بھی چھوٹین گے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی وہ بھی دن خدا دکھائیگا اور انشاء اللہ ہمین لوح طلسمی
کا پتا لگائینگے تم سمجھتی ہوگی ہم کوہ عقیق سے آتے ہین پروردگار نے ہمین ایسے وقت پر پہونچایا
کہ تمام لشکر اسلام مصیبت مین تھا بادشاہ لشکر اسلام کی جان بچائی اس کلمہ پر تو ملکہ بہار کو
غصہ آیا کہا بس لو بیٹھو چھوٹا منھ بڑی بات نہ بولو اُنکا خدا حافظ ونگہبان ہی پیدا کرنے والے کا
اُنپر احسان ہی ذرا سی بات کہی لڑنے لگین معشوق کی جھانجھ مجیرا اُتاری دونون مین جانون
جانون جو ہوئی ملکہ مہرخ نے منع کیا دونون کو گلے سے لگایا کہا ملکہ مخمور بیان کرو کیا سرگزرا
گزرا ملکہ بہار ہمارے سر کی قسم حال تو سنو مخمور نے کہا حضور مین بیشک کوہ عقیق پر گئی تھی
کسی کی چوری نہین ہی مین کسی کی لونڈی باندی نہین جب کوہ عقیق پر پہونچی ایک جادوگر یہان سے
گیا تھا اُسنے قیامت برپا کی تھی اوّل جا کر اُسکو مارا سر میدان للکارا اب اور بڑی مصیبت
کیا عرض کرون کسی وقت مفصل بیان کرونگی مجمل یہ ہی کہ طلسم جمشید یہ مین بنفسی خدا سلامت رکھے
اُس شیر بیشۂ جرأت ہزبر دشت ہمت گل گلزار خلیل الرحمان شاہزادہ نور الدہر کو اس
زور شور سے طلسم فتح کیا کہ زمین تھراتی تھی جمشید جادو کو گھسکر مارا وہان سے مہلت پاکر
آئی راہ مین خواجہ عمرو بن امیہ ایک قلعہ مین جا کر بتلاے بلا ہوے تھے وہان پہونچکر

شعلہ خوار جادو کو مارا قلعہ سے اُن سب کو نکالا یہ سب کچھ کیا اور پھر پہلو مین بیٹھی تھی راگ و
رنگ مین مصروف تھی یہ خیر خواہ ایسی بیوقوف تھی ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا جوش محبت مین یہ
سب کچھ ہوا نہایت دربار مین خوشی ہوئی ملکہ مہرخ نے پوچھا ای ملکہ مخمور خواجہ عمرو کو تو فراسیاب
جادو لیگیا تھا قلعہ مین کیونکر پہونچے ملکہ مخمور نے کہا مین نے یہ خواجہ سے دریافت نہین کیا
شعلہ خوار جادو کو جب مارا لاشہ اُسکا مع سہیل نارنجی پوش ہوا پر اُڑکر چلا مین گھبرا کر تعجیل تمام
نکل آئی خواجہ کو آواز دی کہ اُستاد جلد نکلیا و ایسا نہو کہ بلا مین پھنسو بارے وہ بھی نکل گئے یقین ہی
تشریف لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے عرض کی خواجہ عمرو مع عیارون کے آتے
ہین مہرخ مو وغیرہ واسطے استقبال کے نکلین خواجہ عمرو بارگاہ مین آئے سب سردار واسطے
تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہرخ نے تصدق وغیرہ اُتروایا پوچھا کہ خواجہ اُس ظالم کے پنجہ سے کیونکر رہائی
پائی عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور ملکہ شبنم گوہر پوش کی آنکھ کھلی حیران ہوئی کہ مجھپر اوس کیونکر
پڑی اپنے کوہ مروارید پر گا ناسُن رہی تھی اس دربارگاہ مین کیونکر آئی خواجہ عمرو نے پکارکے آواز
دی ای ملکہ شبنم گوہر پوش قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا مین تجکو بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ
مین گرفتار کر لایا اگر قتل کر ڈالتا کسی کو خبر بھی نہوتی اول تو تمھارا احسان تھا کہ تمنے افراسیاب
جادو سے میری سفارش کی جان بچانے کی گذارش کی علاوہ اسکے تمسے ایک محبت بھی ہوئی
سامری و جمشید پر لعنت کرو اِن سب شاہزادیون کا ساتھ دو کتاب سامری مین صاف صاف
تحریر ہی کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی قاتل افراسیاب جادو ہی جہاد کرنا دین اسلام
مین بڑا ثواب ہی ہرچند خواجہ عمرو نے سمجھایا مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو ناگوار ہوا ہرچند کہ گانے
پر خواجہ عمرو کے مائل ہوئی ہی تیغ علم موسیقی کی گھائل ہوئی ہی گرفتار ہو گئے اپنا آنا بہت شاق
ہوا مگر یہ بھی خیال کیا کہ بڑے بڑے ساحران نامی دربار مین ملکہ مہرخ کے جمع ہین ملکہ بہار
و باغیان عالی وقار دعمار قدرت صاحب سطوت و صولت برق و رعد وغیرہ سوچی کہ انکا
مین خرابی ہی دوست بنکے کام کرو اپنے دل مین سوچ کر جواب دیا کہ خواجہ مجھے عذر کیا ہی مین ہمیشہ
اِسی فکر مین تھی کہ آپ کی خدمت مین پہونچون افراسیاب جادو سے لڑون یہ بھی آپ پر
ظاہر ہو جائیگا بہت سے اسرار طلسم مجھے معلوم ہین بر وقت رہائی طلسم کشا عرض کرونگی مقام توجہ

بتاؤنگی مین نے دل وجان سے اطاعت طلسم کشا قبول کی یہ سعادت حصول کی ملکہ مہرخ نے منگوا کر خلعت دیا پہلو مین ملکہ سُرخ کے کرسی ملی مگر خواجہ عمرو نے چپکے سے ملکہ بہار سے کہا کہ ملکہ مہرخ سے کہدینا کہ شبنم گوہر پوش دل سے مطیع نہین ہوئی چہرے سے سیاہی کفر کی دور نہین ہوئی بہار نے کہا نہین خواجہ یہ ساحرہ بڑی صاحب لیاقت ہی یہ ایسا نہ کریگی عمرو خاموش ہو رہا ملکہ شبنم گوہر پوش کے دل کو تو پیچ وتاب ہی کہ شب ہو تو ساربان زادے کو گرفتار کرکے خدمت مین ملکہ حیرت کی لیجاؤن اسکی عیاری کی سزادون مگر بہ شکل کنیز شمیمہ نقب زن عیار بچی دربار مین ملکہ مہرخ کے حاضر تھی دربار کی کیفیت دیکھکے بھاگی خدمت مین ملکہ مہرخ کی آئی عرض کی ای ملکہ عالم شاہنشاہ عمرو کو لیگئے تھے ملکہ شبنم گوہر پوش کے مقام پر جاکر ٹھہرے تھے عیارون نے عیاری کی عمرو رہا ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل مین ڈالکر لے آیا راہ مین کسی وجہ سے قلعہ سہیل نارنجی پوش مین پہونچا سہیل نارنجی پوش کو مہتر قران نے مارا باپ اُسکا شعلہ خوار ملکہ مخمور سرخ چشم کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا قلعہ ویران ہوگیا ابھی عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل سے نکالا عمرو نے سمجھایا وہ مطیع اسلام ہوئی عمرو سے کہہ رہی ہی بعد رہائی شاہزادہ اسد بن کرب غازی لوح طلسم ہوش ربا کا پتا بتاؤنگی در بند فتح کراونگی انگوٹھا بھاری خلعت ملا ہی سنکر حیرت جادو قہر وغضب مین کانپنے لگی کہا جو نمکحرام جاتا ہی لوح کا فرور پتا لگاتا ہی بلاؤ تو ملکہ صرصر شمشیر زن کو یہ کلمہ منھہ سے نہ نکلا تھا کہ سامنے سے صبار رفتار کمند انداز بصد کرشمہ وناز نمایان ہوئی ملکہ حیرت کو غصہ مین دیکھکر مثل آئینہ حیران ہوئی ملکہ حیرت نے کہا ای صبار رفتار مین تجکو نہال کردونگی دامن آرزو گوہر بے بہا سے بھردونگی شبنم گوہر پوش ملکہ سمنکال جادو کی بھانجی ہو مسلمان ہوئی جس طرح سے بنے گرفتار کرکے لا مارے کوڑون کے حرامزادی کی کھال کہرادونگی صبار رفتار نے کہا لونڈی گئی اور جاکے لائی صبار رفتار سر شام صورت اپنی ایک جادوگرنی کی بناکے لشکر مین خواجہ عمرو کے داخل ہوئی مگر ملکہ شبنم گوہر پوش بصد جوش وخروش دربار مین ملکہ مہرخ کے داخل ہی غصہ مین خاموش بیٹھی ہی دل سے کہہ رہی ہو کہ ای شبنم تیری دست برد تو رات کو ہوگی مسلمانون پر اوس پڑے گی یعنے خواب مرگ مین مبتلا ہونگے جسکو پاجاونگی سر کاٹ کرلے جاؤنگی نگوڑے عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ عمر بھر یاد کریگا میری بدعت سے

فریاد کریگا پہر رات گئے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ملکہ شبنم گوہر پوش کے واسطے ایک
بارگاہ استادہ کرادی کنیزین براے خدمتگزاری مرحمت ہوئین سب سردار اپنے اپنے خیمے مین
گئے صبا رفتار ایک درخت کی آڑ پکڑے ہوے بارگاہ شبنم گوہر پوش کو تاک رہی ہی کہ سناٹا
ہو تو جاکر تدبیر گرفتاری کرون یہان ملکہ شبنم گوہر پوش کو کب آرام ہی بعد جانے خیمے کے کنیزون کو
اپنے پاس سے رخصت کردیا تنہا جاگ رہی ہی کہ رات زیادہ گذرے تو بارگاہ سے نکلون
پہلے نگوڑے عمرو عیار کا سر کاٹ لون جو ہو سکے آج رات بھر قتل کرتی پھرونگی صبح ہوتے بارگاہ
ملکہ حیرت جادو مین پہونچونگی جب اسنے یہ خیال کیا کہ پہر رات باقی رہی ہی اپنے چھپر کھٹ سے
اُٹھی باہر بارگاہ کے آئی چہار طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھنے لگی خواجہ عمرو کے خیمے پر نگاہ ڈال رہی
ہی کہ گوشے سے صبا رفتار نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو دیکھا جی مین کہتی ہی کہ کیا سبب ہی
کہ اسوقت ملکہ شبنم اپنی بارگاہ سے نکلی مگر ایسی صبا رفتار یہی وقت عیاری ہی جھٹ پٹ
رنگ و روغن عیاری کا لگاکر مہتر برق فرنگی کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑتی ہوئی سامنے
ملکہ شبنم گوہر پوش کے آئی شبنم اُسکو دیکھکر جی مین کہنے لگی کہ یہ عمرو کا قوت بازو ہی پہلے اسکو
لینا چاہیے پکار کر آواز دی بھیا کہان سے آتے ہو صبا رفتار تو خود ہی چاہتی ہی کہ یہ مجھکو
بلائے تو مین اپنا کام کرون پلٹ پڑی پکار کر کہا ملکۂ عالم خیر تو ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا بھیا
برق اسوقت بارگاہ مین دل گھبرایا چاندنی کی سیر دیکھنے باہر نکل آئی آؤ گھڑی بھر ہمارے
پاس بیٹھو خیال مین ہی ای شبنم پہلے تو اسکو بارگاہ مین لے چلو اسکا سر کاٹ لو صبا رفتار نے
کہا ملکہ حاضر ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش برق کو لے کر اندر آئی صبا رفتار نے آتے ہی کہا ملکہ کوئی
گلابی شراب کی بھی ہی اسوقت بہت جی چاہتا ہی ملکہ شبنم نے کہا بھیا لو میو یہ کہکر گلابی سامنے
کی صبا رفتار نے جھٹ پٹ جام لبریز کرتے کرتے بیہوشی شامل کر کے ہاتھ پر رکھکر کہا ملکہ پہلے آپ
پیجیے ملکہ شبنم نے بے تکلف ہاتھ بڑھا دیا جام لبون سے لگاکر پی گئی جام پلاکر صبا رفتار اُٹھی ملکہ
شبنم نے کہا بھیا برق کہان چلے صبا رفتار نے کہا اب ٹلا ئیے پر جاؤنگا ملکہ شبنم اُٹھی
کہ ماش کا دانہ ماردون کہ یہ باہر نہ جا سکے اُٹھتے اُٹھتے بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گری صبا رفتار
نے فوراً زبان مین سوزن دیا حلقہ ہاے کمند سے مشکین باندھین سرا پچہ چاک کر کے نکلگئی

طرف لشکر ملکہ حیرت کے روانہ ہوئی ستارہ سحری چمک چکا ہی خواجہ عمرو کو رات بھر خیال رہا ہی کہ دیکھیے ملکہ شبنم گوہر پوش کیا کرتی ہی دو گھڑی رات رہے سے عمرو اُسکی بارگاہ پر آیا اندر آکر دیکھا پتر اصبار رفتار کا معلوم ہوتا ہی سراپچہ چاک ہی بس خواجہ عمرو نے خیمے سے نکلتے ہی آواز دی ملکہ شبنم گوہر پوش کو صبار رفتار چرا لیگئی سرداروں نے قصد کیا عمرو نے کہا پہلے مین جاتا ہون دیکھون تو معرکہ کیا ہی آپ لوگ خبر منگائیے گا جیسا مناسب وقت ہوگا عمل مین لائیے گا یہ کہکر طرف لشکر کفار کے بھاگا یہان ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی شاہزادیان وزیرزادیان آتی جاتی ہین مصور و صورت نگار ملکہ یاقوت جادو و ملکہ شعلہ آتش مزاج و ملکہ نمکین شیرین کلام و ملکہ صنوبر شمشاد قد وغیرہ جمع ہین ملکہ حیرت جادو کر رہی ہی کہ مین نے برائے گرفتاری ملکہ شبنم گوہر پوش صبار رفتار کو روانہ کیا ہی صبح ہوگئی تو شبنم کو کہان پائیگی مصاحبین عرض کر رہی ہین حضور وہ لے ہی کر آئیگی یہ سخن ناتمام تھا کہ صدا اُڑنگ کی بلند ہوئی دیکھا صبار رفتار کمند انداز پشتارہ بدوش آپہونچی ملکہ حیرت نے پوچھا صبار رفتار کسے لائی عرض کی حضور شبنم گوہر پوش کو لائی یہ سنتے ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا لا سامنے بٹھلادے صبار رفتار نے بائین فرش بٹھا کر فتیلہ رفع بیہوشی دیا ملکہ شبنم نے آنکھ کھولی ملکہ حیرت جادو نے پکار کر آواز دی او قحبہ او شفتل او کمبخت اپنے باوا عمرو پر عاشق ہوئی اسد غازی کو رہا کرنے جاتی یقین لوح طلسمی کا راز بتاتی یقین اب کہ تیرے حمایتی کہان ہین ملکہ شبنم شرم سے غرق عرق ہوگئی ایسے کلمات مہملات کبھی کانون سے کاہیکو سنے تھے جواب دیا ملکہ خیر تو ہی مین یہان کیونکر آئی عیارہ بچی نے کہا مین برق بنکر تمہاری مشکین باندھ لائی شبنم نے کہا حضور مین تو اسواسطے مطیع الاسلام ہوئی کہ عمرو کا سر کاٹ کر لاؤن یہ آپ نے کیا غضب کیا میرا کام بنا بنایا بگاڑ دیا ملکہ حیرت جادو نے کہا لو صاحب اور مزا سنو مجکو کل کی چھوکری نادان بناتی ہی وہان گئین تو اُنکی دوست یہان ہمارے ساتھ فقرہ بازی جعلسازی ارے دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون تو نے اپنے مقام پر شاہنشاہ کو بیہوش کرایا تیری ہی باتون سے عمرو چھوٹا ورنہ دیکھی شاہنشاہ اُسکے فقرے مین نہ آتے اپنی چھب تختی دکھاکے میرے بھولے شاہنشاہ کو بہکایا دشمن کو چھڑوا دیا ہمارے دشمنون مین بیٹھکر

فتح طلسم کی تدبیر بتاتی ہین میرے سامنے آکر یہ باتین بناتی ہین جلد جلاد کو بلاؤ اس نمک حرام کو قتل کرین شبنم ہر چند کہتی ہی ملکہ ذرا ہوش مین آؤ چونچ سنبھالو بادشاہ کی جورو بنکر آپ سے باہر نہو دوست کو دشمن بناتے بھی شرم نہین آتی ہی اِس بات پر تو ملکہ حیرت جادو کو اور غصہ آیا فوراً جلاد کو بلایا کہا اِس زبان درازہ کو قتل کر جب جلاد نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا ریت کا چبوترہ بنایا گردن پر کوئلے کا خط دیا تیغہ چمکا کر پکارا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ کسکا سررشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب بارگاہ سلطانی ہی کسکی کشتی عمر طوفانی ہی ملکۂ عالم حکم اول ہی سمجھ کے دیجیے اب تو ملکہ شبنم گوہر پوش کا عجیب حال قلب پر ہجوم غم وملال کمسنی کی موت کا سامنا اتنے بڑے دربار مین ہرکس دشمن جان تشنۂ خون نظر آیا رنگ روے ملکہ شبنم گوہر پوش متغیر ہوا پیشانی پر موت کا پسینہ آیا جسم مین رعشہ دل سے کہتی ہی ای شبنم تیرے مکر نے مجکو ہلاک کیا اب اِسوقت ثابت ہوا کہ دین عمرو کا سچا ہی کجا ملکہ مہرخ وبہار کجا مقابلۂ افراسیاب ناہنجار قوت وقدرت خدا سے نادیدہ صاف ظاہر ہی اتنا بڑا بادشاہ چاہے اپنے ملازمون کو نہ قتل کر سکے جو جو اوصاف خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے اپنے پروردگار کے بیان کیے وہ سب حق ہین ای دل تردد منزل وہ معبود برحق ہی ای خداے عمرو مین عہد واثق کرتی ہون اگر اِس بلاے ناگہانی سے بچون خواجہ عمرو کی شریک ہو کر افراسیاب خانہ خراب سے لڑون شاہزادہ اسد غازی کی ہمراہی مین جان ودل سے کوشش کرون یہان ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا ای جلاد ہمنے حکم اول دیا اِس بدانجام نمکحرام کو جلد قتل کر جلاد نے شانہ ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہلایا کہا او گنہگار حکم اول تیرے قتل کا ہو چکا جو کھانا ہو کھالے جو وصیت کرنا ہو کر لے اب جان کا بچنا دشوار ہی موت تیرے سر پر سوار ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے جواب دیا او بچیا اپنے کام مین مصروف ہو نہ پانی کی ہوس نہ کھانے کی خواہش البتہ یہ بڑی کاہش ہی ای حاضرین وقت اگر کسی کا گذر لشکر اسلام مین ہو تو خواجہ عمرو سے ہمارا یہ پیغام پہونچا دے کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپکی کنیز ناچیز بیکس وبے بس ہو کر دربار کفار مین قتل ہوئی یہ ہوس دل مین رہگئی کہ وقت آخر آپ کی زیارت سے مشرف نہوئی مگر جہان تک ہو سکے اس کنیز کا لاشہ لیجایئے گا طریقے پر اہل اسلام کے دفن کیجیے گا

اپ کے سامنے مین نے مکر سے کہا تھا مگر اب صدق دل سے اطاعت دین اسلام قبول کی شکر ہی وقت آخر سعادت دارین حصول کی فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا لونڈی کے جنازے کو کاندھا دیجیے گا یہ کہکر چیخ مارکر روئی نگاہ طرف آسمان کے اُٹھائی بیقراری مین پکاری نظم

ای عمرو کے خدائے نادیدہ	ہی یہ تیری کنیز رنجیدہ	مجکو اس قید سے چھڑا جلدی
بدعت و جور سے بچا جلدی	پہونچی اپنی سزا کو ای معبود	سنتی ہون ہر جگہ تو ہی موجود
شان قدرت کی اب دکھا یارب	اس بلا سے مجھے بچا یارب	دین اسلام ہی قبول مجھے
جانبری جلد ہو حصول مجھے	ای سمیع و علیم ای ستّار	خالقِ بے نیاز ای غفار
وقت امداد و دستگیری ہی	شاق لونڈی پہ یہ اسیری ہی	تیری قدرت تو آشکارا ہی
اب ترا ہی فقط سہارا ہی	سُن چکی ہون کہ بے نیاز ہی تو	اپنے بندونکا چارہ ساز ہی تو
تیرے در کے گدا ہین شاہ و فقیر	پھیر دے اس کنیز کی تقدیر	مجھ گنہگار کی دعا ہو قبول
ہو رہائی اب اس بلا سے حصول		

ملکہ شبنم گوہر پوش کے جو آنسو ٹپکے اہالیان دربار اور زیادہ ہنسے کہا ای ملکہ عالم خدائے نادیدہ سے دعا کرتی ہی دم اُسکی وحدت کا بھرتی ہی حیرت جادو نے حکم دیا او جلاد جلد سر کاٹ دے جلاد تیغہ پکڑ کر چلا جیسے ہی چاہا کہ ہاتھ مارے پیشانی پر ایک پتھر پڑا جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا آواز دی وہ مارا اب سبنے دیکھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش تو صحیح و سالم بیٹھی ہی جلاد کی لاش پڑی ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا دیکھ تو ای صبا رفتار یہ کس نے پتھر مارا صبا رفتار چہار طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھنے لگی دیکھا کہ عمرو خدمتگار بنا ہوا ستون کی آڑ پکڑے ہوے کھڑا ہی صبا رفتار نے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے آواز دی او ساربان زادے کہان جائیگا عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر مین پڑے سبک ہو کر کمند کے حلقون سے اور منھ سے نکل گیا منم شاہنشاہ اقلیم عیاری کسکی مجال ہی کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے مگر حلقون سے کمند کے نکلکر عمرو زمین پر گرا تھا کہ ایک جادوگر نے آواز گیر کی دی زمین نے پانوٗن عمرو کے پکڑ لیے اُس جادوگر نے چاہا عمرو کو تلوار سے مارے پہلو پر چوبدار سونے کا عصا لیے کھڑا تھا اُسنے آواز دی او میان ساحر دیکھو ملکہ منع کرتی ہین اُسنے منھ پھیرا چوبدار نے وہی عصا سر پہ جادوگر کے مارا اور نعرہ کیا منم صاحب بعدہ گران قاتل ساحران

مہتر قران اُس ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمرو کے پانوٗن چھوٹے لوٹ مار کر قریب ملکہ شبنم گوہر پوش کے پہونچا زبان سے سوزن نکالا کہا ای ملکہ شبنم گوہر پوش ہوشیار ہو ملکہ شبنم نے اُٹھتے اُٹھتے ایک دو تھپڑ زمین پر مارا زمین کانپی کئی جادوگر مرے تڑپ کے بیرون بارگاہ آئی دیکھا چھوٹن عیار نیچے ہاتھ مین پکڑے موجود ہین حلقے کمند کے جواب بیہوشی حقہ ہائے آتشبازی مار مار کر کئی سو جادوگرون کو قتل کیا مگر ملکہ حیرت جادو غصہ مین دوڑی باہر بارگاہ کے آکر دیکھا ملکہ شبنم گوہر پوش سحر کر رہی ہی سنگریزے اُٹھا اُٹھا کر پھینکتی ہی عیار بھی لڑ رہے ہین مثل برق کے نیچے مارا اور غائب ہوے خوف سے ساحرون کے زرغۂ نخلستان مین چھپ جاتے ہین کبھی کسی غار مین پھاند پڑتے ہین بڑی چستی و چالاکی سے لڑ رہے ہین ملکہ حیرت جادو نے شبنم کو للکارا خبردار او شبنم کہان جاتی ہی منم ملکہ حیرت جادو خاتون شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ملکہ شبنم گوہر پوش نے ایک جادوگر کو مار کر جھولی اٹھالی ہی اُسمین سے ترنج نکال کر مارا حیرت نے برق چمکائی ترنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا مگر کئی ساحرون کو شعلۂ آتش نے جلادیا بس حیرت نے بڑھ کر ایک گولہ مارا کہ شبنم پر بارا بال اپنے کھول دیے ملکہ شبنم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا لڑکھڑا کر گری ملکہ حیرت نے آواز دی اِسکا سر کاٹ لو اب مہلت نہ دو ساحر یا ہو کر کے چلے ملکہ شبنم گوہر پوش نے خیال کیا کہ سحر فراموش قلب پر حیرت کا جوش قریب ساحر نہ پہونچنے پائے تھے کہ بیلٹین پھولون کی آئین طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آسمان سے نعرہ ہوا ای شبنم گوہر پوش نہ گھبرانا منم ملکہ بہار جادو گرتے گرتے ملکہ بہار نے حیرت جادو پر گلدستہ سحر مارا کچھ پھول شبنم پر پھینکے شبنم بھی اُٹھی گلدستہ ملکہ بہار جادو کا سر پر حیرت کے پھٹا پھول برسنے لگے گلہائے سرخ نے شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی جسکے جسم پر پھول پڑا جلگیا جسپر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ جھوما شعر عاشقانہ پڑھا تلوار کھینچکر اپنی گردن پر رکھ لی کسی نے قرولی اپنے پیٹ مین ماری آپسمین بھی تلوار چلی کئی سو جادوگر سحر بہار سے جہنم مین پہونچے بہار نے آتے ہی شبنم کو بھی رہا کیا شبنم پر اوس پڑ چکی تھی ہمہ تن اشکستہ تھی یہ بھی لڑنے لگی بہار نے جو اتنی مہلت پائی پھر اُٹھا کر گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ملکہ حیرت کا مصاحب زرریز جادو پانچ سو جادوگر

اسکی پشت پر کھڑا ہوا مر کر رہا تھا پھول جو برسے کچھ اسکے سر پر گرے جلدی سے اُٹھا کر سونگھے بھول گیا اپنے کو بھول گیا جھوما گلچینی گلشن بہار کی کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا باغی تھا جھونکا ہوا ے عشق کا چلا پکار اُٹھا ای سرو باغ محبوبی وای غنچۂ نو دمیدۂ حدیقۂ محبوبی آپ کے گلشن عشق کا ہوا خواہ ہون آرزوے وصل مین تباہ ہون یہ کہکر غزل عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف بہار کے دوڑا غزل دوست صادق جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

مر مٹے ہمتو محبت مین یہ انجام ہوا
مین بھی مجنون کیطرح خلق مین بدنام ہوا
زندگی مین بہا مین گھڑی بھر کو نصیب
درد دل میرے لیے باعث آرام ہوا
آپکے عشق کا حاصل یہ ہوا مجکو ثمر
آکے مہمان جو ہمارا وہ گل اندام ہوا
دل جو خوش ہیئات الفتین جلا اشل چراغ
آکے دامن مین وہ عطر گل بادام ہوا
اب وہ کیون چھپلے پھر آئے عیادت کیلیے
رات ادھر آئی تو روشن یہ سر شام ہوا
رات بھر جنکے مکانو مین تھے لاے جلتے
کوئی معشوق ہوا کوئی دل آرام ہوا

آپ کہتے ہین کہ ہین مفتمین بدنام ہوا
مستعد قتل پہ میرے جو وہ گلفام ہوا
قبر مین سوئے تو حاصل ہمین آرام ہوا
آپنے لی نہ خبر اپنے گرفتارونکی
انگلیان اُٹھنے لگین خلق مین بدنام ہوا
ایک ہو جاتے ہین یون جنکو محبت کا ہی ذوق
آنسو آنکھونکا مری روغن بادام ہوا
ایک عالم یہ نہین بزم مین رہنے پایا
جو ہمارے لیے ہونا تھا سر شام ہوا
رات کے آتے ہی دل بجھ گیا مانند چراغ
گل چراغ انکے مزارونکا سر شام ہوا

آپسے دل کے لگانے کا یہ انجام ہوا
روح بالیدہ ہوئی خوش دل ناکام ہوا
غش کے عالم مین رہی بیخبری تا بہ سحر
مر گئے آخر کار انکا یہ انجام ہوا
بنگیا رشک چمن خانۂ وحشت اپنا
جام شیشے سے نہ شیشے سے جدا جام ہوا
انکی آنکھوںسے جو گرمی مین پسینہ ٹپکا
بھر کے سو مرتبہ خالی صفت جام ہوا
درد الفت بھی حسینونکا ہی کیا کوئی چراغ
جو کہ ہونا تھا دم صبح سر شام ہوا
دلکو بہلا لیا سودائے محبت نے جواد

غزل دیگر تصنیف کردۂ منشی احمد حسین صاحب المتخلص بہ قمر

جلد دے جام ساقیا نشہ کا اب اُتار ہی
پھولون کی ہر طرف مہک سبزے کی جا بجا لہک
زلف دوتاے نازنین کالی بلا سے کم نہین
تیر مژہ کا ذکر کیا جسکے پڑا نہ پھر بچا
دیکھکر اُس پری کی چال سبزہ روش ہون پائمال
اُسکی وہ نازنین کمر جو کہ عدم کی دے خبر

تیری نشیلی آنکھ کا آج تلک خمار ہی
غنچون کی ریک بیک چٹک باغ مین کیا بہار ہی
جب ہوئی مار آستین سینے مین دل فگار ہی
ترچھی نگہ کی جب ذرا برچھی جگر کے پار ہی
قد ہی کہ تازہ ہی نہال پھول سا ہر عذار ہی
نور کا سانچہ سر بسر کیا ہی حسین نگار ہی

باہین گلے مین ڈالدو حسرت دل نکال دو — اب نہ سوال ٹال دو ہجر یہ ناگوار ہی
شب کو گئے جو اے قمر کوچہ مین اُسکے بے خطر — ماہ نہ وہ پڑا نظر فکر ہی انتشار ہی

ملکہ بہار نے آواز دی کہ کیون میان کیا چاہتے ہو سب نے دانت نکال کر کہا میری جان جاتی ہی ملکہ بہار نے جواب دیا ہم پر مرتے ہو یا فاقون کی مصیبت کا دم بھرتے ہو کہا نہین حضور آپ پر جان جاتی ہی آتش عشق ہڈیون کو جلاتی ہی کہا اچھا تلوار کھینچو خفت نہ اُٹھانا یہ کہتے ہی اُسنے تلوار کھینچی پانچ سو ساحرون نے اپنے اپنے گلے پر رکھی ملکہ بہار مسکرائین برق گری کہ خرمن ہوش وحواس کو اُنکے جلا دیا آہ کر کے پانچ سو نے اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالے چشم زدن مین اتنے ساحر بیدم ہو کر گرے کہ خون کے دریا بہے صدائے دار وگیر بلند ہوئی حیرت نے جو یہ پلٹ کر دیکھا نہایت دردمند ہوئی آواز دی کہ او بہار تو نے میرا کلیجہ داغدار کر دیا اتنی دیر مین میدان کو لاشون سے بھر دیا مگر آج تیری قضا دامن گیر ہی دیکھ تیرے قتل کی یہ تدبیر ہی یہ کہکر کارد سحر جھولی سے نکالی اسم پڑھا بہار پر چھری پھینک ماری بہار پیچھے ہٹی ہر چند چاہا بچون ممکن نہوا کارد آن کر شانہ پر پڑی شانہ نشانہ ہوا گل سا چہرہ کمھلا گیا اب حیرت چلی کہ بہار کو مارون یکایک زمین شق ہوئی ایک جوان کو دیکھا جنت چہرے سے آتشکا بھورے بھورے بال صاحب اقبال کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ کیا منہ رعد جادو اکثر عرض کیا ہی کہ مان بیٹے ساتھ رہتے ہین ملکہ برق مان رعد جادو کی آسمان پر چمکتی ہی اپنے فرزند کے آواز کی مشتاق رہتی ہی رعد نے نعرہ کیا اِسکی صدا کی تاثیر سے حیرت تھرائی برق چمک کے آسمان سے گری سر حیرت جادو کا زخمی ہوا مگر زخمی ہوتے ہی حیرت جادو نے اٹھا کر گولہ مارا رعد جادو زخمی ہوا دونون پانون مار کر غرق زمین ہو گیا برق تڑپ تڑپ کے لڑنے لگی یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم بصد قہر وخشم مع چار سو ساحران نامی ورئیسان گرامی پشت پر لشکر ظفر اثر علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے اپنے اپنے نام کے نعرے کر کے آپڑے ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ میرے واسطے کل اہل اسلام آئے دونون لشکر آپس مین ملگئے ہر ملازم ملکہ مہرخ کا یہی چاہتا ہی کہ ہم اپنی جان لڑائین مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو پائین مثل گل شگفتہ وجد کر رہی ہی کہ حقیقت مین ہمراہیان خواجہ عمرو

بڑے قدرشناس ہین اپنے ملازم کے یہ پاس ہین ایک کے واسطے ہزارون نے جان دی
سب سرداروں نے جان لڑاکر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بیچ مین لیا زخمی ہوگئی تھی ہوادار پر سوار
کیا ملکہ مہرخ نے آواز دی ای غازیان دیندار وای مجاہدان تہور شعار جو مراد تھی وہ حاصل ہوئی
شبنم کو باغیون سے بچالیا تسکین دل ہوئی اب نکل چلو سب سرداران نامدار ہمت کر ایک مقام
پر ہوے لڑتے ہوے سحر کرتے ہوئے ملکہ شبنم گوہر پوش کو لیچلے ملکہ حیرت جادو ہر چند کد و
کاوش کرتی ہی جنگ مین کوشش کرتی ہی مگر ممکن نہین ہوتا ہی یہ بھی بلاے روزگار ہی زوجہ افراسیاب
ناہنجار ہی ہزارون کو مارا بڑھ بڑھ کر ملکہ مخمور و بہار جادو کو للکارا ملکہ بہار نے آواز دی او حیرت
کیون جیختی بیٹھتی ہی ہم اپنے سردار کو لینے آئے تھے تجکو داغ دینے آئے تھے اپنے دھگڑے
افراسیاب کو بلا اُس سے مدد طلب کر جا پلیٹ جا کیون جان دیتی ہی اپنا خون کاہیکو اپنی گردن
پر لیتی ہی ہماری شریک ہو جا تجکو بادشاہ بنائین طلسم ہوش ربا لڑ بھڑ کر مٹائین غصہ مین حیرت
جادو ملکہ بہار پر سحر کر رہی ہی کبھی ملکہ مخمور نے بڑھ کر اسکا سحر رد کیا کبھی باغبان قدرت نے
بڑھ کر روک لیا اسطرح لڑتے ہوئے کنارے تک لشکر کے پہونچ چکے ہین وزیر زادیان ملکہ
حیرت جادو سے عرض کر رہی ہین کہ حضور اب کد و کاوش بیکار ہی شبنم گوہر پوش کو وہ لوگ
چھڑانے آئے تھے لیے جاتے ہین اب پلٹ آئیے میدان کارزار مین دیکھا جائیگا ٹوک کر اسکو
میدان کارزار مین قتل کرینگے ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ واپس ہو اور کئی سو ملازمان ملکہ مہرخ
ملکہ شبنم گوہر پوش کے ہوادار کے گرد ہین شبنم بھی انتہا کی زخمداری مین ہی سحر کرتی جاتی ہی یہ عرض
کرچکا ہون کہ صدق دل سے مطیع الاسلام ہو چکی ہی اب جو جملہ سردار آکر لڑے اور زیادہ ملکہ مہرخ
وغیرہ سے محبت ہوئی روح کو راحت قلب کو قوت ہوئی کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا ایک ساحر
سیہ فام کو دیکھا کہ قفس آہنی ہاتھ مین منھ سے شعلہاے آتشین نکلتے ہوے للکارتا ہوا کہ اِی ملکہ
شبنم غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوئی اپنی جان پر کھیلی منم سلیح شور جادو فرستادہ ملکہ سمنکال
جادو تمھاری خالہ صاحبہ کو خبر معلوم ہوئی ہی حکم دیا ہی کہ مشکین باندھ کر لاؤ یہ کہکر اس زور شور
سے گرا آتش کے داغ سے پھینکتا ہوا کچھ شعلے بھڑکے گرد ہوادار کے جو ساحر تھے وہ آتش سحر
سے جلنے لگے ہر ایک کی استخوان سے شعلے نکلنے لگے سلیح شور جادو نے ہاتھ بڑھا کر شبنم کو

ہوادار پر سے اُٹھالیا قفس آہنی مین بہ تعجیل تمام بند کیا مثل شعلۂ جوالہ کے گرا اور مثل برق جہندہ
کے قفس لے کر بلند ہوا ملکہ حیرت جادو کو پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم تردد نفرمائیے گا مین انکو
انکی خالہ صاحبہ کی خدمت مین لیے جاتا ہون وہ کان پکڑ کر دو طمانچے ماریگی راہ پر آجائینگی
اتنا جلد غائب ہوا کہ اہل اسلام سحر نہ کر سکے اب جو پلٹ کر دیکھا وہ ساحر غائب ہوگیا حیرت
اپنے لشکر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے پلٹ گئی ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ باخاطر پریشان منتشر
و بیقرار پلٹ کر بارگاہ مین آئین عیار بھی سب ساتھ ہین ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا
ملکہ شبنم کو وہ ساحر سیہ فام لے گیا اسکی فکر واجب و لازم ہی خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھی بڑا خیال
ہی برق وچالاک نے کہا اُستاد ابھی جاتے ہین ملکہ شبنم گوہر پوش کا پتہ لگاتے ہین ملکہ مخمور
نے کہا خواجہ میرے آتے کے ساتھ ہی شبنم گوہر پوش کا بھی جھگڑا نکل آیا مجھے آپ سے ایک
بڑا امر بزرگ عرض کرنا ہی اسکو بگوش ہوش سماعت فرمائیے عمرو متوجہ ہوا کہ ملکہ بیان کر ملکہ مخمور
نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ سے پردہ کیا ہی مین نے ایک شب کو خواب پریشان
دیکھا واسطے ملاقات شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے روانہ ہوئی شکر ہی پروردگار کا
ایسے وقت پر پہونچی کہ ایک ساحر فرستادہ افراسیاب خانہ خراب لشکر اسلام کو تباہ کر رہا تھا
جاتے ہی اُسکو مارا اور دو جادوگرنیان کہین سے آئی تھین وہ شاہزادہ نورالدہر و طہماس
کو اُٹھا کر لے گئین ایک پہاڑ پر جاکر اُنکو بھی قتل کیا وہ مقام علامت طلسم جمشید تھا نہین معلوم کہ
اُسمین کیا بھید تھا مختصر یہ ہی کہ مین طلسم جمشید یہ مین قید ہوئی شاہزادہ نورالدہر نے لوح حاصل کی طلسم
کو فتح کیا جمشید جادو کو جاکر گنبد جمشید یہ پر مارا وہان کے قصر مین ایک حکیم بقراط ثانی جلوہ فرما تھے
مجکو اور نورالدہر کو بھیجا نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے آپ کو سلام کہا ہی ہزارون جانین
دی ہین ایک پرچہ کاغذ کا دیا ہی اور فرمایا تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو یہ کاغذ دینا
بمقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی کام آویگا یہ سنکر خواجہ عمرو نے اسی وقت تخلیہ کیا
کاغذ لے کر ملکہ مخمور سے پڑھا لیشتہ و مد طرف سے بقراط ثانی کے مرقوم تھا کہ ای سر سیت
مسلمانان و سردار عیاران رفیق و شفیق زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سرو باغ خنجر گزاری تخم گلشن
عیاری نامی و نامدار خواجہ عمرو ذی وقار پر واضح ہو کہ تدبیر رہائی طلسم کشا ہین مقدمہ اول ایہ

کہ سمنکال جادو کو مطیع کرو دوسرے ملکہ ماران زمین کن و اسرار جادو کا بھی شریک ہونا
واجب و لازم ہی راستہ گنبد نور کا سرحد باغ سیب سے پیدا ہوگا یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے
کہ رہائی شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی آپ ہی کی کوشش پر
موقوف ہی مگر جو جو نام عرض کیے یہ ساحران مذکور جب تک شریک نہونگے رہائی شیر بیشۂ
صاحبقرانی کی ناممکن ہی اگر قضا نے مہلت دی تو بعد طواف خانہ کعبہ یہ نیاز مند لقراط ثانی بھی
بر وقت حاضر خدمت ہوگا یہ مضمون پڑھکر خواجہ عمرو نے پوچھا ملکہ سمنکال جادو و ماران
زمین کن و اسرار جادو یہ سب کہان ہین ملکہ بہار نے کہا سمنکال جادو تو یہان سے
پانچ چار منزل پر ایک قصر ہی اسمین رہتی ہی ملکہ شبنم گوہر پوش کی خالہ ہی اُسے ہمکو بلا دی
مگر ماران زمین کن و اسرار جادو کے آج تک ہمنے نام بھی نہین سُنے نہین معلوم یہ کون
ہین ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ طلسم نہایت وسیع ہی افراسیاب جادو اٹھارہ سو ملک کا
مالک ہی کیا ہر ایک کو سب جانتے ہین مگر اتنا ہین آگاہ ہون کہ ماران زمین کن و اسرار
جادو سرحد باغ سیب مین ہین اُس سرحد مین جا کے آنا نہایت دشوار ہی جسطرح یہ دریاے
خون روان و پل پریزادان تھا کہ بدون حکم افراسیاب جادو کوئی اُس پار نہ جا سکتا تھا
ویسا ہی پانچ کوس کے گرد مین سرحد باغ سیب ہی جو اُس سرحد مین پہونچا گویا تہ تیغ
آسیب ہوا نام سُنا ہی مگر بخوبی آگاہی نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا حساب تو کرو کہ میعاد اسد
غازی مین کسقدر زمانہ باقی ہی مخمور و بہار نے کہا ایک ہفتہ سے زیادہ نہوگا بلکہ خبر
پائی ہی کہ افراسیاب خانہ خراب نے حاکمان دربند کو نامے بھی تحریر کیے جو بڑے بڑے
شاہان اولوالعزم ہین کہ چار چار لاکھ فوج سے ایک ایک مہینے کے راستے سے سوار ہوکر
اپنے اپنے مقام سے چل چکے ہون تو عجب نہین مگر ابھی افراسیاب نے مشتہر نہین کیا
امروز فردا مین یہ بھی ہوا چاہتا ہی خواجہ عمرو نے کہا خیر خدا مالک ہی مین ملکہ شبنم گوہر پوش
کی فکر مین اب جاتا ہون مہتر چالاک و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام
شیر دل اس تخلیہ مین شریک ہین ان سب نے عرض کی کہ استاد ملکہ شبنم گوہر پوش کی
فکر کرنا واجب و لازم ہی یہان تو تخلیہ مین یہ صلاح ہو رہی ہی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ صرصر کو

روانہ کیا کہ ای صرصر جا دیکھ تو مسلمان کس تدبیر مین ہین ملکہ صرصر شمشیر زن تو ادھر طلبین

اب دو کلمۂ داستان افراسیاب جادو بیان ہوتے ہین

کہ کوہ مروارید سے اسکو ملکہ ماہیان زمرد پوش اُٹھا کر پردۂ ظلمات مین لائی افراسیاب جادو جب ہوشیار ہوا ملکہ ماہیان نے کہا ای افراسیاب یہ کیا شامت ہی تو ہر مرتبہ دام تزویر عمرو مین پھنستا ہی افراسیاب جادو نے کہا کیا کہون مجکو بڑا افسوس ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہی کہ ساربان زادہ اسکو گرفتار کر کے لیگیا ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری اب مین باغ سیب مین جاتا ہون کل کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکر باغ سیب مین آیا انیسین جلیسین خدمت مین حاضر ہوئین دور شراب شروع ہوا یکایک آسمان پر سے روتے پیٹنے کی آواز آئی افراسیاب جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا لاشۂ شعلہ خوار جادو و سہیل نارنجی پوش سامنے آکر گرا ابرون نے فریاد کی افراسیاب جادو نے پوچھا ارے انکو کسنے مارا عرض کی حضور ایک کو جہتر قران نے ایک کو ملکہ مخمور سرخ چشم نے قتل کیا افراسیاب جادو نے کہا یہ لوگ وہان کیونکر پہونچے یہ کہکر کتاب اُٹھا کر دیکھی کل کیفیت معلوم ہوئی غصہ مین تھرایا ایک کوٹھا کھولکر فولادی تیلہ نکالا کہا جا کر صرصر کو تو یہان لا وہ صرصر بارگاہ سے ملکہ حیرت جادو کی نکلی ہی جاتی ہی طرف بارگاہ مہرخ کے جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی تیلہ فرستادہ افراسیاب جادو زمین پر گرا صرصر شمشیر زن کی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے افراسیاب جادو کے پایا صرصر نے دیکھا کہ افراسیاب غصہ مین بیٹھا ہی صرصر واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر اس ساربان زادے نے نہایت مجکو پریشان کیا ہی کلیجہ خون ہوگیا کوہ مروارید سے جاکر قلعہ سہیل نارنجی پوش مین ہوتا ملکہ سہیل نارنجی پوش و شعلہ خوار باپ اُسکا دونون مارے گئے مگر بڑا تعجب ہی کہ ملکہ مخمور کا نشان طلسم جمشید یہ سے ملا تھا یہان ساحرون نے بیان کیا کہ شعلہ خوار کو مخمور نے مارا صرصر نے کہا حضور فرزندان حمزہ قدم جس مقام پر گیا وہ مقام ویران ہوا طلسم فتح ہوگیا ہوگا مخمور وہان سے پلٹی ہوئی آتی ہوگی یہان عمرو وغیرہ سحر مین شعلہ خوار کے پھنسے مخمور نے دیکھا اُسی گرمی مین شعلہ خوار کو مارا اسکا تعجب کیا ہی آج کا حال تو حضور نے سنا ہی شبنم جا کر مطیع الاسلام ہوئین موجب حکم ملکہ حیرت جادو مین گرفتار کر لائی لنگوٹے سے عمرو نے ہنگامہ

برپا کیا شبنم کو ہرپوش کو چھوڑ لیا عین گرمی جنگ مین سلح شور جادو آیا شبنم کو ہرپوش کو گرفتار کرکے لیگیا ملکہ حیرت جادو سے کہتا گیا کہ مین شبنم کو بخدمت ملکہ سمنکال جادو لیے جاتا ہون وہ انکی خالہ ہین سمجھا لینگی سرکشی کی سزا دینگی افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر سمنکال جادو کے مقدمے مین مجھے بڑی فکر ہی ایسا نہو اسکو عیار گرفتار کرلین اور وہ بھی عمرو کی شریک ہوجاے تو مقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی مین راے معقول دیگی مین چاہتا ہون اسکو بلوالون سرحد باغ سیب مین ایک باغ دون وہ آمین نہیگی سرحد باغ سیب سے اسکا نکلنا مناسب نہین ہی مگر جسطرح سے ہوسکے جاکے مخمور کو گرفتار کرلا ای صرصر قسم ہی سامری و جمشید کی کہ جس روز سے مخمور سرخ چشم نکلگئی ہی نشہ اُتر گیا شراب و کباب کا مزا نہ رہا یہ کہکے آنکھوں مین آنسو بھر لایا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا ای صرصر اسوقت مخمور کا ذکر آیا دل قابو مین نہین آتا ہی یہ کہکر اشعار زبان پر جاری کیے غزل مصنف

کیا کہین آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل	درد سے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل
تیر مژگان نے اُنھین توڑ کے مارا اُسکو	پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی	صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل
ای قمر شیر ژیان سے بھی نہ خوف آے مجھے	اسد اللہ رسد گریہ مددگاری دل

دیگر لائے خدا ہی اس ستم ظالم کو راہ پر
رکھی ہی باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر
کچھ اسکا اعتبار نہین بیوفا ہی یہ
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر
دیکھا جو پھر کے یار نے آنکھین جھپک گئین
عاشق اثر ہو درد رسیدہ کی آہ پر
دکھلاے سیر چشم فسونگر وہ طفل اگر
در ہم چڑھے ہوے ہین یہ سبکی نگاہ پر

چھائی ہوئی ہی بے اثری رکو آہ پر
ہی زاہد ونکو مزد عبادت کی چشمداشت
نازان ہو جو زن دنیا کی چاہ پر
پھر پیروی یہ اُسکی قدم مارنے لگے
بجلی کا شک ہوا مجھے اسکی نگاہ پر
سمجھا کہ کیچلی مین ہی یہ سانپ تیلا
رقصان ہون پتلیان ابھی تار نگاہ پر
یہ مبتلاے گردش بحر جہان ہی دل

جائیگی جان سرمۂ چشم سیاہ پر
میری نظر ہی اسکے کرم کی نگاہ پر
ہنگام دید سامنے اُس رشک ماہ کے
طاؤس و کبک آئے مین کچھ تو راہ پر
اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہین سنا
افشان جو چہرہ کی یار نے زلف سیاہ پر
داغ جگر یہ دبنی نرگس حسین نے آنکھ
گویا کہ ہون سوار جہاز تباہ پر

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر افراسیاب جادو نہایت مکدر ہوا صرصر نے کہا کہ شاہنشاہ رنجیدہ

بہون مین ابھی جاکر مخمور کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکر باناے عیاری سے آراستہ ہوئی طرف
لشکر اسلام کے چلی یہان خواجہ نے جلسہ تخلیہ کا برخاست کیا ملکہ مہرخ سے کہا کہ مین فکر رہائی
ملکہ شبنم مین جاتا ہون برق وچالاک پہلے سے روانہ ہوگئے خواجہ عمرو اپنے خیمے مین آئے
ہین باناے عیاری بدن پر آراستہ کر رہے ہین ملکہ مخمور جو اس جلسے سے اٹھی طرف اپنی
بارگاہ کے جاتی تھی انہین جلسین گھیرے ہوے صرصر بھی اسوقت بصورت مبدل آئی مخمور
کی فکر مین پیچھے پیچھے چلی سمن رخ نامے کنیز ملکہ مخمور کے پیچھے رہگئی تھی صرصر بھی ایک جادوگرنی
کی صورت بنی ہوئی ہی سمن رخ کو اشارہ کیا بوا ایک بات تو سنو سمن رخ پلٹی جیسے ہی درخت
کی آڑ مین آئی صرصر نے حباب مار کر بیہوش کیا رنگ روغن عیاری کا لگا بصورت سمن رخ
ملکہ مخمور کے ساتھ ہوئی ملکہ مخمور اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی مگر مکدر اسد غازی کے مقدمہ مین
پریشان اور یاد نور الدہر مین حیران بے اختیار بول اٹھی شعر غم صیاد فکر باغبان ہی ٭
دو علمہ مین ہمارا آشیان ہی ٭ یہ شعر پڑھکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی دُر اشک حسرت
سلک مژہ مین پرونے لگی آہ آتشبار نے خرمن خرد پر بجلی گرائی حشر توڑا آفت ڈھائی دل سے
کہتی ہی کہ اے مخمور یہ کیا غضب کیا کسکو دل دیا آخر عنان صبر دست اختیار سے کھو بیٹھی کشتی
دل کی دریاے الم مفارقت مین ڈبو بیٹھی دفعتہً یہ کیا سودا ہوا کسکی کمند زلف مین اسیر ہوئی کسکی
تیر نگہ کی نخچیر ہوئی کسکی تیغ ابرو سے گھائل ہوئی کسپر دل وجان سے مائل ہوئی اب
آتش فراق مین دل جل رہا ہی ہاے کیسا زمانہ ہجر کا کھل رہا ہی بیت نہ مونسے نہ رفیقے نہ
ہمدمے دارم ٭ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ٭ افسوس ہی کہ دل بھی آیا تو کسپر کہ جسکا تمامی
اہل طلسم دشمن اور اسیر یہ رنج ومحن دیکھیے خالق بے نیاز وکریم کارساز دادرس درماندگان
وفریادرس مجبوران کب وہ دن لاتا ہی کہ اس بچھڑے ہوے کو مجھ غم رسیدہ سے ملاتا ہی دیکھون
تقدیر کب تک ایڑیان رگڑواتی ہی آگے کیا نہین دکھاتی ہی اور اب تو جان پر بنی ہی دل مین یہی
ٹھنی ہی کہ اس کشاکش جدائی سے تڑپ تڑپ کے جان دون یا کچھ اکبار کھا کر سو رہون واے
بر ما و گرفتاری ما کاش شکم مادر مین پیدا نہوتی تو کاہے کو الم فراق سوزش قلبی سے جان کھوتی
بیت چہ خوش بودے اگر مادر نزادے ٭ بجاے شیر مارا زہر دادے ٭ قسمت کا لکھا

سب کچھ پورا ہوا شکایت فلک کجرفتار ناہنجار بیکار ہی اپنی جان بچنا دشوار ہی کیا کرون کہان
جاؤن اس دلِ ناصبور کو کیونکر سمجھاؤن بیت بدل دے اور دل اس دل کے بدلے
الٰہی تو تو رب العالمین ہی اب تو ضبط و شکیبائی کا یارا مطلق باقی نہین رہا آتش فرقت نے
دل و جگر مین آگ لگادی بے اختیار طبیعت بھر آئی اِسی حالت بیقراری و گریہ و زاری مین
یہ اشعار زبان پر لائی اشعار دوست صادق جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص باشک

تڑپ رہی ہی مری جان اے ابن تیرے
کوئی گھڑی نہین دلکو قرار بن تیرے
جو ایسا جانتے تمسے نہ ہم جدا ہوتے
چڑھ آیا روکے اکثر بخار بن تیرے
کوئی گھڑی نہین دلکو قرار بن تیرے
وہ سر جو رہتا تھا زانو پہ آپکے اکثر
کہ ایکدم بھی نہوگا قرار بن تیرے
ہوئے ہو پہلو سے جسدن سے تم جدا دلبر
پلک پلک کے ہوا ہی نگار بن تیرے
جو کچھ خیال محبت کا آگیا ہی کبھی
واہ ری تقدیر کوئی چارہ نہین دفعتہ گیا باد مخالف میرے

چمن عیش و کامرانی مین چلی کہ دل شگفتہ کو پژمردہ کر دیا چار دن بھی اپنے اُس گل خوبی کو جی بھر
نہ دیکھا کہ یہ روز سیہ پیش آیا جب وہ گھبراتی اس غزل کو بار بار پڑھتی غزل جناب شاہ میرزا

صاحب المتخلص باشک

ہم کہین اور تم کہین صاحب
شب ہجران ہی اور زاری ہی
کر نہ برباد اسکے کوچے سے
اسی عاشق کی دم شماری ہی
سن تو ای اشک کب تلک رونا
چشم کو شوق اشکباری ہی
خاک یہ زندگی ہماری ہی
نہ جئین گے کبھی صبح تک ہم
ای صبا خاک یہ ہماری ہی
یہ سبک تونے کر دیا ظالم
اب تو ناوک خلق جاری ہی
چشمۂ فیض ہی کہ جاری ہی
کسکا سونا کسے ہی آتی نیند
آج کی رات ہمپہ بھاری ہی
جو نہین تھا کسی شمار مین آج
میرا مردہ بھی سبکو بھاری ہی
صرصر جو بصورت سمن رخ

حاضر ہی اسنے بڑھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین کہا کیون واری حضور اسوقت
زیادہ متردد ہین ملکہ مخمور نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا ای سمن رُخ کیا کہون دیکھیے
اب انجام کیا ہوتا ہی دل سخت گھبراتا ہی ایک ہفتہ میعاد شاہزادۂ اسد غازی مین باقی
ہی کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم ہوتی اگر خدانخواستہ وہ شیر بیشۂ شجاعت قتل ہو گیا
ایک ہی دن مین افراسیاب خانہ خراب سب کو قتل کریگا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچنا
دشوار ہی شاہزادہ نور الدہر کے فراق مین دل بہت بیقرار ہی یہ کہتی اور یہ غزل پڑھتی غزل

دوست صادق الوداد جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رات اُس فرقت کی تڑپنے مین بسر کرتے ہین — نالہ و آہ مین ہم شب کو بسر کرتے ہین
وصل پر اُنکو رضا مند اگر کرتے ہین — شام ہوتے ہی فغان مرغ سحر کرتے ہین
پردے مین وصل کی درخواست اگر کرتے ہین — سر جھکا لیتے ہین وہ نیچی نظر کرتے ہین
اُنکے کوچہ مین کبھی ہم جو گذر کرتے ہین + — نالے پہلے سے اُنھین جا کے خبر کرتے ہین
ہم ہین جھگڑا ہی محبت کا مٹائے دیتے — آج سر دے کے مُہم عشق کی سر کرتے ہین
آپ کی اتنی عنایت بھی ہمین بس ہوگی — کیون نہین آپ اِدھر بھی نظر کرتے ہین
آپ ہی آپ جلے جاتے ہین محفل مین رقیب — مسکرا کر وہ نظر ہم پہ اگر کرتے ہین
بیخودی مین نہ رہا ضبط کا یارا تو جواد — تھام کر دل سوے افلاک نظر کرتے ہین

محبت مین اُس شیر بیشۂ جرأت کی کیا کیا صدمات اُٹھائے فلک کجرفتار مصیبت کسی فرد بشر کو نہ دکھائے قضائے کار رجالنسوز بن قران پھرتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ مخمور آیا چونکہ ہر روز سنتا ہی کہ زمانۂ اسعاد شاہزادہ اسد بن کرب غازی گذر گیا ہی دل غم و الم سے بھرا ہی خیال مین آیا کہ چل کر ملکہ مخمور سے پوچھین کہ ہمارا آقائے نامدار کیونکر رہا ہوگا یہ سوچ کر دروازے پر پہونچا ایک کنیز نے جاکر ملکہ مخمور سرخ چشم سے عرض کی مہتر ضرغام شیر دل آتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اشک گہر رشک آنکھون سے پاک کیے کلیجے پر ہاتھ رکھکر فرمایا بلا لو صاحبو وائے بر حال ضرغام والا مقام و دیگر عیاران خوش انجام کہ ایک سر ہزار سودے تمام ساحران ہوش ربا غریبون کے دشمن جو بیچا باقی جور و جفا آتا ہی پہلے یہی فکر ہوتی ہی کہ عیارون کو مٹائین گرفتار کرکے پاس افراسیاب خانہ خراب کے لیجائین نہین معلوم یہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کیونکر اپنی جان بچاتے ہین صرصر شمشیر زن جو بصورت سمن رخ باتین سن رہی ہی آمد ضرغام شیر دل سنکر روباہ صفت سُن ہوگئی گھبرائی بولاکے اٹھی کہا حضور کنیز ملشیاب کرکے حاضر ہوتی ہی یہ کہکر لوٹا لیکر بھاگی بیت الخلا مین جاکر چھپی لیکن ضرغام شیر دل فراق اسد نامدار مین روتا ہوا سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا سلام کیا ملکہ مخمور نے فرمایا ای مہتر والا گہر اسوقت کدھر کا قصد ہی ضرغام نے بے اختیار آہ کا نعرہ مارا چشمۂ چشم سے دریاے اشک موجزن ہوا اِس طرح رویا جسطرح مادر مہربان

غم مین اپنے فرزند نوجوان کے گریان ہو مخمور رنجور خود درد رسیدہ غم فراق شاہزادۂ نور الدہر
مین کبیدہ بیقراری واشک باری ضرغام پر قلب ناصبور ملکہ مخمور تھراگیا کلیجہ منھ کو آگیا کہا ای
ضرغام رب انام انجام بخیر کرے دامن مدعا تمہارا گل مراد و آرزو سے بھرے اسقدر پریشان
نہو تمہارے ہزار ہا بلکہ تمام ساحران طلسم ہوش رُبا دشمن ہین اگر مبتلاے غم و الم رہوگے بدعت
افراسیاب سہو گے آٹھ پہر وہان بھی فکر بارگاہ حیرت مین ہر وقت یہی ذکر ہی جسطرح ہوسکے
اول عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرو تب سامان قتل طلسم کشا کرو نام طلسم کا سنکر ضرغام
نے سر زمین پر دے مارا کہا ای ملکہ دل تردد منزل کا حال کس سے کہین اب یہی قصد ہی زیر
گنبد نور جاکر اپنی جان دین ضرور لوگ کہتے ہونگے ضرغام شیر دل خاص عیار طلسم کشا ہی لیکن
بڑا بیحیا ہی کہ آقاے نامدار قید بلا مین مبتلا گرفتار دام حسرت انجام مصیبت و بلا یہ کیسا رفیق قدیم
مشیر ندیم ہی کہ اِس سے کچھ نہین ہوسکتا عیش و عشرت مین مصروف ہی بخدا ای ملکہ جسدن سے
یہ سُنا کہ ہفتہ عشرہ میعاد اسد غازی مین باقی رہگیا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام
اِسوقت یہ سوچ کر تمہاری خدمت مین حاضر ہوا کہ براے خدا کوئی تو ایسی تدبیر بتاؤ کہ تا بہ گنبد نور
پہونچین اپنے آقاے نامدار کو رہا کرین یا جان دین عنایت خدا سے مشہور ہی کہ ملکہ مخمور سرخ
چشم مصاحب خاص افراسیاب ہین لیکن ہمپر نظر لطف و عنایت نہین معلوم ہوتی ہمکو
راہ طلسم سے آگاہ کرو ہمکو تا بہ گنبد نور پہونچاؤ بدنام نہون اگر اور کچھ نہ ہو سکے تو زیر قدم آقاے
نامدار اپنی لاش ہو ہر شخص یہ کہے کہ غلام وفادار نے آقاے نامدار کے واسطے جان دی سعادت
کونین حاصل ہوئی یہ سُنکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی کہا ای ضرغام شیر دل ہمنے آج تک
کیا کوئی راز چھپایا ابتدا سے عاشق صادق ہین یار موافق ہین تمنے تو سنا ہوگا کہ جب نور الدہر
سے اول مرتبہ ملکر آئے افراسیاب آگاہ ہوا وہ ملعون ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری مین بےنظیر
محبت مین اُنکی کوڑے کھائے سختیان سہین ظلم اُٹھائے لیکن دامن صبر دست استقلال سے
نہ چھوٹا غرق دریاے محبت رہے آپ لوگون کے آکر شریک ہوے ای ضرغام والا مقام
میری جان تک نام اسد نامدار پر نثار ہی مین سب کی رازدار ہون گنبد نور کا حال مجکو نہین
معلوم انشاء اللہ سنا ہی کہ ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن رازدار گنبد نور ہین اگر وہ

مطیع الاسلام ہون تو شاید گنبد نور تک رسائی ہو یہ تو تلاش کرو کہ یہ دونون کہان رہتی ہین مقام سکونت انکا دریافت ہوا اُسوقت مین خود تمھارے ساتھ چلون اُنکی گرفتاری کی فکر کرون یا لڑ بھڑ کر محبت مین اسد نامور کی جان دون اِس بات کو خیال مین رکھو گوش ہوش سے سنو جسطرح بن پڑے اپنے کو پاس ملکہ صنعت سحر ساز کے پہونچاؤ وہ افراسیاب کی قوت بازو زینت پہلو ہی کیا تعجب ہی کہ ملکہ اسرار و ماران زمین کن کا مقام و مسکن جانتی ہو کسی حیلہ سے اُس سے پوچھو اُسوقت میرے پاس آؤ مجھ سے کل کیفیت بیان کرو تب مین تدبیر پہونچنے گنبد نور کی بتلاؤن بلکہ تدبیر و تقریر کیسی جان و مال سے حاضر ہون کل سردارون کو لیکر بلوہ کرون خدا فضل کرے تو اسد نامدار کو قید افراسیاب خانہ خراب سے چھڑاؤن اے ضرغام یہ نہ خیال کرنا کہ ہم اسی طرح بیٹھے ہوے رہجائینگے روز قتل اسد غازی زیر گنبد نور مر ینگے گرد اُس شیر دل کے ہم سب کے لاشے ہونگے کہنے والے کہین گے کہ وہ سردار نامدار یہ غلامان وفادار ہم بے فکر نہین ہین مگر مجبور و ناچار راز گنبد نور سے ناواقف لیکن آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین جہان تک ہوسکے گا سلطنت افراسیاب کو مٹائینگے جان لڑائینگے لیکن عیاری مکاری تمھارا کام ہی جو کچھ کہ ہمنے کہا ہی دریافت کر کے آؤ پھر ہماری جانبازی دیکھو ضرغام شیر دل نے کہا اے ملکۂ عالم مین ابھی جاتا ہون ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کے مسکن کا پتا لگاتا ہون بلکہ خود حیرت جادو سے پوچھونگا اگر رسائی ہوئی اور تا بہ افراسیاب خانہ خراب پہونچا خود اُس بیابانی مکرو دغا سے دریافت کرونگا حتے الامکان جستجو مین کوئی دقیقہ اُٹھا نرکھونگا یہ کہکر سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے بانہاے عیاری آراستہ کرنے لگا لیکن صرصر شمشیر زن پر فن بیت الخلا سے یہ سب باتین سُن رہی ہی خوف ضرغام شیر دل سے پسینہ پسینہ جی مین کہتی ہی اے صرصر یہ نگوڑا مجکو دیکھ لیگا قیامت برپا کریگا جان بچنا دشوار ہوگی افراسیاب جادو و حیرت کو کیا خبر ہی کہ ہمپر کیا گذری کون یہان آکر بچائیگا یا سامری و جمشید یہ نگوڑا جلد جاے ایسا نہو کہ ملکہ کسی کام کو مجھی کو پکارین جواب نہ دون تو بھی خرابی ہی ہر طرح دل کو بیتابی ہی مگر ملکہ مخمور غافل از شعبدہ بازی فلک کجرفتار کہہ رہی ہی کہ اے مہتر عالی وقار جلد جاؤ جس طرح ہمنے کہا ہی جستجو مین مصروف ہو خبر فرحت اثر لیکر آؤ صاف صاف سمجھاؤ اے ضرغام ایک ایک لمحہ

برابر ایک ایک سال کے گذرتا ہی اب دیر نہ کرو ضرغام شیر دل نے قصد کیا کہ کچھ دیر ٹھہرون مخمور کے خیمے مین آیا ہون ایک دو جام شراب پیون پھر یہان سے چلون ملکہ مخمور نے کہا کہ ای مہتر ضرغام کیسی شراب کیسے کباب شعر پیتا ہون خونِ دل نہین خواہش شراب کی + دل بھُن رہا ہی کسکو ہوس ہی شراب کی + اور دل مین ملکہ مخمور کے ہی کہ جلد مہتر ضرغام جائین تو مین اپنے دل کو غم سے خالی کرون تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان آنکھون کے سامنے ہی کچھ باتین کرین دفتر شکایت کھلین اِس عرصہ مین ضرغام شیر دل بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ مخمور سے کہا تو ملکہ تلاش مین ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو کی جاتا ہون خدا چاہتا ہی تو خبر وحشت اثر لیکر آتا ہون ضرغام شیر دل ملکہ سے رخصت ہوکر گیا صرصر شمشیر زن ایسی بولائی تھی کہ پایخانہ مین سجدۂ شکریہ سامری و جمشید کیا نام نجس لات و مناات ورد ہوا کرامت پر اُنکی ناز کرتی تھی اب اپنے کو درست کرکے پاینچے سنبھالتی لوٹا ہاتھ مین لیے ہوے سامنے ملکہ مخمور کے آئی ملکہ نے جو اپنے کو تنہا پایا فراق یار مین دل گھبرایا بیساختہ آہ کا نعرہ مارا اشک حسرت چشم پرنم سے جاری ہوے پنجۂ وحشت نے گریبان جنون چاک کیا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا سر کو زمین پر دے پٹکا غش آگیا کنیزین دوڑین صرصر نے بڑھکر ملکہ کو سنبھالا عرق گلاب و بید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھولی صرصر نے کہا ملکۂ عالم خیر تو ہی مہتر کے جاتے ہی آپ کو کیا ہو گیا ہوش و حواس درست فرمائیے دلکو بہلائیے اگر آپنے غمِ فراق مین تڑپ تڑپ کے جان دی شاہزادہ بھی خدانخواستہ آپ کے صدمے مین مردہ ہوگا ملکہ ٹھنڈی سانسین بھرکر جواب دیا شعر دل مین اک درد اُٹھا آنکھون مین آنسو بھر آے + بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا + دیگر شکل امید تو کب مجکو نظر آتی ہی + صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہی + بی بی سچ کہتی ہو کس امید پر دل مضطر کو سمجھاؤن ہاے کیا کرون دو چار دن مین خدانخواستہ اسد نامور قتل ہونگے پھر بھلا ہمارے وارث زندہ رہینگے اپنی جان نہ دینگے مین پہلے ہی سے اپنے کو کیونکر نہ ہلاک کرون کن آنکھون سے وارث کا لاشہ خون مین ڈوبا دیکھون صرصر نے کہا حضور بجا فرماتی ہین شب فرقت مین سچ ہی نیند عاشق کی اُچیٹ جاتی ہی مصرع غضب کی رات ہوتی ہی بڑی مشکل سے کٹتی ہی + سچ تو یہ ہی کہ جدائی مین

جان ہی پر بنتی ہی شب فرقت کیسی کھلتی ہی بقول شاعر بیت دل لگانا عذاب ہوتا ہی + آدمی کیا خراب ہوتا ہی + مگر حضور ایسا بھی نچاہیے انسان اپنے کو سنبھالے رکھے اسطرح ہوش وحواس نکھو بیٹھے خداوند کریم مسبب الاسباب ہی کوئی تو ایسا سبب کریگا کہ آپکا غنچۂ آرزو کھلے گا ملکہ تو کھیا لی ہو رہی تھی صرصر کو کہ جو بصورت سمن رخ سمجھا رہی تھی جھڑک دیا کہا کیونکر ضبط کرون تیر اسا جگر کہان سے لاؤن شعر تھمتے تھمتے تھمین گے آنسو + رونا ہی یہ کچھ ہنسی نہین ہی + ای سمن رخ تو کیا جانے جسپر گذرتی ہی اُسی کا دل کچھ خوب مزے اُٹھاتا ہی خواب خواب مین بھی نہین آتا ہی غزل دوست صادق الوداد سید محمد تقی صاحب المتخلص بہ جواد

شام سے نالۂ مرغان سحر کرتے ہین — اسطرح ہجر مین ہم شب کو بسر کرتے ہین
بیخودی مین جو کبھی شکوہ زبان سے نکلا — ہاے جا جاکے رقیب اُنکو خبر کرتے ہین
ہر صنم مین نظر آتی ہی خدا کی قدرت — ہم کبھی دیر مین جاکر جو نظر کرتے ہین
فرط غیرت سے ہوے جاتے ہین خود غرق عرق — ہمسری کب ترے دندان سے گہر کرتے ہین
قصر سے ہمکو نہ مطلب ہی نہ شاہی سے غرض — کنج عزلت مین فقیرانہ بسر کرتے ہین
رات کو بھی نہین منزل پہ ہین دم لیتے جواد — صفت ریگ روان ہم جو سفر کرتے ہین

صرصر تو نہایت چست وچالاک ہی جلدی گرفتار کرون یہ بھی تاک ہی ہاتھ باندھکر عرض کی ایک خبر مین نے سُنی ہی حضور گوشہ مین چلین تو مین عرض کرون ملکہ مخمور تخلیہ مین آئی صرصر نے اِدھر اُدھر کی باتین کرکے کہا حضور ایک جام شراب نوش فرمائیے غم کو دل سے بھلائیے یہ کہکر گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا ملکہ مخمور کو دیا ملکہ مخمور بے تکلف پی گئی پیتے ہی کلیجہ مین آگ بھڑکی کہا سمن رخ یہ شراب کیسی تھی دل وجگر چشناک گیا کہا حضور شراب نوشیدہ تھی ذرا اُٹھکر ٹہلیے نشہ کم ہو جائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا ملکہ مخمور اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی تاثیر کر گئی ارے کہکر لڑکھڑائی گرتے ہی بیہوش ہوئی صرصر نے چادر عیاری بچھائی دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن وکمر ساتوین حلقے سے مضبوط کرکے زبان مین سوزن ملکہ مخمور کے دیا پشتارہ دوش پر لگایا سراچہ چاک کیا مثل باد صرصر نکل گئی یہ تو دواروی کرتی ہوئی نخلستان کی آڑ پکڑتی ہوئی جاتی ہی خیال ہی کہ عیار ضرور پیچھا کرینگے پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہی یہان

کنیزون نے جب دیکھا کہ ملکہ کو تخلیہ مین عرصہ ہوا پردہ اُٹھا کر اندر آئین دیکھا نہ سمن رخ ہی
نہ ملکہ مخمور ہی پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی بس کنیزون نے غل مچایا خواجہ عمرو
بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر ملکہ مہرخ سے رخصت ہوے تھے کہ کنیزین دوڑی
ہوئی ملکہ مخمور کی آئین کہا خواجہ غضب ہوا ملکہ مخمور کو کوئی چرالیگیا عمرو بدحواس چلا ایک گوشہ
مین دیکھا سمن رخ بیہوش پڑی ہی عمرو نے اُسکو اُٹھایا ہوشیار کیا وہ حیران حیران اُس سے
بہت پوچھا مگر وہ نہ بتا سکی عمرو نے کہا اس سے کیا پوچھتے ہو اسی کی شکل بنکر کوئی عیار نجی
لیگئی اوّل عمرو خیمہ مین آیا صرصر کے بستر سے کا نشان پایا کہا وہی ظالم لیگئی مین تلاش مین
ملکہ شبنم گوہر پوش کے جانے کو تھا برق و چالاک جا چکے ہین شبنم کا خدا حافظ ہی تلاش
ملکہ مخمور کرنا ضرور ہی یہ کہکر عمرو طرف صحرا کے چلا مگر صرصر مثل ہوا کے اڑی ہوئی جاتی ہی
عیاروں کا جو خوف ہی کئی کوس خلاف راہ کے نکل آئی گھبرا رہی ہی اگر پتا کھڑکتا ہی ٹھیمہ
کھینچکر ٹھہر جاتی ہی دل سے کہتی ہی نگوڑے کا ایسے کا سامنا نہو وہ ہر وقت نگوڑا لغدا تا نے
پھرتا ہی سامری و جمشید اُس سے بچائین فکر مین ہی کہ کوئی ملازم شہنشاہ کا ملجاے اُس سے
کہون مجھے تخت پر سوار کر کے باغ سیب مین پہونچا دے اگر عیار ایک بھی آجائیگا مخمور کا
شاہنشاہ تک پہونچنا مشکل ہوگا اور کیا عجب ہی کہ ساحر بھی تعاقب مین آئین اسی خیال
مین تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار کو دیکھا تاج شہریاری برسر قبۂ شاہنشاہی دربر
موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پشت مرکب پر سوار ساٹھ ہزار ساحر پشت پر
بصد کر و فر شکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ادھر سے تو صرصر بڑھی اس خیال مین کہ اس تاجدار سے
کہونگی کہ دشمن کو افراسیاب جادو کے گرفتار کر کے لائی ہون باغیون کا ڈر ہی جان کا خطرہ
ہی قلب مین کانٹا کھٹکتا ہی آپ اپنی فوج ساتھ کر کے تا باغ سیب پہونچا دیجیے اُدھر اُس
تاجدار کی نظر پڑی کہ ایک نازنین عیار وضع پشتارہ بدوش سامنے سے آتی ہی ناظرین پر واضح
ہو کہ ساحر تاجدار کا سبز بخت جادو نام ہی افراسیاب کا خراج گذار ہی برائے شکار صحرا مین آیا
ہی اسنے جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا اپنے ساتھ والون سے پوچھا جو تم پہچانتے ہو یہ نازنین
کون ہی جو ملازم پہچانتے تھے اُنھون نے دست بستہ عرض کی حضور یہ عیار بچی افراسیاب کی

نہایت طرار و فرار صف شکن ہی اسی کا نام صرصر شمشیر زن ہی کسی کو گرفتار کیے ہوے لاتی ہی
سبز بخت نے جو جمال بمثال صرصر کو دیکھا بیقرار ہوگیا کلیجہ تھام لیا صرصر قریب آئی واسطے
تسلیم کے خم ہوئی ہاتھ اٹھا کر دعا دی گہر ریزی صرصر کی زبان سے سنکر سبز بخت اور زیادہ
بیقرار ہوا بہ خندہ پیشانی پوچھا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہی یہ پشتارے مین کسکو باندھا ہی جسم
نازک پر صدمہ پہونچا ہوگا صرصر نے کہا حضور ہمارا یہی کام ہی پیشۂ عیاری مین نام ہی مگر
اسوقت ہمارا ایک مطلب ضروری درپیش ہی مین تنہا ہون دشمن شاہنشاہ کو گرفتار
کیا ہی اسکے دوست نہ آجائین اسکا پس وپیش ہی سبز بخت تو صرصر پر عاشق ہو چکا ہی کہا
ملکہ کسی کی مجال ہی اگر تمکو کوئی نگاہ بد سے دیکھے آنکھ نکال لون ہم تمھارے ساتھ چلین گے
تا باغ سیب پہونچا دینگے ہم بارگاہ استادہ کراتے ہین گھڑی بھر چل کے بیٹھو شراب پیو کباب
کھاؤ تھکی ہوئی آتی ہو لمحہ بھر آرام کرلو پھر باطمینان خدمت شاہ مین چلو مگر دل مین یہ ہی کہ اسکو
اپنی بارگاہ مین لیچلو دشمن شاہنشاہ کو تو ضرور پہونچا دینگے مگر اسکو لالچ دے کر مطلب دل
حاصل کرینگے صرصر جو گھبرائی ہوئی تھی اسکے مطلب دلی کو نہ سمجھی کہا کیا مضائقہ سبز بخت نے
جھٹ پٹ بارگاہ استادہ کرائی جو گھڑے چنگیر عطردان پاندان گلابیان شراب کی کشتیان کباب
کی سب سامان عیش درست کردیا اب سبز بخت نے کہا ملکہ چلو اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا پشتارہ
بندھا ہوا ہی یہ سمجھا کوئی قیدی ہوگا صرصر کو لے کر بارگاہ مین آیا چند مصاحبان خاص بندگان
با اختصاص ساتھ آئے سبز بخت مسند پر بیٹھا ملکہ صرصر سے کہا آؤ بیٹھو پشتارہ رکھدو صرصر
نے پشتارہ زمین پر رکھدیا ادب سے سامنے مسند کے بیٹھی سبز بخت بہ نگاہ محبت ملکہ صرصر
سے باتین کرنے لگا آغاز کلام کسی سلسلہ سے ضرور ہی کہا ملکہ صرصر یہ گنہگار مرد ہی یا عورت ہی
اسکی کیا کیفیت ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ اسکا نام ملکہ مخمور اپنے حسن وجمال پر اس نازنین
کو بڑا غرور ہی شاہنشاہ کی دشمن ہوئی واسطے ساحرون کے رہزن ہوئی شہنشاہ افراسیاب
کا حکم ہوا مین نے لشکر مین جاکر اسکو گرفتار کیا یقین ہی کہ ملکہ مہرخ دبہار وغیرہ میری جستجو مین آئین
اسکو چھڑا لیجائین اسواسطے مین حضور سے طالب مدد ہون آپ کے ذریعے سے تا باغ سیب
پہونچون سبز بخت نے کہا ملکہ صرصر اسکا پشتارہ کھولو ہوشیار کرو ہم اسکو سمجھا کر مطیع شہنشاہ

گرین لطف سے پیچلین صرصر نے کہا ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام ہی آپ نہ چلیے اسی صحرا مین شکار کھیلیے ہزار دو ہزار ساحر میرے ہمراہ کر دیجیے وہ پہونچا دینگے اسنے کہا ملکہ مین خود چلونگا انتشار دو تو کھو تو صرصر نے چادر چہرہ سے ملکہ مخمور کے ہٹائی چہرہ کھلتے ہی اک برق چمکی آنکھون کے نیچے سبز بخت جادو کے اندھیرا آگیا آفتاب جمال دیکھکر قلب ٹھہر گیا آنکھین بلکہ دیکھا پھول سے رخسار معشوق نہایت حسین طرحدار

نظم

یون تھا اُسکے لباس تن مین
خورشید ہو جسطرح گہن مین
رخسار ہر اک چمک رہا تھا
خورشید جبین دمک رہا تھا

اس جمال حور مثال پر جو سبز بخت کی نگاہ پڑی گل عارض سے آنکھ لڑی کلیجہ تھام لیا سامری کا نام لیا مخمور کی بھی آنکھ کھلی بیہوشی تو اتر چکی تھی گھبرا کر چار طرف دیکھنے لگی زبان مین سوزن بلیا اب سمجھی کہ مین اس دربار کفر مدار مین قید ہو کر آئی صرصر بکر طلائی شرم سے سر جھکا لیا سبز بخت کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لایا کہ ای صرصر مین اب اسوقت صاف صاف کہتا ہون پہلے تو تمکو دیکھکر مائل ہوا مگر اب اس قتال عالم کی تیغ ابرو سے گھائل ہوا دلبر قابو نہین اگر اسکے وصل مین عرصہ ہوگا مر جاؤنگا ای صرصر واسطہ سامری و جمشید کا میری جان بچا مخمور کو میری طرف سے سمجھا تجکو بھی نہال کر دونگا دامن آرزو گوہر مراد سے بھر دونگا یہ سنکر صرصر گھبرائی کہا ای شہریار ذرا ہوش مین آئیے اپنے دل کو سمجھائیے ورنہ قیامت برپا ہوگی یہ افراسیاب جادو کی معشوق ہی وہ مدت سے اسیر مرتے ہین یہ اُنکی خدمت سے نکل آئی ہی مین اُنکے حکم سے گرفتار کرکے لیچلی ہون افراسیاب سے تو اسکو انکار ہی تمھارا عشق جتانا بیکار ہی صاحبقران کے پوتے پر یہ مرتی ہی اُسی کی محبت کا دم بھرتی ہی اب ایسی بات منھ سے نہ نکالنا شاہنشاہ سُن پائینگے صورت سے بیزار ہو جائینگے سبز بخت نے کہا شہنشاہ کو اب اسمین کیا دخل ہی اُنکا کیا نقصان ہی وہ عاشق ہوے اُسنے اُنکو نہ قبول کیا مجپر تو آنکھ کھولتے ہی نگاہ محبت ڈالی دیکھ لینا ای صرصر میرے کہنے ہی کی دیر ہی دل و جان سے قبول کریگی صرصر نے کہا خوبصورت تو آپ ایسے ہی ہین آپ کہیے راضی کیجیے مین زبان سے نہ کہونگی یہ آفت اپنے سر پر نہ لونگی آپ کو اگر یقین ہی کہ مجپر مائل ہو چکی آپ جاکر سوال و جواب کیجیے آپ کو اختیار ہی مین اس باب مین دخل نہ دونگی بلکہ ابھی جاکے شاہنشاہ سے اطلاع کرتی ہون ورنہ

میری ناک چوٹی کاٹی جائے گی یہ سنکر سبز بخت کو غصہ آیا کہا ای صرصر سنو مین تمھارے شاہنشاہ کا غلام زر خرید نہین ہون خراج گزار البتہ ہون تمنے تو ایسا ڈرایا دھمکایا گویا کہ شہنشاہ مجھکو کھالین گے شہنشاہ کی بات کا ہم جواب دے لین گے مگر تم براہ مہربانی سمجھا کے راضی کردو اسکے عوض مین موتیون کا مالا لو صرصر نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ صاحب مجھے آزاد کر دیجیے میرے قیدی کو مجھے دیجیے آپ شاہنشاہ سے جاکر پیغام سلام کیجیے سبز بخت نے کہا واہ وا میری تو اسوقت جان جاتی ہے معشوقہ تیرے قبضہ مین ہے مین تمھین حوالے کر دون تم لیجاؤ شہنشاہ قتل کرین ہم یہان اسکے فراق مین رو رو کے مرین یہ مجھسے کبھی نہوگا صرصر نے کہا مین تو بے پشتارہ لیے نجاؤنگی بلا سے راہ مین عمرو یا مہرخ وغیرہ چھین لینگے شہنشاہ کے معشوقہ کی آبرو تو بچے گی یہ کہکر صرصر طرف مخمور کے چلی کہ بیہوش کرکے پشتارہ باندھون جب تو سبز بخت نے صرصر کو ڈانٹا اور شفقت ادھر کہان جاتی ہے یہ کہکے قریب آیا صرصر کو کلمات سخت کہنے لگا صرصر نے کہا دیکھیے زبان سنبھالیے سبز بخت نے آواز دی کہ اس بیہودہ کی گردن مین ہاتھ دو ہماری بارگاہ سے نکالو مخمور حیران دیکھ رہی ہے دل سے کہتی ہے خداوندا یہ کیا ماجرا ہے کیا چپکے چپکے صلاحین ہو رہی ہین اب مخمور نے دیکھا صرصر اور اس تاجدار سے یا تو چپکے چپکے باتین ہو رہی تھین یا تو تین جادوگر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے لیچلے ہر چند صرصر چیخی پیٹی سبز بخت نے ایک فریاد نہ سنی صرصر کو بیرون بارگاہ نکلوا دیا صرصر کو نکال کر سبز بخت روسیاہ آکر تخت پر بیٹھا ملکہ مخمور فرش پر بیٹھی تھی سبز بخت نے رفیقون کو اشارہ کیا دو تین رفیق قریب ملکہ کے آئے کہا اے ملکہ عالم ہمارے شاہنشاہ نے آپ پر احسان کیا قید سے صرصر کی چھڑا دیا اب احسان کا بدلا احسان ہے بس شاہنشاہ کی تجھپر جان جاتی ہے بادشاہ جلیل مین ساحر زبردست ہین وہ مرتبہ تمھارا ہوگا کہ بڑے بڑے بادشاہ رشک کرینگے یہ کلمات مہملات سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کا چہرہ سرخ ہوگیا ہاتھ پانون مین رعشہ ضبط کر کے جواب دیا اپنے بادشاہ سے کہو کہ کیون صرصر سے چھین لیا ہمنے تجھسے درخواست کی تھی اور کہدو کہ خبردار شامت مین نہ آئین اپنا منہ بنوائین دور رہو ہمارے سامنے سے اگر تم افراسیاب کے دوست ہو تو ہم اسکے دشمن ہین ہمکو قتل کرو عصمت کا نام نہ لینا ورنہ ابھی تڑپ تڑپ کے جان دونگی جاکر سمجھادو کہ او بے حیا مجھکو بے وارث نہ جاننا چار سو سرداران نامی دیماران گرامی مع فوج بیٹھا ہے میرے واسطے

مرنے پر تیار ہونگے ہر ایک اپنی جان دیگا بہرام فلک سے تیرے خون کا معاوضہ لیگا اُن بیقوفون
نے سبز بخت سے یہ سب کچھ بیان کیا کہا حضور وہ اِس نام پر جان دیتی ہی ہر چند سمجھایا مگر وہ نہین
مانتی جب تو اِس ملعون نے پکار کر کہا ای ملکہ مخمور اب میرے قبضہ سے نکلنا دشوار ہی یہ غلام
آپ کا عاشق زار ہی جو حکم دو سب طرح پر حاضر ہون ملک و مال جاہ و جلال اور بیوجہ کا انکار
کبھی نہ مانونگا ساحر زبردست ہون ایک موہنی ایسی پڑھونگا کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤگی یہ کہکر
اِسنے خدمتگارون سے کہا کچھ پھول پتے جنگل سے توڑ لاؤ ابھی گلدستہ سحر بناؤنگا اس سرکش
کو سونگھا دونگا کہ مجھسے زیادہ بیقرار ہو جائیگا ہماری منت سے نہین مانتی مہرخ و بہار بیراگیا
کرینگی وہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ کیا ہی مین اُسکو کیا سمجھتا ہون مخمور کے تو ہوش
پراگندہ ہین اور ساحرون نے اشیاے مذکور اِس مغرور کے سامنے لاکر جمع کیے مخمور نے دیکھا
یہ بیجیا سحر پڑھ پڑھ کر گلدستہ بنا رہا ہی خود بھی سحر کی واقفکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ بیقرار ہی دلسے
کہتی ہی ای مخمور غضب ہوا آج عصمت مین فرق پڑیگا سواے جان دینے کے کچھ نہ بنے گا
افسوس صد افسوس دل کو اپنے معبود سے رجوع کیے ہوے اشک حسرت آنکھون مین بھرے
ہوے سبز بخت پتے اُٹھا اُٹھا کے گلدستہ بنا رہا ہی مگر صرصر روتی ہوئی بارگاہ سے سبز بخت
کے نکلی سر پیٹتی ہوئی جاتی ہی چونکہ خود بھی عورت ہی اور مقدمہ عصمت ہی صرصر کے دل پر چھری
چل رہی ہی بھاگی ہوئی جاتی ہی اُدھر خواجہ عمرو بھی تو چل چکے تھے ایک نخل کی آڑ پکڑے
کھڑے تھے دیکھا صرصر خالی ہاتھ روتی ہوئی آتی ہی عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی بہ تعجیل
صورت صبا رفتار کی بنا تھوڑی سی خاک اُٹھا کر چہرے پر ملی جیسے ظاہر ہوا کہ دور سے
آتی ہی اس صورت سے اپنے کو آراستہ کرکے آنکھین ملتا ہوا نخل کی آڑ سے نکلا پکار کر آواز
دی ملکہ کہان جاتی ہو صرصر کا دل تو بھرا ہوا تھا صبا رفتار کو جو آتے دیکھا آواز دی ای صبا رفتار
آج غضب ہو گیا مین نے مخمور کو چُرایا تھا راہ مین سبز بخت ملا اُسنے پشتارہ ملکہ کا مجھسے چھین لیا
مخمور پر عاشق ہوا اب سامان وصل مین مصروف ہی مجکو گردن مین ہاتھ دے کر نکلوا دیا مین شاہنشاہ
سے اطلاع کرنے جاتی ہون یہ جو عمرو نے سُنا ہوش اُڑ گئے پکار کے کہا ملکہ جا کے شہنشاہ سے
کہو مین جا کر ملکہ حیرت کو لاتی ہون حرامزادے کو سرکشی کی سزا دلواتی ہون صرصر نے بے اختیار

ہو کر کہا جلد جا کر ملکہ سے بیان کرو کہ وہ خود آئے اس ملعون کو سزا دے مخمور کی قید لے عمرو
وہین سے گھبرایا یہ کہتا ہوا کہ ملکہ جاؤ اب زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہین مین مطلب اصلی سمجھ گئی
صرصر کو بھی پریشانی مین خیال ہوا طرف باغ سیب کے چلی مگر عمرو بشکل صبا رفتار سامنے
سبز بخت جادو کے پہونچا بہ تعجیل ایک نامہ مُہر افراسیاب سے تیار کیا ہاتھ مین لے کر اسی صورت
سے سامنے سبز بخت کے آیا دیکھا مخمور سامنے سر جھکائے رو رہی ہی کلیجہ پھٹ گیا مگر ضبط کیا
سبز بخت کو ہاتھ اُٹھا کر دعا دی پایۂ تخت کا بوسہ لیا نامہ سبز بخت کے ہاتھ مین دیا پھر شاہنشاہ
دیکھکر لفافہ چاک کر کے جو پڑھا ایسا مضمون عشرت خیز لکھا تھا کہ موچھون پر تاؤ پھیرنے لگا تاج کو
کج کیا وزیرون نے پوچھا کیا مرقوم ہی ہنسکر کہا افراسیاب ہمارا بادشاہ ہی ہم اُسکے غلام قدیم
ہین بی صرصر نے جا کر فریاد کی ہماری سرکشی کا حال کہا بی صرصر کی ہوا بگڑ گئی شاہنشاہ نے شفق
کو قید کیا ملکہ مخمور کو ہمین بخشدیا وزیرون نے کہا حضور بادشاہون کے اعزاز و اکرام بادشاہ
کرتے ہین وہ عیارنی ناحق حضور سے کج بحثی کرتی تھی سبز بخت نے کہا بی صبا رفتار بیٹھو عمرو
نے مسکرا کر کہا دو دھامیان ہمین بھی خلعت دلوایئے ایسی خوشی کا نامہ لے کر آئے ہین آج تو بھاری
جوڑا لونگی سبز بخت نے کہا ایسا نہال کرونگا کہ دولت دنیا سے مالا مال کرونگا مگر ای صبا رفتار مخمور
مجھ سے راضی نہین ہوتی خیر گلدستہ سامری مین تیار کرتا ہون مجھ سے اسقدر محبت ہو جائیگی کہ مثل کنیزون
کے خدمت مین رہیگی صبا رفتار نقلی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شاہنشاہ یہ عورت کیسی کور ظاہر
و کور باطن ہی آپ ایسا طرحدار وضعدار تاجدار صاحب اقتدار دولتمند سن شریف ابھی تو تیس سے زیادہ
نہو گا شفق مین تارے سے چمکتے معلوم ہوتے ہین پیری و شباب گلے مل رہے ہین مگر رنگ شباب
غالب ہی سنئے تو صاحب جا بجا یہ سنا کہ ہزار زمین آپ کی طالب ہی ایک شاہزادی کے پاس
آپ کی تصویر ہی آج وہ بات یاد آئی ایکدن جو ہم براے ملاقات گئے تو اُس شاہزادی نے تصویر
محبت تاثیر مجکو دکھائی اور رو کے کہنے لگی کہ صبا رفتار ایک سوداگر آ کر یہ سودا ہمارے ہاتھ
بیچ گیا تپا نہین لگتا کہ کس تاجدار کی تصویر ہی آج جو آپ کے جمال بمثال کو دیکھا وہ جملہ یاد آ گیا
سبز بخت نے سحر کرنا توموقوف کر دیا صبا رفتار کو سامنے کرسی پر بٹھا لیا کہا صبا رفتار میرے
سر کی قسم سچ کہتی ہو صبا رفتار نے کہا حضور آپ کی جوانی کی قسم اب مین اُس بیچاری کے پاس

جاؤنگی مژدہ وصل دے کر ہزارون روپے پاؤنگی سبز بخت نے کہا اُس شاہزادی کو لاؤ اُسکا
کیا نام ہی صبار فتار نقلی یعنی خواجہ عمرو نے مسکرا کر کہا کسی کٹنی کو بلاؤ مجھے کیا نفع مین تمھاری
نگاہون کو دیکھکر خود ہول کھاتی ہون ایسے مردوے سے ڈرنا چاہیے آنکھون مین کھائے
جاتا ہی سبز بخت سمجھا یہ بھی مجھپر عاشق ہوئی کہا صبار فتار کیا ہم تمسے باہر ہین مخمور کو راضی کر دیکر
تم سے بھی مزے اُڑائینگے عمرو نے ہاتھ بڑھا کر ٹیٹے پکڑ لیے اور ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے سبز بخت
کو مارا کہا کیون نگوڑے میری آبرو لیگا مین ایسے ہرجائی سے محبت نہین کرتی یہ کہکر ٹھنڈی
سانس بھری آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر اُٹھی یہ کہتی ہوئی اُبھلا رے دیکھیے تیری محبت کیا کیا رنگ لائی
آخر کو خاک چھنوائے گی لوگ سمجھاتے ہین مگر ایک نہین سنتی تخلیہ کا حکم دو کہ تنہائی مین سمجھاؤن
عورت کی بات عورت خوب سمجھتی ہی مرد وا مورکھ کیا جانے عشق تو اُسکی آنکھون سے ٹپک رہا ہی
نہین معلوم کس وجہ سے انکار کیا سبز بخت نے کہا دوسرے خیمے مین لیجاؤ جسطرح مزاج پر لا
آوے سمجھاؤ باتون پر صبار فتار کی بھول گیا سچ ہے پانو پھیرنے لگا رفقا سے کہا کہ بی
صبار فتار بھی ہمپر مائل ہوئین یارو تمنے سُنا تصویرین بھی ہماری دور دور پہونچی ہین ایک
شاہزادی مدت سے عاشق ہی صبار فتار اُسکو بھی لائیگی بابدولت اُسکا بھی محل کرینگے
اور صبار فتار کو بھی گھر مین ڈال لینگے ایسی ہی عورتون سے انتظام خانہ داری خوب
ہوتا ہی رفقا سر جھکائے مسکرا رہے ہین آپسمین کہتے ہین کہ ہمارے شہریار کو سودا ہوا ہی
کہ کرکری ڈاڑھی صورت کالی بجا کی پھبتی ہوتی ہین شریف یہ میان کو باہ بھی سوجھی ہی
اُسپر اسقدر بلبلا رہے ہین مگر خواجہ عمرو مخمور کو لے کے گوشے مین گیا کہا کیون ملکہ ایسے حسین
وجمیل کا وصل کیون نہین قبول کرتی ہو مخمور نے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا او شفتل کیا بکتی
ہی افراسیاب ایسے جلیل کو تو مین نے قبول نہ کیا پھر یہ کیا بھیا ہی مین گنہگار ہون وہ
مجکو قتل کرے میرے خون سے ہاتھ بھرے عصمت کا نام لیگا تو بہت مزا اُٹھائیگا انشاء اللہ
خواجہ عمرو کے ہاتھ سے سزا پائیگا صبار فتار نے کہا نگوڑے عمرو کا کیون نام لیتی ہی وہ
بھڑوا کیا ہی اُس سے کیا ہو سکتا ہی مخمور نے کہا جیسا وہ ہی تمھارا دل ہی خوب جانتا ہی افراسیاب
خوب پہچانتا ہی جب تو خواجہ نے بائین آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور نے مثل گل کے شگفتہ ہو گئے

کہا خواجہ خدا تمکو سلامت رکھے میری زبان سے سوزن کو نکالیے کہ ابھی اس ملعون کو سزا
دون سارے لشکر کو تباہ کردون عمرو نے کہا ملکہ یہ تو گرٹ دیے مرے اُسکو زہر کیون دیجیے
چلکے بیٹھ جاؤ مُنہ سے نہ بولو ہین اپنا سب مطلب کر لونگا دو چار کوڑی کا روزگار کر لون ملکہ
مخمور نے کہا مجھے کلام کرنا نہایت ناگوار ہی عمرو نے کہا تم کچھ نہ کہنا ہم سمجھ لینگے باتین بنا لینگے
یہ کہکر مخمور کی زبان سے سوزن نکالا مخمور کو ساتھ لیے ہوے باہر نکلا آگے بڑھکر سبز بخت
سے کہا واہ رے اُلو کے پٹھے مردوے تو تو گدھا ہی سلطنت کیونکر کرتا ہی مخمور کہتی ہی مین نے
جلسے دیکھا ہی میری جان جاتی ہی یہ کیسا عاشق تھا کہ پہلے ہی بدعت کرنا شروع کی اسوجہ سے
مجکو بھی نفرت ہوئی او بھڑوے عورتین اپنے کو یونہین روکتی ہین اپنی چاہت نہین ظاہر کر دیتی
ہین سبز بخت نہال ہو گیا ملکہ مخمور کو دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ باندھنے لگا کہ ملکہ میری خطا
معاف کرو عمرو نے مخمور کو کرسی جواہر نگار پہ جگہ دی سبز بخت کو اشارہ کیا بس بیٹھو تعظیم و تکریم
نہ کرو اب تو بڑی خوشی ہی شراب و کباب منگاؤ دو چار جام پیکے معشوقہ کو تخلیہ مین لیجاؤ مزے
اُڑانا ہمارے احسان کو نہ بھولجانا سبز بخت نے کہا ساقی بچون کو طلب کرو جلد حاضر ہون
صبا رفتار نقلی یعنے خواجہ عمرو نے کہا کلید میخانے کی ہمکو دو ہمین شراب کا انتظام کرینگے
سبز بخت نے کنجی میخانے کی خواجہ عمرو کو دی عمرو نے میخانہ مین جاکر ساری شراب کو خراب
کیا سب مین بیہوشی ملائی نہایت سلیقہ سے کنٹر الماس نگار کشتی مین لاکر سامنے آراستہ کیے
سبز بخت سے کہا آپ خوش ہین میرے قلب کو فرحت ہی جسم خاکی مین روح کو راحت ہی
دل چاہتا ہی کہ ایک غزل اسوقت ہم گائین شراب بھی اپنے ہاتھ سے پلائین سبز بخت نے
کہا صبا رفتار تمھین اختیار ہی عمرو نے اہالیان دربار کو اشارہ کیا کہا لو صاحبو یہ لشکر مین
تیلے کے پتلے بھیجدیے گائن سے اشارہ کیا تو ذرا بایان چھیڑو اُسنے بایان بجایا خواجہ عمرو
نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی

غزل

کبھی بے نقش درم ہو نہ مسخر معشوق
دیکھے انسان حقیقت مین تو ہی زر معشوق

غیر ممکن ہی وفادار ملے ہر معشوق
قدر دان ہوتا ہی قسمت سے میسر معشوق

اُسپہ ہم مرتے ہین مرتا ہی زمانہ جسپہ
اپنے معشوق سے دیکھا نہین بہتر معشوق

کچھ نئی رسم نہیں کرتا ہی بیداد وہ شوخ | ستم و جور کے سب ہوتے ہین خوگر معشوق

یہ غزل جو خواجہ عمرو نے سامنے سبز بخت باغی کے گائی دربار مین صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی مخمور کو اُسی ہنگام مین جام بھر کر اشارہ کیا کہ اک جام سبز بخت کو پلادو مخمور نے سر جھکالیا عمرو نے اپنے ہاتھ سے بھر کر دیا مسکرا کر کہا کہ لو میان جام پیو جو ہونا تھا ہو چکا سبز بخت خوشی مین آکر جام پی گیا کل اہالیان دربار شراب پی چکے ہین اب عمرو اس خیال مین ہی کہ دو چار شعر اور پڑھون یہ سب بیہوش ہو کر گرین لوٹ لون نکل جاؤن مخمور بھی اشارے کر رہی ہی کہ خواجہ جلدی کرو عمرو منہ پھیر کر کہہ دیتا ہی کہ بھول کیا ہی مگر قضائے کار ملکہ صرصر شمشیر زن جا کر باغ سیب مین پہونچی افراسیاب جادو عیش و نشاط مین مصروف ہی دیکھا کہ صرصر روتی پیٹتی چلی آتی ہی افراسیاب نے کہا خیر تو ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ غضب ہو گیا مین بموجب حکم سرکار لشکر مسلمانان مین گئی اپنی جان لڑائی ملکہ مخمور کو لے نکلی راہ مین مجکو تردد تھا کہ ایسا نہو عیار آکر پشتارہ چھین لین میان سبز بخت جادو شکار کھیل رہے تھے مین نے اُنسے کہا کہ مجکو تا بہ باغ سیب پہونچا دے اُنھون نے بارگاہ استادہ کرائی ملکہ مخمور کے جمال بیمثال کو دیکھکر مائل ہوے پہلے مجھ پر پھسلے تھے مجھسے کہا اسکو رضامند کرو مین آگاہ تھی کہ ہمارے حضور کی نگاہ اُسپر پڑتی ہی مین بگڑی کہ پشتارہ یہان نہ چھوڑونگی غصہ مین میری گردن مین ہاتھ دیا بارگاہ سے نکلوایا اور یہ کہا کہ ابھی گلدستہ سحر سونگھا کر اُسکو راضی کرلونگا ای شہنشاہ وہ بھڑوا سبز بخت گلدستہ بنا رہا ہی خدا اُسکی آبرو بچائے یہ سنکر افراسیاب جادو کو غصہ آگیا ابروون پر بل پڑگیا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا نمک حرامون نے بہت پریشان کیا ہی اس بیحیا کی یہ لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر پہ نگاہ محبت ڈالے بیحیا کو شرم نہ آئی ابھی دیکھو جاکر کیا قیامت برپا کرتا ہون آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا یہ کہکر مثل شعلہ جوالہ کے چمک کر آسمان مین ڈوبا یہان دربار مین خواجہ عمرو نے گاتے گاتے سبز بخت جادو سے اشارہ کیا کہ اب معشوقہ کا ہاتھ پکڑکر تخلیہ مین لیجاؤ خوشی مین آن کر سبز بخت نشہ مین اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تو اپنا کام کر چکی تھی دھم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے لینا لینا کہکے اُٹھے وہ بھی گرے بیہوش ہوئے فوج نے پہر بھر پیشتر سے شراب خوب پی جوتی پیزار چل رہی ہی کوئی اوک رہا ہی کوئی لڑھک رہا ہی کوئی نشہ کی دھن مین گا رہا ہی کسی نے کپڑے اُتار کر پھینک دیے

ننگا بھاگا جاتا ہی یہان بارگاہ مین عمرو نے نعرہ کیا نیچہ پکڑ کر چلا کہ سنبر بخت کو پھل تلوار کا چکھاؤن مخمور کھڑی ہی خواجہ مین تو کھلچاؤن آپ فرماتے ہین ملکہ میرا ساتھ دو کچھ کام کرو سبکے کپڑے تو اُتار و مخمور ہاتھ باندھتی ہی کہ اُستاد مجھسے کچھ نہین ہوسکیگا فرماتے ہین مخمور مین ابھی اسکو بیدار کر دونگا مخمور کہتی ہی آپ کو اختیار رہی سر حاضر ہی ہمسے کسی کے کپڑے نہین اُتارے جائینگے یہ کلام ناتمام تھا کہ افراسیاب جادو آسمان پر چمکا اسنے اول اہالیان لشکر کو دیکھا کہ آپس مین جوتی پیزار ہو رہی ہی یہ سمجھا کہ سنبر بخت نے سب کو شراب پلوائی ہی یہ سب خوشی کر رہے ہین وہان سے نعرہ کیا باش او نمکحرامو وہ بیحیا سنبر بخت کہان ہی جسنے بغاوت پر کمر باندھی معشوقہ پر نگاہ ڈالی نعرۂ افراسیاب کی آواز کان مین عمرو کے پہونچی مخمور سے کہا بھاگ افراسیاب جادو آپہونچا مخمور نے گھبرا کر دونون پانوئن زمین مین مارے غرق زمین ہو کر بھاگی عمرو نے دیکھا کہ سنبر بخت مارا نہین گیا اور افراسیاب جادو آگیا صبا رفتار تو بنے ہوے تھے ایک حباب دافع داروے بیہوشی سنبر بخت کے مُنھ پر مار دیا اُسنے آنکھ کھولی کہا شہنشاہ جلدی اُٹھیے افراسیاب آگیا اپنے قول سے پھرا معشوق کی اُسکو محبت آگئی نشہ نے سب کام خراب کیا مخمور کو اُسنے سحر سے چھپا لیا ہی مجکو بھی قتل کریگا اب اِسوقت کچھ جرأت دکھاؤ مین اِس خیمے مین چھپی جاتی ہون اُترتے اُترتے حرامزادے کو ایک گولہ مارو کہ اُسکا سر پھٹ جاے یہ کہکر عمرو تو دوسرے خیمے مین گھس گیا گلیم اوڑھ لی سنبر بخت غصہ مین سنبھل کر اُٹھا گولہ ہاتھ مین لیا افراسیاب غصہ مین پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا نعرے کرتا ہوا او نمک حرام سنبر بخت میری معشوقہ پر آنکھ ڈالی جیسے افراسیاب نے اندر خیمے کے سر ڈالا سنبر بخت نے ایک گولہ مارا کہ کیون بیحیا مردان عالم کو کلمات سخت و سُست کہتا ہی مخمور تیری خالہ ہی ہمتو ضرور وصل حاصل کرینگے گولا افراسیاب کی پیشانی پر پڑا اگر طلسم بند نہوتا تو سر پھٹ جاتا افراسیاب نے چرخ کھایا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا نعرہ کیا او باغی تبا مخمور کہان ہی سنبر بخت نے کہا تیرے پاس نہان ہی مین تجکو مار کر لونگا جب سنبر بخت نے دیکھا کہ میرے سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب بڑھتا چلا آتا ہی تلوار پکڑ کر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا سر سنبر بخت کا اُڑ گیا مر کر گرا ایک لات ماری استخوان چُور چُور ہوے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کُشتی مرا

نام من سبز بخت جادو بود مار کر اُسکو غصہ مین افراسیاب خیمے مین چہار جانب ڈھونڈھنے لگا کہین ملکہ مخمور کو نہ پایا ران پر ہاتھ مار کے دیکھا کہ مخمور کہان گئی نوشتہ پایا کہ مخمور نکل گئی فلان صحرا مین جاتی ہی غصہ مین جھپٹا باہر نکلکر چند سنگریزے اُٹھا کر اُچھالے وہ سب بیہوش پڑے تھے اُنپر پتھر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے آپ جستجوے مخمور مین چلا اب عمرو نے نکلکر سب مال لوٹنا شروع کیا سب مردون کو برہنہ کر دیا اور بتعجیل عقب مین افراسیاب کے راہی ہوے ملکہ مخمور جو غرق زمین ہوئی تھی کوس بھر پہ جا کر نکلی مگر پسینہ پسینہ گھبرائی ہوئی افراسیاب کا خیال کلمات سبز بخت کا ملال زیر نخل کھڑی ہوئی چہار جانب دیکھ رہی تھی دل سے کہتی ہی کہ ای مخمور راستہ لشکر اسلام کا کدھر ہی کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم افراسیاب جادو او مخمور تیرے واسطے کیا کیا خاک چھانی ہی ای انتو تیرے فراق مین عجب عالم ہی عاشق کا لبون پر دم ہی مخمور کے ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے اور افراسیاب جادو قریب آ گیا مخمور نے جھولی سے اسباب سحر نکالا ترنج و نارنج ماش کے دانے افراسیاب پر پھینک مارے صدہا شعلہ ہاے آتش افراسیاب خانہ خراب پر گرے ایک طرف سے تلوار گری شانہ پر خنجر پڑا مگر یہ بیحیا بیغیرت کب کٹتا ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا سب چیزین باطل ہو گئین مخمور سحر کر کے سامنے افراسیاب کے بھاگی افراسیاب جھپٹا چونکہ مدت سے عاشق ہی تصویر بدحواسی مخمور کی دیکھ کر کلیجہ پھٹا جاتا ہی وہ گل سا چہرہ کمھلایا ہوا پیشانی پر پسینہ جسم مین رعشہ ہونٹ تھراتے ہوے کبھی لڑکھڑاتا دوپٹہ ڈھلکا ہوا کرتی آب روان کی مسکی ہوئی پائینچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے گرد جو اُڑی ذرے زلفین عنبرین پر جیسے شب تیرہ مین تارے فلک خوشی سے تارون کو تصدق اُتارے افراسیاب پکارتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کیون مجھ سے بھاگتی ہی قسم ہی سامری جمشید کی کچھ سزا نہ دونگا کل طلسم کا بادشاہ کرونگا ای مخمور میری صحبت سے تو نکل گئی میکشی کا مزا جاتا رہا جب مخمور نہین تو کیسا خمار افراسیاب منتین کرتا ہی مخمور حربے سحر کے کرتی جاتی ہی کبھی غصہ مین آواز دیتی ہی کہ او بیحیا کیا بکتا ہی اپنی خالہ حیرت کو سلطنت دے مجھسے محبت و الفت کا نام نہ لے مین تیری دشمن ہون دیکھ زمانہ قریب آ چکا ہی انشاء اللہ اسد غازی کو قید سے چھڑا ئینگے وہ شیر دل طلسم فتح کریگا ای افراسیاب جادو تیرا نمک کھایا ہی براہ خیر خواہی سمجھاتی ہون مسلمان ہو جا

اسد غازی کو لاکر خدمت مین خواجہ عمرو کی پہونچا ورنہ کتے کی موت مارا جائیگا ہاتھ سے شہنشاہ عیاران عالم کے امان نہ پائیگا ان باتون کو سنکر افراسیاب جادو مثل بید کے کانپا غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا مخمور نے چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن جان بچا اُڑ جاؤن افراسیاب نے غصہ مین یا سامری کہکر ایک دو ہتڑ زمین مین مارا زمین سنگلاخ ہوگئی مخمور زمین پر گری ہونٹ بند ہوگئے اسم سحر نہ پڑھ سکی افراسیاب قریب آیا ہاتھ پکڑکر غصہ مین کھینچتا ہوا لیچلا کہتا جاتا ہی کہ ای مخمور آج اگر میرا کہنا نہ مانا سرتابی کی تو اس ظلم سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین ورنہ دیکھ سمجھاتا ہون توبہ کردہ مرتبہ اعلی کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم ہوش ربا رشک کرین مخمور کچھ جواب نہین دیتی سر جھکائے ہوئے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے افراسیاب ہر مرتبہ قبضہ پر ہاتھ ڈال کے ڈراتا ہی کہ سر کاٹ لون سرکشی کی سزا دون مخمور گھبراکر سر جھکا دیتی ہی اشارہ ہی کہ تجھے اختیار ہی میری جان کا حافظ پروردگار ہی اس حال پُر ملال مین مخمور کو لیے ہوئے افراسیاب سو قدم تک آیا اب قصد ہوا کہ کمر مین نیچہ دون باغ سیب مین لیچلون وہان تمام شاہزادیان وغیرہ موجود ہین سمجھائینگی ڈرائینگی دھمکائینگی ضرور اطاعت کرے گی قتل کرنے کے خیال مین دل دھڑکتا ہی کہ ہاے ایسے محبوب جانی یار جاودانی ماہ رخسار گلعذار شمشاد قد خورشید خد نازک اندام کبک رفتار شیرین گفتار ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون دست ظلم اُسکے خون سے بھرون ایسی ایسی باتین سوچ کر بڑھا ارادہ کیا سحر کرکے اُڑون اُسکو کسی مقام پر قید کرون کہ دیکھا سامنے سے بونڈا لاگرد کا اڑا ملکہ صرصر شمشیر زن بانہاے عیاری سے آراستہ نیمچہ کمر مین لگا ہوا سینہ بسینہ چھپٹی ہوئی آتی ہی افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صرصر مین نے اُس بیحیا نمکحرام کو مارا ساری فوج کو جلا دیا مخمور کو گرفتار کیا ہی حیرت جادو سے جاکر کہنا سبز بخت جادو کسی خطا پر ہاتھ سے شہنشاہ کے مارا گیا جہنم واصل ہوا اُس قلعہ پر کسی منتظم کو روانہ کرین رعایا تباہ و برباد نہو مخمور کو لیکر طرف باغ سیب کے جاتا ہون یا کسی مقام پر قید کرونگا کہ یہ پھڑک پھڑک کر مرے صرصر بہت خوب کہتی ہوئی قریب آئی مخمور کو سمجھانے لگی ای مخمور شہنشاہ کے قدمون پر گرو ایسے مالک پرورش کرنے والے کسے ملتے ہین علاوہ مالک چاہنے والے کے صاحب شان و شوکت شہنشاہ طلسم ہوش ربا سب ہفت اقلیم والے

اُنکی قدمبوسی کی آرزو رکھتے ہین تمھاری عقل پر یہ کیا پتھر پڑے ہین اپنی نیکی بدی نہین سمجھتی ہو
ناحق جان جائیگی اِن باتون پر صرصر کی افراسیاب خوش ہوا آنکھ سے اشارہ بھی کیا کہ اسکو راضی کر
تھوڑا سا بھی یہ عذر کرے تو مین معاف کر دون خوشی خوشی لے کر باغ سیب مین جاؤن صرصر
ہاتھ باندھ رہی ہی اے مخمور میری بات کا جواب دو مثل تصویر کیون خاموش ہو مخمور کو سمجھانا صرصر
کا بہت ناگوار ہی افراسیاب ہاتھ تھامے کھڑا ہی کلیجہ پر خنجر غم و الم چل رہا ہی مگر ناظرین پر واضح
ہو کہ یہ صرصر شمشیر زن نہین ہی خواجہ عمرو بارگاہ سبز تخت بدسیر جو لوٹ کر چلے تھے دور سے
جو دیکھا افراسیاب مخمور کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہی آکر باتین کرنے لگے قصد ہی کہ اسکو بیہوش
کر دون ملکہ مخمور کو چھڑاؤن سامنے افراسیاب کے کھڑے مخمور کو سمجھا رہے ہین افراسیاب
کو بہلا رہے ہین مگر قضائے کار صرصر شمشیر زن تو افراسیاب سے اطلاع کرکے چل چکی ہی
اسوقت آکر پہونچی جیسے ہی صرصر سامنے دکھلائی دی عمرو نے دیکھا کلیجہ ہل گیا وہان سے صرصر
اصلی نے دیکھا کہ عمرو میری شکل بنا ہوا شہنشاہ سے گھل مل کر باتین کر رہا ہی للکارا کہ اے شہنشاہ
سنم ملکہ صرصر شمشیر زن یہ نگوڑا مُوا مونڈی کاٹا ساربان زادہ میری شکل بنا کھڑا ہی آپ کو دھوکا
دیا چاہتا ہی عمرو نے دامن پکڑ کر افراسیاب کا کہا دیکھیے میری شکل پر عمرو آتا ہی مخمور جو پکڑی گئی
نگوڑے کو چین نہ پڑا افراسیاب جادو حیران ہوا کہ مین کیا کرون اب کسکو صرصر جانون یہ کنیز ہی دو
عمرو ہی وہ کہتی ہوئی آتی ہی یہ عیارون کا افسون ہی اب صرصر اصلی پچاس قدم پر ہی دوڑی ہوئی چلی
آتی ہی غل مچاتی ہی عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ تو حیران ہو گئے ہین یہ عمرو ہی یہی ہاتھ کو ران پر
رگڑ کے دیکھیے آپ کا کمال آپ کی دستگیری کریگا صاف آئینہ ہوگا افراسیاب نے منھ پھیر کر
ران پر ہاتھ رکھا عمرو نے بجستی حلقے کمند کے مارے پلک جھپکنے کی دیر تھی اوسے کھینکر افراسیاب
بلبلا تڑاق سے جاب مارا افراسیاب زمین پر گرا صرصر دوڑی بھلا نگوڑے تو نے غضب
کیا شہنشاہ کو بیہوش کر لیا یہ کہکر تیغ کو بغل مین رکھکر مارا عمرو نے جست کرکے خالی دیا مخمور کی زبان
سے سوزن نکالا مخمور نے کہا خواجہ بھاگو عمرو نے کہا تم جاؤ ہم چلے آئینگے صرصر نے جو دیکھا کہ
مخمور کی زبان سے سوزن نکل گیا ڈری کہ مجکو نہ پکڑے نخل کی آڑ مین چھپ گئی خواجہ عمرو نے
جب دیکھا صرصر غائب ہوئی مخمور نے چاہا کہ عمرو کی کمر مین پنجہ دے عمرو نے کہا مین اپنا گلا

کاٹ لونگا جان دیدونگا مین تاج تو اسکا لے لون دو چار کوڑی کا روزگار تو کرون بال بچون کی
فکر ہی سویرے سویرے بہنی ہوگی تو سارا دن خالی جایگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا مخمور تو
چرخ مار کر بلند ہوئی عمرو نے کمند پھینک کر تاج تو افراسیاب کا کھینچ لیا صرصر نے نخل کی آڑ
مین دیکھا کہ مخمور چلی گئی اب نعرہ کر کے دوڑی کہتی ہوئی کہ خبردار ساربان زادے کیا کرتا ہی
عمرو نے تاج اُٹھا کر کہا لو جانی یہ بہنو تیرے دم کے لیے ساری فکر ہی ای صرصر غصہ نہ کرو تو ہم
ایک بات کہین صرصر نے کہا نگوڑے کیا کہتا ہی عمرو نے کہا مجکو کئی برس ہو چکے کہ تمپر عاشق ہون
اپنے قول کا صادق ہون جو تو نے مجھ سے نکاح کر لیا ہوتا کیسے عمدہ عمدہ لڑکے پیدا ہوے ہوتے
طرار مکار غدار تمکو کمائی کھلاتے ضعیفی مین کام آتے آج تو گلے مین ہاتھ ڈالدے ایک بوسہ مین
لون تو بھی مجکو پیار کر لے صرصر نے کہا نگوڑے اسی ہوس مین مریگا اور خنجر کھینچکر آپڑی عمرو
سمجھا اب یہ افراسیاب کو ہوشیار کر دیگی کار عظیم در پیش ہی شبنم گوہر پوش کے قید ہونے کا
بڑا اپس و پیش ہی یہ سوچکر چوٹین بچاتا ہوا ایک جانب نکل گیا صرصر نے آکر افراسیاب کو ہوشیار
کیا افراسیاب کانپتا ہوا غصہ مین اُٹھا پوچھا یہ ساربان زادہ کہان گیا صرصر نے کہا حضور مین
چیختی رہی آپ نے کچھ خیال بھی نہ کیا وہ ہوا کا خواص رکھتا ہی میرے روکے سے کیا رکتا لڑبھڑ کر
نکل گیا افراسیاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون مشکین باندھکر عمرو کو لاتا ہون صرصر نے کہا حضور
آپ طرف باغ سیب کے تشریف لیجائین کنیز جا کر خاک کرتی ہی حضور کے سر انور پر تاج بھی تو
نہین ہی دنیا عیب بین ہی سرکار کو سر برہنہ دیکھکر دشمن مضحکہ کرینگے دوست ٹھنڈی سانسین
بھرینگے افراسیاب مجبور ہوا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا ڈوپٹہ کمر سے کھولکر سر پر لپیٹ لیا
صرصر مثل باد صرصر کے تلاش عمرو مین گئی خواجہ عمرو لشکر مہرخ مین آئے مخمور بھی پہونچی سب کو
خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی عمرو نے پوچھا چالاک و برق پلٹ کر نہین آئے ملکہ
مہرخ نے کہا کچھ کیفیت نہین معلوم عمرو نے کہا ای ملکہ عالم بخدا مجکو شبنم گوہر پوش کا بڑا غم ہی مین
اُسکی رہائی کی فکر مین جاتا ہون اتنی سی سُنگنی ملی ہی شبنم کی خالہ کا سمنکال جادو نام ہی پرچہ مین
حکیم لقراط ثانی کے اول مین بھی نام ارقام ہی کوئی صورت ابھی رہائی اسد غازی کی نہین ظاہر
ہوئی حساب سے ایک ہفتہ باقی ہی دربار مین شور گریہ و بکا بلند ہوا ہر ایک نے کہا خواجہ دیکھین

گردون دون وانقلاب سپہر بوقلمون کیا دکھاتا ہی جب ذکر اسد آتا ہی کلیجہ کانپ جاتا ہی عمرو نے کہا پروردگار مالک ہی نہ گھبراؤ مشکل لاحل کو وہی آسان کریگا دامن آرزو گل مدعا سے بھریگا مگر لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکر سامنے ملکہ مہرخ کے عمرو نے قنطورۂ زرافتی وبتیا دہ سقرلاطی وگوپھن عیاری حیلہ ہاے ناحق سے اپنے کو آراستہ کیا سب سے رخصت ہوکر تلاش مین قصر ملکہ سمنکال کے روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گہر ریزی کلک جواہر سلک کی ذکر رسائی ہنر بر ہیشۂ صاحبقرانی زینت آراے سریر سلطنت جہانبانی قرۂ باصرۂ مکنت وحشمت غرۂ ناصیۂ جرأت وہمت صاحب لواے صفوف آراے میدان صولت وجلالت گوہر دریاے سخاوت دکان جواہر مروت نظر کردۂ بزرگان دین صاحب عز وتمکین پروردۂ مہد جانبازی شہسوار عرصۂ یکہ تازی تاجدار اقلیم سرفرازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی مین دریاے مضامین جلالت آئین مین براے جستجوے گوہر مرادیون غوطہ زن ہوتا ہی عیاریان خواجہ عمرو کی جانبازی مہتر قران نامور کی خراجگزاران افراسیاب کا زیر گنبد نور جمع ہونا براے ملاحظہ قتل اسد غازی سامان سیلہ وجشن از در شہر تا پرسان تاکوہ مروارید آمادۂ مرگ ہونا سرداران عمرو کا اور مشہور رہونا کہ خواجہ عمرو قتل ہوگئے فکر سے خواجہ کے رہا ہونا

اسد نوجوان کا ساقی نامہ مصنف

ساقی مئے عیش وعشرت آمیز
پلوا کوئی ساغر گلابی
کراتنی ذرا تو مہربانی
مجمع رندون کا جابجا ہی
میخانے مین تیرے اک ہی میلہ
سمجھا ہی تو سہل میفروشی

لا جلد پلا زلال گلریز
دے بادۂ عیش خم کی ہو خیر
دے مجکو شراب ارغوانی
گلرنگ وہ دے شراب دلخواہ
بلوہ کرتا ہی کیون جھمیلہ
دو چار پلا دے بھر کے ساغر

اب دل کو ہی تاک دخت رز کی
میلے کی کرون ادھر ادھر سیر
میخانے مین تیرے جگھٹا ہی
ہو محتسبون کے دلکو بھی چاہ
میخوارون سے ساقیا خموشی
احسان ترا ہمارے سر ہی

کچھ نظم کا رنگ اب جماؤن
جھم جھم یہ پیو مئے معطر
کس شادی و خرمی کی ہی دید
رکھنا نہ دقیقہ کوئی باقی
تارون سے چھٹیگا آج وہ گل
مشتاق و نزار ہی اُسی کی
فرقت مین ہمیشہ اُسکے سنبل
لبریز ہی خون دل سے تھالا
سکتے مین کھڑا ہوا تھا شمشاد
گلہائے بیان وہ بھی اب کریگی
سبزے کو خوشی ہوئی یہ تازہ
ہر گل کی طرح مہک رہا ہی
وہ شیر اسد وہ فرد یکتا
وہ شان وہ شکوہ وہ شجاعت
مجکو بھی خوشی سے بیخودی ہی
جسمین کہ نیا نیا سمان ہی
اِس جلسہ کا منتظم قمر ہی
اِک سمت ہی سوز ایک جا ساز
دنیا کی وہ رنگیان عیان ہین
میلے کا نیا سمان دکھاؤن
روشن تو کرو قمر یہ ہمسر
کیا آج کوئی سعید ہی عید
عمدہ سے جو عمدہ ہو وہ مولا
سو جان سے فدا ہی جسپہ بلبل
وہ مردمِ چشم گلرخان ہی
چپ چپ ہی مثلِ ماروکا گل
سربستہ جو غنچۂ چمن تھے
اب ہوگا غم و الم سے آزاد
مرغانِ چمن تھے نغمہ بھولے
مخمل کا بچھا یا سبز جادہ
سب کو جو سرور لاتعد ہی
جرأت مین ہی کون اُسکا ہمتا
شیرون کا ہی زہرہ آب ڈر سے
لا جلد پلا دے ساغرِ مے
پی پی کے شراب اب مین جھومون
جو صورتِ مہر جلوہ گر ہی
لشکر مین عمرو کے رنج و غم ہی
یان غم ہی اُدھر کو شادیان ہین
بولا ساقی یہ بھر کے ساغر
کس جشن کی ہی خوشی سراسر
مین نے کہا کچھ نہ پوچھ ساقی
چھلک جاؤن سرور مین وہ بلوا
نرگس بیمار ہی اُسی کی +
وہ رونقِ صحنِ بوستان ہی
ہی داغ بدل الم سے لالہ
اب ہوینگے پھول وہ بھی کھلکے
سوسن کو چمن مین تھی خموشی
ہو وینگے شگفتہ اب خوشی سے
صحرا صحرا لہک رہا ہی +
اب فکر رہائی اسد ہی
اللہ رے ہمت و جلالت
عفریت نہ لائے تاب ڈر سے
میلہ اُسی جشن کا ہوا ہی
ہر سمت برائے سیر گھومون

یون لکھتے ہین راویان جانباز حیرت عشرت مین دمبدم ہی غوّاصان قلزم زخار مضامین و شناوران دریاے بیکنار فصاحت آئین طراران میدان جانبازی و عیاران سرفروش بازار سرفرازی شاطران خنجر گزار و جواسیسان اخبار عشرت آثار فکر و جستجوے حالات حیرت آیات طلسم کشا ہین یون قطرہ زن ہین قطعہ سہ چیز آمد مسلم نزد شاہان + ہنر یا مال یا مردِ سخندان + من از مال و ہنر چیزے ندارم + یکے فضل سخن دارم بیارم + شعر بیایم بار دیگر من بگفتار +

درون سینہ دارم قصہ بیا + اِس داستان شوکت بیان کو حقیر اذل کونین منشی احمد حسین خوشہ چین خرمن فضل و ہنر متخلص بہ قمر بطرز نو لفظاً لفظاً تصنیف بلکہ تالیف گزارش خدمت سامعین مین کرتا ہی اِس داستان کی تصنیف مین خون دل کھایا ہی بڑے بڑے جلسون مین شاہزادگان والا مقام و رئیسان عظام کو یہ مضمون سنایا ہی خلعت تحسین و آفرین پا چکا ہون مال دنیا کے بھی مزے اٹھا چکا ہون اب یہ مضمون فرحت آئین مشتہر ہوتا ہی صاحبان خاص و عام سے امید ہی روزمرہ کے لفظ لفظ مین بھید ہی حرف حرف ملاحظہ فرمائین جہان جہان غلط ہو اصلاح دین عیب کو چھپائین سبحان اللہ دلکو مصنف کے شاد کرین بدی کا خیال نہ کرین بنام نیکی یاد کرین اول ایک غزل عاشقانہ لکھنا ضرور ہی اسوقت اِس مضامین فرحت آئین کو تحریر کرتا ہون طبیعت مسرور ہی

غزل

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اٹھے
یان فلک روئے کہ اسکو بھی رلا کے اٹھے
گر ہو دل مین خیالِ نگہ خواب آلود
دل چرا بیٹھے وہ جب آنکھ چرا کے اٹھے
ہو عذاب شب یلدا سے رہائی یارب
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اٹھے
سوزشِ دل سے ہوا ایسا ہی مین پانی پانی
پانون کیا کوچہ مین اُس ہوشربا کے اٹھے

کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اٹھے
دلسے کیونکر نہ دھوان ساتھ ہوا کے اٹھے
درد کیا کیا اثرِ خفتہ جگا کے اٹھے
گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
الفت مہ سے کہین پھر نقا کے اٹھے
مین دکھاتا نہین تاثیر مگر ہاتھ مرے
وہ جو پہلو سے پسینہ مین نہا کے اٹھے
شعرِ مومن کے پڑھے بیٹھ کے اُسکے آگے

آج اُس بزم مین طوفان اٹھا کے اٹھے
شعلہ ہا تپِ غم سینہ جلا کے اٹھے
شمع کے جور کا محفل مین جو مذکور ہوا
لیک اٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اٹھے
اُف رے گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان
ضعف کے ہاتھ سے کب وقت دعا کے اٹھے
جی بھی مانند نشانِ کف پا بیٹھ گیا
خوب احوالِ دلِ زار سنا کے اٹھے

واضح رائے بیضا ضیا ہو کہ خواجہ عمرو و مہتر برق و چالاک نامور برائے تلاش ملکہ شبنم گوہر پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے روانہ ہوئے اول مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو بالباس عیاری سے آراستہ اڑتا ہوا جاتا ہی دیکھا ایک صحرا سے سبزہ زار نواح دلکشا جا بجا نہرین سلسبیل آسا آئینہ آب صاف و شفاف جسکے سامنے آب گوہر بے آبرو برسر سرو لب جو قمری مصروف کو کو طائران زمزمہ سرا بزبان مینوانی تعریف باغبان قضا و قدر کی کر رہے ہین کسی جانب طاؤس رقصان کہین موئے سنبل پریشان تدرو خوش رفتار خرام ناز معشوق کا مزا دکھاتا ہی عندلیب خوش نوا کا دل بھر آتا ہی ایک جانب ایک قصر عالی بلند و مرتفع چھت پر دے سے آراستہ چند نازنینان مہ جبین مہ جبینان

مہر تمکین اُس قصر مین اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین بارہ دری مین ایک مسند پُر تکلف پر ایک شاہزادی خوش سیر بصد زیب و فر متمکن ہی چالاک نے کنارے آکر اپنی صورت صبا رفتار کمند انداز کی بنائی یہی غطرت ہاتھ آئی کہ چلکر دریافت کیجیے کہ اس شاہزادی کا کیا نام ہی یہ کیسا مقام ہی دل سے باتین کرتا ہوا بصورت صبا رفتار سامنے قصر کے آیا سب کنیزین پکارتی ہوئی دوڑین ارے خیلہ صبا رفتار کہان جاتی ہی بڑی بیمروت ہی لمحہ بھر ٹھہرنا دشوار ہی تھوڑی دیر مین چلی جانا ہم جانتے ہین بڑی خوبصورت ہو چاہنے والون سے فرصت نہوتی ہوگی دگھڑون سے ہمارا نام نے دینا چالاک بھی ہنستا ہوا اُنکے منہ چڑھاتا ہوا کوئی ارے بیمروت کہکے لپٹ گئی کوئی دوپٹہ پکڑ کے کھینچنے لگی کسی نے اُگال منہ سے نکال کر پھینک مارا کسی نے کہا ارے مدت سے کہان تھی چالاک بھی ویسا ہی جواب دیتا ہی کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھدیا کسی کا بوسہ لے لیا اُن سب سے باتین کرتے کرتے چالاک نے پوچھا بی بی کیا کر رہی ہین ارے اچھال چھکا مین تیری بی بی کا نام ہی بھول گئی ایک نے کہا صبا رفتار دن بدن خبطی ہوتی جاتی ہو ہماری بی بی ملکہ آہو چشم آج بڑے تردد مین ہین صاف کہین ہمین بھی غم ہی بولا صبا رفتار بڑا غضب ہوا ہمنے فقط سنا ہی کہ عمرو عیار نے بی شبنم گوہر پوش پر کچھ سحر کر دیا وہ مسلمان ہوگئین حیرت کے نوکرون کو قتل کیا اُنکی خالہ سمنکال جادو کو خبر ہوئی بوا تم جانو وہ تو اسگلے وقت کی ہین اُنھون نے سلح شور جادو کو بھیجکر پکڑوا بلوایا اُدھر ہی سے قفس مین بند کر کے لیگیا بوا مجھے وہ بھولی بھولی صورت دیکھکر بڑا رحم آیا سمنکال جادو نے ہماری بی بی آہو چشم کو لکھ بھیجا ہی کہ اپنی گوئیان کو آکر سمجھاؤ ہماری بی بی جانے کی تیاری کر رہی ہین یہ سنکر چالاک کنیزون کے ساتھ ساتھ اندر قصر کے آیا ملکہ آہو چشم کو سلام کیا آہو چشم نے کہا صبا رفتار کہان سے آتی ہی چالاک نے کہا حضور طلسم ہوش ربا مین آگ لگی ہی گھر گھر تباہی ہی جہان دیکھو آفت برپا ہی عیارون نے ہنگامہ ڈالدیا ہی اسی فکر مین نکلی ہون آپ سے بھی کچھ عرض کرنا ہی ذرا کنارے چلیے تو عرض کرون آہو چشم اُٹھ کھڑی ہوئی گھبرا کر کہا بوا صبا رفتار خیر تو ہی کہا حضور خیر و شر کا حال ظاہر ہی قتل اسد غازی کی تاریخ قریب ہی آفتاب لب بام وہ بے نصیب ہی شاہان اولوالعزم جمع ہونگے مہرخ و بہار کہتی ہین ہم اسد کو چھڑا لینگے اپنی جان مٹائینگے کمبختون کو سودا ہوا ہی شاہنشاہ سے کیا لڑ سکینگی اٹھارہ سو ملک کا مالک جادۂ علوم سحر

وہ شعبدے کا سالک ہمہ دان ہمہ گیر خوش تدبیر صاحب فوج کثیر آہو چشم کہتی ہی اے صبا رفتار سچ کہتی ہو
بادشاہ کا مقابلہ کرنا کیا آسان ہی اُن لوگون کی سرکشی سُنکر دل پریشان ہی ہمین تو بوا بہار سے
محبت ہی اب مُنھ سے نہین نکال سکتی کوئی سن پائے شہنشاہ سے کہدے وہ کہین کہ بہار سے
لگاؤ ہی تو یہ بھی باغی ہی چالاک درست درست کہتا ہوا ملکہ آہو چشم کو تنہائی مین لایا عیارون کی
عیاری کا ذکر کرنے لگا کہ عیارون نے بڑے بڑے ستم برپا کیے شہنشاہ کو کیا کیا دھوکے دیے
آپکی سکونت صحرا مین ہی مین سمجھائے دیتی ہون کسی غیر کو یہان آنے نہ دینا مکہ سے مکارونکے
بچی رہنا آہو چشم نے کہا بوا صبا رفتار تمھاری مہربانی ہی میرے یہان نگوڑے عیارون کا کیا
کام مین اپنے قصر کسے نہین نکلتی یہ باتین کرتے کرتے چالاک نے خاصدان سے گلوری نکالی
آہو چشم کو کھلا کر بیہوش کر کے اُسکو تو ایک صندوق مین بند کر دیا آپ اُسکی شکل بنکر نکلا کنیزون
کو آواز دی تخت تیار کرو قصر پر ملکہ سمنکال کے ہمکو لیچلو سحر کرنے کی تو اب ہمنے قسم کھائی بروز قتل
اسد غازی جب لشکر مہرخ سے مقابلہ ہوگا اُسی دن سحر ہونگے مہرخ و بہار کو قتل کرین گے
کنیزون نے کہا واری آپ کو سحر کرنے کی کیا حاجت ہی ایسی کونسی ضرورت ہی یہ باتین کرتا ہوا چالاک
تخت پر سوار ہوا پانچ کنیزین ساتھ لین تخت اُڑاتی ہوئی طرف قصر سمنکال جادو کے چلی
اب مہتر برق فرنگی کا حال سُنیے یہ ایک جادوگر بنا ہوا ترٹ بتا ہوا جاتا تھا قریب ایک باغ
کے پہونچا دیکھا چوبدار وغیرہ در باغ پر ایستادہ ہین مگر برق نے پہچانا کہ سرمائے برف انداز
کے بہت سے ملازم زیر دیوار باغ ٹہل رہے ہین عقل سے دریافت کیا شاید سرمائے برف انداز
اس باغ مین آیا ہی آج بن پڑے تو انھین کو ٹھنڈا کرو یہ سوچ کر بشکل صرصر شمشیر زن در باغ
پر آیا صرصر حسین تو انتہا کی ہی ملازمان سرما نے پکارا بی صرصر کہان سے آئی ہو برق نے
منھ بنا کر کہا تمھارے منھ مین آگ لگانے آئی ہون جہان نگوڑون نے دیکھا کھنکھارنے لگے
نگوڑے آنکھون مین کھائے جاتے ہین جا کے اپنی بٹیا بہنیا کو تاکو نگوڑو گھر کی تو خبر لو دو چار قہقہہ
مار کر ہنسے کہا بی صرصر تم تو ہوا سے لڑتی ہو تم سے بات بھی کرنا دشوار ہی آج کل زبان بہت کھلی
ہی صرصر نے کہا کسی کی دبیل نہین ہون سامری جمشید شہنشاہ کو سلامت رکھین کوئی ٹیڑھی نگاہ
اُڑائے تو آنکھین نکلوا لون ابھی جو شہنشاہ سے کہدون تو معلوم ہو کمیدان نے آکر صرصر کا

ہاتھ تھام لیا کہا بی صرصر کیون خفا ہوتی ہو یہ پیادون کا فرقہ ہی تمکو خدا نے حسن ہی ایسا دیا ہی
برق نے تیوری بدل کے سر جھکا لیا کہا کمیدان صاحب یہان کہان آنے کا اتفاق ہوا کیا
وزیر صاحب بھی آئے ہین کمیدان نے چپکے سے کہا اس باغ مین ملکہ شجر جادو آشنا وزیر صاحب
کی رہتی ہین کبھی کبھی جورو سے چھپ کر چلے آتے ہین مزے اڑاتے ہین صرصر نے کہا میان
کمیدان صاحب خوب بتایا مجھے ناحق بڑھ ہوتی مکان پر سے جا کر لیٹنا پڑتا اب جاتی ہون
پیغام شہنشاہ کا دے کر چلی جاؤنگی یہ کہکر اندر باغ کے آیا دیکھا نہایت باغ پر بہار نخل قطار
در قطار گلہاے رنگا رنگ شگوفہاے بوقلمون سرو مثل قد معشوق اکڑ رہے ہین گلچین و باغبان
جوش بہار دیکھکر لڑ رہے ہین ہر نخل سرسبز و شاداب چشمون کی آب و تاب دیکھ کر آب گوہر بیتاب
حباب چشم معشوق کا سمان دکھاتے ہین نخل جوش بہار سے پھولون مین نہین سماتے ہین حوض مین
فوارے چھوٹ رہے ہین خزانے مروارید بے بہا کے لٹ رہے ہین برق فرنگی بشکل صرصر
ہواے باغ کھاتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا سرماے برف انداز مسند پر پہلو مین ملکہ شجر
جادو جام شراب چل رہے ہین حوصلے نکل رہے ہین برق واسطے تسلیم کے خم ہوا سرما نے پوچھا
ملکہ صرصر کہان سے آتی ہو یہان کا ذکر ہمارے گھر مین نہ کرنا ناحق کا فساد ہوگا بیوجہ تو ہمارا گھر سے
نکلنا ہوتا نہین شہنشاہ نے حکم دیا کہ جا کر سمنکال جادو سے ملاقات کرو اسکو لا کر سرحد باغ سیب
مین بسا دو شاہ کا کچھ اسمین مطلب ہوگا مین نے دیکھا دن زیادہ ہو یہان ٹھہر گیا برق نے تیوری
بدل کر کہا واہ واہ وزیر صاحب آپ نے کیا مجکو احمق نادان بنایا ہی مین سیٹھ کی لگی نہین ہون لگائی
بجھائی سے مجکو نفرت ہی مین جہان کی بات دیکھتی ہون وہین ختم کرتی ہون سرما نے کہا ملکہ صرصر
ہمنے آمد سخن مین کہا خفا نہو ہم خوب جانتے ہین یہ تمھارا شیوہ نہین ہی صرصر نے کہا حضور آپ نے
ملکہ شبنم گوہر پوش اور ملکہ سمنکال کا نام لیا آج سب عیاران لشکر براے رہائی شبنم نکلے ہین محفل
سمنکال مین اوس پڑے گی ذرا سمجھ بوجھکر وہان تشریف رکھیے گا سرما نے کہا صرصر تم بھی ہمارے
ساتھ چلو آج شب بھر وہان رہنا ہوگا سمنکال مجکو آنے نہ دیگی بڑے لطف سے دعوت کریگی
بہت خلیق ہی انتہا کی لئیق ہی برق نے سر جھکا کر کہا آپ کی خوشی اس محفل مین شب کو دھما چوکڑی
ضرور ہوگی اگر مجکو آپ لیے چلتے ہین تو بی سمنکال سے کہکر انتظام شراب میرے سپرد کرائیے گا

دھوکا نہ کھائیے گا سمرمانے کہا وہان اپنا اختیار ہی مگر صرصر ضرور چلو تمھارے کہنے سے مجکو بھی خوف
پیدا ہوا حقیقت مین عمرو وغیرہ نبرد آزما آئینگے صرصر نے جواب دیا آئینگے تو ذلت بھی اُٹھائینگے سمرما
نے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر بٹھایا شجر جادو کو بھی ساتھ لیا تخت اُڑا کر طرف قصر سمنکال کے روانہ
ہوئی دو کلمہ داستان ملکہ سمنکال کے سنیے جب آسنے اپنے بھانجی کے مسلمان ہونے کی خبر پائی بہت
گھبرائی رونی بیٹی سلح شور جادو کو روانہ کیا یہ قفس مین بند کر کے لایا سامنے سمنکال کے پہونچایا
سمنکال قید مین دیکھکر سر پیٹنے لگی ہی ہی بچی اسی دن کے لیے پالا تھا کہ تجکو اس حال سے دیکھون
موئے عمرو نے کیا سحر کیا ہماری محبت کو فراموش کر دیا مین نے اپنی ساری جوانی تیرے گنوائی پہلو مین
تمکو لیکر سوتی تھی رات ساری جاگ کر بسر ہوتی تھی اب نام خدا جوان ہوئین ہماری جانبازی کو فراموش کیا
اری بی واسطہ سامری کا توبہ کرو مین تمھین قفس سے نکالون زخمون مین ٹانکے دون تصدق اُتار لون
اپنے کو تمپر سے وارون شبنم کی زبان مین سوزن ہی کلام نہین کیا جاتا بمشکل جواب دیا خالہ امان
آپ ناحق جان دیے دیتی ہین نہ مجپر کسی نے سحر کیا نہ جادو کیا ہین نگوڑے عشق و عاشقی کا نام نہین
جانتی مذہب مسلمانون کا پسند آیا افراسیاب کے نام سے نفرت ہوئی بی حیرت نے سر دربار بلا وجہ
ذلیل کیا وہ کلمے کہے جو کبھی کانون نے نہ سنے تھے مین غدر کرتی تھی کہ عمرو کے گرفتار کرنے کو ٹکر
مسلمانان مین رہی تھی وہ مکار غدار بنانے لگین عمرو نے آکر مجکو بچایا اگر سرداران اسلام نہ آجاتے
ہم قبر مین سوتے ہوتے وہ سب میرے محسن ہین میری جان بچائی چاہو قتل کرو چاہو بخشو مین مسلمانو کا
ساتھ نہ چھوڑونگی یہ سنکر سمنکال بہت جھنجھلائی سیکڑون کنیزین گرد جمع ہوگئین جانون جانون کرتی
ہین کوئی کہتی ہی بی خالہ امان کو یون جواب دیتی ہو دو ہی دن مین دیدہ پھٹ گیا ایک کہتی ہی یہ
تو عاشق مزاج نہ تھین اب تو آثار حضرت عشق کے چہرے پر پائے جاتے ہین ہونٹون پر پپڑیان
ہوے زلف پریشان آئینہ رخسار آئینہ سان حیران ایک نے کہا حرامزادی چپ رہ اپنی خالہ کی
لاڈلی ہین لاڈلی بیٹیان دیوارین پھاندتی ہین ہم جو کبھی سمجھاتے ہین تو بی سمنکال خفا ہوتی ہین
کہ میری بچی پر طعن و تشنیع نہ کرو میری بچی گھٹ گھٹ کر دبلی ہو جاے گی یہ باتین ہو رہی تھین سمنکال
کو سناٹا ملکہ شبنم کے ہاتھ پانون مین رعشہ کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ آہو چشم منہ بولی بہن ملکہ
شبنم کی تخت پر سوار تاج جواہر نگار سر پر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چند کنیزین ساتھ تخت

آکر آترا آہو چشم نے سمنکال کو سلام کیا سمنکال گلے سے لگا کر رونے لگی کہا بیٹیا آہو چشم تمھاری بہن وحشی ہو گئی چوکڑی بھولی ہمکو آنکھین دکھاتی ہو ساتھ والیون سے شرماتی ہو آہو چشم نے کہا خالہ اَمان مین تو اسی واسطے دوڑی آئی ہون میری بوا کو کیا ہوا ارے میری بھولی بہن کو کسنے بھڑکا دیا ستیا ناس گئی مسلمانون مین کسواسطے گئی وہ تو سب بھوت پریت ہین آنکھون مین نگوڑون کے موہنی ہی جو اُنمین جا کر پھنسا سامری جمشید کو بھول گیا بی بہار صاحب سرو قد غنچہ دہن پھول سے عارض صراحی سا گلو شیرین سخن خوش رفتار آئینہ رخسار افراسیاب کی منظور نظر یکایک بہن سے لڑین مسلمانون پر جا پڑین جاتے ہی عمرو کی شریک ہو گئین بی بہار نکل گئین باغ سب برباد ہوا خالہ اَمان انصاف تو کرو جس باغ مین بہار نہو وہ باغ ہی کہ کلیجہ کا داغ ہی کانٹا اُسکی محبت کا دل مین شہنشاہ کے کھٹکتا ہی اُس سرو قد کی یاد مین مثل قمری کے پھڑکتا ہی سمجھایا بھی تنبیہ بھی ہوئین ذلت اُٹھائی مگر راہ پر نہ آئی دیکھیے ہمشیرہ صاحبہ کیا کرتی ہین مگر خالہ اَمان خفا نہو تو مین کچھ عرض کرون چھوٹی ہون بات بڑی کہونگی انصاف کے مقام پر خاموش نہ ہونگی خطا معاف آپ کی جانون جا نوُن آٹھ پہر کی کانون کانون نے یہ آفت برپا کی آپ کی صحبت سے بیزار ہو کر باغ مین رہین نوجوان متانیان نوکر رکھی گئین جب کبھی مین نے جا کر دیکھا جھنڈا سا سر کھلا ہوا ہی دونون وقت ملتے کو ہین ہوئی دوڑی دوڑی پھر رہی ہین وہ نگوڑیان چھل بائیان ساتھ ہین آنکھ مچولا چادر چھپولا ہو رہا ہی مین ہمیشہ کھٹکتی تھی کہ دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی یہ کہکر پہلے خوب رویا پھر کان مین جھک کر کہا اب آپ زیادہ ظلم و بدعت نہ کیجیے میرے کہنے پر رہیے مین اُنہیں طور پر سمجھا لونگی صبح تک آپ کے قدمون پر گروا دونگی سمنکال نے ہاتھ باندھے کہ بیٹا آہو چشم مین تیری لونڈی ہو جاؤنگی جو تیرے نزدیک بہتر ہو وہ کر چالاک نے کہا قفس تو الگ رکھوا دیجیے کنیزین وغیرہ وہان نہ جاوین سمنکال نے کہا کہ قفس صاحبزادی کا صحنچی مین رکھدو خبردار وہان کوئی نہ جائے آہو چشم ہماری چھوکری جو سے کہے وہی کرنا کنیزون نے قفس اُٹھا کر ایک صحنچی مین رکھدیا مودب سامنے سمنکال کے بیٹھا دل مین سوچ رہا ہی کہ کس صورت سے تقریب شراب کی کرون یہ سب بیہوش ہون ملکہ شبنم کو رہا کرون اسی خیال مین تھا کہ ہوائے سرد چلی ابر سیاہ پیدا ہوا سب دیکھنے لگے ابر شق ہوا دیکھا سرمائے برف انداز ایک پہلو مین اُسکی معشوقہ شجر جادو مع چند کنیزون کے گوشۂ تخت پر ملکہ صرصر

بانہائے عیاری سے آراستہ سرمائے برف انداز سے گرمیان کرہی ہی چالاک کے ہوش
اڑ گئے کہ یہ تو غضب ہوا والدہ ماجدہ آن پہونچین اب ہوا بگڑی صرصر کے سامنے تیری ہوا نہ بندھیگی
آتے ہی پہچان لیگی سمنکال سرما کو دیکھکر کھڑی ہو گئی سرما تخت سے اُترا صرصر بھی کودی
سمنکال نے کہا وزیر صاحب آپ نے سنا ہمارا گھر برباد ہوتا ہی اپنی تباہی پر ہر وقت رونا ہی
سرما نے کہا مین اِسی واسطے حاضر ہوا ہون شہنشاہ نے مجکو بھیجا کہ شبنم کو بھی جاکر سمجھاؤ اور ملکہ
سمنکال سے کہو کہ آکر سرحد باغ سیب مین بسو جبتک طلسم کشا قتل نہو جائے سرحد سے باہر
قدم نہ نکالو سمنکال نے گھبرا کر کہا اِس سے کیا فائدہ گھر بسا بسایا کیونکر چھوڑون سرما نے کہا
یہ مقدمات راز و نیاز ہین بر وقت سمجھا دینگے سمنکال نے کہا چھوکری کے بارے مین کیا ہوگا
صرصر بول اُٹھی بی سمنکال کیون گھبراتی ہو ہم اسی واسطے آئے ہین بی سمنکال ابھی انتظام
ہوا جاتا ہی بوڑھا چونڈا ہلاتی ہو ناحق کی باتین بناتی ہو صاحبزادی نے کسی کا گھر لوٹ لیا کسی
کی دیوار پھاندی کسی سے نین مٹکا کر لیا بی حیرت نے کلمات سخت کہے صاحب شوکت صاحب
لیاقت بگڑ گئین عمرو عمرو پکارنے لگین جسکی جان اور آبرو پر بنے تبلاؤ بی سمنکال وہ کیا کرے
بڑے بڑے رستم جان جانے کے وقت گھبرا جاتے ہین دامن بیحیائی سے منھ چھپا لیتے ہین آپنے
بھی غضب کیا میان اسلح شور کو بھیجدیا اُنھون نے بھی جراءت دکھائی گرفتار کرکے قفس آہنی مین
بند کر لیا اب تبلاؤ آدمی کو ناگوار ہو کہ نہو کوئی صاحبان لیاقت کو جوتیان مارکر نہین سمجھاتا ہی
بی سمنکال خفا ہونا پانی کا ہیگا منھ پر آتا ہی چالاک نے بشکل آہو چشم صرصر کو دیکھکر منھ چھپائے
بیٹھا تھا اب جو اسطرح کی باتین سُنین کان کھڑے ہوئے دل سے کہتا ہی یہ باتین تڑاق پڑاق
ہمارے بھائی برق کی معلوم ہوتی ہین ڈرتے ڈرتے منھ پھیر کر دیکھا بھوری بھوری آنکھین
دیکھکر پہچانا اب تو چالاک اُٹھا کہا بی صرصر سیا بھی سلام برق نے آنکھ ملائی ایک نے دوسرے
کو پہچانا خوب آپسمین اشارے کنائے ہوئے برق نے کہا بھائی چالاک ابھی سب کو مارے
لیتا ہون چالاک نے کہا مین رنگ جما چکا ہون برق نے پوچھا ملکہ شبنم کہان ہین چالاک نے
اشارہ کیا صحنچی مین قفس رکھوا دیا ہی آج تو وزیر اعظم کی بھی گردن نو چالاک نے کہا اب کہان جائینگے
سرما قریب آن کر ملکہ سمنکال کے بیٹھا سمنکال نے کہا سامان عیش و عشرت مہیا کرو سرما نے

کہا بی سمنکال انتظام شراب وکباب بی صرصر کے سپرد کرو اسی واسطے مین ساتھ لیتا آیا ہون آج ضرور عیاران اسلام عمرو وغیرہ ادہر کا قصد کرینگے انکے سامنے کیا مجال ہے کہ آسکین بخوبی ایک ایک کو پہچانتی ہین انکو گرفتار کرلینگی اور ہمشیرہ شراب پینے مین احتیاط کیا کرو رہائی اسد غازی قریب ہے عمرو آفتین برپا کریگا ہم لوگ فکر قتل مین وسلمان ذکر رہائی مین جسکی چل جاے سمنکال نے کہا اے وزیراعظم بہت مناسب کیا صرصر یعنے برق نے بڑھکر کلید میخانہ کی لی اب چالاک و برق خوش ہین کہ سب کو مار کر محفل درہم وبرہم کرینگے چوگھڑے جنگیر عطردان پاندان کنیزین محفل مین آراستہ کر رہی ہین برق نے گلابیان نکلوانے کا قصد کیا ہے چالاک کا اشارہ ہے کہ ہان بھائی جھٹ پٹ داروے بیہوشی ملاؤ برق چلا ہے کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی حضور کے جشن کا ذکر سنکر ایک کلاونت در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے سمنکال تو خود چاہتی تھی کہ آج ایسا سامان مہیا ہو کہ وزیراعظم دستور معظم افراسیاب خوش ہو کر کہے کہ اسطرح کا جلسہ کبھی صحبت شہنشاہ افراسیاب مین بھی نہین ہوا حکم دیا بلالو برق وچالاک گھبرا کر دیکھنے لگے آپس مین اشارے ہوے چالاک نے کہا بھائی برق شائد قبلہ وکعبہ آ پہونچے یہ ذکر ابھی تمام نہوا تھا دیکھا ایک شخص نحیف وضعیف آب روان کا کرتا زیب جسم مشروع کا پائجامہ اگلی وضع کا سفید ڈاڑھی تا بناف پاؤن مین رعشہ طنبورہ کہنہ کاندھے پر منھ مین ایک دانت مگر جیٹھا مزیدار سرخ چہرہ سر پہ گاوری جو کھائی ہے بیک گر رہی ہے نصف ڈاڑھی رنگی ہوئی سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا ہوا جھک کر ملکہ سمنکال کو سلام کیا عرض کی اعلے اعلے مراتب رہین آفتاب سلطنت تابان رہے صرصر نے آگے بڑھکر کہا میان گوئیے صاحب کہان سے آتے ہو بڑے میان گھبرا گئے بغلین جھانکنے لگے سر جھکا کر کہا حضور مین نے پہچانا نہین آپ کون صاحب ہین صرصر نے کہا آپ نے ہمکو نہین پہچانا صحبت مین شہنشاہ افراسیاب کی آپ آکر گائے تھے اب آپ کی آج یہان بڑی خاطر ہوگی اچھی طرح خدمتگزاری کیجائیگی بڑے میان نے سر جھکا کر کہا بی بی تمھاری خوشی نہو تو ہم چلے جائین تم لوگون کے بھیک ہین مانگ کھاتے ہین بڑے بڑے لوگون کی محفل مین جاتے ہین سامری جمشید مسلمانون کو غارت کرین جبدن سے انکا قدم آیا فیض بالکل اٹھ گیا کسی کو دمڑی نہین دیتے جابجا ملک ویران پڑے ہین ہمارے قدردان مٹ گئے برق نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا بڑے میان صاحب

بیٹھیے حقیقت مین یہ عمرو ہین روح جسم سے نکل گئی دل سے کہا خواجہ اب پکڑے گئے یہ ظالم اب پکار کر کہدیگی ابھی خیر ہی نکل چلو دوسری طرف سے آہو چشم نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہان میان کلاونت صاحب ہم آپ کے قدردان ہین دل سے تمھاری خدمت کرینگے اب عمرو اور زیادہ گھبرایا کہ پکڑے گئے برق جو بصورت صرصر ہی کہا ذرا سر تو اُٹھائیے ہمسے آنکھ ملائیے گھبرائیے نہین خدمت مین شہنشاہ کی آپ کو بڑی دھوم سے لے چلینگے عمرو نے اب جو سر اُٹھایا اس پہلو پر برق کو دوسری جانب اپنے نور نظر چالاک کو دیکھا اب تو بڑے میان ٹھٹھا مار کر ہنسے کہا اب ہمنے بھی پہچانا تم دونون صاحب تو ہمارے کمال سے خوب آگاہ ہو اب زیادہ لطف ہوگا برق نے کہا بڑے میان شراب ہمارے قبضہ مین ہی عمرو سمجھ گیا کہ یہ دونون پہلے سے آئے ہین رنگ اپنا جما چکے ہونگے شراب مین بیہوشی بھی ملا چکے ہونگے دو زانو ہو کر سامنے سمنکال کے بیٹھے سمنکال سمجھی یہ بڈھا کیا گائیگا سخرا پن کریگا آواز بھی مُنھ سے نہ نکلیگی کہا ای صرصر اس بڈھے کو کچھ دلوا دو رخصت کرو برق نے ہاتھ بڑھا کر کہا ملکہ صاحب یہ لوگ یادگار ہین تانسین بیجو باورا و میان تان توڑ خان وغیرہ کی انھون نے آنکھین دیکھی ہین سماعت تو فرمائیے بہت محظوظ ہونیگا ہمنے انکو بہت سنا ہی سمنکال نے بمجبوری کہا خوشی تمھاری اب تو خواجہ عمرو نے طنبورے کو ملا یا گنگنا کر یہ غزل شروع کی

غزل

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کس کے
نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے

وہ چلا جان چلی دونون یہان سے کھس کے
اسکو تھامون کہ اسے پانون پڑون کس کس کے

پانون تربت پہ مری دیکھ سنبھال کر رکھنا
چور ہو شیشۂ دل سنگ ستم سے بس کے

کس پہ پیروے ستمگر سے ملا دل افسوس
کشتہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اسکے

نالۂ اشک نہو باعث دردسر مرگ
غیر کے سر پہ لگاتا ہی وہ صندل گھس کے

کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

اس غزل سے صدائے واہ واہ بلند ہوئی عاشق دل جو تھے انھون نے کلیجے تھام لیئے آنکھ ملا کر ملکہ سمنکال سے یہ غزل زیب النسا مخفی کی گائی

غزل

رفتے بہ پیش دیدہ و من بیخبر ہنوز
دارم خیال روے ترا در نظر ہنوز

اے گریہ ہمتے کہ زخوننابہ جگر
دارم ہزار دجلہ بر چشم تر ہنوز

خاکِ وجود من غم ہجران بباد داد
من در ہوائے وصل تو ام دربدر ہنوز

مخفی اگرچہ خانہ خرابی ہنر شدم
دارم ہوائے صحبت اہل ہنر ہنوز

برق نے لاکر گلا بیان چُن دین بیہوشی دل بھر کے ملائی چالاک اپنا کام کر رہے ہین ساقی بجے شراب پلا رہے ہین رنگ محفل دگرگون میان سرما کے پہلو مین معشوق صدا لاؤ لاؤ کی بلند برق بھی جانبازی مین مصروف خواجہ کو ہاتھ نہین ہلانا پڑتا برق کئی مرتبہ تڑپ کر صنچی مین پہونچا ملکہ شبنم گوہر پوش سے کہہ آیا ملکہ نہ گھبرانا تمھارے واسطے تین عیار اس محفل مین موجود ہین ابھی سب کو قتل کرتے ہین تمکو چھڑا کر لیے چلتے ہین ملکہ شبنم دل مین اپنے بحال چہرہ خوشی سے لال دل سے کہتی ہی کہ ای شبنم ان لوگون کا کیونکر ساتھ نہ دے ہر وقت واسطے جانبازی کے موجود ہین صنچی مین دیکھ رہی ہی برق کے کہنے پر پہچان گئی تھی کہ خواجہ طنبورا لیے گا رہے ہین برق بشکل صرصر تڑپتا پھرتا ہی چالاک گاوریان حاضر کر رہا ہی رات تھوڑی باقی تھی اب نشہ تیز ہونے لگا سرما کی آنکھون مین سرسون پھولی سر چکرانے لگا ملکہ سمنکال جادو سے کہا دیکھو خداوندون کے تخت آسمان سے اُتر رہے ہین اور تم تعظیم کے لیے نہین اُٹھتین بڑی بے ادب ہو سنگ سیاہ ہو جاؤگی سمنکال جادو نے کہا کہ تم وزیرِ افراسیاب جادو ہو پہلے تمکو اُٹھنا مقدم ہی ادھر گھبرا کر سرما اُٹھا اُدھر ملکہ سمنکال جادو اُٹھی ادھر کنیزین اُٹھنے لگین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے یہ سب گرے جو اپنے مقام سے اُٹھا گویا جہان سے اُٹھا دھما دھم گر گر کر بیہوش ہونے لگے عمرو نعرہ کرکے اُٹھا برق نے نیمچہ کھینچا چالاک خنجر پکڑ کر چلا اول برق نے جھپٹ کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو قفس سے نکالا زبان سے سوزن کھینچا شبنم اپنے کو آراستہ کرنے لگی جھولی سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی عمرو کپڑے اُتارنے لگا زیور اُتارا اور قتل کیا لاشے جادوگرون کے برہنہ پھڑکنے لگے دریا ئے خون جاری ہوا عمرو ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ سمنکال کو قتل کرون کسی کو برق نیمچہ مار دیتا ہی کسی کو چالاک خنجر لگاتا ہی اندھیرے مین عمرو لوٹنے مین مصروف ہی مرنے سے ساحرون کے اندھیرا ہو گیا صداہاے مہیب آرہی ہین زمین کو تزلزل آسمان کو چکر سارا مکان پردہ ظلمات ہی سیاہی شب یلدا کی مات ہی ظلمت آباد کہنا ٹھیک ہی اسوقت وہ قصر مثل گور یہود ان تاریک ہی یہ

ہنگامہ دیکھکر شبنم گوہر پوش گھبرا رہی ہی ہر مرتبہ پکارتی ہی خواجہ خدا کے واسطے نکل چلو کوئی اور
مصاحب نہ آجائے قلعہ بہت وسیع ہی اسکا مرتبہ رفیع ہی عمرو کب سنتا ہی ہزارون کو قتل کر ڈالا
شبنم پکارتی ہی خواجہ ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہی کبھی گھبرا کر کہتی ہی خالہ امان کو گرفتار کرلو قتل کرنے کا قصد
نہ کرنا سمر ما کو ٹھنڈا کرو اور اسباب جادو کا بازو ٹوٹ جائیگا اُسکی ذات سے بڑا انتظام ہی عمرو ہان
ہان کہتا جاتا ہی مگر ہاتھ نہین رُکتا تقضاے کار مطیر جادو مصاحب سمنکال کا واسطے شکار کے گیا ہوا
تھا وہان سے پلٹا ہی دیکھا یک قصر پر سمنکال کے دیکھا آگ برس رہی ہی ساحرون کے مرنے کی صدا
بلند ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہی گھبرا گیا کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا آسمان پر جاکر
دیکھا کہ تین عیار خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین لیے قتل کرتے پھرتے ہین سمنکال ایک جانب بیہوش وزیر اعظم
کو انتظام فراموش وہین سے نعرہ کیا خبردار او نا عیار و یہ کیا ستم برپا کیا ہی مین آپہونچا منم مطیر جادو
شبنم نے آواز دی لو خواجہ غضب ہوا جلد بھاگو یہ عیار کب رُکتے ہین جست کرکے چشم زدن مین قصر
سے نکلے شبنم نے دو چار گولے مارے آگ برسادی سیکڑون اسکے سحر سے بھی مرے تڑپکے
یہ بھی بیرون حلقہ آئی خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی باہر آکر ٹھہرے صبح ہو چکی تھی شبنم کا انتظار ہی
مگر عمرو افسوس کررہا ہی کہ کیا فلک نے گردش دکھائی ہاے پہلے مین نے سمنکال کو گرفتار نکرلیا
برق کہتا ہی اُستاد اُسکی موت نہ تھی کمبخت بچ گئی کل آن کر مارینگے عمرو نے کہا بقراط ثانی نے جو پرچہ
بھیجا ہی اول مین اسی کا نام لکھا ہی کہ سمنکال جادو کو مطیع کرنا چاہیے فلک ہمارے ساتھ ہر گردش

ہو بیکار ساری کوشش ہو **ابیات**
کوئی آج سے ہی فلک مدعی کیا
یہ دل گرد کلفت کا اک کاروان ہی
عجب مخمصے مین ہون جور فلک سے

جو پہونچی قیامت تو آہ دخان ہی
ہمیشہ مرے حال پہ مہربان ہی
جو رہتا بھی ہو مین غبار دلی سے
حوادث کے تیر و انکا سینہ نشان ہی

مرے ہاتھ مین جو اس آسمان ہی
کدورت یہان کیا کرون مین کہے تو
تو آنسو کا سیلاب رنگ روان ہی
عمرو اس خیال مین کھڑا رو رہا ہی

کہ ملکہ شبنم گوہر پوش بھاگی ہوئی آئی کہا خواجہ غضب ہوا مطیر جادو برس پڑا سمنکال دسمر ما کو
ہوشیار کردیا سب میرے تعاقب مین آتے ہین جلدی بھاگو یہ کامہ تمام ہونے پایا تھا کہ سامنے
سے سمنکال بصد قہر و جلال کف منھ سے جاری گالیان دیتی ہوئی چلی آتی ہی شبنم کو دیکھکر پکاری
او چھوکری کہان جاتی ہی تیرے دھگڑون نے میرا گھر برباد کیا خوب تو نے مجکو شاد کیا اب تو زندہ

نخل کے جائیگی شبنم پلٹ پڑی خواجہ نے گلیم اوڑھ لی چالاک و برق تڑپ تڑپ کے زرغہائے نخلستان مین چھپے قلعہ کے اندر سے ہزارہا جادوگر دوڑ پڑا شبنم گوہر پوش کو گھیر لیا سرما بھی اپنی معشوقہ کے لیے روتا ہوا آپہونچا کہتا ہوا کہ ہائے جوان معشوقہ کو میری مارا شجر جادو کے نخل حیات کو قلم کیا یا سامری اس سن کا درخت بھی نہ کٹے ایسا صدمہ کوئی نہ دیکھے باغ حیات پر اُسکے صرصر خزان چل گئی شاخ زندگانی نہ پھولی نہ پھلی غنچہ آرزو سربستہ رہا گل امید نہ کھلا اب سرما نے بھی اُس گرمی مین شبنم پر سحر کیے روئی کے گالے اُڑائے برف پڑنے لگی ایک جانب سمنکال جادو چاہتی ہی شبنم کو پکڑون یا آتش سحر سے پھونک دون خواجہ عمرو جب دیکھتے ہین کہ شبنم کو ساحرون نے گھیرا شبنم بدحواس عالم یاس مین زخمی ہورہی ہی اُسوقت گلیم اتار کر ایک حقہ آتشبازی کا ماردیا سو دوسو جل گئے کبھی جادوگر شنکر آیا کسی کی کوکھ پر خنجر مارا چالاک بھی جابجا مارتا پھرتا ہی مگر ساحرون کا بلوہ نہین کم ہوتا اگر کسی کے سحر مین پھنس جاتے ہین شبنم ان جادوگر کو قتل کرکے عیارون کو چھڑاتی ہی مگر کس کس کو مارے اکیلی کیا کرے خواجہ عمرو کو انتہا کا قلق ہی کہ افسوس شبنم گوہر پوش قتل ہوتی ہی گل رخسار پر زردی چھاگئی ہی آنکھون مین حلقے جسم مین رعشہ اہالیان شہر کے نزدیک اک تماشہ تین کوس تک شبنم گوہر پوش لڑتی ہوئی آئی ہاتھ سے جادوگرون کے مہلت نہ پائی زخمون مین چور چور ہوئی سمنکال جادو و سرما نے برف انداز نے قیامت برپا کردی بیقرار ہوکر دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا عمرو و برق چالاک نے بھی دعا کی نظم

یارب سگ نفس زشت را ساز	از آہوی چشم دلبران باز	در کوکب اشک در سحرگاہ
بنمای بجانب خودم راہ	در چاہ شقا و تم بدین روز	آہ سحرم دہ از سر سوز
کن مد الف کہ ہست در آہ	سازم رسن و برآیم از چاہ	از شوری اشک چشم بی آب
خواہم نگہی کہ نایدش خواب	ما را ز خودی خود جدا کن	توفیق رفیق راہ ما کن
توفیق تو گر رفیق راہ است	غم نیست اگرچہ رہ تباہ است	چون دست اجل شود دگر گیر
سوی نکنی ز لطف تقصیر	سازد کلید قضا چو بستم	از راہ کرم بگیر دستم

شبنم بھی آنکھون سے اشک حسرت بہارہی ہی کہ ای باغبان قضا و قدر مثل نسیم سحری گرمی آفتاب سحر سے ان بجیاؤن کے پامال ہون یہ کنیز غم و الم بہا رہا اشک ہورہی ہی قطرون سے ان ظالمون کے

گر رہی ہی ہوا سے لطف سے نخل آرزو کو سرسبز کر دے دامن مدعا گل مراد سے بھر دے دعا تمام ہوئی تھی کہ بقدرت سمیع و علیم و بعنایت رحیم و کریم ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار باغ نگارین سے طرف ہزار درے کے جاتی ہین صبح کا وقت نوز کا تڑکا تارون کا جھلملانا طائران خوش الحان کا چہچہانا کبک کوہی کا قہقہے مارنا عندلیب خوش نوا کا پھول پھول کر ہر شاخ پر چہکارنا سبزے کو صنعت باغبان قضا و قدر نوک زبان چشم نرگس شہلا سے انتظار ہی عیان ملکہ بران نے جو یہ سمان دیکھا یاد گل عارض ایرج نوجوان ہین اشک حسرت آنکھون سے ٹپک پڑے ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہر گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

اے شعلۂ آتش جہان سوز
اے دلبر و دلربا ے دلدار
اے ہمدم و ہمدم مسیحا
اے نقش و نگار مسکن حسن
تجھ سے نثار جان خوبی
اے باعث قطع دست کوسے
اے مرہم زخم دلفگاران
ای حوصلہ سوز چارہ سازان
کب تک یہ جفا و جور ظالم

اے طعنہ زن فسون نگاہان
ای کافر بیوفا ے عیار
ای مہر عروج کج ادائی
اے تازہ بہار گلشن حسن
اے جادوے بر فن و فسون سازان
اے غیرت دلبر زلیخا
اے موجب آہ و زاری دل
آتش زن آرزو گدازان

ای جلوۂ برق خانمان سوز
اسے موجد قتل بیگناہان
ای محرم و محرم تمنا
اے ماہ بروج بیوفائی
اے نورس بوستان خوبی
بازی دہ عاشقان جانباز
اے داروے درد بیقراران
اے باعث بیقراری دل
کبتک یہ ستم کے طور ظالم

عرصۂ دراز تک ان اشعار کو پڑھ کر روئی کبھی دل سے کہتی تھی ای بُران یہ بیقراری اشکباری بالکل بیکار ہی جان دینا عشق مین مآل کار ہی اسی تردد و انتشار مین ٹہل رہی تھی کہ ایک جانب سے ہنگامۂ دار و گیر کی صدا کان مین آئی کبھی شعلے بھڑکے کبھی لگے ابر کے گرجے گھبرا کر طاؤس پر سوار ہوئی کہا ای بُران دیکھ یہ کیا معرکہ ہی کسی مقام پر ساحرون سے جنگ ہو رہی ہی بجلی بھی چمکتی ہی پتھیل آنسو پونچھے طاؤس پر سوار ہو کر مثل ستارۂ سحری آسمان پر چمکی دیکھا کہ ایک مقام پر ہزارون جادوگر ایک مہ پارہ کو گھیرے ہین اُس ماہ پیکر نے لڑتے لڑتے زخمی ہو کر زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین تمام جسم خون سے لال لختے خون کے لباس پر جمے ہوے یہ حال دیکھکر دل بھر آیا اُس نازنین کی تنہائی پر قلب تھرایا مائل بہ پستی ہوئی جب قریب پہونچی

دیکھا کہ خواجہ عمرو بھی لڑ رہے ہین حقہ ہاے آتشبازی مار کر گلیم اوڑھ لیتے ہین اب تو بران
نے نعرہ کیا خواجہ نہ گھبرانا یہ کنیز آن پہونچی اُتے اُترتے مٹھی بھر کے ماش کے دانے مارے کئی سو
جادوگر آتش سحر سے جلکر خاک ہوے قریب ملکہ شبنم کے پہونچی شانہ تھام کے اُٹھایا چونکہ بران
نے اُسکو دیکھا نہ تھا تازہ مطیع الاسلام ہوئی ہی پوچھا اے شاہزادی تیرا کیا نام ہی عمرو نے پہلو پہ سے
اپنے کو ظاہر کیا کہا اے نور نظر اسکے شریک ہوتے ہی آفت آئی کوہ مروارید کی شاہزادی ہی ملکہ شبنم
گوہر پوش نام ہی یہ سمنکال جو لڑ رہی ہی اسکی خالہ ہی گرفتار کرانگا یا تھا ہمنے آن کر بچا لیا اب ان
سبھون سے نگھبرا اے ہنر بر بیشہ جرأت جہانتک ہو سکے سمنکال کو قتل نہ کرنا زندہ گرفتار کرو شبنم پر
اوس نہ پڑنے دو یہ سُنکر بران نے کہا خواجہ ہٹ جایئے خدا چاہتا ہی تو ابھی اسکو گرفتار کرتی ہون
یہ کہکر ملکہ بران نے گاتی دوپٹہ کی باندھی نیمچہ بنام انتقام سے بیاساحرون پر حملہ کنا شروع کیا
جب نیمچہ کو جنبش دی برق چمکی دو چار کے سر اڑ گئے کسی پر گولہ مارا کبھی جوڑے سے اختر مروارید
نکالا جب چمکا دیا ہر ساحر بدگہر مروارید کو دیکھکر گھبرایا صدف چشم مین تاریکی چھائی طبیعت گھبرائی
اندھا ہو کر ٹٹو لنے لگا بھاگ کر نکلجا دن اُندے تو لنے لگا چونکہ قلعہ قریب ہی ہزار ہا ساحر برائے
مدد سمنکال چلے آتے ہین لینا لینا کا غل مچاتے ہین جب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن چمکتی
ہی الامان کہکر ہٹتے ہین بیغیرت تلوار سے سب کٹتے ہین مگر سمنکال بڑے زور شور سے ملکہ بران
پہ سحر کرتی ہی ہزار ہا تیر و تبر و تیغ و درانتی کے دانے بران پر پڑتے ہین مگر بران نہنگانہ پلنگانہ

اُن روباہون مین مصروف سحر خوانی ہی **نظم مصنف**		ہوئی جنگ تازہ تہِ چرخ پیر
زمین ہلگئی کانپا مہر منیر	اُڑی کس قدر گرد پاے سمند	بنا اک سیہ آسمان بلند
چھپا مہر تابان بزیر غبار	قیامت ہوئی ہر طرف آشکار	اُڑی گرد یہ دن کی شب ہوگئی
اندھیری بیابان مین سب ہوگئی	وہ ڈھالونکی اُٹھی گھٹا جھوم کے	بڑھی فوج قبضونکو سب چوم کے
چمکنے لگی برق شمشیر کی	صدا آئی پیہم یہ تیر کی	وہ حملے تھے بران کے گرم و تیز
زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز	یہ اک جا پہ لاشونکا ستھراؤ تھا	زمین تر تھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا

آخر نہیب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن سے ساحران غدار بھاگنے لگے تیر و کمان پھینک کر
گوشون مین چھپے کمانون مین خم آیا تیرانداز سہم گئے تیر سینہ نکھولتے تھے ترکش مین تیر تھے یا

طائران پرپند سے تھے ملکہ بران لڑتے بھڑتے سامنے سمنکال کے پہونچی للکارا کہ خبردار او سمنکال
جھولی پھینکدے قدمون کو چوم نشۂ غرور سے نہ جھوم سمنکال نے کئی گولے مارے بران نے
روک کر اخترِ مروارید سامنے سمنکال کے کردیا ایک شعلہ چمکا سمنکال بیہوش ہوکر گری بران
نے زبان مین سوزن دیا رسنِ سحر سے مشکین باندھ لین ہمراہیان سمنکال بھاگ کر قلعہ مین چھپے
اب میدان کارزار مین تینون عیار و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ شبنم گوہر پوش موجود ہین سب
کافر بھاگ گئے خواجہ عمرو نے ملکہ بران سے کہا سمنکال کو ہوشیار کرو بران نے سحر اُتارا
سمنکال نے آنکھ کھولی اپنے کو اس حال تباہ مین پایا شبنم خالہ کا یہ حال دیکھکر رونے لگی
اُس زمداری مین ہاتھ باندھکر آگے بڑھی کہا کیون خالہ اماں ظہور شرف اسلام دیکھا آئینہ دل سے
غبار رفع ہوا اطاعت دین اسلام ملت بیضا کی قبول کیجیے سعادت کونین حصول کیجیے میری خاطر
سے ملکہ بران نے آپ کو قتل نہ کیا عمرو بھی سمجھانے لگا بران نے بھی کہا اے سمنکال تو ساحرہ
زبردست ہی کتاب سامری مین فرور دیکھا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی سامری پرستون کی آبرو
جا چکی اسد شیر دل افراسیاب کا قاتل ہی احکام مین حکماے طلسم کے جو دخل دے وہ جاہل
ہی اُسوقت سمنکال زخمدار بھی تھی غصہ بھی انتہا کا تھا جتنا ان سب نے کہا اُسنے جواب بھی نہ دیا
عمرو نے کہا ملکہ ہٹو مین ابھی اِنکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر نیمچہ کھینچکر بڑھا شبنم گوہر پوش رونے لگی
ہاتھ سے خواجہ کے لپٹ گئی دست بستہ عرض کی خواجہ ماں نے میری کمسنی مین انتقال کیا اسنے
مجکو بڑے ناز و نعم سے پالا اسوقت غصہ مین ہی نہین مانتی ہے چلکر قید کیجیے قتل کی سزا نہ دیجیے
آخر دو چار دن مین مان جائیگی مین سمجھالونگی عمرو رک گیا ملکہ بران نے قصد کیا کہ تخت سحر بنا
کرے مگر حال افراسیاب جادو سماعت فرمایئے باغ سیب مین تخت جواہر نگار پر بیٹھا براے
شاہان طلسم ہوش ربا فرمان بمضمون طلب روز قتل اسد لکھوا رہا ہی اب ہر وقت یہی چرچے
ہین کہ زمانہ قتل اسد قریب ہی جو اس جلسہ مین شریک ہو بڑا بے نصیب ہی کہ یکایک دیکھا ہمراد
ہرن انداز زخمی چلا آتا ہی افراسیاب جادو نے گھبرا کر پوچھا اے وزیر اعظم مین نے تمکو
واسطے لینے سمنکال کے بھیجا تھا یہ کیا ہوا ہمراد نے کہا شب کو عیارون نے آکر قیامت
برپا کی شبنم کو رہا کر لیا ہم سب نے جا کر گھیرا عین وقت پر بران آگئی غلام اُسکے ہاتھ سے

زخمی ہوکر بھلا آیا نہین معلوم سمنکال پر کیا گذری یہ سنکر افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا لیا
نہو عمرو اسکو گرفتار کرکے لیجاے اگر وہ مطیع الاسلام ہوجائے گی تو باعث خرابی ہے اس راز کو
منھ سے نکال نہین سکتا یہ کہکر بقہر و غضب تمام سمت قلعہ سمنکال چلا یہان خواجہ وغیرہ جاتے
ہین کہ سمنکال کو لے کر چلین کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا و دختر کوکب ما بدولت
آن پہونچے تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے عمرو تو چھپا مین دیکھکر نیمچہ ٹیک کر ایک غار مین بھاگا
برق ایک جانب چالاک ایک سمت شبنم نے گولہ مارا ملکہ بہار نے برق چمکائی بھلا افراسیاب
کے سحر کو کب مانتا ہے بہار نے بہت سے آتش کے دانے پھینک مارے افراسیاب سحر
دفع کرنے لگا بہار نے دیکھا اس بلا سے جان بچنا دشوار ہے اس سے لڑنا بھی بیکار ہے
یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوکر نکل گئی شبنم ایک جانب بھاگی نظرون سے
افراسیاب کی مخفی ہوگئی اب جو افراسیاب نے دیکھا بہار و شبنم کو نہ پایا قریب سمنکال کے
آیا زبان سے اسکی سوزن نکالا سمنکال دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی کہا شہنشاہ عیارون نے
میرا گھر لوٹ لیا لونڈی کو تباہ کردیا میری بھانجی کو مطیع کر کے لے گئے مجھکو بڑا داغ دے گئے
افراسیاب نے کہا اے سمنکال بعد ایک ہفتہ کے سردار رومال سے ہاتھ باندھ باندھکر خدمت
ما بدولت مین حاضر ہونگے جب اسد قتل ہوجائیگا مایوس ہوکر آخر کہان جائین گے شرف خدمتگزاری
پاوینگے شبنم کو مین گرفتار کرا منگاؤنگا تمھارے سپرد کر دونگا مگر تمھارا رہنا اس قلعہ مین مناسب نہین
ہے واسطے دو ہفتہ کے چلکر سرحد باغ سیب مین رہو خبردار اس سمت نہ آنا جہان تک ہو سکے
اپنے کو چھپانا اسمین بھی اسرار ہے اسکا ظاہر کرنا بیکار ہے سمنکال نے کہا جو مناسب وقت ہو
افراسیاب سمنکال کو لیکر قلعہ مین آیا تختہاے سحر تیار کیے مال اسباب سمنکال کا اسپر بار کیا
کنیزون کو بھی اسکے ساتھ لیا ایک تخت پر آپ بیٹھا تخت اڑتا ہوا قریب باغ سیب کے آیا
باغ سیب سے دو کوس ہٹ کے ایک باغ مین کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا سمنکال کو
اسمین اتارا تاکید کی خبردار خبردار اسی تین کوس کے گرد سیر و شکار کرنا آگے جانے کا قصد نہو
ورنہ ما بدولت کے خلاف ہوگا سمنکال اس مطلب کو نہ سمجھی کہ غرض کی ایسا ہی ہوگا شعر
خلاف راے سلطان راے جستن ✤ بخون خویش باشد دست شستن ✤ افراسیاب

سمنکال کو بخوبی سمجھا کر طرف باغ سیب کے گیا سمنکال اس باغ مین سکونت پذیر ہوئی
مگر خواجہ عمرو جب افراسیاب جاچکا غار سے نکلے صورت بدل کر قلعہ سمنکال مین آئے
لوگون سے سُنا افراسیاب سمنکال کو مع کنیزون مع مال سرحد باغ سیب مین لیگیا عمرو
متفکر و پریشان اپنے لشکر مین آیا ملکہ مہرخ سے کہا ایک سمنکال جادو کا پتا لگا تھا اُسکو بھی
افراسیاب جادو لیگیا قلعہ مین خبر سُنی کہ لیجا کر سرحد باغ سیب مین بسیا یا سرحد سے نکلنے کی
اُسکو ممانعت ہی اے ملکہ عالم بقراط ثانی کے پرچہ مین نام نکلے تھے کہ کوشش رہائی اسد نامدار
مین یہ امر واجب و لازم ہی کہ سمنکال جادو و اسرار جادو و ماران زمین کن کو مطیع کرنا ضرور
ہوگا جبتک یہ تینون شریک نہونگی تدبیر طلسم کشا کی رہائی کی ٹھیک نہوگی یارو اب مین کیا کرون
کدھر جاؤن باتون سے عمرو کی دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا مصیبت پہ اسد غازی
کی ہر خُرد و کلان دردمند ہوا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و خورشید زرین سحر صاحب
صولت نے عرض کی خواجہ باطمینان بیٹھو بروقت قتل اسد نامدار خون کے دریا بہائینگے ملازمان
افراسیاب کو انشاء اللہ مثل نقش قدم مٹا ئینگے اور کوئی تدبیر ہمارے ذہن مین نہین ہی عمرو
نے کہا اے سرداران نامی و اے جانبازان گرامی خدا تم سب کو صحیح و سالم رکھے مین چاہتا ہون کہ
تم سب کی جانین بچاؤن اور اسد غازی کو قید سحر افراسیاب سے چھڑاؤن انتہا کا دردمند
ہون احکام بزرگان دین کا پابند ہون بموجب حکم السعی منی والا تمام من اللہ لو خدا حافظ و ناصر
اسی فکر مین جاتے ہین مسبب الاسباب سامع الدعوات شاید کوئی سبب پیدا کرے مہتر
برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا عرض کی استاد اس غلام جانباز کو ضرور ہمراہ لیجیے عمرو نے کہا
تم سب کو برائے حفاظت لشکر اسلام چھوڑتا ہون یہان بھی تو دمبدم بلا نازل ہوتی ہی ہر روز ساحران
زبردست کا سامنا ہی اے عیاران خنجر گزار جہان تک ہو سکے جستجو سے ہاتھ نہ اُٹھانا شمیم گوہر پوش
جو زخمدار آئی ہی عمرو نے اُسکی زخمدوزی کا حکم دیا شمیم زار زار روئی کہ اے شہنشاہ عیاران و اے
پیشوائے خنجر گزاران تعجب وقت مین یہ کنیز شریک ہوئی کہ آپ اس بیقراری مین سرداران
نامی اشکباری مین عمرو نے کہا اے شمیم جبدن سے اس طلسم مین آئے ایک لمحہ آرام نہ پایا کیا
کیا انقلاب فلک نے دکھایا اب وقت جانبازی ہی تم آرام سے ہمراہ مہرخ و بہار لشکر مین

رہو کوئی تمھاری خدمتگزاری سے سرتابی نہ کریگا بعد شبنم کے سمجھانے کے عمرو نے تخلیہ کیا اُس جلسہ مین ملکہ مخمور و ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و خورشید زرین سحر و شکیل جادو وغیرہ چالیس سرداران نامی شریک تھے عمرو نے بحسرت سب سے کہا ایک امر کا اور آپ سب صاحب خیال رکھیے گا اگر میری کسی خرابی کی خبر آئے کوئی کہے کہ عمرو گرفتار ہو گیا یا قتل ہوا صبر کرنا دل پہ جبر کرنا اپنی تدبیر سے غافل نہونا جھلا مین شامل نہونا اِن کلمات حسرت آیات خواجہ عمرو پہ ہر ایک کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے اپنے اپنے دل مین سمجھ گئے کہ عمرو بہ تنگ ہو کر جان دینے پر آمادہ ہوا مخمور و بہار نے خواجہ عمرو نامدار سے لپٹ کر کہا خواجہ تمھارے راز باطن سے ہم بخوبی آگاہ ہوے واے ناکامی ہم کیسے تباہ ہوے اگر ایک دن آپ لشکر مین نہونگے افراسیاب سے ہمکو جان بچانا مشکل ہوگی بدون آپ کی زیارت کے کیونکر تسکین دل ہوگی عمرو نے اِن دونون کو گلے سے لگایا ہر چند ضبط کیا نہو سکا چیخ مار کر رو یا کہا اے مخمور و بہار میرا جسم خاکی تلاش مین جاتا ہی روح لشکر مین رہیگی بس اب خدا کو یاد کرو ہمارے واسطے نہ فریاد کرو سب کو روتا پیٹتا چھوڑ کر عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ایک کو گلے سے لگایا فکر رہائی اسد غازی مین طرف صحرا کے روانہ ہوا دل مین ہزارون طرح کے تا و پیچ کبھی یہ خیال کہ دنیا ہیچ ہی اے عمرو کیا فکر کرون ہر چند کہ انتہا کی بیقراری اشکباری شرمساری ہی مگر طمع ہر وقت غالب ہی طبیعت مال جمع کرنے کی طالب ہی راہ مین چلے جاتے ہین جہان کسی مسافر کو دیکھا فوراً لوٹ لیا کسی مقام پر ایک معشوق نازنین کی شکل بنکر بیٹھ گئے رونا شروع کیا راہ گیر نے پوچھا تم کون ہو کہا سامنے جو گاؤن ہی زمیندار رہتا ہی اُسکی دختر ہون کسی نے اُس سے کہدیا یہ خراب ہی باپ نے غصہ مین نکالدیا یہان آن کر بیٹھی ہون چاہتی ہون کنوین مین گر پڑون مرد مسافر بھولی باتین سنکر بیقرار ہوا ہاتھ کلیجہ پر رکھا پوچھا کسی کے یہان رہو گی جواب دیا ہان صاحب جھاڑو بہاڑو دینے کے لائق ہون مرد مسافر نے کہا تمھین اپنی آنکھون مین رکھین گے گھر کی بی بی بنائینگے تتلا کر جواب دیا بیوی خالہ کو کہتے ہین چھوٹی خالہ کو بیوی کہا کرتے ہین مرد مسافر سمجھا بالکل نادان ہی بھولی بھالی بڑے اس سے مزے ملینگے شعر اُسے طفلی مین بھی کہتے تھے ہم یون شادمان ہو کر ✣ کہ یہ اک آفت جان جہان ہوگا جوان ہو کر بعد اُس مسافر کو لگا کر کونے مین

لیگئے وہ سمجھا مطلب حاصل ہوگا اپنے پاس سے اُسنے روٹی نکالی اُسی کھانے مین اُسکو بیہوشی
دی لنگے مین پھانسی چھپی تھی گلے مین ڈال کر مارا اسطرح اُسکے دُشمنکی خیر مناتے ہوے
جاتے ہین ایک گانوُن کی طرف سے تاشا بجنے کی آواز آئی جاکر دیکھا ایک زمیندار کی برات
اُتری ہی آمون کے باغ مین ایک بڑی سی دری بچھی ہی ایک طرف لکڑ سُلگ رہے ہین نالی
چلمین بھر کر دیتے جاتے ہین شراب چل رہی ہی ایک دیہاتن بیسُری تانین اُڑا رہی ہی گنوار
لوگ ڈٹے بیٹھے ہین سپر تلوار سامنے انگوچھے سر پر باندھے ہوے دُوہری مرزئی پہنے
نینون اور پرین سُکھ مارکین کی دھوتیان ہاتھ مین چاندی کی موٹی موٹی انگوٹھیان کمر مین کردھنیان
دُولھا بیچ مین ایک چادری مین پیال بھر کے بجاے مسند لگا دیا ہی دولھا کے گلے مین زرد جامہ
پچرنگا پاجامہ دُولھا پیشاب کو اُٹھا تو ڈھول تاشا بجنے لگتا ہی دیہاتن ناچنے والی بھی نشہ مین
شراب کے آڑی ترچھی تانین لگا رہی ہی بھیروین کا وقت ہی مگر بہاگ گا رہی ہی یہ سامان جو خواجہ
نے دیکھا مُنھ مین پانی بھر آیا دل سے کہا دو ہزار کا تو ٹھکانا ہی اُسی دم یہ سوچ کر رنگ روغن
عیاری کا نکالا نوجوان گوّیے کی شکل بنکر تیار ہوے گوری صورت بھاری ٹوپی سر پر ایک
کان مین بجلی ایک مین انگوٹھی مشروع کا گھٹنا بھاری جوتہ چھوٹی سی ستاری ہاتھ مین گنگناتے ہوے
بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی محفل مین آکر ہاتھ اُٹھا کر دعا دی ٹھاکر جی کی جے رہے اعلے اعلے مراتب
رہین کشتِ امید سرسبز ہو کنبے کی بڑھتی رہے شہر مین غلہ کی ارزانی ہو جنس عشرت کی فراوانی
ہو دولھا کے باپ نے پوچھا میان گوّیے کیا نام ہی کہا حضور ہمارے نانا بیرخان صاحب
آپکے یہان کے قدیم آنے والے غلام کو اُستاد بجرنگی کہتے ہین ہمیشہ دھانون کی فصل مین آتے
ہین شادی کی خبر پائی ہی کہا بیٹا زمیندار صاحب کے یہان جاؤ تمھارے بزرگون کی برت ہی
نانا جی کا گولا اُتر گیا باپ جوانی مین مرا اب آپ لوگون کی آس ہی ٹھاکر صاحب نے کہا بھیا ایک
گجل گاؤ دو تین تانین اُڑاؤ چار پنسیری جو سوا سیر مٹھائی پاوگے جب گاؤگے کٹے کھریان پیچھی ادا کرو سیر
کھانڈ لیجاؤ اگر گوّیے نے جھک کر سلام کیا ستاری ملائی (یعنے گردا) رنڈی دیہاتن پاس آن بیٹھی قدم
چھو کر کہا ہان اُستاد آج تو کوئی ٹھیٹھ خیال سناؤ میان بجرنگی نے جواب دیا بیٹا نئی غزل سنو

اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہی	نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہی

حنا کے رشک سے کیونکر نہ آئے جوش مین خون
کسی سبب سے ہو پر وہ بھی پایمال تو ہی

ذرا تھم ای دل مضطر کہ فکر وصل کرون
شب قلق نہ سہی خواب ہی خیال تو ہی

کہان تلک گلہ ہاے تغافل قاتل
ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہی

جفاے یار کو سونپا معاملہ اپنا
اب آگے ہو نہو امید انفعال تو ہی

وہ اضطراب کہان ضعف سے مگر اب بھی
ہو آؤن حضرت عیسی تک اتنا حال تو ہی

شب فراق مین بھی زندگی پہ مرتا ہون
اگر گو خوشی نہین ملنے کی پر ملال تو ہی

اس غزل پر سب زمیندار جھومنے لگے دو ایک نے جوتیان ٹیٹ سے نکال کر پھینکین میان بجرنگی نے چادر پھیلا دیا اب رنگ خواجہ کا جما ہوا ہی ارادہ ہی کہ شراب کا چرچا کرون بیہوشی لاؤن قضائے کار ملکہ سمنکال جادو کہ اُسکو لا کر افراسیاب نے ایک باغ مین رہنے کا حکم دیا سیر و شکار کا نہایت شوق ہی صبح کے وقت تخت سحر پر سوار ہوئی اُڑتی ہوئی کوہ و دشت و بیابان مین جاتی ہی ایک بلند پہاڑ پر ٹھہری سبزہ زار کی کیفیت دیکھ رہی ہی صبح کا سہانا وقت دھوپ جابجا برنگ زعفرانی نخلستان پر ظاہر ہوتی جاتی ہی چشمہ ہاے آب روان کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہی طائران دشت صفت باغبان قضا و قدر مین دم بھر رہے ہین شاخہاے نخل پر چہچے کر رہے ہین سمنکال بھر کو ٹہل رہی ہی کہ کان مین گانے کی آواز آئی گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی دل سے کہتی ہی یہ کون ظالم گا رہا ہی خفتگان خاک کو جگا رہا ہی چونکہ علم موسیقی مین اُسکو بھی اچھی طرح معلومات ہی خود بھی اس کمال مین اُستاد ہی تخت کو اُڑا کر طرف اُسی آواز کے چلی جھانک کے دیکھا ایک مقام پر گنوارون کا مجمع ہی ایک گویا نوجوان خوبصورت نیک سیرت کس لطف سے گا رہا ہی کہ طبیعت بھری آتی ہی سمنکال نے بلندی پر تخت ٹھہرا لیا عرصہ تک سُنا کی آخر دل مین سوچی کہ اُسکو اُٹھا کر لے چلو اپنے باغ مین چلکر دل کھول کر سنو اسکو تو تعویذ بازو بنانا خوب ہی معشوق خوبرو صورت مین محبوب ہی یہ سوچ کر سحر کر کے گری غنچہ کمر مین دے کر خواجہ کو اُٹھا لیا خواجہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے سمنکال اُسی بیہوشی مین لیے ہوے اپنے باغ مین آئی آپ مسند پر بیٹھی خواجہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا عمرو نے آنکھ کھول کر سامنے ملکہ سمنکال جادو کو دیکھا باغ باغ ہو گیا دل سے اپنے کہتا ہی سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہی عجیب

شعر یار در خانہ و من گرد جہان می گردم + آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم + یہ تو عمرو سمجھ گیا کہ گویا جان کر اُٹھا لائی ہی خیر اس تک پہونچے یہ بڑی بات ہی اب انکا گریبان ہی اور میرا ہاتھ ہی دل مین یہ باتین کر کے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دین گھبرا کر کہا حضور یہ کیا مقام ہی آپ کا غلام یہان کیونکر آیا یہ کہکر تھر تھر کانپنے لگے آنسو آنکھون مین بھر آئے سمنکال نے کہا میان گوئیے صاحب نہ گھبراؤ ہم تمکو لائے ہین کچھ گانا سناؤ انعام و اکرام لو دانت نکالکر کہا حضور مین اپنے گھر مین پہونچ جاؤنگا بڑھیا مان راہ دیکھتی ہوگی نانی ڈھونڈھتی پھرتی ہوگی سمنکال نے کہا اپنا نام بتاؤ میان گوئیے کہان کے رہنے والے ہو عمرو نے کہا حضور اُستاد بجرنگی نام ہی جہان بھینسین بندھتی ہین تاڑ کا پیڑ ہی وہی رہنے کا مقام ہی سب کنیزین کھلکھلا کے ہنس پڑین سمنکال نے کہا میان اُستاد بجرنگی تم ان مستانیون کے ہنسنے پر نجاؤ ہمکو گانا سناؤ عمرو نے تانین مارنا شروع کین سامنے سمنکال کے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

اندھیری گور کی صورت غریبخانہ ہوا
ہمیشہ تنگیٔ غنچے مین وہ بلبل ہون
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جسپہ آشیانہ ہوا
قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو

فراق چشم مین آنکھین ہوئین ہماری گور
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
شباب بنکے چھلاوہ گذر گیا افسوس
صدا جرس کی سُنی قافلہ روانہ ہوا

دکھا کے زلف جو کل شب وہ روانہ ہوا
کہ آنسوؤن کے بہانے کا بھی بہانہ ہوا
ہمیشہ آفت صرصر مین یہ آیا کی
کھلا نہ کچھ کدھر آیا کدھر روانہ ہوا

چند اشعار عمرو نے گا کر تمام اہالیان محفل کو ہنسایا رُولایا مارا جلایا سمنکال تو بیتاب ہوگئی موتیون کا مالا اُتار کر دیا عمرو کو یہ خبر نہین ہی کہ مین سرحد باغ سیب مین آگیا اور اصل یہ ہی کہ بدون حکم افراسیاب نکلنا مشکل ہی خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ سمنکال رجوع ہو چکی کہہ رہی ہی کہ اُستاد ہم تمکو نجانے دینگے نوکر رکھینگے خواجہ عمرو کہہ رہے ہین کہ آپ مالک ہین مین خوب آپ کو راضی کرونگا یہ کہکر عمرو نے پیر پھیلائے کہا ملکہ ہم تو اب رخصت ہوتے ہین سمنکال نے کہا اُستاد کیون عمرو نے کہا اب جوانون کے نشہ پانی کا وقت ہی بھٹی پہ جائینگے ٹکے کا ٹھرا پی کر چوک کی سیر کرینگے سمنکال نے کہا اُستاد شراب یہان حاضر ہی کہا حضور اگر آپ نے ایک ادھا دیا تو اُس سے کیا ہوگا سمنکال نے کہا شیشے موجود ہین کہا حضور میری عادت ہی جب سب اہالیان صحبت کو پلا لونگا تب مین بھی ایک جام پیونگا سمنکال نے کہا لاؤ شراب کنیزین بھی بیقرار ہوگئی ہین عمرو کے گانے پر

جلد لا کر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین خواجہ عمرو نے ایک گلابی اٹھالی کہ غلام کو یہی کافی ہی سمنکال نے مسکرا کر کہا جسقدر تمھارا جی چاہے پیو عمرو کو سمنکال کو دیکھکر حیرت ہوگئی ہی دل سے کہتا ہی جھٹ پٹ پلا کر بیہوش کرو لیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کے چلو اس خیال سے بہ تعجیل تمام جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے سمنکال کے پیشکش کیا سمنکال نے مسکرا کر جام لیا

عمرو نے آنکھین ملا کر اشعار پڑھنا شروع کیے ای ملکہ عالم اشعار

مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو
کس لطف سے گذرتی ہی مستونکی آجکل پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
پتلا وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے
ای بحر حسن آج تو چل موتی جھیل کو ابکی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آنکھون کو جانتے ہین پیالہ شراب کا
ساقی اخیر کر دیا دور شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
دکھلا کے ٹکڑے کر دیے شیشا شراب کا

سمنکال تعریفین کر رہی ہی جام شراب ہاتھ مین تمام اہالیان محفل کا یہ حال ہی کہ بے شراب پیے مست ہین خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار آبدار پڑھے آنکھون مین میکشون کی نشہ آگیا عمرو سمنکال سے آنکھ ملائے کہہ رہا ہی ملکۂ عالم نوش فرمایئے نوش فرمایئے شراب گلرنگ کے مزے اٹھایئے سمنکال نے جام کو ہونٹون سے لگایا اسکو تو افراسیاب بہت ہوشیار کر چکا ہی اپنے قصر مین عیارون کے دھوکے اٹھا چکی ہی بازو پر پتلی صورت سامری کی بندھی ہی وہ تڑپ کر شعلہ سان جام شراب پر گری شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے اسی پتلی نے آواز دی ملکہ سمنکال جادو ہوشیار ہو جاؤ یہ عمرو عیار ہی بس سمنکال نے ایک دوہتڑ مارا عمرو کے پانون زمین نے تھام لیے سمنکال نیمچہ پکڑ کر اٹھی کہا کیون او ساربان زادے تیرے خوف کے مارے یہان آکر بسی یہان بھی پیچھا نے پیچھا نہ چھوڑا بھانجی کو میری مطیع الاسلام کر لیا گھر سارا لوٹا اب جان کا خواہان ہی تیری مجال کیا ہی کہ مجبیر دست انداز ہو تیری بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھاؤنگی نگوڑے مکار جعلساز کو خاک مین ملاؤنگی یہ واضح رہے کہ عمرو اسی گویے کی صورت پر ہی جب سمنکال نے نیمچہ کھینچکر چاہا عمرو کو قتل کرے عمرو رونے لگا ہاتھ باندھ کر کہا ای ملکہ عالم آپ صاحب انصاف ہین عدالت فرمایئے ظالم وجاہل نہ بنجایئے ایک دن خداوند لقا کا سامنا ہوگا وہ عدالت شعار بات بات کی تحقیقات کرے گا

ہین جس جنگل مین زمیندارون کی برات مین مبیٹھا تھا یہی میرا پیشہ ہی گا بجا کر رئیسون کو ہنسا کر
چار پیسے لیتا ہون بی مہرخ وغیرہ کیا اٹھا دیتی ہین جو مانگ جانچ کرلیجاتا ہون وہ بھی چھین لیتی ہین
آپ مجھے کیون اٹھا لائین مین نے آپ کے قتل کا قصد نہین کیا آپ سے آپ کے گھر نہین آیا تھا
مین بھی آپ کو بیہوش کیا مگر قتل نہین کیا آپ کی بھانجی شریک ہو چکی ہی ہمکو آٹھ پہر یہی فکر رہتی ہی کہ
آپ کی خدمتگزاری کرین شبنم کے مطیع ہونے کا رنج مٹا ئین سمجھا بجھا کر پاس ملکہ مہرخ کے لیجا ئین
ای سمنکال تو ساحرہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ذرا خیال کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر دو
کتاب سامری مین پڑھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی اسد غازی قاتل افراسیاب ہی
دیکھ لو اتنے بڑے طلسم پر کیسا انقلاب ہی مہرخ وغیرہ کا مجمع بڑھا جاتا ہی اور طلسم گھٹ رہا ہی مذہب
کے بارے مین دیدہ دل کھول کر دیکھو چشم انصاف وا کرو سامری و جمشید بھی مثل تمہارے ساحر
تھے آخر مر گئے معاذ اللہ پیدا کرنے والا احکم الحاکمین رب العالمین مسبب الاسباب سامع الدعوات
اکیلا ہی زمین و آسمان کو ایک کلمہ کن سے بنایا ہی ہر گل بوٹے سے رنگ صنعت قدرت آشکار
کیسی خزان کیسی بہار یہ سرکشی قبر مین کام نہ آئیگی تاریکی قبر مین شمع اعمال روشن ہوگی وقت مشکل اپنی
زبان اپنی دشمن ہوگی راہ ضلالت کو چھوڑ و نور اسلام سے تاریکی قلب کو روشن کر دین بالکل بے خطا
ہون اسطرح کے کلمات عبرت آمیز حسرت خیز وحشت انگیز عمرو نے کہے کہ سمنکال کانپ گئی ہاتھ
روک لیا کہا ای عمرو تو نے اسوقت مجکو تہلکے مین ڈال دیا اس خطا پہ تو مین نادم ہوئی کہ مین خود
تجکو اٹھا لائی مگر مقدمہ مذہب مین بڑا انتشار ہی نہین سمجھ مین آتا کہ اصل مین کون پروردگار ہی عمرو
نے کہا ملکہ عالم میرے پانون پر سے سحر اتار لیجیے رہائی دیجیے مین ابھی سمجھا دونگا جادہ حق دکھا دونگا
راہ بہشت عنبر سرشت بتا دونگا سمنکال نے کہا خواجہ مین تمسے ڈرتی ہون تم نوچھلاوا ہو ہوا کا
تپلہ ہو دم دے کے بھاگ جاؤگے پھر ہاتھ نہ آؤگے تمنے پہلے خداوند لقا کا نام لیا پھر صفت
اپنے پروردگار کی بیان کی اسکا کیا سبب عمرو نے کہا ای ملکہ عالم وہ کلمہ خوشامد کا تھا یہ کلمہ
حق ہی سمیع و علیم رب برحق کارساز مطلق ہی شک کرنے والے مشرک کہلاتے ہین جہنم مین پھینکے جاتے
ہین ایک سوال کا جواب آج تک تمام عالم نیڈت نہ دے سکے یعنے دہ درویش در گلیمے بخسپند و
دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند اسکے مضامین آشکار ہین خیالات محالات بیکار ہین جب دو

بادشاہ سلطنت نہین کر سکتے پس یوسفے دو سو خدا کیونکر ہو سکتے ہین کہنے والے بیہودہ بکتے ہین نظم

صفتین اُسکی ہین بیان سے فزون
جس جگہ دیکھیے وہ ہی موجود
آسمان و نجوم و شمس و قمر
نور کے بحر اور باغ و ارم
خلد کی وہ تمام آرائش
ارم و خلد جنّت الماوےٰ
غنچہ و گل جُدا جُدا رنگین
ہی زمرد سے رنگ جنکا تیز
ملک و قدسیان و جن و بشر
بحر زخار و برّ و کان و نہال
لفظ کُن مین یہ سب کیے پیدا

اُسکی قدرت کا کیا مین وصف لکھون
اُسنے کیا کیا نہین کیا پیدا
عرش و کرسی و جنّت و کوثر
قصر اک اک جہان ہین نورانی
جس مین دنیا سے بڑھکے آسائش
خوشنما جابجا تمام شجر
جنکی خوشبو سے شاد قلب حزین
بلبلین اور مرغ خوش الحان
وحشیان و طیور دد دشت و دُر
خاک و آب و ہوا و آتش بھی
کارخانے عجب کیے پیدا

وہی خالق ہے اور وہی معبود
ہر مکان کا مکین کیا پیدا
سب حجابات اور لوح و قلم
رفعت و شان جسکی لاثانی
سلسبیل اور کوثر و طوبےٰ
کیسے خوش ذائقہ ہین سب اُنکے ثمر
روشون پر وہ سبزۂ نوخیز
حور و غلمان تمام اور رضوان
ہفت طبقات ارض و دشت و جبال
جس سے ساری بنا ہے انسانکی
اے ملکہ سمنکال اگر دلائل ثبوت

اسلام عرض کرون سالہا سال مین ختم نہون بس دلیل کامل ہی کہ تمھارے خداوند کیسے تھے جو مر گئے پروردگار کی ذات کو ہمیشہ بقا ہی جو چیز دنیا مین پیدا ہی اُسکو ایکدن ضرور فنا ہی بموجب کلام قدسی نظام رب انام کُلّ من علیہا فان و یبقےٰ وجہُ ربک ذو الجلال و الاکرام علاوہ ازین روز حشر جسدن وہ معبود حقیقی و ربّ تحقیقی صفت قہاری و جباری دکھائیگا آفتاب عالمتاب سوا نیزے پر آشکار ہوگا ہر خرد و کلان حدت سے بیقرار و اشکبار ہوگا ایک سمت دفترہاے نامۂ اعمال کھلینگے میزان عدالتین اعمال نیک و بد کے تلینگے کس کو پیدا کرنے والے سے سوال و جواب کی تاب ہوگی اے سمنکال اُسوقت کیا جواب دوگی سوال ہوگا کہ شیاطین کو میرا ہمعصر کیا اپنے خدا بنائے کفر و کافری سے اس بیحیائی پر بھی نہ شرمائے تمھارے لات و ہبل کہان ہین اسوقت تمھاری شفاعت نہین کرتے اب دم خدائی کا نہین بھرتے اے سمنکال اس کفر و کافری کا انجام جہنم ہی دقفہ زیست کا بہت کم ہی وحدانیت اُسکی یاد کرو اپنے نفس امارہ پر نہ بیداد کرو عمرو نے یہ کلام حسرت انجام جو سامنے سمنکال کے کہے سمنکال

کے رونگٹے کھڑے ہو گئے مثل بید کانپی رنگ چہرے کا متغیر ہوا منھ پر ہوائیان اڑنے لگین
کہا خواجہ تمھارے کلام فیض انجام نے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو صفت معبود سے بھر دیا کہا برائے
خدا مین کیا کرون افراسیاب سے کیونکر جدا ہون میرا پیچھا نہ چھوڑیگا قتل سے منھ نہ موڑیگا
عمرو نے کہا ناحق کا انتشار ہی افراسیاب کیا ناہنجار ہی مسبب الاسباب وہ پروردگار ہی ظالم
کے ہاتھ سے مظلوم کو بچاتا ہی ہر مشکل مین وہی کام آتا ہی دیکھو ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کا کیا
کر لیا ہر مرتبہ اونکے قتل پر آمادہ ہو کر بقہر و غضب تمام جاتا ہی وہ رحیم و کریم اونکو بچاتا ہی سمنکال
نے کہا مجکو دین اسلام کا اعتقاد ہوا مگر خوف افراسیاب دل پر غالب ہی آپ تو جایئے مین تدبیر
کر کے آؤنگی اپنی جان بچانے کی فکر کر کے آپ کے لشکر سے ملجاؤنگی عمرو نے کہا ملکہ اعتقاد
کامل نہوا پروردگار کو حاضر و ناظر نہ سمجھا صفحۂ دل پر اس مصرع کو نقش کرو ع دشمن اگر قویست
نگہبان قوی تراست ٭ جب تمھارا خدا سب سے بڑا ہی اہالیان دنیا سے ڈرنا کیا ہی اب سمنکال
ہاتھ باندھے سامنے خواجہ کے کھڑی ہی کہ آپ جایئے مین کوئی کار نمایان کر کے آؤنگی اگر پنجہ
قالبفض ہو گا تو سر افراسیاب لاؤنگی مگر افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین تخت پر
بیٹھا ہی ذکر قتل اسد نامدار ہو رہا ہی یکایک خیال آیا کہ دیکھون ساربان زادہ کہان ہی اس
سکا کے نام سے بہرام فلک لرزان ہی فوراً کتاب اوٹھائی اسمین دیکھا عمرو سمنکال سے کھڑا
باتین کر رہا ہی سمنکال ہاتھ باندھے کھڑی ہی کہ مین کل حاضر ہونگی اطاعت اسلام قبول کی ہیں
افراسیاب غصہ مین کانپا وزیرون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے جواب دیا
نمک حرامون نے سر اوٹھایا ہی مجکو نادان بنایا ہی سمنکال حرامزادی عمرو کو اپنے باغ مین
لائی ہی نکل جانے کا ارادہ ہی مسلمانون سے ملنے پر آمادہ ہی یہ کہکر غصہ مین آواز دی کوئی حاضر
ہی ارے جا کر عمرو و سمنکال کا سر لا سرکشی کا مزا چکھا سے پالنگ جادو موجود ہی اوسنے
کہا ابھی غلام جاتا ہی چشم زدن مین دونون کو گرفتار کر کے لاتا ہی افراسیاب جادو نے کہا
سمنکال زبردست ہی بادۂ سحر و ساحری سے مست ہی لڑ بھڑ کر نکل جائیگی تیرے ہاتھ نہ آئیگی
مگر یہ شیشہ لیتا جا آب دمیدہ سحر ہی پہلے اسکو پھینک مارنا بعدہ انکار ناواسطے چند ساعت کے
سمنکال بیہوش ہو جائیگی فوراً گرفتار کر لانا پالنگ نے سلام کیا شیشۂ آب لے کر روانہ

وہ بے آبرو چلا سمنکال و عمرو باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال
ارے نمک حرام تو نے دشمن کو اپنے گھر مین بلایا شہنشاہ کا خوف نہ آیا سمنکال نے آنکھ اٹھا کر
دیکھا کہا لو خواجہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہی افراسیاب نے کتاب سامری سے دریافت کیا
اس بیچیا غلام کو ہمارے قتل کرنے کو بھیجا خواجہ ہٹو یہ کہکر سمنکال نے چاہا کہ سحر کرے اپنے
کو بچائے مگر پلنگ جادو جوش غضب مین شیشہ آب نایاب پھینک چکا تھا وہ ٹوٹا ایک
قطرہ سر پر سمنکال کے ایک سر پر عمرو کے گرا یہ سنبھل نہ سکی پناہ پانی مشکل ہوئی لہرا کر گر ہی گرداب
دریا ے بلا مین پھنسی پلنگ کڑک کر گرا ایک پنجہ مین عمرو و سمنکال کو اٹھالیا طرف افراسیاب
جادو کے چلا بہ روے ہوا بجوش و خروش اڑا ہوا جاتا ہی صبح کا وقت ہی راہ مین باغ ہی ملکہ
گاگاون نازک چشم کا چونکہ آج کل حکم افراسیاب کل ناظمون کو پہونچا ہی کہ بروز قتل طلسم کشا
سامان لشکر کشی واجب و لازم ہی ملکہ گاگون نازک چشم سحر اپنا تیار کر رہی ہی چار سو کنیزین
ایک ایک شعلہ جوالہ آتش کا پرکالہ سحر مین طاق شہرہ آفاق زمین سے تا آسمان دھوان دھار
کسی نے آگ روشن کی کسی نے پانی برسایا کوئی فولادی گولے اچھال کر اسکا زور دیکھ رہی
ہی کوئی عقاب بنکر اڑتی ہی کوئی ستارہ بنکر چمکی کوئی بشکل برق کڑکی باغ مین آتش کا ہنگامہ سحر
گرم ہی اسی راستہ سے پلنگ جادو گزرا گاگون نازک چشم نے سحر پڑھکر بڑے زور شور سے
گولہ طرف آسمان کے پھینکا وہ گولہ سینہ پر پلنگ جادو کے پڑ گیا قضا دامنگیر اسکی کیا تدبیر
سمنکال کو ہوش آچکا تھا پلنگ کے مرتے ہی اسکے پنجہ سے چھوٹی ساحرہ زبردست ہی سحر
کرکے ایک جانب بھاگی دل سے کہتی ہوئی قول عمرو تخت نشین ہوا پیدا کرنے والے نے
جان بچائی اب افراسیاب کو کیا منھ دکھلا سکتے ہین نہ لشکر اسلام مین جا سکتے ہین دیکھیے تقدیر
کیا دکھاتی ہی یہ کہتی ہوئی بھاگ کر ایک درہ کوہ مین مخفی ہوئی حیران و پریشان مضطرو بدحواس
مگر نقش اسلام نگین خاطر پر جم چکا خدا واحد ہی یقین واثق ہو گیا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
پنجہ سے پلنگ جادو کے چھوٹ کر سامنے ملکہ گاگونہ نازک چشم کے گرے اٹھتے اٹھتے
آ و از دی بموجب مصرعہ ہندی ع ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشد :: ملکہ گھبرا کر دیکھنے لگی دیکھا ایک
گویا بڑا اتر تڑپ رہا ہی ایک سمت لاشہ پلنگ جادو کا تڑپ کر سرد ہو چکا ہی گھبرا کر ملکہ نے پوچھا

اے شخص تو کون ہے عمرو رونے لگا کہا بلّیان لون آپ لوگون کا ہاتھ دیکھنے والا ملکہ نے پوچھا یہ
کیا معرکہ تھا کہا حضور بہرگو آیا مجرے کی جمع مانگی تو مارنے کو دوڑے یہ کہکر لیچلے تھے کہ اب
رات بھر نچھوڑونگا حضور میرا منہ چھوتے تھے گلے لگا لیتے تھے میری پشت پر ہاتھ پھیرا مین
چیخنے لگا بس خدا معلوم کیا کر دیا مجکو لیکر آسمان پر بلند ہو گئے کنیزین ہنسنے لگین کہا ای ملکہ عالم کوئی
حسن پرست ہوگا مگر یہ کیا حماقت کہ بدون رضامند کیے ایسے امر کا ارادہ کرنا ملکہ نے کہا چپ رہو
بیہودہ نہ بکو نگوڑا کوئی ظالم ہوگا میان گوّیے صاحب کچھ ہمارے سامنے گاؤ عمرو نے کہا حضور
مین اب توبہ کر چکا ہم تو سمجھتے ہین اس جلسے مین چار پیسے کما کر کھائین اب ثابت ہوا کہ کمال
باعث زوال ہے کنیزون نے کہا ہماری ملکہ صاحب فیاض و سخی ہین ایک چیز سنکر صدہا روپے
دیدیتی ہین وہ حرامزادہ کوئی جلاد صاحب بیداد ہوگا عمرو نے کہا حضور اب پہلے ملجائیگا
تو گاؤنگا ملکہ نے کہا تمکو بہت کچھ ملیگا کنیزین بھی گرد آن کے جمع ہوگئین ملکہ نے چند اشرفیان
سامنے عمرو کے پھینکدین عمرو نے دیکھا سارا جلسہ لباس فاخرہ سے آراستہ ہے عرض کی ذرا
سازندون کو حکم ہو جائے مگر میرے گھر مجکو پہونچوا دیجیے گا بڑھیا نانی دروازے پر کھڑی
ہوگی رات کو مین ڈرتا ہون جو رات کو واسطے پیشاب کے اُٹھتا ہون تو نانی کو پکار لیتا ہون
اور حضور اب تو مین بنیے کی دوکان سے سودا لیکر چلا آتا ہون کنیزین قہقہہ مارکر ہنس پڑین کہا
حضور یہ تو بڑے بہادر ہین مگر نام تو پہلے بتادو کہا حضور استاد خورد برد ہمارا نام ہے بات بھی
کُترتا ہون بڑی بڑی تانین لیتا ہون باپ ہمارے بڑے گوّیے تھے میان تان توڑخان
کا پڑوتا ہون نانی نے مجکو تبلا نا بھی سکھلایا ہے ہماری نانی خالہ امان کے ساتھ مجرے مین
جاتی ہین وہان سے روپیہ لاتی ہین ہمین خوب دودھ ملیدا کھلاتی ہین یہ میان جادوگر صاحب
ہمکو گھر سے بلا لائے ہین ہمسائی نے کہا تھا استاد خورد برد لونڈے بازون سے بچے رہنا
سب ٹھٹھے مار کر ہنسین کہا استاد خورد برد اب گاؤ اپنے نام کی پیروی کرو کچھ کھاؤ کچھ لیجاؤ
کہا حضور خوب راضی کرینگے سامنے نرگس خواص بیٹھی تھی موٹی سی کرڑیل جوان پھولے پھولے
گال اسکی طرف دیکھکر میان خورد برد ہنستے ہنستے کہا حضور یہ حکم دین تو مین گاؤن ملکہ
نے کہا میان خورد برد اسکے کیا معنے ہمارا کتنا ناگوار ہے بی نرگس کا بڑا اختیار ہے کہا حضور میری

جورو کی صورت اِسلئے بہت ملتی ہی کوٹھے پر ہر وقت وہ کھڑی رہتی ہی جب جورو امان کہکر پکارتے ہین ہنستی ہوئی چلی آتی ہی مگر ابھی دودھ نہین پلاتی ہی اسی وجہ سے ہم دُبلے ہین نانی نے سمجھادیا ہی کہ بیٹا روپیہ کما کے لاؤ تو تمھاری شادی کردین جب جورو دودھ پلائیگی موٹے ہوجاؤگے نہین عمر بھر دُبلے رہوگے جفائین سہو گے ملکہ اور خواصین اسقدر ہنسین کہ پیٹ مین درد ہونے لگا ملکہ نے کہا بی نرگس اپنے خصم کے قریب آبیٹھو گانے کا حکم دو وہ خود اُٹھ ہنستی ہوئی قریب آبیٹھی اور مسکراکر کہا بی ذرا پیٹ پر ہاتھ بھی رکھدو کہ کلیجہ ٹھنڈا ہوجائے نرگس نے پشت پر ہاتھ رکھا میان خورد بُرد نے دانت نکوس کر کہا ہمین ذرا سا دودھ پلادو یہ کہکر چھاتیون کی جانب ہاتھ بڑھایا نرگس نے ہٹ نگوڑے لنگڑ کہکر ڈھکیل دیا گرے چوٹ لگی مگر ہنس دیے کنیزون نے کہا میان اُستاد خورد بُرد اب گا ؤ رات کو تمھارے پہلو مین جورو کو سُلوادینگے دودھ بھی پلوادینگے اب تو خواجہ بن امیہ ضمری نے لے اُٹھائی بیقراری مین یہ غزل بجائی غزل

گل اُس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا
گر بعد نقشہ پھر سگِ دنیا ہوا نقشہ
دکھلا کے کہکشان سے فلک چاک سینہ ہے
اِس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار
حُبِ حسین ذوق وہ شے ہی کہ جس سے حُر
دائم اسیر دردِ زگردون دلِ من است
از جستجو نشان وصالت نیافتم
خونِ دلم گذشت زجیحون وکم نشد +
نرگس شنید نالۂ زارم زہوش رفت
مخفی دلم زنغمۂ شوق آشنا نشد

دیگر

یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا
کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین مل گیا
اُس ماہوش کے سینہ دریدون مین مل گیا
صافی آئینہ کا دیدہ ندیدون مین مل گیا
تھا گرچہ اشقیا مین شہیدون مین مل گیا
در بزمِ غم پیالۂ پرخون دلِ من است
وصلت مراست لیلی ومجنون دلِ من است
از صد محیط قطرۂ افزون دلِ من است
فریاد رفت بادۂ گلگون دلِ من است
ہنگامۂ شکایت وافسون دلِ من است

دہ وہ غزلین عمرو نے گائین کہ ملکہ گلگون نازک چشم کی آنکھون سے آنسو جاری عاشق تنون کے دل کو بیقراری کوئی آہ کرتا ہی کوئی واہ کنیزین بلائین لیتی ہین انگوٹھی اُتار کر دیتی ہین خواجہ بھی کسی کی گود مین جا بیٹھے کسی کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے احمق بیوقوف وہ بھی ہنستی ہین

بعضی آوازہ کستی ہین میان اُستاد خورد برد تم تو ہر دل عزیز ہو پیاری چیز ہو گا گلگون نازک چشم
نے کہا میان اُستاد خورد برد ہماری نوکری کر لو اسی باغ مین شغل ہو کے بسو تمہاری شادی
کر دینگے عمرو نے کہا اب ہم زیادہ نہ ٹھیرینگے اب ہمارے نشہ پانی کا وقت آگیا بھٹی پر جا بیٹھینگے
وہان دو چار چیزین گائینگے ٹکے کا ٹھرا پی کر گھر کی راہ لینگے بنیے کے یہان سے سودا بھی خریدنا
پڑتا ہی قرض کے سبب سے بنیا روز لڑتا ہی ملکہ نے کہا کمبخت غریب ہی اس کمال پر بدنصیب ہی
کہا ارے ہم تجکو بہت کچھ دینگے روز بنیے کے یہان نجانا پڑیگا جنس غلہ بھروا دینگے تیرے
گھر بھر کی خبر لینگے عمرو نے کہا واہ حضور ہمنے جو چیزین گائی ہین وہ کر پیسے ہم لیکے ٹلینگے اور
ادھا وار کا منگا دیجیے ہم بھی پیین آپ بھی پیجیے ملکہ نے کہا لاؤ گلابیان گلابیان کنٹر منگا کر
لاکر رکھے گئے ساقی بچے موجود ہوئے ملکہ نے کہا لو میان اُستاد خورد برد جسقدر چاہو پیو عرض
کی حضور ساقی ہمین بنائیے ہم ساقی ہونگے کسی کو باقی نہ چھوڑینگے نشہ مین گانے کی کیفیت ہوگی
پھر اور ہی صورت ہوگی ملکہ نے کہا اچھا تمھین اختیار ہی تو خواجہ نے شراب کو الٹ پلٹ کرنا
شروع کیا نمک سرکاری ملایا جام بھر کر ملکہ گلگون نازک چشم کو دیا ملکہ خوش ہو کے پی گئی
سب کنیزین مصاحبین چاہتی ہین کہ جلد شراب کا خاتمہ ہو گا تا اِس ظالم کا سُنین عمرو ایک ایک کو
شراب پلاتا جاتا ہی اشعار عاشقانہ پڑھتا جاتا ہی ملکہ گلگون نازک چشم وزیر زادی سے کہ رہی
ہی کہ اِس کمبخت کو روپیہ بہت سا دینگے کوئی راستہ مین چھین لیگا چوبدار ہمراہ کر کے ایک توڑا
روانہ کیا جاے چوبدار جاکر اسکے مان باپ سے کہدے کہ یہ اب خدمت مین ملکہ کے رہے گا
ایک دن شہنشاہ افراسیاب کو صحبت مین بلائینگے اسکا گانا سنوائینگے کنیزون نے کہا حضور
وہ حسن پرست ہین اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے فوراً لیجائینگے محفل مین ہنسی دل لگی ہو رہی ہی عمرو سبکو
شراب پلا رہا ہی رنگ اپنا جما رہا ہی کبھی گاتا ہی کبھی بھاو بتاتا ہی اب یکایک بیہوشی نے سب پر
ناظر کی نرگس کی ٹکٹکی بندھ گئی شمشاد قدا کڑ کے اُٹھے تالیان بجا بجا کر گانے لگے خود بھی
بھاو بتانے لگے غنچہ دہن کی زبان بند سوسن کی زبان درازی موقوف ہوئی سنبل نے موے سر
کھول دیے یاسمین دست درازی ہونے لگی کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کسی نے پائجامہ
اُتار کر پھینکدیا ہنستی ہوئی ننگی بھاگی کوئی چمن مین جاکر بیہوش ہوئی کوئی جوش مین نشہ کے

حوض مین پھاند پڑی غرق دریاے خجالت ہوئی اب محفل کا رنگ دگرگون کسی کی آنکھین غلافسی نکلی ہوئین کوئی اُچھلتی ہی کوئی کودتی ہی ایک نے کہا بوا تیری چار آنکھین ہین اُسنے جواب دیا بُوا نوج کُتیا چہار چشم ہوتی ہی تبا تو خیلا ہیار آنکھین کہان ہین دو آنکھین تو ظاہر ہین دو آنکھین کیا تیرے کلیجے مین نہان ہین اُسنے جھنجھلا کر دو اُنگلیان اُٹھائین کہا دیکھ دونون وہ ہین اور دو یہ ہین یہ کہکر دو اُنگلیان اُسکی آنکھون مین گھسیڑ دین وہ ہاے ہاے کہکر گری کہا حرامزادی خدا کرے تیرے بھی دیدے پٹم ہون کوئی کہتی ہی ادی بوا میرے ہاتھ پکڑ لے مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی ایک کہتی ہی میری آنکھون مین اندھیرا آتا ہی اب جا بجا گر گر کر کنیزین بیہوش ہونے لگین آپسمین لڑ رہی ہین صحبت یہان ہنگامۂ بلبر قسا دکہین داد بیداد گلگون نازک چشم غصہ مین جھنجھلا کر مسند سے اُٹھی کہتی ہوئی کہ حرامزادیو میری محفل تمنے بازار بنادی عمرو نے بھی کہا ہان ملکہ لینا جیسے ہی نازک چشم اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نیمچہ پکڑ کر اُٹھا کپڑے سب کے اُتارنے لگا لباس اُتار کر قتل بھی کرتا جاتا ہی لاشے پھڑک رہے ہین شور گیرودار بلند ہی ہیر غل مچا رہے ہین کچھ تدبیر نہین بنتی سنگباری بر غباری ہو رہی ہی دس بیس کنیزون کو قتل کر کے اب عمرو چلا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرون وہان افراسیاب نے باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے وزیرون سے پوچھا ہمنے پلنگ جادو کو براے گرفتاری ہنکال و عمرو عیار کے بھیجا تھا عرصہ ہوا پلٹ کے نہین آیا یہ کہکر کتاب سامری اُٹھائی وہ مضمون دیکھا کہ زندگی پر حرف آیا مُنھ پیٹ لیا یہ کہکر اُٹھا یار وغضب ہوا پلنگ جادو مارا گیا عمرو باغ مین گلگون نازک چشم کے خون کے دریا بہارہا ہی اب اُسکو قتل کیا چاہتا ہی مین خود جاتا ہون ہر چند وزیرون نے کہا کہ ہم جائین عمرو کو باندھکر لائین افراسیاب جادو نے کہا وقفہ بہت کم ہی سواے ماہ دولت کے کوئی نہ پہونچ سکیگا یہ کہکر غصہ مین بلند ہوا مگر کتاب مین دیکھا کہ عمرو نیمچہ کھینچکر قریب گلگون نازک چشم پہونچ چکا ہین سے نعرہ کرتا ہوا چلا خبردار او سارباں زادے گلگون نازک چشم کو قتل نہ کرنا ورنہ بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جاؤنگا دنیا مین ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑونگا عمرو چاہتا تھا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرے کہ نعرۂ افراسیاب کی آواز کان مین آئی اور دیکھا کہ قریب سر کے آ چکا عمرو بھاگا افراسیاب جادو نے کہا لینا

عمرو اُچک کے ایک صحنچی مین آیا افراسیاب نے پکارا کہ عمرو صحنچی سے نکلکر بارہ دری مین گیا افراسیاب دوڑا قصر وہان متعدد تھے عمرو بھاگ کر ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے زنجیر بند کر لی کوٹھری مین ایک جانب دیکھا چاندنیان دریان بہت سی پڑی ہین اُن سب کو اُٹھا کر اپنے اوپر ڈال لین آپ وہین مخفی ہوا اب افراسیاب چہار طرف دوڑا جب عمرو کو نپایا پلٹ کر ملکہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار کیا گلگون نے اُٹھتے اُٹھتے کہا استاد خورد برد خوب گاتے ہو دل کو لبھاتے ہو پھر وہی اشعار آبدار عاشقانہ سنائیے ایسے مضامین سے دل روشن ہوتے ہین ایک سے ایک اشعار انکا بہتر ہی تیرا اقبال اوج پر ہی افراسیاب نے ایک دو تھپڑ مارا کہا کیسا استاد خورد برد آنکھ تو کھول قتل ہو گئی ہوتی او نام خورد برد افراسیاب بہت ہنسا کہا عمرو روز نام نئے بناتا ہی جیسے صورت بدلتا ہی اب ملکہ گلگون نازک چشم گھبرا کر اُٹھی دیکھا صدہا لاشے کنیزون کے پڑے تڑپ رہے ہین اب تو جو کنیز اُٹھی پیٹتی ہوئی اُٹھی کوئی کہتی ہی ہر ہو میری بُوا کیا ہوئی کوئی کہتی ہی کم سنی مین میری بچی ماری گئی گلگون نازک چشم نے کہا ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہی افراسیاب نے کہا عمرو تمھارے باغ مین پہونچا مین حیران ہون یہان کیونکر آیا مین نے واسطے گرفتاری سمنکال و عمرو عیار کے پلنگ جادو کو روانہ کیا آخر پلنگ کیا ہوا گلگون نے کہا شہنشاہ مین اور کچھ نہین جانتی مگر ایک جادوگر گوئے کو بغل مین دبائے ہوئے جاتا تھا مین سحر تیار کر رہی تھی گولہ اُسپر پڑ گیا وہ مر کر گرا ایک ساحرہ اور بھی تھی وہ فوراً نکل گئی گویا باغ مین گرا مین نے اُسکو اُٹھایا اُسنے ایسی بھولی باتین کین کہ ہم سب ہنستے ہنستے بیقرار ہوئے آخر وہ خوب گایا شراب پلائی اب جو آنکھ کھلی حضور کو دیکھا افراسیاب نے کہا وہ عمرو عیار تھا تمنے غضب کیا میرے جادوگر کو مارا سمنکال بچ کے نکل گئی اُس حرامزادی نے اپنے گھر مین عمرو کو جگہ دی یہ بھی یقین ہی مطیع عمرو ہو چکی تھی کہ پلنگ نے جا کر دونون کو گرفتار کیا معلوم ہوتا ہی وہ یہان پر تمھارے ہاتھ سے مارا گیا عمرو نے گویا تمکو بیہوش کیا مین نے کتاب سامری مین دیکھا فوراً آ کر تمکو بچایا لیکن اب ای گلگون نازک چشم عمرو بھاگ کر انھین مکانون مین چھپ گیا ہی مین نے ڈھونڈھا نہین دستیاب ہوا ان کنیزون کے لاشے اُٹھوا کر پھنکواؤ کل مکان اچھی طرح تلاش کرو

شاید نکل گیا ہو مین جاکر اطراف مین تلاش کراتا ہون مگر افسوس یہ ہی کہ عمرو سرحد باغ سیب مین
آگیا تم بھی جادوگرون کو واسطے تلاش کے بھیجو گلگون نازک چشم یہ حالات حیرت آیات
سنکر گھبرا گئی عرض کی ای شہنشاہ آخر عمرو اِس سرحد باغ سیب مین کیونکر آیا افراسیاب جادو
نے کہا حرامزادی سمنکال جادو اُٹھا کر اپنے باغ مین لائی نہین معلوم دوستی سے یا دشمنی سے
جسوقت سے اُسکی بھانجی مسلمان ہوئی اُسدن سے اُسکے ہوش پراگندہ ہین شاید عمرو نے
اُسکو تسخیر کر لیا باتین اُسکی سحر آمیز ہین سامری جمشید اُس ظالم کی باتون سے بچائین ای گلگون
بہت ہوشیار رہنا عرض کی اب حضور لونڈی سمجھ گئی کوئی غیر میرے باغ مین نہ آسکیگا ساحر بھی
براے تلاش عمرو و سمنکال روانہ کرتی ہون افراسیاب بخوبی سمجھا کر چلا گیا اب گلگون
نازک چشم کا جو مقام عیش و راحت تھا غمکدہ ہو گیا یا تو سرو ہاے باغ غم سے آزاد تھے
اکڑ رہے تھے قد معشوق کی شان دکھاتے تھے یا بشکل آہ معلوم ہونے لگے گل بشکل
شعلہ ہاے آتش غنچون سے چنگاریان نکلتی ہین شاخون پر بار غم و الم بشکل کمان خم نخل
پا بہ گل باد صبا خاک اُڑاتی ہی ہر گوشہ چمن سے رونے کی آواز آتی ہی کل قصر محل رنج و مصیبت
سارے باغ سے ظاہر آثار حسرت گلگون نازک چشم لاشے سب کے اُٹھوا کر اپنے مقام سے
اُٹھی کنیزون کو ساتھ لے کر مکانون مین پھرنے لگی ہر گوشہ مین ڈھونڈھتی رہی کسی کا نشان جو نہ ملنا تھا
ساتھ والیون سے کہتی تھی صاحبو شہنشاہ نے ناحق پریشان کیا یہ کہدیا کہ عمرو یہین ہی اِس فکر
نے بشکل آئینہ حیران کیا اب اُس نگوڑے کا دیدہ دلیر ہوا سب کو قتل بھی کیا اور ہمارے باغ مین
بیٹھا بھی رہا ہمنے تو کبھی دیکھا نہ تھا نام بھی نگوڑے عمرو کا سنا نہ تھا ورنہ کیا مجال تھی جو عیاری
کرتا شہنشاہ اسقدر احمق ہین کہ سو مرتبہ اُنپر عیاریان کر چکا اور جیسے طرح طرح کی صورتین بنا کر آتا ہی عیاریان
کر جاتا ہی اور ون پر طعن کرتے ہین اُنسے زیادہ بیوقوف کون ہی مگر مکانات جو گلگون نے کھولے
بتیون سے کھٹکنے کی صدا بلند ہوئی عمرو اُس اندھیری کوٹھری مین گھبرایا خوف ہوا کوئی اِس
مکان کو کھولکر آئیگا تو گرفتار کر لیجائیگا عمرو نے گھبرا کر اپنے کو زمین پر گرا دیا اوندھا لیٹا نقش زمین
بنگیا سینہ مین کوئی شی چبھی عمرو نے ہاتھ سے ٹٹولا معلوم ہوا قفل لگا ہی عمرو نے فرش کو چاک
کیا دیکھا زمین مین ایک دروازہ نصب ہی اُسمین بڑا سا قفل لگا ہی خواجہ عمرو سوچے اسمین

خزانہ رکھا ہوگا قفل کاٹ کر خزانہ مین چلین دو چار کوڑی کا روزگار کرین یہ سوچکر زنبیل پر ہاتھ
ڈالا کنجیان نکالین ہزارون کنجیان آپ کے پاس رہتی ہین ایک کنجی قفل مین ٹھیک آئی اُس سے
قفل کھولا دروازہ وا کر کے خواجہ عمرو اندر آئے دیکھا نہایت اندھیرا ہی اپنا ہاتھ اپنے کو نہین
سوجھتا سیڑھیان پختہ ٹھوکر کھاتا ہوا گرتا پڑتا بعد عرصہ دراز انجام پر سیڑھیون کے پہونچا دیکھا ایک
دروازہ لگا ہی اسمین بھی قفل آراستہ ہی اُسکو بھی عمرو نے کھولا باہر نکلا دیکھا مختصر سا ایک صحرا ہے
سبزہ زار جا بجا چشمے چھوٹی چھوٹی جھیلین مقام سرسبز و شاداب دور سے دروازہ ایک باغ کا معلوم
ہوتا ہی مثل آغوش عاشق وا عمرو گلیم اوڑھے ہوے اُس صحرا کو طے کرتا ہوا دم محبت باغبان
قضا و قدر کا بھرتا در باغ پر پہونچا مگر حیران و پریشان دل سے کہتا ہی عمرو عجائبات سرحد باغ سیب
مین آکر پھنسے احکم الحاکمین بچائیگا دیکھیے یہان سے کیونکر نکاسی ہوتی ہی چلو اس باغ کو بھی دیکھین
اسمین کون رہتا ہی یہ سوچ کر عمرو اندر باغ کے آیا مگر واضح رہے کہ خوف سے یہان کے عجائب
و غرائب کے گلیم سر پر دل مضطر صورت آئینہ حیران بشکل زلف پریشان دل مین شمار کہ زمانہ
قتل اسد نامدار قریب ہی ہم اس بلا مین مبتلا اُسکی رہائی کی صورت حافظ حقیقی پیدا کریگا دامن
آرزو گلہاے مراد سے بھر یگا اس خیال مین آنکھون سے اشک حسرت ٹپکتے ہین سوز فراق
اسد غازی مین استخوان جل رہی ہین اپنی جان کا خیال غربت مین آن کر اکیلے پھنسے اسکا ملال
کبھی ملکہ مہرخ و بہار کو یاد کرتا ہی اپنے خدا سے فریاد کرتا ہی کہ پروردگار اُن سب کو پنجہ ظلم
افراسیاب سے بچانا صورت روز سیہ نہ دکھانا عمرو تو روتا ہوا گلیم اوڑھے ہوے کبھی اُس باغ
مین جانے کا قصد کرتا ہی کبھی ڈرتا ہی مگر افراسیاب جادو ملکہ گلگون نازک جسم کو ہوشیار
کر کے باغ سیب مین آیا شیران سلطنت و وزیران ابہت نے پوچھا ای شہنشاہ کیا معرکہ
گذرا افراسیاب جادو نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا یار و عجب معرکے در پیش ہین ہزار
طرح کے ماہ دولت کو پس و پیش ہین اول تو اٹھارہ سو ملک کے ناظمون کو نامے لکھنا مناسب
ہین کہ سب روز قتل اسد غازی آکر شریک ہون اُس سرکش کے قتل کو دیکھین ہر ملک کے ہنگامے
موقوف ہون جس دن سے اسد غازی نے طلسم ہوش ربا مین داخلہ کیا ہی ہر شخص کے ہی
زبان پر ہی کہ یہ نوجوان فتاح طلسم ہوش ربا ہی طرف سے شہر نا پرسان کے آیا دہان بھی

اُس جوان نے جرأت دکھائی حیرت نے گرفتار کرامنگایا کتاب قدیم سے تصویر اسی جوان کی
نکلی عورت کی عقل ناقص اُسی وقت قتل کرڈالتی مگر صحرائے حیرت مین قید کیا وہان ملکہ نسرین
الماس پوش اُسیر عاشق ہوئی صندل جادو کو اسد غازی نے مارا ہالیان طلسم کو درد سر
پیدا ہوا صاف صاف کتاب مین لکھا تھا کہ قاتل صندل جادو فاتح طلسم ہوش ربا ہو سامری
نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہو مگر یار و تمامری جمشید ما بدولت کی شوکت سے آگاہ نہ تھے ورنہ ایسے
کلمات مہملات کبھی نہ لکھتے کسکی مجال ہو کہ طلسم ہوش ربا پہ نگاہ ڈالے چند لونڈیان غلام باغی ہوے
میرا کیا کر سکتے ہین سب لوگ بیہودہ بکتے ہین یہ سمنکال حرامزادی شریک ہوگئی تو میرا کیا کرسکتی
ہو ارے ارژنگ جادو بارہ ہزار فوج لے کر جلد جا سمنکال فلان فلان درہ کوہ مین مخفی ہو
مجکو یقین کامل ہو کہ عمرو سے ملگئی ہو ایسا نہو کہ اِس سرحد سے عمرو نکال لیجاے اب ساربان زادے
کو بھی تلاش کر کے قتل کرونگا سرحد باغ سیب سے نہ نکلنے دونگا اول مین سرحد طلسم ہوش ربا دریاے
خونروان وپل پر پیدادان تھا اُسکو دختر کوکب نے مٹایا خاک مین ملایا اب یہ سرحد باغ سیب ہو
بدون میرے حکم کے کیا مجال جو نکلجاے مگر جو ساحر کہ واقفکار ہین علم سحر مین ہوشیار ہین وہ البتہ
لیجا سکتے ہین بس مجھے بڑا خوف سمنکال جادو کا ہو ایسا نہو عمرو کو نکال لیجاے سمنکال کے
شریک ہونے مین بڑا فتور رہی اس نالائق کو اپنے سحر پر بڑا غرور رہا ہی ارژنگ جادو جلد جاؤ فلان
درہ کوہ مین یقین ہو کہ مخفی ہو جلد مشکین باندھکر لانا ہماری خدمت مین پہونچانا مارے کوڑون کے کھال
گرادونگا اب کسی کا پاس نہ کرونگا ارژنگ جادو بارہ ہزار ساحران غدار لیکر براے تلاش
سمنکال روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑیے مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار مضطر بقرار بسم اللہ
کہکر اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ وسیع ودلکشا نخل باردار پھولو نکی طرح کی بہار
جوانان چمن اکڑ رہے ہین نہرین موج مار رہی ہین طائران بے زبان صفت ایزد منان مین مصروف
سبزۂ چمن کو اعتقادِ وحدانیت معبود کی صفت نوک زبان خوابیدہ نہین بیدار ہی ہر نوک سبزہ سے
ثابت ہو کہ اوصاف مین سبز بختان چمن کے زبان کھولا چاہتا ہی غنچہ چٹک کر بولا چاہتا ہی عندلیبان
خوش نوا پھول پھول کر شاخہاے گل پہ زمزمہ سرائی مین تر زبان نخل سرو پہ قمری طوق لطاعت
بگردن سبز بختان چمن کی مدح خوان چمنستان مین جا بجا زیر نخل پھولون کے انبار ایک جانب

کیلون کی قطار صاف ثابت ہی کہ خوبان سبز پوش قبائے اخضری در بر سرسبزی و شادابی چمن پر جھوم رہے ہین

نظم

سجدۂ شکر مین ہی شاخ ثمردار ہر ایک
دیکھکر باغِ جہان مین کرم عزّ و جل

قوتِ نامیہ لیتی ہی نباتات کا عرض
ڈال سے پات تلک پھول سے لیکر تا پھل

واسطے خلعتِ نوروز کے ہر باغ کے بیچ
آبجو قطع لگے کرنے روش پر مخمل

بخشتی ہی گل نورُستہ کی رنگ آمیزی
پوشش چھینٹ قلمکار بہر دشت و جبل

عکس گلبن یہ زمین پر ہی کہ جس کے آگے
کار نقاشی مانی ہی دوم وہ اول

تار بارش مین پروتے ہین گہر ہائے تگرگ
ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل

بار سے آب روان عکس ہجوم گل کے
لوٹے ہی سبزے پہ ازبسکہ ہوا ہی بیکل

شاخ مین گل کے نزاکت یہ بہم پہونچی ہی
شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگھل

جوش روئیدگی خاک سے کچھ دور نہین
شاخ مین گاوزمین کے بھی جو پھوٹے کونپل

حدِّ ایام کے پیش از بد و نامیہ سے
بچۂ مرغِ چمن تخم سے آتا ہی نکل

دست گل خوردہ و شاخِ گل و گلزار بہم
بجہان نشو و نما کرنے مین ہی ضرب مثل

چشم نرگس کی بصارت کی زبس ہی در پے
غنچۂ لالہ نے سرمہ سے بھری ہی مکحل

اسقدر محو تماشا ہی کہ نرگس کی طرح
چشم سیّار گلستان مین جھپکتی نہین پل

آبجو گرد چمن لمعۂ خورشید سے ہی
خطِ گلزار کے صفحہ پہ طلائی جدول

لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہی خیابان مین نسیم
پانون رکھتی ہی صبا صحن مین گلشن کے سنبھل

اس باغ جنّت نظیر کو خواجہ نگاہ حیرت سے دیکھکر حیران کہ سبحان اللہ کیا صنعت قضا و قدر ہی وسعت طلسم ہوش ربا اسقدر ہی کہ زمین کے اندر مکانات اسقدر رفیع و وسیع جابجا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ابھی تک خواجہ گلیم اوڑھے کنج باغ مین کھڑے ہین اس فکر مین ہین کہ کوئی کنیز اسطرف آئے اُسکی صورت بنکر جاؤن چونکہ صبح کا وقت ہر ایک سے پارہ آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ہی کوئی حوض پر منھ دھو رہی ہی کوئی کسی کو پکارتی ہی کہ ارے سنبل کس پیچ مین ہی رات بھر تو غائب رہی اب صبح کو بھی آئیگی یا نہین یا اندھیر مچا ئیگی ایک پکارتی ہی لو ا

نرگس اُٹھو آنکھیں کھولو نرگس نے انگڑائی لیکر کہا خدا کرے تیرے دیدے پٹم ہو جائیں سونے نہیں دیتی تڑکے سے اودھم مچایا ہی شبنم کا جا کر منھ دُھلا شمشاد اکڑتی ہوگی اسکو بلا کنیزون مین یہ ہنگامے ہین خواجہ تماشا دیکھ رہے ہین ایک کنیز کو دیکھا پھوے پھوے گال بوٹا سا قد دوپٹہ ڈھلکا ہوا سوتے سوتے اٹھی لُٹیا ہاتھ مین لے کر بولائی ہوئی کنج باغ مین آئی ایک نخل کے نیچے پایجامہ کھولکر بیٹھ گئی چھل چھل چپل موتنے لگی عمرو نے منھ پھیر لیا جب وہ پیشاب کر کے اٹھی پایجامہ باندھنے لگی خیال مین آیا اسکو تو بیہوش کرو اسکی صورت بنکے چلو مگر سوچے کہ اِس کمسن نوجوان کے واسطے بیہوشی کا خراب کرنا سراسر حماقت ہی گلیم اوڑھے تھے سر کھول دیا اور آدھے آدھے ہاتھ کھول کر جیسے ہی سامنے اُسکے آئے اُسنے دیکھا ایک سر اور دو ہاتھ میرے سامنے آتے ہین ہاے کہکر گر پڑی اور بیہوش ہوگئی عمرو نے لباس و زیور اُتار لیا اُٹھا کے کنیز کو زنبیل مین ڈال لیا اِس خیال سے کہ کسی رئیس کے ہاتھ اسکو فروخت کر لینگے گوشہ مین آئے رنگ روغن عیاری لگا کر اُسی نازنین کی صورت بنکر تیار ہوے وہی خال وہی خط وہی قد و قامت وہی کرشمہ بھولی بھولی صورت اگر اُسکی ماں بھی دیکھے تو نہ پہچانے لُٹیا ہاتھ مین لے کر خراماں خراماں چلے دو چار پھول توڑ کر انگیا مین رکھ لیے جب صحن مین آئے ہر صنچی کے آگے ایک ایک پلنگڑی بچھی ہی کوئی خالی ہی کسی پہ نازنین مہ جبین لوٹ رہی ہی کوئی اُٹھ کے بیٹھی ہی ڈلی کتر رہی ہی لُٹیا اُٹھا کے کُلّی کی گلوری کلّے مین رکھ لی ہی بعضی گھبرا کے اُٹھی لوٹا ہاتھ مین لیا طرف بیت الخلا کے بھاگی اب حیران ہین میری صنچی کونسی ہی نام میرا کیا ہی کہ ایک نے پکارا ارے گلرو جلدی فراغت کر کے چل ملکہ ماران زمین کن بیدار ہوئی ہین عمرو نے گھبرا کر کہا بوا ابھی تڑکے تڑکے ہوش بھی درست نہین ہوئے تو نے کانون کانون کر کے اور پریشان کیا یہ تو بخوبی سمجھ گئے کہ مین گلرو خواص خاص کی صورت پر ہون پکار کر کہا خیلہ یہ تو بتا ارے میری صنچی کونسی ہی ایک نے کہا ارے ادھر آ تیرے مرنے گرنے کی یہ جگہ ہی جو کچھ رات کو کھاتی ہو وہ بھی بھول جاتی ہو مستانی اُبل پڑی ہی اپنے رہنے کی جگہ بھول گئی ہی ایک نے کہا بوا بی گلرو توشے خانے کی مالک ہین ساری مندرس انھین کو ملتی ہی انکی نانی ڈھڈھو قمرن روز صبح کو دوپٹے پایجامے لیکر گدڑی بازار مین جاتی ہی پرانے کپڑے بیچ لاتی ہی دھگڑون کو جامدانی کے انگرکھے بنا کر پہناتی ہی اپنی آج صنچی بھول گئی آنکھون مین چربی چھائی ہی بی گلرو

بھول گئین خواجہ بھی تڑاق پڑاق جواب دیتے ہوے کسی کا گال نوچ لیا کسی پر گلوری کا اُگال
پھینکدیا ہاے ظالم کہکے کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھدیا کسی کے مارنے کو پانون سے جوتی اُتاری
کسی پر سپاپ ٹھوکدی لڑتے بھڑتے اپنی صنچی مین آکر بیٹھے دروازہ بھیڑلیا گٹھریان اُٹھا اُٹھاکر زنبیل
مین رکھین صنچی کو اسباب سے صاف کردیا بیٹھکر کنگھی چوٹی کی مسّی ہونٹون پر ملی بن سنور کر باہر نکلے
صنچی مین قفل لگادیا کہ کوئی یہ نہ دیکھے کہ صنچی مین اب بوریا تک نہین باقی ہی کہ یکایک غُلغلہ ہوا کہ ملکہ
ماران زمین کن بیدار ہوئین چوبدار نے آواز لگائی ارے جلد آؤ ملکۂ عالم اُٹھین آکر منھہ ہاتھہ
دُھلواؤ سحر کی پر لیجاؤ عمرو سب کے ساتھ ہنستا ہوا مسخراپن کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آکر پہونچا
دیکھا پردہ ہاے زربفتی کنیزون نے باندھے بارہ دری مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ
ہی جو گھڑے چنگیر دان عطر دان پاندان گلدستے باسی اُٹھاکر پھینکدیے تازے گلدانون مین رکھدیے
کنیزان ماہرو پنجۂ مژگان سے فرش پر جاروب کشی کررہی ہین مسند ناز پر ایک ماہ پارہ بصد ناز
و ادا جلوہ فرما ہی جبین مبین خورشید تابان عارض ماہ درخشان انکھڑیان ستارۂ سحری کو آنکھین
دکھانے والی صف مژگان تیر دلدوز براے قلب عاشقان مطلع ابرو قریب چشم خوشنما نہایت
موزون کلیجہ فگار ہونے کے مضمون ظاہر ہین ہم خنجر بران ہین اس اشارے سے کبھی ماہر ہین قد

نظم

سرو باغ دلجوئی سراپاش چو برد
برچہ ناریخ نوبشاخ درخت
دہنش تنگ باشکر دلتنگ
ہر طرف کابرو نجسم کردہ
بردہ صد رہرو ندہ پا از راہ
نرگسش دورباش غمزہ خدنگ
کردہ تعلیم دُردی عجبش
لعل او کردہ بر شکر میری
عالمے را بکنجدے نہ خرید
تتے از نازکی درونہ فریب

قامتے در خوشی چو عمر دراز
سخت رستہ ز صحبت دل سخت
سر در آوردہ ابروانش بکار
آرزو بیش و ہوشش گم کردہ
طرۂ را سرزدہ بخونخواری
لعل در آشتی و عشوہ بجنگ
سخن تلخ در لبش چو نبات
شہد را داد چاشنی گیری
گیسوے پیچ پیچ از سر ناز
پاے تا سر ہمہ لطافت و زیب

ہوس انگیز تر ز عشق مجاز
روے گلرنگ داد گل بارنگ
چون مقابر بہ کعبتین قمار
چون بدنبال چشم کردہ نگاہ
چشمہاے ذرم زبیماری
نیم ذزدیدہ خندہ زیر لبش
مرگ را داد چاشنی زحیات
خال او گوہر ار بہ دیدہ دید
داد بر دست فتنہ رشتہ دراز
رگ نمودہ بہ دون ز لطف بدن

ہمچو رشتہ در درون دُرِّ عدن	خونش در پوست در تنک صلبی	ہمچو مے در زجاجۂ حلبی

عمرو نے جو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھی کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا سامنے آکر گلچینی گلشن جمال
کی کرنے لگا کام خدمت مین مصروف ہوا دل سے مشورہ کر رہا ہی کہ کیون خواجہ یہان سے
کیونکر نکاسی ہوگی یا بن پڑے تو اسکو گرفتار کرون ای عمرو یہ وہی نام ہی جو پرچہ مین حکیم بقراط ثانی
کے لکھا ہی خدا فضل کرے تو اسکو مطیع کرون سمنکال تو راہ پر آکر ہمسے چھوٹی دیکھیے اُس سے
کیونکر ملاقات ہوتی ہی عمرو یہ کھڑا سوچ رہا ہی اور جمال بیمثال ملکہ ماران زمین کن پر نگاہ ہی
کبھی واہ ہی کبھی دل سے آہ ہی جب ملکہ ماران زمین کن ہنس دیتی ہی گوہر آبدار درج دہن
سے ظاہر ہوتے ہین دیکھنے والے رشتۂ نگاہ مین موتی پروتے ہین سینہ پر نار پستان کا اُبھار
عاشقون کی سنانین دل کے پار ہوتی ہین شعر نار پستان کی کیا لکھون تعریف * یہ تو میوہ ہی باغ
رضوان کا * مگر عمرو نے خیال کر کے دیکھا نصف بارہ دری مین ایک پردہ کھنچا ہوا ہی
اُسکے اندر سے ایک ضعیف عورت کے بولنے کی آواز آتی ہی عمرو نے ایک کنیز سے چپکے
سے پوچھا بوا اِس پردے مین کیا پردہ ہی اُسنے عمرو کا ہاتھ مروڑ دیا کہا کیون مستانی پھر تو نے
نشہ کی باتین کین اتنا دن آیا مگر تیرا نشہ نہین اُترا ملکۂ عالم کی نانی ملکہ اسرار جادو آرام کر رہی
ہین نام اسرار جادو سُنکر عمرو بن امیہ ضمری بھول گیا مگر دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا
ہی دل مین تو یہ ہی کہ ابھی ان دونون کو مطیع کرون مگر یہان سے کیونکر نکلونگا ای پروردگار
مین کس مقام پر ہون تہ مین زمین کی پہونچا ہون عمرو یہ لیسے باتین کر رہا ہی کہ اندر سے آواز
آئی ماران زمین کن سو کے اُٹھی یا نہین یہ سنتے ہی ماران زمین کن حاضر جاضر کہکر اُٹھی
طرف پردے کے چلی عمرو بھی ساتھ ساتھ چلا پردہ اُٹھا کر دیکھا ایک ضعیفہ ساحرہ سانولی صورت
جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم مگر لباس عمدہ زیب جسم کھانسی کا عارضہ لگ طشت سونے کا سامنے
رکھا ہی گھر گھر کھانس رہی ہی طشت بلغم سے معمور مگر چہرے سے جلالت پیدا و آتشکاری سحر کی
ہویدا عمرو پردے کے باہر سب کے پیچھے تھر تھر کانپ رہا ہی پردے سے جھانک جھانک کے
دیکھتا ہی ملکہ ماران زمین کن سامنے پہونچی مثل ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوئی اسرار جادو
نے قریب بلا کر گلے سے لگایا چٹر چٹر بلائین لین منہ چوم کھوا دھنوان نکلنے لگا کہا بیٹا تمھین تو

آٹھ پہر کھیل کود سے کام ہی کچھ خیال ہی کہ کون سا زمانہ ہی زمانۂ قتل طلسم کشا قریب ہی جو اس ہنگامہ
مین بچ جاے وہ بڑا خوش نصیب ہی سامری و جمشید کے احکام مین فرق آیا چاہتا ہی دیکھین
فلک کجرفتار کیا رنگ دکھاتا ہی اس زمانہ مین آٹھ پہر ہوشیار رہو اپنا کھیلنا عیش و فرحت موقوف
کرو جب سے اُٹھی ہون دل کا عجیب عالم ہی قلب پر ہجوم غم ہی صاف مجکو معلوم ہوا کہ عمرو عیار
باغی تمھارے باغ مین آیا ہی اِسی جلسہ مین ہی میرے پیرون نے مجکو خبر دی میرا زمانہ ضعف
و پیری کا ہی تم نام خدا جوان ہو بزرگون کے تحفہ جات کی مالک ہو راہ گنبد نور کی سالک ہو
بی بی تمنے ابھی اپنے مرتبہ کو نہین پہچانا بادشاہ طلسم ہوش رُبا کو ہماری اطاعت واجب و
لازم ہی اگر ہم بادشاہ طلسم ہوش ربا سے بگڑ جائین کل ساکنانِ طلسم بار مصیبت اُٹھائین مگر
سامری جمشید ایسا نہ کرین مذہب بڑی چیز ہی جسنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا بڑا بد تمیز ہی
اب جاکر باغ مین تلاش کرو عمرو عیار کو اپنی کنیزون مین ڈھونڈھو خبردار خبردار بیٹی ہوشیار
رہنا عمرو عیار بلاے روزگار ہی تمنے بی بی نہین سُنا ساحر شمشش خداوند ساحران تھا دریاے
قلزم مین عمرو نے اُسکو جاکر مارا دم بھر مین بڑے بڑون کی آبرو مٹادی حقیقت مین یہ ریان زادہ
نہنگ بحر عیاری ہی ہزبر دشت طراری ہی مجکو اطمینان ہو تو اگلی کتابین نکالون تمکو سکھاؤن پڑھاؤن
وارث تحفہ جات سامری ہو سحر مین یکتاے عالم بچپن کی باتین چھوڑو عمرو کی فکر سے منہ نہ موڑو
رات کو گھڑی بھر میرے پاس بیٹھا کرو پوتھیان بزرگون کی پڑھ لو ماران زمین کن سر جھکائے
کھڑی تمام باتین سنتی ہی منہ پھیر کے ہنستی جاتی ہی ساتھ والیون سے کہا نانی جان کو سودا ہو گیا
ہی اسرار جادو سے سب حقیقت کُھلے پردے کے باہر آئی عمرو بشکل گلرو ساتھ ہی ماران
زمین کن خرامان خرامان مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہی کھل کھل
ہنس رہی ہی عمرو نے آگے بڑھ کر قدمون کو بوسہ دیا سر سے پانک بلائین لین ترقی حسن و
جمال کی دعائین دین پوچھا خیر تو ہی نانی جان آپ کی کیا کہتی تھین ملکہ نے کہا ارے گلرو آج
تو نانی اماں نے نئی نئی باتین کہین کہتی ہین کہ عمرو عیار تیرے باغ مین آگیا کنیزون مین تلاش
کرو تمھارے نوکرون مین چھپا ہی سوتے سوتے اُٹھی ہین رات کو شراب بہت پی گئی تھین اُسیکا
سرور باقی ہی اگلے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین ناحق کو بھی بڑ بڑ بکے جاتی ہین روز تو یہ

غصہ تھا بیٹا نہاؤ دھوؤ کپڑے بدلو زیور پہنو باغ سے کہین نجاؤ آنکھ مچولا نہ کھیلا کرو کتاب لاؤ سبق
پڑھو چار حرف لکھو دونون وقت ملتے بارہ دری سے نہ نکلو آج ان باتون مین سے کوئی
بات نہین پائی کچھ کہین پانہ کہین عمرو نے کہا ملکۂ عالم عمرو کون شخص ہے بڑا کوئی چور ہے منھ زور
ہے مین اپنا زیور اُتار کے رکھ آؤن آگ لگے گہنے مین جو جان جائے ایسا نہوگا گھونٹ جائے
میرا زیور لیلے جب سے نانی امان نے آپ سے یہ باتین کہین مین ہول کھاتی ہون مری جاتی
ہون حضور میرا تو سوائے آپ کے کوئی نہین ہے مان مرچکی بڑھیا نانی کو دمہ کا عارضہ ہے
رات کو بھی کھانسی اُٹھتی تھی جب اُٹھ کے بیٹھ سہلائی ٹھنڈائی جوش کر کے پلائی تب جان
بھری صبح وشام کی مہمان ہین دل مین بڑے بڑے ارمان ہین حضور کڑھائی چڑھوا دیجیے
سب کے پہلے مین گولہ اُٹھاؤنگی بڑی روٹی کی قسم کھاؤنگی حضور سامری وجمشید کے حکم سے
لونڈی کو دھبا نہین لگیگا واری مین نے آج تک کسی کا تنکا نہین چھوا بس اب واری اُٹھیے
باغ مین چلیے اچھی طرح تحقیقات کیجیے چور کو سزا دینا بہتر ہے اور واری آج صبح کو ایک آدمی مین نے
دیکھا تھا مین صاف صاف کہدون جب مین صبح کو پیشاب کو گئی زیر نخل نرگس تھوکا انبار ہے دو جو نچے
ہل رہے تھے مین آنکھ بند کر کے بھاگی بس اتنا معاملہ گذرا جو دیکھا وہ کہدیا واری آنکھین پھوٹین
جو مین نے کبھی کسی کی چیز اُٹھائی یا جھوٹی قسم کھائی ہو جب مین آپکے گھر نوکری کرنے آئی نانی امان
نے کہدیا تھا کہ بی بی محل مین نوکری کرنے چلی ہو جس کسی کی چیز کو دیکھنا زہر سنکھیا جاننا حضور مجکو
بہت بہت نانی امان نے تالس دیا ہے کہتی تھین بیٹا چور کا کوئی شریک نہین ہوتا ان بھولی
باتون پر مارا ان زمین کن ہنسی گلرو کے آنسو پونچھے کہا ارے دیوانی چور اُچکا کیسا وہ عمرو عیار
ساحر کو پکڑ کر مار ڈالتا ہے کوئی صاحبقران ہین اُنکا عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے ملکہ مہرخ سحر چشم
ملکہ بہار جادو و نافرمان سحر بیان وشاہزادہ شکیل بیعدیل و رعد جادو و برق خوف شکن
ملکہ بلال سحر افگن وصاحب شوکت وصولت وزیر اعظم باغبان قدرت وصاحب ناز و ادا
ملکہ سُرخ مو سے کاکل کشا وصاحب قہر وخشم ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ کو اُس عیار نے اپنے
شریک کر لیا ہے سنتے ہین کہ افراسیاب کا ناک مین دم کر دیا ہے طلسم کے برباد ہونے کا شہنشاہ
کو بڑا غم ہے مجکو تو نانی امان کا حکم نہین مین تو کبھی باغ سے باہر بھی نہین جاتی نانی امان رات کو بھی ڈھکوسلے

لگھارا کرتی ہین جہان مین رات کو سبق پڑھنے بیٹھی یہی باتین شروع کردین لو بی بی رعد و
برق عمرو کے شریک ہوگیئن باغبان قدرت بھی جاکر لگیا فلان ساحر مارا گیا میری بلا جانے
جھوٹ ہی یا سچ ہی بیٹھے بیٹھے ایک یہ بھی اپج ہی کہان میرا باغ کہان عمرو عیار بڑی نگہبان
ہمارے باغ کی ملکہ گلگون نازک چشم ہین سو وہ بھی جب شریک ہوجائین خود راستہ ہمارے
باغ کا بتائین تب آنے والا آسکتا ہی وہ خالہ زاد بہن ہین وہ کیا کسی کی شریک ہونگی اول
تو یہ مقام سرحد باغ سیب ہی یہان کسی کا گذر ممکن نہین ہی اگر آئے تو بھٹک بھٹک کر ہین رہجاے
بیٹھے بیٹھے یہ بھی ایک شعبدہ بنا دیا گلرو بٹھو اپنے کام مین مصروف ہو آج رات کو کوٹھے پر
جلسہ کرینگے ڈومنیان بلوائینگے شب ماہ ہی گانا سنینگے یہ باتین سنکر خواجہ عمرو کو تو اطمینان
ہوا کہ اسکے دل مین کینہ بالکل نہین ہی رات کو شراب پلا کر اول اسکو بیہوش کرونگا اسکی شکل
بنکر اُس ڈھڈھو کو لونگا مگر یہ باتین ختم ہونے پائی تھین کہ پردے سے اسرار جادو نے
پکارا بیٹیا ماران زمین کن کہو عمرو کو تلاش کیا ماران نے کہا نانی امان ڈھونڈھ رہی ہو
ہمارے باغ مین کہین نہین ہی سارا باغ چھان چکی آپ کا حکم بجا لائی اسرار جادو نے
پکار کر کہا ہماری باتون کو خلاف سمجھتی ہی وہ لال جلد والی کتاب کسی کنیز کے ہاتھ بھیجدے مین
دیکھکر نام بتادون کہ کسکی صورت مین ہی ہمکو بھلا کھیل سے فرصت کہان ہمکو بہلاتی ہو ایسی کنیزون
مین بیٹھکر مسخرا بناتی ہو ماران زمین کن نے ہنسکر الماری سے ایک کتاب نکالی عمرو گھبرایا
کہ حرامزادی صورت بتائیگی اب جان بچنا دشوار ہی تامل بیکار ہی پہلے چل کے اسی کو لو یہ سوچکر
کہا لائیے کتاب مین دے آؤن ملکہ ماران نے کتاب ہاتھ مین عمرو کے دی عمرو حاضر جا
لیکے پردے کے قریب آیا پردہ اُٹھایا اسرار جادو نے سر اُٹھا کر اول سراپا کو دیکھا پھر
کتاب ہاتھ سے لی کھول کر پڑھنے لگی عمرو نے دیکھا یہی وقت ہی کتاب کھولتے ہی وہ ہنسی ہی
سراپا کو بھی تمھارے بہ نگاہ غور دیکھ چکی ہی اب اسکو مارو یہ سوچکر حلقے کمند کے مارے گردن
اور کمر مین اسرار جادو کے اچھی طرح پڑے عمرو نے جھٹکا مارا سر کٹ کے الگ گرا جسم چارپائی
پر تڑپنے لگا عمرو حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا کمند نے خنجر کا کام کیا حیران دیکھ رہا ہی ہوش اُڑ گئے
ایسا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا بیہوش ہونا کمند سے برق بنکر نکلجانا یہ سانحے نہ دیکھے تھے ایسا

شعبدہ کبھی پیش نہ آیا تھا ہاتھ کانپے کمند بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی قصد ہوا کہ بھاگون جان بچا کر
نکلجاؤن اب باغ مین ٹھہرنا دشوار ہی کوشش بیکار ہی یہ عمرو سوچ رہا تھا کہ پہلو سے دیوار
شق ہوئی نعرہ ہوا منم ملکہ اسرار جادو او ساربان زادے مجکو تو نے حیرت اور افراسیاب
بنایا مشہور و صورت نگار سمجھا عمرو نے پلٹ کر دیکھا اسرار جادو برابر آچکی ہی قصد کیا
پلٹ کے خنجر مارون اسرار جادو نے ایک دو تہٹر زمین پر مارا شعلہ آگ کا بھڑک کر عمرو پر
گرا رنگ و روغن اڑگیا زمین نے پانوٴن تھام لیے عمرو بصورت اصلی ہوگیا وہ لاشہ جو پڑا تھا
ماش کے آٹے کا پتلہ ٹھہرا اسرار جادو نے آواز دی بی صاحب زادی صاحب یہان آؤ ہماری
باتون کو باد ہوائی سمجھا ہمکو سودائی تھا آکے دیکھو عمرو کو پکڑ لیا ماران زمین کن مع سب انیسون
اور جلیسون کے دوڑی ہوئی آئی اب جو ماران زمین کن کی نگاہ پڑی ایک شخص عجیب الخلقت
دنیا سے نرالی صورت قریب پلنگ کے کھڑا ہی تھر تھر کانپ رہا ہی سراپا اُسکا یہ ہی ناریل سا سر
کلّیہ سے گال مروارید سے دانت زیرہ سی آنکھین رسّی سے ہاتھ پانوٴن چھہ گز کا دھڑ تلے کا
اوپر کا منہ لا مین گز کا کنیزین آہ اُوہ کر کے بھاگین کہتی ہوئین ہی ہی وا ری یہ کیا بلا ہی یہ جل مانس
ہی یا بن مانس یا مرچیا جن ستھیا دیو کی بھیتی بھٹیک ہی بعضی ہی ہی میری جان گئی کہکے گر پڑین
کوئی بولی بوا شمشاد مجھے سنبھال لے نرگس گھور گھور کے دیکھنے لگی سوسن نے غل مچایا
سنبل نے بال کھولدیے سر پیٹنے لگی ماران زمین کن تھر تھر کانپی ہوش و حواس اُڑگئے
اسرار جادو نے کہا بی بی ہمنے یہ چونڈا دھوپ مین نہین سفید کیا ہی ایک ہفتہ پیشتر تمکو خبر دی تھی
کہ عمرو اس باغ مین آئیگا اب تو ہمکو سودائی نہ بنانا گلگون نازک چشم کو بلاؤ قفس آہنی لاؤ
اس نگوڑے موے مونڈی کاٹے مکار غدار کو بند کرو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کیا جائیگا
اُسیوقت قفس آہنی آیا جب کنیزین اٹھین عمرو کو بند کرنے لگین عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا
کہ ملکہ اسرار جادو تجھ ایسی جادوگرنی میری نگاہ سے نہین گزری جسدن سے طلسم ہوش ربا
مین قدم رکھا ہزار ہا ساحران غدار سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور صاحبان لشکر
شعبدہ باز جعلساز ہم عیار ہم سردار آکے لڑے اس عبد ذلیل سے معرکے پڑے حرامزادونکو
کتّے کی موت مارا جہنم واصل کیا شرف جہاد حاصل کیا مگر یہ انتظام میرے واسطے کسی نے

نہین کیا جسوقت مین آپ کے باغ مین داخل ہوا آپ کو خبر ہوگئی میری تقدیر سوگئی مگر آج میرے دل کو اعتقاد کامل ہوا کہ مذہب سامری جمشید کا درست مسلمانون کی دلیل سست ہی چاہتا ہون آپ کا غلام بنکر رہون شرف خدمت حاصل کرون مین عیاری مین کامل تم سحر و ساحری مین عاقل بموجب مصرعہ خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + آپ تخت نشین ہون مجکو لشکر سپرد کیجیے اول مہرخ و بہار کو مٹاؤن پھر کوہ عقیق پر جاکر لشکر حمزہ مین آگ لگاؤن اسکے بعد طلسم ہوشربا و طلسم نور افشان و بیابان گاریز و ہفت کوہ زلازل ان سب سے لڑیے اگر سب کو مار کر آپکی عملداری نہ کرا دون تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھون تصویر سامری و جمشید منگائیے اپنے قدرت کے احکام تلقین فرمائیے بچھیا کا گوبر بھی پیونگا مسلمانون کا آج سے ذکر نہ کرونگا ہلرر جادو یہ باتین سنکے قہقہہ مار کر ہنسی کہا خواجہ آفرین صد آفرین یہ فقرے تمھارے افراسیاب جادو قبول کریگا یا مرشدزادے میان مصور صاحب میرے سامنے ایسی باتین نہ فرمائیے ذرا ہوش مین آئیے قضا تمھاری قریب ہی اسد بد نصیب ہی خوب مجکو یقین ہی اگر افراسیاب نے قتل کیا طلسم ہوش ربا بربادی سے بچ گیا مین نے بھی سامری نامے کو پڑھا ہی اسمین صاف یہی لکھا ہی کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہین ہی عمرو قاتل ساحران ہی مکر و غدر اُسکا عالم پر عیان ہی مگر قضا تمھاری میرے ہاتھ سے تھی عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم اب تو مین سامری و جمشید پر لعنت کرونگا تمھارے مذہب کو بُرا کہونگا سامری نامہ مین تو صاف مرقوم ہی کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے موت نہین ہی پھر آپ مجکو کیونکر قتل کرینگی یا سامری و جمشید جھوٹے تھے یہ کیسا واہیات مذہب ہی صاف صاف مطلب ہی ای اسرار جادو تو ہر بات کو میری مکر جانتی ہی حقیقت مین مین کبھی تم لوگون کے شریک ہونگا گھُس گھُس کے جادوگرونکو مارونگا ہمارا خدا مسبب الاسباب ہی رب الارباب ہی ہر بندہ اُسکے فیض سے کامیاب ہی وحید و یکتا عالم و دانا سمیع و علیم رحیم و کریم قہار و جبار ستار و غفار تم سب پر وہ مجکو غالب کریگا اگر صاحب عقل و شعور ہی تو قدمون کو مابدولت کے بوسہ دے اسلام اختیار کر دم سامری پرستی کا نہ بھر مثل تیرے وہ بھی ساحر تھے کتے تھے واصل جہنم ہوئے زمرد شاہ باختری جسکو تم جانتی ہو جوت کا خدا کہتی ہو بریش او شاشیدم و تراشیدم ہاتھ سے ہمارے آقاے نامدار کے ملک بہ ملک دہ بدہ قریہ بقریہ مقام بمقام بھاگا بھاگا پھرتا ہی مثل ہمارے تمھارے

ہگتا موتتا ہی اہل وعیال کھانا پینا سونا جاگنا کل حرکات وسکنات مین شریک ہی اب اُسکی خدائی کیونکر ٹھیک ہی سو مرتبہ صاحبقران نے اُسکو گرفتار کیا اسکا نام جلالت ہی کہ پھر چھوڑ دیا یہ فرمایا کہ تجکو مجمع عام مین قتل کرینگے جس مقام پر تیرے لاکھ دو لاکھ حمایتی ہونگے اُس جگہ اُسکے خون سے ہاتھ بھرینگے مگر ایسا بیحیا ہی کہ پھر مُنھ دکھاتا ہی اُنھین سے لڑنے کو آتا ہی لیکن عنایت پروردگار سے شکست پر شکست کھاتا ہی ملکہ عالم یہ تمھارا مذہب ہی مسلمان ہو تو بڑا غضب ہی اسرار جادو کلام صداقت نظام عمرو سے حیرت مین آگئی صفت پروردگار مطلق کارساز برحق سُنکر جھومنے لگی بات مُنھ سے نہ نکلتی تھی قلب پر تاثیر ہوئی انتہا کی دلگیر ہوئی مگر کچھ سوچ کے جواب دیا خواجہ بس چرب زبانی موقوف کرو آمادۂ مرگ مہیا ے قضا رہو اگر بلاے ناگہانی سے بچ جاؤگے تو دیکھا جائیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ گاگلون نازک جشم بھی آکر پہونچی ملکہ ماران زمین کن گلے سے لپٹ گئی پوچھا بوا گلگون یہ خواجہ عمرو پنجرے مین بند بیٹھے ہین اسوقت نانی امان سے ایسی باتین کین کہ میرا دل ہل گیا پیدا کرنے والے کا خوف پیدا ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی بوا میرا دل میرے قابو مین نہین صاف معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت پہلو مین نہین ہی تمھارے باغ مین یہ عمرو کیونکر پہونچا اب اسرار جادو بھی مسند پر آکر بیٹھی گلگون نے تمام کیفیت گذشتہ ظاہر کی کہا مجکو شہنشاہ نے آکر بچایا ورنہ گویا بنکے بیہوش کرچکا تھا ایسا کمبخت گاتا ہی کہ دل بیقرار ہو جاتا ہی اور جس کسی کو اس علم مین کچھ سودا ہی اُسکے واسطے تو یہ جلاد ہی مگر جب شہنشاہ نے آکر مجکو بیدار کیا بعد جانے شہنشاہ کے سارے باغ مین مین نے ڈھونڈھا لیکن پتا نہ ملا صبح کو مین نے دیکھا تھا کہ وہ کوٹھری کھُلی ہوئی تھی مجھے کچھ خیال نہ ہوا نہین معلوم کسنے وہ مقام بتا دیا کہ یہان آ پہونچا ماران زمین کن نے کہا بوا سویرے اُٹھتے ہی نانی امان نے مجھ سے کہا کہ عمرو عیار تمھارے باغ مین آگیا مین سچ کہون مجکو مطلق یقین نہ تھا مگر نانی امان کو تو پھر دھن لگ گئی آخر کو کتاب منگائی یہ ظالم خود لیکر دوڑا جاکر کمند ماری مگر نانی امان انتظام کر چکی تھین ہم ایسے لوگ ہوتے تو مار لیا ہوتا مگر بوا اسوقت مذہب مین اس شخص نے کلام کیا ہی کہ دل مین تاثیر پیدا ہوئی مین تو اسکے کلام پر شیدا ہوئی مگر بقول نانی امان کے کہ یہ دشمن ساحران عالم ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ تو ظاہر ہی کہ اسکا قتل ہونا دشوار ہی انتہا کا مکار و غدار ہی تقریر مین طرار قرار ہی اتنا تو ضرور

اسوقت معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا بہت خام ہی ہر ساحر کا بد انجام ہی نانی امان مصاحب سامری
کہلاتی ہین مگر عمرو کی کسی بات کا جواب نہ دے سکین دنگ ہوگئین زبان ہی کہ قینچی چلتی ہی اس ظالم
کے فقرہ ہاے گرم سے شمع انجمن جلتی ہی گلگون نازک چشم نے کہا بوا سامری وجمشید خیر کرین
دیکھیے اس زمانہ مین کیا ہوتا ہی چہار طرف طلسم مین غدر ہی یہ تو میرا ابھی قول ہی کہ طلسم کا بجنا دشوار
ہی فتاح اسکا بیشک اسد نامدار ہی اسرار جادو نے پکار کے کہا چھوکر یو کیا چکلے چکلے باتین
کرتی ہو مین سمجھ رہی ہون بیہودہ باتین نہ بکو جو کچھ سامری وجمشید دکھائینگے دیکھینگے ہماری
راے پر رہو جو ہم کرین وہ کرنا بیٹا گلگون کچھ جادوگرنیان ساتھ لے تو قفس عمرو باغ سیب مین
پہونچا دو میری جانب سے عرض کرنا کہ جس صبح کو اسکے قتل کرنے کا قصد ہو مین بھی حاضر ہونگی
طلب فرمایئے گا ماران زمین کن کو بھی ساتھ لیتی آؤنگی مکرر عرض کرنا کہ ای شہنشاہ گردون پناہ
پنبہ غفلت گوش ہوش سے نکالیے زمانۂ انقلاب آگیا اگر عمرو کو قتل کیا خیر وعافیت ہی ورنہ
سراسر مصیبت ہی اس زمانہ مین غرور کو کام نہ فرمایئے جو کچھ سامری نے لکھا ہی وہ سب پیش
آتا جاتا ہی ہم خیر خواہان دولت ہین نمکخوار سلطنت ہین براہ خیر خواہی عرض کیا قبول وعدم قبول
کا اختیار ہی تقدیر سے ہر شخص ناچار ہی یہ تمام کلمات حسرت آیات سنکر گلگون نازک چشم
نے قفس عمرو کا اٹھا لیا اُسی راہ کو طے کر کے جسطرح سابق مین تحریر ہوا ہی اپنے باغ مین آئی
کنیزین سب دوڑین کہنے لگین واری یہ کس جزیرہ کا جانور ہی لیکن بے بال و پر ہی کیسی بولی
بولتا ہی نر ہی یا مادہ ہی ایک نے کہا واری آنکھین بھی ہین ایک نے کہا کان ناک بھی ہی ایک نے
کہا اُلّو ہر امعلوم ہوتا ہی چالاک بھی ہی گلگون نازک چشم نے کہا بیہودہ نہ بکو یہ تم سبھون کا ڈھگڑا
ہی ادھر امزادیو یہ عمرو عیار ہی وہ جو گویا بنا تھا بھولی بھولی باتین بنا کر بیہوش کر گیا تھا اُسکی
صورت اصلی یہ ہی جا کر باغ مین ملکہ ماران زمین کن و اسرار جادو کے پہونچا اسرار جادو نے
آخر گرفتار کیا یہ نگوڑا اُنکے بھی قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا مگر وہ تو مصاحب سامری ہین فن سحر و
ساحری مین متہور صاحب عقل و شعور اپنے کو غائب کر کے اُسکو دھوکا دیا تب یہ ظالم گرفتار ہوا
جلد تیاری کرو ابھی اسکو لے کر خدمت افراسیاب مین جائینگے قید اسکی باغ سیب مین ہو نگی پہونچا کے
چار سو جادوگرنیان اسباب سحر سے آراستہ ہوئین ملکہ گلگون نازک چشم تخت پر سوار ہوئین

قفس سامنے رکھ لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی قید عمرو لیکر چلی اسکو راستہ مین چھوڑ دو

دو کلمۂ داستان زرنگ جادو کہ افراسیاب نے براے گرفتاری سمنکال روانہ کیا تھا

ناظرین ملاحظہ فرماوین سابق مین ذکر کیا تھا کہ سمنکال جادو پلنگ جادو کے قبضہ سے چھوٹکر بخوف افراسیاب خانہ خراب ایک درۂ کوہ مین جاکر چھپی مگر حیران کہ کیا کرون کدھر جاؤن ہاے عمرو کا بھی ساتھ چھوٹا شریک لشکر مہرخ نہو سکی کس بلاے ناگہانی مین مبتلا ہوئی کہتی تھی ای خداے نادیدہ مین نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا اِس وقت مصیبت مین تجکو یاد کیا مجھکو تا بلشکر مہرخ پہونچا دام آفت سے چھوڑا کیا کہکے تجکو پکارون اس راہ سے بالکل نابلد ہون نہین معلوم عمرو پر کیا گذری اب سواے لشکر مہرخ میرا کہان ٹھکانا ہی دن عمر کے تمام ہوئے گرفتار دام رنج و آلام ہوئی اگر لشکر ملکہ مہرخ مین جاتی ملکہ بہار جادو سے ملتی غنچۂ آرزو کھلتا سمنکال درۂ کوہ مین بیقرار اشکبار زندگی سے اپنی بیزار گردش فلک و دور روزگار کی شکایت کر رہی ہی بعد عرصۂ دراز درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب چلی مگر زرنگ جادو کو جو افراسیاب نے مع بارہ ہزار ساحرون کے تبلاش سمنکال جادو پتا نشان بتا کر روانہ کیا ہی وہ اِس صحرا مین آیا چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہی ساتھ والے اسکے صحرا مین پھر رہے ہین کئی مسافرونکو دھوکے مین مارا بیچارے غریبون کو للکارا خون ناحق اپنی گردنون پر لیا اپنے لیے جہنم کا سامان کیا جیسے ہی سمنکال جادو درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ زرنگ جادو کی نگاہ پڑی پہچانا وہین سے للکارا کہ خبردار او سمنکال مین آپہونچا رومال سے ہاتھ باندھے چلکر قدمون پر افراسیاب کے گر سمنکال نے جو پلٹ کر زرنگ جادو کو دیکھا اسباب سحر لیکر پلٹ پڑی جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی افراسیاب کیا مردود ہی میرا رب کبر معبود ہی جو کہا وہ کہا چہار طرف سے بارہ ہزار ساحرون نے سمنکال جادو کو گھیرا مگر یہ ساحرہ قدیم ہی بلکہ افراسیاب کی ندیم ہی اِس بلوے کو کب مانتی ہی جب گولہ مارا دس کا سر پھٹ گیا کبھی ہاتھ ہلائے برق چمکائی اِن بیحیاؤن پر بجلی گرائی خرمن حیات جل کر خاک ہوا کئی سو بیحیاؤن کا دم بھر مین قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑی پنجہ کمر مین دے کر بلند ہوئی دونون ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا جادوگرون پر ساحر کو پھینک مارا اُس خون سے دریا سے آتش

پیدا کیا ساحر مثل ہیمۂ خشک جلنے لگے جسم سے شعلے نکلنے لگے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہوا نظم

سمنکال جادو لڑی اسطرح
قیامت کا میدان مین عالم ہوا
قیامت کا سامان عیان ہر طرف
وہ تھی بجرأت کی گویا نہنگ
لیا ایک گولہ بصد شد و مد
کنیز سیہ رو گنہگار ہی

تڑپتی ہی برقِ قضا جس طرح
زرنگ سیہ رو بتنگ آگیا
ہوا خون کا دریا روان ہر طرف
کیا وار جب اُسنے تلوار کا
کہا رو کے خالق مری کر مدد
ترے لطف کی ہو نہین امید وار

کیا سحر جب وہ بیدم ہوا
سحاب الم فوج پر چھا گیا
سمنکال پر جا پڑا جب زرنگ
سمنکال جادو نے رد کر دیا
تو ستار ہی اور غفار ہی
کر اب مجکو منصور پروردگار

دل کو خالقِ بے نیاز سے رجوع کر کے اسم پڑھا جھپٹ کے زرنگ نابکار پر مارا اُسنے لاکھ کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارا کچھ نہوا گولہ سینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا جنگل مین اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگ جادو بود افسوس جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ساتھ والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سمنکال پر ہمارا پنجہ قابض نہین ہوا بجلی کو کیا روکین ایسے زبردست کو کیا ٹوکین فرار پر قرار کیا سمنکال مارتی ہوئی پیچھے چلی ہزارون کو قتل کیا مگر حیران پریشان کہ آخر اُٹھ کر کہان جاؤن کدھر جا کر جان بچاؤن افراسیاب جادو کا دشمن کہان امان پائیگا پروردگار بچائیگا اِس تردد مین لڑتی بھڑتی جاتی ہی قضاے کار اِسی طرف سے ملکہ گلگون نازک چشم قید خواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے جاتی تھی یکایک کان مین آواز ہاو ہو کی پہنچی زرنگ کے مرنے کی قیامت برپا ہوئی گھبرا کر پلٹ پڑی اِسی صدا پر چلی ساتھ والیون سے کہتی ہی کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی کسی مقام پر قیامت کی لڑائی ہو رہی ہی در پے جادوگرون کے مرنے کی آواز آتی ہی خیال کر کے دیکھو زمین تھراتی ہی کنیزون نے عرض کی واری اپنے کام کو چلیے لڑائی مین جانے سے کیا فائدہ مسلمان فوج شہنشاہ سے لڑ رہے ہونگے مہرخ و بہار سے معرکے پڑے ہونگے گلگون نے کہا یہ مقام سرحد ملک سیب ہی یہان کا ہر بوٹا تیاّ آسیب ہی مہرخ و بہار یہان نہین آسکتین اگر آئین تو نکلنا مشکل ہوگا آپسمین ڈانڈے پر لڑائی ہوگی پس مصالحہ کرانا ضرور ہی یہ کہکر پرپرواز پیدا کیے گلگون بلند ہوئی کنیزون نے اُس تخت کو گھیر لیا جسپر قفس عمرو کا رکھا ہی عقب مین چلین یہان سمنکال مثل شیر غضبناک

فوج زرنگ کو قتل کر رہی ہی تعاقب فراریون کا نہین چھوڑتی کہ گاگون نازک چشم آسمان
پر چلی دیکھا کہ سمنکال جادو ساحرون کو قتل کر رہی ہی گلگون نے للکارا ای سمنکال یہ کیا
ہنگامہ ہی یہ لوگ تیرے مقابلے کے قابل ہین لشکری پیادے جاہل ہین انھون نے تیرا کیا
نقصان کیا تلوار ہاتھ سے پھینک دے ورنہ سزا سے معقول دونگی چٹیا پکڑ کر کھینچتی ہوئی سامنے
افراسیاب کے لیجاؤنگی سمنکال نے للکارا او چھوکری کیون شامت آئی ہی مین مطیع الاسلام
ہو چکی افراسیاب دشمن ہی وہ گمراہ میرے واسطے رہزن ہی مگر کیا کر سکتا ہی ہمارا مالک پروردگار ہی یہ سنکر گلگون
نے اہل فوج کو آواز دی کیون بھاگے جاتے ہو اگر افسر تمھارا نہین ہی ہم تو ہین یہ کہکر گاگون نے بھی سحر کرنا
شروع کیا بھاگے ہوے پلٹ پڑے سمنکال سے الجھ گئے ہین سمنکال نے تخت پر قفس عمرو کا رکھا ہوا دیکھا
دل بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی خواجہ یہ کنیز تازہ آپ کی محبت مین برباد ہوئی آتی ہی آپ کو
رہا کرتی ہی آپ کیونکر گرفتار ہوے یون مجبور و ناچار ہوے عمرو نے آواز دی ای سمنکال
فلک بر سر گردش ہی افراسیاب جادو کو ہمسے بڑی کاوش ہی مگر ای سمنکال اتنا خیال رکھنا
اگر ہماری قضا قریب ہی تو مجبور و ناچار ہون ورنہ انشاء اللہ لشکر اسلام مین جس طرح بنیگا
تجکو لیجاؤنگا قتل نہونے دونگا اور اگر رہا ہو جاؤن تو حکم سے پروردگار کے کل فوج ساحران
کو کھڑے کھڑے شکست دون سمنکال لڑنے لگی اور چاہتی ہی کہ خواجہ کو چھڑاؤن لڑتی بھڑتی
تا بہ تخت پہونچون گلگون نازک چشم کے ساتھ چار سو جادوگرنیان تخت پر محاصرہ کیے ہین
گولے ترنج و نارنج چل رہے ہین زمین کانپ رہی ہی مگر سمنکال ساحرہ زبردست ہی باوجود
اطاعت عمرو سے مست ہی زخم کھاتی جاتی ہی مگر گھسی جاتی ہی گلگون تا بہ تخت نہین آنے دیتی
سینہ سپر کیے سحر کر رہی ہی مگر سمنکال لڑتی بھڑتی ہی اہالیان فوج زرنگ تو بیدل ہو چکے ہین
گاگون کے للکارنے سے بھڑ گئے ہین جدھر سمنکال رخ کرتی ہی کائی سی پھٹ جاتی ہی ساحر
پر ساحر گرتا ہی بیمیاؤن کی آنکھون مین نقشہ موت کا پھرتا ہی گاگون نازک چشم سے او سمنکال
سے مقابلہ پڑا گلگون نے ایک جانور ماش کے آٹے کا بنایا یا سامری کہکر اسکو اڑایا آواز دی او
سمنکال یہ طائر سحر سامری ہی اسمین افسونگری بھری ہی ہوش اڑا دے گا طائر وہم و خیال اس
افسون تک نہ پہنچیگا بس سمنکال نے دیکھا وہ طائر اڑا گرد سر سمنکال چرخ مارنے لگا ہیبت

ہیہات کہکر للکارنے لگا سمنکال پر جو سایہ طائر کا پڑا عقاب ہوش اُڑا ہاتھ پانون مین رعشہ
آنے لگا قلب تھرانے لگا خیال کیا اگر مین چرخ اور ماریگا تو پاگل ہوگی پھر بڑی مشکل ہوگی سمنکال
نے پیشانی پر نشتر مارا خون ہتیلی پر لے کر آواز دی ای طائر سامری یہ تیرا بھوگ ہی خون پینے کا
تجکو روگ ہی طائر گنبد سے باندھکر ہتیلی پر سمنکال جادو کی گرا خون پینے لگا خون پیکر مثل
کبوتر کے ہاتھ پر سمنکال کے گونجا منقار اُٹھاکر چہرۂ زیبا سے سمنکال کو دیکھنے لگا صاف ظاہر
ہوتا تھا کہ تسخیر ہوا سمنکال نے کہا ای طائر سامری خوراک پائی شکم سیر ہی اب کام کرنے مین کیا
دیر ہی طائر گنبد سے تول کر اُڑا اسر پر گلگون نازک چشم کے آیا چکر مارا تھرا کر سر پر گلگون
کے بیٹھ گیا گلگون نے ایک چیخ ماری کہا ہاے خود کردہ را درمان نیست خاموش ہوکر ٹھہر گئی
زبان بند ہوئی سمنکال نے گولہ اُٹھاکر مارا سینہ کو توڑکر نکل گیا گلگون نازک چشم تھرا کر گری
جہنم واصل ہوئی آواز آئی کُشتی مرا نام من گلگون نازک چشم بود اب کنیزین گھبرائین قفس عمرو
ہاتھ مین لیا بیتاب و بیقرار ہوکر بھاگین اب سمنکال نے انکا تعاقب کیا منظور ہی کہ قفس عمرو
چھین لون اب کنیزین تو بھاگی جاتی ہین سمنکال سحر کرتی ہوئی دوڑی جاتی ہی اپنی جان
بچاتی ہی کہ جس طرح بنے قفس عمرو چھین لون مگر دو کلمہ اسرار جادو و ماران زمین کی بلاحظہ
ناظرین ہون کہ یہ نانی نواسی دونون بعد حوالہ کرنے قید عمرو کے آپسمین باتین کر رہی ہین ذکر
قتل اسد غازی درپیش ہی اسرار جادو نے کہا ای صاحب افسون ہن ای ماران زمین کی
قید عمرو تو مین نے روانہ کی مگر از عمر خبر دیتا ہی کہ کچھ فساد پڑے گی گلگون نازک چشم ابھی کمسن
ہی اپنے کمال پر مطمئن ہی ای نور نظر کسی کنیز کو روانہ کر دیا تم ہی اسباب سحر سے آراستہ ہو جاکر
دیکھو نیا سحر کہ گزرا اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی پھر میرا کچھ اور ہی تدبیر تباتا ہی ماران زمین کی نے
کہا نانی امان آج تمھین صبح سے انھین جھگڑون کا خیال ہی اب عمرو سا موذی کا ٹا نگوٹا
گرفتار ہوا گلگون نازک چشم لے کر گئی اب تردد بیجا ہی دم بھر مین وہ واپس آئیگی خبر معقول
سنائیگی جب وقت قتل عمرو مشہور ہوگا آپ نے کہلا بھیجا ہم آپ چلینگے تماشا سے قتل عمرو دیکھینگے
اسرار جادو نے کہا ای نور نظر یہ وقت غفلت نہین ہی ساحرہ ان طلسم کی جان پر بنی ہی حقیقت
مین عمر طلسم تمام ہو چکی افراسیاب نے غفلت مین سب کام خراب کیا تمھارے بزرگونکے

بڑے مرتبے تھے بادشاہ ہوش ربا جب بعجز بلاتا تھا تب جاتے تھے سوچو تو روح طلسم ہوش ربا
کی نگہبان ہو ایسا نہو کہ انجام مین پشیمان ہو مین شب قتل اسد کو پہلوے افراسیاب مین ہونگی
رات بھر بیدار رہونگی اگر مجکو ذرا غفلت ہوا ایسی قباحت ہو کہ سنبھالنا دشوار ہو جاے طلسم کے
انتظام مین فرق آے دیکھیے زمانہ کیا رنگ لاتا ہی فلک کیا گردش دکھاتا ہی عمرو نے معتقدہ
مذہب مین ایسے کلام کیے کہ اسوقت تک محویت ہی صاف تو یہ ہی کہ مثل آئینہ روشن ہی کبھی انجام
کا خیال ہی کبھی بربادی طلسم ہوش ربا کا ملال ہی ماران زمین کن چونکہ ابھی نوجوان ہی ان باتو تیز
ہنستی ہی اسرار جادو کی باتون پر آواز سے کستی ہی یکایک زمین تھرائی کچھ ٹکڑے ابر کے آسمان پر
نمایان ہوئے آثار رنج و ملال عیان ہوئے منبر پر ایک گلدستہ رکھا تھا وہ خود بخود جلکر خاک ہوا
اسرار جادو نے اپنا سر پیٹ لیا کہا لو غضب ہوا گلگون نازک چشم قتل ہوگئی یہ گلدستہ اُسکا
گل حیات تھا دیکھو خود بخود پژمردہ ہوا ہاے اُسکا غنچۂ آرزو نہ شگفتہ ہوا جھونکا باد خزان کا چلا
عین بہار مین صرصر رنج و الم چلی شاخ تمناے گلگون نہ پھلی نہ پھولی اب تو ماران زمین کن
کے بھی ہوش پراگندہ ہوے نام گلگون کا لیکر رونے لگی اسرار جادو تو بھید سے بخوبی
واقف ہی اسباب سحر لیکر مثل شعلۂ جوالہ کے اُٹھی پر پرواز پیدا کر کے چلی آواز دی بیٹیا جلد آؤ دیر
نہ لگاؤ ماران زمین کن طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی عقب مین کئی سو جادوگرنیان ایک
ایک فسون ساز شعبدہ باز یگانۂ آفاق سحر و ساحری مین طاق روتی پیٹتی چلین یہان سمنکال
جادو گلگون نازک چشم کو قتل کر کے کنیزون سے لڑ رہی ہی قصد ہی قفس عمرو چھین لون یا جا
دون عمرو قفس مین سے کہ رہا ہی کہ اے سمنکال تو جان بچا کر نکلجا پروردگار میرا حافظ ہی اگر حیات
باقی ہی چھوٹ جاؤنگا مجکو اسرار جادو نے قید کر کے بھیجا ہی وہ بلاے روزگار ہی بڑی مکار و
غدار ہی سمنکال جادو کہتی ہی خواجہ اگر تمکو نہ چھڑایا تو کیا کام کیا بلکہ اپنے کو بدنام کیا مہرخ و بہار
کو کیا منھ دکھاؤنگی آپ کے قید کی خبر سناؤنگی یہ کہتی جاتی ہی انجام کے سحر کر رہی ہی دو سو کنیزون
کو قتل کر چکی ہی چند باقی ہین کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باش اے سمنکال جادو غضب کیا
گلگون کا خون بہایا ہمارا بھی خوف نہ آیا سنو ملکہ اسرار جادو عمرو نے جو قفس سے اسرار جادو
کو آتے دیکھا جی چھوٹ گیا یقین ہوا کہ اب رہائی غیر ممکن ہی ملک الموت کا سامنا ہی گو سمنکال

کہ اسکو دو پہر لڑتے گذر چکے ہین ہزارون ساحر مارے ہین دریاے خون مین نہائی ہوئی
ہے بلوے سے ساحرون کے گھبرائی ہوئی ہے اب اسرار جادو کو دیکھکر رنگ رو متغیر ہوا طائر
ہوش وحواس اُڑا حواس خمسہ مین خلل آیا اسرار جادو نے گرتے گرتے سحر کیا کارد نکال کر
اسم سحر پڑھا کارد کو پھینکا ہر چند سمنکال نے روکا شانہ نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا چاہتی ہے
زخم شانے کا باندھنے اسرار جادو نے یا سامری کہکر دو تیر زمین پر مارا ہوے سر کھولے ہوے
اُف اُف کرتی ہوئی بڑھی سمنکال جادو کو چرخ آنے لگا لڑکھڑا کر زمین پر گری زبان بند
دل دردمند اسرار جادو نے زبان مین سوزن دیا گرفتار کر لیا قفس عمر و کنیزون سے طلب کیا
کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ ماران زمین کن بھی مع چند کنیزون کے آکر پہونچی دیکھا تین کوس
تک دریاے خون بہا ہے صحرا اتھرا رہا ہے لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے گھبرا گئی پوچھا نانی امان یہ ساحر کسکے
ہاتھ سے مارے گئے اسرار جادو نے کہا بیٹا آنکھین کھولو بہ نگاہ غور دیکھو جو ہم کہتے تھے وہ ہوا
یا نہین ماران زمین کن نے کہا نانی امان آپ بڑی عاقل ہین حقیقت مین سحر مین کامل ہین
اسرار جادو نے کہا سمنکال کو نگاہ ملاتے ملاتے عمرو نے مسلمان کیا انصاف تو یہ ہے کہ میرے بھی
آئینۂ دل پر غبار آگیا مذہب کے مقدمہ مین بڑی فکر ہے ہر وقت دل تردد منزل سے یہی ذکر ہے چلو
اب خدمت مین افراسیاب کی چلتے ہین دیکھین وہ غافل عیش پسند کیا کرتا ہے تدبیر معقول تو یہ ہے
کہ اسوقت ان دونون کو قتل کیا جاے طلسم ہوش ربا کو بربادی سے بچا لے اگر اسکے خلاف
کریگا روز سیاہ کا سامنا ہے وقت بہت قریب آگیا ہے بیٹا ماران زمین کن وہ تو بادشاہ طلسم ہوشربا
ہے اُسکا بڑا مرتبہ ہے میرا اسی برس کا سن ہے کسکی کسکی آنکھین دیکھین شعر کے جلسے مین شریک ہوئی
جناب شیخ امام بخش ناسخ کیسا شاعر جلیل ہوا احاطہ زبان اُردو کا باندھ گیا اُسکے ہم چشم خواجہ حیدر علی
آتش نے کیا زبان روزمرہ پائی تھی بی بی صاحبان مذاق کو روزمرہ بہت پسند ہے ایک غزل
اُنکی قافیہ ہاے تحمل مین باداے معنی کھٹکا بٹھکا مگر کس لطف سے اُسکو نظم فرمایا ہے بی بی تم نوجوان

ہو اس غزل کو یاد کرو غزل آتش
نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹ کا

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا
پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین نہ کھٹکا

یہی وہ راہ ہے جسمین ہے جان کا کھٹکا
کہون جو عرش برین بھی تو کہہ نہین سکتا
حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا

کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
جسے کہ راہ ہوئی اس سے خوب ہی ٹھبکا

کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
عجب زمین ہی جو سودا ہو شعر گوئی سے

عجیب بھول بھلیان ہی غفلت ہستی
خراب کرتا ہی آتش زبان کا چسکا

بی بی دیکھو مطلع اِس غزل کا موافق مطلب افراسیاب جادو کے ہی غفلت کا انجام خراب ہی ماران زمین کن کو سمجھاتی ہوئی قید سمنکال و خواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے چل نکلی یہان افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا انتظام مین مصروف ہی اپنے وزیر سرمار برف انداز ابریق کوہ شگاف سے کہ رہا ہی کہ کل ممالک مین نامے روانہ کرو اور روز قتل اسد غازی عین وقت پر آجائین قتل ہونا اسد غازی کا اپنی آنکھون سے دیکھین ہمارے خراجگذارون کو اطمینان خاطر ہو عین وقت پر ہر کہ و مہ حاضر ہو سرما سے یہ باتین کرتا جاتا ہی عیش و طیش کا سامان مہیا ہی نازنینان مہ جبین حاضر ہین ایک جانب ساقیان ماہرو گانے والیان خوش گلو سرما نے عرض کی کہ چند ساعت راگ و رنگ موقوف رہے غلام نامے تیار کرین پھر یہ سب پر ہو جائین طائران تیز پر طلب ہون نامے جلد جلد پہونچائین افراسیاب نے کہا تم نامے لکھو یہ گائین سوسن خوش آواز زبان دراز آگئی ہی ایک غزل سُن لین پھر امورات مالی و ملکی مین مصروف ہون سوسن کو اشارہ ہوا سوسن نے یہ غزل گائی

ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین
شکستہ حال کی آواز ہی سوال نہین
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
نہال عمر کو آرہ ہی یہ ہلال نہین
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک کبھی آب
یہ حسن مرحوم شاگرد میر ضیاء الدین ضیا
اسی واسطے تجکو کم دیکھتے ہین
جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہین
اگر زندگی ہی تو چلکے حسن اب

بہار حسن خداداد کو زوال نہین
یہ حسن نور خدا ہی اسے زوال نہین
فلک کو یاس سے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین
گہن مین چاند ہی تارے شریک حال نہین
ریاض حسن کے میوون مین یہ لطافت ہی
مگر تمھارے عناصر مین اعتدال نہین
تجھے جس گھڑی ای صنم دیکھتے ہین
ابھی دل ترا یا ہم دیکھتے ہین
خدائی کا احوال ظاہر ہی دل سے
اِن آنکھون سے اُنکے قدم دیکھتے ہین

سدا گلاب کے دو پھول ہین گال نہین
جواب دیکے نہ دل توڑا اور سائل کا
کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین
مہینہ زیست کا گھٹتا ہی ہر مہینے مین
عیان ہی سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین
غزل دیگر میر حسن صاحب المتخلص
جھمکڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہین
عدم عین ہستی انھین کو ہوا ہی
کب اسکو کم از جام جم دیکھتے ہین
افراسیاب نشہ مین مست

غزلین ٹھمریان سُن رہا ہی کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ اسرار جادو و ماران زمین کن قفس

خواجہ عمرو و ملکہ سمنکال کو لیکر سامنے آئین ملازمان زر رنگ فریاد کرتے ہوے آئے افراسیاب
گھبرا گیا عمرو کو تو قفس مین دیکھکر خوش ہوا ملکہ اسرار جادو نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ
مقام افسوس ہی زمانہ قتل طلسم کشا کا اسقدر قریب ہی آپ کو ناچ رنگ سے فرصت نہین یہ وقت
عیش و راحت کا نہین ہی ملکہ سمنکال جادو مسلمان ہوئین زر رنگ جادو کو مارا ملکہ گلگون اسی
ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی اگر کنیز نہ پہنچتی عمرو کو چھڑا لیجاتی افراسیاب نے گھبرا کر کہا ای ملکہ اسرار
تم نے عمرو کو کیونکر پایا اسرار جادو نے عرض کی حضور نے جاکر گلگون کو بچایا تھا وہان سے
بھاگ کر میرے باغ مین پہونچا آپ کے اقبال سے مین نے اُسی وقت بی ماران زبین کن سے
کہدیا انھون نے میری بات کو ہنسی مین اڑایا یہ ساربان زادہ میرے پاس پہونچا مجکو بیہوش کرنیکا
قصد کیا آپ کے اقبال سے میرا کیا کر سکتا ہی مین نے انکی گردن لی قید اسکی بدست گلگون روانہ
کی راہ مین بی سمنکال نے اسکو مارا اسکے مرتے ہی مجکو خبر ہوئی مین نے آتے ہی بی سمنکال جادو
کو ایک سحر مین بیہوش کیا اب یہ دونون گنہگار حاضر ہین سرکار کو اختیار ہی مگر مناسب و لائق یہ ہی
کہ فوراً قتل کیجیے دیر بہتر نہین ہی میعاد قتل اسد مین کئی دن باقی ہین مین نے اگر آپ کو عیش و
راحت مین مصروف پایا خالی ہمارے تدارک سے کیا ہوگا عمرو کو تو آج ہی شب کو قتل کیجیے اب
اِس ظالم کو مہلت نہ دیجیے ای شہریار اِس بات کو ہماری لکھ رکھیے اگر عمرو زندہ ہی تو اسد غازی
رہا ہو جائیگا اور اگر عمرو قتل ہوا پھر طلسم ہوش رُبا فتح ہونا دشوار ہی اب عیش و راحت کو ترک
فرمائیے امورات مالی و ملکی پر متوجہ ہوجائیے افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ دولت جو حکم کہو گی وہی
ہوگا ابھی ابھی مشہور کرو سرحد باغ سیب مین مشتہر ہوجاے کہ صبح کو ساربان زادہ قتل ہوگا اسرار
جادو نے دہل زن کو بلا کر اذن دیا وہ چلا سرما برف اغاز و ابرلوق نے چند اشتہار لکھے سرحد
باغ سیب مین چسپان ہوے افراسیاب نے کہا ای ملکہ اسرار جادو آج شب کو تم بھی اسی مقام
پر کیفیت باغ سیب ملاحظہ کرو صبح کو عمرو کو قتل کرکے جانا ای اسرار جادو تیرا سمجھانا درست ہی مگر
لونڈیان غلام مابدولت کا کیا کر سکتی ہین انکی بھی یہ لیاقت ہی کہ مابدولت کے مقابلہ مین آئین جسدن
قصد کرونگا مثل نقش قدم مٹا دونگا اسرار جادو نے عرض کیا ای شہنشاہ شعر خلاف رای سلطان
رای جُستن ۔ بخون خویش باشد دست شستن ۔ مجکو زیادہ گستاخی مناسب نہین ہی مگر دوسرے

مقام پر سعدی صاحب ارشاد فرماتے ہین بیت دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ✦ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ✦ آپ نے کیون انکو حقیر جانا چشمہ بڑھ کر دریا ہوگیا اب شناوری دشوار ہے بحر متواج و زخار ہو موجہاے بلا کی طغیانی ہے کشتی حیات طوفانی ہے تو کیا عجب ہے اب تک جو کچھ کیا خوب کیا اب جلد انکا خاتمہ کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے میرے نزدیک اک عمرو مارا گیا یہان سے تا کوہ عقیق مسلمانون کا فیصلہ ہوا عمرو عیار سب کا سردار ہے یہ ذکر تھا کہ لیلاے شب نے زلف مشکین کو سنوارا مثل عروس شب اول بناؤ کرنے لگی ستارون کی پیشانی پر افشان چنی بدر کامل کی چاند ٹیکی لگائی لباس نور آگین جسم پر آراستہ کر کے حجلۂ چرخ برین کو منور و روشن کیا بیت چون بشام آفتاب نورانی ✦ گشت در زیر خاک زندانی ✦ شعر ظلمت شب کہ مشک خام بود ✦ بہر آسایش تمام بود ✦ افراسیاب نے کہا جلسہ آراستہ ہوا ایک جانب ملکہ اسرار جادو پہلو مین ملکہ ماران زمین کن کر سہاے جواہر نگار پر متمکن ہوئین مگر افراسیاب جادو نے گارنگ سے کہا کہ سمنکال و عمرو کو لیجا کر مقام احتیاط پر رکھو گارنگ نے قفس عمرو کا اٹھایا سر زنجیر سمنکال جادو کو تھاما اپنے کمرے مین لاکر قفس رکھا دروازے پر کرسی بچھا کر خود بیٹھی مگر افراسیاب نے آراستگی باغ کو حکم دیا اول میان روشن علی خان نے جھاڑ کنول آراستہ کیے ابیات

تیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس
جن سے شرمائے ساغر الماس
فلک انجمن کے تارے تھے
یا کلس عرش کے تارے تھے

ایک جانب آئینے قد آدم بہ تکلف تمام آراستہ جو ہمین صورت دیکھے غبار دل مٹے اپنے خوبصورت ہونیکا جوش ہو شان و شوکت سکندر فراموش ہو نظم

آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا
بے تکلف دل سکندر تھا
جو کٹھے سنگ کوہ طور کے تھے
جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے
زور دیوار گیریون پہ بہار
کیسے پستان شاہد دیوار

کنول کا دو شاخہ مثل دست دعا بارہ دری مین یہ کیفیت باغ سیب اپنی بہار پر گل لوٹے کیفیت دکھاتے تھے موتیا موگرا چمپا چنبلی جوہی موتیے کے پھول آبرو گوہر بے بہا کی مٹاتے تھے بیلا البیلا جوہی کی نزاکت عارض محبوب کو خجلت بو وہ بھینی بھینی کہ دماغ جان کو معطر کرے چشمونکی صفائی دیکھکر آب گوہر پانی بھرے چمن ہاے طولانی ہر نخل لاثانی گلہاے خوشبودار سے مملو خرامان نچا نازنینان خوش رو سفید پھول ہین کہ تارے چمک رہے ہین جھونکون سے ہوا کے غنچے چٹک رہے ہین

بہارِ اِس باغ کی کنیز ہمیشہ دست بستہ حاضر گلچین و باغبان خود اِس گلشن فرح افزا کے ناظر نازنینان حسین ومہ جبین بھاری پایجامے آنچل پلو کے دوپٹے چہرے آفتاب عالمتاب ناز وغمزے مین نایاب گل سے چہرے دیکھکر عاشق بیتاب اُلھڑ یان لُٹیہ مین اپنے حسن بیمثال پر مغرور اسرار جادو کے منہ سے نکلا ای شہنشاہ فیروز بخت ایسا باغ عمر بہار کبھی نگاہ سے نہین گزرا ابیات

دلکشا ایسا درِ باغ کہ سبحان اللہ
جسکو سعدی کی گلستان کا نہ پہونچے کوئی باب

باغِ ایجاد کے چارون چمن اُسپر صدقے
آٹھ فردوس نہین ایک خیابان کا جواب

ہر طرف بوقلمونی کے عجائب نیرنگ
سرو و شمشاد برائے گل و ریحان نایاب

غنچون کے دل مین امنگین ہین جوانی کیسی
بو دسے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب

جب نسیم آتی ہی کھِلجاتا ہی غنچہ دل کا
جب شمیم آتی ہی ملجاتی ہی وہ عطر گلاب

روشون پر عجب انداز سے چلتی ہی صبا
روح کو چال سکھے دیتی ہی جسکی بیتاب

رنگ لالہ سے ہم آغوش ہی نسرین بہار
بسترِ ناز پہ سبزے سے طراوت ہمخواب

نکہتِ سنبل تر کرتی ہی مشک افشانی
گل وہ شاداب ہین جنسے کہ ٹپکتا ہی گلاب

صحبتِ بادہ پرستان کا ہی نقشہ گل مین
شاخ ساقی ہی سبو غنچہ ہی گل جام شراب

بلبلین مست ہین مطلق نہین فریاد کا ہوش
ہار ہو جاؤ گلون کا یہ گلون سے ہی خطاب

باغبان کرتے ہین خاطر تو مدارا گلچین
دشمنون سے بھی چلی آتی ہی بوئے احباب

ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے
کِشتِ امید رہی فیض سے جسکے شاداب

چار سو جوش ریاحین کا گلون کی کثرت
وسط گلزار مین اک نہرِ مصفا پر آب

جو ے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری
چشمۂ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب

جسکی موجون مین تماشا ے درخشانیِ برق
جسکے فوارون مین کیفیت بارانِ سحاب

جنبشِ لہر اسے طبیعت وہ روش لہرون کی
جنکا دم بھرنے لگے چشم تماشا و حباب

وہ صفا خیز وہ تابان وہ درخشان پانی
پانی پانی ہو جسے دیکھ کے موتی کی بھی آب

وہ چمک ہی وہ تڑپ نہر کی لب گردان مین
لاے الماس کبھی جسکے تماشے کی نہ تاب

برج اک نہر پہ خورشید درخشان کا شرف
بارہ برجون مین نہین جیسے کے اک اسکا خواب

چار بنگلے وہ فرح بخش ہین وہ روح افزا ۔۔۔ ایک اک جوہر ارم جن کی ہوا مین بیتاب

الغرض ملکہ ماران زمین کن دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرۂ گل رنگین مزاج سر پہ جواہر نگار تاج رکھے ہوے سیر باغ دیکھکر شگفتہ ہو رہی ہی صفت مین افراسیاب کی مسکراکر زبان کھولی گل کلام روبروے افراسیاب یون نیش سیکے کہ ای شہنشاہ گردون پناہ کیا باغ آپکا پُربہار ہی بارہ دری کیا قطع دار ہی حسینان عالم کا اسوقت باغ مین جمگھٹا ہی پرستان کی پریون کا میلا ہی افراسیاب جادو کی بھی نگاہ سخت جمال جہان آراے ماران زمین کن پہ پڑی جواب دیا کہ ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی آج تمھارے قدم رنجہ فرمانے سے محفل نشاط کا اور ہی عالم ہی غنچۂ خاطر ما بدولت کھلا ہی تمھارے قریب بیٹھنے سے لطف زندگی ملا ہی یہ کہکر ساقیان ماہ وش کو اشارہ ہوا جام آفتاب ہاتھ پہ رکھکر بصد ناز و ادا پیش کیے اب تو دور جام بے دغدغۂ گردش انجام گردش مین آیا ناچ ہو رہا ہی رنگ بندھا ہوا ہی زلف سنبل شب کر سے گذر چکی ہی مگر تو گرفتار قفس محن مقید سلسلۂ غم آوارہ وطن ذی ہنر والا گہر خواجہ عمرو کہرے مین قید ہین گلرنگ جادو کے صید ہین ہنگامۂ عیش سنکر طبیعت لہرائی ایک عیاری یاد آئی خیال آیا کہ خواجہ بیٹھے رہو گے صبح کو دم خنجر پہ گلا رکھو گے اس کمسنی مین موت کا مزا چکھو گے ابھی دنیا کا کیا دیکھا حسرت و ارمان دل مین بھرے ہین مفلسی دامنگیر ذلیل و حقیر جان تو بچاؤ کچھ فکر کرو سمنکال جادو بیچاری زخمی ہوکر جو آئی ہی ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی بی گلرنگ جادو کرسی بچھائے دروازے پر بیٹھی ہین اگر کوئی اُدھر آتا ہی تو منع کرتی ہین کہ ادھر نہ آؤ عمرو قید ہی اسطرف سے راستہ چلنے کی قید ہی یکایک کان مین گلرنگ کے رونے کی آواز آئی پلٹکے دیکھا عمرو بلک بلک کے رو رہا ہی بیقرار مضطر لباس تمام آنسوؤن سے تر بتر گلرنگ نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی کیون روتے ہو کیا ملال ہی جان جانے کا خیال ہی پہلے نہ سمجھے اتنے بڑے بادشاہ سے بھڑ بڑے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی بڑے بڑے بادشاہون کو مار چکا ہی بادشاہ قدیم طلسم ہوش ربا نکتہ سنج نکتہ بین جلالت و عدالت آئین شہنشاہ لاچین اُسکی سلطنت کو افراسیاب نے مٹایا گرفتار کرلیا آج تک کسی کو نہین معلوم کہ کہان قید ہی نشانِ قید ملنا دشوار ہوا ہاتھ سے افراسیاب کے ذلیل و خوار ہوا شاہان

بنگالہ و کانرودلیس نے اکثر قصد کیا کہ ہوش ربا پر قبضہ کرین لشکر کشی کرکے آئے یہان سے
وہ وہ ساحر مقابلہ مین پہونچے کہ اُنکے جی چھوٹے شہنشاہ نیلم شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ فیروزہ کلہ
ودخسان سیہ رو و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ اُنسے جاکر لڑے آخر ساحران کانرودلیس
مقابلہ نہ کرسکے نوک دم بھاگے ملازمان شاہنشاہی نے خیمے بارگاہین ومال خزانہ لوٹ لیا
اگر شہنشاہ ارادہ کرتے ہم لوگ جاکر خاص کانرودلیس مین جھنڈے گاڑتے مگر افراسیاب
نے خیال نہ کیا فرمایا اُس ملک نحس پر قبضہ کرکے کیا کرونگا جادوگرنیان کریہ منظر بدصورت بدسیر
یہان کی شاہزادیان خوش رُو خوش پوشاک فن سحر و ساحری مین چالاک کس تکلف سے
طلسم کو آباد کیا یہ سامان یہ شوکت یہ شان کسکو نصیب ہی ای عمرو تجھ ایسا عقلمند ایسی حرکت
کرے اتنے بڑے بادشاہ کے مُنھ چڑھے آغاز انجام نہ سوچا چند لونڈی غلام شریک ہوے
آپ سمجھے سامان ریاست ٹھیک ہی ملکہ گارنگ جادو نے جو اس طرح کہا عمرو اور زیادہ تڑپ
تڑپ کر رو یا کہا ای ملکہ گلرنگ مین اس طلسم کو اسقدر وسیع نہ سمجھا تھا اِس جوش مین چلا آیا کہ
ایک بادشاہ کو عیاری کرکے ماردونگا طلسم ہوش رُبا پر قبضہ کرلونگا بدیع الزمان کو چھڑا لیجاؤنگا
طلسم مین پہونچتے ہی بی مہرخ شریک ہوگئین مجکو ترغیب دی شہنشاہ سے لڑوایا یہ نہ سمجھایا کہ
افراسیاب قتل نہین ہوسکتا وہ لوگ تو پرائے ملازم ہین جسوقت جائینگے ملجائینگے اپنی خطا
بخشوالینگے مجھ بیچارے غریب کی مفت مین جان گئی ای ملکہ گلرنگ ذرا اندر آؤ مین تمھین
سے کچھ اپنے دل کا حال کہون کہان تک خاموش رہون رات دو پہر گذر چکی جون جون رات
کٹتی ہی کلیجے پر چھری چل رہی ہی بموجب شعر غافل تجھے دیتا ہی یہ گھڑیال منادی + گردون نے
گھڑی عمر کی اک اور گھٹادی + میرے بیٹے ننھے ننھے بچے کئی جورو ان یہ سب بھوکی پیاسی مرینگی
اِنکی سرپرستی کون کریگا صاحبقران کے دفتر مین ہماری غیر حاضری لکھی ہوئی تنخواہ ملنے کی
امید نہین ملکہ اسوقت زمین پانوٓن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی طبیعت خودبخود گھبراتی ہی مین نے
دو چار کوڑیان جمع کر رکھی تھین اہل وعیال دار کو سب طرح کی فکر ضرور ہی صاف کہون آپ سے
چار پیسے کا غرور ہی کچھ دو چار نیلے پیلے نگینے بھی ہین آپ میرے قریب آئیے تو دکھاؤن
حال دل بھی مفصل سناؤن نام جواہرات کا سنکر گلرنگ کے مُنھ مین پانی بھر آیا یہ سب

جانتے ہین کہ عمرو مرد طماع ہی بڑے بڑے مال پائے ہین جلدی اُٹھکر اندر آئی عمرو کو دم دینے لگی
خواجہ ہمسے کوئی بات نہ چھپاؤ ہم تمھاری سفارش کرینگے ہمارے کہنے پر رہوگے تو قید سے تمھین
چھڑوا دینگے مین افراسیاب جادو کی کلید عقل ہون مجھے سب طرح کا اختیار ہی بی حیرت
کی میرے سامنے کیا لیاقت ہی ہر بات کا شہنشاہ مشورہ مجھی سے لیتے ہین میرے حسن و جمال
پر جان دیتے ہین میری بانکی ادا اٹھلا کے چلنا ذرا بہت پسند فرماتے ہین اکثر کہا کرتے ہین مین تجکو
گھر مین ڈال لونگا مین مُنھ نہین لگاتی رات کو کبھی اُنکے پاس نہین جاتی الگ الگ رہتی ہون
عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم شہنشاہ سے ہماری سفارش کرا دو ہمیشہ غلامی کرینگے تابعدار بنے
رہینگے گارنگ نے کہا صاف صاف کہو ہمکو کیا دوگے ہم ابھی چھڑوا سکتے ہین بچا سکتے ہین
شہنشاہ امیدوار رہتے ہین کبھی خراج و باج کے واسطے اکثر جو بادشاہ قید ہوتے ہین مجھ ہی
کمبخت کو بولنا پڑتا ہی وہ بیچارے سلامت رہین مجکو بہت مانتے ہین حیرت جادو سے
بیشتر مانتے ہین تحفہ تحائف بھیجا کرتے ہین میرے نام سے ڈرتے ہین عمرو نے کہا بی گارنگ
تمکو اپنی صورت کی قدر نہین ہی اپنے کو بگاڑے رہتی ہو صبح کو اُٹھکر دو انگلیان مسّی کی لگا لیا کرو
اُبٹنا مُنھ پر ملا کرو چار دن مین رنگت کھلجاے انکھڑیان تمھاری غضب کی ہین اور یہ جو آپ نے
فرمایا مجھے کیا دوگے مجھ غریب کے پاس کیا ہی ایک تاج لقا کا مدت سے میرے پاس رکھا ہی
ایک سال کا خراج ملک باختر کا اُسمین صرف ہوا ہی بی گارنگ آدھا تم لے لو سارا نہ لیسکو گی
گھبرا جاؤ گی گارنگ ایسی بات کو کیا سمجھتی جواب دیا خواجہ مین چھپا رکھونگی جو لھے کے نیچے بڑی
ہنڈیا مین رکھ کے گاڑ دونگی عمرو نے کہا ہان ملکہ جو ایسا مزاج مین ربط و ضبط ہی تو ضرور دونگا
اب تمھارے ساتھ معاملہ کرونگا میرے ہاتھ کھولدیجیے تو تاج نکال کے دکھاؤن اب تم سے
کیا پردہ ہی میرے پاس بڑا مال ہی جس ملک پر چڑھ کر حمزہ گئے ہین نے وہان کے بادشاہ کا
تاج لیا اُسکو محتاج کر دیا گارنگ نے پوچھا خواجہ کہان رکھے ہین عمرو نے کہا میرے پاس
زنبیل ہی وہ میری تحویل ہی تم آدمی معقول ہو سب چیزین دکھاؤنگا مگر بے ایمانی نہ کرنا ایک
تاج لے لینا سونا چاندی بھی میرے پاس بہت ہی پاؤ بھر سونا سیر بھر چاندی سے زیادہ نہین دونگا
تم سے عہد پختہ کر لونگا گارنگ نے کہا خواجہ ہماری بات مین کبھی فرق نہوگا جو کہو گے

وہی کرینگے جو چیز لین گے تمھاری خوشی سے لین گے یہ کہکر گلرنگ نے عمرو کے ہاتھ کھولے سحر اُتارا خواجہ کے ہاتھ پانوُن قابو مین آئے سنبھل کے بیٹھے کبھی مسکرائے کبھی ہنسے کبھی گنگنائے کہا ملکہ یہ غزل تو سن تو تم سمجھدار معلوم ہوتی ہو ذرا دل سے اپنے حسب حال یہ اشعار ہین یہ کہکے چپکے چپکے بہاگ کی دھن مین یہ غزل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے ملکہ گلرنگ کو سنائی

غزل

ہمدمی ہجر مین جز آہ رسا کس نے کی — آبیاری مرے اشکون کے سوا کس نے کی
مرض عشق مین پھٹکا نہ مرے پاس کوئی — کس نے دی مجکو غذا میری دوا کس نے کی
کب نکلسکتا ہی ظلمات مین پھنس کر کوئی — میری گردن تری زلفون سے رہا کس نے کی
غنچۂ دل کو ہی کیون یاس نسیم وصلت — سب چمن پھولے ہین پیدا یہ ہوا کس نے کی
جز ترے آنکھون مین انسان رہا کیون اے نور — خانۂ دل مین جگہ تیرے سوا کس نے کی
کھینچ لاتا تھا دل اس کوچہ مین اور پانوُن کٹے — ہی ستم کس نے سزا پائی خطا کس نے کی
عشق کامل تھا مجھے کی نہ مگر حسن نے قدر — تمھین منصف ہو وفا کس نے جفا کس نے کی
حیرت آئینہ کو ہی سو ہوے فتنے بیدار — ناز سے آنکھ دم صبح یہ وا کس نے کی
گل نے بھی بدلہ ہی جامہ نہ وہ رنگ اور نہ وہ بو — باغ مین زیب بدن سرخ قبا کس نے کی
ابر برسا ہی ذرا مجھسے نہ سیکھے طوفان — ہین تو واقف بھی نہین آہ و بکا کس نے کی

گلرنگ جادو یہ غزل سُنکر بیقرار ہو گئی کہا خواجہ سب شعر بہت عمدہ ہین خوب گاتے ہو بس اب لاؤ مال دکھاؤ ہم افراسیاب سے تمھین مانگ لین گے اپنے ساتھ رکھین گے عمرو نے کہا ملکہ ہم بھی تمھارے پاس رہین گے رات کو پانوُن دبایا کرین گے گانا سنائین گے رنج و غم مین دل بہلائینگے لو اب مال دیکھو یہ کہکے زنبیل کی گھنڈیان کھولین کہا ملکہ ذرا دیکھ تو لو لینا دینا تو خیر جو تمھارا ہی وہ ہمارا ہی جو ہمارا ہی وہ تمھارا ہی گلرنگ نے سر جھکا کر دیکھا زنبیل مین ایک شہر آباد نظر آیا عمارتین عمدہ عمدہ ایک نمونہ بہشت سونے چاندی کے سنگ و خشت درخت پھولے پھلے دروازے مثل آغوش عاشق کھلے ہر رنگ کا تماشا مہ جبینون کا جمگھٹا حور وشون کا جلسا ابیات لائق ملاحظہ ناظرین

بیچ مین باغ کے ہی جلوہ نما اک کوٹھی — زیب اور رنگ زمین تاج فلک عرش قباب
وجد معمارون کو ہو طرز عمارت ایسی — سجدہ کرنے لگین دیکھین جو درون کی محراب

یہ تکلف کبھی دیکھے نہ سجاوٹ یہ کبھی — ایسے سامان نظر آئے نہ ایسے اسباب
غازۂ صبح سفیدی در و دیوار کی ہی — فرش اُسکا شرفِ چادرِ عکسِ مہتاب
دیکھکر حسن کو پردون کی چھتین حیرت مین — خوشنما ایسی چھتین جنسے ہی پردونکو حجاب
جھاڑ سب نور کے شاخ شجرِ طور کنول — آئینۂ مہرِ درخشان کا رخِ عالمتاب
نصب وہ چار طرف بوقلمون تصویرین — دیکھنے والے کو تصویر کرے استعجاب

ہر طرف ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہر ایک حور وش کی زبان پر بصد ناز و ادا یہ جاری ہی خداوندا ہمارے بادشاہ خواجہ عمرو سلامت باکرامت رہین دوست اُنکے نہال دشمن پامال گلرنگ نے دیکھا ایک جانب دریاے قہار و زخار اُسمین بجرے مورپنکھیان بڑے بڑے جہاز دھنوئین کش و بادی چھوٹے ہین سب طرح کے مال اُسپر لدے ہین جابجا اشیاے نادرہ کا انبار روشنی بیشمار کہین قلعہ اُڑ رہا ہی صداے فریاد و الغیاث کی بلند کوئی خوشنود کوئی دردمند کنارے دریا کے ہزارہا مزدور ٹوکریان سرون پر بیٹ سوٹنا ہاتھ مین کام لے رہا ہی ذرا مزدور کا چوتڑون پر دھڑاک سے سوٹنا پڑا جہاز سے مال اُتر رہا ہی صندوق زر و جواہر سے معمور ایک گوشہ مین تاج بھی بہت سے رکھے ہین گلرنگ نے کہا خواجہ یہ کونسا شہر ہی تمھارے نام کا بازارون مین گنجو سکہ ہی ایک طرف تاج بہت سے رکھے ہین پانچ تاج لونگی جب تمکو رہا کرونگی خواجہ عمرو نے کہا دیکھو بدعہدی ہونے لگی یہ باتین میرے بہت خلاف ہین اگر خوشی تمھاری اُٹھالو گلرنگ جاؤ وہ ہاتھ بڑھا کر جھکی عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دے کر ٹہوکہ دیا گلرنگ زنبیل مین جا پڑی گلرنگ نے دیکھا گرتے ہی آفت برپا ہوئی کالی کالی وردیان کالی کالی صورتین پانچ چار آ کر گلرنگ سے لپٹ گئے کپڑے اُتارنے لگے یہ چیخی پیٹی کون سنتا ہی کپڑے اُتار کر ایک عرقی باندھی ٹوکری مٹی کی سر پر رکھی سپاہی نے کہا چل آگے بڑھ ذرا جو رکی ایک دھول ایک تھپڑ بی گلرنگ کو سحر بالکل فراموش حیرت کا جوش انشاء اللہ دو مقام پر مختصر مختصر حال زنبیل کا تحریر نے لکھا ہی کسی مقام معقول پر مفصل تحریر ہوگا کہ زنبیل مین خواجہ عمرو کی کیا کیا اشیا ہین بموجب روایت ملا ظہیر فاریابی یہ زنبیل عطیۂ حضرت آدم ہی یہ زنبیل اب خواجہ کی ہمدم ہی جب خواجہ نے گلرنگ کو زنبیل مین ڈال دیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا اُسکو اپنی صورت بنا کر قفس مین بند کیا ہاتھ پانوٴن اُسیطرح رسّی سے

باندھ دیے آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر گلرنگ کی صورت تیار ہوئے وہی صورت وہی
لباس وہی زیور ذات پر آراستہ کیا ہنستے ہوے باہر نکلے دیکھا ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہی افراسیاب
مست و مخمور تخت پر بیٹھا ہی ایک پہلو مین ملکہ ماران زمین کن افراسیاب بہ نگاہ محبت چہرۂ
بے نظیر کو دیکھ رہا ہی مگر ملکہ اسرار جادو دمبدم یہی کہ رہی ہی ای شہنشاہ اب رات کم باقی ہی یہ صبح
قتل عمرو کی ہی سامری و جمشید ہماری آپ کی امداد کرین خیر و عافیت سے عمرو قتل ہو جاے مراد
سامری پرستون کی پوری ہو مسلمانون کا حوصلہ پست ہو ای شہنشاہ صفحۂ خاطر پر اس کلام فرحت
انجام کو لکھ لیجیے عمرو کے قتل ہوتے ہی بی مہرخ و بہار وغیرہ فوراً خدمت مین حاضر ہونگی عذر
تقصیرات کرینگی سرکار محبت سے ملینگے اول تو اِس کنیز نے آپ کی اب کمر باندھی ہی مین صبح کو لشکر
گران لے کر بر سر مسلمانان جاؤنگی ایک سحر کر کے سب کو باندھ لاؤنگی مگر بشرطیکہ عمرو قتل ہو جاے
افراسیاب کہتا ہی ای اسرار جادو تجکو سودا ہی خیالات محال تیرے دل مین ہین شکوک
تیرے آب و گل مین ہین اب تھوڑی رات باقی ہی عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کر لشکر کشی کا تجکو
اختیار ہی اتنا تردد بیکار ہی یہ باتین خواجہ نے سب اپنے کانون سے سُنین ریش مبارک پر ہاتھ
پھیر ا کنیزون سے پلٹ کر کہا دروازے پر قید خانہ کے حاضر رہو آج سامان دعوت اسرار جادو
و ماران زمین کن کا مہیا ہی ہر ایک مصاحب سرکار کام کر رہا ہی ایسا نہو کہ صبح کو پرسش ہو مین
میخانہ کا انتظام کر دون چونکہ اسرار جادو سے ڈر رہا ہی فکر ہی کہ اسکے سامنے بھی نجاؤن الگ الگ
اپنا کام کرون یہ کہکر در میخانہ پر تشریف لائے داروغہ سرشار جادو کرسی پر بیٹھا ہی گلابیان
بھیج رہا ہی عمرو بصورت گلرنگ سامنے آیا سرشار جادو اُٹھ کھڑا ہوا کہا کیون ملکہ گلرنگ
خیر تو ہی عمرو نے کہا واہ میان سرشار کیا خاک انتظام کیا شہنشاہ خفا ہو رہے ہین بادشاہون
کے پینے کی شراب خاص عمدہ نوشیدہ الگ چاہیے ظرف علحدہ ہو مگر آپ سے کچھ نہو سکیگا
آپ کنارہ کیجیے اب کشتی مے محفل مین ہم روانہ کرینگے بڑے جوش و خروش مین انتظام ہوگا اب
ہم بھی موج مین ہین ہمارے تمھارے کیا جدائی ہی بدنامی نہو شہنشاہ ناحق غصہ کرتے ہین
عجب مردوا ہی جائی ہی آج بی ماران زمین کن پر زہر اُگل رہے ہین اُنکی بانبی کی فکر ہی
یہ افراسیاب ہی ضرور ڈنک ماریگا پیچ و تاب دکھائیگا آخر موذی کا سر کچلا جائیگا یہ سُنکر

داروغہ صاحب کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوے کہا ملکۂ عالم آئیے آپ ہی سب صاحبون کے تصدق سے یہ عہدہ ہی یہ سنتے ہی عمرو میخانہ مین گھسا شراب کو خراب کرنے لگا بیہوشی ملا ملا کر بھیجنا شروع کیا ساقی بچون پر پکار پکار کر تاکید کر رہا ہی ارے جلد شراب پہونچاؤ سب کو پلاؤ آج ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہجاے شکایت کا کلمہ کسی کی زبان پر نہ آے اب عمرو نے پیتلے شراب کے بیرون باغ سدیب اہالیان افراسیاب کو بھجوائے سپاہی افسر دوڑے ملکہ گلرنگ کو دعا دینے لگے اے ملکہ گلرنگ ہمیشہ تمھارے باغ حسن مین بہار رہے گل مراد شگفتہ ہو شاخ آرزو پھولے پھلے دشمن خوار و زار رہین صرصر حوادث کی جفائین سہین عمرو کہتا جاتا ہی کمیدان صاحب لیجیے آج ہمارا اہتمام ہی دل بھر کے پیجیے جو نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑ پڑے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہی باہر لشکر مین بھی میکشی کا ہنگامہ گرم ہوا بارگاہ مین افراسیاب کے کوئی شک شکوک کا محل باقی نہین عمرو قید ہی اول مین چند جام پہونچ چکے ہین اسرار جادو بھی نصیحتین کرتے کرتے خاموش ہوئی ماران زمین کن نشہ مین چور افراسیاب مخمور سامنے طائفے ناچ رہے ہین ہر مرتبہ پلٹ کر جال عابد کش زاہد فریب ماران زمین کن کو دیکھکر محو ہوتا ہی مزرع دل مین تخم محبت بوتا ہی نشہ مین بی ماران زمین کن کا چہرہ سرخ دونون زلفین دونون جانب ہل رہی ہین ہر حلقہ مین دل عاشقان گرفتار شب تاریک کے مضمون بیدار بے اختیار افراسیاب صفت گیسوے مشکین مین اشعار پڑھنے لگا

افشا ہو راز حسن کھُلین عقدہ ہاے زلف — شانے کی ہر زبان پہ ہو ماجراے زلف
اے خوشخرام پیچ نزاکت کا ہے بڑا — سوے کمر دوتا ہو اگر جھونک کھاے زلف
سودا ہی ہمکو سنبل باغ مراد کا — جلتی ہی اپنے گلشن دل مین ہواے زلف
شانے کی جا الجھین دل صد چاک دیجیے — وہ پیچ کیجیے کہ بہت پیچ کھاے زلف
کھُل جاے اپنی آنکھ معطر دماغ ہو — غش مین جو وہ پڑی ہین آکر سونگھاے زلف

دیگر

موسے سے چل کے کیجیے طول کلام زلف — ہو جاے آج وادی ایمن مین شام زلف
کیون آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر مین — کاٹا نہ تیغ ناز سے تمنے کلام زلف
گیسو کی یاد بعد فنا بھی نہ بھولین گے — قرطاس صبح حشر پہ لکھین گے نام زلف

ہون محو زلف پیچ کی باتین نہ کیجیے	ٹلیئے بہت نہ رشتہ طول کلام زلف
زلفون کو منھ پہ رکھکے وہ دانستہ ہنس پڑے	آب گھر مین گھولتے ہین مشک شام زلف

ماران زمین کن نے مسکرا کے منھ پھیر لیا کہا شہنشاہ مجھے یہ باتین اچھی نہین معلوم ہوتی ہین اب رنگ محفل دگرگون ہونا شروع ہوا اول بیرون در باغ سیب سے لگا لگا یہ شراب جو بھیجی جسنے پی بیہوش ہوا اب باغ سیب مین جابجا جادوگر و جادوگرنیان نشہ کے جوش مین بدحواس پھرنے لگین کوئی کنج باغ مین جا کر گری کوئی جوش مین آکر چشمہ مین پھاند پڑی کوئی آنکھون کی اندھی کنوین مین جا رہی ناچنے والیون کے بھی ہوش پراگندہ سازندے بدحواس خواجہ عمرو در میخانہ پر بیٹھے دیکھ رہے ہین ہنستے ہین خوش ہین کہ نمک سرکاری کی تاثیر شروع ہوئی رنگ جم گیا افراسیاب پر عمرو کی نگاہ ہے سب سے زیادہ اسرار جادو کا خیال ہے دل سے کہتے ہین کہ یہ بڑی ہوشیار ہے آج دربار کو درہم و برہم کر کے نکلو مگر جب یہ خیال آجاتا ہے دل ٹھہراتا ہے کہ سرحد باغ سیب سے کیونکر نکاسی ہوگی بڑی خرابی ہوگی یہ سوچتے ہوئے پھر قیدخانہ مین آکر سمنکال کو ہوشیار کیا گھبرا کر اسنے آنکھ کھولی دیکھا قفس مین خواجہ بیہوش پڑے ہین قریب میرے گلارنگ کھڑی تنبیہ و تہدید کر رہی ہے کہتی ہے کیون اے سمنکال جادو اب کہو صبح کو کیا ہوگا سارہ بان نرادے کے ساتھ دینے کا مزہ چکھا یہ بھی قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا تمھاری جان گئی اب کہو کیا ارادہ ہے اگر سامری و جمشید کو برحق جانو تو مین تمھاری سفارش کرون شہنشاہ ہوش ربا سے گزارش کرون سمنکال نے جواب دیا کہ اے گلارنگ جادو جاؤ بیٹھو ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دو سامری و جمشید پر لعنت ہے مین دل سے مطیع اسلام ہو چکی ہون خضر بیابان ہدایت نے رہبری کی اب غول بیابان بدعت بنکر نہ مجکو بھٹکا۔۔ چھوکری جا نہ مجکو سمجھا مین عمرو کے ساتھ اپنی جان دونگی یقین ہے کہ ثابت قدم رہونگی جب عمرو نے سمنکال کو ثابت قدم کوے محبت مین پایا کہا اے سمنکال مبارک ہو مین نے رہائی پائی گلارنگ کو پکڑ لیا وہ زنبیل کی سیر کر رہی ہے دیکھو سب بیہوش ہو رہے ہین مگر ہو سکتا ہے کہ تو مجکو باغ سیب سے لیجائیگی میرے لشکر تک پہونچ سکے گی سمنکال مثل گل کے شگفتہ ہوئی جواب دیا خواجہ اس کنیز نو کا خیال رکھنا فراموش نہ کرنا سرحد کیسی تم تو باغ سیب مین ہو میری یہ لیاقت نہین ہے

کہ مین یہان سے لیکر نکل سکون جو شخص مثل افراسیاب ہو سحر مین انتخاب ہو وہ لیجا سکتا ہی میری یہ حقیقت نہین ہی ای خواجہ حقیقت مین تمنے بڑا کار نمایان کیا تمھاری عیاری پر دل کو تقویت اور روح کو راحت ہوئی مگر سب کے بیہوش کرنے سے نفع نہوا نکلنا دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہی عمرو نے کہا خیر ملکہ تم نہ گھبراؤ خدا مالک ہی اگر نہ نکل سکونگا تو آج باغ سیب مین خون کے دریا بہا دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے روئی عطر بیہوشی کی کان سے نکالی سمنکال جادو کو سنگھائی اسکو بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کیا مگر کہدیا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھنا یہ ہماری دوست صادق محب واثق ہی مطیع الاسلام ہی ایک اور گنہگار نکالا اُسکو بشکل سمنکال جادو بنایا اُسی طرح مسلسل کرکے ڈالدیا اتنے عرصہ مین بارہ دری مین سب بیہوش ہوئے افراسیاب کا بھی تخت پر سنکا ڈھلک گیا مع اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن وغیرہ سب بیہوش اب اندر سے باہر تک سناٹا ہو گیا اسقدر عمرو کو ملال ہی جان جانے کا خیال ہی کہ اسوقت کسی کا لباس نہ اُتارا مال و اسباب بھی نہ اٹھایا مگر اسرار جادو پر نیمچہ کھینچکر چلا کہ پہلے اسی کو مارون یہ بڑی ساحرہ زبردست ہی کیا کیا افراسیاب کو سمجھایا ہی میری جانب سے بہکایا ہی جہان تک ہو سکے آج اسکے امیرون اور وزیرون کو قتل کرو جب صبح ہو جائیگی کسی گوشہ مین چھپ رہین گے کوئی سامان نکاسی کا نکل آئیگا جامع المتفرقین اپنی قدرت سے مہرخ و بہار سے ملائیگا ہر چند کہ سب بیہوش پڑے ہین مگر دل بیتاب ہر مرتبہ نیمچہ کھینچکے قریب اسرار جادو کے جاتا ہی گھبرا کر پلٹ آتا ہی عمرو ایسا بیباک قتل مین ساحرون کے جیست و چالاک مگر اسرار جادو پہ ہاتھ نہین اُٹھتا دل بیٹھا جاتا ہی جب کئی مرتبہ یہی کیفیت ہوئی آئینہ وار عمرو کو حیرت ہوئی دل سے کہا بسم اللہ قتل بھی کرو ہرگز نہ ڈرو نعرہ کرکے چلا نعرہ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

بباغ دین ز کرشش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

کزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری

چاہتا تھا کہ نیمچہ مارے کہ زیر فرش کی ٹھوکر لگی عمرو گرا گھبرا کر کہا کہ خدا خیر کرے یکایک زمین شق ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نور افشان جادو اُستاد شہنشاہ کوکب روشنضمیر گردمین اٹھا ہوا سپینہ پسینہ رنگ رو متغیر متردد و متفکر ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری وای گل گلدستۂ حدیقۂ طراری ماشاء اللہ کیا کار نمایان

کیا مگر آپ کی عقل سے بعید ہی اسرار جادو کو آپ قتل کرتے ہین اس بھید سے آپ بیخبر ہین حکیم لقراط ثانی کے پرچہ مین اسرار جادو و ماران زمین گن تحریر ہی کہ حضور مطیع کرینگے یہی تدبیر ہی قول بزرگان فراموش کیا ایک ہفتہ سے کم میعاد قتل اسد غازی مین باقی ہی اگر یہ قتل ہو جاتی پھر رہائی اسد نامدار تا روز قیامت نہو سکتی مسبب الاسباب نے سامان مہیا کیا مین نے بیٹھے بیٹھے اسوقت قصر نور افشان مین بطور ستارہ شناسی کے دیکھا کہ خواجہ عمرو ملکہ اسرار جادو و ماران زمین گن کو قتل کیا چاہتے ہین غرق زمین ہو کر آیا اپنے کو آپ تک پہونچایا ہر کس و ناکس کی مجال نہ تھی کہ اس مقام تک آتا شکر ہی کہ مین پہونچ گیا آپ کی تقدیر دلپذیر اسرار جادو کے دل مین تاثیر کر چکی ہی فقط نمائش کی دیر ہی اور سبطرح خیر ہی عمرو نے سر جھکا لیا کہا ای نور افشان بڑا کام کیا بخدا مجکو بالکل خیال نہ تھا ای شہنشاہ نور افشان ایک سر ہزار سودے نور افشان نے کہا آپ بہت بجا فرماتے ہین یہ کہکر نور افشان جادو نے اسی بیہوشی مین ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین گن کو گود مین اٹھا کر بارہ دری سے باہر نکالا دونون کو ہوشیار کیا ملکہ اسرار جادو نے آنکھ کھول کر شہنشاہ نور افشان کو دیکھا عمرو کو رہا پایا ہوش اڑ گئے کہا ای اسرار جادو یہ کیا بھید ہی نور افشان نے کہا ای ملکہ اسرار جادو اقوال کاتبان طلسم سب کرسی نشین ہوے عمر طلسم تمام ہو چکی ہمنے تمسے زیادہ دنیا کو دیکھا مذہب سامری و جمشید باطل پایا ای ملکہ اسرار جادو انجام کا خیال ضرور ہی عمر دو روزہ پر بیجا غرور ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم تہ خاک پنہان ہوے صاحبان نوبت و نشان کا

اشعار

کوئی نام نہین لیتا قبرون کا بھی نشان مٹ گیا — نہ سکندر ہی نہ دارا نہ فریدون باقی

نہ ہی ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی — نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے — صاحب جاہ و حشم قبر کے محتاج رہے

ای ملکہ اسرار جادو دنیا مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت سوچو تو ہم تم کیا ہین کمتر از حباب دریا ہین زیادہ کلام کا محل نہین ہی تم خوب سمجھتی ہو مذہب خداے نادیدہ کا برحق ہی وہ خالق مطلق ہی ای ملکہ اسرار جادو مین نے مصاحبت سامری و جمشید کی ان شیطانون کی صحبت دیکھی سواے مکر و غدر کے کچھ نہ دیکھا خواجہ عمرو نے آکر ہمکو راہ پر لگایا اہل اسلام کی بات کا جواب ممکن نہین ای ملکہ اسرار جادو افراسیاب کبھی غدر رہ جائیگا طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہو جائیگا تم کتنا سامری

کی رازدار ہو صاحب جاہ و وقار ہو بس بہتر یہی ہی کہ عمرو کا ساتھ دو موت قریب ہی کفر و کافری کو ترک کرو مین خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہون جو جو صلاح ہم تم سے کر جائین ای ملکہ اسرار جادو خبردار خبردار اسکے خلاف نہ کرنا اسکا خیال دل سے مٹا دو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی وقت تباہی طلسم آچکا ہی ای ملکہ اسرار تو جہاندیدہ اور آزمودہ کار ہی زیادہ تجکو ناحق اصرار ہی جب وقت بربادی آتا ہی دوست دشمن بنجاتا ہی جلالت روز و شب نابود اس طلسم کا کیا وجود ای ملکہ اسرار جادو تمکو نادان نہین جانتا ہون اچھی طرح پہچانتا ہون خدا نہ کرے فلک کجرفتار ہی بسر آزار ہو کیسا ہی زردار ہو فلک مثل مار سیاہ ٹیڑھی چال چلتا ہی ہردم زہر اُگلتا ہی عقرب نیش زن ہی ہر صاحب لیاقت کا دشمن ہی بموجب اشعار

مستعد اتنا یہ افعی ہی گزند خلق پر — پیچ اسکی چال کا دیکھو ہی شکل اژدہا
خوان پر اُس روسیہ کے مت سمجھ تارے کے نقل — چکے ہین تودہ مین خاکستر کے یہ چنگاریان
ختم اُسپر ہو چکی بدخلقی و بدخصلتی — پھر نہ آیا اسکے گھر اسکا ہوا جو میہمان
تنگی اوقات کرتا ہی نصیب حسن و لطف — غنچہ و گل اس سبب سے رنگ و بو کا ہی مکان
ناتوان کو دے توانائی اگر اسکی مدد — خار ہو جاوین وہین زنجیر پاے رہروان
دیکھ ٹک احوال عنقا کا کہ اس ظالم کے ہاتھ — نام پیدا اگر کرے کوئی تو مٹتا ہی نشان
پابرہنہ دربدر ہر دم پھراوے دھوپ مین — خار رکھے سر پر کرے دامان گل کا سائبان
ابر دریابار کو برساے دشت یاس پر — خشک رکھے مزرعۂ امید ہر پیر و جوان
ہنس کو موتی چگاتا ہی سدا یہ بے تمیز — پوست کھینچے ہی ہما کا دیکے مشت استخوان
رشتکی خاطر کرے سوراخ گوہر کا جگر — بہر سود ناکسان اس سے کسان کا ہی زیان

ای ملکہ اسرار جادو اب زیادہ دماغ خالی نہ کراؤ اسی طرح جا کر اپنے بستر پہ آرام کرو مسلمانون کا ساتھ دو سرکشان مغرور کو قتل کرو اپنا نام کرو باغ اسلام کی سیر مبارک ہو خارستان کفر سے نکلو انشاء اللہ باغبان قضا و قدر گل مراد سے دامن بھریگا سرو حدیقۂ جرأت اسد غازی کو بہلا کریگا غنچۂ آرزو شگفتہ ہوگا گل سرکشی افراسیاب جادو پژمردہ ہوگا اس روش سے انتظام کرو کہ ملکہ بہار کی جا کر شریک ہو مثل سوسن زبان درازی بیکار سنبل پیچان سے پریشانی آشکار

سہر و شمشاد نے سرکشی کرکے کیا پھل پایا بے ثمر مشہور ہوئے ناحق اکڑ کر مغرور ہوئے اِن کلمات
عبرت آمیز نور افشان جادو سے ملکہ اسرار جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے گلے
مین ہاتھ ڈال کر کہا ای برادر بجان برابر قسم ہی پیدا کرنے والے کی تمھارے کلام فصاحت انجام
سے غبار کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور آنکھون مین نور ہوا صفائی حاصل ہوئی آئینہ
اسلام نے صورت فتح وظفر دکھلائی مین بدل وجان حاضر ہون ای شہنشاہ نور افشان شب قتل اسد
کو میرے لیے بڑی سختی ہوگی مگر اس بار کو سر پر اُٹھایا ہی جان کا ناحق خوف وخطر ہی ملکہ اب سمجھکر
نہ شریک ہونے مین ایمان کا ضرر ہی تمھارے چراغ کلام نے خانۂ تاریک دل منور و روشن کر دیا
بادۂ نور اسلام سے ساغر قلب کو بھر دیا صہباے مصفاے ایمان سے مست ہون تا حیات یہ نشہ
نہ اُتریگا مخمور شراب الست ہون یہ کہکر ماران زمین کن کا ہاتھ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا کہا
ای رہبر کامل اِس جوان کا اور آپ کا شب قتل اسد ساتھ ہوگا آپ کا دامن اِسکا ہاتھ ہوگا
جادۂ نقب طلسمی کا راستہ پر خطر قدم بقدم جان کا ضرر مین جا نہ سکونگی شب بھر پاس افراسیاب
کے اسی باغ سیب مین رہونگی آپ اسکی دانائی اور نادانی کا خیال نہ کیجیے گا خواجہ سمجھ سمجھ کے
قدم دھرنا اپنی راے پر کام کرنا یہ کنیز حضور کی راہبر ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا ملکہ خدا سر پر
ہی اگر حیات باقی ہی سب مصیبتین جھیلین گے ابھی بڑے بڑے کھیل کھیلین گے دیکھو صبح قریب
ہی ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو جاے ساری مشقت ضائع جاے میری ہم شبیہ و ہمصورت
ملکہ سمنگال کو صبح ہوتے ہی قتل کرا دینا عرصہ نہونے پاے نوبت نقارون کو حکم دینا ہنگامہ مین
قتل کرانا ای ملکہ اسرار جادو اسقدر خوشی کرنا کہ افراسیاب بھی مبہوت ہو جاے بس بڑا کام یہ ہی کہ
سمجھنے نہ پاے اب ہمارے تمھارے کہان وعدہ ہوتا ہی اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
وای نہنگ قلزم زخار طراری ہم بھی لشکر کشی کرکے زیر گنبد نور آئینگے بعد انتظام کے افراسیاب
جادو مجکو لیکر باغ سیب مین آئیگا شب بھر میرا اُسکا ساتھ رہیگا ای یاور غریبان وای دادرس بیکسیان
آپ ملکہ ماران زمین کن کو ساتھ لیکر جہان یہ لیجاے وہان جائیے گا اپنے حاضر و ناظر کو ساتھ
رکھیے گا اسطرح کے آپس مین عہد و پیمان ہوے ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کے راز
و نیاز خواجہ عمرو نے خوب سمجھ لیے عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا ای ملکہ عالم خدا معین و مددگار ہی

ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین گن اسی طرح جا کر اپنے اپنے مقام پر لیٹ رہین گویا سوتی ہین نور افشان جادو نے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیا سحر کرکے غرق زمین ہوا خواجہ کو لیکر قصر نور افشان مین پہونچا ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونون بیٹیان شہنشاہ نور افشان جادو کی حسن انکے عابد کش زاہد فریب پھول سے چہرے آنکھین نرگس شہلا قد سرو باغ حسن و جمال ابرو رشک ہلال شہنشاہ اقلیم حسن و جمال سینہ پر ابھار ہنسی ہنسی کرتیان جسم مین پھرتیان ہونٹھ برگ گل باغ رعنائی گلو صراحی دار چمن حسن پر بہار سامنے قصر نور افشانی کے مقام مزار عشاقان تعمیر ہو گئی شاہان جلیل و پہلوانان بیعدیل جمال بمثال پر ان دونون غزال صحراے دلربائی کے مائل ہو کر آوارہ دشت ادبار مصیبت عشق مین گرفتار ہوے آخر آتش سوزان عشق کی گرمی کی تاب نہ لا سکے بار کوہ مصیبت حضرت عشق سر پر نہ اٹھا سکے فقیر بنکر سامنے قصر نور افشانی کے آئے تاب آفتاب جمال کی نہ لائے جسم پھکنے لگے استخوان دہکنے لگے دل و جگر جلا سودا بڑھا خون گھٹا کوئی گلا کاٹ کر مر گیا کسی نے زہر کھا لیا کوئی شل فرہاد تیشہ سے سر ٹکرا کر جان شیرین کا دشمن ہوا تڑپ تڑپ کے جان دی کوئی دشت نجد مین گیا چاہا جانشین قیس ہون ایک جگہ آسن مار کر بیٹھ رہون آنکھون کی یاد مین آہوان صحراے انس کرون فراق قد محبوب کے بونڈون سے گرد کے ہم صحبت ہون دامن خار صحراے الجھین آبلہ پا ہماری جان پھوٹ پھوٹ کے روئین خاک بستر خشت بالش ہم رہے چندے اس حال مین بسر کی آخر شبہاے تاریک فراق نے ستایا دریاے خواہش دیدار محبوب جوش مین آیا بعد چندے دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار پڑھتے ہوئے پھر کوے محبوب مین آئے **نظم**

روز و شب ہنگامہ برپا ہی یہان کوے دوست	ہڈیون پہ میری لڑتے ہین سگان کوے دوست
کسنے مجھ وحشی کے پھینکے انکے آگے استخوان	اک سرے سے ہو گئے مجنون سگان کوے دوست
کب ہی کعبہ کا شرف ایسا کہ رکھتے ہی قدم	پانون اپنے چومتے ہین رتبہ دان کوے دوست

یہ اشعار آبدار بھی اپنے حسب حال مصیبت مآل کوے محبوب مین بیٹھکر پڑھنا شروع کیے **غزل**

سوز درون کی اے دل اسکو خبر نہین ہی	آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہی
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہی خشک دامن	مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہی
شعرون مین کسکو باندھون دیوان مین لاؤن کسکو	اک وہم سا ہی سب کو اسکے کمر نہین ہی

مرتے ہین پر نہین پاس نقدِ اطاعت حق — کیونکر کٹیگی منزل زادِ سفر نہین ہی
زندہ سمجھ کے مجکو کرتا ہی وار پر وار — مین مر گیا ہون کب کا اُسکو خبر نہین ہی
اُسکی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی — روح الامین کا بھی اسجا گذر نہین ہی
ابرو کی تیغ تولو مژگان کے تیر مارو — عاشق ہون مین مجھے کچھ خوف و خطر نہین ہی
اے شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو — اب نذر کو تمھارے خونِ جگر نہین ہی
جس درجہ چاہے چمکے مہتاب آسمان پر — جب تک کہ بام پر وہ رشکِ قمر نہین ہی
کوچہ سے اپنے بستر اٹھوا دئیتم نہ میرا — اب تک تمھارے دل مین کیا میرا گھر نہین ہی
اُس حور کو بشر تو کہہ سکتا تھا نہ واعظ — پر بیخبر دے مجکو منظورِ شر نہین ہی
وہ خامہ کیا کہ جس سے مضمون نو نہ نکلے — بیقدر شاخ ہی وہ جسمین ثمر نہین ہی
تن پر سے سر جو اُترا بس سر کا درد اُترا — تن پر جو سر نہین ہی اب درد سر نہین ہی
اُس گل پہ مال اپنا سب نے کیا تصدق — غنچون کی بھی گرہ مین دیکھا تو زر نہین ہی
اہل ہنر کے آگے پڑھا ہی قبول اشعار — کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہین ہی

چند عرصہ تک اِس ہاے واے مین رہے ایکدن خیال ہوا کہ آہ کی تاثیر دیکھین تڑپ تڑپ کے نالے کرین شائد دل معشوق سرکش پسیجے آہ کی تاثیر تو پیدا ہوئی مگر برق بنکر اپنے اوپر گری بموجب مصرع آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے پھنک کر رہگئے ہر ایک نے جو دیکھا وقت سحر اندھیر تھا عاشق صادق کی خاک کا ڈھیر تھا ملازمان نور افشان کو ثابت ہوا ان جوانان عاشق تن نے محبت مین ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان کے جانین دین شب وصل کی صورتین نہ دیکھین اِن ناشاد و نامرادون کی قبرین بنانا مناسب ہی اسوجہ سے اُس مقام پر حسرت و یاس غالب ہی عود سوز و عنبر سوز روشن ہین دھوان پیچ و تاب کھا کر اُٹھتا ہی پیچ و تاب دیکھکر صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ عاشقان زلف کے مزار ہین اب بھی بعد مرنے کے کمند مصیبت مین گرفتار ہین چادرین پھولون کی بالاے قبر نازک مزاج پڑی ہین بار پھولون کا بھی روح پر بار ہی کبھی کبھی یہ دونون شاہزادیان زیور و لباس سے آراستہ ہوکر بناز و کرشمہ سامنے سے مزار عاشقان کے گذرتی ہین نگاہ یاس سے اُسطرف دیکھ لیتی ہین کہ

عاشقون

عاشقون کی روحین قبر مین بیتاب ہو جاتی ہین آوازین عجیب وغریب آتی ہین کسی نے تڑپکرا
صدا دی شعر روشن شد از وصال تو شبہاے تار ما * صبح قیامت است چراغِ مزار ما * اگر
گجرا پھولون کا کسی نازنین کے ہاتھ سے لحد پہ گر پڑا آواز آئی شعر آہستہ برگِ گل بفشان بر مزار
ما * بس نازک است شیشۂ دل درکنار ما * کسی سوختہ بخت کی روح مجروح نے آہ کی ٹکڑے
قبر کے جلنے لگے خاک سے بھی شعلے نکلنے لگے خواجہ عمرو نے جو اِس مقام حیرت انجام کو دیکھا
نور افشان جادو سے پوچھا کہ یہ قبرین کن سوختہ بختون کی ہین جن سے حسرت و یاس
برس رہی ہی بقول شاعر شعر ابر رحمت اگر نہین ای برق * بیکسی گور پر برستی ہی * نور افشان
جادو نے بیان کیا ای شہنشاہ عیاران یہ دونون کنیزین آپ کی آفتاب گوہر دندان
و ہلال گوہر دندان صاحبان عفت وعصمت یکتاے روزگار حسن مین اپنا مثل نہین رکھتین
جا بجا کے شہزادے انپر عاشق ہو کر آئے سوداے زلف عنبرین مین انکے تباہ ہوے آخر
انجام عشق یہ ہوا کہ اپنی جانین دین چونکہ شاہزادگان جلیل تھے قبرین انکی اسی مقام پر بنوائین
مزار عاشقان اسکا نام رکھا ہی ہر سال عاشق تن جمع ہوتے ہین انکے ورثا آکر انکی نوجوانیان
یاد کرکے روتے ہین اِن دونون کی عفت وعصمت کی قسم کھانا چاہیے جب مین طالب انکی
شادی کا ہوا اِنھون نے جواب صاف دیا ہم ابھی حصول علم و کمال مین معروف ہین اگر ہماری
شادی کیجیے گا تو تعلیم وتلقین ترک ہو جائیگی جس طرح چاہنے والون کو اِنسے محبت ہی اُنکو میری صحبت
سے رغبت ہی مجکو انکی ذات سے بڑا آرام ہی ملکہ ن ملکون بسبب حسن کے انکا نام ہی جس روز
سے مین نے آپ کا مذہب اختیار کیا انکا خضوع وخشوع مجھ سے بھی زیادہ ہی جس طرح خوبصورت
ہین اُسی طرح نیک سیرت ہین پاکدامن صاحبان علم وفن حسن وجمال مین یکتا صاحب مہر ووفا
ہر چند یہ صاحبزادیان میرے صلب سے نہین ایک شاہ جلیل القدر کی دختر بلند اختر ہین اب مجکو
روح سے بہتر ہین خواجہ عمرو نے یہ سُنکے دونون شاہزادیون کو گلے سے لگایا پیشانیون پر بوسے
دیے دونون گلعذارون نے غنچۂ دہن وا کیے کہا خواجہ صاحب ہم روز بابا جان سے کہتے ہین کہ ہمکو
مقابلۂ حیرت مین جانے کی رخصت دیجیے ہم بھی جا کر حیرت سے لڑین ایسے معرکے پڑین کہ بی حیرت
گھبرا جائین ہوش وحواس درست نہین جواب دینا مشکل ہو مگر قبلہ وکعبہ نہین قبول کرتے فرماتے ہین

کہ ای نور نظر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اہل اسلام کے کشت حیات پر سحاب ابر غم والم چھا جائیگا اُسوقت
مدد کرینگے عنایت سے پروردگار کی بلاے مبرم کو رد کرینگے مگر آپ ہمین اپنے ساتھ لیجیے کوشش
رہائی طلسم کشا مین شریک کیجیے خدمتگذاری بوجہ احسن بجالائینگے خدا چاہے تو بلا زبان افراسیاب
مان جائینگے خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ ہم تمھین اطلاع دینگے بلوا بھیجین گے تمھارے اُستاد
بیمثل و بے نظیر ہین ہمہ دان و ہمہ گیر ہین انکا کہنا مانو وقت کی منتظر رہو آجکل تردد و انتشار ہی افراسیاب
آمادہ حرب و پیکار ہی شہنشاہ نور افشان نے سامان عیش و نشاط سامنے خواجہ کے مہیا کیا
چند ساعت ٹھہر کر خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے بصورت مبدل روانہ ہوئے دو کلمہ داستان
افراسیاب سنیئے کہ یہ مبتلاے خواب خرگوش صبح کو مثل فتنہ کے بیدار ہوا دیکھا ملکہ اسرار جادو
ملکہ یاران زمین کن اُٹھین کل سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے افراسیاب نے کہا ای اسرار
جادو بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کراؤ سامان قتل عمرو بتعجیل مہیا ہو اس عرصہ مین
کارگزاران شاہی حاضر آئے دست بستہ عرض کی شب کو سرکار نے براے قتل عمرو اشتہار دیا تھا
لاکھو کھا آدمی واسطے تماشا دیکھنے کے حاضر ہین انتہا کا مجمع ہی مگر جابجا یہی چرچے ہین کہ کئی مرتبہ عمرو
کے قتل ہونے کا اشتہار ہوا وہ ظالم ہمیشہ بچا آج بھی ویسا ہی کچھ ہوگا اسرار نے کہا سچ کہتے ہین اندھا
جب تپیاے جب دو آنکھین پاے جلد جاکر میدان خونی کی تیاری کروا ہالیان مجمع کو تسکین دو
کہو کہ بیٹھا ہو آج ثواب بے انتہا حاصل کرو قتل عمرو مین شریک ہو یہ بھی سُنا دو کہ ملکہ اسرار جادو کا
قیدی ہی آپ لوگ آمادہ رہین فوراً آتے ہین ساربان زادے کی قید آپ سب صاحبون کو دکھاتے
ہین اس باغی کو ابھی دار پہ چڑھاتے ہین کارگزاران شاہی بیرون باغ پہونچے جلادان خرس طینت
میمون خصلت جمع ہونے لگے ہر طرف ہنگامے ہین کہ لو صاحبو سرکشی کا اختتام ہوا آج تو ساربان زادہ
قتل ہوتا ہی اب بی مہرخ و بہار کہان جائینگی آخر دست بستہ خدمت شہنشاہ مین آئینگی مگر یار وہ
وہ شخص ہی کہ جو شہنشاہ سے برابر لڑا کئی سال معرکہ پڑا ایک نے کہا یہ ہمکو کاہے سے معلوم ہوتا ہی
کہ وہ قتل ہوگا بھلا وہ مرتا کیا جانے کتنی مرتبہ ہم لوگون نے بھی سُنا عمرو قتل ہوتا ہی یہان جب
آئے تو خبر پائی کہ وہ لوٹ مار کے نکل گیا شہنشاہ کا لاکھون روپیہ کا نقصان ہوا ویسا ہی کچھ آج
بھی ہوگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی آمد آمد افراسیاب کی ہوئی اول ان اول ہمرا ہر بنفا نہ

وابریق کوہ شگاف اہتمام سواری کرتے ہوئے آکر ٹھہرے ایک جانب سے لکہ ہاے ابر سرخ وسیاہ اُٹھے شاہزادیان خوبصورت نیک سیرت نازنینان دربند طلسم کہ جواکثر خدمت مین افراسیاب کی رہتی تھین اسباب سحر سے آراستہ لباس معقول زیب جسم آکر ٹھہرین بیچ مین دیکھا افراسیاب ایک تخت سحر پر سوار چار اژدر آتش فشان کسے ہوئے منھ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑتے ہوئے افراسیاب بکبر ونخوت تخت نکبت پر سوار گرداگرد سرداران تاجدار ایک سمت طاؤس زرین بال پر ملکہ ماران زمین کن وملکہ اسرار جادو اہتمام کرتی ہوئی دم محبت شہنشاہ کا بھرتی ہوئی ایک آرا بے پر عمرو عیار وملکہ سمنکال جادو مسلسل ومطوق بیہوش ومدہوش پڑے ہین جادوگرونکے جب بہت غل مچایا ہے صدائین نقارون کی بلند ہوئی تب ان دونون گنہگارون نے آنکھین کھولین حیران وپریشان چہار جانب دیکھ رہے تھے اب تو غلغلہ بلند ہوا یارو افراسیاب کا نیر اقبال اوج پر ہے مالک فتح وظفر ہے لو واسطے دودن کے سلطنت و وزارت حکومت ہو چکی خاتمہ ہوا آج عمرو قتل ہوتا ہے اسی ہفتہ مین طلسم کشا بھی مارا جائیگا گنبد نور سے اُتارا جائیگا اب بی مہرخ وبہار کیا کرینگی کہان بھاگ کر چھپینگی کون انکا دستگیر ہے نوجوانون کے قتل پر آمادہ چرخ پیر ہے جابجا یہ ہنگامہ ہے کوئی کہتا ہے عمرو قتل ہوتا ہے بعض لوگ کہتے ہین مشہور تھا کہ عمرو کی ساحرون کے ہاتھ سے قضا نہین ہے یہ بصورت عمرو کوئی اور ہے یہ بھی ایک عیاری کا طور ہے بھائیو وہ بڑا فتنہ انگیز ہے عیاری مین بہت تیز ہے اسرار جادو کو قتل عمرو مین بڑا اصرار ہے سب دیکھ رہے ہین کہ انتہا کی بیقرار ہے بذات خود انتظام مین مصروف ہے دار استاد کرائی نقارچیون نے آواز دی سترہ سو نقارہ چاشنی دے کر درست کرو تیار رہو جسوقت یہ دونون بیدم ہون رہرو راہ جہنم ہون سترہ سو نقارون پر ایک مرتبہ چوب پڑے یارو مزا یہ ہے کہ زمین ہل جاے سب کو خلعت زرتار ملینگے غنچہ آرزو کھلینگے ایک ایک کو بادشاہ طلسم ہوشربا نہال کریگا منھ تمہارے موتیون سے بھریگا کہان تک زر وانعام لوگے بہت راضی ہو گے ہماری مشقت وخیرخواہی دیکھو یہ مواموذی کاٹا ہمارے باغ مین پہونچا بعنایت سامری ہمنے گرفتار کیا راہ مین بی سمنکال نے چاہا قید چھین لین ہم فوراً پہونچے اس نمکحرام کو مقید کیا رات جاگ کر کاٹی سامری سامری کرکے صبح ہوئی آج یہ وہ شخص قتل ہوتا ہے

جسکا تمام عالم مین شہرہ ہی بڑے بڑے ساحران نامی کو اسنے مٹایا کوئی اسکا دامن نہ چھو سکا
آفتاب جاہ وجلال افراسیاب طالع ہوا نیر دولت وکامرانی ساطع ہوا ای اہالیان طلسم ہوش ربا
مضمون حق بحقدار رسید ظاہر ہوتا ہی دوست خوش ہین دشمن مثل ابر بہار روتا ہی زمانہ سرکشی کا
تمام ہوا البریز عمرو کی زندگی کا جام ہوا نعرے لگاتی ہوئی ملازمان شہنشاہ کو ہنساتی ہوئی قریب
آرابے کے آئی ایک لات عمرو کو ماری کہا کیون نگوڑے موے مونڈی کاٹے حرامزادے فسادی
جعلساز غدار ومکار چور اچکون کے سردار ارے جہان تیرا قدم جاے مان بیٹون مین فساد ہو
جس گھر پر سایہ تیرا پڑے وہ گھر برباد ہو اگر تیرا سایہ باغ مین پڑے پھولون سے رنگ وبو جدا ہو
سرو اپنی راستی بھولے ہر چمن مین فساد کا گل پھولے بلبل وقمری مین جھگڑا ہو گلچین وباغبان
آپسمین لڑین خزان بہار پر غالب آئے ہوا تاثیر آگ کی دکھاے ہر گل شگفتہ مرجھاے ہر شجر
نخل ماتم ہو جاے مگر یہان تمھاری سرکشی نے کچھ تاثیر نہ دکھائی کیا جلد موت آئی یہ کہکر ملازمون
سے اشارہ کیا ملازمون نے دونون کے پانؤن مین زنجیر باندھی زنجیر پکڑکر کھینچی دس گز زمین سے
اونچے ہوگئے مثل چورون کے اُلٹے لٹکے ملکہ اسرار جادو دوڑی ہوئی قریب شہنشاہ
افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کمان کیانی اُٹھائی ساٹھ ہزار کمانین کڑکین ملکہ اسرار
جادو نے تیر چھوڑا ساٹھ ہزار عقاب تیر گوشۂ کمان سے اُڑے سینہ پر گنہگارون کے پڑے
مُہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرے جسم چھلنی ہوگئے اب اور ساحرون کے ڈھیلے تیر وتفنگ چلے
لاشے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین کانپ گئی صداے مبارکباد
بلند ہوئی لاشون کو حکم ہوا پانؤن مین رسّی باندھکر سرحد باغ سیب مین کھینچتے ہوے پھرو تمام ملکونمین
مشتہر کرو کہ عمرو قتل ہوا افراسیاب پلٹ کر تخت حکومت پر بیٹھا نذرین گذرین خوشیان ہونیلگین
ملکہ اسرار جادو وملکہ ماران زمین کن کو خلعت فاخرہ سے شہنشاہ افراسیاب نے مخلع کیا ملکہ
اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ جہان تک ہوسکے خبر قتل عمرو ملکہ مہرخ وبہار کو نہ پہونچے جب
طلسم کشا بھی قتل ہوجائیگا بیدست وپا ہوکر آپ سے عذر کرینگی اگر اسطرف خبر قتل عمرو پائین گی
لڑ بھڑ کر جان دینگی افراسیاب نے کہا صرف حیرت کو لکھ بھیجونگا یہ مضمون ضرور ہوگا کہ پڑھکر خط کو
چاک کرڈالو سامان تیاری لشکر مین مصروف رہو اسرار جادو وماران زمین کن افراسیاب سے

یہ کہکر رخصت ہوئین کہ اب حضور معرفت نقارہ نواز طلسم کے جب تاریخ قتل اسد کا ڈھنڈھورا پٹوائینگے ہم نانی نواسی باغ سیب مین آئینگے جب یہ دونون جا چکین افراسیاب نے حیرت کو نامہ لکھا

نامۂ افراسیاب برائے حیرت جادو

ای نوگلِ باغ شادمانی
ای نزہت باغ زندگانی
ای تازہ شمیم گلشن عشق
ای سوزش و مستی دل عشق
ای شعلۂ ناز و فتنہ بازی
ای گوہر بحر درج حشمت
ای نور جمال ماہرویان
سر کردۂ بزم نازنینان
آگاہ ہو بعد شوق دیدار
سب طرح ہی خیریت گیاشر
کھینچا دشمن کو بر سرِ دار
قتل اسکو کیا بظلم و بدعت
نوبادۂ گلشنِ جوانی
ای تازگی دماغ عاشق
ای نور چراغ روشنِ عشق
ای تاب و شکیب بیقراران
تاثیر فنون سحر سازی
خورشید سپہر عشوہ و ناز
زیبائش تاج مشکبویان
سرمایۂ عیش و کامرانی
آتا ہی یہ نامہ فرحت آثار
سرسبز ہوئی ہی کشتِ امید
گلشن مین ہمین ہی اپنے اب خا
شاہنشہِ ملک کامرانی
پر سازمئے ایاغ عاشق
ای موجۂ نکہتِ گل عشق
کافور قلوب دلفگاران
ای نیر آسمانِ مکنت
بیباک زمانہ شوخ و طناز
سر حلقۂ زمرۂ حسینان
بخشندۂ عمر جاودانی
احسان ہی سامری کا ہمپر
اقبال کا اوج ہی ہی خورشید
یعنے کہ مٹی عمرو کی شوکت

ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای حاکم ملک محبوبی اس نامۂ فرحت آثار کو پڑھ کر

چاک کر ڈالنا اس بات کو منھ سے نہ نکالنا قتل عمرو کی خبر تا صبح قتل اسد غازی مخفی رہے ورنہ مسلمان فساد برپا کرینگے نقارہ نواز طلسم کو اب حکم ہوگا مشتہر کرایا جائیگا کہ فلان تاریخ کو طلسم کشا قتل ہوگا شہر ناپرسان مین تشریف لانے کی تیاری کرو اب عرصہ مناسب نہین ہی افراسیاب نے یہ نامہ طائر جادو کو دیا وہ نامہ کو لیکر طرف ملکہ حیرت کے چلا آدو کا مہ لشکر ملکہ مہرخ کے سینیے یہان کئی دن کا زمانہ گذرا کہ حیرت نے طبل جنگی نہین بجوایا ملکہ مہرخ سحر چشم اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین مع کل سردارانِ نامی و ساحران گرامی جلوہ فرما ہین مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار سامنے ملکہ مہرخ کے خشتہا ے زرین پر متمکن مین مہرخ نے فرمایا ای عیاران نامی آپ لوگ بہت مطمئن ہین ایک ہفتہ کامل گذرا کہ شہنشاہ اوج عیاری خواجہ عمرو

نہین معلوم کہان ہین آثار رنج وملال عیان ہین بہرلے خدا لشکر حیرت سے خبر تو لاؤکہ ہمارے سرپرست پر کیا گذری خدانخواستہ کہین قید تو نہین ہو گئے اُنکو ہماری جدائی مین کیونکر آرام آیا یا کہین جاکر کسی معشوق سے دل لگایا وقت جان دینے کا قریب آگیا ہی قلب تھرا رہا ہی وہ تشریف لاوین جلسۂ مشورہ منعقد کرین اُنکے حکم سے لڑین مرین آخر کیا کرین یہ سنکر چالاک نے کہا حضور مین ابھی جاتا ہون اپنے قبلہ وکعبہ کی خبر مفصل لاتا ہون یہ کہکر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا راہ مین آکر صورت تبدیل کی شکل کنیزان حیرت کے صورت بنائی خرامان خرامان داخل بارگاہ حیرت ہوا دیکھا دربار حیرت کا ساحران نامی سے معمور ہی حیرت تخت یاقوت نگار پر بکبر ونخوت تمام متمکن چہرہ مثل آفتاب روشن زلف گرہ گیر مین پیچ وتاب آنکھین لئے عتاب ظاہر نازنین خدمت مین دست بستہ حاضر دریاے جواہر مین غوطہ زن لباس فاخرہ زیب بدن گرد شاہزادیان ایک ایک سحر مین طاق شہرہ آفاق مہتر چالاک اگالدان بغل مین لیکر پشت پر ملکہ حیرت جادو کے آیا رومال سے باادب مگس رانی کرنے لگا سراپا کو دیکھ رہا ہی کبھی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہی کبھی اُگالدان سامنے کرکے جھک جاتا ہی یکایک آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر عقاب سحر پر سوار آکر پہونچا براے تسلیم خم ہوا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا حضور اسکو ملاحظہ فرمائین اسکے مضمون پر کاربند ہون دوست خوش دشمن دردمند ہون یہ کہکر نامۂ دیگر ساحر تو چلا گیا ملکہ حیرت نے نامہ کھولا پڑھنا شروع کیا ایک ایک حرف سے بشاشت آشکارا خوشی سے چہرہ گلنار چالاک جو پشت پر کھڑا تھا یہ جھکا ہوا مگس رانی کرتا جاتا ہی حرف حرف پر نگاہ ہی حیرت نے پڑھکر نامہ چاک کرکے اُگالدان مین ڈال دیا چالاک تھراتا ہوا باہر نکلا آنکھون مین اشک حسرت قلب پر گرد کدورت ہرچند ضبط کرتا ہی دریاے غم والم جوش مین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پانوُن ثابت قدمی سے محروم آنکھین کہتی ہین دریا بہائین دل کہتا ہی ہاے قبلہ وکعبہ کہکر اورون کو بھی رولائین اس حال مین مبہوت دہن پر مُہر سکوت ہرچند دل مین جوش بکا مگر مثل تصویر خاموش بہ مشکل تمام افتان وخیزان بارگاہ مہرخ مین پہونچا مہرخ نے دیکھا رنگ روے چالاک متغیر ستردد ومتحیر آنکھین پتھرائی ہوئین جسم مین رعشہ ماتھے پر پسینہ مہرخ نے گھبراکر کہا اے مہتر والا گہر خیر تو ہی غم والم سے چالاک کا یہ حال تھا کہ بول نہ سکتا تھا گھبراکر ایک ایک کا

منہہ نکلتا تھا برق دوڑ کر لپٹ گیا کہا مرشد زادے خیر تو ہی کیا ایسا صدمہ جانکاہ پہونچا برائے خدا ظاہر کرو اسقدر ضبط کرنے مین روح نہ نکلجائے چالاک نے ہائے قبلہ و کعبہ کہکر ایک نعرہ مارا مثل مرغ بسمل زمین پر گرا تڑپنے لگا تمام شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین چالاک کو سنبھالنے لگین مہتر قران نے گود مین اُٹھا لیا کہا اے فرزند برائے خدا حال تو ظاہر کرو چالاک نے سر پیٹ کر قران کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے نظر کردہ بزرگان جنکے تم جان بخش کہاتے تھے وہ عیار گلشن جنان ہوے یکہ و تنہا پاکر قبلہ و کعبہ کو بیکسی اور بیبسی مین افراسیاب نے باغ مین اُس سردار کو دار پر کھینچا بروقت انتقال ہم خدمتگزارون مین سے کوئی نہ پہونچا نہین معلوم لاش پر کیا گذری سنتا ہون سر اطہر کنگرے پر باغ سیب کے رکھا گیا لاشہ اُس چھبیلے نظر کردہ پیغمبران کا جنگل مین پھکوا دیا قران نے پوچھا اے فرزند کیونکر معلوم ہوا خاک اُسکے دہن مین کسنے یہ خبر سنائی چالاک نے کہا راز مین افراسیاب نے حیرت جادو کو نامہ لکھا اور یہ تاکید تھی کہ خبردار یہ راز ظاہر نہو کوئی عیار ماہر نہو مین کنیز بنا ہوا پشت پر کھڑا تھا مین نے بھی پڑھ لیا یہ خبر وحشت اثر سنکر سردارون نے قیامت برپا کی کسی نے سر چوب خیمہ پر مارا کوئی ہائے معین و مددگار کہکر روتے روتے بیہوش ہو گیا جیب چالاک و ضرغام ہائے قبلہ و کعبہ کہکر نعرے مارتے ہین سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین ملکہ بہار نے پچھاڑ کھائی مخمور نے پیٹ پیٹ کر اپنے کو نیلا کر دیا ملکہ مہرخ آئینہ دار حیران ایک ایک کو سمجھاتی ہین کہ صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو اول ہمکو یقین نہین آتا اور اگر خدانخواستہ ایسا ہی ہوا تو مرضی پروردگار ہین کیا چارہ ہے اگر باغبان قضا و قدر کو اس باغ پر بہار کا برباد کرنا منظور ہوا خزان کی آمد ہی کیا اختیار ہے بندہ مجبور ہوا چاہیے ہان البتہ اُسکا معاوضہ یہ ہی کہ ہوش و حواس درست کرو لٹھ پھرا کر اپنے معین و مددگار کے خون کا بدلہ لو کیا اکیلے جان دینگے خدا چاہیگا تو خون کے دریا بہا دینگے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ذرا سب کو روکا کسیقدر ہنگامہ کم ہوا مہتر قران نے کہا یارو تخلیہ کرو غیر کو اس محفل غم و الم مین نہ آنے دو تو مین سب صاحبون سے کچھ راز دل ظاہر کرون فوراً تخلیہ ہو گیا پانچون عیار چالیس پچاس سردار اُس تخلیہ مین شریک ہین مہتر قران نے کہا یارو سب صاحب میرے حال عشرت مآل سے بخوبی ماہر ہین شاہان اولوالعزم و وزیران باتدبیر پر یہ کیفیتین ظاہر ہین کہ مین ملک حبش کا حکمران ہون مجکو

بشارت ہوئی بزرگان دین نے مجھ ایسے روسیاہ پر نظر رحمت ڈالی نظر کردۂ بزرگان
مشہور ہوا روح کو راحت قلب کو سرور ہوا پھر حکم ہوا کہ خواجہ کی غلامی جاکر اختیار کرو جہاد
کرکے راہ خدا مین لڑو مرو خدا صاحبقران زمان کو سلامت رکھے اپنے سرداران نامی
مین مندرج فرماتے تھے جان نثار کی آبرو بڑھاتے تھے مین نے جادۂ بزرگان دین
سے قدم نہ ہٹایا راہ عیاری سے منھ نہ پھیرا خواجہ نے یہ عزت دی جان بخش خطاب دیا ذرہ
کو آفتاب بنایا مہر پدر و مادری کو فراموش کیا ملک بہ ملک اُنکے ساتھ جہاد کرتا رہا ای ملکۂ عالم
اِس تمہید سے یہ مراد ہی کہ وہ مجکو فرزند جانتے ہین مین نے قبلہ وکعبہ کہا کلاہ فخر کو آسمان پر
پہونچایا شب سے بیشک مجکو تردد وانتشار ہی روح بیقرار ہی مگر اُنکے انتقال کا یقین
نہین آتا اسمین کوئی مطلب معقول ہی ہماری مراد دل حصول ہی سب سے زیادہ یہ بڑی
دلیل ہی اُنکے جان بچنے کی سبیل ہی کوہ سراندیپ پر بموجب روایت دفتر رب اکبر نے اُنسے
وعدہ کیا کہ جب تک تین مرتبہ اپنے منھ سے موت نہ مانگو گے قبض روح کا ملک الموت کو
حکم نہو گا پھر مین کیونکر کہون معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ارشاد مین اُس صادق الوعد کے
فرق آئیگا فلک ہمکو یہ روز سیہ دکھائیگا صاحبو سب صاحبان عقل وفراست ہو ماکا سریر سلطنت
ہو اپنے اپنے دلون پر ہاتھ رکھو دیکھو دل کیا کہتا ہی بخدا اسوقت اس کلام سے روح
کو راحت قلب مین قوت آگئی تصویر خداوند نعمت کی آنکھون مین پھر رہی ہی وہ شہنشاہ عیاران
ہین اس رزم مین حصول مطالب دلی عیان ہین دیکھیے حال کھلیگا مناسب یہ ہی کہ اپنے
اپنے طور پر فکر وکوشش رہائی اسد نامدار مین سرگرم رہو رونا پیٹنا موقوف کرو کلام نصیحت التیام
مہتر قران سے سب کو تسکین ہوئی چاہتے تھے کہ اُس تخلیہ سے باہر آئین مہتر قران نے
گھبرا کر کہا کوئی میری گوشمالی کر رہا ہی اور کہتا ہی کہ او کالے چپ رہ عمرو باغ سیب مین مارا گیا
جسم سے اُسکا سر اُتار اگیا سب لوگ حیران چہار طرف دیکھنے لگے دیکھا زمین پر ایک پرچہ
کاغذ کا پڑا ہی مہتر قران نے اُسکو اُٹھایا لکھا تھا ای ملکہ مہرخ وبہار وای عیاران نامدار
ہماری فکر نہ کرو مرنے جینے کا ذکر نہ کرو اپنے اپنے اختیار کے موافق فکر رہائی اسد غازی
کرو جانین لڑا دو ہم اب روے سیاہ تم سب کو نہ دکھائین گے یا اسد ومہ جبین کو لے کر

آئینگے یا اب تم سب صاحبون سے عدم مین ملاقات ہوگی والسّلام راقم خواجہ عمرو مہتر قران نے جبکے پرچے وہ نوشتہ سب کو سُنایا مطمئن ہوکر ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ مین آئین یہی چرچے ہین کہ دیکھین فلک کیا دکھاتا ہی یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا چرندو پرند ہرکارے دوڑے ہوے آئے مگر گھبرائے ہوے سامنے آکر ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے صفت وثنائے شاہنشاہی بجالائے قطعہ

نگین سعادت بنامِ تو باد
کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
ہمہ کارِ عالم بہ کامِ تو باد
گلِ سرخ تابد چو روشن چراغ

عرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو ہر تاجدار آپ کے فیض سے سرفراز ہو بیرون بارگاہ آئیے ملاحظہ فرمائیے ایک ساحر ضعیف ونحیف تخت پر سوار نقارہ ایک آگے رکھا ہی چوب ہاتھ مین تخت اُڑتا ہوا وسط سما مین ٹھہرا ہی کچھ کہکر نقارہ بجایا چاہتا ہی جلد باہر تشریف لائیے خود بگوش حق نیوش سماعت فرمائیے ملکہ مہرخ وبہار ونافرمان وشکیل ورعد وبرق وبرق لامع وباغبان قدرت ومعمار قدرت وخورشید زرّین سحر وغیرہ جملہ سردار وپانچون عیار گھبراکر بیرون بارگاہ آئے سر اُٹھاکر دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب وغریب سیہ فام ایک لنگوٹ باندھے ہوے جسم سے برہنہ بال سر پر سفید وسیاہ ترچھی نگاہ ہیبت ناک بیباک ظاہر احیست وچالاک نقارہ آگے چوب ہاتھ مین لیکر بلند کی آواز دی تمام خلقت پیدا کی ہوئی خداوند سامری وجمشید کی ہی حکم محکم قضا شیم افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوش رُبا کا کل ساکنان طلسم آگاہ ہون کہ آج کے تیسرے دن بوقت سحر لبصد کرّ وفر اسد نامور وملکہ مہ جبین خود سر یعنے شہنشاہ کی دختر زیر گنبد نور قتل کیے جائینگے اپنی سرکشی کی سزا پائینگے یہ آواز دے کر نقارہ پر چوب لگائی زمین طلسم ہوش ربا تھرائی اِسی طرح اُس بجیا نے تین آوازین دے کر تین چوبین لگائین باغبان قدرت نے کہا صاحبو افراسیاب ایسا صاحب اختیار ہی کل صاحبان طلسم ہوش ربا کے کان مین یہ آواز پہونچ گئی ہوگی آٹھارہ سو ملک کے شاہ اور شاہزادیان اب فوجین لیکے چلینگی کوئی آج کوئی کل شہر نا پرسان مین آجائینگی اپنا اپنا جاہ وحشم دکھائینگی یارو افسوس ہی دل کی دل مین رہی ابتک کوئی تدبیر نہ کی اور عیاران نامی خواجہ عمرو نے حجاب سے منہ چھپایا اب کس سے صلاح ومشورہ کرین اب اپنے کو شہر نا پرسان مین پہونچائین جو د

سردار جس طور سے آئے بقید نام ملک و تاجدار نام دریافت کر کے ہمکو خبر پہونچا سکے خیر تقدیر مین ہماری یہ بدنامی لکھی تھی جو مرضی کریم کارساز کی گنبد نور مین جانا اسد غازی کا چھڑانا امر لیست مشکل و کار لیست دشوار مگر جسوقت اسد و مہ جبین لوز ہر گنبد نور دار پہ جھپٹا نے لائیگا ہم سب مرنے والے کمرین باندھکر جا پڑینگے زیر دار لڑینگے اپنے سردار کے سامنے مرجائینگے یہ بھی ظاہر ہی کہ فوج افراسیاب کی بیشمار ہوگی ہماری فوج کی کیا حقیقت ہی ہماری کیا لیاقت ہی تا بدار کا پہونچنا دشوار ہوگا فوجون کے ریلے ہونگے خیر اپنی جان دینے پر قادر اُنکی محبت مین مرنے کو حاضر ہین ملکہ بہار جادو نے کہا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت خواجہ کا نہونا بڑی خرابی ہی دل کو بیتابی ہی وہ ہمارے تاجدار ہین آج تک اُنھین کی صلاح پر کیا اُنھون نے ہر مقام پر ہمکو چھڑایا نتیجہ بدعت افراسیاب سے بچایا ہمکو اس کاغذ کے پڑھنے سے تسکین ہوئی افراسیاب حاکم نیرنج و شعبدہ ہی یہ کاغذ بھی بزور سحر یہان پھکوا دیا ہی کیونکر ہو سکتا ہی کہ خواجہ ہم لوگون سے ملاقات نہ کرتے مشورہ خیر و شر دیتے ملکہ مہرخ نے کہا ای بہار اب یہ سوچ بچار سب بیکار ہی پروردگار کو اختیار ہی دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی پانچون عیار قنطورہ ہاے زربفتی و پیادہ ہاے سقرلاتی و گوشین ہاے عیاری ذات پر آراستہ کر کر کے طرف شہر ناپرسان کے چلے ملکہ مہرخ و بہار نے دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو و مصور و صورت نگار و ملکہ یاقوت جادو و مانی و نقاش و بہزاد و شکل کش و گیسو کشاے بن شباب وغیرہ لشکرہاے جنگی آراستہ کر کے بڑے کر و فر و جاہ و حشم سے ہمراہ ملکہ حیرت کے طرف شہر ناپرسان کے روانہ ہوے عقب مین تمام ہیر و بنگاہ گاڑیان چھکڑے اسباب بار برداری وغیرہ منتظم ہمراہ سب چلے جاتے ہین انبوہ سے لشکر کے راستے بند ہو گئے ہین راہگیرون کو راستہ چلنا دشوار ملکہ مہرخ و بہار نے بلا کر جمعدارون کیدانون کو حکم دیا کہ تم سب صاحبون نے سُنا نقارہ نواز نقارہ بجا گیا ہمارے واسطے وہ کوس رحیل تھا نوبت جان دینے کی آگئی جھانجھ بھی دیکھو کف افسوس مل رہے ہین ہمارے غم مین علمون نے بال کھول دیے ہین شہنا او پر کی سانس لے رہی ہی قرنا کا دم بند ہی ہر جاندار و غیر جاندار دردمند ہی آپ سب صاحب کمرین باندھے موجود رہین جسوقت موقع ہو آوازین دین

چلکر لشکر افراسیاب سے لڑین اب عیاران اسلام گئے ہین خبرین آمد کی لشکرون کی لائینگے کل شاہان طلسم اس ہنگامہ مین آئینگے ہم ہمیشہ سے کم ہین پروردگار مدد کریگا تماشا دکھائینگے دریاے لشکر کفار مین ڈوب ڈوب جائینگے تم سب صاحب جرأت کے نہنگ ہو وہ چلکر خونریزی کرو کہ خون کے دریا ہمین سب بے آبرو اُسمین ڈوبین پروردگار ناخدا کے بحر و بر کشتی مسلمانان کو آفت سے بچائے بیڑا پار لگائے سب نے عرض کی کہ ای شہنشاہ گردون پناہ سب خبرین نمکخوارون کو معلوم ہین یہ بھی سن چکے کہ خواجہ عمرو کئی دن سے معدوم ہین اُنکے مقدمہ مین اقوال مختلف ہین وہ ڈرین جو پیدا کرنے والے سے منحرف ہین دونون طرح ہماری آبرو ہی غازی دینا و عقبے دونون جگہ سرخرو ہی ہم لوگ آٹھ پہر تیار ہین آپ کے اشارہ کے امیدوار ہین نام قتل اسد غازی سُنکر جا پڑینگے سینے سپر کر دینگے شہر ناپرسان لاشون سے بھر دینگے ملکہ مہرخ نے کہا مرحبا صد مرحبا سپاہیون کا اسمین نام ہی مردانِ عالم کا لڑ بھڑ کر مرجانا کام ہی آپسمین عہد و پیمان واثق ہوا ایک کے ہاتھ مین ایک نے ہاتھ دیا نامرد بزدلون کو بھاگنے کی فکر ہوئی چپکے چپکے مال و اسباب سنبھالنے لگے افسرون سے حیلہ حوالہ کی باتین بھاگنے کی گھاتین کسی نے کہا کیدان صاحب گہر سے خط آیا ہی بیٹی کے عقد کا زمانہ قریب ہی یہ معاملہ عجیب ہی نجائینگے تو برادری والے طعن کرینگے کہ کمبخت باپ نہین آیا بیٹی کو رخصت نہ کر گیا مین حضور رات ہی کو جاؤنگا صبح کو گجر دم چلا آؤنگا آپ کو سوتے مین جگاؤنگا بعض نے کہا رسالدار صاحب گھوڑے کے پیٹ مین گرگری ہو گئی ہی دوا پوچھنے سلوتری کے مکان پر جاؤنگا گھوڑے کو بھی لیجانا ضرور ہی میان سلوتری کا مکان بہت دور ہی بعض نے چپکے چپکے ہتھیار سنبھالے کمر باندھی گٹھری کپڑون کی اُٹھائی سلام علیک کرکے چلے افسر نے کہا میان سپاہی صاحب کہان دور جاکر جواب دیا حضور یہ اسباب گھر پر رکھکر چلا آؤنگا آخر وقت کا آکر پہرہ دونگا بعضے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوے حقہ بیچ مین رکھ لیا دو گھٹی ہونے لگی ایک نے کہا بھائی تمنے سنا خواجہ عمرو قتل ہو گئے ایک نے کہا بھائی آخر سرکشی کا یہی انجام ہی ایک نے کہا میان تمکو کیا کام ہی ہم تم تو بھائی بڑھتی کے ساتھی ہین نام کٹواؤ آج ہی نکل چلو چاندنی رات ہی صبح ہوتے ہوتے اپنے گانون مین پہنچ جائینگے

ہم تو بھائی کسان ہین کھیتی کر کھائینگے ہم تو بھائی جنوبی لوگ ہین سیکڑون جگہ نوکری کی جب لڑائی کا موقع آیا آبرو سے اپنے گھر چلے آئے اسی دن کے لیے پانچ کے نوکر ہین ادھر ادھر سے لوٹ مار کے کھاتے ہین تنخواہ اپنی بچاتے ہین گھر چلکر چار بیگھے زمین کا پٹہ کرینگے محنتی ہین ایک گوئی بیل کی خرید لینگے وہ الگ کرایہ پر چلیگی جنس کی رقم بچیگی سوائی پیسا سامیونکو دینگے فصل پر من کا سوا من لے لینگے یہ آپسمین باتین کین دو دو کرکے نکلگئے سوداگر جا بجا دوکانین بند کر رہے ہین مال دوکانون سے نکال لیا غلامون کے ہاتھ طرف شہر ناپرسان کے روانہ کیا کان مین گماشتے کے کہدیا در شہر ناپرسان پر چلکے دوکانین لگاؤ مسلمانون کا اب ستارہ گردش مین ہے یہان مال رکھنا بہتر نہین ہے جاتے ہی دوکان کا ٹکٹ لے لینا ایک مہینہ کامل یہ میلہ رہیگا مال خوب بکیگا جو مردان عالم کہ جان نثار ہین نمک حلال صاحب جاہ وجلال مالک کے خیر خواہ سپاہی زادے بانکے ترچھے لٹے بھڑے اُنکے الگ مجمع ہین اسباب جنگ کی تیاری مین مصروف ہین ایک کہتا ہے بھائی زبردار اسد نامدار یہ تلوار چلیگی خاک وخون مین غلطان ہونگے جب مردان عالم کی تلوار کھنچی ملازمان افراسیاب بودے ہین ہمارے منھ پر کیا چڑھینگے دمبدم جوانون کے قدم آگے ہی بڑھینگے ایک قدم آگے رکھا آبرو پائی ایک قدم پیچھے ہٹا ذلت اُٹھائی بزرگون کے نام نہ مٹانا سینون پر تلوارین کھانا ڈٹ کے لڑنا دشمنون کو ٹوکنا مجمع کو روکنا منھ پر تلوارین کھائینگے اپنے افسر اسد غازی کو چھڑائینگے اگر آگ کا دریا ہوگا کود پڑینگے آگ برسا دینگے پس بھائیو اپنے اپنے خیمہ مین چلکر بیٹھو سلاح جنگی درست کرو داہنے ہاتھ سے کھانا حرام ہے سپاہی کا نیک انجام ہے لشکر مہرخ مین عجب ہنگامہ کہین شور گریہ وزاری کہین فریاد و بیقراری کسی کو بھاگنے کی فکر کہین جان لڑانے کا ذکر یہ بھی خبرین ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو آکر سنائین کہ حضور جسوقت سے نقارہ بجا ہزارہا آدمی آپ کے لشکر سے نکل گیا اب بھی بستر اُٹھ رہے ہین پرے کے پرے خالی ہو چکے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا جاکر لشکر مین پکار دو کہ ہم خوشی سے کہتے ہین جسکو اپنی جان عزیز ہو وہ لشکر سے چلا جاے اگر خدا ہماری فتح کرائیگا بلا تکلف آپ تشریف لایئے گا اگر حال شکست سُن پایئے گا اپنے اپنے گھرون مین آرام فرمایئے گا جسکو مرنا ہو جان دینا ہو

ہمارا ساتھ دے اب وقت زوال ہی ہمارے لشکر مین رنج وملال ہی ہمارا تکیہ خدا پر ہی آپ سب صاحبون کا اسیوقت نکل جانا بہتر ہی وقت پر منھ پھیرنے مین خرابی ہی ان کلمات پر ملکہ مہرخ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا سرداران عمرو کے گریبان چاک چہرون پر خاک حال ابتر وبیقرار مضطر حیران وششدر مگر نگاہ سبکی عنایت خدا پر اب راقم کو حال جشن طلسم شہر ناپرسان کا لکھنا منظور ہی جس مقام سے رہائی اسد کا چھڑانا لکھا ساقی نامہ بھی تحریر ہوا مگر اس مقام سے کہ مضمون جشن و آمد سرداران افراسیاب بالتصریح لکھنا منظور ہی لہذا چند اشعار آبدار بطور یادگار مرقوم ہوتے ہین ناظرین اس داستان شوکت بیان کو ملاحظہ فرمائینگے یقین واثق ہی مضامین داستان اور روزمرہ کا لطف اٹھائین گے

نظم دلفریب

چاہیے نام اُسی کا اک خامہ
زینتِ نام زیب سرنامہ
فلک اُسکی نمونہ قدرت کا
ایک قلمدان ہزار صنعت کا
رخِ قرطاس کو صفائی دی
اور سیاہی کو روشنائی دی
دیا قمری کو مصرعۂ نالا
مصرعۂ قد سرو پر بالا
کی عطا نوخطون کو کاکل ادا
کیا عاشق کو تختۂ مشق جفا
ساقیا جلد اُٹھ درنگ نہ کر
عرصۂ مطلب کا دیکھ تنگ نہ کر
طاق سے تو اُتار دے شیشہ
طاق پر رکھ کتاب اندیشہ
شیشۂ مے کی یہ دراز زبان
اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان
مین ہون مانند ساغر لبریز
جان بلب جان بلب کو کیا پرہیز
جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے
پانون توبہ کے لڑکھڑانے لگے
کردے یا تنک مجھے نشہ مین چور
تاکہ مانند خوشۂ انگور
دل کے سارے پھپھولے توڑ دون مین
نکتہ باقی کوئی نہ چھوڑون مین
شب ہجران بسر نہین ہوتی
نہین ہوتی سحر نہین ہوتی
بستر رنج و کنج تنہائی
رات کیا آئی اک بلا آئی
شام سے حال ہی یہ صبح تلک
نہین لگتی مری پلک سے پلک
کیون نہین بولتے سحر کے طیور
کیا شفق نے کھلادیا سیندور
جان بیتاب جیسے بیکل برق
وہ بھی گرمِ فشارِ کل برق
آنکھین چھوٹی ہوئین غشی طاری
ایک فرقت ہزار بیماری

دیگر ساقی نامہ مصنف قمر

ساقیا رنج و غم کا ذکر نہ کر
لا پلا دے شراب فکر نہ کر
نشۂ مے مین سیر کرنا ہی
رحلات طلسم ہونگے طی
اب وہ دے جام بادۂ سرجوش
رہین مستی مین بھی بجا مرے ہوش

ساقیا دے شراب عیش و سرور	ذکر عیاری عمرو ہی ضرور	فلک ہی جا کے دیکھ لون میلا
جسکے خاطر سے رنج و غم جھیلا	وقت عیش و سرور ہی ساقی	اتنو ناحق غرور ہی ساقی
سیکڑے کی بھی تیرے خیر رہے	جام دے مجکو آج پی در پی	جلد لا ساقیا درنگ نکر
میکشون سے تو آج جنگ نکر	ای قمر لے عنان رخش قلم	نظم مضمون تازہ ہون پیہم
بزم رندان مین آج جلسا ہی	دیکھین میلہ مین کیا تماشا ہی	و دیگر اشعار حسب مقام مضمون آمد

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی	درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
دیکھ لیتی ہین کیا دلکی تمنائین قصاص	جوشش گریہ بھلا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمین کھینچ بلائین گے انھین یا وہ ہمین	کشش عشق ادھر خواہ ادھر ہو تو سہی
دل کو کیا دخل لڑے یار جو مجھسے شب وصل	خیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی
زلف کی جھونک اٹھائے گی یہ ہنگام خرام	قابل اسکے تری بل کھاکے کمر ہو تو سہی
نہ سنیگا جو مری داور محشر نہ سنے	عرصہ حشر مین اچھا وہ نڈر ہو تو سہی
دل کی خواہش ہی کہ مہمان بلاؤ اسکو	کہتی ہی خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین	دل مایوس کو امید سحر ہو تو سہی

استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی عجب مضمون ہاتھ آیا ہی کہ مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران و ملکہ مہرخ وغیرہ کو مطمئن کرکے طرف شہر ناپرسان کے روانہ ہوے مہتر قران نے کہا بھائیو استاد تمھارے سر پر اسوقت موجود نہین ہین کسی بات مین کمی نہو مزاج مین برہمی نہو ملکہ مہرخ کو خبرین بھی پہنچین اور یہ بھی دیکھو کون کون سردار آتا ہی آج افراسیاب کیا رنگ لاتا ہی اب آپمین ہمسے تمسے ملاقات ہو یا نہو اپنے اپنے کام مین چست و چالاک ہو جاؤ برق نے جواب دیا خلیفہ صاحب آج سے کل تک مین نے سنا ہی کہ خرا جگزار آئینگے جنگی فوجین ہمراہ لائینگے اب خلیفہ صاحب فرداً فرداً الگ ہو جاؤ اپنا اپنا رنگ عیاری کا جماؤ آپسمین صلاحین کرکے یا تو پانچون مثل حواس خمسہ ایک جگہ تھے پانچون عیاری مین پانچ ہین مثل برگ خزان رسیدہ فرداً فرداً چلے مہتر برق فرنگی ایک ساحر مہیب کی شکل بنکر دروازے پر شہر ناپرسان کے آیا

دیکھا انتہا کا اژدہام ہی دھکم دھکا ہو رہا ہی جانے والون کے کپڑے لٹے ہوتے ہین عیار رچیون کا انتظام ہی ایک ایک کو دیکھتی جاتی ہین کبھی غل مچاتی ہین ای نگہبانان در شہر ناپرسان وای ساحران نمکخواران شہنشاہ دوران دیکھو خیال رکھو عیاران لشکر اسلام اندر شہر کے نہ آنے پائین اُنکا اُستاد مارا گیا ہی شہر مین آکر غدر ڈال دینگے جسکو پائین گے قتل کرینگے انتظام دشوار ہوگا عتاب شہنشاہ نامدار ہوگا مگر برق نے گوشہ سے دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن جب ذکر قتل عمرو کرتی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی دوپٹہ اُسکے سر سے ڈھلکا جاتا ہی آئینہ رُخسار پر حیرانی زلفون کے اُلجھنے سے پریشانی ظاہر ہوتی ہی دل سے کہتا ہی ای برق ملکہ صرصر کو اُسکا ملال ہی رنڈاپا چہرے سے برس رہا ہی خداوندا یہ خبر غلط ہو مگر کیونکر اندر جاؤن ایسا نہو یہ ظالم پہچان لے گرفتار کراوے تو غضب ہو اسوقت مین کون چھڑائیگا سوائے خدا کون مدد کو آئیگا اسی فکر مین کنارے کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جوان ساحر صورت مہیب تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین سب کو للکارتا ہوا چلا آتا ہی ہٹو ہٹو کی آواز دیتا ہوا انتہا کا زبردست ہی جب ڈنڈ مار دیا چار چار تلے اوپر گر گئے برق نے پہچانا کہ خلیفہ جاتے ہین انھین کے پیچھے نکل چلو یہ سوچکر یہ بھی عقب مین چلا ملکہ صرصر شمشیر زن نے چاہا اس ساحر کو روکے ہرچند کہ پہچانا نہین مگر قصد ہوا کہ روک کر پوچھون کہ کس کے ملازم ہو کس سمت کے عازم ہو مہتر قران نے کاندھے پر ہاتھ رکھکر ٹھوکر دھکا دیا ملکہ صرصر مُنھ کے بھل گری مہتر قران و برق جست کرکے نکل گئے داخل شہر ناپرسان ہوے ایک گوشہ مین آکر ٹھہرے مہتر قران نے برق سے اشارہ کیا مین زیر نخل ٹھہرا ہون تم بارگاہ حیرت کی خبر لاؤ دیکھو وہان کیا رنگ ہی برق نے قصد کیا تھا کہ ترطپ کر بڑھے دیکھا سامنے سے ایک جوگی جٹائین خاکستری چھوٹی ہوئی لوہے کے کنڈل کانون مین کرڑبری ڈاڑھی بھبھوت بدن پر ملے ہوے خاک کا تیلہ بنا ہوا اکتارہ ہاتھ مین دو چیلے پشت پر ایک کے ہاتھ مین کھنجری دوسرا ہاتھ سے تال دیتا ہوا جو دونون کا گرو ہی اکتارا بجاکر بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہی مہتر قران نے پہچانا کہ چالاک و جانسوز و فرخام شیر دل بھی اندر شہر کے آ گئے آپسمین اشارے ہوے پانچون پانچ سمت گئے مگر برق فرنگی جادوگر بنا ہوا بارگاہ ملکہ حیرت پر آیا دیکھا چوبدار یساول حاجب دربان قطار

باندھے کھڑے ہین ایک سمت کرگدن ہاے آتشین مرکبھاے پرند شیران جنگی ٹہل رہے ہین برق دیکھتا بھالتا سر جھکائے ہوے دربارگاہ پر پہونچا دیکھا پردہ زربفتی کھنچا ہی ایک ساحر زبردست بادۂ کفر و نخوت سے مست درگہ سالاری کے ذنگل پر بیٹھا ہی آنے جانے والون کو روکتا ہی برق فرنگی پہلے تو اُسکا پھر حاضر حاضر کہکے بلا تکلف اندر پہونچا دیکھا ملکہ حیرت جادو بصد زیب و زینت تخت پر جلوہ فرما ہی گرداگرد سات سو شاہزادیان سونے چاندی کی کرسیون پر بیٹھی ہین افراسیاب کا تخت خالی ہی اُسپر غاشیہ پڑا ہی ملکہ صنعت سحر ساز و سرما برف انداز وابریق کوہ شگاف تینون وزیر باتدبیر بیچ بارگاہ مین کھڑے ٹہل رہے ہین دریاے آتشبار سحر مین غوطہ زن ہین ملکہ حیرت سے عرض پیرا ہین کہ حضور بارہ پہر کا وقفہ ہی ابھی تک خراجگذارون کی آمدنہین شروع ہوئی ملکہ حیرت نے کہا آج سے کل تک سب پہونچ جاوینگے دیکھو دور سے ابر فیروزی اُٹھا ہی جاکر خیمے بارگاہین آراستہ کرو جو سردار آئے موافق حقیقت کے اُسکا سامان کرو دیکھیے شہر ناپرسان مین کیونکر تاجداران اولوالعزم ٹھہر سکتے ہین صنعت سحر ساز نے کہا حضور ہمنے رعایا کے بھی مکان خالی کرا لیے ہین یہ کہکر صنعت آگے بڑھی برق بھی دیکھنے لگا دیکھا ابر فیروزی قریب آیا یکایک شق ہوا دیکھا تخت فیروزنگار پر ایک نازنین ماہ پیکر تاج شہر یاری بر سر چہرہ مثل ماہ الور بڑی بڑی انکھڑیان دلدوزی پر آمادہ تیر مژگان تختۂ سیم پیشانی ابروئیچہ ہاے اصفہانی قد موزون مصرعۂ دیوان حسن و ملاحت خوبصورت نیک سیرت ابیات

عجب شکل اُسکی دل آویز تھی
حیا ساتھ اُسکے بلاخیز تھی
قد ناز کا سرو طوبی غلام
نسیم چمن پائمالِ خرام
جبین بدر تھی اور ابرو ہلال
بسر چشم تھی اور مردم غزال
نظر دام دلہاے برنا و پیر
مژہ تیر و بینی چو پیکان تیر
دہن درج یاقوت و دندان گہر
زبان پارۂ لعل و کان دُرر
صدف گوش تھے اور بناگوش در
گلا سی گلو از مے حسن پُر
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمان
وہ ساعد تھے دو شمعِ بزم جمال
نہ تھا سینہ تھا بحر حسن شراب
دو پستان اُسی بحر کے دو حباب
وہ آئینۂ پشت کی آبرو
دکھائے رخِ شاہد آرزو
نظر مین جو آتی نہ تھی وہ کمر
کمر ہی نہ تھی تھی وہ تارِ نظر
وہ لوحِ شکم صبح امید تھی
تھی ناف وہ قرص خورشید تھی
اب آگے تو اے خامہ گرداب ہی
یہان سے تو بچنا ہی آداب ہی

وہ پائے نگارین تھے جو موج گل | کفِ پائے رنگین تھے جون برگ گل | وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا

وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا مسدس

کف الخضیب ہی کفکف نور کا لقب
آنکھین جو فرش راہ کرون شوق کے سبب

تلوؤن نکو روے مہر نہ پہونچے بعد تعب
تار نظر ہو خار نزاکت ہی یہ غضب

بوسہ کا وہم مین جو تصور یہان ہوا
تلوؤن مین صاف رنگ حنا کا عیان ہوا

قامت وہ حشر جس سے قیامت ہو پائمال
تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال

سرو بہشت لکھون تو ہو راستی کمال
شاعین سخن مین نکلین جو طوبی سے مدن مثال

فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو
قد قامت الصلوۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو سلے
آرام مثل برق کسی جا پہ وہ نہ لے

انسان کیا ملک کے جگر مین قدم تلے
محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح چلے

چلتے ہین ایسی چال کہ ہل چل جہان مین ہو
شور نشور جن و بشر کے گمان مین ہو

فیروزی جو طرازیب جسم پشت پر دولاکھ ساحران جنگ آزما ایک ایک سحر و ساحری مین یکتا طائران پرند پر سوار وہ تخت آکر اُترا ملکہ صنعت بغلگیر ہوئی ہاتھ تھام لیا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے لیچلی پوچھا کہ ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش آنے مین کیون عرصہ ہوا کیا باعث تھا فیروزہ نے کہا بوا صنعت ایسا تاکید کا نامہ پہونچا مین شکارگاہ مین تھی جلدی مین جریدہ چلی آئی وہی دولاکھ فوج جو شکار مین ہمراہ تھی اُسکے سوا اور سامان نہ کرسکی یہ باتین کرتی ہوئی ملکہ فیروزہ بصد جوش و خروش اندر بارگاہ کے آئی ملکہ حیرت جادو کو نذر دی پہلو مین بیٹھنے کو کرسی ملی سرمار برق انداز و ابریق کوہ شگاف کو حکم ہوا انکی فوج کو جاکر بہ آرام تمام اُتروا دو جگہ معقول انکے واسطے تجویز کرو خبردار کسی کو تکلیف ہونے پاے سرمار و ابریق دونون بموجب حکم کے باہر آئے ملکہ صنعت سحر ساز نے دیکھا اور ایک ابر سیاہ اُٹھا زمین و آسمان دھنوان دھار ہوگیا

دھوئین کا آسمان تیار ہو گیا اُسمین شعلہ ہاے آتشین چمکتے ہوے صاف معلوم ہوتا ہی کہ
شب تاریک مین جگنو پھر رہے ہین شعلہ ہاے سرکش زمین پر گر رہے ہین دُھوئین کا زمین
و آسمان بنگیا چاہ بابل کا نشان دیتا تھا عاشقان زلف سیاہ دود آہ جانتے تھے کوئی کہتا
تھا یہ پہاڑ ہی یا سیہ بختون کی قسمت کا بگاڑ ہی وہ ابر بھی قریب بارگاہ کے آکر یکایک شق ہوا
دیکھا ایک ساحر سیہ فام دُخان سیہ رو نام آتش خو آتش مزاج مردود بارگاہ کبریا جہنم کا
کندا ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ساتھ تخت سے سیہ بخت کود املکہ صنعت سحر ساز نے صاحب سلامت
کر کے بارگاہ ملکہ حیرت مین پہونچایا دُخان سیہ رو نے نذر دی خلعت مرحمت ہوا ایک جانب
دلگل پر آ کے یہ بھی بیٹھا کارگزارون کو حکم ہوا اہالیان لشکر کو جگہ معقول دو برق فرنگی نے
دیکھا ان ساحرون کے اُترنے کی نوبت نہین آئی ہی کہ زیر آسمان یکایک طوفان نوح
برپا ہوا ایک دریاے قہار پر سر ہوا جوش مارتا ہوا ظاہر ہوا نہنگان خون آشام ماہیان
سمن اندام گھڑیال مگر خوش حال اُس دریاے قہار مین اُچھلتے موج مین کلیل کرتے ہوے
ظاہر ہو کر غوطے مارتے ہین کبھی ڈوبتے ہین کبھی اُبھرتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تمام
دنیا ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی کیونکر کشتی حیات پار ہوگی سامان سلاح جنگ اُس دریا
سے آشکار ہر گرداب سپر مدور ہر موج شمشیر پر جوہر سطحہ آب مقام کارزار ہر حباب چشم پر عتاب
مچھلیان تیر دلدوز پلہ سنان جگر سوز باشندگان شہر ناپرسان کو خیال اب سب ڈوب جائینگے
اِس دریاے قیامت خیز سے کیونکر امان پائینگے لیکن جون جون دریا قریب آتا ہی مختصر ہوتا جاتا ہی
قریب شہر ناپرسان آکر دریا معدوم ہوا گردن سحر پر سوار ایک غدار معلوم ہوا مندیل وزارت سر پر
قطرہ ہاے آب اُنگلیون سے ٹپکتے ہوے تمام لباس پانی مین تر منہ دریے آبرو ہوا پر پشت پر
سات لاکھ ساحران غدار ہزبر ہاے آتشین پر سوار اژدرہاے آتشین پر اثاثہ بارگاہ زربفتی کا
لدا ہوا سر پر بیحیا کے علم سیاہ کھلا ہوا ملکہ صنعت نے بمحبت آواز دی ای دوست صادق ای محب
واثق ای آبروے ساحران نامی ای دُر صدف بحر خوش کلامی ای امواج بن گرداب آدم خوار تمھارے
بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ نیلم کب تشریف لائینگے ملکہ عالم بہت مشتاق ہین یہ سنتے ہی امواج
مسکرایا تخت سے کود پڑا پہلو مین اسکے نوجوان بیٹا صاحب شوکت و ہوش لطمہ صد گوش

دریانوش زوجہ اسکی حسین وخوبرو مواج جادو کی دختر نہایت پرفن ملکہ لطغوطہ زن مصاحب اسکے حباب خونریز و مرغاب فتنہ انگیز وسرخاب کلنگ سوار و نہنگ آتشبار مواج بن گرداب کو حلقہ مین لیے ہوے ملکہ صنعت کو مواج بن گرداب نے جواب دیا ای صاحب راز و نیاز ای ملکہ صنعت سحر ساز فرمان شاہنشاہی ایسے وقت پر پہونچا کہ شہنشاہ نیلم کا ارادہ شکار کا تھا فوراً مابدولت کو حکم کیا جلدی مین اٹالہ بارگاہ کالدوایا صرف سات لاکھ ساحر لیکر شباشب آیا کسی مقام پر نہین ٹھہرا شہنشاہ بھی تشریف لاتے ہین بارگاہ استادکرا ؤن شہنشاہ کو بروقت تشریف آوری تکلیف نہو مواج بن گرداب یہ باتین کر رہا تھا کہ کئی ہزار نقارون پر چوب پڑی سب نے دیکھا شہنشاہ نیلم بصد جاہ وحشم تخت جواہر نگار پر سوار پشت پر بارہ لاکھ ساحران ناہنجار بدکردار ہیمون وار مرکب ہاے سحر پر سوار صداے یا سامری و جمشید زمین کو ہلاتی تھی فوج کی کثرت سے گاوزمین تھراتی تھی ایک جانب نازنینان خوشرو سمن عذار قمر پیکر نازک اندام زہرہ جبین طاوسان زرین بال سے اُترین شہنشاہ نیلم تخت سے اُترا نقارے بجے دمامے گڑگڑائے صنعت مع کل فوج کے براے سلام اُس ناکام کے خم ہوئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ صنعت کو قریب بلایا بہ شفقت ومحبت ہاتھ پشت پر رکھا پوچھا مزاج اچھا رہا صنعت نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی دعاے دولت مین مصروف رہتی ہون شہنشاہ نیلم نے کہا تمنے تو اب ہمارے پاس آنا بالکل چھوڑا مابدولت کی محبت سے منھ موڑا صنعت نے کہا ای شہنشاہ آپ کو طلسم ہوش ربا کا حال بھی معلوم ہی آٹھ پہر لڑائی جھگڑا ہی شر وفتنہ فساد برپا ہی لاکھون آدمی ملازمان شہنشاہی معرض تباہی مین آیا صدہا ملک قبضہ سے نکل گئے مسلمانون نے ایسے ایسے سردار قتل ہوے جنکا عدیل ونظیر ممکن نہین ہی مین نے اکثر اپنے سحر مین سب کو پھنسایا کوکب روشنضمیر نے مدد بھیجکر بچایا عیار تو قیامت کے پرکالے ہین چُن چُن کے سردارون کو مارا میان باغبان قدرت بھی شریک مسلمان ہین طلسم ہوش ربا کی تباہی کے سامان ہین کس کس خیرخواہ شہنشاہ کا نام لون شرم آتی ہی ای شہنشاہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی سرزمین ہوش ربا مقام جنگ وجدل ہی عملداری مین خلل ہی شہنشاہ نیلم نے مسکرا کر جواب دیا شہنشاہ اُن سب کو قتل کیون نہین کرڈالتے مابدولت سے فرمایئن ای صنعت مجکو تو یہ

دماغ کہان کہ بذات خود میدان کارزار مین جاؤن کھڑے ہوکر اپنے لونڈی غلامون سے لڑوان
مگر اپنے وزیر خوش تدبیر دریادل مواج بن گرداب سے اشارہ کردونگا سب کو ڈبو دیگا اُبھرنا مشکل
ہوگا دہن اژدر لب ساحل ہوگا اُسکے سحر کے حباب تھپڑے گولیان ہین موجہ دریاے سحر شمشیر آبدار
ایک پہر بھر مین باغیون کو مٹا دیگا صنعت نے شرما کر سر جھکا لیا کہا بہت بجا ارشاد ہوا اب مسلمان
ایسے ہنین ہین کہ جنپر کوئی یکایک غالب آئے بڑے بڑے سامان ہین ارکین سلطنت شاہنشاہ اُنکے
شریک ہین سلطنت وزارت فوج ولشکر ملک ومال جاہ وجلال سب کچھ اُنکے پاس موجود ہی شہنشاہ
نیلم نے ہنسکر کہا تیرے دل پر سکۂ رعب مسلمانان جمگیا ہی نام سے مسلمان کے رنگ اُڑتا ہی اِسی
حیلہ مین مابدولت تشریف لائے ہین انتظام معقول کر دینگے جنگل لاشہاے مسلمانان سے بھر دینگے
اے صنعت ہم وہ ہین کہ اپنے ولی نعمت شہنشاہ لاچین صاحب شوکت کو گرفتار کرادیا سلطنت کو
اُنکی مثل نقش پا مٹا دیا یہ بیچارے کیا چیز ہین شہنشاہ افراسیاب کے منتظم بے تمیز ہین یہ کہتا ہوا
مع چار سو سرداران زبردست اندر بارگاہ حیرت کے آیا براے تعظیم شہنشاہ نیلم حیرت تخت سے
اُٹھی چچا جان کہکے لپٹ گئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ حیرت کو گلے لگالیا مسکرا کر کہا بی بی تخت پر بیٹھو
ہمارے واسطے دنگل منگاؤ حیرت نے برابر پایۂ چہارم تخت کے دنگل جواہر نگار بچھوایا اُسپر
شہنشاہ نیلم جب بیٹھ چکا تب حیرت متمکن ہوئی سرداران شہنشاہ نیلم اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
بارگاہ ملکہ حیرت تاجداران اولوالعزم سے معمور ہوتی جاتی ہی شہنشاہ نیلم بیٹھکر لاف وگزاف
کرنے لگا کبھی ملکہ حیرت کو سمجھاتا ہی نام مہرخ وبہار سنکر بہت جھلاتا ہی کہتا ہی بی بی حیرت جادو
نمکحرامون کا میرے سامنے نام نہ لو مابدولت کو بہت ناگوار ہوتا ہی اب ہم شہنشاہ کا کہنا مانینگے
اپنے ہاتھ سے انتظام کرکے جائینگے مہتر برق فرنگی سامان فوج شہنشاہ نیلم دیکھکر گھبرا گیا دل
سے کہتا ہی خداوندا ان ظالمون کے شر سے ملکہ مہرخ وغیرہ کو بچانا گھبرایا ہوا باہر بارگاہ کے آیا
دیکھا کہ دوڑے ہوے ہرکارے ہانپتے ہوے کانپتے ہوے برق نے پوچھا بھائیو خیر تو ہی اُنھون
نے جواب دیا اے بھائی صفدر وصف شکن شہنشاہ توسن کی آمد ہی اس کروفر سے آیا ہی ابلق چرخ
اُسکا جاہ وجلال دیکھکر تھرّایا ہی برق نے کہا وہ بھیجا کیا ہی توسن نام ہی فقط لقمان کا ٹرا ہی اُسپر بھی
سواری گا ٹھینگے دانہ گھاس بند کر دینگے چونکہ ساحر بنا ہوا ہی ملازمان حیرت سے باتین کرتا ہوا باہر

نکلا خبر آمد شہنشاہ توسن کی سُنکر ملکہ حیرت جادو باہر نکل آئی خود شہنشاہ نیلم انتظار مین آکر ٹھہرا یہ
مالک زندان خانہ طلسمی ہی اسکا سب پاس کرتے ہین صاف تو یہ ہی کہ ڈرتے ہین نیلم ملکہ
حیرت سے کہ رہا ہی ہمارے بھائی صاحب تشریف لاتے ہین ملکہ عالم ہم دونون بھائیون نے
ملکہ تمھارے شوہر کو بادشاہ بنایا شہنشاہ کا آباد گھر مٹایا تحفہ جات چرا چرا کر نکالے راستے طلسم کے
بتائے مگر شہنشاہ لاچین ایسا بادشاہ جلیل ساحر زبردست تھا کہ سلطنت بگڑ جانے پر سالہا سال
لڑا ایسا ایسا معرکہ پڑا کہ ایک ایک دن مین دس دس لاکھ ساحرون کا کھیت ہوا صدہا شہر ایسے
ویران ہوئے کہ جنکا آباد ہونا دشوار ہی مابدولت کا بیان کرنا بیکار ہی اس عدالت ولیاقت سے
شہنشاہ لاچین نے سلطنت کی ہر گلی کوچہ گلزار رہتا تھا مظلوم ظالم کے ظلم سے رنج وملال نہ سہتا تھا
مگر سامری جمشید کو یہ منظور ہوا شہنشاہ افراسیاب بادشاہ ہوئے اب انکو عیش وسرور سے
کام ہی ای وزیر باتدبیر اسکا بد انجام ہی تم نے بھی زمانہ کے نشیب وفراز دیکھے آنکھون کے سامنے
کیسے کیسے آباد گھر مٹ گئے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار گل کی رعنائی بے اعتبار بقول شاعر نظم

دنیائے بے ثبات مین کسکو قیام ہی
جمشید کس جگہ ہی کہان اُسکا جام ہی

ہان چار روز کے لیے یہ اژدحام ہی
عمر روان ہی توسن چالاک خافلو

اور نگ جم ہی اور نہ سکندر کا آئنہ
توسن بھی اسطرح کا کہ جو بے لگام ہی

سمعنت کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ عجب عبرت آمیز حیرت خیز آپ نے
کلمات فرمائے آنکھون کے سامنے ناپائداری دنیا پھر گئی جاہ وحشم کی خواہش نگاہون سے گر گئی
اب ہمارا غفلت وغرور پیشہ ہی آٹھ پہر تباہی ملک ومال کا اندیشہ ہی اس حیلہ سے آپ تشریف لائے
ہین آپ کے بھائی صاحب بھی آئے ہین دونون صاحب ملکے اس طلسم کو مٹا دیجیے سرکشون
کو اپنے دست زبردست سے سزا دیجیے نیلم اچھا اچھا کہکے سر ہلا رہا ہی کبر ونخوت سے تاج کو سر پہ
کج کرتا ہی کہ دیکھا سامنے سے شتر سوار چوبدار سامان ماہی ومراتب ظاہر ہوا ملکہ حیرت نے کہا شہنشاہ
توسن آئے یہ کہکر مع وزرا وامرا مع شہنشاہ نیلم دمواج بن گرداب چند قدم آگے بڑھی
بعد نکلنے سامان تزک کے سات سو علم سیاہ رنگ نشان کفر وضلالت پیدا ہوئے علمدار
علمون کو جلوہ دیتے ہوئے ایک جانب ٹھہرے یکایک صدا ہٹو بچو کی بلند ہوئی آگے قرق زنجیر
کھینچتی ہوئی پلٹنین رسالے وردیان زرق برق کی سوار پیدل پہنے ہوئے رسالے کے آگے

رسالہ دار پشت پر سوار مرکب دورکابے اونچی بنے ہوئے مرکبون پر نقارے نقارچیون کی وردیان بنات سلطانی کی کارزردوزی سے درست ہرخورد وکلان اپنے اپنے کام پر چالاک وچست کمیدان اپنی پلٹن کے آگے تاشنے بجتے ہوئے ایک جانب شہنانواز بصد سوز وگداز بھیرو ین کی تانین اُڑاتے ہوئے ٹھریان غزلین گاتے ہوئے

غزل

نہ آہ مجھ سے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین ۔ وہ ننگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین

کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین ۔ ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین

بتون سے ہوتے ہین ہم سجدہ کرکے طالب وصل ۔ دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین

پکارتی ہی محبت جو بیٹھے چپ بھی ہین ۔ یہ ڈھنگ جلد تر افشائے راز کرتے ہین

لبون تک آتے ہین ویسے جو ضعف مین نالے ۔ شکایت رہِ دور و دراز کرتے ہین

نہ بند کر درِ مسجد کو مجھپر ای زاہد ۔ مرے گناہ درِ توبہ باز کرتے ہین

وہ شوخ کہتا ہی مجھکو بنا کے بے پردا ۔ نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین

کہین نظر نہ لگے آئنہ کی ڈرتا ہون ۔ نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین

گلا نہ کھیجوائے دامنِ شبِ ہجران ۔ کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین

وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا ۔ کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین

بگاڑے قبر کو پامال کرکے عاشق کی ۔ ملا کے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین

نہ بخت خوش نہ دل ای عشق بے اثر تجھسے ۔ بگڑ بگڑ کے سگلے کارساز کرتے ہین

بصد نیاز اُٹھاتا ہی خنجرِ قاتل ۔ شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین

جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے ۔ خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

تمام سامان شاہانہ گرداگرد صدہا نقیب آوازین لگاتا ہوا مصرعہ پڑھے عمر ودولت قدم بقدم تخت جواہرنگار پر توسن جادو بصد نخوت وغرور کئی ہزار مصاحب رفیق ساحر بے نظیر ندیم وزیر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑے تکلف سے سواری شہنشاہ توسن کی پہونچی شہنشاہ نیلم بھائی صاحب کہکر پڑھا ہاتھ تھام کے تخت سے اُتار کئی سو پنڈت برہمن اشلوک پڑھتے ساعت نیک وبد بچارتے ہوئے ہر ایک چوراہے پر پوریان تِل آنبے ہوئے چنے دوڑ دوڑ کر

رکھنے لگے نیلم ہاتھ تھام کر شہنشاہ توسن کو لیے ہوے طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے بڑھا حیرت
نے بھی آگے بڑھکر سلام کیا صنعت نے بڑھکر دعائین دین وزیر امیر پشت پر حیرت و نیلم برابر
برابر اس کر و فر سے داخل بارگاہ حیرت جادو ہوا بیچ مین تخت حیرت ایک پہلو مین تخت شہنشاہ
نیلم ایک جانب شہنشاہ توسن کے واسطے تخت آراستہ ہوا حیرت جادو تخت پر بیٹھی اب کئی سو
تاجداروں کا مجمع ہی سرداران زبردست ساحران بدمست کا کیا شمار ہی بارگاہ حیرت معمور ہی برق
یہ سامان دیکھکر باہر نکلا دیکھا چالاک بن عمرو چوبدار کی صورت بنا ہوا عصا چاندی کا ہاتھ مین
لباس معقول زیب جسم کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی برق ساحر بنا ہوا قریب آیا آپس مین آنکھین ملین اشارے
ہوے مجمع سے الگ آئے برق نے کہا کیون مرشد زادے تمنے یہ سامان دیکھا اب تو شہر
ناپرسان مین بارہ کوس تک تل رکھنے کی جگہ نہین ہی اور ابھی سنتے ہین سردار تاجدار آنے کو باقی ہین
چالاک نے کہا ای برق فرنگی قفس جسم مین روح گھبراتی ہی عجب طرح کی حیرت ہی فلاک آمادۂ
بدعت ہی اس مجمع مین ساحرون کے تہرخ و بہار زیردار اسد نامدار ہیونچ سکینگی بارہ کوس پر
روک لیجائینگی ہوا کا گذر دشوار ہی مگر قبلہ و کعبہ کو تلاش کرو اگر زندہ ہین تو اس مجمع مین ضرور
ہونگے یہان تو فرداً فرداً تاجدار چلے آتے ہین بارگاہ مین جماؤ ہی اب چلکر بیرون شہر ناپرسان انبوہ
خلائق کا سامان دیکھنا چاہیے ابھی ایک ساحر ذکر کر رہا تھا کہ مہینہ بھر پیشتر سے واسطے حاضری
اس جلسہ کے بنام تاجداران جلیل اشتہار جاری ہوے تھے دو کا مذار بھی طلب ہوے ہین
در شہر سے تا بہ کوہ مرجان بڑے تکلف سے میلہ آراستہ ہوا ہی براے انتظام داروغہ کارگزار تھانہ دار
چلے آتے ہین ہر طرف یہی دھوم ہی ملکۂ عالم نے حکم دیا ہی اس جشن مین خبردار کسی کا نقصان ہونے
پاے بڑے تکلف سے انتظام ہو جاے چور گرہ کٹ نہ آنے پائین جب سرحد مین قدم رکھین مقید
ہو جائین انجام جلسہ تک قید مین رہین جو خطائین سہین ایک خبر یہ بھی سنی ہی زیر کوہ مرجان براے انتظام
آمد مسلمانان فوجین جا کر اتری ہین خبردار مقرر ہی حکم ہو چکا ہی کہ جب مسلمانون مین کمر بندی ہو
فوراً خبر ہو جاے بڑھکر فوج شہنشاہی باغیون کو روکے آگے نہ بڑھنے دے سرحد کوہ مرجان سے
آگے بڑھ کر جنگ و جدل ہو ہمارے جشن مین نہ خلل ہو سب کد و کاوش بیکار ہی آپس مین صلاحین
کرتے ہوے چلے راہ مین قران و جانسوز و ضرغام بھی ملے ایک نے ایک سے اشارے

کنائے سے حالات آمد شہنشاہ نیلم و شہنشاہ قوسن ظاہر کیا قران نے اشارہ کیا اپنے پیدا
کرنے والے کو یاد کرو یہان سے بازار مین چلو مین نے اسوقت دور سے بازار جوہری فروشان
مین ایک تاجر جلیل ضعیف کو دیکھا مین قریب نہ جاسکا اُس مقام پر زیادہ ساحرون کا جماؤ تھا
ایک طرف سے اُستانی آتی تھین گھبرا کر ہٹ آیا بخوبی پہچان نہ سکا یقین ہی کہ اُستاد والا نژاد
تھے جوہریون کی دوکان دوکان پھر رہے تھے چالاک نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ قبابہ و کعبہ نے
قتل کا شعبدہ کیا مگر اِس حال کا ظاہر کرنا مناسب نہین ہی کوئی صورت ایسی کرو کہ ہمسے
اُنسے ملاقات ہوجاے چالاک نے کہا بھائیو الگ رہو ایک ساتھ نہ چلو عیارے بچیان
پھر رہی ہین آنکھ ملتے ہی پہچان جاتی ہین کئی مرتبہ سامنا ہوا جان بچا کر نکل آئے خدا اُن
ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہ کہکر پانچون پھر الگ ہوے کوئی بشکل تاجر کوئی بصورت
چوبدار کوئی ہرکارے کی صورت بنا خبرین لیتا ہوا مگر مہتر قران نے رنگ روغن عیاری کا
لگایا کوتوالی چبوترے کے سپاہی بنکر تیار ہوے نیلی ٹوپی سر پر دھوتر کا انگرکھا گاڑھے کا
گھٹنا چادرہ گاڑھے کا کمر سے بندھا ہوا سپر کہنہ پشت پر تلوار پرانے چمڑے کی نیام کی کوٹھی گرگئی
ہی پیپلا نکلا ہوا اِس کیفیت سے سر جھکا کر طرف بازار کے دیکھتے بھالتے ایک بلندی پر آکر ٹھہرے
دیکھا زیر گنبد نور فوجین بیشمار خیمون بارگاہون مین سردار گوش بر آواز بیٹھے تھے کہ ذرا آمد
آمد مسلمانان کی خبر سنتین جا پڑین دمبدم مجمع فوج بڑھتا جاتا ہی اُٹھارہ سو ملک کے خراجگزار
تاجدار چلے آتے ہین جو تاجدار آیا لشکر کو اُتارا ایک وزیر چند مشیر ہمراہ لیے جاکر داخل بارگاہ
حیرت ہوا اب مہتر قران یہ دیکھکر حیران ہوگیا ہی دل کانپ رہا ہی دل سے کہتا ہی افراسیاب
کی کتنی بڑی سلطنت ہی افراسیاب کی عملداری کی بڑی وسعت ہی کیونکر غرور نہ کرے نخوت اُس
بیحیا کی بیجا نہین ہی زمین کانپ رہی ہی اور پھر فوج آرہی ہی دیکھیے آمد فوج کا کب اختتام ہوتا
ہی اب مہتر قران ٹہلتے ہوے ٹیکرے سے اُترے دیکھا اول بازار جوہر فروشان برابر
کئی ہزار دوکان ایک ایک جوہری حسین و خوبصورت سرخ سبز و زرد کپاسی پگڑیان سرون پر
لباس پر تکلف پہنے ہوے سامنے وہ جواہر اعلے اور بیش قیمت ڈھیر ہی کہ جوہری فلک
یک چشمۂ آفتاب کو آنکھ پر رکھکر بصد حسرت دیکھ رہا ہی کسی جگہ گوہر بے بہا بحرین کے تاجران

جلیل غوطہ خور اُنکے ہمراہ مین لیکر آئے ہین مول تول کر رہے ہین جوہر شناس جمع ہین دلال بیچ مین گھسے آتے ہین رنگ ڈھنگ سنگ مین دھبا لگاتے ہین خریدارون پر مشتری فلک کو رشک ہی ایک ایک موتی معشوقان خوش چشم کا اشک ہی ضیاے الماس جگر مین جگہ کرتی ہی اگر دیکھ پائین رشک سے ہیرا کھائین یاقوت احمر خوش رنگ عاشقون کا لخت جگر اشک خونی سے بہتر و برتر نگینے موزون شہر نگینہ والون کے اُسکو دیکھکر جگر خون نیلم نایاب چرخ نیلی جسکو دیکھکر بیتاب زمرد ریحانی پر معشوقان سبزہ رنگ کی جان جاتی ہی سبز بختون کی طبیعت گھبراتی ہی ہر گوشے سے یہ صدا آتی ہی شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر ٭ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ٭ سبز سبز نگینے سبز بختان چمن پر طعن کرتے ہین سبزہ درختون کا اُنکی محبت کا دم بھرتے ہین عقیق یمنی شجری پھولون کے رنگ کو مٹاتا ہی یہ نگینہ جسکے ہاتھ مین ہوتا اثر دکھاتا ہی بلاے ارضی و سماوی سے بچاتا ہی ایک جانب صراف جوانان سیمتن زردار مالدار کوٹھی وال ہنڈویان سکرتی ہین حساب اصل و سود بہی کھاتون پر لکھے جاتے ہین مدت کے دیے ہوے قرضے چلے آتے ہین ایک نے کہا سیٹھ صاحب اصل کا روپیہ موجود ہی گماشتے نے جواب دیا کہ سود کی تکرار ہے سود ہی گورے گورے لڑکے پاس بیٹھے ہین شوخ و شنگ کندن سے رنگ سونے کے بالے وضع کے نرالے اُسمین مروارید بے بہا کانون پر چڑھے ہاتھ مین طلائی کڑے کردھنی کمر مین ناپ تول نظر مین سونے چاندی کی تھیلیان رکھی ہین روپیہ حاصل کرنے کی خوب لذتین چکھی ہین ایک جانب دکانین بزاز کی کان کرشمہ و ناز کی دکان پر رشتہ دارون کا جماؤ دلالون کا بگاڑ بناؤ گلبدن نایاب اطلس چرخ کو جس سے حجاب تنزیب نین سکھ جس سے دیکھکر دل کو چین آنکھون کو سکھ ایک ایک تھان نفیس لینے والے رئیس ہر طرح کا کپڑا موجود ہی ململ ڈھاکے کا جو تنگ خاندان ہی اُنکا عیب ڈھانکا ہر دکان پر گھوڑے کے تھان کے اکثر بیان ہین یہان ایک دکان پر صدہا تھان ہین ریشمی کپڑون کے طاقے بیشمار پھولدار اطلس باغ پر بہار اگر چھینٹ سے برسات مین آنکھ لڑ جاے خریدار پکارے مجھپر چھینٹ نہ پڑ جاے ایک جانب گلفروش بسے ہوے ہار ہاتھون پر کمر کسے ہوے آواز دیتے ہین ہار جو بہی بیلے کا دل بس جاے البیلے کا طرہ یہی بازار خوب خریدار محبوب ایک جانب دکانین بھٹیارون کی تحت بلند پائین دل پسند صورتین بھولی بھولی

چہرے ماہ آسمان حسن و رعنائی قد موزون شمشاد حدیقۂ زیبائی زیور عمدہ نفیس پہلوؤن مین جوان جوان جلیبس جوڑے ترچھے ادائین بانکی گڑگڑیان سنہری سرخ نیچے شان وشوکت سے اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین جوان نشہ باز معشوقون کے دمساز نشیلی آنکھین طرے چڑھ رہے ہین دم جو پڑے نشے تیز ہوے اشعار پڑھنے لگے پکار اُٹھے شعر نہ آ زاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون کے رندون مین + پیارے دم ہی کا تو فرق ہی مردون و زندون مین + دوسرے نے جھوم کے جواب دیا بھائی کیا فقرہ کہا جوانون کا تو یہ اعتقاد ہی کسی کامل کا ایک شعر یاد ہی شعر نہ آ زاہد کے دم مین تو اگر کچھ دھن کا پکا ہی + بہشت اک باغ ہی دوزخ کا بھی اک شرعی دھرلکا ہی + بھائی دنیا مین چار پیغمبر آئے چارون آپس مین بھائی ہین دو کے معتقد زاہدان خانہ خراب و شیخ بدلیاقت و دو کے معتقد ہم لوگ جوانان بیباک چست و چالاک بھائیو سمجھ لو وہ کون ہین نماز روزہ بھنگ گوزہ سر جھکانا غل مچانا انکو مبارک

مطلع حضرت مصنف

اللہ کا کرم رہے رندونکے حال پر
قاضی پر آفت آئے بلا کو توال پر
تلوار لیکے ہاتھ مین اکڑ و بھرائی جو
عاشق ہوے ہین ہم تو اسی چال ڈھال پر

بھائیو ہم لوگ خدا کے پیارے ہین نشہ باز بھولے بھالے مزاج نرالے رنگیلے طرحدار دم مار نیولون مین تو یہ ہنگامے ہین بھنگیڑن معشوق مزاج عاشقون کے سر کا تاج جو روز کے پینے والے ہین وہ تخت پر آ بیٹھے ساقی سے ساقی ملگئے اُس گلعذار نے مسکرا کر بات کی نہال ہو گئے غنچۂ آرزو کھلگئے گنڈا اُٹھا کر پھینکا کہا جانی آج تو چور کر دو پیڑو کی پلوا دو ایک دم لگواؤ نشہ کا اُتار ہی فصل بارش کی بہار ہی سینے پر کیا اُبھار ہی دم لگا کر اور زیادہ اکڑے تعریفین سراپا کی ہونےلگین ہماری بھنگیڑن حسن مین بے نظیر ہی چہرہ رشک ماہ منیر ہی ابروے خمدار ذبح کرتے ہین ان نشیلی آنکھون پر ہم مرتے ہین ای محبوب جانی یار جاودانی گھر بار جان و مال سب تجھ پر نثار کرین خوب نشہ ہوا کیا دم لگا اکھو تو سر کاٹ کے قدمون پر رکھدین دوسرا گنڈا الواور چلم بھرو اُس نے مسکرا کر پیسے اُٹھا لیے پنجۂ نگارین سے چرس جمانے لگی دم مارنے والے بول اُٹھے کشمیر نہ پلا نا سا لجھا ٹکا جمانا زیر تخت ڈھاناک کے بجل جل رہے ہین نوکر غرقی باندھے وہ ابھی اگلا چاہنے والا نشہ مین چور ہاتھ بڑھا کر چلم لی بجل کی آگ چھوٹی چھوٹی جمائی میان کے سامنے حاضر کی میان نے کڑکڑا کے دم لگایا بالشت بھر لو اُٹھی طرف نوکر کے متوجہ ہوے کہا بھائی پیتے تو بھی دم

لگائے نشہ جمالے اسنے پھر حقہ منھ پر رکھا یہ فقرہ ہنسکر کہا بھائیو چرس کہتی ہی کھانسی کرون کھترہ کرون اسپر بھی پینے والا نہ مرے تو مین کیا کرون اِس بازار مین بڑے ہنگامے ہین اِن معشوقان طناز سراپا ناز کے حالات حسن وخوبی رقم کرون کلام کو زیادہ طول ہو مشتاق ملول ہو مگر عجب جلسہ ہی ڈھولک بج رہی ہی شعر خوانی کا ہنگامہ ہی مطلع اشعار خمسے رباعیات پڑھ رہے ہین بعضے جلکر کہتے ہین میان کیا خاموش ہو میان آتش صاحب کا واسوخت پڑھو شعر سے شعر لڑے ابکی چودھوین کو مشاعرہ ہوگا اُستاد مٹرو مدار بخش آئینگے حسو خان فیض آبادی سے تکرار بڑی ہی بڑی یاد کر کے آیا ہی بارہ بارہ پہر پڑھتا ہی ہمین چار دن کی یاد ہی شیخ گھسیٹا ہمارا استاد ہی اب اسوقت تمام میلہ جوش وخروش پر ہی اٹھارہ سو ملک کا آدمی جمع ہی راہ سے نکلنا دشوار ہی ایسا جلسہ خوشنما میلہ کبھی نگاہ سے نہین گذرا نظم مصنف

اس جلسہ کا منتظم قمر ہی
جو صورت مہر جلوہ گر ہے
میلہ کا رقم کرون وہ سامان
ہون آئنہ وار لوگ حیران
مضمون کے گہر دہن سے اُگلون
حاسد کا ہو رشک سے جگر خون
میلہ ہی یہ اِک نئے فشن کا
حسین کہ سمان ہی سب چمن کا
کیا کیا خوش رو و گلبدن ہین
رشک نسرین و یاسمن ہین
پہنے ہوئے سب لباس پرزر
ترچھی سکھے کلاہ سر پر
کھائے ہوئے پان کی گلوری
ہر غنچہ دہن کے منھ پہ سرخی
ہونٹھون پہ کوئی مسی لگائے
سوسن کو بھی جس سے شرم آئے
وہ نرگس چشم سرمہ آلود
مژگان ناوک سے تیز افزود
کس ناز سے ہر طرف خرامان
دل بانکی ادا پہ جنکے قربان
اِک سمت کو چانڈو پینے والے
بانو ہاتھون مین ہین سنبھالے
مجمع افیونیون کا اِک جا
جنکے اوصاف سب ہین زیبا
بیٹھے ہین بچھائے اپنی دریان
نظارہ کنان ہین جنکی پریان
جسکی کوئی بیٹھا گھولتا ہی
کانٹے مین نگہ کے تولتا ہی
گنا کوئی چھیلتا ہی بیٹھا
ہی کوئی مزہ گزک کا چکھتا
مغلی کہین چاے بن رہی ہی
کشمیری کہین پہ چھن رہی ہی
اک سمت ہین ساقتون کی پالین
دم دیکھے نگاہ جن پہ ڈالین
چلمون پہ چرس کی پڑتے ہین دم
مشعل سے نہین ہی جسکی لو کم
دم مار کسی نے دیکے گنڈا
گاڑا نشہ کا اسنے جھنڈا
دکانین تنبولنون کی اک سو
بانکی ترچھی حسین و خوش رو
عیاش کمال کھیلی کھائی
پہنے ہوئے زیور طلائی
ہنس ہنس کے اگال اِک پہ پھینکا

دکھلایا کسی کو مُرط کے ٹھینگا
کرتی ہین کسی سے کہکے یہ چاپل
رنگ اپنا کوئی جما رہا ہی
جھبڑون مین دھرے ہین آنکے کیلے
لہنگا پھڑکا کے پانوٗن دھرنا
آوازین ہین اسطرح لگاتے
اک جا پہ مٹھائی کا ہی جوبن
پیڑا یہ فی امرتیان ہین
کیا ذائقے دال موٹھ کے ہین
پانی کی یہ ہی سبیل پیاسو
جل ٹھنڈا یہ پی لے آکے جھٹ پٹ
یہ بالیان بجلیان یہ کنگن
کیا ہار کھلے ہین موتیا کے

چونا کسی یار کے لگا یا
بیڑا اب کھائیے میرے مکھ لال
اک سمت ہین کبڑ مین شکیلہ
کہتی ہین ڈبل کے تین لیلے
بیٹھے ہین کسی جگہ کبابی
لے لونگ چڑے کباب کلیجے
شیرین سخنی سے وہ دُکاندار
لڈو عمدہ جلیبیان ہین
سقّے بھی کٹورون کو بجا کر
گرمی مین کلیجہ ٹھنڈا کر لو
کہتے ہین یہ گلفروش ہنسکر
یہ جھمکا یہ بدھی اور یہ جوشن

ہنس ہنس کے کسی کا خون بہایا
بیڑا کوئی لیکے کھا رہا ہی
صورت مین حسین اور جہیلہ
یارون سے اشارے بازی کرنا
چہرے جنکے ہین آفتابی
اک بیچ رہا ہی حلوا سوہن
کہتے ہین پکار کر یہ ہر بار
اک کہتا ہی لڈو سونٹھ کے ہین
کہتے ہین یہ شور وغل مچا کر
ہی ڈولونکی باجھونکے کھٹ پٹ
گہنا پھولون کا ہی معطر
کہتے ہین کبھی صدا لگا کے

عیاران طرار یہ تماشا دیکھتے ہوے صورتین بدلے جان کا ڈر مگر ہر مقام پر جانا بھی ضرور ہی اپنے اُستاد کو ڈھونڈھنا منظور ہی ایک جانب جو آئے دیکھا عجب ہنگامہ ہی ایک جوان گھنٹی بجا کے پکار رہا ہی ایک پیسا ٹکٹ نقل کی اصل دکھا دین اب جو آ گئے

بڑھا دیکھا نظم مصنف
ہی لاگ کہین پہ سر کٹے کی
انداز طلسم جا بجا ہی
جی چاہتا ہی کہ گھر بنائین
یارب طالع کو اسکے چمکا
بابان کسی جا گنگ رہا ہی
طنبورے کی ہی کہین پہ نوبت
گاتی ہی کوئی غزل قمر کی

ٹھیٹر کا کوئی جمائے ہی رنگ
حیران ہوا جسنے شکل دیکھی
کیا میلا ہی واہ اور جلسہ
رات آج کی شب ہین گنوائین
اک سمت ہین رنڈیونکے ڈیرے
سارنگی کا سُر جمک رہا ہی
خالی کوئی گنگنا رہی ہی
اور کوئی ہی منتظر سحر کی

بجتا ہی کہین رباب مُرچنگ
ہر جا آپسمین تذکرا ہی
دیکھا کرے بس بغور جلسہ
یہ سب ہی قمر کے دم کا جلوا
عیّاش کھڑے ہوے ہین گھیرے
بجتی ہی کہین ستار کی گت
ہر ساز سے اک ملا رہی ہی
غزل مصنف قمر

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین — راحت سے ہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے — ای دام کشو دیکھو صیاد اِسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل مین نے کہے اُنسے — باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچہ کی ترے کھینچی — فردوس اُٹھا لایا شداد اِسے کہتے ہین
ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین — قول اہل سخن کا ہی اُستاد اسے کہتے ہین

تماش بین جمع ہین مجرا ہو رہا ہی نازنینان مہ جبین شوخ و شنگ طرار فرار ناز کرشمہ چتون مین ڈوبی ہوئین مست ہین اُنکے بانکے چاہنے والے قریب بیٹھے ہین فرمائش ہو رہی ہی بی لذت بخش کوئی ٹھمری کوئی غزل گاؤ نمکینی دکھاؤ ہم تو مدت تک مشتری کے خریدار رہے ہین جس دن سے وہ خانہ نشین ہوئین لطف غزل کا اُٹھ گیا گانے کا مزہ جاتا رہا اُنکی فصاحت و بلاغت کی کیا تعریف کرین خود صاحب تصنیف موزون مزاج گائنون کے سرکا تاج نائکہ نے جھلا کر جواب دیا خیاب رسالدار صاحب خطا معاف اس چھوکری کے شہرے ہین یہ بھی شعر نظم کرتی ہین تبانے مین طاق شہرۂ آفاق ہان چھوکری جو کل غزل یاد کی ہی بہاگ کے ذہن مین سنا دے برق چمکا دے رسالدار صاحب بڑی دور سے آئے ہین ہمیشہ خط آیا کرتا تھا اشتیاق نامے آپ کے رکھے ہین ہم تو انھین کی تحریر پر آئے جلسے مین شہنشاہ افراسیاب کے بڑے مزے اُٹھائے یہان تو اک ہنگامہ ہی میلہ کا ہے کو جھمیلا ہی میان داروغہ ارباب النشاط نے کل سے صرف ایک مرتبہ دو خوان کھانے کے پہونچائے یہان پچاس آدمی ساتھ ہین ٹٹو گھوڑے بہلیان انبا صرف ہو رہا ہی یہ سنکر رسالدار صاحب بھول گئے ساری شہسواری بھول گئے کمر سے نوٹ سو روپیہ کا نکالا پیش کیا کہا بی لذت بخش صاحب آپ تو ہماری مہمان ہین اِس جلسہ مین تشریف لانے کے ہم پر احسان ہین نائکہ نوچی دونون خوش ہوئین سازندون نے کہا رسالدار صاحب سامری جمشید سلامت رکھین بی لذت بخش گاؤ ہم رسالدار صاحب کو مدت سے جانتے ہین بہت کچھ دینگے خوش کرکے یہان سے بھیجینگے روپیہ ملنے سے بی لذت بخش کو بھی مزا ملا غنچۂ آرزو کھلا چہرہ مثل گل کے سرخ ہو گیا مسکرا کر گنگنانا ئین یہ غزل شروع کی

غزل

عشق مین رسوا جوانی آہ و زاری ہوگئی — کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہوگئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی
غیر پر گرتے کو بجلی بیقراری ہوگئی

پہلے تھا بیزار جب سے اسکے تم خواہان ہوے
مجکو بھی اسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریہ حسرت سے اور آنکھوں سے جو تھی رسم و راہ
بعد مدت پھر مری فرقت مین جاری ہوگئی

اسکے در سے مر کے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش اپنی کیون اجبا پر نہ بھاری ہوگئی

آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی

وصل مین دل ہو مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی

کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی

نازول کیا تھے اُٹھائے غیر کے احسان تک
ختم تیرے ناتوان پر بُردباری ہوگئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہی قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہم سے وضعداری ہوگئی

دل پکڑ لیتا ہی دشمن جب تڑپتا ہی جلال
اُسکی بیتابی ہو کیا شوخی تمہاری ہوگئی

دیگر

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
میرے روٹھے کو منا لائیگی حسرت میری

نہ رکین غیر کے روکے سے بھی یا رب اکدن
اِدھر آنے مین وہ بنجائین طبیعت میری

جان دے کر یہی کہتا ہون انھین کچھ نہ دیا
حوصلہ میرا ہی دل میرا ہی ہمت میری

ناتوانی کا گلہ مجھسے ہو کیا تاب ای عشق
شکوہ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری

آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مرجانے دو
خود ٹھہرتے ہو نہ منظور ہی رخصت میری

یار آیا ہی شب وعدہ کہ تصویر اُسکی
دیکھتا ہی کوئی بیٹھا ہوا صورت میری

ٹھوکر اک لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین وہ
آلگی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری

بیخبر عشق دو عالم سے کیے دیتا ہی
دل سے کہتا ہون خبر لیجیے حضرت میری

روئے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے
وہ تو ہنستے بھی نہین سُنکے مصیبت میری

مُنہہ لگائین تو سمجھ کر کے لگائین مجکو
کچھ نہ بن آئیگا بگڑے گی جو عادت میری

یار کو ڈھونڈھ نکالین گی یہ آنکھین ہی جلال
کچھ پتا دل کا لگائیگی تو حسرت میری

اِس غزل پر تو اُس قاتل عالم نے کبھی مارا کبھی جلایا ایک ایک شعر کو سو سو طرح تبایا تبانے مین کبھی جنگل کبھی باغ دیوانہ بن کبھی نقشہ محبوب کبھی صورت مطلوب کبھی سینہ پر ہاتھ رکھکے

سسکیان بھرنا کبھی سامنے مشتاقون کے مچلنا کبھی دل عاشق پاسے نگارین سے ملنا اب تو روپیہ اشرفی برسنے لگا بیل بڑھنے لگی کہین ایک بنیا مہاجن بیچارا آفت کا مارا اس جلسہ مین آپھنسا رسالدار نے پانچ دیے اُسنے دس پھینکے رسالدار بیچارے دس کماتے ہین پچاس اُٹھاتے ہین آج جلسہ کے خرچ کے واسطے سود و سو روپیہ قرض لیکر چلے تھے وہ دیکھتے دیکھتے کچھ بازار مین صرف ہوا مہاجن نے جب ٹینٹ ٹٹولا یہ گھبرائے چاہا مہاجن کی جیب مین سے نکالکر تلوار دیدین نائکہ نے چٹکی لی مٹھی روپیون کی پہلو مین رکھدی اشارہ کیا ہمسے لیتے جاؤ بی لذت بخش کو دیتے جاؤ بنیئے کو لٹنے دو ہمارا نفع اُسکا نقصان تمھارا ہمپر احسان رسالدار صاحب یا تو بدلگامی کرنے کو تھے قدم تھم گئے اب تو بیل دینے پر جم گئے بنیا دم بھر مین لُٹ گیا آخر چوتڑ جھاڑ کے بی امیر بخش سلام کہہ کے اُٹھ بھاگا بعد اُسکے جانے کے ہنسی دل لگی ہونے لگی اسیطرح دس آتے ہین پانچ جاتے ہین سازندے سازکر کرکے تماش بینون کو لگا کے لاتے ہین جو بانکا ترچھا ملا اُسکا ہاتھ پکڑلیا کہا حضور دکھن سے ایک بائی آئی ہی کیا خوب گاتی ہی چلکر دو چیزین سُنیے اِس کوچہ مین جو آیا لُٹا ہنستا ہوا آیا روتا ہوا گیا بعض تو خرچی چکا کر رہے ہین بعض خرچی چکاتے ہین ساٹھ کے یارون سے کہہ رہے ہین بھائی یاران ہم ہمیشہ یہی کھیل کھیلتے ہین ایک شب سے زیادہ دوسری شب رنڈی کے یہان نہین آتے تین سو کسبیون کے نام فرد پر لکھے ہین گھر پر روز خانگیون کی ڈولیان آتی ہین اوباش گرستون کو لگا لاتے ہین ہر خیمہ مین رنڈیون کے یہی ہنگامہ ہی کہین سوز کہین ساز کہین راز کہین نیاز عیاران لشکر اسلام ہر سمت جاتے ہین خواجہ عمرو کی تلاش ہی مقام سے جو کسبیون کے بڑھے ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ کلان استادہ ہی اُسمین نوجوان نوجوان جمع ہین دف بج رہا ہی خیال میر شوکت حسین صاحب سحر کے باواز بلند گائے جاتے ہین —

بجتا ہی رباب اور مرچنگ
طرے والے ہین کچھ نرالے
دارے کا جما ہوا ہی اک رنگ
کچھ دارا بجا کے گا رہے ہین
کچھ بیٹھے ہین اُسمین کلغی والے
کچھ جھوم کے تان اُڑا رہے ہین

گاتے ہین خیال یہ سحر کا
جلوہ جبین ہی سب قمر کا

خیال تلازمۂ بسنت شاعر بنظیر عالی استعداد جناب میر شوکت حسین صاحب المتخلص بہ سحر جوک پہلا

بسنت آیا ہی شور ہر سو ہی بلبلون کا ہر اک چمن مین
وہ پھولا ٹیسو لگی ہی آتش چنار جلتے ہین سارے بن مین
سمایا ہی رنگ زعفرانی ہر ایک نسرین و نسترن مین
خدا کی قدرت کا ہی تماشا کہ زردی آئی ہی یاسمن مین
ہی بیلا البیلا پن دکھاتا کہ زرد پوشاک ہی بدن مین
چنبیلی کیا گل کھلا رہی ہی چٹک ہی غنچہ کی ہر سخن مین
نہین ہین پھولے سماتے غنچے خوشی کے مارے خود اپنے تن مین
بھرے ہین گلچین کی جھولیون مین وہ پھول بکھرے جو تھے چمن مین

دی ہی خبر بہار کی لا کر نسیم نے
صیاد کو ڈرایا ہی امید و بیم نے
قطعہ
مہکا دیا چمن کو گلون کی شمیم نے
شادی رچائی بلبلون کے دل دو نیم نے

شگفتگی کا بھرا ہی پانی ہر ایک تھالی کے بھی لگن مین

چوک دوسرا تلازمہ بسنت مصنفہ سحر

مثال یرقان ہی چشم نرگس ابھی ہی البیلی بالے پن مین
کہ ٹکٹکی بھی لگی ہوئی ہی گلون پہ حسرت ہی انجمن مین
اشارے چنبیا سے ہو رہے ہین کہ آئی تو بھی اب اِس وطن مین
بسنتی پوشاک ہی جو پہنے بہار کیا آ گئی چمن مین
نہین ہی جوہی کا کام یان کچھ سمائیگا موتیا نہ من مین
بہار گیندے کی آج کل ہی بسنت آیا ہی ہر چمن مین

اُجڑا ہوا چمن یہ پھر آباد ہو گیا
شادان ہر ایک بلبل ناشاد ہو گیا
قطعہ
استادہ پیشوائی کو شمشاد ہو گیا
پژمردہ غم سے اب دل صیاد ہو گیا

خوشی سے سنبل کو وجد یہ ہی اکڑ رہا ہی وہ بانکپن مین

چوک تیسرا مصنفہ سحر

بسنت کا رنگ جم گیا ہی حلب مین تاتار مین ختن مین

ہر ایک دشت وجبال و بر مین ہر ایک دریا مین اور چمن مین
بسنتی سبزہ ہی یون روش پر عقیق یا زرد ہین یمن مین
یہ زعفرانی ہی فرش مخمل گاون کی خاطر ہر اک چمن مین
کہین پہ ہی شور فاختہ کا کہین پہ قمری ہی ہر سخن مین
کھلا ہوا پھول یا کہ غنچہ کہین پہ بلبل کے ہی دہن مین

قطعہ
دیکھو ہزار رنگ پہ گلزار آج ہی
اب تخت زعفرانی کی بھی احتیاج ہی
مرغان خوش نوا کا فلک پر مزاج ہی
ہر گلبدن کے سر پہ بسنتی جو تاج ہی

نہین ہی کھوٹا کھرا ہی ہر گل ہر ایک ثابت قدم چمن مین

چوک چوتھا مع تخلص استادان خیال

رسا لگر کا بھی زعفرانی لباس تو عمدہ ہی بدن مین
مداری کپڑے بسنتی پہنے ہوے ہین داخل اِس انجمن مین
اگر ہی ہیرا کا لال چہرہ پہ زرد پوشاک ہی بدن مین
وہ ٹھاٹھ عاشق علی کے دیکھو اکڑتے آتے ہین بانکپن مین
گئی خزان اور بہار آئی سحر ہمارے بھی اب چمن مین
اسی سے شہرہ ہی لکھنؤ کا یمن مین چین مین حلب ختن مین

قطعہ
چرچا رہیگا چنگ و سرود و رباب کا
دورہ وہ ہر طرف کو شراب و کباب کا
دھرپت کی تان راگ خیالِ خباب کا
پیری مین آج اُٹھیگا مزہ کچھ شباب کا

یہ رات گذریگی عیش مین سب لپٹینگے پہلوے گلبدن مین

اِس جلسہ کو دیکھکر جوان کمسن پیر عقیل فہیم اوصاف مین مصروف ہین کہ کس کامل نے یہ رنگ جمایا ہی کیا کیا خیال ہین غزل کا بھی لطف ہی ٹھمری کا مزہ ہی مصنف نے کیا کام کیا ہی بڑا خون جگر کھایا ہی کس کس مضمون کے خیال نظم فرمائے ہین باغ پر بہار سامنے بنا کر دکھائے ہین کیا فصل بسنت کے مضامین دل نشین ہین پڑھنے والے بھی جوانان فصاحت آئین ہین جی چاہتا ہی صبح تک بیان سحر کے خیال سنین یہان سے قدم نہ ہٹائین عیاران لشکر اسلام اس مقام پر بھی دیر تک ٹھہرے

خواجہ عمرو کی چہار جانب جستجو کی اس چمن مین بھی اپنے پھول کی بو نہ پائی آگے بڑھے ایک جا بہت بڑے جمگھٹے دیکھے جوانان شیر دل کی آواز آرہی ہی ہاہو کے نعرون سے زمین تھرا رہی ہی کسی سے پوچھا اس مقام پر کیا جلسہ ہی ایک نے کہا بھائی اسی مقام پر تو سارا میلہ ہی اول صاحبان آبرو پیروان حضرت خضر والیاس حق شناس نیک اساس دریا دل پاک از زشتی شہر نا پرسان کے سارے بہشتی حق نیوش مشک بدوش بجوش وخروش آکر جمع ہوئے ہین ایک جانب ظاہر کے میلے دل کے اُجلے جنکی ذات سے تمام وضیع وشریف سفید پوش ہوتے ہین کثافت لباس کو دہوتے ہین صاحبان شست وشو خوشخو صاحب حسن وخوبی سارے شہر کے دھوبی آکر ڈٹے ہین دونون فرقون مین معرکے پڑ گئے ہین کیا کیا عمدہ عمدہ کھنڈ گاتے ہین جو نہین سمجھتے ہین وہ اُسکو پا کھنڈ بتاتے ہین اگر ٹھہر کر سنیئن صاحب فراست سمجھین سنو یان دلچسپ معنا ہین عمدہ شاعران نامی نے اسطور مین نظم کیا ہی ان صاحبون کو یاد کرادیا ہی یہی سب جوان گاتے ہین ہر میلے مین آتے ہین عیارون کو اشتیاق ہوا اس جلسہ مین آکر پہونچے دیکھا بڑی بڑی انٹیٹین بجائے فرش رکھی ہین ایک جانب سقے کھاروے کی لنگیان دُہری مرزائی پگڑیان سرون پر نری کے جوتے ڈٹے ہوئے ہین دوسری جانب دُھوبیون کا پرا جما ہوا ہی انگرکھے جامدانی کے اُجلے صاف وشفاف پائجامے ہین سکھ کے مگر میلے ایک پائچہ چڑھا ہوا ایک اُترا ہوا تیوریون پر بل پڑا ہوا ہاتھون مین چاندی کے کڑے گلے مین نقرئی زنجیرین گلوریان کھائے ہوئے کنٹھے دار جوتی چڑھائے ہوئے دونون فرقے ڈٹے ہوئے ہین بڑے لطف سے یہ کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب سحر کے گارہے ہین کھنڈ

دھوبی سقونکے ہین مقابل
سر سے وہ منڈاسے ہین اُتارے
سب کھنڈ کے گانے پر ہین مائل
گاتے ہین یہ کھنڈ ہاتھ پھیلا
اُجلے میلے ہین دھوبی سارے
دیتے ہین جواب دھوبی چھیلا

کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب تخلص سحر لکھنوی اول سوال سقون کا

ایک کامل اُنمین آگے بڑھا اپنے کان پر ہاتھ رکھکر پکارا

ہان ہان او میرے میان

سنو بھائی دو چار سقون کے نارے
اب عاشق کے دل ہین بہت بیقرارے

صبا نے کیے جو چمن مین اشارے
تو غنچے چٹک کر یکایک پکارے
چلو بلبلو آئی ہے اب بہارے

جواب دھوبیون کا

ایک دھوبی بھی آگے بڑھا اور یہ نعرا مارا

ہان ہان او میرے پیارے

خوشی سے نہ بن گل جو پھولے سماتے
تو مرغان گلشن مین اترانے آتے
اکڑ کر ہین شمشاد جوبن دکھاتے
خبر لا کے پیک چمن مین سناتے
کہو باغبانسے کہ گلشن سنوارے

دوسرا سوال سقون کا

صنم آج گر وصل ہو تو مزا ہی
گھٹا چھائی ہی اور چمن پر فضا ہی
مئے لالہ گون بادل پر صفا ہی
بھرے جام ساقی یہی کہہ رہا ہی
کہ پہلے شراب تو کچھ ہو خمارے

ارے او میرے میان

تو میرا ہی دلدار | مین تیرا بچپن کا یار | پیارے جلدی آؤ | عاشق کے گلے لگ جاؤ

جواب دھوبیون کا

فلک نے مرے حال پر رحم کھایا
کہ وہ ماہرو میرے گھر آج آیا
مجھے سادہ پن یار جانی کا بھایا
کہ آتے ہی مجکو گلے سے لگایا
سحر کا دماغ اب فلک پر ہی بارے

او میرے میان

تو میرا ہی پیارا | مین نے تجھ پر جی اپنا وارا | دل تیرے نذر کیا | حسن تیرا مول لیا

سامعین مین چرچے ہو رہے ہین کہ آج تیسرا دن ہی سقے دھوبیون کی جان کو کلپ رہے ہین بیڑا کرنے پر آمادہ ہین کہتے ہین خوب گندی کرینگے انکی استری لینگے دھوبی پاٹہ کرینگے جب تو پیچ مین آئینگے ایک کہتا ہی بھائی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ادھر دھوبی بھی جوش مین کہتے ہین ہم

بہشتیون کو سوندن مین ٹوالینگے ڈول مشک چھوڑ کر بھاگین گے خاک پھانکتے ہین ابھی سے کنوین جھانکتے ہین اب آبرو پہ بنیگی ہمارے اِنکے خوب چھنیگی پناہ پانی مشکل ہوگی ہمارے اُنکے تکرار لب ساحل ہوگی عیاران لشکر اسلام نے ہر ایک مقام پر ٹھہر کر تلاش عمرو کی اب تک ملاقات نہوئی ایکطرف بازار مین دیکھا بڑا ہنگامہ ہی مُرچڑے چاقو ہاتھ مین سر پر چرکے لگے ہوے خون بہاکر پیسہ لیتے ہین بڑا کمال حاصل کیا ہی ایک پیسہ اُنکا خونبہا ہی ایک جانب گرزمار و فقیر بین لگائین پیسہ لیا ایک طرف شیدی بنے جھجھنے ہاتھ مین شلنگین لگا رہے ہین جہان اڑے گنڈا لیکر ٹلے ایک مقام پر ستھرے شاہی فقیر بے پرواہی ڈنڈے بجاکے یہ بانی کہ رہے ہین قطعہ یعنی بانی

صدقہ نانک شاہ کا بھنڈارے بھرپور | جگ جگ جیسے لاڑہی بڑھتی ہر دم جاہی
آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی گھر پر برسے نور | شاد ہو روح سامری کہتے ستھرے شاہی

عجب رنگ پر میلہ ہی گل شہرون کے دکاندار ہر مقام پر نئے طور کی بہار خریدار بیوپاری وہ اشیاء نادرہ کہ مشتری فلک جان دیکے خریدے سکندر ایسا بادشاہ اگر اِس میلے مین آئے مثل آئینہ حیران ہو جائے جمشید نے کبھی ایسا جلسہ آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا جام جہان نما مین آغاز و انجام اُس نیکنام کو ثابت نہوتا کاسہ ہائے چینی دکانون کے اُسکے جام سے بہتر جا بجا جلسون مین نازنینان حور پیکر آٹھ پہر مین میلہ خوب جما ہی دکانین نہایت لطف سے آراستہ تاجرون کے اسباب تکلف سے پیراستہ کوچہ ہائے بازار دلچسپ سے کوچۂ زلف محبوب کا نشان ملتا ہی غنچۂ آرزوے عاشقان اس بازار رشک گلزار کو دیکھکر کھلتا ہی دکانون مین تصویرین دلپذیر اگر مانی و بہزاد ہوتے آہ کھینچتے یا تصویر کشی سے ہاتھ کھینچتے اگر کسی عاشق مزاج کا اُس کوچہ مین گذر ہوتا تصویرونکو دیکھکر مثل تصویر تصور خاموش حیرت کا جوش

تعریف میلہ و بازار نظم دلچسپ مین یہ نظم بھرتی نہین ہی نہایت پاک وصاف ہی بے تکلف میلے کا نظم اوصاف ہے

کہان ایسی بازار آئینہ بند | دکانین ہین ایسی کہان دلپسند | جو بازار ہین یوسفتان حسن
دکانین نظر آتی ہین کان حسن | سجاوٹ دکانون کی ایسی پری | کہ سو جان سے ہونگے مشتری
کبھی ایسے سوداگر آئے نہ تھے | کبھی مال تاجر یہ لائے نہ تھے | گرانمایہ ہین جتنے اسباب ہین
سب اشیا و اجناس نایاب ہین | کبھی تھین نہ ایسی خریداریان | نہ ہر جنس کی گرم بازاریان

ہر اک شے جواہر کی تولون بکی
ہر اک چیز یوسف کے مولون بکی
کسی مال کا مایۂ جان ہی مول
کسی جنس کا نقد سامان ہو مول
کوئی چیز وہ جسکی قیمت ہو دل
سمجھتا ہی مفلس غنیمت ہی دل
کسی سمت بزازہ آراستہ
کسی سمت صرافہ پیراستہ
کہین جوہری ہین لگائے دکان
دکانین ہین آنکی جواہر کی کان
دکانین کہین شیشہ آلات کی
جہان ڈھنگ شوخی خیالات کی
ندیکھے سنتے یہ شیشہ پر بہار
نہ کی تھی کبھی سیر مینا نگار
وہ جلوہ دکھاتی تھین مرد نگیان
کہ بھولے نگہ اپنی نیرنگیان
مینا بار ایسے مصفا کنول
بجھا ہو تو روشن ہو دلکا کنول
صفا خیز سب آئینے نور کے
دل آویز سب جھاڑ بلور کے
کہین جلوہ آرا ہے مینائے سبز
فلک عکس سے جسکے ہو جا سبز
کہین شیشۂ سبز پر تو فگن
بناوے جو میلے کا گل پیرہن
کہین ہین وہ ہمثل حلوا فروش
سمجھے جنھین من و سلوا فروش
بیان کیجیے کیا مٹھائی کا لطف
دکھاتی ہی شیرین ادائی کا لطف
جلیبی مزے شیرہ جان کے دے
اگر امرتی کھائے امرت نہ لے
بھرے خرمے کتنے نزاکت سرشت
پسند آئے حورونکو جو در بہشت
جو قند مکرر مین آیا مزہ
وہ شیرین لبونمین نہ پایا مزہ
لگائے ہوے ہین کہین مطنجی
دکانین طبقہائے نعمات کی
چھنی ہین وہان نعمتین بیشمار
مطنجن مزعفر مربے اچار
کبابی جہان بھونتے ہین کباب
وہین آکے پیتے ہین میکش شراب
کبابون کی گرمی مین کیا گفتگو
کہ بے چین کر دیتی ہی جنکی بو
کہین پھول والون کا بازار ہی
دہان کی ہوا آنکھ بھی گلہار ہی
نرالی ہی خشبو نیا موتیا
عجائب ہی جوہی عجب موگرا
چنبیلی کی کثرت ہی بیلے کا جوش
وہین پر زیادہ ہی میلے کا جوش
دکانین کہین دور تک عطر کی
بساتی ہی کپڑے مہک عطر کی
کسی عطر مین ہی گل تر کی بو
کسی عطر مین سنبل تر کی بو
کسی بو پہ مائل نسیم چمن
کسی بو پہ عاشق شمیم چمن
کوئی نکہت ایسی کہ لیجائے ہوش
کسی بو سے بیہوش کو آئے ہوش
تنبولن بھی بیٹھی ہی اک شوخ و شنگ
جمائے ہوے شل پان اپنا رنگ
یہ سرسبزی حسن کا حال ہی
زبان جسکی تعریف مین لال ہی
جسے وہ گلوری بنا کر کھلائے
وہ خود قتل کا اپنے بیڑا اٹھائے
کسی سمت ساقن کے جوبن کی دھوم
تماشائیون کا اسی جا ہجوم
حقیقت مین دان ہی سمان نغر کا
کھنچا ہی وہان سائبان نور کا
وہ شوخ و پری رو وہین جلوہ گر
ادھر کچھ جوان حسین کچھ ادھر
جسے بھر کے حقہ پلاتی ہی وہ

دھوین اُس جوانکے اڑاتی ہو وہ عیاران جانباز ہر جلسہ مین جاتے ہین جلسہ دیکھنے کا کسکو ہوش ہی دریاے مصیبت کا جوش صاف یہ ہی کہ سارے میلے کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین چھان ڈالا ابھی تک تو کہین پتا نملا ناگاہ سلطان انجم سپاہ پر شکست کے سامان نظر آئے ستار چرخ نیلی فام پر چھلملائے فوج شعاع نیر اعظم کی بصد شد و مد معرکہ میدان فلک پہ آمد آمد ہوئی شہنشاہ ظلمت کو مقابلہ و مجادلہ کی کد ہوئی ہر چند چاہا جوانان سیارگان کو میدان رزم مین جماؤن شان و شوکت و جلالت دکھاؤن لیکن صاف ثابت ہوا کہ وقت تنگ ہی شہنشاہ زرین پوش اقلیم روز آمادہ جنگ ہی آخر قلعۂ مغرب مین جاکر محصور ہوا داخلۂ فوج ضیاے آفتاب عالمتاب سے ظلمت کدہ عالم پر نور ہوا

نظم مصنف

بر آمد ہوا شاہ گیتی فروز | چمکنے لگے ذرہ ہاے زمین
درخشندہ کال ہوا روے روز | منور ہوا صاف چرخ برین
بر آمد ہوا مہر با عز و شان | طیوران صحرا ہوے نغمہ خوان

عیاران اسلام بیقرار و ناکام شہر ناپرسان سے متردد و پریشان

نکلے لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ مین آئے دیکھا لشکر مین شب سے کمر بندی ہی اپنے اپنے افسرون کے ساتھ خیمون مین بارگاہون مین جمع ہین اشارون کے مشتاق ہین جرأت و شوکت مین طاق ہین عیار بارگاہ مہرخ مین آئے دیکھا ملکہ مہرخ تخت پر کرسیون پر شاہ و شہریار زادیان بصد کر و فر دریاے سلاح جنگ مین غوطہ مارے ہوے آمادۂ جانبازی مصروف ذکر جلالت ہمد غازی عیار دعا و ثناے شاہنشاہی بجالائے عرض کی ای غازیان صف شکن وای تہور شعاران شمشیر زن کل صبح کو آپکی خدمت سے رخصت ہوے تھے آٹھ پہر شہر ناپرسان مین رہے جو کچھ کہ آنکھون سے دیکھا کیا عرض کرین از شہر ناپرسان تا کوہ بکور فوجون کے جھگڑے ہین سرداران افراسیاب مع فوجہاے جنگی آ گئے ہین پیک نگاہ کا گزرنا دشوار ہی ہر ایک بجیا آمادہ حرب و پیکار ہی ملکہ مہرخ نے کہا ہمین مرنا جان دینا ہی مرنے والے کے نزدیک ایک ور کرور برابر ہین ای عیاران خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی کہین ملے یا نہین چالاک نے کہا کہ ابھی تک زیارت نصیب نہین ہوئی بہت کوشش کی مہتر قران نے کہا وہ فکر سے غافل نہونگے خدا انکو زندہ رکھے جامع المتفرقین اُنسے ملائے زیارت سے مشرف ہون صرف آپ صاحبون کو خبر کرنے آئے تھے خدا حافظ پھر جاتے ہین اب صبح کو اگر حیات باقی ہی زندہ ملینگے ورنہ لاشے ہمارے زیر دار اسد نامدار پڑے ہونگے

ملکہ مہرخ نے کہا آج کی شب شب قیامت ہی چند ہزار وسط سما پر جاکر ٹھہرینگے وقت کے منتظر رہینگے جب افراسیاب ہمارے آقاے نامدار کو گنبد نور سے نکالیگا جو بن پڑیگا وہ کرینگے زبان سے کچھ نہین کہتے جو منظور خداے کارساز کو مگر یار و افسوس صد ہزار افسوس ایک شب بیچ مین باقی ہی کوئی تدبیر معقول نہوئی ہاے سعادت ابدی حصول نہوئی خواجہ عمرو کا ہمسے چھوٹنا بڑا استم ہوا اگر وہ ہوتے مرنا بھی ایک تدبیر کے ساتھہ ہوتا اب خدا سے یہی عرض ہی جان دینا ہمپر فرض ہی یہ ہنگامہ دیکھکر دل پر اُس پروردۂ مہد ناز و نعم ملکہ مہ جبین الماس پوش پر کیا گذرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرتی ہوگی دھڑکون مین اُسکی جان جائیگی وہ عاشق صادق نہ بچیگی مردہ زیر گنبد نور آئیگا آخر مین افراسیاب پچھتائیگا ملکہ مہرخ نے کہا صاحبو وہ بیچارا عیش پسند نشۂ سلطنت مین چور اپنے سحر و ساحری پر مغرور اُس موے کو نہ کسی کے جینے کی خوشی نہ مرنے کا غم ہم لٹتے ہین سامان تباہی ظاہر ہی دل کے حال سے پروردگار ماہر ہی کلیجہ چیر کر کسکو دکھائین زمین شق ہو سما جائین مان نے اسکی کمسنی مین انتقال کیا خون جگر پلا پلا کر پالا اُنکی تقدیر کے نوشتے کو نہ دیکھا کہ کاتب قدرت نے کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر یہ مضمون مصیبت خیز لکھا ہی کہ چودھوان برس بھاری ہوگا جب سے یہ سال شروع ہوا ہم بلائین لیا کرتے تھے شعر چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیر + گھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہوکر + صاحبو ہر سال صدقہ اُتارتی تھی اپنی جان اُسپر وارتی تھی اس سال مین تقدیر نے بھلا دیا تصدق میری بچی پر سے نہ اُترنے پایا جس دن سے صحراے حیرت کی سلطنت ملی دل مین مجھ بد نصیب کے دھڑکن پیدا ہوئی حرامزادی لگانہ فاحشہ صندل جادو کو بچی کا نگہبان کیا مجھے درد سر پیدا ہوا کہا کرتی تھی کہ اُس فاحشہ کے اطوار دیکھکر لڑکی کو اُسکی نہ ہوا لگے ابھی کچی لکڑی ہی ہر طرف جھک سکتی ہی مین جب جاکر کہتی تھی کہ بی بی دو چار دن کو گھر چلو میرے کلبۂ احزان کو نور جمال سے منور کرو کھیل کود مین پڑی تھین کل آؤنگی کہکر ٹال دیتی تھین مین باغ کو شیشہ آلات سے آراستہ کرتی تھی دن رات انتظار مین گذر جاتا تھا جب آفتاب جمال نہ طالع ہوتا تھا بغیرت بنکر پھر جاتی تھی بلائین لیکر کلمات شکایت آمیز جو میری زبان سے نکلتے تھے صاحبو اُسکی سعادتمندی کا کیا ذکر کرون نانی امان کہکر لپٹ جاتی تھی جہان ذرا غصہ کیا رونے لگتی تھی جو تحفے ملکون سے آتے تھے چھپا کر رکھتی تھی مین کہتی تھی بی بی تمنے نہ نوش کیا جواب اُسکا یہ تھا کہ نانی امان تم بغیر ہمارے

حلق سے نہ اترا ہم تم ساتھ کھائین جب مین گئی بے کھانا کھلائے نہ آنے دیا اُس اپنی ماہ تابان کو کہان
پاؤن چیتھڑے پانؤن مین باندھ کر جنگل و صحرا مین نکل جاؤن اپنے غزال رمیدہ کو کس بن مین ڈھونڈھون
اِس بیان پر ملکہ مہرخ کی بارگاہ فلک اشتباہ مین شور گریہ وزاری بلند ہوا بہار کی ہچکی لگ گئی باغبان
قدرت نے گریبان چاک کیا ملکہ سرخ موے کا کلکشا بال نوچنے لگی شکیل جادو بھانجی کا
نام لیکر بہت رویا تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا مادر مہربان آپ کا رونا ہمسے نہین دیکھا جاتا ہم ابھی جا کر جان
دیتے ہین یہ کہکر چاہا پرپرواز پیدا کرے ملکہ مہرخ نے دامن تھام لیا کہا اے باعث قوت و توانائی قلب
و جگر اے نور نظر اب تمھارے جمال کو دیکھکر جیتے ہین ہمارے بعد جان دینا پہلے ہمکو دفن کر لینا پھر تمکو
اختیار ہے ملکہ نے کہا بیٹا ہماری وصیت آخر گوش ہوش سے سنو جسوقت ہم سبھون کا یہان خاتمہ ہو
یعنے لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مر جائین وصیت اول یہ ہے اگر ہو سکے تو لاش اُٹھانے کی تدبیر کرنا اگر
ممکن نہو اے جان مادر اپنی خدمت مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کے پہونچانا ہم
کشتگان حسرت و یاس کا بہ تفصیل سُنانا بقیہ عمر خدمت مین آقا کی بسر کرنا اُنکی غلامی کا دم بھرنا یقین کامل ہے
اپنے لونڈی غلامون کے خون کا عوض لینے طلسم ہوشربا مین ضرور آئینگے آقا کے ساتھ آنا لونڈیون کی
قبرون کا نشان بتانا عرض کرنا کہ سورۂ فاتحہ سے اپنے غمخوارون کو یاد کیجیے روحونکو شاد کیجیے شکیل
قدمون سے مان کے لپٹ کر چیخ مار کر رویا عرض کی مادر مہربان یہ آپ نے کیا نصیحت کی کیسی ہدایت
کی خدا اُس روز غلام کو نہ رکھے کہ حضور قتل ہون مین روے سیاہ لیکر خدمت مین صاحبقران کی
جاؤن اس گلشن بہجت نشان کے بربادی کی خبر سناؤن آپکے قدمون کے نیچے ہمارے واسطے بہشت
عنبر سرشت ہے ہم قدمون کو نہ چھوڑینگے آپ سے پیشتر جان دینگے ملکہ مہرخ نے گلے لگا لیا کہا اے نور نظر
تمھارے دیدار سے روح کو راحت آنکھونکو بصارت حاصل ہوتی ہے تسکین دل ہوتی ہے ہم سب ساتھ جان
دینگے اپنی فوج کو مخفی مخفی تیار رکھو شام کے منتظر رہو انشاء اللہ جلکر قیامتین برپا کرینگے دریاے خون بہا دینگے
وہ تلوار چلیگی کہ افراسیاب بھی تمام عمر یاد کریگا کیا ہم اکیلے مرینگے اُسکے خراج گزارون کے نام مٹا دینگے
سب نمکحرام جمع ہوے ہین کیا مقابلہ کرینگے بودے ہین بھاگ جائینگے پشت دکھائینگے یہ دو بچھیا
نمکحرام شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن جادو بڑے غرور کرتے ہین اپنے ولینعمت کو گرفتار کرایا نمکحرامی کر کے
عہدہ سلطنت کا پایا انشاء اللہ بحول قوت الٰہی و بعنایت فیوض نامتناہی اس ملک کو اسلام آباد

کرینگے جبھی تک مجبور ہین کہ جب تک طلسم کشا اندرون گنبد نور ہی ہر جا بنا مجبور ہی گنبد نور سے باہر تو لائے پھر تماشا دیکھیے بارہ لاکھ گلا زنجیردار مین ہوگا جب بارہ لاکھ مر لینگے تب طلسم کشا کو کفار قتل کرینگے اس مرنے مین ہفت اقلیم مین ہمارا نام ہی جان نثاران نمکخوار کا یہی کام ہی ایک دن مرنا ضروری اسطرح کے جان دینے مین روح کو راحت قلب کو سرور ہی ان کلمات جرأت آیات ملکہ مہرخ سے سب سردار اٹھ کھڑے ہوے ملکہ مہرخ سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے اگر تجھ ایسا بادشاہ ہمارے ہمراہ ہی ہمکو کیا پرواہ ہی دن بھر لشکر اسلام مین یہی کلام رہے سطح نبرد پڑے ہین باب عیش و نشاط مسدود ایک ایک تنفس جان دینے کو موجود جب دن قلیل رہا عیاران اسلام صورتین تبدیل کرکے الگ الگ شہر ناپرسان مین آئے میلہ جلسہ مدام ترقی پر ہی چالاک و برق نے اپنے کو بشکل ساحران جلیل عرصہ قلیل مین بارگاہ حیرت مین پہونچایا دیکھا مجمع تاجداران سے بارگاہ حیرت مین تل رکھنے کی جگہ نہین ہی یکایک جلسہ مین ہنگامہ ہوا ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی علامت آمد شہنشاہ ظاہر ہی اٹھارہ سو تاجدار اپنے مقام سے اٹھے بیرون بارگاہ آکر پرے جمائے برق اور چالاک بھی نگران ہین یکایک آسمان پر لکہ ہاے ابر ہفت رنگ کمال رعنائی و زیبائی سے ظاہر ہوئے سات رنگ کے ابر الگ الگ ایک جانب ابر گلنار صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یاقوت احمر کا پہاڑ ہی یا شفق پھولی یا خون برسیگا یا ظاہر ہی کہ بہرام فلک سرخ پوش ہی قہر و غضب کا جوش ہی ایک سمت لکہ ابر زعفرانی پر بہار ہی یا شگفتہ چمن زعفران زار ہی ایک طرف ابر کبود رنگ نہایت شوخ و شنگ کہین لکہ ابر سیاہ بصورت اژدر مہیب کینہ خواہ ہر لکہ ابر علیحدہ علیحدہ صنعت سحر سے انکو آراستہ کیا ہی مصنوعات ممالک ہر ابر سے ظاہر ابر سرخ کو بہ نگاہ غور دیکھو سکندر و دارا کی لڑائی کے مرقع حسن تدبیر سے آراستہ کیے صاف کھلتا ہی کہ دونون بادشاہ براے مقابلہ جمے ہوے ہین فوجون کی دھوم لشکر و نکا ہجوم بخوبی ظاہر ہوتا ہی کسی جانب مرقع مدائن تختگاہ نوشیروان بصد عظم و شان نمایان یعنی تخت سلطنت پر نوشیروان ملک العادل کسریٰ دربار سرداروں سے مملو گرداگرد شاہان خوشرو چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو دعویداران سلطنت بصد تمکنت کرور سوار کا افسر ایک سے ایک بہتر و برتر خودسر مغرور متکبر موجود ہین عیش و فرحت کا سامان رقاصان پریچہرہ حاضر جو یدار ایسا دل ناظر ساتھ ابرون مین ہفت اقلیم کا نمونہ زیر ابر مروارید تخت جواہر نگار افراسیاب تاج یاقوت نگار سر پر قباے قلمکار

زیبا جسم خود سر موتیون کے ہار گندھے یاقوت احمر کے اِکّے ولور تن الماس کے دریا سے جواہر مین غوطہ زن ابرو ون پر بل بارہ ہزار پریزادان حور نژاد طریقہ سحر وافسون مین استاد عارض چاند کے ٹکڑے ابرو ہلال عید آنکھین نرگس شہلا لب لعلین پھول کی پنکھڑیان سراپا سے شوخی عیان قریب تخت افراسیاب ساز بجتے ابر سے موتی برستے ہوئے بکبر ونخوت تمام یہ بدانجام اپنے خراجگزارون کے لشکر پر نگاہ ڈالتا ہوا جاؤ لشکرون کے دیکھکر پھولا ہوا اشل گدھے کے مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا تاج پر ہاتھ چلا جاتا ہی کجکلاہی دکھاتا ہی اس زور وشور سے آمد افراسیاب جادو ہوئی بارہ کوس کے گرد مین کوئی ایسا نہ تھا کہ جو اپنے مقام سے براے تعظیم نہ اُٹھا ہو شوالون مین گھنٹ وناقوس کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہوتا تھا اسقدر زر وجواہر لٹایا ہی کہ ایک ایک گدا غنی ہوگیا اس شان وشوکت وجلالت وہیبت سے افراسیاب کا تخت زمین پر آیا شہنشاہ توسن وشہنشاہ نیلم وغیرہ براے تسلیم جھکے افراسیاب نے لشفقت لپشت پر اُنکی ہاتھ رکھا ایک ایک کا بحبت مزاج پوچھا کل تاجدارون نے افراسیاب کو گھیر لیا اب داخل بارگاہ ہوئے افراسیاب کا تخت اکیس زینے بلند بیچ مین بچھا ہی اُسپر متمکن ہوا اٹھارہ سو تاجدار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے اِس کر وفر سے دربار افراسیاب آراستہ ہوا اُسوقت چہرے پر افراسیاب جادو کے نگاہ نہین ٹھہرتی ایک جانب ستون کی آڑ کیے کھڑے ہوئے چوبدار کی شکل پر مہتر قران بہ نگاہ حیرت دربار افراسیاب کو دیکھ رہے ہین جادوگرنیان کیسی کیسی حسین وجمیل جمع ہین پرے اِن سب کے جمے ہین تن تن کے بن بن کے سینے اُبھار اُبھار کے جمال اپنے افراسیاب کو دکھارہی ہین یہ باغ بیخزان سامنے پھولا پھلا آراستہ وپیراستہ ہی اُس مجمع مہ جبینان مین مہتر قران کی جو نگاہ پڑی ایک شعلہ عذار کو دیکھا کہ نہایت حسین کمسن زعفرانی جوڑا زیب جسم زیور کم کم دو آویزے زمرد نگار اُسکا عکس جو عارض انور پر پڑتا تھا کھیتی حسن کی سرسبز وشاداب ہوتی تھی ناز وکرشمہ دست بستہ جلو مین آنکھین دیدۂ لیل ونہار کو آنکھ دکھائین چشم نرگس شہلا کو جھپکائین

اشعار

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین
سیکڑون آنکھ طلوعین ہین یہی پیاری آنکھین

چمن وانجمن وتخلیہ وخلوت مین +
ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھین

باغ باغ اُنکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین

ارا تارا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین

مسدس

قامت وہ ہی کہ جس سے قیامت ہو پائمال سرو بہشت لکھون تو ہی راستی کمال
تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال شاخین سخن مین نکلین جو طوبیٰ سے دون مثال
فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو
قد قامت الصلوٰۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو ملے انسان کیا ملک کے جگر ہین قدم تلے
رام مثل برق کسی جا یہ وہ نہ لے محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح سے چلے
چلتے ہین ایسی چال کہ ہل چل جہان مین ہو
شور نشور جن و بشر کے گمان مین ہو

رفتار سے ہی لغزش مستانہ آشکار آمد ہی باغ خاطر احباب کی بہار
تلوون سے پیستے دل عاشق ہین بار بار ٹھوکر لگا کے مردون کو کرتے ہین ہوشیار
چٹکی مین پا ئیچے کو جو وہ تھام کر چلے
زندونکی موت کا وہ سرانجام کر چلے

مہتر قران اس زرق و برق کو دیکھکر حیران کسی مقام پر وہ شوخ و شنگ مثل برق کے قرار نہین لیتی کسی کے چٹکی لے لی کسی کا منھ چڑھایا کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو دھکا مار دیا مہتر قران بنگاہ حسرت دیکھ رہا ہی اس جمال بیمثال کو دیکھکر بیقرار ہی مہتر قران تو اس فکر مین کہ کسی طرح اس مہ جبین کو قبضہ مین کر لوں تنہا ملجاے تو گود مین اٹھا کے لے بھاگون مگر افراسیاب جادو طرف شہنشاہ نیلم و توسن جادو کے متوجہ ہوا نیلم نے دست بستہ ہو کر پوچھا اے شہنشاہ طلسم ہوشربا کو وہ نیلم پر پرچے اخبار کے پہونچے حالات ربانی طائران سحر کے سُنے کیفیت سُنکر ہوش اُڑ گئے چند عرصہ مین ایسا انقلاب ہوا تاجداران طلسم پر خداوند سامری و جمشید کا عتاب ہوا لاکھون آدمی مارا گیا بڑے بڑے معرکے مشہور ہین کہ باغی خوب خوب لڑے کسی قدر اپنی زبان فیض بنیان سے ارشاد فرمایئے کہ یہ کیا رنگ ہی ہر شخص اپنی جان سے تنگ ہی افراسیاب نے کہا اے برادر نہ انقلاب ہی نہ کوئی پیچ و تاب ہی چند لونڈیان غلام نمکحرام بدانجام باغی ہو کر عمرو کے شریک ہوے ساحر بھی اکثر مارے گئے چونکہ ابد دولت رحمدلی کو کام

فرماتے ہین وہ لوگ بچ جاتے ہین جس روز دل چاہیگا چشم زدن مین مٹا دونگا راہ عدم دکھا دونگا ایک شاہزادی ملکہ حیرت صاحب کی ہمشیرہ بی بہار جادو بہن سے لڑین غصہ مین نکل گئین شریک عمرو ہوئین بس انکا سارا پاس ہی کہ حیرت صاحبہ کو ملال ہوگا باغبان قدرت بھی باغیون مین شامل ہوا مابدولت کا کیا نقصان ہی کل اسد کو قتل کرکے اُن سب کو گرفتار کرلاؤنگا اول یقین کامل ہی کہ بعد قتل طلسم کشا رومال سے ہاتھ باندھکر سب آپ ہی چلے آئینگے خطائین معاف کرائینگے اگر نہ آئے تو ثابت ہوا کہ ستارہ اُنکا گردش مین ہی تیر اقبال کا زوال ہوا مابدولت سے بچکر کہان جائینگے یہ سُنکر نیلم نے کہا ای شہنشاہ گردون پناہ ہم دونون بھائی کیسے خیرخواہ ہین طلسم ہوش ربا کے پشت پناہ ہین رائے بیضا ضیا پر بخوبی روشن ہی ہمسے زیادہ کون اُنکا دشمن ہی جلسہ قتل طلسم کشا مین ہم دونون بھائی حاضر ہوے ہین اگر خلاف مزاج شہنشاہی نہو کل بعد قتل طلسم کشا دونون غلامان خیرخواہ کو حکم ملے کہ جاکر ایک پہر بھر مین سب کی مشکین باندھ لائین یا سر کاٹ لین دونون امر ممکن ہین یا اپنے وزیر اعظم مواج بن گرداب آدم خوار کو اشارہ کردون اس جوش وخروش مین جاسے کہ چشم زدن مین سب کو ڈبو دے غوطے کھا کھاکے مرین ایسے دریاے سحر مین ڈوبین کہ قیامت تک نہ اُبھرین وہ دریاے سحر کی طغیانی ہو کہ کشتی حیات مسلمانان طوفانی ہو بڑا گھمنڈ مسلمانون کو کوکب روشنضمیر پر ہی وہ کیا خود سر ہو ابھی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کرین کیئے تو یکہ و تنہا جا پڑین یقین تو ہی کہ آدھی سنکر بھاگ جاوے ہاں طلسم نور افشان مین تلاطم عیان ہو چھوٹی بات کا بڑھانا کیا ضرور ہی تامل کرنا عقل کا قصور ہی افراسیاب ہنسا کہا اچھا بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ باتین ابھی ناتمام تھین کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا نمایان ہوا ابر سر بارگاہ برقین چمکین تڑپکر زمین پر گرین آنکھین اہالیان دربار کی جھپک گیئن قران نے دیکھا ایک ماہ پارہ پندرہ سولہ برس کا سن جوانی کی راتین شباب کے دن سراپا مین خوبی بوٹا سا قد نہال باغ محبوبی ایک ساحرہ سن رسیدہ عقل و فطرت پیشانی سے آشکار دونون تخت سے اُترین براے تسلیم افراسیاب و حیرت خم ہوئین ہر تاجدار سے سن رسیدہ بخلق و مروت ملی وہ مہ جبین سر جھکائے کھڑی رہی افراسیاب نے مسکراکر اُس حور طلعت سے کہا ملکہ ماران آؤ ہم تمھارے مشتاق تھے تمھاری سرحد مین کہو خیر و عافیت ہی سر جھکاکر عرض کی اقبال شاہی شریک حال ہی اُس ضعیفہ سے پھر کے افراسیاب نے کہا سیار جادو آؤ ایک طائفہ کو سُن لو دو گھنٹہ ٹھہرو پھر ہم تم باغ سیب مین چلینگے شب وہین بسر کرینگے

صبح کو آکر طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھرینگے ملکہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو کو افراسیاب خانہ خراب نے قریب تخت جگہ دی کرسی جواہر نگار مرحمت ہوئی ملکہ ماران زمین کن صف مین شاہزادیون کے متمکن ہوئی اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ گردون پناہ ہماری عرض خیر خواہی سرکار کو یاد ہر ہم نے خبر پائی کہ خبر قتل عمرو ملکہ مہرخ و بہار کو پہونچ گئی یہ خبر چار دن مختفی نہو سکی افراسیاب نے جواب دیا تمھارے سامنے ملکہ حیرت کو نامہ لکھا تھا طائر سحر لیکر آیا اسی احتیاط سے کسی جادوگر کے ہاتھ نہ بھیجا کہ شائد کوئی عیار اُسکو گرفتار کرکے نامہ پا جاوے اب ما بدولت حیران ہین کہ کسنے اُنکو خبر پہونچائی ہر چند کہ ہم خوب جانتے ہین عیاران اسلام بلا کے ہین کوئی اُس دربار مین حاضر ہوگا ملکہ کے ملاحظہ کرنے مین نام پڑھ لیا مگر اسکا کیا خوف ہی مین نے عمرو کو قتل کیا جسکو دعوے ہو وہ ہمسے انتقام لے صاجو اصل تو یہ ہی اگر عمرو نہ قتل ہوتا اِس شب کو آفتین برپا کرتا اب کل مسلمان مثل مردے کے ہین یقین ہی کل دست بستہ حاضر ہونگے لونڈیان اور غلام کیا مقابلہ کرینگے وہ اِن سب کا پشت پناہ تھا مکارون کا بادشاہ تھا اصل تو یہ ہی کہ ملکہ اسرار جادو کی صلاح سے وہ قتل ہوا اُنھون نے بہت معقول صلاح دی قتل مین ساربان زادے کے جلدی کی ورنہ مین ہمیشہ قید کرتا تھا اُسکے شاگرد آکر چھڑا لیجاتے تھے دربار مین افراسیاب خانہ خراب کے یہ باتین ہو رہی ہین ہر ایک سجیا آمادہ حرب و پیکار سامان عیش و عشرت مہیا ساقی بنے جام ہاے شراب ارغوانی لیے ہوے اپنے کو پوشاک نفیس سے آراستہ کیے ہوے سرداران بارگاہ کو پلا رہے ہین ناز و کرشمے دکھا رہے ہین مضمون شب مصیبت بارگاہ آفتاب عالمتاب باجگر کباب حیران و پریشان لرزان و ترسان بارنگ زرد گریبان دریدہ جفاے حرارت کشیدہ غم بربادی اہل اسلام سے کاشانہ مغرب مین جاکر روپوش ہوا شام مصیبت انجام نے صورت دکھائی لیلاے شب نے جوڑا گیسوے مشکین کا کھولا آثار ظلمت سواد مشرق سے عیان ہوے ذرہ ہاے ریگ بیابان بھی شرم سے خاک مین نہان ہوے ماہ تابان مثال عزا بردوش ثوابت و سیارگان فلک کو غم و ہم کا جوش

نظم مصنف

یکایک عیان شام غربت ہوئی | مصیبت کی ظاہر علامت ہوئی

سیاہی وہ اُس رات کی ہولناک | گریبان مہتاب تھا چاک چاک | ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش

کسی کے نہ باقی رہے عقل و ہوش | اندھیرا ابر اک سمت تھا آشکار | دلون پر غم و رنج کا تھا غبار

کوئی جان دینے پر آمادہ تھا
کوئی مثل تصویر استادہ تھا
کوئی اشکبار اور کوئی دردمند
مصیبت مین تھے سب وہ حسرت پسند
یہ کہتے تھے لڑ بھڑ کے مرجائینگے
مرینگے مگر نام کرجائینگے
کہین سُرخ مو بال کھولے ہوے
پریشان و مضطر غم و رنج سے
شکیل دلاور کو تھا رنج و غم
مشوش نہایت بہ درد و الم
ہوا باغبان کا بھی پژمردہ دل
بہار اُس چمن مین ہوا افسردہ دل
تلاطم مین سردار لشکر تمام
نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام

لشکر اسلام مین عجب ہنگامہ ہے سرداران جان دینے پر آمادہ جس لشکر مین شب بھر کٹورا کھنکتا تھا گرم بازاریان ہوتی تھین آج شام سے دکانین بند دوکاندار دردمند بازار مین متاع رنج و مصیبت کی خریداری خریدارونکو بیقراری اشکباری رونق پر بازار نہین کسی کا کوئی خریدار نہین اشیاے عیش و عشرت کی گرانی جنس غم و رنج کی ارزانی کاروان اندوہ و الم کا داخلہ ہوا تاجران مسرت و شادمانی نے کوچ کیا اسباب شادی کی کمی مزاج مین دوکاندارونکے برہمی قافلہ راحت و آرام لٹ گیا بھائی سے بھائی دوست سے دوست چھوٹ گیا جھنڈے بازارونکے نشان رنج و مصیبت آشکار ہین آہ دل عاشق بیقرار بھریرے ہوا اُڑتے ہین یا سر پیٹے کو بال کھولے ہین جابجا اندھیرا ہی فوج رنج و الم نے لشکر اسلام کو گھیرا ہی بارگاہ مین ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و معمار قدرت و ملکہ ہلال سحر افگن و شاہزادہ خورشید زرین تاج وغیرہ سرنگون بیٹھے ہین ملکہ مہرخ نے کہا یارو ہمین بیٹھے بیٹھے شب بسر کروگے رو رو کے سحر کروگے عیاران اسلام کہان گئے تھے کہ اب اُس مجمع سے ہمارا یہان تک آنا دشوار ہی جو کچھ ہوسکیگا کر گذرینگے اب پلٹ کے نہ آئینگے یا زیر گنبد نور ہمارے لاشے ہونگے حقیقت مین وہ بیچارے واے بر حال کیا کیا کام کرین خبر ہوپہنچائین کہ عیاری مین مصروف ہون اب یارو تم لوگ بھی اتنی فکر کرو کہ بروقت اُترنے اسد نامدار کے گنبد نور سے قریب اپنے آقا کے پہونچ جاؤ ہوسکے تو طلسم کشا کو اپنے قبضے مین کرکے لڑو بہر نوع اپنی جان دو ان کلمات حسرت آیات کو سنکر صاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت حسین و خوبرو و ملکہ بہار جادو و مہ جبین و رعنا ملکہ سُرخ مو کاکلکشا صاحب جرأت و صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن و ساحر بدیل شاہزادہ شکیل بارہ ساحران نامدار ذی وقار جان نثار سر فروش بادۂ جرأت سے مدہوش اس امر خاص پر آمادہ ہوے اور ملکہ مہرخ کو صلاح دی کہ آپ لشکر ظفر اثر کو تیار رکھین ہم بارہ سردار مثل ستارون کے آسمان مین ڈوبے رہینگے بطور مخفی بروقت سحر آمادۂ مرگ ہو کر لشکر افراسیاب پر گر پڑینگے ممکن ہوگا اسد نامدار و مہ جبین الماس پوش کو اپنے

قبضہ مین کر لینگے اگر انکو پا گئے اور وہ ہمارے قبضۂ قدرت مین آ گئے نکل آنے کی تدبیر کرینگے ورنہ لڑائی مین مصروف ہونگے آپ گوش بر آواز رہین جب ہم مرنے والون کے نعرون کی آواز سنین لشکر ظفر اثر کو لیکر جہان تک ہو سکے اپنے کو تا بدروازۂ شہر ناپرسان پہونچائین بس اب زیادہ صلاح بیکار ہی جامع المتفرقین حافظ حقیقی مالک و مختار ہی ملکہ مہرخ نے اس صلاح کو قبول کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ ملکہ مہرخ بارگاہ مین مشتاق آواز باغبان قدرت وغیرہ ہین مگر باغبان گیارہ سرداران نامی کو لیکر بیرون بارگاہ آیا باغبان نے سحر کیا پر پرواز پیدا کر کے بشکل عقاب بنا پر مارتا ہوا بر سر شہر ناپرسان اپنے کو بلندی پر مخفی کیا ملکہ بہار جادو نے طرہ اُٹھا کے جھٹکا اندھیرا چھا گیا اُس تاریکی مین وہ ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی چہرہ اُداس عالم یاس اُڑکر بلندی پر مقام مذکور کے پہونچی ملکہ مہرخ موے کا کاکشانے گیسوے مشکین کھولکر دستک دی یہ بھی اُڑ کر بلند ہوئی یہ بارہ ساحران روح روان لشکر بر سر شہر ناپرسان نگاہ ڈال رہے ہین سحر کے انتظار مین ہین مگر مہتر قران نامدار و دربار افراسیاب مین جس نازنین کا اول ذکر کیا ہی اُسکے جمال پر فریفتہ ہو کر نظارہ بازی کر رہے ہین کبھی افراسیاب پر نگاہ ہی مگر اُس مہ جبین کی محبت مین حالت تباہ ہی یکایک افراسیاب طرف ملکہ ماران زمین کن کے متوجہ ہوا کہا ای ماہِ آسمانِ حسن و جمال و ای بدر درخشان فلک جاہ و جلال اب تمکو ہم سامری و جمشید کے سپرد کرتے ہین اپنے مقام پر جاؤ مصروف حفاظت ہو مگر اتنا خیال رہے کہ آجکی شب آرام کرینگی نہین ہی اپنی سرحد کی گرد آوری واجب و لازم ہی ہر ایک کی خبر لینا آجکی شب عمر کو اپنی خدمت مین نہ آنے دینا بوقت سحر مع اپنے مصاحبان زیر گنبد نور آنا ہماری نصیحت بھول نجانا مابدولت ملکہ اسرار کو ہمراہ لیکر باغ سیب مین جاتے ہین حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ تشریف لیجائین ماران ایک دو غزلین سنکے جائینگی ابھی تو سرشام ہی سرحد پر ابھی کیا کام ہی افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر ملکہ انکو جلدی رخصت کر دینا دو گھنٹے سے زیادہ دربار آج کی شب نہ رہے کل تاجداران جلیل اپنی اپنی بارگاہون مین بعد برخاست دربار تشریف لیجائین اس حکم قضا شیم کو مابدولت کے بگوش ہوش سماعت فرمائین اپنی اپنی بارگاہون مین حفاظت گنبد نور مین مصروف رہین آرام نہ فرمائین ای ملکہ حیرت تم اپنے خیمہ مین سحر کامل اپنا تیار رکھنا وزرا امرا سب کا خیال رہے یہ شب شب قیامت ہی یہ سمجھا کر افراسیاب جادو تخت پر سوار ہوا اسرار جادو کو پہلو مین بٹھا لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا اُس وقت پھر اسکا ذکر تحریر ہوگا ماران زمین کن

انتہا کی جمیل و حسین ہی حیرت جادو نے قریب اپنے تخت کے کرسی پر جگہ دی گائن کو اشارہ کیا حکم ہوا غزل شروع کرو ملکہ ماران زمین کن کو بھی رخصت کرین ہم جاکر اپنے کام مین مصروف ہون آج کی شب ہمکو بڑی مشقت ہی مگر صاحبو اس شب کی مشقت تمام عمر کی راحت ہی ماران سے اپنے حالات کہے ملکہ حیرت زہر اگل رہی ہی کہتی ہی ای ماران زمین کن آج سب سے زیادہ ہمکو پیچ و تاب ہی دیکھیے اور درشب کسطرح نکلتا ہی ہر چند کہ عمرو قتل ہوا مگر اسکے شاگرد عقرب نیش زن ہین شب بھر انکے ڈنک چلینگے صبح کو ہاتھ ملینگے ماران نے کہا حضور بس اس طائفہ سے ایک غزل سن لیجیے ہمکو جلد رخصت کیجیے گائن نے غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنے کو ہی
اپنے رونے پہ ہنسی پھر مجکو یار آنے کو ہی

بعد مدت ای جنون تیری بہار آنے کو ہی
ہوش ہی جانے کو بوے زلف یار آنے کو ہی

مانگ لیتا بوسۂ لب یار سے مین وصل مین
ورنہ خود ہونٹھون پہ جان بیقرار آنے کو ہی

دیکھنے کو تھا کدھر وہ بت ادا سے بزم مین
یہ ابھی کسکی قضا پروردگار آنے کو ہی

چند اشعار غزل کے سنکر ماران اٹھی قران وغیرہ نے دیکھا جلسہ برخاست ہوا سب تاجدار طرف اپنی اپنی بارگاہ کے چلے مگر ماران بہ تعجیل اٹھکر باہر نکلی کھڑے ہوکر ادھر ادھر دیکھنے لگی قران نے جس نازنین کو تاکا تھا اسی نے ماران کو سلام کیا اب اسوقت بارگاہ حیرت پر ہنگامہ ہی کل تاجدار نکل آئے ہین قران نے دور سے اتنا دیکھا کہ ماران نے ہاتھ اس نازنین کا پکڑ لیا کہا بوا چلو آج ہمارے باغ مین رہو اسنے مسکراکر کہا بہت خوب مین آپ ہی کے انتظار مین کھڑی تھی ماران نے ہاتھ تھام کے تخت پر بٹھا لیا تخت ہوا پر بلند ہوا قران دیکھکر رہگیا کہ چالاک جادوگر بنا ہوا آیا کہا او خلیفہ دربار برخاست ہوا اب سب ساحر اپنے انتظام کر رہے ہین جو کچھ کرنا ہو کرلو قران نے کہا ای فرزند یہ ساحرہ جو ماران نامے آئی تھی ایک نازنین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر لیگئی ہی اسکی چتون پر استاد کا دھوکا ہوتا تھا مگر بعد تخت نکلگیا کہ کوئی زور نہ چل سکا چالاک نے کہا ابھی تین پہر درمیان مین ہین صبح کو سب کچھ کھلجائیگا میزان امتحان مین سب کا کمال تل جائیگا دو دو کلام آپسمین ہوے ہین کہ صرصر اور صبا رفتار پھرتی ہوئی سامنے سے آئین دیکھتے ہی دونون نے قران و چالاک کو پہچانا آواز دی لینا یہ دونون عیاران لشکر اسلام ہین قران و چالاک انکے نام ہین چند جادوگر بڑھے کہ قران نے بہ تعجیل ایک ساحر کو لغدا مارا اسکا سر پھٹا زمین پر گرا اندھیرا

ہوا قران نے اُسی تاریکی مین صرصر اور صبا رفتار کو گود مین اُٹھا لیا ویرانے کی جانب بھاگا کہا اُستانی اگر غل مچاؤگی گردن دبا دونگا پھڑک کر رہجاؤگی دونون کو سکتہ ہوگیا شہیر کے قبضہ مین ہین جانتی ہین کہ آج کا لیا جوش وخروش مین ہی مار ڈالنا اسکے نزدیک کیا بڑی بات ہی خاموش ہوکر رہ گیئن قران دونون کو لیکر ایک گوشے مین آیا درختون مین دونون کو باندھا برق بھی آگیا چالاک تو ساتھ تھا قران نے کہا بھائیو یہ دونون صاحب یہان آرام کرینگی اب جو جسسے بن پڑے جا کر دمین بھی جاتا ہون اُسی مقام پر چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت صرصر برق بصورت صبا رفتار اب الگ الگ ہوے اول چالاک بیسد ہا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا دروازے پر آکے دیکھا کہ نگہبان حاضر ہین پوچھا ملکۂ عالم کیا کرتی ہین سب نے کہا تیاری مین سحر کے مصروف ہین اب تھوڑے عرصہ مین سحر تیار کر کے برآمد ہونگی چالاک بلا تکلف پردہ اُٹھا کے اندر آیا دیکھا حیرت بصد شان وشوکت یکہ وتنہا چوکی پر سنگ مرمر سفید کے بیٹھی ہی ایک گلدستہ سحر کا بنایا ہی اپنے پہلو مین رکھ لیا ہی چالاک نے بشکل صرصر جھک کر سلام کیا بڑھکر بلائین لین ترقی حسن وجمال کی دعائین دین پوچھا واری گلدستہ کیسا ہی حیرت نے کہا ای صرصر صبح کو بروقت قتل اسد مسلمان آکر اپنی جان دینگے اسوقت ہونٹھ ہلانا مشکل ہوگا اسواسطے یہ سحر تیار موجود یا سامری کہکر پھینک دینے کی دیر ہی دس پانچ ہزار کو یہ سحر جلا دے گا چالاک نے پوچھا حضور سوا آپ کے اگر اور کوئی اسکو اُٹھا کر یہی کہکر پھینکدے اور آپ کے لشکر کا نام لے حیرت نے کہا ای صرصر عجب طرح کا نکتہ پوچھا یہ بات کہنے کے لائق نہین ہی یہ گلدستہ قیامت آئین ہی مگر تجھ سے کیا پردہ ہی حقیقت مین اگر تو اُٹھا کر پھینکدے عرصۂ دراز تک یہ پھول چنگاریان بنکر گرین ہزارون کیسے لاکھون کو جلا دین منظور یہ ہی کہ جسوقت لشکر باغیان سامنے آئے ایک ہی سحر مین گل حیات اُنکا پژمردہ ہوجاے گلشن مراد دشمنون کا خزان ہو بوا بہار کا بھی تجربہ امتحان ہو رنگ گلہاے سحر دیکھکر پھول جائین ہواے گرم کے جھونکے آئین یہ کلام حیرت انجام سنکر چالاک خوش ہوا بیٹھکر کہا واری شام سے جو اوس مین لونڈی بھری نشہ اُتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہی لونڈی کو شب بھر کاہش ہی چاہتی ہون یہ نگوڑے عیار آنے نہ پائین رات کو سب گرفتار ہو جائین حضور مبارک ہو اب کل نمک حرامون کا خاتمہ ہوگا مین نے خبر سنی ہی ملکہ بہار رومال سے ہاتھ باندھکر آنے مین انکار رکھتی ہین فرماتی ہین

مین اپنے باپ کے ملک مین چلی جاؤنگی ہوش ربا مین نہ رہونگی بوا حیرت کی کائین کائین کی جفا
نہ سہونگی مگر اب حضور کو یہ مناسب ہی آپ بزرگ ہین وہ خورد ہین میرے پاس پیغام آیا تھا اُنکو
مزاج سے افراسیاب کے بڑا ڈر ہی ایسا نہو کہ سزا ے جسمی دین مثل مخمور کے مجکو بھی کوڑے مارین
مین لاکر اُنکو آپ کے قدمون پر گروا دون آپ بھی گلے سے لگا لیجیے گا سزا نہ دیجیے گا نام بہار
کے ملنے کا سنکر مثل گل شگفتہ ہو گئی ہنسکر کہا صرصر تجکو میرے سر کی قسم بہار میل کرنے کو کہتی ہے
چالاک نے کہا حضور عمرو مر چکا صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا اب کسکے بھروسے پر لڑینگی حضور ہاتھ
جوڑینگی ناک رگڑینگی جان بڑی چیز ہی سب کو عزیز ہی چالاک نے ایسی گھل مل کے باتین کین
کہ حیرت خوش ہو گئی گلابی سامنے کھسکا دی کہا لو صرصر پیو تم رات ہی کو جاکر بہار کو بلا لاؤ عرض
کی بہت اچھا ابھی جاتی ہون اپنے ساتھ ہی لیکر آتی ہون یہ کہکر جام بھرا کہا حضور بھی نوش کرین
حیرت خوشی مین پی گئی پیتے ہی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک مدت سے حیرت پر مرتا ہی تنہائی
مین خوب پیار کیا گود مین اُٹھا کر باجتیا پلنگ پر لٹا دیا دوشالہ اُڑھایا اب باطمینان تمام رنگ روغن
عیاری کا نکالکر صورت حیرت جادو کی بنکر تیار ہوا تاج زرّین سر پر سب زیور بھی اُسکا اُتار کر اپنے
زیب جسم کیا اُس گلدستہ کو جھولی مین رکھا وہ جھولی بائین ہاتھ پر ڈالی مسکراتا ہوا باہر آیا ملکہ
یاقوت جادو وزیرزادی در دولت پر حاضر ہی اُس سے کہا اب ہمکو رات بھر آرام کرنا مناسب
نہین ہی گلدستہ سحر ہمنے تیار کر لیا مین نے قسم کھائی ہی کہ اب شب بھر سحر نہ کرون جب مسلمانونکا
سامنا ہو تو آگ برسا دون مین تخت پر سوار ہوتی ہون تم اپنے سحر سے اُڑ کر قریب گنبد نور چلو
وزیرزادی نے کہا بہت خوب واری آپ کو سحر کی کیا احتیاج ہی اب چالاک بصورت حیرت
برعب و جلالت تخت پر سوار ہوا پہلو مین وزیرزادی کو بٹھا لیا اُسنے سحر کیا تخت اُڑتا ہوا طرف
گنبد نور کے چلا اس بات کو تو چالاک بخوبی جانتا ہی کہ اندر گنبد نور کے جانا دشوار ہی مگر جب
افراسیاب اسد غازی کو نکالے اِسی تخت پر بٹھالونگا جو بن پڑے گا کرونگا چالاک تو بشکل
حیرت چلا دل مین غرور ہی کہ مثل میرے کوئی عیاری نہ کر سکیگا برق فرنگی بصورت صبا رفتار
بارگاہ مصور جادو پر آیا پوچھا مرشد زادے کیا کرتے ہین لوگون نے کہا جامے خانہ مین جلوہ فرما
ہین تصویرین کھینچ رہے ہین برق تڑپ کر اندر خیمے کے گیا دیکھا مصور جادو نے ایک گٹھا

تصویرونکا کھینچا ہی اُنپر کچھ ہندسے بنا رہا ہی مصور نے سر اُٹھاکر پوچھا صبا رفتار اسوقت کہان آئین
عرض کی حضور پھرتے پھرتے پاؤن ٹوٹ گئے موئے برق فرنگی سنگدل کے بھی ایک پتھر مارا پاؤن اسکا
ٹوٹ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا اب حضور طلایہ پہ چلین یہ تصویرین کیسی ہین مصور نے کہا وقت بوقت کیواسطے
بنا رکھی ہین جمشید کا نام لیکر مقراض سے انکے سر قلم کرونگا اُتنے ہی سردارون کے سر کٹ کر گر پڑینگے
سرِمو فرق نہوگا برق نے پوچھا حضور اب تو یہ تصویرین ہر شخص کے ہاتھ سے کام کر سکتی ہین مصور نے
کہا یہی نقشہ ہی بس برق نے مصور کو بیہوش کیا گلوری کھلاکر برہنہ کرکے ایک گوشے مین ڈالدیا
اُسی کی صورت بنکر تصویرین جھولی مین رکھین باہر نکلا کہا ملکہ صورت نگار ہماری زوجہ صاحب کو
بلاؤ ہم قریب گنبد نور جاکر حفاظت کرینگے یہ خبر سنکر فوراً صورت نگار آئی کہا صاحب چلو اب بیٹھنے کا
وقت نہین مگر تخت اُڑانے مین سحر تعین کرنا مین ایک ہی مرتبہ مسلمانون پر بلا نازل کرونگا جسکا دفعیہ
مشکل ہو یہ کہکر تخت پر بیٹھا صورت نگار اپنی زوجہ کو پہلو مین بٹھالیا چند وزیرزادیان گرداگرد اس
شان و شوکت سے بصورت مصور جادو برق خوشخو تخت اُڑاتا ہوا طرف گنبد نور کے چلا مہتر
قران نامدار ایک ساحر کی شکل بنکر ایک نامہ ہاتھ مین لیکر مہر افراسیاب بارگاہ ابریق کوہ شگاف
پر آیا خدمتگار سے کہا وزیر اعظم سے عرض کرنا نامہ دار شہنشاہ کا آیا ہی ابریق نے خبر سنکر فوراً
بلوالیا قران نے دیکھا ابریق کے تخت پر ایک سنگ کلان اور گرد چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے
ہین پہلے قران نے نامہ ہاتھ مین دیا ابریق نے پڑھا لکھا تھا ہی وزیر اعظم شب کو بہت اچھی طرح
حفاظت کرنا ہمنے اپنے معتبر کو روانہ کیا ہی ایک راز بھی کہدیا ہی تنہائی مین یہ دریافت کرلینا اس راز
پر کاربند ہونا خبردار غفلت نہ کرنا یہ آخر شقہ ہی ابریق کوہ شگاف نے نامہ پڑھکر کہا شہنشاہ نے
راز مین کیا ارشاد کیا ہی اور نام نامی اسم گرامی آپکا کیا ہی قران نے کہا بدمار جادو میرا نام ہی کل ممالک
کی خبرگیری ہمارا کام ہی سب کو بارگاہ سے رخصت کیجئے کل امورات ظاہر کرون حالات قتل اسد سے ماہر
کرون ابریق نے فوراً تخلیہ کیا مصاحبون کو ہٹا دیا اول قران نے پوچھا میان وزیر صاحب
یہ تخت پر سنگ کلان و خرد کیسے رکھے ہین کیا علم سحر پر پتھر پڑے ہین ابریق نے کہا میان بردبار جادو
صاف تو یہ ہی کہ بوقت سحر ہنگامہ قتل اسد نامور ہوگا مرخ وبہار وغیرہ ضرور لڑنے آئینگی اُسوقت بیٹھکر
سنگدلی دکھائینگی یہ سحر سخت پہلے سے تیار رہیگا اشارہ کرتے ہی اہالیان لشکر بت بنجائینگے پھر کال

تیھر برسیگا ایک ایک قطرۂ آب کو ترسیگا جوان تیھرون کو جس فوج پر سیرا نام لیکر پھینکیگ ماریگا لینا لینا کہکے للکاریگا مطلب ہو جائیگا دشمن امان نہ پائیگا قران نے کہا مین سمجھ گیا یہ حضور نے بڑا کام کیا تھوڑی آگ منگایئے راز سحر شہنشاہ سے آپ کو آگاہ کردون دامن آرزو آپ کا گل مراد سے بھردون ابریق نے منقل آتش لاکر رکھی قران نے گرباکر جھولی سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ مین سلگایئے پھر کیفیت ملاحظہ فرمایئے ابریق نے لوبان ڈالا دھوان نکلا ابریق بیہوش ہوا قران نے اس سنگدل کو چٹائی مین لپیٹ کر کنارے ڈال دیا آپ اسکی شکل بنکر تخت پر سوار ہوئے وہ تیھر اپنے پاس رکھ لیے ملازمون کو حکم دیا اڑاکر قریب گنبد نور کے لیچلو اسی طرح سرمار برف انداز کو جاکر بصد مکر و ہنر ضرغام شیردل نے ٹھنڈا کیا جانسوز کو بشکل خدمتگار اپنے پاس بٹھالیا ملازمون سے تخت بلند کرکے چلے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ مہتر چالاک بن عمرو بصورت ملکہ حیرت برق بشکل مصور بہ سیر قران بطور ابریق کوہ شگاف ضرغام قطع پر سرمار کے جانسوز مثل خدمتگار تختون پر سحر کے سمت گنبد نور جاتے ہین بارہ سرداران چیدہ گریبان دریدہ آسمان پر اس امید پر اڑ رہے ہین کہ بوقت سحر جانبازی کرینگے دو کلمہ خواجہ عمرو تحریر کرچکا ہون کہ بصورت نازنین ماہ پیکر ساحرۂ پرفن ملکہ یاران زمین کن کے ساتھ روانہ ہوئے راہ مین یاران نے کہا ای ماہ آسمان عیاری دادی تیر تیغ خنجر گزاری اب مین آپ کو اول اپنے باغ مین لیکر چلتی ہون وہان میرے باغ مین نقب ہے اسمین تا بہ گنبد نور بانیان طلسم نے راستہ قرار دیا ہے بیچ مین جابجا ساحران غدار ہین انتہا کے مکار ہین فن فسون مین طاق شہرۂ آفاق خدا اُنسے بچائے تا بہ گنبد نور بخیر و عافیت لیجائے ملکہ اسرار جادو نانی امان شب کو ہمراہ افراسیاب باغ سیب مین رہینگی اگر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھلی تو آپکی زندگی پہ حرف آئیگا وہ ظالم زندہ نہ چھوڑیگا مگر جو نوشتۂ تقدیر یہ باتین کرتی ہوئی اپنے اسی باغ سیب مین آکر پہنچی جس مقام پر خواجہ گرفتار ہوئے تھے یاران خواجہ کو لیکر بارہ دری مین آئی تخت زرنگار بچھا تھا کہا خواجہ اسکو اٹھاؤ فرش ہٹاؤ اسی مقام پر نقب ہے اسی سے مطلب ہے عمرو نے تخت اٹھایا تختۂ سنگ ہٹایا مہرۂ نقب نظر آیا باشارۂ یاران خواجہ بصورت اسرار جادو بنکر تیار ہوئے یاران زمین کن لوٹ مارکر بصورت اژدہہ مہیب آراستہ ہوئی خواجہ بشکل اسرار جادو پشت پر سوار ہوئے یاران نقب مین گری قلابۂ آتشین جلالت آگین منہ سے چھوٹتی ہوئی

چلی مگر لرزان ترسان مضطر و حیران قدم قدم پر خوف جان اندر ساند تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ راہ مین دیکھا ایک حجرہ پختہ بنا ہوا شیشہ آلات سے آراستہ فرش عالی سے پیراستہ جھاڑ کنول روشن ایک ساحر بصد کر و فر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے یکہ و تنہا ٹہل رہا ہی آواز دی کون آتا ہی خواجہ نے آواز دی صنم ملکہ اسرار جادو ای ہوشیار خوشخو آج شب قتل طلسم کشا ہی قیامت کا سامنا ہی خبردار ہوشیار رہو آج شہنشاہ بھی باغ سیب مین بیدار ہین کل شاہان طلسم زیر گنبد نور حاضر ہین یہ سنکر ہوشیار قریب آیا ملکہ اسرار نقلی کو بادب سلام کیا ماران زمین کن بھی بشکل اصلی نبی ہوشیار جادو بہ تعظیم و تکریم دونون کو حجرے مین لیکر آیا مسند پہ بٹھایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین عمرو نے بہ تعجیل تمام جام شراب اٹھایا گھائی سے پڑیا دارو ے بیہوشی کی ڈال کر پہلے آپ منھ سے لگایا کہا لو ہوشیار تم بھی پیو اُسنے دست بستہ عرض کی ای ملکہ عالم آج کی شب ہمکو شراب پینے کی ممانعت ہی یہ شب شب قیامت ہی اوراق سامری مین صاف تحریر ہی کہ اس راستہ سے ساربان زادہ ضرور آئیگا ایسا نہو شراب پیکر سو جاؤن عمرو نے کہا ای فرزند یہ وہ مقام ہی کہ ہوا بھی نہین آسکتی بھلا نگوڑا عمرو اس مقام پر کیا آسکتا ہی بڑے بڑے صاحبان عجائب و غرائب کو اس نقب کے ذکر سے سکتا ہی تحریر سامری کا کیا اعتبار اُسنے کتاب مین جوش مین آکر لکھدیا کہ طلسم ہوش ربا فتح ہو جائیگا سلسلہ عقل کے خلاف افراسیاب نے لوح توڑ کے پھینکدی جب لوح نہوگی طلسم کاہے سے فتح ہوگا لڑائی جھگڑا ہونے سے کیا ہوتا ہی اور عمرو اب دنیا مین کہان ہی لاشہ صحرا مین سر کنگرہ باغ سیب پر نگہبان ہیں مثل ٹھیک - طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت + جب تم نہ پیوگے ہمین کیا ضرورت ہی شراب کباب ہٹاؤ چلین تا بہ گنبد نور جاتا ہی طلسم کشا دختر شہنشاہ کی صبح تک حفاظت مین رہینگے ہوشیار جادو منتین کرنے لگا ملکہ عالم آپ کے فرمانے کی بات ہی ہم اس سے زیادہ کیا حفاظت کرینگے آپ ہی کی تعلیم کردہ ہین گرچہ ہم مین نے ابھی اوراق دیکھے تھے صاف مرقوم ہی کہ ای ہوشیار خبردار رہنا عمرو آکر تمکو شراب پلائیگا ماران زمین کن ان باتون پر تھر تھر کانپ رہی ہی کہ خداوندا دیکھیے کیا ہوتا ہی افسوس ملکہ مہرخ ہمارے ساتھ سے حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے صاف صاف تو ہوشیار کہہ رہا ہی مگر عمرو وہ دلیر ہی کہ اپنی کہے جاتا ہی خیر عمرو نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر کہا لو بیٹا ہوشیار پیو مجھے ملال ہوگا جو اسوقت نہ پیوگے سامری نامہ مین جو لکھا ہی وہ ہی

ہو رہا ہی مین عمرو ہون شراب پلاؤنگی اسمین زہر سنکھیا ہی بیٹا پیا اور مرے یہ کہکے ہوشیار کا کان
پکڑ لیا کہا نگوڑے چھوکرے عقل کے ناخن لے تجھ ایسے لونڈے مین نے بہت سے بنا کر چھوڑ دیے
ہین بڑی باتین بناتا ہی بڑے ہوشیار ہو لیکن جب قتل کے درپے ہونگی دیکھین بھڑوے سامری
جمشید کیونکر بچاتے ہین تمکو بے ذبح کیے نجاؤنگی تمھارے قتل کا مسلمانون سے انعام پاؤن گی ہوشیار
گڑگڑانے لگا کہا ملکہ میری کیا مجال لائیے مین پینے کو حاضر ہون عمرو نے فوراً جام منھ سے لگا ہی دیا
ہوشیار نے جام ہاتھ مین لیا یا سامری کہکے برابر دہن کے لایا قصد کیا کہ پیون شراب شعلہ بنکر
اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا اتنا تو ہوشیار کے منھ سے نکلا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا باش اوظالم
مین نے پہچانا مارا ان کے تو ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا ہوشیار نے چاہا تھا کہ اپنے مقام سے اٹھے
عمرو مسند پر چاق و چوبند چست و چالاک عیاری مکاری مین بیباک جال الیاسی کاندھے پر تھا
نعرہ کرکے ہوشیار پر مارا اُس جال مین ہوشیار پھنسا ساری ہوشیاری بھولا عمرو نے کھینچکر داخل
زنبیل کیا ماران زمین کن قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ کیا کار نمایان کیا موت کا سامنا تھا مگر خواجہ
اب آگے قیامت کا مقام ہی ایک جادوگر اور ہی جسکا نخل بدعت نام ہی عمرو وہان کا تمام اسباب
اٹھا اٹھا کر نذر زنبیل کرتا جاتا ہی کہا ملکہ نخل بدعت کے کیا معنی ماران نے کہا یہ دو فقرے گوش ہوش سے
سُن لیجیے پھر آگے چلیے افراسیاب جادو نانی امان کو اپنے ساتھ باغ مین لے گیا ہی عین بارہ دری
کے سامنے ایک درخت نصب ہی اُسکا نخل بدعت لقب ہی یعنی یہان سے آگے بڑھ کر ایک جادوگر
بدانجام نخل بدعت نام اِس لقب کا نگہبان ہی شاہان ہوش ربا نے اُسکا مرتبہ بڑھایا ایسے ملعون
نے وہ نخل باغ سیب مین اپنے ہاتھ سے بنایا ہی اگر اسپر کوئی افتاد پڑے اگر یہ بیہوش ہو کوئی اُسکو
بیہوشی پلائیگا وہ نخل خشک ہو جائے گا اگر کسی نے اُسکو مار ڈالا وہ نخل جلنے لگتا ہی ہر شاخ و برگ
سے شعلہ نکلنے لگتا ہی اگر اُس نخل پر ایسی کوئی افتاد ہوئی پہلے تو افراسیاب نانی امان کو قتل کرے گا
جانتا ہی کہ اسرار نام ہی صاحب راز ہی خوش انجام ہی ہمکو تمکو بھی آکے زندہ نہ چھوڑیگا چشم زدن
مین آجائیگا علاوہ ازین آج رات بھر وہ ملعون کتاب سامری دیکھیگا اور نقب کے حالات پر
نگاہ ڈالتا رہیگا عمرو نے کہا ای رشک چمن ای ماران زمین کن وہ مسبب الاسباب ہی جان دیکے
یہان آئے ہین ان حالات کو ملکہ اسرار ہمسے کہہ چکی ہین مگر کیا کرین پارۂ جگر نور نظر اسد دلاور

فنتی ہوتا ہی اُسکی مصیبت پر دل روتا ہی بسم اللہ دیر نہ کرو اب مجکو لیچلو آئندہ کیا ہوگا یہ سوچیہ بموجب
مصرع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ✤ ماران زمین کن مجبور ناچار مضطر بصورتشکل اژدر بکر
تیار ہوئی خواجہ بشکل اسرار جادو پشت پر ماران زمین کن کی سوار ہوے اسی طرح نقب مین چلے وہ کلمہ
افراسیاب جادو و ملکہ اسرار خوشنخو ناظرین والا تمکین ان مضامین فرحت آئین کو بنظر مہربانی لفظاً
لفظاً ملاحظہ فرمائین عجب و بسط سے یہ مضمون رہائی اسد تصنیف ہوا ہر ایک داستان شوکت بیان
اس حقیر پُر تقصیر منشی احمد حسین قمرؔ کو حفظ مراتب جانبین کا بڑا خیال رہتا ہی یہی امر بہت دشوار ہی
ورنہ تحریر و تقریر سراسر بیکار ہی افراسیاب بادشاہ ہوش رُبا صاحب شوکت و شان عمرو عیار مسلمان
نظر کردہ ہفت پیغمبران ہی دونون کے مرتبے مین فرق نہ آئے اور طلسم کشا راہ ہو جائے ابتدائے
تحریر حقیر سے تا انجام ہر کس کے حفظ مراتب کا بہت خیال رہیگا ان جواہرات بے بہا کے نگینون
کو بازار مین پھینکدیا اسکا عمر بھر ملال رہیگا ایک طرح کی خوشی بھی ہی کہ شاعران نامور قدر شناسان
والا گہر کے ملاحظہ مین آئیگا یہ خاکسار خلعت تحسین و آفرین پائیگا نہال ہو جائیگا وہ حاکم مطبع اودھ اخبار
قدردان ذی شعور جناب منشی نولکشور صاحب سی-آئی-ای کی عنایت بے بہا نے ایسا ممنون
کیا کہ کچھ عذر نہو سکا یہ تحفہ حقیر پیشکش ہی مگر اپنی کم علمی جہالت کج مج بیانی پر ہر وقت طبیعت مشوش

ہی چند اشعار ساقی نامہ
دماغِ قمر عرش اعلے پہ ہی
شرابِ مضامین سے سرمست ہون
مری نظم مین رنگ تاثیر ہو
ہی ہر لفظ ملکِ سخن کا خراج
چل ای توسن کلک جادو نگار

کہان ہی تو ای ساقی خوبرو
منور معطر پلا جامِ مَی
مرے ساتھ رہ ساقی گلبدن
مسلسل ہو دلچسپ تقریر ہو
بس اب بحر غم سے نکلتا ہون مین
دکھا جلد باغِ سخن کی بہار

پلا دے مجھے بادۂ مشکبو
مجھے ٹوکنا اب اگر مست ہون
شگفتہ ہو دل وقت سیر چمن
خزانہ بیان کا لٹاتا ہون آج
گہرہاے مضمون اُگلتا ہون مین
چہرہ-عبارت آرا ے باغبانان

حدیقۂ سخنوری و گلچینان گلشن افسونگری گلہاے مضامین رہائی اسد نامور کو گلدستہ بیان مین
زیب دیکر غنچۂ انجمن ناظرین مین یون پیش کرتے ہین خواجہ عمر شب کو اژدر پر سوار بشکل ملکہ اسرار
نقب پختہ کو طے کرتے ہوے جاتے ہین مگر افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب ملکہ اسرار جادو کو ساتھ
لے کر باغ سیب مین آیا بارہ دری مین باغ کی مسند جواہر نگار پر متمکن ہوا سامنے ملکہ اسرار جادو ہی لیکن

اسرار جادو کا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی کہ افراسیاب کے ہاتھ مین کتاب سامری ہی اگر یہ سفیون مارّان زمین کن کو دیکھیگا کہ عمرو کو میری شکل پر ساتھ لیکر نقب پختہ کی راہ سے گنبد نور پر جاتی ہی فوراً آتش قہر و غضب سے جلا دیگا کشت حیات کو خاک مین ملا دیگا خوب جانتی ہی کہ اُس ملعون نخل جادو پر جب عمرو غالب نہ آئیگا تا بہ قید اسد کیونکر جائیگا اگر اُس ملعون پر افتاد پڑے اور یہان شاخ نخل جلے وہ نخل افراسیاب کے سامنے ہی اسی واسطے افراسیاب نے پردے بارہ دری کے اٹھا دیے ہین اُس نخل سر سبز و شاداب پہ ہر دم نگاہ ہی وہ نخل بھی اسی باغ کا ہوا خواہ ہی اب اسرار جادو حیران ہی کہ مین کیا حملہ چھیڑدون کہ یہ کتاب دیکھنے نہ پاسے ورنہ غضب ہو جائیگا اسرار جادو نے یہ دل مین خیال کیا ہی کہ افراسیاب جادو نے کہا ای ملکہ اسرار جادو مین چاہتا ہون کہ دیکھون ملکہ ماران زمین کن باغ مین ہین کہ نقب مین گرد آوری کر رہی ہی اسرار جادو نے کتاب پر تو ہاتھ رکھدیا اور کہا شہنشاہ گیتی ستان ای عادل باذل ای شہنشاہ بحر و بر فخر شاہان ہفت کشور جس عدالت و سخاوت سے آپ سلطنت کر رہے ہین نوشیروان آپ کے گلشن عدالت کا خوشہ چین تھا بلکہ ایک چاکر کمترین تھا سخاوت شان حاتم کیا لیاقت ہی اسقدر حضور نے زر ریزی اقلیم ہوش ربا مین کی کہ کسی جا گدا کی آواز کان مین نہین آتی ایک ایک فقیر غنی ہی محتاج کا آپ کے ملک مین نام نہین کشکول گدائی پر تاج شہنشاہی کا گمان ہی فلک سرکش آپ کا ممنون احسان ہی ملکہ اسرار جادو نے اسطرح کی تعریفین کی کہ افراسیاب بھول گیا کتاب ہاتھ سے رکھدی کہا کیون ای ملکہ اسرار جادو نوشیروان بڑا بادشاہ عادل تھا بدولت نے تو سنا ہی کہ ایک مرد جاہل تھا ملکہ اسرار نے کہا حضور عدل مین تو کامل تھا امورات مملکت سے غافل تھا جیسے حضور اپنی ذات سے شجاع و دلیر ہین بیٹھے طلسم ہوش ربا کے شیر ہین اگر آپ زبان ہلائین آسمان کی طنابین زمین پر کھینچدین اگر شمشیر زنی پر آجائین میدان کارزار مین خون کے دریا بہائین یہ لیاقت نوشیروان نے خواب مین نہ دیکھی تھی مرغ زرین بنا کر تخت پر بٹھا دیا تھا اسی غفلت مین حشام بن علقمہ خیبری نے عین شکار مین شاہ کو گرفتار کیا تاج و تخت چھین لیا اُنکے وزیر اعظم خواجہ بزرجمہر سابق مین انتظام کر چکے تھے کہ امیر حمزہ کو پسر خواندہ کرا دیا تھا حشام کو جاکر بچرب زبانی سمجھایا کہ ای حشام شاہ تمھارے آنے سے بڑی خوشی ہوئی شاہ چاہتے ہین تمکو مالک سریر سلطنت کرین نیک و بد کا ہفت اقلیم کے تمکو اختیار دین چلو شہر مین چلو شاہ کو رہا کردو شاہ نے امیر حمزہ مرد مسلمان کو اپنا پسر خواندہ کیا ہی وہ دعوے سلطنت کرتا ہی تم اتنی

تکلیف اُٹھاؤ تا بہ خانۂ کعبہ جاؤ اُس سرکش کا سر کاٹ لاؤ حشام مغرور کو اپنے زور بازو پر ناز تھا فور آ
قبول کر لیا امیر حمزہ پر چڑھ گیا اُس شیر بیشۂ عربستان سے مقابلہ پڑا اُسی معرکۂ کارزار مین حمزہ عرب نے
بیک ضرب شمشیر اُسکے دو پرکالے کیے فوج ہزیمت موج کو شکست دی تاج و تخت شاہی اپنے
قبضہ مین کیا براسخ الاعتقادی شاہ کو عریضہ لکھا اس نمکخوار جان نثار نے اُس دشمن کو واصل جہنم کیا
تاج و تخت کو باحتیاط رکھا ہی زہے فخر شرف کہ اس کمترین عقیدت گزین کے گھر مین تاج و تخت
شہنشاہی جلوہ افروز ہو کسی معتبر کو بھیجکر شہنشاہ گردون پناہ اِس تحفۂ موروثی کو طلب فرمائین یا
نیاز مند کو بلائین تخت شہنشاہی کو بفخر و افتخار سر نیاز پر رکھکر لاؤن کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچاؤن آئندہ
آنچہ رائے مولا ازہمہ اولے ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا نوشیروان اس عرضی کو دیکھکر پھول گیا
غیر مذہب کو فرزند جان کر اپنے ملک مین طلب کیا حمزۂ عرب آسمان عربستان صاحب
شوکت و شان کمسن حسین جمیل آفتاب عالمتاب آسمان جرأت خورشید درخشان فلک ہمت جو
تاج و تخت لیکر حاضر ہوا شہر مدائن مین ہنگامہ تھا کہ قاتل حشام آیا دختر بلند اختر شہنشاہ گل رخسار
ملکہ مہر نگار جمال حمزۂ عرب پر مائل ہوئین خنجر ابرو سے گھائل ہوئین حضور یہ باعث زوال دولت
سلطنت کیا بیان ہوا کنیز نے تاریخ معتبرون مین دیکھا کہ حمزۂ عرب نہایت صاحب غیرت شیر بیشۂ جرأت
تھا آخر مین باغ مراد مین اُسنے بھی ملکہ موصوف کو دیکھا دلدادہ و فریفتہ ہوا مگر آتش عشق کو کانون
سینہ مین مخفی کیا ہر چند گرمی عشق نے دل و جگر کو جلا دیا مگر اُس رابطہ و ضابطہ نے اف نہ کی شہریار
اقلیم ہندوستان لندھور بن سعدان شاہ ہفت کشور سے غرور مین اپنے زور کے باغی ہو گیا تھا
بارہ برس خراج نہ بھیجا تھا شاہ نے حمزۂ عرب کو حکم دیا کہ اگر ای فرزند تم لندھور بن سعدان کو جاکر
زیر کر کے ہماری خدمت مین حاضر لاؤ تمھاری اپنی دختر بلند اختر کے ساتھ شادی کرین شرف دامادی
سے تم سرفراز ہو شاہان ہفت اقلیم کو تمھارے مرتبہ پر ناز ہو شہسوار میدان یکہ تازی و سر فروشی نہ مگا
جانبازی جفائین راہ کی جھیل کر جان پر کھیل کر ملک ہندوستان مین پہونچا بعد معرکہ ہای عظیم
لندھور کو اپنا مطیع کیا کہ مفصل یہ حال نوشیروان نامہ مین تحریر ہی یہ تو مجمل تقریر ہی ای شہنشاہ حمزہ
نے تو یہ خیر خواہی کی اپنی جان پر کھیلا لندھور کو مطیع کیا حساب کر کے بارہ برس کا خراج لیا مگر نوشیروان
کا وزیر دیگر بختک نام بد انجام بدکار بد سرشت متعصب اُسنے شاہ کو یہ صلاح دی کہ حمزہ مرد مسلمان ہی

جب زیادہ زور پکڑیگا آپ کی سلطنت پر دست اندازی کریگا خاص بر سر ہندوستان اُس ملعون نے
حمزہ کو زہر دلوایا وہ تو صاف باطن تھا زہر سے بچا صحت پائی بختک نے یہان یہ بات بنائی ای شاہ
حمزہ ہندوستان مین مرگیا جوان دختر کا گھر مین بٹھانا بہتر نہین ایک بادشاہ موسوم بہ اولاد بن مرزبان
خراسانی کو بحیلہ بلوایا اُسکی شادی کردی ملکہ مہر نگار صاحب عفت نے اپنے کو اُس سے بچایا عہد کیا
کہ بعد چھ مہینے کے میری بارگاہ مین آنا اولاد بن مرزبان کوچ کرکے اِس شرط پر ملکہ کو لیچلا راہ مین حمزہ
عرب نے خبر پائی بجرأت جاکر اولاد بن مرزبان کو مارا ہرچند کہ عاشق تھا مگر ملکہ مذکور کو باحتیاط تمام
خدمت مین شاہ کی روانہ کردیا یہ کہدیا کہ جب شاہ خوشی سے میرے ساتھ شادی کر دینگے یہ شرف
حاصل ہوگا ایسی ایسی بے اعتدالیان شاہ نے حمزہ کے ساتھ کین آخر حمزہ نے لڑ بھڑ کر مہر نگار کو قبضہ
مین کرلیا بختک نے پھر تو فساد کامل شروع کرادیا دن بدن حمزہ کا عظم و شان بڑھا سلطنت
نوشیروان پر زوال آنے لگا حق بھی طرف حمزہ کے شریک تھا ملک عراق و اصفہان کوہ شش در ملک
کشور ملک یونان استنبول خرسنہ روم کل ملک مغرب وغیرہ حمزہ کے قبضے مین آئے آخر مین شاہ بھاگ کر
ملک ترکستان تک پہونچے خوان اعظم سلسال بن ڈال بن دیو بن شمامہ جادو بہادر جنگجو شاہ کے
شریک ہوکر خوب خوب لڑا آخر کی لڑائی مین خان اعظم نے فرار پر قرار کیا بختک کو خواجہ عمرو نے
جھلا کر مار ڈالا حرلسیہ بچا کر شاہ کو اور اُسکے بیٹے بختیارک کو کھلا دیا تب نوشیروان تھک کر ملک
مدائن مین آیا حمزہ کو بعاجزی لکھا اب مین کبھی عمر بھر آپ سے جنگ نہ کرونگا صرف ملک مدائن کو
چھوڑ دیجیے ٹکڑا روٹی کا ملے دعا دیا کرونگا حمزہ نے عوض مین ایک ملک کے سات ملکون کی سند
لکھکر بھیجدی اُسپر بھی اکتفا نہوا شاہ کے فرزند ہرمز و فرامرز کو بختیارک لیکر نکلا حمزہ پر خروج کیا حمزہ
نے انسے بھی مقابلے کیئے بڑے بڑے شاہ پہلوان رستم زمان گرشاسب جہان شاہزادون کے
شریک ہوے کچھ حمزہ کے ہاتھ سے مسلمان ہوے کچھ مارے گئے بختیارک شاہزادون کو لیے لیے
ملک بملک پھرا یہان تک کہ تا بہ باختر پہونچا خداوند زمرد شاہ باختری کی خدائی کے بڑے زور و شور
تھے ایک کرور چوراسی لاکھ فوج پہلوانان زبردست کا ادج موج حمزہ اُس ملک پہ بھی لڑتا بھڑتا
پہونچا خداوند سے بڑے بڑے معرکے پڑے دہی بختیارک بن بختک خداوند لقا کا ندیم ہوا خداوند
لقا نے اُسکی صورت مضحک دیکھکر اپنی درگاہ کا شیطان قرار دیا اُسنے خدائی مین بھی فتور ڈالے ایسے دخنے

لگانے کہ قدرت نے شکست نہ کھائی ملک موروثی چھوٹا شل نوشیروان شہر بشہر قریہ بقریہ دیہ بدیہ حمزہ کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یہ خداوند تھے ہر بادشاہ ہر ایک پہلوان برائے مدد آتا تھا مگر حمزہ و فرزندان حمزہ کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا وہی خداوند لقا عاجز و درماندہ ہوکر آپ کے خراجگزار سلیمان عنبرین موے کوہی نامدار کے ملک مین بھاگ کر آئے ہین حمزہ مع اپنی فوج ظفر موج کے برسر مقابلہ ہے آپ کے ساحر بھی برائے مدد خداوند جاتے ہین فرزندان عمرو کے ہاتھ سے شکست کھاتے ہین اُسی حمزہ کا بیٹا بدیع الزمان آپ کے طلسم مین آکر قید ہوا اسد غازی نواسہ حمزہ کا اپنے ماموں کے چھڑانے کو آیا پانچون عیار ساتھ آئے آپ کے سردار مہرخ و بہار وغیرہ شریک ہوے یہان کا حال تو سب سرکار پر روشن ہے دن بدن مسلمانون کو ترقی ہے شاید خداوند لقا نے مسلمانون کے واسطے تقدیر یہ بہبودی کر دی ہے یہ حال مجمل جو ملکہ اسرار جادو نے سامنے افراسیاب خانہ خراب کے شروع کیا اور آفتاب تقریر دلچسپ نے طلوع کیا دیدۂ دل افراسیاب کا منور ہوگیا نرگس ہوش مشتاق ہوا ہر مرتبہ کہتا تھا ای اسرار جادو حال عشق مہر نگار یا خنگ ملک باختر مفصل بیان کر کیا کیفیت دلچسپ ہے عجب لذت ملتی ہے جی چاہتا ہے عمر بھر سنون ملک ٹال کے کاروبار ترک کر دون اسرار جادو کبھی حال باختر مین اُلجھاتی ہے حال عشق دختر لقا ملکہ گیتی افروز کا سناتی ہے ذکر قاسم نبیرہ حمزہ نور چکیدۂ خالق قدرت پر مائل ہوا کبھی عشق ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب سیاہ ساتھ بدیع الزمان کے ذکر کرتی ہے کبھی حال زبرجد نگار مقام خدائی زبرجد شاہ و مشمش و دمامہ کہتی ہے کبھی حال فرعونیہ وساحر مشمش و عیار رہا سے عمرو و سوختن بیان مین لاتی ہے کیفیت دلپذیر عشق و جنگ کی معقول تقریر سُن سُن کر افراسیاب کبھی جھومتا ہے کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہے کبھی کہتا ہے ای اسرار یہ کتابین ہمکو منگا دو کتب خانہ شاہی سے نکلوا دو ایک جملہ روز پڑھا کرون جسکی مجمل مین یہ کیفیت ہے مفصل کی کیا لذت ہوگی اب پھر ادل کو نین بے سر منشی احمد حسین قمر خدمت شایقین مین عرض رسا ہے کہ اول مین اسرار نے افراسیاب کی توصیف کی توصیف کے بعد جب افراسیاب متوجہ ہوا کتاب دیکھنے سے غافل ہوا تب اسرار نے اس مقدمہ طولانی کو چھیڑ دیا مراد اس سے یہ ہے کہ اسرار ایسی باتین کر رہی ہے کہ افراسیاب کو باتون مین محو کردن کتاب سامری نہ دیکھنے دون حال یاران نہ دیکھنے پائے ورنہ مدعاے دلی حاصل نہوگا یاران عمرو صف شکن کو لے کر تا بہ گنبد نور نہ پہونچ سکیگی اسواسطے

یطول کلام ہی اسواسطے اِس تقریر دلپذیر کا یہ انجام ہی مگر شعبدہ بازیِ فلک کجرفتار سے اسرار جادو بھی غافل ہی یہ فلک ہر وقت بر سرِ گردش ہی نیرنگ دکھانے کی ہر وقت کوشش ہی نظم مصنف

فلک ہر گھڑی درپئے جنگ ہی
غم و رنج کھینچے مصیبت ہوئی
اگر شب کو شادی کا سامان ہوا
بجز رنج و غم عیش ممکن کہان
کوئی گُل خوشی سے جو خندان ہوا
کیا توڑ کر پائمالِ جفا
چمن مین جہان گُل کے انبار تھے

عجب گلشنِ دہر کا رنگ ہی
اگر ایک ساعت ملا دلکو چین
تو وقتِ سحر شغلِ افغان ہوا
کبھی ہی خزان اور کبھی ہی بہار
ستم بڑھ کے گلچین نے اُسپر کیا
اگر سرو نے سرکشی کی ذرا
یکایک جو دیکھا خس و خار تھے

کسی کو نہ دم بھر بھی راحت ہوئی
بھینون کیا بیٹھکر شور و شین
فلک کی عجائب ہین نیرنگیان
جو دیکھا تو لالہ بھی ہی داغدار
جما رنگِ غم اور حالِ جفا
وہین اُسپہ بدعت کا آرہ چلا
یہان تو باغ سیب مین اسرار

جادو نے دامِ قصص و حکایات مین افراسیاب کو پھنسایا کتاب کو نہ دیکھنے دیا مگر سپہرِ عیاری بعد گرفتار کرنے ہوشیار جادو بہ شکل اسرار جادو بپشت ماران پر سوار ماران بشکل اژدر بصد کرّ و فر مثل باد تند نقب بختہ کو طی کرتی ہوئی جاتی ہی گھبراتی ہی کہ اب رات کم رہگئی کیون خواجہ کہان تک تیز روی کرون بارہ کوس کی یہ نقب ہی پھر گنبد نور کی دیوار مین یہ نقب پہونچی ہی صناعان چابکدست نے دیوار کو خالی کیا ہی بصنعت تمام نقب کو پہونچایا ہی یہ راستہ برابر ہی وہ راہ بلندی پر ہی اب نشیب ہی وہ مقام فراز ہی ہر چند مجکو اپنی رہروی پر ناز ہی دیکھیے مقام تخل بدعت سے کیونکر گذر رون یا الٰہی جلد تا بہ گنبد نور پہونچون طلسم کشا قبضہ مین آجاے تب سحر منہ دکھاے یکایک دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک کمرہ نقب مین بنا ہی انتہا کی روشنی ہی ایک ساحر کریہ منظر خرس پیکر میمون صورت طینت مین بدعت باہر کمرے کے کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی جیسے ہی اُسکی نگاہ اژدر پر پڑی پکارا کون آتا ہی ماران نے آواز دی ای تخل بدعت جادو راہ مین سے ہٹ اسوقت میرے آنے مین بھید ہی ملکہ اسرار جادو بپشت پر سوار ہین ہم بشکل اژدر خونخوار ہین براے حفاظت طلسم کشا بحکم افراسیاب جاتے ہین تخل نے کہا ملکہ جاؤ تمھین کون روک سکتا ہی نامی امان تمھاری مالک ہین ہمیشہ سے اس راہ نقب کی سالک ہین ایک ایک سنگریزہ یہان کا پہچانتا ہی یہ حقیر بھی بخوبی جانتا ہی آپ ہماری افسر ہین ہم سے سب طرح بہتر ہین مگر ہم طرف سے شہنشاہ

طلسم ہوش رُبا کے نقب پر مامور ہین یہ شب شب قیامت ہی قول سامری جمشید ہی ہر ستارہ شناسون کی تحریر کا بھید یہی ہی خیر سے اتنی رات کٹے دلمین دھڑکے ہین گردش سیارگان سے ڈرتے ہین ملکہ ماران جواب دیتی جاتی ہی اور آگے بڑھتی آتی ہی لیکن خواجہ عمرو نے جسوقت سے نخل بدعت کو دیکھا ہی باتون مین شاخ نکال رہا ہی جڑ کی بات کہتا ہی کلام سے اُسکے ثابت ہوتا ہی کہ اسوقت دنا ماران و اسرار کا اسکو بار ہی پھولتا جاتا ہی چونکہ ذلیل و خوار ہی دلمین خواہش ہی کہ گل حیات طلسم کشا پامال ہو ملکہ بہار و باغبان قدرت کو ملال ہو جسوقت سے خواجہ نقب مین داخل ہوئے ہین چست و چالاک و ہوشیار ہمہ تن چشم تیور پہ قہر و خشم جال حضرت الیاس کا کاندھے پر ایک کاندھے پر گلیم عیاری حلقہ ہائے کمند آصفائے با صفا بازوون پہ پتوڑا حضرت داؤد کا کمر مین بجائے خنجر تیور کو اُسکے دیکھ رہے ہین جیسے ہی ماران قریب آن کر پہونچی قصد کیا دب کر نکلجاؤن نخل بدعت نے عمرو پر اپنا سایہ ڈالا خواجہ کے چہرے سے رنگ روغن عیاری کا اڑگیا نخل بدعت نے ڈانٹا او ماران ساربان زادے کو ساتھ لیے جاتی ہی عمرو تو کود کر کنارے اتنی جلدی آیا کہ جیسے برق چمکتی ہی گرتے گرتے گلیم اوڑھ کر مختفی ہوا مگر نخل بدعت نے ماران پر گولہ مارا ماران کے گرد شعلۂ آتش آگئے یہ تڑپ کے نکلی بصورت اصلی ہوئی برق بنکر نخل پر گری کہ اس ملعون کو قلم کردن مگر نخل بدعت بلاے روزگار ہی قدیم ساحر ہی فنون سحر سازی سے بخوبی ماہر ہی اپنے کو بچا کر للکارا کہ او ماران تو نے غضب کیا ہم تو جانتے تھے کہ سامری نامہ مین صاف لکھا ہی کہ عمرو اس راہ سے ضرور آئیگا جب تو ہمنے اپنے اوپر سحر کر رکھا تھا کہ کسی صورت پر آئے ہمارے سایہ سے صورت تبدیل ہوجاے لڑتا جاتا ہی اور چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا ہی حیرت ہی کہ ساربان زادہ کہان گیا پشت اژدر سے اُڑتے اُڑتے غائب ہو گیا ماران نے دو چار سحر ایسے کیے کہ نخل کو زخمی کیا قتل نہ کرسکی ایک مرتبہ جھوم کر یا سامری کہا دو ہتڑ زمین پر مارا ماران لہرا کر زمین پر گری زبان بند ہوگئی چہرہ اُداس مُردنی منھ پر چھا گئی یہ بچا تیغۂ سحر کھینچکر جھپٹا کہ سر کاٹ لون پھر عمرو کو ڈھونڈھون ماران تڑپی دل کو رجوع کیا اور کہا اے خالق بے نیاز جان بچالے مصیبت سے نجات دے

قطعہ

لطف تیرا عام ہی کرم رحمت | ہو کرم سے ترے چشم مکرمت
مجرم عاجز ہون کر ٹک تقویت

تو ہی خالق تجھ سے ہی یہ مسئلت | دیگر کیا سیہ کاری نے منہ کالا کیا | بات کرنے کا نہیں کچھ منہ رہا
رحم کر خاک ذلت سے اُٹھا | میری عقد جسم کی تخصیص کیا | دیگر ہو رہے ہیں ہم جو دورنگی خطب
سر پہ یہ اعمال لائے ہیں غضب | رکھتے ہیں چشم عنایت تجھ سے سب | تجھ سوا کس سے کہیں احوال اب

تخل نے چاہا کہ سر ماران کا کاٹ لوں خواجہ عمرو پہلو میں گلیم اوڑھے کھڑے ہیں دل کو تاب نہ باقی رہی فوراً گلیم سر سے اُتاری سامنے سے ٹوک کے نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار رشک آتش جقران | مرے مکر سے کانپتا ہی جہان | تراشندہ ریش کفار ہوں
زمانے کا مکار غدار ہوں | مرا تیز رفتار ہو کر قدم | صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو | بنائے مری گرد پاپوش کو | دوندہ جہان گرد طرار ہوں
جہان گیر عالم کا عیار ہوں

ادھیجیا کیا کرتا ہی خبردار عورت پر کبا وار کرتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر ادھر دیکھ ہمسے آنکھ ملا ہمارے سامنے آ تخل غصہ میں پلٹا عمرو برابر تو ہو ہیچ ہی چکا تھا ہتوڑا حضرت داؤد کا سر پر مارا تخل بدعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مر کر گرا لاشہ تڑپا اندھیرا چھایا صدائے گیر و دار بلند ہوئی روح سامری دردمند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من تخل بدعت بود افسوس جان دادیم و مردیم و مطلب خود نہ رسیدیم ہائے تخل بدعت کو قلم کیا تخل شباب سے پھل نہ پایا بہار عمر پر خزان آئی خزان نے صورت دکھائی اس ہنگامے میں ماران اُٹھی کھڑی ہو کر پیٹنے لگی سر زمین پر دے مارا کہا خواجہ غضب کیا اسکو کیون مار ڈالا عمرو نے کہا وہ مجکو قتل کرتا تھا اور میں کیا کرتا اُسنے کہا خواجہ بڑی قیامت ہوگی اُسی کے ہاتھ کا بنایا ہوا ایک تخل باغ سیب میں افراسیاب کی بارہ دری کے سامنے ہے وہ اب جلجائیگا افراسیاب دوڑا ہوا آئیگا جلدی گنبد نور پر چلو ہائے اب نانی کو بیری مار ڈالیگا ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا عمرو کے بھی ہوش اُڑ گئے کہا بی بی جلدی چلو ماران و عمرو دوڑتے ہوے زیر گنبد نور پہونچے دیکھا اندر دیوار کے اوپر گنبد نور کے جانے کا راستہ بنا ہی اب عمرو آگے ماران پیچھے عمرو صورت بدلتا ہوا یعنی رنگ روغن عیاری کا لگاتا جاتا ہی صورت افراسیاب بنانا منظور ہی گنبد نور میں بارہ جلاد اسد اور مہ جبین کے نگہبان ہیں ہر وقت سر پر تلوار کھینچے موجود رہتے ہیں حکم ہی افراسیاب کا اول تو یہاں کوئی آ ہی نہیں سکتا اگر سوائے میرے

کوئی آئے فوراً اسد و مہ جبین کو قتل کر ڈالنا عمرو نے صورت بنکر افراسیاب کی گنبد نور مین نکلا
جاتا ہے سو دو سو قدم کا راستہ باقی ہے مگر وہان رات قلیل ہے بلکہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے اسرار
جادو نے رات بھر افراسیاب کو دام کلام مین پھنسایا یکایک آسمان سے ایک شعلہ بھڑک کر
اُس نخل پر گرا جلنے لگا افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا اے اسرار حرامزادی تو نے مجکو کتاب
نہ دیکھنے دی صاف ظاہر ہے کہ تو مسلمانون سے ملگئی ارے ہائے نگہبان نقب مارا گیا سوا
تیری قواسی کے عمرو کو وہان کون لیجاتا اب معلوم ہوا کہ قتل عمرو مین بھی تو نے مجکو دھوکا دیا وہ کوئی
اور تھا جسکو تو نے قتل کروایا یہ کہکر غصہ مین اٹھا کہ مین جا کر گنبد نور پر دیکھون ابھی ابھی نخل بدعت
مرا ہے جب تو شعلہ اس نخل پر گرا ہے اسرار جادو کے ہاتھ مین اسباب سحر تھا افراسیاب پر پھینک مارا
کئی تلوارین لگی چھریان کٹاریان افراسیاب پر گرین یہ بھلا کب مانتا ہے چوٹ جسم مین لگی موے بدن بھی
میلا نہوا اُف کہکے اُٹھا وہ سحر سب باطل ہوگئے دامن سے افراسیاب کے گلا اسرار جادو کا بندھ گیا
افراسیاب تو اُڑ کے طرف گنبد نور کے چلا اسرار جادو مثل چھپکلی کے لٹک رہی ہے مثل ماہی بے آب
پھڑک رہی ہے مگر رہا نہین ہوسکتی وہان عمرو روزن دیوار توڑ کر منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا کہکر نکلا جلادون
نے جو افراسیاب کو دیکھا جھک کے سلام کیا عمرو نے بہ تعجیل جیب مین سے مشت زر نکال کر جلادون
کو دیا کہا تم لوگون نے خوب حفاظت کی ایک ایک کو شہر کا بادشاہ کرونگا یہ تو آپسمین تقسیم کر لو رات
بھر جاگے ہو ایک ایک جام پیو یہ شراب قیصر سامری کی ہے اپنی جیب مین سے گلابی نکالی ایک ایک
پیالی بارھون کو پلائی پیتے ہی وہ سب لڑکھڑا کر گرے اسد و مہ جبین کو عجب حال پر ملال مین دیکھا
اسد غازی کے بال بڑھکر کمر سے گذر گئے ہین ناخن جو رشک ہلال تھے بدر کمال ہوے آنکھین
مثل نرگس بیمار نحیف و زار مہ جبین کے چہرے پر ہوائیان دونون کے پانون ہاتھ مین ہتھکڑیان
بیڑیان صورتین دونون کی دیکھ کے عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا مگر بہ تعجیل جال مار کر دونونکو ادھر تو عمرو نے
نذر زنبیل کیا جلادون کے سر کاٹے مٹھیون مین اُنکے اشرفیان تھین ہاتھ مڑ ور کے چھین لین عمرو
یہ فعل کر کے طرف ماران کے بھاگا کہا ارے مجکو لیچل اور افراسیاب مثل شعلہ جوالہ بر سر گنبد نور کڑکا ہے اسرار
جادو دامن سے بندھی لٹک رہی ہے چالاک بشکل ملکہ حیرت جادو گلدستہ سحر ہاتھ مین کنیزین گرد تخت
کو اُڑاتی ہوئی قریب گنبد نور پہونچا ہے ایک طرف سے برق بصورت مصور گٹھہ تصویرون کا لیے ہوئے

قران بصورت ابرلیق سحر کے پتھر ہاتھ مین ضرغام بشکل سرمار برف انداز روئی کے گالون پر قطرے پانی کے پڑے ہوے سرمار اصلی کے بنائے ہوے جانسوز بشکل خدمتگار پہلو مین گرد چند مصاحب ان سبھون کے تخت اڑتے ہوے ساحران کے سحر سے قریب گنبد نور پہونچے مین جیسے ہی افراسیاب مثل برق کڑکا بصورت شعلہ جوالہ بھڑکا حیرت کو دیکھکر آواز دی ای خاتون محل غضب ہوا عمرو یقین ہے گنبد نور مین پہونچا اسرار نمکحرام نے رات بھر مجکو کتاب نہ دیکھنے دی قصص و حکایات مین بہلائے رہی جلد گنبد نور کی خبر لے چالاک نے کہا شہنشاہ بہت خوب لائیے اسرار حرامزادی کو تو مجھے دیجیے افراسیاب جادو نے بائین ہاتھ سے اشارہ کیا اسرار کی گردن بندھی ہوئی تھی دامن اُتنا جھٹکیا تخت پر چالاک کے گر ہی یہ سب عیار تو تخت اڑا کر قریب افراسیاب کے آئے جب اسد و مہ جبین کو عمرو اپنی زنبیل مین رکھ چکا نقب مین پہونچکر سفید مہرہ بجا کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار

بباغ دین زکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

کزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری

آہ ساحران بچایا مین نے اسد و مہ جبین کو اپنے قبضہ مین کیا ای ساحران مطیعان اسلام اگر آمادہ جانبازی ہو نکل جاؤ خدا کا فضل شریک حال ہوا اسد نامدار عالی وقار نبیرۂ حمزہ شہسوار میرے قبضہ مین آیا یہ جو خواجہ عمرو نے اندر سے نعرہ کیا بہار و باغبان وغیرہ جو آسمان پر اڑ رہے ہین اُنکے بھی کان مین یہ صداے جانفزا روح بخش فیض انتا پہونچی ہاتھون مین اشیاے سحر اس ارادہ پر تھے کہ افراسیاب پر سحر کرینگے اب وہی اسباب فوج کفار پر پھینک مارے مگر چالاک کہ بصورت حیرت تخت زرین پر ہے اسرار جادو کو افراسیاب نے اپنے دامن سے جھٹکا کہا ای حیرت لینا مین گنبد نور مین جاؤن یہ کیسی آواز حیرت خیز آتی ہے زمین کیون تھراتی ہے چالاک نے بچالاکی اسرار جادو کو لیا برابر افراسیاب کے تو تخت پہونچ ہی چکا تھا آواز عمرو کے سفید مہرے کی سن رہا تھا دس جباب دس انگلیون سے منھ پر افراسیاب کے مار دیے پہلے سے برق بصورت معمور و قران بصورت ابرلیق و ضرغام بصورت سرمار ان سب نے اشیاے بیہوشی افراسیاب پر مارے افراسیاب تو اُلٹ گیا غلطکین کھاتا ہوا چلا مگر بیہوش ہوتے ہوتے ہاتھ جو ہلا دیا تخت عیار و نکے ٹکڑے ٹکڑے ہوے مگر اسباب سحر سازان مذکور کے جو انکے پاس تھے یعنی چالاک نے گلدستہ حیرت پھینک مارا آواز دیکر ای ساامری یہ جو شہر ناپرسان مین فوجین تیار ہین انکو جلا دو وا درا اپنے

نام کا نعرہ بھی کیا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو نعرہ چالاک

بعیاری منم آنم چست و چالاک

بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم

خلیفہ اول چالاک نامم

قران نے نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون ابر بہاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری

بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ژیانم

ضرغام و جالینوز نے بھی نعرہ

کیا برق بھی پکار اٹھا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گزار × منم یکہ لیکن گران برہزار بہار و باغبان وغیرہ نے دیکھا کہ ان لوگون نے انتہا کی جرأت پیدا کی کہ ساحران مذکور کی شکل پر ہوا پر تھے اسباب سحر تو اپنے اپنے پھینکے مگر افراسیاب کا ہاتھ ہو ہلگیا تخت سب کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے زمین پر یہ سب گر ینگے اور اسرار بھی الٹتی پلٹتی جاتی ہے کڑک کڑک کے گرے عیارون کی کمر مین پنجے دیے چالاک نے کہا ملکہ اسرار کو لینا یہ بھی ہماری طرفدار معلوم ہوتی ہے سحر افراسیاب مین مبتلا ہے ایک ساحر نے اسکو بھی پنجہ مین دبایا یہان قیامت برپا ہے ابریق سنگدل کے سحر کے پتھر شہر ناپرسان مین برس رہے ہین سحر حیرت سے شعلہ ہائے آتش گر رہے ہین گلدستہ ہین اسکے شعلہ جوالہ بھرے ہوے تھے نارین کو جلانے لگے قران نے تصویر ہائے مصور کو پھینکا اسنے یہ نقشہ کیا مثل تصویر تصویر ہو کر بلا زمان افراسیاب گرنے لگے سرکشون کے سر پھرنے لگے سحر سرما نے برف برسائی گرم مزاجون کو ٹھنڈا کیا بچھائون پر سر منڈلاتے ہی اولے پڑے ٹھنڈے جہنم مین ہوگئے سردار تو عیارون کو مع اسرار پنجون مین دبا کر طرف اپنے لشکر کے چلے جب عمرو نقب مین اترا ماران نے سحر کر کے طبقہ زمین کا اڑا دیا عمرو کو ساتھ لیکر طرف لشکر ظفر اثر کے مثل باد صرصر بھاگی مگر خوف سے تھرا رہی ہے یہان شہر ناپرسان مین رات بھر شہنشاہ بیلم و شہنشاہ توسن و مواج بن گرداب آدم خوار و لطمہ صد گوش و دریا نوش و جیحون جادو و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و بدسرشت و بدخو دخان سیہ رو و ملکہ عقاب آسمان سیر و ملکہ شبرنگ سیاہ پوش و ساحر لاثانی و قواق کہربا پیشانی و طیران و سیران گوشہ گیر و ملکہ شوخ و شنگ و ملکہ زعفران عجائب رنگ و قتال جادو و منقال جادو و ابابیل جادو و ہابیل جادو و شریر جادو و ضربہ جادو و منیر آسمان نشین و ملکہ شور انگیز جلالت آئین و قلماق اژدر پوش و سالار منیوش و ملکہ طنبور سحر ساز و ملکہ عندلیب نغمہ پرداز وغیرہ رات بھر اپنی اپنی بارگاہون مین جاگی ہین دو گھڑی رات رہے سے جلاون

خرس طینت میمون خصلت خرسہلے بادیۂ ضلالت سیاہ رو بدخو تیرہ درون حاضر ہین آرہ کش تسمہ کش چشم کن سینہ شگاف پھر رہے ہین دارین استادہ بر سر کشی جلاد سب سے زیادہ منتظم صاحب جاہ وحشم شہنشاہ نیلم وساحر پرفن شہنشاہ توسن سحر ہوتے ہی بارگاہون سے نکلے تھے کہ یکایک یہ قیامت برپا ہوئی چونکہ براے انتظام کل شاہان وساحران بدانجام اپنے خیمون سے باہر آچکے تھے دیکھا کہ شہنشاہ آسمان سے یون چلے آتے ہین نیچے سراو پر پانوئن اور عیارون کے نعرے ہوے برف وسنگ وخنجر وتیر وتبر برسنے لگے لاکھون بیجیا واصل جہنم ہوے صداہاے گیرودار تا بہ فلک پہونچی زمین تھرانے لگی چونکہ یہ سب ساحران زبردست ہین بادۂ سحر وساحری سے مست ہین حیران وپریشان لاکھون لاشہ پھڑک رہا ہی کالا ابر تیرہ وتار کڑک رہا ہی رعد کی گرج برق کی چشمک زنی تیرون کی بوچھار ساحران زبردست نے بتعجیل تمام بخیال انجام سپرین سحر کی فوراً تیار کین ان آفتہاے آسمانی سے اپنے کو بچاتے تھے کبھی گھبراتے تھے کہ یہ کیا قیامت آشکارا ہی غل ہی کہ اب جان بچنا دشوار ہی کوئی کہتا ہی خداوند لقا کو غصہ آیا تقدیر برعکس کی مفت مین ہم غریبون کے جان پر بنی کسی طرف شور ہی یا لات اعلے منات معلی توبہ کرتے ہین آپ کے بندے مرتے ہین وقت دستگیری ہی کوئی سامری جمشید کو پکارتا ہی بعض گھبرا کر کہتے ہین ان سب پر لعنت کرو یہ سب خداوند بڑے ظالم ہین اپنے بندون کی تباہی کا افسوس نہین کسکو پکارین کس سے فریاد کرین رات سے بازاری بدمعاش جمع تھے بڑے بڑے پہلوان ڈنڈپیل سن چکے تھے کہ بروقت قتل اسد ضرور لڑائی ہوگی مال لوٹینگے آج کے وعدے پر مہاجنون سے قرض لیا تھا ان سب صاحبون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا آپسمین کہا لو بھائیو غدر ہوگیا اسوقت نہ داد ہی نہ فریاد ہی مطلب حاصل کرو جسکا مال ملجاے لوٹ لو پوچھیگا نہ کیسا کسی نے کسی کی پگڑی اچھال دی صرافونکی دوکانون کی تھیلیان غائب ہونے لگین شہر نا پرسان لٹنے لگا دوکاندار رام رام کہکر بھاگے بعض واقفکاران شہر شوالون مین گھس پڑے بت سونے چاندی کے قبضون مین کیے برہمن تہمبری دھوتیان باندھے ہوے پوتھیان پھینک پھینک کر بھاگے جلاد اپنے گلے کاٹنے لگے مگر افراسیاب زمین تک نہ پہونچا تھا کہ پتلہ فولادی زمین سے نکلا شہنشاہ شہنشاہ کہتا ہوا افراسیاب کو لپٹ گیا گود مین لیکر چھینٹا پانی کا مارا افراسیاب نے آنکھ کھولی یہ قیامت برپا دیکھی ساحر جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین کہین

پتھر برستے ہین ساحر جان بچانے کو ترستے ہین ایک سمت برفباری اا لیان فوج کی بیقراری افراسیاب
نے اُٹھتے اُٹھتے ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا دیکھا نہ حیرت ہے نہ سرما ہے نہ ابرق نہ مصور مگر سحر اُنکے
پتھر برسا رہے ہین برف گرا رہے ہین وہان بوقت سحر صرصر وصبا رفتار جو درختون سے بندھی تھین گلہ کشون
نے آکر اُنکو کھولا یہ دونون بدحواس افتان وخیزان اس مجمع مین آکر پہونچین دیکھا دریا خون روان
بہ رہا ہے افراسیاب منم منم کہہ رہا ہے بھاگ کر دربارگاہ حیرت پر آئین دیکھا در بارگاہ پر سناٹا ہے خوف
سے نگہبان بھاگ گئے یہ دونون پردہ اُٹھا کر اندر آئین دیکھا بی حیرت دوشالہ تانے سو رہی ہین
خیال کرکے دیکھا دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھی ہے دونون پیٹنے لگین پٹی اُتاری منھ دھلا کر کہا بی بی جلد
اُٹھیے سارا شہر قتل ہو رہا ہے صاف ثابت ہے کہ مسلمان آپڑے سحر ہو رہے ہین آپ کی فوج والے
رو رہے ہین لاکھون بھاگے لاکھون مرچکے شہنشاہ کو سنا زمین پر گرتے تھے پتلے نے روکا شاہان
اولو العزم اپنے کو بچاتے ہین سرداران لشکر گھبراتے ہین حیرت آنکھین ملتی ہوئی کہتی ہوئی چلی آگ لگے
اس سلطنت کو کسی غریب کے گھر بیاہی جاتی ماش کی دال روٹی کھاتی آرام تو پاتی نگوڑے مسلمانو نکو
نہ دن سوجھے نہ رات نہین معلوم مجکو کون بیہوش کرکے ڈال گیا مین کیا جانون صبح ہوتے ہی کیا اندھیر
ہوا ناگاہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا ملکہ جلد چلیے شہنشاہ خفا ہوتے ہین آپ کے سحر نے آگ لگا دی
ہزارون جل گئے لاکھون جان بچا کر ٹل گئے یہ سنکر حیرت گھبرا کر دوڑی اس عرصہ مین صرصر اور صبا رفتار
خیمہ مصور مین پہونچین دیکھا مرشدزادے ننگے چٹائی مین لپٹے کھڑے ہین صبا رفتار نے کہا
اُستانی صاحب دیکھیے یہ کیا سامان ہے صرصر نے کہا یہ نگوڑا ننگ خاندان ہے ہمیشہ جامے سے باہر
رہتا ہے عیارون کی جفا سہتا ہے صرصر نے منھ پھیر کر چادر اُڑھایا منھ پر چھینٹا پانی کا مارا مرشدزادے
نے گھبرا کر آنکھ کھولی صرصر وصبا رفتار کو سامنے پایا سمجھا عیاران اسلام مجھے مارنے آئے ہین چاہا
دوڑ کر دو ہتڑ مارے صرصر نے کہا مرشدزادے ذرا ہوش مین آئیے شہنشاہ کے پاس چلیے دیکھیے آپکی
تصویرون نے کیا نقشہ کیا ہے ہم صرصر وصبا رفتار ہین مصور گھبرایا جامے سے باہر تھا اب لباس
پہنا گھبرا کر پوچھا کہ اسد قتل ہو گیا عیار بچیون نے کہا باہر تو چلیے زیادہ نہ مچلیے مصور جلدی لباس
پہنکر بیرون بارگاہ نکلا دیکھا قیامت کا ہنگامہ ہے اس عرصے مین صرصر وصبا رفتار نے جا کر سرما وابرق
کو بھی ہوشیار کیا یہ بھی دونون آنکھین ملتے ہوئے گھبرائے ہوئے بدحواس کہتے ہوئے کیون ملکہ خیر

تو ہی صبا رفتار نے کہا چلو تم لوگ یہان بیہوش پڑے تھے سحر نے تمھارے قیامت برپا کر دی یہان
افراسیاب کھڑا ہوا فوج والون کو بچا رہا ہی سحر دفع کرتا جاتا ہی آگ بجھانے کو پانی برساتا ہی برف
پر برق چمکاتا ہی کہ سامنے سے ملکہ حیرت پیٹتی ہوئی پہونچی افراسیاب نے کہا کیون او حیرت ناک
تیری کاٹ لون تیرے سحر نے لاکھون کو جلا یا حیرت نے کہا شہنشاہ مین تو بیہوش پڑی تھی سحر تو مین نے
برائے مسلمانان بنایا تھا کہ صبح کو زیادہ مشقت نہو مسلمانونکو میرے فسون سے مہلت نہو سرماد ابریق و
مصور بھی پہونچے افراسیاب نے کہا او مرشد زادے بڑے حرامزادے ہو اپنی تصویرونکو تو روکو مصور
نے کہا زبان بند کیجیے بیہودہ بات منہ سے نکالیے نانا دے سے کہکر سارا طلسم مٹوا دونگا افراسیاب نے کہا تمھارے
نانا دادا بیچارے کیا تھے الٹی ملتی نالایق اقتدیر کرتے ہین ایک مسلمانون کا خدا ہی یہ ایسے نامرد ہین ایک
سے پونے دو سو ڈرتے ہین آپ کو کچھ معلوم بھی ہی شاید طلسم کشا چھوٹ گیا پہر بہر کامل افراسیاب و مصور
و حیرت و سرماد ابریق نے ملکر وہ جو سحر سے آفتین برپا تھین انکو ہٹایا اب جہان تیرہ و تار روشن
ہوا افراسیاب کو پرچۂ اخبار گزرا کہ بارہ لاکھ جادوگر مر گیا کچھ برف مین ٹھنڈے ہوئے کچھ آگ کی سوزش سے
جہنم مین گئے شور گریہ وزاری بلند ہی کوئی کہتا ہی باپ مارا گیا کوئی کہتا ہی جوان بیٹا موا کوئی کہتا ہی بھائی
تو نے شباب مین جان گنوائی کسبیان سر پیٹ رہی ہین شہدے لچے نوچیون کو لے گئے افراسیاب نے
سرماد ابریق سے کہا ان سب کو چپ کرو خاموش ہون لاشے جلد اٹھواؤ ما بدولت جا کر گنبد نور مین تو
دیکھین اگر حرامزادی ماران خواجہ عمرو کو لے کر راہ نقب سے پہونچی جلادون پر تو حکم ناطق تھا کہ سوا
میرے جو کوئی آئے اگر میری زوجہ بھی ہو اسد و مہ جبین کا سر کاٹ لینا دیکھون ان بیچاؤن نے کیا کیا
سرماد ابریق وغیرہ چوب و چقماق لیکر دوڑے اس بدعت مین ہزارون کے سر پھٹے لاشے اٹھوانے مین مصروف
ہوئے جنگل تمام لاشون سے معمور ہو گیا افراسیاب بقہر و عتاب چرخ مار کر بالائے گنبد نور آیا آکے دیکھا اسد
و مہ جبین نمارد جلادونکے سر کٹے پڑے ہین گھبرا کر نقب مین پھاندا دیکھا بیچ مین سے طبقہ ٹوٹا ہوا ہی لاشہ
نخل بدعت پڑا ہی نقب کی عمارتین برباد یہ حالات مصیبت آیات دیکھکر قہر و غضب مین کانپتا ہوا باہر
نقب آیا تمام حاکمان ذرہ بند ستر ددو متوحش ایک مقام پر کھڑے ہین سب کے افسر شہنشاہ نیلم و شہنشاہ
توسن و ملکہ فیروزہ و دخان سیہ رو آپسمین اشارے کنائے کر رہے ہین نیلم کہتا ہی شہنشاہ کی
غفلت حد پہ پہونچی سردارون کو یون بیزار کیا سب نامی نامی تمام ارکان طلسم راز دار جاکر شریک مسلمانان ہوئے

قید اسد غازی کا انتظام نہو سکا ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ توسن کیسے منتظم ہین کون کون صاحبین بھائی صاحب کے سپرد ہین اگر کہین چھوٹ جائین تو طلسم ہوش ربا کی خاک اُڑا دین شہنشاہ ہوش ربا کی زندگی دشوار ہو بھاگنے کا راستہ نہ ملے ہر متنفس کو رنج و ملال پہونچے بھلا چھڑانا تو مشکل ہے اتنا تو کوئی دریافت کردے کہ ہمارے بھائی صاحب کے زندان مین کون شخص قید ہے قیدی کا کیا نام ہے اُسکے قید کرنے سے کیا انجام ہے نہ محافظ ہے نہ نگہبان اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر ہوکر ہفتہ مین خود ایک مرتبہ تشریف لیجاتے ہین اپنی آنکھون سے قیدیون کو دیکھ آتے ہین مصور جادو تو ایک اُلو کے پٹھے ہین کہا اے بادشاہ عالیجاہ وہ کونسے قیدی ہین جو شہنشاہ توسن کے سپرد ہین بادشاہ ملک ہین یا گرد ہین شہنشاہ توسن نے ہنسکر کہا مرشدزادے اعزاز و اکرام تو قیدی کا آپ نے سنا اُسکا نام لینا کیونکر مناسب ہے اور آپ بخوبی آگاہ ہین اسوقت خیال مین نہین ہے آپ ہی بزرگون کی صلاح سے وہ لوگ قید ہوے مگر عرض کرتا ہون مثل باغبان وغیرہ اگر ہم شہنشاہ سے باغی ہو جائین ایک ہفتہ مین طلسم کا کام تمام کردین مگر شہنشاہ کے راز دار ہین اس سلطنت ہوش ربا کے ہم خود مالک و مختار ہین کل امورات ہماری راے سے ہوتے ہین ایک قید مین طلسم کشا کی ہمنے دخل نہ دیا دیکھیے کیا انجام ہوا ملاحظہ کیجیے شہنشاہ گنبد نور سے آتے ہین مردونکی خبر لاتے ہین یہان تو یہ باتین ہین توسن و نیلم کی باتون پر کل سردار ہنس رہے ہین افراسیاب پر مضحکہ ہے کوئی کہتا ہے غافل ہے کوئی کہتا ہے بالکل جاہل ہے کوئی کہتا ہے انتظام نہو سکا ایک کہتا ہے اسد کو عمرو چھڑا لیگیا کچھ نہو سکا ایک کہتا ہے کیا غضب کے عیار ہین آسمان پر اُڑ رہے تھے بیہوش کرکے شہنشاہ کو بھاگے کیا غضب کر گئے لاکھون کی جان گئی کیا قیامت کا ہنگامہ تھا چند کس جو بچ گئے یہ بھی عنایت لات و منات ہے صبح کو یہ نہ سمجھ مین آتا تھا دن ہے کہ رات ہے یہ باتین تھین کہ افراسیاب غصہ مین نیلا پیلا ہو منہ مین کف بھرا ہوا پیشانی پر شکن دریاے قہر موجزن جیسے ہی قریب آکر پہونچا نیلم و توسن نے براہ مضحکہ مسکرا کر پوچھا کیون شہنشاہ کیا طلسم کشا چھوٹ گیا عمرو کیونکر پہونچا کس نے سراغ لگایا اس راہ کو کون جانتا ہے عمرو کی کس نے رہبری کی کس سرکش نے خود سری کی افراسیاب نے جو سب کو مسکراتے دیکھا فرط قہر و غضب مین تاج کو کج کرکے مونچھون پر تاؤ دیکر کہا اے حاکمان دربند طلسم ہوش ربا و اے ناظمان ممالک عجائب و غرائب بدولت کسی صاحب کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے ہین اگر اُف کرون تمام کوہ و دشت کو جلا دون اگر دعوی خدائی کرون مُردے کو زندہ زندہ کو مردہ کر دکھاؤن اگر علوم نیرنگ و شعبدہ پر آجاؤن

فلک ہفت پیکر کے چھکے چھڑاؤں سب صاحب بخوبی واقف ہین چندکس ناواقف ہین اپنے بزرگون سے
سنا ہوگا جس روز بادولت دریاے نیل پر پہونچے لوح طلسم کی تلاش تھی آپ سب صاحب فرماتے تھے
اے شہنشاہ دریاے نیل پر نہ جائیے بچ لینے کے سودے مین نہ پڑیے وہ مقام عجائب وغرائب ہے دریاے
قہار وپر مصائب ہے ہر ساحر نے وہان سے کنارا کیا اسکا ڈوبنے والا کبھی نہ ابھرا ایک ایک موج
اسکی گرداب قیامت ایک ایک قطرہ محیط آفت نہنگان دریاے نیل مکار دجیل مچھلیونکی ماہیت سے
کماہی کون آگاہ ہے اس منزل جوش وخروش مین کسکو سیم وراہ ہے حباب بھی آنکھین نکالتا ہے صاف ظاہر ہوکہ
قہر وغضب مین گھور رہا ہے ہر وقت کف لاتا ہے مردم آبی کو ڈراتا ہے مقام خوفناک پرہول کنارے سے کنارا
بہتر خوف تباہی جہاز عمر روان ہے ہر ایک موج شمشیر بران ہے گرداب حلقہ ماتم گھاٹ اسکا تلوار کا گھاٹ ہے
پاٹ اسکا چادر چرخ نیلی کا پاٹ ہے ہزارہا اسمین جانور آدم خوار زمین وہان کی ناہموار مگر بادولت نے
کچھ خیال نکیا بجوش وخروش پہونچا صاحب بچ قہقہہ فیل سر قد وقامت مین دیو کا ہمسر قہقہہ کا مارنا کیا
ہنسی تھا سب صاحب فرمائین اسکو کیونکر نکال کر لایا مثل کرباس کہنہ کے چیر پھاڑکر پھینکدیا
اسوقت سب صاحب مضحکہ کرتے ہین بادولت بہرام فلک سے نہین ڈرتے ہین اگر سرداران خواجہ عمرو
وعیاران نامور لسازش نکحرامان بڑا کام کرگئے ماران نے عمرو کو راہ نقب سے تا بہ گنبد نور پہونچایا اسرار
جادو نے شب بھر مجکو قصص وحکایات مین مصروف رکھا کتاب نہ دیکھنے دی بڑی جستجو کی اب آپ سب
صاحب دیکھین سب باغیون کو چشم زدن مین لاتے ہین دیکھون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتے ہین
اسوقت آپ سب صاحبونکے موج تبسم نے خنجر بران کا کام کیا اس ہنسنے نے زخم جگر پر نمک چھڑکا ان
کلمات قہر آیات افراسیاب سے بڑے بڑے ساحر جو موجود ہین اور اپنے کو سامری زمان اور جمشید عہد
جانتے ہین ایسے ویسے کے سحر کو کب مانتے ہین غصہ دیکھکر افراسیاب کا کانپے تھرائے دیکھا حقیقت مین
افراسیاب کی صورت بدل گئی چہرہ سرخ ابروون پر بل آستین تا بہ مرفق چڑھائے آنکھین جوش قہر وغضب
سے آتش آئین شعلہ جوالہ یا جہنم کا جلا ہوا کندا معلوم ہوتا تھا یہ کہتے کہتے صرف دستک دیکے نظرون سے
سب کی غائب ہوا سب کے طائر ہوش اڑے حیرت نے پریشان ہوکر بال کھولدیے ڈوپٹہ منھ پر رکھکر
رونے لگی کہا صاجو غضب ہوا ایسا غصہ مین کبھی شہنشاہ کو مین نے نہین دیکھا اکیلے گئے ہین مسلمانون مین
صرف ستر سو سردار ہین چھوٹن عیار مکار دغدار ہین ایسا نہو کہ میرے وارث کو کسی دام مکر مین پھنسائین

آپ لوگونکا مضحکہ کرنا ست ناگوار ہوا آج یہ سحر تو آشکار ہوا دیکھئے دیکھتے غائب ہوئے مین نہ ٹھہرونگی جاکر اپنے وارث کی خبر لونگی بُرے وقت مین جاکر شریک ہون مجھے اپنے راج سہاگ کا ڈر ہی ارا کین طلسم ہوش ربا کا بارگاہ عمرو مین گذر ہی میرا وارث تنہا ہی نکلا ہون نے ایکا کیا ہی یہ کہکر آگے آگے حیرت پشت پر اٹھارہ سو تاجدار گرد گرد نکش ساحران یکتا ناظمان و ربند طلسم ہوش ربا ساحر بشیار غول کے غول غٹ کے غٹ چلے آتے ہین طبقے زمین کے تھراتے ہین عیّار چپون کو حیرت نے اشارہ کیا کہ ای کمبختو ذرا بڑھکر خبر لو جو کچھ وہان گذرے دمبدم کی کیفیت سناؤ یہ سنکر صرصر و صبار فتار و شمیمہ نقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین جنگل کشا صورتین بدلکر مثل باد صرصر کے بھاگین دو کلمہ لشکر عمرو کے سُنیے ساقی نامہ

ای روز الست کے شرابی
دے جام ابھی سلامتی کا
ای میری دعا کے لینے والے
ملوادے دختر عنب سے
نظرون ہی مین دیکھکر جوان جاؤن
بھر جاے خوشی سے شیشۂ دل
ساقی ہی کدھر شراب لائے
لانا اک پھول کی گلابی
مر مر کے خزان کے دن گذارے
کر لال پری مرے حوالے
دلمین مرے وہ شباب آجاے
مرنے سے ملے نجات جی جاؤن
آنکھون مین پڑین جو لال ڈورے
دن فصل بہار کے پھر آئے
سودا ہی یہ ہنسی خوشی کا
پھولا نخل مراد بار رہے
دل ہی مرا ڈالون ڈول کب سے
اس دلمین آفتاب آجاے
اُترے جبدم وہ رشک محفل
پھر جائین نشے مین کالے گورے

یہان ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر صاحب قہر و خشم ملکہ مہرخ سحر چشم شب بھر مسلح مکمل آمادۂ مرگ مہیاے قضا زندگی سے بیزار مجبور و ناچار حیران و پریشان متردد و متوحش کبھی بارگاہ مین کبھی بیرون بارگاہ گردش سیارگان پر نگاہ جون جون رات گھٹتی ہی غم والم بڑھتا ہی اہالیان لشکر کمرین باندھے ہوے اپنے اپنے بستر پر بلول و ملکدر گوش بر آواز کہ مالک ہمارا حکم دے اگر دریاے آتش ہو پھاند پڑین مرین لڑین ناگاہ گریبان سحر چاک ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم گھبرا کر بیرون بارگاہ آئین کہا لو یارو سحر ہو گئی ہم سب کی صبح ہوئی کوئی عیار پلٹ کر نہ آیا کچھ حال شہر ناپرسان نہ سنایا جان دینے کا بھی وقت آیا برا ہے خدا یارو بڑھکر دیکھو شہر ناپرسان کا کیا رنگ ہی خدا نخواستہ طلسم کشا کو قتل تو نہین کیا اگر گنبد نور سے اُتارنے کا قصد ہوا ہو ہمکو جلد لاکر خبر دو ابھی جاکر جان دین افسوس صد افسوس کیا لاشہ ہمارے افسر کا اکیلا رہیگا واجب تو یہ تھا کہ بیچ مین قافلہ سالار گردا ہالیان قافلہ

دیکھنے والے دیکھیں ملازم نمکخوار بعد مرنے کے بھی اپنے آقا کے ہمراہ ہین اصل مین ہوا خواہ یہی قریب تھا کہ لوگ خبر کے واسطے دوڑین آسمان پر برقین چمکین باغبان قدرت بصد صولت خوش انداز خوش رو ملکہ بہار جادو و ملکہ مہرخ موے کا کلکشا وغیرہ بارہ سردار عیارون کو اپنے پنجۂ قوی مین تھامے ہوے ایک ساحرہ ضعیفہ کو باغبان قدرت اپنے دوش پر ڈالے اِس رنگ سے آکر زمین پر اُترے ملکہ مہرخ نے بیقرار ہوکر آواز دی یار و براے خدا کچھ خبر اچھی سناؤ دل کو مجھ سوختہ بخت کے تسکین دو اول باغبان قدرت نے اتنا جواب دیا اے ملکۂ عالم خیریت ہی بیان کرتے ہین جس ساحرہ کو مین لایا ہون اُسکو افراسیاب باغ سیب سے گرفتار کرکے لایا تھا ہوشیار کرون تو مفصل حال یہ بیان کرے ہمنے عیارون کو روے ہوا سے گرتے دیکھا فوراً سنبھال لیا ملکہ بہار جادو نے اور باغبان قدرت نے ملکہ اسرار جادو کا سحر اُتارا یہ رازدار ملکہ اسرار بیہوش تھی جسوقت افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب سے چلا تھا ایسا سحر بیجیا نے کیا تھا کہ تمام جسم مین آبلے پڑ گئے تھے آنکھون سے بالکل نہ سوجھتا تھا اب جو بہار و باغبان نے پھول برسائے گل مراد حاصل ہوا چہرۂ انور اسلام سے مثل ماہ کامل ہوا آنکھ کھولکر اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ملکہ مہرخ انتشار مین خبر فرحت اثر کے انتظار مین جملہ سرداران نامی سالاران گرامی کو اپنے گرد حلقہ زن پایا چہار جانب ہجوم سیارگان بیچ مین ملکہ مہرخ مثل ماہ تابان اسرار جادو اب سمجھی کہ مین بارگاہ گردون پناہ اہل اسلام مین پہونچی خوشی خوشی اُٹھکر بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ملکہ اسرار جادو نہایت بلیغ و فصیح ہرچندکہ سن زیادہ تھا مگر حسن ملیح شیرین کلام نیک انجام بعد سلام ہاتھ اُٹھاکر صفت ملکہ مہرخ مین بفصاحت یہ چند شعر پڑھے نظم

شاہا ترے گدا کا ہی مشہور احتشام | شاہان سرفراز سب اُسکے ہین پاے نام
ہو اسپ پر سوار کرے عزم جنگ اگر | میدان کارزار مین ادنے ترا غلام
جولان کرے جدھر کو رہے اسطرف نہ خاک | اُڑ جاے خاک اُدھر کو جدھر کو پھرے لگام
پامال اسقدر ہو کہ معلوم بھی نہ ہون + | افراسیاب کون ہی رستم ہی یان کدام
شمشیر اُسکی خرمنِ اعدا کو ہی جو برق | آوے گر اُسکے ہاتھ مین یک لحظہ بے نیام
جلجاے اور ٹک صفِ اعدا کی اور کو | بے سر ہین پھر تو مد نظر یک قلم تمام

آپ کے اوصاف حمیدہ واخلاق پسندیدہ کو کسکے منھ مین زبان ہی جو بیان کرسکے عداتین حضور کی

یہ چند اشعار آبدار عرض کرنا واجب ولازم ہی اشعار

نوشیروان یہ عدل کا گویا ہی اتہام
کیا کیا ہی خوبیونسے کیا حق نے تجکو خلق
یامین تری شجاعت وہمت سے اب کلام

دیتا ہی تیرے عدل مین ای عادل زمان
ابنائے روزگار کے ای فخر و احترام
تیرا ہی بار حلم ہی الصاحب وقار

اگر وہ کہ تیرے عدل کی نسبت نجاد عام
زخم جگر کو سودہ الماس الیتام
مذکور حلم کا مین کرون یا بیان خلق
کشتی خاکدان کا جو پانی پہ ہی قیام

دعا دیکر سرداران بارگاہ اسلام سے بغلگیر ہوئی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای ملکہ اسرار برائے پروردگار جلد کچھ حال خیریت مآل طلسم کشا وخواجہ عمرو بیان کرو کہ قلب ناصبور کو گونہ تسکین ہو اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ انجم سپاہ پروردگار عالم دمبدم اقبال کو ترقی عطا فرمائے روز سیاہ دشمنان تیرہ بخت کو دکہائے خواجہ صحیح وسالم ہین کنیز حضور صف شکن ملکہ ماران زمین کن راہ نقب سے انکو ہمراہ لیکر بر سر گنبد نور گئی ہی مین برائے کارگزاری باغ سیب مین پاس افراسیاب کے رہی رات بھر اُس تیرہ بخت کو کتاب سامری نہین دیکھنے دی ایک افتاد پڑی کہ نخل بدعت کو شاید خواجہ یا ماران نے قتل کیا پس افراسیاب خانہ خراب آگاہ ہوگیا مجھپر بھی یہ بلا نازل ہوئی تھی خواجہ کو سمجھا دیا تھا کہ جہانتک ممکن ہو اندر نقب کے دو ساحر نگہبان ہین انکو زندہ گرفتار کرنا اُنکے خون سے ہاتھ نہ بھرنا مگر نخل بدعت نہایت ہوشیار مکار غدار تھا عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ اُسنے ضرور خواجہ عمرو کو پہچانا ہوگا وہی اُسکی موت کا بہانہ ہوا اب نہین معلوم پھر خواجہ عمرو پر کیا گذری مگر آگے بڑھکر خبر دریافت کرنا واجب ولازم ہی اگر طلسم کشا کو قبضہ مین کرلیا تو کیا سبب ہوا کہ ابھی تک تشریف نہین لائے خیرخواہان دولت کی کیون نہ طبیعت گھبرائے یہ کیفیت بگوش ہوش عیاران نامی سُن رہے تھے بہ تعجیل بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر برق وچالاک و جانسوز وضرغام وقران بیرون بارگاہ آئے باغبان وبہار نے کہا ای عیاران طرار ہمارا ابھی ساتھ چلنا ضرور ہی اسوقت مین تامل وتساہل سراسر عقل کا قصور ہی سب سردار آمادہ ہوئے کہ ہم سب جاتے ہین خبر لاتے ہین ایسا نہو کہ نقب سے نکلتے نکلتے ملازمان افراسیاب گھیر لین از شہر ناپرسان تا کوہ بلور فوجین فروکش ہین خیرخواہان طلسم ہوش ربا سرکش ہین مہرخ کو بھی تاب نہ آئی کہا صاحبو مین سب مین نامرد ہون کہ مرغ زرین بنی بیٹھی ہون شب بھر سر دھنا کی آتش رنج ومصیبت مین بھنا کی سب سرداران جان نثار بیقرار ہین چلنے پر تیار ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی مگر پہچان وخرد نشان غبار الم سب کے

دلون پر تھے اُسی جانب سب دیکھنے لگے یسان ابر رحمت یا آیۂ فرحت وہ گرد شق ہوئی سب نے دیکھا
آفتاب درخشان آسمان عیاری نیر تابان برج خنجر گزاری مثل باد صرصر اُڑے ہوے آتے ہین ایک جانب
ملکہ یاران زمین کن مگر رنگ رو متغیر سب سردار بے اختیار آگے بڑھکر پکار اُٹھے شعر
اے پیک راستان خبر یار ما بگو ✣ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ✣ دیگر از کجا میرسی اے ہُد ہُد فرخندہ قدم
باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم ✣ خواجہ برائے خدا زبان معجز بیان سے خبر فرحت اثر سناؤ ایسا نہو ہم
مشتاقون کی روحین پھڑک کر جسم خاکی سے نکلجائین خواجہ عمرو نے آواز دی اے سرداران نامی و جان
نثاران گرامی رب اکبر صانع بحر و بر نے فضل اپنا شریک حال کیا دور دل کا غم و ملال کیا اسد غازی و
ملکہ مہ جبین کو گنبد نور سے جاکر بخیر و خوبی لایا مالک بے نیاز نے یہ روز سعید دکھایا باغبان قدرت
یہ مژدہ جان بخش سنکر مثل گل شگفتہ ہوا بہار جادو خوشی سے پھولے نہین سماتی تھی دوڑکر خواجہ عمرو بن
امیہ نامدار کو گود مین اُٹھا لیا یاران سے ایک ایک بخوشی بغلگیر ہوتا تھا اس عظمت و شان سے خواجہ
عمرو کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے ملکہ مہرخ بخوشی تخت پر سرداران ذیشان فرحان و شادان
کرسیون پر متمکن پانچون عیار سامنے حاضر ہین سب باشتیاق خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی جانب
دیکھ رہے ہین مصرع چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است ✣ اب خواجہ کرسی پر جلوہ فرما ہین مگر خاموش
حیرت کا جوش ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ برائے خدا کچھ بیان کرو زنبیل سے اسد و مہ جبین کو نکالو آنکھین
مشتاق ہین چند ساعتین بھی شاق ہین دیدار فرحت آثار سے دیدۂ دل منور ہون یہ سنکر خواجہ نے
منھ بنایا کہا صاحبو یہ تو بیشک ہوا گنبد نور سے اُنکو اُتار لایا مگر وہ دونون میرے پاس نہین ہین مین دو چار
دن مین تدبیر کرکے لے آؤنگا ہفتہ عشرہ مین تمسے ملاؤنگا ملکہ بہار نے گھبرا کر کہا خواجہ کیا راہ مین افراسیاب
ملگیا اُسنے چھین لیا جلد فرمائیے اُسکا نام بتائیے ہم تو افراسیاب سے مقابلے کو موجود ہین اور کسی کی
کیا حقیقت ہی عمرو نے کہا صاحب جہان اسد و مہ جبین ہین وہان لڑائی کا کام نہین ہی اس مقام
پر فرشتون کے پر جلتے ہین ملکہ بہار نے کہا کیا کوئی افراسیاب سے بھی زیادہ ہی عمرو نے کہا سنو
ساکھ بڑی چیز ہی لین دین مین زور نہین چلتا مین مہاجن کا قرضدار تھا مقدمہ رہائی اسد غازی مین
اُس سے قرض لیا تھا صرف کیا وہ راہ مین چھپا کھڑا رہا جب مین نقب سے نکلا اُسنے قیدی مجھ سے چھین لیے
ہین کیا عذر کرتا یہ سنکر باغبان قدرت ہنسا کہا خواجہ ہم سب قرضہ ادا کرنے کو حاضر ہین

عمرو نے کہا صاحب سنو صاف یہ ہے روپے کا کام زبان سے نہین نکلتا جن صاحب سے جو کچھ ہو سکے مجھے کسی سے انکار نہین ہے موافق اپنی اپنی حقیقت کے سب صاحب دین اپنے افسر کو رہا کرین ورنہ وہ مہاجن بڑا ظالم ہے نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا یہ کہکر ایک بڑا سا چادرہ زنبیل سے نکالا عین بارگاہ مین بچھا دیا فرمایا ہان بسم اللہ سب صاحب رکھین یہ تو مجکو یقین ہے کہ آخر مجکو تمسک لکھنا ہوگا رفتہ رفتہ ادا کرتا رہونگا مگر سود تو پہونچ جائے روپیہ بڑھنے نہ پائے وہ قرضہ اسقدر ہے کہ جسکا سود بھی پہونچنا دشوار ہے اُسکا بانی حمزہ نامدار ہے اُنکی دختر بلند اختر زبیدہ شیر گیر میرا فرزند کرب والا تدبیر وہ شادی جسمین تمام شاہان عالم کا مجمع تھا محفل نہ تھی گویا مرقع تھا آقاے نامدار نے وعدہ سب کچھ کیا تھا مگر ابھی تک ایک حبہ بھی نہین دیا بعد چوتھی سب سے وعدہ تھا پھر قرضہ کیونکر ادا ہوتا ایک ایک پیسہ ادا کرتے ہین سود بھرتے ہین اب یہان تم سب صاحبون کے بھروسے پر لیکر خرچ کیا مگر شکایت حکایت بیکار ہے جو جس سے ہو سکے وہ اِسوقت مین کمی نہ کرے اُس جا پر پر اشرفیون کے توڑے گرنے لگے خواجہ خوشی خوشی مال اُٹھاتے جاتے ہین باتین بناتے جاتے ہین یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ابھی خواجہ عمرو نے شاہزادہ اسد و ملکہ مہ جبین کو زنبیل سے نہین نکالا روپیہ پیسہ زیور سردار دیتے جاتے ہین وہ داخل زنبیل ہو رہا ہے یہ بھی فرماتے ہین کہ مجھے کسی صاحب سے انکار نہین یہ مقدمہ فیض دستہا ہے جو کوئی ایک دیگا دس پائیگا یہ فیض ضائع نجائیگا علاوہ قرضدارون کے غربا و مساکین در دولت پر شب کو مُنہ چھپا کے آتے ہین انکو دیا جاتا ہے ہر شخص فیض پاتا ہے خانہ کعبہ مین ہزارہا روپیہ روانہ کرتا ہون جناب خواجہ عبد المطلب والد نامدار صاحبقران مستحق کو نہین پہونچاتے ہین وہ غربا مجکو عرضیان تحریر کرتے ہین دوبارہ بھیجدیتا ہون سب اہل دربار خوش خرم ہین ہنسی قہقہے چہچہے ہو رہے ہین خواجہ عمرو کا بھی دماغ تر ہے تحصیل پر آمادہ ہین تمام اہالیان لشکر ظفر اثر مشتاق دیدار فرحت آثار اسد نامدار ہین مگر خواجہ یہی فرماتے ہین کہ آج کوئی متنفس لشکر مین باقی نہ رہے کبھی خوش کرنے کو سردارون کے گنگنا کے یہ چند اشعار گاتے ہین اہالیان محفل کو لبھاتے ہین اشعار

بوسہ لون چشم مست کا وقت خمار ہے
ساغر چڑھاؤن نشہ مے کا اُتار ہے

پستان یار کا بھی قیامت اُبھار ہے
گویا نہال قد شجر میوہ دار ہے

دل اپنا بلبلِ چمنِ روے یار ہی
یہ باغ وہ ہی جسمین ہمیشہ بہار رہی

سرسبز خط سے کیا چمن روے یار ہی
ہی طرفہ ماجرا کہ خزان مین بہار ہی

جلتے ہین بعد مرگ بھی ٹھکرا کے قبر کو
ہم خاک مین ملے اُنھین ابتک غبار ہی

ای گریہ چشمِ تر کی حفاظت ضرور ہی
یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہے

نیرنگ دہر سے نہین حیرت زدون کو ڈر
تصویر کے چمن مین ہمیشہ بہار ہے

نیرنگِ عشق دل مین کھلاتا ہی گل نئے
اپنے چمن مین سیر طلسم بہار ہے

اسوقت محفل مین عجب فرحت وانبساط ہی جلسۂ عیش ونشاط ہی مگر انقلاب فلک کجرفتار گردون غدار مشہور ہی ایک دم مین رنگ تازہ دکھلاتا ہی ہنستے کو رُولاتا ہی شب کو چمن گل کھلا صبح کو جھونکے سے ہواے گرم کے مرجھایا اس دار ناپائدار مین کبر ونخوت بیجا ہی انسان ضعیف البنیان خاک کا پتلہ ہی جہان فانی کیا لائق سکونت ہی حقیقت مین مقام عبرت ہی جمشید نے جام بنایا انجام کیا ہوا سکندر کا بھی حال پرملال آئینہ ہی مقام حیرت کہان صاحب آئینہ ہی وہ دن کیواسطے تاج وتخت ہی شاہ وگدا کو درپیش منزل سخت ہی ہر دم دم کا شمار ہی رنج وراحت بالکل بیکار ہی صاحبان جاہ وحشم کہان ہین ملول وغمگین پردۂ خاک مین نہان ہین یہ فلک شعبدہ پرداز آٹھ پہر گردش مین ہی جسکو عیش مین دیکھون اُسکو رنج دون یہی کوشش ہی گردش فلکی تخم مصیبت بوتی ہی گل ہنستے ہین شبنم اُنکے حال پر روتی ہی لالے نے رنگ یاقوتی پایا فوراً داغ کا دھبا لگا عندلیبان خوش نوا فصل بہار کے مشتاق رہتے ہین پھول کر شاخ گل پر بیٹھنا نہ نصیب ہوا چشم زدن مین مصیبت باد خزان سہتے ہین شب کو معشوق گلعذار سے وصلت سحر کو صدمۂ فرقت ہر ساعت دنیا مین رنج والم شادی وغم توام ہین دیکھین انجام کیا ہوگا خوب ثابت ہی جو ذیحیات ہی ضرور فنا ہوگا اشعار

ہر شخص کو ایک دن ہی مرنا
مٹنے کو بنی ہین مورتین سب
کیا زور امانتِ خدا مین
ہشیار رہو خواب ہی یہ دنیا
پھر رُک نہ سکا وہ جسکی آئی

بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا
جانے کے لیے ہی سبکا آنا
کیا دخل مشیتِ خدا مین
فرصت نہین منہ سے بولنے کی
بیٹا ہو باپ ہو کہ بھائی

مٹی مین ملین گی صورتین سب
گذر رایون ہین اسقدر زمانا
اِک نقش برآب ہی یہ دنیا
مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
بندہ بندہ خدا خدا ہی

جو حکم وہ دے وہی بجا ہی
نابود اور لفظ بود ہی ایک
آغوش لحد مین اُسکی جا ہی
سبکے لیے اک یہی سبق ہی
اچھون کو قضا بھی چاہتی ہی
چھٹکارا پھر نہین کہین پر
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا دان
موقوف اک آدمی پہ کیا ہی
دو روزہ کا ہی فقط پس و پیش
کس کس کو موت نے نہ لوٹا
کھد کھد کے گڑھے پٹے ہزارون
جو آیا سفر کریگا اک دن
آتے جاتے ہین سلسلے واں
آئے تو خدا کی مہربانی
برباد ہوے ہزارہا گھر
کس جا پہ نہین گذر ہی اسکا
جب وہ نہ رہے تو کوئی کیا ہی
ڈھارس کو نہین یہ ذکر تھوڑا
باقی ہر چیز کو فنا ہے

بد ہو یا نیک نحس یا سعد
سبکا عدم و وجود ہی ایک
ہو زیست اگر بصورت نوح
مرنا برحق ہی موت حق ہی
وعدہ جب ہو گیا برابر
آ پہونچیگی موت بس وہین پر
پہرا دیتے تھے انس اور جن
ہر چیز کے واسطے فنا ہی
یہ جو ہی سات دن کا ہفتہ
کیسا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا
کنبہ مین بسترا ہی سب کا
جیتا ہی جو مرے گا اک دن
اس دم کا اعتبار کیا ہی
جائے تو وداع زندگانی
کس دل کو دیے نہ داغ اسنے
داغا ہوا ہر جگر ہی اسکا
محبوب خدا نبی ہمارے
انکو بھی تو موت نے نہ چھوڑا
تلخی ہی صبر کی بہ از قند

پہلے کوئی جائیگا کوئی بعد
جو مان کی کنار مین رہا ہی
اک دن نکلیگی جسم سے روح
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے
گھر ہو کہ سفر ہو بحر یا بر
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان
پہونچی یہ موت وان بھی لیکن
سبکے لیے یہ سفر ہی در پیش
سب جائینگے اسمین رفتہ رفتہ
رشتے ناتے کٹے ہزارون
مُردون مین گھر بنا ہی سب کا
آگے پیچھے یونہین لگاتار
اس سانس پہ اختیار کیا ہی
اس موت سے کون بچا گھر
گل لاکھون کیے چراغ اسنے
جنکے لیے یہ جہان بنا ہی
نبی کیسے اللہ کے تھے پیارے
ایک اُسکی ذات کو بقا ہی
اللہ ہی صابرون سے خرسند

جب کوئی خوشی ہو تو خوف کرے فلک کی گردش سے ڈرے کہ سامنا رنج و غم کا ہوتا ہی ہنسنے کے بعد آنسوون سے منہ دھوتا ہی وہ سامنا اسوقت اہل اسلام کو ہی کہ خواجہ عمرو بارگاہ مین جلوہ فرما ہین سردارون سے ہنس ہنس کر زر و جواہر لے رہے ہین دربار مین چہل پہل لشکر مین خوشی کا ہنگامہ اسد غازی و ملکہ مہ جبین ہنوز زنبیل مین نقد صبا جتوالی

عمرو کی تحویل مین کہ یکایک ایک نعرۂ کوہ شگاف کی آواز آئی زمین تھرائی اہالیان لشکر نے دیکھا
کہ عین دربارگاہ مہرخ پر افراسیاب بصد قہر و غضب زمین سے پیدا ہوا پہلے پردہ اٹھا کر اندر
بارگاہ کے گیا سب کو عیش و راحت مین مصروف دیکھا للکارا او نمکحرامو اور اے ساربان زادے
تین روپیہ کے پیادے بڑا صدمہ مابدولت کو دیا دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہون نمکحرامی کا آج
مزا چکھاتا ہون ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و سمار قدرت وغیرہ نے چاہا اُٹھکر بھاگین
یا افراسیاب پر سحر کرین عیارون نے بھی قصد کیا کہ حلقہ ہاے کمند مارین یا گر کر نقش زمین ہین
عمرو نے بھی ہنیچہ ٹیکا کہ جست کر کے نکلجاؤن یا گلیم اوڑھ لون مگر افراسیاب نے اس جلدی مین سحر
کیا کہ کوئی سردار ہاتھ مین حربہ سحر کا نہ اُٹھا سکا پہلے تو ایک دستک دی سب سردارون کی آنکھون
مین اندھیرا آگیا سنکے ڈھل گئے معلوم ہوتا تھا کہ مردے بیٹھے ہین کسی کے قالب مین جان نہین
عمرو مع کل عیار چالاک و برق وغیرہ زمین مین پڑے ہین ہچکی لگی ہے دم توڑ رہے ہین نہ ہاتھ
پانون مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت افراسیاب خانہ خراب یہ حرکت کر کے بارگاہ سے بقہر
و غضب تمام باہر آیا پردہ چھوڑ دیا اہالیان لشکر کا عجیب حال چہرون پہ ہوائیان اپنے اپنے
مقام پر خاموش دریاے حیرت و غیرت کا جوش افراسیاب بارگاہ کے کل سردارون کو بیکار کر کے
باہر نکلا ہی کہ طرف سے شہزادہ پرسان کے ملکہ حیرت جادو مع اٹھارہ سو تاجدار ساحران بدکردار کے
جو تعاقب مین چلی تھی رہ وارد ہوئی کر کے آپہونچی سب نے دور سے دیکھا کہ افراسیاب دربارگاہ
مسلمانان پر کھڑا ہے جیسے ہی سب کو آتے دیکھا نعرۂ کوہ شگاف کر کے غرق زمین ہوا شہنشاہ توسن
و شہنشاہ نیلم وغیرہ وہان سے آوازین دینے لگے کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ سب خیرخواہان دولت
آپہونچے آخر ہم کسدن کے واسطے ہین ذرا تامل فرمایئے ٹھہر جایئے دیکھے تو ہم کیا کرتے ہین افراسیاب
نے جواب بھی نہ دیا ان سبکے سامنے غرق زمین ہوا نیلم وغیرہ نے دیکھا کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ بارگاہ
مسلمانان تھرائی زمین سے چہارطرف بارگاہ کے دھوان نکلا وہ بارگاہ کہ جسکے اندر ستر سے
سرداران نامی و نام آور جان و روح لشکر ظفر اثر جمع ہین اُسکے گرد کا طبقہ بھرا یا اب بادشاہ نیلم
و توسن جادو وغیرہ حیران ہین کہ یہ کیا شعبدہ ہے دھوان کیسا چہار طرف سے بارگاہ کے
نکل رہا ہے ان باتون کو تمام نہ کرنے پاے تھے کہ اندر سے زمین کے نعرہ ہوا منم شہنشاہ

طلسم ہوش ربا اب طبقے کا طبقہ زمین کا اُبھرا افراسیاب بقہر و عتاب دونون ہاتھون سے کل طبقے کو مع بارگاہ لیے ہوے اُبھرا مگر حال یہ ہی کہ تاج سر پر کج آنکھین اُبلی ہوئین معلوم ہوتا ہی حدقۂ چشم سے نکلجائین گی بند قبا ٹوٹے ہوے زرہ کی کڑیان شکست نعلین پارہ پارہ اس حال پر ملال سے یہ کوہ عظیم الشان اُٹھائے ہوے مُنھ سے کف جاری قدم کو لغزش مگر عظم و شان دکھانے کی کوشش قدم بڑھاتا ہوا آتا ہی ہر قدم پر تھراتا ہی نیلم و توسن وغیرہ و کل ناظمان در بند طلسم ہوش ربا کے ہوش پران ہین غول کے غول اس تماشے کو دیکھکر یا سامری یا جمشید کہتے تھے غل مچا رہے تھے افراسیاب پانچ قدم پر آکر وہ بار عظیم ہاتھون پر لیکر ٹھہر پکار کر آواز دی ای سرداران شعبدہ بازوای ساحران نیرنگ ساز تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ اس بار عظیم الشانکو ہاتھون پر اُٹھائے تا بہ شہر ناپرسان پہونچائے سب نے فریاد کی کہ ای شاہنشاہ گردون بارگاہ تو شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ہی اس طلسم کی سلطنت کے تو ہی لائق ہی سحر و قوت وطاقت مین سامری و جمشید پر فائق ہی ہم مین کسی کی یہ لیاقت نہین کہ اِس بار کو سر پر اُٹھائے یا تا بہ شہر ناپرسان لیجائے افراسیاب بصد پیچ و تاب اُس بار کو لیے جھوم رہا ہی پھر غصہ مین آواز دی یاروں اس بار کو سنبھالو تم لوگ ما بدولت پر مضحکہ کرتے تھے قوت وطاقت و اختیار ما بدولت کا دیکھو چشم زدن مین آیا بارگاہ مین بیک چشم زدن کل کو بیہوش کر دیا اسمین سترہ سو سردار ہین چھون عیار ہین اب ان سب کو اسی طرح تا بہ شہر ناپرسان لیجاؤنگا آج ان سرکشون کو خاک مین ماروںگا کوئی سوال کا افراسیاب کے جواب نہین دیتا تھا ہر ساحر کے جسم مین تھرتھری مگر ملکہ حیرت جادو نے جو اپنے وارث کو اِس حال مین دیکھا کہ طبقے کا طبقہ ہاتھون پر اُٹھائے ہوے کھڑا ہی انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین استخوان لرزنے کی صدا قریب ہی کہ نیشیان شق ہو جائین سر پیٹنے لگی چلائی ای شاہنشاہ یہ کنیز آکر شریک ہوتی ہی افراسیاب نے اشارے سے منع کیا ای خاتون محل خبردار زیر طبقۂ بارگاہ آنے کا ارادہ نہ کرنا ملکہ حیرت جادو نے آواز دی ای شہنشاہ مین کیونکر مانون میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہی ایسا نہو کہ آنکھین نکل پڑین یا دشمنون کے ہاتھ پانون بیکار ہو جائین واسطہ سامری و جمشید کا کچھ جلد تدبیر کیجیے افراسیاب اپنا کمال دکھا رہا ہی دلمین گھبرا رہا ہی قوت سلب ہوئی جاتی ہی پسلیونکے کڑکنے کی آواز آتی ہی افراسیاب بڑا صاحب اختیار ہی

ان کلمات حیرت آیات کو سنکر دلمین سوچا کہ حقیقت مین اِس بارگران کو لیکر تا بہ شہر نا پرسان ہرگز نجا سکونگا ایسا نہو کہ کسی طرح کی ذلت ہو بڑے بڑے ناظمان دربند موجود ہین یہ سب بڑے مردود ہین پھر مضحکہ کرینگے دم نیرنگ بازی کا بھرینگے یہ سوچکر مثل ابر کے گرجا نعرہ کوہ شگاف کیا آواز دی ای غلامان سامری جلد حاضر ہو مابدولت کو بڑی ضرورت ہی نیلم وغیرہ نے دیکھا کہ یہ کلمہ افراسیاب کا ہنوز ناتمام تھا کہ زمین سے دھوان نکلا شعلے بھڑکے آواز آئی ای شہنشاہ حاضر غلامانِ ذلیل کل امورات مین سرکار کے کفیل ہین اب سبنے دیکھا کہ چار تیلے قوی تن قوی سن زنگی بچے معلوم ہوتے ہین زمین سے نکلے افراسیاب نے اشارہ کیا چارون نے چارون کونون پر اُس طبقے کے اپنے سر لگا دیے اُس بارگران کو اپنے سر پر لیا افراسیاب نے کہا اب مابدولت چھوڑتے ہین اُن جوانون نے آواز دی بحکم سامری سرکار الگ ہو جائین غلام بخوبی لیکر چلینگے مقام شرم و حجاب ہی سرکار اتنا بڑا بار اُٹھائین چار غلام اُٹھانے مین تامل کرین اب افراسیاب نے اُس بارِ عظیم کو اُنپر چھوڑ آپ جھومتا ہوا نکلا جب سرحد طبقہ سے باہر آیا حیرت لپٹ کر رونے لگی کل سردارون نے دوڑ کر ہاتھ چوم لیے قدمون کو بوسے دیے کہا ای شہنشاہ گردون بارگاہ توہی سلطنت طلسم ہوش ربا کے لائق ہی کل شاہان ہفت اقلیم پر سحر و قوت مین فائق ہی اٹھارہ سو تاجدارون نے افراسیاب جادو کو گھیر لیا حیرت دامن سے لپٹی ہوئی ہجوم عام بحساب از مقام لشکر مسلمانان تا بہ شہر ناپرسان تِل رکھنے کی جگہ نہین ہی آدمیون سے معمور زمین ہی لیکن یہ وہ چارون غلامان سامری طبقۂ بارگاہ مسلمانان لیے ہوئے آتے ہین اب یہ نقشہ نگاہ ناظرین مین رہے

دو کلمہ داستان ندرت بیان صاحب جرائت و تدبیر شہنشاہ آسمان جاہ کوکب روشنضمیر بیان ہوتے ہین

اس شب کو یہ شہنشاہ خیر خواہِ مسلمانان شب بھر صفائی قلب سے مرآت واقعہ دیکھا کیا خواجہ عمرو کا جانا اسرار جادو کا افراسیاب کو بہلانا پھر آفت گذشتہ برپا ہونا بلکہ اُسوقت کوکب نے قصد کیا تھا کہ جاؤن جسوقت خواجہ نے نقب مین نخل بدبخت کو مارا تھا اور افراسیاب غصہ مین جھپٹا تھا مگر فوراً کوکب پر آئینہ مین آئینہ ہوا کہ خواجہ عمرو نے مہ جبین کو زنبیل مین رکھ لیا اور نقب سے نکل گئے اُسوقت کوکب نے آئینہ کو ہاتھ سے

رکھا غبار دل مٹایا ہنستا ہوا قصر مرآت سے نکلا اُسوقت خورشید روشن رائے نے پوچھا حضور
خیر تو ہی کوکب روشنضمیر نے ہنسکر کہا میان افراسیاب کی قلعی کھل گئی کیا عمرو کی صنعت کردن
ماشاء اللہ کس زور و شور سے ساتھ ماران زمین کن کے نقب کو طی کیا اسد و مہ جبین
کو زنبیل مین رکھلیا ای خورشید روشن رائے طائران سحر کو روانہ کرو جلد خبر منگاؤ ہم عبتک
امورات دفع ضرورت مین مصروف ہوتے ہین اور ملکہ بران شمشیر زن کو باغ نگارین مین
خبر دو کہ لور نظر تردد دل مین نہ کرو خوشی کا سامان مہیا ہو خواجہ عمرو نامدار نے بعد کرو فسہ
بحسن تدبیر قید سے اسد غازی کو رہا کرلیا یہان تک مین دیکھ چکا کہ خواجہ عمرو اپنے
لشکر ظفر اثر مین بخیر و خوبی پہونچ گئے کوکب روشنضمیر یہ کہکر ہاتھ منھ دھونے مین مصروف
ہوا خدمتگاران کارگزار حاضر ہوئے خورشید روشن رائے نے دو طائر بھیجے ایک سمت لشکر
ظفر اثر خواجہ عمرو و دیگر بخدمت ملکہ بران اول ذکر ملکہ بران شمشیر زن واجب و لازم ہی
اُنکو بھی شب بھر باغ مین تڑپتے گذری لشکر تیار خود آمادۂ حرب و پیکار باغ مین ٹہل رہی ہی
گرد تمام شاہزادیان صبح کو رنگ رونق چہرے سے ظاہر قلق حکم کی اپنے باپ کے منتظر ہی
کہ اب وقت قتل اسد آگیا ہمکو جاکر شریک ہونا مناسب ہی افراسیاب بربادی مسلمانان
کا طالب ہی یکایک آسمان سے طائر آکر پہونچا نامہ اُسکے گلے مین بندھا ہوا ملکہ بران نے
نامہ لیکر مضمون پڑھا ہنس پڑی مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا لو صاحبو خواجہ نے طلسم کشا
کو چھڑالیا افراسیاب خانہ خراب کو داغ دیا صد اسے مبارک یا دلبد ہوئی ملکہ بران نے
کہا اب سب ملکر لشکر مین خواجہ عمرو کے چلینگے آج سریر جہانبانی پر جلوس ملکہ مہ جبین
الماس پوش ہوگا بحر عیش و عشرت کا جوش ہوگا یہان تو یہ ذکر ملکہ بران شمشیر زن
کو جلسۂ عیش مین جانے کی فکر لباس فاخرہ نکلنے لگے سب سردار کپڑے بدلنے لگے
مگر وہ طائر جو برائے تہنیت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری گیا تھا جو حال مصیبت مآل تحریر
کرچکا ہون اُسکو دیکھکر چشم زدن مین پلٹا کوکب تخت پر آکر جلوہ فرما ہوا ہی جواہرات
کی کشتیان نکلوانے کا حکم دیا ہی کہ وہ طائر آکر پہونچا کہا ای شاہنشاہ غضب ہوگیا افراسیاب
جادو کل سرداروں کو مع طبقۂ بارگاہ مسلمانان سحر سے بیکار کرنے کے لیے جاتا ہی غلام نے

آنکھون سے دیکھا اہالیان لشکر عمرو مین شور گریہ وزاری بلند ہی اُس بارگاہ مین سب سردار کل عیار موجود تھے جب افراسیاب آیا جس طرح عرض کیا اُٹھا کر لے گیا یہ سنکر کوکب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا لوصاحبو غضب ہو گیا عمرو کی کل مشقت ضائع ہوئی عجب خبر وحشت اثر شائع ہوئی مگر مین ابھی جاتا ہون ای خورشید روشن رائے بُران کو بھی فوراً لکھو کہ بی بی لشکر کشی کرو افراسیاب خانہ خراب کُل سردارونکو مع شیخ وشاب لیے جاتا ہی ہم سب کو داغ تازہ دیے جاتا ہی خورشید روشن رائے نے فوراً ملکہ بران شمشیر زن کو خبر دی ملکہ بران نے بھی مُنھ پیٹ لیا یا تو خلعت نکل رہے تھے اُن سب کو پھینکا اسباب سحر اُٹھایا تیاری جنگ ہونے لگی کوکب روشنضمیر بیتاب وبیقرار حال مسلمانان پر اشکبار سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر مرکب باد رفتار پر سوار ہوا کہ ایک طائر کاندھے پر آکر بیٹھا چہکار ا کر ایک کاغذ ہاتھ مین کوکب کے دیا کوکب نے اسکو کھول کر پڑھا طرف سے بہمن رویین تن کے مرقوم تھا کہ ای شاہنشاہ گیتی پناہ برائے خدا کیسی ہی ضرورت ہو خبردار خبردار قصر جمشید سے قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خدانخواستہ دشمنان شاہنشاہ کے واسطے سامنا ذلت کا ہی گردش سیارگان سے صانع خورشید وماہ بچائے فلک نیرنگیان دکھاتا ہی صاحبان لیاقت ہی کو ستاتا ہی یہ مضمون پڑھکر کوکب کو پسینہ آگیا قریب تھا کہ غیرت سے غش آجائے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ اپنے کو ہلاک کرون خورشید روشن رائے نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرا تصدق ہوا عرض کی خیر ہی چشم زدن مین کیا ہو گیا فلک نے کوئی نیرنگ دکھایا شعبدہ نو کا سامنا ہوا کوکب نے کہا کہ مسلمانون پر تو یہ آفتاد افراسیاب ستم ایجاد کی بیداد کل سردارونکو بقہر وعتاب وہ خانہ خراب لیے جاتا ہی اُستادجی نے تحریر فرمایا ہی کہ قصر جمشید سے باہر قدم نہ رکھنا کیسی مشکل ہی عمرو کے کیا کیا مجھپر احسان ہین کہان اسنے جان لڑائی جان وآبرو بچائی مین اُسکی مدد کو نجاؤن مُنھ چھپا کر بیٹھ رہون مصرع واے بر ما وگرفتاری ما + اگر خواجہ عمرو کو افراسیاب نے قتل کیا یا اُسکا ایک موے جسم بھی کم ہوا مین دنیا مین مُنھ دکھانے کے قابل نہ رہونگا صاحبان جرأت کیا کہین گے ہر محفل مین یہی ذکر ہو گا کوکب روشنضمیر قابو پرست ہی خواجہ عمرو سے بھائی چارہ کیا وقت پر اُسکا ساتھ نہ دیا خورشید روشن رائے ۲۰

نے کہا ہی شاہنشاہ تقدیر الٰہی سے آپ مجبور ہین برہمن روئین تن نے بتاکید لکھا ہی دشمنون کو ذلت کا سامنا ہی مردان عالم کی جان جائے بخت بد روز سیہ نہ دکھائے خورشید نہاں تیت فیر خواہ ہی حسن تدبیر سے کوکب روشنضمیر کو روکا اور باتون مین اُلجھایا فوراً معرفت طائران سحر بران کو بھی آگاہ کیا صرف اتنا مضمون لکھدیا کہ برہمن کی تاکید ہی خبردار باغ نگارین سے قدم باہر نرکھنا ورنہ خرابی ہوگی یہ خبر وحشت اثر سنکر بران نے بھی رونا شروع کیا دوہتڑ چلانے لگا ہر ایک کا یہی قول تھا یا رو یہ کیسا غضب ہی مہرخ وبہار وغیرہ قتل ہون ہم براے امداد نجا سکین بران کہ رہی ہی کہ صاجو باپ کے حکم سے گردن تابی ناممکن ہی مگر یہ بھی واضح رہے کہ بعد خواجہ عمرو اگر سر ٹکرا کر جان نہ دی تو نام اپنا ملکہ بران شمشیر زن نہ رکھا لڑ بھڑکر افراسیاب سے مرجاؤنگی کسکو روے سیاہ دکھاؤنگی ابھی دودن گذرے ہین صمصام بدانجام باغی ہوکر افراسیاب کا شریک ہوا قتل پر میرے آمادہ تھا شاہنشاہ اقلیم عیاری وتاجدار ممالک خنجر گزاری نے کس حسن تدبیر سے مجکو بچایا صمصام کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا آج اُنپر یہ آفت اور ہم شراکت نہ کرین دنیا کے لوگ کیا کہینگے ہر محفل مین طعن وتشنیع کرینگے ایسی زندگی سے موت بہتر ہی ہمارا دل کاہیکو ہی پتھر ہی نہ حیا نہ حجاب خوف خدا نہ شرم اہالیان دنیا ان باتون پر ملکہ بران شمشیر زن کے تمام شاہزادیان ناظمان دربند پریشان ودردمند آنکھین پرآب دل مین حجاب زلفون کو پیچ وتاب عجب ہنگامۂ محشر انگیز برپا ہی بران نے کہا یہ بیٹنا رونا بیکار ہی براے خدا آپ لوگ اتنا احسان کرین کہ والد نامدار سے ذکر نہ کیجیے گا مین جاتی ہون جس طرح نبتا ہی ان سبھون کو چھڑاتی ہون یا قضا لیے جاتی ہی عقل میری جادۂ عدم دکھاتی ہی آبرو تو رہ جائیگی ملکہ شگوفہ نے دامن تھام لیا کہا اے گل رعنا شہریاری واے بلبل حدیقۂ تاجداری آپ کے والد نامدار کسی مقام پر افراسیاب بدکردار سے رکے یا کسی فن مین رہگئے ملک ومال کا پاس ہوا کسی جنگ مین ہراس ہوا ہمیشہ شیرانہ سینہ سپر کیے رہے آج قصر کے باہر قدم نہ رکھنا گردش سیارگان کا سبب ہی اسمین بھی کچھ مطلب ہی حضور جان کا خوف نہین آبرو کا پاس ہی ساعت سخت شومی بخت بری چیز ہی حضور آبروے بحر جہان مین سب کو عزیز ہی بچشمون مین ذلیل ہوکر جیا تو کیا زندہ ہی تو ناکام مرگیا تو بدنام موت

زیست دونون خراب حضور کوکب کیا نادان ہین عمرو کے اہالیان نورافشان پر بڑے بڑے
احسان ہین کیا وہ احسان فراموش ہین نام خدا صاحب عقل و ہوش ہین ملکہ بران شمشیرزن
ان باتون کو سنکر بے اختیار زار زار رو رہی ہی اشک گہر رنگ چہرۂ زیبا پر جاری حالت غشی
کی طاری ہچکی لگی ہوئی ہی بات منھ سے نہین نکلتی ہی مثل شمع دل ہی دل مین جلتی ہی مثل تصویر
خاموش کھڑی ہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوانمرد کو دیکھا تخت زرین پر سوار قوی تن قوی
من سونلی صورت صاحب شوکت و جلالت تاج زرین بر سر خلعت فاخرہ در بر آسمان سے
آکر اُترا سب حیران حیران دیکھنے لگے کہ یہ جوان تاجدار کون ہی وہ نوجوان تخت سے اُتر کر
قریب ملکہ بران کے آیا بران نے اُس پریشانی مین سلام بھی نہ کیا نگاہ حیرت سے دیکھنے
لگی اُس نوجوان نے سر سینے سے بران کا لگا کر فرمایا ای نور نظر ای چراغ طلسم نورافشان
ای نیر تابان کوکب عالیشان یہ کیا حال ہی مجکو نہین پہچانا مین ہون ملک احول مربع نشین
شاگرد رشید شاہنشاہ نورافشان پیر بھائی تمھارے والد نامدار کا مین نے خبر سنی کہ افراسیاب
جادو ہمارے بھائی کا دشمن ہوا ہی معرکۂ عظیم پڑا ہوا ہی برائے جان نثاری حاضر ہوا بھائی صاحب
کہان ہین میری جانباز یان اُنپر عیان ہین ملک احول نے یہ جو فرمایا تیا نشان اپنا سمجھایا
بران شمشیرزن عم نامدار کہکر لپٹ گئی بے اختیار رونے لگی کہا ای عم نامدار غضب ہوگیا
افراسیاب بدانجام کل سرداران اہل اسلام کو برائے قتل سمت شہر ناپرسان لیے جاتا
ہی والد نامدار پر ساعت سخت ہی مجبور اُستاد بہمن کی تاکید ہی کہ جادۂ اعتدال سے قدم
نہ بڑھاؤ مقابلہ مین اُس بیحیا کے نجاؤ پس کیسا مقام غیرت ہی جائے عبرت ہی ایسے
سرداران جلیل خواجہ الیاس عقیل جسنے ہر مرتبہ ہماری جان و آبرو بچائی وہ یون بذلت
قتل ہو ہائے افسوس ہمسے کچھ نہو سکے یہ سنکر احول مربع نشین نے کہا بیٹیا پروردگار
چاہتا ہی تو ابھی جا کے سرداران اسلام کو لاتا ہون افراسیاب ناکام بدانجام کے چونا لگاتا ہون
تم تامل کرو کیون بیقرار ہوتی ہو بلکہ بلک کے روتی ہو افراسیاب خانہ خراب کی مجال ہی کہ
جو میری زندگی مین قتل کر سکے اگر موت ہی دامنگیر ہی شعر سر نہیم بہ شمشیر حبیب + ہرچہ
آید بر سر من یا نصیب + اگر اس ہنگامہ مین مارے گئے نام ہو نیک انجام ہوا اتنے

بڑے بادشاہ گمراہ سے لڑے ہر مقام پر ذکر ہوگا کہ احول مربع نشین مسلمانون پر نثار
ہوا نام مردانگی کا روشن کرگیا ای نور نظر جسکا نام باقی ہی وہ زندہ ہی ایک دن مرنا ضرور ہی
اِسوقت تامل کرنا سراسر قصور ہی اشعار

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند
کز ہستیش بروے زمین یک نشان نماند

آن پیر لاشہ راکہ سپردند زیر خاک
خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند

زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل
گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند

خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر
زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلان نماند

مگر ای بران خبردار تم میرے تعاقب مین نہ آنا ورنہ انتہا کا ملال ہوگا تمھارے والد نامدار
کے بار احسان سے سر اٹھ نہین سکتا ہمارے تمھارے انکے عاشق و معشوق کا باہم راز و نیاز
ہی افراسیاب جادو بڑا جعلساز ہی ہمارا وہ بے نیاز کارساز ہی یہ کہکر ملکہ احول مربع نشین
نے ایک ناند سحر سے بنائی قدرے اسمین پانی سیاہ رول ہاتھ مین مثل تخت اُس ناند مین
یہ جوان رستم شوکت صاحب جلالت سوار ہوا کچھ اشارہ کیا وہ ناند چرخ مارتی ہوئی چلی چشم زدن
مین آنکھون سے ملکہ بران شمشیر زن کے غائب ہوگئی بران اس حال پر ملال کو دیکھکر حیران و
پریشان دعا مین مصروف ہوئی کہ ای خالق کونین میرے عم نامدار کو افراسیاب بدکردار پر مظفر
کرنا جاکر افراسیاب کے سحر کو مٹائین سرداران اسلام کو چھڑائین فوراً ایک طائر سحر کو واسطے
خبرگیری کے روانہ کیا مگر احول مربع نشین جلالت آئین ناند سحر غائب کیے ہوے اپنے کو
نظر سے مثل مردم دیدہ چھپائے ہوے کوہ و دشت و بیابان کو طے کرتا ہوا دم سحر و
افسونگری کا بھرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہان کا حال تحریر کرچکا ہون تحریر نقشہ بارگاہ خواجہ عمرو
و فوج افراسیاب سامنے آنکھون کے معلوم ہوتا ہی ناظرین والاتبار پر بالتصریح مفہوم ہو
کہ افراسیاب آگے آگے مجمع مین وہ اٹھارہ سو تاجدارون کے بہ کبر و نخوت مونچھون پر تاو
پھیرتا ہوا اپنے سحر پر نازان دمبدم کہتا چلا آتا ہی کیون ای شاہنشاہ تیلم وای شاہنشاہ توسن
آج اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے بادولت کے سحر کی داد دیتے دعواے خدائی سے باز آتے
خداوند بھی سر سجود جھکاتے ایسا بار کون اٹھا سکتا ہی مین خداوند طلسم ہوش ربا ہون سحر د

ساحری قوت و شجاعت مین ہمثیل و یکتا ہون اگر دعواے خدائی کرون زیبندہ و سزاوار ہی شوکت و جلالت آشکار ہی سب تاجدارون نے دست بستہ عرض کی جو ارشاد فیض بنیاد ہی بجا ہی کسی کی کیا مجال کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کا نام لے آپ کا دامن دولت تھام لے حضور صاحب تاج و تخت ہین ہمثیل و بے نظیر خوش رو خوش تدبیر زور و ہمت سخاوت و جلالت ریاست و امارت سب آپ کے بندۂ درگاہ ہین آپ ہفت اقلیم کے شاہنشاہ ہین آپ کے اوصاف مین یہ اشعار صادق آتے ہین شاعران شیرین سخن فرماتے ہین نظم

گر طوافِ آستان مین ہو توقف ایکدم — نگہت گل پر پڑین موجِ صبا کی قیچیان
ہبضۂ فولاد سے نکلے صداے عندلیب — گلشنِ عارض کو ہو گر شعبدے کا امتحان
رُعب شوکت سے گلستان مین زبانین بند ہین — غنچۂ سربستہ کہہ سکتا نہین رازِ نہان
اسقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکی شرم سے — پھینکدے دامن سے الماسِ کواکب آسمان
قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے — صبح دم دیکھے اگر لطفِ بہارِ بوستان
حلم سے ہر سینۂ صد چاک ہوتا ہی رفو — زخم بھر دیتے ہین شانونکے یہ گیسوے بتان

اِن اشعار آبدار کو سنکر افراسیاب بہ کبر و نخوت جھومنے لگا کہا بھائی شہنشاہ بیلم اِس سے بڑھ کے ماید دولت کی عصمت ہی ہمکو تمسے کمال محبت ہی افراسیاب اِس کبر و غرور مین تاجداران ہمراہی سے ہنس ہنس کے باتین کرتا ہوا چار کوس راستہ طی کر چکا ہی مگر احول مربع نشین سحر غائب کرکے چلا تھا اس مقام پر پہونچا ایک نخل کی آڑ پکڑکے ماندکو پتون مین نخل کے چھپایا جس بارگاہ کو تیلے اُٹھائے ہوے ہین سحر غائب کرکے احول قریب پردے کے آیا پردہ اُٹھایا اندر بارگاہ کے آکر دیکھا سترہ سو سردار و جماعہ عیار سحر سے افراسیاب کے صورت تصویر بنے ہوے بیٹھے ہین نہ ہاتھ پانؤن مین حس و حرکت نہ آنکھون مین بصارت آنکھین پتھرائی ہوئین سرنگون ملول و محزون احول کے دل پر چوٹ پڑی کلیجہ یہ سانحہ دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ضبط نہ کر سکا بیقرار ہوکے رویا خیال مین آیا کہ ان سب سردارون کا لیجانا تو آسان ہی مگر علم نیرنج و شعبدے کا بھی امتحان ہی افراسیاب خانہ خراب دلمین یہ تو کہیگا کہ غلامان کو کب ایسے ایسے صاحبان لیاقت موجود ہین تاجداران ہوش ربا سب مردود ہین اب تیلے اُسی طرح راہ طی کر رہے ہین احول

اندر بارگاہ کے ان تدبیرون مین مصروف ہی دل سے کہتا ہی افراسیاب بڑا بیوقوف ہی دل
سے یہ باتین کرکے بہت سا ماش کا آٹا اُس دانائے روزگار نے جھولی سے نکالا اسکے ہشبیہ
سردارون کے بنائے مہرخ کو تخت سے اُٹھایا تخت پر مہرخ نقلی کو بٹھادیا اسی طرح ہر سردار کے
مقام پر تصویرین بنا بنا کے بٹھادین اور فولادی پنجے بنائے ایک ایک سردار کی کمر مین پنجہ
ڈال کر بیرون کو حکم دیا کہ فلان مقام پر درۂ کوہ ہی اُنمین لیجا کر جمع کرو فرداً فرداً پنجے فولادی نکال
نکال کر لیجاتے ہین اُس درۂ کوہ مین جمع کرتے جاتے ہین۔ یہ بھی واضح رہے کہ سب سرداران مہرخ
ابھی سحر مین افراسیاب کے مبتلا ہین ورنہ خود اُڑ کر نکلجاتے جلدی مین احول انپر سے سحر بھی نہین
اُتار سکا اِس خیال سے کہ شہر ناپرسان کے قریب پہونچ چکے تھے اتنے عرصہ مین احول نے
سترہ سو سردارون کو مع عیارون کے بارگاہ سے نکالا درۂ کوہ مین اُسکے بیرون نے پہونچایا جب
کل کو نکال چکا اور دروازہ شہر ناپرسان کا دکھلائی دیا تب خود سحر غائب کرکے نکل گیا اُنکی کارگزاری
پر آپ نازان چہرے سے بشاشت عیان شادان و فرحان چلا اب ذکر اسکا وقت پر آئیگا
افراسیاب اُسی طرح نشۂ غرور مین جھومتا ہوا قبضۂ شمشیر کو چومتا ہوا گرداگرد دیکھتا ہی اب ہمارے سب کو
اشتیاق ہی کہ دیکھو صاحبو یا تو صرف اسد غازی قتل ہوتا اب جملہ سردار و عیار قتل ہوجائینگے ایک
زندہ نہ بچیگا آج سے لڑائی کا جھگڑا مٹ جاویگا مہرخ و بہار خوب لڑین باغیون نے خوب سر
اُٹھایا شاہنشاہ کو ستایا یہ نہ سمجھے کہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی سحر و ساحری مین بھی یکتا ہی
دیکھو کیا کار نمایان کیا اٹھارہ سو ناطمان دربند پر اپنی شوکت سحر کو عیان کیا تماشا دیکھنے والونکا
ہنگامہ شہر ناپرسان کے گلی کوچے معمور ہزارہا آدمی کوٹھون پر مشتاق قتل اسد نامور کھڑے ہین
بارگاہ پر کسی کی زبان پر صدائے واہ کوئی آہ کرتا ہی اس باغ پر بہار کے قلم ہونے کا غم بہار کی
گرفتاری کا الم کوئی نام باغبان کا لیتا ہی کوئی گلچین کا پتا دیتا ہی کوئی مثال شبنم گریان کوئی
مانند گل خندان تیلیون نے اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو مع طبقۂ زمین بیچ شہر ناپرسان
مین نصب کیا چارون تیلے نکلکر سامنے افراسیاب کے آئے آداب و تسلیم بجا لائے افراسیاب
نے چارون کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے غلامان سامری کیا کہنا تمھارے اوصاف شاہان طلسم باطن
کو لکھکر آگاہ کرونگا اپنے ہمچشمون مین آبرو پاؤگے افسر غلامان سامری مشہور ہو جاؤگے وہ چارون

رخصت ہوے اہالیان شہر محو حیرت ہوے ملازمان افراسیاب نے بڑھکر پردۂ بارگاہ ملکہ مہرخ اُٹھایا
دیکھا سب خاموش منکے ڈھلے ہوے آنکھین پتھرائی ہوئین سرنگون بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے جو
بہار کو اس حال حیرت مآل سے دیکھا ہاتھ پھیلا پھیلا کے کوسنا شروع کیا کہا کیون بوا بہار اب
تمھارے حمایتی کہان ہین نگوڑا ساربان زادہ بھی تو پڑا ہی اُٹھکر عیاری نہین کرتا باغبان بھی
نگوڑا اچیکا بیٹھا ہی بھڑوا اُٹکر ٹکر دیکھ رہا ہی گویا منھ مین زبان نہین بی مہرخ صاحبہ بڑی صاحب شوکت
وجلالت ہین مالک سریر سلطنت ہین چار دن کو تخت پر بیٹھین جو نرٹون کے دلدر جھڑ گئے
تمام ہوش ربا مین جھنڈے گڑ گئے یہ کہکر بہار کو کوستی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی کنیزون نے
روکا حیرت نے کہا مین نہ مانونگی بہار کو اپنے ہاتھ سے سزا دونگی چوٹی پکڑ کر دو چار جوتیان
انکے سر پر مارونگی افراسیاب نے بھی ہان ہان کہا سرما و ابریق سے اشارہ کیا کہ کسی تدبیر سے
بہار و مخمور کو الگ کر تو سمجھا کے قصور معاف کر دونگا دامن بہار گل مراد سے بھر دونگا مخمور کو منتظم
جلسۂ عیش کرنا ہی الغرض گذشت گذشت یہ دونون منظور نظر ہین دل سے انکی محبت نہین نکلتی پھر سرفراز
کرونگا سرما نے چاہا ملکہ حیرت کو بڑھکر روکے حیرت نے کہا اے وزیر اعظم مین اپنا سر
پیٹ لونگی کنوین مین گر کے جان دیدونگی میرے قریب نہ آؤ میرے مقدمہ مین کوئی صاحب دخل
نہ دین شہنشاہ اپنا چہ بخالا اُٹھا رکھین ابھی تک دل سے محبت نہین گئی بی بہار و مخمور کا بڑا اپیا
ہی انکی اذیت ناگوار ہی مجھ سے کوئی نہ بولے مین اپنے ملک کی بادشاہ ہون سزا جزا کا مجھکو
اختیار ہی خوشی سے چہرہ سرخ بکتی جھکتی اندر بارگاہ کے گھس آئی ملکہ بہار کے جھونٹے پکڑ کے
کھینچے بالون کے ساتھ سر بھی دھڑ سے گر پڑا حیرت پیٹنے لگی ہی ہی شاہنشاہ نے کیسا سحر کیا میری بہن
گل گئی یہ کہکر ہاتھ پکڑا ہاتھ بھی ہاتھ مین آگیا موم کا خواص ہوا سب اعضا الگ الگ ہو گئے حیرت
غل مچانے لگی اے شاہنشاہ دوڑو میری بہن کے اعضا کو کیا ہو گیا سرکہ ملا کر سحر کیا تھا سب اعضا
گل گئے اچار بن گیا اب تو کنیزین ملکہ حیرت کے سنبھالنے کو دوڑین اندر بارگاہ کے گھس آئین یہ
کہتی ہوئی مارو نگوڑے باغیون کو جب ہماری بی بی کی بہن ملکہ بہار گل گئین یہ بھی سب سڑ گئے ہونگے
جس نے جسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گویا دستگیر ہوئی ہاتھ پکڑنے کی لاج نہ کی ہاتھون کا عجیب حال پایا
اب تو کنیزون کا جسم تھرتھرایا ہنگامہ ہوا کہا اے شہنشاہ آپ خود اندر تشریف لائیے گنہگارون کا حال

تو ملاحظہ فرمائیے اتبو کل سردار مع شاہنشاہ اندر بارگاہ کے آئے بغور جو دیکھا سب ماش کے
آٹے کے پتلے تھے اس حال حیرت مآل کو دیکھکر افراسیاب جادو کو سناٹا آگیا توسن و نیلم
نہایت مقرب ہین قریب کھڑے تھے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہی کیا مسلمان جو فروش گندم نما ہین ماش
کے آٹے کا خرمن جمع ہوگیا مگر شاہنشاہ یہ کسی بدمعاش کا کام ہی بڑی دانائی کر گیا نہ خود ظاہر ہوا نہ
دل پر دھر گیا نہین معلوم جن تھا یا انس تھا ہمارا آپ کا ہمجنس تھا غلطی آدمی کا یہ کام نہین ہی ایسی
باتین کرکے پھر اُسی طرح مضحکہ کیا جیسا بروقت رہائی اسد غازی مسکرائے تھے کلمات طعن آمیز
زبان پر لائے تھے افراسیاب جھلاتا ہوا بیرون بارگاہ آیا کتاب سامری دیکھی غصہ مین آیا آستینین
چڑھائین تھرتھر کانپا قبضہ پر ہاتھ ڈالا دوڑ کر حیرت لپٹ گئی کہا شاہنشاہ کچھ حال تو ظاہر کیجیے کیا
معرکہ ہی یہ کسنے شعبدہ کیا ہی کسکی موت آئی ہی افراسیاب نے کہا صاحب مین تمھارے کہنے سے
طبقہ کو تبلون کے سپرد کرکے سردارون سے باتین کرتا آگے جدھر آیا تھا میان احول آکر اپنا
شعبدہ دکھا گئے سردارون کو لے گئے ابھی تک فلان درۂ کوہ پر نہین پہونچے سردارون کو درۂ کوہ
مین رکھا ہی سحر میرا نہین اُتارا ہی اُسوقت تمنے پریشان ہوکر یہ جھگڑا اُٹھا لا اگر مابدولت کے دوش پر
ہوتا ایک مگس آکر بیٹھتی مجکو دریافت ہو جاتا ٹانگین چیر کر پھینکدیتا اتنے عرصہ تک وہ بارگاہ مین
رہا اپنا کام کر لیگیا خیر سمجھا جائیگا مصرع صید را چون اجل آید پے صیاد رود * یہ سنکر تمام
تاجدارون مین غل ہو واہ واہ کا بلند ہوا افراسیاب دردمند ہوا غصہ سے چہرہ سُرخ ہوگیا
قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پر پرواز پیدا کرون حاراب ظلماتی ملازم ماہیان زمرد پوش کا برابر
کھڑا تھا قدمون سے لپٹ گیا کہا شاہنشاہ آپ کا جانا مناسب نہین ہی اگر کوکب ہوتا البتہ
ہم آپ کو جانے دیتے یہ کہکر پر پرواز پیدا کرکے بجوش و خروش روانہ ہوا افراسیاب غصہ مین
ٹہل رہا ہی میدان خونی درہم و برہم کوئی کہین گیا کوئی گوشہ گیر ہوا کوئی حیرت سے دام غم و الم مین
اسیر تھا دارین سرنگون جلادون کا غم سے کلیجہ خون خراج گزار بھی روانہ ہونے لگے دوکانین
تباہ اسباب جابجا پڑے رہگئے شیرین فروشون کی بھٹیان ٹوٹی پڑی ہین ہر طرف سناٹا لوگ
آپسمین باتین کرتے چلے جاتے ہین قہقہے لگاتے ہین بعض کہتے ہین کہ یارو جو ہوتا تھا ہوا اب
ناحق کد و کاوش ہی افراسیاب کی بیکار کوشش ہی عمرو بڑا عاقل ہی فن عیاری مین کامل ہی کسکی شامت

بالاے گنبد نور پہونچا اسد و مہ جبین کو لیگیا ایک دن اسیطرح لوح حاصل ہوجائیگی در بند تباہ
ممالک ویران رعایا حیران و پریشان ہوگی جتنے ساحران عمدہ ہین عمرو کے شریک ہوے طلسم کشا
بھی اب سامان سلطنت درست کریگا ابتک مہرخ و بہار کو یہ ملال تھا ہردم اسکا خیال تھا کہ
افسر سر پہنین لوح کسکے لیے تلاش کرین وہ سب طلسم کے رازدار ساحران نامدار ہین نشان لوح
کے دریافت کر کے طلسم کشا کو لیجا ئینگے دیکھنا اُسدن بھی شہنشاہ سر پیٹتے ہوے آئینگے بعض کہتے
ہین بھائیو جو مسلمان ہوگیا اچھا رہا ہمکو خوف افراسیاب نے تباہ کیا بیکار کے گمان ہین کہ شہنشاہ زندہ
نہ چھوڑینگے اورون کا کیا کیا ہم تم بھائی خوف مین خاموش رہے اب واجب و لازم ہی دل اپنا اپنے
فعل پر نادم ہوا افراسیاب نے سرما سے کہا میلے کو جاؤ سردار و نکو روکو ہیر بھائی میر اگیا ہی سب کو پیسکر
آتا ہی آج ہی کُل کو قتل کرونگا اب کیا مسلمانون کو زندہ چھوڑونگا سرما ہرچند روکتا ہی کوئی نہین مانتا
وہ جو عیارون نے سرما و ابرق و مصور وغیرہ کے سحر صرف کیے تھے اُسمین لاکھون جہنم واصل ہوے
روکنے پر وزیر اعظم کو باقی ماندہ جواب دیتے ہین ای وزیر اعظم مال لُٹا ساتھ والے قتل ہوے میلے مین
آکر بڑا نفع ہوا اب کیا منظور ہی ٹھہرنا کیا ضرور ہی سرما سر جھکا لیتا ہی کبھی غصہ مین جواب دیتا ہی یارو
ابھی سب مسلمان گرفتار ہوکر آئینگے اِسی میدان خونی مین مارے جائینگے وہ جواب دیتے ہین اب حضور
قتل کرین اب اور لوگ جلسے مین آئینگے ہم تو صورت بھی نہ دکھائینگے شہر نا پرسان کا تو یہحال ہی ہرکس و
ناکس کے دل پر ہجوم غم و ملال ہی مگر احول مربع نشین جابالت آئین قریب کوہ کے آیا نا مند سے
نکلا قصد ہوا اندر درہ کوہ کے جاؤن مسلمانون پر سے سحر اتارون قریب درہ کوہ کے نہ پہونچنے پایا تھا
کہ آسمان پر سے نعرہ ہوا منم داراب ظلماتی احول نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام للکارتا ہوا اتنی جلدی
اُترا کہ احول درہ کوہ تک نہ پہونچ سکا داراب کو دیکھکر پلٹا اُس سنگدل نے اُترتے اترتے احول
پر گولہ مارا احول نے ردل جو ہاتھ مین تھا گولے پر لگایا گولہ اُلٹا پلٹ کر سر پر داراب کے پھٹا شعلہ ہاے
آتش نے ناری کو گھیر لیا ملک احول جھپٹا کہ جاکر اسکی مشکین باندھلون یا سر کاٹلون داراب شعلہ ہاے
آتشین مین مثل ماہی بے آب تڑپا باران سحر برساتا ہوا اندر سے آگ کے نکلا مگر آبلے تمام جسم پر پڑ گئے
ٹپک گئے آبلون سے وہ لنگور بشکل خوشہ انگور اُن آبلون مین جا بن سارا بانکپن بھولا جسم پر تازہ گل پھولا
اُس گرمی مین سیاہ رو بقہر و غضب تمام تیغہ کھینچکر احول پر جا پڑا اُسنے آگ بھڑکائی تھی یہ برس پڑا

کئی ہاتھ تیغۂ سحر کے لگائے احول مرد سپاہی پھنکیت ہی سب چوٹین خالی دین مثل شیر غضبناک نعرہ کیا او بیحیا شعر تو ضرب بے زدی ضرب من توش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن + نظم مصنف

ذرا ضرب مردان عالم تو روک
منم صف شکن پہلوان شیر مرد
منم افتخار یل پیلتن
من آنیم سرکوب افراسیاب
نہ جان اپنی او بیحیا مفت دے
جہنم مین جائیگا تو بیدریغ

سپاہی کو او بیحیا یون نہ ٹوک
منم ناصر مہرخ ذی حشم
ہزبر دمان رستم صف شکن
قضا کے تو پنجہ مین اب آگیا
مسلمان ہو جا گیر اسلام لے

منم فارس عرصہ گاہ نبرد
منم قاتل کافر بد شیم
بہ بین ضربت تیغہ پر آب و تاب
ترے دل پہ ابر الم چھا گیا
نہین تو ترا سر ہی اور میری تیغ

نعرہ شیرانہ کرکے تیغۂ خارا شگاف بنیام انتقام سے کھینچا اُسکا وار روک کر داہنا قدم آگے بڑھایا پیترے سے کمر کو بتا کر سر پر اُس خودسر کے ہاتھ مارا روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا معلوم ہوتا تھا بخت سیاہ کا سامنا ہوا یا نیل کا ٹیکا ماتھے پر چڑھا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دیکھا تیغۂ قضا تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے خودسر کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مرتے ہی داراب ظلماتی کے اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آئین بیرون نے لاکھ تدبیرین کین کچھ بن نہ پڑا آواز آئی کشتی مرا نام من داراب ظلماتی بود ادھر تو لاشۂ داراب زمین پر گرا سر شق ہوا ایک طائر سیاہ رنگ مثل زاغ پیدا ہوا زفلین مارتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا یہان احول اسکو قتل کرکے مہر پہ آیا تیغہ پاک کرکے کمر سے لگایا چھینٹین خون کی جو زرہ پر پڑی تھین اُنکو دھونے لگا یہان افراسیاب سناٹے مین کھڑا دیکھ رہا ہی تاجدار سوار ہو ہو کے چلے جاتے ہین میلے والے سرکشی دکھاتے ہین افراسیاب نے غصہ مین کہا ای وزیر اعظم نہ روکو سب کو جانے دو پہر بھر مین سب اہالیان دربند کو بلوا لونگا جشن عام کرونگا یہ کلام ناتمام تھا کہ آسمان سے طائر سیاہ نمایان ہوا حیرت نے گھبرا کر کہا شہنشاہ دیکھیے یہ طائر کیسا آتا ہی صورت رنج والم کی دکھاتا ہی وہ طائر بہ تعجیل زفیل مار کر کاندھے پر افراسیاب کے آ بیٹھا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا ای طائر صحرائی میرے پیر بھائی پر کیا گذری طائر نے ایک چیخ ماری پرون سے سر پیٹا زمین پر گرا طائر روح اُسکا قفس جسم سے پرواز کر گیا خبر وحشت اثر نہ سہ سکا افراسیاب نے کہا داراب پر کوئی افتاد پڑی بیشک کوئی خرابی ہوئی یہ کہکر کتاب سامری اُٹھائی

مضمون پڑھکر کچھ مُنہ سے نہ کہا پر پرواز پیدا کرکے چلا حیرت نے آواز دی شہنشاہ مین بھی ہمراہ چلون دشمن کا کام تمام کرون افراسیاب نے کہا خبردار جو میرے تعاقب مین آئیگا سزاے معقول پائیگا یہ کہکر غائب ہوا دنیاے ناپائدار کا عجب عالم ہی کبھی عیش کبھی غم ہی دنیا کیا کسی کی جاگیر ہی موت ہر وقت دامنگیر ہی بچشم خیال اگر دیکھا جاوے تو قضا خود ہر شخص کی نگہبان ہی جب محافظ حفاظت سے ہاتھ اُٹھائے نگہبان ہی دشمن ہو جاے انسان ضعیف البنیان کیونکر بچے موت سے کسکو چارہ ہی اِسکے خوف سے دل پارہ پارہ ہی ملک الموت کا قاطع لذات نام ہی مجمع کا متفرق کرنا اِسکا کام ہی سہاگن عورتونکو بیوہ کیا بھائی سے بھائی بھی جدا ہوا ضعیف باپ نوجوان فرزند کی لاش پر روتا ہی رونے پیٹنے سے کیا ہوتا ہی جس معشوق کو پہلو مین سلاتے ہین اُسکو مکان تنگ و تاریک مین بند کرکے چلے آتے ہین

نظم

ناسازی زمانہ سے کیسے کہان کہان تنگ	بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہان تک

اب ان فقرات عبرت آمیز سے مصنف کی مراد ظاہر ہو گی کہ وہان افراسیاب کی آواز آئی زمین مثل گہوارے کے کانپی طائر گھبرا کر اپنے اپنے آشیانون سے اُڑے اژدرون نے مسکن چھوڑے بتون نے محبت شجر سے منہ موڑے پہاڑون سے پتھر گرنے لگے کل صحرا مین تلاطم شیران دشت کے ہوش و حواس گم اس زور شور سے افراسیاب جادو پہونچا احول مربع نشین قدم نہ بڑھا سکا افراسیاب للکارا کیون احول میرا حال نہ معلوم تھا شعبدہ کرکے میرے گنہگار کو نکال لایا اگر جان کی خیر چاہتا ہی میرے قیدیون کو حوالے کر دیکھ اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر احول نے جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہی مردان عالم مرنے سے کیا ڈرتے ہین جو کچھ کرتے ہین سمجھ کے کرتے ہین افراسیاب جادو نے سنگریزہ اُٹھا کر مارا احول پر پتھر برسنے لگے اُس فلک شکوہ نے پتھرون سے اپنے کو بچایا ایک پتھر ناند پر پڑا اُسکے ٹکڑے اُڑ گئے ایک پتھر سینہ پر افراسیاب کے پڑا ضرب سے اُسکی چوتڑون کے بھل زمین پر دھد سے گرا احول نے قہقہہ مارا کہا او نمک حرام بد انجام سنبھل مین آ پہونچا یہ کہکر جھپٹا جب تک افراسیاب جادو خاک سے اُٹھے ایک رول افراسیاب پر مارا سر پر افراسیاب کے پٹاکر ٹاکے کی آواز آئی افراسیاب

کو تیور آگیا مگر یہ تو ملعون وہ سخت جان ہے کہ اسکا مرنا دشوار ساحر غدار جبتک لوح طلسم کشا کو نہ ملے مرنا اسکا مشکل ہے سحر و علوم نیرنگ مین بھی کامل ہے حکمایان اشراقین کا یادگار ساحر کامل اٹھارہ سو ملک کا سردار رول کھا کر بقہر و غضب تمام اٹھا تیغہ برق مثال کمر سے کھینچا اژدہا غار سے بل کر کے نکلا بڑی ذلت اٹھائی سر مین چوٹ کھائی بموجب مثل خوب سرکوبی ہوئی اب سر کی کھا کر خیرہ سر سنبھالا سودائے غرور سر سے نہ نکلا افراسیاب خانہ خراب تیغہ سحر کھینچکر چلا نعرہ

کوہ شگاف کیا نعرۂ افراسیاب
مرا نام ہے شاہ افراسیاب
دلیرون کو ہے مجھسے شرم و حجاب
بلا ہے جہان سحر مین بے عدیل
مرے آگے قطرہ ہے اک رود نیل
زمانے کا مین اپنے جمشید ہون
کہ مین چرخ افسون کا خورشید ہون
نہین کوئی عالم مین میرا نظیر
مری اوج سے پست ہے چرخ پیر
اگر سحر پڑھ کر اشارہ کرون
فلک کو زمین پر ابھی کھینچ لون
بکبر و نخوت تمام کلمات غرور زبان پر

قریب احول کے پہونچا ہاتھ تیغہ کا مارا اُسوقت بھی احول نے خوب خوب سحر کیے افراسیاب پر آگ برسائی مگر موت دامنگیر تھی تیغہ سحر افراسیاب پڑا اُس بہادر بے نظیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا زمین سے خاک اُڑی صاف ظاہر تھا کہ زمین احول کے غم مین خاک اُڑاتی ہے کوہ و دشت سے رونے کی صدا آتی ہے پتھر آپسمین سر ٹکرانے لگے سوز غم مین پتھر کے کلیجے سے چنگاریان نکلتی تھین گھاٹیان جلتی تھین نخل دشت شاخ سے سر پیٹنے لگے پتون نے کف افسوس ملے ہر شے کی حالت تباہ ہر شجر بشکل آہ ہنگامہ گیر و دار بلند طائران صحرا دردمند اس بہادر کا لاشہ زمین پر گر کر تڑپا ملحوظ خاطر سامعین رہے جو ساحر کے مرنے کی صدا آتی ہے کشتی مرا نام من فلان بود یہ آواز نہین آئی انجام اس آواز نہ آنے کا انشاءاللہ وقت پر تحریر ہوگا ناظرین حظ اٹھائینگے بہت پسند فرمائینگے مگر افراسیاب خانہ خراب جوش قہر و غضب مین تاج کو سنبھالتا ہوا تلاش مین مہرخ وغیرہ کی درہ کوہ مین آیا انتہا کا وہان اندھیرا پایا افراسیاب جادو کو حیرانی نے گھیرا مشعل سحر کو روشن کرکے وہ تیرہ بخت دیکھنے لگا کسی سردار کو اُس درہ کوہ مین نہ پایا مثل غول صحرائی بڑی سختی اُٹھائی پہاڑ کے اندر دوڑتا پھرتا ہے کبھی ٹھوکر کھا کر گرتا ہے جب سردارون کو کسی مقام پر نہ پایا زمین مین ٹٹولنے لگا حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا گنہگار میرے کیا ہوئے آخر بدحواس ہوکر بیرون درہ کوہ آیا ران پر ہاتھ رگڑ کے دیکھا معلوم ہوا کہ ہمراہ شمشیر زن دختر کوکب نکالے گئے

لیگئی اور حقیقت مین معرکہ یہ ہوا کہ جب افراسیاب جادو احول سے لڑائی مین مصروف ہوا اتنے عرصہ مین ملکہ بران شمشیر زن سحر تو جلدی مین نہ اتار سکی مگر سردارون کو تخت پر ڈال کر باغ نگارین مین لیگئی افراسیاب کو جو یہ معلوم ہوا قہر وغضب مین یہ کہتا ہوا چلا کہ آج دختر کوکب کا ستارہ گردش مین آیا میرے ہاتھ سے قضا تھی میرے گنہگارونکو لیگئی مجکو داغ دے گئی غصہ مین چلا یہان ملکہ بران شمشیر زن سردارون کو لیکر باغ نگارین مین پہونچی وسط باغ مین چبوترے پر لاکر اُتارا قصد ہوا سب کا سحر اُتارون مگر دیکھا سب کے منکے ڈھلے ہوئے آنکھین بند بیہوش کلام کرنے سے معذور نہ عقل نہ شعور سب سے زیادہ عیارونکو بلا مین مبتلا دیکھا خواجہ عمرو کا لباس پارہ پارہ جسم پر آبلے اول ملکہ بران قریب خواجہ عمرو کے آکر بیٹھی سحر کرنا شروع کیا مگر سحر افراسیاب خانہ خراب کا بھی دفع ہونا دشوار ہی بران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون اختر پر ڈالا مروارید کو لعل بے بہا بنایا حوض مین سے پانی لیکر ایک کاسہ مین چند غوطے اختر مروارید کو دیے آبروے مروارید پانی مین شریک ہوئی اُس پانی سے منھ خواجہ عمرو کا دھلایا کلمہ پڑھکر خواجہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے بران شمشیر زن کو دیکھا پوچھا ای نور نظر کیا مقام ہی ہم یہان کیونکر پہونچے بران نے کہا خواجہ خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا افراسیاب آپ سب صاحبون کو گرفتار کرکے لیچلا تھا عم نامدار احول مربع نشین ذی وقار نے آپ سب صاحبون پر جان اپنی نثار کی لونڈی آپ سب صاحبون کو اُٹھا کر اپنے باغ مین لائی مگر اُٹھکر کنارے ہو جیسے افراسیاب آیا چاہتا ہی صرف عیارون کا سحر ملکہ بران شمشیر زن اُتارنے پائی تھی اب طرف سردارون کے متوجہ ہوئی کسی قدر اُتارا ہی کسی قدر باقی ہی کہ آسمان پر سے افراسیاب جادو کا نعرہ ہوا پکارتا ہوا کہ او چھوکری کیون قضا دامنگیر ہوئی ہی آج تیرے قتل کی تدبیر ہوئی ہی میرے گنہگارون پر دست انداز ہوئی تمھارے چچا جان کو تو مار ڈالا لاشہ اُسکا پڑا پھڑکتا ہی جاکے اُنکے دفن وکفن کی تدبیر کرو یہ کہتا ہوا کف منھ سے جاری زمین پر آیا بران نے بڑھکر مقابلہ کیا سرداران بیہوش کو پشت پر لیا ملکہ مہرخ وبہار ہوشیار ہو چلی ہین دیکھ رہی ہین کہ بران وافراسیاب سے سحر چلنے لگا بران نے بجرأت تمام سینہ اپنا سپر کر دیا ہی چاہتی ہی مین قتل ہو جاؤن مگر ان سبکو بچاؤن افراسیاب کے سحر الامان الامان زمین تھرائی آسمان سے آگ برسنے لگی باغ نگارین کیسا پر بہار تھا نرگس نے

گھبرا کر آنکھین بند کرلین کہ بربادی باغ ندیکھون سنبل بصد پریشانی بالون کو کھولے مصروف دعا طفلان غنچہ کو بیکلی کہ ایسے باغ پر بہار مین یکایک باد خزان چلی سرو کھڑا کانپ رہا ہی باغ سے نکلجانے کی فکر عذر لنگ سے پابگل قمری کا طوق گلوگیر عوض کوکو کے آہ وزاری کی تدبیر سوسن کی زبان مین کانٹے پڑے خار پھولون سے اُلجھنے لگے بلبل کو شغل آہ وزاری طائر مصروف بیقراری رنگ باغ دگرگون بید مجنون کو جنون عشق پیچان کو پیچ پیچ اُلجھن مین خاطر مشوش بران باران سحر بہ ساتی ہی باغ کو صرصر گرم سے بچاتی ہی مگر جھونکون سے ہوا کے آواز گریہ وزاری آتی ہی عندلیب خوش نوا بصد

رنج والم یہ غزل گاتی ہی غزل
بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا
مٹانے کے لیے ہمکو بنایا
بشکل اشک ہون ناقدر وبیقدر
وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا
نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام
عجب ہی تیرے لب پر کیونکر آیا
سر شک چشم کوئی آبلہ تھا
جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
وہ مشتاق شہادت ہی دم ذبح
گلے سے مجکو خنجر نے لگایا
نہ اُٹھا گر کے آنسو کی طرح سے
عدم کا لطف ہنسنے نے دکھایا
ہوا سرمہ بھی شاید حسن اغیار
جو ایسا تیری آنکھون مین سمایا
مزا جوش محبت نے یہ بخشا
گلہ بھی شکر ہو کر لب پر آیا
ہوئی جھوٹی قسم کھانی جو منظور
خوشا قسمت مین اُنکو یاد آیا
مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہی
کہ بیٹھا آپ اور مجکو اُٹھایا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ
ہمین یارون نے مٹی مین ملایا
ملکہ مہرخ وبہار یہ حال پر ملال

دیکھکر چاہتی ہین اپنے مقام سے اُٹھین بران کے ساتھ جنگ مین شریک ہون مگر دست و پا بیکار زبان کو لکنت صاف دہن تنگ پر مُہر خاموشی ہوشیاری پر غالب بیہوشی اُٹھنے کا قصد کرتی ہین دل بیٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہی ضعف کو قوت ناطاقتی کو طاقت آئینۂ رخسار پر حیرت چہرے سے ظاہر نقاہت دو تین سحر ملکہ بران شمشیر زن نے افراسیاب کے دفع کیے قہر و غضب کے تیر سینہ پر لیے بارہ سو کنیزین افراسیاب پر سحر کررہی ہین آنکھون کے اشارے سے افراسیاب ہر ایک کے سحر کو ٹالتا غصہ سے آنکھین نکالتا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ سامنے سے ہٹو گنہگارون کو قتل کرنے دو مگر سب نے چہار طرف سے گھیرا ہی کئی سو نے اپنی جان دی لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین گویا ستارے خاک پر پڑے ہین افراسیاب نے پیچھے ہٹ کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا یا سامری کہکے نعرہ کیا ملکہ بران شمشیر زن مع اپنی بارہ سو کنیزون کے

زمین پر گری زبانین بند جھولیان سحر کی جل گیئن افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا کہ ان سب کو قتل کرون ایک کو زندہ نچھوڑون کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا کیا کرتا ہی مین آپہونچا نظم

منم ماہ افلاک علم و ہنر	ہنر بر دمان کوکبِ نامور	منم قاتلِ کافرانِ جہان
یلِ صف شکن صاحبِ عز و شان	دلیر و عدو کُش شہِ بے نظیر	لقب یافتم خاص روشن ضمیر
خبردار سازم کہ ہشیار باش	ازین خواب خرگوش بیدار باش	افراسیاب نے دیکھا کوکب

بہ سطوت و صولت تیغہ برق مثال ہاتھ مین سامنے افراسیاب کے آیا بران و جہرخ وغیرہ جو زمین پر تڑپ رہی تھین اُنکو پشت پر لیا افراسیاب نے بڑھکر وار کیا کوکب نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا شعلہ ہاے آتش دونون کے سحر سے اُڑنے لگے کبھی کوکب برج آتش مین چھپ گیا باران سحر برسا کے نکلا کبھی افراسیاب برج خاکی مین مخفی ہوا دو چار سحر آپسمین چلے تھے کہ افراسیاب نے نعرہ کیا ارے کوئی حاضر ہی ہرچند کہ افراسیاب سرحد غیر مین آیا ہی مگر طلسم ہوش ربا حقیقت مین مقام ہوش ربا ہی نعرہ کرتے ہی افراسیاب کے ایک پریزادہ نہایت حسین شمشاد قد خورشید خد کشتی ہاتھ مین چشم زدن مین سامنے افراسیاب کے آئی اُسمین ایک تاج مکلل بجواہر رکھا تھا فوراً افراسیاب کے سر پر رکھدیا اور خود غائب ہوئی اب تو چہرہ افراسیاب کا سرخ ہوگیا چہرے پر جرأت کے آثار ہویدا شجاعت و شوکت ناصیہ سے پیدا تلوار بکڑکے کوکب پر جا پڑا کوکب نے چاہا تلوار پر تلوار کو روکون عکس تاج کا پڑا آنکھین جھپک گیئن تلوار سر پر کوکب کے پڑی سر زخمی ہوا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب نے کوکب کو سایہ مین تلوار کے لیا چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے کوکب جب اُف کرتا ہی ایک شعلہ بھڑک کر سامنے افراسیاب کے آتا ہی افراسیاب کچھ بڑھکر اُسے بجھاتا ہی پھر بڑھتا ہی مگر کوکب پر وقت تنگ تاج کے عکس نے کوکب کو پریشان کیا ہی یکایک ایک نخل بلند سے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کہنا تجھپر سایہ سامری و جمشید کا رہے دشمن تیرا جفاے شکست سے منم ملکہ حیرت جادو افراسیاب نے دیکھا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ حیرت آسمان سے اُتری شاخ نخل بلند پر ٹھہری ہی دوپٹہ سنبھالتی جاتی ہی ہاتھ مین اسباب سحر شاخ نخل سے کودی افراسیاب نے کہا ملکہ قریب نہ آنا کوکب سحر کرتا جاتا ہی مین نے زخمی کرکے نیم بسمل کیا ہی حیرت نے کہا اے شہنشاہ ع دو دل یک شود بشکند کوہ را + یہ کہتی ہوئی قریب پہونچی ذرا ایک

افراسیاب کی جھپکی تھی نعرہ کر کے حلقہ ہاے کمند مارے آواز دی ہنم ہنر بردشت طراری نہنگ بحر عیاری
طرار و خنجر گزار خواجہ عمرو نامدار چودہ حلقے کمند کے گردن مین افراسیاب کی پڑے ارے کہکر بلٹا عمرو
نے جباب بیہوشی منھ پر مارا افراسیاب چرخ کھاکر زمین پر گرا عمرو نے آواز دی ای شہنشاہ لینا کوکب
تلوار لیے ہوے جھپٹا یکایک زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش سحر کرتی ہوئی
زمین سے نکلی نکلتے نکلتے ہاتھ مین دانے ماش کے تھے کوکب پر پھینک مارے کئی خنجر ٹوٹے پیکان تیر
کٹے جسم پر کوکب کے پڑے کوکب اُنکے دفع کرنے مین مصروف ہوا ماہیان نے پنجہ مین افراسیاب
کو دبایا دونون پانون مار کر غرق زمین ہوئی صاف مثل برق تڑپ کر نکلگئی ماہیان کے آنے سے
عمرو گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا تھا گلیم اتار کر اپنے کو ظاہر کیا کوکب دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ
عیاران عالم ای محترم و محتشم ماشاء اللہ کیا اسوقت کا شاایان کیا اسوقت افراسیاب نے خاتمہ کر دیا
تھا سر پر اُسکے تاج طلسمی پر بیزادر کھگئی تھی ای خواجہ افراسیاب نہایت صاحب اختیار ہی عکس سے
تاج کے آنکھون مین اندھیرا آنے لگا بڑی قباحت تھی جان بچنے کی اور کون صورت تھی خوب آئے مین
خواجہ سے شہنشاہ کوکب بغلگیر ہوے ہاتھونکے بوسے لیے سب سردار مع ملکہ بران بیہوش پڑے
تھے خواجہ نے کہا ای شہنشاہ انپر سے سحر اُتار ہے ہوشیار کیجیے کوکب نے کہا خواجہ اتنا تو مژدہ سنا دو
کہ اسد و مہ جبین قبضہ مین آ گئے عمرو نے کہا ای برادر بجان برابر یہ شب شب قیامت ہی ماران کے
ساتھ نقب سے راستہ جا بجا اسد و منتظم موجود افراسیاب نے جو کام کیا ساتھ پختگی و مضبوطی کے محال
نہ تھی کہ اس راہ پر خوف کو کوئی طی کرتا رب اکبر نے پہونچایا شکر ہی کہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد
بن کرب غازی و ملکہ مہ جبین کو چھڑا لایا کوکب روشنضمیر کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا
پلٹ کے حکم دیا کہ قصر جمشید سے فلان صندوق مین شیشہ آب دمیدۂ سحر موجود ہی اُسکو
بہت جلد لاؤ ملازمان باآبرو و خیر خواہان خوش رو فوراً شیشہ آب نایاب کو لائے کوکب نے اسی پانی
سے منھ مہرخ وغیرہ کے دھلاے چہرے سردارونکے مثل ماہتاب روشن ہو گئے گویا آب حیات تھا فوراً
اُٹھ بیٹھے سب سردارونکے بعد کوکب نے اپنے گوہر بے بہا کا منھ دھلایا بران بھی اُٹھین ملکہ مہرخ و بہار
زمانہ فرمان و شکیل جادو و رعد و برق و ملکہ سرخ موے کا کلکشا و خورشید زرین سحر و باغبان قدرت
و معمار قدرت وغیرہ اُٹھے آپسمین گلے ملنے لگے وہی باغ نگارین جو ابھی محل رنج و الم تھا اب قدرت سے

باغبان قضا وقدر کی یہ بہار ہوا شاخین جھومین درختون نے سرکشی کی غنچے مسکرائے پھول رنگ لائے نرگس کی انکھڑیان نشیلی ہر شاخ نخل رنگیلی سنبل کی زلفین لہرائین سوسن نے ہولیان گائین بلبلونکے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے سوسن کی زبان درازی دیکھکر طائران خوش الحان کو تاب نہ آئی یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار بہاریہ بطور خمسہ

کچھ خبر دیتی ہی فریاد عنادل باغمین
کوئی پھولیگا شگوفہ آج اۓ دل باغ مین
موت کا سامان ہی یہ رنگ محفل باغمین
زعفرانی پہنے ہی جوڑا وہ قاتل باغمین
ہنس رہے ہین گل برنگ زخم بسمل باغمین

دیکھ الفت کے اثر چل تو بھی اے دل باغ مین
یہ تماشا یادر کھنے کے ہی قابل باغ مین
نام عاشق اُس سے ہوتا تھا جو حاصل باغمین
آکے فرماتا ہی وہ لیلی شمائل باغمین
بید مجنون کے تلے ٹھہرا دو محمل باغمین

خوب گلگشتین ہوئین جام مئ احمر پیے
تازیانِ ہوش جو جو کچھ ارادے تھے کیے
اۓ صبا خود رفتگی مین روئے گل کیا دیکھیے
چاہیے سیر چمن رنگین مزاجون کے لیے
ہم سے دیوانے ہین کب جانے کے قابل باغمین

کچھ دنون ہی سربلندی پھر وہی افتادگی
اپنے اپنے وقت پہ ہر شی کو ہوتا ہی یہی
نخل عریان منتشر ہی پھول کی ہر پنکھڑی
آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تھی
شور محشر بنگئی آہ عنادل باغ مین

کیا خداوند ازل نے حسن کو بخشا فروغ
جلوہ ہوتے ہی روش کے شمع کا گل تھا فروغ
خودنمائی پہ جو آیا روے روشن کا فروغ
پرتو رخسار جانان سے بڑھا ایسا فروغ
چاندنی کو ڈھونڈھتا ہی ماہ کامل باغ مین

اسقدر طوفان اُمڈا سب شناور ڈر گیے
باغبان صیاد گلچین غرق ہو ہو مر گئے
حوصلے دریا دلی کے قہر برپا کر گئے
بحر اشک بلبل گریان سے جل تھل بھر گئے
خاک دیکھین شاہد گل لطف ساحل باغ مین

لاکھ پھولونسے زیادہ ہین ہمارے دلکے داغ
دیکھتا ہی جب کبھی ہوتا وہ گل باغ باغ

دیکھ

میری باعث منت گلچین سے ہی اُسکو فراغ		سیر گلشن سے شگفتہ ہوگیا وہ خوش دماغ
	بوے گل ہی مثل دود شمع محفل باغ مین	

سب سرداران نامی وساحران گرامی مثل گل شگفتہ وخندان شکریہ باغبان قضا وقدر بہ زبان
آپسمین ایک سے ایک بغلگیر کوکب سے خواجہ نے کہا اب ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جاتے ہین کوکب نے کہا
ہم عقب مین آتے ہین دیدار فرحت آثار طلسم کشا سے فیضیاب ہون دشمنون کے دل جلاکر کباب
ہون ملکہ مہرخ وبہار وجملہ سردار تخت سحر کے تیار ہوے خوشی خوشی سوار ہوے طرف اپنے لشکر
کے چلے کوکب وبران وملکہ اختر بن سہیلان وملکہ مجلس جادو وملکہ شگوفہ سحر ساز خوشرو
وغیرہ قصر جمشیدی مین آکے بلور جہار دست وخورشید روشن راے کو کوکب نے حکم دیا کہ
کشتیان جواہرات کی براے نذر طلسم کشا وپیشکش ملکہ مہ جبین حور لقا آراستہ کرو براے لشکر وردیان
عمدہ تقسیم ہون کہ جنکی آب وتاب سے فلک اطلس شرمائے ہر ملازم خوشی سے پیرہن مین نہ سمائے
ہمارا اور خواجہ عمرو کا چولی دامن کا ساتھ ہی دشمن کا گریبان ہی اور ہمارا ہاتھ ہی کار گزاران شہنشاہی
تیاری مین مصروف ہوے ساقی نامہ در جشن رہائی اسد ومہ جبین

ہی غیرت باغ ہر برودشت
اب دور فلک سے دل ہوا شاد
ہدستی بادہ خوار کے دن
کیا رنگ چمن بہار پر ہے
شمشاد کھڑا ہی سخت حیران
ہی وجد فزا نواے بلبل
کیا چیز ہی ہاے ہاے قمری
کیا کیا ہی مچا رہا ہی دھوم ابر
سیر گل ولالہ زار دیکھین
شاید اسی طرح چین آئے
مسرور ذرا ہو جان غمگین

پھر لب سے مرے اُسے لگادے
ہی نام محل کا مہر آباد
تزئین سمن کے ہین یہ ایام
عالم گل ولالہ زار پر ہی
اور دیکھئے جلوہ ہاے شمشاد
قربان ترانہ ہاے بلبل
باندھے ہی ہوا نسیم کتنی
آتا ہی مدام جھوم جھوم ابر
بیٹھین لب آبجو یہ یک دم
جی ٹھہرے کچھ اضطراب جائے
ہو چارہ پذیر درد الفت

ساقی ہین یہ روزہاے گلگشت
ساغر کی متصل پلادے
ہین جلوۂ نوبہار کے دن
گلگشت چمن کے ہین یہ ایام
آتا ہی نظر جو سرو بستان
پابند طرب ہی سرو آزاد
دلکش ہی غضب صدا کے قمری
ہی روح فزا نسیم کتنی
چل سوے چمن بہار دیکھین
پی جائین سبو سبو یہ یک دم
پاکے دل بقدر تسکین
اُٹھ جاے جہان سے گرد کلفت

پامال کرے نہ یون غم عشق
اس حال خراب سے چھٹین ہم

جینے دے عذاب ہمدم عشق
خوناب کہانتلک پیے دل

اس رنج عذاب سے چھٹین ہم
ترٹپے ہی شراب کے لیے دل

نغمہ سنجان شاخسار ریاض خوش بیانی و زمزمہ پردازان حدیقۂ سخندانی گلچینان دوحۂ تحریر و تقریر و ہمصفیران گلشن تسطیر دلپذیر غنچۂ انجمن مشتاقان مین یون چہچہے کرتے ہین شعر مرتب کن جشن این داستان بہ چنین مے نگارند با عز و شان شہنشاہ خنجر گزاران و سر برندۂ جادوگران باج ستانندۂ ریش کافران افسر عیاران صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو نامدار مع مہرخ و بہار وغیرہ آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے حکم قضا شیم صادر ہوا کہ برائے ملکہ مہ جبین تبکلف تمام تخت طاؤسی آراستہ ہو و برائے ہزبر بیشۂ جرات نہنگ بحر جلالت سر خیل پہلوانان یعنی اسد غازی دنگل جواہر نگار پیراستہ ہو کارگزاران لشکر ظفر اثر و جان نثاران نامور کمر ہمت باندھکر بصد کر و فر آمادہ ہوئے بارگاہ گردون اشتباہ زر بفتی وہ استادہ ہوئی کہ قبہ پر نور جسکا خورشید درخشان سے ہمسری کرتا تھا طنابین زلف حور کی استادے الماس نگار ستون مرصع کار قناتین پردہ پوش صاحبان عفت پردہ پردہ دار حجابہ نشینان عصمت حمام کے گرم کرنے پر صناعان چابکدست سرگرم ہوئے نازنینان دریا دل و جوانان آبرودار دو جانب حاضر مین ایک سمت اسد شیر دل ایک جانب ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لاکر داخل کیا حوض نایاب پر از آب صاف و شفاف جسکے سامنے گوہر بے آبرو مہر و ماہ فلک کو آئینہ غوطے لگانے کی جستجو اسد نامدار غسل کرکے جامہ خانہ مین آئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ وہ ماہ تابان برج آبی سے برآمد ہوا کنیزان ذہیوش ملکہ مہ جبین الماس پوش کی خدمتگزاری مین مصروف ہین ملکہ مہرخ و بہار و جملہ تاجداران عالی وقار شاہزادیان حور نژاد دونون کے استقبال کو باادب تمام ایستادہ ہوئین سب کو قاعدے پیشوائی کے بخوبی یاد ہین سب گوش برآواز ہین اپنے نیر اقبال پر نازکنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہین ملکۂ عالم قصر حمام سے برآمد ہوا چاہتی ہین لباس زیب جسم فرما رہی ہین کوئی تاجدار ہانپتا ہوا لڑھ کر آتا ہے اسد غازی کی تشریف آوری کی خبر سناتا ہے کہ لباس جسم اقدس پر آراستہ کر چکے سلاح خانہ مین تشریف لیگئے ہین مسلح ہو کر برآمد ہونگے آنکھین مشتاقان دیدار کی نرگس وار کھلی ہین تخت طاؤسی آراستہ دنگل جواہر نگار پایۂ چہارم تخت پر بصد کر و فر بچھایا گیا یکایک صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلند ہوئی روح سامری و جمشید دردمند ہوئی سب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا

لیے

ایک جانب ملکہ مہ جبین سیمبر غنچہ دہن گلبدن قد دلجو رشک سرو لب جو چہرہ ماہ تابان جبین انور خورشید درخشان ابروے خمدار کو کس سے مثال دون ہلال فلک کیونکر کہون یہ ابرو ہین یکتا ہلال انگشت نما خنجر ہین نہ تلوار ہین قدرت پروردگار ہین عارض بدر آسمان کمال ہے گل تر کہنا ناقص مثال ہے لب جان بخش عیسی مریضان محبت غنچۂ دہن تنگ اسرار الفت دندان موتیون کی لڑیان جمال بیمثال حیرت افزا سانچہ مین ڈھلا ہوا سراپا ایک جانب سے اسد نامدار بصد شوکت و وقار سلاح ذات پر آراستہ رستم شوکت فریدون جلالت چہرۂ پرنور آفتاب عالمتاب شہریاری پیشانی کوکب بخشش جبہت افروز جہانداری دہن کی صفت مین فکر جو کی ظاہر ہوا کہ ایک بات ہے لبون سے پیدا اعجاز کرامات ہے شیر صولت رستم ہیبت صاحب عظم و شان روح روان حمزۂ صاحبقران کے بیٹے سرداران صف شکن تیغ زن فنون جرأت سے ماہر غیر ساحر سایہ مین تلوارون کے شاہزادہ والا قدر کو لیے ہوے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے خلعت ہاے فاخرہ سرداران نامی کے زیب جسم بارہ ہزار کنیزان مرصع پوش ایک ایک حسن مین بے نظیر چہرے رشک ماہ منیر ناز و کرشمہ انداز ہمدم وہمراز گرد ملکہ مہ جبین ایک پہلو پر تخت کے ملکہ مہرخ ایک جانب معشوق گلعذار ملکہ بہار ایک پایہ پر صاحب سطوت و صولت باغبان قدرت چوتھے پہلو پر بیمثل و یکتا ملکہ سرخ موے کا کلکشا چالیس مشیر چالیس وزیر حکما و ندیم نکخواران قدیم اپنے اپنے مقام پر سر خم خاموش بحر شادی و عیش کا جوش اس کر و فر جاہ و حشم سے خواجہ عمرو مرغ زرین بنے ہوے خلعت فاخرہ سے مخلع زیرہ سی آنکھین چلتی ہوئین پشت پر جامبانہ یکرنگی مہتر برق فرنگی عاقل و کامل مہتر ضرغام شیر دل آفتاب عالم افروز مہتر جالنسوز صاحب لغدہ گران مہتر قران عیار بیباک مہتر چالاک بانہاے عیاری سے آراستہ قنطورہ ہاے زر بفتی سے پیراستہ ملکہ مہ جبین کو تخت طاؤسی پر جلوہ فرما کراکے اولان اول خواجہ عمرو نے نذر دی ملکہ مہ جبین مسکرائین کہا نور نظر مین تو خدمتگزار ہون میری نذر پر تو ہاتھ رکھیے اب کل سردار نذر دینگے ہم لیتے جائینگے جمع رکھین گے وقت پر حساب سمجھا دینگے خواجہ عمرو یہ کہکر دامن پھیلا کر کھڑے ہوے نذرین گذرنے لگین سب سے بیشتر ملکہ مہرخ یہ کہکر جھکین کہ واری شکر ہے جس روز سے تمہارے دشمن قید ہوے تمہاری نیابت مین عہدۂ سلطنت پر قائم رہی آج تسکین ہوئی حق بحقدار رسید ایک سو ایک تختی الماس کی پیش کی خواجہ دامن پھیلائے کھڑے ہین دامن مین نذرین لیتے جاتے ہین گلہاے نذر پنجہ نگارین پر رکھکر ملکہ بہار نے

سامنے اُس سرو حدیقۂ سلطنت کے پیش کیے ساحر بیدیل شاہزادہ شکیل نے تیغۂ برق مثال ہاتھ پر رکھکر واسطے نذر کے خم ہوا خواجہ عمرو نے فرمایا آج سپاہگری کا کام نہین ہے نقدی لائیے جواہرات نذر مین دیجیے شاہنشاہ گیتی ستان کے ماموں جان ہو تصدقات اُتار کے ہمکو دو خانہ کعبہ کو روانہ کرین تمام سرداران شادان و فرحان نذرین دینے مین مصروف ہین سترہ سو لنقارے پر چوب پڑی روشن چوکی بج رہی ہے غزلین مبارکباد کی شہنائی مین بجارہے ہین تائین اُڑا رہے ہین اسد شیر دل دنگل سپہ سالاری پر جلوہ فرما معشوق حور نژاد پر نگاہ محبت پڑ رہی ہے ملکہ مہ جبین تخت طاؤسی پر بشوکت وسطوت جلوہ فرما طائفونکی آمد کا ہنگامہ کئی ہزار طائفے در دولت پر حاضر ہین دارو غۂ ارباب نشاط جوانان خوشرو منتظم کارگزاران سبکے ناظر ہین ہزارہا خیمہ استادہ ہوا ہے سرداران نامی کی بارگاہین اپنے اپنے مقام پر بازارین دلچسپ دوکانین عمدہ دوکاندار طرحدار بازار کھلے ہوے بیع و شرا پر تلے ہوے ہر مقام پر سامان عیش و عشرت مہیا کل لشکر مین جشن کی دھوم تاجران جلیل القدر چلے آتے ہین دوکانین لیکر اشیاے نفیس جمارہے ہین چند عرصہ اس سامان مین گذرا تھا کہ شاہنشاہ زرین پوش آفتاب عالمتاب سامان جشن بے نظیر دیکھ کر بنا بر تبدیل لباس قصر مغرب مین داخل ہوا اور سلطان گردون پناہ یعنی خسرو انجم سپاہ مشیران وزیران ثابت و سیارگان ہمراہ فرش چاندنی آراستہ کر کے برائے ملاحظہ تماشاے دلپذیر بصد توقیر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا کارگزاران شاہی سامان روشنی مین مصروف ہوے شعار جشن

ہر طرف فوج مین ہے آرائش
رہروون کی نہین ہے گنجائش
شیشہ باز فلک ہے آتشباز
کہکشان سے ہوا ہوائی ساز
نہین رستون مین روشنی کے دیے
انجم ہے چشم روشنی کے لیے
شب شادی کی دھوم کیا بات
روز روشن بنی روشنی سے رات
آؤ ساقی کہ جمع ہین احباب
سب مہیا ہین عیش کے اسباب
لا دہ جون آفتاب ساغر زر
آب گلرنگ سے لبالب کر
گر چمن زار و دشت و در کی سیر
ہین نہال آج آشنا و غیر
گل منظل شگفتہ سبکے کیے
خلعت فاخرہ سبھون کو دیے
ہر طرف رقص مین ہین دلربایان
پائے کوبان ہین سلسلہ مویان
شادمانی سے ہو نوا پرداز
ہے یہ منظور سب درست ہون ساز
گل و لالہ سے چشم باز کرے
رنگ صحبت کو دیکھ ناز کرے
چھیڑ ساز طرب نوا کے تئین
باندھ آواز سے ہوا کے تئین
وجد مین لا تو مے پرستون کو
یاد دے تک سرود مستون کو
آؤ ساقی کہ روشنی ہے خوب

محو آرائش آج ہین محبوب
لالہ رنگِ رخ نکویان کو
رنگ مجلس مین ڈال شیشے سے
چل گلابی کو ہاتھ مین لے لے

شیشہ شیشہ شراب ہی درکار
مایۂ ناز خوبرویان کو
ہو کے سرمست ہو تماشائی
ایک دم جام متصل دے دے

صحبتِ عیش کو چھکا اکبار
اُس پری کو نکال شیشے سے
حکم کشش ہی سپہر مینائی
ٹھاٹھ بندی جابجا ہو رہی ہی

روشنی سے چراغان کے زمین بہتر از چرخ برین بارگاہ مین جھاڑ نایاب انتخاب کنول اُسکے روغن گل سے معمور جنکی روشنی سے عندلیبان گلشن عیش کو سرور بتیون مین تار نگاہ پریرویان یا شعاع آفتاب تابان بیاضِ سفیدیِ سحر وصل معشوقان صفا پرور کی چربی اُسکے فتیلے نازنینان حور پیکر نے اپنے ناز و کرشمہ کے سانچے مین ڈھالے الماس کی ہر ایک مردنگ ہی آبروے گوہر بے بہا

جسکو دیکھے دنگ ہی تسطم
تیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس
یا کلس عرش کے اُتارے تھے

طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
جن سے شرمائے ساغرِ الماس
زور دیوار گیریون پہ بہار

نور ماہ ایک جا پہ تھا روشن
فلکِ انجمن کے تارے تھے
کہیے پستان شاہد دیوار

پردے بارگاہ زربفتی کے اُٹھے ہوے ہین کہ آسمان سے لگہ ابر مرواریدی ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بھتیجی شہنشاہ کوکب روشنضمیر کی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیرزن تخت سے اُتری بارہ سو نازنینان مرصع پوش ہمراہ شوکت وشان لشکر دیکھتی ہوئی خوشی سے چہرہ گلنار گلشن حسن پر بہار داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی سہ جبین واسد کو نذر دی کرسی جواہر نگار پلی محفل عرش منزل مین وہ ماہ تابان جلوہ فرما ہوئی دوسرا لکۂ یاقوت نگار بڑی دھوم سے اُٹھا معلوم ہوتا ہی کہ برروے ہوا دریاے خونروان جوش مار رہا ہی ملکہ بران گردبریزادان حور پیکر و زیرزادیان رشک شمشاد و قمر بارہ ہزار مصاحبان خاص ماہرویان باخلاص بارگاہ مین یہ بخین نذر دی شرف خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئین قریب تخت دلنگل زرین پر بیٹھین خواجہ عمرو نے پوچھا ای نور نظر شہنشاہ کی تشریف آوری مین کیا دیر ہی ابھی تک آنکے انتظار مین ناچ نہین شروع ہوا ملکہ نے دست بستہ عرض کی سوار ہو چکے ہین تشریف لایا چاہتے ہین یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ابر نورانی بصد ہیبت وجلالت مثل آفتاب تابان ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے شہنشاہ برجیس زرین علم صاحب جاہ وحشم علمدار شہنشاہ کوکب فیل مست پہ سوار ہی شعر ہی سواری کے فیل کی وہ دھوم ❊ جیسے ابر بہار آوے جھوم ❊ علم زرنگار کی چھڑ بغل مین دبائے ہوے بھر پراز نشان

پرچم گیسوے حورجنان اِس شوکت و شان سے شہنشاہ برجیس فیل سے اُترا پشت پر بارہ ہزار جوانان خوبرو و خوشخو پھرکو ایک مقام پر گاڑ دیا خود منتظر آمد شہنشاہ مین صف باندھکر ٹھہرا ایک جانب سے شاہزادۂ خورشید بن کوکب مرکب بادرفتار پر سوار بارہ سو شیردل مصاحب کمسن کم کم سبزہ آغاز جرأت و شوکت مین سرفراز گھوڑے سے اُترکر یہ بھی مشتاق آمد پدر عالی مقدار ٹہلنے لگا ابھی ابر عظیم اُٹھا کئی ہزار طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے روے ہوا پر ٹھہرے ابر شق ہوا سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب بصد توقیر گرد پہلوون مین چار دن وزیر باوقار چہار دست سپہ سالار نامور پایۂ تخت پر شاہ کے ہاتھ رکھے ہوے اِس شد و مد سے آکر پہونچا تخت جواہر نگار سے اُترا مع شہنشاہ برجیس زرین علم وجمشید والا حشم قریب قریب وزیران خوش تدبیر داخل بارگاہ ہوے اسد نامدار براے تعظیم کوکب روشنضمیر ذیگل سے اُٹھے کوکب نے چاہا قدمون سے لپٹ جاؤن اسد نامدار نے سر سینے سے لگایا کوکب کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے جمال بیمثال سطوت و صولت و قد و قامت کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہی مثل آئینہ چہرے پر حیرانی چشمۂ چشم سے اشکونکی طغیانی عمرو نے بڑھکر رومال سے اشک کوکب پاک کیے کہا بھائی آج روز عیش و فرحت ہی بیقراری اشکباری کیسی سجدۂ شکر بے نیاز کرو اسکی رحمت پر ناز کرو کیا عنایت ہوئی مجھ مور ضعیف مشت استخوان کو مرتبۂ سلیمانی عطا فرمایا اسد شیردل کو گنبد نور سے رہا کرکے لایا کوکب نے جواب دیا خواجہ خوشی کی تو انتہا نہین مگر اسوقت یہ خیال آیا کہ اس عرصۂ دراز تک یہ ماہ اوج صاحبقرانی برج گنبد نور مین غروب رہا کیا رنج و الم سہے بیشاہ جلیل پروردۂ مہد ناز و نعم یکایک یہ ہجوم غم و الم اسعد ان کی کسے امید تھی آج دیدۂ دل زیارت آفتاب چرخ صاحبقرانی سے روشن ہوے اسی کی حیرت ہی اسوقت دل پر ہجوم لشکر عبرت ہی کلام حسرت انجام کوکب پر کُل سردارون کے آنسو بھر آئے ہر ایک نے اشک حسرت ٹپکائے کوکب نے دیکھا ایسا نہو محفل عیش کا رنگ دگرگون ہو پلٹ کر تختی الماس کی دست زبردست پر رکھکر سامنے ملکہ مہ جبین الماس پوش کے خم ہوے عمرو نے مسکراکر کہا برادر تمھاری نذر کی کیا ضرورت ہی اگر قبول نہوگی تم رنجیدہ ہوگے تمھارا ملال ہمکو گوارا نہین ہی لاؤ بسم اللہ خوشی تمھاری گلے سے اُتار کر کنٹھا یاقوت احمر کا شریک کردو کہ تمھارا نام ہو چلتے وقت پھیر لینا کوکب نے ہنسکر چند دانے یاقوت احمر کے جیب سے نکالے نذر مین شریک کیے خواجہ نے یہ بھی مال نذر زنبیل کیا کوکب روشنضمیر کو ذیگل یاقوتی پہلوے اسد غازی مین ملا آج پہلے پہل کوکب نے اسد نامدار کو

دیکھا جب اسد گنبد نور پر قید ہو چکے تھے تب خواجہ عمرو بعدہ عیار ازطرف ملک کوکب کے گئے اور شراکت کوکب ہوئی آج نگاہ جو جمال بیمثال پر پڑی ہی حیران جمال وشیدائے خلق سے اسد کا کلام کرنا اور فرمانا کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان ہم نہایت ممنون ومشکور ہین کہ محبت اہل اسلام مین کیا کیا کار نمایان ہوے گنبد نور مین زبانی جلادون کے ہمکو خبرین ملتی تھین جس زمانے مین جہانگیر نے آکر آفت برپا کی اور فتح حاصل کی سن سن کے دل بھر آیا تھا کلیجہ منھ کو آتا تھا کہ اگر یہ حقیر رہا ہوتا تو انکو لطف ملتا آخر ثابت ہوا کہ نور نظر ماماجان کے ہین وہ آکر زیر کر کے لیگئے ای شہنشاہ اس رہائی کو قید سے بدتر جانتا ہون جس خواہش مین مین آیا ہون اُسکا ابھی تک نشان بھی نہین ملا ماموں جان انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر پہلوانان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نہین معلوم کس مقام پر قید ہین ای شہنشاہ ہم تو آجتک بالکل بیکار مجبور وناچار چھوٹے ناناجان کو خدا سلامت رکھے اگر انکا قدم نہوتا کون ہمکو قید سے افراسیاب کی چھڑاتا بزرگ ہزار ہا منزل پر یہان تو دربار مین یہ باتین ہو رہی ہین مگر دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے ہین بلغ ملکہ بران شمشیر زن سے ملکہ ماہیان زمرد پوش بجوش وخروش لیکر افراسیاب کو باغ سیب مین آئی ملکہ حیرت جادو وسرمایہ برف انداز وابریق کوہ شگاف ومصور جادو وصورت نگار وغیرہ بھی یہان پہونچے میلہ تو درہم وبرہم ہوگیا سب بادشاہ اپنے اپنے ملک کو گئے ماہیان زمرد پوش نے افراسیاب جادو کو ہوشیار کیا افراسیاب جادو غصہ مین اُٹھا کہا کہ نانی اماں تم مجکو کیون لائین ہاے اسد غازی چھوٹ گیا مین اپنی جان دونگا حیرت رونے لگی بال کھولدیے کہا ہی ہی میرے شہنشاہ کو کیا صدمہ پہونچا ماہیان نے کہا ای حیرت خاموش رہو ایسا نہو کہ میرا بچہ گلا کاٹ کے مرجاے اگر اسد غازی چھوٹ گیا تو ہمارا کیا نقصان ہوا نمکحرامون نے یہ فساد برپا کیا ماران زمین کن واسرار جادو اگر نہ شریک ہوجاتین عمر بھر اسد غازی نہ رہا ہوتا ان نمکحرامون کی فکر واجب ولازم ہی ملکہ حیرت جادو تم سلمان لشکر کشی کرو جاکر مقابلہ مین اُترو اسکی تدبیر کیجائیگی جب ماہیان نے اسطرح کہا تو افراسیاب بھی بول اُٹھا کہ اسد غازی کے رہا کرنے سے کیا ہوتا ہی لوح میرے طلسم کی مفقود ہی بالکل نابود ہی ماہیان زمرد پوش نے براے تسلیم افراسیاب خانہ خراب جلسۂ عیش ونشاط آراستہ کیا ملکہ حیرت جادو مصور وصورت نگار وغیرہ کو ہمراہ سے کر اپنے لشکر مین چلی افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش نے

شراب پلا کر مطمئن کیا اِس اثنا مین ملکہ صرصر و صبار فتار وغیرہ پانچون عیار بچیان افتان وخیزان حیران و پریشان متردد و متفکر و متوحش آکر پہونچین دیکھا افراسیاب نشۂ شراب سے مست بیٹھا ہوا لاف و گزاف کر رہا ہی صرصر نے جُھککر سلام کیا افراسیاب نے کہا اے صرصر ملکہ حیرت مع لشکر مقابلہ مسلمانان مین گئی ہین تم بھی جاؤ خبردار ابھی طبل جنگی نہ بجوانے دینا مقابلہ کا قصد نہ کرین ما بدولت خود کدو کاوش کرینگے قتل مسلمانان مین کوشش کرینگے ہرچند کہ ناظمان دربند بھی آمادہ تھے مین مانع ہوا کہ سمجھ کے انتظام کیا جائیگا پانچون عیار بچیان بھی فوراً روانہ ہوئین یہان ملکہ حیرت جادو مع لشکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین لشکر اہل اسلام سے کوس بھر ہٹ کر بارگاہ حیرت جادو ستاد رہتی ہی بموجب طریقۂ قدیم بارگاہ مین آئی تخت پر بیٹھی پانچون عیار بچیان بھی آئین سب ملکہ حیرت جادو کو بہلا رہی ہین رنج رہائی اسد مین انتہا کا اُٹھایا ہی سب سے زیادہ مرشد زادہ مصور بدخو سمجھا رہا ہی کہ اے ملکۂ عالم تصویرین کھینچکر دیکھیے تو مسلمانون کا کیا نقشہ کرتا ہون اگر ان سب کو دیوانہ کر کے نہ مارا تو نام اپنا نبیرۂ سامری بنایا اسمین حیرت نے ملکہ صرصر سے کہا جاکر خبر لشکر باغیان لاؤ آج تو سب نگوڑے مثل گل کے پھولے بیٹھے ہونگے طلسم کشا کو چھڑا لیا اپنے نزدیک بڑا کام کیا ہوا صرصر سامری نہ کرے کہ میرے شہنشاہ کو غصہ آجائے نگوڑون کو جان بچانا مشکل ہوگا جلد لیکر آنا فوراً ملکہ صرصر شمشیر زن برائے خبر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئی یہان بارگاہ اہل اسلام مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی صحبت جشن آراستہ وردیان نئی تقسیم ہوئی ہین باغ مسلمانان ہین بہار ہی باغیون کو خار ہی

نظم

ہو مبارک یہ جشن خوش انجام
کچھ مزے سے بھی آشنائی کر
ساقیا دے وہ مے جو باقی ہی
زور گردان بجام عیش مدام
پڑھ غزل میر کی جو ہو وے یاد
شادی ایسی بھی اتفاقی ہی
اے مغنی غزل سرائی کر
اُنکو اس فن مین کہتے ہین استاد

غزل میر تقی میر

کب تک آئینے کا یہ حسن قبول
دیکھین ہم سب جب ایسی بو بھی ہو
سرکشی گل کی خوش نہین آتی
ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو
موسم ابر ہو سبو بھی ہو
منہ ہزار اسطرف کبھو بھی ہو
ہی غرض عشق صرف ہی لیکن
ناز کرنے کو ویسا رو بھی ہو
دل تمنا گدا تو ہی ہر میر
گل ہو گلشن ہو اور تو بھی ہو
ہو جو تیرا سا رنگ گل کا ہے
شرط یہ ہی کہ جستجو بھی ہو
کسکو بلبل ہی دم کشی کا دماغ
ہو تو اِسکی ہی آرزو بھی ہو

تمام لشکر مین چراغان ہر خیمہ مین نازنینان پریوش مجرے کر رہی ہین بارگاہ اسد نامدار تو اسوقت نمونہ بہشت عنبر سرشت ہی تمام تاجداران تخت نشین شاہزادیان گلفام گل اندام فصاحت آئین اپنے اپنے مقام پر بیچ مین اسد غازی ایسا ماہ تابان گرداگرد ہجوم سیارگان فلک سے چاند بہ نگاہ حسرت اس جلسہ کو تک رہا ہی ہوس ہی کہ اس محفل نوراگین مین شریک ہون بہ نگاہ آرزو اس جلسہ کی کیفیت دیکھون ایک ایک رقاصان سیمبر گل پیرہن غنچہ دہن ناز و کرشمہ مین اُستاد برائے عاشقان جلاد ساز ملے ہوے کوئی ناساز نہین تانین پڑ رہی ہین لولی فلک وجد مین ہی ساقیان سیمین ساق جام و صراحی ہاتھ مین جابجا حاضر ہین دور جام صہبائے گلگون کا جوش ہی صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش ہی خواجہ عمرو کسی جواہر نگار پر خلعت زرین زیب جسم انور جلوہ فرما ہین پانچون عیار منتظم کاروبار اُسوقت صرصر شمشیر زن بصورت مبدل اُس بارگاہ فلک اشتباہ مین آکر پہونچی سامان جشن و عیش دیکھکر محو حیرت ہوئی اُلٹے پانون پھری سامنے ملکہ حیرت کے آئی مگر گھبرائی ہوئی کچھ مسکراتی ہوئی ملکہ حیرت نے پوچھا کیون صرصر خیر تو ہی اسوقت تو تم محو حیرت ہو صرصر نے کہا واری کیا عرض کرون آج لشکر مسلمانان مین ایسی صحبت عیش آراستہ ہی کہ کبھی کنیز کی نگاہ سے ایسا جلسہ فرحت افزا نہین گذرا بارہ کوس تک لشکر مین جابجا ناچ ہو رہا ہی روشنی ایسی کہ دیدۂ دل روشن ہوتا ہی بارگاہ مین جاکر جو دیکھا بالی مہ جبین صاحب تخت طاؤسی پر طلسم کشا صاحب دلگل جواہر نگار پر شاہان ذی وقار سے تمام بارگاہ مملو ہی ایک ایک نازنین پر جوبن ہی حقیقت مین اسوقت بارگاہ رشک گلشن ہی اب اسوقت کوکب روشنضمیر نے عمرو سے فرمائش کی ہی نی نوازی کی خواہش کی ہی حضور اب بانسری عمرو کی بجے گی آج ساربان زادہ دل توڑ کے نئے طور سے نی بجائیگا واقفکاران علم موسیقی کو وجد ہو جائیگا مین تو آپ کے خوف سے خبر لیکر چلی آئی روح کو اُسی جلسے مین چھوڑ آئی آنکھون کے نیچے وہ سامان پھر رہا ہی لونڈی تو جاتی ہی آج کی شب وہین رہونگی خواجہ عمرو کی نی نوازی سنونگی صرصر نے جو اس چرب زبانی سے کیفیت جشن کی بیان کی حیرت بھی نہایت مشتاق ہوئی کہا کیون صرصر ہم اس جلسہ کو کیونکر دیکھین تو نے دل بیتاب کر دیا خانہ دلکو اشتیاق سے بھر دیا صرصر نے کہا واری آج کیا مشکل ہی جلسۂ عام ہی روک ٹوک کا وہان کیا کام ہی ہزارہا طائفہ اُترا ہی اس اژدہام مین کون کسکو پہچانتا ہی مصور نے کہا ملکہ ہمارا بھی دل ارایا

بیشک آج جلسہ بڑی کیفیت کا ہوگا ایک تدبیر ہم بتائین ہم آپ چند کس چلین صورتین بدل لین
ہماری اہلخانہ کو نائکہ بناؤ ہمکو اُنکا آشنا قرار دو تم اور پانچون عیار بچیان نوچیان بنو بہلی مین سوار
ہوکے چلو بڑی خاطرین ہونگی پلاؤ زردے بھی کھاؤ مفت مین جلسہ بھی دیکھو یہ راے سب کو پسند
آئی صرصر تو خود بیقرار ہی اُسنے بھی کہا بہت اچھا یہ خوب بات ہی اب صرصر نے رنگ روغن عیاری
کا نکالا مصور سے کہا ڈاڑھی مونچھین مونڈ ڈالیے مصور راضی ہوا داڑھی مونچھونکو رخصت کیا صورت
انکی صرصر نے بدلی بھاری ٹوپی گوٹے ٹھپے کا لباس بہت عمدہ مشروع کا پاجامہ ٹاٹ بانی جوتا صورت بنگا
اُسکی جورو کو نائکہ بنایا اپنی بھی مع چارون عیار بچیونکے صورت تبدیل کی مگر صرصر شعلہ جوالہ بنکر تیار ہوئی
حیرت جادو خود حسین مہ جبین تھی اُسکے جو رنگ روغن لگایا حُسن پھٹ پڑا لباس جواہرنگار زیور
مرصع کار پانچون عیار بچیان مصور و ملکہ صورت نگار و ملکہ حیرت ماہ رخسار دو کنیزین واسطے خدمت
کے لیکر بہلی مین یہ سب سوار ہوکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئین کنارے پر لشکر اسلام کے داروغہ
ارباب نشاط حاضر ہی جو طائفہ آتا ہی اُسکو باعزاز خیمہ مین جگہ دیتے ہین جیسے ہی یہ پہونچین داروغہ نے
پوچھا صاحب کہان سے آنا ہوا میان مصور بول اُٹھے جناب داروغہ صاحب بی نور بائی دکن سے
آئی ہین ابھی ریل سے اُتری ہین حال جشن طلسم کشا کا سُنکر تشریف لائی ہین داروغہ ارباب نشاط بھی
نوجوان جمال بیمثال حیرت دیکھکر بیقرار ہوگیا سینے پر ہاتھ رکھدیا کہا بائی صاحبہ آپ نے بڑا احسان
کیا سرکار طلسم کشا سے بہت کچھ ملیگا خدمت کو ہم حاضر ہین باتین کرتے کرتے ران پر ہاتھ رکھا حیرت
نے سسکی لیکر ہاتھ ہٹا دیا تیور پر بل پڑ گئے مصور کی جانب دیکھا مصور بول اُٹھا داروغہ صاحب آپ ہمسے
باتین کیجیے یہ بہت کم سخن ہین ابھی سرفراز نہین ہوئین اب داروغہ کی نگاہ صرصر پر پڑی کلیجہ تھام لیا
قریب آکر پوچھا کیون بی تمھارا کیا نام ہی صرصر طرار فرار عیارہ بلاے روزگار اُسنے مسکرا کر کہا نام اپنے
گھر مین جاکر پوچھیے ذرا اپنی صورت تو دیکھیے آئینہ تو میسر نہوا ہوگا چینی مین موت کے تو دیکھا ہوگا آپ تو
تصویر کھینچنے کے لائق ہین صورت مین لنگور پر فائق ہین داروغہ یہ بیباکی چالاکی تقریر دلپذیر یہ سنکر
بیقرار ہوگیا اب جو پہلے بیچ مین سے پلٹن رسالونکی گذری روشنی تو ہر مقام پر بے انتہا ہی جوانون کی
جو نگاہ پڑی آوازے کسنے لگے کوئی پکار اُٹھا میان جلنے والے جوانون سے تو ذرا آنکھین چار
کرو ایک نے کہا ہاے کیا انکھڑیان ہین ایک نے کہا سینے پر کیا غضب کا اُبھار ہی سنان غم کلیجے کے

یا رہی یہ جو آوازین چہار طرف سے آئین حیرت نے کہا صرصر تو نے بڑا غضب کیا پہلے یہ اعتراض ہمارے
ذہن مین نہ آیا کسی کو جو دیکھیگا آوازہ کسیگا داروغہ نگوڑے نے ران پر ہاتھ رکھدیا دل مین
یہ آیا کہ برق بنکر گرون خرمن ہستی بھڑوے گستاخ کی جلادون میان مصور ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ
واسطے سامری جمشید کا غصہ کو کام نہ فرمانا ورنہ غضب ہوجائیگا جان بچنا مشکل ہوگی مثل چوٹٹون
کے سرداران مہرخ دوڑ پڑینگے انہو جو کیا وہ کیا زانو پر ہاتھ رکھنے مین کیا نقصان ہوا کچھ ہو تماشا
تو دیکھینگے مگر حیرت کو بہت ناگوار ہے دل سے کہتی ہے مین نے یہ کیا کیا اب تو مین خود تماشا
بنگئی بہلی کا ٹھہرنا مشکل ہے جو ان تماش بین بہلی سے لپٹے جاتے ہین کوئی اشارون سے پوچھتا
ہے کیا خرچی ہے حیرت غصہ مین سرخ ہوجاتی ہے جواب نہین دیتی سر جھکا لیتی ہے کوئی میان
مصور کے قریب آن کر کہتا ہے میان صاحب آداب عرض ہے یہ جو آپ کے قریب ہین گوری بی یہ
کیا مہینہ لینگی مصور حیران کوئی صورت نگار سے کہتا ہے بی بی صاحبہ تسلیم ایک کہتا ہے ہم تو نائکہ سے
ملاقات کرینگے خوب بالائی ٹپرا سے ٹھگے کہلائیگی صرصر پر تو ہجوم ہے یہ تڑاق تڑاق سب کو جواب دیتی ہے
مگر اپنی حرکت ناشائستہ پر نادم دل سے کہتی ہے ای صرصر دیکھیے کیونکر آبرو بچتی ہے آغاز مین خیال انجام
نہ کیا یہ کیا کام کیا اگر عیار پہچان لین تو گرفتار ہوجائین افراسیاب ناک کاٹ ڈالیگا نہین معلوم
کیا آفت برپا کریگا سب مجھی کو بیوقوف بنائینگے صلاح نبانے والے الگ ہوجائینگے بمشکل بہلی خیمہ تک
پہونچی ہرکارے چپراسی جمع ہوگئے ہر ایک نام پوچھتا ہے مصور جلدی سے خیمہ کے اندر سب کو
لیکے داخل ہوگیا پردے چھوڑ لیے حیرت نے ایک دو ہتڑ مارا کہا مرشدزادے آپنے غضب کیا
کسبی بنا کے لائے بازاری بیشہ یہ قوم تو سب سے بیحجاب ہوتی ہے مردوے مجھپر ٹوٹے پڑتے ہین اگر سن
پائیگا میرا خصم مجھے کیا کہا جائیگا آپ لوگون کا کیا جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہے مصور نے کہا نہ گھبراؤ کیا کسی کے
ہاتھ لگانے سے کچھ نقصان ہوا جاتا ہے ہمارے مذہب مین ان باتون کا عیب نہین ہے جب پنچایت
ہوتی ہے چودھری صاحب پکار کے کہدیتے ہین راہ گلی کا معاملہ معاف ہے نہ جرمانہ نہ شکرانہ ایک دو
مرتبہ مین عورت گنہگار نہین ہوتی ہم افراسیاب کو جواب دے لینگے جس واسطے یہ جفا اٹھائی ہے
تو اپنی قوم کی صورت بنائی نبیرہ سامری ہین کچھ شرم نہ آئی تم ناحق بیقرار ہوتی ہو یہ باتین تھین کہ
داروغہ صاحب خوان کھانے کے لیکر آئے سر سے مزدورون کے اتروائے حیرت کے پاس

بیٹھکر کہا نوجان جہان خاصہ نوش کرو حیرت نے مصور کی جانب دیکھا مصور جلدی سے بیچ مین آگیا
کہا داروغہ صاحب چُھٹکی سے بات نہ کرو یہ بہت کم سخن ہی بڑکی کی طرف آؤ داروغہ صرصر کی طرف بڑھے
صرصر نے کہا موے کلموہے تیری شامت دامنگیر ہی جا کے رنڈیون کو کھانا پہونچا ایک ایک یہ گرا
پڑتا ہی کچھ ہو بھی سکتا ہی کہ خالی منھ سے مزا نکالتا ہی جورو اکی تو جاکے خبر لے وہ کوٹھے پر آتی ہونگی
نئے یار کو بلاتی ہونگی یہ کہکے داروغہ صاحب کا منھ چڑھا دیا پٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا داروغہ صاحب
ہنستے ہوئے چلے مگر مصور سے پوچھا آپکا کس نام سے ذکر کرین میان مصور نے کہا طائفہ تو نورمائی
کے نام سے مشہور ہی میرا شیخ ہینگا نام بتا دیجیے گا اب ہمکو جلدی طلب فرمائیے صحبت مین بلوائیے
داروغہ صاحب نے کہا ابھی جا کر بلواتا ہون صرصر نے داروغہ کا دامن تھا مکر پوچھا ارے کلموہے
یہ تو بتلاتا جا خواجہ عمرو کی ذرّہ نوازی مین کیا دیر ہی داروغہ صاحب نے کہا اب سامان ہو رہا ہی ابھی
تک تو طائفون کا ہنگامہ تھا کئی ہزار طائفہ ہی ملکہ مہرخ نے آج دروازہ خزانہ کا کھول دیا ہی روپیہ
لُٹ رہا ہی جو اس جلسہ مین آئیگا نہال ہو کر جائیگا علاوہ زر و جواہر کے جاگیرین پائیگا سب طائفے
مشتاق خواجہ عمرو کے بیٹھے ہین بارہ بجے خواجہ شروع کرینگے یہ کہکر داروغہ رخصت ہوا میان
حیرت نے غصہ مین کھانا نکھایا مصور و صورت نگار نے پلاؤ زردے پر خوب ہاتھ مارے یہ تو
بیفکرے ہین لیکن حیرت کو نہایت انتشار ہی مگر جلسے کا وہ اشتیاق ہی کہ سب کچھ گوارا ہوا بعد تھوڑے
عرصہ کے داروغہ صاحب نے آن کر کہا میان شیخ ہینگا صاحب چلیے نوچیون کو اپنے ساتھ لیجیے
سرکار سے طلب ہی صرصر نے داروغہ سے کہا اتنا احسان کرنا ہم لوگ خواجہ عمرو کی ذرّہ نوازی کے
بہت مشتاق ہین یہ بھی زمانہ کے اتفاق ہین کہ ہم لوگون کا آنا ہوا بادشاہ دکن کے ملازم ہین کسی طرح سے
رخصت نہ ملتی تھی حیلہ کرکے آئے ہین ہمارا مجرا دن کو ہو تو بہت بہتر ہی شب کو ہنگامے مین کیا ضرور ہی
داروغہ نے کہا تمھارا ابھی مہینہ بیس دن رہنا ہوگا مجرائیون مین ملازم کرائینگے بہت کچھ دلوائین گے
مگر میان شیخ ہینگا صاحب ہمارا خیال رہے بی چھٹکی کی انکھڑیان مارے ڈالتی ہین پلکون کے تیر
چل رہے ہین حیرت سرخ ہو کے رنگئی داروغہ نے ہنسکر سینہ پر ہاتھ رکھدیا مصور حیران ہین کہان تک
ہتھیلی دون کس کس سے بچاؤن اب یہ سب داروغہ کے ساتھ چلے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے
دیکھا عجب سامان ہین شوکت پر بارگاہ کی اوہ دھر قربان ہین سرداران ذی وقار تاجداران نامدار عیاران

فجر گزار نازنینان پری پیکر اپنے اپنے مقام پر حیرت کی نگاہ پڑی گل رخسار ملکہ بہار بکس شان و شوکت سے جلوہ فرما ہے زیور مین پھولو نکے لدی ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی بدھیان پھولونکی زیب جسم انور چھپکا موتیے کا سر پر بصد حسن و ادا ناز و کرشمہ مثل کنیزان خدمتگزار دست بستہ حاضر ہین ایک جانب ملکہ مخمور نشیلی انکھڑیان آثار جلالت چہرۂ زیبا سے عیان ساغر چشم بادۂ حسن سے معمور کمان خانۂ ابرو مین تیر مژگان براے دلدوزی عاشقان لبیس ہین ادا کی برچھیان نگہ کی کٹاریان چل رہی ہین ملکہ مہرخ بصد کر و فر چہرہ مثل گل شگفتہ تمام اہالیانِ دربار کی خدمت مین مصروف ایک جانب بادشاہ با توقیر نوجوان جرأت مین بے نظر شہنشاہ کوکب روشنضمیر حیرت جاہ و جلال دربار دیکھکر دنگ ہوگئی نظم لاعلم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار
زرقالین و جازم نبود سے قیاس
عجب بارگاہ معلے اساس
تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار
تخت طاؤسی پر سلیمان حشم فریدون خدم بالقیس شیم ملکہ مہ جبین

تاج شہریاری زیب البور لباس فاخرہ زیور جواہر نگار صاحب جاہ و جلال اوج پر نیر اقبال نظم

امارت عدالت کا اُسسے رواج
سمن بر سمن بو حسین گلعذار
حسین مہ جبین صاحب تخت و تاج
سہ آسمان حشم ذی وقار
رعب و جلال دیکھکر یہ سب واسطے تسلیم کے خم ہوے گوشۂ بارگاہ

مین بیٹھنے کو جگہ ملی اُس ہنگامۂ عیش مین کسی کی نگاہ نہ پڑی برق و چالاک وغیرہ کاروبار ضروری مین مصروف خلعتہاے فاخرہ پہنے ہوے کبھی بیرون بارگاہ جاتے ہین کبھی اسباب ضروری لے کر اندر آتے ہین حکم خواجہ عمرو بنام مہتر قران صادر ہوتا ہے یہ سامنے حاضر ہین حکم پاکر اشارہ کرتے ہین برق وغیرہ فوراً بجا لاتے ہین اتنا بڑا جلسہ شور نہ غل بکیفیت تمام دور جام مُل عین گرمی صحبت مین کوکب نے کہا برادر خواجہ عمرو الکریم اذا وعدہ وفا الاشتیاق اشد الموت خواجہ بھولے بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا ملکہ بران نے مجلس جادو سے اشارہ کیا مجلس جادو و چالاک خواجہ سے بیباک گستاخ اپنی کرسی سے اُٹھے خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ناناجان گایئے آج خوشی کا دن ہے سب کی طبیعت مطمئن ہے عمرو نے ذرا تامل کیا مجلس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا فوراً ایڑیان زمین رگڑنے لگی خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آکر بیٹھے سازندون کو اشارہ ہوا ساز آپس مین ساز کرنے لگے دم سرون کا بھرنے لگے تمام اہل محفل کی نگاہین طرف خواجہ عمرو کے ہین صرصر بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہے حیرت جادو شرمائی بیٹھی ہے خواجہ نے جوڑی نے کی نکالی ناگنی تڑپتی ہوئی ہاتھ مین لی دھن پر رکھکر دھر پھونکی یہ غزل

عاشقانہ شروع کی غزل

میرے گھر کا ہے کو آپ آئیے گا
ایسا جانباز کہان پایئے گا
کس طرح ہجر مین جاتی ہی جان
کہیے کچھ اور بھی فرمایئے گا
چھپ کے غیرونکو بلاتے ہین آپ
ہان بجا سچ ہی ضرور آئیے گا
روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
دو گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جایئے گا
پیٹھ موڑے تو رہے گی نہ یہ آنکھ
زلف کو چھو کے خطا پایئے گا
کل بھی منھ پھیر کے فرمایئے گا
خیر بندے ہی کو بلوایئے گا
وصل مین کہتے ہین بیٹھے بیٹھے
دیکھنے سیر چلے آئیے گا
دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہی
دیکھیے دیکھیے پچھتایئے گا
جیتے جی ہو جیے واحد شاہد
چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا
روح قالب سے یہ کہکے نکلی
ایک کروٹ مین بدل جایئے گا
آج گھر جایئے کل آئیے گا
میرا دل پھیر کے پچھتایئے گا
آپ سایہ ہین لپٹ جایئے گا
سنکے حال شب فرقت بولے
آپ تو اُٹھ کے چلے جایئے گا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین
کچھ قیامت مین نہ کام آئیے گا
بات رہجاے مریض غم کی
دل کسی اور سے بہلایئے گا
ای خلیل افعی بیجان ہی یہ

سب گانے پر عمرو کے گوش بر آواز ہین یاد ہین اپنی قید کی مصیبت کے اسد و مہ جبین کی آنکھون سے اشکون کے دریا بہ رہے ہین صرصر محو حیرت حیرت غرق دریاے عبرت مصور کا یہ نقشہ ہی کہ تصویر بنگیا ہی کوکب بیتاب بیقرار سب سے زیادہ بران ہجر دیدہ آفت فراق کشیدہ اشکبار اپنی وزیرزادی شگوفہ سے کہا مین بے سبب نہین کہہ سکتی تو خواجہ سے فرمائش کر کہ اشعار زیب النسا مخفی سابق مین جلد پنجم طلسم ہوش ربا مین دیکھے تھے مگر وہ ترجیع بند پورا تحریر نہین ہی لطف باقی ہی اگر یاد ہو برائے خدا ارشاد فرمایئے جسمین سوگند و قسم ردیف ہی عجب کلام لطیف ہی عمرو اشارے کو بران کے سمجھا جانتا ہی عاشق زار فراق ایرج مین بیقرار ہی زبان حال سے یہ ترجیع بند شروع کی ترجیع بند مخفی لائق ملاحظہ ناظرین والا تمکین

بسر عہدہ دوست قسم
بہ نگہہاے تکلم سوگند
نمکے بر سر داغم بفشان

دیگری نیست ہمہ اوست قسم
بہ اداہاے تبسم سوگند
بوے گل بر سر باغم بفشان

بہ سر نرگس مخمور قسم

بدلِ عاشقِ رنجور قسم

بہ بروگردنِ غبغب سوگند
کہ دل ازدست شدہ بیمارم

بہ سرو سنبلِ اشہب سوگند
مدہ ای دوست دگر آزارم

بہ حنای کفِ پای تو قسم
باز گفتم بہ ادای تو قسم

بہ گُلِ عارضِ رعنا سوگند
عاشقم عاشقِ گفتار توام

بہ خمِ زلفِ چلیپا سوگند
عاشقِ قامت رفتار توام

بدمِ تیغِ سیہ تاب قسم
بصفای دلِ مہتاب قسم

بصفِ خنجرِ مژگان سوگند
بندہ ام بندۂ دیرینۂ تو

بدلِ خونِ شہیدان سوگند
محوِ مہر و غضب و کینۂ تو

برخِ عارضِ گلفام قسم
بہ بناگوشِ دل آرام قسم

بہ سرِ جعدِ معطر سوگند
نیست غیر از مرا غمازے

بجفاہاے تو دلبر سوگند
تند خو سنگدلے شہبازی

اِن اشعارِ محبت آثار نے محفل مین سناٹا ڈالدیا سمان بندھا تھا کسی مین طاقت کلام نہ تھی ہر ایک کو عمرو کے کمال کا خیال آنکھو لئے آنسوؤن کا تار مزاج ناساز صرصر تو آج ذبح ہوگئی ہو اسے محبت عمرو مین محو مطلق صبا رفتار سے کہتی جاتی ہو صبا رفتار تجکو میرے سر کی قسم یہ آواز کیسی گوش زد ہوئی تھی کمال دیکھ یہ بیشک وحید عصر ہو حیرت بھی کہ رہی ہو اے صرصر عمرو سرگروہ کاملین ہو اب علم موسیقی مین اسکا مثل نہین ہو صرصر نے کہا واری عیاری مین بھڑوے کا کب نظیر ہو کیسا خوش تدبیر ہو آپسمین چپکے چپکے یہ باتین ہورہی ہین کہ قضاے کا رمثل مشہور ہو ع دل را بدل رہی است درین گنبدِ سپہر ہ حقیر اس مضمون کو گوش زد ناظرین کرچکا ہو کہ چالاک حیرت پر جان دیتا ہو کام کرتے کرتے گھبرایا برق نے پوچھا کیون مرشد زادے خیر تو ہو کہا بھائی برق کیا کہون اسوقت کچھ خود بخود اضطراب ہو دل

محبت منزل بیتاب ہو کئی دن کا زمانہ گزرا اپنے معشوق پر چہرہ کو نہین دیکھا بڑا تعجب ہی کہ اتنا بڑا جلسۂ
عیش آراستہ ہوا اگر جمشید زندہ ہوتا اِس باغ عیش کی گلچینی کرتا خدا کی عنایت سے ایسی کیفیت ہی راجہ اندر
کے اکھاڑے کی کیا حقیقت ہی کیا کیا نازنینان حور وش جمع ہین بارگاہ مین اسوقت قیامت برپا ہی قبلہ و
کعبہ نے ایسی ذی بجائی طبیعت بھر آئی مخفی کے اشعار ایسے پڑھے کلیجے پر چھری چلنے لگی یقین ہی کہ عیار بچیان
اس جلسہ مین ضرور آئی ہون یہ بھی خیال ضرور ہی غافل رہنا سراسر قصور ہی برق نے کہا مرشد زادے
بہت بات معقول کہی دیکھ بھال ضرور چاہیے ہی اُستاد آج رنگ مین ہین فرمادیا ہی سب باتون کا خیال رکھنا
یہ کہکر برق و چالاک دونون کے دونون اندر آئے مصور نے ملکہ حیرت سے کہا ساقی نیچے سب طرف
شراب پلا رہے ہین اِدھر نہین آتے دور مین ہمین نہین پلاتے حیرت نے کہا ابھی مرشد زادے چپکے بیٹھے رہو
حال نہ کھلجائے اسکو غنیمت جانو مگر مصور نے چالاک کو دیکھکر اشارہ کیا چالاک قریب آیا مصور نے کہا
مہتر صاحب بی نوربائی کے ساتھ والون کو شراب نہین پہونچی ہم لوگون کی شراب جنم گھٹی ہی چالاک نے
کہا ابھی حاضر کرتا ہون صرصر و صبا رفتار نو عیار بچیان ہین انھون نے چالاک کو دیکھکر منھ پھیر لیے چالاک
نے جو بغور مصور سے آنکھ ملائی بہ نگاہ اول پہچانا کہ یہ تو مصور جادو ہی اب تو پلٹا صورت نگار کو بھی پہچانا
پہلو مین صورت نگار کے بی حیرت سر جھکائے شرمائی ہوئی آنکھ نہین چار کرتین چالاک نے ہاتھ پر ہاتھ
رکھکر کہا جانی ذرا سر تو اُٹھاؤ یارون سے نگاہ ملاؤ شراب تمھارے واسطے لاؤن اپنے ہاتھ سے تمھین
پلاؤن حیرت نے سر اُٹھایا گھبرا کے کہا نہین ہین شراب نہین پیونگی چالاک سے نگاہ جو چار ہوئی سنان
مژگان دل کے پار ہوئی شرمگین آنکھون نے قتل کیا ابرو کی جنبش سے کلیجے پر خنجر چلگیا بخوبی پہچانا
دل سے کہتا ہی یہ ظالم برباد کن صبر و طاقت ہی سامنے آنکھون کے ملکہ حیرت ہی مگر یہ بھی عیار ہی فرزند عمر و
نامدار ہی گھل مِل کے باتین کرنے لگا پاس بیٹھنا غنیمت ہو گیا حیرت شرمائی جاتی ہی پیچھے ہٹتی ہی نہین نہین
کیے جاتی ہی چالاک نے ہنستے ہنستے سینہ پر ہاتھ رکھا نارِ پستان کا مزا چکھا حیرت نے اُلٹا ہاتھ مارا ٹھلتے ہو
مہتر قران بھی آئے چالاک نے کہا خلیفہ صاحب ذرا یہان تشریف لائیے آپ نے تو کبھی یہان
نہین پہونچایئن اِس طائفہ کے میان شیخ ہینگا صاحب مالک ہین مہتر قران بھی سمجھا کچھ دال مین کالا
ہی یہ جو آکر بیٹھے صبا رفتار پر نگاہ پڑی معشوقہ دلنواز صاحب کرشمہ و ناز حیران ہو کر وہین بیٹھگئے ران پر ہاتھ رکھکر
پوچھا بی بی تمھارا کیا نام ہی صبا رفتار نے سر جھکا کر کہا مجھے گلعذار کہتے ہین قران نے کہا تصدق اس نام کے

اگر کسی بیوقوف نے نام رکھا تمہارے عارض رنگین سے گل کوکب مثال ہی یہ عارض بدر کامل ابرو رشک ہلال ہی نام خدا کیا سراپا ہی صناع ازل نے جسم الوز کو نور کے سانچے مین ڈھالا ہی صبا رفتار نے کہا آپکی عنایت بیغایت ہی اتنے مین مہتر برق فرنگی بھی آیا دیکھا ایک نازنین سے میان چالاک گھل بل کے باتین کررہے ہین ایک سے خلیفہ صاحب چپکے چپکے کلام مین مصروف ہین اسنے بیٹھتے ہی شمیمہ لقب کو پہچانا معشوقۂ دلفریب کو دیکھکر دل ناشکیب ہوا تڑپ کر بیٹھ گیا کہا صاحب آپ لوگونکو شراب نہین پہونچی بھائی چالاک صاحب دو چار گلابیان اُٹھا لائیے آپ سب صاحبون کو پلائیے آپ کے یہ سب صاحب مہمان ہین جشن مین سرفراز کیا ہم سب پر احسان ہین صرصر منہ پھیرے بیٹھی ہی اسکو یہ گمان ہی کہ صورت ہر ایک کی تبدیل ہی شناخت کی کیا دلیل ہی خوبصورت رنڈیان دیکھین یہ بھی نگوڑے جوان ہین لپٹے جلتے ہین مگر ای صرصر اچھا نہ کیا دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام اسکا بد ہی یا سامری جمشید وقت مدد ہی یہان چالاک و برق و مہتر قران نے اب بخوبی ایک ایک کو پہچانا آپسمین اشارون مین باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین مگر قران نے برق کو اشارہ کیا مین انکی نگہداشت کرونگا جاکر اُستاد سے اطلاع کردو دیکھو کیا حکم دیتے ہین برق یہ کہکر اُٹھا میان شیخ ہینگا صاحب مین آپ کے لیے شراب وکباب لاتا ہون مصور شراب کے لیے بیقرار ہی تھا کہا ان مہتر صاحب دو چار گلابیان لائیے برق اس حیلے سے اُٹھا یہان خواجہ کے گانے پر سامعین کا رقص بسمل کا حال ہی کسی کے ہوش درست نہین ہین اسوقت یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہین

اشعار

ہی رخصت جان حال مین تبلا نہین سکتا ✻ رہوار بہت تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا

وہ ضعف ہی ایجان کہ کہین جا نہین سکتا ✻ مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا

کچھ خال سے بھی کم ہی کنارِ لحدِ تنگ ✻ آرام کہان پانون تو پھیلا نہین سکتا

قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر ناد ان ✻ سُنتا ہی مگر یار کو سمجھا نہین سکتا

ہون خاطرِ پژمردہ کہان تازگیِ شوق ✻ لطفِ چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا

پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ ترے دل کا ✻ ڈھونڈھے اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا

سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد ✻ دامِ رگِ تن روح کو الجھا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے
تقصیر شب وصل ہے شکوہ بھی تمھارا
لاکھون گرہین ہین دل عاشق کیطرح سے
رکتے نہین سیاح عدم اشک کیصورت
رکھتے نہین گوش شنوا عاشق جانان
مشکل ہی نسیم اب کہ میسر ہون وہ راتین

چھپا ہا کوئی تار زخم جگر آہ نہین آسکتا
شرم آتی ہی تا نوک زبان آ نہین سکتا
شانہ شکن زلف کو سلجھا نہین سکتا
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا
دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہین سکتا
کھوئے ہوے آرام بشر پا نہین سکتا

برق فرنگی خبر کہنے آیا تھا سر پکڑ کے بیٹھ گیا تڑپنے لگا جب خواجہ ٹھہرے تب برق کے ہوش درست ہوے جھک کر کان مین عرض کیا استاد جلد صلاح تبلایئے مصور و صورت نگار و ملکہ حیرت جادو و ملکہ صرصر و صبار فتار و شمیمہ نقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین چنگل کشا مع دو کنیزون کے صورتین بدلکر آپ کے دربار مین آئی ہین مصور صاحب قرم ساق بنے ہوے سکے سردار ہین شیخ ہینگا بھڑوے کا نام ہی اس انتظام مین کیا ارشاد ہوتا ہی عمرو گھبرا کر سوچنے لگا بعد دم بھر کے فرمایا ای برق نہین معلوم انکو کیا منظور تھا خدا نے ابتک محفوظ رکھا مگر ای فرزند تدبیر معقول یہ ہی آپ لوگ عشق و عاشقی کو کام نہ فرمایئے گا اسوقت آپ بہت گھبرائے ہوے آئے ہین معشوقہ کو دیکھا تڑپ گئے ساری عیاری بھولی اب جا کر کیفیت سے شراب پہونچا و بیہوشی بھی سلیقہ سے ملاو بیہوش کر دین بھی آتا ہون برق تو ادھر چلا عمرو قریب ملکہ مہرخ کے آیا کان مین کہا حیرت وغیرہ صورت بدلکر دربار مین آگئین ہین مین نے برق کو بھیجا ہی سب کو جا کر بیہوش کر دا اگر حیرت آگاہ ہوگئی تو قیامت برپا کرے گی یہ سنکر ملکہ مہرخ کے ہوش اڑ گئے کہا خواجہ اسکا جلد انتظام کرو عمرو پاس سے ملکہ مہرخ کے ہٹے خود بھی اسکی فکر مین چلے گر مہتر برق فرنگی گلابیان لیکر چلا تھا اثناے راہ مین چالاک ملا کہا کہو بھائی کیا حکم ہوا برق نے کہا استاد نے ارشاد فرمایا ہی کہ خبردار یہ نکلکر جانے نپائین چالاک نے کہا بھائی برق حیرت بھی قید ہو جائیگی یہ تو مجھکو گوارا نہین ہی میری معشوقہ کی زبان مین سوزن دیا جاے میرے کلیجے مین سنان غم کی کھٹکیگی میرا دل چاہتا ہی مین جا کر اسکو آگاہ کر دون وہ بیچاری نکلجاے برق نے کہا ایسا غضب نہ کرنا چالاک کا رنگ رو متغیر ہوا کہا بھائی بدعت کرنے کو اور کافر کیا کم ہین اس بیچاری کو نہ ستائینگے تو کیا نقصان ہوگا یہ باتین تھین کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے دیکھا چالاک و برق کھسر پھسر کر رہے ہین عمرو نے کہا ارے برق کیون

دیر کی برق نے سر جھکایا خواجہ سمجھے کہ چالاک سفارش حیرت کی کرتا ہوگا دو طمانچے چالاک کو مارے کہا
کیون نالائق عرصہ کرتا ہی عیار پہچان ساتھ ہین ذرا سے اشارے کو سمجھ جائینگی خاص یہ سب فکر مین
اسد کے آئی ہین وہ شہر سحر سے آگاہ نہین ابھی چھپ کر ایک گولہ مار دے قیامت ہوجائے اگر ہم سبکو
مار بھی ڈالینگے تو کیا ہوگا نام اسد سنکر چالاک بھی گھبرایا کہا حضور مین دشمن کا پاس نہ کرونگا ابھی جاکر
سب کی گردن لیتا ہون عمرو الگ ہوا برق و چالاک گلابیان لیکر آئے میان مصور واسطے
شراب کے تپلے ہوئے تھے گلابیان دیکھکر ہاتھ بڑھایا کہا بہتر صاحب لائیے چالاک و برق گلابیان
دے کر ہٹ گئے گوشۂ بارگاہ مین آکر ٹھہرے مصور نے سب سے پہلے شراب اپنی جورو کو پلائی صرصر نے
کہا مرشد زادے سحر بہت قریب ہی شراب موقوف رکھیے عیار نگوڑے دیکھ گئے ہین ایسا نہو کوئی فتور
برپا ہو مصور نے کہا اس ہنگامہ مین کون کسی کو پہچانتا ہی عیار رنڈیان خوبصورت دیکھکر بیٹھ گئے تھے
صرصر نے بھی مصور کے کہنے سے دھوکا کھایا جب ایک ایک جام سب پی چکے صرصر نے کہا وہا جو
غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ شراب مین بیہوشی تھی یہ کہکے قصد کیا کہ اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے
گری چشم زدن مین مصور و حیرت وغیرہ سب بیہوش ہوئے سحر فراموش ہوئے گوشے سے عیار نکلے چالاک
تو قریب حیرت کے آیا زبان مین سوزن دینے کے حیلے سے پیار کرنے لگا برق اپنی معشوقہ سے لپٹا
خواجہ نے سامنے آکر دو دو کوڑے سب کو مارے مصور و صورت نگار و حیرت وغیرہ کی زبان مین سوزن
دیا عیار بچونکو کمند سے باندھا تو ہلڑ ہوا الملکہ مہرخ و بہار و کوکب وغیرہ کھڑے ہوگئے کہا خواجہ خیر تو
ہی کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا کہ خدا نے اپنا بڑا فضل کیا مصور و صورت نگار و حیرت سب مل کر
فکر مین اسد غازی کی آئے تھے برق وغیرہ نے پہچانا گرفتار کرلیا اسد غازی نے کہا نانا مکر سے گرفتار
کرنے کی سند نہین ہی ان سب کو رہا کر دیجیے خواجہ عمرو ہنسے کوکب سے کہا انکی دردمندی سماعت فرمائیے
یہ جرأت و شوکت کے پابند ہین کوکب نے کہا ای ہنر بر بیشہ صاحبقرانی وای نہنگ بحر خوش بیانی یہ مقدمہ
سحر مین سب مکار فدا اگر عیارون کا قدم درمیان مین نہوتا اتبک یہ لشکر مقابلہ مین افراسیاب کے
رہ سکتا تھا خواجہ عمرو نے کیا کیا کار نمایان کیے آپ تو عرصہ دراز کے بعد چھوٹے جو جو ہنگامہ ہوئے ہین وقائع
نگارون نے لکھے ہین کبھی بوقت مہلت ملاحظہ فرمائیے گا تب خواجہ عمرو کی قدر ہوگی اسد نے کہا ہی
پیر و مرشد میری ترقی لیاقت کے باعث ہین کل لشکر اسلام انکی رائے کا پابند ہی لوائے شوکت انکا آسمانے

بلند ہی مگر ہمکو شاق ہوا کہ عیاری سے گرفتار کیا عمرو نے کہا اپنے مقام پر بیٹھے رہیے آپ ہمارے مقدمہ مین دخل ندیجیے یہ طلسم ہوش ربا ہی ہر ایک مقدمہ یہانکا ہوش ربا ہی اتنے مین اندر باہر ہنگامہ ہوا کہ زوجۂ افراسیاب گرفتار ہوئی جلسہ درہم برہم تمام سردار باہر سے اندر آئے ایک سے ایک پوچھتا ہی کیونکر گرفتار کیا یکایک سب نے دیکھا کہ مصور کی شکلین تبدیل ہوئی زبان مین سوزن پہلو مین بی صورت نگار عیار بیچیان رسن مین آفتاب اقبال حیرت گہن مین یہ بھی سر جھکائے ہوئے تیوری پر بل غصہ سے کانپتی ہوئی مصور چونکا گھبرا کے ہر طرف دیکھتا ہی بیہوشی جو دی گئی تھی اُسکے نشہ کی تاثیر باقی ہی کسی قدر ہوشیار ہوئے مگر خیال شراب و ساقی ہی لاؤ لاؤ کیے جاتے ہین زبان مین سوزن ہونے سے گھبراتے ہین کبھی صورت نگار کیطرف متوجہ ہو کے فرماتے ہین کیون صاحب مین نے کیا خطا کی جو مجھے ہتکڑیان بیڑیان پہنائی ہین مین تو تمکو کسی بات کو نہین روکتا صبح سے پہر رات گئے تک جہان جا ہو جاؤ رات کو میرے پاس چلی آؤ بی بی تمھارے بغیر مجکو نیند نہین آتی کسی مقام پر ہاتھ رکھکر سو رہتا ہون کبھی کوئی لفظ خلاف تمکو نہین کہتا ہون ان باتون پر مصور کی سب ہنسے مگر بہار نے حیرت ایسی گلعذار کو جو مقید دیکھا بیقرار ہو کر اُٹھی کہا بُوا برائے خدا طلسم کشا کی اطاعت کرو تاج و تخت لو اب تو اقبالمندی طلسم کشا کی تم پر ظاہر ہوئی ظہور قدرت پروردگار دیکھا باغبان قضا و قدر نے کیا کیا گل کھلائے باغیونکو خار دیئے آج باغ اسلام پر بہار ہی خزان کے دن گئے ہر دشمن مثل لالہ دل داغدار ہی تمھاری کیا شامت تھی کسی نکبر آئین یہ صلاح کسنے بتائین مصور تو بیغیرت ہی تمھارے حال پر حیرت ہی میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی کوئی یون آبرو کھوتا ہی تقدیر بگڑتی ہی تو کچھ زور نہین چلتا ہی ہر وقت آسمان رنگ بدلتا ہی اہی ملکۂ عالم نظم

گر ندے صاحبِ جوہر کو مقدر عزت … جو ہر فرد ہی بالفرض کو کیا بے قسمت
قاضیِ چرخ جو تو ہی تو یہ کیا گر تیرے … مثل دہقان فلک رکھتے ہون طالع نکبت
دورِ گردون نہ موافق ہو تو ہوا اور خفیف … جر اثقال مین تو جتنی اُٹھائے محنت
آگئے برگشتگیِ بخت کے چلنے کی نہین … نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت
گو فصاحت مین تو سحبان ہی وے بے تقدیر … حرف مطلب پہ زبان کو ہو تری سو لکنت
گو ریاضی مین ہین صنائع اگر بخت ہین بد … نقش باطل ہی تری شکل وہ جسمین صنعت

ملکہ بہار نے اِس فصاحت و بلاغت سے حیرت کو سمجھایا گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے ہر کلام

مسلسل موتیون کی لڑی معلوم ہوتا تھا عندلیب خوش نوا گلشن بیان مین نغمہ سنج ہی مگر حیرت جادو نے
بہ نگاہ قہر و غضب طرف بہار کے دیکھا لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا بس زیادہ اپنا عظم و شان نہ دکھا
مجکو بیہودہ نہ سمجھا قدرت سامری کی مین تمھاری اطاعت کرون دشمنون سے محبت کرون اب تو میان
مصور کو بھی غصہ آیا ہوش درست ہوے پکار اُٹھے منم نبیرۂ سامری ابھی نانا دادا سے فریاد کرونگا
آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا اپنے بھائی خداوند داؤد سے کہکر سب مسلمانون کو سنگ سیاہ
کرا دونگا مابدولت کے غصہ سے ڈرو بیہودہ کلام نہ کرو بس بہتر اسی مین ہی کہ زبان سے سوزن نکال لو
ہمین اپنی بارگاہ مین جانے دو عمرو نے کہا میان شیخ ہینگا شیخی نہ بگھارو آمادۂ مرگ و مہیاے قضا
ہوا بے حیا جورو کو نانگہ بنایا آپ قرمساق بنکے آیا غیرت نہ آئی اب نانا دادا کو بلاؤ آج کچھ کرامت دکھاؤ
ہم بھی دیکھین کیسے نبیرۂ سامری ہو یہ کہکر عمرو نے آواز دی بس بہار بیٹھو تم دخل نہ دو یہان جلاد کو بلاؤ
فوراً جلاد حاضر ہوے پردہ بارگاہ کا اُٹھایا قصد ہوا ان سب کو قتل کرین ملکہ بہار زار زار رو رہی ہی
عمرو کا غصہ دیکھکر بول نہین سکتی ملکہ مہ جبین کو بھی انتشار اسد نامدار کو انکا قتل ہونا ناگوار حکم سے خواجہ
کے جلادون نے چاہا انکے ہاتھ پکڑکر کھینچین گردن پر کوئلے کے خط دین یکایک زمین تھرائی صداے
مہیب آئی قریب تھا کہ گوش گردون کر ہو تمام عالم زیر و زبر ہو زمین شق ہوئی افراسیاب غصہ مین
بھرا ہوا زمین سے نکلا نکلتے نکلتے چند سنگریزے اُٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے حیرت کی کمر مین پنجہ
دیا سب کو سحر کر کے اُٹھا لیا نعرہ کیا یا شداے مسلمانان تم سبھون کی قضا قریب ہی یہ سرکشی مابدولت پہ
لشکر کشی طلسم کشا کے رہا ہونے پر گھمنڈ نہ کرنا وہ بلائین نازل کرونگا کہ خود اپنے اپنے گلے کاٹکر مرجاؤ گے
میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے یہ کہتا ہوا اتنا جلد افراسیاب نکلگیا کہ کوئی زبان نہ ہلا سکا عرصۂ دراز
تک اندھیرا رہا خود کوکب نے سحر دفع کیا جب روشنی ہوئی دیکھا کہ افراسیاب جا چکا دور سے نعرے کی
صدا آتی ہی کوکب نے چاہا پیچھا کرون عمرو نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہنشاہ جانے دو اپنی زوجہ کو لے گیا
ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ہوا اب اور صلاح نہین کرتا ہون یہ خوب ثابت ہی کہ افراسیاب
قتل نہین ہو سکتا بس اِس کد و کاوش سے کیا فائدہ کہنے سے خواجہ کے کوکب رک گیا افراسیاب تو
جا ہی چکا تھا یہان کوکب وغیرہ سب رکے دربار مین بیٹھے جلسہ تو درہم و برہم ہو گیا مگر افراسیاب حیرت
وغیرہ کو لیے ہوے باغ سیب مین پہونچا سب کو ہوشیار کیا توجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے افراسیاب نے

کہا مرشد زادے واہ کیا آپ نے کمال کیا اگر مین وقت پر نہ پہونچتا ساز بان زادہ سب کو قتل کرتا ہمنے اسواسطے بھیجا تھا کہ مقابلہ مین فروکش ہو مسلمان مطمئن ہو جائین نہ کہ اس صورت سے دربار مسلمانان مین جانا عیاران اسلام سے آپ کو آگاہی نہ تھی اُڑتی ہوئی چڑیا کو وہ لوگ پہچانتے ہین دل کا حال جانتے ہین سب سے زیادہ صرصر پر غصہ کیا صرصر نے کہا حضور مین تابعدار حکم سے سرتابی کر سکتی تھی فرمانے سے مرشد زادے کے مجبور ہوگئی مین نے تو عرض کیا تھا کہ مسلمان خلق مین بے نظیر ہین خود صاحب توقیر ہین ظاہر مین سوار ہو کر ہوا دار پر چلیے مسلمان باعزاز واکرام لیجائینگے مقام صدر پر بٹھلائینگے ان سب کا قول ہی روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی افراسیاب نے کہا نہ وہ درست تھا نہ یہ مناسب اب تم جا کر مقابلہ مین اُترو مین وہ فکر کرتا ہون کہ ایک زندہ نہ بچے یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو سمجھا کر طرف لشکر کے روانہ کیا آپ کتاب سامری لیکر بیٹھا بعد نکلجانے افراسیاب کے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اب زمانہ عیش و سرور کا نہین ہی فکر لوح واجب ولازم ہی یہ کہکے خواجہ کے کانمین کہا ہم تو رخصت ہوتے ہین اگر اس مقدمہ کو باغبان ومخمور سے رجوع کیجیے یہ کہکر کوکب وملکہ بہاران وغیرہ سرداران طلسم نورافشان بصد شوکت وشان طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوے افراسیاب باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا سوچا کہ مقام لوح تک کون جاسکتا ہی کسکی مجال ہی یہ ما بدولت ہی کا کمال ہی کہ ایسے مقام پر لوح کو رکھا ہی کہ طائر وہم وخیال بھی نہین جاسکتا ایسے ایسے مہلات سوچ کر چونکہ عیش پسند ہی تخت پر سوار ہو کر طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہوا یہان عمرو نے بعد برخاست جلسہ انجمن مشاورت کو منعقد کیا شمع رائے کو روشن کر کے مصروف صلاح ہوے گلہاے کلام روبروے باغبان پیشکش کیے فرمایا اے باغبان عالیشان خدا نے تمھارے پھول کو کانٹون سے نکالا اب کیا دیر ہی لوح کی فکر بتاؤ باغبان نے چند باتین مخفی کانمین خواجہ عمرو کے کہین خواجہ عمرو نے اسد غازی کو شراب پلا کر بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق اس جلسہ مین حاضر ہی خواجہ نے ایک خرما جیب سے نکالکر کہا بیٹا برق یہ رطب تازہ خانہ کعبہ سے آئے تھے لو یہ تمھارا حصہ ہی برق ہاتھ جوڑنے لگا کہا استاد مفصل فرمایئے کیا منظور ہی آخر غلام کا کیا قصور ہی عمرو نے کہا قصور کیسا ہم کوئی چیز تمھارے بغیر کھاتے ہین پہلے تو نظر کھاے تو بڈھا باپ بھی چکھے برق کہتا ہی اے استاد خدا کیواسطے صاف بتایئے عمرو نے زبردستی منھ مین ٹھونس دیا یہ کہکے کہ تبرک کی چیز ضرور کھلاؤنگا حلق سے اُترتے ہی برق نے کہا استاد مجھے

روکے میری جان گئی ہاے مجھے بیہوشی کھلادی عمرو نے سر کے نیچے ہاتھ دیا برق بیہوش ہوا
برق کو عمرو نے اُٹھا کے نذر زنبیل کیا بعد اُسکے ضرغام کو بلایا کان سے عطر کی روئی نکالی
کہا دیکھو بیٹا عطر بکنے آیا ہی کتنے تولہ کا ہی اترانا نہین صاف صاف بتانا ضرغام نے حیران ہو کر سر جھکا کر
کہا کیون قبلہ و کعبہ کیا کسی طرح کی سزا دیجیے گا بیہوش کیجیے گا میرے پاس خود بیہوشی حاضر ہی سنکھیا
بھی موجود ہی جو حکم ہو کھالون جان قدم اقدس پر نثار کرون عمرو نے زور سے انکا کان پکڑا کہا کیون
بے جوانا نہ مرگ ہم تجھے زہر سنکھیا کھلائینگے اسی دن کے لیے پالا تھا ہمین زکام ہو گیا دماغ بند ہی ہم سوچے
کہ یہ نوجوان ہین قیمت بوجہ احسن بتائینگے تمھارے لیے سنکھیا زہر بنگیا ان نالائقون کی حرکتون سے کلیجہ
چھن گیا یہ کہکر روئی بخور بروئی دماغ سے ضرغام کے لگادی ضرغام چھینک مار کر بیہوش ہوا عمرو نے اٹھا کر
اسکو بھی نذر زنبیل کیا باغبان نے کہا ہمتو آگے بڑھتے ہین آپ مخمور کے ہمراہ تشریف لائیے انشاءاللہ
وقت پر ہم بھی ملجائینگے مقام ضرورت پر آپنے کو پہونچا ئینگے یہ کہکر باغبان قدرت و ملکہ بہار جادو و
رعد و برق و برق لامع خواجہ کے سامنے ایک جانب روانہ ہوے بعد انکے خواجہ عمرو و ملکہ
مخمور ملکہ مہرخ سے رخصت ہونے لگے تمام سردار بیقرار ہو کر رونے لگے مہرخ نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی
کہ اے شہنشاہ اوج عیاری شعر بسفر رفتنت مبارک باد ✤ بہ سلامت روی و باز آئی ✤ اس سفر سے
پروردگار ہمارے مالک و حاکم کو خیریت سے لانا جمال جہان آرائے طلسم کشا بخوشی و خرمی دکھانا
کل سرداریون بلک کر روئے جیسے نوجوانون کے جنازے پر شور گریہ و زاری بلند ہوتا ہی عمرو نے
ایک ایک کو چھاتی سے لگایا کہا ملکہ حقیقت مین یہ سفر آخرت ہی شریک حال اُسکی عنایت ہی مین
نہین واقف کہ یہ کمبخت جادوگر مجکو کہان لیے جاتے ہین خداان ساحرون کی بدعت سے بچائے پھر
تم سبھون سے ملاے یہ فرما کر چالاک کو قریب بلایا گلے سے لگایا فرمایا کہ اے نور نظر حفاظت لشکر کا خیال
رکھنا جامع المتفرقین پھر تمکو ہمسے ملائے چالاک نے عرض کی حضور کا اقبال شریک ہوگا غلام جانبازی
اور سرفروشی کو حاضر ہی مگر کیا مجال مثل حضور کے حفاظت کر سکون جان لڑا دونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر قران
نامدار درۂ کوہ سے نکل آئے دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گئے کہا استاد غلام کو بھی ہمراہ لیجیے خیر خواہ کو تباہ
نہ کیجیے عمرو نے کہا اے جان بخش من میرے ساتھ چلنے سے یہان رہنا بہتر ہی ایسے مقام پر سارا لشکر ہی خدانخواستہ
اگر لشکر پڑاؤ سے ہٹ جاے تباہی آئے پڑاؤ چھوٹنا نشان شکست ہی مقدم یہی بندوبست ہی قران نے

عرض کی آپ بڑا ہمارے سر پر بار رکھتے ہین خدا اسکا انجام بخیر کرے خواجہ نے سب کو گریان و نالان چھوڑ کر ملکہ مخمور کو ساتھ لیا مگر چالاک سے اتنا پھر کہدیا ای نور نظر ہمارا جانا ثابت نہو ہماری صورت بنا کر روز دکھا دیا آزپچیون سے اپنے کو بچانا اور ای قران باغبان و رعد و برق و برق لامع و بہار و مخمور یہ چند سردار لشکر سے نکلے ہین انکی صورت کے بھی سردار بنانا فراموش نکرنا یہ نہ ثابت ہو کہ یہ لوگ لشکر سے نکلگئے ہین بخوبی سب کو سمجھا بجھا کر قنطورہ زرلفتی و بیتیا وہ سفرلاتی و گوہین عیاری بصد طراری آراستہ کر کے مخمور سے کہا بسم اللہ مخمور نے کہا مین پنجہ مین آپ کو دبا لون پر پرواز پیدا کر کے لیچلون عمرو نے کہا آپ چلیے مین آپ کے ساتھ ہون جہان تلاش فرمائیے گا اُس جگہ پر غلام کو اپنے سایہ مین پائیے گا مخمور نے پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلی خواجہ پنجہ ٹیک کر مثل برق جہندہ سایہ مخمور مین طرف صحرا کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان شگفت بیان بہار آگین فصاحت آئین جانا خواجہ عمرو کا برائے تلاش طلسمی برہبری مخمور و باغبان وغیرہ راہ مین ملنا مرحلۂ غافل و ہوشیار کا جرأت خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اور پھر پہونچنا باغ باغبان قدرت مین و ملاحظۂ نیرنگ سحر باغبان قدرت وہان سے پہونچنا بمقام گنبد بے نور مین اور رسائی خواجہ عمرو کی تا بہ باغ سیماب جادو و داستان دیگر متعلقہ مقامات ساقی نامہ

کھول لیو ساقی منھ کو سبو کے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے
ہوش مین آ نشہ ہی تجکو
ست تغافل کب تک رہنا
جب تو سُن آواز کسی کی
صبر شکن ہی بانگ تظلم
مست شراب غم کی خبر لے
جوشش خمار نشۂ دل ہی
بادہ سرشک اور چشم ہی پیالہ
بادۂ الفت زہر اثر ہے

پیتے ہین کب سے گھونٹ لہو کے
غفلت بیجا رشک پری کیون
ایسا کہان کا نشہ ہی تجکو
ربط لب و پیمانہ کہان تک
آہِ فلک انداز کسی کی
غور سے سُن فریاد ستم کش
سینہ کباب غم کی خبر لے
ہاے وبالِ جان ہی جینا
ہاے وہ مستانہ ہی نالہ
یعنی تری اب آن بنی ہے

جام شراب احمر بھر دے
حال سے میرے بیخبری کیون
محو تعطل کب تک رہنا
ہائے وہ مستانہ کہان تک
شور فگن ہی بانگ تظلم
جلد کہین دے داد ستم کش
جان شکنی پیوند گسل ہے
جنبش دم سے ریزۂ مینا
نشۂ غم مین حال دگر ہی
دل شکنی بھی جان شکنی ہی

تڑپتے ہی سینہ بات کیے سے
لب جو کھلے تو بندر زبان ہو
فرش زمین ہی چشم بہم ہی
گردش بالین گردش گردون
حیرت و حسرت نالہ و زاری
منبع قلزم دیدۂ پُرخون
دل کی قلق سے دشت نوردی
درد اُٹھے ہی سانس لیے سے
چشم کشائی کوہ کنی ہی
یہ بھی مگر اک نقش قدم ہی
جوشش طپیدن حوصلہ فرسا
مضطر با نہ باتین ساری
بسکہ سرشک خون سے بھرا ہی
نقش قدم ہی صحرا گردی
ضعف سے کیونکر حال بیان ہو
جنبش مژگان تیشہ زنی ہی
باد صبا سے حال دگرگون
دل کی طپش سے زلزلہ برپا
گریۂ خونی غیرت جیحون
عرصۂ دامن صحن بنا ہی
سیاحان منازل رنج و مصیبت

و دشت نوردان خارستان صعوبت جستجو کنندگان مقام حسرت انجام لوح طلسمات و طالبان مطالب کالائے دکان مصیبت آیات راہ پُرخطر ممالک صعوبت مین یون گام فرسا ہین شعر سخن سازیکہ معنی ساز کردہ ۔ سخن را این چنین آغاز کردہ ۔ ماہ آسمان اوج عیاری و آفتاب عالمتاب فلک خنجر گذاری صاحب عقل و شعور ملکہ مخمور کے ہمراہ برائے جستجوے مقام لوح طلسمی روانہ ہوے فراق خواجہ مین اہالیان لشکر ملکہ مہرخ تیر دلدوز الم کا نشانہ ہوے مگر ملکہ مخمور اڑی ہوئی جاتی ہی جب جھک کر دیکھتی ہی خواجہ عمرو کو اپنے سائے مین پاتی ہی جی مین کہتی ہی ای مخمور خواجہ عمرو بڑے طرار ہین گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین کہین صحرائے خارستان و کوہستان خوفناک نہ انسان نہ حیوان مثل کف دست میدان دھوپ سے پتھر چٹک رہے ہین نخل ہوائے گرم سے جلے ہوے نہ شاخ نہ پتا بالکل بے دست و پا بونڈلے گرد کے پیچ و تاب کھاتے بشکل دیو مہیب راحت سے دور مصیبت سے قریب دشت کا سناٹا چہار جانب ویرانہ بستی کا نام کہان مقام سکونت غولان کبھی عنایت باغبان قضا و قدر سے صحرائے سبزہ زار ملا برائے چند ساعت غنچۂ آرزو کھلا ایسا مقام فرح افزا اگر مل گیا تو غنیمت ہوا ملکہ مخمور ہوا سے اُتر آئی ایک نخل کے سائے مین دونون ملکر بیٹھے ملکہ مخمور نے کہا خواجہ چار پہر رہروی کرتے گذرے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کھجورین شیرینی جو ساتھ کر دی تھی آب نوش فرمائیے ہمین بھی عنایت کیجیے پھر راہ رو منزل مقصود ہون خواجہ ابھی مقام دم مسہل کرنا سراسر قصور ہی عمرو نے کہا ملکہ تم ایسی جلدی چلین تھیلہ مجھ دون کا مگر کیا یہان جنگل ہین

کھانا پینا کہان مگروہ سامنے گانون معلوم ہوتا ہی لاؤ تمھارا کڑا بیچ لائین کچھ خریدین تم بھی کھاؤ ہم بھی کھائین ملکہ مخمور نے ناچار ایک فرد کڑے کی اُتار کردی خواجہ عمرو نے لیلی گانون مین جاکر فرد تو زنبیل مین رکھ لی رنگ روغن عیاری کالگاکر مُرچڑے کی شکل بنے گانون مین آئے دو تین زخم اوچھے اوچھے سر پر لگائے خون بہتا ہوا پیسا دوکان تحصیل لیا دو پیسے کی جوار بھنائی صورت اصلی ہوکر پاس مخمور کے آئے سامنے وہ جوار ملکہ مخمور کے رکھدی کہا لو بی بی کھاؤ رزاق مطلق کا شکر کرو اس صحرا مین یہ نعمت ملی ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا خواجہ کڑا کیا کیا کہا بھڑ بھونجے کو دیدیا اُسنے یہ جوار تو دی وزن مین ڈیڑھ سیر ہی ملکہ مخمور نے گھبرا کر کہا خواجہ تین ہزار روپیہ کی یہ جوڑی بنوائی تھی اُس موے نے کڑا لیکر صرف جوار ہی دی خواجہ عمرو نے کہا یہان گانون مین کون پوچھتا بھڑ بھونجا بڑا مرد آدمی تھا خانہ کعبہ کا رہنے والا ہی جب بزرگون کے نام بتائے تب اُسنے کڑا لیا ورنہ چور چور کرکے مجکو لوگون نے پکڑ لیا تھا اُس بیچارے نے قید سے چھڑایا کوتوال کو رشوت دی مین نے تمسک لکھدیا خیر ادا کرینگے اب اسکا ذکر نہ کرو کھاؤ پیو چلو مخمور چپ ہوگئی جوار کھاکے شکر کیا پھر روانہ ہوے اسی طرح قطع منازل وطی مراحل کرتے ہوے دم رہبر کامل کا بھرتے ہوے ایک مقام پر آکر مخمور سُرخ چشم اُتری ہاتھ خواجہ کا تھام لیا سر اُٹھاکر دیکھا ایک دیوار آہن نہایت بلند و مرتفع کھنچی ہوئی ہی ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا خواجہ سلامت اس دیوار کے اُس پار باغ غافل و ہوشیار ہی عجب مقام جانگزا مصیبت خیز عبرت افزا ہی مین سحر کرکے دیوار مین در بناتی ہون آپ کو جست کرکے داخل ہونا چاہیے پہلے ملاحظہ کر لیجیے مین بھی پہونچونگی عمرو نے کہا بسم اللہ در بناؤ صورت باغ حسرت دیاس دکھاؤ ملکہ مخمور نے گنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا خواجہ عمرو کمر چست باندھکر کھڑے ہوے اس امید پر کہ یہ جب دیوار مین در بنائیگی مین فوراً جست کرونگا اپنے کو اُس طرف پہونچاؤنگا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے اسم سحر کا پڑھا دانہ یاقوت احمر بصد کرو فر دیوار پر مارا کڑاکا ہوا در اتنا بڑا بنا کہ ایک آدمی دیوار آہن کے اُس پار بہ سختی داخل ہوسکتا ہی در بنتے ہی عمرو نے سر اُٹھاکر دیکھا عجب مقام قیامت ہیبت انگیز نظر آیا تیر الم دل پر گڑے سینے پر نیزے مصیبت کے پڑے شمشیر جفا نے زخمی کیا خنجر ہلال گلے پر پھرا باغ کا یہ نقشہ ہی بجائے گل و ریحان شمشیر و سنان

مثل درختون کے دہقان بدبخت نے بوئے ہین اُسکی سیر نے ہوش کھوئے ہین اصل بیان یہ ہی
ایک چمن مین پیکان تیر ایک چمن مین سنان ہائے نیزہ ایک جانب تلوارین قبضے اُنکے نابود مثل
برق چمک رہے ہین سارا باغ اسی عجائب و غرائب سے مملو ہی چند نخل بھی جا بجا مگر کہتر اُنپر
ہزار در ہزار جانور عوض زمزمہ سرائی کے صدائے ہیہات و افسوس بلند کرتے ہین جیسے ہی
در تیار ہوا عمرو نے بہ نگاہ حسرت دیکھا طائر مثل انسان کے غل مچانے لگے ای ساکنان باغ عبرت
ہوشیار ہو جاؤ ملکہ مخمور سُرخ چشم نے ساربان زادے عیار کو قریب دیوار آہن پہونچایا سحر سے
دیوار مین در بنایا عمرو یہ قیامت دیکھکر رُک گیا جست نہ کر سکا چشم زدن مین وہ در بند ہو گیا ملکہ
مخمور نے کہا خواجہ یہ کیا غضب کیا آپ نے اپنے کو اُس پار نہ پہونچایا عمرو نے ٹھنڈھی سانس
بھر کر کہا ای مخمور اشیائے سلاح جنگ سے باغ مین تل رکھنے کی جگہ نہین اگر مین جست کرتا نیزہ
و تیر و دم شمشیر پر گرتا کیونکر جانبر ہوتا عمداً جان کھوتا ای مخمور سُرخ چشم آج مجکو ثابت ہوا تو نے
دام مکر مجھ ایسے زیرک کے واسطے پھیلایا پردے مین دوستی کے دشمنی کرتی ہی کیونکر ایسے مقام
پر جاؤن اگر سنان نیزہ پر گرا تمام جسم غربال ہوگا اگر تلوارون پر گرا انصاف سے بتا میرا کیا حال
ہوگا کون جان بچنے کی صورت ہی تو بیشک دل سے طرفدار افراسیاب ہی مگر مین بمثل و لاجواب
ہی ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا خواجہ عمرو قسم ہی سر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کی باغ سیماب
کے جانیکا یہی راستہ ہی اور بڑے بڑے مقام خوفناک ملینگے خدا آپ کی جان بچائے تا بہ مقام لوح
پہونچائے میری جان حاضر ہی نثار کردن مگر اس مقام پر بالکل ناچار ہون اتنا جملہ اور عرض کرتی
ہون کہ ایک مرتبہ مین نے دروازہ پیدا کیا سد باب ہوا بس ایکی مرتبہ اور در بنانے کی مجاز ہون
اس مقام کی صاحب راز ہون دوبارہ دروازہ بنکر جو بند ہوگا اگر تمام عالم کے ساحر آکے سحر
کرینگے دیوار مین در نہ بنے گا راہ مقام لوح سے ناامید رہیے گا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا آنسو
آنکھون سے جاری ہوے ملکہ مخمور سُرخ چشم بھی بلک کر روئی زبان پر یہ اشعار حسرت و

یاس کے جاری ہوے اشعار	کوئی اس دور مین جیے کیونکر	ملک الموت ہی ہر ایک بشر	
داد خواہون کے شور سے دیکھو	چونک پڑتا ہی فتنۂ محشر	آئینے نے بھی اس زمانے مین	
تیغ کے سے نکالے ہین جوہر	آتش لعل سینہ حبا لنسوز	آب نیسان ہی ایک بد گوہر	

جسکو دیکھو سو مایۂ بیداد	کیا ہوا گر نہین ہی سیمین بر	ذکر انسان سے دیو مجنون ہو
آدمی سے پری کو آئے حذر	ہی پئے اشتیاق ویرانی	شاہ فرہاد و بے ستون کشور
نہ امیرون کو پاے بندی عدل	نہ رعایا مطیع فرمانبر	اُسکو سُور ستم زمان کا خطاب
جو کرے قتل خورد سالہ پسر	کمترین خانہ زاد طعنہ زن	طرز حرف ملامت مادر
ہین گدا پُر غرور شیر دلیر	بیگنہ جو کیا ہی خون بدر	چمن آرا کو رسم پیرایش
اک بہانہ ہی بہر قطع شجر		

ان اشعار عبرت آثار پر ملکہ مخمور سُرخ چشم بھی بیتاب ہوئی صورت شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی آنکھون مین پھر گئی خیال ہوا ای مخموران مقامات ہولناک سے زندہ پلٹنا دشوار ہی خیر جو مرضی پروردگار ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار فراق مین صاحبقران زمان کے خوب رویا کہا ای ملکہ مخمور سُرخ چشم امید نہین کہ پھر زندگی مین آقاے نامدار سے قدمبوس ہون ای ملکہ مخمور جب یہ ظاہر ہوا کہ سواے اس راستے کے اور کوئی راہ نہین بسم اللہ آپ دربنائیے مین اپنے کو دم شمشیر پر گراتا ہون شاید حیات مستعار باقی ہی بچینگے ورنہ ملک عدم مین ملینگے ملکہ مخمور سُرخ چشم دانہ لیکر آمادہ ہوئی کہا خواجہ براے خدا اب نہ رُکنا ورنہ سرٹپک ٹپک کے جان دینا ہوگا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے کہا ضرور جاؤنگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے گلیم عیاری کاندھے پر ڈالی حلقہاے کمند اصفہانی باصفا بازو پر لپیٹے مشت خاک اُٹھا کر گریبان مین ڈالی لباس کو کفن تصور کیا آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوا کہا ای ملکہ مخمور سُرخ چشم ذی شعور بسم اللہ اب دیر نہ کیجیے ملکہ مخمور نے ایکی مرتبہ دانہ کلان نکالا عرصۂ دراز تک سحر پڑھا جھپٹ کے دانہ مارا جیسے در تیار ہوا طائرون نے غل مچایا الویار و پھر مخمور سُرخ چشم نے سحر کرکے دیوار آہن مین در بنایا ہی عمرو آتا ہی دوڑو ظالم کو زد و کوب یہ کہکر طائرون نے صدا دی کہ او عمرو اس باغ مین نہ آنا مقام عبرت ہی اس آغاز کا بد انجام ہی یہان کے حاکمون کا غافل وہوشیار نام ہی اس مقام سے کسی کو راحت نہ ملی بادشاہ طلسم ہوش ربا ان مقامات پر نہین آتا خبردار اپنی جان نہ کھونا آبرو سے ہاتھ نہ دھو یہان کا ہر گل خار ہی ہر شاخ اصل مین کھنچی ہوئی تلوار ہی مفت مین کیون جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی ہرچند طائرچیخے پیٹے صداے حیرت خیز سے اُنکے تو ہوش اُڑے مگر کلیجے پر

پتھر رکھا اور کہا ای کریم کارساز ای حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی تو بچانے والا ہی دل کو رجوع کر کے
جست کی اس خیال سے کہ کسی شاخ نخل پر پانوٴن جماؤنگا ملکہ مخمور نے بھی دیکھا خواجہ عمرو
در سے نکلکر انتہا کا بلند ہوا جو نخل اصلی تھا اُس تک تو نہ پہونچا جس چمن مین تلوارین بوئی ہوئی ہین
و نبلے مثل برق کے چمکتے ہین وہ چمن انتہا کا وسیع تھا اُسی چمن پہ لڑکھڑاتا ہوا گرا پانچ قدم کی بلندی
باقی ہی قریب ہی کہ تلواروں پر گرے جسم پرزے پرزے ہوجاے خواجہ عمرو نے تہ دل سے دعا
کی ای سامع الدعوات ای کریم کارساز ای بے نیاز حفاظت کر بچالے اس آفت ناگہانی سے
نجات دے افسوس ایسے مقام پر جان گئی لاش کون اُٹھائے گا اس مقام پُر آفت مین
کون کام آئے گا دفن و کفن بھی نہ ملے گا ای خالق کونین رب المشرقین و المغربین مین تیری
ہی مدد کا خواستگار ہون نظم

ہی مدد کا خواستگار ہون نظم	تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دائم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا	عقوبت مکن عذر خواہ آمدیم
بدرگاہ تو روسیاہ آمدیم	سپردم بتو مایۂ خویش را	تو دانی حساب کم وبیش را

خواجہ عمرو نے جو اس طرح بلک کر عرض کیا زمین کا طبقہ پھٹا بصد صولت و شوکت باغبان
قدرت پیدا ہوا نعرہ کیا ای خواجہ عمرو نہ گھبرانا غلام آپہونچا نکلتے نکلتے خواجہ کو اپنے ہاتھ پر رو کا
طائرون نے غل مچایا ارے یارو باغبان قدرت آپہونچا باغبان قدرت خواجہ عمرو
کو لیے ہوے جست کر کے چمن سے تلوارون کے نکلا خالی زمین پر آکے قائم ہوا اتنے عرصے
مین جتنے طائر تھے زمین پر گرے معلوم ہوا ساحر تھے گولے ترنج و نارنج باغبان قدرت
پر چلنے لگے باغبان قدرت نے خواجہ عمرو کو نیچے سے یہ کہکر چھوڑا کہ حضور اپنے کو بچائین
خواجہ عمرو کود کر لڑائی مین مصروف ہوے حقۂ آتش بازی نکالکر مارا ہزارہا جادوگر گوشۂ ہاے
باغ سے نکلتا چلا آتا ہی باغبان قدرت پر باغیون نے آگ برسائی خواجہ عمرو حقہ ہاے
آتشبازی مارکر گلیم اوڑھ لیتے ہین کبھی اُتار کر ظاہر ہوتے ہین باغبان کی تنہائی پر روتے
ہین باغبان پر بلوۂ عظیم ہی جتنے طائر درختون پر تھے سب انسان بنے ہین اور صدہا ہر طرف
سے چلے آتے ہین کسی نے آگ برسا دی کسی نے گولہ مارا کسی نے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارا
باغبان بیچارہ کس کس کو جواب دے زخم کاری کھائے اس ہنگامے مین عمرو دریائے سحر کو

جھیل رہا ہی جب کسی ساحر کلان کو دیکھا کہ برائے قتل باغبان چلا خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری اُس مجمع ساحران مین پتیرا بدلکر سامنے آیا للکارا ساحر پلٹا خواجہ عمرو نے تڑاق سے حباب بیہوشی مُنھ پر مارا جادوگر لہراکے گرا گرتے گرتے عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمروم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم | رنگ از رخ نجتک بد اختر بہ برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم

جادوگر زمین پر گرا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوا کبھی جست کرکے کسی کے کاندھے پر پہونچا لپٹ کر خنجر مارا سر اُسکا زمین پر گرا خواجہ کودکے پھر مخفی ہوے اسطرح ہر غول مین ہر صف مین کبھی مٹھیکر پالٹ کا ہاتھ مارا تین تین کے پانوٗن اُڑا دیے کبھی جنگی بان داغ دیا صدہا کے مُنھ جھلس گئے کبھی ظاہر ہوے کسی ساحر کا سحر چل گیا زمین نے پانوٗن تھام لیے تاک کے اُسی کو تیر مارا وہ خطا کار مرا یہ آگے ہوے بہ تعجیل گلیم اوڑھ لی جادوگر حیران ہین کہ اس بد معاش پر زور نہین چلتا برق جہندہ کا حال ہی بجلی کا روکنا ٹوکنا محال ہی اکثر زخم بھی عمرو نے کھائے ساحرون کے تیر و تفنگ بھی چل رہے ہین ناریل اُچھل رہے ہین مگر باغبان قدرت مجمع ساحران مین گھسا ہی نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہا ہی یکایک بارہ دری سے دو جادوگر تاج پہنے ہوے لباس عمدہ زیب جسم ایک نے نعرہ کیا منم غافل جادو دوسرے نے نعرہ کیا منم ہوشیار جادو غافل نے بڑھکر باغبان قدرت پر کارد سحر لگائی شانے کو توڑ کر باغبان کے پار گذری ہوشیار جادو نے خبردار کہکے برق چمکائی سر باغبان زخمی ہوا باغبان نے گھٹنے ٹیک دیے ایک ساحر مہیب بشکل عجیب قطران جادو نام اُسکو غافل و ہوشیار نے آواز دی کہ باغبان قدرت کا سر کاٹ لے اس باغی کو جلد سزا دے وہ بیحیا سحر کرتا ہوا طرف باغبان کے چلا ہرچند کہ باغبان قدرت نے گھٹنے ٹیک دیے مگر سنبھلکر پتھر اُٹھا کر سنگدلون پر مارتا ہی کسی کا سر پھٹا کسی کا مُنھ ٹوٹا یون اپنے کو بچاتا ہی مگر قطران جادو بد خو نے جھپٹ کے باغبان قدرت پر ماش کے دانے مارے اس جنس کے سحر کو باغبان نے روکا مگر بیدم ہو گیا غش آنے لگا قطران تیغہ کھینچکر طرف باغبان قدرت کے بڑھا عمرو نے دیکھا باغبان قدرت قتل ہوتا ہی گلیم سر سے اُتار کے نعرہ کیا او بیحیا کیا کرتا ہی برابر آکے کمند ماری جھٹکا دیا وہ بیحیا مُنھ کے بھل زمین پر آیا لپٹ کے خنجر مارا قطران کا شکم چاک قصہ پاک قطران کو

شجر بغض باغبان سے یہ ثمر حاصل ہوا فوراً جہنم واصل ہوا ہوشیار جادو نے دور سے
یہ دیکھا کہ عمرو نے بصد صولت و شوکت و جرأت قطران جادو کو مارا اب عمرو نے قصد کیا
گلیم اوڑھ لوں ہوشیار نے زمین سے گھبرا کے آواز دی عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین نے پاؤں تھام
لیا خواجہ عمرو نے حافظ حقیقی کا نام لیا کہا لو باغبان میں بھی بیکار ہوا سحر میں اس بیحیا کے
پھنسا اب باغبان نے بلک کے دعا کی عمرو نے آمین کہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا القدرت
باغبان قضا و قدر پھولوں کی لپٹیں آئیں ہوا کے جھونکے چلے دیکھا سب نے ملکہ بہار گلعذار
گلدستہ ہاتھ میں آڑی ترچھی بدھیاں گلے میں طرہ موتیے کا آراستہ و پیراستہ رنگین مزاج حسینان
عالم کے سر کا تاج دیکھا ملکہ بہار جادو نے کہ باغبان پڑا زمین پر تڑپ رہا ہے خواجہ بیکار
ساحران غدار دونوں کو قتل کیا چاہتے ہیں بہار نے نعرہ کر کے گلدستہ مارا پھول برسے
ایک پھول عمرو پر گرا عمرو تو خوشی سے پھول گیا سرو قد میں طاقت نرگس چشم میں بصارت یہ
رنگ دیکھتے ہی اٹھکر گلیم اوڑھ لی ساحر جھومنے لگے ملکہ بہار زمین پر آئی گلشن سحر کو رونق دی
اسی طرح دو تین گلدستے مارے بہار نے باغبان کی دستگیری کی تمام ساحر مست ہو کے گلچینی
گلشن حسن بہار کرنے لگے غافل و ہوشیار نے دیکھا کہ بہار نے آتے ہی رنگ اپنا جما لیا چمن
جوہر شمشیر پر خزان آئی یعنی تلوار کے چمن نیزہ و تیر کے گلشن بہار نے آتش قہر و غضب سے
جلا دیے کئی ہزار ساحر گلے کاٹ کر مر گئے غافل و ہوشیار نے بڑھکر سحر کیے گل عارض بہار
مرجھایا یعنی سر زخمی ہوا قطرے خون کے روے انور پر قریب تھا کہ بہار لڑکھڑا کر گرے زمین شق ہوئی
رعد جادو نعرے کرتا ہوا نکلا کانوں پر ہاتھ رکھکر آواز دی منم رعد جادو کئی سو ساحر چرخ کھا کے
گرے سر پھٹ گئے برق چمک کر آسمان سے گری کئی ہزار کے سر اڑا دیے رعد گرجنے لگا برق
چمکی خون کی ندی بہا دی مگر غافل و ہوشیار رعد و برق پر سحر کر رہے ہیں جب دونوں ملعون
ٹھہرتے ہیں سحر پڑھتے ہیں زمین ہلا دیتے ہیں رعد و برق و باغبان قدرت پر انتہا کا
بلوہ ہے ہزاروں کو مارا مگر مجمع ساحران کم نہیں ہوتا یکایک آسمان پر برق کلان چمکی نعرہ ہوا منم
ملکہ برق لامع غافل بڑھا ہوا چاروں پر سحر کر رہا تھا برق لامع چمک کر غافل جادو پر
گری اس بیحیا کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من غافل جادو بود دیوارین باغ

کی تھرا اینٹین مکان جلنے لگے ہوشیار جادو خبردار ہوا کہ بھائی مارا گیا بازو ٹوٹا بدحواس ہو کے
طرف برق لامع کے چلا برق لامع چمک چمک کے گرنے لگی ہوشیار دیکھ رہا ہی کہ کسی مقام
پر برق لامع جیسے ذرا بھی تھمے تو مین سحر کرون بھائی کے غم مین رو رہا ہی برق لامع ایک
ایک صف کو کاٹ کر ایک نخل کے سائے کے نیچے رُکی تھی کہ ہوشیار جادو نے خبردار
باش کہکے ایک ترنج سبز کھینچ مارا برق لامع نے اُنگلی کے اشارے سے اُس تیرہ بخت
کے ترنج سبز کو کاٹا ترنج کٹا اُسمین سے کارد نکلکر شانے پر پڑی برق لامع بھی زخمی ہوئی اُسکے
قوت بازو کو مارا اسکا شانہ بھی نشانہ ہوا کون دستگیری کرے ہیہات کہکے پھر چمکی مگر جسم مین رعشہ
پایا دیکھا کہ مخمور سُرخ چشم بھی پہونچی شریک جنگ ہوئی ہوشیار سب کو جواب دے رہا ہی
بھائی کے غم سے بدحواس چہرہ اُداس لیکن زبان کا اپنی خون لیکر جسپر خون مارتا ہی قطرۂ خون
چنگاری بنکر جسم پر پڑتا ہی آتش سوزان کی تاثیر پیدا کرتا ہی ساتھ والون کو صدا دے رہا ہی یارون
یہ چند کس مین بیکس و بے بس ہین بلوہ کرو اب امان نہ پائین برادر غافل کے غم سے بیقرار ہون
تمام کہ ہوشیار ہون اسقدر ساحرون کا جماؤ ہی تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہی ان سرداران مذکور
نے لاشون کے انبار لگا دیے کشتون کے ڈھیر مگر سحر سے ہوشیار کے اندھیرا خواجہ عمرو کبھی
ظاہر کبھی مخفی لڑائی سے منھ نہین موڑتے جس ساحر کو پا جاتے ہین تیر و تفنگ سے قتل کرتے ہین
باغبان قدرت و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سُرخ چشم و برق لامع و رعد و برق دریاے خون
مین غرق جنگ مین مصروف ہین قریب ہی کہ بلوے مین گرفتار ہو جائین بیقرار ہو کر سب نے
دعا کی ای ستار و غفار ان نابکارون کے ہاتھ سے بچالے خواجہ عمرو نے بھی تڑپ کر کہا ای

رحیم و کریم ای سمیع و علیم	تو ہادی کریمی و رحیمی و غفور	دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم
خداوندا تو میدانی کہ بد کردم بنادانی	ز دست مکر شیطانی مرا ہشیار یا اللہ	نہ طاعت را سزاوارم نہ شخصے کہ نیک کردارم
امید رحم تو دارم توئی ستار یا اللہ	از دست بیقرارم فریادرس الٰہی	جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی
سلطانی وزیری خلاق بے نظیری	چون دست من بگیری فریادرس الٰہی	دعاے خواجہ قبول ہوئی سعادت

حصول ہوئی آسمان پر گئے ابر گلنار پیدا ہوا دیکھا ابر شق ہوا دل ابر سے چودھوین رات
کا چاند جسکے سامنے خورشید عالمتاب ماند چرخ مارتا ہوا ظاہر ہوا ہوشیار پہچانا نہ ماہر ہوا

کہ یہ کیا اسرار ہی عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ بُران ماہ رخسار ہی کڑاکے کی آواز آئی چاند کے دو ٹکڑے ہوے زمین پر گری ساحرون کے جسم مین آگ لگ گئی نور ماہ نے ناریون کو جلایا سیہ بختون کا ستارہ گردش مین آیا نعرۂ بُران بہ افسونگری نامور ذی وقار * منم دختر کوکب نامدار *

زمین پر آتے آتے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اُس گوہر صدف دریاے خوبی نے لشکر ہوشیار جادو پر کھینچ مارا موتی شکست ہوے کئی ہزار ساحر زبردست پست ہوے نیمچہ نیام انتقام سے کھینچا وہ دریا دل ساحرون پر برس پڑی جوش قہر و غضب مین کفار پر جا پڑی ندی خون کی بہی اب رعد و برق وغیرہ کو بھی مہلت ہوئی جم کر لڑنے لگے برق لامع بھی کڑکی ملکہ بہار نے مہلت پائی سحر کے گل کھلائے ہزار ہا ساحر دیوانے ہو کر سر پھوڑنے لگے کوئی تڑپا کوئی کڑکا کسی پر مخمور جا پڑی کہین برق لامع گری خرمن ہستی کافران جلا کے اُٹھی لنکے سحر کی عملداری مٹی مگر ملکہ بُران شمشیر زن صف شکن سحر و افسون مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر نیمچۂ سحر کھینچا ہوا غصے سے کف منھ مین بھرا ہوا جوہر جرأت آشکار دونون ابرو خمدار کھنچی ہوئی تلوار اشارون کی کٹاریان مژگان کے تیر سب چمن مین چل رہے ہین کوئی پامال کوئی غربال صفون کو درہم برہم کر کے قریب ہوشیار پہونچی آواز دی او ہوشیار جادو ہمارے سحر سے غافل ہی علم فسونگری سے جاہل ہی آنکھ چار کر ہمیر وار کر ہوشیار جادو پلٹا ملکہ بُران پر سحر کرنے لگا کئی گولے مارے بد معاش نے ماش کے دانے پھینکے رائی کے دانون کا کیا شمار ملکہ بُران سحر اس بیحیا کے دفع کرتی ہوئی بڑھی و مردانگی لڑتی بھڑتی قریب ہوشیار پہونچی اُس بیحیا نے تلوار کا وار کیا ملکہ بُران نے سپر سحر پر روکا اختر مروارید جوڑے سے نکالا خبردار خبردار کہکے ہوشیار پر کھینچ مارا سینۂ پُر کینہ پر پڑا اتوڑ کر پشت کو پار نکل گیا لڑکھڑا کر زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا بعد سنگ باری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من ہوشیار جادو بود ساحرون کے جی چھوٹ گئے چاہا فرار پر قرار کرین باغبان و بہار نے آواز دی یہ بیحیا نکلنے نہ پائین اگر بھاگ جائینگے افراسیاب نابکار کو خبر یہان کی پہونچائینگے رعد و برق و برق لامع و مخمور نے چہار جانب سے گھیرا جادوگرون کو نکلنا مشکل کر دیا تا بہ شام سب ساحران بد انجام واصل جہنم ہوے سرداران مذکور فتح کر کے بارہ دری مین آئے

خواجہ عمرو بھی ظاہر ہوے مگر سب صاحب زخمی ہین باغبان قدرت نے بارہ دری مین بیٹھنے کا سامان کیا خواجہ عمرو قصر عالی دیکھکر بیچین ہوے کہا مین دیکھون کیا کیا آراستگی ہی یہ دونون ساحران جلیل تھے افراسیاب کے بڑے کفیل تھے جس مقام کو مقفل دیکھا سوہن سے قفل کاٹا اندر جاکر جال مار امال اسباب جو پایا اُٹھاکر نذر زنبیل کیا ہنستے ہوے باہر تشریف لائے فرمایا ای باغبان قدرت یہان تو خزانے مین ایک حبہ نہین ہی کمبیا یہ بیچیا خسیس تھا بالکل خبیث تھا سب مکانون مین ڈھونڈھا نقد ٹکا نہ نکلا ایک مکان مین دو مٹکے مٹی کے رکھے تھے جھنجھی کوڑیون سے بھرے تھے اُنکو مین نے حوض مین پھینک دیا جھنجھی کوڑیان کیا ہوتین باغبان نے کہا غافل وہوشیار یہان کے بادشاہ تھے اس زمانے مین بہت تباہ تھے آپ مکانون مین کیون جاتے ہین ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین خواجہ عمرو اُسی مقام پر بیٹھ گئے کہا اب مین کہین نہ جاؤنگا تمھارے پاس بیٹھا ہون باغبان قدرت نے سب کے زخمون مین ٹانکے دیے خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکالکر مرہم دیا سب کے پٹیان مرہم کی چڑھائین اب سب سردار مع ملکہ بُران نامدار و خواجہ عمرو عیار باطمینان بیٹھے باغبان قدرت نے کہا خواجہ حاکم طلسمات عالم نے بڑے مقام عجائب وغرائب کو اپنی قدرت سے فتح کرایا ای شہنشاہ اقلیم عیاری یہ امید نہ تھی کہ ان دونون بیچیاؤن پر ہم غالب آئینگے ان ایسے ساحران نامی پر فتح پائینگے پہلے تو یہی تردد تھا کہ آپ کیونکر باغ مین ان باغیون کے پہونچینگے مگر ماشاء اللہ بخدا کیا کام کیا بڑا نام کیا ابھی آپ کو بڑی مصیبتین اُٹھانی ہین فکر مین لوح کی چلتے ہین اس راہ پر خطر مین فرشتون کے پر جلتے ہین آپ نے جو کام کیا یہ عہدۂ طلسم کشا تھا خواجہ عمرو نے سر جھکالیا کہا ای باغبان قدرت اُسکی قوت و توانائی پر نازان ہون بندۂ حقیر رب دوجہان ہون اب باغبان قدرت و ملکہ مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار و ملکہ بُران شمشیر زن صلاح کرنے مین مصروف ہوے خواجہ سے کہا آپ آرام فرمائیے شب بھر ابھی باغ غافل وہوشیار مین بسر کیجیے ناگاہ شہنشاہ فلک اول نے شکست کھائی مع فوج ثابت وسیارگان حصن حصین مغرب مین جاکر روپوش ہوا اشعار در توصیف صبح لاعلم

چو شاہنشہ روم لشکر کشید | سپہدار مغرب الم بر کشید
گل سرخ بشگفت ازین سبز باغ

ز طاؤس زرین بون گشت زاغ	چو بر تخت مینا نشست آفتاب	سرِ نازنینان بر آمد ز خواب

بوقت سحر سرداران مذکور خواب سے بیدار ہوے کمرین باندھکر رہروی پر آمادہ ہوے خواجہ
عمرو سے باغبان قدرت نے کہا بسم اللہ پروردگار نے اس منزل پُرہول سے بفتح و فیروزی
نجات دی بسم اللہ تشریف لے چلیے ہر شخص الگ الگ رہروی مین مصروف ہو یہ تو بخوبی
ظاہر ہی ہمارے ہاتھ سے کوئی باغی بچکر نکلنے نہین پاتا شاید افراسیاب خانہ خراب کتاب
سامری دیکھے ہمارے حال سے آگاہ ہو جاے یا تعاقب کرے تو سب کو ایک مقام پر
نہ پائے گیی کوس پر ایک باغ ملیگا وہین چلکر ٹھہریے ہم بھی حاضر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے
بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے نشان پر باغ کے چلے خواجہ عمرو کے بعد رعد و برق وغیرہ
الگ الگ سب اُسی جانب روانہ ہوئے اول خواجہ عمرو بن امیہ ضمری باغ غافل
و ہوشیار سے جو نکلے صحرا دلچسپ نظر آیا ہر جانب گلہاے خودرو طائران خوش آواز
چشمہاے صاف و شفاف ہوا معتدل تماشا دیکھتے ہوے جاتے ہین کسی قدر راستہ طی کیا ہی دیکھا
ایک چہار دیواری سنگ مرمر سفید کی اُسپر کارگزاران چابکدست نے منبت کاری کی ہی گلشن
جنان کا نمونہ دیکھنے مین حُسن دونا پھاٹک عظیم الشان مثل دیدۂ مشتاقان کھلا ہوا عمرو سوچا
یقین ہی کہ باغبان قدرت نے اسی باغ کا وعدہ کیا ہو بسم اللہ کہکر اندر باغ کے قدم رکھا
لپٹین پھولون کی آئین صبا نے عطر مجموعہ پیش کیا دماغ جان معطر و معنبر ہوا اجوانان چمن خوش ادا
ہر گل کا جوبن نرالا دایہ بہار کو طفلان غنچے کی پرورش کرنے کی تلاش زمین مشک آگین ہوا

عطر پاش ابیات قمر	چمن تازہ مین ہی تازہ خیال	جھومتا ہی قلم برنگ نہال
کر رہا ہی عجیب گلریزی	کیا بھلی لگتی ہی سبک خیزی	حرف یون بن رہے ہین کاغذ پر
جیسے ٹپکے شجر سے پختہ ثمر	جابجا یہ صبا پکار آئی	چمن نظم مین بہار آئی
رنگ دکھلا رہی ہی طبع قمر	گل تازہ کھلے ہین کاغذ پر	حرف ہین یا کہ پھول نورستہ
نقطے ہین غنچہ ہاے سربستہ	اُس چمن مین ہوا ہی آج گذر	جو کہ باغ ارم سے ہی بہتر
کی نظر جس طرف کو باغ مین جا	دیکھی اک شان باغبان قضا	ہین شگفتہ وہ رنگ رنگ کے پھول
جس سے ہون شاد قلب ہاے ملول	ہی کسی جا پہ بیلا البیلا	کہین سنبل کے سر پہ ہی سیلا

کھل رہی ہی چنبیلی ایک طرف
جس سے پامال ہو دل خوشرو
کسی جا پر اکڑتا ہی شمشاد
پھرتی ہی ہر طرف کو البیلی
کیا کہون حسن سبزۂ رخسار
اس چمن مین بسی ہی کیا بو ہی
تاک انگور پر وہ طرفہ بہار
میکشون کو نوید دیتے ہین
پر ہین مشتاق سبز باغ بڑے
صورتِ نخل شمع خود سیراب
اک طرف کو ہی لطف ریحان پر
کہین بلبل کی لحن داؤدی
عندلیبون کا شاخ گل پہ ہجوم
چشم نرگس کو انتظار رہی آج
آئے گا کیا کوئی صنوبر قد
کسی گلرو کا انتظار رہی آج

کہین نسرین و نسترن کی صف
کہین نرگس اشارے کرتی ہی
رنج و اندوہ و غم سے ہی آزاد
گل لالہ عقیق زرد کا تھا
ہر طرف فرش مخمل زنگار
ہم بھی باشندگان گلشن ہین
جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
سرو آراستہ ہی دوش بدوش
دیکھ لو ایک پانون سے ہین کھڑے
داغ لالے مین بسکہ پیدا ہی
سبزۂ خط یار سے بہتر
کیا گل اشرفی کا کیجے بیان
اس غزل کی پڑی ہوئی ہی دھوم
پا بہ زنجیر موج ایسی کیون
قمریون کا نگر شکار رہی آج
ای قمر باغ کی صفت جو لکھی

ہی کسی جا گل حنا کی بو
شوق مین دید گل کے مرتی ہی
کر رہی ہی نسیم اٹکھیلی
عاشقون کو سبب وہ درد کا تھا
بولی سوسن جو ہین کھلی جو ہی
سب پر اسرار گل چمن کے دہن ہین
خوشے جھونکے ہوا سے لیتے ہین
شکل مینائے سبز پر مدہوش
نہین کوئی درخت طالب آب
حسن اور عشق سب ہویدا ہی
کہین گلشن مین نخل داؤدی
ہی لٹاتا چمن مین اشرفیان
گویا باغ مین آمد بہار رہی آج
باغ مین سرو جوئبار رہی آج
چشم نرگس جو وا ہی گلشن مین
گلشن نظم پر بہار رہی آج

خواجہ عمرو نے جو اُس باغ مین گل و لالہ پر نگاہ کی بے اختیار غنچہ دہن نے واہ کی ہواے باغ دماغ مین بھری بند قبا کھولدیے خرامان خرامان روش پٹری کو طے کرتے بڑھے دیکھا گوشۂ باغ سے ایک باغبان بچی ماہ پارہ گلعذار سرو قد غنچہ دہن یاسمین بیکر خوش منظر جسم مین پھولونکا زیور اٹکھیلیون سے چال چلتی ہوئی ہاتھ مین سونے کا بیلچہ زربفت کا لہنگا گلنار ڈوپٹہ اسپر دولائی آب روان کی آستینون دار کرتی وہ کرتی ٹھنسی ٹھنسی خوبصورت نیک سیرت کبک رفتار شیرین گفتار مثل ماہ تابان سامنے سے نمایان ہوئی خواجہ عمرو کی نگاہ اُس عاشق کش کے جمال پر پڑی چھری نگاہ کی دل محبت منزل مین گڑی اُس عالمتاب سپہر حسن کو دیکھکر پسینہ آیا

کلیجہ بھر آیا دل کو اضطراب جان بیتاب آنکھین مشتاق جمال خواہش کو آرزوے وصال بیساختہ آہ کی کلیجہ تھام لیا حافظ حقیقی کا نام لیا وہ شوخ چشم شرما کر ایک جانب چلی خواجہ عمرو دیوانہ وار مضطرب بیقرار سایہ سان اُسکے ساتھ ایک نخل کے سائے مین جا کر وہ شمشاد قد ٹھہری خواجہ بھی تڑپتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نگاہ حسرت سے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے وہ غنچہ دہن مسکرا کر روش پٹری درست کرنے لگی زرد پتے اُٹھا کر کنارے رکھتی تھی کبھی روشون پر دست نازنین سے بیلچہ کاری بعشوہ و ناز کبھی خرامان مثل طاؤس طناز جب بصورت ہمزاد اُس پریزاد کے عقب مین عرصہ دراز تک پھرے کبھی لڑکھڑا کر گرے اپنے کو عصاے آہ ٹیک کر تھاما مگر سنبھلنا دشوار دل بیقرار جب دل خانہ خراب نہ سنبھلا دریاے محبت نے جوش مارا موجہاے غم کی طغیانی قریب تھا کشتی حیات طوفانی ہو سامنے جا کر دست بستہ کھڑے ہوے رعب حسن و جمال سے کچھ کہہ نہ سکے اُس آئینہ رخسار نے بصفائی قلب پوچھا کیون ای شخص کیا صورت ہی کیون دمبدم ترقی حسرت ہی مجھسے کیا چاہتا ہی کون مانع ہی خواجہ عمرو نے گڑگڑا کر کہا ای سرو چمن خوبی و ای رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی تیرے گل عارض کا بلبل ہون اب تاب صبر و ضبط باقی نہین قریب ہی کہ طائر روح قفس جسم سے پرواز کرے **غزل زیب النسا مخفی**

سخت دشوارست گفتن معنی ناگفتہ را — سوزن الماس باید گوہر ناسفتہ را
میکند گر نالہ بلبل در چمن عیشش مکن — سیر گلشن نشگفاند خاطر آشفتہ را
پنجہ ہمت نگیرد دامن یاس امید — چون زلیخا گر بہ چنگ آریم عمر رفتہ را
عمر شد صرف شمار روز عمر ای بیخبر — چند چون طفلان نگہداری حساب ہفتہ را
مخفیا اشکے ز چشم ترک بیحاصل بود — گرد ہد جاروب مژگان خانقاہ رفتہ را
دیگر کسی صورت تو دلکو شاد کرنا — ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا
دعائین دینگے چھٹکر قیدی زلف — جہانتک ہو سکے آزاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ — نہ مجھپر رحم او جلاد کرنا
مسیحائی دکھانا بعد مردن — جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
اُڑادو خاک میری ٹھوکرون سے — اگر منظور ہی برباد کرنا
ادب سیکھے نہین ہین نو گرفتار — بتا کر قاعدے بیداد کرنا
مزا اٹھاے لبسی کی گالیون مین — اُسی بھولے سبق کو یاد کرنا
جنازہ اُٹھ سکے میرا تو تم بھی — اداے رسم مبارکباد کرنا

اُس باہوش نے مسکرا کر جواب دیا ای شخص تو یہ ہم سے کیسی باتین کرتا ہی نہ جان نہ پہچان نہ دیکھا نہ بھالا مسافرانہ تو یہان آیا

اپنا عشق جتاتا ہی ہرچند کہ طریقہ دنیا کا یہی ہی خلاق زمین وزمان نے مرد واسطے عورت کے مقرر فرمایا ہی عقد ومناکحت کی تاکید کی ہی مگر عقل سے بعید ہی غیر کف سے اتفاق نہین ہوتا میرا پیشہ بخوبی ظاہر ہوا کہ مین باغبان بچی ہون تو قوم شریف سے معلوم ہوتا ہی بس ہمارے اہل برادری ماں باپ کیونکر قبول کرینگے لیکن تیری بیقراری نے ہوش اُڑا دیے باغبان ازل سے خوف آتا ہی قلب تھراتا ہی ایسا نہو کہ گلشن حُسن مین خزان آجاے مخالف برباد کرے اگر اپنے کو قوم باغبان سے قرار دے کمال کو اس پیشے کے حاصل کر کیا عجب ہی کہ اہالیان برادری قبول کرین خواجہ عمرو گھبرا کر قدمون پر گر پڑا رونے لگا کہا مجھے نقش پا تیرا تاج شاہی سے بہتر ہی غلامی مین فخر سراسر ہی جس خدمت کو حکم ہو آنکھون سے بجالاؤن اگر چھری گلے پر پھرے گردن نہ ہلاؤن اُسنے کھرپی عمرو کے ہاتھ مین دی کہ ای شخص کاروبار مین مصروف ہو جب اور باغبان آئین قوم پوچھین اپنے کو باغبان بتانا شرافت ونجابت کو چھپانا جب چندون مین بخوبی سب اہالیان برادری تیرے حال سے ماہر ہونگے اُسوقت ہمارے والدین سے شادی کی خواہش کرنا مگر درخت مین پیوند لگانا روش پٹری درست کرنا حاصل کرو چودھری بروقت نسبت امتحان لینگے اگر امتحان مین خام رہے چودھری قبول نہ کرے گا آیندہ ای شخص تجھے اختیار ہی تیرے عجز وانکسار پر رحم آتا ہی خواجہ عمرو نے کہا ای گل گلشن مہر ووفا ای رنگ وبوے چمن حلم وحیا مین بہت جلد ان کمالات کو حاصل کرونگا وہ باغبان بچی تعلیم کررہی ہی خواجہ عمرو کھرپی لیے ہاتھ مین سایہ سان اُسکے ساتھ پھر رہے ہین لباس پر گرد وغبار پڑا ہوا کبھی زمین کھودتے ہین شاخین تراش کر پیوند لگاتے ہین کبھی فرماتے ہین دیکھو صاحب یہ پیوند لائق ملاحظہ ہین وہ مسکرا کر جواب دیتی ہی ای شخص یہ علم دریا ہی خواجہ اس حال مین ہین مگر رعد جادو جو باغ غافل وہوشیار سے چلا تھا وہ بھی اسی باغ مین مثل بو کے داخل ہوا سیر گل ولالہ دیکھتا ہوا ایک نخل کے سائے مین وہ نہال حدیقۂ افسونگری ٹھہرا کہ ایک گوشے سے معشوقہ سہی قد ماہ رخسار سیمین عذار گل پیرہن نازک بدن غنچہ دہن رشک گلشن خرامان خرامان مثل خورشید درخشان نمایان ہوئی رعد کی نگاہ اُس مایۂ حسن وناز پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی ہوش باختہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ رنگ رو متغیر بیتاب ومضطر ہوا کلیجہ تھام لیا

رعب حُسن وجمال سے تھرایا لڑکھڑایا بے اختیار پکار اُٹھا مطلع نکالون کس طرح سینے سے اپنے تیر جانان کو* نہ پیکان دل کو چھوڑے ہی نہ دل چھوڑے ہی پیکان کو* مطلع پھرا دیا جلوے نے ترے چشم صنم کو* چکرا دیا غمزے نے ترے طوف حرم کو* **غزل زیب النسا بیگم مخفی**

ریخت بر خاک مذلت لیک آبروے ما	آبروے خود نیابد رنگ بر روے ما	گر بفرق ما نہند صد کوہ محنت روزگار
چین پیشانی نہ بیند گوشۂ ابروے ما	پنجۂ غم سال ما شد پنجۂ صبرم شتاب	رستم وقت خود است این قوت بازوے ما
از براے خاطر آزاری فلک تا کی توان	اینقدر سرگشتہ در عالم الجبت وجوے ما	بھر بوے پیرہن چشم تمنا شد سفید
آخرش ای ماہ نو بگرہ نظر کن سوے ما	دل ضعیف غم قوی تنہا درین عشر تسلا	واے گر مخفی نبود ے ہم نہر انوے ما
دیگر ہوتا کا شوق ہے دل دوستدار ہو جائے	مری طرف مرا پروردگار ہو جائے	کبھی جگر کو بھی ای درد عشق دے توفیق
شریک حال دل بیقرار ہو جائے	نہان تو دلمین ہوئی ہی کسیکی حسرت دید	جو آنکھ سے نکہین آشکار ہو جائے
ابھی اُٹھاتے ہین میرا جنازہ کیون احباب	وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے	بغل مین میری ہے یا اُسی کے پہلو مین
کسیکا تو دل بے اعتبار ہو جائے	کمال عاشق کامل یہی ہی کہ ملتے ہی آنکھ	جلال وہ بُت بیگانہ یار ہو جائے

رعد جادو نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے تاب نہ آئی غش کھا کے زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپا اُس آفت جان شہنشاہ خوبان نے جو اس شیر بیشۂ جرأت کو زمین پر تڑپتے دیکھا غوبت پر اُسکی رحم آیا فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا بوے زلف معنبر دماغ مین پہونچائی عاشق زار کی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی آنکھ کھولدی گھبرا کے اُٹھ بیٹھا بحسرت و یاس سراپا کو دیکھنے لگا مگر آنکھون سے آنسو جاری مُنھ سے کچھ نہین بولتا اب اُس آفت روزگار نے غنچۂ دہن وا کیا کلام رنگین مُنھ سے نکالا پوچھا کیون ای جوان تجکو یکایک کیا ہوا کیون غش کھا کے گرا رعد جادو اور زیادہ تڑپا بے اختیار ہو گیا کچھ کہہ نہ سکتا تھا آئینۂ رخسار پر نگاہ تھی مثل تصویر سکتا تھا ڈوپٹے سے اُسنے اشک پاک کیے کلمات تسکین زبان معجز بیان سے کہے تب رعد نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ تیرا عاشق زار ہون نرگس بیمار کا بیمار ہون ای مسیحاے زمان مسیحائی فرمائیے اب زندگی دشوار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی یہ سُنکر وہ شہنشاہ حسن و ناز بصد غمزہ و انداز مسکرائی کہا ای تاجدار والا قدر ای افسر افسران ای پہلوان دوران یہ بھی تو سمجھا ہین کون غریب باغبان بچی ہون ای شخص تو شاہزادہ کامگار جلیل مین قوم کی باغبان بچی ذلیل بھلا یہ پیوند ممکن ہی میرے لیے لیاقت شہی

حقارت اپنے دل کو سنبھال آبرو ریزی کے کلمات اپنی زبان سے نہ نکال اپنے دوست احباب کی نظر سے گر جائیگا بہادر جری صاحبان سطوت و لیاقت تجکو کیا کہینگے مین اپنی برادری مین بدنام تیرا بد انجام رعد نے کہا تیرا نقش قدم تاج شاہان ہفت اقلیم سے بہتر یہ ذلت عزت ہی اس نامردی مین شوکت ہی دل پر اختیار نہین کسی کا تابعدار نہین جو ذلیل سمجھے گا نہ ملے گا یہ سُنکر اُس نازنین نے سر جھکا لیا کہا ای شخص یہ بڑی مشکل ہی علاوہ لیاقت کے نوجوان رعنا زیبا چہرے سے جرأت ٹپکتی پیدا تیری نسبت میرے واسطے فخر و افتخار ہی مگر والدین کی بدنامی برادری والے حقہ پانی بند کرینگے شادی غمی موقوف والدین کو داغ ہوگا عمر بھر ہمکو غم سے نہ فراغ ہوگا کیسا غضب ہی باغبان بچی کوئی نہ کہیگا شاہزادی کہنے والے کہینگے ہم جواب حجاب سے نہ دینگے پس دلکو اپنے سمجھا کر گھر کا راستہ لے ہمکو بھی تیری یاد رہیگی شب ہجر ستائیگی یہ خوشامد منت تیری یاد آئیگی ایک البتہ صورت ہی پیشۂ باغبانی اختیار کر جو پوچھے اُسکو جواب دے غریب الوطن حیران و پریشان ہون قوم کا باغبان ہون رعد نے کہا مجکو سب کچھ منظور ہی یہ پیشہ سلطنت سے بہتر ہی اُس باغبان بچی نے رعد کے ہاتھ مین بیلچہ دیا کہا یہ اسباب جہالت دور کیجیے خود و زرہ اُتار کے ایک گوشے مین رکھدیجیے رعد باغ باغ ہوگیا مثل گل کے شگفتہ ہوا سلطنت کونین ہاتھ آئی کہا ای جان جہان کیا تدبیر معقول بتائی فوراً خود و زرہ اُتار کے نیچے نخل پر رکھدیا بیلچہ ہاتھ مین لیا گلکاری مین بخاکساری مصروف ہوا اسی باغبان بچی کے ساتھ پھرنے لگا مگر ملکہ بُران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر صبا کو طی کر کے مثل بہار اس باغ جنت نظیر مین تشریف لائین گلگشت مین مصروف ہوئین سامنے ایک باغبان بچی نہایت حسین بھولی بھولی صورت کمسن عمدہ لہنگا ڈوپٹہ زعفرانی خرامان خرامان سامنے آئی ملکہ بُران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو سلام کیا ملکہ بُران شمشیر زن نے مسکرا کر کہا بوا کیون کیا نام ہی اُسنے شرما کے سر جھکا کے جواب دیا لونڈی کو گل پیرہن کہتے ہین اسی باغ ہمیشہ بہار مین ہم بھی رہتے ہین ملکہ بُران شمشیر زن نے کہا بوا ہمین تم سے قلبی محبت ہوئی جی چاہتا ہی تم سے بہنا پا کرین ڈوپٹہ بدلین اُسنے دست بستہ عرض کی مین باغبان بچہ آپ شاہزادی میری مجال ہی کہ آپ سے ڈوپٹہ بدلون لونڈی ہو کر آپ کو بہن کہون ملکہ بُران نے کہا ہماری یہی خوشی ہی تمکو منھ بولی بہن بنائین تخت پر اپنے برابر بٹھائین اُسنے کہا حضور یہ

ناممکن ہی ہم برادری کو نہین چھوڑ سکتے اگر ہم سے محبت ہی تو ہمارے پیشے کو اختیار کیجیے یہ سونٹی
کھرپی ہاتھ مین لیجیے ملکہ بُرّان شمشیر زن نے کہا ہمین بدل وجان منظور ہی یہ کہکر اپنا دوپٹہ اُسکو
اُڑھادیا اُسکا دوپٹہ آپ اُوڑھا کھرپی ہاتھ مین لیکر اُسکے ساتھ پھرنے لگین اسی طرح ملکہ بہار جادو
بھی آئین یہی سانحہ ملکہ بہار گلعذار پر بھی گذرا برق لامع و برق اسی طرح اس باغ مین آئین
بلا مین پھنسین ملکہ مخمور سُرخ چشم بھی آکر اس باغ مین گلچین ہوئین بعد سب کے باغبان قدرت
اس باغ جنت نظیر مین آیا خواجہ عمرو ایسا عیار ایک باغبان بچی کے عشق مین مبتلا ایک پر رعد
ایسا جوان شیدا ایک کی محبت مین ملکہ بُرّان مبہوت بہار و مخمور و برق و برق لامع نے
باغبان بچیون سے بہنا یا کیے ڈوپٹے بدلے ہین ساتھ ساتھ اُنکے اس رنگ سے پھر رہی
ہین یہ حال دیکھکر عرصہ دراز تک ہنسا پھر مثل برق تڑپا باغ کو بہ نگاہ حسرت دیکھا ایک ایک
نخل سے لپٹ لپٹ کر رویا اشک حسرت پاک کر کے خواجہ عمرو کو آواز دی ای شہنشاہ عیاران
میرے پاس تشریف لائیے کچھ عرض کرنا ہی کہا معشوقہ گل رخسار کے ساتھ ہین اس صنوبر قد کے
ہم پر احسان ہین ہم تو قوم کے باغبان ہین باغبان نے کہا مین اس سہی قد کے ساتھ آپکی
شادی کرونگا ای رعد تم آؤ تمھاری بھی خانہ آبادی کرونگا یہ سنکر عمرو رعد وغیرہ قریب باغبان آئے
گروہ باغبان بچیان حیران و پریشان چہرون پر ہوائیان لرزان ترسان ہاتھ باندھے ہوے
سامنے باغبان کے آئین کہا ای شہنشاہ کس حسن سے ہمنے اپنا کام کیا حضور کو کچھ پسند آیا کیسا
نام کیا دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر عمرو ایسا عیار صاحب تقریر و تدبیر ارسطو فطرت لقمان
حکمت مرد زیرک جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسا دانا دام مین پھنسا ہی مبہوت ہو رہا ہی
ان سبکا یہی حال ہی اب قتل کرنا بہت آسان ہی اگر جان بخشی کیجیے آپ کا احسان ہی باغبان
نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا تمھارا کیا کہنا تم لوگ ایسے ہی کامل ہو مگر دنیا مقام عبرت ہی ہر شی
کے لیے فنا ہی باغبان قضا و قدر کو بقا ہی گل و گلشن کی بھی بے ثباتی عیان ہی آج بہار کل خزان ہی

مخمس

دور ایام اگر شرم و حجابے دارد
فلک از ابر بر خسارہ نقابے دارد
بخت سیراب نگاہان مے خوابے دارد
آنکہ از سنبل او غالیہ تابے دارد
باز باد دل شدگان ناز و عتابے دارد

ہر بلا ہی سر عشاق پر آوردۂ زلف	ظلمت شب جسے کہتے ہین سو پروردۂ زلف
روز کس کس کی یہ تقیین آہ سیہ کردۂ زلف	ماہ و خورشید نمایش زپس پردۂ زلف
آفتابیست کہ در پیش سحابے دارد	
گرچہ ہر بوسے پہ ہم کرتے ہین سو جان نثار	پر ہمین زندگی تازہ ملی ہی ہر بار
جان لیجاوے اجل تو بھی ہی مرنا دشوار	آب حیوان اگر آنست کہ دارد لب یار
روشن ست اینکہ خضر بہرہ سرابے دارد	
جستجو مین تری ہر سو ہی روان سیل سرشک	دیکھتی ہی ترے پانون کے نشان سیل سرشک
تو جہان جاے ہی پہونچے ہی وہان سیل سرشک	چشم من گرد بہر گوشہ روان سیل سرشک
تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد	
زندگانی سے ہون بیزار جدائی مین اشد	شاد ہوتا ہون جب احوال نظر آتے ہین مد
ہون تو بیجرم پہ تقدیر سے خوش ہون بیحد	غمزۂ شوخ تو خونم بخطا مے ریزد
فرصتش باد کہ خوش فکر صوابے دارد	
سینہ آتشکدہ ہی آہ سے جھڑتے ہین شرر	اس تپ و تاب مین آتا ہی دل افسردہ نظر
ابتک اس خام کو ہی حاجت صد داغ جگر	چشم خونریز تو دارو ز دلم قصد دگر
ترک مست ست مگر میل کبابے دارد	
لب ہلانے کا بھی باقی نہ رہا ضعف سے حال	کیا کہون سینہ مین کیسا ہی بھرا شوق وصال
دل کی دل ہی مین رہی عرض تمنا ہی محال	جان بیمار مرا نیست ز روے تو سوال
اے خوش آن خستہ کہ از دوست جوابے دارد	
ایک دشمن ہی یہ مومن کو خدا فضل کرے	سخت بدخواہ عزیزان ہی کہین جلد مرے
اس سے کہتا ہی کہ خاموش رہو دیا آہ بھرے	کہ کند سوے دل خستۂ حافظ نظرے
چشم مستت کہ بہر گوشہ خرابے دارد	

دیگر

قدمون سے ہم لگے ہوے تھے یا جدا ہوے	مہندی بھے انکے پانون کی اب نقش پا ہوے
لو جی گئے جو آکے کہا تم نے مر کہین	اچھی گھڑی کے کوسنے ہم کو دعا ہوے

شاکی ہی اک زمانہ کہ ملتے نہین کہین
پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا
مدت سے دیکھتا نہین غیرون کے ساتھ بھی
کیا خاک مین ملائیگی ارمان یاس وصل
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا
افسوس دل لگاتے ہی لیلی قضا نے جان
اپنا ہی جانتا ہی تمھین گبرہو کہ شیخ
کچھ شعر اب سناؤ اس انداز کے جلال

تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوئے
رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوئے
جو لے نکلتے تھے ادھر انکو وہ کیا ہوئے
کم ہوگیا جو ایک کبھی دس سوا ہوئے
اہل وفا تھے چند کہ وہ بیوفا ہوئے
تیری اداؤن کے بھی نہ حق سے ادا ہوئے
بت بنگئے کسی کے کسی کے خدا ہوئے
انداز قافیہ ہو ردیف اُن مین کیا ہوئے

ان اشعار کو پڑھکر باغبان عرصۂ دراز تک رویا ہر نخل وچمن کو بہ نگاہ حسرت ویاس دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا کبھی اشک حسرت بہے کبھی کلمات عبرت زبان سے کہے آخر چٹکی خاک کی اُٹھاکر سر پر معشوقہ عمرو کے ڈالدی وہ آہ کرکے چیخی دہن سے شعلہ ہاے آتش نکلے مثل سر چراغ جلنے لگی عمرو نیچہ کھینچکر باغبان قدرت پر جا پڑا کہا او باغی یہ تو نے گرما گرمی مجکو دکھائی باغبان پیچھے ہٹ گیا عمرو کا نیچہ زمین پر پڑا ہاے کہکے بیہوش ہوا اب باغبان نے اُسی طرح پر معشوقان ماہ رخسار کو خاکساری دکھائی یعنی چٹکی خاک کی ہر ایک کے سر پر ڈالی جسوقت رعد جادو کی معشوقہ جلی رعد گرجا ہاے جان جہان کہکر چاہتا تھا کہ لپٹ جاؤن مین بھی اسکے ساتھ ستی ہون مگر گر کر بیہوش ہوگیا یہی حال سب شاہزادیون کا ہوگیا کہ جلنے سے اُن باغبان بچیون کے بیہوش ہوگئین بعد عرصۂ دراز سب ہوشیار ہوے خواجہ عمرو نے کہا ای باغبان یہ کیا قیامت تھی کہ ابتک قلب پر صدمۂ عظیم ہی باغبان نے کہا ای خواجہ اسد نامدار بیشک طلسم کشا ہین اقبال مندی مین بھی یکتا ہین یہ باغ آپکے غلام کا ہی مقام لوح کا یہی راستہ ہی یہان کی ہوا کی تاثیر دیکھیے کیا قالب کا آپکے حال تھا اگر سامری جمشید اس راستے سے قصد کرتے تو یونہین دیوانہ کرکے مار ڈالتا کیا مجال تھی جو آگے قدم بڑھاتے پہلا مرحلہ غافل وہوشیار دوسری منزل کا منتظم آپکا تابعدار ملکہ بران وبہار نے باغبان کی بڑی تعریف کی بران نے کہا ای باغبان حقیقت مین آتے ہی ہوا لگی طبیعت نے اور کیفیت

پیدا کی تھی باغبان نے کہا حضور یہ مقام ہمارے بڑے بزرگون نے بڑی مشقت سے بنائے تھے تلاش لوح مین ایسی ایسی سختیان ہین جب تو افراسیاب کو اطمینان ہی جانتا ہی کہ اس راہ پُر خطر سے گذرنا ناممکن ہی مگر اقبال مند کے لیے سب آسان ہی اگر مین شریک ہوتا جن نازنینان مہ جبین نے آپ کو مبہوت کیا تھا اُنھین مین سے ایک مجکو خبر پہونچاتی مین آکر گرفتار کرتا بڑے بڑے اولوالعزم صاحبان افسون و نیرنگ اس مقام پر آکے ناچار ہوے آپکے نیاز مند کے ہاتھ سے گرفتار ہوے یہ کہکر باغبان نے ماش کے دانے ہاتھ مین لیے نخلستان پر پھینکنا شروع کیے نخل جلنے لگے ہر پھول سے شعلے نکلنے لگے تمام باغ آتش بہار ہوگیا ہر غنچہ چنگاری ہر پھول انگارا ہر نخل شجر آہ اُس باغ پُر بہار کا حال تباہ طائران نغمہ سرا کا آہ آہ کرکے اُڑنا لہرا کے آگ مین گرنا عوض زمزمہ سرائی کے پرون سے سر پیٹتے تھے باغ سے نکلنا دشوار آگ کے قصر شعلون کی دیوار ہر کنج باغ سے شورش آشکارا ہنگامۂ آتش زنی گرم تھا کہین زمین سے دھوان نکلا بعد عرصۂ دراز تمام چمن و نخل و گلشن و غنچہ و گل و در و دیوار و طاؤس و بلبل سب جلکر خاک ہوے ہو کا مقام معلوم ہوتا تھا باغبان اپنی گرم مزاجی پر روتا تھا کہا خواجہ آپ کی محبت مین اس مرحلۂ پُر بہار کو غلام نے مٹایا آج اسم بامسمیٰ ہوا گلچین و باغبان ہمیشہ سے غنچہ و گل کے دشمن ہین صیادان دام بر دوش عندلیب خوش نوا کے رہزن ہین آج شبکو اسی مقام ویران مین آرام فرمائیے صبح کو منزل مقصد کا راستہ لیجیے بہار کو بھی اس باغ کے جلنے کا نہایت ملال ہوا اب باغبان سب کو ساتھ لیکر ایک قصر کہنہ مین آیا کچھ فرش قلیل اپنے ہاتھ سے بچھایا سب صاحب بیٹھے مگر بہ نگاہ حسرت اُس مقام ویران کو دیکھ رہے ہین چشم زدن مین یہ رنگ ہو البقول جناب میر حسن صاحب مرحوم و مغفور شعر جہان رقص کرتے تھے طاؤس باغ ٭ لگے بولنے اُن منڈیرون پہ زاغ ٭ باغبان نے دستک دیکر آواز دی ایک غلام زنگی سامنے آیا باغبان نے کہا یہ سب صاحب آج تمھارے مہمان عزیز ہین کچھ سامان آب و خورش ممکن کرو غلام زنگی گیا تھوڑی دیر مین ایک خوان کسا ہوا سر پر رکھکر لایا باغبان نے اُسکو کھولا اُسمین سب طرح کا عمدہ کھانا چند گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی باغبان نے سب صاحبون کی خدمت مین حاضر کیا سب نے خاطر سے باغبان

لی کھایا سب کے دل غم سے بھرے ہوئے تھے ایسے مقام پُر فضا کا برباد ہونا باغبان کا
دمبدم رونا تڑپ تڑپ کے وہ شب بسر کی مسافر منازل آسمان سرائے مغرب مین داخل
ہوا شہنشاہ روز تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا سب صاحبون نے کمر ہمت چست
باندھی اُس مقام ویران سے مضطر و پریشان آگے بڑھے صحراے پُر فضا ملا غنچہ آرزو کھلا
دشت کی کیفیت ہوا کی برودت طائرون کی زمزمہ سرائی شاہدان گل خودرو کی زیبائی جابجا
گل ہزار رنگ کے بلبلون کے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے زیر نخل جابجا پھولون کے
انبار ہر مقام پر نئے طور کی بہار بقول سعدی

روضۃ ماؤ نہرہا سلسال	دوحۂ سجع طیرہا موزون
آن پُر از لالہ ہاے رنگارنگ	دین پُر از میوہاے گوناگون
باد در سایۂ درختانش	گسترانید فرش بوقلمون

عمرو آگے عقب مین باغبان
و ملکہ مخمور و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بہار و ملکہ بران صحراے پُر فضا ملاحظہ کرتے
ہوئے چلے آتے ہین کنارے ایک نہر کے آکر براے تفریح ٹھہرے دیکھا ہزارہا ساحر و غیر ساحر کوئی
مرکب پر کوئی پیادہ کسی جانب سے تاجر چھکڑو پر اسباب لدا ہوا گماشتے ہمراہ چلے جاتے ہین کسی جانب سے
اہالیان قریہ آگے آگے زمیندار صاحب ٹٹوے پر سوار سپر تلوار باندھے ڈھال پھینکا
درست سفر پر چست پشت پر ہزارہا گنوار دل گاڑھے کی دوہری کمر مین باندھے ہوئے
مرزائی اُتار کے کمر مین لپیٹ لی ہی گلے مین مالا ایک دانہ اورلج کا ایک سونے کا اسی دوا سطے
مرزائی اُتار ڈالی کہ دیکھنے والے مالا کیونکر دیکھین کاندھون پر لٹھ بقول شخصے گنوار کے لٹھ سخت
مُنھ پھٹ تنے ہوئے چلے جاتے ہین ایک جانب ہزارہا پاسی ننگے پیر جوتا پہننے سے بیر
نیزکمٹھا ہاتھ مین ایک جانب کانوار یعنی ہزار در ہزار کانور کاندھون پر بم بم کی آوازین بلند
ایک سے ایک پوچھتا ہوا بھائی اننہ ہزارہا برہمن ماتھون پر تلک لگائے ہوئے تہبری ہوتیان
بغل مین دبائے پوتھیان ساعت بچارون کہتے ہوئے چمر ودھے جوتے تیل مین ڈوبے ہوئے
اُسپر گرد جمی ہوئی غول کے غول غٹ کے غٹ ڈھرو بجتے ہوئے کسی جانب ہزارہا چماریان
گنگام کے لہنگے گاڑھے کی چدریان گاڑھے کی کرتیان نیلی رنگی ہوئی توال کی گوٹ پھنسی کرتی سینے
پر چھاتیون کی پوٹ ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوئے مستانیان گاتی ہوئی چلی جاتی ہین زمیندارون

کی عورتین گنواریان لہنگے گلبدن کے جھوٹا گوٹا چوڑا چوڑا اینٹھو کی دولائیان انوٹ بچھوے پانون مین جابجا درختون کی چھاؤن مین کنوین پر برہمن لوہے کا ڈول برنجی لوٹیا گول گول بیٹھا ہوا آواز دے رہا ہی بھائی مسافر وجل پیو ٹھنڈھا لوہے کے گڑے سے ڈول بج رہا ہی بھجن گا رہے ہین مسافرون کو لبھا رہے ہین کسی جانب دیہات کے جوان شوقین گلنار پگڑیان رنگین لباس خوش مزاج وضعدار طرحدار بیڑے گلے مین دبے ہوئے چالیس چالیس پچاس پچاس جوان ساتھ ہنستے ہوئے ایک کے گلے مین ڈھول اس غزل کی تانین اُڑاتی ہوئی خوشی خوشی گاتے ہوئے چلے جاتے ہین

غزل

میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
دشنام یار طبع حزین پر گران نہین
ہمساز گار طابع ناساز دیکھنا
مت رکھیو گرد نازکِ عشاق پر قدم
کرنا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا
ترک صنم بھی کم نہین سوز جہیم سے

اُڑتے ہی رنگ رخ ترا نظرونسے تھا نہان
ای ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا
بدکام کا مآل بُرا ہی جزا کے روز
پامال ہو نہ جائے سر افراز دیکھنا
میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہی غیر کو
مومن غم مآل کا آغاز دیکھنا

غیرون پہ کھُل نہ جائے کہین راز دیکھنا
اس مرغ پر شکستہ کی پرواز دیکھنا
دکھ اپنا حال زار منجم ہوا رقیب
حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا
کشتہ ہون اُسکی چشم فسونگر کا ای مسیح
بیطاقتی سرزنش ناز دیکھنا

خواجہ عمرو نے باغبان سے پوچھا ای رہبر کامل عاقل جاہل مجکو لگا کے اب کہان لیے جاتا ہی یہ سب کہان جاتے ہین کیا کہین میلا ہی ای ظالم اب بھی کوئی جھمیلا ہی مین خوب جانتا ہون جادوگرون کو اچھی طرح سے پہچانتا ہون تم سب ملازم **افراسیاب** ہو میرے پھنسانے کے لیے بیتاب ہو مین اکیلا تمھارے ساتھ ہون اگلے وقت کا بھولا آدمی سنکھیا کھلا کے مارو سوتے مین گلا گھونٹ دو آخر کہان لیے جاتے ہو اتنا بخوبی جانتا ہون کہ ملازمان **افراسیاب** آپسمین ایک ہو صاحب تدبیر بڑے نیک ہو بلکہ ہُران کی وجہ سے خائف و ترسان ہو خدا اسکو سلامت رکھے اگر میری جان لوگے یہ بھی سب کو ٹوک ٹوک کے ماریگی ایک ایک کو للکاریگی بھاگتے پھروگے اسکی وجہ سے میری جان بچی ہی ورنہ تم سب صاحبون نے ملکر مار لیا ہوتا مگر اتنا سمجھ لو کہ مرنیکے بعد برہم راکس ہونگا تمھارے سب کے سرون پر آکر کھیلونگا گھر سب کے خاک سیاہ کر دونگا اب صاف صاف بتاؤ باغبان نے گلے مین خواجہ کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای محسن ساحران شہنشاہ خنجر گزاران لوائے

شوکت صاحبقران باج ستانندہ ریش کافران ہماری جان آپ پر نثار ہی اس راہ مین مجبور
و ناچار ہین تلاش لوح مین خدا آپ کی جان بچائے منزل مقصد پر پہونچائے خدا ہمارے باطن
سے ماہر ہی حضور پر بھی ہماری جانبازی ظاہر ہی ملکہ مخمور و ملکہ بہار بھی راز دار ہین یہ منزلین
بڑی دشوار ہین سوائے اس راہ سخت و صعب کے اور کوئی راستہ نہین قلب کانپ رہے
ہین کہ خدا خیر و عافیت سے ان منزلون کو طی کرائے **افراسیاب** غافل رہے اصل کیفیت
یہ ہی کہ یہ سب گنوارون کا میلہ جاتا ہی اس سرحد کو صحرائے مصر کہتے ہین متعلقہ طبقہ یونان
بڑے بڑے حکیمان ذیشعور گذرے ہین جنھون نے اپنے زور علم پر دعوی خدائی کیا علم نیرنج
و شعبدے کو رواج دیا یہان سے بارہ کوس پر دریائے قہار و زخار ہی بعد سال بھر کے کنارے
دریا کے میلہ ہوتا ہی ہزارہا دیر تعمیر ہین یہ سب میلے والے اُسی مقام پر جاتے ہین آج سے کل تک
اجماع عالم انبوہ خلایق ہوگا بوقت سحر نیر اعظم بوجہ احسن برآمد ہوگا اُس دریائے بیکنار سے
ایک گنبد زبرجدی بصد رعنائی ظاہر ہو کر پانی پر قرار پکڑتا ہی اُسوقت لاکھون آدمی اُسپار
کنارے پر جمع ہوتے ہین صدائین یا سامری جمشید کی بلند ہوجے پاٹ کا غریو چند ساعت
وہ گنبد نایاب بر سر آب دریا ٹھہرتا ہی شمسے پر اُس گنبد کے ایک پتلی سونے کی مگر حسین و جمیل
فہیم و عقیل خوش بیان حکمانے اپنے علم و حکمت سے شمسے پر قائم کی ہی چند ساعت مین وہ پتلی
حالات آیندہ و گذشتہ بیان کر کے ایک آواز دیتی ہی کہ زمین کو زلزلہ ہو جاے دریا کو جوش
و خروش ہو نمونہ طوفان نوح ظاہر ہوتا ہی اُسکے بیان پر کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہی کسی کو عبرت کسی کو
حیرت کوئی غرق دریائے عجائب کوئی غوطہ زن بحر فکر غرائب بعد چند ساعت وہ گنبد اُسی طرح
دریا مین غائب ہو جاتا ہی بس میلہ درہم و برہم کسی کو شادی کسی کو غم اُس گنبد کو گنبد بے نور کہتے ہین
بیچ مین اُس گنبد کے حکمانے اپنی صنعت سے ایک دریچہ بنایا ہی وہی باغ سیماب کا راستہ ہی
حضور کو وہی منزل گنبد عجائب در پیش ہی غلام کو سب سے زیادہ پس و پیش ہی خواجہ عمرو نے
سر جھکا لیا بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا کہا اے **باغبان** تم بھی تو ساتھ چلو گے اس راہ خوفناک مین
ساتھ دوگے **باغبان** نے کہا خواجہ یہی تو دشوار ہی غلام اس مقدمے مین مجبور و ناچار ہی گویا یہ
منزل عدم ہی دوست و عزیز ساتھ نہین دے سکتا یار وفادار کا کام نہین جسقدر معلوم تھا عرض کیا

یہ بھی عرض کیے دیتا ہون اگر آپ رک گئے اور داخل گنبد نہوئے پھر سال بھر کامل انتظار مین
گذریگا درمیان سال ہین وہ گنبد کہان اس حوالی مین ٹھہرنا دشوار ہوگا کہین مقام قیام نہین ہر چند
کہ جب خدا آپ کو منزل مقصد پر پہونچائیگا یقین ہی کہ ہم بھی راہ دور و دراز طی کرکے حاضر ہون
آیندہ جو منظور پروردگار خواجہ خاموش ہوگئے باتین کرتے ہوے اُس مقام سے اُٹھے ساتھ
اُسی مجمع عام کے چلے مگر عمرو غرق دریاے تحیر غواص بحر تفکر سوچ رہا ہی کہ ای عمرو کیا ہوگا ایسے
مقام عبرت خیز پر کیونکر جانا ہوگا دل سے یہ باتین کر رہے ہین اپنے جلانے کے الم مین ٹھنڈی
سانسین بھر رہے ہین بعد قطع منازل وطی مراحل بوقت شام یہ سب ناکام راہ کو طی کرکے قریب
دریاے نہار و زخار پہونچے عمرو نے دیکھا کنارے اُس دریاے زخار کے ریتی کا میدان وسیع
ہزارہا شوالہ بنا ہوا شوالون مین سونے چاندی کے بت تختہاے زرین پر آراستہ گھنٹے نواز
ناقوس نواز ہزار در ہزار دوکانین بیشمار میلہ جما ہوا بارگاہین خیمے سراپردے استادہ رئیس و امیر
بارگاہون مین داخل ہین سامان عیش ونشاط جابجا مہیا بازار کھلی ہوئی روشنی بیحساب خریدار
نایاب ایک گوشے مین آکر **باغبان** وغیرہ ٹھہرے **باغبان** نے کہا خواجہ اگر خدا نے فضل
کیا اور اس راہ پرخطر کو آپ طی کر گئے باغ سیماب مین پہونچے کرور در کرور روپیہ کا اُس باغ مین جواہر
ہی زبانی **افراسیاب** کی سنا ہی کہ ساٹھ طاؤس یاقوت احمر کے خزانے مین **سیماب** کے ہین اگر
سیماب جادو مارا گیا یا گرمی تیغ شرربار طلسم کشا سے اُڑ گیا وہ سب طاؤس آپ کو ملینگے اب
اسوقت فرش نکالیے عمرو نے کہا آپ ہی وہان جائیے جواہرات کی فکر مین نقد جان گنوائیے
فرش تو میرے پاس نہین ہی مگر کہین سے کرایہ کا لاؤن **باغبان** نے کہا جیسا مناسب ہو عمرو نے
کہا کرایہ دلوائیے **باغبان** نے کہا یہان تو ہمارے پاس حاضر نہین ہی لشکر مین چلکر دینگے عمرو نے کہا
تمسک لکھیے **باغبان** نے کہا یہان قلم دوات کہان خواجہ عمرو نے کہا سب حاضر ہی دو دو ہزار
کے رقعے سب کے سامنے پیش کیے سب نے مُہرین کردین خواجہ نے رقعے زنبیل مین رکھے
اٹھکر ایک جانب گئے بعد تھوڑی دیر کے ہنستے ہوے آئے کہا چلو دیکھو روپیہ بھی کیا چیز ہی
جنگل مین منگل ہی **باغبان** وغیرہ خواجہ کے ساتھ ہوے تھوڑی دور پر آکے دیکھا سامنے مین
نخلستان کے ایک خیمہ استادہ سراپردے اُٹھا کر اندر آئے دیکھا وہ خیمہ مثل عروس شب اول

آراستہ بیچ مین ایک مسند فرش معقول گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کل سامان عیش ونشاط مہیا ہی سب نے خواجہ عمرو کے ہاتھ چوم لیے بہار نے کہا خواجہ بخدا آپ کا عدیل ونظیر نہین کوئی ایسا دنیا مین صاحب تدبیر نہین خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھولا پا کر تم صاحبون نے خوشامد کرکے بنا لیا ہی مین کمبخت اگلے وقت کا آدمی خوشامد پر بھول جاتا ہون اب ملکہ بران شمشیرزن کو مسند پہ جگہ دی سب آکر بیٹھے ہر وہ خیمے کا اُٹھا دیا میلے کو ملاحظہ کر رہے ہین ہر سمت گانے کی آوازین آتی ہین شبا شب میلے والے چلے آتے ہین وہ رات دن سے بہتر ہی شوالون کے دروازے کھلے ہوے پوجے پاٹ کا ہنگامہ ملکہ بُران نے ملکہ بہار سے اشارہ کیا کہ خواجہ سے کچھ گوا ؤ منظور نظر بادشاہ اسلام ہو تمھارا کہنا ضرور مانینگے ملکہ بہار نے کہا ملکہ مخمور تم زیادہ گستاخ ہو خواجہ عمرو سے کہو آپسمین کھسر پھسر جو ہوئی خواجہ نے کہا کیا ماجرا ہی کچھ ہم سے تو بیان کرو مخمور نے کہا حضور آفت مین تو مبتلا ہر دم موت کا سامنا جو گھڑی ہی غنیمت ہی اسوقت سب صاحبون کی یہی خواہش ہی کچھ گائیے کسی طرح یہ رات بسر ہو خواجہ نے منھ پھلا کر کہا صاحب مین کوئی گویا نہین ہون ہزارون طائفے میلے مین موجود ہین روپیہ دیجیے مین بلا لاؤن مخمور نے دو انگوٹھیان یاقوت احمر کی اُتار کر سامنے خواجہ کے پیش کین کہا حضور یہ انگوٹھیان آپ کے لائق ہین خواجہ عمرو نے کہا بیٹا خوشی تمھاری ای مخمور تیرا ملال مجکو بہت ناگوار ہی چند اشعار تمھاری خوشی سے گاتا ہون یہ فرما کر خواجہ گنگنائے اور یہ غزل عبرت آمیز شروع کی غزل نسیم

ہوئین جب بند آنکھین خوف پُرسش کا یقین آیا ہوے بیدار جب ہم وقت خواب واپسین آیا
اُٹھے شعلے درون سینے سے تعظیم مین میرے سر شک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا
تڑپ کو رات کاٹی بھی مگر افسوس وہ ظالم نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا
وہ تھا محو دم راحت مین وہ مقتول جفا تھا مین کہ ایذا ڈھونڈھنے کو جو کوئی آیا یہین آیا
نیا یا کوئی مجھسا بے زبان شاید زمانے مین کہ ناصح سرزنش کرنے کو جب آیا یہین آیا
وہان تم گھر مین بیٹھے ہم نے توبہ کی محبت سے تمھین عصمت کا دھیان آیا ہمین بھی پاس دین آیا
ملاء اعلی سے اعلی پست پستی سے ہوا باہم فلک پر روح آ پہونچی بدن زیر زمین آیا
نہ ڈالی آنکھ مین نے اسقدر تیرا تصور تھا فرشتہ موت کا سو سو طرح بنکر حسین آیا

کمانتک فکر ہو اوصید افگن تیرے احسانکا
کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا

ہوا اگلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا
بہار اپنی دکھانے کو انسا خلوت نشین آیا

نہین ہی جاے آبادی یہ ویرانہ ہی او غافل
ہوا کمزور رہا ہی اس مکانمین جب مکین آیا

خدا کی یاد تحفہ ہی جہان سے جانے والونکو
وہی کچھ لے گیا دولت جسے کچھ پاس دین آیا

ادب او نالۂ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا
ٹھہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا

خبر اپنی نہ رکھی اور کا کیا حال بتلاتا
ہدف ہو کر گیا اُس کوچے مین جب شانہ بین آیا

غرض کیا تشنۂ دیدار کو ہی اس سے ای ساقی
اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا

اذیت دوست ہی ہر چند لیکن دل بہلتا ہی
سبب کیا ہی ابھی تک ناصح مشفق نہین آیا

پھر آئی فصل گل اٹکھیلیان کرتے ہین دیوانے
ترقی پر ترا سودا اے زلف عنبرین آیا

کلام معترض کی جا سخن مین ہم نہین رکھتے
گیا محروم ہو کر جب کوئی یان نکتہ چین آیا

نسیم اک اور بھی رنگین غزل اسطرح مین پڑھیے
کہ ابتک جوش مضمون کا طبیعت مین نہین آیا

ملکہ تمران تو چوٹ کھائی ہوئی ہین خیال وصل سے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی نا امیدی کی امید ہجران دیدۂ جاوید ضعف کو قوت زورون پر نقاہت ہر روز ہجر کی شب کا سامنا امید وبیم کا معاملہ اس مقدمہ خاص مین نہ مونس نہ ہمدم زار و نزار دل نزد و منزل سے ہر وقت تکرار کہتی ہین او خانہ خراب یہ کیا کیا ہمین آفت مین مبتلا کیا یہ اشعار عاشقانہ جو سُنے دل بھر آیا آنکھون سے دریاے اشک جاری ہوا اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی دل بیتاب کی طپش بڑھی آہ نے سر کھینچا نالۂ دل فلک پر چلا ملکہ مخمور و ملکہ بہار ایک اشکبار ایک بیقرار باغبان قدرت مبہوت مثل تصویر بسکوت وہ رات اسی حال مین گذری ناخداے کشتی روز یعنی مہر گیتی افروز دریاے نیلگون سپہر بوقلمون سے شناوری کرکے تخت زبرجدی پر جلوہ فر ہوا

اشعار در صفت صبح

سیاہی شب بنیرنگ چمن شد از نظر غائب
غبار رنگ ظلمت محو شد از عرصۂ غبرا

سحر کز جانب مغرق برآمد رایت بیضا
فروغ بیرق رنگین شاہ شام شد پیدا

فرو شد لشکر انجم درین سیماب گون دریا
جہان گرد از تجلی جمال خویش نورانی

خواجہ نے وضو کرکے نماز ادا کی بخضوع وخشوع ہاتھ اُٹھا کے دعا کی ای ستار العیوب وای دافع البلیات کیا کیا تیری بندہ نوازیان کارسازیان بندون پر ہین

صرف ہوتی ہین ہاتھ پائون چشم و گوش عطا فرمائے کار دنیا مین کامل ہوے کیا کیا شرف حاصل ہوے نظم

کیا پایۂ منت سلیمان
افسون شہنشہی سکھایا
ذی عقل بسیط اُسکا پرتو
عالم ترا عجز نے دکھایا
یان عقل ہی گم کہ بس کجھی کو
یعقوب کو مدتون رُلایا
یان شعلے کو سرکشی کی کیا تاب
کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا

اک بات مین تخت پر بٹھایا
اب بھی نظر اس مجاز مین ہی
ذی نور مجرد اسکا سایا
ہر جا پہ ہی تیرا جلوہ لیکن
پایا ہر شی مین پر نہ پایا
یوسف سے عزیز کو کئی سال
ابلیس کو خاک مین ملایا

کیون شکر کرین نہ آل داؤد
کیون مہر نگاہ مین سمایا
سبحانک یا الٰہ عالم
دیکھا تو کہین نظر نہ آیا
اللہ ری تیری بے نیازی
زندان عزیز مین پھنسایا
تجکو ہی سزا ہی کبریائی

ای رہبر خضر و الیاس ای قابل شکر و سپاس بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہونچانا جادۂ گمراہی نہ دکھانا اسد غازی منصور و مظفر ہو یہ مرحلہ سخت و صعب سر ہو ملکہ بران وغیرہ دیکھ رہی ہین کہ اس مکاری غداری پر کسقدر خواجہ کا قلب صاف ہی مقام انصاف ہی ادھر ہاتھ بلند کیے آنسو چشم حق بین سے بہنے لگے نماز سے فراغت کرکے خواجہ اُٹھے بانہاے عیاری سے چست و چالاک ہوے خیمے سے باہر نکلے سب سردار ساتھ ہین باغبان قدرت خواجہ کے پہلو پر بٹھاتا ہوا کہ خواجہ تامل نہ فرمایئے گا گنبد بے نور مین فوٹا جائیے گا اب وقت بہت قریب ہی لائق ملاحظہ یہ معاملہ عجیب و غریب ہی کنارے دریا کے اسوقت ہنگامہ عظیم برپا ہی غریب و امیر و فقیر و ضیع و شریف شہری و بازاری سب طرح کے لوگ جمع ہین دریا پر سب کی نگاہ ہی سوا پہر دن نہ آنے پایا تھا کہ دریا مین تلاطم ہوا معلوم ہوتا تھا کہ طوفان نوح کا ظہور ہونے کو ہی ہر گرداب چشم خونخوار موجہاے دریا تیغ آبدار لاکھون مچھلیان تڑپین نہنگ نکلے نکر گھبرائے ہوے گھڑیال گھڑی گھڑی اُبھرتے تھے مردمان آبی فریاد کرتے بعد تلاطم امواج دریا ساکت ہوا وسط دریا مین چمک ہوئی اول ایک تیلی ظاہر ہوئی بعد تیلی کے شمسہ مثل آفتاب چمکتا ہوا ظاہر ہوا گنبد برجدی دریا سے اُبھرا چشم زدن مین پانی پر قائم ہوا ضیاے گنبد زبرجدی پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی ہر خرد و بزرگ ادنی اعلی پیر و جوان صداے یا سامری یا سامری دینے لگے پھول دریا مین پھینک رہے ہین

کوئی دوڑ کر سبز پتے لایا کسی نے مٹھی بند کرکے دریا مین کچھ چھوڑا بڑا کار ثواب کیا گپت دان دیا
پتلی نے آواز دی ای بندگان سامری و جمشید ای پرستاران ماہ و خورشید ای مطیعان لات
و جبل ای پیروان ملت و مذہب مہمل آگاہ ہو گوش ہوش سے سُنو یہ سال انقلاب ہی سامری
پرستون کو اضطراب ہی اس ممالک مین اور مذہب شائع ہوگا تمھارا ریاض مدتون کا
ضائع ہوگا آب وہوائے طلسم ہوشربا خلاف ہی مزاجون مین سامری پرستون کے اختلاف
ہی خرابی بربادی قریب ہی معاملہ عجیب و غریب ہی خواجہ دیکھ رہے ہین کہ بیچ مین گنبد کے
ایک دریچہ ہی مثل چشم ماہی کھلا ہی پتلی کی جانب سب دل و جان سے متوجہ ہین اُسی سمت دیکھ
رہے ہین پتلی پکار رہی ہی ایہا الحاضرین ای مشتاقین و ناظرین افراسیاب بادشاہ تمھارا
مغرور ہوا پابند عیش و سرور ہوا رعایا کی فکر نہین عدالت کا ذکر نہین رعیت برباد حاکم
مثل جلاد چور ٹھگون کا زور بدمعاشون کا زمانہ کوتوال کو رشوت کھانے کا بہانہ جب کسی
غریب کے یہان چوری ہوئی کوتوال صاحب برائے تحقیقات آتے ہین جسکے یہان
چوری ہوئی اُسی کے عزیزون کو دھمکاتے ہین کسی بیچارے غریب کو پکڑ لیا کہا یہ بدمعاش
ہی کسی طرح چار پیسے لیجیے یہی تلاش ہی حاکم لوگ رشوت کھاتے ہین چور اُچکے مزے اُڑاتے ہین
کچہریون مین ہر بونگ پڑے ہین نامنصفون کی ناانصافی کے جھنڈے گڑے ہین آشنا
ناآشنا نام دوست مثل کیمیا زر قلب کا چلن ہر شخص مہوس ہمہ تن بھائی کا بھائی دشمن ہی باپ کا
بیٹا رہزن ہی رنگ باغ عالم دگرگون بدعت و جور باغبان سے گلون کا کلیجہ خون جانور
بیچارے پتون مین چھپتے ہین چڑیمار لاسا پھٹکی لیے پھرتے ہین ای سامری پرستو آج
کا میلہ آخر ہی آنکھین کھول کر دیکھو ہم آج سے اس جلسے مین نہ آئینگے غرق دریائے فنا
ہو جائینگے آج اس جلسے مین وہ شخص آیا ہی کہ جسکے نام سے ساحرون کو تپ چڑھتی ہی اُسکے
ہاتھ سے ملک سامری پرستان برباد و تباہ ہوئے کیسے کیسے ساحران جلیل مارے گئے
جو کچھ سامری و جمشید لکھ گئے ہین اُسکا اثر ظاہر ہوا اس جلسے مین سر برہنہ جادوگران
وریش تراشندہ کافران آگیا نام و مقام سنو آنکھین کھول کر دیکھو سامنے لباس سبز پہنے کھڑا ہی
کون پہچان سکتا ہی ساحرکشی اُسکا کام صاف صاف یہ ہی کہ عمرو عیار اُسکا نام ہی تمام اہالیان

جلسہ اس کلام حسرت انجام پر گھبرا گئے چہار جانب دیکھنے لگے باغبان نے کہا لوخواجہ بسم اللہ اب اپنے کو جست کر کے کٹھری مین پہونچایئے اب تامل نہ فرمایئے دیکھیے گنبد لہرایا وقت اُسکے غرق ہونے کا قریب آیا مثل مشہور ہی قطرے کا چوکا گھڑے ڈھلکاے تو کیا ہوتا ہی اور تیلی نے بھی آپ کا نام صاف صاف لیا سارا میلہ آپ کا جویا اگر دیکھ لینگے زندہ نہ چھوڑینگے ہم لوگ آپکے تابعدار مشہور ہین اس راہ مین ہم نہایت مجبور ہین جہان موقع ہوگا اپنے کو آپ کی خدمت مین پہونچائینگے جان نثار کرنے ضرور آئینگے خواجہ عمرو نے دیکھا حقیقت مین تیلی کے ساکت ہوتے ہی گنبد زبرجدی مین جنبش ہی غرق ہونے کی کوشش ہی بس عمرو نے مرنے پر کمر چست باندھی ہٹو ہٹو کہکر نعرہ کیا ای ساحران غدار وای کافران ناہنجار منم نہنگ بحر عیاری دُر بے بہاے صدف قلزم طراری قاتل کافران سر کوب ساحران جہان فاتح ملک غنطلی آباد و برباد کن ملک زبرجد نگار دافع بدعت دمامہ و شمشش منہدم کن بناے قصور ظالمان سرکش نامی و نامدار عمرو عیار حمزۂ ذی وقار ای ساحران تیرہ درون دیکھ لو پھوٹی آنکھون سے کہ گنبد بے نور مین جاتا ہون اور طلسم کشا ساتھ ہی یہ بھی آگاہ ہو جاؤ انشاء اللہ جا کر لوح لیتا ہون افراسیاب ناہنجار کو شکست دیتا ہون اس آواز کو سُنکر تمام ساحرون نے اس جانب دیکھا ایک شخص دُبلا پتلا ناٹا کلاہ نمدے کی سر پر نمدے ہی کا کرتہ زیب جسم انور ایک جانگھیا کھاروے کی پہنے ہوے اُسمین زنگ ٹکے ہوے ناریل سا سر کلچہ سے گال زیرہ سی آنکھین مروارید سے دانت طباق سا پیٹ تاگا سی گردن رسی سے ہاتھ پانون چھ گز کے دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا مندلا نوگز کا پیادہ مگر شطرنج کا پیادہ ہی بادشاہ کو دوڑ کر مارتا ہی اس صورت زیبا طلعت جہان آرا کو دیکھکر تمام ساحران بدسیر گھبرا گئے پیشانیون پر پچھاؤن کے موت کے پسینے آگئے اپنے خداوندون کو پکارنے لگے یالات اعلی منات معلی تیتے میتے دُم خبیثہ سرگاے کا نچھر الو ٹمک لوٹا جھوٹمک جھوٹا اُرُل خرل خیر اڈبا ای پونے دو سو خداوند و مدد کو دوڑ دیہ سارہ بان زادہ گنبد بے نور مین جاتا ہی روح کو تمھاری ستاتا ہی اس ظالم کو روکو لوح کی تلاش ہی بڑا بد معاش ہی قتل کی آپ کے بندون کی فکر ہی ہر گلی کوچے مین یہی ذکر ہی زمانہ انقلاب کا آیا کاہنون کا قول

کرسی نشین ہوا یہ سب غل مچاتے رہگئے مگر یہ ہزبر بیشۂ جرأت صاحب سطوت ولیاقت جانباز
سرفروش بحر عیاری کا جوش کسی جانب متوجہ ہنوا نام خدا الیکر پنجہ ٹیکا جست کی جیسے طائر اُڑتا
ہوا جاتا ہی تاک کر اُسی کھڑکی مین داخل ہوا عمرو تو گنبد بے نور مین گرا مگر باغبان قدرت وغیرہ
کی جانب سب ساحر وغیر ساحر بلوہ کر کے چلے نام لیلے کے پکارتے تھے نعرے مارتے تھے
یارو باغبان قدرت وملکہ مخمور سُرخ چشم ولہ عد وبرق وبرق لامع ودختر کوکب
روشنضمیر ملکہ بُران شمشیرزن یہ سب موجود ہین رہبری کر کے لائے نہین معلوم باغ غافل
وہوشیار سے کیونکر گذرے ان سب کو مار لو زندہ نہ جانے پائین عمر بھر یاد کرین یہ کہتے
ہوئے طرف باغبان وغیرہ کے چلے باغبان قدرت سب کو سمجھا چکا ہی کہ یہ مقام
لڑنے کا نہین ہی نکل چلنا مناسب ہی فوراً سب نے سحر کیے زمین کے طبقے پھٹے چشم زدن
مین سب کی نگاہون سے مخفی ہو گئے سب بیچیا سر پٹیتے خاک اُڑاتے طرف اپنے
اپنے مسکن کے روانہ ہوے تو دہ دل تیر غم والم کے نشانہ ہوے ہر ایک ذکر کرتا تھا
کہ یارو کیا بلا کا عیار ہی بڑا طرار وفرار ہی کس دھوم سے داخل گنبد بے نور ہوا سب کو
رنج وملال مین دیکھا اب آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اب یہ میلہ عمر بھر ہنو گا روح سامری کو صدمہ
دیا عیش مین ہم سبھون کے خلل پڑا غور نے افراسیاب کے یہ روز سیہ دکھایا کہ عمرو
کو گنبد بے نور کا پتا ملا ہم لوگ جانتے تھے مسلمان عمر بھر لڑینگے مقام ونشان لوح نہ پائینگے
یہ تو سب اس طور سے شکایت سامری وجمشید وافراسیاب کرتے ہوے جاتے ہین

اب حال خواجہ سنیے
نظم

درین پردہ آواز نالم چو نی
مغنی فغانی کہ آمد بجان
باحوال جم یا باحوال کی
درین زیر نہ پردہ آسمان

کوکب درخشان برج فطرت
نیر تابان فلک ہمت آفتاب عالمتاب چرخ متانت ماہ شب افروز آسمان جرأت یعنی
خواجہ عمرو جب گنبد بے نور مین داخل ہوے یہ معلوم ہوا کہ مین کسی بلندی پر سے کودا
اندھیرا انتہا کا بعد عرصۂ دراز پانون زمین پر قائم ہوے نگاہ اُٹھا کے دیکھا نہ نشان
دریاے قہار معلوم ہوتا ہی گنبد بھی معدوم ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز ریتی کا جنگل
کہین نشان انسان وحیوان نہین درخت بے برگ وشاخ صحراے ریگستان وسیع وفراخ

جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی دشت ہولناک بے خس وخاشاک ہواے گرم کے جھونکے چل رہے ہین تمام دشت کرۂ آہنگران ہر شجر خوف ہواے گرم سے مثل بید لرزان اس مرز بوم شوم مین صدا اے بوم نہین ہر ذرہ مثل شعلۂ جوالہ چمک رہا ہی اگر جسم پر پڑ گیا قلب تھرایا سوزش جہنم کا ذکر آیا خواجہ عمرو کو پیاس نے بیقرار کیا جستجوے آب مین چہار جانب دوڑنے لگا آب اس دشت آتش بہار مین نایاب چشمۂ آفتاب پر نگاہ پڑتی ہی اُس سے سیرابی غیر ممکن اس دھوپ مین ہر ایک سمت براے آب دوڑ دھوپ کرتا ہی پیاس کی شدت مین نہ جیتا ہی نہ مرتا ہی طپش قلب ترقی پر ہونٹھون پر جان مضطر کئی کوس کا میدان طی کیا مگر پانی دستیاب نہوا چاہتا ہی کوئی مقام سائے کا ملے لمحہ بھر آرام لون اس سوزش حرارت سے جان بچاؤن سایہ غیر ممکن

نظم

مسکن خوف وبیم ہو کا مکان	دشت پر ہول ہر طرف سنسان	بونڈے گردباد کے ہر جا
تابش آفتاب زورون پر	کرۂ نار دھوپ سے صحرا	ذرے اسپند دشت سب مجمر

خواجہ اس قدر اس دھوپ مین گھبرائے کہ پیاس سے لبون پر دم آیا سوزش وحرارت سے قلب تھرایا دن سارا اسی دوا دوش مین گذرا شام تیرہ روزگار کا اسی دشت ہولناک مین سامنا ہوا سمجھے تھے کہ اب آرام ملیگا ایک مقام پر عمرو ریتی مین بیٹھ گیا جھونکے ہواے گرم کے بہلے موقوف ہوے یہ کھٹکا جاتا ہی شب کو اور زیادہ مصیبت کا سامنا ہوا اندھیرے سے دل گھبرایا کالی بلا سے پالا پڑا روشنی کا کہین نام نہین غولان بیابانی دوڑتے پھرتے ہین آنکھین اُنکی مثل مشعل کے روشن براے مسافران رہزن کہین مارسیاہ گھبرا کے بانبی سے نکلا ہی اوس چاٹنے کی فکر کر رہا ہی اُس وادی جہنم مین اوس کہان مارسیاہ کے کلیجے مین چھری غم کی گڑی اُسپر بھی اوس پڑی کہین اژدر آتش فشان ریتی مین لوٹتا ہی اپنی آگ مین آپ جلا جاتا ہی آسمان پر بھی اندھیرا چہار طرف سے غم والم نے گھیرا تڑپ تڑپ کے وہ رات عمرو نے بسر کی صبحکو دیکھا نیر اعظم کے نکلتے ہی ہواے گرم چلنے لگی خواجہ عمرو کا جب بھوک پیاس سے عجیب حال ہوا انتہا کا غصہ آیا خیال مین گذرا ہم تو آٹھ پہرے بھوکے پیاسے مر رہے ہین برق وضرغام مفت خوری زنبیل مین کر رہے ہین ہم پر یہ مصیبت اُنپر راحت میوے کھاتے ہونگے مزے اُڑاتے ہونگے

ای خواجہ جو ہم سوچ تھے وہی ہوا ملازمان افراسیاب پردے مین دوستی کے دشمنی
کر گئے اس صحراے آفت خیز مین پھنسا دیا اب افراسیاب سے جا کر کہینگے عمرو کو ہم نے
مار آگ لگے گنبد بے نور کو عمر بھر عیاری کی ہم بیچارے بھولے آدمی مکر کو مکارون کے نہ سمجھے
گنبد بے نور مین چل دیے کود پڑے وہ بیچاری تتلی خیر خواہ تھی اُسنے نیک و بد سُنا دیا ہمارے
قیاس مین نہ آیا خیر خدا اُن سبھون سے سمجھے گا ایک دن مکار جہنم مین جائینگے مجھ غریب کو مار کر
کیا پائینگے ایسے ایسے خیال کر کبیچ جنگل مین کھڑے ہین پانون مین آبلے پڑ گئے ہین زنبیل سے
برق و ضرغام کو نکالا جیسے ہی وہ زنبیل سے نکلے دشت ویران کو دیکھکے تھرا گئے ضرغام
تو چپکا کھڑا ہی مگر برق تو بڑا تیز ہی پوچھا اُستاد یہ کیا مقام ہی کیا اسی دشت کا وادی جہنم نام ہی
عمرو نے کہا میری پاپوش جانے گنبد بے نور مین کودا تھا اس ریگستان مین آکر نکلا باغبان
وغیرہ پھنسا گئے جعلسازون نے دام تزویر بچھایا مجھ بیچارے بھولے غریب سے کہدیا صاحب
یہی لوح ملنے کا راستہ ہی مین اُنکے دام مکر مین پھنس گیا بے سمجھے بوجھے پھاند پڑا آج تین دن
گذرے کہ آب و دانے کا نام نہین گرمی سے یہان کی کلیجہ بھُن گیا مین تو اب نوبت بجان
و کارد باستخوان ہون آپ دونون صاحبون کو اسواسطے نکالا ہی کہ میرے پاس سے جائیے
برق نے کہا اُستاد نہ گھبرائیے ہم جانبازی کو حاضر ہین رزاق مطلق آب و طعام بھی پہونچائیگا
رہبر کامل منزل مقصد کا چہرۂ زیبا دکھائیگا غلام جستجو کرینگے آپ کے تعلیم کردہ ہین کسی مقام پر
رہ نہ جائینگے اگر اصل مین باغبان وغیرہ نے ایسا ہی کیا تو انشاء اللہ اُنسے بدلہ لینگے اُنکو
بھی کسی مصیبت مین پھنسائینگے اب گھبرانے سے کیا فائدہ آپ نے بہت خوب کیا
ہمکو نکال لیا اصلاح کر کے کوشش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے باغبان قضا و قدر
پھر نہال کریگا نخل تمنا پھولے پھلیگا خواجہ نے کہا بس بس زیادہ نہ باتین بناؤ میرے سامنے
سے دفعان ہو اب اُن پھنسانے والون کو ہم کہان پائینگے جو سزا دینگے آپ بڑے قانع
ہین بے صبر ہونے سے مجکو مانع ہین مجکو زبان درازی زیادہ نہین پسند آتی ہی بھوک پیاس
سے میری جان جاتی ہی بڑے شاگرد رشید ہو فرزند سعید ہو لاؤ کھانا کھلاؤ پانی پلاؤ برق نے
کہا اُستاد ہمارے جدا ہونے سے آپ کو کیا حاصل ہوگا یہ فعل سراسر لاطائل ہوگا حضور بقول شاعر ۲۰۰

شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ✤ پراگندگی آرد انبوہ را ✤ مصرع صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد ✤ عمرو نے کہا بڑے صابر و جابر ہو میرے سامنے سے جاؤ پھر صبر و جبر کرو مین اپنی جان سے بیزار ہون بھوک پیاس سے بیقرار ہون جسپر تین دن گذرے ہون اُسکے دل سے پوچھیے تم تو زنبیل مین تھے اُستاد کے شاگرد بنکر خوب مزے اُڑائے ہونگے آب سرد پیا ہو گا میوے تر و خشک کھائے ہونگے چبا چبا کے باتین کرتے ہو مجھے چرب زبانی سے نفرت ہی اپنے حال مصیبت مآل پر بڑی حیرت ہی ہاے مین نے اُن نالائقون کا کیون کہنا مانا اپنے کو اس مصیبت مین پھنسایا برق تو منت کر رہا ہی مگر ضرغام نہایت آتش خو شعلہ مزاج ہی کہا بہت اچھا واللہ نا مدار ہم جاتے ہین آپ کاہکو خفا ہوتے ہین پروردگار ہمکو اس کرۂ جہنم سے نکالیگا بعد مصیبت کے راحت ہوگی کھانے کی فکر پانی کی جستجو کرینگے رزاق مطلق رحم کرے گا خواجہ عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے مارے کہا کیون بے نالائق جوانا مرگ ہم اپنی مصیبت مین ہین ہم سے زبان لڑاتا ہی اس گرمی مین شعلہ مزاجی دکھاتا ہی پال پوس کر جوان کر دیا جاؤ کماؤ کھاؤ کبھی کوئی ٹکڑا باپ کو بھی دینا نصیب ہوا میرے ٹکڑے کھا کھا کے پلے ہو ضرغام نے کہا ہر مہینے کی تنخواہ آپ لیلیتے ہین کبھی تنخواہ مین کوئی لگا دیتے ہین ہم اپنی لوٹ مار مین بسر کرتے ہین ناحق کا ہمپر غصہ ہی ہم کیا کرین کیون آپ مصیبت مین پھنسے کچھ ہمنے اس مصیبت مین پھنسایا ہی اُنکا غصہ آپ ہمپر اُتارتے ہین ناحق ہم کو مارتے ہین عمرو نے کہا ابے تنخواہ کیسی ملکہ مہرخ پر چڑھتی ہی اُنسے کیون نہین مانگتے جاؤ جاکے طلب کرو نمکحرامی پر کمر باندھو عرضی لکھواؤ منصفی مین جاؤ وکیل کرو محکمۂ اول مین جاؤ اپیل کرو بقول شاعر شعر نہ بلبل ڈگری گل بے دلیل است ✤ وکیل نالہ در فکر اپیل ست ✤ ہم جانتے ہین تم سب کچھ کروگے ہمارے مُنھ پر کہہ بیٹھے تنخواہ ہماری یہ نوکری کے لائق ہین کچھ عیاری بھی آپ کو آتی ہی عیاری کس جانور کا نام ہی عمر بھر کبھی تجکو نہ آئیگا ہمیشہ جوتیان کھائیگا ضرغام تو یہ سُنکر کنارے ہوا کہا حضور بس گڑے ہوے مردے نہ اُکھیڑیے ہم ابھی جاتے ہین ایسا نہو کچھ ہمارے مُنھ سے نکل جائے جہنم کا سامنا ہو آپ کی پرورش تو ظاہر ہی کہین سے لوٹ مار کر لاتے ہین وہ بھی تو آپ چھین لیتے ہین ہم ایسے سعادتمند ہین کہ دیدیتے ہین

عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے اور مارے ضرغام بلبلا گیا روتا ہوا پیچھے ہٹا وہی کوڑا لیکر برق پر چلے برق بھی تڑپ کر بھاگا کہا اُستاد لیجیے جاتے ہین کوڑے کھانے کی طاقت نہین یہ کہکر دور پکڑا ہوا رو رو کر کہنے لگا اُستاد اب آپ کو مُنھ نہ دکھائینگے اس دشت ویران مین بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے ایک دن کے کھانے کو تو ہمکو دیدیجیے عمرو نے کہا اے نالایق مین آپ بھوکون مرتا ہون میرے پاس کیا رکھا ہی برق نے کہا حضرت خضر کا مشکیزہ اور کلچہ آپ کے پاس ہی وہ کیون نہین نکال لیتے آپ بھی کھائیے ہمین بھی کھلوائیے عمرو نے کہا وہ تو مجھسے چھین لیگئے بزرگان دین کسی کا پاس کرتے ہین اور اگر ہوتا بھی تو مین نہ دیتا اُسمین حکم ہی جب آدمی چالیس روز بھوکا پیاسا رہے تب اُس کلچے کو کھائے مشکیزے کا پانی پیے برق نے کہا اُستاد خدا سے ڈریے چالیس دن مین آدمی زندہ کاہیکو رہے گا عمرو نے کہا ہماری بلا پوش جانے چاہے کوئی مرے چاہے کوئی جیے لیجیے آپ دونون کے حال پر رحم کرتا ہون ایک سوکھی روٹی خمیری پڑی ہوئی ہی لو آدھی آدھی بانٹ لو برق نے کہا اُستاد ہم دونون جوان ہین آدھی روٹی مین کیا ہوگا ڈاڑھی تو گرم نہوگی عمرو نے آدھی آدھی دونون کے آگے پھینک دی کہا چاہو کھاؤ چاہو مرو یہ کہکر اُسی صحرائے ریگستان مین خواجہ ایک جانب چلے ضرغام نے کہا ای برادر برق قبلہ و کعبہ نے تو چشم مروت پر ٹھیکری رکھ لی نگاہ پھیری اب اپنے مسبب الاسباب کو یاد کرو جستجو مین مصروف ہو مگر نہین معلوم یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی ساتھ رہنا مناسب نہین نام ہمارے اور تمھارے مشہور ہین کل ساحران طلسم ہوش ربا پہچانتے ہین اگر ایک گرفتار ہو دوسرا محفوظ رہے برق کو یہ رائے پسند آئی کہا ہان بھائی سچ کہتے ہو یہ صلاح کرکے دونون الگ الگ چلے اُنکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری نے غصے مین یہ کام کیا برق و ضرغام کو اپنے پاس سے نکال دیا اُسی صحرائے پُر ہول مین ایک مقام پر جاکے ٹھہرے سوزش و حرارت و سبدم صحرا کی بڑھتی جاتی ہی طبیعت تسکین نہین پاتی ہی اب سوچے کہ ای عمرو یہ تمنے کیا حرکت کی ایسے عیار خنجر گذار طرار فرار مکار غدار مصیبت جھیلنے والے جان پر کھیلنے والے

اگر ساتھ رہتے قوت بازو زینت پہلو خیر خواہ جان نثار ہزار طرح کا مطلب نکلتا غصے کا کام
خراب ہی ترقی پر اضطراب ہی لاحول پڑھکر رونے لگے پھر جو کچھ خیال آیا پکارتے ہوئے دوڑے
بیٹا برق وضرغام کہان گئے آؤ میرے پاس چلے آؤ ملول نہو وہ دور نکل جا چکے تھے
اگر سُنا بھی تو تساہل کیا اب خواجہ زیادہ بدحواس ہوے اپنی حرکت پر نفرین کرتے ہین آخر
مجبور و ناچار مضطر و بیقرار اپنی حرکت ناشایستہ پر منفعل ایک جانب روانہ ہوے تھوڑی
دور راستہ طی کر کے اُسی صحراے بے آب و گیاہ مین ایک مقام پر عمرو ٹھہرا تین شبانہ روز
عمرو کو گذرے ابھی تک کوئی ساحر و غیر ساحر عمرو کو نہین ملا اس وجہ سے زیادہ انتشار ہی
دل سے کہتا ہی کہ ای عمرو کاشکے کسی راہگیر سے ملاقات ہو آشنا تو دریافت کرون کہ کیا مقام ہی
اس بیابان آتش خوار کا کیا نام ہی اب تو جیسی پڑے جھیلنا چاہیے مگر برق وضرغام کا
جدا کرنا بڑی حماقت ہوئی وہ اگر ساتھ ہوتے خبر لاتے اُن کمبختون سے صلاح کرتے اب وہ
بیچارے بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مر جائینگے ای عمرو عقل پر بھی زوال ہی اب فرزند
و شاگرد کے واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اس غربت مین اُنپر کیا گذرے گی اس سوچ
مین خواجہ کھڑے تھے کہ دور سے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گھبرایا ہوا چلا آتا ہی مگر بدحواس
مثل صید خائف چوکنا ہر ایک جانب گھبرا کر دیکھتا ہوا صاف ظاہر ہی کہ پانی کی جستجو اُس
بے آبرو کو ہی وہ ساحر قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے آواز دی ابے او ساحر کہان جاتا ہی ادھر آ
ہمین کچھ تجھسے پوچھنا ہی وہ قریب آیا کہا بھائی صاحب آپ کیا شیرین زبان ہین ابے تبے
کیسی کسی مرد آدمی کو یو نہین پکارتے ہین عمرو نے کہا ہماری یہی زبان ہی تیرے باوا کا اجارہ
ہی ہم سے باتین نہ بنا جلد بتلا یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی کون یہان کا حاکم ہی کون
بیجا ناظم ہی اُسنے کہا صاحب ذرا زبان سنبھالیے بیہودہ کلمے مُنھ سے نہ نکالیے اس سرزمین کو
سرحد سیمابیہ کہتے ہین ہمارے حاکم کا سیماب جادو نام ہی شہنشاہ افراسیاب کا قوت بازو
ساحر خود شر و نیک خو لوح طلسم ہوش ربا کا حاکم اس ملک کا ناظم آپ کون صاحب ہین کیا
کسی بڑے بادشاہ کے مصاحب ہین جو چبا چبا کر باتین کرتے ہین دم یکتائی کا بھرتے ہین
عمرو کو دل لگی سوجھی کہا کیون جی تم مجکو دیکھ رہے ہو میرا چہرہ کیسا ہی قد و قامت کتنا بڑا ہی

اسنے کہا صاحب آدمی معلوم ہوتے ہو عمرو نے کہا او ناری تو نے مجکو نگاہ بھر کے دیکھا جلکے
خاک کیون نہوا بدولت کا نام قہر و غضب سامری ہی رگ رگ مین آگ بھری ہی مگر دیکھ اب
تجکو جلاتا ہون او جہنمی تجکو خاک مین ملاتا ہون یہ کہکر آنکھین نکالین سُرخاب جادو گھبرا کر
بھاگا عمرو پکارتا ہوا پیچھے دوڑا ابے او سرخاب ٹھہر جا ایک بات سُن لے تجکو آدھا جلاؤنگا
نصف ٹھنڈا رہیگا سرخاب جادو پر پرواز پیدا کرکے اُڑ گیا نظرون سے مخفی ہوا عمرو نے
پھر اپنے فعل پر نفرین کی دل سے کہتا ہی کہ ای عمرو تجکو کیا ہوگیا ہی عقل پر بالکل پتھر پڑے عیاری
مکاری سب بھول گئے اتنا بڑا نشان پایا مناسب تھا اُسکو گرفتار کرتے اُسکی صورت بن کے
باغ سیماب مین جاتے افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا غضب ہوا مین بالکل بیوقوف ہوگیا
عمرو دل سے باتین کرتا ہوا پلٹا مگر حال اس سرحد کا سماعت فرمائیے سرخاب جادو جو عمرو
سے خائف ہو کر بھاگا باغ سیماب مین آیا واضح ہو کہ سیماب باغ سیماب کا حاکم ہی وسط باغ
مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت تکلف سے آراستہ اُسپر سات گلدستے جسمین گلہای
عجائب و غرائب پتیان سرسبز نہایت نیرنگ سازی گلگون طرازی سے درست کرکے رکھے
ہین اُن گلدستون پر افراسیاب خانہ خراب نے ایک ابر سیمابی درست کیا ہی تاثیر اُسکی
یہ ہی کہ افراسیاب نے سیماب جادو سے کہدیا ہی کہ جب عمرو مع اسد غازی سرحد
باغ سیماب مین پہونچے گا ابر کو جنبش ہوگی اور جب خاص اندر باغ کے وہ باغی داخل ہوجائیگا
ابر سیمابی رنگ تانہ دکھائیگا یعنی چرخ ماریگا یہ علامت قرار پا چکی ہی سیماب جادو بارہ دری
مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ باغیون نے بہت سر اُٹھایا ہی طلسم کشا کو رہا کر لیا سیماب اپنے
رفقا کو جواب دیتا ہی رہا ہونا اسد کا بیکار ہی لوح نہین دستیاب ہوسکتی کون مرحلہ غافل و
ہوشیار فتح کرے گا باغ باغبان سے کیونکر گذریگا دیوانہ ٹری بنکر سر ٹکرائیگا بو سے پھولون کی
مست ہوجائے گا اگر باغبان قدرت نے اپنے باغ کو خود مٹایا گنبد بے نور مین داخلہ مشکل
ہی کون ایسا مرد کامل ہی اگر ایسا بھی ہوا صحرائے سیمابیہ مین گرمی سے مرجائیگا تشنگی نہ سہہ سکیگا
بعض کہتے ہین حضور عمرو بڑا عیار ہی نہایت مکار و غدار ہی شہنشاہ عیاران قاتل ساحران
لقب ہی بڑا بیڈھب ہی ملکہ مخمور صاحب مسلمان ہوچکی ہین اس مقام کی رازدار ہین بڑی

ہوشیار رہین ملکہ بہار جادو بھی ایک بغاوت دکھا چکین سیر گلشن اسلام مین مصروف ہین انکی ذات پر بڑے بڑے کام موقوف ہین باغبان قدرت قوت بازو ہے افراسیاب بھی شریک ہوا ہی بہار و باغبان کا ساتھ ٹھیک ہوا افراسیاب ایسا غافل ہوا ان تینون کے قتل واجب ولازم تھے سیماب نے کہا افراسیاب بڑا ساحر نامی شہنشاہ گرامی ہی جسطرح چاہے گا لڑائی کو فتح کریگا لاشون سے میدان بھر دیگا اپنی اپنی عقل کے موافق ہر ایک کا کلام ہی سیماب نے کہا یار وہم تک نہین کوئی آسکتا اور مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا باغبان و مخمور و بہار کیا چیز ہین افراسیاب کو عزیز ہین ہین گلشن بہار کا گلچین نہین ہون کہ مین اُنکی صورت زیبا دیکھکر اشعار رنگین پڑھون میان باغبان کا پاس کرون بی مخمور کی نشیلی آنکھین دیکھکر مست ہوجاؤن محبت سے نگاہ ملاؤن اگر آنکھ غضب کی ڈالون بی مخمور کی آنکھین پتھرا جائین نرگس شہلاے باغ سے آنکھ ملانا بھول جائین یہ کلام حسرت انجام در پیش مصاحبان سیماب کو پس و پیش کہ سرخاب گھبرایا ہوا آیا پسینے پسینے کانپتا ہوا ہانپتا ہوا سامنے سیماب کے گر پڑا سیماب نے پوچھا خیر تو ہی سرخاب جادو کی زبان بند دل دردمند مُنھ سے بات نہین نکلتی حضور حضور کہتا ہی کبھی اپنے جسم پر ہاتھ پھیرتا ہی سیماب جادو نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا برادر ہوشیار ہوا سقدر نہ بیقرار ہو بیان تو کرو کیا کوئی بلاے تازہ نازل ہوئی سرخاب نے گھبرا کر کہا پہلے تھوڑا پانی پلائیے غلام کی آبرو بچائیے آبدار نے لاکر جام آب دیا سرخاب نے جب پانی پیا ہوش وحواس درست ہوے کہا ای شہنشاہ آپ کا نام سیماب ہی غلام حضور کے واسطے بہت بیتاب ہی شعلۂ آتش قہر سامری کا اس حوالی باغ مین آگیا مین تو بچا مگر حضور سیماب ہین اُڑ جائینگے ہم لوگ کیونکر پتا پائینگے مسلمان آپ کا کشتہ بنائینگے حضور ہمارے نزدیک کیمیا ہو جائینگے یہ قہر سامری بڑا مہوس ہی جنگل مین بوٹیان پتیان ڈھونڈھتا پھرتا ہی کانٹون مین اُلجھکر نہین گرتا ہی جلدی تدبیر کیجیے سیماب جادو یہ حال حسرت مآل سُنکر تڑپ گیا کہا ای سرخاب مین اس پہیلی کو اچھی طرح نہین سمجھا ہوش مین آ بالتفصیل سمجھا کہا حضور غلام راہ مین آتا تھا قہر سامری سے ملاقات ہوئی اُنھون نے فرمایا مین شعلہ آتش قہر سامری ہون تو نے مجھپر نگاہ ڈالی کیون نہ جل گیا حضور یہ گرماگرمی سُنکر مین بھاگا وہ پکارتا ہوا میرے پیچھے دوڑا حضور سحر نے آبرو بچائی

پر پرواز پیدا کرکے اُڑا ابشکل یہانتک پہونچا سیماب جادو ہنسا کہا ای سرخاب کیسا قہر سامری کیسے جلائینگے کیسی افسونگری بالکل مہمل باتین کرتا ہی تجکو کوئی جادوگر ملا تھا تیرا شناسا یا غیر شناسا تھا کہا حضور آدمی بھی عجیب الخلقت مہیب صورت مین نے کبھی اس وضع کا آدمی نہین دیکھا مصور خیال تصویر نہین کھینچ سکتا مانی و بہزاد ہوتے تو آہ کھینچتے ہاتھ بصد اکراہ کھینچتے سیماب یہ حال مصیبت مآل سُنکر متردد و متوحش ہوا بارہ دری سے باہر نکل آیا سیماب کے دل پر غم و الم چھایا طرف ابر سیمابی کے دیکھا ابر مین جنبش ہی کہا لو یارو غضب ہوا عمرو عیار مع اسد نامدار حوالی باغ سیماب مین آگیا ای سرخاب جلد جا جس شخص کو تو نے دیکھا تھا اُسکو پکڑ لا خبردار تامل نہ کرنا وہ ساحر نہین ہی ہرگز نہ ڈرنا اگر اُسکو گرفتار کرکے لائیگا نہال ہوجائیگا سرخاب جھپٹا صحرا مین آکر چہار جانب مثل غول بیابانی دوڑنے لگا دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ وہی ساحر پھر آیا یہ تو کنارے ہوے کہین جا کر چھپے مگر سرخاب بیقرار بیتاب انعام و اکرام کی خواہش عمرو کے ملنے کی کاہش ہر ایک جانب جاتا ہی بیک خیال کو دوڑاتا ہی ہوا ے گرم چل رہی ہی بونڈلے گرد کے چہار جانب سنسان اُس ویرانے مین دیکھا ایک سیٹھنی ہرنجی تھالی ہاتھ مین اُسمین کچھ پھول گرم گرم موہن بھوگ ایک گلابی شراب کی گوری گوری صورت نشیلی انکھڑیان اٹکھیلی کی چال زیور سے زینت جسم دوڑی ہوئی جاتی ہی سرخاب چال ڈھال دیکھکر مر گیا کلیجے پر خنجر ابرو پکارتا ہوا دوڑا کہ جانے والی ذرا ٹھہر جا اس دھوپ مین کہان جاتی ہی جفا گرمی کی اُٹھاتی ہی اُسنے پھر کر دیکھا ہنسکر کہا کیون رے کیا تو کوئی قزاق ہی جو عورت کو اکیلا پاکر راہ مین گھیرتا ہی تجھسے کیا بتائین کہان جاتے ہین ہمارا سیٹھ بیمار ہی ٹھاکر کی پوجا کرنے جاتے ہین سرخاب قریب آگیا اب تو نگاہ لڑی کلیجے مین چھری مژگان کی گڑی بھولی بھولی باتین محبت کی گھاتین یاد ابروے خمدار خنجر خونخوار خود جلاد سرخاب نے کلیجہ تھام لیا بدحواس ہوکر سامری کا نام لیا نشۂ محبت سے لڑکھڑایا بمشکل اپنے کو سنبھالا گڑگڑانے لگا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا چھمی جی دیا کیجیے ذرا دیر ٹھہر جائیے مین تمھارے سیٹھ کے لیے دوا بتاؤن تمھارا ابھی علاج کرون مسکرا کر اُسنے جواب دیا کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا تو کوئی بڑا بید ہی یا حکیم ہی ہم کاہیکو ٹھہرین کیا ہمارا جان پہچان قدیم ہی مہاجنون مین بدنام ہوجائینگے ساکھ جاتی

رہیگی ہمارے سیٹھ کی ہنڈوی نہ ٹیگی سرخاب نے کہا مین بہی کھاتہ دیکھ لونگا درگٹی کا سود
لگا دونگا دو باتین سن لو پھر چلی جاؤ سیٹھی درۂ کوہ مین بیٹھ گئی کہا بتلا کیا کہتا ہی کونسی دوا بتلاتا ہی
سرخاب نے کہا یہ بوتل مین کیا ہی اُسنے کہا ٹھاکرجی کے بھوگ لگانے کی شراب ہی کہا پرشاد
ہمین بھی دو اُسنے بوتل آگے بڑھادی کہا لے یہ پرشاد ہی مگر تیری جان کو جلادیتا ہی او بھڑوے چور
ٹھگ اسمین زہر ملا ہی سمجھ کے پینا کلیجہ کٹ جائیگا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا سرخاب بیقرار
ہی اس دھمکانے ڈرانے کو کب مانتا ہی بوتل اُٹھا کر منھ سے لگالی پیتے ہی گھبرا گیا پیشانی پر موت
کا پسینہ آگیا اُف اُف کہتا ہوا اُٹھا کبھی پوچھتا ہی اس شراب مین کیا ملا تھا اُسنے کہا جو مین نے
کہا وہی تھا زہر قاتل سودۂ الماس کف مار سب کچھ اُسمین ملا تھا نالائق تو کیون پی گیا ہمین نہین
پہچانتا وہی قہر سامری بات بات مین افسونگری قاتل ساحران سرکوب کافران ماہ آسمان
وقار خواجہ عمرو عیار سرخاب ہائے کہکے دوڑا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا عمرو نے
بہ تعجیل سرخاب کو اپنی صورت بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر لگایا
طرف باغ سیماب کے چلے یہان سیماب جادو نے ورق سامری مین دیکھا بیقرار ہو کر کہا
ارے عقاب جادو جلدی جا عمرو نے تیرے بھائی کو پکڑ لیا جلد جا کر عمرو کو مار عقاب
چلا صحرا مین آکر ڈھونڈھنے لگا دور سے دیکھا سرخاب پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر پوچھا بھائی
خیر تو ہی عمرو نے جواب دیا بھائی مین نے ساربان زادے کو پکڑا مگر بڑا فعل کیا ہی خوب تلوار
چلی ساحر بھی ہی بڑے بڑے ظالم نے سحر کیے مگر مین آپ کا تعلیم کردہ ہون بڑے زور و شور سے
گرفتار کیا لو بھائی اسکو قتل کرو سر کاٹ کے سیماب جادو کے پاس لیچلو انعام و اکرام ملے گا
جاگیر لینگے تعلقدار بنکے بیٹھینگے عقاب خوشی خوشی قریب آیا عمرو نے سامنے اُسکے سرخاب
کو بشکل عمرو عیار رکھ دیا کہا بھائی تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو تم جانتے ہو میرا خون بہت ہلکا ہی
کسی کی فصد کھلتی ہی تو مجکو غش آجاتا ہی عقاب جادو تیغہ کھینچکر دوڑا سرخاب کے
گلے مین گیند ٹھنسا ہوا ہی غین غین کرتا ہی اشارون سے یہ مطلب ہی کہ مین تیرا بھائی ہون
خبردار قتل نہ کرنا عمرو نے کہا دیکھو بھائی یہ مکار کیا اشارے کرتا ہی جلد ہاتھ لگاؤ ایسا نہو کوئی
اسکا مددگار آجاے پھر قتل کرنا دشوار ہو میری محنت بیکار ہو عقاب جادو نے ہاتھ تلوار

کا مارا سرخاب جادو کا سر کٹ کے گرا آواز آئی کشتی مرا نام من سرخاب جادو بود عقاب
نے کہا بھائی یہ کیا ہوا عمرو تو بشکل سرخاب انکے پہلو مین کھڑے تھے لپٹ کے خنجر مارا
کہا دیکھو یہ ہوا منم مہر سپہر عیاری عقاب کا بھی طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر اُڑ گیا وہان
سیماب نے اوراق سامری مین دیکھا نہ انو پر ہاتھ مارا کہا لو یار و عقاب نے سرخاب
کو مارا عقاب کو عمرو نے قتل کیا کہا لینا جانے نہ پائے کئی ساحران غدار چلے یہان عمرو
دونون کے کپڑے اُتار رہا ہی کہ سامنے آکر ساحرون نے آواز دی کہ او مکار کیا کرتا ہی ہم آپہونچے
عمرو نے پلٹ کر دیکھا ساحر قریب آچلے ہین سحر کیا چاہتے ہین عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا کسیکا
ہاتھ جلا کسی کا مُنھ پھکا لئی ناری و اصل جہنم ہوے دس پانچ اُسمین کم ہوے اُنکے غول مین
سے عمرو جست کر کے بھاگا ساحرون نے پیچھا کیا جب وہ قریب آجاتے ہین عمرو نعرہ کر کے
جا پڑتا ہی ساحرون سے بعیاری لڑتا ہی کسی کو حلقۂ کمند مارا کسی پر حباب بیہوشی لگایا ساحر کے
مُنھ پر پڑا وہ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے خنجر مارا کسی کو تلوار سے کسی کو تیر سے کسی کو عقل و
فطرت و تدبیر سے نہنگانہ رستمانہ لڑتا ہوا صحرا مین جاتا ہی ساحر پیچھا نہین چھوڑتے مگر عمرو اس
تیزی سے لڑ رہا ہی ساحرون کو ہونٹھ ہلانا دشوار ہوا ساحر نے مُنھ کھولا چاہا سحر پڑھون
عمرو پر ماش کے دانے مارون خواجہ نے بہ تعجیل تمام تیر کفچے مین رکھکر مارا حلق مین پڑا گدی
کو توڑ کے پار گذرا ساحر گرا اندھیرا ہوا عمرو پھر بھاگا جب کئی ساحر مارے گئے دس بیس جو باقی
رہے وہ بھاگے عمرو تو دور نکل گیا گلیم اوڑھکر غائب ہوا مگر وہ ساحر سر پیٹے خاک اُڑاتے سامنے
سیماب جادو کے آئے کہا ای شہنشاہ کون گدھا کہتا ہی کہ عمرو ساحر نہین ہی علم افسونگری
سے ماہر نہین ہی بہت بڑا جادوگر ہی صاحب فضل و ہنر ہی دم لینا مشکل کر دیا لاشون سے
میدان بھر دیا پھر سحر کر کے غائب ہو گیا کسکو ڈھونڈھین کہان تلاش کرین اب سیماب
کے ہوش و حواس باختہ ہوے ابر سیمابی کی جنبش مین ترقی ہی زیر ابر گلدستے بھی شگفتہ
ہین جیسے آمد بہار مین پھول کھلتے ہین طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہین صفت باغبان
قضا و قدر مین بولا چاہتے ہین سبز پتیون پر زمرد ریحانی کا عالم شاخین دست تمنا رنگ و بو
مین بھی ترقی ہی قریب گلدستون کے ہوا سے سرد چل رہی ہی سیماب جادو نے کہا یارو

باغی سرحد باغ سیماب مین موجود ہی بادولت جاکر سامنے ابر سیمابی کے جلوہ فرما ہوتے ہین ابر
برنگاہ رہے دروازہ باغ کا بند کرو آمد و رفت موقوف ہو کوئی پکارے خبردار دروازہ باغ کا
نہ کھولنا آج باغ مین انقلاب ہی دیکھو تو سنبل کو پیچ و تاب ہی نرگس کی آنکھین پتھرائی ہین سوسن
خاموش دریاے حیرت کا جوش سب شجر نخل ماتم ہو رہے ہین پتے خنجر بُران نہرین مثل آئینہ
حیران جا بجا خاک اُڑ رہی ہی باغ سُنسان معلوم ہوتا ہی قلب پر ہجوم غم و الم ہی خوف سے لبون پر
دم ہی دیکھیے خداوند لقا کیا تقدیر کرتے ہین یہ خداوند جاگتی جوت کا جبدن سے حوالی طلسم ہوش ربا
مین آیا ہر روز نیا انقلاب ہی ہزارون دوست دشمن ہوے راہبر رہزن ہوے طلسم کشا کا آنا
ہونا گنبد نور سے چھوٹنا مقام تعجب ہی ایسے مقام محفوظ پر جب ساربان زادہ پہونچ گیا تو یہان آنا
کیا مشکل ہی نہین معلوم کون کون راہبر ہین ہمراہ کتنے ساحر ہین باغبان نگر ام تمور دشمن جان
بی بہار رازدار بھی سب ساتھ آئی ہونگی ساربان زادے کو ہمراہ لائی ہونگی انکی سحر و ساحری
افسونگری چست و چالاکی ساربان زادے کی مہیا کی سب طرح کے سامان مسلمانون کو مہیا ہوگئے
ہمارے افراسیاب صاحب عیش مین مصروف ہین وزرا امرا انکے سب بیوقوف ہین آجتک
کوئی تدبیر نہوئی ہمکو بھی اطلاع نہ کی دو کلمے لکھنا محال تھا کیا بڑا کمال تھا اپنے بادۂ غرور مین مست ہی
آٹھ پہر شراب و کباب مین مصروف ہی صدہا شاہزادیان واسطے خدمتگزاری کے ہر مقام پر حاضر
ہین آٹھ پہر اُنکے جمال کی ناظر ہین زنان سلطنت لاچین مین بڑے بڑے کام کیے سلطنت کو
اپنے مالک کی مٹا دیا کیا خوب نام کیا سلطنت لیتے ہی آپ سے باہر ہوے اب غفلت کے
انجام ظاہر ہوے سرکوب آپہونچا عمر طلسم تمام ہوئی افراسیاب وہ شخص ہی اب بھی اگر
سنبھل جائے ہوش مین آئے تمام ساحران عالم ایک طرف ہون یہ اکیلا تمام دنیا کو درہم برہم
کرے خیر اب ہم خود انتظام کرتے ہین اس باغ مین وہ نیرنگ باز عیار شعبدہ ساز کیونکر آتا ہی
جادو دروازہ بند کردو بند و بست کرو اب جبتک ہم نہ حکم دین دروازہ نہ کھلے ملازمون نے
دروازے کا انتظام کیا سیماب جادو اسباب سحر سے آراستہ ہوکر سامنے ابر کے کرسی پر
بیٹھا گرداگرد ہزارہا ساحران مکار و غدار حربہ ہاے سحر لیے ہوے آمادہ حرب و پیکار اب احوال
خواجہ عمرو تحریر ہوتا ہی کہ ساحران فرستادہ سیماب جادو سے لڑبھڑ کر ایک جانب نکل گئے

ایک درۂ کوہ مین جاکر ٹھہرے اپنی حماقت پر نفرین کر رہا ہی کہ ای عمرو تمام عمر عیاری کی مگر خاک کچھ نہ آیا ناحق کو سرخاب و عقاب کو مار کر اپنی جان پر آفت لی اب رسائی باغ سیماب مین ناممکن اسی صحرا مین پھڑک پھڑک کر مرے نکلنا بھی اس سرحد سے دشوار ہی عمرو اس سوچ مین کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر اُڑا ہوا اسی جانب چلا آتا ہی عمرو ساحر کو دیکھکر گوشے مین آیا رنگ روغن عیاری کا لگاکر ساحر مہیب کی صورت بنا وہ ساحر جستجوے آب مین اسی مقام پر آیا طرف چشمے کے چلا چاہتا تھا پانی پیے عمرو نے آواز دی او بدخوبے آبرو ناہنجار بدکردار پانی لب تر نہ کرنا آبرو نہ کھونا اپنے کو چاہ ضلالت مین نہ ڈبونا اُس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا بھائی صاحب آپ تو بڑے بدزبان ہین زبان سنبھالیے اپنے ہوش مین آیئے کلمات بیہودہ نہ فرمایئے عمرو نے کہا زبان کے ساتھ اب جو تا سنبھالینگے تو نے کیا سمجھ کے پانی کی چاہ کی ابے تو کون ہی تیرا کیا نام ہی کہان سے آتا ہی کہان جاتا ہی کیا کسی کا نامہ دار ہی یا چور اُچکا مکار ہی ہم خاص طرف سے سامری و جمشید کے اس مقام پر مقرر ہین بندگان سامری کی جان بچاتے ہین بھائی اب صاف صاف مضمون تمکو بتاتے ہین اس چشمے مین اگر اژدہا پانی پیتا ہی یہ پانی نہین کف مار ہی ہر لہر موجہ اسکا تیغۂ آبدار ہی حباب اسکے بس کی گانٹھ ہین گرداب آب محیط بلا نام اسکا چشمۂ فنا خفا ہو اسواسطے ایسے کلمات ناشایستہ کہے کہ جسمین تمکو غصہ آئے پانی نہ پیو اب ہم تمکو پانی پلا ئینگے ٹھنڈک مین بٹھائینگے اُس ساحر نے خواجہ کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان یہ گالیان مصری کی ڈلیان ہین اگر پانی پیتا ہڈیان تک پانی ہوکے بہ جاتین ای برادر اب میرا حال سُنو مین قاصد ہون خداوند داؤد کا احمر جادو میرا نام ہی خداوند کو اپنی کرامت سے معلوم ہوا کہ ساربان زادہ حوالی باغ سیماب مین آگیا ہی پس نامہ ہمکو دیا کہ جاکر سیماب جادو کو دینا کہ آگاہ ہوجائے عمرو باغ مین نہ آنے پائے عمرو نے سُنکر کہا بھائی تمنے بڑا کمال کیا اب ہم تمھارے حال سے ماہر ہوے پانی پیو کھانا کھاؤ یہ کہکر ایک جانب دوڑے چھاگل مین پانی چھلکاتے ہوے لائے دو ڈلیان برفی کی جیب سے نکالین کہا لو بھائی نوش بھی کرو پانی بھی پیو خالی پیٹ مین پانی پینا مناسب نہین ہی کلیجے مین پانی مثل تیر کے لگتا ہی آدمی دھوکا کھاتا ہی ساحر نے خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا برفی کھائی عمرو نے ہنسکر کہا لو بھائی تمھاری موت

آئی اُسنے ہنسکر پانی بھی پیا کہا آپ کے مزاج مین بڑی ظرافت ہی پانی پیتے ہی گھبرا کر اُٹھا کہا بھائی اس پانی مین کیا شریک تھا عمرو نے کہا سم قاتل تھا ہم تو پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ تمکو موت لیکر آئی ہی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے قتل نہ کیا کہ شاید جسکا نامہ دار ہی اُسکو ظاہر ہو جاوے پٹی بیہوشی کی دماغ پر اُسکے چڑھا دی نامہ اُسکی جھولی سے لیا اُسکی شکل بنکر تیار ہوے

طرف باغ سیماب کے چلے

پہونچنا خواجہ عمرو کا باغ سیماب مین اور لڑنا اسد غازی کا اور جنگ مغلوبہ ہونا ساحرون سے ساقی نامہ مصنف

ای ساقی گلرخ و گل اندام
ساغر وہ پلا کہ مست کردے
ہون تنگ تری رُکھائیون سے
منھ شیشۂ مے کا کھول ساقی
دیدے کہین کم ہی یا سوا ہی
جیسی مین چاہتا ہون ویسی
نوشین جان بخش روح پرور
خوشبو مین گلاب رنگ مین خون
دیدے کہ یہ روز روز وقت ہی سعد
لے اور بھی بادہ خوار آئے
اُڑتے ہین یہ چیخین مارتے ہین
شاید کہ پھنسا کوئی مہذب
ملا کو بُلا نہ لائے ہون یہ
اگلون سے جو ہی سُنی سُنائی
مے لیتے ہین قرض و دام لیکے
ہین ظلم کے میگسار تیرے

دے پھول کا آج پھر کوئی جام
بے قلقل و شیشہ اپنا ہی قل
دم ناک مین ہی جمائیون سے
یونہین اُگل سے جام بھر دے
پیمانے کی احتیاج کیا ہی
رنگین خوشبو کہن خریدار
بیغش روشن صفا مقطر
آئینہ مثال پاک شفاف
مانگی ہی پھر آج سال بھر بعد
مدہوش خبر بھی کچھ ہی گھر کی
چُپکے چُپکے پکارتے ہین
زاہد پہ نہ آفت آگئی ہو
قاضی کو لگا نہ لائے ہون یہ
اِن مفتیون کا یہ مسئلہ ہی
دینا انکو تو دام دے کے
باتین جو کرین تو دل لبھائین

ہان زور خمار پست کردے
اب نشے کا ہی اُتار بالکل
بیتاب ہون کچھ تو بول ساقی
کانٹے مین نظر کے تول کردے
ہر بار نہ پوچھ یہ کہ ساقی
شیرین سرخوش ہو تند گلنار
روح افزا و نیم رس شفق گون
قلب صوفی کی طرح سے صاف
سُن گر تجھے اعتبار آئے
زنجیر ہلا رہے ہین در کی
عادت انکی بھلا یہ تھی کب
واعظ کی نہ شامت آگئی ہو
ہان خوب یہ بات یاد آئی
مے مفت کی ہو اگر روا ہی
آفت کے ہین بادہ خوار تیرے
چپکے بیٹھین تو قہر ڈھائین

گویا خاموش دونون آفت
شعلے ہین مزاج آگ کا ہی
دیگر ساقی دریا دلی عیان کر
صافی صفت سحاب دکھلاے
بادل کی گرج سنا مین میخوار
کشتی شراب کا بندھے پل
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو
طاؤس بط شراب بنجائے
مہتاب منیر جام بنجاے
ساغر بنے چاند چودھوین کا

بیہوشی و ہوش دونون آفت
آنکھون مین زبانین سر مین آتش
کشتی مے ناب کی روان کر
ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق
واعظ پہ ہون بھبتیون کی بوچھار
کیفیت سحر ایاغ دکھلاے
مٹکے کو کدو سے ہمسری ہو
صہبا مین قمر کی روشنی ہو
پیمانہ مہ تمام بنجاے

غصہ انکا ستم بلا ہی
پتھر کی طرح جگر مین آتش
بجلی کی چمک شراب دکھلاے
قلقل کی صدا ہو خندۂ برق
ہو جوش پہ بحر سا غرغل
نشہ مجھے سبز باغ دکھلاے
طوطی مرغ کباب بنجاے
صافی شراب چاندنی ہو
ہو دور جو آب آتشین کا

شعر جو مین زبدۂ زمرۂ راہستان ؛ وہ لکھتے ہین اسطرح سیر داستان ؛ نہنگ بحر عیاری ناموروناموار صاحب جاہ ووقار افسر سرہنگان باجگیر اقلیم مکاری کشندۂ ساحران جہان قوت بازوے صاحبقران نامی ونامدار خواجہ عمرو عیار بشکل نامہ دار خداوند داؤد طرف باغ سیماب کے روانہ ہوے قبطورۂ زربفتی پتیابہ سقرلاطی سے آراستہ جست و خیز کرتے ہوئے نہایت خوش و خرم کہ اب تو ایسے مغرزو مکرم کی شکل پر جاتا ہون کہ سیماب تڑپ جائیگا بخواہش تمام اندر باغ کے بلائیگا انشاء اللہ باغ مین رنگ جمائینگے اسد غازی کو گلدستہ ہاے لوح تک پہونچائینگے آج ضرور لوح حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی یہ نہین معلوم کہ در باغ بند ہی ہمارے آنے سے وہ واقف ہوچکا ہی انتظام کر رہا ہی حقیقت مین اُس ابر سیمابی کی یہ کیفیت ہی جسقدر خواجہ قریب باغ سے ہوجاتے ہین قدم بڑھاتے ہین جنبش ابر ترقی پر ہی سیماب بیقرار و مضطر ہی ساحرون کا جماؤ اسکے قریب بڑھتا جاتا ہی کہتا ہی دیکھو یارو وہ ظالم اسی جانب آتا ہی کیا سوچا ہی بڑا حوصلہ ہی مگر قضا دامنگیر ہی بڑا عیار با تدبیر ہی یہ بیان کر رہا ہی سُننے والے کانون پر ہاتھ رکھتے ہین حضور طائر وہم و خیال کے پر جلتے ہین اس صحراے آتش خیز کے ذکر سے زبان پر شعلے نکلتے ہین کیونکر اس صحرا مین بسر کی کیونکر شب ہوئی کیونکر سحر کی صاحبو طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہی روشن ہی کہ

اوج پہ اسکا نیر اجلال ہی ایسی قید شدید سے رہا ہونا عرصہ دراز تک زندہ رہنا جفائے
قید شدید سہنا اسی شیر کا کام ہی بڑا صاحب جرأت و لیاقت ہی وقائع مین تحریر ہی مورخین
کی صاف صاف تقریر ہی کہ آٹھ برس کے سن مین اس نہنگ بحر جلالت نے خروج کیا اول ان
اول دربند ہوشنگیہ پر پہونچا اُسی کم سنی مین اٹھارہ امیرزادے ساتھ تھے ہوشنگ شاہ [illegible]
کو زیر کر لیا اُس دربند پر قبضہ ہوا القا کے صد ہا گانون لوٹ لیے زمیندار نام سے اس [illegible]
جوان کے تھراتے تھے جس مقام پر یہ فروکش ہوتا تھا نذرانہ لیکر آتے تھے لشکر خداوند لقا
بیحد و بے انتہا مثل مور و ملخ کے ساتھ اُس کمسنی مین خالصے قدرت خداوند سے اُس سے اُبھرا
بڑا معرکہ پڑا جس فوج پر بدیع الزمان اور قاسم جاتے تھے اُس سے یہ آنکھ ملاتے تھے
دس ہزار اُنھون نے مارے دو ہزار اسنے بھی قتل کیے دس برس لشکر خداوند سے
یہ جوان لڑا قیطولات پر قید بھی ہوا وہان سے بھی رہائی پائی سند جرأت ہاتھ آئی اب اس
ہوش ربا مین قدم رکھا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی باغ سیماب مین تو یہ ذکر ہی دروازہ بند ہی کو
وصبدم جنبش سیماب اسباب سحر سے ہوشیار مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار نشکل قاصد
خداوند داؤد راہ کو طی کر کے قریب باغ سیماب پہونچے دروازے پر آئے روزن سے
جھانک کر دیکھا باغ مین ہزار ہا جادوگر بھر رہے ہین عمرو نے پکار کر آواز دی شہنشاہ سیماب
سے خبر کرو کہ احمر جادو شہر داؤدیہ سے فرمان خداوند داؤد لیکر آیا ہی اندر طلب کرین
فرمان پڑھکر جواب دین عمرو نے دیکھا ساحر سنتے ہوئے چلے جاتے ہین کوئی جواب بھی
نہین دیتا جب عمرو بہت چیخا ایک ساحر نے بڑھکر کہا ای برادر اسوقت چلے جاؤ دروازہ [illegible]
بند ہی شہنشاہ سیماب کا حکم نہین ہی سیماب خود تڑپ رہے ہین یہان سارہان نژاد
کی آمد ہی اسواسطے بند دست کر رہے ہین اور وقت آنا کیون تحمل نہ ہو جاتے ہو سر کھائے جاتے
خود بھی خداوند داؤد آئینگے تو دروازہ نہ کھلے گا یہ کہکر وہ ساحر چلا گیا اب عمرو حیران ہوا کہ
یہ بڑا غضب ہی ہماری آمد کا یہ انتظام ہمین اپنی قدر نہین شہرون مین جا بجا نام ہی شعر
ذکر میرا مجھسے بہتر ہی کہ اُس محفل مین ہی ؎ رتبہ دیکھو میرے کینے کا کہ اُسکے دل مین ہی
عمرو ہر چند پکارتا ہی ایک ایک کو للکارتا ہی کوئی قریب دروازے کے نہین آتا اب

عمرو نے ڈرانا شروع کیا کہ یارو جاکر خداوند داؤد سے کہدو ہم سب کو سنگ سیاہ کردینگے شامت آجائیگی زمین باغ سیماب ہلجائیگی ایک نخل اژدہا بنکر سب کو کھاجائیگا ہر ایک شاخ مار سیاہ بنکر ڈسیگی پتے بچھو ہر سرو خرس بدخو شیر زمین سے پیدا ہونگے چیر پھاڑ کر سبکو پھینکدینگے لاکھ عمرو نے رنگ جمایا کسی باغی نے جواب نہ دیا اب عمرو حیران ہوا کہ مین کیا کرون کیونکر اندر باغ کے جاؤن کہانتک غل مچاؤن کوئی بیحیا نہین سنتا جب عرصۂ دراز گذرا عمرو نے دیکھا ایک باغبان بچہ نوجوان سبزہ آغاز لال پگڑی سر پر دوہری مرزائی مین سلکہ کی دھوتی نری کا جوتا گیندے کا ہار گلے مین چاندی کے موٹے موٹے کڑے ہاتھ مین ٹہل رہا ہی عمرو نے اُسکو تاکا پکارا کہ بھائی باغبان ہم خداوند داؤد کے پاس سے نامہ مع تحفہ جات لیکر آئے ہین ذرا دروازہ کھول دو اُسنے بھی یہی جواب دیا کہ میان کنجی قفل کی تو میرے پاس ہی مگر شہنشاہ کی ممانعت ہی باغ مین آنے کی کونسی صورت ہی اسوقت چلے جاؤ کل آنا عمرو عیار بڑا قزاق ہی لٹیرا قاتل ساحران سردار مکاران اس سرحد مین آیا ہوا ہی سرخاب وعقاب کو مار اگیا سو ساحرون سے لڑ صحیح وسلامت نکل گیا اسواسطے دروازہ بند ہی کہ وہ باغ مین نہ گھس آئے سب کو لوٹ لے باغ کے ساحر مال اسباب چھپائے پھرتے ہین بھائی مین نے بھی بھالی لٹیا چمن مین دفن کردی جو کچھ نقدی ہی اپنی ٹینٹ مین رکھ لیا وقت بیوقت بھگدر پڑے تو کا پیسہ پاس رہے عمرو نے کہا بھائی دروازے کے قریب آؤ دروازہ نہ کھولو دو تین باتین کرکے چلے جاؤ باغبان بچہ قریب آیا عمرو نے کہا بھائی دروازہ کھول دو خداوند کا نامہ لیلو باغبان بچے نے کہا نہین صاحب ہماری نوکری جاتی رہیگی ہم دروازہ نہین کھولینگے یہ کہکر منھ پھیر کر چلا عمرو نے کہا بھائی جاؤ نہین نہ کھولو ایک بات اور سن لو وہ پھر پلٹا عمرو نے کہا ہم خداوند کے نامہ دار ہین اگر ہمین اندر آنے دوگے قدرت سے کہکر تمھین بادشاہ کرا دینگے ایک شہر دلوادینگے مزے سے سلطنت کیا کرنا رنڈیان نوکر رکھنا سیکڑون خدمتگار مصاحب چوبدار رئیس وامیر ووزیر ہاتھ باندھے کھڑے رہینگے تاج جواہر کا تمھارے سر پر ہوگا تخت زبرجدی پر بیٹھوگے میان سیماب بھی تمھین سلام کرنے آئینگے ایسے ایسے بادشاہ تمھارے دربار مین بار نہ پائینگے مگر بھائی ہمکو وزیر کرنا روپیہ پیسا کرینگے ہر وقت خزانے مین تمھارے دوچار کرور جمع رہینگے

دیکھو بھائی روپیہ کو عزیز کرنا برادری والون سے نہ ملنا میاں چودھری تمہارے جو حقہ پانی بند کرتے ہین ڈھٹر بچے کی علت مین پکڑوا لیوانا اُسنے کہار کی جورو گھر مین بٹھائی ہی سب اکا دھرم ناس کرتا ہی کہار گا بجہ پینے والون کا پاس کرتا ہی اب تو باغبان بچے نے ان باتون کو خوب گوش ہوش سے سُنا جواب دیا بھائی تمہاری مہربانی وزیر کیا تمکو اپنا نائب بنائینگے چودھری حرامزادے کی ناک کٹوائینگے مگر دروازہ کھولنا مشکل ہی ہم شہنشاہ سیماب سے پوچھ آئین تم ٹھہرے رہو عمرو نے کہا ابے تو بڑا گدھا ہی ہماری بات تیری سمجھ مین نہین آئی دمبدم سیماب کا نام لیتا ہی پارے کی کیا حقیقت ہی دو انگاریان رکھد ینگے اُڑجائیگا خیر ایک کام کرو قفل کھولو ہمین اندر نہ آنے دو جو مال خداوند نے بھیجا ہی وہ تو لیلو باغ مین لاکھون جادوگر ہین عمرو سے یہ خوف ہی ایسا نہو کہ راہ مین اس مال کو ہم سے چھین لے ہم تو اکیلے ہین اب باغبان بچہ قریب آیا کہا مال کیا ہی عمرو نے کہا کچھ اشرفیان کچھ جواہرات ہی اسکا لینا کیا بڑی بات ہی باغبان بچے نے کہا ہم دیکھین عمرو نے اشرفیان زرد زرد ہاتھ پر رکھکر دکھائین باغبان بچہ چمن زعفران زار کو دیکھکر ہنسا دل مین سوچا یہ لات ومنات کی عنایت ہی مفت مین مال ملتا ہی اس غدر مین کون پوچھے گا بعد دو چار دن کے تحقیقات ہوگی پہچان بھی نہ سکیگا ایسا مال پاکے ہم نوکری کا ہیکو کرینگے گانون مین جاکر ٹھاکر چاچا کے یہان بیٹھ رہینگے یہ سوچکر کہا لاؤ جی مال اور نامہ ہمکو دیدو تم ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ عمرو نے کہا اچھا بھائی کھولو مال لیلو ہمیر سے بوجھ اُترجاے مفلس کو کون پوچھے گا نقد جان تو بچ جائیگی باغبان نے جنیو سے کنجی کھولی قفل کھولکر زمین پر رکھا زنجیر کھول کے دروازے مین گھٹنا اُڑادیا درار سے ہاتھ باہر نکالا کہا لاؤ بھائی کہین تمہاری مشکل آسان ہو سویرے سے اپنے گھر پہونچو جیسے ہی اُسنے ہاتھ نکالا چاندی کا کڑا ہاتھ مین تھا عمرو کے مُنھ مین پانی بھر آیا عمرو نے خنجر نکالکر باغبان کا کھٹ سے ہاتھ کاٹ ڈالا باغبان بچے نے ہاے کا نعرہ کیا چیختا ہوا بھاگا عمرو نے دھکا دیا دروازہ کھل گیا عمرو اندر آیا دیکھا باغبان بچہ ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا روتا پیٹتا بھاگا جاتا ہی عمرو نے آواز دی ابے مال تو لیتا جا دوسرا کڑا مجھے دے وہ تو جاکر کسی چمن مین بیہوش ہوکر گر پڑا عمرو جھپٹ کر ایک گوشہ مین آیا اسد غازی کو زنبیل سے نکالا ناظرین پر واضح ہو کہ جلد اول مین ارماس بن طرماس

براے مقابلہ لشکر مہرخ آیا تھا اُسکے پاس چادر جمشیدی تھی مہرقران نے اُسکو قتل کیا تھا
وہ چادر لیکر مہتر برق بھاگا تھا اُس چادر پر سحر تاثیر نہین کرتا عمرو نے وہ چادر زنبیل مین رکھ
لی تھی اُسوقت نکالی اسد غازی کو اُڑھائی سلاح جنگ بتعجیل جسم پر اُس شیر بیشہ جرأت کے
آراستہ کیے کہا ای نور نظر اُٹھتے بڑھتے تمکو باغ سیماب مین لیکر آئے ہین لاکھون ساحرون سے
مقابلہ ہی اب وقت جرأت ہی اُٹھکر اپنے کو گلدستہ ہاے لوح تک پہونچاؤ مالک طلسم عالم فضل
اپنا شریک کرے لی طلسم ہوشربا دستیاب ہو مگر آج امتحان زور صاحبقرانی ہی دریاے
آہن کا جھیلنا جان پر کھیلنا ہی براے جان نثاری حاضر ہون اسد غازی نے فرط محبت
سے ہاتھون کو خواجہ کے بوسہ دیا کہا حضور آپ کے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا یہ کہکر
اسد غازی آگے بڑھا ایک ہاتھ مین تیغہ ٔ بید رنغ ایک مین سپر فولادی فراخ دامن اس
صولت سے یہ دلیر صف شکن بڑھا عمرو دشت پر مثل ہمزاد ہمراہ ہوا یہان سیماب جادو
کرسی پر بیٹھا تھا یا تو ابر مین جنبش تھی یا ابر نے چرخ مارا ابر سیمابی تڑپا سیماب گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا
کہا لو یار و عمرو عیاران طلسم کشا ضرور بالضرور اندر باغ کے آگیا افراسیاب نے علامت
بتادی تھی وہ ظاہر ہوئی دیکھو ابر سیمابی کو اضطراب ہی مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی
ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ پشت سے شیر کے نعرے کی آواز آئی زمین باغ کی تھرائی نخل کانپے
طائر درختون سے بدحواس ہو کر بھاگے رنگ باغ دگرگون نوجوانان باغ کا کلیجہ خون نعرہ اسد

اسد شہسوار رزم گہ و روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران
شہنشاہ نام آور و کامران
باشید ای کفاران بےحیا و ای نابکاران پُر دغا شیر بیشہ مین آگیا

بدون تکلف پلٹتا ہی سیماب نے دیکھا چمنستان سے یون اسد غازی برآمد ہوا جیسے
دہقان کے کھیت سے ظہور نیر اعظم چہرہ آفتاب عالمتاب رعب و جلالت و داب پیشکار
شہور و شرافت ناصیہ سے آشکار قد سرو باغ صولت آنکھین رشک چشمان غزال صحراے
ہیبت تیغ برق مثال دست زبردست مین شیرانہ ساحران غدار پر آ کر گرا سیماب نے
آواز دی خبردار جانے نپائے ہان یارو مار لو طلسم کشا کو چہار جانب سے گھیر لو خواجہ عمرو
پہلو پر اسد غازی کے مگر اس کیفیت سے کہ گلیم کاندھے پر خنجر برہنہ ہاتھ مین جادوگرونکا

جو بلوہ ہوا عمرو تو گلیم اوڑھکر مخفی ہوا مگر اسد شیردل پر ساحرون نے بلوہ کیا چہار جانب سے حربہ ہاے سحر پڑنے لگے بسبب چادر جمشیدی کے سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا اسد نے جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کسی پر اوجھڑ سپر کی لگائی خود سر کا سر پھٹ گیا ہاے کہکر زمین پر گرا کسیکی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھایا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا سر غرق زمین ہوا ٹانگین تھرائین روح بخس نے جسطرف سے راستہ پایا نکل گئی جب عمرو دیکھتا ہی کہ اسد غازی پر زیادہ بلوہ ہی اپنے کو ظاہر کر کے لڑائی مین مصروف ہوتا ہی مگر دل سے دعا ہی کہ خداوندا اسقدر فوج کا کیونکر خاتمہ ہوگا تا بہ گلدستہ لوح رسائی نہایت دشوار ہی بحساب فوج کفار حقیقت مین سیماب نے گرد اُس چبوترے کے صفین باندھین ہین لوہے کی دیوارین معلوم ہوتی ہین دریاے فوج ساحران کا جوش بگیرو بزن کا خروش

نظم مصنف

اسد شیر دل تھا جو مصروف جنگ
ہر اک کافر و سیہ تھا بہ تنگ
ہوا گرم ہنگامۂ گیرودار
زمین باغ کی بنگئی لالہ زار
وہ نعرے اسد کے بوقت وغا
کہ باشیدای کافران بیحیا
منم شیر صولت یل ذی وقار
منم صفدر و صف شکن نامدار
منم رہرو جادۂ صفدری
کہ باطل کنم مذہب سامری
من آنم سرکوب افراسیاب
نظر کردہ شاہ عالی جناب
چو تیغ یلی برکشم از غلاف
تزلزل فتد از میان مصاف
عمرو بھی بمردی و قہر و عتاب
لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب
کبھی حملہ ور گاہ روپوش تھا
یم مکر کا دمبدم جوش تھا
کبھی حقۂ لفظون سے چلا
لگی آگ منہ ناریون کا جلا
کبھی جوش مین آکے مارا حباب
گرا دھم سے ساحر بصد اضطراب
کبھی تیچہ کھینچکر جا پڑا
بقہر و غضب کافرون سے لڑا
قمر مہر خالق سے وہ شیر نر
مہ اوج اقبال و فضل و ہنر
لڑائی مین مصروف بخوف و بیم
وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم
مگر سیماب خانہ خراب نے

دیکھا کہ صدہا ساحران نامی کو اسد غازی نے قتل کیا کس زور و شور سے یہ بحیا سحر کر رہا ہی دم افسونگری کا بھر رہا ہی مگر اسد پر تاثیر نہین ہوتی سیماب گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی سحر جواب دے رہا ہی اور اسد نے تاک تاک کر افسرون کو قتل کیا غصے مین تیغۂ سحر کھینچکر جا پڑا اسد شیردل پر تلوار کا وار کیا شعلے گرے مگر اسد کے جسم پر نہ پڑے اسد نے قدم مردی بڑھا کر تیغۂ سحر کو سپر فولادی پر گانٹھا نعرہ شیرانہ کر کے ہاتھ مارا سیماب نے تڑپکر سپر سحر کو چہرے کی

پناہ کیا مگر نہیب تیغ اسد سے تھرا گیا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا تیغہ برق مثال
تڑ پکر گری سپر کو کاٹ کر تاج سر کو کاٹا سر پر گری او چھا سا زخم آیا تھا سیماب نے اپنے کو یا سامری
کہکر زمین پر گرا دیا سیماب تھا تڑپکر نکل گیا اسد جھپٹا بیچ مین ہزارون ساحر آ گئے لڑائی ہونے
لگی سیماب جھاڑ پونچھکر اٹھا اب نہایت تردد ہوا دل سے کہتا ہی ما بدولت کے سحر نے تاثیر
نہ کی اب فتح سے دل نا امید ہی ای سیماب اسمین کچھ بھید ہی سیماب نہایت ساحر زبردست
و چست و چالاک سحر و ساحری مین بیباک تمام باغ اشیاے سحر سے مملو قریب ایک نخل کے
آیا پیشانی پر نشتر مارا قطرہ اپنے خون کا لیکر بیخ نخل پر مل دیا آواز دی ای سحر سامری یہ کیا
شاخسانہ ہی ساحرون کی تباہی کا بہانہ ہی آج باغ مین نیا گل پھولا رنگ سحر کا طلسم کشا پر نہین جمتا
غنچۂ خاطر پژمردہ نہین کھلتا ہزارہا سرو قد قتل ہو گئے ثمر نخل سحر سے نہین حاصل ہوتا طلسم کشا
باغ باغ جھونکے باد خزان کے باغ امید سامری پرستان پر چل رہے ہین ای سرسبز کن شاخ نخل
امید مدد کیجیے آپ کے بندون کے دم نکل رہے ہین بیخ نخل سے ایک برق چمکی آواز آئی ای
سیماب بدون تدبیر اگر طلسم کشا سے مقابلہ کرے گا کشتہ ہو کر خاک ہوگا ہاتھ سے طلسم کشا
ہلاک ہوگا چادر جمشیدی طلسم کشا اوڑھے ہین جبتک وہ جسم سے جدا نہوگی سحر تاثیر نکریگا
جمشید نے برسون خاک چھانی تانا بھاری کی خوبروئی سے سوت کاتا لگڑیان بنائین روئی
دھنکی تانا بانا چڑھایا یہ چادر تیار ہوئی تھان کے ٹرے تھے چادر مین تاثیر بھر گئی کیون کوئی بیر
قریب جاسے کیونکر کوئی شیطان ہونٹھ ہلائے جلد تدبیر کر زیادہ نہ تقریر کر یہ سنکر سیماب گھبرایا
غصے سے پسینہ آیا گوشۂ باغ مین آکر دستک دی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اژدر دم
کندۂ جہنم تیغ و سپر ہاتھ مین لیے زنجیر آہنی کمر سے باندھے جھومتا ہوا سامنے سیماب کے آیا
کہا ای شہنشاہ کیا حکم ہی آج کیون غلام کو تکلیف دی کیا سرکار پر مصیبت پڑی سیماب نے کہا
ای اہرمن طلسمی طلسم کشا باغ سیماب مین آگیا جرأت اسکی جوش پر چادر جمشیدی دوش پر
جلد جا شعبدۂ طلسمی دکھا چادر چھین لے ورنہ آج باغ سیماب کا خاتمہ ہی لڑتا بھڑتا وہ جوان
قریب چبوترے کے پہونچ چکا ہی اگر لوح پا گیا زندگی سامری پرستون کی دشوار وہ جوان عالیوقار
رستمانہ جنگ مین مصروف ہی یہ سنکر وہ اہرمن ہلیتن تیغہ تولتا ہوا سامنے اسد نامدار کے

آیا آواز دی او طلسم کشا کیا ساحرون پر وار کر رہا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آ ہمپر وار کر اسد غازی شیر دلیر تو کہتے ہی جا پڑا اہرمن نے ہاتھ مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا ہزارون ساحر نیزہ و شمشیر کے وار کر رہے ہین اسد کی ذرا جو پلک جھپکی اُس زنگی سیاہ رو نے ہاتھ بڑھا کر چادر دوش سے اسد کے کھینچ لی چادر زمین پر گری اسد نے چاہا جھککر اُٹھاؤن سیماب دیکھ رہا تھا ایک گولہ مارا وہ اہرمن ہاے کہکر مُنھ کے بھل زمین پر گرا جسم سے ناری کے آگ نکلی چادر جمشیدی جلنے لگی اہرمن نے ایک چیخ ماری او سیماب خانہ خراب میرے ساتھ دغا کی مگر او پاجی ہمارا جلانا کیا خالی جائیگا تھوڑی ہی دیر مین مُنھ کی کھائیگا کتے کی موت مارا جائیگا چشم زدن مین چادر جمشیدی اور وہ زنگی جلکر خاک کا ڈھیر ہو گئے اسد غازی غصے مین بڑھے تھے سیماب نے صرف آنکھ سے اشارہ کیا غضب کا اشارہ تھا اسد لڑکھڑا کر زمین پر گرا زمین نے پاؤن تھام لیے ہاتھ بھی بے حس و حرکت ہوئے چہار جانب سے ساحر اسد پر بلوہ کر کے چلے عمرو گلیم اوڑھے ایک گوشے سے یہ معرکہ حیرت افزا دیکھ رہا تھا اسد کے گرتے ہی کلیجہ پھٹ گیا گلیم اُتار کر نعرہ کیا حقۂ آتشبازی مار دیا حقۂ روغن نفط بھی پھینکا کئی سو ساحر واصل جہنم ہوے پرے کے پرے درہم و برہم ہوے عمرو جست کر کے برابر اسد کے آیا مثل پروانے کے گرد پھرنے لگا کبھی گلیم اوڑھ لی کبھی بیقرار ہو کر ظاہر ہوا مثل برق جہندہ عرصۂ دراز تک لڑا ایک ساحر نے چاہا اسد پر نیزہ مارے عمرو نے گلیم اُتار کر اُسپر ہاتھ ینچے کا مارا سیماب نے فورًا گھبرا کے آواز دی عمرو بھی برابر اسد کے گرا سیماب جادو نے آواز دی او نامردو دونون کے سر کاٹ لو خواجہ عمرو بیقرار ہوے ہاتھ واسطے دعا کے بلند کیے پکار اُٹھے نظم دعائیہ

ای کشایندہ خزانہ جود

نقش پیوند کارگاہ وجود
کوکب آرای آسمان بلند
ہم زمین ساز و ہم زمین پیوند

بودنی را ہمیشہ بود از تو
بودنا بود را وجود از تو
آفرینش رقم کشیدہ تست

ہرچہ چیزیست آفریدہ تست
در بناے بہ فہم عالمیان
در نگنجد بود ہم آدمیان

آدمی کیست خاک بے سروپاے
گو بداند خداے را چہ خدا
سخن آنجا کہ از خدادانیست

لاف دانش دلیل نادانیست
مور کا قد میان دریابار
کی سد از شناوری بکنار

عقل گو صد ہزار رنگ منیت
ہمہ دانندگان تو دانی و بس
طمع نیست از کشت بیجا صلم
ز طاعت مکدر ز عصیان ملول
ندارم بجز عجز چیزے بکف
من و دست و دامان بیچارگی
نگیری چسان دست افتادہ
گدائے در ت نیستم کیستم
در افتادگی از کہ خواہم مدد
کسے نیست غیر از تو فریادرس
بہر حاجتم از تو امیدوار

از خجالت بپائے بس بگریخت
دیگر خدایا بجاہ و خداوندیت
بخشنودیت کار دارو دلم
کہ نیک و بدم ہر دو بنود ردا
شد از کف مرا نقد فرصت تلف
بدرگاہت آوردہ ام عجز خویش
کہ خود از کرم ہستیش دادۂ
اگر ہست بنما در دیگرم
مدد از کہ افتادگان را رسد
ز خاک قفس ارمغان بہار
کہ ہم فیض بخشی ہم آمرزگار

ہر چہ اندر جہان بداند کس
کہ بخشی مقام رضامندیت
بسے شرمسارم ز نفس فضول
چو عصیان بود طاعتم نا سزا
نبخشید سودے جگر خوارگی
سر از شرم بے برگی افگندہ پیش
بیک عمر در نعمت زیستم
وگرنہ بحرمان مران زین درم
خروشان خراشم جگر در قفس
فرستم صفیر دل سوگوار

عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا آسمان سے نعرہ ہوا منم باغبان قدرت منم صاحب عقل وشعور ملکہ مخمور منم مسخر کن غرب و شرق یعنی رعد و برق منم سیف قاطع اعنی برق لامع منم گل حدیقۂ جاہ و وقار اعنی ملکہ بہار منم صف شکن ملکہ بران شمشیر زن یہ ساحران نامی جان نثاران گرامی کوئی زمین سے نکلا کوئی آسمان سے مثل برق گرا سحر کرتے ہوے قریب اسد و عمرو پہونچے پہلے عمرو پر سے سحر اُتارا عمرو اُٹھتے ہی گلیم اوڑھکر مخفی ہوا اسد شیر دل نے تلوار کھینچکر نعرہ کیا سب سے پیشتر ملکہ بہار نے آتے ہی گلدستہ مارا پھول کھلے ہوا نے اپنا رنگ باندھا گل سحر شگفتہ ہوے گل حیات کفار ان مرجھاے طفلان غنچے کو اضطراب شاخون کو پیچ و تاب جوانان چمن اکڑ نا بھولے شمشاد سیدھے ہو سکے نرگس شہلا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے سنبل نے بال نوچے سوسن گونگی بہری نہرون سے طوفان اُٹھا جوش ہوا کہ کافرون کو ڈبودون لب نہر سے صدا آئی بھاگ جاؤ آبرو بچاؤ گل سمن و یاسمن پر تازہ بہار لاے کی نگاہ قہر آگین خونخوار طائرون نے غل مچائے باغیون کے ہوش اُڑائے غل ہوا آمد فصل بہار ہے جدھر دیکھو دیوانون کی قطار ہے کئی ہزار ساحر دیوانہ وار سے سر ٹکرانے لگے سرکشون کو غش آنے لگے مخمور نے دانہ یاقوت احمر

کانکا لگر بارا لگئی سو کے سر پھٹے نشیلی آنکھون پر ہزارون کے گلے کٹے **باغبان** نے پھولونکا گیند
مارا شرر ہائے آتش نکلے ناری جل بھن کے خاک ہوے رعد نے چیخ ماری کئی سو لڑکھڑاتے
گرے جو مغرور تھے اُنکے سر پھٹے **برق** تڑپ کر گری کئی سو کو کاٹ کر نکل گئی **برق لامع** نے
قیامت برپا کی زلف شبگون ہلا دی اندھیرے مین سیہ رو گھبراتے تھے درختون سے ٹکراتے
تھے **بُران** کا اختر مردار ید چلا جس بدبخت پر اختر مردار ید مارا ستارہ اُس منحوس کا گردش مین
آیا کچھ تدبیر نہ بن پڑی بد اختر نے سر پٹک کے جان دی **سیماب** نے دیکھا کہ ان ساحران نامی
نے ہنگامہ برپا کیا زمین ہلا دی چشم زدن مین ہزارون مارے گئے باغ مین لاکھون کا
کھیت ہوا دریا ے خون جاری ہوا اسد کو ان سبھون نے بیچ مین لے لیا سحر سے ساحرون
کے بچاتے جاتے ہین اپنا سینہ سپر کرتے ہین خواجہ گلیم اوڑھے کنارے کھڑے دیکھ رہے ہین
الامان الامان کر رہے ہین خداوندا سب کو بچانا مگر **سیماب جادو** کسی کے سحر کو نہین مانتا
سب کو جواب دے رہا ہی سردارون کو تو اپنے نہین بچا سکتا اُنپر ان سبھون نے قیامت برپا
کر دی باغ لاشون سے بھر دیا ہزار ہا زنان فاحشہ ہوش ربا کو بیوہ کر دیا **باغبان** قدرت
پر **سیماب جادو** غصے مین جا پڑا اسم سحر پڑھکر گولہ مارا **باغبان** نے اُس گولے کو کاٹا
اُسمین سے برق چمک کر **باغبان** پر گری ہر چند روکا نہ رک سکی سر زخمی ہوا اروے زیبا
باغبان گلگون ہو گیا بہار نے بڑھکر مقابلہ کیا کئی گلدستے مارے اُس بیحیا نے آتش سحر سے
جلا دیے آتش بہار پر بھی زوال آیا پھول سا چہرہ کمھلایا برق و رعد کو بھی زخمی کیا **برق لامع**
خوب لڑی ندی خون کی بہا دی ہزارون کو جلا دیا صدہا کو خاک مین ملا دیا آخر **سیماب** نے کارد سحر
پھینکی **برق لامع** کا شانہ نشانہ ہوا **بُران** نے بڑھکر آواز دی او بیحیا خبردار یہ سرداران
نامی رونق لشکر اسلام ہین طلسم ہوشربا کی زینت صاحبان جرأت و جلالت بے ادبی نہ کرنا انکے
خون سے ہاتھ نہ بھرنا عرصہ دراز تک **سیماب** و ملکہ **بُران** سے سحر چلا مگر یہ بیحیا بلاے روزگار
ہی بانیان طلسم نے محافظ لوح قرار دیا ہی ہر طرح کے سحر کو دفع کرتا ہی پہلو نشین سامری رگ
و ریشے مین افسونگری **افراسیاب** کا قوت بازو وزینت پہلو بدسرشت بدخو آخر **سر بران** کا
برق سحر **سیماب** سے زخمی ہوا اپنے ساحرون کو للکار رہا ہی ایک ایک کا نام لیکر پکار رہا ہی

ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان بنوشید بیت روز جنگ ست جنگ باید کرد ✤ کوشش نام و ننگ باید کرد ✤ ایک جانب نقیب کرکیت صدائین دے رہے ہین ای بندگان سامری روز جوانمردی ہی باغیون کا ہنگامہ ہی نام کرو دشمنان افراسیاب کو گھیر لو جانے نپائین سرکشی سے باز آئین سرکار شہنشاہ سے جاگیر پاؤگے سرفروش کہلاؤگے افراسیاب ایک ایک کو نہال کردیگا سپرین تمھاری زر سُرخ و سفید سے بھر دیگا ان صداؤن کو سُنکر ملازمان سیماب آمادۂ سرفروشی لب پر مُہر خموشی بہار جادو نے کنارے آکر زخم سرکو باندھا دور سے دیکھا بُران پر بلوہ ہی چہار جانب سے ساحران ناہنجار نے گھیرا ہی گلدستہ لیکر پھر بڑھی آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوئی جو الفاظ رنگین غنچہ دہن سے نکلا کھلکر پھول ہوا گلدستے کو پانی کے چھینٹے دیکر شگفتہ کیا آواز دی ای نکہت و گل اندام جلد آؤ غنچۂ خاطر شگفتہ کرو کافرون پر بلا نازل ہو یہ کہکر گلدستہ مارا رنگ بہار دوبارہ جما غزل

شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست
رکھا دہان تنگ نے مطلب کو ناتمام
کرباغبان نشیب و فراز چمن درست
دست جنون نے قید تعلق سے دی نجات
ہوتا ہی پھر نشان فرار کہن درست
ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے
کرتے ہین غنچہاے چمن پیرہن درست
بیفائدہ ہین چارہ گرونکی مشقتین
زخمونکے مدتونمین ہوے ہین دہن درست

پیغام رستخیز ہی آمد بہار کی
نکلا تمھارے منھ سے نکوئی سخن درست
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب
ہوتا نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست
ہوتی ہین جوش عشق مین جو جو شکستگان
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست
رنگ و وئی سے آئنۂ دل ہی پاک و صاف
ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست
بدلو ردیف اور کہ جی بھر گیا نسیم

غنچے نے تاج گل نے کیا پیرہن درست
مرکر ہوئی ہی نرگس بیمار تندرست
گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہی
کرتا ہی چرخ پیر رداے کہن درست
کرتی ہی جمع باد صبا خاک منتشر
کہتا ہی ناز سے وہ بت سیمتن درست
کس رشک گلکی شہرت نظارگی ہی آج
رہتا ہی اپنا گوشۂ بیت الحزن درست
چاٹا ہی ایک عمر لعاب زبان تیغ
ہوا ورطرح زلف عروس سخن درست

اس سحر مین بھی بہار نے ہزارہا کو پامال کیا صدہا مثل برگ خزان دیدہ زرد روزمین پر گرے ٹھوکرون مین فوج کی پامال ہوے اب کی سیماب نے قہر و غضب مین ایک ترنج سبز جیب سے نکالا اپنے خون سے اُسکو سُرخ کیا اسم سحر کا پڑھکر ان سب پر پھینک مارا ترنج سبز پھٹا معلوم ہوا صور اسرافیل پھنکا قریب تھا کہ مخمور وغیرہ کے کان کے پردے شق ہون ہر چند

اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکین لہرا لہرا کے زمین پر گرین زبانین بند سحر فراموش بیہوشی کا ہوش
ایک سمت اسد نامدار بھی گر کر بیہوش ہوے سیماب تیغہ کھینچ کے چلا کہ جا کر سبکو قتل کرون
عمرو کا کلیجہ مُنھ کو آگیا بیقرار ہو کر رویا خالق بے نیاز کو پکارا خداوندا ان سردارونکو بچالے
بدعت سے اس جلاد کے نجات دے کہ آسمان سے نعرہ ہوا او سیماب خانہ خراب
دست خود را نگہدار ما ہم رسیدیم منم صاحب چتر وشان سرکوب کافران برہم زنندۂ فوج
ساحران غلام جدید صاحبقران شہنشاہ طلسم نور افشان رستم نظیر منم کوکب روشنضمیر
عمرو نے دیکھا کہ کس زور و شور سے کوکب آیا تیغہ برق نظیر دست زبردست مین کھنچا ہوا
تاج زبرجدی برسر زرہ یاقوتی زیب جسم انور جوان رعنا جرأت و شوکت مین یکتا ہو پہنچتے ہی
سحر کیا برّان و باغبان و مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار کو ہوش آیا اسد
تیغہ ٹیک کر سنبھلا کوکب نے دیکھا یہ سب انتہا کے زخمدار ہین کثرت جراحت سے بیتاب
و بیقرار ہین کہا تم لوگ سحر کر کے نکل جاؤ مین سمجھ لونگا یہ تو سب پر پرواز پیدا کر کے نکل گئے
کوکب روشنضمیر اسد نامدار کی پشت پر آیا عرض کی ای شیر بیشۂ صاحبقرانی بسم اللہ
بڑھیے غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہی یہ کہکر کوکب نے چند سنگریزے زمین سے
اُٹھائے طرف آسمان کے پھینکے بت پرستون پر پتھر برسنے لگے ہزار ہا سنگدل واصل جہنم ہوے
سیماب کو للکارا او بیحیا دیکھ یہ طلسم کشائی جستجوے لوح مین یہانتک آیا صاحب جرأت
و اقبال ماہ آسمان جاہ و جلال ہنر بردشت جرأت فریدون فر سکندر حشمت آکر اسکے قدمونکو
بوسہ دے اطاعت اسلام قبول کر دولت کونین حصول ہو انشاء اللہ عمر طلسم تمام ہوئی جا بجا
ڈنکا اسلام کا بجیگا کفر کا نام نہ باقی رہیگا ستارہ سامری پرستان گردش مین آگیا جو اس
با اقبال کے شریک ہو جائیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا ہو کر جہنم واصل ہوگا
شجر بغض و عداوت سے یہ ثمر حاصل ہوگا سیماب کوکب کو دیکھکر بیقرار تو ہوا مگر بموجب
مصرع تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد است ؏ چکنا گھڑا تھا آب نصیحت نے تاثیر
نہ کی جواب دیا ای کوکب تم نے غضب کیا دین جد و آبا چھوڑا کیا باپ دادا بیوقوف تھے
انکو ان امورات کے نہ وقوف تھے تیرا قتل واجب و لازم ہی شہنشاہ طلسم ہوشربا سے دو

دشمنی پیدا کی وہ بادشاہ عالیجاہ طلسم نور افشان مین آگ لگا دیگا سر کو بیان کر چکا جہانگیر بن
صاحبقران کو لایا ابھی چند دن کا ذکر ہی سوراخ مور و مار تلاش کرتے تھے چھپنے کو جگہ
نہ ملتی تھی ابکی مرتبہ بے قتل کیے نہ چھوڑیگا طلسم نور افشان کو مٹا دیگا بھاگتے راستہ نہ ملیگا
جس ہوس مین ہو وہ نہ پوری ہوگی لوح طلسم ہوشربا نہ ملیگی آگ لگا دونگا پانی برساؤنگا میرے
سحر قہر خداوند سامری ہین رگ و ریشے مین شعبدہ بازی بھری ہی مین کیا دین جد و آبا
سے پھرونگا جس خدا کو دیکھا نہ بھالا اُسکو سجدہ کرونگا یہ کلمات مہملات سُنکر کوکب روشنضمیر
کی ابروون پر بل آیا قبضۂ شمشیر برق مثال پر ہاتھ ڈالا جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ بکتا
ہی افراسیاب نے کد و کاوش کی طلسم نور افشان کے مٹانے مین بڑی کوشش کی میرا کچھ
نہ کر سکے جہانگیر بن صاحبقران کو لا کر مُنھ کی کھائی وہ شیر دلیر ہمارے آقاے نامور کا
نور نظر تھا شیر بشیر فتح و ظفر تھا آخر حق بہ حقدار رسید اپنے قبلہ و کعبہ سے ملے غنچۂ آرزو
کھلے باغیون کو داغ ہوا ہمین غم سے فراغ ہوا اب انشاء اللہ وقت قتل افراسیاب
قریب آیا ٹھوکرین کھائیگا ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا غافل مغرور نشہ بادۂ نخوت مین چور
تو اپنا زور بازو دکھلا اُس نامرد کے نام سے نہ ڈرا سیماب یہ سُنکر آگے بڑھا سحر کرنے لگا
گولے ترنج و نارنج سب اسباب جھولی کا صرف کیا کوکب نے سب سحر دفع کر دیے چمن ہا
طولانی لاشہاے ساحران سے بھر دیے سیماب سحر کرتا ہوا قریب آیا تیغہ سحر کمر سے نکالکر
کوکب پر برس پڑا پینترے بدل بدل کے کئی ہاتھ لگائے کوکب نے خالی دیکر بصد شجاعت
ہاتھ بڑھایا کلائی بیچیا کی اس زور سے تھامی یقین ہوا شیر کا پنجہ کلائی پر پڑا اُستخوان توڑ کر انگلیان
نکل جائینگی کوکب نے جھٹکا مارا سیماب تڑپا کہ ہاتھ چھڑاؤن نکل جاؤن سحر کرون مگر وہ دست
زبردست پنجہ اجل تھا کسی پیر نے بیچیا کی دستگیری نہ کی ہیہات ہیہات کی صدا اٹھی کوکب نے
بقہر و غضب تمام ایک طمانچہ مارا سر اُس خودسر کا چنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ زمین پر گرا سیماب
کشتہ ہوا طمانچہ مارنا اکسیر ہو گیا پیر مہوس غل مچانے لگے کوئی تدبیر نہ بن پڑی تاریکی چھا گئی سارا
باغ نمونۂ پردۂ ظلمات تھا شور ہا ہو بلند سنگباری برف باری کر کے پیر بھی ٹھنڈے ہوے بعد
عرصۂ دراز بصد سوز و گداز آواز آئی کُشتی مرا نام من سیماب جادو بود اب باغ مین روشنی

ہوئی تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری کوکب کے ہاتھ چوم لیے کہ برادر بجان برابر ایسے وقت پر تم آئے لڑائی کو فتح کیا سیماب ساحر زبردست تھا چادر جمشید مین نے اسد کو اُڑھا کر لڑوایا مگر اُس بجیا نے سحر کر کے چادر جمشید کو جلا دیا اتنا بڑا تحفہ خاک مین ملا دیا برمان وغیرہ سب مجبور ہو چکی تھین کسی کا سحر اُسپر غالب نہوا خدا نے فضل اپنا شریک کیا بُران وغیرہ سب زخمدار ہو کر گئین خدا سب کو بخیر و خوبی لشکر مین پہونچا دے کوکب نے کہا خواجہ اب رنج و غم کا ذکر نہ کرو حمد الٰہی مین مصروف ہو دیکھو سیماب مرا ابر سیماب گون مٹا وہ سامنے چبوترے پر گلدستے رکھے ہین ای اسد نامدار بسم اللہ کہکر قدم مردی بڑھایئے چبوترے پر جایئے یہی طلسم کشائی کی شناخت ہی بسم اللہ کہکر گلدستون پہ ہاتھ ڈالیے جس گلدستے مین لوح ہی بحکم قضا و قدر اُسی گلدستے پر آپکا ہاتھ پڑیگا لوح دستیاب ہوگی ای شہریار مقام عیش و فرحت ہی اشعار مخفی

تا باد صبا را بہ گلستان گذری ہست
ہر شام کہ آید ز پے آن سحری ہست
گر شربت وصلت بہ لب تشنہ ندادند
در کوے تو از باد صبا باخبری ہست

مرغان چمن را بہ گل نظری ہست
بنشین بقفس بلبل شوریدہ کہ امروز
بیمار غم عشق ترا چشم تری ہست
بیداد من این ہمہ با بردل مخفی

نومید نباید شدن از گردش ایام
با نالۂ زار دل من ہم اثری ہست
چشم برہ قافلۂ بوے وصالت
اندیشہ نما غیر تو ہم دادگری ہست

آج رب اکبر نے یہ روز سعید دکھایا سامنے گلدستہ لوح کے پہونچایا اسد غازی اس مژدۂ فرح افزا سے مثل گل شگفتہ ہوا ہر چند کہ زخمدار ہی گل زخم نخل جسم پر کھلے ہین بدھیان پڑی ہین مگر یقین ہی کہ نخل مراد بار لائے گلشن پژمردۂ خاطر مین بہار آئے بلبل دل نغمہ سرا ہی غنچۂ آرزو کھلا ہی طرف گلدستون کے جاتے ہین ظاہرا بخت رسا یاوری پر درخشان اقبال کا اختر خواجہ عمرو ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوے دیکھ رہے ہین کوکب مثل نرگس نگران اسد تلوار ٹیک کر سنگ مرمر کے چبوترے پر آیا دس بیس قدم گلدستون سے مفاصلہ ہی رنگ گلدستون کا سرسبز و شاداب طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہین آغوش تمناے طلسم کشا کے مشتاق پھولون کو جدائی دم بھر لی شاق شاخین ہاتھ بڑھا رہی ہین پتیان لہرا رہی ہین نقش پاے اسد شیر دل سے چبوترے کے پتھرون کو شرف حاصل کوکب کہہ رہا ہی ای سرو باغ صاحبقران و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ شوکت و شان قدم مردی بڑھایئے جلد گلدستون کے پاس جایئے عمرو بھی پھولا ہوا دیکھ رہا ہی صدمہ زخمونکا بھول

گیا ہی دہن زخم سے صداے مبارکباد بلند ہی اعضا شکنی مین کون دردمند ہی مگر قضاے کار اتفاقاً
روزگار رفا اک ناہنجار بدکردار شعبدہ باز نیرنگساز نے بیرحمی پسکر باندھی اپنی عادت قدیم پر آمادہ ہوا
لحہ بھر کی بھی خوشی ناگوار ہوئی ساری مشقت بیکار ہوئی افراسیاب باغ سیب مین سریر حکومت
پر بیٹھا ہی سامان عیش و عشرت مہیا ہی سرباورا بدیق بڑے بڑے شاہان طلسم بصد فرو شوکت
ذکر رہائی اسد مین مصروف ہین افراسیاب کہتا ہی اگر اسد رہا ہوا تو کیا کر سکتا ہی واسطے لوح کے عمر بھر
سر ٹکرائیگا نشان مقام نپائیگا کسکی لیاقت ہی جو مرحلۂ ہوشیار و غافل کو طی کرے یا گنبد بے نور مین
کود ے اگر رستم بھی صحراے سیماب مین پہونچے جل کر خاک ہو چشم زدن مین قصہ پاک ہو سیماب
جو حاکم باغ سیماب ہی مابدولت کا قوت بازو زینت پہلو مابدولت کا تعلیم کردہ پرانا بردا اُس سے
کون مقابلہ کرسکتا ہی اور علاوہ ازین باغ سیماب مین کیا رکھا ہی وہ بھی ایک راستہ ہی لوح میرے طلسم
کی کہان ہی جب مین نے قہقہہ فیلسر کو مارا تھا لوح اُسکے پاس سے لی اُسیوقت توڑ کر پھینکدی
سب کہتے تھے اے شہنشاہ یہ آپنے بڑا کام کیا آغاز مین انجام کا خیال ہوا سلطنت طلسم ہوش ربا
انکے واسطے زیبندہ و سزاوار ہی آپ کے دم سے سحر و ساحری کو رونق سامری و جمشید کا مذہب
برحق کہانتک اپنے بندون کو لقا ستائیگا آخر کبھی رحم بھی آئیگا خداوند لقا دیرگیر ہی مگر سخت گیر ہی
اُسکا شیطان بڑا بے پیر ہی قدرت کی تقدیر اُس بیچارے کی تدبیر جب سے آئے ہوشربا مین غدر ڈالدیا
دم بھر چین نہ ملا اب تو اے شہنشاہ سامان لشکرکشی کیجیے شاہان دربند کو حکم دیجیے مسلمانون کو پامال
کرین اسد پہلوان یگانہ ہی لڑائی مین ضرور شریک ہوگا عین گرمی جنگ مین اُسی پر جا پڑینگے اب
آپکے غلام بڑے زور و شور سے لڑینگے مسلمانون کے ٹکڑے اُڑا دینگے مہرخ و بہار وغیرہ کی مشکیں
باندھ لائینگے ایک جنگ تو ایسی ہو کہ بادشاہ طلسم نور افشان کے بھی دانت کھٹے ہو جائین بلکہ
بُراان کے قتل کی تدبیر کیجیے اُٹھ پھر یہی تقریر کیجیے یکایک بیٹھے بیٹھے افراسیاب خانہ خراب
خود گھبرایا پیشانی پر عرق آیا کہا یارو بارہ دری کے باہر نکلو اسوقت طبیعت کا عجب عالم ہی قلب
پر ہجوم غم و الم ہی ایک ہفتے سے جنگ نہین کی شاید طلسم پر کچھ افتاد پڑی کوئی حیرت کی خبر لائے
شاید مہرخ و بہار نے اُسکو گھیر لیا کمبخت سخن ناشنو ہی ایسا نہو اُسنے طبل جنگی بجوا دیا ہو شاید عیارو نکے
دام تزویر مین پھنس گئی ہو چند سردار آمادہ ہوے کہا حضور ہم ابھی جاکر خبر لاتے ہین اگر لڑائی

ہو رہی ہوگی ہم شریک ہونگے ابھی ساحر روانہ نہوے تھے کہ صرصر آکر پہونچی افراسیاب نے
کہا کیون صرصر مزاج حیرت کا کیسا ہی طبل جنگی تو نہین بجوایا پھر تو کسی بہانے تماشا نہین دیکھنے گئین
صرصر نے کہا حضور طبل جنگی وغیرہ تو نہین بجا مگر آج مین لشکر مسلمانان مین گئی تھی عیارون مین صرف
چالاک و قران و جانسوز بن قران بن عمرو و برق و ضرغام کا بالکل نشان نہین ثابت ہوتا
اور سردارون مین بہار و مخمور و باغبان و رعد و برق و برق لامع و اسد نامدار نہین ہین
چالاک نے مکر کیا ہی عمرو بنا پھر رہا ہی لونڈی غلامون کو بشکل بہار و باغبان وغیرہ بنایا ہی مگر نسترن نے
پہچان لیا حضور دو ہفتے سے یہ سب نہین ہین یہ بھی آج ثابت ہوا کہ تلاش لوح مین یہ سب گئے
ہین یہ سنکر افراسیاب نے کہا کتاب لاؤ فوراً کتاب اُٹھائی کتاب دیکھتے ہی افراسیاب نے
سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا اسد غازی تو باغ سیماب مین کھڑا ہی لوح لیا چاہتا ہی یہ کہکر مثل
برق چمکا و بصورت رعد گرجا یہ پرواز پیدا کر کے آسمان مین ڈوبا ساحرون نے چاہا ساتھ دین
افراسیاب مانع ہوا کہا یارو کسی کا کام نہین ہی مقدمہ لوح تو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا
ہی یہ کہکر غائب ہوا یہان اسد شیر دل قریب گلدستہ ہائے لوح پہونچ چکا ہی مگر گردش فلکی ہمراہ ہی
پائے جستجو کوتاہ ہی فلک بر سر گردش بیکار کوشش بخت رسا کی نارسائی زمانہ ناموافق کی کج ادائی
طالع کی نحوست وقت بد کی بدعت آفتاب اقبال کو زوال ماہ شوکت و جلالت بصورت ہلال
گل عیش پژمردہ غنچہ خاطر ناشگفتہ گلشن عیش سے رخصت بہار بشکل آمد باد خزان آشکار قریب
گلدستون کے اسد پہونچا ہاتھ بڑھاتا تھا کہ آسمان سے آواز مہیب آئی زمین باغ سیماب تھرائی
افراسیاب کا آسمان سے نعرہ ہوا باش او طلسم کشا خبردار گلدستے کو ہاتھ نہ لگانا اب قدم
نہ بڑھانا افراسیاب نے جو اسد کو قریب گلدستے کے پایا گھبرا گیا یہ بھی نہ دیکھا کہ سیماب کیا ہو
لاکھون کا کشت و خون کیون ہوا اسد پر مثل برق جہندہ گرا اسد کے پاس کوئی تحفہ تو موجود
نہین ہی کہ سحر افراسیاب سے محفوظ رہین افراسیاب نے منھ سے اُف کی مثل تنکے کے
اسد چبوترے سے نیچے گرے افراسیاب نے گرتے گرتے لوح کو گلدستے سے لیا تڑپ کر
بلند ہوا کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اُڑ گئے روح پہ صدمہ ہوا وہین سے نعرہ کیا کہ او
افراسیاب خبردار کہان جاتا ہی ہائے لوح لیچلا یہ کہکر کوکب برابر افراسیاب کے پہونچا

انگلی سے اُتار کر انگشتری کھینچ ماری پیشانی پر افراسیاب کے پڑی افراسیاب نے تین چرخ کھائے
مگر اور زیادہ بلند ہو گیا افراسیاب اتنا اونچا ہوا مثل ستارہ کے معلوم ہوتا ہی مگر کوکب تعاقب
نہین چھوڑتا یہان اسد غازی بعد بلند ہونے افراسیاب و کوکب کے مایوس و مجبور فرش
خاک سے اُٹھا عمرو بھی حیران کھڑا دیکھ رہا ہی قریب ہی کہ روح قالب سے نکل جائے مثل تصویر تصویر
کے عمرو خاموش بحر حیرت کا جوش آنکھین عمرو کی پتھرا گئین رنگ روے اسد متغیر عمرو بیخبر اسد
حیران عمرو پریشان اسد کو غم عمرو کو الم اسد کو رنج عمرو کو تشویش و پیچ اسد دیوانہ وار عمرو
اشکبار و بیقرار تردد مین اسد نامدار عمرو کو فکر و انتشار وہان آسمان پر کوکب و افراسیاب
سے مقابلہ ہو رہا ہی کوکب جان توڑ توڑ کے افراسیاب پر سحر کر رہا ہی افراسیاب پر حیرت
طاری ہی چاہتا ہی مقابلہ نہ کرون ایسا نہو کہ کسی بلا مین پھنس جاؤن لوح میرے پاس ہی طلسم کشا
سامنے موجود ہی ساربان زادہ بھی دیکھ رہا ہی جب کوکب سحر کرتا ہوا قریب افراسیاب پہونچا جوش
جرأت مین چاہا لپٹ جاؤن لوح چھین لون افراسیاب اسقدر بدحواس ہی سواے دفع سحر کے
کوکب پر ابتک کوئی سحر نہین کیا یہی فکر ہی کہ نکل جاؤن جب کوکب نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا
لپٹنے کا قصد کیا افراسیاب کو اور کچھ بن نہ پڑا لوح طلسمی ہاتھ مین تھی چمکا دی کوکب کو غش آگیا
آہ کر کے اُلٹتا پلٹتا چلا اگر افراسیاب قصد کرتا کوکب کو مار لیتا مگر سحر کر کے نکل گیا سوار زرین پوش
پیدا ہوا اُسنے کوکب کو گود مین لیا طرف طلسم نور افشان کے لے گیا اب عمرو و اسد اُس باغ
ویران مین حیران و پریشان کھڑے ہین جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہی عمرو نے نگاہ اُٹھائی
اسد کو زخمدار بیقرار اپنے قریب پایا غصے مین کانپنے لگا ہوش نہ باقی رہا اسد کی طرف متوجہ
ہوا کہا او بد اقبال تیرے برابر کوئی بدنصیب نہو گا کس دریاے مصیبت و آفت کو جھیل کر
جان پر کھیل کر یہانتک پہونچے عین وقت پر تیرے بخت واژگون طالع نگون نے نارسائی کی
لوح نہ اُٹھا سکا ہاتھ پانوُن مین جان نہ تھی دو قدم آگے نہ جا سکا بس تیرے ستارے کی گردش سے
خوب ثابت ہوا کہ تو طلسم کشا نہین ہی خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کی عقل نے کمی کی اصل مقدمہ پر
اُنکی کبھی نگاہ نہ پہونچی زبردستی کہدیا دیوانہ مجہول طلسم کشا ہی سب کوشش بیجا ہی ہاے تیری
محبت مین ہین اپنے آقا سے چھوٹا بدنصیب ہوا زندگی سے دور موت سے قریب ہوا اب

مجھسے کچھ کام نہو سکیگا جہان جی چاہے جاؤ مین اپنے آقا کی خدمت مین جاؤنگا علاوہ اسکے طلسم فتح کرنے میرے بھروسے پر آئے تھے منھ اُٹھا دیا چل نکلے یہ نہ سمجھے کہ سفر دور و دراز ہی نجومی پنڈت رمال جمع ہوتے مقدمۂ خاص مین حکم لگاتے مثل جانوروں کے گنبد نور مین قید ہو کر بیٹھ رہے مین نے اپنی جان آبرو مٹائی تابہ گنبد نور پہونچا لاکھون روپیہ کا میرا نقصان ہوا مہاجن مجھے کھا جائینگے میرے بال بچے چھوٹے آپ سے کیا فائدہ اب چپکے خاموش کھڑے ہو بتا او دیوانے مین کیا کرون اسد زار زار مثل ابر نو بہار رو دیا جواب دیا کہ نانا جان میری کیا خطا ہی سحر پر میرا کیا زور تھا اگر پہلوان ہوتا مین لپٹ پڑتا عمرو نے کہا تمھارے نانا کو موت آئے خدا تم ایسے بدنصیب کی صورت نہ دکھائے اب یہ دلیل تقریر بیکار ہی میرے سامنے سے جاؤ ورنہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا اپنے گلے پر خنجر پھیر لونگا اس طرح طعن و تشنیع دے کر جو عمرو نے کہا اسد دریائے شرم و حجاب مین غرق ہو گیا کہا نانا جان بیشک مین بداقبال ہون بیشک آپ میرے واسطے تباہ ہوئے حضور طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائین مین کوہ و دشت و بیابان مین سر ٹکرا کے جان دونگا اپنا خون اپنی گردن پر لونگا نانا جان سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجیے گا والدہ ماجدہ ملکہ زبیدۂ شیر گیر سے بعد تسلیم کے عرض کیجیے گا مادر مہربان غلام کو حق شیر بحل کیجیے اب ہم حضور کو زندہ نہ ملینگے قبلہ و کعبہ قبۂ دین ستون اسلام کرب عالیمقام انکو پیغام پہونچا دیجیے گا کہ غلام آپکا طلسم ہوشربا مین بیکس و بےبس ہو کر ہاتھ سے ساحران غدار کے سیار گلشن جنان ہوا فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا اگر ہو سکے تو ساحران طلسم ہوشربا سے معاوضہ لیجیے گا یہ تو یقین کامل ہی کہ نانا جان ضرور آئینگے ساحران ہوشربا پردست انداز ہونگے افراسیاب ضرور مارا جائیگا ہاتھ سے ہمارے عزیزون کے مہلت نہ پائیگا بھائی نور الدہر جانبازی کرینگے ایرج نوجوان بہ یلغر آئیگا سب مجھ نالائق بدنصیب کو آنکھ کی تپلی جانتے ہین ہر فرد بشر کو غم و الم ہوگا ضرور ہوشربا مین ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا سب صاحب اس بیکس کو یاد کرینگے سورۂ حمد سے روح کو شاد کرینگے عمرو نے کہا پیغام کسی قاصد نامہ وار کے ہاتھ بھیجیے مین آپکے نانا جان کا غلام نہین ہون کہ گھر گھر پیغام سلام کہتا پھرون یہ کہکر عمرو بڑبڑاتا ہوا ایک جانب چلا اسد نے جو یہ بے اعتنائی خواجہ عمرو کی دیکھی زخمداری مین کانٹون کے جنگل مین گھس گیا دلمین مصمم سوچ لیا

کر چلکر اپنے کو کسی غار وغیرہ مین گرا دون یا گلا کاٹکے مرجاؤن اس بیکسی مین نام کر جاؤن اب کیا کسی کو روے سیاہ دکھائینگے زندہ اپنے لشکر مین جائینگے حقیقت مین نانا جان نے بہت بجا ارشاد فرمایا مین بد اقبال و بدنصیب ہون واے برحال اُنکے کہ جانبازی کرکے تا بہ باغ سیماب پہونچے ہم بدنصیب محروم رہے گوہر مراد دستیاب ہوا اب سواے جان دینے کے کیا چارہ ہی دل سے باتین کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا آمادۂ مرگ و مہیاے قضا زخمدار بیدست و پا آنکھون مین اشک حسرت چہرے پر گرد کلفت تمام جسم زخم نیزہ و تیر و تبر سے فگار نہ کوئی مونس نہ غمگسار نامرادی دامنگیر جان دینے کی تدبیر زبان صرف شکایت فلک کجرفتار حکایت بیوفائی گردون غدار دل مین حسرت و ارمان کا ہجوم نشان راہ نامعلوم ایک نخلستان کی آڑ پکڑ کے اُفتان و خیزان حیران و پریشان ایک جانب چل نکلا عمرو زیر دیوار باغ سیماب بصورت آئینہ حیران بشکل گیسو پریشان خاموش کھڑا ہی سوچتا ہی کہ اب کیا کرون غضب ہوا لوح قبضے مین آکر نکل گئی کلیجے پر چھری چل گئی یہ عمرو کو یقین نہین ہی کہ اسد کہین چلا جائیگا اسقدر متردد و متوحش ہی دل مین خیال ہی کہ اسد میرے پہلو مین کھڑا ہی اب جو سر اٹھایا اسد کو قریب نہ پایا ہوش اُڑ گئے چہار جانب دیکھنے لگا اسد کہتا ہوا دوڑا کبھی پکارتا ہی ای نور نظر اُسوقت مین ہوش مین نہ تھا جو کلمات مین نے کہے اُنکو معاف کرو ہمارا وقت ضعیفی ہی ہوش و حواس مین فرق آگیا نہین معلوم انتشار مین کیا کہا ملول ہو میرے پاس آؤ ملکر صلاح کرین جستجوے گوہر مراد مین مصروف ہون ہر چند عمرو چیخا اسد نے سُنا مگر جواب نہ دیا خیال مین آیا اب جواب دینا بیکار ہی عمر بھر نانا جان کو داغ رہے یہ کلمات ہمارے سُننے کے لائق تھے بس اب غل مچانے دو طرف صحراے ہولناک کے نکل چلو یہ سوچکر اسد نے اپنے کو ایک غار مین مخفی کیا عمرو جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہی اسد دیکھتا ہی مگر فرط غیرت سے جواب نہ دے سکا سامنا بھی نہ کیا عمرو دوڑ دھوپ کرکے ناچار ہوا اپنی بیوقوفی پر خوب چیخین مار کر رویا اپنی حسرت و مصیبت و بیوقوفی پر طعن کر رہا ہی کہ ای عمرو دو حماقتین ایسی ہوئین کہ عمر بھر یاد رہینگی اول وہ کہ برق و ضرغام کو اپنے سے جدا کیا نہین معلوم کہ وہ کمبخت مرے کہ زندہ رہے ناحق کا غصہ اُنپر اُتارا آج توڑ کن لشکر صاحبقرانی گرا دیا اُس بیچارے اسد کا کیا اختیار تھا افراسیاب آگیا لوح لے بھاگا ہاے ای عمرو یہ صاحب غیرت اپنی جان دیدیگا ایسے کلمات سخت کہے کہ اسکے

غلامون نے کبھی نہ سُنے ہونگے کیونکر اُسکو جائز رکھتا عرصۂ دراز تک عمروؔ اُس صحرا مین اسد کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین نشان نہ پایا بدحواس عالم یاس ایک جانب چل نکلا اسد غازی کو غار سے دیکھ رہے ہین جب عمرو نظرون سے مخفی ہوا اسد غار سے نکلا جان دینے پر آمادہ ہوکر ایک طرف چلا یہی جستجو ہی دل مین یہی آرزو ہی یا تو کسی پہاڑ پر سے اپنے کو گرا دیجیے یا گلا کاٹ کے مر جائیے یا کسی کنوین مین گر پڑیے ہر طرح اپنی جان دیجیے کسی کو مُنھ نہ دکھلائیے اب یہ مقام ملحوظ خاطر ناظرین و شائقین رہے برق و ضرغام آوارہ ہوکر ایک جانب گئے افراسیاب لوح لیے جاتا ہی کوکب زخمدار ہوکر قصر جمشیدی مین گیا اسد جان دینے پر آمادہ عمرو بدحواس عالم یاس مین ایک جانب روتے پیٹتے جاتے ہین ان سب کا حال خیریت مآل داستان رنگین فصاحت آئین وقت پر تحریر ہوگی

داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان و نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان کہ طلسم جمشید یہ فتح کرکے دونون شاہزادے طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوے و ذکر لقا و لشکر اسلام

ساقی نامۂ مصنف

تند خوئی باعث آزار ہی
بے نمک ہی سرکہ پیشانی تری
کام کیا اب ساغر سرشار سے
ہوگیا دل گرمیون سے جی کباب
چشم تر لبریز خون پیمانہ ہی
کیا کرون تھمتا نہین دل کیا کرون
پھر سرشک لالہ گون غمازہ ہی
پھر پھرے دن نالۂ شبگیر کے
بادۂ جرأت پلادے ساقیا

ساقیا اب نازبیجا کس لیے
زہر قاتل تلخی گفتار ہی
ای تنگ ظرف اسقدر بدخو نہو
بادہ کش ہون جام چشم یار سے
جلوۂ مے نے پلایا خون مجھے
جون صراحی گریۂ مستانہ ہی
ناز بیجا اور مین کم حوصلہ
رنگ رو پھر مائل پروانہ ہی
ساقیا امداد کا ہنگام ہی
جنگ کا سامان دکھادے ساقیا

چین ابروے بے محابا کس لیے
بے مزہ ہی شکر افشانی تری
دل ہوا کھٹا ترش ابرو نہو
مجلس غم ہی مجھے بزم شراب
آگئی یاد لب میگون مجھے
ماجرائے سخت مشکل کیا کہون
کیا اُڑے کے ہی ولولہ سا ولولہ
پھر ہین کیا کیا ولولے تاثیر کے
دورہ دور گردش ایام ہی
چہرۂ غازیان و ہندار مجاہدان

تہور شعار محرران سحر بیان افسونگری وکاتبان اخبار نیرنگ جمشید وسامری کلک شعبدہ اپنی سحر طرازی پر یون ناز کرتا ہی حال جنگ جرأت وسحر آغاز کرتا ہی شعر مسخر کُن ملک تحریر سحر رقم کرتے ہین رنگ تقریر سحر ٭ سابق مین تحریر کیا ہی کہ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان طلسم جمشید کو فتح کرکے بصد صولت وشوکت طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران کے روانہ ہوے تھے قطع منازل وطی مراحل کرتے ہوے آتے ہین مگر زمرد شاہ باختری نے بعد قتل ہونے عقرب نیشزن جادو کے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد روانہ کر افراسیاب نے تیمور سحر طراز کو مع بارہ ہزار ساحران غدار براے مدد زمرد ناہنجار روانہ کیا یہ بجیا تخت پر سوار مع ہمراہیان بدکردار طرف کوہ عقیق کے جاتا ہی یہان زلزلہ قاف ثانی سلیمان براے نور الدہر وایرج نہایت پریشان ہوے کہ ان شیرون کا عرصۂ دراز سے نشان نہین معلوم جواہر سے ارشاد ہوا کہ ای جواہر ایرج نامدار ہاتھ سے ارکان کوہی کے زخمی ہو کر نکل گیا تھا آجتک کچھ احوال نہ معلوم ہوا نور الدہر بن بدیع الزمان کو کوئی ساحرہ اُٹھا لیگئی تھی اُسکی خبر کے واسطے تمکو جانا واجب ولازم ہی اُسی وقت جواہر باتہاے عیاری سے آراستہ ہو کر مع چالیس عیاران نامی کے براے تلاش نور الدہر وایرج باے شاطری مارتا ہوا چلا مگر نور الدہر وایرج قطع منازل وطی مراحل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایک روز ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا مین گذر ہوا طہماس بن عنقویل دیو پرور نے بارگاہ زر بفتی استادہ کرائی بازارین آراستہ ہوئین لشکر اُترا دونون شیر یعنی ایرج ونور الدہر آکر داخل بارگاہ ہوے پردے بارگاہ کے اُٹھے نظارۂ گل و ریاحین مین مصروف ہین کہ یکایک صحراسے گرد اُٹھی دیکھا آگے آگے سَو علم نشان لاکھ فوج کا بڑے بڑے قد کے جوان زبردست پہلوان دور کابے مرکبون پر سوار سامنے سے گذرے ایک جوان کوہی بہ شکوہ افسری کر گدن مست پر سوار لاکھ سوار وپیدل فوج کے دل کے دل زرہ پوش چار آئینہ بند آکر اُسی دشت پُر فضا مین اُترے جن مین بارگاہین استادہ ہوئین اُس جوان کی نگاہ لشکر شاہزادگان پر پڑی شاطر تیز رو کو حکم ہوا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہی کون لوگ ہین کہان سے آئے ہین کہان جاتے ہین یہان ایرج ونور الدہر نے شاپور وشبرنگ سے فرمایا جلد خبر لاؤ اُسکا شاطر دریافت کرکے پلٹا شاپور نے فوراً خبر دی حضور بدمست کوہی براے مدد لقا جاتا ہی اپنی زور وقوت پر اُسکو

بڑا غرہ ہی اُدھر شاطر نے بدمست سے عرض کی نور الدہر و ایرج فرزندان صاحبقران طلسم جمشیدی
فتح کرکے بیٹھے ہین مال طلسم مذکور لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین بدمست کوہی کا یہ
حال سُنکر نشہ اُتر گیا غصے مین کم ظرف مثل جام شراب کے اُبلا شاطر سے کہا ابھی جاؤ فرزندان حمزہ
سے کہو کہ اُس طلسم کا ہمارے بزرگون نے اکثر قصد کیا اگر موقع فتح کرنے کا نہ ہاتھ آیا لیکن تم نے
بڑی بے ادبی کی کہ طلسم جمشید کو فتح کیا اب بہتر یہ ہی کہ مال طلسمی لیکر خدمت ما بدولت مین حاضر ہو
خداوند کو سجدہ کرو ہم براے خدمتگزاری خداوند جاتے ہین قدمون پر خداوند کے گرا دینگے میری
عرض و معروض سے دریاے رحمت خداوندی جوش مین آئیگا عمر بھر کا گناہ ایک نظر رحمت خداوند
سے معاف ہو جائیگا اگر خلاف کیا تو بہت بُری طرح پر پیش آؤنگا ابھی تلوار کھینچکر لشکر مین گھس آؤنگا
بڑی ذلت سے قتل کراؤنگا مال طلسم مذکور چھین لونگا عیار نے کہا حضور ایک نامہ تحریر فرمایے
کسی پہلوان کو دیجیے وہ جاکر سمجھائیگا نمانینگے تو کان پکڑکر ساتھ لیتا آئیگا بدمست نشہ کبر و نخوت
مین چور اپنے زور پر مغرور یہی مضمون مذکور اور بہت کچھ فرخرفات کلمات مہملات نامے مین درج
کراے ملفوف کرکے آواز دی اے پہلوانان کوہی تم مین سے ایک جوان فرمان ما بدولت کا لیکر
بارگاہ مین فتاح طلسم جمشید کے جاے یا آشتی سمجھا کر مع مال طلسم دونون کو خدمت مین ما بدولت
کے لاے سرشار کوہی سپہ سالار لشکر جھوم کر اپنے دنگل پر سے اُٹھا کہا اے پہلوان دوران واے
گرہا شب جہان یہ میرا کام ہی ابھی مع مال دونون کو لاتا ہون یہ کہکر نامہ سر سے باندھا گینڈے پر
سوار ہوا چار ہزار کوہیون کو ساتھ لیکر طرف لشکر شاہزادگان والاقدر کے چلا شاہزادہ نور الدہر کو
شبرنگ نے خبر پہونچائی کہ حضور بدمست نے ایلچی روانہ کیا ہی بڑے کر و فر سے آتا ہی نور الدہر نے
فرمایا کیا مضائقہ ہی ایلچی را زوال نیست لشکر مین خبر کر دو منادی ندا کرے ہر ایک بہادر آگاہ ہو جا
کہ بدمست کا ایلچی آتا ہی کسی بدعت پر اُسکی کوئی صاحب خیال نہ کرین فوراً حکم شہنشاہی تمام لشکر مین
پہونچ گیا مگر سرشار مغرور و متکبر بصد نخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جابجا جوانان صف شکن پہلوانان تن
تیغزن اپنے اپنے مقام پر جلوہ افگن ہین کئی خیمون کی طنابین اُس بے حیا نے پکڑکر کھینچ لین خیمے گر گیے
بندگان خدا دب گئے ہاتھ منھ ٹوٹا مگر کوئی اُس بے حیا سے نہ اُلجھا مونچھون پر تاؤ پھیر کر یہی جواب دیا
اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان ایسون سے تو ہم اصطبل کا کام لیتے ہین مگر رہ اے صبر و جبر کے

کوئی چارہ نہین بھائیو اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار مین سمجھ لینگے خدا چاہیگا تو کوہی پتھرون سے
سر ٹکرا ٹکرا کے مرینگے نہیب شمشیر سے جوانون کے بُت بنجائینگے اسوقت سنگدلی دکھائے جو چاہے
بدعت کرے مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان والاجاہ پہونچا دربارگہ سالار کو حکم ہو چکا تھا
اُسنے پردہ اُٹھا دیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سردارون کا دور بندھا ہوا
ہی اپنے اپنے مقام پر ہر شیر جلوہ فرما ہی مقام صدر پر نور الدہر وایرج دریاے سلاح مین غوطہ
مارے ہوے پشت پر ہر بر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن
عنقویل دیو پرور مثل فیل مست بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی سرشار کہ یہ دربار دیکھکر دنگ ہو گیا مغرور
نے صاحب سلامت بھی نہ کی نور الدہر نے اشارہ کیا ملازمان جان نثار نے ڈنگل آہنی بچھا دیا
سرشار بیٹھا جوانون سے آنکھین لڑانے لگا اپنا رعب و دبدبہ دکھانے لگا نور الدہر نے ہر ایک
کو اشارے سے منع کیا ساقی بچے کو اشارہ ہوا ساقی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشہ انجام
پی گیا دور جام پی در پی پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بلبلا کر پکارا اُٹھا مہم نامہ دوا نور الدہر نے کہا
یہ کسکا نامہ ہی اسنے جواب دیا کہ پہلوان پُرزور و زور بر دست شاہزادۂ بدمست کا نور الدہر نے کہا
نامہ لائیے اُس بیحیا نے نامہ سر سے کھولکر نور الدہر کے ہاتھ مین دیا نور الدہر نے میر منشی سے فرمایا اس
نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کر چکا ہون نور الدہر نے سُنکر سر جھکا لیا مگر ایرج نوجوان نے قبضۂ تیغۂ
دو دم سکندری پر ہاتھ ڈالا غصے مین کف منہ مین بھر آیا کہا بیحیا نے کیا لکھا ہی ان افعال کی بیحیا کو سزا دون
نور الدہر نے اشارہ کیا برادر ہمارے سر کی قسم اسمین بدنامی ہی ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے
ہین میدان مین سمجھا جائیگا نور الدہر نے میر منشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا ای سرشار ہمنے جواب نامہ
جنگ لکھدیا مال طلسم کا دینا ہمکو منظور نہین یہ سُنکر وہ بیحیا بگڑا کہا ای جوان کیا مین خالی پیغامبر ہون
ابھی مال طلسمی منگوا دے ہین مال طلسمی بھی لونگا اور نقد جان پر بھی دست انداز ہونگا کان پکڑکر
تم دونون کو لیجاؤنگا نور الدہر نے کہا ای سرشار یہان بدمستی نہ کر و میدان جنگ مین ہمسے سمجھ لینا
مگر یہ بیحیا کب مانتا ہی رستم و اسفندیار سے اپنے کو بہتر جانتا ہی قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا چلو اُٹھو
مابدولت کی رکاب تھام لو طہماس تو بخوف نور الدہر خاموش ہی ہونٹھ کاٹ رہا ہی منہ سے نہین
بول سکتا مگر ایرج کو نہ تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس بیہودہ سے کلام کرتے ہین او ملعون دور ہو

اپنے حمایتی سے جاکر اطلاع کر اور نامہ ہاتھ سے نور الدہر کے ایرج نے لیکر پھاڑ ڈالا اور سامنے
سرشار کے پھینکدیا کہا جاکے اسکی بتی بنا کے بدمست کی اُسمین چلادے سرشار اُبلا ہوا بیٹھا تھا
بقہر و غضب تمام اپنے مقام سے اُٹھا تیغہ نیام سے کھینچا خبردار کہکے ایرج پر وار کیا ایرج نے
ڈنگل پر بیٹھے بیٹھے ٹھکی ماری تلوار اُسکی پٹ پڑی گویا قسمت اُلٹ گئی نور الدہر ہان ہان کرتے ہین
کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہوگا یہ ایلچی ہی ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی
پکڑ کے جھٹکا مارا سرشار کا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہی ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا سر چنبر گردن
سے اُڑجاتا صرف دو اُنگلیان پڑین تڑ اقے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھاکے زمین پر گرا ایڑیان
رگڑنے لگا ایرج نے اُٹھکر چاہا ٹھوکر مارون کہ سر مغرور خود سر کا پھٹ جاے رشتۂ حیات کٹ جاے
نور الدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے مین رُک گیا سرشار بارگاہ مین آنکھین بند کیے پڑا ہی
کبھی آنکھ کھولتا ہی ایرج کو قریب دیکھکر پھر بند کر لیتا ہی نور الدہر نے جو یہ دیکھا قریب آکر فرمایا ای سرشار
خوف نہ کر چلا جا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھکر اُٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام کرنے لگا
نور الدہر نے کہا ای سرشار جاؤ اُسنے جھک کر پرزے نامے کے اُٹھا لیے گھبرایا ہوا باہر آیا
گینڈے پر سوار ہوا ساتھ والون سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دو ایک نے پوچھا حضور
عارض پر کیا عارضہ ہوا کہا چلو بتا دینگے تمکو سمجھا دینگے ہر بات کا موقع محل ہی بقول سعدی شعر
ہر جاے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ ساتھ والے خاموش سرشار نے
گینڈے کو بگٹٹ بڑھایا گھبرایا ہوا بارگاہ مین بدمست کی آیا گال سوجا ہوا بدمست نے پوچھا
کیون برادر خیر تو ہی یہ حال طلسمی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہین جیسے ہی مین بارگاہ مسلمانان
مین پہونچا کئی سو جوان مجکو لپٹ گئے اُسپر بھی مین نے دس بیس کو مارا اگر ایک ہاتھ مین دس بیس
لپٹے ہوے تھے نامہ چھین لیا دیکھیے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال مین بڑی چوٹ لگی بمشکل یہانتک
آیا یہ سُنکر بدمست مثل رعد کے گرجا کہا اُن دونون جوانون کی شامتین آئی ہین قضا اُنکی دامنگیر ہی
کیا معقول تدبیر ہی مین براے ملاقات قدرت جاتا تھا کوئی شی بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی اُنھین
دونون کے سر جاکر نذر دونگا طرۂ سنجری پاؤنگا یہ کہتا ہوا اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار منع کرنے
لگا حضور اسوقت تامل فرمائیے جو کچھ مجھپر گذری وہ گذری صلاح کر کے سمجھا جائیگا بدمست نے

نمانا لشکر مین قرنا ہوئی لاکھ سوار پیدل تیار ہوے مجبور سرشار بھی عقب مین چلا مگر بدمست بقہر و غضب اُڑاے ہوے گینڈے کو جاتا ہی یہان بعد جانے سرشار کے نور الدہر نے دیکھا ایرج کا غصہ کم نہین ہوتا موچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی نور الدہر سمجھاتے ہین ای برادر غصہ نکرو اگر جد عالی تبار کو خبر پہونچے گی اُنکے مزاج سے خلاف ہوگا لقا پرستون کی کیا کیا بدعت اُٹھاتے ہین اپنی بارگاہ مین طرح دیتے ہین ایرج کہتے ہین بھائی صاحب مین آپکا سا مزاج کہان سے لاؤن آپکو کلمات سخت سننے کی عادت ہی مین ابھی بارگاہ بدمست مین جاتا ہون انشاء اللہ ملعون کو سزاے معقول دونگا سب سردار ایرج کو سمجھا رہے ہین شیر کو بہلا رہے ہین کہ نوبت نقارے کی کانین آواز آئی صداے ہاہوسے زمین تھرائی ایرج نے کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی کہ شاپور و شبرنگ دوڑے ہوے آئے عرض کیا ای شہریار بدمست کوہی سوار ہوا مع فوج آپہونچا یہ سنتے ہی ایرج و نور الدہر دو شیر ببر اپنے مقام سے اُٹھے طہماس نے قبضۂ ساطور پر ہاتھ ڈالکر کہا ای شہریار آپ تکلیف نہ فرمائین غلام جا کر اُن بیحیاؤن کو سمجھا دیگا مگر یکایک غلغلہ ہوا شبرنگ نے کہا حضور کوہی لشکر مین گھس آئے تلوار چلنے لگی نور الدہر و ایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا کوہیون نے ہنگامہ برپا کر دیا اہالیان فوج نور الدہر و ایرج غفلت مین اپنے اپنے مقام پر تھے وہ بیحیا آپڑے کئی ہزار جوان زخمی ہوے کئی سو سیار گلشن جنان ہوے نور الدہر بہ تعجیل پشت اسپ پریوش پر سوار ہوے نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزہ صاحبقران کجستم و بقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر ہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان کرہ بن اشقر پر سوار ہوے نعرہ تیرانہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ہ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ہ پہاڑ سے صدا بلند ہوئی منم ہزبر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقوبیل دیو پرور اب سرداران ایرج و نور الدہر بھی سنبھلے کوہیون پر جا پڑے بڑھکر تلوار چلی کیا عجب تھا کہ نوک مژگان سے بھی کارزار موود لال ازل در کار ملک الموت بیکار ایک کی روح قبض نہین کرنے پایا ہزار مرکر گرے ملک الموت کو خواہش ہی اس جنگ مین بڑی کاہش ہی کہ براے قبض روح گماشتے قرار دون مگر ایرج نہنگانہ پلنگانہ لڑتا ہوا جاتا تھا بدمست سے جو آنکھ چار ہوئی بدمست نے للکار کیون او فرزند حمزہ میرے ایلچی کے ساتھ برا سلوک کیا ہزار ون نکرلیٹ گئے وہ بجبر نامہ چھین کے

چالاک کیا ایرج نے جواب دیا او بیحیا مردان عالم کا یہ دستور نہین کہ ایک پر دو دست انداز ہون
نہ کہ سو دو سو وہ جھوٹا دغا باز ہی بدمست نے طرف سرشار کے دیکھا کہ ہان ای سرشار ہمن جوانکی
زبان تو کھینچ لے ایرج نے جو سرشار کو دیکھا آواز دی کیون او بیحیا سوا میرے اور کون شخص
دست انداز ہوا انقلاب تو سامنے آ سرشار بدمست کے بھروسے پر نعرہ کرکے جا پڑا ہاتھ تلوار کا
لگایا ایرج کو انتہا کا غصہ تھا بارہ بچا کر پھر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا
پہاڑ کو دست حق پرست پر بلند کیا اُسی غصے مین طرف آسمان کے پھینکا اُترتے اُترتے ہاتھ تلوار کا
مارا چور رنگ ہوا ای گیا شاہپور نے آواز دی ای شہریار سبحان اللہ ماشاء اللہ دوست و دشمن کی زبان سے
صدائے آفرین بلند ہوئی مگر بدمست کو ہی یہ رنگ دیکھکر طرف ایرج نوجوان کے چلا للکارتا ہوا
کہ او نبیرہ حمزہ تو نے میرے قوت بازو کو مارا میرے لشکر مین اسکا نظیر نہ تھا میرے ہاتھ سے بچ کر
کہان جائیگا اس زبردستی کی سزا پائیگا ایرج قریب بدمست کے پہونچا جلدی کرکے بدمست نے
ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ لنگردار جوان زبردست ایرج نے جلدی مین سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وار
بدمست کی جمبڑی گوشۂ سپر کو کاٹ کے سر پر گری زخم کاری سر مین ایرج کے آیا ایرج نے دستانہ
مارا تیغہ جھنناکر نکلا مگر چادر خون چہرۂ بے نظیر پر آئی جی داری کرکے ایرج نے ہاتھ مارا اُسنے گینڈے
کو ہٹالیا ہاتھ ایرج کا خالی گیا کان سے زیادہ صدمہ پہونچا بدمست نے چاہا سر کاٹ لون نور الدہر
ایک غول مین مصروف جنگ تھے دور سے جو یہ معاملہ جانگزا دیکھا کلیجہ ہاتھ سے تھام لیا نعرہ کیا
او کوہی خبردار دست خود را نگھدار نعرہ کرتے ہوے برابر بدمست کے پہونچ بیچ مین گھوڑا ڈالدیا
بدمست کا سامنا ہوا بدمست نے وہی تیغہ خون آلود بر سر شاہزادہ نور الدہر لگایا نور الدہر
نے تیغہ خارا شگاف پر گانٹھا آواز دی او بدمست شعر تو ضرب بزن و ضرب من نوش کن ٭ ہمہ
شادی از دل فراموش کن ٭ دیگر دور مجنون گذشت نوبت ماست ٭ ہر کرا پنج روزہ نوبت اوست ٭
یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا او بدمست نشۂ بادۂ نخوت سے ہوشیار ہو خواب خرگوش سے بیدار ہو نعرۂ شیرانہ
کرکے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا دل سے کہتا تھا کہ نام تو اُسکا سہ بہی اگر ایک
بھی پر ظاہر مین ہوتا تو اُڑ جاتا اور نہ روکتا مگر تیغہ برق مثال تڑپکر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے خود و دبلغہ
عرق چین کو کاٹکر سر پر گرا زخم کاری سر پر آیا اُسنے دستانہ مارا تیغہ سر سے اُسکے نکلا چادر خون سر سے

بیجھیا کے جاری ہوئی نور الدہر نے چاہا سر اُسکا کاٹ لون ہزار ہا کوہی آپڑے ایک طرف سے طہماس بھی جنگ کرتا ہوا آیا وہان خوب تلوار چلی دریاے خون بہ گیا ایک جانب سے نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان زخم سر باندھکر آیا جنگ مین مصروف ہوا

اشعار

خروشے بر آمد بگیر و بگیر
نیستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار
ہوا سامنا تیر سے چلنے لگے
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
سر و حلق گردان جنگ آزما
سر پہلوانان سے تھے مثل حباب
بپا یہی تھی یون ضرب گرز گران
کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر

یکے خورد نیزہ یکے خورد تیر دگر
وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے
نیامون سے خنجر نکلنے لگے
کرون کیا بیان ماجراے ستیز
نثار دم خنجر و تیغ تھا
یہ کیونکر کہون مین کہ پیکار تھی
کہ جسطرح سے تیک آہنگران

ہزارون زرہ پوش خنجر گزار
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
ہوے کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
مردان خون تھا مانند دریاے آب
قیامت وہان اک نمودار تھی
زد و گشت اُسدم ہوئی اسقدر

اے مردان دشت نبرد رستم و اسفندیار کے یادگار ہو شیر بیشۂ کارزار ہو

شعر بیاہ لیجاؤ عروس موت کو۔ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو۔ ہر ایک جانب ہنگامہ گیر و دار بلند ہی لشکر کوہیان دردمند بڑے بڑے قد بھاگتے پھرتے ہین نہیب شمشیر مسلمانان سے مُنھ کے بھل گرتے ہین بھاگ کر کوہی پڑاو پر آئے ایرج و نور الدہر وہان بھی آپڑے پڑاو کوہیون کا لُٹنے لگا بارگاہون پر کوہیون کی مسلمانون نے قبضہ کیا بدمست زخمدار بیقرار مثل صید خائف بھاگا بھاگا پھرتا ہی اہالیان فوج مثل موج پراگندہ غم و الم کی طغیانی کشتی حیات کافران طوفانی دریاے خون مین غوطے کھا رہے ہین کنارے تک پہونچنا دشوار جوش پر بحر تیغ آبدار مسلمان نہنگانہ شناور دریاے جرأت و ہمت جنگ مین مصروف بحر دریاے لشکر کوہیان کو جھیل رہے ہین جان پر کھیل رہے ہین اہل اسلام نے لشکر بدمست کو گھیرا ہی ناظرین پر واضح ہی کہ ایرج و نور الدہر مین آپسمین ہمچشمی ہی اگر ایرج نے بجرأت و شوکت بڑھکر کمیدان کو مارا نور الدہر نے بصد صولت و لیاقت رسالدار کو للکارا غول کے غول پراگندہ بدحواس کوہیان بدمعاش کو میدان جنگ سے بھاگ جانیکی تلاش دریاے نامردی کا جوش پراگندہ لشکر عقل و ہوش علماے لشکر سرنگون زمین پر یون پڑے ہین جیسے مردے کفن مین بھاگو بھاگو کی

صدائین گھوڑے کوتل پھر رہے ہین ہتھیار کوہیون کے کھل کے گر پڑے گرز سرکوبی بھولے تیر گوشون مین چھپتے ہین کمانون مین مثل کمر پیر خم تلوارین بیدم نیزے مثل جسم مدقوق نحیف وزار سنانین بُنائین بالکل بیکار خنجرون مین نہ دم نہ خم اسکا کیا علاج تبر مثل تیر ایک نقطہ کے محتاج سپرون کو دوران سر دامن چاک پھول مرجھائے ہوے اپنی سیہ بختی پر غیرت سے کٹتی ہی کوہیون کو دفتر فنا سے تنخواہ بیباقی مِلتی ہی چہرے نامردون کے نظری نہ دفتر نہ دفتری قریب ہی کہ کوہی فرار بر قرار کرین مگر قضاے کار ملکہ ترنج جادو بدمست کی آشنا ہی جب یہ چلا تھا اُس سے کہکر آیا تھا کہ مین واسطے مقابلہ مسلمانان کے جاتا ہون ملکہ ترنج نے منع کیا تھا کہ ای یار صادق وای محب واثق مسلمانون سے بگڑی اُلجھانا اچھا نہین جو تمھارا بھائی بند گیا وہان سے زندہ پلٹ کے نہ آیا لہذا وہان نہ جاؤ بدمست کو اپنے زور کا نہایت غرور تھا اسلیے نمانا اور آیا جو کچھ گذرا وہ ناظرین پر واضح ہی ملکہ ترنج بعد جانے بدمست کے گھبرائی چار سو جادوگرنیون کو ساتھ لیکر جوش محبت مین چلی اسوقت آکر پہونچی آسمان سے دیکھا بدمست زخمدار کوہیون کی فوج کا ستھراو مسلمانون نے قیامتین برپا کی ہین دریاے خون بہ رہا ہی بارگاہین خیمے سرنگون بازارین ویران محلے فوج کے لٹے ہوے دوکانین برباد جھنڈے بازارون کے گرے ہوے مُنھ کوہیون کے لڑائی سے پھرے ہوے دو جوانان صف شکن نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین ایک جانب ایک جوان مثل فیل مست ساطور بدست فوجون کو درہم وبرہم کر رہا ہی دم جرأت کا بھر رہا ہی پہلوان یگانہ رستم خصال عفریت مثال کوئی کوہی اُسکے مُنھ پر چڑھ نہین سکتا کسی پہلوان کا قدم بڑھ نہین سکتا یہ معرکہ قیامت خیز جو آسمان سے ملکہ ترنج نے دیکھا اپنے دھگڑے کا سر زخمی پایا بدحواس ہوگئی وہین سے نعرہ کیا باشید ای مسلمانان ستم ملکہ ترنج جادو یہ کہکر زمین پر آئی ایک سحر مین قیامت برپا کردی کوئی گھوڑے سے گرا کوئی زمین پر تڑپا چار سو جادوگرنیان اُسکی گولے ترنج و نارنج مارنے لگین شاپور و شبرنگ عیاران طرار حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین ساحرون کو للکار رہے ہین کئی جادوگرنیان کمندون سے حباب ہاے بیہوشی سے قتل ہوئین ہر چند شاپور نے کہا ای برادر شبرنگ جادوگرنیون سے سامنا ہی نکل چلو جان بچا کر پل چلو شکو آکر عیاری کرینگے شبرنگ و شاپور نے قصد کیا مگر جادوگرنیون کے سحر سے زمین ہلنے لگی قدم اُٹھنا بھی

دشوار ہی زمین و آسمان شعلہ بار ہی کہین پانی برس رہا ہی کہین نہر آب جاری کہین نخل بھرا کر گرے
گھوڑے مطلق العنان کوتل پھر رہے ہین جابجا منھ کے بھل گر رہے ہین شبرنگ و شاپور نے ہر چند
چاہا کہ جست وخیز کر کے نکلین مگر ترنج نام عیارون کے سُن چکی تھی کہ فرزندان خواجہ عمرو و شاگردان
عمرو کے افسر ہین دیکھا دُبلے پتلے تا نتیے تصویر عمرو کی دیکھ چکی ہی ترنج اُسی طرف پلٹی ان دونون کو
دیکھا کسی پر کمند لگائی کسی پر خنجر مارا کبھی حقہ آتشبازی مارا دس پانچ کے منھ جھلس گئے کبھی جنگی بان
داغا اُن شعلون سے دو چار جلے ایک ساحرہ گلبدن نام وزیرزادی ملکہ ترنج کی مصاحب
خاص ہمدم با اخلاص ساحرہ شعبدے باز شاپور پر جا پڑی ماش کا دانہ مارا شاپور کے پانون
زمین نے تھامے مگر ہاتھ سحر سے بری رہے گلبدن بڑھی کہ نیچے سے سر کاٹ لون جیسے ہی وہ
قریب آئی شاپور نے کمند ماری وہ منھ کے بھل زمین پر گری شاپور نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک
نعرہ کیا منم شاپور شیردل ترنج نے یہ معرکہ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب بھرایا اپنی مصاحب
خاص کو تڑپتے پھڑکتے دیکھا یہ بھی دیکھا کہ ایک عیار اگر سحر سے کسی کے مقابلہ کرتا ہی دوسرے نے
لپٹ کر خنجر مار دیا جادوگرنی مری پھر دونون نے قیامت برپا کر دی الگ الگ لڑنے لگے ایک
کی ایک مدد کرتا ہی یہ شعر زبان پر جاری ہی ہان بھائی شاپور شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را یہ سب حرکتین اُن عیارون کی ترنج جادو نے دیکھین دور سے للکارا ای
عیاران غضب کیا میری وزیرزادی کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے عیارون نے
پلٹ کر دیکھا چاہا جست وخیز کر کے نکل جائین مگر ملک الموت کے سامنے سے ٹلنا دشوار تھا ملکہ
ترنج نے ایک نارنج پھینک مارا دونون عیار لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے ملکہ ترنج نے جادوگرون
کو اشارہ کیا کہ پہلے ان نگوڑون کو گرفتار کرو ان مکارون نے بڑے داغ دیے نورالدہر ایرج
وطہماس وغیرہ سب ایک مقام پر پابہ گل ہر چند کہ آسمان جرأت کے ماہ کامل ہین مگر ہاتھ
دستگیری نہین کرتا ثابت قدمی نے جدائی کی ہوش وحواس نے کج ادائی کی گھوڑون سے گر کے
بیہوش ہوے ہوش وحواس روپوش ہوے بدمست ارجمند کبیدہ زخم ار بیقرار سامنے
اپنی معشوقہ کے آیا کہا جان جہان مین لٹ گیا اپنے رفقا سے چھٹ گیا کیسے کیسے صف شکن مسلمانون
ہاتھ سے مارے گئے ملکہ ترنج نے کہا ای بدمست ہمنے تمکو پہلے ہی ہوشیار کر دیا تھا تمنے ہمارا کہنا

زنانا اسم بامسمی ہو بدمستی کے نشے کا یہی کام ہی ذلیل ورسوا ہونا آبرو کھونا یہ کہکر حکم دیا ان سب کو
گرفتار کراؤ طوق زنجیر پہناؤ دربار ان سب کا سمجھو سوال جمشید پرستی کرو اگر قبول کرین اپنا رفیق بناؤ
ورنہ فوراً قتل کرو بدمست نے بلاکر آہنگرون کو حکم دیا سرداران نامی پہلوانان گرامی کو مسلسل و
مطوق کیا اسوقت چونکہ بدمست زخمدار تھا سب کو قیدخانے مین بھیجا از سرنو بارگاہ مین استادہ
کرائین ملکہ ترنج کا ہاتھ تھامے ہوے بارگاہ مین آیا سب رفیق و امیر و وزیر ہمراہ ملازمان شہزادہ
ایرج و نورالدہر کچھ گرفتار ہوے بعض بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے بدمست کی زخمدوزی
کی ملکہ ترنج آکر تخت پر بیٹھی بدمست ذنگل زرین پر تمام خزانہ طلسم جمشید کی قبضے مین بدمست
کے آیا صدہا چھکڑے اُنپر صندوق ہاے کلان مخمل کاشانی کے غلاف قفل ہاے رومی ترنج
نے چاہا مال اُتروا کر ملاحظہ کرے بدمست نے کہا اے جان جہان اب جلسہ عیش و نشاط آراستہ
ہوتا ہی گانا سنین شراب پین ہم تم لپٹ کر سوئین ملکہ ترنج نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی بیہودہ باتین
کرتا ہی دیکھ میرے ہاتھ پانوُن مین درد ہی رنگ چہرے کا زرد ہی اب یہ بتلا کہ ان سردارون کے
مقدمے مین کیا منظور ہی بدمست نے کہا مین ان سب سے سوال سامری پرستی کرونگا پسران
حمزہ مذہب لات و منات کبھی نہ قبول کرینگے سُنا ہی اکثر قید ہوے تلوارین گلون پر رکھی گئین مگر
اپنی کہے گئے ملکہ ترنج نے کہا سامنے تو بلوا دیکھ تو اب کیا کہتے ہین کچھ جواب سخت دیتے ہین یا خاموش
رہتے ہین بدمست نے داروغہ زندان خانے کو حکم دیا نورالدہر و ایرج و طہماس کو سامنے
نابدولت کے لاؤ ملکہ ترنج نے سحر اُتار لیا ہی قید آہن مین سب گرفتار ہین داروغہ قیدخانے مین
گیا نورالدہر و ایرج و طہماس کو سر زنجیر تھام کر سر دربار لایا ہر چند کہ تینون سردار انتہا کے زخمی
ہین مگر شیران دشت نبرد جیسے ہی بارگاہ مین آئے پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس
ودرین ماوا بر کسی باد کہ بداند وبشناسد کہ خدا یکے است و پیغمبر او برحق وہ بے نیاز کارساز خالق
مطلق ہی بدمست بگڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ دیکھو تمنے غضب کیا مسلمانون کو بارگاہ مین ناحق
بلایا ہمارے پوتے دو سو خداوندون کو بُرا کہتے ہین بڑے یہ لوگ سرکش ہین مگر ترنج کی نگاہ جو
جمال بمثال نورالدہر و ایرج پر پڑی جہرے آفتاب عالمتاب قد سرو باغ مراد آنکھون مین
خیر کے سینچے جلوہ گر ہین جنونون مین رستمی مزاجون مین بڑہی ایک جانب طہماس ایسا جوان

قد و قامت مین دیو جرأت مین آن بانین یکتا پہلوان صاحب شوکت و شان تینون پر مائل ہوئی حیران جمال و محو دیدار کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کچھ اعضا پھڑکنے لگے گھبرا کر بدمست سے کہا صاحب ذرا الگ بیٹھو اسوقت مجھسے نہ بولو یہ بیچارے غربت کے مارے ناحق مصیبت مین پھنسے ہین شاہزادے صاحبان لیاقت زنجیر پہنے کھڑے ہین انپر رحم لازم ہی ان لوگون سے نام جرأت قائم ہی اگر یہ برے ہوتے خداوند لقا کا ہے کو زندہ چھوڑتے کیا قدرت کو اختیار نہ تھا جب چاہتے مٹا دیتے سنگ سیاہ بناتے قہر و غضب قدرت دکھاتے کوئی بات تو انمین اچھی ہی کتابین اٹھا کر دیکھو قدرت نے انکے دادا جان کی خاطر سے ملک موروثی باختر ایسا شہر ترک کیا خفا ہو کر چلے آئے مگر انکو نہ مٹایا اور یہ بھی کتاب خداوندی مین مرقوم ہی کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوند لقا ہی دن بھر خدا کو برا کہتا ہی رات کو ایک خیمے مین الٹا لٹکتا ہی توبہ توبہ کرتا ہی دم قدرت کی محبت کا بھرتا ہی قدرت دن بھر کے گناہ معاف فرماتے ہین میرا جی چاہتا ہی ان بندگان خاص خداوند کو قید سے رہا کر دون محفل عیش مین شریک ہون قدرت کو برا کہینگے آپ آفت سہین گے بدمست نے کہا اے ملکۂ عالم یہ شیر زنجیرون مین گرفتار دست و پا انکے بیکار ہین رہا ہوتے ہی آفت برپا کرینگے ابھی خون کے دریا بہا دینگے انکو کون روک سکیگا مین نے جنگ ان ظالمون کی دیکھی جرأت مین بے نظیر صاحب توقیر میرے کوہی کتنے کی موت مارے گئے کوئی منھ نہ چڑھ سکتا تھا کون آگے بڑھ سکتا تھا بدولت بھی زخمی ہوے اگر ملکۂ عالم تم نہ آجاتین لحظہ بھر مین لشکر کا خاتمہ تھا ان لوگون پر رحم کرنا بیجا ہی وہ جوان جسنے سرشار کو مارا خداوند لقا کا نواسا ہی مگر قدرت سے برگشتہ ہی فولاد فولاد شکن کوہی رکن کوہستان اسی جوان کے ہاتھ سے قتل ہوا اسکی دختر بلند اختر ملکۂ سیمین عذار صنوبر قد کو نکال لیگیا بھائی فولاد نے بڑی کوشش کی کچھ ہنوا آخر لڑ بھڑ کے اس صاحب غیرت نے جان دی مین ابھی انکو قتل کرونگا ملکۂ عالم تمھارا کہنا نمانونگا یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ ابھی ان جوانون کو مع دونون عیارون کے قتل کرو ملکہ ترنج عاشق ہو چکی ہی چاہتی ہی انکو کسی حیلے سے بچاؤن معشوقان پریچہرہ کو پہلو مین بٹھاؤن صف شکن تیغ زن صاحب صولت و جرأت شمع افروز انجمن عشرت جیسے ہی جلاد سامنے آیا بدمست نے کہا نور الدہر و ایرج و طہماس و شبرنگ و شاپور کو قتل کر اب ہم سے حکم نہ پوچھنا جلاد تیغہ کھینچ کر اول سر نور الدہر پہ آیا گردن پر کوڑے کا حط دیا طہماسپ ۱۰

نے آواز دی اوبیحیا یہ میر آقاے نامدار ہی پہلے مجکو قتل کرین اپنے آقاے نامدار کا ملال نہ دیکھون جان اپنی اُسکے قدمون پر نثار کرون جلاد اُدھر پلٹا طہماس نے سر جھکا دیا اب تو ملکہ ترنج کو نہایت غصہ آیا اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیون او بیحیا بہاڑی ہمارے حکم مین رخنہ انداز ہوتا ہی تیری کیا حقیقت ہی کوئی تجکو جانتا پہچانتا تھا ہمنے خاک سے پاک کیا کوہستان مین تیرا نام ہوا پہلوانون کو ہمنے سحر کرکے زیر کرا دیا او احسان فراموش آج بھی اگر ہم نہ آتے تو کُتے کی موت مارا جاتا اور روباہ خصال ان شیرون کے ہاتھ سے امان پاتا بدمست نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی او مکارہ ہمین اختیار ہی ہمارے دشمن ہین ہم خود قتل کرینگے اگر تو بولے گی ہمارے حکم مین دخل دیگی تو تجھے بھی قتل کرونگا کیا دھگڑون کو دیکھکے عاشق ہوئی جب سے یہ بارگاہ مین آئے اُسی جانب دیکھ رہی ہی ملکہ ترنج ہنسی کہا نگوڑے قتل کرنے والے کو بھاڑ مین ڈالون اپنے ہوتے سوتون کو مار بیشک یہ جوان جری بہادر اسی لائق ہین سر پر مکان بنا دے اُسمین انکو جگہ دے وہ محبوب مطلوب تیسرا بڑے قد کا پہلوان اپنی جان نثار کرونگی تجکو آتش رشک مین جلاؤنگی بدمست تیغہ کھینچ کے جھپٹا کہا حرامزادی تجکو قتل کرتا ہون ملکہ ترنج پیچھے ہٹی ایک دانہ ماش کا مارا تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے زمین پر گرا اُسی مقام پر باغ گل ہوا شجر تغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا بدمست کا نشہ اُترا لگا غل مچانے ای ملکہ ترنج ٹھیر جا اری مجھسے تجھسے بڑی محبت تھی مین تجھپر جان دیتا تھا تو مجھپر شیدا تھی یاد کر تیری خدمتگزاری سے کبھی منہ نہین موڑا اگلی باتین سب بھول گئی ان گلعذارون کو دیکھکر ایسی بھول گئی ملکہ ترنج کب مانتی ہی آتش عشق نورالدہر و ایرج و طہماس شعلہ ور ہی گرمی محبت سے استخوان جل رہے ہین قلب ناصبور سے شعلے نکل رہے ہین وہی تیغہ بدمست کا اُٹھا کر دوڑی ہر چند بدمست چیخا پیٹا اگلے پچھلے دفتر کھولے کچھ اثر نہوا ملکہ ترنج نے قریب آکر ہاتھ مارا بدمست کے دو ٹکڑے ہوے ہاتھ ہلا کر برق چمکائی جلاد کا سر اُڑ گیا اُسی غصے مین طرف کوہیون کے پلٹی کہا بتلاؤ نگوڑو تم کیا کہتے ہو یہی شرط ہی سب کو پھونک دون آتش قہر و غضب مین جلاؤن سب کوہی گھبرا گئے منتین کرنے لگے کہ ملکہ ترنج ہم تابعدار ہین میان بدمست صاحب کے مزاج مین بڑا غرور آگیا تھا آپ نے خوب کیا وہ اسی لائق تھے آپکے بھروسے پر بڑے بڑے ظلم کیئے ملکہ ترنج نے کہا اسکا لاشہ پھینک دو خدمت مین با دولت کی حاضر رہو کوہیون نے ٹانگ پکڑ کر لاشہ بدمست

کاغذ بالے پہ پھینک دیا ملکہ ترنج بتعجیل بناؤ کرکے مسی کاجل لگا کے تخت پہ بیٹھی نور الدہر و ایرج و طہماس یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہے ہین ملکہ ترنج نے کہا ان تینون جوانون کی قید کاٹ دو آہنگرون نے فوراً قید سے رہا کیا ملکہ ترنج نے کہا ای شہزادو آؤ ڈنگل پر بیٹھو تمھارے واسطے اپنے پرانے آشناکو مار ڈالا مگر ان عیارون کو نہ چھوڑونگی نور الدہر و ایرج و طہماس خاموش ڈنگلون پر بیٹھے سر جھکائے ہوے شبرنگ و شاپور نے فریاد کی ملکہ عالم ہم بھی تابعدار ہین جو ارشاد ہوگا فوراً بجالائینگے ہم تو نمک صحبت ہین گائینگے بجائینگے آپ کو خوب راضی کرینگے ملکہ ترنج نے کہا میرے بزرگون نے مجھسے کہدیا ہی کہ عمرو و فرزندان عمرو سے ڈرنا چاہیے بڑے مکار و غدار ہوتے ہین ہرچند دونون نے کہا ملکہ ترنج نے ان دونون کو رہا نہ کیا حکم کیا قید خانے مین لیجاؤ داروغہ زندان خانہ دونون کو کشان کشان لے گیا اب ملکہ ترنج نے جلسہ آراستہ کیا ساقی بچے حاضر ہوے اول طرف نور الدہر کے متوجہ ہوئی کہا کیون جان جہان و آرام دل مشتاقان خاموش بیٹھے ہو ہنسو بولو مین تم تینون صاحبون سے باہر نہین ہون اور سب دنیا کے مرد آج سے مجھپر حرام ہوے تمھارے لیے سحر سے خود و زرہ تیار کرونگی کوئی دنیا مین تم سے مقابلہ نہ کرسکیگا ایرج نے نور الدہر کے چٹکی لی کہا لو بھائی صاحب تمپر بہت مہربان ہی بھلا اب ہم تمسے کا ہیکو ہمچشمی کرسکینگے کیا مجال ہی کہ ڈنگل رستم کا نام لین نور الدہر نے غصے مین جواب دیا ای ملکہ ترنج کیا بیہودہ بکتی ہی ملکہ ترنج مسکرا کر طرف طہماس کے متوجہ ہوئی کہا او جوان تو تو مجکو ننگا ہون مین کھائے جاتا ہی ذرا مجکو ہاتھ نہ لگانا مین ابھی چیخنے ہون ابیات

لینا نہ کبھی ابروے خمدار کا بوسہ
نادان کوئی لیتا ہی تلوار کا بوسہ
تا حشر نہ ہوش آئے مجھے نشے سے اسکے
لیلون مین اگر اُس بت میخوار کا بوسہ
آتا ہی مجھے رشک سیہ بختی پہ اپنی
جب زلف تری لیتی ہی رخسار کا بوسہ
موتی جو تری نتھ کا بناتا ہمین اللہ
تو لیتے کبھی لب کبھی رخسار کا بوسہ

نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم یہ تمھارے ہی لائق ہین جوان اور خوبصورت ہین ایرج نے کہا کہ ادنی سی بات ہی سترہ سومن کا ساطور باندھتے ہین بڑے مشقتی جری بہادر ہین ملکہ ترنج نے کہا کیا مین انسے باہر ہون ہے ای جوان شراب پی لے مین بہت خوش ہوئی یہ دونون شاہزادے بڑی تیری تعریف کرتے ہین طہماس نے اُلٹا ہاتھ مارا جام زمین پر جاکر گرا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملکہ ترنج نے کہا ای جوان تو بڑا بدمزاج ہی عاشق و معشوق کا تنہائی مین ناز و نیاز بہتر ہی مین الگ اُٹھ چلون کچھ تنہائی مین کہے گا ابھی دن ہی رات ہونے دے

ایرج و نور الدہر نے قہقہہ مارا طہماس نے کہا شاہزادو ہنس ہنس کے میری جان لگے اس کم بخت کی شامتین آئی ہین ملکہ ترنج نے کہا کیون رے لم قدرے مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی جو تو کہیگا مجھے بدل و جان منظور ہی بوجہ غصہ کرنا تیری عقل کا قصور ہی میرے مزاج سے تو آگاہ ہی ذرا سی بات پر مین نے بدمست کو مار البھیڑا بنا کر کھوٹے مین باندھ دونگی وہ دونون بیچارے سمجھاتے ہین آپ بھولے جاتے ہین انسانیت سے باہر بس چل اُٹھ دیر نکر اسی مین تیری خیر ہی اب تو طہماس گالیان دینے لگا کہا کم بخت یہ دونون جوان دل لگی باز ہین یہ میان ایرج صاحب جو بیٹھے ہین بڑے عاشق مزاج ہین ہم نوکر چاکر بیچارے غریب محتاج ہین خواجہ عمرو کے فرزند ہین ہم سردار ہم عیار نامی و نامدار اُن سے ضرور آشنائی کرو میرا قد و قامت دیکھنے ہی کا ہی یہ حسین خوب رو پہلوان بھکیت بکیت البتہ قابل دوستی ہین جب تمھارے پاس بیٹھینگے لوگ حیرت سے آتش حسرت پر جلینگے ملکہ ترنج نے کہا اچھا مین اُنکے خوش کرنے کو حاضر ہون لو پیارے یہ جام تمھین پیو اب میان ایرج گھبرائے ملکہ ترنج نے جام شراب کا ایرج کے مُنھ سے لگا دیا کہا لے پی نخرا نہ کر بڑا اچھبت ہی تیری پچھتی دیکھونگی ایرج نے مُنھ پھیر لیا ترنج نے کہا پہلا جام اگر تو نہین پیتا تو مین پیے لیتی ہون یہ کہکے جام شراب خود پی گئی گنگنائی ایرج کے رجھانیکو یہ غزل گائی غزل قبول

سوز درون کی ای دل اُسکو خبر نہین ہی
آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہی

روتے ہین رات دن ہم لیکن ہی خشک دامن
مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہی

شعرون مین کسکو باندھون دیوانہین لاؤن کسکو
اک وہم سا ہی سب کو اُسکے کمر نہین ہی

اُسکی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی
روح الامین کا بھی اُسجا گذر نہین ہی

ای شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو
اب نذر کو تمھاری خون جگر نہین ہی

تن پر سے سر جو اُترا بس سر کا درد اُترا
تن پر جو سر نہین ہی بس درد سر نہین ہی

اہل ہنر کے آگے بڑھ ای قبول اشعار
کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہین ہی

یہ غزل گا کے نشہ کے جوش مین ایرج کو لپٹنے لگی ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر سحر کرکے اپنے کو ملکہ ترنج نہ بچاتی تو سر اُڑ جاتا ایرج و نور الدہر و طہماس اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کوہیون نے بلوہ کیا دو چار کو طہماس نے مارا چند کو نور الدہر نے کسی کو ایرج نے پس ملکہ ترنج جادو

غصے مین اُٹھی دیکھا زمین پر دریاے خون بہ گیا غصے مین ایک دو ہتڑ مارا تینون سردار زمین پر
گرے سحر مین تینون کو مبتلا کیا کہا ای جوانو میرا کہنا مانو بڑا مجکو قلق ہی انصاف کرو تمپر میرا حق ہی تمھارے
واسطے مین نے اپنے آشنا کو مار ڈالا کیسے ناانصاف ہو مجھے خود رہ رہکے افسوس آتا ہی اگر میرا
کہنا نمانوگے تو وہی حال تمھارا ابھی ہوگا ایرج و نورالدہر و طہماس گالیان دینے لگے کہ کمبخت
کیا بیہودہ ارادہ کرتی ہی ہم لوگ اس فن کے نہین ہین ملکہ ترنج نے کہا بلاؤ جلادون کو ابھی ان کو
قتل کرونگی مین سلامت رہون ان ایسے ہزارون پیدا کرلونگی مجھے کیا پروا ہی اپنے نصیبون کو
جھیکین مجھ ایسی چاہنے والی انکو نہ ملیگی سب طرح حاضر ہون نگوڑے ایسے ٹھنڈے ہین کسی طرح
نہین گرماتے ان جوانون نے کچھ جواب نہ دیا جلاد خنجر کھینچکر قریب آئے اب ایرج و نورالدہر
کو زندگی سے یاس ہوئی اپنے معبود حقیقی سے التجا کرنے لگے دعا مین مصروف ہوے ملکہ ترنج
غصے مین کانپ رہی ہی کہہ ہی گرد ہین کہ یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای ملکہ عالم
جبرئیل قدرت خداوند باختری یعنی ملک یاقوت شاہ تشریف لاتے ہین شاید واسطے شکار کے
صحرا مین تشریف لائے تھے آپکی خبر سُنکے پلٹ پڑے ملکہ ترنج اُٹھی باہر بارگاہ کے آئی دیکھا کہ
ملک یاقوت شاہ ہوادار پر سوار تاج شہریاری بر سر چار قبۂ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے
کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو چالیس جوانان خوش رو سپاہی چوبدار ہٹو بچو کرتے ہوے چلے آتے
ہین ملکہ ترنج نے آگے بڑھکے سلام کیا پائے پر ہوادار کے ہاتھ رکھا پوچھا ای جبرئیل قدرت
یہان کیونکر آپکا اتفاق ہوا یاقوت شاہ نے کہا نا بدولت واسطے شکار کے آئے تھے زبانی
ہرکارون کی معلوم ہوا کہ بندی خاص خداوند لقا نے مسلمانون کو گرفتار کیا ہی اور قدرت نے
بھی فرمایا تھا کہ جب شکار مین جاؤگے شکار بزرگ دستیاب ہوگا دشمنون کو اضطراب ہوگا
مین مطلب اصلی کو نہ سمجھا اب جو ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سُنائی کرامت ارشاد
خداوندی یاد آئی ملکہ ترنج بہ اعزاز و اکرام یاقوت شاہ کو لیکر بارگاہ مین آئی ساتھ والون سے
کہتی ہی صاحبو دیکھو مین نے یہان مسلمانون کو گرفتار کیا قدرت کو وہان معلوم ہوگیا جاگتی جوت کا
خداوند ہی لات و منات سے اُسکا مرتبہ بلند ہی اسمین بھی کچھ شبہ ہی قدرت کی رحمت ہی کہ
ان سرکو نہین مٹاتے ہین دنیا کے عجائب و غرائب دکھاتے ہین جس دن دریاے تمھاری جو شمشیر

آئیگا ایک ایک مسلمان مثل حباب بحر عالم سے مٹ جائیگا اب مجکو یقین ہی طرۂ پیغمبری ملے گا غنچۂ آرزو کھلیگا سب کو ہی عرض کرتے ہین آمنا و صدقنا ترنج نے یاقوت شاہ کو لاکر تخت پر متمکن کیا حکم ہوا جلد ساقیان پری رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہون جبرئیل قدرت نے ملکہ ترنج کے چٹکی لی مسکرا کے کہا صاحب تمھارے بڑے مرتبے ہین خداوند ہمسے فرماچکے ہین اپنے پرانے آشنا بدمست کو قتل کیا قدرت کی تقدیر کا ظہور ہوا اب جانی تمھاری شادی ہمارے ساتھ ہوگی ہم تم مزے اڑائینگے اپنے پہلو مین تجھ ایسی حسینہ کو سلائینگے مگر یہ تو بتلاؤ کوئی خیمہ ایسا بھی ہی کہ جہان تخلیہ ہو راز و نیاز کے کلام ہون شکار سے تھکے ہوے آئے ہین آرام پائین نور قدرت تمھارے پیٹ مین اتارین یہ سنکر ملکہ ترنج پھول گئی سر جھکا لیا شرما گئی گھونگھٹ نکالکر کہا ای جبرئیل قدرت حکم خداوندی مین کون دخل دے سکتا ہی مگر کنیز کو خوف سے سکتا ہی چلیے تشریف لیچلیے چھپر کھٹ درست ہی مگر لونڈی کی طبیعت سست ہی یاقوت ہاتھ تھام کے ترنج کا اٹھا ساتھ والون سے کہا ہم ملکہ ترنج سے تنہائی مین کچھ باتین کرینگے تم سب صاحب بارگاہ مین باطمینان بیٹھو چرچا شراب و کباب کا کرو ملکہ ترنج کو ساتھ لیکر بخدمت خداوند چلینگے سب کو ہی و کنیزان ملکہ ترنج نے ان سب کی شراب و کباب مین شرکت کی مگر ملکہ ترنج دلمین باغ باغ کہ اب قدرت کی بہو کہلاؤنگی یہ جبرئیل قدرت ہی تجھسے قلبی محبت ہی ای ترنج اپنے کو روکنا چاہیے جب تخلیہ مین آئی مسند پر یاقوت آکر بیٹھا ملکہ ترنج شرمائی ہوئی ہٹی جاتی ہین ناز معشوقانہ دکھاتی ہین یاقوت نے کہا جان جہان قریب آؤ تنہائی مین نہ شرماؤ ملکہ ترنج نے کہا ای جبرئیل قدرت دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگانا مین لوٹ جاؤنگی تمسے روٹھ جاؤنگی اور کسی بات کا ارادہ نہ کرنا دیکھو سینے پر میرے ہاتھ رکھو کلیجہ دھڑک رہا ہی دل خوف سے مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی میرا دم نکل جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا یاقوت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کیون پیاری کیا ہمین ترساؤگی شربت وصل نہ پلاؤگی تشنۂ جام وصال ہین قلب ناصبور رہینِ ہجوم غم و ملال ہین اشعار

زخم تیغ ابروے خمدار سے پایا ہمنے
خوب پانی تری تلوار سے پایا ہمنے
سبزۂ آغاز ہی بوسے ہمین تو دیتا ہی

داغ اس چاند سے رخسار پہ پایا ہمنے
کور ہم ہوگئے رونے مین کٹی عمر تمام
گل رخسار تر اغیار سے پایا ہمنے

تشنۂ بوسۂ چاہ ذقن ای یار رہے ہم
یہ مرض نرگس بیمار سے پایا ہمنے
داغ بڑھتے گئے لیکن نہ وہ منظور ہوا

نہ تو درہم سے نہ دینار سے پایا ہمنے
ایسا صدمہ کوئی اغیار سے ہمکو نملا
جو مزا سایۂ دیوار سے پایا ہم نے

ترے زخمی کو ترا سبزۂ خط یاد آیا
جسقدر رنج والم یار سے پایا ہمنے
دل دانا کے لیے ہوتا ہی رہزن رہبر

درد و نومر ہم زنگار سے پایا ہمنے
لطف یہ سایۂ طوبیٰ مین نہوگا ای یار
صاف تسبیح کو زنار سے پایا ہمنے

کیون ای جان جہان ہم تو بیقراری مین حکم سے خداوند کے آئے تمکو ہم سے انکار ہی ملکہ ترنج نے کہا نہین ای جبرئیل قدرت آپسے انکار کیا آپ خداوندزادے نورچکیدۂ خالص قدرت ہین مگر مین دل کو کیا کرون گھبراتا ہی کہ تم کیا کروگے میرے کلیجے پر خنجر پھیروگے لیکن ناچار سنگ آمد وسخت آمد مگر ایک وعدہ مجھسے کرلو اور کسی عورت سے کبھی کلام نہ کرنا قدرت کے جاہ وجلال کی قسم کھاؤ تب مجھے ہاتھ لگاؤ نہین تو مین چیخونگی سارا خیمہ سر پر اُٹھالونگی یاقوت شاہ نے کلائی تھام کر کھینچا کہا جانی جاہے جتنی قسمین لیلو نوشتہ لکھدونگا قول واقرار کا پابند رہونگا شعر قول کا ہو نہ یقین ہم سے نوشتہ لے لو ہ ضامن انسان کے عوض چاہے فرشتہ لیلو ہ خداوند لقا کی قسم لقا کے باپ کی قسم تمکو راضی رکھونگا کبھی لونڈا رنڈی نہ کرونگا دس ہزار کنیزین واسطے خدمتگذاری کے پانچ ہزار روپیہ صرف پاندان دو ہزار روپیہ براے میوہ خوری اسمین کاہے کی چوری اب تو بی ملکہ ترنج پھسل گئین ٹھٹھا مار کے ہنسین کہا مردوے کیون اتنی قسمین کھاتا ہی باتین بناتا ہی مین نے بھی دنیا کو دیکھا ہی اسوقت شیطان سر پر چڑھا ہی یہ فہمی کھیل رہا ہی جب اپنا مطلب نکل جاویگا پھر بات بھی نہ پوچھو گے یہی حکم دوگے تنخواہ لو کھاؤ محل مین پڑی رہو یاقوت نے کہا بس اب زیادہ نہ بگھارو لو جام شراب کا پیو جلدی فیصلہ ہو جام بھر کے لبون سے ملکہ ترنج کے لگا ہی دیا ملکہ ترنج نہین نہین کر کے پی گئی پیتے ہی گھبرا کے کہا ای جبرئیل قدرت میرے کلیجے مین آگ بھر گئی ہڈی ہڈی جلنے لگی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی یاقوت نے کہا اری شراب نوکشید ہی گرمی کی ہو تو کیا بعید ہی ملکہ ترنج گھبرا کر اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری یاقوت نے نعرہ کیا منم جواہر بن عمرو ساتھ والون نے باہر کنیزون کو بیہوش کیا جواہر نے ایک خنجر مارا ملکہ ترنج کا شکم چاک قصہ پاک ہوا صدائین مہیب آئین آندھی سیاہ اُٹھی ابوالفتح وغیرہ ساتھ تھے اُنھون نے بارگاہ کو مزبلہ قصابان بنا دیا کنیزان ملکہ ترنج کو قتل کیا ایرج ونورالدہر وطہماس وشبرنگ وشاپور قید سے چھوٹے لشکر جو بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپا تھا حالات عشرت آیات سنکر آئے نورالدہر ۴۰

نے جواہر کو گلے سے لگا لیا پوچھا اے برادر تمھارا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا جواہر نے کہا جب آپکو عرصہ دراز گذرا صاحبقران بیقرار ہوئے مجھے حکم ہوا جا کر شاہزادون کو تلاش کر و راہ مین غلام نے حضور کی گرفتاری کی خبر پائی شکر ہی خدا نے وقت پر پہونچایا اب آپ بہ تعجیل تمام لشکر مین آئیے آپ کے جد عالی تبار آٹھ پہر یاد کرتے ہین ہم آگے بڑھکر خبر پہونچائینگے آپ مع لشکر منزل بمنزل آئینگے نور الدہر وایرج نے جواہر بن عمرو کو بڑا بھاری خلعت دیا چالیسن عیارون کو بھی مخلع کیا جواہر بن عمرو مع عیارون کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا بعد کو ایرج و نور الدہر نے لشکر آراستہ کیا مال طلسمی لدوایا بشوکت تمام بکیفیت مالا کلام بہ سمت لشکر ظفر اثر صاحبقران چلے دو کلمہ داستان صاحبقران و زمرد بے ایمان سنیئے کہ زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ جہان نما مین داخل ہی سلیمان عنبرین مو سے کہ ہی عرض کرتا ہی یا خداوند میرے کلیجے پر صدہا داغ ہین کیسے کیسے بھائی بھتیجے جری بہادر ممالک کوہستان سے آئے ہاتھ سے سرداران اسلام کے مارے گئے ملک جی ہمیشہ مانع ہوتے ہین بابدولت کو نہین لڑنے دیتے جسدن تلوار نیام انتقام سے کھینچونگا طبقے زمین کے ہلا دونگا بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران تمکو کیونکر لڑنے دین اندھے کی ایک لاٹھی بڑا بھروسا طلسم ہوش ربا کا وہ مدد و عدم مدد انکی راے پر موقوف ہی عرصہ سے کوئی ساحر نہین آیا اے رستم زمان ساحر کے آنے سے بڑی چہل پہل ہوجاتی ہی آپ تامل فرمائیے یقین ہی کوئی نہ کوئی ساحر آتا ہوگا مسلمانون کا پیش دستی کا طریقہ نہین ہی یہی بڑی خیر ہی نہین تو تھمنا قدم کا جمنا دشوار ہوتا سلیمان نے کہا ملک جی تمھارے دل مین مسلمانون کی طرف سے خوف سما گیا ہی بختیارک نے کہا حضور بچپن سے حال مسلمانان دیکھتا ہون کیسے کیسے پہلوان بڑے بڑے ساحر مسلمانون سے لڑے آخر مین جہنم واصل ہوئے یہ باتین ہو رہی تھین کہ طرف سے طلسم ہوشربا کے ابر تیرہ و تار اٹھا آسمین رعد کی گرج برق کی چمک لقا پکار اٹھا اے بندگان من چہ تقدیر کردم دیدی قدرت مرا بندہ خاص الخاص نے کسی بندہ معقول کو بھیجا ابر آ کر شق ہوا دیکھا ایک جادوگر تاج سر پر ساٹھ ہزار ساحران غدار پشت پر بصد کر و فر آ کے اترا بارگاہ لقا مین آیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے کہا اے بندۂ سرکش سر خود از سجدہ بردار لعنت بر تو نصیب کردم ساحر نے عرض

افراسیاب کی پیش کی بختیارک نے اُسکو پڑھا طرف سے افراسیاب کے اُسمین لکھا تھا یا خداوند تیمور سحر طراز ساحر سرفراز خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوتا ہی کُل مسلمانون کو قتل کرکے آپ کو بالاے فیطول پہونچائیگا تیمور کو زنگل زرین بیٹھنے کو ملا بختیارک نے پوچھا کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو تیمور نے کلاہ زمین پر دے ماری کہا کیا عرض کرون ساربان زادے نے غضب کیا طلسم کشا کو گنبد نور سے جاکر رہا کر لیا بختیارک ناچنے لگا کہا مبارک باشد ایکدن ہمارے پیر و مرشد افراسیاب کو قتل کرینگے تیمور نے کہا ملک جی یہ ناممکن ہی لوح طلسم ہوشربا معدوم ہی جسدن افراسیاب بگڑے گا لونڈی غلامون کو قتل کر ڈالیگا حضور غلام کے نام پر طبل جنگی بجوائین دیکھیے کل ہی کیا قیامتین برپا کرتا ہون بختیارک نے خوش ہو کے حکم دیا نقارۂ رزمی گرگڑایا مگر تامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ مکی و ابوطاہر خونریز جو اسپسان لشکر اسلام ہر وقت براے خبر لشکر رقا مین حاضر رہتے ہین خبرین لیکر بھاگے یہان بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر و زنگل آصفی پر زلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور کہ چارون ہرکارے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لاے قطعہ

که تا سبزه رویده باشد بباغ / گل سرخ تابد چو روشن چراغ
همه کار عالم به کام تو باد / نگین سعادت بنام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز رہے تیمور سحر طراز طرف سے افراسیاب کے آیا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی دوسرا مژدہ فرح بخش غلامون نے پایا ہی کہ جس سے روح راحت یاب قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہمارے اُستاد صاحب نے جانبازی کرکے اپنے کو گنبد نور مین پہونچا اسد کو بڑے کروفر سے قید افراسیاب سے چھڑایا مگر اب طلسم ہوش ربا مین ہنگامہ ہاے عظیم برپا ہین مشہور ہی کہ طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہی افراسیاب مشہور کرتا ہی کہ میرے طلسم کی لوح نہین ہی مگر زندواران طلسم ملکہ مخمور و بہار و باغبان فکر حصول لوح مین مصروف ہو رہے ہین کیا تعجب ہی کہ انشاءاللہ طلسم ہوشربا بہت جلد فتح ہو مگر سُنا ہی کہ ابھی تک بدیع الزمان کی قید کا پتا نہین ملا خواجہ عمرو کو اس مقدمے مین بڑی کوشش کی طلسم انتہا کا وسیع ہی آج یہ بھی سنا ہی کہ افراسیاب بڑی بڑی قیامتین برپا کریگا ناظمان دربند کو تحریر کیا ہی اٹھارہ سو ملک کا بادشاہ تلوار اُسکی بے پناہ خدا ہمارے اُستاد کی جان و آبرو بچائے خیر و عافیت سے لاکر حضور سے ملاوے

صاحبقران نے فرمایا عمرو ایساہی طرار عیار ہی تم سبکا حقیقت مین سردار ہی ایسے مقام پر بیچارہ اسد کیا طلسم کشائی کریگا اگر لاکھون پہلوان ہوتے صفون کو پامال کرتا شیر کے کلے چیرتا ساحرون سے کیا کریگا خدا اُسکو مظفر و منصور کرے ایسا طلسم وسیع کبھی ہماری نگاہ سے بھی نہین گذرا سب مین بڑا طلسم ہزار اسپ تھا ایک سال کامل ہین اُسمین لڑا عمرو ایسا عیار تھا اہالیان طلسم ظاہر مسلمان تھے خواہش رکھتے تھے طلسم جلد فتح ہو جاے دختر بلند اختر حکیم اشراق روشنضمیر حسین بن شبک ماہ منیر آفتاب عالمتاب آسمان عزوشان ملکہ رضیہ سلطان مجھپر مائل ہو چکی تھی درویش ذاکر و مذکر و ظفران زاہد و مہر نوش سبز پوش یہ سب کامل و اکمل عالم و فاضل عامل عاقل رازداران طلسم میرے شریک تھے مگر کسی کا کچھ زور نہ چلا ایسی ایسی بلاؤن مین پھنسا کہ نوبت بجان و کارد براستخوان پہونچا مین صاحب اسم اعظم تھا صاحب حرز ہیکل فوج کے دل کے دل یہ تمام سامان تھا مگر طلسم عجائب و غرائب مین مجبور تھا آٹھ پہر ملول و رنجور تھا بڑی بڑی مشقتون سے طلسم فتح ہوا حقیقت مین طلسم ہوش ربا ہوشربا ہی معین و کفیل عمرو و اسد کا خدا ہی ایسے کلمات حسرت انجام زبان سے فرماکر ارشاد ہوا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے قلابہ چینی و کبابہ چینی داروغہ نقارخانہ کو حکم پہونچا طبل جنگی پر چوب پڑی قطعہ

زناہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ نا طبل اسکندر است
جہان را مگر روز آخر رسید
اگر آواز او گوش گردون کر است
چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صور قیامت دمید

صداے طبل جنگی اہالیان لشکر نے سنی سب پر ظاہر ہوا ہر سردار اس حال سے ماہر ہوا کہ کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی ایک ساحر زبردست ہوشربا سے آیا ہی سردارون نے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈال دیا حسرت دیاس سے کہا افسوس صد ہزار افسوس کس ملک مین آئے شمشیر زنی کا نام بھول گئے یہان چھو چھکے کا کام ہی سحر و شعبدہ مین بڑا نام ہی کس سے لڑینگے مجبور ساحرون کے سامنے سر جھکا دینگے وہ بدمعاش ایک ماش کا دانہ پھینک دیتے ہین ساری جی داری فراموش پراگندہ ہوش ہاتھ پانون بیکار سپاہی سردار مجبور و ناچار اُسکی قدرت سے لڑائی فتح ہو جاتی ہی ورنہ سحر سے ساحرون کے زمین تھراتی ہی لشکر اسلام مین چہار جانب ہنگامہ واضح راے عالی رہے کہ جواہر بن عمرو و ترنج کو مار کر ایرج و نور الدہر ماہر سے رخصت ہو کر چل نکلا مگر ابھی لشکر ظفر اثر مین نہین پہونچا ایرج و نور الدہر بھی ابھی راہ مین ہین مگر جب

لشکر صاحبقران مین طبل جنگی بجا سرداروں مین بھی چرچا ہوا کہ دیکھیے کل ساحرون سے کیونکر جان
بچتی ہی شعبان خنجر گزار روح روان عمرو نامدار بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر اٹھا بیرون
بارگاہ آیا مہتر یزک خطائی نے پوچھا مرشدزادے کیا قصد ہی کہان جاتے ہو شعبان نے جواب دیا
آپ سب صاحبون نے سنا ساحر زبردست طلسم ہوشربا سے براے مدد لقا آیا بکبر و نخوت طبل جنگی بجوایا
جملہ سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن پریشان ہین انکا تردد بجا ہی سحر و ساحری مین کسکا زور
چلتا ہی ارادہ ہی کہ جاکر اُس مردود کو مارون آتش سحر کو نہ بھڑکنے دون یزک نے کہا مین بھی ہمراہ چلون
شعبان نے کہا آپ سب صاحب حفاظت لشکر مین مصروف رہین پروردگار معین و مددگار رہی
یزک پلٹا شعبان طرف لشکر لقا کے چلا یہان بارگاہ لقا مین تیمور سحر طراز جب طبل جنگی بجوا چکا
لقا نے دربار برخاست کیا تیمور طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک نے کہا میان تیمور صاحب ذرا
عیارون کا خیال رکھیے گا آپنے آتے ہی طبل جنگی بجوایا ہی دل مسلمانون کا دکھایا ہی میرے پیر و مرشد کے
نور نظر شاگردان نامور ضرور آپکی فکر مین آئینگے ذرا غفلت ہوئی مشکین باندھکے لیجائینگے تیمور نے کہا
ملک جی آپ کی مہربانی کوئی عیار صاحب مجھپر عنایت نہ فرمائینگے عیاری کرنے نہ آئینگے بختیارک
نے کہا ہمنے براہ خیرخواہی واقف کیا آگے اختیار ہی سمجھا دینا ہمارا کام ہی غرور کا یہ انجام ہی تیمور نے
کچھ جواب نہ دیا ہنستا ہوا چلا چند رفقا ساتھ طرفدار مرد تماش بین نشے باز ہین رنڈی کو ساتھ لائے
ہین منزلون مین مزے اڑاتے ہوے آئے ہین اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا چوبدارون سے کہا ملکہ گلنوش
کو جلد بلاؤ ایک غزل سنکر آرام فرمائینگے صبحکو میدان کارزار مین جائینگے چوبدار چلا شعبان بشکل ساحر
لشکر مین آیا ہی فکر تیمور مین پھر رہا ہی دور سے اُسنے دیکھا اُسی بارگاہ سے ایک چوبدار نکلا ہی بہ تعجیل کہین
جاتا ہی شعبان جھپٹ کر چوبدار کے قریب آیا کہا مردہے صاحب آداب و تسلیمات قبول ہو چوبدار
نے پلٹ کر ایک ساحر کو دیکھا جواب دیا بھیا اچھے رہے کیون کیا مطلب ہی شعبان نے کہا آپ
کہان جاتے ہین چوبدار نے کہا بھائی ساحر صاحب دن بھر جا بجا حکم پہونچاتے ہین رات کو بھی
فرصت نہین ملتی اب میان تیمور صاحب کی رنڈی کو بلانے جاتے ہین شعبان باتین کرتا ہوا
مردہے صاحب کے ساتھ ہولیا باتون باتون مین نام و نشان پوچھا یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اپنے ساتھ
لائے ہین پرانی آشنا ہی ایک مقام تنہائی پاکر شعبان نے چوبدار پر حلقے کمند کے مارے بیہوش

گر کے کنارے ڈالدیا لباس اُنکا اُتار لیا صورت تبدیل کی عصا ہاتھ مین لیکر بڑبڑاتے ہوے چلے
راہ مین اکثر جو ساتھ والے ملے پوچھا میان مردے صاحب خیر تو ہی کس پر غصہ کرتے ہو شعبان نے
کہا بھائی اس زمانے کی نوکری کو آگ لگے کٹنا پن کرنا پڑا ہی رنڈی کو بلانے جاتے ہین لوگون سے باتین
کرتا ہوا خیمے مین گلنوش کے آیا دیکھا ایک کسبی خوبصورت لباس و زیور سے آراستہ سازندے
موجود انتظار مین بیٹھی ہی شعبان کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کہیے مردے صاحب کیا حکم لائے شعبان
نے کہا چلیے آپ کو یاد فرمایا ہی سازندے بھی اُٹھے جب ڈولی لاکر رکھی گئی شعبان نے کہا بی گلنوش
صاحب مجھے کچھ تنہائی مین کہنا ہی مین آپ کو سمجھا دون یہ مقام اشکر خداوندی ہی ذرا سی بے ادبی ہوجائیگی
گدھی بنجاؤ گی دھوبی پکڑ کے لیجائیگا کھونٹے سے باندھ دیگا گدھے سواریان گانٹھینگے کہین جین نملیگا مثل
مشہور ہی کہ دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا بیچاری کسبی گھبرا گئی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا میان
مردے صاحب واسطہ سامری کا سب نشیب و فراز سمجھا دو یہانکے حالات بتادو ہی جو مین
گدھی بنگئی تڑپ تڑپ کے مرونگی ایسے خداوند کی خدائی مین آگ لگے مین ایسی نوکری سے باز آئی مردے
نے کہا گھبراؤ نہین ہم سب ترکیبین بتلا دینگے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا پھر خیمے مین لے گھسا اور تنہائی مین
پایا کہا بی گلنوش یہ گلوری کھالو پیک نگل جاؤ ہمیشہ سُرخ رو رہوگی ہم تمھاری حفاظت کا بیڑا اٹھاتے
ہین گلنوش نے مُنھ کھولا شعبان نے گلوری مُنھ مین دی گلنوش جلدی جلدی چبا کر کھا گئی
پیک حلق سے اُترتے ہی بیہوش ہوئی شعبان نے لباس اُتار لیا گلنوش کو ایک گوشے مین
چھپا دیا اُسی کی شکل بنکر مسکراتے ہوئے باہر آئے ڈولی مین پانون پھیلا کے بیٹھے سازندون کو ساتھ لیا
کہارون سے کہا مہرا ذرا جلدی جلدی چلو یہان تیمور ٹہل رہا ہی کہ شعبان بشکل گلنوش اُترے تیمور
دیکھکر باغ باغ ہوگیا کہا کیون ملکہ گلنوش ہمتو مسلمانون سے لڑنے کو آئے ہین تمنے دن بھر ہمارا
خیال نہ کیا اور ہماری یاد نہ آئی شعبان نے پٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے دیوانے سفر کے
تھکے ماندے آئے نہ نہائے نہ دھوئے نہ کپڑے بدلے تمھارا سونٹے والا پہونچ گیا لے مین آئی کیا
کھا جائیگا صبحکو مسلمانون کے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری خونخوار صورت سے دل کانپتا ہی بھڑوے
جلاد کا سا سنا ہی سامری جمشید میری جان بچائین تیمور نے کہا ای جان جہان مسلمان بیچارون کی
کیا حقیقت ہی کل سب کو قتل کرونگا قدرت کو بالاے قیطول پہونچا دونگا مشیر قدرت لقب پاؤنگا

شعبان نے کہا یہ دن کبھی نصیب نہو گا مجھے تو دن بھر گذرا یہی سنتے سنتے کان بھر گئے کہ ہزاروں ساحر یہان آئے عیارون نے مار لیا قدرت کے مزاج کا ٹھکانا نہین دم بھر مین تولہ دم بھر مین ماشہ جو چاہا تقدیر کر دی تیمور نے کہا میرے بارے مین تقدیر معقول فرما چکے ہین کہتے ہین تجکو طرۂ پیغمبری دونگا صاحب کتاب کرونگا ملکہ گلنوش نے کہا کہ بھڑوے اب تیری زندگی پر حرف آیا رشتۂ حیات قطع ہوا املا غلط انشا غلط تیمور نے ملکہ گلنوش سے کہا دو ایک چیزین گاؤ بیجا باتین نہ بناؤ شعبان سامنے بیٹھا ساز درست ہوے شعبان نے غزل مصنف کی شروع کی غزل مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دل مین رہتے ہین
عدم سے شوق سے آئے چلے دنیا سے حسرت مین
گل لالہ مین مسکن ہی مہ کامل مین رہتے ہین
نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین

تیمور تڑپنے لگا کہا جان جہان اب آج شب کو یہین رہو سازندون سے اشارہ کیا باہر جاؤ ہم گلنوش سے کچھ باتین کرینگے سازندے باہر گئے تیمور لپٹنے لگا شعبان نے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے بھوت پریت بنگیا لپٹا جاتا ہی ارے شراب تو پی ہے نشے مین مردہ بنکر پڑ رہ مین اپنے خیمے مین جا کے آرام کرون تیمور نے گلابی کھینچی جام بھر کر سامنے کیا شعبان نے لیا مُنھ لگا کے تھو تھو کرنا شروع کیا کہا کہ کیا رے اسمین گوہ ملا ہی تو ہی پی تیمور اُٹھا کر پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ملکہ گلنوش میرے کلیجے مین آگ جلتی ہی تمام جسم مین آگ پڑ گئی شعبان نے کہا اسمین سنکھیا ملی تھی گھبرا کر تیمور اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گرتے ہی بیہوش ہوا شعبان نے چاہا قتل کرون پھر خیال آیا اگر دو تو ہزارون جادوگر ہین مجکو نکلنا مشکل کر دینگے یہ سوچکر جلدی مین زبان مین سوزن دینا بھول گیا پشتارہ باندھا سراچہ چاک کر کے بھاگا شعبان تیمور کو لیے جاتا ہی مگر صابر نمد پوش عیار فرامرزین نوشیروان بختیارک نے اُس سے کہا تھا کہ ای صابر تم اب ایسے ٹھنڈے ہو گئے کیسے کیسے ساحر یہان آئے ہین کبھی نہین گرماتے زمانے مین نوشیروان کے ہمنے بڑی بڑی عیاریان سنین عمرو کا مقابلہ کیا ہر بات مین جواب دیتے تھے اب تمسے کچھ نہین ہو سکتا تیمور بڑا ساحر زبردست آیا ہی اگر تم کسی طرح حمزہ عرب کو پکڑ لاؤ تو کل ہی اُسکے ہاتھ سے سرداران اسلام کا خاتمہ کرا دون صابر اُدھر سے روانہ ہوا جب کنارے پر لشکر کے پہونچا نخل کی آڑ پکڑے کھڑا تھا شعبان کو نکلتے دیکھا سمجھا کہ میرے لشکر مین جاتا ہی ضرور تیمور کی فکر کیگا بہ تعجیل شعبان کی شکل بنکر لشکر اسلام مین داخل ہوا

دربارگاہ حشامی پر آیا فرامرز عاد مغربی کا پہرا تھا اُسنے شعبان کو آتے ہوئے دیکھا کہا ای فرزند مہتر مہتران کہان سے آتے ہو صابر پرانا عیار ایک ایک کو پہچانتا ہی کہا ای رستم سرزمین مغرب اسوقت مین نے خبر پائی ہی کہ عیاران لقا جستجوے صاحبقران مین آئے ہین ایسا نہو کہ دست برد کرین مین اندر جاکے حفاظت کرون فرامرز نے کہا بہت مناسب ہی صابر اندر آیا دیکھا کہ صاحبقران آرام کر رہے ہین چار خدمتگار ڈیوڑھی پر ہین صابر نے خدمتگارون سے کہا جاؤ ہم حفاظت کرینگے خدمتگار نیند مین جھوم رہے تھے اُنکو غنیمت ہوا گوشۂ بارگاہ مین جاکر سو رہے صابر برابر چھپر کھٹ کے آیا کنفچے مین دارو بیہوشی رکھکر دماغ سے صاحبقران کے لگایا صاحبقران چھینک مارکر بیہوش ہوے صابر نے پشتارہ باندھا سراچہ چاک کرکے لے نکلا یہان فرامرز نے دیکھا عرصہ ہوا شعبان باہر نہین آیا پردہ اُٹھاکر جو دیکھا صاحبقران کو فرش خواب پر نہ پایا دیکھا سراچہ چاک فرامرز بدحواس باہر آیا مہتر برزک خطائی کو آواز دی ای برزک بڑا غضب ہوا کوئی امیر باتوقیر کو چرا لے گیا شعبان بنکر آیا تھا نہین معلوم کون عیار ہی پہونچا ابھی ابھی لیکر نکل گیا ہی ہاے کیا غضب ہی خواجہ عمرو و چالاک بن عمرو طلسم ہوشربا کو گئے جواہر بن عمرو براے تلاش نورالدہر ایرج نکل گیا کوئی بچا بشکل شعبان آیا ہمارے لیے صورت شعبان مین رمضان کا ہوا برزک بیقرار ہو کر دوڑا اسات کم رہگئی تھی فرامرز عاد مغربی بھی مع اپنی فوج ظفر موج تلاش مین مکار عیار کے چل نکلا اب لشکر مین ہلڑ ہوا فیروزہ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر بادشاہ کو پہونچائی گھبراکر باہر نکل آئے دیکھا سرداران تہمتن مثل جمہور و بہرام وغیرہ چلے جاتے ہین غلغلہ ہی کوئی عیار امیر کو چرا لیگیا اہل اسلام کو داغ دے گیا بادشاہ نے فیروزہ سے کہا سردارون کو روکو تم شاگردان عمرو کو لیکر خود بڑھو سائیس سے ارشاد ہوا کہ جلد مرکب خنگ سیہ قیطاس کو تیار کرو یہان تو یہ ہنگامہ ہی کل سردارون کو خبر ہو گئی لندھور و مالک ہتھیار لگائے ہوے بارگاہون سے نکل آئے سنا کہ بادشاہ برآمد ہوے ہین خرامان خرامان اسی جانب چلے مگر عرض کر چکا ہون شعبان خنجرگزار نورنگاہ عمرو بن امیہ نامدار تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُدھر سے صابر نمد پوش بصد جوش و خروش پشتارہ صاحبقران بردوش لشکر اسلام سے نکل چکا ہی راہ صحرا کو طی کر رہا ہی نہایت خوش بشاش دل سے کہتا ہی آج لاکھون روپیہ انعام مین خداوند لقا سے پاؤنگا یہ سوچتا ہوا

جاتا تھا کہ کان مین آواز زنگ کی آئی سمجھا میرے شاگرد تعاقب مین چلے ہونگے اسنے آواز دی کون
آتا ہی یہ شعبان تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُسنے آواز صابر کی پہچانی اپنا نام نہ بتلایا جواب دیا ای
شخص تو کون ہی صابر نے خوشی مین کہا منم صابر عیار شہنشاہ ہفت کشور حمزہ نامور کو گرفتار کرکے
لایا ہون شعبان کے ہوش اُڑگیے جی مین کہتا تھا ای شعبان سہ ماہی کے روزے واجب ہوے
پشتارہ تیمور کا زمین پر رکھا تیغچہ کھینچکر ٹھہرا جب صابر قریب آیا ستارہ سحری چمک چکا ہی اُسنے دیکھا
ایک پشتارہ تختۂ سنگ مرمر پر رکھا ہی بیٹا عمرو کا راہ روکے کھڑا ہی صابر نے کہا او چھوکرے تو کسکو
گرفتار کرکے لایا شعبان نے کہا تمھارے باپ تیمور سحر طراز کو باندھ لایا اب بہتر اسمین
ہی کہ پشتارہ صاحبقران زمان کا رکھدے اپنے لشکر کا راستہ لے صابر نمد پوش
نے پشتارہ زمین پر رکھا کہا او چھوکرے مین ہمیشہ برابر تیرے باپ سے لڑا ہون اپنی جان بچا تیمور
کو چھوڑ کر نکل جا ورنہ تیرا ابھی سر لیتا جاؤنگا شعبان چمک کر جا پڑا تیغچہ چلنے لگا صابر نمد پوش
عیار قدیم نوشیروان کا ندیم شعبان سے برابر لڑ رہا ہی ان دونون مین تو تلوار چل رہی ہی وہان
بختیارک کو رات بھر نیند نہین آئی دو گھڑی رات رہے سے رفیدہ سنبھال کر اپنے خیمے سے
نکلا دربارگاہ تیمور سحر طراز پر آیا دیکھا جابجا ساحر وغیر ساحر آنکھین ملتے ہوے اُٹھے ہین کوئی
لوٹا لیکر طرف صحرا کے جاتا ہی کوئی حقہ بھر رہا ہی نشے باز لوگ اُٹھتے ہی گانجہ ملنے لگے کشتی بوتل
شراب کی سامنے رکھی ہی رات کے بچے ہوے کابلی مٹر وہ سامنے مٹی کی سکوریان بھر کے رکھے ہین
بعض چرس کی چلم جمار ہے ہین ساتھ والون سے کہتے ہین بھائی ٹرے پرسا جہان کے دم لگاؤ
ہماری ساقن بیاری کو دعا دو بختیارک یہ تماشے دیکھتا ہوا قریب بارگاہ تیمور آیا جادوگرون
سے پوچھا تمھارے افسر صاحب اُٹھے خدمتگارون نے اشارون سے منع کیا میان شیطان
چپ رہو رات سے بی جی صاحب آئی ہوئی ہین رات بھر جاگے ہونگے ابھی آنکھ لگی ہی بختیارک
گالیان دینے لگا کہا ذرا پردہ تو اُٹھاؤ خواب مرگ مین نہ مبتلا ہون بی جی کون اُنھون نے کہا
صاحب ہمارے مالک کی پرانی آشنا ہین بختیارک نے بڑھ کے پردہ اُٹھا دیا دیکھا بھیرون
ناچ رہا ہی بختیارک نے کہا لو نہ بی جی صاحب نہ میان جی اُسی کسبی کی شکل بنکر کوئی عیار
چلا آیا ہوگا مشکین باندھکر لیگیا ای کمبختو جلدی جاکر خبر لو شاید راہ مین ملجاے ابھی نہ قتل کیا ہوگا

اب تو ساحر و غیر ساحر دوڑے نجتیارک نے بڑھ کے ضیغم خون آشام سے کہا آپ جلد جائیے
ای خالوے قدرت آپنے سُنا تیمور سحر طراز کو عیاران اسلام گرفتار کر کے لیگئے آپ جلد بڑھ کر خبر لیجیے
ضیغم دور کا بے مرکب پر سوار ہوا مثل باد صرصر چلا عقب مین اسکے ہزار ہا لقا پرست چھٹے یہان شعبان
و صابر نمدپوش لڑ رہے ہین دن نکل آیا ہی شعبان نے صابر نمدپوش کو زخمی کیا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی
کہ پشتارے پر قبضہ کرون صابر نمدپوش جان دیے ہوے لڑ رہا ہی کہ طرف سے لشکر لقا کے گرد
اڑی ضیغم خون آشام بدانجام مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے ظاہر ہوا صابر نمدپوش نے آواز دی ای
خالوے قدرت جلد آیئے اس چھوکرے نے عمرو کے بہت پریشان کیا ہی مین حمزہ کو گرفتار کر لایا ہون
ضیغم نے یہ سُنکر گھوڑا دوڑایا شعبان نے صابر نمدپوش کے مُنھ پر تھوک دیا کہ اسی مُنھ پر دعوے
عیاری کرتا ہی مگر گھبرا گیا سوار پیدل چہار جانب سے نیزے اُٹھا اُٹھا کے شعبان پر چلے شعبان
نے نکال کر حقۂ آتشبازی مارا دو چار کے ہاتھ مُنھ جلے ناری مثل ہیمہ خشک پھکے قریب تھا کہ نوک نیزہ
پر نیزہ دار شعبان خنجر گزار کو اُٹھا لیین اس عیار طرار کو ہلاک کرین کہ دیکھا طرف سے لشکر اسلام کے رستم
سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی مع دو ہزار مغربیون کے پہونچا شعبان کو بلوے مین کافرون کے دیکھا
لشکر ضیغم خون آشام پر تلوار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی شعبان خنجر گزار نے جو اتنی مہلت پائی صابر نمدپوش
کو تمنچہ مارا نشانہ اُس بیحیا کا نشانہ ہوا پشتارے پر صاحبقران کے شعبان نے قبضہ کیا کمندین کاٹ دین
مُنھ پر حباب دافع داروے بیہوشی مارا صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا ہنگامہ گیرو دار بلند ہی شعبان خنجر گزار
دریاے خون مین نہایا ہوا عرض کر رہا ہی ای شہریار اُٹھیے اُدھر تیمور سحر طراز کی زبان مین شعبان خنجر گزار
نے جلدی مین سوزن نہ دیا تھا پسینہ جو آیا بیہوشی اُتر گئی سحر کر کے پشتارے سے نکلا دیکھا تو ہنگامہ گیرو دار
بلند ہی تلوار چل رہی ہی دریا خون کے جاری ہین اُٹھتے اُس بیحیا نے گولہ مارا کئی سوار مُنھ کے بھل زمین
پر گرے گھوڑے بدلگامی کرنے لگے اُدھر نقارے پر چوب پڑی زمرد شاہ باختری سوار ہوا اسوقت آکر پہونچا
اُدھر مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار خبر سُنکر مع بارہ ہزار تیرانداز ون کے پہونچا صاحبقران
کو بہ تعجیل پشت اشقر پر سوار کیا امیر نے دیکھا فرامرز عاد مغربی عجب مصیبت مین مبتلا ہی اہالیان فوج جیقران

شعلہ ہائے آتش گر رہے ہین | امیر نے نعرہ کیا نعرۂ امیر | امیر عرب ضیغم روزگار
بہ حکم خدا البتہ شمشیر چار | لیے تیغ صمصام و قمقام نام | لیے تیغ عقرب لیے ذوالحجام

تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر کفار پر	سر سرکشان جملہ در خاک کرو	بن کافران از جہان پاک کرو

جا پڑے جلدی مین خود مہود زرہ داؤدی زیب جسم نہین کرنے پائے ادھر اتالیان فوج نے فرامرز کو اس تباہی مین دیکھا کہ بے بسی سے قتل ہو رہے ہین ملازمان لقا سنجانی باختری تمشتری حصاری ہمیشہ نام سے اہل اسلام کے بھاگتے اسوقت جو سحر مین مبتلا پایا قتل کرنا شروع کیا صاحبقران اسم اعظم پڑھنے لگے ہمراہیان فرامرز کو بچاتے پھرتے ہین یکایک طبل سکندری پر چوب پڑی شاہزادہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام مع سرداران نامی و تاجداران گرامی آکر پہونچے ایک جانب سے لندھور بن سعدان نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا اگرفتم تا بہ ہندستان ؛ اگر نام نمی دانم منم لندھور بن سعدان ؛ دوسرے پہلو سے آواز آئی منم مالک اژدر صاحب نیزۂ دوسر غلام نبی و جا کر حیدر منم مالک اژدر خشم کین ؛ سپہ دار و رشکر اہل دین ؛ تلوار کھینچکر کفار پر گرے تلوار چلنے لگی ملازمان لقا گھبرائے بختیارک نے ساحرون کو آواز دی ای نالائقو نامردو سحر کرو حمزۂ عرب سے اپنی جان بچاؤ وہ صاحب شوکت و حشم مالک اسم اعظم ہی ہر سمت اسم اعظم پڑھکے دم کرتے ہین سردارون کو بچاتے ہین اس آمد و رفت مین کئی زخم کھائے سر اطہر زخمی ہوا لشکر کفار نے بسبب ساحرون کے دباؤ ڈالا تیمور سحر طراز نے جدھر بڑھکر گولہ مارا دو دو سو جوان بہوت ہوگئے کسیے آبرو نے پانی برسایا تمام جرأت ڈوبو یا کسی ناری نے آگ برسائی کہین برف گری کئی ہزار ٹھنڈے ہوے ایک مقام پر صاحبقران کھڑے لڑرہے ہین ضیغم خون آشام نے روباہ صفت اس شیر بیشۂ جرأت کی پشت پر جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر باتوقیر جھک سے تلوار کے پلٹے تیغہ سر اقدس پر پڑا زخم کاری کھایا پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا آسکے گینڈے کا سر کٹ گیا منھ کے بھل زمین پر گرا تمام کفار لوٹ پڑے ضیغم کو اٹھا لے گئے صاحبقران نے زخم سر باندھا لڑائی مین مصروف ہوے مگر غش چلا آتا ہی جب بڑھکر وار کرتے ہین زخم سر کھل جاتا ہی پھر کنارے آتے ہین زخم سر باندھکر پہلوانون پر جا پڑتے ہین تیمور سحر طراز سحر کرتا ہوا صفون کو درہم برہم کر رہا ہی بیجیا ناری نے ہزارون کو جلا دیا ہر چند کہ صاحبقران زخم سر سے نہایت بیقرار ہین مگر تیمور سحر طراز کو جو اسطور سے لڑتے ہوے سحر کرتے ہوے دیکھا نعرہ کرکے جا پڑے اسنے بڑھکے گولہ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹ کے گرا کئی ساحر پامال ہوے دل مین سمجھا یہ بھی کوئی بڑا ساحر ہی علم افسون گری سے ماہر ہی ماش کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران پر سے

صدقہ ہو کر گر پڑے تیمور سحر طراز نے کیسے کیسے سحر کیے زمین ہلا دی آگ برسائی مگر صاحبقران
پر کچھ تاثیر نہوئی تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا امیر پر ہاتھ لگایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغ عقرب پر رو کا
شعلہ ہائے آتش گرے وہ بھی بیکار ہوئے امیر نے خبردار کہکر ہاتھ مارا تیمور سحر طراز نے سپر سحر کو
چہرے کی پناہ کی تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑ گئے سر پر خود سر کے برق شمشیر
گری کشت حیات کو جلا دیا ناری کو خاک مین ملا دیا مع مرکب چار ٹکڑے آندھی سیاہ اٹھی صدائے
گیرودار بلند ہوئی مگر صاحبقران نے اس زور شور سے ہاتھ مارا کہ زخم کے نکان سے سر زیادہ
کھل گیا غش آنے لگا گھبرا کر تیغہ نیام مین رکھا ہاتھ گردن مرکب مین حمائل کیے بیہوش ہو گئے
مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا طرف صحرا کے لے بھاگا مگر بیزبان ہی تھان پر نہ جائیگا
جدھر منھ اٹھا چل نکلا یہان ہمراہیان تیمور سحر طراز مرنے سے اپنے مالک کے بدحواس ہوئے
لاشہ تیمور سحر طراز اٹھا کے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے بعد نکلی نے ساحرون کے اہل اسلام
نے لشکر لقا پر قیامت برپا کی قریب ہی کہ لقا شکست کھا کے بھاگے صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شعر
از دامن دشت و کوہ اورنگ + گردے برخاست توتیا رنگ + بختیارک نے دیکھا آگے آگے
دوسو علم نشان لشکر دو لاکھ سوار ہر ایک علم کے پھر ہرے پر تعریف زمرد شاہ باختری مرقوم
آمد فوج کی دھوم ایک پہلوان کوہ پیکر گرگدن مست پر سوار مغرور متکبر زیر سایہ علم خرس پیکر
پشت پر دو لاکھ کوہی بڑے بڑے قد کے جوان دور کالے مرکبون پر نخوت چہرون سے آشکار
بختیارک نے فوراً ہرکارون کو دوڑایا کہ دیکھو تو یہ کون جوان ہی کس ملک کا پہلوان ہی خناس و سواس
گئے چشم زدن مین پلٹے عرض کی ازرنگ کوہی چچازاد بھائی سلیمان عنبرین مو کا برائے مدد قدرت
آیا ہی بختیارک نے کہا جلد خبر کرو کہ خداوند جنگ مغلوبہ مین مصروف مین مسلمان آمادۂ بے ادبی
ہین آکر شریک ہو وسواس وغیرہ ہرکارے قریب ازرنگ کوہی پہونچے تمام کیفیت بیان کی
ازرنگ کوہی جام شراب نخوت سے چور انتہا کا مغرور یہ سنتے ہی قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا
صدقے خداوند کے تقدیر کرینگے کیا اچھے وقت پر پہونچا ہون آج ہی مسلمانون کا خاتمہ کرتا ہون
یہ لوگ بڑے سرکش ہین ہم خود گرم مزاج شعلۂ آتش ہین دیو ہو تو اسکو بھگا دین شیر کے گلے چیرین
اگر دریا دلی دکھائین نہنگان خونخوار کا خون بہائین سپر گرداب چیر ڈالین دریا مین جوش و خروش

ہون مرد مان آبی رو پوش ہون میدان رزم کو صحبت بزم جانتا ہون رستم و زال کو کب مانتا ہون
لاف و گزاف کرتا ہوا گینڈے سے کو بڑھایا مثل اژدر بل کھا کے نعرہ کیا باشیدای مسلمانان منم پہلوان
جہان رستم زمان ہیل دمان ازرنگ کوہی بس اسی مین خیر ہو کہ ہٹ جاؤ یا خداوند لقا کو سجدہ کرو
سپاہ گری سے ہاتھ اٹھاؤ جان بچا کر بھاگ جاؤ تمھاری قضا داسنگیر ہو تیغہ میر ابرق نظیر ہو بلبلاتا ہوا
فوج ظفر موج اہل اسلام پر گرا تمام فوج اسکی تازہ دم اہل اسلام کو غم و الم لڑتے لڑتے سارا دن گذر
چکا ہی تیمور سحر طراز نے دیوانہ کر دیا تھا تمام میدان لاشون سے بھر دیا تھا چند ساعت گذری کہ سحر و
افسون سے مہلت پائی ہو اب جو یہ ہیا دو لاکھ کوہیون سے لشکر اسلام پر گرا افسر فوج صاحبقران
نامدار زخمی ہو کر نکل چکے ہین قریب تھا کہ پانون اٹھ جائین شکست فاش کھائین اہل اسلام مصروف
دعا ہوئے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پردۂ بیابان گرد
برخاست سب نے دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان بن صاحبقران و نور الدہر بن بدیع الزمان
مع سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن اسوقت آکر پہونچے ہنگامۂ قیامت برپا دیکھا
شاپور و شبرنگ نے بڑھکر خبر دی کہ ای شہریار لشکر اسلام پر عجب آفت برپا ہی اول کوئی ساحر آیا
تھا وہ تو واصل جہنم ہوا اسکے مرنے سے کچھ غل کم ہوا اب ازرنگ کوہی دو لاکھ فوج سے آیا ہی قد و
قامت مین مثل دیو جرأت مین گیو آپ کے دادا جان کے بھی نعرے کی آواز نہین آتی لندھور
و مالک زخمی ہو چکے شیران دشت نبرد حیران و پریشان ہین سراسر شکست کے سامان ہین
یہ سنکر دونون شیرون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آتے ہی نعرہ کیا لڑنے لگے پرے کوہیون کے
درہم برہم کر دیے لقا نام سے ایرج و نور الدہر کے کانپتا ہی باختری بے لڑے بھڑے صورتین
دلیران دشت نبرد کی دیکھکر آمادۂ فرار ہوے ان دونون جوانون کے ہاتھ سے شکستین کھائین
ذلتین فاش اٹھائین مگر ہمراہیان ازرنگ کوہی لڑائی مین مصروف ازرنگ کوہی نے دیکھا
خداوند لقا تخت اپنا ہٹا کر دور جا کر ٹھہرے ہین وہین سے تقدیرین بگھار رہے ہین بندون کو
اپنے للکار رہے ہین ازرنگ کوہی نے آواز دی یا خداوند ہاتھی بڑھائیے مین مسلمانون کو ابھی
شکست دیتا ہون بڑا اوچھین لیتا ہون بختیارک نے آواز دی قدرت یہین سے تقدیر
کر رہے ہین سب مسلمانون کا خون تمھاری تلوار کے سپرد کر دیا ہی لڑے جاؤ مسلمانون کو سامنے سے

ہٹاؤ قدرت کے بندۂ خاص طاعت گزار با اخلاص ہو جب بارگاہ مسلمانان پر قبضہ کر دو گے تو قدرت
چلے آئینگے تمکو دنگل پر صاحبقران کے ٹھائینگے سپہ سالار قدرت بنائینگے تمہارے ساتھ ملک موروثی
پر جائینگے یہ سنکر ازرنگ کوہی اور زیادہ مغرور ہوا نشۂ بادہ حماقت سے چور ہوا چک جمک کے
لڑنے لگا ادھر سے نورالدہر بن بدیع الزمان ایک جانب ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتے
ہوئے آتے ہین ایک جانب ہژبر بیشۂ کلنگان طہماس بن عنقو پیل دیو پیرو مثل شیر نر جھومتا
ہوا قبضۂ ساطور پر ہاتھ جس غول پر جا پڑا درہم و برہم کر دیا اب کوہی گھبرائے ملازمان لقا تو عرصہ
دراز سے دور کھڑے ہین یہ وہی لوگ ہین کہ پٹا کھڑکا اور بندہ سر کا جھنک ساحر موجود رہے جنگ
کیا کیے اب سامنا تلوار و تیر کا ہی دور سے لینا لینا کر رہے ہین قریب کسی مسلمان کے نہین آتے
مگر ملازمان ازرنگ کوہی جانبازی مین مصروف ہین خوب بھڑ بھڑ کر تلوار چلی ہی قزولی کی نوبت
آگئی ہی دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات طوفانی گھٹا ڈھالون کی چھائی ہی سر مثل اولون کے گر
رہے ہین سر ہاے کفاران مثل حباب دریاے خون مین پیر رہے ہین شاہزادہ ایرج و نورالدہر
بن بدیع الزمان بحر پر خار فوج مین شناور ہین حال کافرون کے ابتر ہین اولان اول ایرج نوجوان
نے بڑھ کر علم لشکر ازرنگ کوہی سرنگون کیا سب سے آگے بڑھ کر علمدار کو مارا موجھون پر تاؤ پھیر کر
ایرج نے نعرہ کیا کہ یون فوج کفار کو شکست دیتے ہین نورالدہر بن بدیع الزمان پر نگاہ ڈالی مسکرا کر
کہا بھائی صاحب وہ علم فوج کفار سرنگون ہوا آپ تامل فرمایئے مین ازرنگ کوہی کو لیتا ہون
نورالدہر بن بدیع الزمان کو ناگوار ہوا گھوڑے کو کوڑا کیا ازرنگ کوہی کو للکارا او نامرد ازلی کیا تیغ
کے سپاہیون کو قتل کرتا ہی ادھر آ مردون سے آنکھ ملا ازرنگ کوہی مغرور و متکبر تو تھے ہی جا پڑا
آواز دی او نبیرۂ حمزہ مین آیا یہ کہہ کے گینڈا بڑھایا نورالدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پریوش پر
کوڑا کیا دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے ازرنگ کوہی کو ٹوکا
غصہ سے چہرہ لال ہوا نہایت ملال ہوا اپنے سردارون سے فرمایا کہ کشتی گیر زادہ اپنی جرأت پر
ناز کرتا ہی ہر چند کہ کچھ ہو نہین سکتا علم فوج قلم ہونے سے لشکر کفار پر شکست فاش نامردون کو بھاگنے
کی تلاش ہی اب مردے پر جاتے ہین شوکت دکھاتے ہین مین کب مانتا ہون ازرنگ ایسے
پیلتن کوہی کو پشہ سے کم جانتا ہون تیغۂ دو دمۂ سکندری کو جلوہ دیا گرہ بن اشقر کی پشت پر ہاتھ

رکھا فرمایا ای مرکب اصیل باد رفتاری دکھادے دم شمشیر پر ہاتھ رکھ کے فرمایا ای تیغۂ برق مثال
طبقے زمین کے ہلا دے نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے ازرنگ کوہی کے پہونچے اُسنے ہاتھ
تلوار کا لگایا شاہزادۂ نورالدہر نے تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پر گانٹھا اور اُسکا روک کے نعرۂ شیرانہ
کیا ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ خاراشگاف مثل برق چمک کر گرا سپر ازرنگ کوہی کے دو ٹکڑے ہوے یا
تو قبۂ سپر پر چلی تھی تا بہ جگرگاہ پہونچی دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا دلسے کہا غضب ہوا کشتی گیر
زادے نے ازرنگ کوہی کی تصویر کو مٹایا تختۂ مشق مردان عالم تھا گھوڑے کو کوڑا کیا اسوقت قریب
پہونچے شمشیر بے نظیر نورالدہر کی جگرگاہ تک اُتر چکی تھی ایرج نوجوان نے برابر آکر کمر پر ہاتھ مارا
مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے جھوم کر نعرہ کیا منم ہژبر دشت جرأت نہنگ دریاے شوکت
نورالدہر بن بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا سبحان اللہ مردہ کشتی نہین جاتی شرم نہین آتی
ایرج نے کہا مین نہ آجاتا تو آپ کا کام تمام ہوتا اُسنے کمر سے خنجر نکالا تھا کوکھ پر مار دیتا آنتین ڈھیر
ہو جاتین جان بخشی کی آپ لوگ احسان فراموش ہین نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا
مردہ کیا خنجر مارتا ایرج نوجوان نے کہا اس سامنے سے ہٹ جاؤ زیادہ جرأت نہ دکھاؤ نورالدہر
بن بدیع الزمان نے کہا آپ کیا کرینگے جو کچھ حوصلہ ہو آیئے ایرج نوجوان آتش خو شعلہ مزاج
افسران لشکر کے سر کا تاج ان کلمات کی کب برداشت کر سکتا کہا او کشتی گیر زادے لے یہ کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا اگر نورالدہر بن بدیع الزمان سپر کو چہرے کی پناہ نہ کرین دو پرکالے ہون نورالدہر
نے سپر آٹھا دی مگر تیغہ ایرج نوجوان نے گوشۂ سپر کو کاٹا زخم سر پہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے
آیا دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا چادر خون روے انور پر آب نورالدہر کو تاب نہ رہی کہا او
گرباس خرد شش بازاری آج دعوی جرأت سب نکلجائیگا یہ کہکر ہاتھ نورالدہر بن بدیع الزمان نے
بھی تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کا مارا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال کب
رکتا تھا سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو ایرج خوشخو پہونچا ایرج نوجوان نے بہ تعجیل دستانہ مارا تیغہ سر سے
نکلگیا مگر چادر خون منھ پر میعاد عادر شک دراز گردن سردار ایرج نوجوان نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا
ای شاہزادہ نورالدہر بس ایسا نہو کہ ہمکو بھی غصہ آجاے یہ سنکر طہماس نے ساطور کے قبضہ پہ ہاتھ
ڈالا آواز دی او عادی سپچے شاہزادگان والاقدر کا نام بہ بے ادبی سے لیتا ہے میعاد طرف طہماس کے

پلٹا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر روکا میعاد کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے پہلی شکست یہی
ہوئی طہماس نے ہاتھ تلوار کا مار دیا بہ حربہ تو قیامت کا ہی زخم کاری کھایا قریب تھا میعاد مارا جاے
سرداران ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان مین تلوار چلنے لگی دور سے بادشاہ جمجاہ نے
دیکھا سرداران ایرج و نور الدہر زخمی ہو رہے ہین کسی کا شانہ جھولا کسی کا سر زخمی ہوا نور الدہر
جھوم کر زخمداری مین لڑنے پر آمادہ ہین بادشاہ ہان ہان کہکر بیچ مین آپڑے نور الدہر و ایرج کو
الگ کیا سردارون کو آوازی کہ آپ سب صاحب اسی کے منتظر تھے سب علحدہ ہوے غصہ
مین دونون جوان زخم باندھکر فوج کوہیان پر جا پڑے ازرنگ کو ہی مارا جا چکا تھا سب کو ہی
لاشہ لیکر بھاگے لقا نے طبل بازگشت بجوا دیا بادشاہ جمجاہ سرداران تہمتن کو لے کر پلٹے جواہر بن عمرو
بھی آکر پہونچا جب کنارے پر لشکر کے آئے گھبرا کر کہا حید عالی تبار کہان ہین شعبان خنجر گزار نے
عرض کی صاحبقران زمان انتہا کے زخمی ہوے تھے خدانخواستہ گرفتار نہ ہو گئے ہون عیاران
اسلام یہ کہکر دوڑے ہم ابھی خبر لاتے ہین لشکر لقا مین اپنے کو پہونچاتے ہین چشم زدن مین گئے
فوراً واپس آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان غلامون نے لاشون مین تلاش کیا لشکر لقا کو
چھان ڈالا کہین نشان نہ ملا نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ مکی و ابوطاہر خونریز
سامنے حاضر تھے عرض کی خوب غلامون کو ثابت ہی زخمداری مین آقاے نامدار کو گھوڑا نکال لیگیا
بادشاہ نہایت پریشان خاطر ہوے سردارون کی زخمدوزی کرائی نور الدہر بن بدیع الزمان جو مال
طلسم جمشیدیہ لیکر آئے ہین اُسکو خزانے مین جمع کرایا جواہر بن عمرو نے عرض کی غلام براے تلاش
صاحبقران جاتا ہی بادشاہ نے کہا ای برادر ای عیار نامور بہت جلد خبر لانا لشکر مین واپس آنا اب
بجاے خواجہ عمرو کے تم ہو چند ساعت تمھارا نہونا شاق ہوتا ہی خبر لشکر کفار نہین ملتی جواہر بن عمرو نے
کہا انشاء اللہ باقبال شہنشاہی غلام بہت جلد پلٹیگا میری کیا مجال ہی کہ عمدے کو قبلہ و کعبہ کے سنبھال
سکون بادشاہ نے کہا ای جواہر بعد چالاک بن عمرو کے تمنے بڑے لطف سے افسری کا کام کیا
ماشاء اللہ اس سفر مین بھی جاکر ساحرہ کو مارا خوب نام کیا جواہر بن عمرو نے دعاے جان درازی
بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کر کے براے تلاش زلزلۂ قاف ثانی سلیمان روانہ ہوا یہان
لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا کہ تیمور سحر طراز کو تمنے بہشت مین بھیجدیا جلد کسی ساحر کو روانہ کرو ورنہ تقدیر

کر کے تیرے طلسم کو ہاتھ سے عمرو عیار کے درہم برہم کراؤنگا نامہ اسطرف جاتا ہی جواہر بن عمرو برائے
تلاش صاحبقران روانہ ہوا ہی انکو راہ مین چھوڑہ

داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کہ خواری مین گھوڑا نکال لے گیا ہی ساقی نامہ تصنیف قمر

ساقی پہر ذہن ہو چلا کند
گلرنگ نکال بادۂ تند
شیشہ کی سن رہا ہون قلقل
رکھا ہی کدھر کو ساغر مل
آنکھون مین ہو خمار ساقی
نشہ کا ہی اُتار ساقی
پہر آب آتشین پلادے
اس دل کی آگ کو بجھادے
دشمن مرے دوست سے ملا ہی
جنگل مین اور گل کھلا ہی
بدمست جو بزم پاک مین ہی
یہ بنت عنب کی تاک مین ہی
ہن سا نشہ چڑھا ہوا ہی
حد سے اپنی بڑھا ہوا ہی
اک سر سے بہوت اُتارنا ہی
اک دیو سیہ کو مارنا ہی
ہر صفحہ بنے گا رزم نامہ
چمکے گی دم مین سیف خامہ
اُس شیر جری کا اب بیان ہی
جو صاحب تیغ سر فشان ہی
نامی و گرامی و جری ہی
جرأت رگ و ریشہ مین بھری ہی
آن قاتل کافران بدخو
برباد کن یلان بدجنو
اب ختم یہ جلد آگئی ہی
حسرت دل مین یہی بھری ہی
شائق ناظر بھی حظ اٹھائین
اس ہیچمدان کو دین دعائین
اے مہر سخن عروج دکھلا
ہو طبع قمر کی جلوہ آرا

چہرۂ داستان مصنف قمر سیاحان دشت معانی و طی کنندگان جادۂ سخندانی شائقین کو رسم و راہ شہر داستان شوکت بیان سے یون آگاہ کرتے ہین شعر قمر سخن سنج و دانائے شیرین بیان رقم کرتے ہین اسطرح داستان ٭ کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان میدان جنگ سے زخمی ہو کر بیہوش ہوے اشقر دیوزاد مرکب امیر دالانژاد کو لے نکلا مگر بے زبان تھا ہیر نہ جا سکا جدھر منھ اٹھا اُدھر چلا تا ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی رات بھر چلا آیا وقت سحر ایک صحرائے سبزہ زار مین قریب جھیل کے ٹھہرا پانی پر منھ ڈالا جسم نے جنبش دی صاحبقران زمان پشت اشقر سے زمین پر گرے اشقر نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چاٹنے لگا حیران تھا کیونکر اٹھاؤن جب صاحبقران ہوشیار نہوئے ناچار چرتا ہوا صحرا مین پھرنے لگا جب اپنے آقا کی یاد آتی ہی پھر قریب آتا ہی مجبور پلٹ جاتا ہی مگر اس حوالی مین ایک قلعہ ہی نام اسکا حصار آہو شنگیہ ہی ہوشنگ دزد جری بہادر اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہی بارہ ہزار قزاق ہمراہ رکھتا ہی جو کاروان اس حوالی

مین آتا ہی جاکر لوٹ لیتا ہو اکثر بادشاہون کے خزانے تاراج کیے بڑے بڑے پہلوان اس جوان کے
ہاتھ سے قتل ہوے اسوقت براے سیر صحرا مین آیا دس پانچ جوان ہتھیار بند ساتھ تھے کسی کی
نگاہ اشقر دیوزاد پر پڑی کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرنے
مین معروف ہی ساتھ والون نے ہوشنگ کو آگاہ کیا کہ حضور ایک مرکب صبا رفتار کوتل پھر رہا ہی
ہوشنگ نے پلٹ کے دیکھا گھوڑے کو دیکھ کے عاشق ہوگیا ساتھ والون سے کہا یہ تو مرکب
بے نظیر ہو اسکو گھیر کے گرفتار کرو ہمارے قلعہ مین لے چلو اُسکے ساتھ کے قزاق دوڑے اشقر چونکہ
چرنے مین معروف تھا اُسنے ہاتھ ڈالدیا اشقر نے سر اُٹھا کے دیکھا منھ کھول کر سر چبا گیا لاشہ
اُسکا زمین پر گرا اب تو دس بارہ جوان کمندین رسیان لیکر دوڑے اشقر نے کسی کو پٹنک ماری
کسی کو دولتی لگائی کہین غلطانے سم سے نیچے چل گئے کئی جوان کچل گئے چند جوانون کو مار کر ہنہنہ
کھینچتا ہوا طرف اپنے آقا کے بھاگا قریب آکر گرد پھرنے لگا اب تو ہوشنگ دزد نے اپنے بازودن
پر سے کمندین کھولین ہٹو ہٹو کہکر بڑھا جب قریب پہونچا دیکھا ایک جوان خوشرو رشک یوسف
کنعان چہرے سے فر وشوکت نمایان انتہا کا زخمدار زیر نخل بیہوش پڑا ہی حیران جمال محو دیدار ہوکر
ساتھ والون کو آواز دی یارو جسکی قضا تھی وہ اس حیلہ سے مارا گیا مرکب کا راکب بھی موجود ہی کسی نے
بادولت کے بیشہ مین شکار کیا اس جوان شیر دل کے لوٹنے کا قصد کیا مگر سبحان اللہ کیا خوب لڑا ہی
مال اپنا نہین لینے دیا نقد جان دے کر مال کو بچایا اس مقدمہ مین کد وکوشش کرنا واجب ولازم ہی
نہین معلوم مردہ ہی یا صحیح وسالم ہی چارپائی لاؤ اُٹھا کرلے چلین یہ کہکر مرکب کو چمکایا قریب صاحبقران
آکر سینہ پر ہاتھ رکھا آمد وشد نفس پائی دیکھا قبضۂ شمشیر برق مثال دست زبردست سے نہین چھوٹا
وجد کر رہا ہی یہ زخم ہولناک دیکھکر ہوش اُڑ گئے ہین کہتا ہی دیکھو یارو ایسے جوانان شیر دل بھی پردۂ دنیا
پر ہین تیر زے اُڑ گیا مگر مال نہین دیا مگر وہ کون صاحب تھے کہ ہمارے حوالی مین آکر جرأت
دکھائی صاف تو یہ ہی کہ بڑے نامرد تھے قصد کیا اور مال نہ لے سکے ہمنے تو جسکو تاکا بے مال لیے
پیچھا نہ چھوڑا کیسے کیسے بادشاہون کے خزانے لوٹے اکثر گھر بھی گئے سب صاحب آگاہ ہین بے
مال لیے نہ پلٹے ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان انتہا کا پھکیت ہی مرکب ایسا عمدہ زیر ران دو چار مارے
گئے زخمی کر گئے نامردے بھاگ نکلے اپنے ساتھ والون کے لاشے لے گئے یہ رستم خصال انتہا کا زخمی تھا

بیہوش ہوکے گر پڑا اُس قلعہ سے چار پائی آئی چار پانچ جوانون نے ملکر اُٹھائی اشقر دیوزاد ان
سب پر آنکھین نکال کر چلا ہوشنگ نے بڑھکر چمکارا کہا ای مرکب وفادار تیرے آقاے نامدار
کو براے علاج لیے جاتے ہین تیرے آقا کے دشمن نہین ہین اشقر مثل انسان کے سب کچھ
سمجھتا ہی سر جھکاکر چار پائی کے ساتھ ہو لیا ہوشنگ صاحبقران کو لے کر اپنے قلعہ مین آیا قصر ہاے
عالی تعمیر باغ جنت نظیر ایک بارہ دری مین لاکر اُتارا جراحان چابک دست حاضر تھے اول
شراب سے زخم کو دھویا ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین مگر ہوشنگ کو عشق دلی ہی طبیعت
گھبرا رہی ہی کہ یہ جوان بیدار ہو تو سب حال اسکا دریافت کرون حسب و نسب پوچھون رومال ہاتھ
مین مگس پرّانی کر رہا ہی بعد عرصہ دراز صاحبقران زمان کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قصر عالی مین
چھپر کھٹ پر پایا مکان کو چھت پردے سے آراستہ دیکھا پروردگار کا شکر کیا دوسری جانب ایک
جوان رستم خصال تہمتن مثال بیٹھا ہوا خدمت مین مصروف ہی ہوشنگ کی بھی نگاہ پڑی کہ زخمی نے
آنکھ کھولی اشارے سے حال پوچھا امیر نے فرمایا بہت اچھا ہون مگر ای محسن یہ کیا مقام ہی تمھارا کیا نام
ہی تو نے اس عالم غربت مین جان بخشی کی پہلے اشقر کو پوچھا کہ ہمارا مرکب کہان ہی ہوشنگ نے کہا
سپر شمشیر زرہ کمان کیانی چار آئینے وغیرہ سب موجود ہین مرکب آپ کا تھان پر بندھا ہی اس قلعہ کو
ہوشنگیہ کہتے ہین یہان سب لٹیرے قزاق رہتے ہین یہ حقیر اُن سب کا افسر ہی آپ کو صحرا مین
بیہوش پایا بہ محبت اُٹھا لایا مردان عالم کا ہمیشہ سے خدمت گزار ہون آپ کا نام و نسب سے آگاہ
ہونے کا امیدوار ہون یہ بھی فرمائیے کہان لڑائی ہوئی کس سے تلوار چلی کیونکر زخمی ہوئے مگر واہ کیا کمال
کیا خوب نامردون سے اپنے کو بچایا صاحبقران اُٹھ بیٹھے فرمایا مین ایک بادشاہ کا نوکر تھا آپسمین کچھ
فساد ہوا مین اپنے مالک کے ساتھ زخمی ہوا گھوڑا اسطرف نکال لایا سہیل یکہ تاز اس حقیر کا نام ہی
سپاہگری کا پیشہ قدر دانون کی ملازمت ہوشنگ نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمائیے خانہ بے تکلف ہی
مین بھی مرد سپاہی ہون مردان شمشیر زن کا تابعدار ہون لات و منات کی عنایت سے صحت پاکر حجیدہ
کلبہ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائیے بدل و جان خدمت گزاری کرونگا صاحبقران
نے فرمایا کہ تقاضاے آب و دانہ یہان لایا ہی یقین ہی عمر بھر ساتھ رہے احسان فراموش نہین ہین
ایسے وقت بد مین تو نے دستگیری کی اور جان بچائی ہوشنگ خود عذر کرنے لگا ایسے کلمات نہ فرمائیے

مین محجوب ہوتا ہون غرضکہ ہوشنگ مع قزاقون کے خدمت گزاری مین صاحبقران کی مصروف رہا بعد ایک ہفتہ کے امیر نے غسل صحت فرمایا ہوشنگ نے طائفے بلوائے سامان جشن مہیا کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی صاحبقران زمان غسل کرکے سلاح جنگ سے آراستہ ہوئے خود و زرہ چار آئینے سونے ورلگے کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان کا برج قوس مین مسکن ہی ہزار تیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس بائین ہاتھ پر مثال اُسکی یہ ہی کہ پہلوے ماہ مین ستارہ دنبالہ دار چہرے سے تہور و جلالت آشکار آنکھین رشکِ غزال صحراے ہمت و سخاوت زلفین خلیلی تا بہ دوش شیرون کے تیور صف شکن صفدر بہادرون کے افسر صاحب جوہر شمشیر دو سر ہوشنگ وزد جمال بے مثال دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا جوش محبت مین گلے سے لپٹ گیا دل سے کہتا ہی کہ یہ جوان اگر میرے ساتھ رہے برابر کا حصہ دون اپنا قوت بازو سمجھون اسوقت جمال ماہ تمثال سے سیر اقصر برج اسد سے بہتر ہی ہر در و دیوار روشن و منور ہی لاکر امیر باتوقیر کو مقام صدر پر بٹھایا گرد افسران فوج آکر متمکن ہوے شیرون سے بیشۂ صحبت معمور ہی ہر ایک جوان کی کمر مین تیغۂ برق تاب سپر پشت پر رشک قرص آفتاب ہوشنگ پروانۂ جمال صاحبقران ہی آئینہ رخسار دیکھکر مثل آئینہ حیران ہی بوے زلف عنبرین سے سارا مکان بسا ہوا ہی شمشیر زنی کا چرچا ہی ہوشنگ وزد نے اشارہ کیا ایک معشوقۂ پریوش سامنے آکر کھڑی ہوئی گت شروع کی سارنگی بجی گلے کٹنے لگے ساز آپسمین سازکیے ہوے نازنین خوش آواز گانے مین سوز و گداز اہالیان محفل متوجہ مگر وہ مہ جبین کشتۂ تیغ ابروے صاحبقران اسیر دام گیسوے عنبر فشان ہر ترجیع سامنے صاحبقران کے آکر بیٹھ جاتی ہی مسکرا مسکرا کر بتاتی ہی پردے مین اپنا حال دل سناتی ہی یہ غزل عاشقانہ بسوز و گداز گاتی ہی غزل عاشقانہ

رحم قاتل سے اسیر درد و غم تو نہین رہے
اُسکی زلفون کا الٹی پیچ و خم تو نہین رہے
ایسی ہمت ہی کہ رکھتا ہون بخیلون کو بھی شاد
تیغ قاتل ہاتھ مین یارب علم تو نہین رہے
محو الفت ہون ثواب و جرم کچھ کرتا نہین
ہاتھ جنبش مین ہو سرگردان قلم تو نہین رہے

قید غم سے چھٹ گئے اغیار ہم تو نہین رہے
شکوۂ بے التفاتی ہی عبث اُس شوخ سے
خوش فلک اسمین ہی تو مجکو الم تو نہین رہے
مین جو ہو بیجا مضطرب زیر زمین ہی زلزلہ
ہاتھ مین دونون فرشتون کے قلم تو نہین رہے
تم بکتے ہو بھلا کیون قتل کرنے کو مرے

گو نہ اِس پھندے سے چھوٹونگا مگر وہ حسن تر
یہ غنیمت ہی جو مجھ سے وہ صنم تو نہین رہے
حسن غصہ مین ہی وہ اب روح کرتی ہی دعا
حشر تک اب ساکن ملک عدم تو نہین رہے
جبتک ای دل وہ نہ لکھ بھیجے جواب خط شوق
تم حال اپنا اگر سینہ مین دم تو نہین رہے

گو نہ دیکھا زندگی مین دیکھ لونگا بعد مرگ
بیوفا کے ناسے سب قول و قسم یونہین رہے
ہر جگہ سے دل مین کھینچا عشق کا اب نے اسے
کیون نہ آنکھون سے ہنان باغ ارم یونہین رہے
تیغ کھینچی ناز سے لیکن نہین کرتے وہ قتل
عمر بھر ہم صورت نقش قدم یونہین رہے
دیکھ کر پھیر کر دل جو طلب ہمسے دوبارا کرتے
وصل کی شب بھی نکلنا نہ گوارا کرتے
ہم تو جب اُس دل بیتاب کو کہتے نادان
تم نہ آئینہ مین کاش اپنا نظارا کرتے
حیف وہ سر جسے رکھ لیتے تھے تم زانو پر
جا کے مسجد مین جو ہم ذکر تمھارا کرتے
دیکھتا نت نئی آفت کوئی عاشق بجلال

وہ دہن گر فی الحقیقت ہی عدم یونہین رہے
عارض و چشم اپنی دکھلا دو اگر دونون بہم
حسن گلشن خالی بس اب دیر و حرم یونہین رہے
یار نے صحرا نوردان محبت مین گنا
اس ہی عشق سے جانا زخم یونہین رہے
شعر موزون و موزون سے بھی مین واقف نہین
رشک آتا تمھین ایسا اُسے پیارا کرتے
بے نشان ہو گئے مین تجھے اپنے تمھارے شہر
کہ سمجھتا نہ اُسے ہم جو اشارا کرتے
التھر پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین الفت مین تری
پانون پر غیر کے ہو ہم یہ گوارا کرتے
تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی مین
آنکھ ملتے ہی جو وہ مار اُتارا کرتے

وعدۂ اقرار وصلت کر کے مارا ہجر مین
آئنہ سکندری اور جام جم یونہین رہے
کوئے جانان کی فضا سے حشر تک ہی تیر مسلسل
گو مرض ہی پانون مین لیکن ورم یونہین رہے
کوچۂ جانان مین ہل سکتے نہین وہ ضعف ہے
اب قبول اچھا ہی جو سیرا بھرم یونہین رہے
تیرے ارمان کو یون عشق مین پیارا کرتے
تم مٹاتے ہمین ہم نام تمھارا کرتے
ہے یہ معشوق تجھے یلھنگ اب سیر قریب
ابھی بھی تو پاس نہین ہی جسے پیارا کرتے
بھول گئے حضرت زاہد بھی یہ اللہ اللہ
ہم اُسی کو ترے دھوکے مین پکارا کرتے
ہوشنگ وزرو مالا مال محبت بہلو

مین صاحبقران کے بیٹھا ہی دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ہی اسنے سرداران نامی سے چپکے چپکے کہ رہا ہی آج تو مین مثل بادشاہ ہفت کشور ہون سکندر دارا سے اقبال مین بہتر ہون ایسا جوان شیر صولت رستم ہیئت میرے گھر مین مہمان آیا ہی مجھے سرفراز کیا ہی مگر یارو یہ جوان اصلی حال اپنا چھپاتا ہی نام بھی اسکا کچھ اور ہی بھائیو جائے غور ہی تیغۂ برق تاب سپر رشک گردۂ آفتاب کمان کیانی فخر ہلال ترکش مین تیر دلدوز رستان نیزہ پر ہیرے کی کنیان نثار چار آئینہ وہ اگر اسکندر و ارسطو ہوتے حیران ہو کر اپنی جان کھوتے ایک ایک شی نایاب جمال جہان آرا یوسف مصری کا نقشہ پس کیونکر کہون کہ یہ بادشاہ جلیل نہین ہی بلکہ فخر شاہان عراق و چین ہی مین اسکو رخصت نہین کرونگا خلق مین یکتا جب اُنس بڑھیگا صاف صاف کہدیگا اپنا بادشاہ بناؤن قزاقی ترک کردون ملک گیری پر قدم مارون ایسے جوان ملے میری نگاہ سے نہین گذرے سب رفقا جواب دیتے ہین حضور حقیقت مین آپ کا خیال بہت بجا ہی ہم لوگون کا بھی قول ہی اگر یہ جوان آپ کی شراکت کرے ابھی ملک بادشاہون سے چلکر چھین لین اگر رستم

ہو تو اُسکو شکست دین فوج افسر کے بھروسے پر لڑتی ہی یہ جوان یقین ہی تم سب سے سو قدم آگے بڑھکے
لڑیگا شیر کے گلے چیر ڈالیگا صورت سے جرأت آشکار ہی بیشک کوئی نامی فدائی ہی بعد برخاست جلسہ
بوقت سحر ہم پوچھ لینگے ایک ایک سے محبت و خلق کی باتین رہتی ہین یہ ہمنے امتحان کیا نوشیروان کی
لڑائیان ملک سنجان کے ذکر اس جوان کو اسطرح یاد ہین صاف معلوم ہوتا ہی نوشیروان کے زمانے
سے تا بہ باختر و ملک فرعونیہ وغیرہ سب جگہ لڑائیون مین شریک رہا باتون مین سب کچھ بیان کیا
جب یہ پوچھا گیا آپ شریک رہے ہیں یا نوشیروان یا خداوند لقا کے ملازم تھے ٹال گیا کچھ اور ذکر شروع
کر دیا صاف صاف ثابت نہوا اب ہم پوچھ لینگے جھوٹ بولنے کی بھی عادت نہین ہی سب کیفیت
ظاہر ہو جائیگی انھین باتون مین وہ جلسہ شب تمام ہوا ایک رقاص آفتاب مع سازو سامان
ضیا و شعاع محفل چرخ زبرجدی مین مصروف رقص و سرود ہوا اس محفل خلد منزل مین بھیر دین
اُڑ رہی ہی طائفون کو بھی خوب انعام ملا ہی سب کا غنچۂ آرزو کھلا ہی ہر کہ و مہ باغ باغ غم سے فراغ ہوشنگ
کا قصد ہوا کہ صاحبقران زمان سے حال پوچھون قریب آیا دست بستہ ہوکر کہا آپ کے نیازمند
کو بڑی حیرت ہی یہ امر لائق سماعت ہی آپ نے اپنا نام نامی اسم گرامی سہیل یکہ تاز بتلایا ہی لفظ
یکہ تاز پر ہمکو ناز ہوا مگر سہیل آپ ایسے آفتاب عالمتاب کا کیسے نام رکھا آپ رشک آفتاب و
ماہتاب ہین حسن مین یوسف کے جواب ہین آپ صاف صاف فرمائیے کہ نام نامی اسم گرامی
کیا ہی کیا افتاد پڑی کہ آپ ایسا رستم خصال زخمی ہوا مرکب باد رفتار اسطرف نکال لایا مرکب آپ کا
سیہ چشمی آنکھون مین جسکی تصویر پھرتی ہی فخر اسپ رخش رخشان کہ مرکب رستم نوجوان تھا مرکب آپکا
بے لنگر چال آپ کا رشک مہر منیر صاحبقران نے سر جھکا لیا کہا تم خود بہادر لاجواب فخر نریمان سہراب
ہو جو تمنے کہا وہی مفصل ہی اگر تمھارے نزدیک ہمارا یہ نام نہین ہی شاید یہی ہوگا اصلیت بھی کھلجائیگی
تمھاری طبیعت تسکین پائیگی کیا جلدی ہی ابھی تو ہم تمھارے مکان مین تمھارے ہمپر بڑے بڑے احسان
ہین ہنوز کلام معجز نظام صاحبقران زمان ناتمام تھا ہوشنگ درد اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ اُٹھا کر طائفے
کو منع کیا ناچ موقوف ہوا گھبرا کر کبھی جاتا ہی پھر اندر آتا ہی رنگ رو متغیر متردد متحیر کبھی اپنے سرداروں سے
سرگوشی کرتا ہی کبھی تیغ و سپر اُٹھاتا ہی کبھی بھالا سنبھالا کبھی تیر و کمان پر ہاتھ ڈالا آخر سرداروں کو ساتھ لیا ایک
گوشہ مین جا کر بیٹھا کچھ صلاح کی پھر گھبرایا ہوا قریب صاحبقران زمان کے آیا کہا اسوقت میری گستاخی

معاف فرمائیے شکر ہی خداوند لات وجبل کا میری مراد دلی حاصل ہوئی آپ نے صحت کامل پائی نشان
اپنا ہمکو لکھوا دیجیے مین دو سو سوار ہمراہ کرتا ہون آپ اسوقت روانہ ہو جائیے اگر زندہ رہینگے ہم خود آپ کے
پاس آئینگے یا آپ خود سرفراز فرمائینگے بشرط حیات ملاقات ضرور ہوگی صاحبقران نے فرمایا کیون برادر
خیر تو ہی ہمسے تو ظاہر کرو تمھارے رنج و راحت کے شریک ہین اسوقت تمکو بہت پریشان دیکھتا ہون ہوشنگ
کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا آپ ایسے ہی شیر ہین مگر مہمان کا بچانا ضرور ہی کسی آفت مین غیر کو
پھنسانا عقل کا قصور ہی امیر نے فرمایا ای برادر ہم ہرگز کہین نجائینگے معلوم ہوتا ہی کسی زبردست سے لڑائی
درپیش ہی صاف بہی بس وپیش ہی ہم سمجھ گئے اب نہ چھپاؤ ہوشنگ نے کہا اصل کیفیت یہ ہی کہ یہان
سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہی اُس قلعہ کو آہن حصار کہتے ہین بڑے بڑے بہادر اُس قلعہ مین رہتے ہین
بادشاہ وہان کا رستم وقت ہلال زرّین علم صاحب جاہ وحشم اُسکا خزانہ ملازم لے کر میری سرحد سے گذرے
ہین جا کر لڑا ہمراہیان خزانہ کو مارا مال تمام لوٹ لایا اب اُسکو کسی نے خبر مفصل سُنائی کہ ہوشنگ
قزّاق کا یہ کام ہی اُسنے قنطور آہن کلاہ اپنے پہلوان زبردست کو مع ساٹھ ہزار فوج کے روانہ کیا
اُسنے آکر قلعہ کو گھیر لیا سرہنگ عیار نے ابھی یہ آکر مجکو خبر سُنائی اب قلعہ سے نکلنا دشوار ہی یہ تو آپ کو
ظاہر ہوا کہ مین قزّاق ہون صرف بارہ ہزار جوان ملازم ہین اتنے بڑے بادشاہ سے کب لڑ سکتا ہون
آب و آذوقہ اتنا قلعہ مین نہین ہی کہ برس چھ مہینے بیٹھ کر لڑون آخر کیا کرون یہ صلاح ہوئی کہ پھاٹک
کھول کر بارہ ہزار جوان فوج قنطور پر جا پڑین لڑ بھڑ کر نکلجائین کسی صحرا مین جا کر چھپ رہین قلعہ کو وہ
لے لین جب کبھی موقع پائینگے پھر قلعہ پر قبضہ کرینگے ورنہ قزّاقون کا کوہ و دشت مقام ہی لوٹ مار کام ہی
انجام ہی صاحبقران زمان نے سر ہوشنگ وزرد کا سینہ سے لگایا فرمایا ای بہادر نہ گھبرا جلد لشکر
تیار کر اس بیچیا سے ہم مقابلہ کرینگے تا بہ آہن حصار لڑتے بھڑتے چلینگے آہن حصار کا تمکو بادشاہ
کرینگے اگر ہم قنطور کے ہاتھ سے مارے جائین اُسوقت تمکو اختیار ہی خواہ لڑنا یا جان بچانا ہوشنگ
نے کہا ای جوان مین تیرا مشکور و ممنون ہوا دس ہزار سوار سے اتنے بڑے بادشاہ کا مقابلہ کرنا ناممکن
بس اب آپ اسمین کد نفرمائین جلد قلعہ سے نکلجائین صاحبقران نے خود سر انور پر رکھا زرہ پہنی
گھوڑے پر کاٹھی ڈالی کہا بھائی تم ہمارے ساتھ آؤ تردد و انتشار کو راہ نہ دو دیکھو تو کیا ہوتا ہی ہر چند
ہوشنگ نے کہا صاحبقران نے نہ مانا اشقر پر سوار ہوئے ہوشنگ مردانہ وار مع بارہ ہزار

سوار

جوانان جرّار ہمراہ ہوا ساتھ والون سے کہتا ہی مین اس جوان کو لڑنے نہ دونگا پہلوانون مین بدنام ہوجاؤنگا
بہادر منصف یہی کہینگے مہمان کو اپنے گھر مین بلا کر قتل کرا دیا مگر اسکی صولت و شوکت مین فرق نہین
سربازی کرنے کو موجود ہی غرض بیرون قلعہ آئے ہوشنگ نے بارگاہ استادہ کرائی خیمے استادہ ہوئے
چند ساعت دن باقی ہی کہ صحرا سے گرد اڑی قنطور آہن کلاہ مع ساٹھ ہزار فوج کے آکر پہونچا اسکو خبر ملی
کہ ہوشنگ دزد واسطے مقابلہ کے آیا ہی مونچھون پر تاؤ پھیر اکہا واہ قدرت خداوند ثنا قزاقون کو بھی
یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے مقابلے مین آیا ہی لشکر لیکر اترا ہی قضا دامنگیر ہی ایسے کلمات لاف و گزاف کرتا ہوا
دنگل آہنی پر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا نقارہ رزمی بجے بموجب
حکم طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے ہوشنگ کے موجود تھے خبرین لے کر چلے یہان صاحبقران
دنگل پر جلوہ فرما ہو ہوشنگ دزد سرنگون نہایت پریشان ہر مرتبہ صاحبقران سے کہتا ہی ای جوان بلند
اقبال سے مین نے بڑی مہلت پائی قنطور آہن کلاہ آکر اتر پڑا مجکو یقین تھا کہ یلغار کرکے آپڑیگا اب مین نے
رات بھر کی مہلت پائی ہی مین مرد قزاق ہون ہزار ہا کوس نکلجاؤنگا کیا مجکو پاسکتا ہی راتون کو آکر وہ شبخون
مارونگا کہ ان بیچارون کے جی چھڑوا دونگا ہم سرکھ نہین لڑسکتے ہم لوگون کا یہی کام ہی قلعہ آہن حصار
کو جاکر تہ و بالا کر دونگا سلطنت مین خلل ڈالونگا امیر فرما رہے ہین ای برادر نہ گھبراؤ دیا تو طبل جنگی بجوائے گا
یا بہ یلغار آئیگا جواب دیا جائیگا منھ کی کھائیگا آہن حصار کی بھی تدبیر ہو جائیگی تم اس مقدمے کو ہمارے
سپرد کرو جب ہم قتل ہوجائین پھر تمکو اختیار ہی ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہوشنگ
کو دعاے جان و راز دیکے عرض کی کہ قنطور آہن کلاہ نے طبل جنگی بجوایا ہی کل صبح کو میدان
کارزار مین مقابلہ کریگا مگر حضور نہایت مغرور ہی جام بادۂ نخوت سے چور ہی ہوشنگ چاہتا
تھا کچھ جواب دے کہ صاحبقران نے فرمایا ای برادر ہوشنگ اپنے لشکر مین بھی نوازش
طبل کا حکم دو متردد نہو ہم اس سے مقابلہ کرینگے ہوشنگ نے مجبور ناچار حکم دیا لشکر قزاقان
مین بھی طبل جنگی بجا تیاری ہونے لگی ہوشنگ کو نہایت تردد کہتا ہی قنطور آہن کلاہ نہایت
زبردست ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی اس جوان نے غیرت دلا کر سب کی جان لی یہ تو ہماری غیرت
تقاضا نہ کریگی مفت مین ایک مرد سپاہی مارا جاے ہم کھڑے دیکھا کرین مقام غیرت ہی جان
دینے مین سپاہی کی عزت ہی قزاق جواب دیتے ہین حضور جوان تو وہ منچلا ہی مگر ہم اسکا نکلنا گوارا

نہ کرینگے خود لڑینگے ہم مرنے والے ہین کہنے سے اُسی جوان کے قلعہ سے نکل آئے ورنہ ہمارا کام
یہ ہی کہ دہوکے سے رات کو لڑین غفلت مین جا پڑین ہنگر کر کے قافلہ لوٹ لیتے ہین اپنی تدبیر سے
دشمن کو شکست دیتے ہین اُدھر قنطور آہن کلاہ جب طبل جنگی بجوا چکا دربار برخاست کیا
تخلیہ مین آکر بیٹھا ہرکارون سے پوچھا ہوشنگ وزرد کس بھروسے پر قلعہ سے باہر نکل آیا ہی
کیا اپنے دل مین سمجھا ہی ہرکارون نے عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ہم جو
بارگاہ مین ہوشنگ کی گئے دربار مین اُسکے ایک جوان فخر رستم و سام و نریمان مقام صدر
پر بیٹھا تھا ہوشنگ حضور کے نام سے کانپتا تھا اُس شیر صولت نے ہوشنگ کو مطمئن کیا کہا
کہ میدان مین ہم مقابلہ کرینگے تم کیون گھبراتے ہو مگر وہ جوان رعنا حسن و جرات مین یکتا ہی
ہمنے اس حوالی مین اُسکو کبھی نہین دیکھا قنطور آہن کلاہ نے پوچھا آخر اُسکا نام کیا ہی وہ بھی کوئی
بڑا بادی چور ہی یا کوئی شہزور ہی کہا نہین حضور اُسکے چہرے سے آثار سروری و سالاری نمودار ہی
ماہ اوج عزت و وقار ہی قنطور آہن کلاہ نے کہا تم لوگ کیا جری بہادر کو پہچانتے ہو صبح کو بالدولت
قلعہ مین چاشت کھائینگے جوان بڈھے سب کو دیکھ لینگے دونون لشکرون مین تیاریان مگر قزاق
پریشان حال جانبین مین طلایہ پھر رہا ہی صدائے حاضر باش ناظر باش بلند ہی رات رہے سے

نقیبون نے جوانان شیردل کو جگانا شروع کیا نظم		نقیبان سو بسو گشتہ خروشان
کہ دنیا بے ثبات و بے قرار است	جوانان دل قوی دارید امشب	کہ فردا روزگار کارزار است
جوانو جوانمرد ہشیار ہو	سلاحون سے اپنے خبردار ہو	یکایک ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ابیات
علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب	شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاجورد ہوا	ہوا میدان چرخ سے اکبار	مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

شہنشاہ زرین علم بصد شوکت و حشم تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا قنطور آہن کلاہ
بصد شوکت و جاہ کرگدن مست پر سوار ہوکر مع فوج وارد میدان کارزار ہوا ادھر ہوشنگ
بارہ ہزار قزاق آراستہ کیے صاحبقران اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے ہوشنگ وزرد
سے صاحب سلامت ہوئی اشقر کو آگے بڑھایا ہوشنگ وزرد کو مع فوج پشت پر لیا بعد
کروفر میدان جنگ مین آکر پہونچے جانبین مین صفین جنگ کی درست ہوئین نقباے بلند آواز ١٠

نے صدا دی ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہے نام اپنے بزرگون کا روشن کرو نام رستم واسفندیار صفحۂ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دو جاہ وجلال دنیا پر مغرور نہو معشوقان پریچہرہ کو دیکھکر مسرور نہو حسینان یوسف جمال کیا ہوے بعد مرنے کے چہرے چاند سے گرد وغبار مین اٹ گئے تنہائی مین قبر کی کون کسکا ساتھ دیتا ہے منزل ملک عدم کا سامنا ہے زاد راہ کی فکر کرو نظم

چار دن دیکھ لے تو لطف گلستان جہان — پھر نوا سنجی مرغان خوش آہنگ کہان
یاد کر جب سے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا — کیسے کیسے گل خندان ہوے آنکھون سے نہان
جنسے اک دم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین — ایسے بچھڑے کہ نہین صفحۂ ہستی پہ نشان
فلک تفرقہ پرداز کی کج بازی سے — وہ جدا ہوگئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان
سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین — رات دن پیش نظر ہین وہ لب وچشم ودہان
حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی — مسکراہٹ کا اب آثار نہین اُنسے عیان
مہ رخسار مکدر ہین تن آغشتہ بخاک — نہ وہ ہے ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان
نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز — نہ وہ ہنسنا نہ کسی کے لیے فریاد وفغان
کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے — ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان
نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا — نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان
نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد ونیک — بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین — طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

صدائین نقیبون کی سُنکر مردانِ عالم جھومنے لگے آنکھون مین نشے جرأت کے آگئے دل مین یہ ہے کہ لڑین بھڑین مر جائین نام کر جائین قنطور آہن کلاہ نے اس لڑائی کو مفت جانکر ساتھ والون کو روکا اپنا گھوڑا بڑھا کر میدان کارزار مین آیا آواز دی ای قزاقان سرکش کچھ تمکو خوف نہ آیا مال سرکار کا لوٹ لیا بادشاہ عالی جاہ کہ جسکی نہیب شمشیر سے مردانِ عالم تھرّاتے ہین شیران دشت نبرد دامن صحرا سے مُنھ چھپاتے ہین شہنشاہ زرّین علم محترم ومحتشم بندۂ مقبول خداوند لقا زورین پہلوان یکتا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے مگر اے ہوشنگ دزد تیری جان بخشی کرتا ہون رومال

سے ہاتھ باندھ کے چلا آ خطا تیری شاہ سے معاف کرا دونگا صاحبقران نے مرکب صف سے بڑھایا ہوشنگ وزرد گھوڑے سے کود کر رکابون سے لپٹ گیا کہا ای صف شکن قنطور آہن کلاہ بر سر رحم ہی مین جا کر اصلاح کرتا ہون مال شہنشاہ کا ابھی اپنے ذمہ کر لونگا کسی طور سے ادا کر دونگا صاحبقران زمان نے فرمایا ہم تم سے کہہ چکے بعد ہمارے تمھین اختیار ہی بس اجازت میدان دو تکرار نہ کرو ہوشنگ وزرد نے سر جھکایا صاحبقران نے مرکب بڑھایا قنطور آہن کلاہ پر نگاہ پڑی ایک جوان شیر صولت حسین و جمیل صف سے قزاقون کی نکلا مرکب باد رفتار زیر ران کلائیان مارتا ہوا دم سے جنبور کرتا ہوا تھوتھنی مثل غنچۂ گل زلف حور کا کل چالاک و حسیت اعضا سب درست عیوب سے پاک

نظم

اقم وصف توسن رقم کیا کرون
کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی
ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہر اک نعل ہی نیچہ بے مثال
قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

قنطور آہن کلاہ حیران جمال و محو دیدار ہو کر سراپا کو صاحبقران زمان کے دیکھ رہا ہی بارادہ لگا ور بڑھا امیر نے اوجھڑ سیر کی لگائی کہ پانچ قدم گینڈا قنطور کا دو قدم مرکب صاحبقران ایسے سور کا ہٹا قنطور نے چہرۂ زیبا کو بخوبی دیکھا شیر خشمناک فن جنگ مین بے باک مثل آئینہ حیران ہو کر سراپا کو دیکھا واضح رہا سے ناظرین ہو کہ ہوشنگ وزرد بھی صف سے نکل آیا ہی محبت مین صاحبقران کی بیقرار ہی چونکہ صاحب جرأت و لیاقت ہی اپنے مہمان کا قتل ہونا شاق ہی خود جان دینے کا مشتاق ہی قنطور آہن کلاہ نے پوچھا ای جوان تو بھی قزاق ہی فن جنگ مین بڑا مشتاق ہی بادولت کے مقابلہ مین آیا کچھ خوف نکیا اپنے نام سے آگاہ کر قریب قنطور آہن کلاہ ایک عیار کھڑا تھا اسنے کہا ای پہلوان جہان مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون قنطور آہن کلاہ نے سر جھکایا عیار و سردار سے آپسمین سرگوشی ہوئی قنطور کلام عیار سنتا ہی کبھی سر دھنتا ہی کبھی حیران ہو کر جمال صاحبقران پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ بعد عرصۂ دراز سر اٹھایا کہا ای جوان تو ہی صاحبقران

داماد نوشیروان ہمراہ قزاقون سے کیونکر ملا ایسے شیر ببر کا اس بیشۂ ویران مین کیونکر گذر
ہوا صاحبقران نے فرمایا صاحبقران کون مین تو ہوشنگ وزرو کا نوکر ہون بدلے
اپنے مالک کے جنگ کو حاضر ہون قنطور آہن کلاہ نے کہا اب نہ چھپایئے مفصل
سبب آنے کا بتایئے ہر شخص آپکو جانتا ہی ایک ایک سنگریزہ پہچانتا ہی صاحبقران
زمان نے فرمایا جو آپ کا گمان ہی شاید یہی ہو اب تو یہ میدان کارزار ہی ایسی باتون
کا ذکر بیکار ہی قنطور آہن کلاہ نے کہا یا صاحبقران زمان مین تو مدت مدید سے آپ
کے مقابلے کا مشتاق تھا میرا بادشاہ شہنشاہ زرین علم اکثر خواہان ہوا کہ بر سر مسلمانان
لشکر کشی ہو مگر ہر امر ساعت پر موقوف ہی آپ خداوند لقا کے دشمن ہین لقا پرستون
کے رہزن ہین آیئے یہ میدان کارزار ہی ہوشنگ وزرو نے بھی سُنا پیچھے ہٹا اپنے
قزاقون سے کہا لو صاحبو یہ جوان امیر عالیشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران
زمان داماد نوشیروان ہی یہان صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چلنے لگا
ہوشنگ و ہمراہیان ہوشنگ وزرو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین حریف مین مصروف
ہین کبھی کہتے ہین ای افسر آپ بڑے بشرہ شناس جرأت اساس ہین روز اول سے آپ
فرماتے تھے یہ جوان کوئی بڑا صاحب شوکت وشان ہی یہ نہ جانتے تھے کہ صاحبقران
ہی اب حضور کیا ہوگا ہوشنگ وزرو کہتا ہی کہ مین صاحبقران کا ساتھ دونگا میرے
واسطے آمادۂ حرب و پیکار ہی اتنا بڑا شہنشاہ عالی وقار ہی جسکا لواے شوکت از پردۂ دنیا
تا بہ قاف سرفراز ہی لندھور ایسا بادشاہ اُسکی ملازمت سے ممتاز ہی میری کیا حقیقت ہی
مجھ ایسے ہزارہا چاکران کترین اُسکی خدمت مین حاضر رہتے ہین خداوند لقا کا ہم نبرد ہی
ایسے جوان کی نہیب شمشیر سے رنگ آفتاب عالمتاب زرد ہی یہان تو یہ صفت وثنا
ہو رہی ہی صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چل رہا ہی چند عرصہ مین صاحبقران
نے قنطور آہن کلاہ کا نیزہ نکالا قنطور آہن کلاہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قہر وغضب
مین تلوار کھینچی ہاتھ مارا صاحبقران زمان نے بارھ کو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد
کیا تلوار چھین لون قنطور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشاکش کے زور ہونے لگے گینڈا مرکب

تاب نہ لاسکے پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان کو دے آپسمین کشتی ہونے لگی ہوشنگ وزرو کھڑا دیکھ رہا ہی دونون لشکرون مین صدائے تحسین و آفرین بلند ہی قنطور آہن کلاہ تین پہر کامل صاحبقران زمان سے لڑا پہر دن رہے صاحبقران زمان نے قنطور آہن کلاہ کو زیر کیا فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی قنطور آہن کلاہ سوچا اب اگر کچھ خلاف کہونگا جان جائیگی طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا صاحبقران زمان نے چھوڑ دیا قنطور آہن کلاہ نے اہالیان فوج کو بھی آواز دی صاحبو مین نے صاحبقران زمان کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ میرے پاس سے چلا جائے سب افسران لشکر اشارے کو قنطور آہن کلاہ کے سمجھ گئے جواب دیا ہم حضور کے ساتھ ہین جسکی آپ نے اطاعت کی ہم بھی اُسکے غلام حلقہ بگوش ہین اب صاحبقران زمان طرف ہوشنگ وزرو کے پلٹے فرمایا ای ہوشنگ وزرو تم ہمارے محسن ہو مفصل حال کے مشتاق تھے اب حالات ظاہر ہوئے ہمارے حسب و نسب سے ماہر ہوئے ہوشنگ وزرو دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ جان میری ناخن پا پر سے حضور کے نثار ہی آج دولت کونین حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مع بارہ ہزار قزاق کے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق مسلمان ہوا مگر قنطور آہن کلاہ نے دست بستہ عرض کی کلاہ فخر غلام کی پایۂ عرش اعلی پر پہونچائیے آج لشکر مین غلام کے دعوت نوش فرمائیے ہوشنگ وزرو بھی شریک جلسہ ہون کل جیسا ارشاد ہوگا بجا لائینگے تا حیات قدم اقدس کو نہ چھوڑینگے صاحبقران زمان نے فرمایا ای برادر یہان ایک ایک دم مجکو زیر دم شمشیر گذرتا ہی لقا سے مقابلہ ہوا تھا جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا چاہتا ہون کہ اسی وقت اپنے لشکر مین پہونچاؤن ایک لمحہ تامل نکرون اور ای برادر یہ بھی سب صاحبونکو معلوم ہو کہ کوئی ہوشنگ کو ہوشنگ وزرو نہ کہے ہمنے ہوشنگ نوجوان خطاب دیا قنطور آہن کلاہ نے عرض کی بدل و جان قبول کرینگے مگر آج کی شب غلام کو خدمتگذاری سے محروم نہ فرمائیے صاحبقران خلق مجسم ہین سر جھکا لیا کہا جو تمھاری خوشی کل صبح کو کوچ کرینگے یہ فرماکر قنطور آہن کلاہ کے ساتھ ہوئے بارگاہ مین آئے قنطور آہن کلاہ نے بظاہر صاحبقران زمان کو لاکر مقام صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا پہلو مین صاحبقران زمان کے ہوشنگ نوجوان بھی بیٹھا لیکن

شروع ہوا ایک نازنین پری پیکر باشارۂ قنطور سامنے صاحبقران کے آکر رقص کرنے لگی غزل

اُس لب پہ الٰہی مرے مرنے کی دعا ہو / ہین سُنکے کہون کو سُنے والے کا بھلا ہو
جس مُنھ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو / شکوہ وہ کرے پھر تو ہمین اُس سے گلا ہو
احسان ہو اُسکا ترے در پر جو گرا دے / ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو
سینہ مین فقط یار کا دم بھرتی رہے سانس / تار ایک ہی بس ایک ہی سی اسمین صدا ہو
خلوت مین جو آتے ہو کوئی اور نہو ساتھ / دل ہی مین رکاوٹ ہو نہ آنکھون مین حیا ہو
آتی ہی پری بنکے مرے گھر شب فرقت / آفت ہو تو ٹالے کوئی رو ہو جو بلا ہو
دل مانگتے ہو مُنھ سے مگر کچھ نہین کہتے / انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو
مین ہالہ ہون تم چاند مگر دلمین جو ہی فرق / آغوش مین ہو وصل کی شب اور جدا ہو
کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی / اندیشہ ہی کچھ یار کو جا کر نہ بھرا ہو
رہ سکتے نہین غیر کے دل مین بھی وہ چھپکر / دنیا ہو فلک اور مری آہ رسا ہو
قاصد کو اُدھر بھیج کے آیا ہی جو کچھ یاد / کرتے ہین دعا یار کا گھر بھول گیا ہو
کیا جانے کہان تجھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم / کہدینگے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو
ہو خاک مری خاک یہ ڈالے رہے آباد / آندھی ہو بگولا ہو کہ صرصر ہو صبا ہو
بیباک ہی ہو نا نگہ یار کا اچھا / ملتی ہی جلال آنکھ وہ کب جسمین حیا ہو

عین محفل عیش و نشاط مین قنطور آہن کلاہ نے اپنے سردارون سے صلاح کی کہا بھائیو مین نے حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچائی اب چاہتا ہون کہ ہوشنگ وزرد و حمزہ کو گرفتار کرون خدمت مین اپنے بادشاہ کی لیجاؤن تمھارے نزدیک کیا مناسب ہی سب نے کہا حضور یہ مرد مسلمان ہی اسکا قتل کرنا خداوند لقا پر احسان ہی قدرت کو بڑے بڑے صدمے دیے ہین بیچارے خداوند ملک بملک بھاگتے پھرتے ہین اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین آئے ہین سلیمان عنبرین موے کوہی نے دامن پناہ دیا ہی عرصہ دراز سے لڑ رہا ہی اگر آپ اسکو خدمت مین خداوند کی لیجائیے گا طرۂ پیغمبری ملیگا ہم لوگ عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز ہونگے قدرت کو ہماری خیر خواہی پر تازہ ہونگے ہوشنگ وزرد بھی دل سے

مطیع ہوا ہی ظاہر مین خاطر کیجیے بیہوشی پلا کے پکڑ لیجیے قنطور کو یہ راے پسند آئی فوراً شراب
مین بیہوشی ملائی عین گرمی صحبت مین اُس مست بادۂ جرأت وشجاعت وسرشار ساغر صولت
وشوکت کو جام شراب اُس بدمست مئے مکر ونخوت پیر مغان خمخانۂ تزویر ودولت نے پیشکش
کیا اُس ساقی میکدۂ سخاوت کو کچھ انکار نہوا نوش فرمایا ہوشنگ وزردے نے بھی پیا صاحبقران
زمان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قنطور آہن کلاہ ملعون سے فرمایا کہ یہ شراب کیسی خراب
تھی دل کو بیچین کر دیا جام قلب کو غم والم سے بھر دیا قنطور آہن کلاہ نے کہا باش او
حمزہ تو نے بڑے بڑے ملک تباہ کیے سیکڑون بیخطا قتل ہوے یہان تمھاری قضا
لیکر آئی تھی صاحبقران زمان تلوار ٹیک کر چاہتے ہین اُٹھین بیہوشی نے اپنا کام کیا
اُس آغاز بد کا یہ انجام ہوا لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے ہوشنگ نوجوان گھبرا کے
اُٹھا اُسکو بھی بدمستی کا جوش ہوا آخر یہ بھی گر کے بیہوش ہوا چار سو سرداران ہوشنگ
اُٹھے انپر بلا زمان قنطور آہن کلاہ جا پڑے ایک کو دس نے ملکر گرفتار کیا فوج پر شبخون
مارا قزاق تاب نہ لاسکے آخر بھاگ نکلے اُس بیحیا نے مال خزانہ سب لوٹ لیا خیمے بارگاہین
قبضہ مین کین رات ہی کو صاحبقران وہوشنگ نوجوان کو ایک ارابے پر لاد کر
طرف آہن حصار کے روانہ ہوا جب نیر اعظم بصد درد والم محبس مشرق سے زنجیر پاے
شعاع مین جکڑا ہوا قلعۂ نیلی حصار پر پابند گشت ہوا روشن ومنور ہر ایک کوہ ودشت
ہوا تکان سے ارابے کی اول ہوشنگ کی آنکھ کھلی دیکھا اپنا گھر چھوٹا یہ کیا سلسلہ ہی کہ
خانۂ زنجیر مین مسکن ہی طوق وزنجیر کے پابند ساتھ والون کو دردمند پایا قریب اپنے امیر
باتوقیر کو مسلسل ومطوق دیکھ کر بہت گھبرایا آہ از دی ای آقاے نامدار آنکھین کھولیے دیکھیے
یہ کیا غضب ہوا امیر بیدار ہوے ہوشنگ کے پکارنے سے ہوشیار ہوے فرمایا ای برادر
کیون گھبراتے ہو جو مشیت پروردگار ہو ظاہر ہوا کہ اُس نامرد نے حماقت کی دعوت مین
عداوت کی ایسے ایسے شعبدے بہت پیش آئے ہین وہ مالک ہی اگر حیات باقی ہی رہا
ہو جائینگے متردد نہو مصرعہ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است * ای برادر
بقول سودا زمانے کو ہر دم کامل واکمل کے مٹانے کی کوشش ہی فلک کجرفتار گردون غدار

کو ہر وقت گردش ہی نظم سودا

سوائے خاک نہ کھینچونگا منتِ دستار | کہ سرنوشت لکھی ہی مری بخطِ غبار
چمن زمانے کا شبنم سے بھی رہے محروم | اگر نہ رووے مرے روزگار پر شبِ تار
کرون ہون تیز مین دندان اشتہا ہر صبح | زمانہ سنگِ ملامت سے توڑتا ہی بہار
عجب نہین ہی کہ جاتی رہی ہو دنیا سے | زبس خوشی نے مرے دل سے اب کیا ہی کنار
شراب خونِ جگر ہی مجھے گزکِ دلِ خویش | صدائے نالۂ دل ہی مجھے ترانۂ یار
رہی نہ شیشۂ صحبت کی ہیچ کیفیت | نت اُٹھ کے سنگ سے اس سر کا توڑتا ہی خمار
زمانہ دل کو مرے اور عہدِ یار کو اب | شکست سے نہین دیتا ہی ایک آن قرار
زبسکہ دل ہی مکدر مرا زمانے سے | بجائے اشک مین آنکھونسے پونچھتا ہون غبار
کہان تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ | کہ جسکے بخت کی سوگند کھائے ہی ادبار

ای ہوشنگ نوجوان وقت رنج و ملال ہی اسکا کیا خیال پروردگار کا شکر کرو وہ حافظ و نگہبان ہی اس قید و بند مین بھی اُسکا احسان ہی نامردون نے بہ مکر گرفتار کیا ہی مردی و جرأت مین فرق نہین آیا مگر قنطور آہن کلاہ جب قریب آہن حصار پہونچا پانچ کوس کا مفاصلہ باقی رہا قنطور آہن کلاہ نے اپنے بادشاہ کو عرضی لکھی بعد القاب شاہانہ لکھا ای شہنشاہ باقبال صاحب جاہ و جلال آپکا نیّر اقبال اوج پر ہی غلام پر سر قلعہ ہوشنگیہ لشکر کشی کر کے گیا ہوشنگ قزاق بہ صد طمطراق حمزۂ عرب کو ساتھ لے کر مقابلے مین آیا مین نے حمزہ کو بہ فن کشتی زیر کیا ہوشنگ دزد کی بھی مشکین باندھ لین قلعہ مین آپ کا سکّہ جاری کیا قید صاحبقران لے کر حاضر ہوا ہون پانچ کوس قلعہ سے ہٹ کر اترا ہون جسطرح حکم ہو قید دشمن خداوند لقا کو لیکر قلعہ مین آؤن معاوضہ مین جرأت و لیاقت کے خلعت و جاگیر پاؤن عیّار نے عرضی دی آسنے خدمت مین شہنشاہ زرّین علم کے پیش کی شہنشاہ نے پڑھ کر تاج کو کج کیا نخوت سے موچھون پر تاؤ پھیر اکہا یارو قنطور آہن کلاہ نے وہ کام کیا جو بہرام فلک سے نہ ہو سکتا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کر کے لاتا ہی جواب لکھو کہ کل بوقت سحر قید اس سرکش کی لے کر داخل قلعہ ہو شہر بتمام

آئینہ بند کیا جاے دوکاندار و اہالیان شہر کو بھی خبر ہو اشتہار دیا جاے ڈھنڈھورا پٹے کہ کل دشمن خداوند لقا کی قید شہر مین آئیگی سب اپنے اپنے مقام پر خوشی کرین بوقت سحر آمد قید کا تماشا دیکھین قنطورآہن کلاہ نے پہر رات رہے سے لشکر تیار کیا گنہگارون کو ارابے پر سوار کیا طرف شہر کے لیکر چلا یہان صبح سے بازار مین ہنگامہ ہی تمام دوکانین تماشا بینون سے معمور کمرون پر کسبیان بناؤ کرکے بیٹھی ہین ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہی صاحبو کیا ہمارا بادشاہ صاحب اقبال ہی جسنے سلطنت نوشیروان کو مٹایا گنجاب ایسے سرکش کو مارا ملکہ باختر پر لشکر کشی کرکے آیا ملک قرنا کوک عقرب چشم زحل پیشانی ٹبر پہلوان نامدار فخر رستم و اسفندیار اپنے سامنے فیل مست کی حقیقت نجانتا تھا حمزہ سے آکر ہم نبرد ہوا اسکی نہیب شمشیر سے وہ بھی گرد برد ہوا آج قید ہوکر آیا ہی یہ روز سعید خداوند لقا نے دکھایا ہی تمام امرا و رؤسا بنیے مہاجن مرد عورت ادنی اعلی خرد و کلان پیر و جوان قید کا تماشا دیکھنے کے مشتاق ہین ناگاہ غل ہوا اہالیان شہر نے دیکھا ایک جوان رشک نور نگاہ پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ ماہ تابان جلالت ولیاقت چہرہ نورانی سے عیان قید آہن مین گرفتار ارابے پر سوار پہلو مین ایک شیر نر رستم و اسفندیار سے بہتر مسلسل و مطوق عقب مین چارسو سردار نامی نامدار قنطور آہن کلاہ آگے آگے اہتمام کرتا ہوا پشت پر سات ہزار سوار جوانان نیزہ دار ان قیدیون کو گھیرے ہوئے چلے آتے ہین جس کسی کی نگاہ جمال بے مثال صاحبقران زمان پر پڑی کوئی یہ کہکر ہنسا کہ یارو آج روز عید ہی زمانہ سعید ہی یہ وہ شخص ہی جسکی نہیب شمشیر سے بہرام فلک کانپتا ہی سلطنتین مٹاوین چند خداوندون کو قتل کیا نام لات و منات مٹاتا ہی بجاے دیر مسجد بناتا ہی شکر خداوند لات و منات یہ ذلیل و حقیر ہوا قنطور آہن کلاہ نے ذکر کیا اب اسکو قتل کرینگے جو اسکے قتل مین شریک نہوگا خداوند لقا اسیر جہنم واجب کرینگے دوسرا اہل دل اسکے برابر کھڑا تھا اسنے اسکے منہ پر ہاتھ رکھدیا کہا اے بھائی توبہ کرو گردش فلک سے ہر شخص ناچار ہی دنیا مقام عبرت ہی نجاے عشرت نظم سودا

مین سخت تنگ زمانہ سے دلمین حیران ہون
کہ مہر سنگ دلان کیونکہ یان گئی ہی سما
گداز عشق ہی اتنا کہ چند قطرہ اشک
مثال شمع ہی ہر بند استخوان میرا

گذر ہوا طرف میکدہ مرا اک دن ‏ بتون کی چشم مین جون آئے شیشۂ صہبا
وے نگاہ جو کرتا ہون میکدے کی طرف ‏ گئے حواس مرے مجھ سے دیکھتا ہون کیا
کہ مست چاک گریبان وجام چشم پرآب ‏ ہی آہ ونالہ مین ذکر گریہ ور گلو مینا
یہ حال دیکھ کے وانکا خرد سے پوچھا مین ‏ جگہ طرب کی مین آیا ہون یا کہ جاے عزا
دیا جواب خرد نے مجھے کہ ای نادان ‏ مقام رنج ومصیبت ہی صاف یہ دنیا

ای برادر خوف کرنا چاہیے ہمکو یا تمکو بھی فلک گردش نہ دکھلائے خوشی مبدل بہ مصیبت ہو جائے نگر آرا بہ صاحبقران زمان کا بیچ چوک مین پہونچا کوٹھون پر ہنگامہ ہی کسبیان پکارتی ہین کہ کیا حسین ہی ایک کہتی ہی بوا ظالم کی آنکھین تو دیکھ دیدۂ غزال کو شرماتی ہین پلکین چھریان یا تیر جان ستان ابرو شمشیر اصفہان عارض رشک ماہ تابان ہونٹون سے مسیحائی عیان سفید دانت موتی کی لڑیان سینہ صفحۂ بلور شکم تختی نور پانون ستون قصر جرأت وہمت اور ہاتھ دستگیر جود وسخاوت سراپا سلنچے مین ڈھلا ہی ای بوا یہ جوان تو نور کا پتلا ہی کوئی چاہتی ہی اپنے کو کوٹھے سے گرا دون کسی کا قصد ہی کہ جان ومال نثار کرون ایک کھیلی کھائی کہتی ہی اس جوان کو پاؤن تو کلیجہ مین چھپالون قنطور آہن کلاہ کا مردار مغرور خرس پیکر صاحبقران زمان کے آرابے کے قریب ہی امیر نے فرمایا ای پہلوان ویران ذرا حکم دو چند ساعت کو ارابہ ٹھہر جائے ہم بھی تمھارے شہر کی کیفیت دیکھ لین اتفاق سے قید ہو کر گذر ہوا بہت آباد مقام ہی ملک زر ریز زمین حسن خیز نازنینان مہ جبین کا جماؤ ہی پریون کا اکھاڑا حورون کا جمگھٹا ہم بھی سب کو دیکھین آنکھین سینکین بہ قول شاعر مطلع غیر آنکھین سینکین اور اپنا دل مضطر جلے ✤ واے بے دردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے ✤ مغرور نے کہا بادشاہ کا حکم آچکا ہی ارابہ نہ ٹھہریگا امیر نے فرمایا او بیحیا ہمنے تجھ سے بعجز کہا تو نے جواب بہ نخوت دیا ہم چند ساعت یہان ضرور ٹھہرینگے مغرور نے کہا قیدی کا کیا اختیار مسلسل مطوق مجبور ناچار امیر نے فرمایا مجبور ناچار تو ہوگا کلام سخت کریگا تو بے آبرو ہوگا یہ فرما کر دونون ہاتھ شیرانہ آرابے پر جمائے بقوت تمام لنگر مارا آرابہ چلتے چلتے رک گیا بیل وبیل بنگئے رسیّونکے سٹر اکے پڑ رہے ہین قدم نہین اٹھا سکتے تک تک کی صدائین بلند گاڑی بان دردمند غل شور تو یا یہ وقیدی بگڑ گیا ارابہ نہین

بڑھتا مغرور نے اشارہ کیا نیزہ دارون نے سنانہائے نیزہ جسم سے صاحبقران کے
ملا دین جسم اطہر چھن گیا تمام بدن فوّارہ بن گیا فرماتے ہین او نامردو سنان نیزہ سے کیا
ڈراتے ہو سر بھی کاٹ لو تو اپنی ہی کرین ثابت قدمان کوہ جرأت ہین لاش بھی اسی مقام
پر دفن ہوگی اب امیر چہار جانب سر اٹھا اٹھا کر زیب و زینت شہر کو ملاحظہ فرما رہے ہین
عمارتین قطع دار سجا ہوا بازار ہر سمت یہی پکار ہو کیا صاحب ہمت ولیاقت ہو تاجران عالم
اسوقت جمع ہین خواجہ خورشید بازرگان جہان گشت ہین ہر ایک اقلیم مین جاتا ہی
تلوارین سپرین نیزہ و تیر و کمان شاہان و پہلوان اِسی تاجر سے خریدتے ہین اُسنے دیکھا
کہ صاحبقران زمان نے لنگر مارا اور مغرور خرس پیکر تیغہ کھینچکر چلا کہتا ہوا کہ ابھی اِس
قیدی کا سر کاٹے لیتا ہون ابھی اس سرکشی کی سزا دیتا ہون خواجہ خورشید نے دامن مغرور
خرس پیکر تھام لیا کہا ای پہلوان دوران اگر اسوقت اس شیر بیشۂ یکتائی کا سر کاٹ لوگے
خوب سمجھ لو اسکے فرزندان ارجمند سرداران جرأت پسند قیامت برپا کرینگے قلعۂ آہن حصار
مین آگ لگا دینگے ای رستم خصال مین ہر سال اسکے لشکر مین جاتا ہون نفع کثیر پاتا ہون خداوند
فرعون شاہ پر جب ساہان لشکر کشی ہوئے ہفت در بند فرعونیہ کے تمام عالم مین جاہ و جلال
مشہور ہین مشیر خدائی ساحر ششمش تھا ایک پہلوان بادشاہ سرکش تھا در بند اول
سہیلیہ سہیل چرم پوش نوجوان خوشرو کئی مہینے آپ کے لشکر سے لڑا آخر زیر ہوا دیگر در بند
نقرہ کوہ بادشاہ سکندر شاہ نقرہ کوہی ایسا صاحب شعبدہ تھا کہ لشکر خداوند لقا سامنے
سے لشکر اسلام کے غائب ہو گیا جرأت اسکا نام ہو کہ یہی شیر دلیر آمادہ ہوا کہ تلوار کھینچکر دریا
مین کود پڑونگا اندر قلعہ کے جاکر خداوند لقا کو گرفتار کر دونگا پھر لقا بدار سیاہ پوش سے لڑائیان
اِسکے ہاتھ سے سرداروں کی صفائیان کیسے کیسے ساحر و پہلوان مارے زمین تھراتی تھی زبان
دشمن سے تحسین و آفرین کی صدا آتی تھی جانشین انکا دارا ے ہند رستم زمان لندھور بن
سعدان اٹھارہ سو من کا گرز کاندھے پر رکھ کر میدان مین آتا ہی جسکی ہیبت و سطوت سے
چرخ چنبری تھراتا ہی اس ایسے رشک رستم کو اس جوان دیوکش نے بارہ برس کے سن مین
جاکر زیر کیا اسکا فرزند دلبند انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان

گرد لشکر شکن ملک سنجان مین یکہ و تنہا پہونچا دختر گنجاب ملکہ گوہر ملک معشوقۂ فرزند خلافا
لقا پر عاشق ہوا چہار باغ ملک حرمان سے اسقدر شبخون لشکر گنجاب پر مارے کہ کئی سو افسر
نامی و نامور قتل کیے فوج کا کیا شمار آخر گنجاب کے ممالک قبضہ مین گئے جنگ ہفت صف
مین ساتون صفین توڑین کمر بند گنجاب مین ہاتھ ڈال دیا تمام عالم نے دیکھا کہ دست حق پرست
پر بلند کیا ای پہلوان ایسے شیر دلیر کو اس خطا پر قتل کرتا ہی اسکے فرزندان و برادر و پہلوانان عالی
وقار سے نہین ڈرتا ہی مین جاکر بہ لطف عرض کرتا ہون وہ لنگر اپنا اُٹھا لینگے مغرور خرس پیکر
یہ حالات جلالت آیات سُنکر تھرایا رُک گیا مگر خواجۂ خورشید بازرگان قریب صاحبقران
زمان کے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور بجندہ پیشانی فرمایا ای خواجہ خورشید
اس شہر مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی خبر سُنکر نہ یارا رہا حضور کا مشتاق ہوا اسوقت
سنان نیزہ سے جسم حضور کا فگار ہی جراُت آپ کی مثل آفتاب عالمتاب روشن و آشکار ہی
وہان دربار مین بادشاہ کے سردار جمع ہین چلکر وہان شیرانہ کلام کیجیے ای شہریار حفاظت
جان بھی واجب و لازم ہی آپ کی شمشیر زنی سے ستون قصر جراُت قائم ہی صاحبقران نے
فرمایا ای خورشید ایسے ایسے معرکے بہت گذرے نامردون نے مکر سے سالہا سال قید کیا
جفائین اُٹھائین اس زخمداری کا کیا افسوس ہی یہ فرماکر امیر نے دست حق پرست اُٹھانے
ارادہ سبک ہو گیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ صاحبقران زمان کی قید کے آنے سے ایکدن
بیشتر مشہور ہوا تھا کہ داماد نوشیروان سرکوب کفاران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران کو قید کر کے قنطورہ آہن کلاہ لاتا ہی وزراء و امراء و اہالیان شہر تماشا دیکھین یہ خبر
محل مین شہنشاہ زرین علم کے ناظرون نے پہونچائی شاہ مذکور کا شانۂ عفت مین ایک گوہر
بے بہا رکھتا ہی ایک دختر بلند اختر ماہ جبین حسین نیکو سرشت رشک حور بہشت شیرین
کلام ماہ عالم افروز نام کنیزون نے آکر کہا حضور آپ کے والد تاجدار بڑے صاحب اقبال ہین
کہ داماد نوشیروان قید ہو کر آتا ہی تمام شہر آئینہ بند ہی تمام اہالیان شہر واسطے تماشا کے
جمع ہین آپ بھی چلکر ملاحظہ فرمائیے مقام عیش و فرحت ہی ملکہ ماہ عالم افروز نے پوچھا
کہ یہ تو اکثر سُنا ہی وہ نوجوان بڑا زبردست ہی مگر لفظ نوشیروان سُنکر یہ خیال آیا ہی کہ کونسی

دختر بلند اختر شہنشاہ بلند اقبال کی اُس جوان کو منسوب ہی ملکہ پروین وزیر زادی نے
دست بستہ عرض کی حضور یہ قصہ طول و طویل ہی داماد ہونے کی یہ دلیل ہی دختر شہنشاہ
ہفت کشور ملکہ مہر نگار سمن عذار سہی قد ماہ پیکر ناز نینان جہان کی افسر شہرۂ حسن و جمال
اُنکا ہفت اقلیم مین تھا یہ جوان قید ہو کر جو آیا ہی یہ بھی آفتاب عالمتاب عربستان شیر جوانمرد
قاتل پہلوانان نامی بلکہ دشمن شہنشاہ حشام بن علقمۂ خیبری کہ جسکا نوسے ارنج کا قد و قامت
تھا جسکی ہیبت سے فیل مست صحرا سے نہ نکلتے شیر دُم دبا کر بھاگتے تھے تاج و تخت
نوشیروان چھین لیا تھا اس جوان نے اُس کوہ تمثال کو بہ یک ضرب شمشیر دو پرکالے
کیا شاہ کا تاج و تخت لا کر دیا ملکہ مہر نگار ایسی گلعذار کو اس ماہ اوج اقبال سے منسوب کیا
اسوجہ سے داماد نوشیروان مشہور ہوا آخر مین فساد برپا ہوے نوشیروان نے بڑی
بڑی شکستین کھائین ذلتین اُٹھائین علاوہ ملکہ مہر نگار دوسری دختر نوشیروان فخر حسینان
جہان ملکہ گوہر تاجدار بھی اس جوان کے عقد مین آئی پس حضور یہ شیر بیشۂ عربستان ملقب
بہ ثانی سلیمان حسن و جمال مین یکتا ہی انتہاے رستمی یہ ہی کہ خداوند لقا سے لڑ رہا ہی شہرون
شہرون بھگاتا پھرتا ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ قنطور آہن کلاہ اس صاحب حشمت
و جاہ کو قید کر کے لایا ہی ملکہ عالم افروز یہ قصہ جانسوز سُنکر دل و جان سے دیدار فرحت آثار
اسیر با توقیر کی مشتاق ہوئی سر بازار چوک مین ایک قصر شاہی تعمیر ہی اسمین ملکہ مع
پروین وزیر زادی و چند انیسان خاص ہمدم با اخلاص جلوہ فرما ہی جسوقت یہ ہنگامہ ہوا
یعنی صاحبقران زمان نے لنگر مارا اکثر ہوا قتل کرو قتل کرو قیدی بگڑ گیا ملکہ ماہ عالم افروز
سے پروین وزیر زادی نے کہا حضور دیکھیے قید مین وہ جوان بگڑ گیا ہی بلکہ زبور رہا ہی ایسا
زبردست ہی ارایہ نہین بڑھتا ہی ملکہ ماہ عالم افروز بصد ناز و ادا مسند ناز سے اُٹھی قریب
چلمن آئی جھک کر دیکھا جمال خورشید مثال صاحبقران زمان پر نگاہ پڑی دیکھا سر برہنہ
سے فر و شوکت آشکار چہرے سے جلالت و شوکت نمودار شیر خشم رستم حشم یوسف جمال
آسمان لیاقت کا ماہ کمال پاے اقدس سے ثابت قدمی پائی جاتی ہی دست و بازو قوی ہیولا
پر ہر ہی لنظم جلال

ہر بار کوندتی ہے وہ بجلی نگاہ مین
کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ مین
دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین
تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین

کھلتی نہین ہے آنکھ تری جلوہ گاہ مین
کچھ ٹھنڈی گرمیان سی جو تھین میری آہ مین
کہتا ہے نالہ یاس بٹھاویگی راہ مین
لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سماک

حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ مین
وہ بھی تو دیکھتا ہون انھین کی نگاہ مین
اللہ ری تیرگی کہ برنگ شب فراق
یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

ملکہ ماہ عالم افروز نے بے اختیار آہ کی کبھی واہ کی زبان سے یہ نکلا ابیات

آنکھون مین ہو کے دل مین قدم رنجہ کیجیے
تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہے راہ مین

چمکا ہے صبح تک مرے سینہ کا داغ بھی
چشمک چلی ہے رات کو کیا مہر و ماہ مین

کیا مجھ سے بچتی پھرتی ہے قاتل مری قضا
آکر چھپی ہے تیغ ادا کی پناہ مین

آہونکے جوش نے تہ و بالا کیا ہے دل
آندھی اُٹھی ہے میرے جہاز تباہ مین

یون آہوان دشت کی آنکھوںمین کھپ گئی
سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ مین

شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ
کتنے کرشمے دیکھے تری اِک نگاہ مین

بے یار صبح و شام ہے آنکھون مین ایک سی
ہمکو نہین تمیز سفید و سیاہ مین

کیا اُسکے آگے بیٹھے ہین عاشق ڈرے ہوے
آواز تک نہین ہے غریبون کی آہ مین

جاگا کوئی تو صبح کو ہمپر کریگا حشر
فتنے بھی سو رہے ہین تری خوابگاہ مین

پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم اے فلک
بیٹھی نہ خاک اُٹھ گئی دیوار راہ مین

ہین نالے کرتے کرتے قیامت مین رہگیا
ٹھگی وہ لی کسی نے دل داد خواہ مین

اب کیون ڈرین گناہ کرین شوق سے جلال
لکھنے ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

دیگر

رکتا ہے دم نفاق عجب جسم و جان کے ہین
کیون اے فراق دوست یہ جھگڑے کہان کے ہین

چھپتے نہین گواہ یہ سوز نہان کے ہین
چند اشک گرم ہین کئی چھالے زبان کے ہین

اے آہ اُنسے پہلے سمجھ ہجر یار مین
آزار دیتے ہین جو شریک آسمان کے ہین

کسطرح نالے کرتے ہین مین بھول ہی گیا
احسان مجھ غریب پہ ضبط فغان کے ہین

فریاد ہم کرین بھی خدا سے تو کیا کرین
مارے ہوئے تغافل جور بتان کے ہین

منزل مین لیکے بیٹھ گیا ہے ہجوم یاس
تھکتے نہ ہم ٹھکانے ہوئے آسمان کے ہین

اپنا غم فراق نے دونون کو کر لیا ... اب دل جگر ہمارے نہین مہمان کے ہین
عاشق تری گلی سے نجائینگے بے مٹے ... نقش زمین ہین داغ دلِ آسمان کے ہین
نقشِ قدم پکارتے ہین راہ عشق مین ... مٹ جائے حوصلے جسے نام و نشان کے ہین
حسرت ہی بسملون کو بھی دم توڑیے تو یون ... انداز جان کنی وہ ترے نیمجان کے ہین
زہر قطرہ ٹھہر گئے عارض پہ رہ گئے ... رنگ آنسوون کے چال مین چھوٹا تو انکے ہین
دل دیکھنے کو کہتے تھے دل پھیر لیجیے ... پہلو نئے نئے تمھین یاد امتحان کے ہین
رحمت کچھ آگے بڑھ کے انھین لیگی ای جلال ... جو پیچھے پیچھے حشر مین پیر مغان کے ہین

یہ اشعار آبدار عشق خیز وحشت انگیز زبان پر جاری ہوا اس جھکی ہوئی سراپا کو دیکھ رہی ہی مبہوت عشق مین دل مین جوش محبت آنکھون مین نشۂ بادۂ عشق کی کیفیت پیشانی پسینہ آلود فوج رنج و مصیبت سامنے موجود دست حق پرست صاحبقران نے ارا بے سے اٹھائے خون چشم سے بہتا ہوا نگاہین خشم آلود پلکون سے سرکشی آشکار تیر مژگان کلیجہ مین ملکہ ماہ عالم افروز کے گڑ گئے قلب و جگر مین ناسور پڑ گئے ہائے کہکر سینے پر ہاتھ مارا بے اختیاری مین کہا ہائے ستم

نظم

ہمیشہ مستعد کارزار ہین پلکین
فراق یار مین یون اشکبار ہین پلکین
وہ آنکھ جس سے پھری اس سے پھر گئین یہ بھی
سنبھالیں تیر ہے اگر نیزہ دار ہین پلکین
جگر کی پھانس ہو مژگان یار کی الفت
کہ جسکو دیکھ کے خود بیقرار ہین پلکین
نہ لگ چلے بہت آہوے چشم یار سے دل
ورنہ دست تری گوہر ار ہین پلکین
جلال اشارون میں کیا کچھ نہین یہ کہہ سکتے
زبان چشم سخنگوے یار ہین پلکین

کبھی چھری کبھی نیزے کٹار ہین پلکین
یہان گذرتی ہی آنکھون مین رات بیٹھے کی
شریک گردش لیل و نہار ہین پلکین
یہ کاوش مژہ لیجائے گی کہین لیس مرگ
جو دل مین چبھ کے نہ نکلین وہ خار ہین پلکین
چمک گئی تھین شب ہجر مین کہین ایسا
کہ تیر افگن ضیغم شکار ہین پلکین
رولا رہی ہی لہو یاد حق جو آنکھون مین

سنبھے گھٹائین برستی ہین جیسے بارش مین
گواہ طول شب انتظار ہین پلکین
کھڑی ہی سینون کو تانے ہوے صف عشاق
کہ اپنے کام مین زیر مزار ہین پلکین
غضب ہے شوخ نگاہی تمہاری آنکھون کی
ہماری آنکھ سے کیا شرمسار ہین پلکین
پہونچ سکین نہ گریبان صبح تک شب ہجر
جگر کے ٹکڑے ہین منصور دار ہین پلکین

ان اشعار نے اور زیادہ آگ بھڑکائی
کی آتش سے جان لب پر آئی اس کوچہ سے ناآشنا ضبط نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے

چھوٹا شیشۂ دل سنگِ بدعتِ عشق سے ٹوٹا آہ دل پر درد سے کھینچی مثل شمع سحری لہرائی
زمین پر گر کے بیہوش ہوئی کنیزین گھبرائین پروین وزیرزادی بیحد واری کہہ کے دوڑی
سر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصہ دراز ملکہ نے آنکھ کھولی پروین نے
پوچھا حضور خیر تو ہے مزاج اقدس کیسا ہے فرط نزاکت سے غش آگیا اسطرح کبھی کسی قیدی کو
کاہے کو دیکھا تھا بیچارہ مصیبت کا مارا ہاتھون مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق
گران نگوڑے نیزہ دار گھیرے ہوئے آپ رحم دل آخر نہ دیکھا گیا یہ انجام ہوا ملکہ ماہ عالم افروز
نے پروین کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر اٹھ کر دوڑی اس اشتیاق مین قریب چلمن کے آئی کہ اس
ماہ اوج دلبری کو اور ایک نظر دیکھ لون دل ناصبور کو تسکین دون جو آکر دیکھا قید صاحبقران
کی جا چکی تھی بازار مین سناٹا گویا کوئی شہر کو لوٹ لے گیا دوکانین ویران بازار سنسان وہ
صورت زیبا نظر نہ آئی زبان سے کچھ کہہ نہ سکی مگر مثل تصویر تصویر خاموش ہو رہی ہر چند
پروین نے پوچھا کچھ جواب نہ دیا اشارہ کیا سواری لاؤ محافہ آیا اسیطرح خاموش باغمین
آتری گل لالہ دیکھکر اور دلکو داغ ہوا بارہ دری مین آکر بیٹھی پروین حیران کہ کیسا ہمارا استارہ
گردش مین آیا یہ ماہ آسمان خوبی کلام نہین کرتی سر جھکائے ہوئے مثل تصویر خاموش بیٹھی ہے
مگر حال صاحبقران سنیے کہ قنطور آہن کلاہ و مغرور خرس پیکر قید کو صاحبقران کی
لیے دربار مین شہنشاہ زرین علم کے پہونچے تمام فوج کے سپہ سالار سرکش دربار مین جمع
ہین مغرور خرس پیکر سر زنجیر تھامے ہوئے اندر دربار کے لایا صاحبقران کی جو نگاہ اس
بارگاہ کفر و ضلالت پر پڑی موافق طریقۂ اسلام کے سلام کیا قنطور آہن کلاہ قریب شاہنشاہ
زرین علم کے دنگل پر جاکے بیٹھا پہلے شاہنشاہ نے قنطور آہن کلاہ سے پوچھا تو نے قلعۂ
ہوشنگ پر اسیر کو کیونکر پایا عرض کی چند عرصہ سے زخمی ہو کر آئے تھے ہوشنگ وزد نے
علاج کیا بر وقت میرے پہونچنے کے موجود تھے جب مین نے طبل جنگی بجوایا میرے مقابلے مین
نکلے مین نے دو پہر کی کشتی مین زیر کیا فوج ہوشنگ پر جا پڑا اسکی کیا حقیقت تھی کمر مین ہاتھ
ڈالکے قاش زین سے اکھیڑ لیا شاہنشاہ زرین علم یہ حال سن چکا تھا کہ صاحبقران نے بطور
اسلام سلام علیک کی شاہنشاہ زرین علم نے کہا کیون حمزہ دیکھ خداوند لقا نے تجھکو کیسا

ذلیل کیا ابھی سرکشی باقی ہی صاحبقران نے فرمایا او نامرد ازلی و ابدی سرکشی کو ہماری کسنے مٹایا اگر تجھ ایسے نامرد کے سامنے قید ہوکر آیا تو کیا خوف ہی تیرے دربار مین کوئی ایسا ہو کہ ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکالدے اور پھر اسیطرح پابند کرے شاہنشاہ نے کہا کہ میرے سردار نے تجھکو بمردی و مردانگی سر میدان زیر کیا نہین شرماتا یہ وہی مثل ہی کہ رستی جلگئی مگر بل نہین جلا صاحبقران کو نہایت غصّہ آیا فرمایا اِس نامرد سے دریافت کر میدان کارزار مین مین نے اِسکی مشکین باندھین اس ملعون عہدشکن نے لقا پر لعنت کی مسلمان ہوا اطاعت کا عہد و پیمان ہوا دعوت مین بیہوشی دیکر مجھکو اور ہوشنگ کو گرفتار کیا اب بتلا نامردی کا کسکی اظہار ہوا شاہنشاہ زرّین علم نے قنطور سے کہا حمزہ کیا کہتا ہی تو نے اسے مکر سے گرفتار کیا صاف صاف بتلا کیا معرکہ گذرا قنطور کھیا شرمایا بادشاہ سے کہا ای شاہنشاہ حمزہ جھوٹا ہی آپ کے سامنے مکرتا ہی اِسکے قول کا کیا اعتبار بقول سعدی مصرع باطل است انچہ مدعی گوید یہ بادشاہ سے یہ کہکر طرف صاحبقران کے متوجہ ہوا کہا کیون حمزہ کب میدان مین مجھکو زیر کیا مغرور خرس پیکر زنجیر تھامے کھڑا تھا آواز دی کہ او مغرور اس دشمن خداوند کا سر کاٹ لے یہ مغضوب بارگاہ خداوندی بڑا زبان دراز ہی اپنی جرات پر نہایت نازہی پس مغرور نے سر زنجیر کو جھٹکا دیا کہا او حمزہ خاموش نہین رہتا یہ کہکر تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے ہاتھ اُٹھا دیا سلسلہ جنبانی طرف سے کارساز مطلق معبود برحق کے ہوئی تلوار اُس نامرد کی ہتکڑی پر پڑی وہی تلوار باعث دستگیری ہوئی یعنے ہتکڑی کٹی پس امیر نے غصّہ مین قید آہن پر ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر بلند کیا شعر خلیل اللہ بسم اللہ برگفت ۔ بہ نعرۂ اولین این قید بشکست قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکدیا ہتکڑی مغرور خرس پیکر پر کھینچ ماری مغرور خود سر کا سر پھٹا چرخ کھاکر زمین پر گرا ضرب دست صاحبقران سے ملعون کو سرسام ہوگیا تڑپ کر داخل جہنم ہوا اُسی کی تلوار صاحبقران نے اُٹھالی ہوشنگ ذرہ مع چارسو سردارون کے قید آہن مین مبتلا تھا امیر نے نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران اشعار مصنف

منم اختر برج عز و جلال ہم عفریت از تیغم عاری شدہ	منم آفتاب سپہر کمال ہمین قاف از کفر شد پاک و صاف	سمند و ق بہ پیشم فراری شدہ سلیمان کوچک لقب شد بقاف

ہمہ شہر آباد اسلام شد کہ صاحبقران درجہان نام شد۔ بارگاہ شاہنشاہ زرین علم
مین لڑنے لگے کئی زخم کھائے مگر ہوشنگ نوجوان کو بھی قید سے چھڑایا چار سو جوان چھوٹے
مثل شیر خشمناک مصروف جنگ ہوے قنطور آہن کلاہ نے آواز دی ادحمزہ مین آپہونچا
دیکھ پھر گرفتار کرتا ہون مگر افسران فوج کو آواز دے رہا ہی ہان یارو بلوہ کر کے ان جوانون
کو گرفتار کرو ہوشنگ دزد کو بھی پکڑو کفار نے بلوہ کیا صاحبقران ہر چند چاہتے ہین اپنے
کو قریب قنطور پہونچاؤن مگر یہ بیچا ہمراہیان ہوشنگ پر جا پڑا دو چار کو قتل بھی کیا مگر
قریب صاحبقران کے بھی نہین آتا الگ الگ لڑ رہا ہی شاہنشاہ زرین علم نے بھی حکم
دیا ہی ہزارہا کفار اندر بارگاہ کے آگئے مگر صاحبقران شیرانہ پلنگانہ رستمانہ لڑ رہے ہین
کیا عجب ہی کہ زبان تیر و کلہ عو سے صداے تحسین و آفرین بلند ہو کمانین بازوے تہمتنی پر قربان
تیر سہمے ہوے ترکشون مین طائر پر بند دیدہ جوہر تیغہ خونخوار اسرار نظر بند مگر حال سنیے یعنے وہ گرفتار
دام عشق و محبت اسیر زندان الفت صاحب محنت و غم اندوز یعنے ملکہ ماہ عالم افروز
اپنے باغ مین یاد گل رخسار محبوب و خیال سرو قد مطلوب مشتاق دیدار فرحت آثار
صاحبقران مضطر و دلریش و پریشان مثل تصویر تصور دل ہی دلمین پیچ و تاب کھاتی ہی
زلف مسلسل اسیر با توقیر یاد آتی ہی پریشانی بڑھتی جاتی ہی رخصت عقل و ہوش دریاے
محبت کا جوش عالم اضطرار آتش الفت شعلہ بار پروین وزیرزادی دم بدم پوچھتی ہی حضور
کلام کیجیے خاموش نہ بیٹھیے کیا حضور سوچتی ہین کچھ ہمسے تو فرمائیے لونڈی سے نہ شرمایئے ملکہ نے
سر اٹھا کر دیکھا آنکھون سے آنسو نکل آئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا گویا رمز شعر امفہوم دہن بالکل
معدوم کلام کرے تو دہن ثابت ہو جائے چپکے رہنے مین وہ لذت مل رہی ہی کہ زبان سے بیان
نہین کر سکتی دل سے کہتی ہی اظہار عشق معیوب ہی خاموش رہنا خوب ہی کہ سامنے سے یکایک
ایک کنیز دوڑ ہوئی آئی عرض کی واری یہ نگوڑا موا موئی کا نا قیدی دربار شاہنشاہی مین جاکر
بگڑ گیا قید توڑ ڈالی دربار مین کس زور و شور سے لڑ رہا ہی سرکش کے ہاتھ کٹین دیدے پھوٹین
سیکڑون ملازم شاہنشاہ کے مار ڈالے ہین مین نے محل کے کوٹھے سے دیکھا سیکڑون سر کٹے ہوے
پڑے ہین بس یہ زبان درازی اس کنیز بے تمیز کی سنکر ملکہ جھلا کر بول اٹھی او حرامزادی بدزبان

کسی شریف جری بہادر صف شکن تیغ زن کو کلمات لاطائل کہنا کسنے سکھایا ہی خوف نہین آتا ہی ہمارے دربار مین یہ طریقہ نہین یہ کہکر آواز دی سنبل پانچ کوڑے حرامزادی کو لگادے نرگس آنکھین نکال لے اُسکو تو کنیزون نے کھینچا شمشاد مرتھی کہ واری اسکو دار پر چڑھادون نگوڑی کو سرکشی کی سزا دون ملکہ نے منھ پھیر لیا اُسکو تو جواب نہ دیا مگر پروین سے کہا بوا چلو کوٹھے پر سے دیکھین بڑا غضب ہوا افسوس اس جوان نے اپنی جان کا پاس نہ کیا کیون پروین ماشاء اللہ بڑا صاحب طاقت ہی قید آہن کو توڑ ڈالا انئی بات ہی اُنکا خداے نادیدہ اُنکو بچائے پروین یہ دعا کر کہ اس غربت مین خدانخواستہ سر کٹ جائے مگر آبرو مین فرق نہ آئے اتنا تو دریافت کر کس بات پر بگڑے کیون قید توڑی پروین نے اس خواص کو بلایا بجست پوچھا تجھکو کچھ معلوم ہی اس گنہگار نے قید کیون توڑی کیا سبب ہوا زنجیر آہن جسکے ہاتھ مین ہتھکڑیان ہون کس سلسلہ سے توڑی تقریر مسلسل ملکہ عالم کے سامنے بیان کر کنیز نے دست بستہ عرض کی حضور یہ نوجوان جب دربار مین پہونچا قنطور آہن کلاہ سے کچھ تکرار ہوئی قنطور نے بادشاہ سے کہا مین نے بہ جرأت زیر کیا یہ سراسر خلاف تھا بیہوش کرکے لایا یہ مکر بگڑا ہی مغرور خرس پیکر نے بموجب حکم قنطور ہاتھ تلوار کا مارا قیدی کا بڑا خدا زبردست ہی ہتکڑیان کٹین ہاتھ اُلجھن سے چھوٹے بس حضور اُسنے قید کو توڑ ڈالا خانہ زنجیر مین غل ہوا لڑائی پڑی ہی ابتک اُس پر کوئی دست انداز نہوسکا زخم دار ہی مگر بلاے روزگار ہی ہوشنگ وزیر کو بھی چھڑا لیا اب حضور بارگاہ مین تلوار چل رہی ہی یہ شیر خشمناک شمشیرزنی مین بیباک لڑائی مین چست و چالاک یقین ہی سبکو قتل کرکے شہر مین اپنا دخل کرلے گا تعریف صاحبقران عالیشان سنکر ملکہ مسکرائی سر جھکا لیا چپکے سے کہا بوا تیرے منھ مین گھی شکر اب ملکہ بر سر بام آئی جھروکون سے آکر دیکھا قیامت برپا ہی مگر صاحبقران بصد شوکت و شان شیرانہ رزم گوسفندان مین شمشیرزنی کر رہے ہین اس کیفیت سے لڑ رہے ہین کہ

شعر

ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین
رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین

جب کوئی ہاتھ صاحبقران پر پڑتا ہی ملکہ گھبرا جاتی ہی الامان کی آواز زبان سے نکلجاتی ہی جسطرح کوئی سپر سر پر لاتا ہی یون ہاتھ اُٹھادیتی ہی کبھی کلیجے پر ہاتھ کبھی منھ ہیٹ لیتی ہی کبھی ہاتھ اُٹھا کر دعائین دیتی ہی اے حمزہ کے خداے نادیدہ اگر تو برحق ہی اپنے بندہ خاص کو بچالے غربت مین مصیبت ۴

سے امان دے یہ دشمن سب اندھے ہو جائین یہ بیچارے غریب الوطن لڑ بھڑ کر نکلجائین
اب ملکہ نے دیکھا دن بہت قلیل باقی ہی امیر لڑتے بھڑتے قریب قنطور آہن کلاہ پہونچے
للکارا او قنطور تو نے مجھکو دو پہر مین زیر کیا تھا اب مین آیا تلوار کا وار کر شیرون سے آنکھ
چار کر ہوشنگ نوجوان بھی لڑتا بھڑتا اُسی مقام پر پہونچا جب قنطور تلوار کھینچکر بڑھا ملکہ بہت
گھبرائی کہا لو پروین غضب ہوا وہ بنڈیلا اُس شیر کے مقابلے مین جاتا ہی دیکھ پروین مقام
انصاف ہی قنطور کے ساتھ بڑے بڑے سردار یہ بیچارے غربت مین گرفتار نہ مونس نہ
غمگسار اُنکا اعتقاد اُنکو بچائیگا خدا ے نادیدہ اگر برحق ہی یہ زبان دراز مُنھ کی کھائیگا ای پروین
اسوقت قنطور کے ہاتھ سے اگر یہ شیر بچگیا مین خداے نادیدہ کی معتقد ہو جاؤنگی بیشک
خداوند لقا پر لعنت کرونگی ای بوا پروین تم خفا نہو نا میرے اسوقت حواس درست نہین
ہین اس شیر کی غربت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہی دیکھ بنڈا پھیکا ہو گیا سر مین خلل پیدا ہوا مین نے ایک
کتاب مین لکھا دیکھا یہ جو لڑ رہے ہین انکے مولوی کی کہی ہوئی تھی اُسنے یہ مضمون تحریر کیا عجب
تقریر دلپذیر تھی کہ پونے دو سو خدا کیسے دو بادشاہ تو ایک ملک مین سلطنت کر نہین سکتے
اتنے خدا کیونکر ہوئے سراسر خلاف اعتقاد صاف یہ ہی کہ خدا وحدہ لاشریک ہی کیون پروین
یہ بات عقل سے نزدیک ہی اُسدن سے میرے دل مین کھلبلی ہی لو اب امتحان بھی ہوا جاتا ہی
یہی مذہب حق کے امتحان کی فال ہی ناحق دلکو ملال ہی اگر صاحبقران زمان غالب آگئے انکا
دین سچا ہی وحدہٗ لاشریک یکتا ہی پروین نے کہا واری ہمین نہ لقا سے مطلب نہ خداے نادیدہ
سے کام آپ ہماری خداوند ہین اس جوان کے واسطے دردمند ہین ہم بھی دعا کرتے ہین قنطور
بھڑوے کے ہاتھ ٹوٹین آنکھیں پھوٹین کتّے کی موت مارا جائے یہان تو یہ باتین مگر قنطور مغرور
تیغہ کھینچے ہوئے کف منھ سے جاری قریب صاحبقران پہونچا تلوار کا وار کیا اُسوقت اُس مقام
پر انتہا کا ہنگامہ ہی زور و شور سے تلوار چل رہی ہی ہوشنگ نوجوان بصد شوکت و شان پشتیبانی
مین صاحبقران کی جان لڑا رہا ہی جیسے ہی قنطور آہن کلاہ نے تیغہ کا وار کیا صاحبقران نے
باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قنطور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی اب ملکہ زیادہ بیقرار ہوئی کہا پروین
یہ نگوڑا مسٹنڈا قضائی کا کتّا بیچارے غریب کا ہاتھ مروڑے ڈالتا ہی پروین نے کہا حضور دیکھیے تو

اُس روبہ خصال کو یہ شیرِ غضبناک کس زور شور سے ریلے لیے جاتا ہی ایک بات اور ملاحظہ کیجیے
یہ زہمدار ہین مگر ہا حواس اُسکے چہرے سے حسرت و یاس ظاہر ہی دیکھیے بھڑ وا انپتا کانپتا ہی دانت
نکالے ہوئے گھبرا رہا ہی ملکہ نے جھک کے دیکھا قنطور نے ٹکر ماری ملکہ نے اپنا سر پکڑ لیا امیر
کے ماتھے سے قطرے خون کے ٹپکے ملکہ نے کہا پروین اب اس بیحیا دغاباز نے سرکشی دکھائی
مگر کیون لگائی پروین نے کہا ملاحظہ تو کیجیے وہ تو اُسیطرح شیرانہ ڈٹے ہوئے ہین وہ ملعون
آنکھین بند کیے جھوم رہا ہی صاف روشن ہی کہ آنکھوں مین اندھیرا آگیا ہی یہان دربار مین ابر تیغ
برس رہا ہی سر مثلِ اولون کے گر رہے ہین مگر قزاق گرد صاحبقران پھیر رہے ہین تیسرے
پیچ پر صاحبقران ریل کے لے دوڑے اب قنطور پیچھے ہٹتا جاتا ہی دونون مونڈھے پکڑ کے صاحبقران
نے ہکہ مارا دونون گھٹنے اُس بیحیا کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگر قائم کرے صاحبقران نے
دست حق پرست اُس بدمست کی کمر مین ڈالا نعرۂ تکبیر بلند کیا شعر یکے نعرہ زد میر منزل مصاف
کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ٭ اُس دیو خصال عفریت مثال کو سر سے بلند کیا ملکہ ماہ عالم افروز
نے کہا ای وزیرزادی دیکھ کیا زور بازو ہی پہاڑ کو ہاتھ پر اُٹھا لیا اب تو یقین کامل ہوا خدائے
نادیدہ برحق ہی پروین نے کہا واری ابھی تو قنطور زندہ ہی امیر نے چرخ دیکر قنطور کو زمین پر مارا
اُس ہنگامہ مین کہ پلک جھپکانا دشوار ہی چہار جانب سے نیزون کی بوچھار ہی مگر بموجب قاعدۂ مہذب
گھٹنہ اُس بے ادب کے سینہ پر رکھ کے فرمایا حالا ہم رشناختن پروردگار چہ میگوئی اُس سنگدل
نے جواب سخت دیا یہ شیر بپھر ا سینہ سے اُٹھا ایک پاؤن قنطور کا زیر پا دوسرے کو دست زبردست
سے تھام کر بصد کر و فر جھٹکا مارا قنطور کو مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینکدیا ملکہ واسطے سجدے کے جھک
پڑی پکار اُٹھی ای خدائے نادیدہ تیرے صدقے کیون ہوا پروین اب تو لقا بھڑوے پر لعنت کرو
پروین نے کہا واری مجھے بھی بیشک اعتقاد ہوا اگر صاحبقران قنطور کو مار کر طرف ہوشنگ
نوجوان کے پلٹے فرمایا ای برادر شاہنشاہ زرّین علم ہٹگیا اب لڑنے بھڑنے باہر نکلو ہوشنگ
نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہین آرزو ہی کہ مرین تو سر حضور کے قدم پر ہو آغاز سے
انجام بہتر ہو واضح ہو کہ سب سرداران ہوشنگ کام آئے مع ہوشنگ دس جوان باقی ہین
صاحبقران لڑتے ہوئے تابہ جلوخانہ پہونچے تھے کہ نیرّ اعظم نہیب شمشیر صاحبقران سے

لرزان و ترسان چہرہ زرد حصار مغرب مین جاکر محصور ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا تاریکی سے صاحبقران گھبرائے جسم اطہر پر زخمون کی بھی کثرت ہی ضعف و نقاہت سے عجیب کیفیت ہی بمشکل لڑبھڑکر بیرون بارگاہ آئے دیکھا شاہنشاہ زرین علم تخت پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ہوشنگ کا بھی حال ابتر ہی منظور ہوا کسیطرح اِن جوانون کو بچاؤن بیرونِ قلعہ نکلجاؤن ایک سوار نے نیزہ مارا امیر نے اپنے کو بچایا سوار کو مارا مرکب پر اُسکے سوار ہوے فرمایا ای ہوشنگ عقب مین میرے چلے آؤ مگر فوج کے بلوے مین گھوڑا کڑکڑا کے سوار آتے ہین اب ملکہ کی نگاہون سے صاحبقران چھپ گئے اتنی خبر ملی کہ لڑتے ہوے بازار شہر مین پہونچے ملکہ نے بدحواس ہوکر کہا ای پروین اب شبکو اُس ماہِ آسمان جرأت کا بچنا محال ہی دیکھا تھا کہ زخمون سے بھی نڈھال ہی ای پروین مین تو نقاب ڈالکر نکلتی ہون صبر ناممکن ہی پروین نے کہا لونڈی حاضر ہی ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی بارہ کنیزانِ ہمراز کو ساتھ لیا شبِ تیرہ و تار مین یہ نیّر برج حُسن و جمال بیقرار و اشکبار برج قصر سے نکلی نیچے ہاتھ مین نکلتے ہی سُنا ہر کوو برزن مین ہنگامہ ہی ہر گھر مین یہی ذکر ہی کہ صاحبقران نے قیامت برپا کی ہی ہزارون مارے گئے کسی گھر سے رونیکی صدا کہ میرا شوہر نگوڑے حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا مین بیوہ ہوگئی کوئی فرزند کا نام لیتا ہی صدائے نالہ آتی ہی ہائے کوکھ اُجڑ گئی ملکہ ایک گوشہ مین آکر ٹھہری سمن بر کنیز سے کہا میری اچھی بوا جاکر خبر تو لا کہ اب کیا کیفیت ہی خدا اُسے نادیدہ اُنکو بچائے سمن بر واسطے خبر دریافت کرنے کے چلی یہان صاحبقران لڑتے ہوئے تا بہ چوک پہونچے ہین شہنشاہ زرین علم نے جو کلمات سخت سرداران فوج کو کہے غیرت مین آکر نامرد ٹوٹ پڑے ہوشنگ مع ساتھ والونکے گرفتار ہوا وہ بیحیا سمجھے کہ ہمنے صاحبقران کو بھی پکڑ لیا امیر بھی اُنتہا کے زخمدار ہین ایک کوچہ تنگ کی جانب مرکب بڑھایا ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہین پشت مرکب پر سنبھلا نہین جاتا رکابون سے پاؤن نکلے جاتے ہین مگر بقدرت پروردگار جب کوچے مین صاحبقران آئے کوئی اس رسم و راہ سے آگاہ نہوا کسی نے پہچانا نہ کیا صاحبقران اسی حال پُرملال مین تلوار کھینچے ہوئے جاتے ہین مقام استقامت کی تلاش ہی تمام جسم زخم تیر و تبر سے پاش پاش ہی

غش طاری عالم بیقراری شب تیرہ و تار چہار سمت اندھیرا گلی کوچون مین سناٹا دور سے ایک دیوار معلوم ہوئی قریب دیوار کے آئے گھوڑے سے اترے دیوار سے پشت لگا کر بیٹھے چاہا شدۂ تحت الحنک سے زخم سر باندھون ہاتھ کانپا غش آگیا زیر دیوار گر پڑے گھوڑا استادہ ہے یہان سردارون نے شاہنشاہ زرین علم سے عرض کی حضور سبکو گرفتار کرلیا حکم ہوا سبکو قید خانہ مین لیجاؤ مسلسل و مطوق کرو صبح کو سمجھا جائیگا شاہنشاہ زرین علم پلٹا سمن بر نے یہ سب حال تپ ملال دریافت کیا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ کے آئی عرض کی حضور سب گرفتار ہوگئے فلان قصر مین حکم سے آپکے والد نامدار کے قید ہوئے ملکہ رونیلگی کہا او پروین غضب ہوا اب صبح کو سب قتل ہون گے رات ہی کو کچھ تدبیر کرو اگر خدانخواستہ یہ شیر قتل ہوا ہمسے صدمۂ ہجر نہ اٹھیگا کالی راتین ہجر کی کیونکر کاٹینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے پروین نے عرض کی باغ مین اپنے چلیے صلاح کرکے رات ہی کو قید خانے پر چلین گے حضور اس اندھیرے مین جان لڑائینگے ملکہ اسیطرح بیدل طرف باغ دلکشا کے چلی مگر حال ابتر آنکھون سے اشک حسرت جاری وصل دلبر سے مایوس ہوش و حواس پراگندہ اشعار

دل شکن حرف نادرست درست	طرز عبرت فزا درست درست	رائے سالم بلا بلا انگیز
سخن لطف ہم جفا آمیز	طعنہ حرف نصیحت آلودہ	طرز تفہیم وحشت آلودہ
	کبھی دل سے کہتی ہے کہ اشعار	
مجھسا نادان عشق کیا جانے	شوق زلف سیہ بلا جانے	تپش دل کی حدتین کیسی
مجھ سی نازک یہ شدتین کیسی	محشر آباد یاس و حرمان دل	خانہ زاد جنون پنہان دل
خار غم تیز سینہ کاوی مین	مژہ سرگرم خون ترادی مین	شوق نظارہ سے نگہ بیتاب
نجم سیارہ دیدۂ بیخواب	جان مصیبت کش خمار الم	خواب و خور صورت شراب حرام
گرم بازار گریۂ ہمہ جوش	دیدۂ نم دکان شیشہ فروش	دل تنگ ہجوم درد و محن
زخم نو ہمنشین داغ کہن	نفس گرم و شعلہ افشانی	سوز تقریر دوزخ ثانی
جھڑے پھول نکلے بدلے ثمر سے شرر	رشک گلزار آہ آتش بار	شعلۂ آہ سے فلک بیتاب
گوشت ہم داغ ماہی بے آب	بیخودی مین نہ ہات کا سر پانون	اڑ گئے ہوش رکھے کہ سر پانون

چاک دل کشتۂ زعفران دیدہ | رخ گلگون گل خزان دیدہ | بیتاب و بیقرار دل کو تڑپن کلیجے

مین پھڑکن آہین گرم منھ سے نکل رہی ہین ہڈیان سوز تپش عشق سے جل رہی ہین مست جام محبت چہرہ صاف پر گرد کلفت آنکھین مشتاق دیدار دلکو جستجوے یار ہاتھ کہتے ہین گریبان چاک کرو پاؤن دوڑتے ہین کہ بیابان نجد مین چلو مجنون سوختہ بخت سے ملاقات ہوگی وہ فن عشق کے استاد ہین انکو سبق کتاب مکتب عشق خوب یاد ہین اشعار

جان کو درد یہ فسانہ ہای
ہوگئے آہ مبتلاے فراق

جسم کیا ہی کہ قید خانہ ہی
پڑ گئی سر پہ اب بلاے فراق

اس رنگ سے وہ گلعذار قریب در باغ پہونچی قصد تھا کہ داخل باغ ہون بخت نارسانے رسائی کی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز کان مین آئی پروین نے کہا حضور وہ دیکھیے سامنے زیر دیوار باغ ایک گھوڑا کھڑا ہی مگر زین ڈھلکا ہوا ہی شاید اپنے سوار کو گرا کر آیا ہی ایک نے کہا باگین بھی کٹی ہین ایک نے کہا تھوتھنی خون سے لال ہی خون سے رنگین بال ہی ملکہ دوڑی دیکھا ایک جوان دریاے خون مین نہایا ہوا زیر دیوار باغ بیہوش پڑا ہی مگر قبضۂ شمشیر ہاتھ سے نہین چھوٹا کنیز نے کہا حضور سوار بھی پڑا ہی مگر کسی نے مار ڈالا ہی کوئی کنیز ڈر کے قریب نہین جاتی مگر کشش عشق ملکہ کو کھینچتی ہی جب ملکہ بڑھتی ہی کنیزین مانع ہوتی ہین کہ واری مُردے کے قریب نہ جایئے ملکہ نے کہا او نالائقو نفس کی صدا بلند ہی مُردہ یا زندہ کسیکو کہا جائیگا پروین نے کہا واری روشنی منگاتے ہین مگر جانے سے اور دیکھنے سے مراد کیا ہی ملکہ نے کہا ای پروین کسی غریب کی خدمت کرین دل اسکا راضی ہو اسی وجہ سے اس مسافر کی جان بچے زندان رنج مصیبت چھٹے شمع رخسار کو اشارہ ہوا جلد روشنی لا احوال روشن ہو یہ کون غریب ہی زیر سایۂ دیوار باغ پناہ لی ہی رحم کا مقام ہی نہین معلوم کون گمنام ہی ان باتون کو سنکر شمع رخسار جل گئی بڑبڑاتی ہوئی جلی روشنی لائی اب جو نگاہ ملکہ کی پڑی جسکے تیغ ابروے خونخوار سے خود زخمی ہوئی ہی اسی جوان کو زخمدار پایا بہ نگاہ اول ہی پہچان لیا کہا ای پروین خدا جھوٹھ نہ بلوائے یہ تو وہی داماد نوشیروان شوہر ملکہ مہر نگار ہی کسقدر زخمدار ہی یہ کہکے فرش خاک پہ بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزین ہان ہان کہکے دوڑین دیکھیے واری کپڑون مین خون بھر جائیگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خون زخمون کا اپنے دوپٹے سے پاک کرنے لگی اب تو مجبور کنیزین بھی قریب آئین بیقرار ہوکر کہا صاحبو اٹھا لیچلو ہاتھون ہاتھ جیسا جتنقر الٰہ

کو لیکر باغ مین آئین مسند پر لاکر لٹایا طشت و آفتابہ منگایا زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا چونکہ فنون سپاہ گری کا ذوق ہی ٹانکے زخمون مین اپنے ہاتھ سے دیئے مگر روتی جاتی ہی سب زخمون مین امیر کے ٹانکے دیکر پٹیان مرہم کی چڑھائین ناگاہ رستم زخمدار ماہ تابان شفاخانۂ شفق مغرب مین براے علاج داخل ہوا و سہراب زرین پوش بصد جوش و خروش پشت اشہب فلک پر سوار ہو کر وعدہ گاہ عالم مین گرم عنان ہوا شعاع نورانی چہرۂ انور سے پر نور جہان ہوا اشعار صبح

صبح کہ قندیل زر آفتاب
یافت ز انوار فلک انقلاب
شعلہ زد از گنبد نیلی قباب
جوہری چرخ جواہر فروش
مہرۂ مہر از دل صندوق چرخ
کرد عیان دانۂ در خوش آب

چھپر کھٹ پر صاحبقران کو لٹایا آپ کرسی پر روال ہاتھ مین مگس رانی کر رہی ہی گلچینی گلشن جمال مین مصروف ہی کہ صاحبقران زمان نے آنکھ کھولی دیکھا سامنے کرسی پر ایک ماہ جبین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار سمن بو خوشخو سنبل پیچان گیسو خنجر خونریز ابرو چشم جادو خال ہندو شعر بہر خندہ کز لب بر انگیختے ✤ نمک بر دل خستگان ریختے ✤ دیگر زلف معنبر برہنہ رو بیت تیرہ شب است و وادی موسا ✤ جائے صبر م در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ✤ ایک جانب باغ بہشت آئین پر نگاہ پڑی نہایت سرسبز و شاداب گلہاے رنگارنگ سے معمور چمن ہاے طولانی ہر نخل لاثانی طائران خوش الحان مصروف ثناے باغبان کن فکان نہرین آب صاف و شفاف سے مملو نخل شمشاد لب جو قمریان مصروف حق سرہ فاختہ کی صداے کوکو صاحبقران نے حیران باغ اور جمال اس حور پیکر کا دیکھکر دل سے کہا شکر پروردگار عالم شعر للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ✤ بانہ آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید ✤ چونکہ راہ مین پروردگار کی جہاد کیا اسکی رحیمی و کریمی سے یہ باغ بہشت عنبر سرشت واسطے رہنے کے ملا یہ حور بیقصور سراپا نور رب غفور نے براے خدمتگزاری مرحمت فرمائی ملکہ نے جو صاحبقران کو عالم حیرت مین دیکھا شرما کے سر جھکا لیا پروین کو اشارہ کیا وہ قریب آئی کہا کیون شہریار مزاج کیسا ہی شربت انار مین حاضر ہی نوش فرمایئے اب امیر نے اپنے دست و پا کو دیکھا پٹیان مرہم کی زخمون پر اب سوچے کہ مین زندہ ہون فرمایا کیون صاحب یہ کیا مقام ہی اس ماہ پیکر حور سرشت کا کیا نام ہی پروین نے کہا ای شہریار آپ جنگ سے زخمی ہو کر زیر دیوار ہماری ملکۂ عالم کے باغ کے گرے حضور کو رحم آیا اٹھوا لائین علاج کیا

قصد ہی کہ آپکو صحت حاصل ہو ایک بندۂ خدا کی جان بچے اسواسطے یہ اہتمام ہی صاحبقران اُٹھ بیٹھے کنیزون نے شربت انار وغیرہ پیش کیا امیر نے فرمایا جنکے ہم مہمان ہین وہ مرحمت فرمائینگے تو ہم پیئین اگر زخمی کو اُٹھا لائین تو مسیحائی فرمائی ملکہ نے شربت اپنے ہاتھ مین لیا کہا تو صاحب پیئو صلاح نشد بلا شد ہم غریب الوطن جانکر اُٹھا لائے زخم وزی کی اُسپر یہ نخرہ ہی امیر نے ہاتھ تھام کر کہا ای شاہنشاہ خوبی وای رنگ وبوئے گل حدیقۂ محبوبی بار احسان سے تمہارے سرخم ہی مگر اس شربت کے پینے مین عذر اہم ہی تمہارا مذہب کیا ہی پروین قہقہہ مار کر ہنسی ملکہ نے بھی دوپٹے سے مُنھ چھپا لیا امیر نے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ ملا امیر نے جام شربت ہاتھ سے رکھدیا کہا صاحب جبتک اسکی شرح نہو گی تمہارے ہاتھ کا کھانا پینا حرام ہی خاص مقدمۂ مذہب مین کلام ہی ملکہ نے مُسکرا کر جواب دیا صاحب کوئی نازہ اُٹھاتا ہی کسی سے لڑنا پڑیگا فرمایئے تو کہ کیا کرنا چاہیئے مہمان کا بہر نوع پاس لازم ہی صاحبقران نے کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہا دل سے وحدانیت کا اعتقاد کرو دم اُسکی یکتائی کا بھرو پیغمبر پروردگار کے بھیجے ہوئے برحق ہین لقا پرست وساحری پرست کافران مطلق ہین پیدا کرنیوالے سے محبت دشمنون پر لعنت یہی مذہب حق کا اعتقاد ہی ملکہ نے طرف پروین کے دیکھا مسکرا کر کہا اس عبارت کا یاد ہونا دشوار ہی مگر مہمان کی دلشکنی مناسب نہین تُتلا تُتلا کے عرصۂ دراز مین الفاظ کلمۂ طیبہ ادا کیے پروین وزیرزادی نے بھی مع کنیزون کے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوئی اب صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا ملکۂ ماہ عالم افروز پہلو مین صاحبقران کے بیٹھی دلنواز گائن سامنے آئی تسلیم کی بیٹھی ملکہ نے اشارہ کیا ساز درست ہوئے دلنواز نے بصد سوز وگداز یہ غزل شروع کی غزل جلال

کردے خبر اُس خانہ برانداز سے کوئی　روتا ہی کہین درد کی آواز سے کوئی
کہتی ہی شب وصل کہ تجھسا بھی نہوگا　غافل فلک تفرقہ پرداز سے کوئی
اللہ رے غمزے ترے ای موت شب ہجر　معشوق بھی آتا نہین اس ناز سے کوئی
کچھ تھے دم عیسی جو ترے طرز سخن سے　زندہ نہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی
جو دل مین ہی اُس سے نہوئی آنکھ بھی محرم　یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی

کچھ اپنی خبر رکھتے نہین بیخبر عشق
انجام سے واقف ہی نہ آغاز سے کوئی

کیا وحشت صیاد ہی مرغان چمن کو
روتا نہین شبنم صفت آواز سے کوئی

دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے
ڈرتا نہین یون عشق مین غماز سے کوئی

دیتا نہ جواب اَرِنی یار سر طور
پہچان نہ جائے تجھے آواز سے کوئی

کاٹا ہی پرون کو مرے صیاد نے کیونکر
پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی

بیچا ہی جو قاتل سے کرے خون کا دعوے
کشتہ کوئی شوخی سے ہوا ناز سے کوئی

رکھتے ہین جلال ایک روش مضطرب شوق
تھکتا نہین منزل مین تگ و تاز سے کوئی

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی دماغ تر خیال خیر و شر دور قلب عاشق و معشوق مسرور ساری رات فرحت و انبساط مین گذری بوقت سحر شمع ہائے مومی و کافوری لہرائین نازنینان ماہ رخسار کے چہرون پر اداسیان چھائین باغ رنگ بہار سے مملو درختون پر طائران زمزمہ سرا فرش مین جابجا شکن پروانون کے جلنے سے محجوب شمع لگن باسی ہارون کا جابجا انبار پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آب شبنم سے چہرون کو دھویا فلک اس محفل عاشق و معشوق کو دیکھکر شبنم کے اشکون سے رویا ملکہ ماہ عالم افروز کی انکھڑیون مین جاگنے کا خمار متوالی دنک ماہ رخسار

وہ کلمۂ داستان شاہنشاہ زرّین علم کے بیان ہوتے ہین

یہ لڑائی کا تھکا ماندا سبکو آکر خواب خرگوش مین مبتلا ہوا بوقت سحر لباس سرخ پہنا خونخوار بنا تخت پر آکر بیٹھا تمام اہالیان دربار جمع ہوئے مگر کل افسر حیران و پریشان کوئی عرض کرتا ہی میرا بازو ٹوٹ گیا برابر کا بھائی قتل ہوا ایک کہتا ہی آنکھون کا نور جاتا رہا جوان بیٹا مارا گیا شاہنشاہ زرّین علم ایک ایک کو تسکین دیتا ہی کہ یارو نہ گھبراؤ یہ لوگ محبت خداوند لقا مین قتل ہوے ہین بڑا شرف یہ ہوا دشمن اعلی خداوند کا پکڑا گیا اُسکا سر نوک نیزہ پر رکھکر چلین گے نام اور تن کے لگکو قدرت سے کہکر سبکو زندہ کرائینگے باغی کے قتل کے عوض مین ہم طرۂ پیغمبری پائینگے یہ مژدہ جان بخش سُنکر سردارون کو تسکین ہوئی عرض کی حضور جلد قیدیان بلا کو طلب کرین سر سبکے لیکر خدمت مین خداوند کے چلین زرّین علم نے فوراً حکم دیا حمزۂ عرب کو مع ہوشنگ دزد جلد لاؤ دربار مین حاضر کرو دفع حجت ضروری ہی اسشاید مجبور ہوکر خداوند لقا

کو سجدہ کرے یہ بھی مشہور ہی کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوندی ہی قدرت کو دل سے
اسکی سرکشی پسند ہی داروغہ جہل خانے کا گیا قیدیون کو نکالا ہوشنگ نوجوان آگے
دس جوان پشت پر پریشان و مضطر طوق و زنجیر مین مسلسل اس طور سے دربار گہر بار شاہنشاہ
زرین علم مین آئے ہوشنگ نوجوان نے پکار کر مثل اہل اسلام سلام کیا دس جوانون کے
نعرے سے بارگاہ تھرائی لوگون نے دیکھا کہ صاحبقران زمان ان قیدیون مین نہین ہین
شہنشاہ زرین علم نے گھبرا کر داروغۂ زندان خانہ سے پوچھا حمزہ عرب کیا ہوا داروغہ نے
عرض کی دس جوان مجھکو ملے مسلسل کر کے مین نے قید کیا پچاس جوانون سے شب بھر پہرا دیا
غلام خود جاگا کیا قید خانے سے تو کوئی قیدی نہین بھاگا بادشاہ نے ہوشنگ سے پوچھا تیرا آقا
کہان ہی ہوشنگ نے کہا وہ شیر بیشۂ جرات لڑتا بھڑتا نکل گیا ہوگا اُس درندے پر یہ روباہ
خصال کیا ہاتھ ڈالتے مین زخمی ہو کر رہگیا اسوجہ سے گرفتار ہوا اب تو شاہنشاہ زرین علم
گھبرایا نگہبانان در قلعہ کو بلایا اُنسے پوچھا شبکو بعد اختتام جنگ کوئی زخمدار لڑتا ہوا بیرون قلعہ
نکل گیا اُنھون نے عرض کی جب لڑائی شروع ہوئی تھی ہمنے دروازے بند کر کے قفل ڈال دیا تھا
شب بھر دروازہ نہین کھلا اسوقت تک وہی بند و بست ہی کون عالم مین ایسا زبردست ہی
کہ ہماری آنکھون مین خاک ڈالکر چلا جاتا اب شاہنشاہ نے وزرا سے صلاح کی کیون یارو
تمہارے نزدیک حمزہ پر کیا معرکہ گذرا سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہماری راے مین یہ ہی
کہ یا تو اس شہر مین اُسکا کوئی دوست تھا وہان جا کر مخفی ہوا یا کسی کوچے مین گرا ہر کارون کو حکم ہوا
تلاش کرین مگر ان سبکو قتل کیجیے بادشاہ نے کہا جلاد کو بلاؤ اُسی وزیر نے دست بستہ عرض کی
حضور ایسے سرکش کو اسطرح مخفی قتل کرنا مناسب وقت نہین ہی آج دنکو اشتہار دیجیے کل بوقت سحر
بیرون قلعہ تمام اہالیان شہر جمع ہون مجمع عام مین قتل ہون دیکھنے والون کو عبرت دوستون
کو عشرت بدخواہ ملول خیر خواہون کو فرحت حصول بادشاہ نے اس راے کو پسند کیا نمونۂ قدرت
خدا ظاہر ہوا بموجب مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ۔ بادشاہ نے حکم دیا قیدیون کو
لیجاؤ ڈھنڈورا پٹے اشتہار چسپان ہون منادی یہ بھی ندا کر دے کہ حمزہ صاحبقران زخمی ہو کر
غائب ہو گئے جو اپنے گھر مین جگہ دیگا مغضوب درگاہ خداوندی ہوگا اور جو اُسکو گرفتار کرے گے

لائیگا یا خبر مفصل بتائیگا خلعت و انعام و جاگیر پائیگا تمام شہر مین یہ معرکہ مشہور ہوا کہ ہوشنگ فرزند
کل بوقت سحر دار پر کھینچا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا مگر زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران
زمان باغ مین ملکہ ماہ عالم افروز جلوہ فرما ہین دن بھبھی فرمایا کیے ملکہ بس اب مجکو جانے دو
مین دربار مین تمھارے باپ کے جاؤن بیجا نامرد کو سزا دون نہین معلوم میرے ہوشنگ
نوجوان پر کیا گذری گرفتار ہوا یا علف شمشیر آبدار ہوا ملکہ انجام نہ سمجھی کہا حضور باہر نہ جائین
خبر منگائے دیتی ہون ابھی تو حضور کے جسم پر زخم بے انتہا ہین اس مصیبت مین مبتلا ہین یہ کہکر
شمشاد کو حکم دیا دریافت تو کر شہر مین کیا غلغلہ ہی ہوشنگ نام لیکر پوچھنا یہ شخص قیدی یا کہین
نکلگیا لفظاً لفظاً دریافت کرکے آنا شمشاد اکڑتی ہوئی مردانہ لباس پہنکر واسطے خبر کے نکلی اب
وقت شب ہی ملکہ نے صحن باغ مین فرش بچھوایا چاندنی دیکھنے کا سامان کیا امیر مسند پر پہلو مین یہ
ماہ پیکر انیس جلیس سامنے حاضر ہین قریب ہی کہ صحبت رقص و سرود شروع ہو آفتاب عیش
طلوع ہو کہ سامنے سے شمشاد تھر تھر کانپتی ہوئی بدحواسی مین ہانپتی ہوئی آکے منہ کے بھل گری ملکہ
نے کہا خیر تو ہی عرض کی واری کل شبکو ہوشنگ مع دس جوانون کے پکڑ لیا گیا سبھون نے جانا
صاحبقران کو بھی گرفتار کرلیا صبح کو شاہ نے دربار مین بلایا حضور کو نپایا ہرکارے کوی برزن
مین پھر رہی ہین ہمارے حضور کی بڑی تلاش ہی ہوشنگ کے واسطے قتل کا حکم ہوا ہی صبح
کو بیچارہ مارا جائیگا مہجور آہن کلاہ بھائی قنطور گمراہ کا مع پچاس جوانون کے زندان خانہ کا
نگہبان ہی دنگل پڑ بیٹھا جاگ رہا ہی حکم ہی اسطرف سے کوئی راستہ بھی نہ چلے لونڈی اپنی آنکھون
سے دیکھکر آئی سارے شہر مین ہنگامہ ہی اس بیچارے کی جوانی پر لوگ روتے ہین یہ خبر وحشت اثر
سنتے ہی صاحبقران قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا اس مردود کی کیا مجال ہی کہ جو میری زندگی مین
میرے دوست کو قتل کرے خود سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی ملکہ گھبرائی دامن سے لپٹ گئی
کہا کیون شہریار کیا قصد ہی امیر نے فرمایا اب جاکر مین دوست صادق محب واثق کو رہا کرونگا
یا اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا اے شہریار مہجور آہن کلاہ بڑا زبردست ہی اپنے بھائی قنطور سے
زیادہ مغرور صاحب کبر و نخوت آتش خو شعلہ مزاج وہ وہان نگہبان ہی پچاس افسر اسکے ہمراہ ہین
آپ از خدا رہ یکہ و تنہا وہان نجائیے کنیز کی جان بچائیے اگر دشمنون پر کوئی افتاد پڑی مین ہمیشہ

کیا کرونگی کنج باغ مین تڑپ تڑپ کے مرونگی میری کنیزین گھوڑے پر سوار ہونا خوب جانتی ہین ایک کو نامہ لکھکر دیجیے طرف اپنے لشکر کے روانہ کیجیے فوج ظفر موج طلب فرمائیے جب فوج قریب آجائے یہان سے نکل جائیے فوج ساتھ لیکر مقابلہ کیجیے مین تنہا نجانے دونگی صاحبقران زمان نے کہا ملکہ تم اس مقدمے مین نہ دخل دو ورنہ ہماری تمھاری محبت نہ نبے گی بڑے شرم کی بات ہی کہ ہمارا سردار قتل ہو جائے ہم محفل عیش و نشاط مین بیٹھے رہین مردان عالم کیا کہین گے صحبت صاحبان سیر و شمشیر مین بیٹھنے کے لائق تر ہینگے یہ کہکر فوراً صاحبقران یکہ و تنہا اُٹھے غصہ مین جو امیر نے یہ کلمات فرمائے ملکہ ڈر گئی رونے لگی جواب نہ دے سکی صاحبقران نے سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مارا تیغہ برق نظیر کمر سے لگایا ملکہ نے پلٹ کر پروین سے کہا کیون بوا یہ بڑے طوطا چشم ہین اسوقت تیور ہی اور ہین جام صہبائے بیوفائی کے دور ہین ای پروین آنکھون کو دیکھکر مین ڈر گئی دونون ابروے خمدار غصہ مین ہل رہی ہین گویا دو تلوارین چل رہی ہین گیسوون کو غصہ مین پیچ و تاب ہی کہ ناگنیا اُچھل رہی ہین جبین پر شکن موجۂ دریائے قہر ہی عکس زلف عنبرین آئینۂ رخسار پر یار سیاہ کی لہر ہی

نظم جلال

دیکھین آئینے مین وہ اپنی ذرا چین جبین	کبھی اُنپر بھی تو آئینہ ہو آئین جبین
مانگ ہی آرہ کش دل نہین سر پر اُنکے	تیغ کھینچے ہوے ابرو بھی ہین پائین جبین
خوف اِسکا ہی کہین صبح نکر دے شب وصل	خندہ زن ہوکے تمھاری گل نسرین جبین
چاند کو دبدبہ اُس رُخ کا دبا لیتا ہی	روکش عرش ہی اللہ ری تمکین جبین
چہرۂ یار کی تصویر جو ہی پیش نظر	مانگ کی مدح کبھی ہی کبھی تحسین جبین
خانہ زادون مین تری چشم کے ہین خشم و غضب	ہی اگر چین جبین بندۂ دیرین جبین
مشورہ کرتی ہی کیا جانے مرے قتل مین کیا	شکن ابروے پُرخم سے تری چین جبین
عرش مین جھولتی ہی یار کی تلوار جلال	اُس ستمگار کے ابرو نہین پائین جبین

رعب و ہیبت صاحبقران دیکھکر ملکہ ماہ عالم افروز با جگر پر سوز عقب مین صاحبقران کے پریشان حال قلب پر ہجوم غم و ملال چلی آتی ہی آنکھون سے آنسو جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا آئینہ رخسار پر حیرانی زلف شبگون سے روشن پریشانی کبھی جھپٹ کر صاحبقران کا

دامن تھامنا عرض کی ای شہریار ہمسے صدمۂ فراق نہ اُٹھیگا ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے ہماری مشکل آسان کیجیے اگر آپ کے دشمن کسی آفت مین پھنسے آپ رستم وقت ہین شاید لڑ بھڑ کر نکل گئے یہ خبر مخفی نرہیگی باپ کو ضرور پہونچے گی یہی کنیزین جا کر سب حال کہین گی یہ شفقتلین خاموش نرہینگی فرمائیے وہ ہمارے ساتھ کیا کریگا نہین معلوم کیا ذلت و رسوائی ہو ایک اور راز کی بات ہی وہ آپ سے کیونکر چھپاؤن چند دن گذرے کہ مجھ سوختہ بخت کی تصویر کسی تاجر نے یاقوت شاہ جبرئیل قدرت لقا کو پہونچائی اُس بیحیا نے بہت پسند کی فرمان بنام والد نامدار آیا کہ اپنی دختر کو بطور ڈولے کے سوار کر کے روانہ کرو یہان بہت خوشیان ہوئین مجھکو خود بخود ملال تھا باپ نے چھ مہینے کا وعدہ کیا تھا وہ زمانہ گذر چکا ہی سامان جہیز تیار اقرار مدار ہو چکا ہی یہ لقا بیحیا سُنیگا انصاف فرمائیے کہ میرے لیے کیا قیامت ہوگی صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای ملکۂ عالم مرد سپاہی واسطے ناموس کے سب کچھ کرتے ہین جان دینے پر آمادہ ہوتے ہین اب تم ہمارا ناموس ہو ممکن ہی کہ کوئی خدانخواستہ تیر دست انداز ہو حکم قضا و قدر مین کسکا اختیار ہی بندہ ہر وقت مجبور و ناچار ہی اگر شاید قضا ہمکو لیئے جاتی ہی قتل ہو جائین کوہ عقیق گلزار سلیمانی مقام ہی تم فوراً اپنے کو وہان لشکر مین پہونچانا میرے سرداران نامدار و فرزندان عالیوقار تمکو باعزاز و اکرام پہنچائینگے سر و ہاے چشم مین جگہ دینگے اور یا بچول قوت الٰہی جو میری نیت مین ہی یعنی جا کر مجبور آہن کلاہ کو قتل کیا ہوشنگ کو چھڑا لیا تو مین یہین باغ مین آتا ہون ملکہ نے بہ نگاہ یاس چہرۂ بے نظیر کو دیکھا اسقدر روئی کہ دامن و گریبان تر کر دیا شدت گریہ مین منہ سے نکلگیا شعر گئے تم اُدھر اور موئے ہم یقین ہی ٭ کوئی دم جیتے تو دم واپسین ہی ٭ وہ دن اور وہ وقت ای شہریار خدا نہ دکھلائے کہ بدون آپ کے لشکر اسلام مین جاؤن آپ کے محلات معلّات مجھ بدنصیب کو کیا کہین گے کون صورت دیکھے گا کوئی سبز قدمی کوئی بھنڈ پیری کہیگا صاحبقران نے آنسو دامن سے ملکہ ماہ عالم افروز کے پاک کیے فرمایا ہمارے لشکر مین یہ طریقہ نہین کیا مجال جو تمکو کوئی ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے انشاء اللہ ہم خود تمکو اپنے ساتھ لیچلینگے ملکہ رونے کے بدلے دعا کرو ہمارے دل کو صدمہ ہوتا ہی تمہارے خیال سے جنگ و جدل مین فرق آئیگا عین وقت پر دل گھبرائیگا

ملکہ ناچار ہوئی صاحبقران یکہ وتنہا سیاہ دوشالہ اوڑھے ہوئے تیغہ عقرب سلیمانی بغل
مین رہروی کرتے ہوئے چلے شب تیرۂ وتار مین ملکہ ہٹ پر دروازے کے ہاتھ رکھے
بحسرت دیکھ رہی ہی صاحبقران آنکھون سے مخفی ہوئے آہ کر کے بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے
مُردنی چہرے پر ہاتھ پانؤن بیحس وحرکت پروین نے ملکہ کو اُٹھایا کنیزین روتی ہوئی ساتھ
کہتی ہوئی کہ ہائے اس ماہ فلک حسن کو تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا عیش وراحت مین
ہم سب کی فرق آیا ملکہ پر گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصۂ دراز آنکھ کھولی پوچھا کیون
پروین صاحبقران آئے عرض کی واری ابھی تو پہونچے بھی نہون گے گھبرا کر اُٹھ بیٹھی کہا
صاحبو برائے خدا ہم پر احسان کرو تم سب صاحب مجھکو اپنی لونڈی جانو ذرا جا کر خبر تو لاؤ اگر
اُنکے دشمنو پر نوع وگر ہو تو مین بھی اپنی جان دون دام ذلت مین نہ پھسون غنچہ دہن بول اُٹھی
واری مین جاتی ہون بہت اچھی خبر لاتی ہون ملکہ نے کہا غنچہ دہن تیرا مُنھ موتیون سے بھر دونگی
نہال کر دونگی غنچہ دہن مردانے کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی ملکہ صحن باغ مین آکر کھڑی ہوئی
موے مشکین پریشان کیے طرف آسمان کے ہاتھ اُٹھائے پکاری اے آسمان کے خدا میرے نادیدہ
میرے وارث کو مجھسے زندہ ملانا مجھ سوختہ بخت کو روے تاریک شب سیاہ نہ دکھانا دشمن
سب اندھے ہو جائین وہ بے تکلف اپنے رفیق کو چھڑا لائین ایک کنیز نے کہا واری مجھکو
ایک ٹوٹکا یاد ہی دیوالی کی کلھیا مین چولھے کی راکھ بھر کر دیوار مین گاڑ دیجائے سب دشمنون کا مُنھ
بند ہو جائیگا پیر دیدار کا کونڈا مانیے بی ترت پھرت کی ہڑیا بی ٹیک کی سپیاری پیر ملٹھو
کو جوتیان یہ سب ٹوٹکے آزمائے ہوئے ہین ملکہ نے کہا نذرین مانو مین نقد جان دینے کو حاضر ہون
تم کو اختیار ہی میرا مالک پروردگار ہی مین اپنے وارث کو اُسی سے لونگی رتجگا کرونگی یہان
باغ مین یہ حال ہی کہ ملکہ ماہ عالم افروز دعا مین مصروف ہی مگر صاحبقران گلی کوچے کو طے
کرکے سامنے قید خانے کے پہونچے دو پہر سے شب گذر چکی ہی زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی ہی
ہر کوچے مین سناٹا صاحبقران نے دور سے دیکھا چوراہے پر آہن کلاہ سلاح جنگ سے آراستہ
پچاس جوان گرد شتر الجواری کر رہے ہین اُس مکان کا دروازہ کھلا ہی جس مین ہوشنگ مع
دس جوانون کے قید ہی مہجور مغرور شراب پیتا ہی دُرد قیدیون پر پھینکتا ہی زبان تشنیع کھول

رہا ہی کہتا ہی او ہوشنگ اب صبح کو قتل کیا جائیگا اپنی سرکشی کی سزا کامل پائیگا ہوشنگ جوانمرد کہتا ہی او بیحیا اگر نامردون کے ہاتھ سے قضا آئی کیا خوف شکر ہی خدا کا کہ راہ ضلالت سے نکلا آب چشمۂ ہدایت سے سیراب ہوا امیر آقا زندہ نکلگیا میرے خون کا بدلہ لیگا تم ایسے نامردون کو کتّے کی طرح قتل کریگا جب یہ ہوشنگ نے کہا مہجور بیحیا غصّہ مین اٹھا یہ کہتا ہوا ہم کو کتّا بناتا ہی ابھی سر کاٹ لونگا یہ جو حال پُر ملال صاحبقران نے دیکھا کہ مہجور قتل کرنے کو ہوشنگ کے جاتا ہی تاب نہ آئی قبضے پر تیغۂ سلیمانی کے ہاتھ ڈالا نعرہ کیا

نعرۂ صاحبقران عالیشان

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر ہر کشان جملہ در خاک کرد

نعرۂ صاحبقران سے زمین کانپی مہجور مغرور پلٹا دیکھا کہ صاحبقران تلوار کھینچے ہوئے قریب آگئے پلٹ پڑا ہوشنگ نوجوان نے جو اپنے آقائے نامدار کو دیکھا روح کو راحت قلب مین قوت آگئی جسطرح بنا قید کو توڑ ڈالا آواز دی آقا غلام بھی آیا مہجور نے دیکھا ادھر سے صاحبقران شیرانہ اُدھر سے ہوشنگ نوجوان پلنگانہ بپھرے چلے آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو آواز دی یارو لینا قیدی بگڑ گیا حمزہ کہان سے آیا جلد دونون کو قتل کرو پچاس جوان تلوارین پکڑ کے اُٹھے ہوشنگ پہلوان زبردست پیشۂ قزاقی جس سپاہی کے لپٹ گیا دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر کھینچ لیا کسیکو چیر کر پھینک دیا کسیکی تلوار اٹھالی اپنے ساتھ والون کی قید کاٹی زخم کھائے مگر رفیقون کو چھڑا لیا صاحبقران زمان لڑتے ہوے برابر مہجور بے ایمان کے پہونچے للکارا او بیحیا مردان عالم پر یہ بدعت اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تیغۂ عقرب سلیمانی پر گانٹھا وار کو اُسکے روکیا خبردار کہکے برق شمشیر چمکائی سر پر اُس خودسر کے ضرب تیغ بیدریغ لگائی آئینۂ شمشیر مین اُس نامرد کو جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار مثل برق گری سپر کٹی یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا تلوار آبدار نے زمین پر بوسہ دیا مہجور دو ٹکڑے ہوا اوس پانچ جوان ہوشنگ نے مارے باقی بھاگنے لگے امیر نے فرمایا اے برادر ہوشنگ خبردار انمین سے کوئی بچکے نجانے پائے ورنہ وقت شب ہی ہنگامۂ قیامت برپا ہوگا اب تو ہمراہیان ہوشنگ نے

گھیر کر نامردون کو مارا بھاگ کر ایک نہ جانے پایا رات بہت قلیل باقی ہو کہ صاحبقران نے قتل سے اُن تیرہ بختون کے نجات پائی مظفر و منصور ہوئے ہوشنگ دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا ساتھ والے گرد پھرنے لگے ہوشنگ نے پوچھا حضور کیونکر بچے اس شہر نامردان مین کہان رہے امیر نے فرمایا اب ساتھ آؤ سب احوال معلوم ہو جائیگا مین نے تمھاری خبر قتل سُنی شکر ہو کہ وقت پر پہونچا مطلب دل حاصل ہوا اِن دس جوانون کو ساتھ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلے مگر دریائے خون مین نہائے ہوئے یہان باغ مین ملکہ ماہ عالم افروز مصروف دعا کنیزین دوڑ دوڑ کر جاتی ہین بیرون باغ اندھیرا دیکھکر پلٹ آتی ہین ملکہ ایک ایک سے پوچھتی ہو کیون صاحبو کیا دیکھا ہائے افسوس وہ اکیلے وہان نامردون کے ریلے خدا اُنکو بچا کے لائے کہ سامنے سے شمشاد دوڑی ہوئی آئی کہا وارے مَی کچھ لوگ آتے ہین مگر سبکے لال لال کپڑے ہین ڈر کے مارے آگے نہین گئی تلوارین بھی چمکتی ہوئی ہاتھ مین ہین ملکہ دوڑی افتان و خیزان در باغ سے باہر نکلی اب جو دیکھا آگے آگے صاحبقران عقب مین دس نوجوان امیر کی کہنی سے خون ٹپکتا ہوا تیغہ کھچا ہوا ملکہ نے بہ نگاہ اوّل صاحبقران کو پہچان لیا دوڑ کر لپٹ گئی دوپٹے سے خون زرہ کا پونچھنے لگی کہا کیون شہریار کوئی زخم تو نہین کھایا میری دعا نے آپکو یہان تک پہونچایا یہ پشت پر لوگ کون ہین امیر نے کہا ہمارا رفیق ہوشنگ نوجوان ہو عنایت سے پروردگار کی چھچورہ کا معشوقہ مرگ سے وصال ہوا نگہبانون کو بھی واصل جہنم کیا اب چلکر ایک قصر معقول ہمارے رفقا کے واسطے خالی کرادو اتنے ملکہ خوشی خوشی اندر باغ کے آئی پکاری ای بوا پروین لو تمھاری دعا کی تاثیر سے صاحبقران زمان اپنے رفیقون کو چھڑا لائے بڑا کمرہ خالی کرو فرش و فروش سے آراستہ ہو شراب و کباب بھی پہونچاؤ وہ بھی تمھارے مہمان ہین تم سب صاحبون کے ہمپر احسان ہین پروین نے کہا واری خدا نے بڑا فضل شریک حال کیا قصر آراستہ ہین پردہ کرین ہم ہٹ جائین پھر مردانہ ہو ملکہ نے کہا پروین اُنکے رفیقون سے کیا پردہ ہو وہ سب تمھارے تابعدار ہین یہ باتین تھین کہ صاحبقران مع ہوشنگ نوجوان اندر باغ کے تشریف لائے ملکہ نے اشارہ کیا صاحبقران نے قصر مین لاکر ہوشنگ کو مع دسون جوانون کے بٹھایا کنیزون کو حکم دیا طشت و آفتابہ آیا اپنے دست حق پرست سے سبکے زخم دھوئے ٹانکے دیے

ہوشنگ کی نگاہ اُس اختر برج خوبی حسین و مہ جبین وزیرزادی ملکہ پروین پر پڑی شمع جمال کا پروانہ ہوا پروین نے بھی بہ نگاہ محبت اُسکو دیکھا اشارون سے صاحبقران کو بھی ثابت ہوا کہ ہوشنگ و پروین مین باہم اشارے ہوئے مسکراکر فرمایا کہ بی پروین اندر آؤ یہ بادشاہ ملک ہوشنگ ہمارا رفیق و شفیق جان بخش و محسن ہی پروین نے شرماکر سر جھکا لیا کنیزین اور خوش رو نوجوان امیر نے خدمت مین اُن سردارون کی چھوڑین پروین کو پہلو مین ہوشنگ کے جگہ دی امیر بارہ دری مین تشریف لائے ملکہ سے احوال پروین بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئی کہا اے شہریار ہوشنگ و پروین کو بھی اسی جلسے مین طلب کیجیے صحبت مین جگہ دیجیے اب ایک مقام پر جلسہ قرار پایا ہوشنگ و پروین ہر ایک جوان کے پہلو مین ایک ایک مہ جبین مسند پر صاحبقران و ملکہ ماہ عالم افروز جلسۂ عیش آراستہ جام مے ارغوانی گردش مین آیا یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ مگر شاہنشاہ زرین علم بوقت سحر آمادۂ قتل ہوشنگ تخت پر سوار ہوکر بارگاہ سے نکلا اُمرا رفقا حاضر ہوئے حکم ہوا گنہگارون کو لاؤ مہتر باد رفتار عیار شاہنشاہ کا دوڑا ہوا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا دروازہ کھلا ہی پچاس لاشے پڑے ہوئے نگہبان مُردہ قیدی ندارد سناٹا پڑا ہی باد رفتار گھبرا گیا حیران کہ کس سے حال پوچھون کون ہی جس سے دریافت کرون مُردے کیا جواب دینگے آخر پلٹا سامنے شاہنشاہ کے روتا ہوا آیا عرض کی حضور عجب طرح کا سانحہ درپیش ہی کہ سمجھ مین نہین آتا نگہبان سب مرے پڑے ہین رات کو کوئی اُن سبکو قتل کرکے قیدیون کو لیگیا ایک بھی نہین بچا جس سے حال شب کا دریافت کرون اندر شہر کے یہ غدر کہ سرکاری قیدی قید خانے سے نکل جائین نگہبان بیچارے سزا پائین شاہنشاہ زرین علم بہت گھبرایا خود ٹہلتا ہوا در زندان پر آیا دیکھا حقیقت مین جو باد رفتار نے کہا وہی صورت ہی سردارون نے کہا حضور مقام عبرت ہی کوئی مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا اتنا بڑا کام کر گیا باد رفتار نے کہا حضور یقین کامل ہی کہ ابھی کل گنہگار شہر مین ہین در قلعہ پر خوب انتظام ہی بادشاہ نے کہا اے باد رفتار ہر گھر کی تلاشی لو کوتوال کو حکم دو جلد اسکی فکر کرے باد رفتار نے کہا غلام آج ہی اسکی فکر کرتا ہی تمام شہر کو چھان ڈالونگا حضور بارگاہ مین چلین بادشاہ رنجیدہ کبیدہ پشت دست کاٹتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا باد رفتار بانہا سے

عیاری سے آراستہ ہوکر براے تلاش نکلا اُستادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ تین دن کے عرصے مین باور رفتار نے سارا شہر چھانا ایک ایک مکان کی خبر دریافت کی کہین پتا نہ ملا تیسرے دن قریب شام تھکا ماندا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شاہنشاہ کہین گنہگارون کا پتا نہین ملتا غلام ناچار ہی بادشاہ غصے مین تھرایا کہا او بیحیا مین تجھکو قتل کرونگا صرف آج کی شبکی مہلت ہی کل صبح کو تیرے واسطے سحر قیامت ہی تیرا ہی قول ہی کہ در قلعہ پر بخوبی انتظام ہی پھر یہ بے ادبی کسکا کام ہی باور رفتار کے ہوش اُڑ گئے سمجھا کہ ہوا بگڑی کا نپتا تھرّاتا اٹھا روتا ہوا باہر آیا شاگردون نے پوچھا اُستاد خیر تو ہی باور رفتار نے کہا بھائیو کیا کہون بموجب مثل دھوبی سے نہ جیتین گدھے کے کان اُمیٹھین وہ ہمارے بادشاہ کا حال ہی کوئی سرکش چونا لگا گیا غصہ مین ہمپر فرماتے ہین کل صبحکو تجھکو قتل کرونگا مین سارا شہر چھان چکا کوئی گھر باقی نہین رہا اب مین کہان جاؤن صرف باغ مین دختر شاہ ماہ عالم افروز کے نہین جانیکا اتفاق ہوا شاگردون نے کہا اُستاد شاید ملکہ کے باغ مین وہ باغی ہو باد رفتار نے کہا ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو وہ صاحب عصمت و عفت ہی اپنے باغ مین مردانہ پھول نہین رکھتی بڑے بڑے شاہان اولو العزم اُسکے نام پر مائل ہین اُسنے شادی نہین قبول کی اُسکو مسلمانون سے کیا کام شاگردون نے کہا ہم ملکہ عالم کو نہین کہ سکتے ہین شاید کوئی کنیز یا وزیر زادی نوجوان نے ایسا کام کیا ہو دشمنون کو چھپا رکھا ہو اُستاد جائیے دیکھ کے چلے آیئے باور رفتار نے کہا ہماری قضا ہی آپہونچی حکم شاہنشاہ سے کیا چارہ تم سبھون کے کہنے سے جاتا ہون دیکھ آتا ہون یہ کہکر مہتر باور رفتار افتان و خیزان حیران و پریشان طرف باغ ملکہ ماہ عالم افروز کے چلا یہان جس روز سے صاحبقران تشریف لائے ہین دروازہ باغ کا بند رہتا ہی خوف ہی کہ کوئی دراندازی نہ کرے قریب پہر رات کے گذر چکی ہی کہ مہتر قریب دیوار باغ ملکہ پہونچا دیکھا دروازہ بند ہی اندر سے گانے کی آواز آتی ہی سمجھا کہ ملکہ کو ہمیشہ سے ناچ گانے کا شوق ہی صحبت عیش آراستہ ہوگی پھر کچھ سوچکر پشت باغ پر آکر کمندباری جست کرکے سر دیوار آیا دیکھا صحن باغ مین شامیانہ باسلک ہاے مروارید استاد چوبین الماس نگار گلدستے کھنچے ہوے مسند ناز پر ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان ایک سمت ہوشنگ نوجوان آسکے پہلو مین ملکہ پروین مثل ماہ درخشان ونس جوان

شیر صولت اُنکے پہلو مین خواصان خاص انیسان با اخلاص دور جام بے اندیشۂ انجام چل
رہا ہی فلک کجرفتار رشک سے جل رہا ہی مہجور آہن کلاہ کا حال صاحبقران سامنے ملکہ
کے بیان کر رہے ہین اور فرماتے ہین ای ملکۂ عالم ہمکو کئی دنکا زمانہ گذرا ہمین معلوم لشکر کا کیا
حال ہی ہر وقت یہی خیال ہی لقا ایسا دشمن موجود ہی ساحران غدار طرف سے افراسیاب
ناہنجار کے چلے آتے ہین افسونگری کے کمال دکھاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد متفکر ہونگے
کل بوقت سحر بعنایت رب اکبر دربار مین تمہارے باپ کے جاؤنگا اگر مسلمان ہوا تو فبہا ورنہ
مکاری کی سزا دونگا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لونگا ملکہ دامن تھامے رو رہی ہی کہ ای شہریار
برای خدا یہ ارادہ نہ کیجیے ابھی تک کسیکو خبر نہین ہی طرف اپنے لشکر کے نکل چلیے اگر آپکو منظور
ہوگا کہ تسخیر قلعۂ آہن حصار کرون اپنے سردارون کو ساتھ لیکر آئیے گا میرے باپ کے پاس
فوج بے انتہا ہی وہ خود بھی زور و طاقت و شجاعت مین یکتا ہی ان چند کس سے کیا ہوگا ایسا
نہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑے میرے لیے بڑی خرابی ہوگی اگر یہی قصد کامل ہی تو مجھے پہلا ایک
ہاتھ لگائیے جھگڑا چکائیے صاحبقران فرماتے ہین ملکہ ان مقدمات مین دخل نہ دو کل صبح کو
ہم ضرور جائینگے مہتر باد رفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا ارادہ ہوا نعرہ کرون
نیمچہ کھینچکر جا پڑون پھر خیال کیا کہ یہ جوان قاتل قنطور آہن کلاہ ہی مہجور کو قید خانے پر جا کر مارا
پچاس جوانون کو اکیلے نے للکارا مین کیا کر سکونگا یہ سوچکر دیوار سے اُتر آیا دل سے کہتا ہو کہ بادشاہ
سے جا کر عرض کرون فوج لیکر آؤن مگر وہ تو جوان خود قصد کر رہا ہی کہ دربار شاہنشاہی مین جاؤن
اُسکے تیور سے ظاہر ہی جو کہتا ہی وہی کریگا یہ سوچتا ہوا دربار شاہنشاہی پر آیا ستارۂ سحری چمک
چکا ہی باغبان نیر اعظم گلچینی گلہاے ثابت و سیارگان کرکے گلدستۂ شعاع ہاتھ مین لیے بصد فرحت
و انبساط نظارۂ باغ عالم مین مصروف ہوا شاہنشاہ زرین علم چہرہ مرجھایا ہوا فکر و تردد
مین گھبرایا محل سے باہر آیا دیکھا کہ باد رفتار عیار خاموش کھڑا ہی بادشاہ نے کہا کہو مہتر صاحب
کچھ باغی کا پتا ملا مہتر باد رفتار تو جلا ہوا تھا کہا حضور ہان باغی باغ مین ہی گلچینی جمال گلعذاران
کی کر رہا ہی بادشاہ نے کہا مین یہ پہیلی نہ سمجھا کیسا باغ گلچینی کسے کہتے ہین گلعذار کیا چیز ہی بادشاہون
کے سامنے بے ادبی کی باتین کرتا ہی بڑا بدتمیز ہی بڑا شاعر ہی استعارے سے بھی ماہر ہی باد رفتار ۲۰

نے کہا حضور کیا عرض کرون آپ صاف صاف پوچھتے ہین صاحبقران زمان مع ہوشنگ نوجوان آپ کی صاحبزادی کے باغ مین موجود ہین تھوڑے عرصے مین ہنگامہ بپا ہوا چاہتا ہی وہ شیر دلیر بارگاہ شاہنشاہی مین گھس آئیگا قیامت ڈھائیگا صاحبزادی حضور کی منع کررہی ہین ورنہ ابتک آچکا ہوتا صاحبزادی حضور کی پہلو مین بیٹھی ہین پیار سے نخرے کررہی ہین کہ رہی ہین کہ مجھے اپنے لشکر مین لیچلو وہان سے فوج گران لیکر آؤ وہ شیر کہتا ہی ہم بیٹے مین آئے بدون شکار واپس نہونگے یہ روباہ خصال کیا کرسکین گے اگر وہ جوان دلیر ثابت قدم کو لے جرأت نہوتا تو شاہزادی صاحب اسکو لیکر نکل گئی ہوتین یہ الفاظ کھلات صاف صاف منھ بنا کر جو بادرفتار نے سامنے شاہنشاہ زرین علم کے کہے بادشاہ عرق خجالت مین غرق ہوگیا غصّے مین کانپا تلوار کھینچ کر کہا او مادر بخطا مجمع عام مین ہماری بیٹی کا نام لیتا ہی وہ کم بخت ان باتون کو کیا جانے کسی لونڈی باندی نے چھپایا ہوگا بادرفتار سامنے سے روبفرار لایا بادشاہ اسی قہر و غضب مین پشت مرکب پر سوار ہوا افسرون کو حکم دیا جلد فوج تیار ہو اگر جھوٹ نکلا تو اس ملعون کو دار پر کھینچونگا یہ کہکر جوش جرأت مین گھوڑے کو بڑھایا عقب مین سردار و سوار و پیدل چلے مگر ملکہ صحن باغ سے اٹھکر ہاتھ صاحبقران کا تھامے ہوئے جاتی ہی کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی وائی غضب ہوا در و دیوار کا کسیکو خیال نہ رہا مہتر بادرفتار بوقت شب اس جلسے کو آکر دیکھ گیا بادشاہ کو خبر کی وہ مع فوج آتا ہی ملکہ تو گھبرا گئی مگر صاحبقران نے فرمایا دیکھو ملکہ ہمارا کہنا نہ مانا مگر خیر وہ ہمارا بزرگ ہی ہم بڑھکر استقبال کرینگے ہوشنگ سے پلٹ کر فرمایا جلد گھوڑے تیار کرو ہتیار لگاؤ ملکہ نے کہا آپکا کیا ارادہ ہی امیر نے فرمایا اب بھی قصد پوچھتی ہو وہ نامرد مع فوج آتا ہی ناموس مین گھس آئے ہم بیٹھے دیکھا کرین یہ فرماکر ملکہ کا ہاتھ چھوڑ دیا گھوڑون پر کاٹھیان پڑ گئین امیر نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا پشت مرکب پر سوار ہوئے ہوشنگ بھی مع اپنے سردارون کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہولیا امیر باتوقیر نے فرمایا ای برادر ہوشنگ ہم آگے بڑھکے مقابلہ کرینگے تم در باغ پر ٹھہرو ناموس کی حفاظت کرو اگر ہمپر کوئی افتاد پڑے ملکہ کو قتل کر ڈالنا باغ مین تہلکہ کنیزین بدحواس چاہتی ہین بھاگ کر نکل جائین ملکہ مثل تصویر تصور خاموش در باغ پر بنگلہ ہی اسمین آکر ٹھہری دعائین مانگنے لگی مگر صاحبقران گھوڑے کو چمکا کر بیرون باغ آئے ہوشنگ

مسلح ہوکر مع اپنے سرداروں کے ہمراہ ہوا امیر نے کہا برادر جو ہمنے کہا ہی وہ کرو در باغ پر ٹھہرو
ہوشنگ نے کہا غلام اسوقت ہین ساتھ نہ چھوڑیگا کیا مجال کسیکی جو میری زندگی ہین باغ
کی جانب نگاہ کج سے دیکھ سکے غلام بخوبی خیال رکھیگا بلکہ عالم سے ہمین اچھی طرح اطمینان ہی
وہ عاشق ثابت قدم ہین صاحب جاہ وحشم ہین جسوقت دشمنان حضور پر کوئی افتاد پڑیگی وہ
فوراً جان دے دینگی فرماتی تھین کہ بھیجا کیا ہین خدانخواستہ گرفتار ہوکر جاؤنگی قید مصیبت کی
اٹھاؤنگی اپنے وارث کے ساتھ جان دونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی صاحبقران کرب
کو بڑھاکر سو قدم باغ سے آگے ٹھہرے مرکب کو روکا نیزہ گاڑ دیا انتظار آمد فوج شہنشاہ زرین علم
کر رہے ہین یہان جب شاہ مذکور مغرور تھوڑا سا راستہ طے کر چکا ساتھ والون نے عرض کی عیار
تو بھاگ گیا حضور ایک سوار کو روانہ کرین وہ دیکھے تو باغ کا کیا رنگ ہی اول تو سراسر خلاف
معلوم ہوتا ہی اگر شاید کسی لونڈی باندی نے ایسا کام کیا بھاگنے کی تدبیر ہو رہی ہوگی حمزہ کے کوئی
دس ہاتھ پانؤن ہین اُس روز کی مغلوبہ کا کیا ذکر بلاوجہ لڑائی ہوئی ہم دیکھتے تھے حضور نے طرح
دی تھی وہ باغی آپ سے کیا لڑ سکتا ہی بادشاہ کو یہ راے پسند آئی ایک سوار کو فوراً روانہ کیا سوار
نے آکر دیکھا صاحبقران زمان سو قدم آگے بڑھے ہوئے انتظار ہین فوج کے کھڑے ہین دروازے
پر باغ کے ہوشنگ نوجوان مثل فیل مست جھوم رہا ہی سوار بھاگا سامنے شاہ کے آیا عرض
کی ای شہنشاہ وہ جوان نامدار آمد فوج کے انتظار ہین باغ سے باہر کھڑا ہی بھاگنا کیسا یہ حال سنکر
سرداروں کے ہوش اُڑ گئے بادشاہ نے کہا یہ دون قتل اُس سرکش کے واپس نہونگا یہ کہکر
گھوڑا بڑھایا صاحبقران نے جو دیکھا کہ گرد بلند ہوئی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
پھریرون پر تعریف لقاے بیحیا مرقوم ہی صاحبقران کو قتل کرو گرفتار کرلو ہر طرف یہی دھوم ہی
بس صاحبقران نے مرکب بڑھایا نعرہ کرکے دریاے فوج ہین نہنگانہ غوطہ مارا تلوار چلنے لگی
ہوشنگ اپنے ساتھ والون کو لیکر شریک جنگ ہوا صاحبقران کو دیکھا پشت وپہلو سے
ہوشیار چہرے سے جلالت آشکار غول ہین کافرون کے لڑ رہے ہین مگر بادشاہ پر نگاہ ہی چشم زدن
ہین بڑھکر علمدار کو مارا علم فوج قلم کیا نشان شکست ظاہر ہوا ہوشنگ تعریفین کر رہا ہی کہ ای شہریار
ماشاء اللہ کیا جرأت ہی اس جنگ کے نشانہ لڑائی ہین کون آپکا ساتھ دے سکتا ہی صاحبقران

فرماتے ہین ای برادر اپنے کو بچاکر لڑو میرے قریب نہ آؤ یہ فرماتے ہوئے قریب شاہنشاہ زرّین علم بصد شوکت وحشم پہونچے للکارا شہنشاہ پلٹ پڑا امیر نے جھک کے سلام کیا کہا کیون حضور مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی حقیر کے قتل کرنے مین کیون کد ہوئی کیا نان ونفقہ نہین پہونچا اگر داماد کو قتل کیجئیے گا جوان بیٹی کو بیوہ بناکر بٹھائیے گا آپ کیسے جلاد ہین قول شاعرون کے نہین یاد ہین یہ ہندی کی مثل ہی بیٹی دیکر داماد کو مارے ٭ کوئی خطا تو ثابت کیجئیے اپنے داماد کا خون نہ سر پر لیجئیے شاہنشاہ زرّین علم غصے مین کانپا کہا حمزہ یہ کیا بیہودہ بکتا ہی کیسی بیٹی کہانکا داماد قبضہ پر ہاتھ رکھکر صاحبقران زمان نے فرمایا ہم صاحب تہذیب ہین بزرگ پر نہ ہاتھ اٹھائینگے جب آپکی بدعت سے مجبور ہو جائینگے اسوقت سمجھا جائیگا غصہ مین شاہنشاہ زرّین علم صاحبقران زمان پر تلوار کھینچکر جا پڑا امیر نے گرد اسپر کا اٹھایا مگر خیال ہی کہ اسکو زندہ گرفتار کرون بارھ بچاکر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ تکبیر کیا قاش زین سے اٹھالیا ہوشنگ قریب آیا گرد پھر پھر کے لڑنے لگا صاحبقران نے آواز دی شاہنشاہ اب کیا قصد ہی پکار اٹھا ای شہریار الامان امیر نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا شاہنشاہ قدمون سے لپٹ گیا امیر نے کلمہ زبان سے فرمایا شاہنشاہ زرّین علم بصدق دل مسلمان ہوا تمام افسران فوج حاضر خدمت ہوئے شرف اسلام سے مشرف ہوئے نوبت ونقارے بجاتا ہوا شاہنشاہ صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آیا وزیر اعظم سے اشارہ کیا اسنے ترنج خوشبو سینہ پر صاحبقران کے لگایا عرض کی اپنی دختر بلند اختر کو شاہنشاہ نے حضور سے منسوب کیا یہ کنیز واسطے ہاتھ دھلانے کے منظور ہو روح کو راحت قلب کو سرور ہوا امیر نے سر جھکالیا صاحبقران کے عقد کی تیاری ہونیلگی شہر کو آئینہ بند کرایا مہمان خانے آراستہ ہوئے منزلون شہرے ہوگئے کہ صاحبقران زمان کا عقد شاہنشاہ زرّین علم کی دختر ملکہ ماہ عالم افروز کے ساتھ ہوتا ہی امیر دربار مین جلوہ فرما ہین اسباب عیش ونشاط مہیا ساقی بچے حاضر ہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک عیار طرار خنجر گذار شعبان بن عمرو اپنا نام بتاتا ہی امیدوار باریابی ہی نام شعبان سنکر صاحبقران بیقرار ہوگئے لشکر ظفر اثر کا خیال آیا فرمایا جلد بلاؤ شعبان خنجر گذار سامنے صاحبقران نامدار کے آیا دعائے ترقی عمر ودولت

بجالایا صاحبقران نے فرمایا ای شعبان حال لشکر ظفر اثر و فرزندان نامور و خیریت پادشاہ جمجاہ جلد بیان کرو عرض کی کہ غلام دو ہفتہ سے لشکر سے جدا ہوا جب حضور زخمی ہو کر نکل آئے بادشاہ و جملہ سردار گھبرائے ہین برای تلاش سرکار دولتمدار نکلا قلعۂ ہوشنگ پر پتا ملا شکر ہی غلام نے حضور کو بخیر و عافیت دیکھا خیریت لشکر کا حال رای عالی پر بخوبی روشن ہی مقابلہ مین لقا الیاد دشمن ہی عدم موجودگی حضور مین نہین معلوم کیا فساد برپا کیا ہوگا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے ضرور آتا ہوگا صاحبقران گھبرا گئے کرسی جواہر نگار پر شعبان کو جگہ دی اُسی شب کو ساتھ ملکہ کے عقد کیا گوہر مراد حاصل ہوا ہوشنگ نوجوان کی شادی ساتھ پروین وزیرزادی کے کی بوقت سحر دربار مین شاہنشاہ کے تشریف لائے فرمایا اب ہمکو رخصت کیجئے حالات لشکر آپ نے سُنے دشمن ہر طرح سے مقابلہ ہی اب عرصہ ہونا بہت ناگوار ہی بہت جلد اپنے کو لشکر مین پہونچاؤن دو منزلہ سہ منزلہ کرکے جاؤن عرض کی غلام ساتھ چلیگا تا بہ قید حیات دامن دولت نہ چھوٹیگا ہوشنگ نے بھی یہی عرض کی قلعۂ آہن حصار و قلعۂ ہوشنگ پر ناظم مقرر کئے گئے سکہ بنام سعد بن قباد جاری ہوا صاحبقران نے شاہنشاہ کو تخت پر سوار کیا ہوشنگ نوجوان کو عہدہ سپہ سالاری ملا صاحبقران محل مین تشریف لے گئے ملکہ ماہ عالم افروز سے رخصت ہوئے ملکہ نے دامن صاحبقران تھام لیا عرض کی کنیز کو بھی ہمراہ لیجئے صاحبقران نے دامن سے اشک پاک کئے فرمایا ای ملکہ عالم انشاء اللہ جنگ طلسم ہوش ربا سے جب مہلت پائینگے تمکو ضرور بلوائینگے آخر ملکہ نے بجبر صبر کیا صاحبقران آنکھون مین آنسو بھرے باہر تشریف لائے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے مع پچاس ہزار فوج جرار طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے کوچ کیا طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے جاتے ہین دیکھئے کس وقت اپنے لشکر ظفر اثر مین پہونچین یہ حقیر سراپا تقصیر اذل کونین بے ہنر منشی احمد حسین متخلص بہ قمر اس حصہ جلد پنجم طلسم ہوش ربا کو اس مقام پر ختم کرتا ہی کہ بہ تعجیل تمام طبع ہو کر بملاحظۂ ناظرین والا تمکین و شائقین خوش [illegible] گذرے ان داستانہای رنگین کو بہ نظر اصلاح ملاحظہ فرمائین عیب کو اس ہیچمدان کے چھپائین

اشعار التماس مصنف قمر

	خطاکار ہون مین سیہ کار ہون	بدام جہالت گرفتار ہون
دل مضطرب اب نہین مطمئن	کہ آلودہ ہون سہو مین رات دن	تخلص اس عاصی کا گو ہی قمر
ولیکن ہی روشن کہ ہون بی ہنر	فقط غور سے جب کرین نکتہ بین	یقین ہی کہین آفرین آفرین

چھپائین کوئی عیب دیکھین اگر نویسم دگر قصۂ دلفریب	قمر پر کرین مہر کی سب نظم بگیرم ز عشاق صبر و شکیب

واضح ہو کہ شہسوار عرصۂ یکتازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی باغ سیماب سے طعن و تشنیع خواجہ عمرو بن امیہ سنکر اس حسرت مین ایک جانب چلا ہی کہ کسی مقام پر جاکر جان و ون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لون بعد مخفی ہونے شاہزادہ اسد کے خواجہ عمرو منفعل ہو کر تبلاش اسد نامدار چلے ہین صحراے ہول خیز و وحشت انگیز حوالی باغ سیماب مین برق و ضرغام کو زنبیل سے نکالکر غصہ مین حکم دیا کہ میرے پاس سے جاؤ یہ دونون بیچارے آفت کے مارے الگ الگ روانہ ہوے ہین طیمور سحر طراز براے مدد لقا گیا تھا واصل جہنم ہوا اب نامۂ لقا پاس افراسیاب جادو کے بھیجا ہی جو ساحر آئیگا اُسکا نام وقت پر لکھا جائیگا افراسیاب جادو باغ سیماب سے لوح طلسم لیکر طرف کوہ بلور کے جاتا ہی یہ حال بھی دائرۂ تحریر و تقریر مین آئیگا ملکہ مہرخ وغیرہ اپنے لشکر مین ہین مگر فراق اسد و عمرو مین بیقرار اشکبار ہین ماہ حیرت جادو و مصور صورت نگار عقب مین افراسیاب بدکردار کے طرف کوہ بلور کے جاتے ہین اِن سبکے حالات انشاءاللہ بحول قوت الٰہی حصۂ دوم جلد پنجم طلسم ہوش ربا مین بہ تصریح و تشریح گزارش خدمت والا ہون گے

قطعات تاریخ طبع اول

تاریخ و رسن عیسوی مصنف جلد ہذا ناظم و نثار بندۂ حقیر پرور دگار مصائب خوان شہسوار روش رسول الثقلین منشی میرزا احمد حسین روشن کُن بیاض سحر متخلص بہ قمر قطعہ تاریخ

لکھی یہ جلد پانچوین مین نے بصد نیاز	مدت سے شائقین کو تھا جسکا انتظار
کیونکر نہ سنکے غنچۂ خاطر شگفتہ ہو	بلبل ہزار جان سے فدا جسپہ بار بار
لڑیان ہین موتیون کی عبارت کا سلسلہ	کیا موج زن ہی طبع کا دریاے بیکنار
مضمون دلفریب ہین یا گل کھلے ہوے	باغ طلسم ہوش رُبا کیا ہی لالہ زار
ہو وجد بلبلون کو سنین گر یہ داستان	ہو طوطیان باغ فصاحت کو انتشار

ثناخوان پہ طائران خوش لحان کرین سکوت
سن سنکے جھومنے لگین اشجار باردار
تاریخ عیسوی کی اگر فکر ہی قمر
لکھدے دکھائی باغ فصاحت کی کیا بہار

قطعہ تاریخ شاعر شیرین سخن خوشہ چین باغ پنجتن محب آل رسول الثقلین میر شوکت حسین صاحب فضل و ہنر متخلص بہ سحر لکھنوی شاگرد جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس تاریخ ہذا در حروف منقوط مصرعہ آخر

نگاہ غور سے دیکھا جو یک بیک مین نے
نظر پڑی مجھے ہر اک طرف قمر کی ضیا
ہزار شکر چھپے جلد پنجمی دفتر
کہ جسکا چار طرف شور و غلغلہ ہی بپا
وہ چست فقرے وہ ہر جا عبارت رنگین
وہ بند و بست مضامین نو بصد زیبا
شگفتہ غنچہ خاطر ہوش لیقینون کا
نگہ سے دیکھ لے بلغ طلسم کی جو فضا
ہی خار باغیون کے دل کو رشک سے ہردم
مثال بلبل شیدا ہی مدح خوان دنیا
سحر نے لکھ کے یہ تاریخ کی جو گل چینی
حروف ہوگئے منقوط مثل گل پیدا
ندا فلک سے یہ ہاتف کی دمبدم آئی
کہ اب کھلا گل باغ بہار ہوشربا

قطعہ تاریخ دیگر میر شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

ضیائے طبع قمر سے بفضل رب انام
بطرز نو ہوئی یہ جلد پانچوین ترتیب
عبارت اسکی ہر اک عیب سے مبرا ہی
کہ جس مین آنے نپائی کسی جگہ تعقیب
وہ مبدل ہین یہ منشی کہ دھوم ہی انکی
وہ کون ہی جو نہین جانتا بعید و قریب
غضب کی سحر بیانی ستم کی ہی تحریر
یہ رنگ دھنگ تو بلبل کو بھی نہین ہی نصیب
ندا فلک نے یہ دی بہر سال سن لے سحر
طلسم ہوشربا کی جو داستان ہی عجیب

قطعہ تاریخ جناب فلک اساس میر ذاکر حسین صاحب متخلص بہ یاس لکھنوی شاگرد رشید جناب جلال

ہی ہوشربا طلسم جو ایک
شہرا جسکا کہ جا بجا ہی
لکھی گئی اسکی پانچوین جلد
مضمون ہی یا چمن کھلا ہی
کی صرف قمر نے وہ لیاقت
ہر ایک کی زبانپہ مرحبا ہی

شستہ ایسی لکھی عبارت — دریا گویا کہ بہ رہا ہی
منظور ہی یاسؔ سن جو اسکا — لکھو طبع قمرؔ کی کیا ضیا ہی

قطعۂ تاریخ ایضاً

ناظم و نثار ہی ایسا قمرؔ — داستان گوئی مین ہی جو لاجواب
ہی ہر اک جلد بیان کا بے نظیر — اُسکے معنی اور بھی ہین انتخاب
پانچوین یہ جلد ہی یا ہی طلسم — ہوش جسکے سُننے سے جائین شتاب
داستان گو کتنے ہی بنجائینگے — سیر سے اسکی جو ہونگے فیضیاب
یاسؔ نے لکھا یہ اسکا سال طبع — واہ یہ بیمثل و نادر ہی کتاب

قطعۂ تاریخ جناب حکیم سید ضامن علی صاحب فضل و کمال شاعر نازک خیال متخلص بہ جلال لکھنوی

نام اسکا ہی عجب ہوش رُبا — ہوش اڑ جاتے ہین جسے دیکھ سکلم
طبع کا سال ہی کیا خوب جلالؔ — دفتر ہوش رُبا ہی پنجم

قطعۂ تاریخ جناب میر محمد حسین صاحب رضوی متخلص بہ متینؔ شاگرد جناب سید محمد جعفر صاحب امید مرحوم و مغفور لکھنوی

ثنا یہ اسکی ہی جو خود بھی در یکتا ہی — مثال بحر طبیعت کو میری کیون نہو جوش
اُنھین کا نام ہی احمد حسین بھی مشہور — اُنھین کی نظم سے آتا ہی غافلونکو بھی ہوش
بنا دیا ہی تحیّر نے آئینہ سبکو — لکھی وہ نثر کہ ہین اہل نظم بھی خاموش
قمرؔ کلام مین تیرے ہی تازگی کیسی — اُڑے ہین رنگ کی صورت چمن مین پھولونکے ہوش
غرض یہ دیکھ کے حسن عبارت دلکش — متینؔ فکر مین تاریخ کے ہوا جو خموش
ندا یہ غیب سے آئی کہ لکھدے بے سر جہل — کہ جلد ہوش رُبا ہی رُبائے عقل و ہوش

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بے نظیر خوش تقریر سعید کومین جناب مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوشؔ

منشی احمد حسین صاحب فکر — قمر آسمان مجد و علا

زدو ترد داستان مرتب کرد	کہ صحیح ہست و نادر و زیبا
چو بخدمت نیاز دارد ہوش	بہر تاریخ طبع شد ایما
بہ سہ آرزو نوشتم سال	بحر حیرت فزاست ہوش ربا ۱۸۹۱ء

قطعہ تاریخ ایضاً

ابتو دکھلا رہا ہی نام خدا	طرفہ حالت طلسم ہوش ربا
سال تاریخ طبع لکھدا ی ہوش	جلد حیرت طلسم ہوش ربا ۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ ایضاً

عینا تحفہ نثر قمر روشن طبع	ارمغا نیست برای عقلای عالم
ہوش این مصرعہ تاریخ نوشت از پی نذر	طبع این قصہ شد ہوش ربای عالم ۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ ایضاً

تمام خدا وہ داستان گو ہین زمانے مین	کہ جنکی طبع مین دریائے سخن کی روانی ہی
لکھی ہی ہوش یہ تاریخ انکی نثر کی مین نے	عجب یہ داستان اردو تحریر کی نشانی ہی ۱۸۹۱ء

اصحاب رنگین طبع کی رائے انور پر ظاہر ہو کہ یہ تاریخون کی بوچھار صرف دلچسپی کی نظر سے ہی ورنہ ابھی کتاب کا خاتمہ ہنوز دہلی دور را اور اسیقدر حجم اُس دوسرے حصے کا بھی ہی بلکہ جلد پنجم کا یہ پہلا حصہ بعجلت نذر ناظرین ہوا ہی چونکہ جلد اول و دوم و سوم و چہارم کا ترجمہ و تدوین منشی محمد حسین جاہ صاحب نے مطبع کے واسطے کیا تھا پھر بعض اتفاقات سے جاہ صاحب کا تعلق مطبع سے منقطع ہوا اور چونکہ اِس حقیر ہیچمدان کی نثر خوانی و داستان سرائی تمام شہر مین زبان زد خاص و عام ہو رہی ہی اور تمام رئیسان عظام و شاہزادگان والامقام بعنایت رب الانام بہ تعریف تمام واقف و ماہر ہین بلکہ ہر شہر و دیار مین بفضل معبود نیاز مندے بہت شاگرد موجود ہین بسبب بذریعہ احباب کے میری رسائی مطبع تک باسانی ہوئی مالک مطبع قدرشناس جناب ذی خطاب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے کمال ذرہ نوازی فرمائی اور حقیر کی قدر بڑھائی اور اس کتاب داستان امیر حمزہ کی چار جلدون مذکورہ کے بعد باقی ہر سہ جلد پنجم و ششم و ہفتم تک کہ جہان کتاب پوری ہوئی ہی پورا ترجمہ و تکملہ کرنے کی خدمت

جب

مجھ خادم کے سپرد فرمائی اس نیاز مند نے بعنایت رب اکبر بہت خوب دلچسپ عبارات مین پوری انشاپردازی سے ہر ایک موقع پر دلاویز اشعار کے ساتھ لکھنا شروع کیا اور یہ خبر فاش ہوئی ہر ایک کی چشم انتظار نے اسطرف ٹکٹکی لگائی کہ دیکھیے کب تک جلد پنجم کا پورا اثر جمع ہو اور کب تک چھپکر نصیب ہو لہذا یہ راے نہایت مناسب قرار پائی کہ جلد پنجم کے دو حصہ کردیے جاوین کہ جب تک دوسرا حصۂ تیار ہو ناظرین پہلے حصہ سے دل بہلائین اور اب تو لفضلہ تعالی کل جلدین بہ احسن انتظام مرتب ہو کر مدت سے نذر ناظرین ہو رہی ہین اور کمال قدر دانی حضرات شائقین سے یہ جلدین مکرر طبع ہو گئین

فہرست داستانہاے جلد پنجم حصۂ دوم

مژدہ ای دل کہ گر باد صبا مے آید ۔ بد بد خوشخبر از شہر سبا مے آید

اشعار مصنف قمر

ہی شوق ماہرو کو ہمارے ستار کا ۔ تار شعاع مہر نمونہ ہی تار کا
ساقی پلادے جام مۓ خوشگوار کا ۔ آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
دل سے حضور کے نہین جاتین کدورتین ۔ اس آئینہ مین زنگ ہی برسے غبار کا
برگشتہ قسمتون کی نہین خاک کو بھی چین ۔ کھاتا ہی پیچ وتاب بگولہ غبار کا
دل کی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر ۔ ادنے نمونہ ہی یہ مرے اضطرار کا

حصہ دوم جلد پنجم طلسم ہوشربا کا آغاز کیا گیا ہی جسکا خلاصہ مضمون حسب ذیل ہی

یہ حصہ دوم اس مقام سے شروع ہوا کہ اسد بن کرب باغ سیماب سے آوارہ ہو کے پہونچنا شہر داؤدیہ مین دعشق ملکہ لالان خون قبا دختر خداوند داؤد سے وعیاری خواجہ عمرو یعنی خداوند مذکور کی صورت بنکر لوح لینا افراسیاب جادو سے عیاری کرنا ملکہ صورت نگار زوجہ مشہور نبیرہ سامری کا شاہزادہ اسد غازی پر اور گرفتار کرنا خواجہ عمرو کا زن وشوہر کو پھرانا افراسیاب جادو کا اور مقابلہ افراسیاب وکوکب وعیاری ملکہ صرصر شمشیر زن لینا لوح کا بشکل ملکہ مہ جبین پھر افراسیاب کا گرفتار کرنا شاہزادہ اسد وغیرہ کو سحر ملکہ بران وعیاری خواجہ عمرو وچالاک براے تلاش لوح جانا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا طلسم صندل پر وفتح طلسم مذکور

تابہ دربند مہرو ماہ جادو و حالات حصول لوح از شکم گاؤ آتش بار جادو اور دم دیگر شاہزادہ اسد کو لوح لینا اسکا رجادو کا ہنگامہ عظیم ہونا باغ مین ملکہ زیور محل نشین کے دعیاری خواجہ عمرو بشکل شاہنشاہ جنات اور لوح کا جانا شکم زمہریر جادو مین کہ جو دریاے نیل مین رہتا ہی و داستانہاے حجرہ ہفت بلا و دیگر داستانہاے متعلق جلد ہذا شائقین والاتمکین ان داستانہاے رنگین سے

حظ کامل اوٹھاینگے

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ خالق ارض و سماکہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ہر داستان ایک دریاے ناپیدا کنار ہی اور جسکے آٹھ دفتر ہین اور ہر دفتر کئی کئی جلدون مین ختم ہوا اور بعض جلد کے بھی بوجہ ضخامت بسیار کئی حصہ ہین اتنی بڑی داستان عظیم الشان کے ترجمہ و طبع کا بار مالک مطبع ہذا نے اپنے ذمہ لے لیا اور ہر شخص کم مایہ کو بھی کوڑیون کے مول مین اس گلستان ہمیشہ بہار کی سیر سے محظوظ کر دیا دفتر اول نوشیروان نامہ کی ہر دو جلد اور دفتر دوم کوچک باختر اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی ہر دو جلد کا ترجمہ ماہر شیرین زبان منشی شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے بکمال سلیس طبع کیا اور یہ جلدین طبع بھی ہو گئین۔ دفتر پنجم طلسم ہوشربا جو کل داستان امیر حمزہ کی جان ہی اور جسکی سات جلدین ہین اسکی اول چار جلدون کا ترجمہ شارسیہ مقال منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلدون کا ترجمہ استاد مسلم الثبوت منشی احمد حسین صاحب قمر سلمہ نے فرمایا ان ساتون جلد طلسم ہوشربا کا ترجمہ ان دونون عالیشان مترجمون نے بعبارت رنگین بشکل عبارت فسانہ عجائب کیا ہی فصاحت و بلاغت کا دریا بہا دیا ہی جو ملاحظہ سے متعلق ہی۔ اسی طلسم ہوشربا کی جلد پنجم اسقدر طولانی ہی جسکے دو حصہ مجبوری کرنا پڑے چونکہ حضرات شائقین کی قدر دانی سے یہ جلدین ہاتھون ہاتھ فروخت ہو گئین لہذا نوبت طبع مکرر کی آئی چنانچہ بفضلہ تعالی طلسم ہوشربا کی جلد پنجم کا پہلا حصہ ماہ دسمبر ۱۸۹۳ء مطبع نامی منشی نول کشور صاحب سی آئی ای۔ واقع لکھنؤ مین بار دوم طبع ہو کر سرور افزاے دلہاے مشتاقان ہوئی۔ باقی تین دفتر صندلی نامہ

تورج نامہ لعل نامہ کا بھی انصرام طبع ہو رہا ہی۔

بلغ و بہار - معروف بہ قصۂ چار درویش بالتصویر -
طلسم فصاحت - قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ -
آرایش محفل - قصۂ حاتم طائی بالتصویر از سید حیدر بخش -
ایضاً - بغیر تصویر حسب مراتب بالا -
داستان امیر حمزہ - بالتصویر ہر چہار دفتر سلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبداللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین -
مقتول جفا - معروف بہ فسانۂ عجائب آمود از حافظ امیر الدین -
نوطرز مرصع - از محمد عوض -
بستان حکمت - اردو ترجمۂ انوار سہیلی - مترجمہ فقیر محمد خان -
جام سرشار - بالتصویر مصنفہ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی مشہور مصنف فسانۂ آزاد و سیر کہسار جسنے ایک دفعہ اسکا مطالعہ کیا لطف مذاق خوبی و رنگینی عبارت کا مداح ہوا -
فسانۂ آزاد - کامل ہر چہار جلد مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در لکھنوی - تمام ہندوستانی ناولوں مین ایک پر لطف اور مشہور افسانہ ہے -
ایضاً - جلد اول حسب مراتب بالا -
ایضاً - جلد دوم حسب مراتب بالا -
ایضاً - جلد سوم حسب مراتب مذکورۂ بالا -
ایضاً - جلد چہارم حسب مراتب بالا -
طوطا کہانی - بالتصویر از سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر -

نوشیروان نامہ جلد اول -
کوچک باختر -
بالا باختر -
ایرج نامہ - جلد اول -
مہدی نامہ -
دوحۃ الابصار -
ضیاء الابصار -
شمس النہار -
مطلع الانوار -
خزینۃ الاسرار -
نور الانوار -
مشرق الآثار -
تفریح الاحرار -
قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ صاحب تخلص قیس -
ریاض تحقیق نادر - اردو شرح سکندر نامہ بری مصنفۂ ماہر علوم جناب مولوی عبدالمجید صاحب متوطن پیلی بھیت جامع و مکمل کوئی شرح ایسی تیار نہین ہوئی -
قصۂ زاہد شمسی مصنفۂ شیخ برہان الدین احمد
جادوئے مسحور - قصۂ عجیب از نواب محمد حیدر علیخان بہادر
ناٹک نل دمنتی - مولفہ منشی بناک پرشاد -
بھول بھلیان - مشہور شاعر شکسپیر کے ڈراما سریع الفہم اردو نثر ترجمہ ہر نمبر مطبع -
قصۂ قاضی جو جور - حمق و عقل کا امتحان -

اسرار الفاتحہ

یہ وہ نایاب تفسیر اس ہندوستان مین آنکھون سے دیکھنے کو ملی ہی جسکی قدر علماے پشاور سے پوچھیے جسکا اعزاز علماے کابل وقندہار و ماوراء النہر سے دریافت کیجیے۔ درحقیقت یہ تفسیران مدارک کا التقاط ہی۔ جو علامہ بحر العلوم نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی غیر معروف تفسیر اسرار مین مکنون تھی اور اُن جواہر کا انتخاب ہی جو علماے کبار و اولیاے عظام کے فیوض غیبی و حکمتہاے لاریبی کو امام نسفی رح نے میرانہ عبارت مین بیان کیا تھا کسی ذی علم نے آجتک اقرار نہ کیا کہ ہم اس پاک وحی قرآن کے جملہ علوم سے ماہر ہو سکتے ہین۔ بلکہ بحسب بیان صاحب اتقان و دیگر ائمہ کے سب کا اعتراف ہی کہ اس بحر ناپیدا کنار کے علوم واسرار اُسیقدر زیادہ تر کھلتے جاتے ہین جسقدر آدمی کو تقوی و تبحر بڑھتا جاتا ہی اور اُسی قدر وہ زیادہ اپنی جہالت کی قدر جانتا ہی جسقدر بحر ناپیدا کنار کا جلوہ نظر آتا ہی۔ بے شک یہ عجیب تفسیر تصوف و حکمت کے ساتھ جامع ظاہر تفسیر ہی مطبع کو ایک نسخہ نعمت غیر مترقبہ تلاش سے ملا۔ یا یون کہیے کہ جناب مولانا خیر محمد پشاوری نے عمدہ نایاب ہدیہ دیا۔ یہ صرف ایک ہی نسخہ پہونچا۔ اور سنا جاتا ہی کہ بعض کتب خانجات امرا مین دوسرا نسخہ بھی موجود ہی۔ کیا خوب ہوتا کہ اہل ریاست بذات خود ان علوم نایاب کی اشاعت پر توجہ فرماتے خوب ہوتا کہ اہل دولت ایسے جواہر بے بہا کو خرید فرماتے تاکہ اُنکا نام نامی بھی تا قیامت صفحہ ہستی پر نیک یادگار قائم رہتا۔ اور آخرت کی بیشمار نعمت سے خود سرفراز ہوتے۔ الغرض یہ گوہر گرانمایہ تمام کوشش کے ساتھ کاتب جواہر رقم سے لکھوایا گیا اور پوری حفاظت سے باراول بپیمانہ ۱۱+۹ پر طبع ہوا۔ ۵۳۴ صفحہ یعنی ۳۳ جزو

سواطع الالہام یعنی بے نقط تفسیر قرآن

اس نادر تفسیر کا تذکرہ حلقۂ طلبہ و مجمع علما مین عجیب غرابت سے مشہور ہو رہا تھا۔ مدتون اسکی داستان سننے سے ہر شخص بہمتن اشتیاق ہو گیا تھا۔ اگر کسی عالم کے پاس کسی سورہ کی تفسیر بے نقط ہوتی تھی تو اسکو ایک گوہر نایاب کی طرح رکھتے گویا ایک عجیب شے تھا کہ اُسکو کبھی کبھی نکال کر زیارت کرتے۔ فی الواقع ایک کان علم اور صنعت اعلی ہی شہنشاہ اکبر ہندوستان نے اسکے مؤلف علامہ ابو الفیض فیضی کو اگر تاج کرامت واعزاز سے سرفراز کیا تو بہت بجا تھا۔ اور بقول مشہور (ولی را ولی میشناسد) ہر عالم و ادیب کا اسکے جوہر پر فریفتہ ہونا لائق تھا۔ بحمد اللہ کہ مطبع اودھ اخبار کو اسکا نہایت خوشخط و صحیح نسخہ دستیاب ہوا اور نہایت اہتمام سے جواہر رقم کتابت اور نفیس کاغذ پر اسکو طبع کیا۔ پیمانہ ۱۲+۸ پر (۸۴۷) صفحات یعنی ۱۰۶ جزو کلان مین۔ اور قیمت مقررہ اسکے مقابلہ مین گویا مفت۔

جواہر غیبی

یہ اسم بامسمی کتاب مذاق تصوف مین نایاب مولفہ حضرت سید مظہر علی شاہ اکبر آبادی قدس سرہ ہی۔ عجیب رتبہ کی کتاب ہی جسمین ابتدا سے انتہا تک کا طریق سلوک مع عجائب تحقیقات مذکور ہین جنھون نے اُسکو دیکھا وہ والہ وشیدا ہین۔ اور جو محروم ہین افسوس کرینگے۔

श्री